طلسم ہوش ربا
جلد دوم
خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری۔ پٹنہ

# طلسم ہوشربا

جلد دوم

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

تقسیم کار :

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025

صدر دفتر :

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025

شاخیں :

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی 110006

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، پرنسس بلڈنگ، بمبئی 110003

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، یونیورسٹی مارکٹ، علیگڑھ 202001

اشاعت : ۱۹۸۸ء

قیمت : ستّر روپے

برٹی آرٹس پریس (پروپرائٹرز مکتبہ جامعہ لمیٹڈ)، پٹودی ہاؤس نئی دہلی سے طبع ہوا

# پیشگفتار

داستان امیر حمزہ صاحبقران،
جس کے آٹھ دفتر ہیں۔ دفتر پنجم
طلسم ہوشربا
جو کل داستان امیر حمزہ کی جان ہے
اور جس کی سات جلدیں ہیں
اس کی اوّل چار جلدوں کا ترجمہ منشی محمد حسین جاہ مرحوم نے
اور آخری تین جلدوں کا ترجمہ منشی احمد حسین قمر نے فرمایا

——— طلسم ہوشربا (طبع سوم)، ج ۱، خاتمۃ الطبع از مطبع، ۹۹۳

آٹھ دفتروں کی چھیالیس جلدوں پر مشتمل تقریباً پچاس ہزار صفحات پر پھیلی داستانِ امیر حمزہ کا یہ پانچواں دفتر ’طلسم ہوشربا‘ جو قریب دس ہزار صفحات پر پھیلا ہوا اردو زبان کا طویل ترین نثری شاہکار ہے جسے اردو کی اپنی چیز اور خالص تصنیف ہونے کے باوجود اس کے لکھنے والے (کبھی کبھی بہک جانے کی بات اور ہے!) خاکساری اور انکساری سے ترجمہ ہی کہتے رہے!! اور جو ۱۹ویں صدی میں اس طویل داستانی سلسلہ کی شائع ہو کر منظرِ عام پر آنے والی پہلی کتاب ہے، پیشِ خدمت ہے۔

طلسم ہوشربا، جس کا محض نام ہی ہمیں یکایک ایک طلسمی دنیا میں لے جاتا ہے، اس معنی میں اردو نثر کا شاہکار ہے کہ اردو میں اتنے وسیع اور متنوع پیمانہ پر نثر کا ’’کمال‘‘ کسی دوسری جگہ نہیں ملتا ——— اور نہ اتنے بڑے پیمانے پر رزم (= حمزہ وغیرہ)، بزم (= عاشقی وغیرہ) اور عیاریاں (= عمرو وغیرہ) کہیں اور مل سکیں گی۔

آٹھ دفتری داستانِ امیر حمزہ کے اس پانچویں دفتر یعنی ’طلسم ہوشربا‘ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ داستان کے بقیہ سات دفتروں کی تو تھوڑی بہت فارسی بنیادیں مل جاتی ہیں ——— لیکن دفترِ پنجم یعنی طلسم ہوشربا خالص ہندوستانی تخلیق ٹھہرتی ہے اور اس لحاظ سے ہندوستان کو اردو زبان کا ایک نادر تحفہ جس کا پہلا ڈھانچہ سن ستاون سے قبل رام پور میں میر احمد علی نے کھڑا کیا، اور جسے ان کے بعد اگلی پیڑھی کے انبا پرشاد (شاگرد میر احمد علی) نے اس سماعی روایت کو اور مضبوط کیا اور پھر ان کے بیٹے غلام رضا نے ’سمع‘ کو ’بصر‘ میں ڈھال کے سنی جانے والی داستان کو پڑھی جانے والی کتاب میں ڈھال دیا جو چودہ جلدوں میں ’غیر مطبوعہ‘ رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے۔

طلسم ہوشربا اصلاً سات یعنی آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے (کہ جلد ۵ کے دو حصے ہیں) اور دو جلدیں مزید ’بقیہ طلسم ہوشربا‘

کی آئیں، اس طرح اس کی کُل دس جلدیں ہوتی ہیں۔ گویا پوری ۴۶ جلدی داستان حمزہ کہ دوتہائی ایک چوتھائی سے کچھ ہی کم حصّے پر ہوشربا حاوی ہے۔ یہ دو داستان گویوں کا کارنامہ ہے: محمد حسین جاہ نے اولیں چار جلدیں لکھیں، احمد حسین قمر نے بقیہ ساری جلدیں تمام کیں۔
یہ داستانیں لکھی بعد میں گئیں، سنائی پہلے! اس لیے لکھت میں آنے سے قبل ہی مشہور ہو جاتیں! اور لکھ جانے کے بعد بھی سنائے جاتے میں
زیادہ فرق نہیں آیا۔ داستان امیر حمزہ، اور اس داستانی سلسلے کی اہم ترین کڑی طلسم ہوشربا کو، اردو میں جتنا پڑھا گیا، اور جتنا سنا گیا، اردو کی کوئی اور تخیل تخلیق، اس اعتبار سے، اس کے نصف قد کو بھی نہیں پہنچی۔ عوام الناس سے لیکر نوابوں اور بادشاہوں تک، غربا سے امرا تک، شعرا اُدبا تک (مرزا غالب بھی!)، سب اس کی زلف کے اسیر تھے! پہلی جنگ اور پھر دوسری جنگ عظیم تک یہ محیط کُل کی روایت کسی نہ کسی طور جاری رہی اگرچہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے درمیانی عرصے میں گھٹیا درجہ پر ندیم صہبائی فیروزپوری کا، "اونچے درجے پر ظفر عمر (بہرام کی گرفتاری، نیلی چھتری وغیرہ) اور خالص ترجمے کے درجہ پر تیرتھ رام فیروزپوری خاموشی سے طلسم کی جگہ لیتے چلے گئے!
فرصت اور مہلت کے اوقات سکڑ رہے تھے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سننے سنانے سے زیادہ اب پڑھنے کا دور حاوی آچکا تھا۔
تاہم وہ کرشمہ زنبیل، اور سحر طرازیاں، وہ تخیل کی آزاد اڑان، وہ نیکی اور بدی سے ملی جلی زندگی کا تنوع اور اس میں ہیرو کی حیرت ناک غیر معمولی بہادری اور ذہانت اور ان کے بلند بالا علی ترین کامرانی ـــــ اس سب کو دیکھنے کی خو تھی ہی: وہ داستان امیر حمزہ نہ سہی تیرتھ رام فیروزپوری کے اسرار دربار حسن اور گردش آفاق کا مترجم سلسلہ بھی ابہرام کے کارنامے ہی سہی! وقت سکڑ رہا تھا اس کے ساتھ ہم بھی سکڑ تا رہا۔ یہاں تک کہ آزادی کے بعد وہ سیل بیکراں 'جاسوسی دنیا' اور 'طلسمی دنیا' جیسی جوئے کم آب میں سمٹ آیا۔ 'طلسمی دنیا' مقبول نہ ہو سکا کہ وقت جو بدل چکا تھا اس کا اندازہ اس کے سنبھالنے والوں کو نہ ہو سکا۔ 'جاسوسی دنیا' البتہ اتنا ہی مقبول رہا جیسا اپنے زمانے میں طلسم ہوشربا تھا، اور یہ مقبولیت اس درجہ پر رہی کہ ابن صفی کے انتقال کو کئی سال گزر گئے لیکن پھر بھی 'جاسوسی دنیا' ابھی ایک دو سال قبل تک اسی پابندی کے ساتھ ماہنامہ کی شکل میں پرانے شماروں کو چھاپتا اور دھوم دھام سے فروخت ہوتا رہا ہے ـــ
اور سرحد پار سند مقبول ڈائجسٹ 'جاسوسی دنیا' کی پوری پوری کہانیاں لیے یہاں تمام دکانوں پر قسط وار دیتے رہتے ہیں۔ کسی نہ کسی طور تحیر زائی اور اس میں انسانی دلچسپی اسی طرح سے نئے نئے نقش بناتی رہی ہے!
ہندایرانی کلچر کی جو باقیات، بیسویں صدی کے اوائل تک جتنی اور جس حد تک محفوظ رہ گئی تھیں، ہوشربا میں اس کلچر کے تقریباً ہر پہلو کی جھلکیاں مل جاتی ہیں۔ یہ کلچر جو ہند آریائی تہذیب کے دو دھاروں ملن تھا۔ عیسیٰ سے گیارہ بارہ سو سال پہلے کا دھارا اور عیسیٰ سے گیارہ بارہ سو سال بعد کا دھارا: جن دونوں نے اپنی اپنی حسین ترین روایتوں کو ہم آمیز کر کے دنیا کی ایک تشکیل ترین تہذیبی آمیزہ کو جنم دیا ہوشربا میں عالمی تاریخ و تہذیب کی اس خوبصورت یادگار کو بڑی تفصیل سے دیکھا جا سکتا ہے۔
اس دور کی تہذیب، سماج، اور زبان، ان تینوں کے مطالعہ کے لیے ہوشربا ایک قیمتی خزانہ ہے۔

○

طلسم ہوشربا کا رشتہ اردو داستان کے رشتے سے فارسی داستان امیر حمزہ صاحبقران (= قصۂ امیر حمزہ = حمزہ نامہ = رموز حمزہ = اسرار حمزہ) سے جوڑا جاتا ہے جو روایتہً تو فیضی کی طرف منسوب کی جاتی رہی ہے لیکن جو داستانؔ فیضی سے قبل ہمایوں (م ۹۶۳ھ) کے عہد میں بھی موجود تھی اور اس دھوم دھام سے موجود تھی کہ ہمایوں نے اس عہد کے بہترین ایرانی فنکاروں کو اُسے مصور کرنے پر مقرر کیا۔ اور پھر اکبر کے عہد میں یہ کام انجام کو پہنچا (اس مصور حمزہ نامہ کے منتشر اوراق چند سال قبل آسٹریا سے طبع ہو چکے ہیں۔ یہ اشاعت صرف تصاویر پر مشتمل ہے، اور متن سے عاری ہے) مصوری پر جو مواد سامنے آیا ہے اس میں آسانی سے یہ تذکرہ مل جاتا ہے۔ اکبر کے عہد میں مغل مصوری اپنے عروج کو پہنچی ہوئی تھی ہندستانی اور ایرانی مصوروں کی فوج مصوری نے جو شاہکار تخلیق کر رہے تھے ان میں حمزہ نامہ بھی شامل ہے۔ اور ان میں خدابخش لائبریری کا تاریخ خاندان تیموریہ کا مصور نسخہ بھی شامل ہے جو مصوری کی دنیا کا تاج محل کہلاتا ہے ——— یعنی قدیم زمانے کے حمزہ نامہ کو اکبر کے عہد میں بس مصور کیا گیا! اور یہ جو فیضی کا نام بار بار اس کے مصنف کی حیثیت سے آ رہا ہے تو یہیں ممکن ہے کہ جس طرح تاریخ خاندان تیموریہ میں قدیم تر تاریخوں سے مدد لیکر تاریخی متن بھی شامل رکھا گیا اسی طرح حمزہ نامہ کو دوبارہ لکھا گیا ہو اور لکھنے میں فیضی شامل رہے ہوں۔ بہر حال جس داستان کو عہد ہمایوں میں حاصل ہو جائے، تو وہ جو ایک دوسری روایت کے مطابق سے عہد تغلق کی چیز کہی گئی ہے، اور ایک تیسری روایت کے مطابق عہد غزنوی کی چیز ——— تو کوئی عجب نہیں کہ یہ پیچ اتنی ہی قدیم رہی ہو۔ فی الحال تو بس اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ خدابخش لائبریری میں ایک داستان فارسی میں زبدۃ الرموز کے نام سے موجود ہے جس کے مؤلف حاجی قصہ خواں ہمدانی نے ۱۰۲۲ھ/۱۶۱۳ء میں ——— حیدرآباد پہنچ کر اسے عبداللہ قطب شاہ کے لیے لکھا ——— لکھتے وقت ہمدانی کے پاس داستان حمزہ کے کئی نسخے تھے جن میں ابوالمعالی نیشاپوری، جلالی بلخی، اور سلطان حسین تنائی کے فارسی ورژن قابل ذکر ہیں۔ یعنی داستان کے متعدد نسخے ۱۶۱۳ء سے قبل بھی موجود تھے۔

داستان امیر حمزہ فارسی میں جو بھی تھی ہے ایک جلد میں یا چھوٹی چھوٹی دو جلدوں میں دستیاب ہے۔ اردو میں بھی یہ داستان فورٹ ولیم کالج کے توسط سے، خلیل علی خاں اشک کے قلم سے (۱۸۰۱ء) ایک ہی حصہ میں آ گئی۔ نصف صدی بعد امان علی خاں غالب لکھنوی نے (۱۸۵۵ء میں) اپنا ورژن اردو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اسی آخر الذکر کو یا دونوں ورژنوں کو سامنے رکھ کر مطبع نولکشور نے عبداللہ بلگرامی کے قلم سے تیسرا ورژن (۱۸۷۱ء) پیش کیا جو معمولی ترمیموں کے ساتھ پہلے سید تصدق حسین

---

۱۔ رموز حمزہ تہران سے بھی شائع ہوئی اور نولکشور سے بھی۔ حال ہی میں تہران سے قصہ حمزہ یا حمزہ نامہ بھی امیر جعفر شعار، [illegible] کی دو جلدوں میں شائع ہوا ہے، جو ایک قدیم نسخے کے مطابق ہے۔ تہران سے ۱۳۴۷ھ میں سات جلدوں میں چھپا (خدابخش کیٹلاگ ۸/۱۰۱) خدابخش کیٹلاگ کو غلط فہمی ہوئی، یہ سات جلدیں نہیں سات حصے تھے جو دو جلدوں میں سما گئے ہیں۔

رضوی ایڈیشن (۱۸۸۷ء) کی شکل میں، اور پھر آخری بار عبدالباری آسی (م ۱۹۴۵ء) ایڈیشن کی صورت میں سامنے آیا۔

پنچ تنتر، کلیلہ و دمنہ، انوار سہیلی اور الف لیلی کے نمونے سامنے تھے ہی؛ کہانی میں کہانی سننے کے لیے داستان طرازی کا مزاج کافی تھا۔ محلوں کے تھکے ہارے مکینوں کو اپنی آنکھیں تھکانے اور اپنا ذہن خرچنے کی کیا ضرورت، جب وہ کسی دوسرے کی زبان اور ذہن کچھ دیر کے لیے خرید کے ایک داستان سن کے خواب خرگوش میں چلے جاتے تھے۔ محلوں سے ہوتی یہ داستانیں شدہ شدہ گلیوں اور گھروں تک پہنچ گئیں اور داستان گو اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں طبقوں کے مذاق کا خیال رکھتا ہوا کلی پھندنے لگاتا چلا گیا، تاہم یہ کہنے اور سننے کی حد تک محدود داستان سننے سنانے میں ایک محفل یا ایک شہر تک محدود رہتی؛ مطبع والوں نے اندازہ لگایا کہ انھیں چھاپ دیا جائے تو اس میں دلچسپی لینے والوں کا جو وسیع تر متوقع حلقہ موجود ہے اُسے اس کی من چاہی چیز ملے گی تو وہ اس کا بہتر بدل دے گا (جس پر دنیا چل رہی ہے یعنی مالی منفعت!)۔ چنانچہ داستان گویوں کو داستان نویسوں میں تبدیل کر دیا گیا اور داستان امیر حمزہ کی مختصر سی ایک* جلد ۴۶ ضخیم جلدوں میں ڈھلتی چلی گئی۔ داستان گو (جو اب داستان نویس تھے) اُسے ترجمہ بھی کہتے رہے (کہ رشتہ ماضی سے رکھنا اس عہد کا شیوہ تھا) تصنیف بھی (کہ واقعۃً تو یہ تصنیف ہی تھی!)۔

○

طلسم ہوشربا تصنیف ہے ترجمہ نہیں: طلسم ہوشربا، داستان امیر حمزہ کا ایک حصہ بتایا جاتا ہے۔ اور خود داستان ——— ایک قدیم فارسی قصہ داستان امیر حمزہ سے ماخوذ بتائی جاتی رہی جبکہ ——— کوئی ایسی قدیم فارسی داستان امیر حمزہ دستیاب نہیں، موجودہ ضخیم داستان امیر حمزہ اردو جس کا ترجمہ قرار دی جا سکے ——— اور کوئی فارسی یا اردو داستان امیر حمزہ ایسی موجود نہیں کہ طلسم ہوشربا جس کا ترجمہ کہی جا سکے بجز اس کے کہ داستان امیر حمزہ اردو اس نام کی قدیم فارسی داستان کا چربہ ہے یا اسے اپنا سرچشمہ بنایا ہے ——— اور طلسم ہوشربا قدیم داستانی یا اردو داستان سے مستفاد ہے تو محض اس حد تک کہ ناموں میں خاصا اشتراک ہے اور کارناموں میں بھی جا بجا اشتراک ہے۔

دراصل اردو والوں نے عظیم تر ادبیات فارسی سے ناتا جوڑنے کی کوشش میں یہ کہنے میں فخر محسوس کیا کہ وہ طلسم خود تصنیف نہیں کر رہے، بلکہ داستان کے ایک اسی نام کے حصے کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ تاہم چونکہ یہ امر خلاف واقع تھا اس لیے ایک ہی سانس میں اسے ترجمے کے ساتھ تصنیف بھی قرار دیتے ہے۔ اس میں ان طلسم کاروں کے ساتھ مطبع کے کارپردازوں اور مالکوں کو بھی برابر کا یا کچھ زیادہ ہی دخل رہا جنھوں نے اسے بھی اپنی بزنس یا تجارتی گر کا حصہ جانا کہ فارسی والوں سے رشتہ ظاہر کیا جاتا رہے کہ انیسویں صدی کے اواخر تک ہمارے ذہن میں وہ عظمت نہیں تھی جو فارسی کے نام سے وابستگی میں پیدا ہو جاتی تھی۔ ورنہ یہ سب کیا تھا کہ تسلسل

کے ساتھ، بلکہ نعتی اصطلاح میں تواتر کے ساتھ، یہ روایت لکھنؤ اور دہلی دونوں میں عام ہے کہ بڑے داستان گو لکھتے نہیں تھے سناتے تھے ـــــ لکھنے والے کاتب، اسے سن کے لکھتے جاتے تھے۔ اور پھر جب کچھ چھپ کر آتا تھا تو مصنف پوری خاکساری سے اور طابع پوری تاجرانہ دانشوری کے ساتھ اس کارنامے کو تصنیف کے ساتھ ساتھ 'ترجمہ' بھی لکھ دیتا تھا۔

تصنیف کو ترجمہ کہہ کر پچھلوں سے رشتہ جوڑنے کی کوشش دراصل اس وقت کی ایک اہم قدر کا شریفانہ اظہار بھی کہ کسی سے کچھ لو تو احسان کا تقاضا ہے اس سے زیادہ بتاؤ جتنا اس کا حق ہے۔ اگر پچھلوں نے کوئی طلسم ہوشربا لکھی تھی تو وہ اگلوں کے لیے انسپریشن تو بہر حال بنی: اس کے کردار لیے، اس کے عیار لیے، اور بھی کچھ باتیں آٹے میں نمک کے طور سے لے لیں۔ اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ اصل ۲۵ صفحے کی داستان ترجمے میں نو دس ہزار صفحوں پر پھیل گئی۔ اگر خیال اصلاً پیشرو کا ہے تو اس پر چاہے ایک پوری عمارت کی تعمیر ہو جائے، عمارت کا نام اس خیال آفریں کے نام پر ہی رہے: ایسی قدریں، اب اس عہد میں، جب پیشروؤں کے پورے پورے افکار بس روا اپنے ناموں میں ٹانک لیتے ہیں، سمجھ میں آ بھی تو نہیں سکتیں!

جن پیشرو داستان نویسوں کے نام طلسم ہوشربا کے 'مترجم مصنفوں' نے لکھے ہیں وہ پرانے زمانے کے فیضی اور نئے عہد کے انبہ پرشاد، غلام رضا اور میر احمد علی ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ میر احمد علی اور انبہ پرشاد کی روایت سے انبہ پرشاد کے بیٹے غلام رضا کی تصنیف کردہ طلسم ہوشربا چودہ جلدوں میں طلسم باطن ہوشربا اور طلسم ہوشربا سے باطن کے نام سے رام پور میں مخطوطے کی صورت میں محفوظ ہے ـ یعنی اردو میں یہ داستان ایسی ہی ضخامت کے ساتھ قبلاً وجود میں آ چکی تھی۔ لیکن جس طرح ان لوگوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا سرچشمہ بنایا تھا، مطبوعہ طلسم ہوشربا کے مصنفوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا ماخذ قرار دیا، یہ اور بات ہے کہ دونوں کا سرچشمہ یا ماخذ محض ایک خیالی وجود ہے یا فیضی کا ایک فرضی نقطہ جو زیادہ سے زیادہ پھیل سکا تو نیشنل لائبریری کے بوہار کلیکشن کے 'نقد فیلسوف' تک جسے فہرست نگار (عبدالمقتدر) نے ہوشربا کا ماخذ ٹھہرایا، جو صحیح بات نہیں!

داستان امیر حمزہ، رموز حمزہ، قصہ امیر حمزہ، اسمار الحمزہ، حمزہ نامہ، زبدۃ الرموز کہیں بھی طلسم ہوشربا کا نشان نہیں تھا۔ دراصل یہ فارسی میں تھی ہی نہیں۔ سب سے پہلے تو میر احمد علی اور میر قاسم علی اور ان کے شاگردوں نے اردو ہی میں لکھا۔ یہ اس کا پہلا نقش تھا، رام پور میں یہ داستانیں ۱۸۴۰ء - ۱۸۶۵ء کے درمیان لکھی گئیں، جو نولکشور سے قبل کی بات ہے۔ خود احمد حسین قمر نے اس کا اعتراف کیا ہے (ہوشربا ۵: ۲/۲۷۶) کہ مصنف اول احمد علی ہیں۔

○

وہ مشہور روسی حکایت آپ تک بھی پہنچی ہو گی جس میں مہم جو جب ساری منزلیں سر کر کے اس چٹان تک پہنچ جاتا ہے جہاں

اب وہ بسہولت اپنا نام لکھ کر بقائے دوام کی ضمانت حاصل کر سکتا ہے تو اسے وہاں یہ لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ ناموں کے لیے مخصوص ساری جگہ بھر چکی ہے اب مزید گنجائش نہیں۔ لکھنا چاہو تو بیشک لکھ سکتے ہو لیکن بس آخری نام کھرچ کے! اس ہدایت نامہ میں یہ بات محذوف تھی کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری ہے گا کہ تمہارے بعد آنیوالا بالکل اسی طرح تمہارا نام کھرچ کے اپنا نام لکھتا جائے گا اور اس کے بعد اس کا نام کوئی اور کھرچے گا اور اس کے بعد... ۔

ہماری اقدار ایک ایک کرکے ریزہ ریزہ بکھر رہی ہیں ۔ ایک اعلیٰ قدر کبھی یہ بھی رہی تھی کہ گزرے ہوؤں کے نیک نام کو ضائع نہ کرو (نام نیک رفتگاں ضائع مکن) شعر کے دوسرے حصہ میں ایک لالچ بھی دیا گیا ہے (کاش نہ دیا گیا ہوتا!) کہ جانے والوں کا نام قائم رکھوگے تو آنے والے تمہارا نام بھی بچالیں گے (تا بماند نام نیکت برقرار) اقوام متحدہ کے سربراہ اور عظیم صوفی ہیمر شیلڈ کی وہ دلدوز چیخ آج بھی کانوں میں گونج رہی ہے کہ آخر نام میں کیا رکھا ہے! آخر ہم سب کیوں یہ کوشش کیا ہے، کہ جب ہم دنیا سے گزر جائیں تو زندوں کے خیالات بار بار ہمارے نام کے گرد گھومتے رہیں! ہمارا نام اپنے نام ابدیت سے تو ہم بچ ہی نہیں سکتے۔ ہماری زندگی اور ہمارے اعمال کے نتائج کبھی بچے تو نہیں جاسکتے! نہ انھیں امتیاز یا نشانات ملنے سے روکا جاسکتا ہے!! وہ عزت کا باعث ہوں یا شرمندگی کا!!!

کسی گزرے ہوئے کا نام ضائع مت کرو، کوئی پچھلا نام کھرچو مت، مت کھرچو'
کہ تمہارا نام وہاں آجائے! بالآخر تو تم بھی کھرچ دیے جاؤ گے!!

کتنے ہی معاملوں میں ہمارے پیشرو ہم سے بہت بڑے تھے زیادہ خوش نصیب تھے، (مثلاً یہی کہ ان کے پاس وقت بہت تھا) طلسم ہوشربا کا خصوصاً اور داستان امیر حمزہ اور بوستان خیال وغیرہ کا عموماً جیسا تفصیلی مطالعہ ان لوگوں نے کیا اور اپنے مطالعہ کے جو نتائج قلمبند کیے وہ آج بھی اہمیت رکھتے ہیں۔

ان داستانوں کا دور بظاہر گزر چکا۔ ہمارے ہمعصروں میں بس شاید دس پندرہ لکھنے والوں نے یہ داستانیں الف سے یے تک پڑھی ہوں! اتنا ہی بہت ہے ہمارے لیے کہ کسی نے بھی 'ادب دوستی' میں اتنی فرصت تو نکالی! اور، شکر گزار ہونا چاہیے ہمیں ان محسنوں کا' جنھوں نے ہم پر روشن کیا کہ چالیس پچاس ہزار صفحات پر پھیلے ہوئے ان 'خاکساران جہان' فنکاروں کو حقارت سے نہ دیکھیں، کون جانے کب اس گرد میں سے کسی سواد کسی 'شہسوار' کا چہرہ چمک اٹھے!

قبلاً کوئی کسی موضوع پر اچھا کام کر چکا ہو تو اس سے بہتر خراج تحسین اور کوئی ہے بھی نہیں جس کی طرح ہم نے ڈالی ہے! اس طور پر کہ پیشروؤں نے فن داستان گوئی پر، داستان امیر حمزہ پر اور خصوصاً طلسم ہوشربا پر جو کچھ لکھا ہے اس کا متعلقہ حصہ طلسم ہوشربا کے اس خدا بخش ایڈیشن کے ساتھ اقتباساً یکجا کر دیا جائے: پہلے تنقیدی اور تحسینی تحریریں ہوں جس سے

قاری موضوع سے قریب ہوتا چلا جائے؛ درمیان میں 'برزخی' تحریریں ہوں' جن میں تحسین کے ساتھ تحقیق بھی جڑی ہوئی ہے؛ اور آخر میں خالص تحقیقی تحریریں!

سو' یہ تحسینی' تنقیدی اور تحقیقی تحریریں مصنفوں کیلئے شکر گزاری کے ساتھ مقدمۂ طلسم ہوشربا کے طور پر پیش کی جا رہی ہیں۔

○

تہذیب' سماج اور زبان ـــــ تینوں کے مطالعہ کے لیے طلسم ہوشربا ایک اہم ماخذ ہے۔ تہذیب اور سماج کو آپ خود تلاش کریں' کچھ ہم مدد کرتے ہیں!

زبان ایک سماجی عمل بھی ہے' تہذیبی وسیلۂ اظہار بھی۔ اس کے پیش نظر لغظیات کی شکل میں بازیافت کی ایک کوشش کی گئی ہے؛ یہ فرہنگ نہیں؛ یہ فرہنگ کا بدل بھی نہیں ہے۔ یہ صرف جاتے ہوئے زمانے کو لفظوں کے واسطے سے اسیر کرنے کی ایک آرزو ہے جسے صفحہ صفحہ اور سطر سطر تلاش کر کے یکجا کر دیا گیا ہے کہ ان لفظوں' محاوروں' اصطلاحوں اور استعمالوں کے آئینہ میں بیسویں صدی کے اوائل تک کا رواج عام اور اس کے توسط سے' ممکن حد تک' وہ تہذیب اور سماج سامنے آ جائے جسے تاریخ سے زیادہ معتبر اور بے سیل صورت میں ادب محفوظ رکھتا جاتا ہے! لغظیات طلسم ہوشربا کو مقدمۂ طلسم ہوشربا کی مانند مستقل بالذات الگ جلد کی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے اس امید کے ساتھ کہ یہ دونوں ساتھی جلدیں اپنی حقیر جسامت کے باوجود متن کی دیو قامت جلدوں کے مطالعہ کی راہیں روشن کرنے میں معاون ہوں گی۔

ـــــــــ • عابد رضا بیدار

# ترجمہ
# جلد دوم طلسم ہوش ربا

منجملہ ہفت دفتر

# داستان امیر حمزہ صاحبقران

جسکو

عندلیب خوش الحان گلزار سخندانی طوطی شکرفشان شکرستان جادو بیانی

سید محمد حسین صاحب جاہ

نے

بکمال خوبی اور لطف بیانی سے عبارت رنگین و سجع مین ہمرنگ فسانہ عجائب

منجانب مطبع اودھ اخبار ترجمہ کیا اور

بحسن و زیبائی مطبع نامی منشی نولکشور لکھنو مین طبع ہوا

مارچ سنہ ۱۹۳۲ع

# آغاز جلد دوم طلسم ہوش ربا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرون حمد خلاق ہر آسمان | خداے طلسمات کون و مکان
وہ اک کلمۂ کن مین باندھا طلسم | ہر اک شکل کو دیدیا اُسنے جسم
نہین کوئی دنیا مین اُسکا نظیر | محیط علیٰ کل شے قدیر
وزیر اُسکے ہین سرور انبیا | جناب رسول احمد مجتبا
جنھون نے کیا کفر کا سحر دور | ہوا ظاہر اسلام کا اُنسے نور
درود اُن پہ اور اُن کی اولاد پہ | اور اصحاب اُسکے جو تھے خوش سیر

بعد حمد و نعت یہ بے بضاعت و ہیچمدان یعنی جاہ بے سر و سامان بخدمت ناظرین فسانہ عرض رساہی کہ جلد اول مین یہانتک بیان کیا گیا ہی کہ عشاق چچا شکیل کا پاس مہرخ کے آیا اُسکو صرصر شمشیر زن عیارہ پکڑ لیگئی لیکن عیارون نے اُسکو جاکر رہا کیا جب وہ لشکر مین آیا تو عمرو کو اُسنے انگوٹھی اور ایک کڑا دیا اور عمرو وہ انگوٹھی اور کڑا لیکر ہمراہ محمود مرغ خشم سمت طلسم نور افشان بہر ملاقات کوکب روشن ضمیر روانہ ہوا فی الجملہ اُسی مقام سے یہ جلد پھر آغاز کی جاتی ہی ہر شخص کی نظر اس تسلسل پہ رہے کہ عشاق لشکر مہرخ مین ہی اور لشکر اسی طرح حیرت کے مقابلے مین اُترا ہوا ہی اور لقا کے مقابلہ مین قلعہ کوہ عقیق پہ امیر حمزہ ٹھہرے ہوے ہین اور شہزادہ بدیع الزمان کے رہا کرنے کو اسد جو طلسم مین آئے تھے وہ بھی مع اپنے سردارون کے اور ملکہ مہ جبین الماس پوش کے گنبد نور پہ قید ہین اور شہزادہ قاسم کا سر کٹ گیا ہی اور شہزادہ ایرج کو نجمہ اُٹھا کر سمت طلسم آئینہ لے گیا ہی ان سب داستانون کا بیان اپنے اپنے مقام پہ آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ و ما توفیقی الا باللہ حسبنا اللہ نعم المولیٰ و نعم الوکیل

## داستان روانہ ہونا شہنشاہِ عیاران عالم عمرو بن اُمیہ ضُمری کا سمت کوکب روشن ضمیر اور روکنا افراسیاب کا راہ مین ساحرون کو بھیجکر اور مارے جانا اُن ساحرون کا ہاتھ سے عمرو کے اور بھیجنا افراسیاب کا ساحرون کو بہر امداد لقا اور جنگ کرنا اُن کا امیر حمزہ سے اور لڑنا حیرت کا ساحرون کی مدد پر ملکہ مہرخ سحرچشم سے اور عیاریان ہونا عیار بچیون اور سب عیارون سے ۔ لمؤلفہ

کدھر بھولا بیٹھا ہے تو ساقیا
دوبارہ مجھے ساغر مے پلا

شکایت نہ کر میری دوری کی تو
نہین بس مرا چرخ کی ہے یہ خو

ہمیشہ سے گردون کا یہ طور ہے
جفا پیشہ و صاحب جور ہے

یہ کرتا ہے بُلبل کو گل سے جُدا
یہ رندون کو کرتا ہے مُل سے جُدا

قسم شیشۂ دل کی ہے ساقیا
مئے یاد سے تیری جو ہے بھرا

کہ فرقت سے تیری ہوا دل کباب
زیادہ نہین تیری دوری کی تاب

تری چشم فتان کا قربان ہون
ترے میکدے کا مین مہمان ہون

ہوا پھر ہون خدمت مین حاضر شتاب
نکر مے کے دینے سے تو اجتناب

بہار چمن کا نیا رنگ ہے
ترانے مین بلبل کے آہنگ ہے

کھڑے جھومتے ہین نہال چمن
ہر اک پھول کی ہے انوکھی پھبن

نہ اسوقت مین ساقیا مجکو بھول
کٹورے مین گل کے پلا بھر کے پھول

کہ دل میرا آئینہ سان صاف ہو
کدورت کو تو آب آتش سے دھو

وہ دے مجکو اے میرے ساقی شراب
صفا مین ہو جو صورت آفتاب

رہون نشہ مین آج مست غرور
لب جام سے لب نہون میرے دور

وہ محفل مین پیمانہ گردش دکھائے
کہ گردش مہ و مہر کی بھول جائے

پیون ساتھ کوکب کے جاکر شراب
کہ جلکر کباب ہوئے افراسیاب

مرے ساقیا آج یادش بخیر
وہ مے دے کہ دکھلا دون عالم کی سیر

ہو مخمور سی ساتھ میرے پری
نہین لطف سے بزم خالی مری

لنڈھا دے مرے ساقیا خم کے خم ۔ کہ اپنی خودی سے میں ہوجاؤں گم
مگر ہوش ایسے ہوں باقی مرے ۔ لیے فکر دشمن اٹھوں جھوم کے
رہے جوش پر میری طبع رواں ۔ طلسمی لکھوں اس جنگ کی داستان
ورق پہ گل تر کے انشا کروں ۔ ہر اک بلبل دل کو شیدا کروں
نگارندۂ نقش اپنی داستان ۔ چنیں مے نگارد ز کلک بیان

سیاحان اقلیم سخنوری و رہبردان منازل انشاگری مسافران بادیۂ ظلمات و بیابان جادۂ پر آفات اس وادی ناپیدا کنار میں بخیطر ہو کر اس طرح قدمزن ہیں مورد صد آفات و محن ہیں کہ جب آفتاب عالمتاب آسمان عیاری یعنی عمرو بن امیہ ضمری مع مخمور کے روانہ ہوا مفارقت ان دونوں کی مہرخ و بہار وغیرہ سرداران لشکر کو بہت شاق ہوئی خاطر مضطر اور جان مبتلاے فراق ہوئی قلزم چشم سے دریاے اشک بہا دریا سحاب جوش گریہ سے جل تھل بھرا بیقراری سے طوفان اٹھایا حالت اضطراب میں ہر یک یہ زبان پر لایا شعر

سماتی ہے نہ تن میں اور نہ تن کو چھوڑ سکتی ہے ۔ مری جان آکے آنکھوں میں کسی کی راہ تکتی ہے
تسلسل اشک حسرت کا ہے گویا بارش باران ۔ فغان دل ہے رعد اور آہ کی بجلی چمکتی ہے

آخر کار اس حال زار کو دیکھ کر ہر ایک شیر خوش تدبیر نے سمجھایا کہ بیہودہ مسافرون کے پیچھے رونا بُرا ہی چاہیے کہ سنگ جبر براے چندروز دل پر رکھکر صبر کرد اور دست دعا بدرگاہ جامع المتفرقین اٹھاؤ کہ وہ انکو بامراد پھر تم سے ملائے رنج دوری مٹائے اس سمجھانے سے ہر ایک نے انجام کار صبر کیا اور انتظام لشکر میں مصروف ہوا ادھر حیرت جادو نے حال رہائی عشاق اور روانہ ہونا عمرو کا سمت کوکب دریافت کر کے شاہ طلسم کو نامہ لکھا ہنوز نامہ بھیجنے نہ پائی تھی کہ ایک طائر سحر فرستادۂ شاہ جادوان اسکے زانو پر آبیٹھا اسکے گلے میں نامہ بندھا تھا اسنے وا کر کے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ ابھی جنگ آغاز نہ کرنا جب میں آؤں اسوقت لڑنا اس مضمون کو پڑھکر اپنا نامہ بھی اسی طائر سحر کی گردن میں باندھدیا وہ طائر اڑکر افراسیاب پاس آیا اُسنے نامہ حیرت سے معلوم کیا کہ عشاق گرفتار ہوکر چھوٹ گیا اور عمرو سمت کوکب گیا بس یہ دریافت کرتے ہی دربار میں جو ساحر کہ حاضر تھے انسے ارشاد کیا کہ تم میں سے کوئی ایسا ہی جو عمرو کو اثناے راہ میں جاکر گرفتار کرے اور منزل مقصود تک پہونچنے نہ دے ایک ساحر نشواط جادو نام حسب ارشاد شہنشاہ عالی مقام عرض رسا ہوا کہ یہ غلام جاتا ہی اور اس فسادی کو قید کر کے لاتا ہی بادشاہ طلسم نے فرمایا کہ تم ٹھہرو میں حیرت پاس تم کو بھیجونگا اور لشکر مہرخ سے مقابلہ کراؤنگا یہ کہکر کچھ اسمار سحر پڑھکر دستک دی فوراً ابر دی ہوا گھٹا چھاگئی آندھی زور و شور سے آئی اور لکۂ ابر پہ ایک ساحر گرگ پیکر سوار ہو کر ظاہر ہوا اور اترکے روبروے شاہ طلسم آیا با دب تمام مراسم آداب و سلام بجالایا بادشاہ ساحر نے اس سے فرمایا کہ اے صبا ہی جادو تم جاؤ اور عمرو و مخمور کو کوکب پاس جاتے ہیں ابھی میری حد میں ہیں

انکو گرفتار کرکے میرے پاس لاؤ یہ حکم سنکر صبای جادو تسلیم کرکے اپنے ابر پر بیٹھکر روانہ ہوا اسکے جانے کے بعد افراسیاب کھڑا ہوگیا اور نشتواط کا ہاتھ تھام کر ایسا سحر پڑھا کہ وہ بیہوش ہوگیا اسوقت اسکو لیکر آپ بھی غائب ہوگیا بعد لمحہ بھر کے نشتواط کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک صحرا کھجور کے درختون کا ہے اور ایک تالاب آب صاف سے بھرا ہوا اسکے کنارے مع بادشاہ طلسم کے مین کھڑا ہون یہ دیکھکر اس نے عرض کیا کہ اے بادشاہ آپ مجکو کہان لائے شاہ طلسم نے فرمایا کہ اس تالاب مین میرے ہمراہ کودپڑو یہ کہکر ہاتھ پکڑکر کودپڑا اور بعد غلطان و پیچان دونون چلے گئے کہ پھر تہ پر پاؤن لگا اور آنکھ کھولکر دیکھا تو ایک صحرائے سبزہ زار اور دشت پر بہار مین اپنے تئین پایا ہوا وہان کی رشک دم عیسی تھی جو گھاس اور پتی تھی اکسیر کی جڑی بوٹی تھی درخت ہر ایک زر گل سے نہال تھا ثمر و غنچہ سے ہر شجر مالا مال تھا عشق پیچان اور کوڑیالے اور بیلدار پھولونکے درخت کی ہلین پہاڑونکے سرسے لٹکتی تھین مشاطہ بہار نے سہرا باندھا تھا گویا اسکی لڑیان جھلکتی تھین ابر بہاری ہر طرف چھایا تھا خدا کی رحمت بیحساب کا اس دشت بہار آگین پر سایا تھا کہ بقول مولف

| | |
|---|---|
| کلون کی تھی صحرا مین ایسی چمک | کہ ہون جیسے تارے بروے فلک |
| شگوفے تھے کھولے ہوے عطر دان | صبا عطر افشان تھی ہر سو روان |
| لدے گھنگرو ون کی طرح تھے شجر | جھکے بار اثمار سے سر بسر |
| اگر جعد سنبل تھا یون تابدار | کہ پرپیچ ہو جس طرح زلف یار |
| شگوفہ نہ تھے بر سر شاخسار | شہ گل کا افسر تھا گوہر نگار |
| جو لہراتی تھی نہر مین پڑکے دھوپ | تھا آبی دوپٹے مین گچکے کا روپ |

بیچ مین اس بیشہ فرحت بخش کے ایک خیمہ بعد عظمت و شان رشک بارگاہ آسمان استادہ تھا جسپر چار سو کلس یاقوت احمر کا چڑھا تھا ہر نگیرہ اسکا سلک مروارید تھا عمدگی مین دیدہ تھا نہ شنیدہ تھا رسیان اس مین کلابتون کی تھین تنابین اون کی تھین ہر کلس پر سورج مکھی لگی تھی سورج کی آنکھ کا تماشہ دیکھنے کو اسپر جھکی تھی جگمگاہٹ اسکی چشم مہر و ماہ کو خیرہ کرتی تھی قنادیل ہر ایک فروغ کواکب فلک کو تیرہ کرتی تھی اندر خیمہ کے فرش شاہانہ بچھا تھا مسندین پرتکلف لگی تھین شیشہ آلات سجا تھا کہ لمولفہٗ

| | |
|---|---|
| عجب اس کی خوبی عجب اس کی شان | وہ خیمہ جواہر کی گویا تھی کان |
| زمین اس جگہ کی تھی بلور کی | بچھی مسندین ایسی تھین نور کی |
| ہر اک [illegible] رشک چرخ برین | قنادیل انجم سے بڑھکر کہین |

چار سو عورت نازنین [illegible] اسمین جلوہ گر تھین [illegible] رشید انور [illegible] صورت [illegible]
انکی اگر [illegible] دیکھتی ہاروت وار [illegible] عشق مین مقید [illegible] مو [illegible]

| | |
|---|---|
| شوخ چنچل بلائے [illegible] زمان | [illegible] تھی [illegible] |

ان کا مارانہ مانگتا پانی | حسن مین تھین وہ یوسف ثانی

بادشاہ طلسم کے آنے سے ہر ایک بناز و انداز بہر استقبال آئی گردن پے تسلیم سب نے جھکائی شاہ ساحران نے ارشاد کیا کہ طاؤس طلسم حاضر لاؤ حیلہ و عذر نکرو پریون نے عرض کیا کہ طاؤس کا دینا ہرچند گوارا نہین لیکن حضور کے حکم سے چارہ نہین یہ کہکر وہ سب غائب ہوئین اور ایک طاؤس بہت بڑا ہمسر طائر نسر آسمان روبروے شاہ جادوان لائین شہنشاہ نے نشواط کا ہاتھ پکڑکے طاؤس پر سوار کیا اور فرمایا کہ یہ تجکو دم بھر مین تیری دارالسلطنت مین لیجائے گا اور وہان سے جب کارسازی لشکر کرکے اسپر سوار ہوگا تو یہ فوج مین حیرت کی پہونچا دیگا اسی پر سوار ہوکر دشمنون سے مقابلہ کرنا تجکو ہر آفت سے جمشید بچائیگا کسی کا سحر تجپر کارگر نہوگا کوئی حیلہ پیش نجائیگا نشواط نے یہ سنکر تسلیم کی اور اپنی راہ لی طاؤس لیکر اسکو اڑا دم بھر مین شہر نشاط جو اسکا تختگاہ ہے نظر آیا طاؤس وہان پہونچکر ٹھہرا یہ اترکر داخل قلعہ ہوا افسران لشکر ان ساحران نامور کو بلاکر حکم بادشاہ طلسم سنایا اسی دم نفیر سحر بجی لشکر مین قرنا پھنکی چالیس ہزار ساحر تیار ہوے سوار یون پر چڑھکر ساحر کے ہمراہ چلے یہ بھی طاؤس پر چڑھکر سب کے آگے ہوئیا بلجے بگل بجنے لگے ساحر و جمشید و سامری کا دم بھرنے لگے رال اڑاتے گوگل جلاتے چلے مؤلفہ

مہابت تھی چہرون سے ان کے عیان | ہر اک سامری دفت تھا بیگمان
کوئی اژدہے کو اڑا کر چلا | کوئی فیل آتش پہ بیٹھا ہوا
کسی کو یہ دعوے جادوگری | مرے آگے کیا مال تھا سامری

یہ لشکر یہان کرو فر اس طرف سے روانہ ہوا ہے لیکن حال لشکر فرخ اول سننا چاہیے کہ بعد روانگی خواجہ عمرو جب رنج سے سب نے فرصت پائی عیار ہر عیاری لشکر حیرت مین گئے اور ہر سمت صورت بدلکر پھرنے لگے اتفاقاً شہاب جادو نام ایک ساحر سرداران فوج حیرت مین سے اپنے مقام سے اٹھکر بارگاہ ملکہ کی طرف جاتا تھا برق فرنگی نے اثنا راہ مین جاکر سلام کیا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ حضور کہان جاتے ہین اسنے جواب دیا کہ دربار مین برق نے کہا مین بھی دربار سے آتا ہون ملکہ نے خفا ہوکر آپکی نسبت ایسا حکم دیا ہے کہ مین عرض نہین کرسکتا اتنا جانتا ہون کہ آپ وہان گئے اور دشمنون کیلیے بےعزتی کا سامنا ہوا شہاب اس خبر وحشت اثر کو سنکر گھبرایا اور باصرار مستفسر ہوا کہ ہمارے سر کی قسم سچ بتاؤ کیا ماجرا ہے اسنے کہا یہ راز بادشاہون کے پنہان ہین اگر سب کے سامنے بیان کرون معرض عتاب شاہی ہون مین بھی نکالا جاؤن آپکو اگر دریافت حال کرنا ہے الگ تنہائی مین تشریف لیچلیے وہان سب کیفیت سنیے شہاب یہ سنکر گھبرایا ہوا تھا فوراً برق کا ہاتھ پکڑکر ایک گوشے مین لایا اور خادم خدمتگار وغیرہ سب کو وہان آنے سے منع کردیا تمین دیکر حال پوچھنے لگا برق نے باتین کرتے کرتے ایک بیضہ بیہوشی اسکے منھ پر مارا کہ اسکو چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا از بسکہ وہ مقام تنہائی کا تھا وہان کوئی [illegible] آتا تھا عنقریب شہاب

منع کرتے تھے کہ ادھر نہ جاؤ ہمارے بیان کی مخالفت ہے برق کو خوب موقع ملا دمبھر ٹھہر کر صورت اپنی شکل
شہاب بنائی رنگ و روغن عیاری لگا کر اور اسکا پیراہن لیکر پہنا پھر کسی ترکیب مین اسکو بیہوش
کرکے پٹی دماغ پر بیہوشی کی باندھ کر ڈالدیا اور آپ وہان سے کہتا ہوا نکلا کہ یہ جو مجکو الگ لیگیا تھا یہ
حرامزادہ عیار تھا جب مین نے اسکو گرفتار کرنا چاہا وہ بھاگ گیا یہ کہتا ہوا اپنے ملازمون کے ہمراہ بارگاہ
حیرت مین آیا ملکہ کو آداب بجالایا اور دنگل پر متمکن ہوا مگر فکر کرنے لگا کہ کسی طرح قابو پا کر اہل دربار کو بیہوش
کرون اسی فکر مین تھا کہ یکایک طائران سحر سامنے ملکہ کے آئے اور انسان کی صورت قلابک مار کر بنے دعاء و
ثنائے شاہی بجالا کر عرض پیرا ہوئے کہ نشواط جادو نام فرستادہ شہنشاہ عالیمقام برای تنبیہ بدسگالان دولت
داخل لشکر ہوا چاہتے ہین یہ کہکر طائر بنکر پھر پرواز کر گئے مگر حیرت نے یہ خبر سنکر سردارون کو حکم دیا کہ جاؤ
اور استقبال کرکے اسکو میرے پاس لاؤ لشکر کو مقام پاکیزہ اور جائے راحت بخش مین اُترواؤ سب سردار
حسب ارشاد ملکہ اٹھکر روانہ ہوئے شہاب نقلی یعنی برق بھی اُنکے ساتھ پیشوائی کرنے چلا یہانتک کہ
نشواط سے جا کر ملاقی ہوا وہ بھی طاؤس سے اُترکر ہر ایک سے بغلگیر ہوا مزاج سب کا پوچھا باتین کرتا ہوا
بارگاہ مین آیا ملکہ کو تسلیم کی نذر دی اور خلعت فاخرہ عنایت ہوا مقام برتر بیٹھنے کو اشارہ ہوا جب یہ
بیٹھا برق اُسکے پاس جا بیٹھا اور باتین ہنس ہنس کے خوش مزاجی کی کرنے لگا اپنے ہاتھ سے جام شراب
سادہ پلاتا تھا اور چپکے چپکے کہتا تھا کہ لشکر حیرت مین بہت عورتین نازک بدن ایسی ہین کہ مجکو گرویان
بھیجتی ہین اور مجپر مائل و مبتلا ہین وہ ایک سے بھی ملاقات کرادونگا اور وہ سب اپنے ملک و مال سے
آپکو نفع پہونچاوینگی کوئی کوڑی آپکی خرچ نہ ہوگی یہ سنکر نشواط بہت خوش ہوا کہ عورتین حسین اور مالدار
ملتی ہین اب خوب آرام سے گذرے گی حاصل مرام ایسی فریب آمیز باتین سنکر نشواط اُسکا مطیع ہوگیا
اور برق کی محبت کا دم بھرنے لگا اپنا یار غمگسار بنایا اس عرصے مین بارگاہ اسکے لیے حسب الحکم ملکہ آراستہ
ہوئی ملکہ نے کہا اے نشواط مہنے دور با مسافت کیا تم تھکے ماندے آئے ہو ہم نے دربار تمہارا معاف کیا جاؤ
آرام کرو نشواط نے اُٹھکر سلام کیا اور شہاب نقلی سے کہا آؤ ہماری بارگاہ مین چلکر ذرا تم بھی بیٹھو
ہمارا جی بہلے گا ملکہ نے اسکی خاطر سے شہاب کو بھی اجازت دی یہ بھی اسکے ساتھ ہاتھ مین ہاتھ ڈالے باتین
کرتا ہوا روانہ ہوا اور جب اندر بارگاہ کے آئے شہاب نے کہا ملازمون کو ہٹا دیجیے تو کسی معشوق کو آپکے
لیے طلب کرون اُسنے سب نوکرون کو باہر نکالدیا جب تخلیہ ہوا شہاب نے کہا ایک بات مین آپکے
کان مین کہونگا کیونکہ دیوار ہم گوش دارد ایسا نہ ہو کوئی سن لے یہ کہکر پاس آیا نشواط نے کان بات سننے
کو لگایا اسنے ایک طمانچہ مارا [illegible] ہے ہم ہین برق فرنگی ازبسکہ ہاتھ آغشتہ بروغن بیہوشی تھا نشواط
طمانچہ کھاتے ہی بیہوش ہوگیا برق نے خنجر کھینچا اسکی چھاتی پر بیٹھا اور چاہا [illegible] سر کاٹے [illegible]
[illegible] طلسم [illegible] ساحران [illegible]

پنجے زمین سے نکلے ایک پنجے نے برق کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور دوسرے پنجے نے نشتواطا کو مع برق کے اٹھایا یعنی جس طرح یہ
چھاتی پر سوار تھا اسی طرح رہنے دیا اور لیکر چلا جب باہر بارگاہ کے نکلے سب لشکریوں نے دیکھا نشتواطا چت پڑا ہے
اور شہاب اسکی چھاتی پر چڑھا ہے پنجے لپٹے ہوئے لیے جاتے ہیں یہ ماجرا دیکھکر لشکر میں ایک غلغلہ برپا ہوا اور سب
شور کرتے ہوئے لینا لینا کہتے پنجوں کے ساتھ ہوئے حیرت غل سنکر چاہتی تھی کہ باہر بارگاہ کے آئے لیکن پنجے اس
ہیئت سے سامنے ان دونوں کو لائے اور پہونچا کر غائب ہوگئے حیرت کو بھی اس کیفیت کے دیکھنے سے حیرت ہوئی
اور کہا کہ اے شہاب یہ تجکو کیا ہوا ہے جو اسکی چھاتی پر چڑھا ہے اپنے تیر اکیا کیا ہے برق نے کہا مجھے نہیں معلوم
کہ کسنے مجکو اسکی چھاتی پر بٹھا دیا اور خنجر میرے ہاتھ میں دیدیا حیرت نے کہا کچھ سحر پڑھنے میں تم دونوں کے فرق
پڑ گیا کوئی سحر شاید الٹ گیا اچھا سینے پر سے اٹھکے اترو برق چھاتی پر سے اتر کر الگ کھڑا ہو گیا حیرت نے
پانی چھڑک کر نشتواطا کو ہوشیار کیا برق چاہتا تھا کہ عذر معذرت کرکے اسکا یار بنے لیکن صرصر شمشیر زن عیارہ
بھی لشکر کا غل سنکر جنگل میں تھی دوڑ کر لشکر میں آئی اور سارا ماجرا دریافت کرکے بارگاہ میں گئی حیرت کو سلام
کرکے برق کو بغور دیکھکر پہچانا اور گویا ہوئی کہ اے موذی کاٹے تو نے بڑا غضب کیا تھا کہ ملازم شہنشاہ کو مار
ہی ڈالا ہوتا اس کلام سے صرصر کے حیرت بھی سمجھی کہ یہ عیار ہے پکاری کہ لینا اسکو ناقوس جادو نام ایک ساحر
برق کے قریب تھا اسنے چاہا کہ میں لپٹ جاؤں برق خنجر بکف تو کھڑا ہی تھا اس زور سے خنجر مارا کہ سر ناقوس
کا کٹ گیا اور شور اسکے مرنیکا بلند ہوا اندھیرا ہو گیا صرصر خنجر بکف دوڑی اور ساحر بھی لینا لینا کہتے دوڑے لیکن
برق پر اس گھبراہٹ میں کسی نے سحر نہیں کیا یہ جست کرکے اسی تاریکی میں بارگاہ سے نکل دور بھاگا ہر چند ساحر
پیچھے دوڑے مگر فرط خوف سے آگے نہ بڑھے کہ مبادا ہم بھی عیار کے ہاتھ سے مارے جائیں برق راہ کترا کر لشکر
سے نکل گیا اور اپنے لشکر میں آیا ادھر جب وہ تاریکی دور ہوئی حیرت نے شہاب مہلی کی تلاش کی اسکے نوکروں سے
پوچھا کہ بتلاؤ یہ کیا ماجرا ہے وہ سب عرض رسا ہوئے کہ ہمارے سامنے ایک ساحر کے ہمراہ ایک گوشے میں گئے پھر
وہ ساحر نہ آیا خود آئے اور فرمایا وہ عیار تھا بھاگ گیا ہم سمجھے کہ یہی سچ ہوگا اصل اسکے سوا اور ہم کچھ نہیں جانتے
حیرت نے اسی گوشے میں تلاش کرایا جہاں ان لوگوں نے بتایا تھا واقعی شہاب کو ایک گڑھے میں بیہوش پڑا ہوا
اور برہنہ پایا سامنے حیرت کے اٹھا لائے اُسے کپڑے پہنوائے اور پانی چھڑک کر ہوشیار کیا یہ ہوشیار ہوکر اپنی
جگہ پر بیٹھا اور سارا ماجرائے گذشتہ سنکر سامری بجا لایا کہ میری جان بچ گئی مگر نشتواطا کے یہ عیاری دیکھکر ہوش
اڑ گئے حیرت سے کہا اب میں کسیکو اپنے پاس نہ آنے دونگا اور بارگاہ میں آکے نہ بیٹھونگا آپ میرے نام رجعی
بچنے کا حکم دیجیے تاکہ ان بلاؤں کا خاتمہ کرکے میں یہاں سے چلا جاؤں واقعی یہ آپ ہی کا کام ہے جو یہ مقام خطرناک
میں شب و روز بسر کرتی ہیں مجھے تو ہر ساعت عیار ہی عیار نظر آتے ہیں یہ کہکر اپنی بارگاہ میں آیا حکم دو ہر طرف
سحر کردیا کہ کوئی آنے نہ پائے [illegible] بیٹھا دیا یہ تو اس [illegible] کا حال [illegible] بیٹھا لیکر حیرت دو دن حساب [illegible] تھا کل بعد
جس وقت کہ شاہ تخت [illegible] بادیکی مہلی اور خورشید جہانتاب [illegible] سے اتر کر بارگاہ مغرب میں

جا کر روپوش ہوا کہ لمؤلفہ

گیا جب شہنشاہ مشرق دیار
جہان مین ہوئی تیرگی آشکار

سپہدار انجم بجاہ و حشم
بکیوان و برجیس زرین علم

ہوا زیب اورنگ چرخ برین
جمی بزم کوکب بصد زیب و زین

حیرت نے بہ نواخت طبل رزمی حکم دیا افسران فوج نے نقارہ جنگی بجایا شور و فساد اٹھا لشکر کا بہادرون کو جھگڑا یاد دلایا فتنہ خوابیدہ کو جگایا عیار دو جواسیس لشکر مہرخ دوان دوان خدمت ملکہ مہرخ عالی شان مین حاضر ہوے اور سر عجز جھکا کر اول مجرا کیا پھر دعا و ثناے شاہی اسطرح بصد ادب بجا لائے کہ مؤلف۔

فلک مرتبت شاہ فرخندہ پے
زمین تیرے محکوم کیسرے دبے

فلک حکم بردار تیرا رہے
عدو تیرا رنج و الم مین پھنسے

استماع کے آنے سے حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہے کل کے روز معرکہ ٹھہرایا ہے یہ کہکر دوبارہ خبر لینے کو روانہ ہوے مہرخ نے یہ خبر سنتے ہی طبل ظفر سحر بجائی طبل رزم پر بہادرون نے چوب لگائی دونون طرف سے شور محشر بلند ہوا زمانہ رستخیز قیامت کا قریب آیا ساحر آگاہ ہو کر سحر جگانے لگے بہادر ہتھیار درست کر کے پینترے دکھانے لگے دربار حسب دستور سر شام سے برخاست ہوا سردار خیمون مین آکر آلات حرب تیار کرنے لگے۔ مؤلف

جہان مین قیامت ہوئی آشکار
کہ لی اس نے وان سے راہ فرار

رہا رات بھر یون ہی سامان جنگ
سحرگہ ہوا جب کہ ظلمت کا رنگ

ہوا مہر گردون پہ پھر جلوہ گر
سوے رزمگہ پھر چلے کینہ ور

بہادر ہوے عازم رزمگاہ
ہوئی کینہ جو پھر وہ جنگی سپاہ

جس وقت رایت فلک رفعت آفتاب بصد آب و تاب میدان چرخ مین بلند ہوا عازم رزمگاہ ہر ایک رئیس ہوا لشکر دونون طرف سے وادی مصاف مین آئے بادشاہ دونون لشکر کے بصد شان و شوکت سوار ہو کر چلے نوبت و نقارے بجنے لگے سحر کے ابر پر ساحر سوار ہوے ایک جانب کو طاؤس اور اژدر اور فیلہاے آتشین اڑتے ہوے نظر آئے میدان قتال بہادرون سے بھر گیا ہر ایک جانتا تھا کہ آج نام رہ گیا اور سر گیا علمدارون نے پھریرے علمون کے کھولے ساحرون کے پرے جم گئے بیلدارون نے زمین ہموار کر دی سقون نے آبشار کر کے خاک بٹھائی صف آراؤن نے صفوف لشکر ترتیب دین فوجین مرنے پر تل گئین نقیب مذمت دنیاے فانی سنا کر بہادرون کو پکارتے ہیں کہ اے نامورو ذرا تصور کرو کہ ایک دن مرنا ضرور ہے انجام کو ہر ایک کا کھٹکا ناگوار ہے چاہیے کہ لڑ کر مر جاؤ اور اپنا نام کر جاؤ۔ لمؤلف

نہین آج دارا کا نام و نشان
سکندر کی باقی نہین عز و شان

نہ رستم نہ بہمن نہ [illegible] ہے
فرامرز جنگی سے نہ طوس ہے

نہ گودرز کا کچھ ہوا ہی پتا　　جو انوذر اغور کی ہے حیا
اگر چاہیے کچھ تعین نام و ننگ　　تو یہ گو ہے اور ہے یہ میدان جنگ
بغیر از مرے یا سنے ہٹنا نہیں　　جادو قدم کو پلٹنا نہیں

بعد ترتیب صفوف لشکر نشواط بھی چالیس ہزار ساحروں سے میدان میں آکر ٹھہرا تھا سامنے حیرت کے
آکر اجازت خواہ ہوا اُسنے کہا جاؤ تم کو سامری کی حفاظت میں دیا یہ طاؤس طلسم پر سوار تھا اسکو اُڑا کر
بیچ میدان میں پہونچا اور سحر کی نیرنگیاں دکھانے لگا آگ پتھر سانپ بچھو ابر سحر سے برسانے لگا جب اپنی
شان و شوکت دکھا چکا نعرہ زن ہوا کہ کون آتا ہے میرے سامنے دیکھیے کس کی شامت آئی ہے اور جان پر
آبنی ہے یہ سنکر عشاق چہار شکیل نے قصد رزمگاہ کیا مگر اسکا ایک سردار جسکا نام اژدر چشم جادو اُس نے
نجانے دیا اور خود بر مقابلہ نکلا مہرخ سے اجازت لیکر سامنے عدو کے گیا اور طالب ضرب ہوا نشواط نے
ایک ناریل سحر پڑھکر اسپر لگایا اسنے انگشت سے اشارہ کیا کہ ناریل شق ہوکر زمین میں سما گیا اور آپ بھی
ایک نارنج مارا نشواط نے بھی سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اور اُسنے نارنج پکڑ لیا اسوقت یہ بہادر تلوار سحر
کی کھینچکر جا پڑا نشواط نے اسکے وار کو روک کر تلوار سحر کی ماری وہ بجلی بنکر سر پر گری اور اژدر چشم کے
خرمن جان کو جلاتی ہوئی زمین میں سما گئی شور اسکے مرنے سے بلند ہوا اور غل مچانے لگے لیکن نشواط نے پھر
نعرہ مارا کہ اور کوئی میرے سامنے آئے دوسرا سردار عشاق کی فوج کا اُسکے مقابل آیا اسنے اسکو بھی قتل
کیا اسی طرح دس ساحر نامی و نامور اسکے ہاتھ سے سیاح گلشن جنان ہوے اسوقت خود عشاق
میدان کی طرف چلا لیکن ہنوز نشواط تک نہ پہونچا تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی اور ایک ساحر سیہ فام جھولا
گلے میں ڈالے بت سینے اور ہاتھوں میں باندھے قشقہ صندل کا تمام جسم میں لگائے صحرا کی طرف سے
پیدا ہوا اور لشکر میں پہونچکر نعرہ مارا کہ منم پہلوان قدرت سامری ایسا نعرہ ہیبت ناک تھا کہ دل ساحروں کے
تھرا گئے اور وہ ساحر نشواط آیا اسوقت عشاق نے ایک ناریل چرخ دیکر نشواط پر لگایا نشواط
اس ناریل کی جانب متوجہ ہوا کہ قریب آئے تو رد کردوں اتنی نگاہ چوکنے سے اس ساحر نے جو جنگل سے
آیا تھا چمک کر بغدہ مارا کہ سر نشواط کا شق ہوگیا اور طاؤس سے گر کر واصل جہنم ہوا مگر ایک غبار سا
ٹھہر گیا شور اسکے مرنے سے بلند ہوا اسوقت حیرت کو بڑا رنج ہوا اور اُسنے افسران فوج کو للکارا
کہ لینا اسکو چالیس ہزار ساحر ملازمان نشواط ایک جانب سے اور ایک طرف سے شاہ حیرت آپڑا
ادھر سے لشکر ملکہ مہرخ بہ حمایت مہ قرآن کہ یہی ساحر پہلوان قدرت سامری بنکر آئے تھے آگے بڑھا جنگ
مغلوبہ آغاز ہوا [illegible] لشکر دو تین مار کر [illegible] گئے تیغہ [illegible] دھار رواں ہوئی تیروں کی بوچھار ہونے
لگی گھٹا کی طرح فوج گھرائی [illegible] بنیاد بنائی [illegible] حیات و فانی ہو
[illegible] لیے [illegible] کے آتش [illegible] دم بھر میں لاش پر لاش گر گئی متاع

نقد جان لٹ گئی دولت زندگی پر آفت آئی سلامتی کنارہ کر گئی

چلی صرصر تیغ سوسن وہان		گرے کٹ کے سر مثل برگ خزان
کسی سمت کو شور کرتے تھے بیر		کسی جا بپا نعرۂ دار و گیر
کہین ہار اور سونیان گرتی تھین		کہین سحر کی بوندیان پڑتی تھین
کہین بجلیان سحر کی شعلہ خیز		امان کو نہ ملتی تھی راہ گریز

نشواط کے مرنے سے حیرت نے طبل بازگشت بجوادیا جنگ موقوف ہوئی لشکر جانبین کے مقام فرودگاہ پر آئے اور کمر کھولی آسودہ ہوئے مہرخ نے لاشہ ہاے مقتولان اٹھواکر اپنی جانب کی دفن کرائین ادھر حیرت نے لاش نشواط کی اٹھا منگائی اور اپنے آئین کے موافق دفن کرنا چاہا اسوقت نشواط اٹھ بیٹھا اور گویا ہوا اسے ملکہ طاؤس طلسم پر سوار ہو کر آیا ہون کسی کے ہاتھ سے مارا نجاؤنگا وہ جو مرگیا وہ میرے سحر کا پتلا تھا مین اسکو چھوڑکر سحر پڑھنے گیا تھا آپ نے دیکھا نہین کہ جب وہ پتلا مرا تو شور اسکے مرنے سے برپا نہین ہوا اگر مین مارا جاتا تو پھر بہت سے غل مچاتے جب آپنے لاش میدان سے منگوائی تو پتلا غائب کرکے مین اسکی جگہ لیٹ رہا تھا حیرت یہ ماجرا سنکر بہت خوش ہوئی اور نشواط سحر پڑھنے درۂ کوہ مین پھر چلا گیا اور وہان جھکڑ کو گل جلایا خون خوک سے زمین لیپی اگیاری کی سحر پڑھکر کے دانے اور روئی سمت آسمان اچھالی فوراً ابر بنکر وہ روئی سمت لشکر مہرخ گئی یہان سب سردار بارگاہ مین بیٹھے تھے اور فتح ہونے کی خوشی مین مصروف بعشرت تھے کہ یکایک گھٹا سر بارگاہ پر آکر چھائی ایک ساحر نے کہا اے ملکہ یہ بلا کیسی ہوئی - مہرخ نے کہا ساحرون کی آمد رہتی ہے ابر یون ہی آیا جایا کرتے ہین سرخ مو نے کہا مجھے یہ ابر سحر کے معلوم ہوتے ہین غفلت نکرنا چاہیے کیونکہ جسنے انکو بھیجا ہوگا ابرون سے وعدہ کیا ہوگا کہ جب کام کر آؤگے اسوقت بھینٹ پاؤگے لہذا اگر انکو کوئی بھینٹ دیدے تو یہ سحر الٹ جائے یہ کہکر اسے کارد سے اپنی ران کاٹ کر ایک طشت مین خون بھرکر پر دانکی اور ران ابرون پر خون چھڑکا فوراً وہ گھٹا جاکر لشکر حیرت پر چھائی اور اسمین سے آگ پتھر برسنے لگے لشکر حیرت ابھی رزمگاہ سے آکر اچھی طرح آسودہ نہ ہوا تھا کہ آفت مین مبتلا ہوا العیاذ باللہ ایک قیامت برپا ہوئی ہر سمت بھگدڑ سی پڑگئی نامی ساحر سحر پڑھ پڑھ کر جان بچاتے تھے ایسے ویسے ہلاک ہو رہے تھے خیمون مین آگ لگ گئی تھی بارگاہ پتھرون کے نیچے دب گئین تھین اسطرف غل لشکر نشواط اور زیادہ سحر کو تیز کرتا تھا ادھر برسے ہوا سرخ مو کھڑی ہوئی خون کے چھینٹے دیتی تھی حیرت کا لشکر تباہ ہو رہا ہنگامہ محشر بپا تھا حیرت بارگاہ سے نکلکر متحیر کھڑی تھی آفت مین پھنسی تھی سحر کی پیرتی سر پر سایہ فگن تھین ملکہ ابر کے آگ کو ملکہ کے سر پر نہ آنے دیتے تھے نیچے گرتے ہوئے پتھرون کو روکتے تھے لیکن حیرت کو یہ حیرت تھی کہ یہ سحر کسنے کیا ہی آخر خیال مین گذرا کہ شاید کہ نشواط سحر کرنے گیا ہی یہ اسیکا کچھ جھگڑا ہی یہ سوچکر ایک پتلا سحر کا درۂ کوہ مین بھیجکر کہلا بھیجا کہ واہ واہ کیا خوب آپ نے سحر کیا سارا لشکر میرا تباہ ہوگیا نشواط نے جب

چلنے سے یہ سنگر کر حیرت پاس آیا اور یہان کی کیفیت دیکھکر بہت نادم ہوا اور دیر تک دعا پڑھکر ان
ابرون کو اُسنے دفعہ کیا سرخجومی اُترکر بارگاہ مین آئی سب نے بڑی تعریف کی مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت
کیا لیکن نشواط جوانی سے ایسا کھسیانا ہوا کہ اُسی وقت لشکر کے تیار ہونیکا حکم دیا نفیر حرب بجی جلد جلد
کمر بندی ہوئی چالیس ہزار ساحرون سے چڑھدوڑا ملکہ رون نے خبر مہرخ کو بعد فوج کی پہونچائی یہ بھی اسی
وقت معہ سرداروں کے سوار ہوئی ناگاہ نشواط لشکر پر آگرا ادھر ویسا ہی ہنگامہ گیر و دار کا بلند ہوا سیلاب
خون ہر سمت جاری ہوئی ملک عدم کے جانے کی تیاری ہوئی تیغے موج دریا کی طرح مرنے لگے جسم خون میں نہلانے
لگے دریائے مرگ کا پاٹ بڑھ گیا فنا کے گھاٹ پر گذر ہوا اسوقت ملکہ طاؤس جادو جسکا مطیع الاسلام ہونا
جلد اول مین بیان کیا گیا ہے مہرخ کے پاس آکر کہا کہ نشواط طاؤس طلسم پر سوار ہوکر آیا ہے یہ اسطرح
نہ مارا جایگا اسکے ہلاک ہونیکی اور تدبیر ہے یہ کہکر زمین پر گری اور اپنے جسم کو خنجر سے کاٹکر خون نکال
اور اسی خون سے زمین کو لیپ کر سحر پڑھنے لگی کچھ عرصہ مین زمین تھراکر شق ہوئی اور وہی چار سو پریان
جنسے افراسیاب نے طاؤس منگوایا تھا زمین سے پیدا ہوئین یہ پریان پہلے اسی ملکہ طاؤس کے سپرد تھین
جب سے یہ شریک عمرو ہوگئی وہ سب بے سردار بسر کرتی تھین الغرض جب وہ زمین سے نکلین اسنے کہا
اے محافظان طاؤس طلسم تم اپنی جینٹ مجھے لو اور طاؤس کو مارو وہ پریان تو ہمیشہ سے اسکی فرمانبردار
تھین اور انپر کوئی سردار شاہ جادوان نے دوسرا مقرر نہ کیا تھا یہ تو جو وہ اب تک اسیکو اپنا مالک جانتی
تھین اسکے حکم دیتے ہی وہ طاؤس پر جا پڑین اسمین میدان جنگ مین انھون نے ترسول طاؤس پر مارا اسکے
جسم پر آگ لگ گئی اور جلگیا اور نشواط اسپر سے گرا چاہتا تھا کہ سنبھلے مہرخ لڑتی ہوئی پاس اُسکے پہونچگئی
اور ناریل سحر پھینکمارا کہ اسکے سینے کو توڑ گیا اور وہ تڑپکر ہلاک ہوا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا صدا
آئی کہ مارا مجھکو نام میرا نشواط جادو تھا اسکے مرتے ہی تو لشکر مہرخ مغلوب تھا اب غالب ہوکر تا زمان
حیرت کو قتل کرنے لگا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی عروس تیغ گلے ملنے لگی سر ردنائی مین دیے جانے
لگے زخمون کے ہار رزم آور برائی بجکر پہنتے تھے سرداروں کے سر لڑائی کا طرہ تھا آب خنجر و تیغ کی
شربت پلائی مین نقد جان ہر ایک دیتا

تیغ کے شیفتہ سر گردن　　شاہد مرگ پہ عجب جوبن
زخم اسطرح تن پہ تھے کاری　　جامہ جسم پر تھی گلکاری
تھا شہانہ بدن کا پیراہن　　خون مین ڈوبے تھے ذبح دشمن

غلو اور ڈنکی جھنکار سازکی آواز رقص بسملان کا وعدہ گاہ مصاف مین نیا انداز الحاصل حیرت نے
لڑائی بگڑتے دیکھکر طبل بازگشت بجوا دیا اور بقیہ لشکر کو سیکر پھر آئی اس وقت مصور صورت نگار
نے تسکین دی کہا ای ملکہ ہر چند کہ مین تصویرین کھینچ رہا ہون اور حلقہ کشی مین رہتا ہون مگر میرے نام

پر نیلا جنگ بجوا دو ان منحوسوں کو برباد کروں تو حیرت نے نقارہ بجوایا اور ارادہ جنگ مصمم رکھکر شاہ جادوان پاس ایک چیلے کے ہاتھ بھیجا اور آپ منتظر جواب کی بیٹھی ادھر طاؤس نے خون اپنا بھینٹ مین دیکر ان پریوں کو رخصت کیا اور لشکر ہونت کے مرکھوں سردار داخل بارگاہ ہوکر حضرت تمام شغل میخواری کرنے لگے غل ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا یہ سب تو مصروف انبساط ہین اور حیرت رنجیدہ سب انکو تو اسی حال مین چھوڑیئے اور ذکر مسافر منازل طلسمات یعنی عمرو و محمود خوش صفات کا سنیئے کہ یہ دونون جب بگذاری منزل مقصود رہے ایک روز ایک صحرائے سرسبز مین پہونچے گل و لالہ انمین سب جنگل مملو تھا چمنستان یا گلشن دشت تھا کہین نرگس کے تختے کہین کہاس خودرو کھلے ہوے تھے

بقول مؤلف

دشت تھا یا بہشت کا گلشن — سرو سنبل پہ تھا عجب جوبن
کھل رہے تھے طرح طرح کے گل — لطف پر صحبت گل و بلبل
دشت کے بیچ مین بشوکت و شان — ایک تعمیر لاجواب مکان
ہر طرف قصر کے بنے کمرے — پتھرون سے سجے ہوے کمرے
برج ایسے تھے اس جگہ تعمیر — تھے برج فلک بھی انکے نظیر
فرش سب صاف دیکھ اچھا تھا — چشم حیران کا اک تماشا تھا
تھے جواہر کے یہ فرش دھرے — فرش کے بجوار تخت بچھے
جھاڑ اور ہانڈیان بلورین تھین — فی الحقیقت وہ نور آگین تھین
مال و اسباب بے قیاس اسمین — تھے جواہر کے سب گلاس اسمین
تھا سماں گو کہ رشک خلد برین — کوئی لیکن نہ پایا اس کا مکین
کرسیان میزین تھین جواہر کار — رکھے گلدستے ہر طرف کو ہزار
دیکھکر اس مکان کی زینت کو — ہاتھ کھولا عمرو نے غارت کو
پہلے ڈھیلا عمرو نے اک پھینکا — تاکہ ساکن یہان کا ہو پیدا
جب نہ پایا کسی کو تب بیباک — آیا اندر مکان کے وہ چالاک
جال الیاس مار کر ہر جا — نذر زنبیل سارا مال کیا

عمرو سارا اسباب لوٹکر چاہتا تھا کہ یہان سے نکلکر اپنی راہ لے کہ ناگاہ ایک ساحرہ کریہ منظر دیو پیکر بدشکل ونافرجام اڑتا ہوا آیا اور للکار کے بولی کہ اے دزد تو نے سارا اسکان طلسم لوٹ لیا مگر میرے ہاتھ سے بچکر جانا دشوار ہے سزا اس بدکرداری مین جان عذاب الیم مین گرفتار ہے یہ کہکر سحر پڑھتا ہوا آگے بڑھا محمود نے انکو جب آمادہ فساد پایا عمرو کو پیچھے کیا اور سینہ سپر کرکے اسکے مقابل ہوئی اسنے

ایک ناریل سحر پڑھکر مارا اسنے انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ناریل دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور اسکا
خالی گیا اور نیچہ کھینچکر حملہ آور ہوئی باہم چوٹ چلنے لگی اس جادوگر نے جب اپنے تئین مغلوب پایا دلمین یہ
خیال کیا کہ یہ شہزادی ہی جسپر شہنشاہ ساحران فریفتہ ہی اور سرخدار طلسم ہی اگر مجھپر وار لڑیگی تو مجھکو قتل
کرڈالیگی لازم ہی کہ مکاری اسکو گرفتار کرنا اور اپنی جان بچانا ورنہ مفت مارا جائیگا یہ سوچکر لڑتے لڑتے
تلوار پھینک کر قدم پر آگرا اور بمنت تمام دانت نکالکر گویا ہوا کہ اے ملکہ دوران یہ نہ جانتا تھا کہ آپ
مخمور سرخ چشم ہین بلکہ دزد سمجھکر مرتکب اس بے ادبی کا ہوا تھا اور ایذا رسانی پر کمر باندھے تھا اب
ظاہر ہوا کہ حضور مصاحب خاص شہنشاہ ہین ہماری مالک مال و جان ہین بس امیدوار ہون کہ اپنے
کرم سے میری خطا معاف فرمایئے اور یہان سے کنشتخانہ قریب ہی وہان تشریف لیچلیے ماحضر نوش کیجیے
مین بھی اطاعت کرونگا اور ملازمان جناب مین منسلک ہوکر مجھپر بھی آنچ نہ آنے دونگا مؤلف آپکے شمع
قدم سے ہو جگر روشن مرا ۔ کلبہ تاریک بھی ہو وادی ایمن مرا ۔ یہ تقریر سنکر مخمور بھی رزم کرنے سے باز رہی
اور عمرو سے کہا خواجہ اسکے ساتھ چلیے عمرو نے کہا چپکے سے اے ملکہ پیشانی اسکی تاریک ہی یہ مکر سے حذر کرتا ہی
فریب دینا چاہتا ہی اسکے گھر جانا بہتر نہین مخمور نے جواب دیا کہ آپ ہی کا قول ہی کہ جو منت کیے اور اطاعت
اسلام کرنیکا اقرار کرتا ہو اسکا کہنا ماننا لازم ہی اگر برائی وہ کریگا تو کیا ہوگا خدا مالک ہی بس اب کچھ خوف
نہ فرمایئے مثل مشہور ہے کہ زندہ را میتوان زد جیسے اب زیر ہوا ہی ویسے ہی پھر زیر ہوگا عمرو یہ کلمات سنکر
چپ ہو رہا اور سوچا کہ اسکے ساتھ چلو جو کچھ وہان مال ہوگا وہ بھی لوٹینگے اور اس مکار کو بھی مارینگے
یہ سوچکر لالچ مین آیا اور بمقتضاے ع بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند ۔ مخمور کے ساتھ روانہ ہوا وہ ساحر
اس بیشہ سے گذر کر ایک درہ کوہ مین لایا اور وہان سے گذر کر ایک دشت سبز و خرم مین پہونچا عمرو نے
وہان قصر فلک رفعت تعمیر پایا یہ مکان پہلے مکان سے خوبی مین دو چند تھا ہر ذی ہوش کے دلپسند تھا
کوئی تکلف ایسا نہ تھا جو اس جگہ نہ کیا گیا تھا کوئی سامان آسایش و زیبایش باقی نہ رہا تھا جو وہان نہ ہوتا
وہ ساحر کہ نام اسکا تعمیر جادو اس قصر مین ان دونو کو لایا اور دروازے کمرے کے کھول دیے مسند پر تکلف پر
بٹھایا کشتیان شراب ناب کی قابین گزک کیلیے کباب کی حاضر کین فواکہات کی ڈالیان سامنے لاکر
رکھین مخمور سے کہا خواجہ تو شغل میخواری کرو عمرو نے کہا تم بیدم مجکو بھی ایک آدھ جام دیدینا مخمور نے جام بھر کر
پہلے اس ساحر کو دیا اسلیے کہ مبادا اسمین زہر اسنے ملایا ہو تو اسیکا کام تمام ہو جائے جب وہ پی چکا تو آپ نے
پینا شروع کیا یہ تو میخواری مین مصروف و متوجہ تھی اور عمرو اسجگہ کا مال تجویز کر رہا تھا اس ساحر نے
دونو کو غافل پاکر سحر پڑھ پڑھ کر پھونکنا شروع کیا جب مخمور کو خوب نشہ ہوا بسبب اسکے سحر کے بیہوش
ہوگئی اور عمرو نے ہر چند کہ شراب نہ پی تھی اسپر بھی سحر اسکا اثر کر گیا یعنی ہاتھ پاؤں کرخت ہو گئے بے حس و حرکت
ہو گیا وہ ساحر ان دونو کو اٹھا کر سمت افراسیاب روانہ ہوا اتفاقاً اس مکان اول تک جسکو عمرو نے

غارت کیا یہ پہونچا ہوگا کہ اُدھر سے صبائے جادو فرستادۂ افراسیاب جو بہر گرفتاری عمرو روانہ ہوا تھا آ نکلا
اُس نے دیکھا کہ ایک ساحر عمرو اور مخمور کو پکڑے لیے جاتا ہے یہ حال دیکھکر وہ قریب آیا اور گویا ہوا کہ بھائی تم نے
بڑا کام کیا کہ اس مفتری اور مفسدہ کو گرفتار کر لائے لاؤ مجھے دو کہ شاہ طلسم پاس لیجاؤن وہ انکی تلاش مین
ہین اور مجھے خاصکر اسی کام کے لیے بھیجا تھا کہ انکو پکڑ لیجاؤن اس ساحر نے جب یہ کیفیت سنی اور معلوم کیا کہ
شہنشاہ ساحران کو بہت انکی تلاش و جستجو ہے گویا ہوا کہ کیا خوب کہ کوئی محنت کرے اور کوئی مزے اُڑائے
میرے صاحب آپ کون لیجانیوالے ہین مین خود کیا راستہ نہین جانتا یا بادشاہ تک پہونچ نہین سکتا
ہون انکو شاہ کے روبرو لیجاؤنگا انعام و اکرام پاؤنگا خیر خواہ کہلاؤنگا صبائے جادو نے اس گفتگو کو سنکر
پہلے منت بہت سی کی کہ بھائی میرے لیے بڑی بدنامی ہوگی کہ مجرمونکو گرفتار کرنے گیا مگر وہ گرفتار نہ ہوسکے
خالی پھر آیا پس ہم تم آپسمین ایک ہین ہماری حقارت دیکھنی مین تمھاری ذلت و ذلت ہے بہتر یہی ہے کہ مجھکو
لیجانے دو اسمین کد نہ کرو ورنہ تمھارے لیے اچھا نہ ہوگا اس ساحر نے کہا واہ خوب آپ نے سبق پڑھایا بھلا
صاحب تمھارے لیجانے مین تو حقارت ہے اور میری کیسی ذلت ہوگی کہ سب کہینگے یہ ایسا ہوا تھا کہ قیدیونکو
چھڑوا دیا آپ نہ لیجا سکا اور یہ جو تم نے کہا کہ اچھا نہ ہوگا تو بھلا کیا نہ ہوگا مین کچھ ایسا الو ہون جو تجکو دمکتا ہی جانا
کہ مین نے ایسے نفرے بہت دیکھے ہین تم ایسے بہتونکو مین بیچ چکا ہون صبائے جادو نے جب دیکھا کہ
یہ منت سے نہ مانیگا اور سخت کلامی کرتا ہے پس بتعصب تمام آگے بڑھا اور کلمات سخت و درشت زبان پر
لایا پکارا کہ اے اجل گرفتہ سنبھل دیکھون تو کیسے نہین دیتا اسنے کہا مین بخوبی ہوشیار ہون دیکھتا ہون
کہ کیونکر تو لے لیتا ہے بلکہ تو اپنی جان کی خیر منا اسنے یہ سنکر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا وہ نارنج اسکے سینے پر
جاکر پھٹا اور آگ کے شعلے نکلکر جسم مین لپٹے اس ساحر نے درجواب اس سحر کے فلک کی طرف کچھ پڑھکر
پھونکا کہ ایک لکۂ ابر پیدا ہوکر برسا وہ آگ بالکل بجھ گئی اور ایک ناریل صبا پر مارا اسنے بھی ایسا سحر
پڑھکر اشارہ کیا کہ ناریل دو ٹکڑے ہوکر زمین مین سما گیا اور پنجۂ سحر کھینچکر اُسپر جا پڑا اسنے وار اسکے روکنا
شروع کیے یہانتک کہ ایکبار صبائے جادو پنجۂ برق بنکر جو اسکے سر پر گرا ہر چند اسنے روکا مگر نہ رُک سکا
وہ بجلی اسکو کاٹ کر زمین مین اُتر گئی وہ دو پرکالے ہوکر گرا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا بعد کچھ عرصہ کے صدا
آئی کہ مارا مجکو نام میرا التمیر جادو تھا بعد برطرف ہونے غل و شور کے صبا نے چاہا کہ قیدیونکو لیکر روانہ ہو مگر
اس ساحر کے مرنے سے مخمور و عمرو پر سے سحر اسکا باطل ہوگیا تھا اور یہ دونون ہوشیار ہوگئے تھے مخمور سنبھلی
اور چمک کر اُٹھی تھی کہ صبا نے کہا اے مخمور چل مین تیری خطا شہنشاہ طلسم سے معاف کرا دونگا مخمور
نے جواب دیا کہ وہ شاہ طلسم مادر بخطا کیا میری خطا معاف کریگا اور اب بچیا تو کب میرے ہاتھ سے زندہ
بچیگا اسکو یہ کلمہ سنکر غصہ آیا اور نارنج سحر پڑھکر لگایا اس زن شیر صولت نے خالی دیا اور سحر پڑھتی ہوئی آگے
بڑھی صبا نیمچہ کھینچ کر اسپر بھی آگرا یہ بھی تلوار پکڑکر مقابل برابر سے بجلیان تیغ کی کوندکر گرنے لگین

چمکتی تھی بجلی گرجتا تھا رعد — مقابل ہوئے تھے بہم نحس و سعد
نہ اسکو ظفر تھی نہ اس کو خبر — نہ پروائے جان کچھ نہ مرنے کا ڈر

صبا رطلے نے مین اس سے عاجز آیا اور نزدیک تھا کہ مخمور اسکو جہنم بھیجے مگر اسنے جب اپنے تئین مغلوب دیکھا تو ایک جھولی
سے خاک قبر تیشہ نکالکر اڑائی وہ مخمور پر پڑی یہ بیہوش ہوگئی عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا براہ مکاری دوڑکر صبا کے
قدم پر گرا اور بست تمام گویا ہوا کہ یہ عورت ناقص العقل تھی ہر چند آپ نے فہمائش کی مگر اسنے سمجھانا آپکا نہ مانا آخر
اپنی سزا کو پہونچی مگر مین امیدوار ہون کہ آپ میری خطا شاہ جادو ان سے معاف کرا دیجیے مجکو خوب ثابت
ہوگیا کہ بادشاہ طلسم سے مخالفت ہوکر کوئی زندہ نہین رہ سکتا وہ بڑا زبردست ہر کہ جسکے مطیع آپ ایسے ساحران
نامور ہین صبا یہ باتین سنکر خوش ہوا اور ازبسکہ شاہ پاس لیجانا چاہتا ہی تھا عمر کے منت گزار ہونے سے بغیر
گرفتار کیے سے چھوڑ دیا عمر نے اثنائے راہ مین قابو پاکر اسکے منہ پر حباب بیہوشی مارا کہ وہ چرخ کھاکر گرا
لیکن اتفاق سے ایسے مقام پر گرا کہ وہ جگہ ترائی کی تھی اور ڈبرا پانی سے بھرا ہوا تھا اس ڈبرے مین اسکا
سر جاکر پڑا اور مخمور کو بیہوش کرکے اپنے لاد لیا تھا وہ بھی ڈبرے مین گری پانی کی سردی سے دونونکو ہوش آگیا صبا
بھی سنبھل کر اٹھا اور مخمور بھی جست کرکے پانی سے نکلی لیکن صبا شرارت عمر سمجھکر پکارا کہ مین اسکو سزا دون مخمور نے
ڈانٹا کہ کدھر جاتا ہے اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک بجلی اوپر سے جو چمک کر گری اسکے دو ٹکڑے کرتی ہوئی
زمین مین اتر گئی غل و شور برپا ہوا تاریکی ہوگئی بعد اس ہنگامے کے سر صبای جادو کا شق ہوگیا اور ایک طائر
سبز فام خوشرنگ سر سے نکلکر روتا ہوا سمت شاہ طلسم گیا اور یہ دونون آگے بڑھے طائر باغ سیب مین
پہونچا اور پکارا کہ اے شہنشاہ صبای جادو کو متصل مکان طلسمی جہان کر ملکہ نور جادو کا لڑکا ہی عمرو مخمور نے
مار ڈالا یہ ماجرا کہکر اس طائر کے منہ سے ایک شعلہ آتش نکلا اور سارے بدن مین آگ لگی کہ جل کر راکھ ہوگیا
شاہ جادوان مقام محافظان طاؤس طلسم کے پاس سے آکر مسند عیش پر جلوہ گر تھا یہ خبر بزبان طائر سنکر
غضبناک ہوا اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ آندھی سیاہ آئی اور کچھ دیر مین ایک ساحر اژدہے پر سوار روبرو
بادشاہ ذی تبار حاضر ہوکر آداب بجا لایا اسنے پہلے اسکا حال بشفقت تمام پوچھا پھر حکم دیا کہ اے بلائی جادو
تمہارے بھائی کو مخمور نے متصل مکان طلسم مار ڈالا ابھی وہ وہین ہین جاؤ اور ان دونون کو گرفتار کرکے
میرے روبرو لاؤ اور اگر نہ آسکین تو انکے سر لاؤ تامل نہ کرو جلد جاؤ بلائی یہ حکم محکم بادشاہ سنکر تسلیم کرکے
پھرا اور اژدر پر سوار ہوکر روانہ ہوا اسکے روانہ ہونے کے بعد نامہ حیرت آیا شاہ نے پڑھا اسمین
قتل ہونے نشواط اور قصد کرنا لڑنے کا مصور کے دریافت ہوا اس نامہ کا جواب اس طرح لکھا کہ اے
ملکہ تم گھبراتی نہین مین یہان سے تمہاری مدد کے لیے طوفان بن قمار فیل ہوا کو بھیجتا ہون وہ بسیار زبردست
ہے کسی سے زیر نہ ہوگا اور مرشد زادے اگر عازم جنگ ہین تو انکو ہم نے وہ بارگاہ عظیم الشان عنایت کی
جو زیر طلسم استادہ ہے انھین چاہیے کہ طوفان کے وہان پہونچنے تک کام تمکو اور ان کا تمام کرین اور اے ملکہ

تم بھی مرشد زادے کی خاطرداری اور تعظیم کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا بس یہ جواب لکھکر حیرت پاس بھجوا دیا اسنے جواب پاکر نہایت خوشی کی اور مصور کو وہ نامہ دکھایا وہ بھی بہت خورسند ہوا اور کہا بعد فتح بارگاہ مین ہونگا اور علاوہ اسکے جو مال کہ بادشاہ طلسم کا ہے اسکو مین اپنا ہی مال جانتا ہون جو چاہون وہ کرون مجھے بارگاہ کی کچھ احتیاج نہین یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا نوجہ سے گویا ہوا کہ ہو صاحب مبارک ہو میرے ہی نام یہ فتح تھی شاہ طلسم نے ایسا کچھ مجکو لکھا ہے صورت نگار نے کہا عیار یک تم کو ذلیل کر چکے ہین اور اُنکے ہوتے فتح ہونا غیر ممکن ہے لہٰذا تم اس مقدمہ مین اگر نہ ہو تو اچھا ہے کہین جان جانیکا اندیشہ ہے مصور نے جواب دیا کہ مین بغیر سارے لشکر کی تصویرین کھینچے ہرگز نہ رہونگا لیکن کیا کرون میرا دل نہین مانتا میرے دادا کے سب بندے قتل ہوے جاتے ہین الحاصل اسکی زوجہ نے بہت کچھ سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا اور درہ کوہ مین جاکر زمین کو پاک و صاف کرکے آگ سلگائی دو گل مرچین جلائین کلاہ بان عجیب بھینٹ مین دیے اگیاری کی خاک ایک طرف اڑادی دفعۃً ایک غبار تیرہ و تار اسی طرف سے پیدا ہوا جدھر وہ خاک اڑکر گئی اس غبار سے پتہ ایک گھوڑے پر شکل انسان کے سوار اسکے پاس آیا مصور نے اس کو شراب کی بوتلین اور کلیجی اور سور کی زبان بھینٹ دی اسنے شراب پیکر گوشت کھالیا اسنے کہا اب تم کل معرکہ جنگ مین تمام میرے دشمنون کا تمام کرنا پتلے نے اقرار کیا اور چلا گیا راوی کہتا ہے مصور از بسکہ سحر تصویر بنانیکا کرتا ہے اسوجہ سے اس پتلے کو اسنے کاغذ کا قبل مین بنایا تھا اور اسکے جسد مین سحر کا داخل کیا تھا اور مدد اس سحر کا اسطرح بنایا کہ ایک عقاب بزور سحر بنا کر صحرا مین چھوڑ دیا اس لیے کہ کوئی اس عقاب کو اگر تلاش کرے تو پائے نہین سیکڑون عقاب اس طرح اور اسی قد و قامت کے بنا کر ہمراہ اس عقاب کے کردیے کہ جہان وہ رہے یہ سب بھی رہین کہ ہر ایک دھوکا کھائے اور نہ سمجھ سکے کہ کون سا عقاب کام کا ہے فی الحال اس عقاب کا آگے بیان ہوگا اب حال مصور سنیے کہ یہ اس پتلے سے وعدہ کرکے اشکر مین آیا اور حیرت سے کہا کہ [illegible] کا حکم دیجیے تامل نہ کیجیے حیرت نے اسکی [illegible] جب زیب شام صبح نقارہ نوازی [illegible] عقاب تیز پرواز فلک [illegible] اسد [illegible] از کوہ مغرب [illegible] گیا اور شیشہ [illegible] گان [illegible] اسکی نظر آنے لگا

کہ بقول شاعر

ہوئی صنعت کلک قدرت عیاں
آئینہ بنا سے چرخ برین

مزین ہوا صفحہ آسمان
کواکب کی صورت بصد زیب زین

[illegible] سنک بجایا طائران سحر لشکر [illegible] جو وہان موجود تھے خبر لیکر حاضر بارگاہ سلطان جاہ ہوے اور بشکل انسان متشکل ہوکر بزبان فصیح [illegible] بعد دعا و ثنا عرض کرنے لگے کہ عجیب بات سن [illegible]

| | |
|---|---|
| شہا تیری دولت رہے برقرار | مددگار تیرا ہو پروردگار |
| ابد تک یہ قائم رہے سلطنت | عدالت سے آباد ہو مملکت |

بنام منصور جمیر لشکر مخالف میں طبل جنگ بجا ہر زادہ ذی سعد دشمن حاسد ملازمان حضور پر نور کی ایذا رسانی کا ارادہ
یہ کنکر پرواز کرکے بشکل طائر پھر روانہ ہوئے یہ خبر سنتے ہی مہرخ نے بھی نظر بفضل کردگار کرکے نفیر سحر کو
دم دیا سرداران عالیشان نے کوس حربی بجایا دربار شاہ سے برخاست ہوا ہر ایک اپنی جگہ پر
آکر مصروف تیاری سامان جدال تھا کوئی اگیاری کرتا تھا کوئی منتر جنتر پڑھتا تھا دمڑو بجاتا تھا
بہادر ہتھیار صاف کرتے تھے مردانگی کا دم بھرتے تھے مولفہ

| | |
|---|---|
| ہوئے مرد جنگ آزما ہوشیار | نبرد آزمایان خنجر گذار |
| سپہدار لشکر بجاہ و حشم | لگے کرنے سامان جنگی بہم |
| ہوئیں تیغیں صیقل سے پھر آبدار | عیاں پھر ہوا قہر پروردگار |
| اٹھنے لگیں فوج کی بدنیان | درخشاں ہوئیں تیغ کی بجلیاں |
| کیا ساحروں نے بپا شور و شر | دیے بینٹ میں سب نے دشمن کے سر |
| جلانے لگے سحر پڑھ پڑھ کے پر | کئی رنگ میں تھے صغیر و کبیر |

منصور کے نام پر طبل رزمی کے بجنے سے سبکو انتشار تھا ہر ایک سردار تھا بہار باغ و بہار
دکھا کر دشمن کو باغ سبز دکھانا چاہتی تھی مہرخ فروغ سحر دکھا کر عدو کا دل داغدار فرماتی تھی سرخمو کو
سرخروئی منظور تھی حاصل یہ کہ ہر ایک کو ایسی ہی کچھ ضرورت تھی رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جسوقت کہ
مصور آفرینش نے پیکر پر نور مہر کو نگار خانہ مشرق سے جلوہ طراز فرمایا اور نقاد پر کواکب کو خامۂ
شعاع مہر نے صفحہ افلاک سے مٹایا مولفہ

| | |
|---|---|
| جب شعلۂ تیغ تیز خسر کا | تاریکی میں ہو گیا اجالا |
| تھا بخت بہادروں کا روشن | پھیلا نور سحر کا دامن |

لشکر دونوں جانب سے دشت قتال میں وارد ہوئے جو رہی معرکۂ گیر و دار رہی ہنگامہ گرم بازاری
نبرد و پیکار تھا صفوف جنگ ترتیب پذیر تھیں دونوں فوجیں مثل دریا موجگیر تھیں نقیب آواز
بلند پکارتے تھے بہادروں کو للکارتے تھے کہ ہاں نوجوانو جوہر شمشیر دکھاؤ معرکہ دیکھیں کس کے ہاتھ
ہے منھ نہ موڑنا تیغ و گردن کا ساتھ ہے غرضکہ جب ساحروں کے پرے جمگئے سپاہی لڑنے پر تل گئے
منصور صف لشکر سے آگے بڑھا اور کچھ بڑھکر صحرا کی طرف پھونکا غبار تیرہ و تار پیدا ہوا اور وہی سوار گھوڑے پر
سوار میدان میں آکر ٹھہرا جسکا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے منصور نے اسکے آنے سے نعرہ مارا کہ اے
فرزند مکرم اس سوار سے اگر ہم نبرد ہو سمت عدم راہ لو مہرخ بہ نہیب سنکر جانب لشکر نگران ہوئی

گلزار جادو ملازم بہار نے جست اڑا کر میدان کی راہ لی اور سوار کے مقابل پہونچکر ضرب طلب کی
اسنے شمشیر کھینچکر کمر کو تلا کر سر پہ ہاتھ مارا گلزار نے سحر پڑھا دس سپرین سحر کی سر پر از خود آ گئین
مگر شمشیر نے اس سوار کی سپر ڈھالوں کو کاٹ کر گلزار کے دو ٹکڑے کیے شور اسکے مرنے کا بلند ہوا مصور نے پھر
مبارز طلبی کی ادھر گلزار کا بھائی زر نگار جادو اسکے سامنے گیا اور ایک نارنج سوار پر مارا نارنج
اسکے قریب جاکر اُسنا پھر آئی دوبارہ اُسنے پھر مارا وہ بھی خالی گیا اور اس سوار نے اُسکے بھی تلوار ماری اُسنے
ہر چند رد کیا ممکن نہوا اور تیغ نے دو ٹکڑے کیا غل اُسکے مرنے کا بلند ہوا مصور نے نقیب کی دھرے اور ایک ساحر
لڑنے گیا اور ہزار ہا سحر اس سوار پر کیے مگر اثر پذیر نہ ہوے اور سوار نے اسکے بھی دو ٹکڑے کیے اسی طرح
جو ساحر اسکے مقابلے مین گیا طعمۂ شمشیر اجل ہوا اور بیس ساحر تا دم شام تک سیدہ قتیل جان ہوے پر
بندھ گیا اسوقت بہار نے ارادہ نکلنے کا کیا لیکن مہرخ مانع ہوئی اور کہا تم نہ جاؤ یہ پتلا مصور کے سحر کا ہے
کسی سے مارا نہ جائیگا اور جو اسکے سامنے جائیگا قتل ہو جائیگا بہار نے جواب دیا کہ خداوند اب ہی دن اس
پتلے دسے مصور کو جاکر دیوانہ بناتی ہون وہ خود اس پتلے کو مٹائیگا اور اپنے کیے کی سزا پائیگا یہ کہکر چاہتی
تھی کہ اپنا تخت آگے بڑھائے اور لڑنے جائے لیکن دن تمام ہو چکا تھا اور باغبان دہر کشت انجم فلک
کی آبیاری کیا چاہتا تھا کہ نواعت یہ ہیبت طاری ہوا اضطراب و حیران ہوا پشت تناب مصور
نے طبل بازگشت بجوایا اور کہا کہ اے گروہ باغیان پردۂ شب تمہارے واسطے حائل ہو گیا کل تم
سب مارے جاؤگے مناسب ہے کہ اطاعت شاہ جادوان کرو اور فساد سے باز آؤ لشکریان مہرخ نے ان
کلمات کے جواب مین شاہ طلسم کو برا بھلا کہا القصہ مختصر لشکر میدان سے پھرے اور مقام پر اپنے پہونچکر آرام
پذیر ہوے لشکر دونین چراغان کی روشنی ہوئی سرداروں نے میخواری شروع کی ناچ بارگاہ مین ہونے لگا
غلغلۂ عشرت و کامرانی بلند ہوا اسپار بھی بارگاہ مین آئے اور مہرخ سے مستفسر ہوے کہ اس سوار کو تم جانتی ہو
کہ یہ کون ہے اور اسکا اصل حال کیا ہے مہرخ نے کہا مین نے براہ کہانت دریافت کیا ہے کہ یہ پتلا مصور
کے سحر کا ہے اور بغیر اسکے دفعہ کیے اسکا دور ہونا ناممکن نظر آتا ہے برق عیار نے کہا مین جاتا ہون اور اسکے
ہلاک کرنیکی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا ادھر مصور جو واپس ہو کر گیا اس نے اس سوار کو جنگل کیجانب چلنے
دیا کہا مجھے بروقت لڑائی سحر پڑھکر تمکو بلانے کی تکلیف ہوتی ہے ایک دن بعد پھر اٹھاتا ہے چنانچہ اتنے عرصہ کیلیے کاہکو
جاؤ یہ کہکر ایک خیمہ استادہ کر دیا کہ یہاں رہو وہ پتلا وہان اترا اور ازبسکہ اسکے پیٹ مین کوئی شیطان اترا
ہے وہ کھاتا پیتا بھی ہے مصور نے خدمتگار بہر خدمت مقرر کر دیے وہ سامان اکل و شرب حاضر لائے پتلا کھانے
پینے مین مشغول ہوا اس اثنا مین برق صورت ساحر کی سی بنکر لشکر مین آیا اور ایک خدمتگار کو پتلے کے
خدمتی مین سے جاکر اشارے سے بلایا جب وہ پاس آیا کہا الگ آؤ مین تمہارے فائدے کی
ایک بات کہون خدمتگار اسکو ساحر معزز دنیع سمجھکر کچھ کہہ نہ سکا تنہائی مین چلا آیا برق نے اسکو بیضۂ بیہوشی

مارکر طرفۃ العین مین بیہوش کر دیا اور اسکا پیراہن لیکر اسی کی ایسی صورت بنکر اس پتلے کے خیمہ مین آیا وہ
پتلا پلنگڑی پر لیٹا انار کے دانے کھا رہا تھا برق سرہانے کھڑا ہو کر پنکھا جھلنے لگا اور ایک ہاتھ سے غبار
بیہوشی اُڑاتا تھا پنکھے کی ہوا سے ناک مین اسکی بیہوشی گئی وہ پتلا چھینک مارکر بیہوش ہو گیا برق نے اور
زیادہ غبار بیہوشی اُڑایا یہانتک کہ جو لوگ اسکی خدمت مین تھے وہ بھی بیہوش ہو گئے۔ سوقت
اسنے چاہا کہ پتلے کا سر کاٹ لون مگر وہ پتلا پتھر کا ہو گیا یہ حیران ہوا کہ اب کسکو مارون ناچار انھین خدمتگار
لوگون کو جنھین بیہوش کیا تھا اسنے ہوشیار کر کے کہا اے میان تم سب سو گئے تھے ذرا دیکھو تو میان
سوار صاحب کو وہ تو پتھر کے ہو گئے اب خدمت کس کی کرین ان لوگون نے اس بیان کو سنکر تعجب
کیا اور اٹھکر پتلے کو دیکھا واقعی وہ پتھر کا ہو گیا تھا یہ دیکھکر باہم مشورہ کیا کہ چلکر مصور سے کہین وہ بان
تو پتھر کے ہو گئے غرض خبر گیرے روانہ ہوے برق بھی انکے ساتھ گیا اور سبنے جا کر مصور سے پتلے کا
پتھر ہونا بیان کیا وہ ساحر اسنکر پتلے کے خیمے مین آیا اور اسکو پتھر کا دیکھکر بڑی دیر تک متحیر رہا تھا
تا اینکہ وہ پتلا پھر جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اور ہوشیار ہو کر گویا ہوا کہ مین سو گیا تھا مصور نے کہا کچھ نہین یہان
عیار شاید کوئی آیا تھا اسنے آپ کو بیہوش کر کے قتل کرنا چاہا ہو گا پتلے نے کہا اگر یہ امر ہو تو آپ کچھ فکر
نہ کرین مین غائب ہو جاتا ہون بروقت ضرورت نکلونگا اب دیکھونگا جب مجھکو کوئی بیہوش کریگا مین پتھر کا ہو جاؤنگا
کوئی مجھے قتل نہ کر سکے گا مصور اسکی تقریر سنکر مطمئن ہوا اور پھر کر اپنے مقام پر چلا آیا برق نے بھی یہ
گفتگو سنی دلمین غور کیا اب اس پتلے کو بیہوش کرنے کیلئے یہان ٹھہرنا بیجا ہے نامعلوم کہ اور کوئی تدبیر کرنا
چاہیے یہ سوچکر وہان سے کچھ خیال کر کے روانہ ہوا اور بارگاہ حیرت کی جانب ساحر کی صورت بنکر چلا
جب وہان پہونچا ایک خدمتگار کو کہ حیرت کے اشارے سے ملا یا اور کہا چلو تم کو مصور بلاتے ہین خدمتگار
اسکا نام سنکر بہت خوش ہوا کہ مین بھی ایسا ہون جیسے مرشد زادے سب حرون کو بلاتے ہین بس اسی
وقت ہمراہ ہو لیا برق نے کہا واسطے تفریح کے صحرا کیطرف گئے ہین بارگاہ مین نہین ہین اسی سمت چلو خدمتگار
نے کہا کچھ بھی معلوم ہوا کہ کیا کام ہے اسنے کہا کچھ انعام تقسیم کیا ہے قسمت کی بات ہے کچھ کام نہین تمھین بھی انعام
دینا منظور ہے خدمتگار اس خبر کو سنکر نہایت خرسند ہوا اور اسکے ساتھ جنگل مین آیا اسنے تنہا پاکر اسکے منھ
پر بیضۂ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا برق نے اور زیادہ اسکو بیہوش کر کے اسی کا پیرہن پہنکر اور اسی
کی ایسی صورت بنکر اپنی راہ لی اور ایک رقعہ حیرت کیطرف سے مہر کر کے لکھا اور بارگاہ مصور مین آیا
وہ رقعہ اسکو دیا اسنے پڑھا لکھا تھا کہ تمنے نامی عیار نے پتلے کو بیہوش کیا تھا ایسا نہو کہ عیار پتلے کو
مار ڈالین لہذا میرے پاس ان کے لیے بھیجو یہ پتلا جو تمھارا ہے اسکی جان کا ہے مین رکھی ہے مصور نے جواب
مین رقعہ کے لکھ بھیجا کہ یہان سے کچھ دور ایک درہ کوہ مین بہت سے عقاب تیز پرواز میرے سحر کے ہین
ان مین ایک عقاب نہایت زبردست و بڑا ہے اسکو کوئی مارے اور اسکا خون لے کر اس پتلے پر چھڑکے

شہا تیرا اقبال دائم رہے ہمیشہ ترا ملک قائم رہے
رہیں تیرے دشمن ہمیشہ ذلیل خدا تیرا ہر حال میں ہو کفیل
عدو کل کے دن طالب جنگ ہے پھر آمادۂ شر وہ بے ننگ ہے

مہرخ نے خبر سنتے ہی نفیر سحر کو دم دیا لشکر میں کرنا پھنکی صور اسرافیل گویا بجی لشکر کے آراستہ کرنے میں
ہر سردار سرگرم تھا ادھر افواج کا غلغلہ بلند کیا پھر وہی غلغلۂ گیرودار پھر ویسا ہی ہنگامہ آشکار تھا
ساحر مصروف سحر خوانی تھے بہادروں کو جوش شجاعت و ارمان جوانی تھے ہول ہر مقام پر بجا تا صبح
تک یہی سامان رہا ہر ایک کو جان جانے کا گمان رہا جب وقت فراق شاہد شب میں آہ آتشین سینۂ
دہر سے نکلی اور آفتاب تابان بنکر دہن مشرق سے شعلہ نمودار ہوا مؤلف

سینۂ مشرق سے نکلا ایسا شعلہ آہ کا مہر تابان بنکے گردون پر نمایان ہو گیا
گرمی سوز درون بھی یہ پھر ظاہر ہوئی جسکی ساری دہر میں پھیلی ہوئی تھی روشنی

لشکر دار و دشت مصاف ہوئے جوق جوق اور طوق طوق کے پرے بندھ گئے باجے جنگی بجے کوس
وکرنا گرجے مصور و حیرت بھی بڑی چمک دمک سے لشکر لائے ساحروں کے پرے جمائے ناقوس پھنکے
اور گھنٹے بجے گھٹا سحر کی چھا گئی آتشباری اور سنگباری سے میدان مثل تنور گرم ہو کر تپ گیا صداہا
مہیب ہیرونکی یہ معلوم ہوتا تھا گویا دفتر عالم الٹ گیا القصہ بعد ترتیب صفوف افواج گشت دونوں
لشکر کے سرتاج کے قلب میں قائم ہوئے دلاور مرنے پر عازم ہوئے نقیب مذمت دنیا سے دنی کہکر
میدان سے جب ہٹے بہادر سناٹے میں آگئے مصور نے کچھ سحر پڑھا یکایک سم مرکب کے کڑاکے کی صدا
بلند ہوئی وہی تیلا جسکا ذکر ہو چکا ہے ایک طرف سے پیدا ہوا اور میدان میں آکر ٹھہرا مصور نے مبارز طلبی کی
ملکہ مہرخ نے تاج اتار کر بوسہ دیکر تخت پر رکھا کل لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے تمام سردار پیادہ ہو کر
سامنے لڑکے آئے باجے بجنے لگے ملکہ نے سب کو تسکین و دلاسا دیکر حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ پر جا کر ٹھہرو اور
آپ طاؤس پر چڑھکر سامنے اس سوار کے گئی ضرب اس سے طلب کی اسنے ایک نارنج مارا ملکہ مہرخ نے
بھی ناریل مارا نارنج و ناریل لڑکر باہم ٹوٹ گئے اس عرصہ میں مہرخ قریب اسکے طاؤس اڑا کر گئی وہ
چاہتا تھا کہ تلوار کا وار کرے سنے شیشہ سے خون لیکر ایک چھینٹا مارا جیسے ہی خون اسپر پڑا ایک شعلہ
اسکے جسم سے نکلا اور اسنے جلنا شروع کیا دم بھر میں خاک ہو کر رہ گیا واہ واہ کا نعرہ لشکریان مہرخ نے
بلند کیا مصور کو بڑی ندامت ہوئی اور چاہا خود لڑنے کو جائے صورت نگار اسکی زوجہ نے روکا
اور لڑنے نہ دیا اسوقت اسنے افسران فوج کو للکارا کہ تو اس نمک حرام کو میدان سے جانے نہ دو
فوج نے مہرخ پر حملہ کیا اس طرف سے لشکر مہرخ پر جا پڑا اسپر تو دونوں لشکر باہم مل گئے اور جنگ سحر اور
شمشیر زنی شروع ہوئی کہ

نظم

اندھیرا کردیا اور عشاق نے سحر کی بجلی جلاد پر گرائی کہ اسکو دو ٹکڑے کر گئی اور مہرخ جو تختہ نگرگری برق کو اٹھا لیگئی مصور نے پہلے تو دو سحر کرکے روشنی کی جب جلاد کو ہلاک پایا در برق کو زیر تیغ نہ دیکھا جھلا کر زور سحر اٹھا اور للکارتا ہوا تعاقب مہرخ و بہار چلا صورت نگار نے اسکو تنہا جاتے دیکھکر نفیر سحر بجائی لشکر مین قرنا پھنکی جلد کمر بندی ہوئی اور فوج لیکر صورت نگار چلی اس طرف عشاق آگے بڑھکر لشکر مین پہونچی اور عیار بھی دوڑکر آئے حکم کیا کہ جلد لشکر تیار ہو کہ ہماری ملکہ فوج مخالف مین گھر گئی ہو بس یہ خبر سنتے ہی جو جس طرف بیٹھا تھا اسی طرح اٹھکر جھپٹا اور بجرد یہ جسکو ملا اٹھا لیا غرضکہ مہرخ کو فوج عدو نے راہ مین گھیرا تھا کہ ادھر سے بھی فوج آپڑی اور باہم سحر سازی شروع ہوئی برق کو مہرخ نے ساحرون کو دیکر اپنی بارگاہ مین بھیجدیا اور آپ فوج سے مقابلہ کیا ادھر سے ساحر بڑھے ہوا ابر گیا سحر کی اگین منتر کی چھڑیاں چلنے لگین آسمان سے ہاتھ پاؤن سر کا پتھر برستا تھا آندھی نکاخ دہ ایسا کہ گوش فلک کر ہوگیا تھا کبھی ایسا اندھیرا ہوجاتا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی دیتا کبھی ہزارہا ستارے و آفتاب نکل آتا تھا نظم

| | |
|---|---|
| اندھیرا تھا ہر سمت چھایا ہوا | نکل آیا سورج اچھالا ہوا |
| پڑی تیرہ اس مہر کی روشنی | دمین اسکو بیہوشی طاری ہوئی |
| بڑھا رخ جو مہرخ نے اس سحر کا | چھپا سحر کے ابر مین مہر جا |
| زمین پر سرد کی جو بارش ہوئی | کرو انکی زمین سر زمین بھیگی |
| ہوا پہ چمکتی تھی یون تیغ تیز | کہ بجلی ہو جسطرح سے شعلہ ریز |
| ہمیں آندھیوں سے تھا طوفان بپا | کہیں شور بیرون کا للاتھا |

اس ہنگامہ کا شور سنکر حیرت بھی آگئی اور نتیجہ اس جنگ کا بے سود دیکھی مصور سے کہا اس لڑنے سے فتح ہونا اور طلسم سے عذر کا دفع ہونا امکان نہین تا وقتیکہ کوئی تدبیر ایسی نہ کی جائے جس سے نمک حرام عاجز ہون یون مقابلہ بیکار ہے یہ کہکر طبل بازگشت بجوایا لشکر پھر آئے دوبارہ سب نے کمر کھولی آسودگی ہوئی حیرت نے سرصرعیارہ کو طلب کرکے بہت غیرت دلائی کہ دیکھ عیارہ ایسے ہوتے ہین کس طرح بیٹے کی جان کا حال پوچھکر اپنے لشکر کو بچا یا فی الحال عمرو بھی لشکر مین نہین ہو مگر تجھ سے کچھ نہین ہوسکتا جا ملکہ مہرخ کو گرفتار کرکے لا سرصر نے عرض کیا کہ آپکے اقبال سے لاتی ہون یہ کہہ کر روانہ ہوئی اور صورت ساحر کی بنکر جب لشکر مین آئی ایک کنیز کسی جادوگرنی کے خیمہ سے نکلکر اپنی بی بی کے پاس بارگاہ مین جاتی تھی اسنے اس کنیز کو بہانے سے علحدہ بلا یا کہا میری بات سنتی جاؤ جب وہ تنہائی مین آئی اس نے فوراً حباب مارکر اسکو بیہوش کیا اور اسکا پیرہن پہنکر اسی کی ایسی صورت اپنی بھی بنائی پینے محرم کے بند دکھانے کے لیے بہت چست کرکے باندھے دوپٹا اور ڈھرکر کاندھے سے ٹکا دیا سینہ آگے سے کھلا رکھا اسلیے کہ طوق اور جگنو جو پہنے ہون لوگ اسے دیکھیں کاجل آنکھون مین لگایا مستی ہونٹون پر

ایسی لگائی کہ ٹھڈی تک آ ئی تھی پائنچے گھرستی اور گراتی ہنس ہنس کر ایک ایک سے آنکھ ملاتی چلی جس کسی نے
لشکر میں اسکی طرف دیکھکر ہنس دیا اسنے بھڑوا مونڈی کاٹا بنانا شروع کیا جو کوئی نہ بولتا از خود چھیڑتی اور
گالیاں کوسنے دیتی اسی صورت سے بارگاہ میں آئی اتفاقاً ملکہ طاؤس نے اس سے پوچھا کہ اری تو کہاں
گئی تھی صرصر سمجھی کہ جسکا تو نے بیہوش کیا ہی وہ کنیز اسی کی ہی بس اسنے اٹھلا کر کہا واری ذرا ادھر گھبرا آیا
تھا سیر کو گئی تھی طاؤس بولی کیا الزادی تجکو سیر کی سوجھی ہی یہاں میں چوکی پر جانے کو تھی تیری راہ دیکھتی
تھی جلد لوٹا منگا اور اب جو بھی بغیر پوچھے کہیں گئی تو خوب جوتیاں پڑین گی یہ سنکر صرصر آفتابہ اٹھانے چلی
برق جو ساحر لائے تھے سحر پیر سے دفع کیا تھا وہ بھی بیٹھا تھا اس نے کنیز کی طرف بغور دیکھا اور پاؤن
اسکے پیترے سے پڑتے دیکھکر سمجھا کہ یہ عیارہ ہی بس اٹھکر یہ بھی چلا صرصر ہر چند کہ کنیز بنی تھی مگر چار
طرف دیکھتی جاتی تھی ہمہ تن چشم تھی برق کو آتے دیکھکر اسکے تیور سے پہچان گئی کہ اسنے تجکو پہچان لیا چلتے
ہی جست کرکے سراچۂ بارگاہ فرار ہو گئی برق نے پکار کر کہا ستانی ٹھہرو مجھے کچھ کہنا ہی صرصر نے جواب
دیا کہ باہر آؤ تو مزا چکھاؤن برق نیمچہ پکڑ کر باہر جھپٹا لیکن کہا کہ سب ہوشیار رہین صرصر کسی کو گرفتار
کرنے آئی ہی یہ کہکر بیرون بارگاہ آیا دیکھا صرصر کا کہین پتہ نہیں سمجھا کہ لشکر سے نکل گئی پھر سوچا کہ مبادا
اور کسی سردار کے خیمے میں جائے اور اسکو آزار پہونچائے بہتر ہی کہ تلاش کرون یہ سوچکر ڈھونڈھتا
ہوا چلا یہاں صرصر ایک قنات کی آڑ میں چھپی کھڑی تھی اہل دربست جاتے دیکھکر بہت جلد اسنے
صورت اپنی مثل صورت ضرغام عیار کے بنائی اور پھر بارگاہ میں آن کر مہرخ سے کہا میں صرصر کے پیچھے
دوڑا تھا وہ تو نہیں ملی آپ بندوبست کیجیے کوئی اندر نہ آنے پائے اور برق نے کچھ کہلا بھیجا ہی آپ الگ
آئیے تو عرض کرون مہرخ اٹھکر اسکے ساتھ الگ خیمے میں گئی اسنے حباب بیہوشی مارکر اسکو بیہوش کر دیا اور
پشتارہ باندھ کر لے چلی اس اثنا میں برق سب کہین صرصر کو ڈھونڈھکر بارگاہ میں آیا پوچھا مہرخ کہاں ہی
سب نے کہا ضرغام بلا کر لے گئے ہین قریب بارگاہ جو خیمہ ہی وہاں گئی ہین برق یہ سنکر اس خیمے میں آیا
یہاں دیکھا تو کوئی نہیں سمجھا کہ صرصر لیگئی اسیوقت یہ بھی لپکا ہوا جاتا تھا کہ صرصر جنگل میں راہ کترا کر پہونچی
تھی ہنوز لشکر حیرت تک نہ گئی تھی کہ یہ بھی پہونچگیا اور للکارا کہ اے ستانی اب کہاں جاؤگی اسوقت تو تم نے
خوب سبق دیا مگر اب بچنا مشکل ہی یہ کہکر نیمچہ پکڑ کر جا پڑا وہ بھی نیمچہ پکڑ کر بھڑنے لگی دس بیس ہاتھ نیمچے کے چلے
ہونگے کہ ایک طرف سے نعرۂ قران بلند ہوا اور اسنے آکر بغیرہ دتانا کہ ستانی ایک ہی ضرب مین تم فنا ہی
ہو بہتر یہی کہ پشتارہ رکھدو صرصر بغیرہ ستانے اسکو دیکھکر سہم گئی اور چاہتی تھی کہ کوئی مکاری کرے مگر
اس جگہ ایک ساحر بیابان جادو نام رہتا تھا اسنے دیکھا کہ ایک عیارنی اور دو عیار لڑ رہے ہین
یہ دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اڑا اور نیمچہ بکر جو کر صرصر کو مع پشتارہ اٹھا لے گیا قران و برق نیمچہ کرتے ہی
بھاگ کر چھپ رہے جب وہ نکل گیا یہ بھی نکلا اور باہم مشورہ کیا کہ صرصر کو یقین ہی کہ بارگاہ حیرت

میں لیجائے گا بس ہم پہلے ہی سے چلکر وہاں ٹھہریں اور جیسا کہ محل و موقع دیکھیں ویسا کریں غرضکہ صورت ساحروں کی
ایسی بناکر روانہ ہوئے، ادھر وہ ساحر صرصر کو حقیقت میں سامنے حیرت کے لایا صرصر نے تسلیم کرکے عرض کیا
کہ اس طرح میں لائی تھی عیاروں کے مقابلہ سے یہ مجکو اٹھا لے آئے حیرت نے دونوں کو خلعت دیا اور
بانی تھر تھرا کو اکر اس دھوکے میں کہ بیابان جادو نے مہرخ کو مسحور کر لیا ہوگا ہوشیار کرایا بیابان عین لڑائی
میں صرصر کے پشتارہ اٹھا لایا سحر سے بے حس و حرکت کرنے کی نوبت نہ پہونچی تھی اسوقت جو مہرخ ہوشیار
ہوئی حیرت کو سامنے بیٹھا دیکھا اور بیابان کو قریب استادہ پایا سمجھ گئی کہ یہ ساحر مجکو پکڑ لایا ہے بس اُٹھکر
ایک طمانچہ بزور سحر ایسا اسکے مارا کہ بیابان کا سر پھٹ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا اسکی تلوار کھینچ کر
یہ حیرت پر جا پڑی سردار لینا لینا کہکر اپنی اپنی جگہ سے اُٹھے لیکن مہرخ بادشاہ لشکر عمرو ساحرہ بے بدل
تھی جو اسکے سامنے آیا اسنے دو ٹکڑے اسکو کیا دم میں ساحر مارے گئے پھر انکے غل مچانے لگے باہر کے تمام
ساحر دوڑے انہیں کے ساتھ قران و برق بھی کہ ساحر بنکر آئے تھے اندر گھس آئے دیکھا کہ مہرخ جنگ
رستمانہ کر رہی ہے اور ساحروں کے نرغے میں گھری ہے یہ دیکھکر دونوں عیار حیرت کے قریب جا کھڑے ہوئے
بظاہر لینا لینا کہتے جاتے تھے اس ہنگامے میں کون انکو پہچانتا یہ بیگانے کی کسکو تمیز تھی یہ گھات میں
لگے تھے اسی اثنا میں مہرخ پر یورش زیادہ ہوئی اسنے ایک نارنج سحر پڑھکر ایسا مارا کہ تمام بارگاہ میں آگ لگی
اور زمین سے ہزاروں مار و عقرب پیدا ہو کر ساحروں کو کاٹنے اور ہلاک کرنے لگے اسوقت حیرت کہ زوجہ
بادشاہ طلسم کی غضبناک ہوئی اور کچھ سحر پڑھ کر دستک دی مہرخ ہر چند زبردست تھی لیکن اسکی برابری نہ کرسکی
بیہوش ہو کر گری ساحر تو آگ بجھا رہے تھے سحر پڑھکر سانپ بچھو سے اپنے تئیں بچا رہے تھے اور بہت سے
بھاگ گئے تھے حیرت خود اٹھی کہ میں مہرخ کا سر کاٹ لوں اسوقت عیار تو اسکے قریب کھڑے ہی تھے
حیرت پر دوڑ کر برق نے کمند ماری وہ جبتک سنبھلے اور سحر کرے اسوقت تک اسنے بیضہ بیہوشی
ناک پر مارا کمند میں الجھکر گری بیہوش ہوئی قران نے چاہا کہ جھپٹ کر ایک بغدہ ماروں اسوقت
ایک پنجہ جھپٹ کر گرا اور مع کمند حیرت کو اٹھا کر لیگیا کہ قران نے اسیوقت حقہائے آتشبازی مارنا شروع
کیے وہاں حقوں میں دھواں ایسا پیدا ہوا کہ تمام بارگاہ تاریک ہوگئی اس اندھیرے میں جو آگے بڑھا
بیضۂ بیہوشی اسکی ناک پر برق نے تاک کے مارا کہ وہ گرا قران نے بغدہ مار کر ہلاک کیا شور و شغب ساحروں کے
مرنے کا برپا تھا آندھیاں چلی تھیں جو دو دو ساحروں کی فوج اُتری ہوئی تھی انکو گمان تھا کہ مہرخ
مع اپنے لشکر کے آگری ہے ہر سمت غلغلہ پڑ رہا تھا اسی ہنگام میں کچھ دیر کے بعد مہرخ ہوشیار ہوئی اور بزور
سحر اڑ کر چلی عیاروں نے وہ ہنگامہ کر رکھا تھا کہ کسی نے اسکا تعاقب نہ کیا جب یہ نکل گئی قران
و برق سمجھے کہ اب ٹھہرنا بیکار و بیفائدہ ہے یہ بھی جستیں کرکے بارگاہ سے نکلکر راہی ہوئے اس طرف
پنجے نے حیرت کو لاکر ایک باغ میں اتارا اور ایک ساحرہ کی صورت بنکر ہوشیار کیا حیرت کی

جب آنکھ کھلی بند و بحر حلقہ ہائے کمند کا ٹلمرنگی ساحرہ نے تسلیم کی اور کہا یہ کمترینہ پریزاد طلسمی ہے اور بحکم شاہ
ایسے ہی کام پر مامور ہے اسوقت آپ پر وقت صعب تھا کنیز لطف الٰہی ورنہ دشمن آپکے ہلاک ہوجاتے واضح
ہو کہ حیرت و شاہ طلسم وغیرہ کے ہمزاد جبتک قتل نہ ہونگے یہ بیہوش نہ ہوسکے ایسے ہی سبب پیدا ہونگے
کسی طرح مارے نہ جائینگے غرضکہ حیرت وہاں سے اٹھکر بارگاہ مین آئی اور آگ لگی ہوئی وہاں کی بجھائی
لاشین بارگاہ سے اٹھوا کر تخت پر بیٹھی دربار کا نقارہ بجا مصور بھی اسکے پاس آیا باہم مشغول تدبیر جنگ
مین مصروف ہوئے ادھر مہرخ بھی اپنی بارگاہ مین آکر پہونچی سرداروں نے استقبال کیا اور اسکے صحیح و سالم
آنے سے ہر ایک نے نہایت خوشی کی جشن کرنیکا سامان کیا اسنے قران ویرق کو خلعت فاخرہ عنایت
فرمایا اور طاران سحر بہر خبر گیری روانہ کیے ناچ ہونے لگا مجرا ہی شروع ہوئی یہ سب تو آرام سے
مسکن گزین ہین لیکن شمہ حال سعادت اشتمال گام فرسائے بیابان ظلمات ورہ نورد وادی عجائبات
عمر خوش صفات ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ جو صبا سے جادو کو مار کر آگے چلے راہ مین مخمور سے کہا کہ وہ ساحر
جو ہمکو اپنے گھر لے گیا تھا جسکو صبا نے قتل کیا گھر اسکا بالکل خالی ہوگا نہ اسکا کوئی وارث ہوگا نہ والی
ہوگا اس جگہ کو چلکر اب لوٹنا لازم ہے یہ مال مفت ہاتھ سے جاتا ہے اگر ایسا نہ کرینگے تو اتنا بڑا سفر طے
کیونکر ہوگا زاد راہ کہاں سے آئیگا مخمور نے کہا یہ ساحر یہانکی جو مالک ہے اسکا لازم تھا مکان طلسمی اور وہ
مکان دوسرا جہان یہ ساحر ہمکو لیگیا تھا مع تمام صحرا وغیرہ کے ایک شاہزادی کے قبضے مین ہین اس جگہ کو
آپ تنہا نہ سمجھیے اور زیادہ لالچ نہ فرمائیے اپنی زاد راہ کے پیچھے عمرو نے جواب دیا کہ اگر ایسا ہی بودا پن
کرو گی تو میرا تمہارا ساتھ چھٹنا مشکل ہے مین اپنا نقصان کہانتک گوارا کرونگا اے مخمور تم نے سنا نہین
بیت خدا جسکو دے اور پھر نہ لے ہے اسکی عنایت سے منہ پھیرنا مخمور یہ سنکر ناچار ہوئی چونکہ حکم ہوا
عمرو سنکر کچھ تقریر نہ کر سکی مجبوراً ساتھ ہوئی عمرو اسی مکان مین تجسس کنان پہونچا اور اسکو اکیلا پاکر لوٹنے
لگا جب فرش شیشہ آلات وغیرہ سب سامان وہانکا لوٹ چکا ایک صندوق کو جو اس مکان کی چھت مین لٹکتے
دیکھا مخمور سے کہا اس صندوق مین بہت مال ہوگا لاؤ اسکو بھی اتار لین مخمور بولی کہ اس مین مقرر کچھ نہ کچھ
آفت ہوگی عمرو نے کہا تم ہر جگہ یونہی کچاپن کرتی ہو اور اپنے ساتھ ہمکو بھی ڈراتی ہو مفلس بنانا چاہتی ہو
آفت اسمین کیا ہوگی صرف تمہاری پست ہمتی ہے مخمور ان باتون سے نہایت پریشان ہوئی پھر سمجھی کہ یہ ہے
مثل قدر عافیت آنکس بداند کہ بمصیبتے گرفتار آید اسکو اسی آفت مین پھنسنے دو منع نہ کرو جب اسی آفت
سے خدا بچائیگا اسوقت یہ پھر ایسی تقریر نہ کریگا ایسا کچھ سوچکر جواب دہ ہوئی کہ خواجہ سلامت آپ میری
بجان و مال کے مختار ہین سب طرح کے حضور کو اختیار ہین جو سمجھیے مناسب عمل مین لائیے کنیز نے مشورہ
کرنا ضرور کیا تھا آپ خود تجربے یابان فطرت ہین اور عقل کی مرتبہ رکھتے ہین مین کیا اور میری عقل کیا
رنڈی ناقص العقل مشہور ہے سب کی زبان زد یہ مذکور ہے عمرو مال کی طمع مین بیتاب تھا گفتگو مخمور نے

اور کشایہ خیز کچھ خیال مین نہ لایا اور صندلی پر چڑھ کر صندوق کو چھت سے اتارا قفل اسکا فی الفور توڑا
قفل ٹوٹتے ہی ایسی صدائے مہیب [illegible] بلند ہوئی کہ دنیا دہل گئی جگر ہر ذی حیات کا تھرا گیا عمرو
تمور کو غش آگیا صندوق کا تختہ [illegible] سے اسکے دو زنجیرین آتشین نکلین
ایک زنجیر گردن عمرو مین اور دوسری گردن تمور مین پڑ گئی [illegible] جب دونکو غش سے افاقہ ہوا اپنے
تئین قید بسلاسل آتش پایا تمور نے کہا [illegible] تو آپ نے بہت کچھ پایا دل نہایت خوش
ہوا مفلسی دفع ہوئی عمرو سمجھا کہ تمور [illegible] کرتا ہون ورنہ زیادہ ہنسے گی
لازم ہے کہ اس سے دینے مرد [illegible] کہ اے محمود [illegible] ایک [illegible] تدبیر
کی جاوے گی تم نے سنا ہے کہ [illegible] جہان صندوق [illegible] تھے
بھی وہان ضرور ہی طلسم دنیا کا یہی دستور [illegible] ہون کہ اس زنجیر آتشین نے میرے اور
تمہارے جسم کو کیون نہ جلایا اسمین کیا بھید ہے [illegible] نے کہا آپ کے پاس انگوٹھی اور گرزا
عشاق کا دیا ہوا ہے ورنہ [illegible] ساحرہ ہوتی [illegible] الغرض یہ دونون گرفتار
تھے کہ یکایک صندوق سے ایک پتلی [illegible] ایک سمت چلی گئی چنانچہ ملکہ نور جادو
یہان کی مالک ہے یہ اسی کی خدمت مین گئی یہان سے [illegible] ملکہ نور جادو [illegible] ایسا ہے
وہان کی مالک ہے یہ ساحر صباے جادو [illegible] لازم تھا [illegible] طلسم کی خدمت
بجا لاتا تھا اسوقت ملکہ نور جادو ایک پہاڑ پر محل اپنے [illegible] مین تھی [illegible] سترہ سو کنیزین
خدمتگزار حاضر تھین ملکہ زرد زیور سے آراستہ تھی [illegible] بہتر از [illegible] کہ [illegible]

رشک ناہید چرخ سیہ پارا — [illegible] چشم فتان کی [illegible]
زینت باغ حسن وہ گل رو — [illegible] تمنا دیکھا [illegible]
جعد گیسو مین ایسے پیچ و تاب — جن سے عاشق کا دل ہے بیتاب
روے تابان تھا غیرت خورشید — [illegible] عاشقون کی صبح امید
گورے تن مین لباس تھا پر زر — جیسے تارے شعاع مین نیر
اسنے پائے تھے وہ لب و دندان — در و یاقوت جن پہ تھے قربان
سر سے پا تک مرصع سب گہنا — [illegible] تو یہ ہے کہ اسکا کیا کہنا

اس پتلی نے جا کر باادب تمام تسلیم کر کے عرض کیا کہ بنیاد طلسم سے اب تک کنیز کو ہوا نہ لگی تھی اسوقت
پڑا صندوق کا کھلگیا مین حاضر ہوئی جو کچھ ارشاد فرمائیے بجا لاؤن تعمیر جادو مارے گئے ہین زندہ
ہون نور جادو نے اس پتلی کی زبانی یہ حال سنکر خیال کیا کہ کون ایسا زبردست یہان آیا ہے
پتلی کو نکالا اور تعمیر کو یاد ذرا جلد اس حال کو دریافت کرنا چاہیے بس اسی وقت تخت منگوا کر سوار ہوئی

یہ کہ اس جگہ کی ناحمہ ہی مکان بھی اُسکا آراستہ ہوگا وہان چلنا خالی از منفعت نہیں کچھ نہ کچھ ملہی رہیگا یہ سمجھکر
چلنے پر راضی ہوا محمود نے ہر چند چاہا کہ بحیلہ و حوالہ جانے سے محفوظ رہون مگر عمرو کے ڈر سے ممکن نہ ہوا ناچار
یہ بھی ہمراہ ہوئی نور انکو تخت سحر پر بٹھاکر روانہ ہوئی اور کوہ و دشت کو طے کرکے اپنے قلعے مین پہونچی عمرو
نے دیکھا کہ شہر رعایا سے آباد ہر ایک ساکن یہان کا دلشاد ہے مکانات عمدہ آراستہ ہین دکانین پیراستہ
ہین دوکاندار مرفہ الحال ہین مال و دولت سے مالا مال ہین کہ بقتضائے نظم

رشک فردوس وہ گلستان تھا — نغزش میں اس چمن کا عنوان تھا
کیون نہ ہو شہر اس طرح آباد — فوج سب خوش ہو اور رعیت شاد
با قرینہ و درد یہ تھا بازار — نعمتین سب جہان کی تیار
شاد کا نون مین خوب سرمایا — جسکا ثانی نہ اور جب پایا
دست بازار نے دکھایا تھا — عجب انداز سے بسایا تھا
بے خطر راہ مستقیم کہو — سیر دیکھو جوان کی شادر ہو
پختہ تیار سب دکانین تھین — عرش کی کرسیو نکی شان تھین
کہین بازار ایسا بستا تھا — تھی یہ کثرت کہ بندرستہ تا تھا

غرض سیر کرتا ہوا قریب دارالامارت شاہی کے آیا اُسکو بھی نہایت سجا پایا ملکہ نور جہاد وسے اپنے
باغ مین لاکر اُتارا باغ مین بھی جنت بے نظیر تھا گل و ثمر سے بھرا سرسبز و ہرا بھرا تھا جواہر کے درخت
لگے تھے یک قلم پھولے پھلے تھے روش بڑی درست تھی باغبانی ہر ایک چالاک و چست تھی جانور
ہر ایک زمزمہ پیرا تھا گلون سے ہر شجر لدا تھا کہ نظم

پھر نظر آیا وہ باغ دلکشا — دیکھکر جس کو یہ ششدر رہگیا
عرض و طول اسکا تھا بیشک بیگمان — مثل طول و عرض وہم عاقلان
مثل یاقوت و زمرد کے شجر — روشنی سے جنکی تھی خیرہ نظر
سیم و زر کی خشت سے اسکی بنا — قبعیہ جس مین جواہر سے ہوا
سنگریزے کی جگہ اس مین گہر — ایسے تابان تھے کہ خیرہ ہو نظر
ذرے ذرے مین تھی وہ تابندگی — ماہ و خور کو جس سے ہو شرمندگی
بیچ مین اس کے زمرد کا مکان — گرد اسکے ہر طرف آب روان
فرش ہر جا سندس و زربفت کا — سب طرح کی وان مہیا تھی غذا

بیچ باغ مین بارہ دری بنی تھی ستونون مین اسکے جواہر کی پچی کاری تھی فرش مکلف بچھا تھا شیشہ
آلات انکا لگا تھا مسند چہ زر آراستہ تھی تمام اسباب عیش و عشرت سے وہ جگہ معمور تھی کسی چیز کی احتیاج نہ تھی

نہ ضرورت تھی کہین میخانہ سجا تھا کہین آبدار خانہ تھا نور نے مخمور کو مسند پر بعزت تمام بٹھایا عمرو نے جو سونے کے
میز فرش رکھے دیکھے فوراً پیر پھیلا کر قریب میز فرش اپنے تئین گرا دیا اور سجالاکی میز فرش لیکر زنبیل مین رکھا
پھر ہائے ہائے کرنے لگا کہ میرے چوٹ لگی خواصون نے ہائے ہائے ملکہ نور نے اسکو اٹھایا اور کہا یہان کا میز فرش
کیا ہوا عمرو نے کہا گھر مین بلا کر چوری تو نہ لگاؤ لو میری تلاشی لے لو اور اٹھکر دوسری طرف گیا اُدھر سجا کر
اُدھر بھی میز فرش اٹھا لیا لونڈیان غل مچانے لگین کہ صدہا فرش کے کونون پر میز فرش رکھے تھے ابھی
ابھی غائب ہو گئے عمرو نے بگڑ کر کہا اے مخمور اٹھو یہان سے چلو ہم کو سب نے چور مقرر کیا ہے ایسی جگہ ٹھہرنے
مین چوری لگی آبرو گئی پھر یہان آنا دشوار ہے نور جادو اسوقت کنیزونکو گھرکا اور عمرو کا اٹھکر ہاتھ پکڑ لیا
کہا آپ تشریف رکھیے کنیزین بدتمیز ہین ان کو بکنے دیجیے یہ کہکر اسکو بٹھایا اور لونڈیون سے کہا دور ہو
چپ رہو میز فرش کہین ہوگا رہے گا کیون غل مچاتی ہو کنیزین ناچار خاموش ہو رہین اور عمرو بیٹھا نور نے
جام شراب بھر کر دیا عمرو نے جام ہاتھ مین لے کر کہا اے ملکہ وہ کنیز مجھے گھور رہی ہے نور نے کنیز کی جانب دیکھا
عمرو نے سجالاکی شراب مین سفوف بیہوشی بیس مثقال ملا دیا اور کہا اے ملکہ یہ شراب جب پیونگا کہ جب
آپ پہلے پی لین کیونکہ یہ جگہ پر از دشمنان ہے مجھے طرح طرح کے شک ہین نور نے اسکے کہنے سے وہ
جام بے کرب اندیشۂ انجام بیک جرعہ درکشید کیا عمرو وہان سے اٹھا اور کہا میخانے سے اپنے پینے کو شراب
تحفہ چکھ کر لاؤن اور میخانے مین جاکر سب شراب کو آغشتہ بداروی بیہوشی کیا جو لوگ وہان تھے
انسے کہا قرابے اور بوتلین لاؤ کسی سے کہا تم باغ سے پھول توڑ لاؤ شراب مین خوشبو نہین
مین بساؤنگا غرضکہ حیلہ کر کے سب کو ہٹا کر اپنا کام کیا پھر حکم دیا کہ یہی شراب صحبت مین لاؤ وہی
شراب کنیزین لیکر حاضر ہوئین ان سے کہا ایک ایک جام پہلے تم سب پیو انھون نے بھی ایک ایک
ساغر پیا بعد کے بیہوشی نے تاثیر کی اور ہر ایک چھینک کر بیزار اوشکر بیہوش ہو گئی نور جادو کا بھی یہی حال
ہوا جب سب بیہوش ہو گئے عمرو نے نور کے کپڑے اتار کر آپ پہنے اور اسکی ایسی صورت بنکر مخمور سے
کہا تم کنیزون کو ہوشیار کر دو اور آپ نور کو زنبیل مین رکھکر مسند پر بیٹھا مخمور نے جب لونڈیونکو ہوشیار کیا
عمرو بصورت نور تھا خفا ہوا کہ مالزادیو تم موجود تھین اور عمرو نے بیہوشی شراب مین ملا کر تم سب کو
بیہوش کیا اور آپ بھاگ گیا وہ تو جمشید نے بڑی خیر کی ورنہ سب کو قتل کر ڈالتا مخمور نے اس
گفتگو کو سنکر کہا بہن اور تو دیری بیٹے کی محنت برباد گئی اب مین شہنشاہ کو جا کر منہ اپنا کیا دکھاؤنگی
اور اس مفتری کو کہان پاؤنگی نور نے کہا یہ تو سب کچھ ہوا اب وہ ایسا نہو کہ قلعہ کو لوٹ لے مین
تم یہان ٹھہرو مین جاتی ہون انتظام کرنے یہ کہکر وہان سے اٹھا ایک آدھ کنیز کو ہمراہ لیا وہ انتظام
کرتی ہوئے آگے چلین یہ انکے ہمراہ دارالامارت شاہی مین آیا یہان امرا و وزرا ارا کین سلطنت حاضر
تھے سب نے تعظیم کی عمرو سریر جہانبانی پر بیٹھا اور حکم دیا کہ تمام شہر مین دہل زنی کی جائے بیٹے عمرو عیار

**عمرو** نے گیند روغن مین بھگو کر مکانات پر پھینکے کہ ہر طرف آگ لگ گئی دار الامارت شاہی مین آگ لگا دی جو کوئی گھر سے نکلا اُسنے قیامت برپا دیکھی کہ آگ لگی ہی پتھر برستے ہین تیر گر رہے ہین مار و عقرب کی بارش ہو رہی ہی وہ سب سمجھے کہ عمرو معلوم ہوتا ہی فوج لیکر آیا ہی پس جو جو نکلے تھے آمادۂ حرب ہوے لیکن لڑین کس سے وہان تو صرف محمور سحر کرتی اڑتی چلی آئی تھی رعایا اور ملازمان شاہی حریف کی تلاش مین ایسا گھبراے کہ جو غول سامنے سے آیا اسکو عمرو کی فوج سمجھکر لڑنے لگے اور ادھر کے آنے والے انکو حریف جانکر ہم نبرد ہوے صدہا سر کٹ گئے گلی کوچے لاشون سے پٹ گئے خون کے نالے بہنے لگے شعلہاے آتش بلند تھے ہنگامۂ گیر و دار تھا ادھر تو محمور آفت کر رہی تھی ادھر فوج و رعایا باہم لڑ رہی تھی عمرو کی اس ہنگامے مین خوب بن پڑی تھی ہر ایک کی پگڑیاں اور ہمیانیان لیتا تھا دکانون مین گھسکر مال تحت و تاراج کرتا تھا اور جسکو جسکے ہر ایک کے سر پر خنجر مارتا تھا سر جدا ہوتے تھے لوگ بھاگتے جاتے تھے گر مرتے تھے خلاصہ کلام اس تھوڑی سی رات مین تیغ تیز آتش بار تھی خرمن جان ساحران جلکر راکھ کا انبار تھی شمشیر مثل خامۂ تقدیر دفتر ہستی کو محو کرتی تھی تذکرہ گیر بسان سلسلۂ قضا و قدر ہر ایک کی پابزنجیر تھی اجل گلوگیر تھی جس گلی مین دیکھیے ہنگامۂ جنگ تھا ہر کوچہ مین ایک دوسرے سے طالب نام و ننگ تھا بہت سے قلعہ کا در کھولکر بھاگ گئے تھے صحرا و کوہستان مین پریشان پھرتے تھے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اپنی اپنی جان بچانے پر نظر تھی کہ

## نظم

اندھیرے مین تھی تیغ شعلہ فشان — طپان ابر مین جیسے ہون بجلیان
مچانے لگے شور جادو کے پیر — برستا تھا ہر سمت باران تیر
چلی تیغ چلنے کی سن سن ہوا — دیا شعل زندگی کو بجھا
بھڑک اٹھے یون شعلہاے فساد — کہ در کاخ تن آتش کین فتاد
ہوا آب تیغ روان یون وہان — کہ غرق ہو گئی جس مین کشتی جان
بڑھا قلزم مرگ کا ایسا پاٹ — اترنے لگے تیغ کے سوکھے گھاٹ
پسر نے پدر کو کیا تھا ہلاک — کیا بھائی کا بھائی نے سینہ چاک
غرض صبح تک تھا یہی ماجرا — کہ آپس مین ہر ایک لڑتا رہا

جس وقت کہ سپاہ نورانی صبح لشکر ظلمانی شام پر حملہ آور ہوئی باد صبا سے سحر نے طرۂ پرچم علم فتح کو سر پر محمور و عمرو کے جلوہ دیا عالم مین روشنی پھیلی کہ

## لمؤلفہ

بڑھی شعلۂ تیغ کی وہ لپک — جلی خرمن کہکشان فلک
کمند شعاعی مین مہر منیر — نکل آیا مشرق سے ہو کر اسیر

در قلعہ تو کھلا ہوا ہی تھا صبح ہوتے ہوتے عمرو قلعہ سے بھاگنے والون کے ساتھ نکل گیا اور محمور بھی

اُڑ کر شہر کے باہر آئی لیکن عمرو کی فطرت پر حیران تھی کہ اسنے سارا شہر دم بھر مین قتل کر ڈالا اور مال سارا لوٹ کر آپ الگ ہو رہا غرضکہ اسی حیرت مین ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری تھی کہ بہت دور عمرو کو جست و خیز کرتے جاتے دیکھا یہ بھی اُڑ کر اسی طرف کو چلی اور قریب پہونچکر ملاقی ہوئی دونون باہم باتین کرتے روانہ ہوئے اور ادھر قلعہ نورانیہ مین دم سحر ایک کو ایک نے پہچانا اور باہم لڑنا موقوف کیا لیکن فرط خوف سے بھاگ بھاگ کر جا بجا مخفی ہوئے جو سپاہی و ملازم شاہی لڑتے مرنے سے بچے وہ باغ مین گئے لاش نور جادو کی اُٹھائی بارہ دری اُلٹی ہوئی پائی یہ سب فریاد کنان بسمت شاہ جادوان روانہ ہوئے لیکن عمرو و مخمور ہنستے قہقہے لگاتے چلے جاتے تھے کہ یکایک فلک پر سناٹا ہوا اور ایک ساحر مہیب صورت کریہ منظر بد شعار اژدر پر سوار فرستادۂ افراسیاب حالی تبار بلائے جادو روبرو دلایا اور للکارا کہ پتش اے دزد مکار کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا مخمور نے نعرہ سنکر عمرو کو پیچھے کیا اور آپ آگے بڑھکر آمادہ حرب ہوئی ناچخ ترنج چلنے لگے اژدر و عقرب بننے لگے ابر خرا آکر برسنے لگے شور برپا ہوا بلائے جادو نے جب دیکھا کہ یہ اس سے سر نہ ہوگی پس قریب آکر خاک جمشیدی اُڑائی مخمور پر بیہوشی چھائی بلائے جادو نے چاہا کہ عمرو کو بھی گرفتار کرلون اور دونون کا سر کاٹ کر شہنشاہ پاس لیجاؤن یہ قصد کرکے سحر پڑھتا آگے بڑھا عمرو نے للکارا کہ او حرامزادے لے میرے اس سحر کو رد کر یہ کہکر ایک ناچخ کمر سے نکالا اسکو دکھایا وہ سمجھا کہ عمرو بھی ساحر ہے ناچخ دیکھتے ہی دیگر سحر پڑھنے لگا عمرو نے ناچخ تاک کر اسکی ناک پر مارا وہ ناچخ زہر آب بجھی تھی ناک پر لگتے ہی بیہوش ہوگیا اور غبار بیہوشی صعوہ کی طرح نکلکر دماغ مین سرایت کر گیا وہ چھینک کر بیہوش ہو گیا عمرو نے خنجر کھینچا چاہا کہ سر کاٹ ڈالون کہ ایک برق شعلہ بار چمکی عمرو سمجھا کہ کچھ آفت آئی مخمور کو کاندھے پر لادا اور وہان سے بھاگا ادھر وہ بجلی چمککر جو گری بلائے جادو کو اُٹھا لیگئی یہان جب مخمور کچھ عرصہ مین ہوشیار ہوئی عمرو کی گود مین اپنے تئین پایا حال پوچھا عمرو نے سب کیفیت بیان کی مخمور نے کہا وہ بجلی بھی کچھ سحر ہوگا اُسکو اُٹھا لیگیا افراسیاب نے بہر حفاظت بھیجی ہوگی کہ کچھ تجھے بھی اسکے سبب گزند پہونچے اب ہم تم یہان سے جلدی نکل چلین ایسا نہ ہو کہ کچھ اور آفت آئے عمرو نے کہا اگر تجھے اس کے ساتھ ہے تو ہماری بلا سے جلدی کیا ہے ہم تو آہستہ آہستہ سیر کرتے چلین گے یہ کہکر تفرج کنان دونون روانہ ہوئے مگر افراسیاب باغ سیب مین متمکن تھا کہ اول ملازمان نور جادو لاش نور جادو کی لیے در باغ پر نالان و گریان آئے بادشاہ نے غل سنکر روبرو بلایا انھون نے آکر لاش سامنے رکھدی اور فریاد کی افراسیاب کو حال قلعہ نورانیہ کے قلع و قمع کا سنکر غصہ آیا اور چاہتا تھا کہ فوج بہر گرفتاری عمرو روانہ کرے اسی اثنا مین بجلی نے بلائے جادو کو سامنے ڈالدیا بادشاہ طلسم اور بھی زیادہ غضبناک ہوا اور آب سحر چھڑک بلائے جادو کو ہوشیار کیا اور کہا اے مغرور عمرو کو گرفتار کرنے کا دعوی کرگئے تھے بلائے جادو کو بڑی ندامت ہوئی اور عرض کیا کہ غلام پھر جاتا ہے شاہ جادوان نے کہا اب جاؤگے تو کیا بناؤگے یقین ہے کہ قتل ہو جاؤگے اس نے عرض کیا کہ پھر بھی کیون نہ ہو مین ضرور جاؤنگا یہ کہکر دوبارہ

روانہ ہوا اور شاہ نے لاش نور جادو اسکے ملازمون کو دے کر حکم دیا کہ بنا بر آئین جمشیدی لاش اُٹھاؤ اور مضطرب نہ ہو مین اس دزد مکار کو گرفتار کرا کے تم لوگون کو اطلاع کروں گا اس وزنجوبی بدلا اپنا لینا وہ مفسد کہان تک مجھ سے بچے گا آخر ایک نہ ایک دن اپنی سزا کو پہونچیگا بیت ہر آنکہ تخم بدی کاشت چشم نیکی داشت ہدماغ بیہدہ پخت وخیال باطل بست ہنی الحال وزراے سلطنت قلعہ نورانیہ کا انتظام کرین مین ورثہ داران نور جادو کو تجویز کر کے خلعت ریاست دونگا غرضکہ اس حکم شاہ کو سنکر وہ لوگ پھر گئے اور افراسیاب اس فکر مین ہوا کہ ملکہ حیرت کی مدد کو طولان بن قہار کو بھیجا چاہیے اور کسی کو کچھ فوج دے کر بہر گرفتاری عمرو و مخمور روانہ کرنا لازم ہے یہ تو اس فکر مین ہے مگر مسافر دشت طلسم عمرو و مخمور سیر کنان منازل و مراحل طے کرتے کوہ و دشت طلسم ملاحظہ فرماتے چلے جاتے تھے مخمور اُن راستون کو کاٹ دیتی تھی جو ساحران نامی کے رہنے کی جگہ تھی اسی طرح بعد قطع مسافت دراز ایک روز قریب ایک کوہ سیاہ کے پہونچے عمرو نے دیکھا کہ پہاڑ کی رنگت مثل قلب بخیلان سیاہ ہے بلکہ تاریک تر از گور حسودان پر گناہ ہے شام فرقت عاشقان کی سیاہی سامنے اسکے خجل تھی درازی وطولانی اس کی مثل شب ہجر بیدل تھی کیفقنلے مؤلف

شب ہجر عاشق سے بڑھکر دراز — اگر تنگ تر جیسے سینے میں راز
سیہ گیسوے یار اس سے خجل — سیہ تاب جیسے ہو کافر کا دل

سر کوہ سے تا پائین کوہ گھانس اگی تھی مثل ماران سیاہ تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ افعی زہر دار پھن اپنے زمین مین گاڑے ہین کہین کپے اُٹھاے سانپ کاٹنے اور کوڑیالے ہین جا بجا بڑے بڑے غار تھے انکے اندر سوراخہاے مار تھے! اژدہے قلاب آتشین بیٹھے چھوڑتے تھے ناگ پھنی اور تھوہر کے خار دار درخت لگے تھے جنگل حرارت زہر سے تپ رہا تھا ہر پتھر سے شرارہ آتشناک نکلتا تھا غبار زمین سے سیاہ رنگ اُڑتا تھا ہر بگولا بصورت دیو سیاہ پیدا ہو کر ڈراتا تھا کہ مؤلف

درے سے نکلتا تھا ایسا غبار — کہ جس طرح دشمن کے دل سے بخار
حرارت نے ایسا کیا تھا ظہور — ہر ایک غار جلتا تھا مثل تنور
کوئی شعلہ واں سے جو اڑ جاتا تھا — تو خورشید گردوں پہ تھراتا تھا
بگولے تھے یا کوئی دیو سیاہ — جنہیں دیکھ کر مانگے شیطان پناہ
دل اہل عالم کا سب دود آہ — بنا اس جگہ تھا غبار سیاہ

عمرو نے ایسے مقام وحشت خیز کو دیکھکر درگاہ خدا سے پناہ چاہی اور مخمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام پر آفت ہے اور دشت پر مصیبت ہے کہ خود بخود دم گھبراتا ہے طرفہ وحشت ہے بولا نہیں جانتا ہے مؤلف یہ کون سی ہے جا کہ جگر آب ہے دل کو ہراس وبیم سے اک اضطراب ہے مخمور نے کہا یہ وہ مقام ہے کہ

یہان کی ملک تاریک صورت کش جادو ہی اور وہ یہان سے کئی سو کوس پر ایک جگہ ہی کہ اسکو جمشیدی بلاد کہتے ہین وہان رہتی ہی یہ اُسکے سحر کی تاریکی یہانتک پھیلی ہی اور وہ ایک بلا ہی حجرہ ہفت بلا کی بلاؤن مین سے اور افراسیاب کی دایہ ہی الاؤ جمشید کا بارہ کوس تک مقرر ہی کہ سواے بیابان آتشناک کے بالشت بھر بھی وہانکی جگہ آگ سے خالی نہین اسی آگ مین وہ بلا رہتی ہی جب کبھی افراسیاب اسکے پاس جاتا ہی تو بیابان ہستی کو طے کرکے جاتا ہی اور بیابان ہستی کی ادھر ہی سے راہ ہی تاریک ہمیشہ مردے کھایا کرتی ہی اور کبھی کبھی حجرے مین بھی جاکر رہتی ہی خدا نہ کرے جو بادشاہ طلسم اسکو لڑنے کے لیے ہم پر بھیجے پھر جانبری ہونا ممکن نہ ہو عمرو نے کہا آخر ایک روز اس سے لڑنا ہوئے گا اور ہم کو خداے تعالے اسپر غالب فرمایگا ملکہ محمور نے عرض کیا کہ تاریک کی طرف سے ایک ساحر اس جگہ ستاہی جلد یہان سے نکل چلنا چاہیے ایسا نہو کہ کسی آفت مین پھنسنا ہو یہ تقریر سنکر عمرو بھی خائف ہو رہا تھا سوچا کہ ہر جگہ جہالت کرنا اور بیفائدہ ٹھہرنا اچھا نہین جہان کچھ سنے وہان مضائقہ نہین کہ توقف کرے فی الجملہ ہمراہ محمور جلد جلد قدمزن ہوا اور کئی روز برابر جابجا چھپتے ساحرون کی نگاہ سے بچتے اس کوہ کے دامن سے بمصیبت تمام نکلے ایک دن بحکم خالق انسان بافرہنگ جب درِ یچہ فیروزہ رنگ اور کوہ پلنگ سے عقاب زرین چنگ مہر نے پرواز کی اور روانہاے انجم کی جانب مغار در انکی نظم

| | | | |
|---|---|---|---|
| جب تلک دو دین ہوئی وہ شب بسر | | دی خروس صبح نے بانگ سحر | |
| شادی و غم ساتھ ہی ظاہر ہوئے | | رو گئی شبنم تو گل ہنسنے لگے | |

ایک دشت پرفضا اور صحراے فرحت انتما مین یہ دونون پہونچے اس مقام کو ایسا سرسبز و شاداب پایا اور دل فرحت یاب ہوا درختون کی سرسبزی آنکھون کو خنکی دیتی تھی دشت مین سنہری دھوپ کھلی پر پھیلی تھی یا شاید بہار طلائی زیور پہنے تھی صیاد فلک نے دام تار شعاعی مہر وہان بچھایا تھا یا دوشیزگان نبات نبات نے سنہری لباس زیب قامت فرمایا تھا ہر درخت اثمار سے جھکے تھے میوے اُنکے فرط لطافت و نزاکت سے ٹپکے پڑتے تھے بیچ مین جنگل کے چشمے اور نہرین جاری تھین چشمہ ہاے ماہ و خورشید سے زیادہ پیاری تھین عکس ان مین درختون کا پڑا تھا جو انان چمن کا مسکن آئینہ خانہ تھا کہ

بمقتضاے مثنوی

| | | | |
|---|---|---|---|
| صحرا مین تھا لالہ زار کا لطف | | کہسار مین آبشار کا لطف | |
| سبزہ فرش زمردین تھا | | گلگونہ عارض زمین تھا | |
| نخلون کا وہان عجب سمان تھا | | ہر مرغ ترون کا مرغ جان تھا | |
| کویل قمری چکور بلبل | | شکرے طاؤس کرتے تھے غل | |
| تھے لکہ ابر شامیانے | | شبنم تھی کہ موتیون کے دانے | |

ایک طرف کو اُس صحرا کے ایک دریاے زخار رشک وہ محیط دمان نظر آیا کہ ہر لہر مین اس کی موتیون کو بہتے پایا سبحان اللہ گویا مالک بحر و بر نے سلسلۂ موج مین موتیون کو ہمسلک کیا تھا لہرین تھین یا موتیونکا سہرا ساحل دریا کے سر پر بندھا تھا سب دریاؤن مین وہ دریا نہنگ لاڈلا تھا آب صفا اسکا آب گوہر کو شرماتا تھا سورج کا عکس جو اس مین جھلکتا تھا تو گویا آفتاب بحر ندامت مین اسکی صفا کے روبرو ڈوبا نظر آتا تھا یا برتجی تھالی لے کر مہد دے فلک رشنان کے بہانے سے موتی چرانے آیا تھا کہ مؤلف

آب گوہر سے لطافت مین سوا | ماہ و خور سے بھی زیادہ تھی صفا
اُسکی لہرونمین تھی ایسی آب و تاب | یہ رہے تھے ہر جگہ در خوشاب
وان کے موتی جو نظر مین گڑ گئے | چرخ کے دل مین پھپھولے پڑ گئے
رشک اختر تھے وہ موتی شب چراغ | چرخ کے دلمین پڑے تھے جیسے داغ

دریا کا کنارہ دوسرا اس پار سے نظر آتا تھا پاٹ اُسکا اتنا بڑا تھا کہ میدان فلک جیسکے روبرو چھوٹا تھا نہ کشتی تھی نہ ڈونگی تھی نہ ملاح تھا اترنا اس دریا سے دشوار ہوا تھا عمرو نے مخمور سے کہا یہ کونسی جگہ ہے یہ دریا بہت فائدے سے بھرا ہے مین اسمین اُتر کر غوطہ لگاتا ہون اور موتی جھولی بھر کر لاتا ہون مخمور نے جواب دیا کہین ایسا کام نہ کیجیے گا موتیون کے لالچ مین اگر گوہر جان برباد نہ کیجیے یہ دریا سحر کا ہے اصلی نہین ہے ہر ایک موتی اسکا دل مین آبلے ڈالیگا ہر حباب آب پر آنکھین نکالیگا مفت آبرو برباد جائے گی موتی کیسا کوڑی بھی ہاتھ نہ آئے گی عمرو نے کہا تم اس دریا کے حال سے کما ہی آگاہی رکھتی ہو مخمور نے جواب دیا کہ اتنا جانتی ہون کہ جب تک اس دریا کا مالک ہم کو اور تمھین پار نہ اُتارے یہان سے اُتر کر جانا نصیب نہ ہوگا اس دریا پر نہ جادو اثر کریگا نہ کوئی عمل کارگر ہوگا اگر کوئی ساحر چاہے کہ اُڑ کر یہان سے گذر جائے کیا جان رکھتا ہے فوراً دریا مین گریگا اور مبتلاے عذاب ہوگا اگر کوئی شناور قصد کرے کیا امکان جو اسمین تیرے بلکہ تیرنا کیا قدم رکھے گا تو بحر عدم مین غرقاب ہوگا زورق اندیشہ کو گذرنا یہان سے محال ہے نہنگ وہم کو اس پار جانا بیہودہ خیال ہے افراسیاب اسی وجہ سے ایک ایک ساحر ہماری گرفتاری کو بھیجتا ہے کس لیے کہ جانتا ہے ہم لوگ منازل طلسم طے نہ کر سکین گے دریاے مردار دید مثل آتشین سے نہ گذر سکین گے خود بخود ہلاک ہو جاوینگے فی الجملہ آپ گوہر شاہوار قلزم عیاری ہین اور نہنگ دریاے دانشمندی اس گرداب پر آفت سے زورق سلامتی پر بیٹھکر پار اُتریے اور ساحل مقصد پر پہونچیے مین یہ فکر مین غرق ہون کہ کیونکر پار اُترون مگر کوئی تدبیر ذہن مین نہین آتی اور مین تو صرف راہ بتانے والی ہون اگر ایسے ایسے مقام سے گذر جاتی تو پھر آپ کو ساتھ نہ لاتی خود تنہا جا کر کوکب کو پیام پہونچاتی طلسم ہوشربا خواجہ

بہت بڑا ہی اور اس طلسم مین نیرنگ و عجائبات لاانتہا ہین ان عجائبات کو جو کوئی مٹائے اور لوح طلسم اس وقت افراسیاب پر حکومت جتائے اور افراسیاب کو انھین باتون پر غرور ہی عمر و نے کہا یہ اسی حرامزادے کی عقل کا فتور ہی مالک طلسمات کون و مکان کو غرور زیبا ہی وہ قادر و توانا ہی کیا تم نے نہین سنا کہ نظم

فہم سے برتر ہے اسکا کاروبار — نیک و بد پہ ہے اسی کو اختیار
پشہ نے نمرود کو فاش شکست — باد صرصر سے ہو قوم عاد پست
چاہ بابل مین معذب ہون ملک — ہو مقام زہرہ بالائے فلک
کرتا ہی جو چہ کہ وہ گلکاریان — عقل بندے کی کہان پہونچے وہان
خاک سے پیدا کرے نوبستہ گل — تاک سے ظاہر کرے جوشندہ مل
آب طاہر سے کرے نیسان گہر — قطرۂ ناپاک سے پیدا البشر

ہم انشاء اللہ اس عجائبات کو مٹائینگے اور اسد کو چھڑا کر اس ظالم سے پائینگے بیخ کفر کو کھود کے پھینکدینگے مخمور نے کہا علاوہ ان عجائبات کے فوج بے انتہا شاہ جادوان کے پاس سے ایک ایک جادوگر سامری وقت ہی اسی سبب سے اسکو نہ کچھ بیم ہی نہ ہراس ہی عمر و نے کہا خیر دیکھا جائے گا اب فکر اسکی کرنا چاہیے جو مقدمہ کہ درپیش ہی آگے کو بیکار تشویش ہی مخمور نے کہا جو ارشاد فرمائیے بجا لاؤن مین تو مطیع حکم ہون عمر و نے جب دیکھا کہ مخمور بالکل عاجز و حیران ہی ہنسکر کہا تم جاکر درۂ کوہ مین چھپ رہو مین تدبیر کرتا ہون جب تک اس دریا کا نہ دانہ پانی ہی اسوقت یہ خشک ہو جائے گا تم جانتا کہ مین کامیاب ہوا مجکو آگے بڑھکر ڈھونڈھ لینا اور اگر میرا پتہ نہ لگے اور یہ دریا بھی خشک نہ ہو اسوقت لشکر مہرخ مین جاکر خبر میرے مرنیکی کہدینا کہ سب ایک فاتحہ سے مجکو فراموش نکرے اور ہمیشہ یہ نیکی یاد کرے

یہ سراے دہر ہے بے اعتبار — کب کسی کو یان ہمیشہ ہے قرار
چاہیے ہر شخص کو نیکی کرے — بعد مرنے کے رہے گی یادگار

مخمور حسب الحکم عمر و رخصت ہوئی اور دل سے دعا اسکے فتح پانے کی کرتی ہوئی درۂ کوہ مین جاکر متواری ہوئی اور طرح طرح کے خیالات دل سے کرتی تھی کہ اگر مارا گیا عمر و تو پھر فتح ہونا طلسم کا غیر ممکن ہی اور طلسم فتح نہوا تو شہزادہ نور الدہر سے تیرا ملنا کسی طرح نہوگا وائے میرے حال پر کہ جان و مال بھی برباد ہوا اور یار بھی نہ ملا کیون اے فلک کس مصیبت مین تو نے مجکو پھنسایا جب ایسا کچھ سوچی تو بلک کر رونے لگی

بموجب نظم

ہوا چھینا اسے اک لحظہ مشکل — نہ لائی تاب ہجر گلعذار دل
فزون تھا ہر گھڑی درد و غم و آہ — بہے لخت جگر اشکون کے ہمراہ
لہو تھا ہر بن مژگان سے جاری — لپیٹا آنکھون کو آئی اشکباری

یہ تو ملول وحزین اس حال میں ہے لیکن عمرو ایک گوشے میں گیا اور رنگ و روغن عیاری سے لے کر صورت اپنی مثل ایک کلاونت کے بنائی کمر ز ضعف و پیری سے خمیدہ تھی سر پہ پگڑی بندھی تھی کرتا آب رواں کا گر بوسیدہ گلے میں تھا پائجامہ مشروع کا مگر کہنہ اور شکستہ پہنے تھا سارے پیرہن میں سوسی اور کمخواب کے پیوند لگے تھے کہ بمقتضائے بیت دو صد رقعہ بالائے ہم اندوختہ ز حراق او درمیان سوختہ • پاؤں میں کامدار جوتا تھا لیکن پان سے بندھا تھا کمر دوپٹے سے بندھی تھی داڑھی ناف سے بھی گذر گئی تھی اسی نوے برس کا سن ظاہر ہوتا تھا جوانی کو کمر جھکا کر ڈھونڈھنے نکلا تھا الحاصل باین شکل و شمائل کنارے دریا کے آکر ایک درخت کے نیچے بیٹھا چوڑی نے کی لیکر بجانے لگا اشعار عاشقانہ از سخن سامری جمشید کے گانے لگا کبھی اپنی بربادی کے خیال سے ذمت دنیا کرتا کبھی یاد دوستان میں یہ غزل تی توڑ کر گاتا ہر شجر و حجر کو وجد لاتا کہ

غزل

بھری جو حسرت دیاس اپنی گفتگو میں ہے — خدا ہی جانے کہ بندہ کس آرزو میں ہے
کہاں یہ بات کسی اور خوبرو میں ہے — مزہ جو آپ کے انداز گفتگو میں ہے
سواد کہتے ہیں سودا ہے عشق کا جس کو — اسی طرح کی سیاہی مرے لہو میں ہے
یہ گم ہوئے ہیں کسی کی تلاش میں ہم آہ — کہ آج ایک جہان اپنی جستجو میں ہے
یہ کیفیت ہے جو ہم رند مشربوں کا زہد — کہ ہاتھ سبحہ پہ ہے اور دل سبو میں ہے
یہ حال ہے ترے وحشی کے جیب و دامن کا — کہ چاک چاک نہیں ہے اور رفو میں ہے
جو کچھ کہ تم میں ہے حسن و ادا و گرمی و ناز — تمہیں بتاؤ بھلا کس پہ ماہرو میں ہے
حجاب چشم کو جرات نے دی بصارت کو — کسی جو پردہ نشین کی یہ آرزو میں ہے

اس گانے سے عجب سماں بندھا تھا ہر طائر وحدین جھومتا تھا طائروں نے آکر گھیر لیا تھا درندوں کو شوق و ذوق پیدا ہوا تھا کبک دری قہقہہ تکبیر کرنے میں آیا طاؤس فرط مستی میں آکر ناچنے لگا پانی دریا کا لہر مار کر سر ملاتا تھا قالب ساحل واہ واہ کی صدا دیا چاہتا تھا صدف گوش بر آواز ناقوس شنا وسی بھول کر راگ سے و مستانہ لہر وکو وہ موج آئی تھی کہ جھوم کر روش مستانہ چلتی تھیں مچھلیاں شوق سے اچھلتی تھیں حباب ابھر کر پھوٹتے تھے دریا کے ارمان نکلتے تھے دل کے پھپھولے پھوٹتے تھے کہ بمقتضائے

نظم

وہ گلا نور کا وہ نور کا سُر — گوش زہرہ سنے وہ دور کا سُر
ہر صدا سے یہ صاف پیدا تھا — اتر آئی ہے چرخ سے زہرا
دلکش و دلربا وہ ہر فقرا — لے میں ڈوبا ہوا وہ ہر فقرا

اس دریا اور تمام جنگل کی تا بہ کوہ سیاہ ملکہ مرداریڈ جادو شاہ جادوان کی طرف سے مالک ہے

اور اس دریا کے نیچے اس ملکہ کا مسکن ہے عمارت و باغ آراستہ ہزار چمن ہے اور یہ اس مکان مینو سواد
رشک بہشت شداد کے یہ دریاے گوہر بزور سحر ملکہ نے جاری کیا ہے جس سے گذرنا دشوار
ہوا ہے کسلیے کہ طلسم کے گرد بہت طلسم واقع ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی سرحددار یکایک قلعہ ہوشربا پر
چڑھ آئے اسواسطے راہ بند کردی ہے ہر جگہ چوکی بٹھائی ہے کہ طلسم ہوشربا بچا رہے الحاصل اسوقت
ایک مچھلی یاقوت رنگ نہایت شوخ و شنگ کنیز مروارید گوہر بزور سحر مچھلی بنکر دریا مین سیر کرنے
آئی تھی عمرو کے گانے کی آواز سنکر مشتاق ہوئی اور کنارے دریا کے ہوچکر پانی سے سر نکالے دیرتک
گانا سنا کی اور اپنا عشق یاد کر کے دریا کی پھر غوطہ مار کر چلی گئی اور سامنے ملکہ کے کہ وہ باغ مین مسند ناز
پر بیٹھی تھی پہونچی یہان بھی گانا ہو رہا تھا شغل بادہ کشی تھا کہ اس کنیز نے دست بستہ عرض کیا کہ اے
ملکہ آجتک آپ نے کڑوڑون روپے صرف کیے مگر گانا جسے کہتے ہین وہ نہین سنا اسوقت ایک گویا
کہ نہایت بوڑھا ہے گلے مین بھی اسکے ویسی طاقت ہوگی جیسے جوانون کے ہوگی نہ ویسا حلق تالو ہے
لیکن اس ہنگام پیرانہ سالی مین بھی ایسا گاتا ہے کہ ناہید فلک ردبرو اسکے بے آبرو ہے
تان سین کی روح اسپر نثار ہونے کی آرزو رکھتی ہے بیجو آکر اگر اسوقت سنتا تو باؤرا ہو جاتا
اسکی بانسری سنکر کنھیا جی کو غش آتا کہ بیت تو ای نے نوید وصل دادہ + بجان از دے امید
وصل دادہ + صحرا کے چرند و پرند سب مست ہین نقد جان انعام مین دینے کو حاضر سر دست ہین
تعریف اسکی بیان سے باہر ہے اگر آپ سنین تو ابھی سیر اکہا ظاہر ہو کنیز کی گفتگو سنکر مروارید
نہایت مشتاق ہوئی اور بعد ناز دس بارہ کنیزان دمساز کو ہمراہ لے کر تجرے پر سوار ہوئی اور
سحر کے زور سے کنارے دریا کے آئی عمرو نے دیکھا کہ ایک تجرہ بہت پر تکلف بنا ہوا اور اسپر ایک
یم خوبی گوہر قلزم محبوبی سوار ہے گرد دس بارہ پری پیکرون کی قطار ہے کہ ہر ایک در یتیم صدف
دلبری ہے غیرت دہ حسن حور و پری ہے اور وہ اس طرف آتی ہے الحاصل جب قریب پہونچین ملکہ کو
بغور عمرو نے دیکھا اُسکے حسن طلسمات کا عالم پایا ایسا کسی محبوب کو طلسم عالم مین خوش ادا بعید کرشمہ و
جمال نہ دیکھا تھا روی تابان اسکا ماہ برج خوبی ابروے خمدار سے یہ ظاہر کہ مہر برج قوس مین آیا
تجرے مین وہ بیٹھی تھی یا مہر کا مسکن عقاب تھا آبی اُسکے رخسار صفا کے روبرو وہ دریاے گوہر بیز رشک
بحر نیل بنا عکس رخ سے چشمۂ آفتاب پر فوق لے گیا بحر چشم حباب سے اسکی طرف ہزاران حسرت دیکھتا
اور اپنی بے آبروئی پر پھوٹ پھوٹ کر روتا واقعی اُسکے عکس رخسار سے یہ معلوم ہوتا کہ چشمۂ گوہر مین
آفتاب لہراتا ہے یا چاند غیرت سے بحر ندامت مین ڈوبا جاتا ہے نظم

حسن پیدا اس پری کے کی جو نگاہ　　نظر آئی وہ شکل غیرت ماہ
واقعی آدمی پری رو ہے　　دلربا حسن چشم و ابرو ہے

| | |
|---|---|
| اس ترڑ اسے تھی وہ مہ پارہ | کہ پھسلتا تھا پائے نظارہ |
| حسن و خوبی مین وہ بت مغرور | سر سے پا تک بہ رنگ شعلۂ طور |
| مست صہبائے غمزہ و انداز | اٹھتا جوبن شباب کا انداز |
| جوبنون پر شباب امنگ کے دن | ستم انداز و ناز قہر کا سن |

غرضکہ وہ مہ پارہ مشتاقانہ بقصد جلوہ جانانہ قریب سرحل باداے مستانہ ٹھہری اور گانا سننے
لگی عمرو نے اسکو قیافہ سے شناخت کرکے سر و قد کھڑے ہو کر تعظیم کی اور نہایت ادب سے تسلیم
کرکے دعا دی کہ اقبال اعلیٰ رہے سرکار کا بول بالا رہے جمشید سب کا سنبوران کرکے چراغ
دودمان سامری روشن رہے دوست شاد ہون پامال دشمن رہے ملکہ نے اسکی گفتگو شایستہ
سنکر بمحبت تمام استفسار کیا کہ بڈھے میان تمھارا کہان سے آنا ہوا عمرو جواب دینے کے بدلے
چیخ مار کر رو دیا اور کہا اے ملکہ مین اس طلسم مین مدت سے رہتا ہون لیکن اس آخری وقت مین
اپنی حماقت سے جوان جورو کر بیٹھا اب وہ دن رات جھگڑا و انگڑا بناتی ہے لڑائی فساد ہنگامہ مچاتی
ہے گھر مین رہنا مشکل کر دیا داڑھی میری اسکا کھلونا ہے ہر پل میرا اخطاب دیا ہے کبھی کبھی خواجہ
خضر بھی کہتی ہے داڑھی نوچنے کی فکر مین رہتی ہے موے بڑھاپے پیٹے کہکر اسکو روتا ہے کھڑی کھاٹ
ہے کھیسہ ہے نہ بچھونا ہے مارے جلن کے اور رات دن کی دانت کلکل سے دیس چھوڑ پردیس کی بھیک
اختیار کی اسکے منھ کو جھلسا دیجئے نکل آیا اگر مین سچ کہون جب اس کمبخت کی پیاری پیاری باتین
یاد کرتا ہون تو جی بے قرار ہو جاتا ہے بیتاب ہو کر روتا ہون اور بانسری بجا کر گاتا ہون کہ بیت
بدست سرکشی دادی عنانم ہر کہ دو چند سرکشی چیزے ندانم + ملکہ اسکی باتوں پر ہنسی اور بولی کہ اے
نادان جورو تیری شمکارا ہے تجھے اسکے جوہر نہین معلوم تو بوڑھا ہے وہ کسی جوان سے پھنسی ہوگی تیرا
رہنا پسند نہین جانتی ہے اور دوسرے یہ امر ہے کہ بیت زن کا از مرد بے رفتار خاست + ہمہ
فتنہ و جنگ اندران سرا برخاست عمرو نے یہ باتین سنکر تیوری چڑھائی اور بگڑ کر جواب دیا کہ
لے جائیے جائیے ناحق میرے منھ سے بھی کچھ نکلے گا تو آپ برا مانئے گا ملکہ نے کہا ہم تیری بات کا
برا نہ مانینگے عمرو نے کہا مین آپ کو تو کہتا نہین لیکن آپکی ساتھی ہین ان مین سے کوئی میرے پاس
آئے تو مردی میری ظاہر ہو جائے بھلا مرد وہی جورو مین کیا شمکارا ہوگی آوارہ ہوئی ہین جو اس
طرح خاک اڑاتی پھرتی ہین جنکے نہ کوئی ادھر ہے نہ گھر یہ کلمات سنتے ہی سب عورتین مارے
ہنسی کے لوٹ گئین ایک کنیز نے کہا دور موے جھٹے وہ مرد اپنا ہے جو روا کی خبر نہین انھین یا تو ان
سے وہ جگو جوتیان لگایا کرتی ہے عمرو نے کہا معلوم ہوا تو سب سے زیادہ مستانی ہے میرے کام کی ہے گھبرا
نہین میرے پاس اکیلے مین آنا یہ سنکر وہ کنیز لگی گالیان دینے ملکہ نے منع کیا اور کہا بڑے میان

کیا کہنا ہی تمہارے کمالات ظاہری اور باطنی سب کھل گئے کیا لطیفہ بیان کیا کہ آتے ہی مجکو ہنسا دیا اب آپ کو تکلیف دیتی ہون کہ میرے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمایئے دو گھڑی دل بہلایئے پھر چلے جایئے گا مین بہت خوش کرونگی دامن امید گوہر ودر سے بھر دونگی عمرو نے کہا مین سب طرح حاضر ہون جاہیے یہان کام لیجیے چاہیے گھر لیچلیے ملکہ ہنسنے لگی اور کہا مجسے بھی بے تکلفی عمرو نے کہا کیا مجال یہ کہکر قریب آیا اور ملکہ کی از سر تا پا بلائین لین دعا مین دین ملکہ نے کہا کنیزون سے اشارہ کیا کہ انھون نے بغلون مین ہاتھ دیکر بجرے پر عمرو کو بٹھایا ملکہ بھی سوار ہوئی اور لیکر چلی بیچ دریا مین جاکر کشتی نے چکر کھایا ڈوب گئی بعد لمحے کے جو آنکھ کھلی دیکھا کہ سامنے ایک باغ پر بہار بنا ہی یاسمین واد بار طرح طرح کے گلدار اشجار سے بھرا ہی تختہ گل رونق بخش کارخانہ بہار مین اشجار غیرت دہ قامت یار ہین کہ

بمقتضاے نظم

ہر گل و گلشن پہ تھا جوش بہار
ہر طرف ابر بہاری تھی نثار
سائبان صحن گلشن تھا سحاب
جس مین تھی خط شعاعی کی طناب
اسکے نیچے سرو کے موزون ستون
سبزے سیدھے تھے زمردگون ستون
کوندتا وہ برق کا ابر ادھر
نور کی جھالر تھی گویا جلوہ گر
جا بجا گلبرگ تر فرش چمن
جادہ گر ہر سو بہار نسترن

فی الجملہ بارہ دری جو لبصر حسن وخوبی فرش مسند وشیشہ آلات سے آراستہ تھی وہان عمرو کو بٹھایا ملکہ مسند ناز پر جلوہ گر ہوئی اور حکم دیا کہ ہان اے پیر کلانوت کچھ گا عمرو نے بجاکر گانے لگا سب کے دل کو اپنا شیفتہ بناتا تھا جب یہ گاتا تھا کہ

غزل

بلا مین دل کو پھنسا چکے ہین - پری کے پھندے مین آ چکے ہین
فریب زلفون کا کھا چکے ہین - غضب کا جھٹکا اٹھا چکے ہین
بھلی لگے کیا بہار سنبل - خوش آئے کیا خاک نکہت گل
ابھی ابھی وہ شمیم کاکل - سنگھا چکے ہین سنگھا چکے ہین
کہان ہو کس نیند سو رہے ہو - سرہانے آکے یقین کر لو
اٹھا مین تم سے ہون گفتگو کو - فرشتے مجکو جگا چکے ہین
مقام بے شک سرور کا ہے - عجب یہ مضمون دور کا ہی
گمان جن پر کہ حور کا ہے - بغل مین انکو سلا چکے ہین
نہ دیکھ اے چاہ اس حرف کو - کہ فرق اس مین نہین سر مو
لگائین گے تجھ پہ تیغ ابرو - قسم وہ آنکھون کی کھا چکے ہین

ملکہ نے اسکے گانے سے خوش ہوکر بہت کچھ زر و گوہر انعام مین دیا عمرو نے عرض کی کہ حضور میرا گانا آدھا ہی
ہے اگر تھوڑی سی شراب مجھے عنایت فرمائیے تو جوانون کا مزا جم بڑھے مین بلائیے ملکہ نے ہنسکر کہا کہ
تو مجھ سے بھی جگت بولنے لگا عمرو نے کہا حضور پھر صحبت مین ہنسنے بولنے ہی کا مزا ہے کنیزین بولین کہ گھر
مین تو بیچارہ جوتیان کھاتا ہے یہان اسکا ذہن کھلا ہے عمرو نے کہا مار کھانے ہی کو سامری نے ہمین پیدا
کیا ہے ملکہ خوب ہنسی اور کہا اسکے منھ نہ لگو جاؤ کشتیان شراب کی لاؤ کنیزین گئین اور کشتیان بادۂ
ارغوانی و زعفرانی کی لائین عمرو نے سب بوتلون اور شیشون کو کھول کر الٹ پھیر کرنا شروع کیا اور نگاہ
بچا کر سب مین بیہوشی ملائی پھر چوراسی گھنگرو ونکی سنگا کر پانون مین باندھی منھ سے بجاتا گاتا ہوا پاؤن
سے تال دیتا گاتا اور گت بھرتا ہوا بوتل بغل مین داب کمر سے پیمانہ لگائے ملکہ کی طرف چلا سب کو
ایک حیرت ہوئی کہ یہ گویا کیا خوب ہنر ساقی گری کا جانتا ہے غرضکہ سامنے ملکہ کے عجب صورت سے پہونچکر
ٹھہرا اور جام شراب سے بھر اسے کولھون مین داب کر ہاتھ پر جام کو رکھا اور سامنے ملکہ کے لا کر یہ
شعر پڑھا کہ ؎

| سرود مجلس جمشید گفتہ اند این بود | | کہ جام بادہ بیاور کہ جم نخواہد ماند |
|---|---|---|

ملکہ نے ہنسکر چاہا کہ جام لیکر پیے عمرو نے اسکو اچھال دیا اور پھر سر پر روک کر سر سامنے کیا کہ افسر کو
سر سے شراب پلاتے ہین عمرو کی ان باتون سے فرش ارض صرف جلاتے ہین ملکہ کو ڈانٹنے کا ہے اور ملکہ کو اور زیادہ
حیرت ہوئی آخر جام لیکر پی گئی کہ چونکہ عالم محویت مین تھی انجام کا خیال بھول جاتا ہے پیتے ہی آنکھون مین سرسون
پھولی مست ہوکر جھومنے لگی عمرو نے پھر چار سمت ناچنے کو دور باندھا اور جتنی عورتین تھین سب کو ایک ایک
جام پلایا بعد کچھ دیر کے ہر ایک بیہوش ہوئی ملکہ بھی جھوم کر اٹھی چاہا کہ ساقی کے ساتھ ناچنے لگون لیکن چکر
کھا کر گری عمرو نے اٹھکر دروازہ باغ کا بند کیا اور سب کے کپڑے اور زیور اتار کر مکان کا سب اسباب لوٹ کر
نذر زنبیل کیا پھر ملکہ کو اٹھا کر ستون سے بارہ دری کے باندھا اور کوڑا ہاتھ مین لیکر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا لیکن
زبان مین سوزن دیدیا جب آنکھ مروارید کی کھلی اسکو وہی نشہ دیرینہ تھا گویا ہوئی کہ ادھر پیر کلاونت کیا
گھٹا ایک ادھر چیز آیا اور لگا عمرو نے نعرہ کیا کہ باش او خیرہ از غفلت ہوشیار باش کہ منم عمرو بن امیہ یہ صدا اسکی
سنتے آنکھ کھولکر جو دیکھا اپنے تئین بندھا پایا اور کالا توت سامنے کوڑا لیے کھڑا تھا اس نے اشارہ سے پوچھا کہ یہ
ماجرا کیا ہے عمرو نے کہا کہ خدا کے فضل سے تو مین مع ملکہ محصور یہان آکر ہو چکا تجھے چاہیے کہ مطیع اسلام ہو اور محبت
جمشید و سامری چھوڑ تجکو یاستہ دے اور تو خدمت ملکہ مہرخ مین جا ورنہ میرے ہاتھ سے ماری جائے گی جان
تیری اسوقت جائیگی مروارید نے ہر چند کہ پند و نصائح سنا مگر اشارے سے یہی کہا کہ میری جان نام جمشید
و سامری پر فدا ہے مطیع اسلام ہونا نہ گوارا ہے عمرو نے اول تو اسکی جوانی اور حسن پر رحم کھایا تھا مگر اب قلب سیلہ
اور دشمن سخت اپنا جب پایا حجت تمام کرکے سر اسکا جدا کیا پھر تو غل دشوار تاریکی ہوئی عمرو نے جلد جلد سر

کنیزون کے کاٹے الحفیظ والامان ہیر غل کرنے لگے آگ برسی پتھر پڑنے لگے دریاے مروارید غائب ہوا
مخمور نے جو یہ ہنگامہ دیکھا سمجھی کہ مروارید قتل ہوئی بس سحر پڑھتی ہوئی درۂ کوہ سے شادان و فرحان نکلکر دوڑی
دیکھی کہ ایک باغ سامنے ہے اور ملازمان مروارید لینا لینا کہتے ادھر ادھر دوڑے جاتے ہین اندر سے باغ کے
شعلے آتش کے نکلتے ہین یہ سمجھی کہ خواجہ اسی باغ مین سب کو قتل کر رہے ہین یہ معلوم کرکے پردے ہوا اُڑکر نارنج
ترنج مارنا شروع کیے پیکان تیر اور مار و کژدم برسانے ساحر گھبرائے کہ شاید فوج ساحران آگئی ہے بس گھبرا کر
بھاگے ادھر عمرو باغ سے باہر جو نکلا دیکھا کوسون تک اندھیرا ہے اور میدان آتش بہار ہو رہا ہے ساحر ہر طرف
بھاگے جاتے ہین ہیر چلاتے ہین کہ افسوس مارا اس ملکہ کو کہ جسکا نام مروارید جادو تھا عمرو نے یہ ہنگامہ دیکھکر
چند حقے آتشبازی مارے اور خنجر مارنا شروع کیا ادھر مخمور نے جسپر تاک کر ناریل مارا اسکے سینے کو توڑ گیا
آخر جب سب بھاگ گئے اسوقت کچھ پڑے لاش ملکہ مروارید کی لپیٹ کر اڑائے ہوے سمت باغ سیب
چلے ان بگولون سے رونے کی صدا آتی تھی مخمور اتر کر پاس آئی اور کہا اے شہنشاہ عیاران یہ بگولے نہین
ہیر یہ سحر کے اب یہ شاہ جادوان کے سامنے جائینگے اور حال کہینگے اسکو دم بھر مین یہان آنا دشوار نہین
مگر کوئی آفت آئیگی آپ جلد یہان سے تشریف لے چلیے عمرو نے کہا ٹھہرنے سے کچھ فائدہ نہین اسکے ہمراہ باتین
کرتا ہنستا بولتا بخیریت روانہ ہوا یہ تو ادھر جاتا ہے مگر لاش ملکہ مروارید کی سامنے افراسیاب کے
پہونچی ہیر سامنے گم ہوگئے اور سب ماجرا ذکر بیان کرکے چلے گئے شاہ جادوان کو فرط رنج ہوا اور چاہا کہ
خود جائے مگر اہل دربار عرض پیرا ہوے کہ حضور بلاے جادو کو بھیجا ہے اسکا راستہ دیکھ لیجیے تو پھر اور کچھ تدبیر
کیجیے گا اور علاوہ اسکے کسی نہ کسی دن بند پردہ مفسد ضرور گرفتار ہوگا بادشاہ کو جانا زیبا نہین شہنشاہ طلسم
ان کے سمجھانے سے چپ ہو رہا اور از بسکہ حیرت سے وعدہ کمک بھیجنے کا کر چکا تھا سو جب سے سحر پڑھا
ایک ساحر فیل آتشناک پر سوار اُڑتا ہوا سامنے آیا اُسکو حکم دیا کہ اے طولان بن قہار فیل زور
جادو تم سب لشکر حیرت مین جاؤ اور فرقۂ باغیان کا خاتمہ کردو یہ حکم سنکر طولان سلام کرکے رخصت ہوا
اور اپنی جگہ پر آکر بارہ ہزار ساحر کی جمیعت سے نہایت اولوالعزمی کے ساتھ روانہ ہوا کہ ساحران نابکار باشکال
مہیب اژدہون پر سوار تھے نفیر سحر کے پھنکنے سے زمین و زمان مین تزلزل آشکار تھا قیامت کے آثار نمایان
تھے مردہ گور تہ خاک نفخ صور کا انتظار تھا ہنگامہ محشر کو بھی اس غلغلہ کا خوف تھا اسوجہ سے پوشیدہ تھا بڑے
ہوا یہ لشکر جاتا تھا یا طرفہ شور پردۂ دہر سے نالۂ دہقان کا شور پیدا تھا کہ بموجب ابیات

چنان شد ز گرد سپہ آفتاب — کہ آتش برآمد ز دریاے آب
درخشیدن تیغ شد مین درخشت — تو گفتی زمین بر ہوا لالہ کشت
ز جوش سواران زرین کمر — ز بس ترک زرین و زرین سپر
برآمد یکے ابر چون سندروس — زمین گشت از گرد چون آبنوس

باین کروفر قریب لشکر حیرت بعد طے بُعد مسافت پہونچا حیرت نے خبر سنکر استقبال کر دیا لشکر مقام بہتر مین اتروایا طولان دربار مین جب آیا نذر دی ملکہ نے خلعت عنایت فرمایا دنگل قریب تخت شاہی بیٹھنے کو دیا ساقی مہر دیدار نے شراب آفتابی سے کام جان کو روشن کیا جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا اُسنے عرض کیا کہ حکم طبل رزم بجنے کا دیجیے تاکہ کل مین سب کا استیصال کردن قصہ کا انفصال کرون ملکہ نے فرمایا کہ تم ابھی آئے ہو ایک دو روز آسودہ ہو لیکر مقابلہ کرنا جلدی نہ کرو اُسنے اصرار کیا ناچار حیرت نے حکم نواختن نقارۂ رزم دیا ساحرون نے نفیر سحر بجائی یہ خبر ہلکارون نے جاکر ملکہ مہرخ کو پہونچائی اُدھر بھی نفیر سحر کو دم ملا ہر بہادر آگاہ ہوا سامان حرب کی درستی مین مصروف ہر سردار سپاہ ہوا ایسا غلغلہ برپا ہوا کہ آفتاب لرزتا ہوا میدان سے فلک کے بھاگا اور سپاہ شام نے قلعۂ مہر کا محاصرہ کیا کہ

نظم

ہمے بود تا شب نمودار شد　　فرو رفت مہر و جہان تار شد
شب تار و شمشیر و گرد سپاہ　　ستارہ نہ پیدا نہ تابندہ ماہ
ز بانگ تبیرہ زمین و سپہر　　بلرزید و زیشان ببرید مہر

تمام شب تیاری جنگ مین بہادرون نے بسر کی جب دم زلف شب سے چہرہ پر نور شاہد روز کی روشنی ظاہر ہوئی اور نوبت نواز دہر نے طبل بازگشت کی صدا لشکر زنگی شب مین بلند کی کہ بموجب نظم

چو خورشید بر کشور لاجورد　　سراپردہ زد زد دیبائے زرد
چو بر زد سر از برج خرچنگ شید　　جہان گشت چون روئے رومی سپید
تبیرہ بر آمد ز ہر دو سرائے　　جہان شد پر از نالۂ کرنائے
بر آمد دم نائے و آوائے کوس　　ہمین آسمان بر زمین داد بوس

بوم سحر بصد حشمت وجلال دونون لشکر میدان قتال مین آکر صف آرا ہوئے اور تخت شاہان پر دو سوا[ران] قلب فوج مین ٹھہرے بعد ترتیب عسکر نصرت اثر مبارزان دلاور طالب پیکار ہوئے ادھر سے طولان اور ادھر سے مرزبان نکلکر مقابل ہوئے چلے ناریل اور ترنج چلے آخر طولان نے اپنے فیل کو ہول دیا ہاتھی نے گھونسا خرطوم کا مارا مرزبان بیہوش ہوکر گرا اسے گرفتار کر لیا اور بعد نعرۂ ہل من مبارز کا [ہوا] اور ایک ساحر ادھر سے جاکر ہم نبرد ہوا بعد رد و بدل سحر کے اسکا بھی ہاتھی نے کام تمام کیا اسی طرح بہت ساحر قتل و اسیر ہوئے ہاتھی کیوجہ سے کچھ بن نہ آئی یہ وقت تب ملکہ سرخمو کو نہ آئی اور یہ جاکر مقابل ہوئی باہم تادیر سحر سازی ہی اُسنے ہاتھی سے پیچھی جلد ہاتھی نے ایک پھنکار ماری کہ سرخمو بیہوش ہوگئی اُسنے چاہا کہ اسے بھی گرفتار کرے مہرخ نے تخت عقاب بھیجکر اُڑا لی اور سرخمو پر آکر گری نیچے مین ایک بجلی ادر ایک گولا فولادی بنا اکہ طولان ہاتھی پر سے کود کر الگ ہوا اور گولا ہاتھی کے مستک پر جو پڑا اسکا سر پھٹا اور تڑپ کر ہلاک ہوا یہ ماجرا دیکھکر طولان کو غصہ آیا اور فوج کو للکارا کہ لینا اسکو جانے نہ دینا فوج کے ساحر عقاب اور شاہین و باز بنکر چلے اور تیر سحر بہت سے مہرخ پر لگانے لگے پھر تو ادھر کی فوج بھی

چلی اور دونون باہم لشکرون مین جنگ آغاز ہوئی مہرخ نے سرخمو کو سپرد لشکریان کیا اور آپ لڑنے لگی ساحر جو طائر بنے تھے انکو صید کرنا شروع کیا قفس تن سے جب طائر روح ساحرون نے پرواز کی بیرون کے غل سے کان پڑے آواز سنائی نہ دیتی تھی تاریکی اور آندھیون سے خاطر روزگار مکدر دتیرہ تھی برف باری سے گرمیان شعلۂ رزم کی سرد کی تھین سنگ باری نے سختیان آہن گدازون کی گرد کی تھین کہ بمقتضاے نظم

| | |
|---|---|
| ز پیکان پولاد و پر عقاب | سیہ شد میان فلک آفتاب |
| ہمہ دست نیزہ گزاران زکار | فرو ماند از حرب و از کارزار |
| ہوا ان رستخیز و دم زمہریر | خروش یلان بود و باران تیر |
| کنون چون رخ روز شد تیرہ گون | جہان روی کشور چو دریای خون |

یعنے شام تیرہ فام ظلمت گیر عالم ہوئی لشکر جنگاہ سے پھرے اور خیمہ گاہ مین آکر آسودہ ہوے لیکن طولان نے تامل نہ کیا آتے ہی پھر طبل جنگ بجوادیا مہرخ بھی خبردار ہوئی اور نائے ترکی کو دم ملا شور محشر آشکار ہوا ساحر سحر خوان ہوے بہادر عازم میدان ہوے پھر رات بھر تیاری رہی صبحدم جب شاہ خاور نے تخت زرین پر جلوہ کیا اور شب تیرہ نے ناخن پنجۂ مہر سے رخسار اپنا خراشیدہ کیا کہ بیت چو خورشید بر زد زخرچنگ چنگ ٭ بدرید پیراہن مشک رنگ ٭ سپاہ ہر دو دار ر دو دشت قتال ہوئی طولان نے اپنے سپہ سالار اژدر جادو سے کہا کہ تو اژدر بنکر میرے سامنے آکے مین تجھپر سوار ہونگا اور جسوقت مین لڑنے لگون حریف مجسے مخاطب ہوگا تو غفلت مین اسکو پاکر دم کھینچکر نگل لینا سپہ سالار یہ حکم سنکر بزور سحر اژدہا بنا اور طولان کا ہاتھ اٹھا کر اسپر سوار ہوکر وارد میدان حرب ہوا بعد ترتیب صفوف کارزار صف لشکر سے بڑھکر مبارز طلبی کی آج پھر سرخمو اسکے مقابلے مین گئی پہلے نارنج ترنج چلا پھر اپنے بالونکی لٹ کھولی ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے طولان نے اس سحر کا رد کیا کہ اندھیرا موقوف ہوا اور ستارونکو سر پنجۂ ان نے پیدا ہوکر روکا اژدر نے اپنا دم کھینچا سرخمو مخاطب ہم نبرد سے تھی غفلت مین سنبھل نہ سکی اژدر کے منھ مین سماگئی اسی طرح چند سردار آئے اور دہن اژدر مین سماگئے اسوقت مہرخ نے بھی سردارون کی مدد کے لیے ساحرونکو بھیجا ادھر طولان نے فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا پھر دونون فوجین بھڑگئین دریاے فوج مین تلوارین لہرین لینے لگین موج آب شمشیر نے ہستی کا پل ڈھادیا بحر فنا کا کنارہ نظر آیا دوپہر کامل خوب لڑائی رہی سحر آزمائی رہی آخر نہ این راخطا نہ اور اظفر دونون طرف طبل بازگشت بجا ہر ایک پھر کر خیمہ گاہ مین آیا طولان بارگاہ حیرت مین گیا حیرت از بسکہ زوجۂ شہنشاہ ساحران ہے ہر بار میدان جنگاہ مین نہین آتی ہے فی الجملہ اُسنے سارا ماجراے جنگ عرض کیا اور سردارون کا قید کرنا بھی کہا حیرت نے کہا ان سردارونکو ہمارے سامنے لاؤ اُسنے عرض کیا کہ لاتا ہون اور روانہ ہوا مگر حال سنیے

کہ اژدر جب جنگاہ سے پھر کر آیا تو اسنے خیال کیا کہ تیرے شکم مین سردار گھٹ کر مر جائینگے انکو نکالنا چاہیے یہ سمجھکر انکو اگلا اور دم اپنی منھ مین داب کر حلقہ کرکے بیچ مین سرداروں کو لیکر بیٹھا مگر اسکے اگلنے سے سحر سرداروں پر سے اتر گیا اور وہ بیہوش تھے اب جو ہوشیار ہوے اٹھکر اپنے لشکر کی طرف چلے اژدر انکا سد راہ ہوا سرخمو اسوقت غفلت مین گرفتار ہوئی تھی وریہ وہ تھے وہ اکیلی تھی اب جو اسنے اژدر کو تنہا پایا ایک تیر سحر کا ایسا مارا کہ اسکے سینے کو توڑ گیا اور وہ تڑپکر ہلاک ہوا شور اسکے مرنے کا بلند ہوا تاریکی ہوگئی اسی تاریکی مین سرخمو وغیرہ اڑکر بردے ہوا گئین اور وہان سے چرگولے اور بار فلفل وغیرہ مارنا شروع کیے لشکریان طولان دو چار ہلاک ہوے اور بھاگکر لشکر حیرت کی طرف بھاگے اس طرف طلایہ دار کچھ سپاہ لیے محافظت لشکر کرتا تھا غل سنکر ادھر دوڑا یہ لشکری سمجھے کہ ہکو مارنے آتا ہی اور اسی نے شاید ہمارے لوگون کو مارا ہی بس یہ سمجھکر لڑنے لگے ادھر سے طولان قیدیونکو لینے آتا تھا وہ یہ ہنگامہ دیکھکر سمجھا کہ شاید مہرخ میری فوج پر آگری ہی بس وہ بھی للکارنے لگا کہ ہان لینا جانے نہ دینا اب بالکل فوج کو یقین ہوگیا کہ حیرت سے بگڑ گئی اور ادھر والونکو یقین ہوا کہ یہ لشکر شاید مہرخ سے ملگیا ہی الحاصل گرشت خار اور دندان سگ باہم سحر چلنے لگا برقین گرنے لگین سرخمو وغیرہ تو اپنے لشکر مین چلی آئین یہان بھی غلغلہ سنکر فوج تیار ہوگئی ادھر شور ہونے سے حیرت بارگاہ سے نکل آئی دیکھا باہم فوجین لڑ رہی ہین پشتے کشتون کے پشتے بندھ گئے ہین لاشون کے انبار لگے ہین قلعہ ایسے تن کی بربادی ہی سرون کے کنگرے ہر جگہ بنے ہین حیرت کی سمجھ مین یہ لڑائی نہ آئی اور بغضب تمام کچھ سحر ایسا پڑھا کہ دونون لشکرون کے بیچ مین ایک دھوان پیدا ہوکر اندھیرا ہوگیا فوجین جدا ہوئین اسنے طولان کو بلوایا اور ماجرائے جنگ پوچھا اسنے کہا مجھے نہین معلوم لڑتے ہوئے فوج کو دیکھکر مین بھی لڑنے لگا تھا الحاصل بعد تحقیقات حال مرگ اژدر اور سبب فساد ظاہر ہوا حیرت نے طولان کو بہت کچھ لعنت ملامت کی کہ افسر ہوکر بغیر دریافت حال لڑنے لگا اور صدہا کو قتل کرڈالا طولان کو اسکے برا بھلا کہنے سے غصہ آیا اور گویا ہوا کہ سرخمو کی ذات سے یہ فساد ہوا ہی مین اسکو جاکر بارگاہ حریف سے پکڑ لاتا ہون یہ کہکر بزور سحر اڑکر چلا ہلکارے جو بامر جاسوسی اس جگہ حاضر تھے وہ اس سے قبل خدمت مہرخ مین گئے اور اسکے آنے سے مطلع کیا قران اتفاق سے اسوقت بارگاہ مین حاضر تھا اس نے یہ سنکر طولان آتا ہی اسنے ملکہ سے کہا کہ آپ مع سرداران نامی کے پوشیدہ ہوجائیے مین ایک عیاری کرونگا مہرخ و بہار وغیرہ اسکے کہنے سے بزور سحر چھپ گئین اور اسنے برق و ضرغام وغیرہ عیارون سے کہا کہ تم اپنی صورت مثل بہار و مہرخ وغیرہ کے جلد بناؤ اور ساحر جو ایسے دیکھے تھے انکو بلاکر حکم دیا کہ تم بزور سحر صورت اپنی مثل سردارون کے بناؤ غرضکہ دم بھر مین سب نے صورتین تبدیل کین اور اسی عرصے مین طولان بارگاہ مین آیا اور پکارا کہ کہان ہی سرخمو اسوقت اس کے

سامنے برق کہ بشکل مہرخ تھا آیا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ ہم سب اطاعت شہنشاہ کرتے ہیں اور قران نے بھی عرض کیا کہ ہماری خطا بھی شاہ جادوان سے معاف کرا دیجیے طولان یہ عذرات سنکر بہت خوش ہوا کہ یہ لڑائی میری وجہ سے فیصل ہوئی پس ہر ایک سے حکم دیا کہ اگر تم صفائی چاہتے ہو تو میرے خیمے میں چلو مہرخ و بہار نقلی وہ ایک سردار اسکے ہمراہ چلے اور قران بھی ساتھ آیا اور اسنے چاہا ان سب کو خیمے میں بٹھا کر میں حیرت پاس جاؤں اور انکے آنے کا حال بیان کروں لیکن جانے نہ پایا تھا کہ قران نے اکیلا پاکر اسے بیہوش کیا اور برق نے چاہا کہ مار ڈالوں لیکن قران نے کہا اے برق تم اسکی صورت بنو پھر تماشا دیکھو برق اسی کی ایسی صورت بنا اور باہر نکلکر اپنی سواری کا ہاتھی مانگا ساحر فیل در خیمہ پر حاضر لائے برق نے بموجب فرمایش قران گٹھری کی طرح طولان کو باندھکر باہر آکے ہاتھی پر رکھ لیا اور آپ سوار ہوا بس سوار ہوتے ہی افسران فوج کو للکارا کہ جلد لشکر تیار کرو انھوں نے نفیر سحر بجائی اور صف باندھکر کھڑے ہوے انسے اسنے کہا کہ ملکہ حیرت سے مجھے بگاڑ ہو گیا ہے تم میرا ساتھ دوگے یا حیرت کا ساتھ لشکر نے کہا کہ ہم آپکے تابعدار ہیں اسنے کہا کہ لشکر حیرت غافل اترا ہوا ہے ان پر حملہ کرو اور مار لو فوج حکم پاتے ہی لشکر حیرت پر جا پڑی وہ لوگ سب غفلت میں تھے ادھر سے تاریخ و ترنج پڑنے لگے خیموں میں آگ لگی دو چار واصل جہنم ہوئے گھبرا کر بھاگے جلد جلد بہتوں نے کمر باندھ اٹھ کے لڑنے لگے ہنگامہ گیرودار برپا ہوا اسوقت برق نے طولان کو گٹھری سے کھولکر بٹھا دیا اور فتیلہ رفع بیہوشی ناک کے برابر رکھکر آپ ہاتھی سے کود گیا اور لشکر سے نکلکر الگ کھڑا ہوا اور قران بھی خیمے سے نکلکر الگ جا ٹھہرے لیکن طولان کی جو آنکھ کھلی اسنے دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہے ہر چند ہاں ہاں کرتا ہے مگر اس ہلڑ میں کون سنتا ہے ایک سے دوسرا بھڑا ہے شمشیر صاعقہ خصال خرمن ہستی جلا رہی ہے کمان و بان تیر سے غل مچا رہی ہے حیرت بھی غل سنکر خیمے سے باہر نکل آئی دیکھا طولان ہاتھی پر سوار ہے اور فوج اسکی لڑتی ہے از بسکہ اسکو خبر ملی کہ مہرخ و بہار وغیرہ اسکے خیمے میں آئی ہیں پس اسکو صاف یقین ہوا کہ طولان انسے ملگیا ہے لہذا اسنے بھی فوج کے افسروں کو للکارا کہ لینا اس نمک حرام کو اب تو خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی گوشت خرد و دندان سگ باہم کٹ مرے اوراق دفتر ہستی صرصر فنا نے الٹ دیے

ز نیزہ ز پیکان ہوا تیرہ گشت — ہمی آفتاب اندران خیرہ گشت
ز گرد سپہ روشنائی نماند — ز خورشید شب را جدائی نماند
خروش سواران و اسپان بدشت — ز بہرام و کیوان ہمی بر گذشت
ز جوش سواران و زخم تبر — ہمی سنگ خارا بر آورد پر
ہمہ تیغ و ساعد ز خون گشتہ لعل — خروشان شدہ خاک در زیر نعل

| دل مردِ بد دل گریزاں ز تن | دلیراں ز خفتاں بریدہ کفن |
| --- | --- |

حیرت نے جب جنگ آغاز کی تو یہ بھی خیال آیا کہ طرح کہیں بھروکا نہ گئی ہو یہ سمجھکر حکم دیا کہ اے شہاب تو
جا اور طولان کو بھیجا شہاب جو وہاں سے اس کی طرف چلا وہ سمجھا کہ حیرت نے اسکو میرے گرفتار کرنے
کے لیے بھیجا ہی بس یہ جان کر بہا تو یہ فوج کو منع کر رہا تھا شہاب پر تاخ تریخ مارنے لگا شہاب بھاگ کر حیرت
پاس گیا اور کہا اے ملکہ یہ بیشک حریف سے ملگیا ہی اتفاق سے اسوقت ابریق کوہ شگاف آیا ہوا تھا حیرت
نے اس سے کہا اے وزیر اعظم تم جا کر طولان کو پکڑ لاؤ ابریق حسب الارشاد چلا اور آتے ہی ایک چھڑی سحر
پڑھ کر ماری طولان سحر بھول گیا ابریق کمر میں پنجہ ڈال کر اٹھالے گیا اور سامنے ملکہ کے لایا ملکہ نے حکم دیا کہ
مار واس حرامزادے کو لگی جوتی اور لات اور گھونسا پڑنے ہرچند یہ چیختا ہی کہ ملکہ میری خطا نہیں ہی مگر کوئی
سنتا نہیں جوتیاں اور لاتیں پڑتی جاتی ہیں خوب پٹا ابریق نے آخر سفارش کر کے چھڑایا یہ چھوٹا لشکر
میں آکر طبلِ امان بجوایا اور اسیوقت کوچ کر کے دریائے خونخوار سے اتر کر باغ سیب میں پاس شاہ
جادوان کے گیا اور پکارا فریاد ہی ملکہ حیرت نے ایسا کچھ پٹوایا کہ سر پر بال نہیں رہے ملکہ لائق نوکری
نہیں ہی افراسیاب نے غل سنکر اسکو سامنے بلوایا اور حال سنکر کتاب سامری دیکھی مسکرا کر کہا کہ تم
خوب لڑنے لگے ارے بیوقوف عیار تجکو دھوکا دے گئے پھر سب حال برق و قران کا شاہ طلسم سے
بیان کیا اس نے کہا کہ میں پھر جاتا ہوں یہ کہکر چاہتا تھا کہ جائے شاہ طلسم نے منع کیا اور کہا اب تم
نہ جاؤ اس نے کہا کہ میں جاتے ہی عیاروں کو گرفتار کروں گا شاہ نے کہا اب کی عیار تمھیں زندہ
نہ رکھیں گے تم ٹھہرو میں تدبیر کرتا ہوں یہ کہکر اپنا صندوقچہ سحر منگا کر ایک تصویر نکالی اور ایک ساحر
غدار جادو نام کے حوالے کی اور کہا تم طولان کے ساتھ جاؤ حیرت سے کہنا کہ ان کو عیاروں
نے تنگ کیا ہی اب میں نے کئی سحر انکے ساتھ کر دیے ہیں ان کی خاطر بہت کرنا اور اے ملکہ تم نے
بہت برا کیا جوان کو ذلیل کیا کوئی افسروں کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہی اور اے غدار یہ تصویر
میں نے پہلے بھی ایک ساحر کو دے کر بھیجا تھا اور اس نے کئی عیاروں کو پکڑ لیا تھا لیکن پھر اس نے
دھوکا کھایا آخر مارا گیا فی الجملہ تاثیر اس تصویر کی یہ ہی کہ جو عیار تمھارے سامنے آئے گا یہ تصویر اسکی
اصلی بتائے گی تم جاننا کہ یہ عیار ہی اور اسکی یہ شکل جو بظاہر عورت یا اور کسی طور کی ہی عارضی ہے
اصل شکل اسکی مثل صورت تصویر ہی بس اسکو تم گرفتار کر لینا غدار یہ کلمات سنکر اور تصویر لے کر
ہمراہ طولان روانہ ہوا اور طولان مع اپنے لشکر کے کوچ کر کے دریا کے پار اترا اسوقت غدار
اسکے آگے چلکر بارگاہ حیرت میں گیا اسنے اس کی تعظیم کی اس نے حکم شہنشاہ سے جو نسبت طولان
تھا اطلاع دی حیرت نے سردار بہر استقبال بھیجے اور طولان کو استقبال کرا کے بلوایا اور خاطر
سے بٹھایا بے اعتنائی جو پہلے اسکے ساتھ کی تھی اس کا عذر کیا اور ساقیان مہر تمثال حاضر ہوئے

دور جام بے اندیشہ انجام آغاز ہوا ناچ ہونے لگا اسوقت عذار نے وہ تصویر ملکہ کو دکھا کر خاصیت
اسکی بیان کی اور کہا مین بارگاہ حریف مین جاکر عیارون کو پکڑکے لاتا ہون حیرت نے کہا تم اس
تصویر کی وجہ سے عیارون کو پہچانو گے لیکن وہان ساحران زبردست جو مقابلہ کرینگے ان کا
کیا علاج کروگے اس نے ہنسکر کہا اے ملکہ مین مصاحب شہنشاہ ہون میرا اکرام کیا بنالینگے
حیرت نے کہا اگر ایسا ہی تو جاؤ کیونکہ ع ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند عذار وہان سے اڑ کر چلا
لیکن اس سے پہلے ضرغام یہان موجود تھا وہ سارا ماجرا تصویر کا دریافت کرکے گیا اور جاکر دربار
مین خبر عرض کی وہان قران موجود تھا کس لیے کہ جب سے عمرو گیا ہے یہ بارگاہ مین بیٹھا رہتا ہے الحاصل
قران معہ برق علیحدہ گیا اور کہا اے برق تم چھپ رہو وہ چھپ رہا قران دوڑ کر لشکر حریف مین گیا
دیکھا ایک بڑھیا بھیک مانگتی ہے اسکو اسنے الگ بلایا اور کہا میرے ساتھ چل مین تجکو بہت سا مال دونگا
وہ ضعیفہ اسکے ساتھ گئی درہ کوہ مین وہان قران نے اسکو بیہوش کرکے رنگ و روغن لگا کر برق کی
صورت بنایا اور ہوشیار کرکے بہت سا مال و زر و گوہر دیا اور کہا تم چلکر بارگاہ مین بیٹھو جو کوئی
پوچھے کہنا مین برق ہون اس کہنے سے مین تم کو بہت کچھ مال دونگا اور جو کوئی تم کو پکڑلے جائیگا وہ بھی
بہت کچھ دیگا اور اگر میرے کہنے کے خلاف ہوگا تو جان تمہاری جاتی رہیگی اس ضعیفہ نے جو مال وافر پایا اور
آیندہ بھی ملنے کی امید پائی بس گویا ہوئی کہ جو آپ نے کہا ہے اس سے بڑھکر مین کرونگی غرض اسکو بہت
کچھ سمجھا بوجھا کر بارگاہ مین قران لے کر آیا اور بمقام برق بٹھا کر آپ چلا گیا اور اہل بارگاہ سے کہتا گیا
کہ جو کوئی برق کو پکڑنے آئے پکڑلے جانے دینا تم لوگ کچھ نہ بولنا ناگاہ یہ تو چلا گیا اور بعد کچھ دیر
کے عذار بارگاہ مین آکر اترا اور پکارا کہ کہان ہے وہ نا عیار برق وہ ضعیفہ پکاری کہ منم برق از
بسکہ حلیے عیارون کے تمام طلسم مین مین سب ساحر پہچانتے ہین اسنے برق کو جو بصورت اصل پایا
تصویر دیکھنے کی احتیاج نہ سمجھا کیونکہ اگر کسی اور کی صورت برق بنا ہوتا تو یہ تصویر دیکھتا بس
اس بڑھیا کو برق بنا ہوا دیکھکر پنجہ کمر مین ڈالکر اڑا اور یہان لشکر مین غل ہوا کہ لیے جاتا ہے مگر حسب
فہمائش قران کسی نے مقابلہ نہین کیا یہ سیدھا بارگاہ حیرت مین آکر اترا اور کہا مین لایا برق
کو وہان طولان بیٹھا تھا اور وہ نہایت برق سے جلا ہوا تھا اس نے صورت دیکھتے ہی بغیر پوچھے
ایک تلوار ایسی لگائی کہ برق نقلی کا سر کٹ گیا لاش کھچوا کر گھورے پر ڈلوا دی اور سر بارگاہ کے
دروازون پر لٹکوا دیا اور نہایت خوش ہوا کہ مین نے دشمن سے اپنا عوض لیا یہ خبر طائران سحر نے
لشکر مہرخ مین پہونچائی ہر ایک نے سنتے ہی اس خبر وحشت اثر کے پچھاڑ کھائی گریبان چاک کیا
دامن ہر ایک کا جوش گریہ سے دامن سحاب بنا مگر مہرخ نے کہا کہ ابھی کوئی مت قران نے عیاری کی
ہے کیونکہ وہ رونے کو منع کرگئے تھے اب جزع فزع نہ کرو اور نظر بفضل کریم کارساز رکھو ہر ایک اسکے

سمجھانے سے خاموش ہوا اور ادھر قران نے برق کو بلایا وہ با تو پوشیدہ تھا اب سامنے آیا اس نے کہا
تم اب شیر کی کھال پہنو اور بشکل بیر وبان بنکر تیار ہو برق حسب الارشاد عمل مین لایا یعنے
شیر کی کھال پہنکر گھنڈیان اسکی سینے تک لگا کر درست ہوا سابقًا جلد اول مین بیان کیا ہی کہ برق
کے پاس پوست سب جانورون کے مثل گربہ و سگ و شیر وغیرہ کے رہتے ہین اور اسکو جانور
کی صورت بننے مین بڑا ملکہ ہی چنانچہ ایک بار کتا بنکر عمر کو پکڑ لے گیا تھا اور عمر اس کو نہ پہچان سکا تھا
غرضکہ جب شیر بنکر تیار ہوا قران نے صورت اپنی ایک ساحر کی ایسی بنائی اور کیب صورت یہ قائم
کہ تین سر ایک شیر کا دوسرا اژدر کا تیسرا اخرس کا بنایا ہر سر مین سانپ لپٹے کہ وہ زبان نکلتے
تھے کئی ہاتھ بنالئے کہ کسی مین مشعل آتشین لیے تھا کسی مین ترسول اور کسی مین تھال برنجی تھا جو لایا دلا
لگا گلے مین ڈالے دھوتی چمبری باندھے تھا غرضکہ اس شکل پر جب بنکر تیار ہو چکا برق پر جو بشکل شیر تھا
سوار ہوا اور ایک نامہ شاہ طلسم کی جانب سے مہری لکھکر اپنے پاس رکھا برق اسکو لیے دربار گاہ
حیرت پر لایا اسکو خبر ہوئی کہ ایک ساحر شیر پر سوار شہنشاہ جادوان کے پاس سے آیا ہی اس نے
استقبال کر کے سامنے بلایا قران نے سامنے آکر تسلیم کی اور نذر دی پھر نامہ پیش کیا حیرت نے
پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ برق عیار مارا نہین گیا بلکہ ہم نے اس ساحر کے حوالے برق کو گرفتار کر کے
کردیا ہی اب غدار سے کہنا جو یہ ساحر کہے اسکے بموجب کام کرے حیرت مضمون نامہ سے جب
مطلع ہوئی غدار سے کہا تم نے بھی دھوکا کھایا شہنشاہ لکھتے ہین کہ وہ برق نہ تھا جو مارا گیا غدار
نے کہا مین شہنشاہ کو تو جھوٹا نہین کہہ سکتا لیکن مین بارگاہ حریف سے جاکر پکڑ لایا ہون کیونکر کہون کہ
مین نے دھوکا کھایا یہ کلام سنکر نامہ دار نے کہا تم دیکھوگے برق کو مین بلا لاؤن مجکو شہنشاہ نے اُسے دیدیا
ہی یہ کہکر باہر آیا اور شیر کی کھال برق سے اتروا کر اپنے ساتھ اندر بارگاہ کے لایا حیرت نے کہا بھلا
شہنشاہ کی بات کہین جھوٹی ہو سکتی ہی غرض اب سبکو یقین ہوا کہ بیشک یہ نامہ دار فرستادہ شاہ جادوان
ہی بس غدار نے کہا اور کیا شہنشاہ نے فرمایا ہی لکھا ہے کہ نامہ دار کے کہنے پر عمل کرنا اس نے کہا
وہ بات علیحدہ کہنے کی ہی غدار اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے خیمہ مین لے چلا قضائے کار اثنائے راہ مین
عیارہ صبا رفتار ملی اور اسنے قران کو پہچانا صاف تو نہ کہہ سکی مگر بطور کنایہ کے پکاری کہ میان
صاحب ہمارا سلام ہی قران نے کہا کیون دھگڑے کو دیکھا جی تو اچھا ہی ان کلمات کو سنکر غدار سمجھا
کہ یہ عورت سمجھکر اس عیارہ سے ہنس رہا ہی یہ سمجھکر اُسکو لیے اپنی بارگاہ مین گیا اور ادھر صبا رفتار
نے جب دیکھا کہ میرا کنایہ غدار نہین سمجھا بس جلد چلی کر جاکر ملکہ حیرت کو خبر کردن اور جاکر سامنے
ملکہ کے عرض کیا کہ حضور نامہ دار نہین ہی وہ قران عیار ہی جو غدار کو لے گیا ہی جلد خبر لیجیے نہین غدار
مارا جائیگا حیرت نے کہا تو دیوانی ہی وہ شیر پر چڑھ کر آیا ہی اور نامہ مہری شہنشاہ کا لایا ہی کیا ان

عیار بھی شیر بن سکتے ہیں یا تمین سر اسپٹ بنا سکتے ہیں صبار فتار نے کہا اسوقت اس شبہ مین نہ پڑیے اور عیاری کے فن کی تصریح نہ فرمایئے جلد وہان کی خبر منگوایئے حیرت نے اسکے کہنے سے ایک ساحر کو حکم دیا کہ جا اور غدار کی خبر لا وہ تو ادھر چلا مگر جب تک یہ آئے آئے وہان پہونچتے ہی قران نے کہا اے غدار مین تجھے قتل کرنے آیا ہون اسنے کہا کیون جواب دیا کہ حکم حاکم دیکھو نا وہ کیا مارے چلے آتے ہین اسنے گھبرا کر اسکے کہنے سے پھر کر دیکھا قران نے جھک کر بغدہ مارا کہ سر پھٹ گیا اور تڑپ کر ہلاک ہو گیا غل و شور و تاریکی ہوگئی قران و برق بھاگ کر لشکر سے نکل گئے اور ساحر فرستادۂ حیرت جو آیا اسنے بھی یہ ہنگامہ دیکھا پلٹ کر ملکہ پاس گیا اور کہا وہان خاتمہ ہو گیا حیرت کو بڑا رنج ہوا لاش غدار کی اٹھوائی اور یہ زبردستی جو عیارون کی دیکھی طولان کا فرط خوف سے دم نکلگیا کہ واقعی ان عیارون کے ہاتھ سے جان بچنا مشکل ہے حیرت نے نامہ اس سب حال کا افراسیاب کو لکھا اور قران نے جا کر سب ماجرا شرح سے بیان کیا اور برق کی گرفتاری سے ہر ایک رنجیدہ ہو رہا تھا اب اسکو دیکھکر خوش ہوا الحاصل یہ سب تو اس کیفیت مین ہین اور عمرو محمور دریار سے مروارید سے گذر کر سمت کوکب روانہ ہین ان سب کو تو اسی حال مین رکھیے تتمہ داستان زلازل قاف ثانی

سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کے لشکر نصرت اثر کے پہنچنے کا لموٗلفہ

| | |
|---|---|
| بیا ساقیا جام بر کف بنہ | بمطرب بگو دست بر دف بنہ |
| بزاہد بگو توبہ را بشکند | کہ فصل بہاری درینجا رسد |
| بیا صوم از بادہ افطار کن | زمے چہرۂ خویش گلنار کن |
| گدا اے در میکدہ چون شوی | زمے دامن خویش را تر کنی |
| بیا بلبل گلشن داستان | یکے قصۂ نغز و نادر بخوان |
| بکن تیغ منقار را تیز تیز | بہ تحسین بیان خون دلہا بریز |
| بہر کلمہ صد تیر بر دل زنی | ز سوفار چون داستان سر کنی |

ناوک اندازان نشانۂ داستان و خدنگ افگنان ہدف بیان تیر بیان سے تودۂ سخن کو یون نشانہ بناتے ہین اور قدر انداز کلام فرط شوق سے صدائے زہازہ اس طرح بلند فرماتے ہین کہ اول مین ذکر کیا گیا تھا پیکان کا کہ وہ لشکر لقا مین گیا تھا اور قتل ہوا تھا اب بھائی اسکا یعنی سوفار جادو فرستادۂ شاہ جادوان بکرد فر تمام خدمت لقائے بدانجام مین پہونچا اس کا استقبال شیطان درگاہ بختیارک نے کیا جب یہ اس مردود کے سامنے گیا سجدہ کیا اور زدنگل پر بیٹھ کر رونے لگا اپنے بھائی کو یاد کر کے جان کھونے لگا بختیارک بھی اس کے ساتھ گریہ کنان ہوا بہتیرا تاکا کہ یہ تو چپ بھی ہو رہا مگر بختیارک نہ چپ ہوا اسنے خود کہا کہ ملک جی اب صبر کیجیے فضل خداوند سے اپنے

بھائی کا بدلا ان مسلمانون سے مین لونگا اور ایک کو جیتا نہ چھوڑونگا بختیارک نے کہا مین جو تجھسے زیادہ رویا تو سبب یہ ہی کہ دو آدمیون کو رویا ایک تو تمھارے بھائی کو اور دوسرے تمھین کیونکہ مین تم کو بھی مردہ جانتا ہون خداوند نے ان بندون کو قدرت ہی ایسی دی ہی کہ جو ان سے لڑتا ہی قتل ہی ہوتا ہی سوفار نے کہا مین بھی ملک جی وہ ساحر ہون کہ دم بھر مین ادھر کی دنیا ادھر کردونگا لقا نے اسکا لاف وگزاف سنکر کہا اے بندہ مجکو غرور کسی کا پسند نہین ہی اسی وجہ سے جو آتا ہی وہ مارا جاتا ہی کس لیے کہ اسکو غرور ہو جاتا ہی کہ مین ایسا صاحب شوکت و زور ہون بس مجکو ناپسند ہوتا ہی مین اسکو قتل کروا ڈالتا ہون سوفار اپنے دل مین ڈرا اور کہا یا خداوند مجھ سے خطا ہوئی معاف فرمایے الحاصل اس نے توبہ کی اور ایک دن کسل راہ سے آسودہ ہوا دوسرے دن جب تیر شعاع آفتاب بصد آب وتاب ترکش مغرب مین قدر انداز روزگار نے رکھے اور زاغ شب نے باز سفید کے نیچے سے بخوف دامن ہوکر پرواز کی کیفیت نظم

چو خورشید در جامهٔ نیلگون
نہان شد چو زنگی شب اندرون

جہان گشت چون چہرهٔ اہرمن
کشادہ سیہ مار گردون دہن

سوفار نے طبل بجنے کی درخواست کی لقا نے حسب خواہش اسکے حکم دیا کوس جمشیدی پہ چوب پڑی ہرکارے بارگاہ سلیمانی مین خبر لے کر گئے اور شہنشاہ گردون سریر چراغ لشکر اسلام سعد بن قباد کی خدمت مین پہونچکر مراسم آداب شاہی بجا لائے اور بہر ثنا لب کھولے کہ نظم

بندهٔ در ہے تیرا اک اقبال
حاجب آستان ہے جاہ وجلال

جب تری تیغ صاعقہ پیکر
نکلے ابر نیام سے باہر

گو زمین کانپنے لگے بہرام
تھرتھرا جائے روح رستم وسام

زہرهٔ خاک آب ہو جائے
ترک گردون دون کو غش آئے

آج لشکر لقا مین سوفار جادو جو طلسم سے آیا ہی اسنے طبل جنگ بجوایا ہی ہرکارے یہ عرض کرکے کنارے ہوے اور شہنشاہ نے امیر سے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی فضل پروردگار سے کوس رزم پہ چوب پڑے امیر نے حسب الارشاد چالاک سے فرمایا کہ جاؤ اور طبل جنگ بجاؤ چالاک نے نقارہ خوانی سکندری مین آکر طبل سکندری پہ ڈال دیا جہان فانی مین غوغا سے اسکے ابھر گیا نظم

نبیرہ برآمد ز ہر دو سرا
جہان پر شد از نالهٔ کرناے

چو رعد خروشندہ شد بوق و کوس
خور اندر پس پردهٔ آبنوس

شیر بیشہ گان جرات و نہنگان قلزم شجاعت بجرآہن مین ہرشکل رعد وغوطہ لگانے لگے سلح خانے کھلگئے ہتھیار پسند فرمانے لگے سخنہاے مردانگی رلب شاد و بشاش سب سب جوہر تیغ نجم سپہر کو آنکھین

دکھاتا تھا محراب خم کمان میں بہ حفاظت ہر بہادر چلہ چڑھاتا تھا شمشیر جانستان کو دیکھکر ترک فلک نے دانت نکالے تھے نہ ثوابت تھے نہ سیارے تھے صبح ہونے سب بھاگنے والے تھے دشت کین کو خون سے رنگین و پر بہار کرنے کی تیاری تھی اسی سے آب آہن کی آبیاری تھی صدائے نقیبان خوش الحان زمزمہ ہزار بنی تھی بلبلان گلستان شجاعت گلہائے زخم کی محبت بیقرار کیے تھی کہانک نکھوں رات بھر یہی ہنگامہ رہا جسوقت مشیمہ شب سے طفل خونی پیدا ہوکر مہد فلک پر جنبان ہوا اور آغوش دایہ سپہر سے کودکان نجم نے کنارہ کیا کہ بموجب نظم

چو خورشید بر چرخ لشکر کشید　　شب تار تا زنده شد ناپدید
خروشیدن آمد ز پرده سرای　　همان نالهٔ کوس با کرنای
ز پیلان نهادند بر پیچ تخت　　سراسر ز دیبای زربفت بست
زبرجد نشانده بتخت اندرون　　ز دیبای زربفت پیروزه گون
بزین ستام و جناغ و پلنگ　　بزین طلای و جرسهای زنگ
همه افسر پیلبانان بزر نگار　　همه یک با طوق و با گوشوار
سپاهی برفت اندران دشت رزم　　کز ایشان همه آرزو خواست رزم
سنانها درخشان و جوشان سپاه　　شده روی هامون ز لشکر سیاه

یعنے صبحدم امیر کشور گیر مسجد کو باجماعت سے بعد فراغت طاعت آکر دولت آسمان پناہ ظل سبحانی مع تمام سرداروں کے بادشاہ کو قلب لشکر کے گرد اور دوشت مصافت ہوئے اس طرف سے لقا با فوج بیکران مع سوفار بے ایمان داخل میدان ہوئے صفین جمین سقون نے چھڑکاؤ کر کے گرد کو بٹھایا نقیبوں نے بہادروں کو مرنا یاد دلایا دنیائے فانی کو ناپایدار بتایا کہ بموجب ابیات

خلعت شاہانہ رکھتا ہے جو تن　　چار دن کے بعد ہوتا ہے کفن
ہیں جسکے ہر عروسانہ لباس　　ہے وہ اُسکے دوش پر اسباب یاس
ایک بھی خندان نہیں ایسا یہاں　　ہو نہ گریہ ساتھ جس کے توامان

لازم ہے کہ سراسے فانی کو ہیچ دیویں جان کر مرنے کو زندگی جاوید سمجھو اس سے نام کرو بڑی خوشی سے گردن پر تیغ کی دھار لو دلاور اس کلمات سے جوش شجاعت میں جھومنے لگے نقیب صفوف لشکر پر سناٹا چھایا ہوا دیکھکر ہٹ گئے سوفار اژدر سوار اٹھ کر وسط میدان میں آکر للکارا کہ ہے کوئی مرد میدان نبرد جو مجھ سے آکر مقابل ہو یا میں اُسکو ہلاک کروں یا وہ میرا قاتل ہو ادھر سے شہنشاہ عراق بادشاہ سے اجازت لیکر سامنے اُس نابکار کے گیا اور پکارا کہ لا ضربت میدان اپنے سر پر علم کرد سنگ دی برسے ہوا سناٹا ہوا اور سب نے دیکھا کہ ایک عقاب تیز چنگال ہمسر طائر فلک اڑتا ہوا آیا اور

شہنشاہ عراقی کی کو بین پنجہ ڈالکرے اُڑا اہر چند اس بہادر نے فنگر مارا مگر گرفت عقاب پر قائم نہ رہا کلکتا ہوا چلا گیا بعد اُسکے جانے کے پھر اُس نے بہار ظلمی کی مند ویل صفہانی بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لے کر برو اُسکے گیا اور طالب ضرب ہوا اُسنے پھر سحر پڑھکر تالی بجائی وہی عقاب آیا اور اُس کو بھی اُٹھالے گیا اسی طرح بیس پچیس سردار پنجۂ عقاب مین گرفتار ہوے اُس وقت امیر نے عزم میدان جنگاہ فرمایا مگر بختیارک نے جب لشکر اسلام کا پا ابندھا دیکھا خیال کیا کہ شاید صاحبقران نکلین گے پس وہ اسم اعظم جانتے ہین سو فار مارا جائیگا یہ سوچکر اُسنے طبل بازگشت بجوادیا لشکر میدان قتال سے پھرا امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت پذیر ہوے از بسکہ دن تمام نہ ہوا تھا اور امیر رنجیدہ خاطر بھی تھے سردارون نے لشکر خیمہ گاہ کی طرف بھیجے اور آپ لگا کر امیر کو صحرا کی طرف لائے اُس جگہ دامن کوہ مین گلہاے خودرو کھلے تھے دامن کوہ دامن گلچین تھا یا ارژنگ چین تھا ابر بہاری کا شامیانہ تھا طاؤس زرین لباس کا رقص مستانہ تھا ہواے سرد کشتی جان کے لیے بادمراد تھی زمین وہان کی شاہدان گل سے آباد تھی آتش لالہ وگل کا دھوان سحاب بنا تھا بجلی کا اس ابر مین کوندنا لب مسی آلود معشوق کا ہنسنا یاد دلاتا تھا طرفہ بہار تھی نسیم ہر سمت مشکبار تھی کہ نظم

جابجا منتظم ہے باد بہار　　ہے وہ صحرا نمونۂ گلزار
برق سے ہے میان تجلی طور　　سارا جنگل ہے نور سے معمور
گھر کے آیا ہے ابر دریا بار　　جھینی جھینی سی پڑ رہی ہے پھوار
قہقہہ زن کسی طرف مین چکور　　کہین کویل کہین پپیہے کا شور
گل خودرو پہ زور جوبن ہے　　دامن دشت رشک گلشن ہے
ڈھاک پھولا ہری بھری آئی ہے　　لالۂ کوہ رنگ لایا ہے

بس ایسے صحراے فرحت بخش مین پہونچکر لندھور نے کہا یا امیر اس وقت لطف صید افگنی ہے امیر نے فرمایا بہتر لندھور نے اپنا کر ملازمون کو حکم دیا کہ سامان شکار حاضر کرو لوگ لشکر مین گئے اور حکم سنایا اُسی وقت قراول بیلچے جانوران شکاری کو لے کر روانہ ہوے باز دار عقاب و شاہین کو لے کر چلے خیمہ و خرگاہ فرش شاہانہ سب روانہ ہوا دم بھر مین جملہ سامان درست ہو گیا نظم

تھا وہ صید و شکار کا سامان　　سیکڑون طائران صید کنان
وہ قراول بلا کے وہ صیاد　　فن صید و شکار مین استاد
شاہباز ایک ایک برق نظیر　　عازم صید طائر تقدیر
تیز پر وہ عقاب شاہین تھے　　صید مرغ گمان پر مین تھے
وہ فلک سیر ایک اک بحری　　قاتل صید بحری و بری

جوڑیاں تازیوں کی برق شعار ۔۔۔ کوئی گلڑانک اور کوئی بودار

خیمۂ فلک فرسا دامن کوہ میں صحرائے سبزہ زار دیکھکر استادہ کرایا اور سب سردار شکار کھیلنے میں مصروف ہوئے پھر تو یہ کیفیت تھی کہ بمقتضائے نظم

تھی صیاد خلق صید افگن ۔۔۔ صیدگہ میں اڑاتے تھے توسن
زیب دوش ایک ایک کے دوکمان ۔۔۔ جسپہ قوس قزح بھی ہو قربان
کوئی ناوک فگن کمان ابرو ۔۔۔ باز تھا تھا نشانۂ آہو
محو صیاد تھا ہر اک نخچیر ۔۔۔ دنگ تھا مثل طائر تصویر

وہ بقیہ دن شکار میں بسر ہوا جب غزال رم خوردۂ ماہ جست و خیز کرتا ہوا صحرائے فلک میں آیا اور ساکن برج اسد دشت سپہر چھوڑ کر گوشۂ مغرب میں گیا کہ نظم

کچھ وہ شب بھی عجب بہار پہ تھی ۔۔۔ چاندنی زور ہی نکھار پہ تھی
شب نہ تھی دود آہ عاشق تھا ۔۔۔ جلوۂ نور صبح صادق تھا

تمام سردار مع امیر اُسی دشت میں مسکن گزین ہوئے اور سیر شب ماہ کرنے لگے ہر جگہ روشنی ہوئی قندیلیں درختوں میں لٹکائیں میدان میں چاندنیاں بچھوائیں شغل بادہ کشی میں سردار مصروف ہوئے امیر صنعت رنگا رنگ صانع حقیقی دیکھکر حمد کرنے لگے ادھر تو یہ حال ہوا اُدھر اس طرف جب سوفار پھر کر گیا اُسنے بختیارک سے کہا ابھی تو دن باقی تھا تم نے طبل بازگشت کیوں بجوا دیا اسنے جواب دیا کہ امیر مالک باطل السحر ہیں وہ تیرے مقابلے میں آنے والے تھے اُنکے ہاتھ سے بچنا دشوار تھا اس لحاظ سے میں پھر آیا سوفار نے کہا اگر یہ کیفیت ہے تو میں جاکر اسم اعظم بند کرتا ہوں بختیارک نے کہا وہاں جاؤگے تو بارگاہ سلیمانی میں سحر بھول جاؤگے اب یہ حیران ہوا کہ کیا کروں اس عرصہ میں ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ امیر مع سرداروں کے جنگاہ سے پھر کر وارد دشت ہوئے اور ہنوز اُسی جگہ مصروف سیر و تماشا ہیں بس یہ سنتے ہی سوفار اٹھا اور سوار ہوکر جانب صحرا روانہ ہوا جب قریب خیام واجب الاکرام امیر پہونچا ایک ملازم کو خدمت امیر میں بھیجا اُسنے روبرو آکر عرض کیا کہ مالک ہمارا سوفار جادو حاضر ہوا ہے امیدوار باریابی ہے امیر نے فرمایا میں فقیر آدمی ہوں جسکا جی چاہے آئے یہ خانۂ بے تکلف ہے یہ کہکر دو ایک سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ آکر اُسکو لے گئے جب یہ سامنے پہونچا سلام کیا امیر نے دنگل بیٹھنے کو دیا پھر ساقی کو اشارہ کیا اسنے جام شراب گلفام اسکے سامنے کیا سوفار پیکر [illegible] لگا جب نشہ ہوا اسوقت امیر نے پوچھا کہ باعث تشریف لانے کا کیا ہے اُسنے کہا میں آپکو سمجھانے آیا ہوں کہ خداوند لقا کو سجدہ کیجیے اور سرکشی سے باز آئیے امیر یہ کلمہ سنکر آگ ہوگئے اور فرمایا کہ میں اس مردود درگاہ خدا پر ہزاروں لعنت کرتا ہوں اور تم اسوقت میرے مہمان عزیز نہ ہوتے تو زبان تیغ سے ان باتوں کا جو

جواب دیتا سوفار نے یہ کلام سنکر جواب نہ دیا بلکہ ٹال کر اور باتین کرنے لگا اور عین گفتگو مین اپنے حجرے
سے ایک جانور سرخ رنگ نکالکر چھوڑا کہ وہ اڑکر گرد امیر کے چکر مارکر پھر اسکے ہاتھ مین آگیا پس یہ اٹھا
اور کہا یا امیر مین آپ کو خواہش کرنے آیا تھا خیر آپ نہین مانتے تو آپ جانیے غلام رخصت ہوتا ہی امیر نے
پھر کچھ جواب نہ دیا یہ چلا گیا اور اپنی بارگاہ مین پہونچکر اکیلا رہکر کے سحر پڑھنے لگا اور ستر سوئیون پر دم کرکے اسی جانور کے
سم پر مارین پھر اسکو ایک شیشے مین بند کرکے اپنے حجرے مین وہ شیشہ رکھا اور بارگاہ لقا کی طرف روانہ ہوا
مگر جب امیر کے پاس سے وہ چلا آیا تو لندھور نے کہا یا امیر اس کافر کا آنا اور جانور اڑانا خالی از فساد
نہین چہرۂ پر فند آپ کا تسمہ معلوم ہوتا ہی اسم اعظم کو پڑھیے امیر نے چاہا کہ پڑھون ایک حرف بھی یاد نہ آیا فرمایا کہ
بزور سحر اس مرتد نے اسم اعظم مجکو بھلایا ہی خیر وہ مالک حقیقی قادر و توانا ہی جو وہ چاہے گا وہی ہوگا سردارون
نے عرض کی کہ اب مناسب ہے حضور لشکر مین تشریف لے چلین کیلیے کہ بادشاہ جہجاہ وہان اکیلے ہین ایسا نہ
ہو کہ یہ کافر انہین کچھ رنج پہونچائے امیر نے کہا چلو فی الحال اسی وقت سوار ہوکر سب داخل لشکر ہوے
بادشاہ نے اسم اعظم بند ہونے کا حال سنکر رنج کیا اور عیاران لشکر نے بھی سب ماجرا سنا چالاک بن عمرو مع
چند عیارون کے چلا کہ اسم اعظم کسی طرح پھر اڑائے اور ادھر جب دربار مین لقا کے سوفار پہونچا بختیارک
سے کہا مین اسم اعظم بند کرلایا اسنے کہا اسکو یہان نہ رکھو طلسم مین بھیجو اور کسی ساحر زبردست کو دے کر
روانہ کرو تاکہ وہ کسی مقام پر دھوکا نہ کھائے اسنے اپنے ملازمون مین سے طاؤس جادو نام ایک ساحرہ
کو تجویز کیا کہ یہ لیجائے گی اور اسنے بھی عرض کیا کہ مین باحتیاط تمام پہونچا دون گی اسوقت ایک نامہ
لقا نے افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بندۂ مقبول بارگاہ خداوندی شاہ طلسم ہم تجھسے بہت خوش
ہین کیونکہ تونے سوفار جادو کو ہمارے پاس بھیجا وہ ہمارا بندۂ برگزیدہ ہی اور ہم اس سے بہت راضی
ہین فی الحال اسم اعظم حمزہ اس نے بند کیا ہی اور وہ شیشہ مین رکھکر معرفت طاؤس جادو کے ہم تمہارے
پاس بھیجتے ہین لازم ہی کہ باحتیاط تمام اس شیشے کو ایسے مقام پر رکھنا تاکہ دسترس عیارون کا نہ ہو اور
اطلاعا قبل پہونچنے شیشہ اسم اعظم کے بھیجتے ہین تاکہ ساحرون کو بھیجکر طاؤس کی مدد کرو اور بخیر و عافیت
اپنے پاس اسکو بلالو اور کسی اور ساحر نامی کو یہان بھیج دو کہ سوفار تنہا نہ رہے نامہ تمام خداوند کا
سایہ ہمیشہ تم پر رہے اس نامہ کو بنا بر دستور کوہ عقیق پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ پیدا ہوا نامہ اٹھا
لے گیا اور طاؤس وہ شیشہ لے کر روانہ ہوئی چالاک کہ صورت بدل کر بارگاہ مین آچکا تھا اس تمام
کیفیت سے آگاہ ہوکر عقب طاؤس چلا گر وہ نامہ جو پاس افراسیاب کے بھیجا تھا پنجہ نے لاکر باغ سیب مین
پہونچایا شہنشاہ ساحران نے پڑھا سوفار کی تعریف دیکھکر بہت خوشنود ہوا اور ایسا سحر پڑھا کہ چرخ جادو
نام ایک ساحر کو خبر ہوگئی کہ شاہ طلسم بلاتے ہین وہ اسی وقت حاضر ہوا آداب بجا لایا شہنشاہ نے فرمایا تم
خداوند کے پاس جاؤ اور سوفار کی مدد کرو اور جواب مین نامے کے عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ حضور کا نامہ

عزت افزائے حقیر ہوا سوفار نے جو آپ خوش ہین تو یہ کمترین بھی نہایت خوش ہوا اب وہ دیدہ مراعات
خسروانی کا ہماری امیدوار ہے بہت بڑا مرتبہ اُسکا کیا جائیگا جب وہ لڑائی فتح کرکے یہان آئے گا فی الحال
چرخ جادو کو اسکی مدد کے لیے بھیجتا ہون یہ بھی بلا کا ساحر ہے اس کے ہنر آپ کو خود ظاہر ہو جاوین گے آگے
میرے حال پر ہمیشہ عنایت خداوندی رہتی ہے یہ عرضی چرخ کو حوالے کی اور خلعت رخصت عنایت فرمایا
یہ بارہ ہزار ساحران نابکار اپنے ہمراہ لے کر بہ تجمل بسیار روانہ ہوا اور بعد قطع منازل طلسم نکلکر کوہ عقیق
مین داخل ہوا ابر و غبار علامت آمد سے گرد دیکھکر سلیمان عنبرین مو وغیرہ بہر استقبال قلعہ سے نکلے اور
چرخ سے آکر ملاقی ہوئے لشکر اُس کا اُتروایا یہ بارگاہ مین جب آیا سجدہ خداوند کو کیا عرضی افراسیاب
کی دی لقانے عرضی پڑھکر خلعت اُسکو دیا یہ بیٹھا اور کہا سوفار اسم اعظم بند کر چکے ہین اور ایک لڑائی
بھی لڑ چکے ہین اب یہ آرام کرین اور میرے نام پر طبل جنگ بجے تاکہ مین لڑون اور کار دشمن تمام کرون
سوفار نے بختیارک سے کہا بہتر ہے آج شام کو طبل رزم بجوانا آج اتنا دن تم بھی کسل راہ سے آسودہ ہو
ہو یہ کہکر مصروف مے نوشی ہوئے جبکہ زلف لیلائے شب ستارون سے پر افشان ہوئی اور لباس
باد صبا فروغ مشعل و چراغان سے آتشین بنا کر ہیبت تیرگی ہر طرف نہین تھی نمود + آتش سحر کا غلبہ تھا
دود + سر شام نقارہ جنگ پر چوب پڑی بادشاہ اسلام کی خدمت مین ہرکارون نے خبر جا کر عرض
کی اُدھر بھی کوس جنگ زرین دہان مین تہلکہ پڑا اب یہان تو دونون لشکرون مین تیاری جدال و
قتال ہے مگر چالاک کی کیفیت سنیے کہ یہ جو عقب طاؤس مین چلا تھا تو اس نے دیکھا کہ وہ برابر ایک
کوہ سیاہ رنگ کے پہونچی اور اُس پہاڑ پر ٹھہری کہ ذرا دم لے لون تو آگے بڑھون وہان تختہ ہائے
لالہ و نافرمان کھلے تھے ہوائے سرد چل رہی تھی دل کو فرحت دیتی تھی یہ ساحرہ راہ کی تھکی ماندی آئی تھی
وہان بیٹھکر اونگھنے لگی ذہن مین گذرا کہ ایسا نہ ہو تو سو جائے اور شیشہ اسم اعظم پر کچھ آفت آئے لازم
ہے کہ اسکو احتیاط سے رکھدون اور تھوڑی دیر آرام کرلون کیونکہ طلسم مین جاتا ہے اور شاہ جادوان سے
ملنا ہے پھر سونا اور آرام خواب و خیال ہو جائیگا نہین معلوم کتنے روز اس مرحلہ مین گذرین یہ سوچ کر
اُسنے کچھ سحر پڑھا دفعۃً ایک طاؤس خوش رنگ اڑتا ہوا اسکے سامنے آیا اسنے ایک رقعہ قلم سحر سے
بنام سیاہ جادو جو اُس پہاڑ [illegible] کے لکھا مضمون یہ تھا کہ مین بحکم خداوند شیشہ اسم اعظم لیے ہوئے
طلسم مین جاتی تھی تمھارے مقام پر پہونچکر آرام کیا چاہتی ہون تم میری خبر لیے رہنا تاکہ کوئی شیشہ
نہ توڑ ڈالے اور چند بوتلین شراب کی مع کسی قدر کھانے کے میرے لیے بھیجدو کہ جب سوکر اٹھون کھا
پیکر روانہ ہون یہ رقعہ اُس طائر کو دیا اور وہ لیکر سیاہ جادو جو اسی کوہ کی حوالی مین ایک مقام پر
رہتا ہے اسکے پاس گیا اور بعد جانے اس طائر کے اسنے شیشہ اسم اعظم ایک غار مین پہاڑ کے رکھکر
اور دامن کا ایک سانپ بنایا اور اُس پر سحر پڑھکر پھونکا کہ وہ زندہ ہو کر بصورت مار سیاہ بر دہن غار

پر بیٹھا جب خوب استحکام کر چکی اسوقت آپ آرام پذیر ہوئی چالاک نے یہ سب کیفیت دور سے دیکھی
خیال کیا کہ اب جو یہ قحبہ سو کر اُٹھے گی تو طلسم میں چلی جائے گی اور میں طلسم میں جا نہ سکونگا لازم ہے کہ اسی
جگہ اسکا کام تمام کروں یہ سوچکر اس نے صورت اپنی مثل ایک جوگی کے بنائی یعنی جٹا رابہ ڈھونڈ کر تہمد
باندھی تسمہ اُسپر لگایا جھولا گلے میں ڈالا کشکول گدائی کے کڑے میں تسمہ ڈال کر کاندھے سے لٹکایا
کڑا لوہے کا ہاتھ میں ڈالا اور وہاں سے اُس جگہ جہاں یہ ساحرہ سو رہی تھی پہونچکر ایک شاخ
درخت تھام کر صدا کہنے لگا آنکھیں بند تھیں اور بہت زور سے چیختا تھا کہتا تھا کہ صدا

| | |
|---|---|
| اس نگری سے کام نہیں۔ خاص وطن کو جانا ہے | دینا دولت لوگ تمہارے۔ ناہک جی بھٹکانا ہے |
| بُلبل کے چلے لوگن سے پھر یہاں نہیں آنا ہے | بھگوت آٹھ پہر نا بھولے۔ ہر کو منہ دکھلانا ہے |

اسکے غل مچانے سے طاؤس کی آنکھ کھلی دیکھا ایک جوگی کھڑا صدا کہہ رہا ہے سمجھی کہ شاید نامہ سیاہ جادو
کے پاس بھیجا ہے شاید اُس بستی میں خبر میرے یہاں ٹھہرنے کی ہو گئی ہے یہ مانگنے چلا آیا ہے یا یہیں کا
رہنے والا ہے کہ جوگی اکثر پہاڑوں پر رہتے ہیں بس یہ سمجھکر اُسنے کہا بابا جی میں یہاں سوتی ہوں آپ ٹھہریے
کھانا آتا ہوگا بھوجن کیجیے گا یا کہیں اور تھوڑی دیر مانگ آئیے پھر آجائیے گا چالاک نے کہا اچھا بچہ
یہ کہکر اسی جگہ بیٹھا اور یہ پھر سونے لگی اس عرصے میں نامہ اسکا سیاہ جادو کے پاس پہونچا اُس نے
دو خوان کھانے کے اور ایک کشتی شراب کی نہایت تکلف سے مع گزک وغیرہ کے بھیجی اور لکھ بھیجا
کہ اسوقت آپکے لکھنے کے بموجب میں سحر خوانی میں مصروف ہوتا ہوں جو کوئی شیشہ اسم اعظم کو اُٹھانا
چاہیگا مجھے فوراً خبر ہو جائے گی اور اسی سحر کے لیے میں آپ حاضر نہ ہو سکا مجھکو معاف کیجیے گا اور جو
کچھ تیار تھا وہ بھیجا ہے گو آپ کے لائق نہیں لیکن قبول فرمائیے گا خلاصہ یہ کہ دو ساحر وہ کھانا لیکر پہاڑ
پر آئے یہاں ساحرہ سوتی تھی اور چالاک بیٹھا تھا وہ سمجھے کہ یہ جوگی بھی اسی کے ساتھ ہے اور چالاک
نے جی میں کہا کہ ملکہ ابھی سوتی ہیں انکو نہ جگاؤ جو کچھ لائے ہو مجھے دو وہ ساحر کھانا اور نامہ وغیرہ چالاک
کو دے کر چلے گئے اسنے اس سب کھانے میں بیہوشی ملا دی اور شراب میں بھی آغشتہ سفوف بیہوشی کر کے
بیٹھا بعد کچھ عرصہ کے ساحرہ اٹھی دیکھا کھانا رکھا ہے اور جوگی بیٹھا ہے اس نے کہا جوگی جی یہ کون لایا تھا اُس نے
وہ نامہ جو ساحر دے گئے تھے حوالہ کیا ساحرہ نے پڑھکر معلوم کیا سیاہ جادو نے بھیجا ہے مائی آپ بھوکی ہونگی
نے کہا بچہ اچھا اور شراب پہلے جام میں ڈال دے اُنڈیل کر اسکو دی وہ بے وسواس پی گئی اُسنے اور
دو تین جام پے درپے اسکو دیے وہ سو کر اٹھی تھی خمار تشنگی کے پیتے پی گئی یکایک سر گھوما چکر کھا کر
گری چالاک نے فی الفور خنجر کھینچکر سر کاٹ ڈالا غل و شور برپا ہوا کہ مارا طاؤس جادو کو بعد کچھ
عرصے کے وہ ہنگامہ شادہ سانپ جو دہن غار پر بیٹھا تھا اسکے مرنے سے ناش کے آٹے کا ہو گیا چالاک
نے چاہا کہ شیشہ غار سے نکالکر توڑ ڈالوں لیکن ساحرہ سیاہ جادو کو اطلاع دے چکی تھی اُسکو پھر نے

خبر دی کہ کوئی عیار شیشہ لیے جاتا ہی پس وہ بیتابانہ اپنی جگہ سے بزور سحر اُڑا اور ہنوز یہ غار میں نہ اُترنے پایا تھا کہ وہ آکر گرا اسوقت چالاک کو گرفتار کر لیا اور کہا تونے بڑا غضب کیا کہ میرے یہان مہمان آئی تھی اُسکو تونے قتل کیا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ دو ایک ساحر حاضر ہوے اُنسے کہا تم لاش اسکی اُٹھا ؤ او رآپ شیشۂ اسم اعظم لے کر اور چالاک کو گرفتار کیے سمت کوہ عقیق روانہ ہوا از بسکہ کئی عیار چالاک کے ہمراہ اسی فکر مین چلے تھے کہ اسم اعظم کو چھڑا لین پس جب یہ کوہ عقیق کے حوالی مین پہونچا وہان سمک عیار بیٹھا تھا اسنے دیکھا کہ ایک ساحر شیشہ لیے اور چالاک کو گرفتار کیے لیے جاتا ہی یہ دیکھتے ہی اسنے صورت اپنی مثل ایک ساحر کے بنائی کمتر و چندن کے جسم مین لگائے جو لا کا گلے مین ڈالا دھوتی باندھی سانپ سر سے لپیٹے جٹائین بالون کی زمین تک لٹکائین پھر بہت جلد قریب اُسکے گیا صاحب سلامت کرکے پوچھا کہ شیشہ تو اسم اعظم کا ہی تمنے کہان پایا وہ اس پوچھنے سے سمجھا کہ یہ بھی علوم ہوتا ہی لازم خداوندی ہی جب تو شیشہ کا حال جانتا ہی پس یہ سمجھکر بولا کہ ہاں ایسا کچھ احوال ہی اور سب ماجراے گذشتہ بیان کیا سمک نے حال لشکر مارے جانے طاؤس کے افسوس کیا اور کہا کہ اس شیشہ کو مین دیکھون تو کیونکر اسم اعظم قید ہی اور اسم کیا چیز ہی ہوتا کیسا ہی اس نے اسکو اپنا رفیق سمجھکر شیشہ حوالے کیا اسنے لیتے ہی زمین پر دے مارا اور اوپر سے ایک پتھر مارا کہ وہ شیشہ چور چور ہو گیا اور جادو جو اس مین بند تھا وہ نکلکر اُڑ گیا سمک شیشہ توڑ کر بھاگا اور کسی گڈھے مین چھپ گیا سیاہ جادو شیشہ ٹوٹنے سے پہلے تو حیرت مین آگیا کہ یہ کیسا آدمی تھا جو ابھی دوستی کی باتین کرتا تھا اور ابھی دشمن بنگیا غرض غصے کے سوچا کہ یہ ساحر نہ تھا عیار تھا تا چار چالاک کو بغل مین داب کر اُڑ گیا اسوقت سمک سمجھا کہ اب نہ ہاتھ لگے گا چلکر امیر سے اطلاع کرو پس یہ لشکر اسلام کی طرف چلا یہان وہ وقت ہی کہ کوہستان کی طرف سے صبح گیتی افروز نے جلوہ گری فرمائی تھی اور زلف لیلاے شب نے درہمی و برہمی کی تھی کہ

نظم

| چو خورشید زد خیمہ بر پشت گاؤ | ز ناموں بر آمد خروش چکاؤ |
|---|---|
| ازان چادر قیر بیرون کشید | بہ نعمان لب ماہ در خون کشید |

سپاہ جنگی تیار ہو کر میدان کارزار مین آئی تھی امیر مع بادشاہ گردون کلاہ کے عازم دشت قتال تھے کہ سمک نے جا کر عرض کیا یا امیر کشور گیر چلینے جا کر شیشۂ اسم اعظم توڑا لیکن ایک ساحر خدمت لقا مین چالاک کو لے گیا ہی یقین ہی کہ وہ کافر اسکو قتل کرے یہ خبر سنتا تھا کہ امیر نے اسم اعظم پڑھا دیکھا تو حرف بحرف یاد تھا پس گھوڑے پہ بیٹھکر سمت لشکر حریف روانہ ہوے پیچھے پیچھے تمام سردار بکر و فر تمام مع فوج قاہر کے چلے وہان وہ زمانہ ہی کہ سیاہ جادو نے چالاک کو لاکر سامنے کیا ہی اور سب حال بیان کر چکا ہی اور لقا نے حکم دیا ہی کہ اسکو قتل کرو جلادون نے لاکر میدان مین چبوترے پر نطع بوریاے ہلاکت بچھا کر چالاک کو زیر تیغ بٹھایا ہی جلاد حکم گردن زنی دریافت کر رہا ہے اور

## چالاک درگاہ خدا مین رجوع قلب سے استغاثہ کرتا ہے کہ نظم

سب فنا ہین مگر ہے تجکو ثبات — وحدہٗ لاشریک ہے تری ذات
جبہ سا در پہ بادشاہین ترے — تاج بخش شہان گدا ہین ترے
ہے کرم پر ترے یہ دل مسرور — ورد ہے اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ
آپ فرماتا ہے تو اے والی — سَبَقَتْ رَحْمَتِی عَلٰی غَضَبِی
تو مداواے درد دل ہے — مرہم زخم جان بسمل ہے
رحم تیرا اگر جو ہو شامل — ابھی ہو جائے حل مری مشکل

عین دعا مین نعرۂ صاحبقران بلند ہوا جلاد تیغہ پھینک کر بھاگا اس طرف بھی فوج مسلح و مکمل ہو کر عازم دشت وغا تھی امیر سے لڑنے لگی امیر اس بحر فوج مین نہنگ شجاعت تھے دریاے لشکر مین غوطہ لگا گئے ہمہ تن چشم بنکر دیکھے زندگی حریف کی حباب آسا ہو گئی دایۂ اجل کنار عاطفت مین پسماندون کو اٹھانے لگی روح دامن جسم مین طفل کی طرح مچلگئی آخر تڑپ کر نکلگئی چشم زخم سے مفارقت روح مین تن آنسو بہاتے تھے بسمل بشکل خاطر عشاق بیقرار نظر آتے تھے امیر لڑتے بھڑتے قریب چالاک جا کر پہونچے اور اسم اعظم پڑھکر چھڑایا ادھر سردار جو پیچھے امیر کے آتے تھے وہ فوج سے ساحرون کی لڑنے لگے زیست کا عرصہ تنگ تھا میدان محشر وہ دشت جنگ تھا بازار اجل گرم ہوا تھا سر کا سودا سستا تھا جوش فوج سے دریاے آہن موج مارتا تھا صحرا و کوہ خون کشتگان سے پر ہو کر لالہ زار کی کیفیت دکھاتا تھا کہ **نظم**

دو لشکر بہم جا شدہ سخت کوش — بگردون در افتادہ بانگ خروش
ز گرد سواران ہوا بست میغ — چو برق درخشندہ پولاد تیغ
ہوا را تو گفتی ہمہ بر فروخت — چو الماس روی زمین را بسوخت
ز خون روے صحرا چو جوی روان — ز بانگ سواران جہان پر فغان
چنان تیرہ شد روز روشن زگرد — تو گفتی کہ خورشید شد لاجورد

آخری گرمی شعلۂ تیغ کی تاب سپاہ ناری نہ لا سکی دفعتہً لشکر ساحران قلعۂ عقیق مین بھاگ کر چلا گیا اور فوج مین طبل امان بھی بجوا دیا صاحبقران مظفر و منصور چالاک کو رہا کر کے پھرے اور داخل لشکر ہوئے لشکر نے کمر کھولی سردارون نے بھی ذرہ اُتاری راحت پذیر ہوئے آرام گیر ہوئے اسی طرح وہ دن گذرا دوسرے دن لقا با دل خستہ و شکستہ قلعہ مین داخل تھا کہ یکایک ابر سحر آیا اور اسپر ایک ساحر اخگر جادو نام سوار تھا وہ اتر کر سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا اور عرض پیرا ہوا کہ کمترین ملکہ نازک چشم جادو جو ایک دربند طلسم کی مالک ہے اُسکا بھائی ہے ملکہ بھی آتی ہین لیکن مین پہلے اس سبب سے حاضر ہوا ہون کہ مجھسے اور سوفار جادو سے دوستی ہے چاہتا ہون کہ کار دشمن تمام کردن دوستی

کا حق ادا کر کے اپنا نام کردن لقا نے اسکو سرفراز کیا اور سوفار سے نے اپنے پاس بٹھایا اچھا سامان راحت خیمہ و فرش وغیرہ درست کرا دیا جب کف چرخ نیلی سے یاقوت سرخ نکلکر درج مغرب مین گیا اور جوہری روزگار نے جواہر انجم کو درخشان کیا نظم

بدانگہ روشن جہان تیرہ گشت — طلایہ پراگندہ برگرد دشت
خروشے برآمد ز پیش سپاہ — کہ اے نامداران گردان شاہ
میان بستہ دارید و بیدار بید — ہمہ در پناہ جہاندار بید

اخگر کے نام پر طبل جنگ بجوایا صدائے طبل رزمی گوش حق نیوش بادشاہ اسلام مین جب پہونچی ادھر بھی تیاری لڑائی کی ہونے لگی طبل سکندری کو چاشنی دی پھر تو دونون لشکر پیار خشم تھے پر شکن ابروان خشم تھے ساحر سحر نکالتے تھے بہادر تلوار اور سپر کھڑکھڑاتے تھے رات بھر یہی ہنگامہ رہا جسوقت اژدہاے شب نے نگلے من روز نورانی کا اگلا اور ظلمت شب نے کنارہ کیا کہ ابیات

سپیدہ چو از جائے خود بر دمید — میان شب تیرہ اندر خمید
ہمی گشت لشکر گروہا گروہ — چو دریا بجوشید ہامون و کوہ
خروشیدن تازی اسپان بدشت — ز بانگ تبیرہ ہمی برگذشت
ہمہ نامداران جوشن وران — برفتند با گرزہاے گران

ایک طرف امیر مع شاہ اسلام دوسری سمت لقا مع ساحران نافرجام وارد دشت نبرد ہو کر صف کارزار کی درستی مین مصروف ہوئے بعد ترتیب صفوف افواج قاہرہ اخگر طالب مرد نبرد ہوا ادھر سے مہمان مشتی اجازت لے کر اُسکے سامنے گیا اسنے ایک نارنج مارا کہ وہ پھٹا اور دھوان نکلکر گرد اسکے ہو گیا وہ بیہوش ہوا اخگر نے گرفتار کر لیا اور پھر نیب دی مثقال شاہ نے ایکبار گھوڑے کی باگ لی سامنے اُسکے جب پہونچا ایک تیر اسیر لگانے ایسا سحر پڑھا کہ تیر نشانے تک نہ پہونچا راستے ہی مین جلگیا اور پھر ایک ناریل مارا کہ دھوان نکلا مثقال بھی بیہوش ہو کر اسیر ہوا اسی طرح چند سردار اسلامیون کے لشکر کے امیر کے پرا لشکر اسلام کا بند ہوا امیر نے قصد نکلنے کا میدان مین کیا مگر بختیارک پرابند ہونے سے سمجھا کہ امیر کا اسم اعظم کھل چکا ہے وہ لڑنے آئین گے پس انکے ہاتھ سے اخگر کا زندہ رہنا دشوار ہے یہ سمجھکر طبل بازگشت بجوا دیا لشکر پھر خیمہ گاہ مین آئے اور عیار پھر عیاری چلے از بسکہ لقا بیچ لڑائی مین قلعہ کے اندر چلا گیا تھا اسوقت بھی جو پھرا تو قلعہ کے اندر چلا گیا لشکر بیرون قلعہ اُترا سردار خداوند کے ہمراہ گئے انھین کے ہمراہ ساحر کی صورت بنکر عیار بھی قلعے کے اندر داخل ہوئے لقا دار الامارت شاہی مین تخت خداوندی پر جلوہ افگن ہوا اور سردار ساحران سامری شعار دنگو نیر بیٹھے عیار صورت اپنی خدمتگارون کی ایسی بنا کر یعنی چپکن پہنکر پٹکا کمر سے کس کر سر پہ پگڑی باندھ کر ہاتھ پر رومال تہ کیا ہوا

ڈال کر بارگاہ مین آئے اور پشت پر سردارون کے کھڑے ہوکر گفتگو بیان کی سننے لگے اسوقت دورۂ جام
بھی ارغوان تھا ہر ایک فرط مستی مین لاف وگزاف کرکے دم شجاعت کا بھرتا تھا سب کی گفتگو کے جواب مین
بختیارک نے کہا کہ تم جو چاہے وہ اپنی جگہ پر کہو جب تک امیر سے سامنا نہین ہوگا تم فتحیاب ہوگے
اور جب انسے مقابلہ ہوگا خداوند کی بہشت مین تم جاؤگے یہ کلام سنکر اخگر نے کہا مین جاتا ہون اور امیر اعظم
بند کرتا ہون یہ کہکر اٹھا اور کہا ابکی بار بند کرکے مین سوفار کی طرح طلسم مین نہ بھیجونگا بلکہ ایسی جگہ رکھونگا کہ کسی
نہ معلوم ہوگا بختیارک نے جواب دیا کہ یہ شگون برا ہی کہ آپنے راز دل کہدیا عیار یہان موجود ہونگے
انھون نے سنا ہوگا وہ تمھارے ساتھ جائینگے اور قتل کرڈالینگے اس گفتگو مین ایک شخص کو اہل دربار
مین سے چھینک آئی اخگر جاتے جاتے ٹھہر گیا اور کہا ملک جی اگر حرامزادے عیار نطفۂ حرام میرے
پاس آئین تو انکو ذبح کرڈالون نطفۂ حرام ہو اسنے کہا چالاک جو بشکل خدمتگار اسکی پشت پر کھڑا تھا اسنے اس
زور سے لات ماری کہ یہ اوندھے منہ گرا چالاک نے گالی دیکر کہا حرامزادے عیارون کو گالیان دیتا
ہی بختیارک یہ کیفیت دیکھکر پکارا کہ مرشدزادے آپنے خوب کیا جو اس ولدالزنا کو سزا دی یہ
اسی لائق تھا چالاک نے جست کرکے ایک لات اسکے بھی ماری اور بختیارک لات کھاکر گویا ہوا کہ
مین ان لاتون کے تصدق یہ کہان میرے نصیب تھے لات اعلی نے مدد کی جو مین نے یہ لات کھائی
مرشدزادے دو ایک تو اور لگائیے اور اس قرمساق اخگر کو گالی دینے کی بھی اچھی طرح سزا نہین ہوئی
ذرا دو چار جوتیان لگاتے تو اچھا تھا یہ تو باتین بناتا تھا کہ سوفار و اخگر وغیرہ اٹھکر چالاک کی طرف جھپٹے
اور چاہا کہ سحر سے اسکو گرفتار کرین اور عیار جو خدمتگار بنے کھڑے تھے انھون نے حباب بیہوشی تاک
تاک کر ناک پر مارے کہ ساحر بیہوش ہوے اسوقت چالاک نے جست کی اور بھاگ کر چلا لیکن کہتا
گیا کہ قسم ہے سر امیر کی آج سے کل تک اس اخگر کو مار ڈالونگا بختیارک نے کہا یہ مار ڈالنے ہی کے
قابل ہے لیکن میری کچھ خطا نہین ذرا مجھ پر کرم رکھیے گا غرضکہ یہ تو بکتا رہا اور عیار جست کیکے نکلے دروازے
پر حاجب وغیرہ جو ہمیشہ سے عیارون کا رعب مانے ہوے ہین اسوقت بھی خوف جان سے طرح دے گئے
عیار سب نکلکر روانہ ہوے ادہر اخگر وغیرہ کو ہوشیار کرکے بختیارک نے اٹھایا اور کہا کیون بدزبانی کا
مزا دیکھا اب تم زندہ نہ بچوگے مرشدزادے قسم کھا گئے ہین اخگر نے کہا خیر دیکھون تو وہ میرا کیا کرتا ہے
مین بھی قسم کھاتا ہون کہ بغیر قتل کیے اسکے چین نہ لونگا اسی گفتگو مین اتفاقاً سرمنگ عیار کہ اور تو سب
عیار نکل گئے تھے یہ رہگیا تھا اور خدمتگارون کی صف مین کھڑا تھا اس سے اخگر کے خدمتگار نے کہا مین
جا کر پیشاب کر آؤن تم رومال میان کے سر پہ ہلاؤ سرمنگ نے کہا اچھا اور جا کر مگس رانی کرنے لگا کہ
بختیارک نے سر اٹھا کر دیکھا اور اس سے پوچھا تو کون ہے اسنے عرض کیا حضور کا خدمتگار ملک جی
نے کہا مین نے تجھکو کبھی نہین دیکھا وہ بولا کہ مین بیمار تھا عرصے کے بعد آیا ہون ملک جی نے کہا تیرے منہ پر

عیاری ثابت نہین ہوتی اس نے جواب دیا کہ ملک جی آپ کو کیا معلوم اس جواب دینے سے بختیارک سمجھا
کہ یہ بھی کوئی عیار ہی مگر ابھی پٹ چکا ہی اس سبب سے چپ ہو رہا کہ عیار رنگ بدلے ہوے ہین مجھے آکر مار ڈالینگے
اور ادہر سرہنگ بھی سمجھ گیا کہ یہ مجھے پہچان گیا یہ سمجھکر سامنے سے ٹلگیا اور باہر جاکر ایک فراش کی
صورت بنکر اندر آیا فراشون کے میل مین ٹھہرا جب یہ سامنے سے چلا گیا اسوقت افراسیاب نے بختیارک نے
کہا تھا یا خدمتگار یہ کہان اسنے کہا ملک جی تم یہ جو تقریر کر رہے تھے وہ مین نے بھی سنی مگر مین سحر پڑھتا تھا
کہ دریافت کرون یہ کون ہی اس سبب سے نہین بولا اب مجھے سحر نے خبر دی ہی کہ وہ خدمتگار عیار تھا جس سے
تم گفتگو کر رہے تھے اور اب وہ فراش بنا کھڑا ہی یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر دستک دی سرہنگ غافل کھڑا تھا بیحس
و حرکت ہو گیا اسنے گرفتار کرا کے سامنے بلوایا اور کہا تو کون ہی سرہنگ بولا کہ مین چالاک ہون
اس نے کہا نہین سحر میرا خبر دیتا ہی کہ نام تیرا سرہنگ ہی مضطر بارگاہ مین اسکو بھی اگر جہان اور سردار
قید مین وہین قید کیا اس ہنگامہ مین دن سارا تمام ہو گیا یعنے سرہنگ فلک شب نے ترک روز کو بھگایا
اور بارگاہ مغرب مین جاکر مہر والیہ سلسلۂ شعاع مقید ہوا نظم

الغرض جب وہ دن تمام ہوا
آسمان پر ظہور شام ہوا
اتنے مین طفل مہر ہوتے ہی شام
مہد شب مین گیا وہ بے آرام

شام کو لقا کے خیال مین آیا کہ جب دربار برخاست ہوا اگر شب مین بہر آرام جاؤنگا عیار قسم کھاگئے ہین
وہان قابو پاکر اسکو آزار پہونچا ئینگے لازم ہی کہ کسی شغل مین اسے مصروف کرون تاکہ یہ مجمع مین رہے اور جاگا کرے
جب اسم اعظم بند کریگا اسوقت کام تمام حریف کا تمام کرکے اسکو طلسم مین بھیجدونگا یہ سوچ کے بیٹھے بیٹھے پکارا کہ قدرت
نے تقدیر کی آج باغ مینا مین سوفار اور سیاہ جادو وغیرہ ساحرون کی دعوت کی جائے اور قدرت بھی جلوہ خدائی
کی سیر دیکھین گے پس یہ حکم دینا تھا کہ سلیمان نے باغ مینا مین آراستگی کا حکم دیا کارپردازان خوش انتظام
نے بہت جلد بندوبست کیا باغ کے درخت بادلے سے منڈھے سنگ مرمر کے تھالے نادر کار گلاب
و کیوڑے سے بھرے ہر روش پر بادلا کاٹ کر ڈالدیا اسکی چمک ایسی تھی کہ زمین رشک وہ انجم فلک تھی
قمقمے نور کے گیند بلور کے اشجار مین آویزان کیے انکے اندر چراغ اس طرح جلتے تھے گویا انجم مین کسی
گلرخسار کے جگنو چمکتے تھے روشنی کی وہ کثرت ہوئی تھی کہ ماہ فلک کو خوف ہوا تھا کہ لباس میر الکتان
نہ ہو جائے باد صبا کو دھڑکا تھا کہ مجھے یہ روشنی لباس آتشین نہ پہنا دے نرگس گلشن کی اس رات کو اسطرح
جھلکاتی تھی کہ چشم لیلی شب ذرہ باقی تھی جملہ طرح کا سامان راحت مہیا تھا عجب جلسہ تھا نظم

نور مین سر بسر چمن تھا صبح امید
پھول ایک ایک تھا گل خورشید
چاندنی روکش سحر تابان
موتیا غیرت در دندان
مثل خط شعاع سنبل تر
رشک رخسار حور عین گل تر

حسن مین وہ ہر ایک گل سوسن ... مسی آلودہ گلرخون کا دہن
جلوہ گر پریون پہ اسکے وہ ڈھب ... صورت سبزۂ رخ محبوب
چاندنی کا فروغ ایسا تھا ... چشم نرگس کو نور بخشتا تھا
تھا سر نہر روشنی کا یہ اوج ... چاندنی تھی غبار کوچۂ موج
روشنی عکس افگن آب مین تھی ... یا پری شیشۂ حباب مین تھی
سامنے اک چبوترہ ہموار ... اُس پہ تنگیرہ مثل ابر بہار
شیشہ آلات سارا نور آگین ... نصب ہر جا موافق آئین
فرش دیباے چین سے بھی شفاف ... سینۂ زاہدان کی طرح سے صاف
صدر مین موتیون کی اک مسند ... گاؤتکیے وہ خوشنما بیحد
چاندنی رشک چادر مہتاب ... اطلس طور سے سوا پرتاب
زیب مسند ہوا لقا آکر ... گرد سب بیٹھے آکے جادوگر
گرد اُن کے مصاحبین تمام ... دست بستہ کھڑے تھے خدام
بیٹھتے ہی طلب کیا خاصہ ... اور یکادل نے چن دیا خاصہ
زیب دسترخوان کیا وہ طعام ... کہ معطر ہوا جسکی بو سے مشام
پھر تو کچھ راگ کا ہوا چرچا ... کچھ عجب وقت تھا عجب جلسا
وہ غضب چھیڑ چھاڑ سازونکی ... خوش صدا مین وہ نے نوازونکی
کشتیان پھر شراب کی آئین ... قابین بھر کر کباب کی آئین
دور دور شراب ناب ہوا ... رشک سے آسمان کباب ہوا

یہ سب تو مصروف عشرت ہین مگر چالاک سنے جو قلعہ سے نکلکر گیا خدمت امیر مین پہونچکر سارا ماجرا دربار تھا گذارش کیا پھر عرض رسا ہوا کہ یہ غلام قسم آپ کے سر اقدس کی کھا آیا ہی بہر قتل اخگر خیرہ سر جاتا ہی اگر مارا جاے تو فاتحہ خیر سے یاد فرمائیے گا اور اگر قتل اسکو کرکے پھر دنگا تو زیارت سے قدم اقدس کی مشرف ہونگا امیر نے فرمایا کہ تجکو خداے کریم کی حمایت مین دیا سپرد حافظ حقیقی کیا کسی سردار غیر ساحر کو نہ قتل کرنا کہ بہادرون کو زیبا نہیں ہی اور ساحر سحر کرتے ہین بدین وجہ تجکو قتل کا اختیار ہی یہ حکم پاکر چالاک اور عیارون کو بہر حفاظت لشکر تاکید کرکے ابوالفتح کو ساتھ لے کر چلا سر شام اس سبب سے کچھ روک ٹوک در قلعہ پہ نہ تھی یہ شہر مین دونون آئے اور دار الامارۃ شاہی پر پہونچکر دیکھا کہ کچھ ملازم اسباب عشرت لیے ایک طرف جاتے ہین انسے اجنبی کے طور پر پوچھا کہ اسباب کہان چلے لوگون نے کہا باغ مین خداوند چاندنی مع تمام سردارون کے دیکھ رہے ہین وہین ہم بھی جاتے ہین یہ حال سنکر انھین لوگون کے ساتھ باغ تک گئے وہان بہت بڑا اہتمام تھا بختیارک نے ملازمین کے نام مع

ولدیت اور سکونت لکھوا کر ساحرونکو دروازۂ باغ پر بٹھایا ہی اور کہہ دیا ہی کہ یہ ملازم جنکے نام لکھے ہین
یہی اندر آنے پائین اور کوئی نہ آنے پاے اور انکو بھی نگاہ سحر ڈال کر خوب پہچان لینا جب آنے دینا
غرضکہ ان دونون عیارون نے لاکھ لاکھ قصد کیا کہ اندر جائین ممکن نہ ہوا اسوقت چالاک نے
کہا مین قسم کھا چکا ہون اسی جلسہ مین گھسکر اس ساحر کو مارونگا یہ کہکر الگ ایک گوشہ مین گئے اور
ابوالفتح نے کہا تم ایک ضعیفہ کی صورت ہو وہ بموجب ارشاد چالاک ایسی عورت بنا کہ کمر جھکی
ہوئی موے سر سفید چہرے پہ جھریان پڑین چادر گاڑھے کی اوڑھے پائجامہ سوسی کا پہنے پانوٴن مین
چمڑے کا جوتا پانچون مین گرہ لگی لکڑی ہاتھ مین عصاے پیری لیے سامنے آیا چالاک نے صورت بنا
اسکی پسند کی بعد ازاں آپ ایک زن کم سن حسینہ دجمیلہ بنکر تیار ہوا کہ اگر شاہدان تنگل وشنگول عورت
نیچے ایسے نگار دلفریب کی دیکھین تو شرم سے مژگان کی چلمن درخانۂ چشم پہ اپنے چھوڑین ابروان چشم
بمثال تیغ عید قربان کے ہلال سے آنکھین خمخانۂ حسن وجوانی مردمک چشم ہر ایک مستانی رخ تابندہ
آئینہ کو حیران بناے زلف سیہ سوداز دگان الفت کو پریشان بناے جبین جبین جو ہر آئینہ سکندر
ستاے افشان کے غیرت پروین داختر کہ

نظم

| | |
|---|---|
| ہنگ بین السطور دفتر حسن | جادۂ شاہراہ کشور حسن |
| انگشتریان قہر کی لگاوٹ پاز | دلربا بات کانے انداز |
| ساحری تاب کیا جو آنکھ ملاے | چشم اردت جنسے آنکھ چرالے |
| نشے کے لال لال وہ ڈورے | جن پہ نرگس سکر پڑتے ہین ڈولے |
| غیرت چشمۂ حیات دہن | روزن کوزۂ نبات دہن |
| بے نشان صورت کمر ہے دہن | دل قارون سے تنگ تر ہی دہن |
| چھاتیان ہین حباب آب گہر | نخل باغ شباب کے ہین ثمر |
| پیٹ نرمی مین غیرت مخمل | صاف مانند تختۂ صندل |
| تہرسے زیر ناف کا وہ ابھار | اور وہ تنگ [illegible] |
| سرو جس پر فدا وہ قامت ہی | ناز پرورد [illegible] ہے |

ایسی صورت دلفریب بنا کر کیسے ہی کوئی عیار چاہے کہ پہچان لون یہ مجال جو شناخت کر سکے
اور اس حسن وجمال پر از سرتاپا مرصع گہنا جواہر کا پہنا موتیون کا کنٹھا گلے مین اور شمر مین ہاتھ
مین پہنین واقعی وہ بدبیضا کو شرماتی تھین انگلیون کے چھلے پہنے پاؤن مین جڑاؤ پازیب جسکو دیکھکر
ملک بھی کھاے فریب باندھ پر جواہر کے اسکے بازار حسن بھجنے لگے اسی طرح غرق بحر جواہر ہوکر ایک
چادر سفید سر سے پانوٴن تک اوڑھکر سب میدان جہ الیاد ربڑھیا کو آگے کرکے پیچھے چلا گلی کوچون کو

طے کر کے قلعے کے اندر جو سرائے تھی وہاں آیا بڑھیا نے پکار کر کہا کہیں اترنے کا ٹھکانا ملے گا بھٹیاری
اور بھٹیاروں نے بلانا شروع کیا ایک نے کہا بڑی بی ادھر آؤ ہم بہت اچھا مکان دیں اس میں
کوٹھری بھی ہے دوسری نے کہا میرے یہاں ٹھہرو مسافر کم ہیں تنہائی ہے چیز کی حفاظت رہیگی تیسری
نے آتے ہی بڑھیا کے ہاتھ سے گٹھری اور پٹاری یانکی لی اور کہا آؤ میں تمہیں بہت اچھی جگہ دونگی
کہ گوشے میں ہے تنہا تمہارے ساتھ ہے وہ بیگم غرضکہ یہ دونوں اسکے ساتھ جا کر کوٹھری میں ٹھہرے
بھٹیاری نے چراغ جلدی سے روشن کیا پانی کا گھڑا بھر کر رکھ دیا پلنگ بچھا دیا۔ پانی بھی بچھا دی بڑھیا کاٹھ کر
بیٹھی اور اس نازنین نے چادر اُتاری بھٹیاری کی آنکھ فروغ حسن سے جھپک گئی ٹھہر کر بغور
متحیر ہو کر دیکھنے لگی ایک کم سن عورت خوبصورت زر و زیور سے آراستہ دیکھی رعب سے کچھ نہ کہہ سکی جا کر
بھٹیارے سے کہا ارے مجھکو بڑا تعجب ہے کہ یہ عورت جو بڑھیا کے ساتھ آکر اتری ہے نجانے کون ہے میرا یا
شہزادی ہے یا رئیس کی بیٹی ہے میری عقل حیران ہے کہ بڑھیا کے ساتھ کیونکر آئی بڑھیا تو بیٹھے کھاؤں کھاتی ہے اور
وہ جواہرات پہنے ہے بھٹیارے نے کہا جا باتوں میں پوچھ تو کیا ماجرا ہے بس بھٹیاری پیٹ پکڑے
دوڑی آئی دیکھا تو بڑھیا پٹاری کھولے تمباکو کھا رہی ہے یہ بھی بیٹھ گئی بڑھیا نے اسکو بھی تمباکو دی دو
کہا میں سوتی ہوں تھک بہت گئی ہوں بہتر ہے دو گھڑی رات رہے سے مجھکو جگا دینا اور میں تجھکو دو پیسے زیادہ
دونگی میرا حال کسی سے ذکر نہ کرنا بھٹیاری اس ممانعت سے سمجھ گئی کہ بیشک اسمیں کچھ بھید ہے لیکن
بظاہر بولی کہ نہیں میں بھلا کس سے کہونگی ہم لوگوں کا یہ طریق نہیں غرضکہ بڑھیا نے لیٹ کر تغیر خواب
لینے لگی اور اس نوجوان نے چپکے چپکے رونا شروع کیا بھٹیاری نے پاس آکر بلائیں لیں اور کہا بی بی
معودت کیوں ہو اس نازنین نے کہا میں مقسوم جلی نا نصیب کیا اپنا حال بیان کروں یہ بڑھیا محل میں
میرے جایا کرتی تھی دم دلاسا دیکر بھگا لائی میں ایک زمیندار کی بیٹی ہوں اور وہ گاؤں کا صرف
مالک نہیں ہے کئی اور بھی گاؤں ہیں تجارت بھی کرتا ہے بڑا مال اپنے پاس رکھتا ہے آج مجھکو گھر چھوٹے
تیسرا روز ہے نہ گھر جا سکتی ہوں نہ کہیں اور میرا ٹھکانا یہ بڑھیا کٹنی ہے اور میرا زیور اتار کر مجھکو بیچنا چاہتی
ہے بہتر ہے اگر تم سے ہو سکے تو میرا اگہ یہ تم لو اور اس بڑھیا کے پھندے سے مجھکو چھڑاؤ تو بھٹیارنی نے
وہ اگہ لیا اور بہت خوش ہو کر کہا کہ بیٹی کچھ گھبراؤ نہیں میں ابھی اس بڑھیا کو سزا دلواتی ہوں یہ کہہ کر
بھٹیارے کی چھاتی پہ ہاتھ مار کر بولی کہ ارے ایسا اندھیر یہ ظلم ایک بھلے مانس اشراف کی بیٹی کو یہ
بڑھیا پھسلا کر بھگا لائی ہے وہ آٹھ آٹھ آنسو روتی ہے یہ اگہ مجھکو دیا ہے اور ایسا کچھ کہا ہے بھٹیارا سارا
ماجرا سنکر بولا گھبراؤ نہیں دیکھ تو میں کیا کرتا ہوں یہ کہہ کر اسی وقت کوتوال قلعہ کے پاس گیا اور کہا
خدا حضور کو سلامت رکھے ایک بڑھیا ایک عورت کو بھگا لائی ہے میرا سرا ... غلام کے یہاں ہے کوتوال
مع چند پیادہ سرا میں آموجود ہوا بڑھیا سو رہی تھی پیادوں نے جگا کر ... باندھ لیا بھٹیارے نے

چارپائی بچھادی اور کوتوال صاحب بیٹھے اظہار لینا شروع کیا سرا کے بھٹیارے اور مسافر تمام تماشائی ہوے بیادے ہٹاتے جاتے ہین ہٹو کیون بھیڑ لگائی ہو لوگ گھسے پڑتے ہین کوتوال اظہار لے رہا ہو اول عورت جوان نے چیخین مارکر رونا شروع کیا پھر وہی ماجرا جو بھٹیاری سے کہا تھا ظاہر کیا پھر بڑھیا سے پوچھا گیا وہ کوتوال کے پاؤن پہ گری اور کہا مجھسے خطا ہوئی یہ لڑکی جو کہتی ہو سچ کہتی ہو جب یہ اقبال جرم کر چکی کوتوال ہرچند کہ اس عورت کا حسن وجمال اور زیور بیمثال دیکھکر فریفتہ ہوا تھا مگر ساری سرا کے لوگ اس قصے سے آگاہ ہوچکے تھے سوچا سامنے دیکھکر کے انکو لے چلنا چاہیے اور وہان اس عورت کو مانگ لینا فی الحال چھپانے سے بدنامی ہو چرچا اس حال کا سلیمان عنبرین مو کو ضرور لگیگا پھر وہ بُری طرح پیش آئے گا بس ایسا کچھ سمجھکر ان دونون کو لے کر چاپاکر روانہ ہوا اس نازنین نے کہا مین کچھ مجرم تو ہون نہین جو کوتوالی چبوترے مین جاکر رہون تمام عمر لوگون کے طعنے سنون کہ یہ ایسی ہین جو تھانہ پر پکڑی گئی تھین اور دوسرے وہان کیسی بے کسی رہنے مین جوان جہان غیر مردون مین بھلا میرا ٹھکانا کہان ہان اگر خداوند کے پاس لے چلو تو کوئی عیب نہین کیونکہ اسکی زیارت کو سبھی آتے ہین وہ پیدا کرنے والا ہو اس سے شرم کیسی یہ کہکر اس بھٹیاری کا آنچل پکڑ کر کہا تو تماتو میری ماں کبھی کی ہو مجکو اسوقت اکیلا نہ چھوڑ نہین میری آبرو جاتی رہے گی بس بھٹیاری نے اسکو گلے لگالیا اور کہا بیٹا مین تیرے ساتھ ہون تو کیون گھبراتی ہو اس نے چپکے سے کہا مین اور بھی کچھ تجکو دونگی بھٹیاری ایک تو محبت دوسرے لالچ مین اگر ساتھ ہوئی کوتوال اور بھی ناچار ہوا اور انکو لے کر سید ھا در دولت پہ آیا وہان سنا کہ حضور اسوقت باغ مین ہین اور ہنگامہ سرود گرم ہو یہ وہان سے وہ باغ پہ آیا سبکو ٹھہرا کر اندر گیا سلیمان کو مجرا کیا خداوند کو سجدہ کر کے دست بستہ سارا ماجرا معرض بیان مین لایا اور کہا وہ دونون مع بھٹیاری کے حاضر ہین تو بختیارک نے پہلے کوتوال کو بنظر فراست دیکھ لیا اور پتے نشان تمام شہر کے پوچھکر کہا کہ تجکو اسوقت تیرے آنے سے شبہ گزرا کیونکہ معاملات ملکی دن کے دربار مین پیش کرنا چاہیے نہ کہ اسوقت کوتوال نے عرض کی کہ وہ عورت بہت صاحب عصمت ہو کوتوالی مین رہنا گوارا نہین کرتی ہو اور دیدار خداوند کی مشتاق ہو اور واقعی کمال درجہ خوبصورت ہو اور مین سرا مین یا کوتوالی مین انکا رہنا مناسب نہین سمجھا بس حاضر لایا ہون بختیارک نے حکم دیا کہ اچھا سامنے لاؤ دیکھین کیا کیفیت ہو اور افگر وغیرہ بیتیان کر رہے تھے عورت خوبصورت سنتے ہی بولے جلد لاؤ کوتوال نے انکو روبرو بلایا اس نازنین نے دوپٹہ ہٹا کر خداوند کے گرد پھرنا شروع کیا اور سجدہ کیا بلائین لین یہ تو اس کرشمہ مین مصروف ہوئی لیکن افگر وغیرہ نے جو اسکے چہرۂ زیبا پہ نظر کی دیکھا کہ ایک ماہ لقا حور آسا زینت دہ بزم خوبرویان سردار خوبان جہان راحت وہ جان عاشقان ہو جسکے ایک ایک تار مو کی قیمت مین ملک تاتا ختن

ارزان ہے کہ ابیات

| | |
|---|---|
| روے تابان تھا اسکا گلشن نور | صبح رخسار روکش رخ حور |
| موج دریاے نور تھی بینی | عکس انگشت حور تھی بینی |
| لب وہ مینی تھی کعبہ رو مین | شمع روشن تھی طاق ابرو مین |
| بانکی بانکی ادا غضب باتین | وہ اکڑ وہ تنی تنی گاتین |
| آنکھ مین سحر کی لگاوٹ ہی | بات مین قہر کی بناوٹ ہی |
| یون بندھی ہی دوپٹے کی گاتی | دل مین چبھتی ہی نوک چھاتی کی |

اخگر دیکھتے ہی فریفتہ ہوا اور بختیارک سے کہا اس کو مجھے خداوند سے دلوا دو بختیارک نے خداوند سے کہا کہ اخگر اس پر مائل ہوا ہے اس کو حوالے کرو لقا نے پہلے سزا دی جراس نازنین سے پوچھا پھر کوتوال کو رخصت کیا اور بڑھیا کو حکم دیا کہ چھوٹ کر قید کر کوتوال بڑھیا کو لے کر چلے اور اس نازک بدن کو لقا نے اپنے پاس بلایا کہ اے بندی قدرت میرے پاس آ چالاک بہ ناز و انداز گو نے کو ہل دیگر بہزاران غنج و دلال قریب جا کر بیٹھا خداوند نے پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ ہم نے تجھ کو اخگر کے ساتھ منسوب کیا کہ وہ ہمارا سپہ سالار قدرت ہے اس پری پیکر نے شرما کر نیچی نظر کر کے عرض کیا کہ حضور کو میرا اختیار ہے اس بھٹیاری کو کچھ انعام دلوا دیجیے میرا کہ اس کے پاس سے لے لیجیے لقا نے اخگر سے کہا اس کی فرمایش پوری کرو اس نے کئی ہزار روپے دے کر اکے لیا بھٹیاری دعائین دے کر چلی گئی جب پھر تو دور سرخ شروع ہوا از بسکہ بختیارک وہان موجود تھا یہ چالاک سمجھا کہ شراب آغشتہ بیہوشی یہ پینے نہ دے گا اور اس وقت تو اس نے نہین پہچانا ہے مگر حرکات و سکنات سے یہ شیطان ہے ضرور پہچانے گا خیر کہ اس تدبیر سے تم آئے ہو کہ خیال بھی تم پر عیار کا نہین گذرتا مگر پھر بھی اس کے شر سے بچنا اچھا ہی یہ تجویز کر کے بدن چرائے آنکھیں جھکائے دبکا ہوا بیٹھا ہی اور کنکھیون سے اخگر کو کبھی کبھی دیکھ لیتا ہے اور اسکا بھی یہ حال ہی بیت شرمین چتون بھری انکھیان خاک مین ہم کو ملا دینگی ٭ کیا یہ نگاہین نیچی نیچی اوپر اوپر جائینگی ٭ ہر چند کہ بیچین ہو رہا ہی مگر لجاتا ہے کہ خداوند سامنے ہین اسکو ہاتھ نہین لگاتا ہی اسوقت بختیارک اسکا میلان خاطر دیکھ کر گویا ہوا کہ بارہ دری مین جا کر آرام کر دمین اسکو بھی بھیجتا ہون اسنے کہا ملک جی یہ عورت ناکتخدا ہی اور یہان صدہا آدمیون کا مجمع ہی ایسا نہ ہو کہ خداوند اس حرکت بیجا سے ناراض ہون سلیمان نے کہا یہ ہی کہتے ہو یہ کون موقع ہے کہ ہزارون آدمیون کے سر پر غل و ہنگامہ مچا ہوا اور پھر اسی کو اپنی جورو بنایا اب تم کو ل جگی ہی جلدی کیا ہی صبح قریب ہے اپنے خیمے مین لے جانا جو چاہنا کرنا اخگر چپ ہو رہا از بسکہ رات اتنے جھگڑے مین بالکل کم رہی تھی دم بھر مین وہ وقت آیا کہ عروس زرین لباس

مہر جہانتاب خاور سے نکلکر بقصد زینت و آرائش آغوش فلک مین آئی اور شاہد صبیح رخسار سحر نے صورت نورانی مشتاقان دہر کو دکھائی ۔ نظم

| | |
|---|---|
| سب کی آنکھون مین وہ شب عشرت | کٹ گئی صورت شب وصلت |
| ہوئی محمل نشین جو پہلے شب | چمکا قیس صباح کا کوکب |

رات کو لقا بخیال اسکے کہ عیار اخگر کو آکر قتل کرین باغ مین مصروف عشرت رہا تھا اور صبح ہوتے ہی سوار ہو کر معہ سردارون کے داخل لشکر ہوا اور اخگر نے بھی محافہ مین معشوقہ کو سوار کرکے اپنے خیمے مین لا اتارا اور بختیارک نے آکر اسکے خدمتگار رمازین وغیرہ کو حکم دیا کہ خبردار تم اندر خیمہ مین نہ جانا ایسا نہ ہو کہ تم مین کوئی عیار ملکر چلا جائے تو پھر غضب کا سامنا ہو دور خیمہ سے پہرا چوکی مقرر کر دیا اور آپ سوفار کے خیمے مین آکر بیٹھا یہان سے بھی نوکرون کو نکالدیا اور اسکی حفاظت کے لیے خود ٹھہرا غرضکہ اس نے تو ایسا بندوبست کیا کہ دائمی ساحرون تک پہونچنا ہر کس کا دشوار ہو گیا مگر اخگر نشے مین سرشار ہوتے ہی اس ماہ پیکر سے لپٹنے لگا ہاتھ پکڑ کر پلنگ پر لانا چاہا کہ شرمائے اس گلبدن نے کہا ٹھہرو تو یہ کہکر پھر اسکا لا گلوری کھائی اخگر سمجھا کہ یہ اگرچہ زیور وغیرہ پہنے ہے مگر لہرہ دیہات کی نشانی ضرور ہے فاصلن کا تو نام بھی نہ جانتی ہوگی الھڑ ہی ہے خوب نبھے گی یہ سوچکر بولا جانی ہمکو گلوری نہ دی اس ماہوش نے کچی پان مین جواب دیا کہ جانی کسکا نام ہے یہ خوب ہنسا اور کہا کہ قدر غضب معشوق بیرونی کی بچی زبان سب یہ کہتے ہین سحر اسکی زبان پر مجبور ہو پھر اس سے کہا ایک بیڑا ہمکو بھی دو اسنے انگوٹھا رکھ دیا اور اسکا منہ چڑھا کر مسکرا دیا یہ اس ادا سے دفعتہً بیکل ہو گیا اور لیکر لہرہ جبین کی پان یکبار کھا گیا ادھر پیک حلق کے نیچے اتری ادھر بیہوشی اثر پذیر ہوئی بیہوش ہو کر گرا وہان تنہائی تو تھی ہی چالاک نے فوراً سر کاٹ ڈالا غل و شور ہوا دار و گیر کی صدا بلند ہوئی چالاک نکل کر بھاگا اور ہنگامہ سنکر بختیارک نے کہا اے سوفار وہ مارا الجلا حکم ہے کہ اکو گالی دے اور جیتا رہے سوفار بولا کہ چالاک تو قید ہے یہ کیسے آیا یہ کیا ہوا کہ وہ سرہنگ قید ہے اسنے کہا تو اخگر کے عوض اس کو اسیوقت قتل کر اسنے یہ سنکر پکارا کوئی ہے اتفاق سے عیاران اسلام تو اسی فکر مین رہتے ہین سمک یہ خدمتگار بنا کھڑا تھا بولا کہ حاضر اور جلدی سامنے آیا اسنے کہا ہم یہان سے سحر پڑھتے ہین کہ سرہنگ پر سے سحر کی قید دفعہ ہو جائیگی تم اسکو لا کر قتل کرو اور رقعہ داروغہ مجلس کے نام لکھدیا سمک لیکر گیا اور سرہنگ کو چھڑا کر لایا جب سامنے خیمہ کے پہونچا پکار کر کہا اے سوفار منم سمک لیے جاتا ہون سرہنگ کو یہ کہکر دونون بھاگے ساحر فوج کے تو عیارون سے خوفناک رہتے ہین کوئی نہ دوڑا یہ نکل گئے ادھر چالاک بھاگ کر چلا گیا مگر حال سنیے کہ ابو الفتح کو جو کوتوال لیکر قید کرنے چلا راہ مین اسنے کہا بیٹا مین بڑھیا قید کی تکلیف مین مرجاؤنگی میرے پاس بہت سا مال ہے لے لو اور مجھے چھوڑ دو یہ کہکر پوٹلی نکالکر جواہر کی دکھائی کوتوال کو لالچ آئی سمجھا کہ کون پوچھتا ہے چھوڑ بھی دے اگر کوئی

پوچھے کہ دیتا کہ بڑھیا تھی مرگئی پس یہ سمجھ کر اس نے وہ جواہر لے لیا اور بڑھیا کو چھوڑ دیا
بڑھیا نے بلائین لین اور کہا واری الگ آؤ تو ایک چیز اور عمدہ دون وہ پیادہ دن کو
چھوڑ کر تنہائی مین آیا اس نے وہان آکر پھر واری کہکر اسکی بلائین لیکر بات کرنا شروع کی مگر ہاتھ مین بیہوشی
بھری تھی کوتوال صاحب ہاتھ مین لیتے ہی بیہوش ہوگئے لنشی الفور سر اسکا کاٹ ڈالا اور پوٹلی جواہر کی
لیکر بھاگا پیادے جب عرصہ ہوا تو آئے لاش اسکی پائی اٹھا کر کوتوالی مین لائے صبح ہو چکی تھی اور
لقا وغیرہ لشکر مین جا چکے تھے لاش لے کر یہ بھی لشکر مین آئے اور فریاد کرنے لگے ادھر اخگر کے مرنے
سے شور وغل برپا تھا لقا رات بھر کا جاگا ہوا سوگیا تھا شور وغل سنکر جاگا اور حال دریافت کرکے
پھر سونا چاہا فرط رنج سے نیند نہ آئی دربار مین آکر تخت پر بیٹھا سوفار وغیرہ سب سردار حاضر ہوے
عیارونکا ذکر ہونے لگا سوفار نے کہا طبل جنگ بجوایئے مین عوض اخگر کا لون بختیارک نے کہا
مقابلہ کرنے مین سامنا امیر کا ہوگا وہ مالک باطل السحر ہین سوا بھاگنے کے نہ بن پڑیگا سوفار یہ سنکر چپ
ہو رہا اور دلمین نیت کی کہ آج اسم اعظم لوح سینہ حمزہ پرست محکوک کرنا چاہیے اسی فکر مین تھا کہ ناگاہ
فلک کی طرف سے بجلی چمکی اور رعد گرجا بعد لمحے کے ایک ساحر بد سیر کریہ منظر کہ **بیت** دو چشم از پئے او دو چشمہ
خون بزہ دو دانش جہان تیرہ گون سامنے آیا لقا کو سجدہ کرکے مستفسر ہوا کہ بھائی میرا کہان ہے بختیارک
یہ سنکر رونے لگا اور کہا وہ خداوند باختر کی بہشت مین سیر کرنے گئے ہین اسوقت وہ ساحر بھی رو دیا اور کہا
تو سہی میرا نام مہنت جادو ہے کل ہی سب مسلمانونکو گرفتار نہ کرون بختیارک نے دل سے کہا آئی قضا
اس حرامزادے کی مگر بظاہر نہایت اعزاز سے اسکو بٹھایا اور بہت کچھ سمجھایا پھر لاشہ اخگر کا اٹھایا اسی ہنگامہ
مین وہ دن تمام ہوا یہانتک کہ گورستان فلک پر بنات النعش دکھائی دی اور شام سیاہ پوش ہوئی **نظم**

چو آمد شب و روز شد در نہان — سیاہی گرفتہ سراسر جہان
یکی لشکر آراستہ چون عروس — بہ شیران جنگی و آوائے کوس

تیاری حرب لشکر ساحران مین ہوئی صدائے کوس و دہل نے فلک کا قلب ہول سے خالی کیا ہرکارے
خدمت امیر مین حاضر ہوکر بعد دعا و ثنا کے عرض پیرا ہوئے کہ بقول **مؤلف ابیات**

شاہ گردون سریر ملک پناہ — حکم تیرا ہو ماہی سے تا ماہ
ساحر آیا ہے ایک بدصورت — نحس دشت ضلال و بدخصلت
بھائی اخگر کا ہے وہ مایہ درد — ہے برادر شغال کا سگ زرد
نام اس کا مہنت جادو ہے — طالب حرب وہ سیہ رو ہے
جو سنا تھا وہ عرض کردیا آج — رہے قایم یہ تیرا تخت و تاج

شاہ لشکر اسلام نے یہ خبر سنکر نقارہ بجوایا پھر تو ادھر بھی یہ ہنگامہ برپا ہوا کہ بموجب **ابیات**

پراگندہ دشمن جہان تیرہ گشت · طلایہ پراگند برگرد دشت
خروشے برآمد ز پیش سپاہ · کہ اے نامداران گردون پناہ
میان بستہ دارید و بیدار بید · ہمہ در پناہ جہاندار بید
بہ بندید یکسر میان سیلے · اگر زد با خنجر کا بیلے

رات بھر اسی غلغلہ مین بسر ہوئی جسوقت کہ رایت نصرت آیت سحر نشان نور افشان الہی و ہرداد رنجہ خورشید امید تابندگی بر سر لواے فلک نظر پڑا کہ **نظم**

دگر روز چون بردمید آفتاب · بہ مردان کین اندر آمد شتاب
سپاہی نشستند بر پشت زین · سر پر زکین ابروان پر زچین
سپاہ اندر آمد بہ پیش سپاہ · شد از گرد ہامون چو کوہ سیاہ

امیر سے سعد کے پاس مین جالاک نے جا کر روانگی لشکر کا حال عرض کیا اسوقت آپ بھی مسلح ہو کر در دولت پر آئے تمام سردار یہان یکے بعد دیگرے آکر جمع ہوے ناگاہ شاہ شاہان چراغ لشکر اسلامیان سرتاج خسروان جہان مصباح شبستان کیہان سعد بن قباد بن صاحبقران برآمد ہوئے ہر ایک نے مجرا کیا چتر حشمت کو گھیر کر سمت میدان چلے نقار و نکا بجنا روشنی کا جھلملانا نسیم سحر کا فرط خوف و رعب لشکر سے دبے پاؤن چلنا نقیبون کا منقبت پڑھنا لشکر کا بگر چلنا جوانون کا اکڑنا عجب لطف دکھاتا تھا سپاہ تازی نژاد کا طرارے بھرنا غزال فلک کی چوکڑی بھلاتا تھا مختصر یہ کہ وارد دشت مصاف ہو کر میدان کو صاف کرایا لشکر دونون طرف پرا جمایا نقیب آگے آگے بڑھے لشکر مین کڑکا ہوا نشان کے پھریرے کھلے مہنت الکفر اژدر کو ابتدا کر بیچ میدان مین آیا اور سحر کی نیرنگی دکھا کر اپنی زبردستی کا طالب ہمنبرد ہوا اسطرف سے مالا گرد فرنگی اپنے استر بالا کبود کو اڑا کر روبرو گیا اس نے اُس کے مقابل ہوتے ہی کچھ افسون سحر پڑھ کر مارا سے کہ دست و پا اسکے کرخت ہوگئے اس نے کمر مین پنجہ دیکر زور کیا اور تاش زین سے اٹھا کر بروے زمین پٹکا عیاران لقا آئے اور باندھ کے لے گئے پھر اُس نے للکارا ادھر سے آلا گرد فرنگی بھائی مالا گرد کا مقابل ہوا اسنے بھی وہی رنگ بد دیکھا پھر اس نے نسیب دی کی ارزال فرنگی نے گھوڑے کی باگ لی جب سامنا کیا وہی سانحہ اس پر بھی گذرا پھر اُس نے ڈانٹا نہنگ بچہ دریائی فرنگی اسکا ہمت دہ و مددگار ہوا مگر اُس کا نصیب بھی نہ یاور ہوا اسی طرح جو سردار رنگ فرنگ سامنے گیا اس نے افسون پڑھ کر مارا سے کہ ہاتھ پاؤن بے طاقت ہوے باندھ لیے گئے کہانتک بیان کرون تا شام یہی ہنگامہ گرم رہا نہ ادھر سے صلح کا پیام نہ ادھر سے کوئی مائل رزم ہوا جب پردہ شب تیرہ فام میدان آفاق مین برپا ہوا اور شہنشاہ گردون سریر بارگاہ مغرب مین گیا **نظم**

چو خورشید شد از جہان ناپدید — شب تیرہ بر روز دامان کشید
ہوا نیلگون شد زمین آبنوس — بجنبید ہامون ز آواے کوس

طبل آسایش لشکروں میں بجا سب پھر کر خیمہ گاہ میں آئے اور آسودہ ہوے لقانے حکم دیا کہ ہمارے بندۂ قدرت یعنی حشمت کی دعوت کا سامان کیا جاوے اُسنے عرض کیا کہ خداوند میں محفل عشرت میں جب بچھون گا اور دعوت آپ کی کھاؤنگا کہ جب کل مسلمانوں کو مار لون گا یہ کہکر اپنی بارگاہ میں آیا سوفار کو بھی بلا یا دونوں اسم اعظم چھپاکر بند کرنے کی صلاح کرنے لگے شراب و کباب سب پاس رکھ لیا عیاروں کے خوف سے خدمتگاروں کو بھی باہر نکال دیا تھا اپنے ہاتھ سا سا کام انجام کرتے تھے اور سحر پڑھتے تھے لشکر میں گھما گھم ہو رہی تھی لقا اپنی بارگاہ میں ناچ دیکھتا تھا یہان تو سب مصروف عشرت ہیں لیکن امیر کے یہان چند سید اندازی میں بہت سردار قید ہیں اس وجہ سے سناٹا ہے غرضکہ عیار آج پھر فکر میں ساحر و نکی چلے ان میں سے چالاک بشکل ساحر پھرتا ہوا آیا دیکھا ایک خیمہ کے قریب پہرا چوکی اور کمال ہوشیاری ہے اسنے اسی طرف جانے کا قصد کیا جب اندر جانے لگا ساحروں نے روکا کہ تم کون ہو اور کہان جاتے ہو اسنے کہا ہم ملازم سوفار ہین انھون نے کہا اندر جانے کی ممانعت ہے کچھ مشورہ ہو رہا ہے چالاک یہ سنکر چلا گیا اور تنہائی میں جاکر پریزاد کی طرح اپنی صورت بنائی یعنی چہرہ ایسا تابناک بنایا کہ ماہ و خور کو بھی اس کے فروغ سے ہنگام دید خیرگی ہو زلف مشک فام کے روبرو شب دیجور کو تیرگی ہو دہن تنگ کے مقابل غنچۂ گلستان ارم کھسیانہ ہو کر ہنسے اور لیسو رکر رہ جائے زبان سوسن دہ زبان لال ہو کچھ بات نہ بن آئے چشم فتان کے سامنے نرگس شہلا شرمندہ ہو کر آنکھ چرائے نظم

دو برگ گل شن سوسن می سرشت — دو شمشاد عنبر فروش بہشت
بناگوش تابندہ خورشید وار — فرو ہشتہ شد حلقۂ گوشوار
لبان از طبرزد زبان از شکر — دہانش مکلل بہ در و گہر
زدانش خرد بود و تن جان پاک — تو گفتی کہ بہرہ ندارد ز خاک

شانوں پر جواہر کے پر لگائے زیور مرصع کار سے قامت قیامت زا کو مزین فرمایا تھال سونے کا میوے اور مٹھائی سے بھرا ہاتھ میں لے کر پشت خیمہ پر آیا اور جب خیمہ چالیس قدم باقی رہا اس طرح سبک ہو کر جست کی کہ خیمہ کو فترا کر بیچ میں اترا خیمے کے سوفار و حشمت نے آواز چھما کے کو سنکر جو دیکھا تو ایک پریزاد حور نژاد کو آسمان سے اتر کر زمین پر استادہ پایا محو جمال ہو کر کھڑے ہو گئے پری ایک خط ہاتھ پر رکھکر آگے آئی انھون نے اسپر مہر شاہجادوان کی پائی نامہ ہاتھ سے اُٹھا لیا اور لفافہ چاک کرکے پڑھنے لگے پری اپنی نگاہ خط کی طرف دیکھکر جلو خانے خیمے میں چلی گئی انھون نے نامہ میں یہ

معشوق دیکھا کہ ہم نے اس پری کے ہاتھ مٹھائی نذر سامری کی اور میوہ کہ خاص مسند پر سامری
کے چڑھایا گیا تھا بھیجا ہے تاثیر اسکی یہ ہے کہ جو کوئی کھائیگا کوئی حربہ اور جادو سحر اسپر کسی کا تاثیر نہ کریگا
اور حمزہ کا اسم اعظم بھی اثر پذیر نہ ہوگا یہ حال تانبے سے دریافت کرکے جو سر اٹھایا اس پری کو نہ
پایا سمجھے کہ وہ پری تھی ہی اب غائب ہوگئی ہے اگر پکارینگے تو آئیگی یہ سوچکر گویا ہوئے کہ اے
پریزاد طلسم نسا سامنے آ و عطیہ شاہ جادوان عنایت کر و چالاک یہ صدا سنکر حلوہ خانے سے اس
سبکی کے ساتھ اڑا کہ کوئی دس گز زمین سے اونچے ہوکر پردے کی قنات سے پھاند کر چبوترے پر آکر اترا
اور تھال لاکر سامنے انکے رکھدیا وہ بہت خوش ہوئے اور ڈنڈوت کرکے مٹھائی کھائی لمحہ بھر
مین بیہوشی چھائی چالاک نے خنجر سے ہمنت کا سر کاٹ ڈالا العیاذ باللہ شور محشر برپا ہوا صدا ملسے
مہیب آنے لگین باہر جو لوگ پہرے پر تھے وہ ڈر کر خوف سے بارگاہ خداوندی کی طرف بھاگے اور
بختیارک نے لقا سے پہلے پوچھا تھا کہ سوفار کہاں ہین اس نے کہا تھا کہ ہمنت کے پاس ہین
اسوقت غل سنکر اسنے کہا ہائے دونوں مارے گئے اور اٹھکر بارگاہ ہمنت کی طرف دوڑا یہان
سوفار پر چالاک نے خنجر مارا خنجر چار انگل اونچا ہوگیا پھر اسنے حملہ کیا ایک بالشت پھر خنجر اونچا
ہوا اسنے پتھر مارا پتھر الگ گرا پھر اسنے اور تدبیر قتل کی چاہی تھی کہ بختیارک آپہنچا چالاک
بجوش ہیبت کے بھاگا سامنے بسبب خوف کے اسکے پیچھے نہ دوڑے یہ صحیح سلامت نکلگیا اور بختیارک
نے سوفار کو ہوشیار کیا اور سب حال کہا اسنے ہوشیار ہوتے ہی سحر پڑھا کہ جو سردار ہمنت
نے قید کیے تھے وہ چھوٹ گئے تھے وہ مسحور پھر ہوگئے اور اسی طرح پیکان نے جو سردار قید کیے تھے وہ بھی
سوفار کی قید مین آئے مین جب یہ ہنگامہ فرو ہوا ہون غرضکہ بعد مسحور کرنے سرداروں کے اسنے بہت کچھ
لاف و گزاف کیا کہ ملک جی دیکھو تو مین کیا کرتا ہون یہ کہکر لاش ہمنت کی اسکی فوج کے سپرد کرکے
حکم دیا کہ اسکو پاس ملکہ نازک چشم جادو کے لیجاؤ پھر ایک تعزیت نامہ بھی اپنی طرف سے لکھکر
حوالے کیا فوج اسکی لاش اٹھا کر نالان و گریان روانہ ہوئی اور یہ فکر اسم اعظم کے بند کرنے کی کرنے لگا
ادھر چالاک نے جاکر امیر سے سارا ماجرا بیان کیا امیر نے اسکو خلعت دیا پھر مصروف عیش و
عشرت ہوئے اب دونوں لشکروں کو اس حال مین چھوڑکر تذکرہ شمہ حال شہریار کشور عیاری
و تاجدار اقلیم مکاری یعنی عمرو ابن امیہ ضمری بیان کرتا ہے

**نظم**

ساقی جو ترا اشارا پاؤن — سر آنکھون سے سیکڑے مین اڑاؤن
پھر شیش محل کی سمت جاؤن — پھر لال پری کو آگے تاکون
غافل ہو ذرا ابھی تجھکو پاؤن — لے دختر رز کو بھاگ جاؤن
ساقی یہ سب تو دل لگی ہے — سن لے وہ جو فکر دھن لگی ہے

یعنی جام جہان نما دے — نیرنگ طلسم پھر دکھا دے
ہے ساغر مے بصورت ماہ — اور رات مین ہو آفتاب کو راہ
یہ ہوئے قران مہر و مہ جب — کوکب سے تون بشکل کوکب
ساقی مے آفتابی پا کے — پہونچون کوہ اسد پہ جا کے
پاؤن جو شراب آفتابی — ہون شیر طلسم پہ سواری
بس جاہ یہ بادہ خواری تا کے — افسر نہ سمجھ کہ دیر ہوئی ہے

سیاحان دشت سخن و رہ نوردان جادہ بیان لمن یارے کمیت قلم سے راہ طلسم یون طے فرماتے ہین اور منزل در منزل اس طرح جاتے ہین کہ جب اختر برج دغا ماہ آسمان شرم و حیا حسن گنجور یعنی ملکہ مخمور ہمراہ گوہر شاہوار بحر فطرت عمرو بامروت دریائے مروارید کو طے کرکے روانہ ہوئی تو بعد چند روز قریب ایک پہاڑ کے پہونچی اس کوہ کی صورت ہمہ تن از سر تا دم شیر کی ایسی تھی چہار طرف شیر ہی کی شکل نظر آتی تھی گویا فرہاد روزگار نے ہر پتھر کو بصورت شیر تراشا تھا اسد چرخ بھی اسکو دیکھکر خوف کھاتا تھا جنگلی شیر دم دبا کر بھاگ جاتا تھا کلب کہسار کی مجال نہین جو اس جگہ آسکے اس فلک پیر کی طاقت نہین جو روباہ بازی دکھا سکے ثور فلک ہمیشہ اسکے خوف سے لرزان رہا ہے اسکی فوج گردون ترسان و ہراسان تجانہ روزگار مین پیر فلک نے سنگدلی دکھائی تھی کہ ہر پتھر کی صورت عراقی اور ڈراونی بنائی تھی ساکنان دنیا کو ایک لقمہ ہی کرنے کی تدبیر پیدا کی تھی اس لیے پتھر کی صورت شیر کی پیدا کی تھی خورشید اس کوہ سے سو بچا کر نکلتا تھا ڈرتا ہوا چلتا تھا نظم

سر اندر ثریا کشیدہ کوہ دید — کہ گفتی ستارہ بخواہد رشید
ہمین ز آسمان کرگس اندر کشد — ز دریا نہنگ دژم بر کشد

عمرو نے مخمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہول خیز ہے کہ کوہ سیاہ سے بھی زیادہ وحشت انگیز ہے مخمور نے کہا اس کوہ کو کوہ اسد کہتے ہین شیران ثریا ن اسپر رہتے ہین یہ کہکر ایسا سحر پڑھکر دانہ آتش کا عمرو پر مارا کہ یہ بیہوش ہوگیا مخمور نے اٹھاکر ایک غار مین ڈال دیا اور دہن غار پوشیدہ کر دیا اے پھر دو ببر تیجر کے غار پہ بٹھا دیے اور ان سے بتاکید کہدیا کہ خبردار حفاظت کرنا کوئی خواجہ کو نہ بچانے پائے یہ کہکر آپ بے خوف و خطر پہاڑ کی گھاٹیان طے کرگئی دو منزلہ کوہ پہ پہونچی اسکے پہونچتے ہی ایک ببر غران زمین سے نکلا اور گویا ہوا کہ آپ کون ہین جو یہان آئین اور دل مین کچھ خوف نہ لائین اس نے جواب دیا کہ ہماری خبر جاکر اپنے مالک سے کرو اور ہمین انکے پاس لے چلو کہنا ملکہ مخمور ناظمہ طلسم آئی ہین آپ کی ملاقات چاہتی ہین وہ شیر یہ سنکر روانہ ہوا اور اسی کوہ پہ ایک مکان بنا ہے ببر جادو اسمین رہتا ہے وہ شیر وہان آیا اور پیام گذار ہوا ببر نے کہا ارے کمبخت اس ملکہ کو وہ کا کیون حوصلہ

بتعظیم تمام بلا ارادہ بہر خدمت مخمور مین آیا پنجے جوڑکر باادب تمام زرگویا ہوا کہ چلیے آپکو بلایا ہی مخمور اسکے ہمراہ
چلی اور اندر ایک مکان کے گئی سقف و مکان اسکے مطلا تھے مسقف اسکا چوبی ذہبی کا تھا دیوار و در جگہ جگہ
تھے لیکن ہر جگہ پر تصویرین شیر کی بنی تھین اور پتھر کی چوکیان شیر دہان صحن مین بچھی تھین شیر کی کھال کا
فرش سب مکان مین کیا تھا ایک چوکی پر ساحر شیر صورت بیٹھا تھا اور ایک شیر پاس اُس کے
کھڑا تھا یہ جو کھڑا تھا یہ بیابان آتش فشان جو کوہ اسد کے قریب ہی اُسکا مالک ہی اور یہ جو بیٹھا ہی
یہ اس پہاڑ کی حفاظت کرتا ہی مخمور نے وہان پہونچکر ہاتھ اُٹھایا دونون شیر پیکر بھی اپنی جگہ سے
اُٹھے اور اس سے ہاتھ ملایا اور کہا آپ نے کرم فرمایا تشریف رکھیے اور ہمین سرفراز کیجیے اور
مخمور نے کہا بیٹھنے کی فرصت کہان اس طرف عمرو تو نہین آیا مین بحکم شاہ اسکے تعاقب مین روان ہون اور وہ
گریزان ہی اس ساحر نے کہا اس طرف کوئی نہین آیا اگر آتا فی الفور قید ہوجاتا مخمور نے جواب دیا کہ میرے
سامنے وہ اس پہاڑ تک قریب آکر غائب ہوا ہی ازبسکہ یہ جگہ تمھاری ہی مین اسکو تنہا ڈھونڈھ نہین سکتی
شاید تمکو کوئی شیر پہچانے اور درپے آزار ہو اس سے آپ کا میرے ساتھ چلنا اچھا ہی ببر جادو نے
کہا مین حاضر ہون جہان کہیے مین سر آنکھون سے چلون یہ کہکر اٹھا اور ہاتھ پکڑ کر چلا اس طرف سے تو
یہ روانہ ہوا اور ادھر بلاے جادو جسکو بادشاہ طلسم نے منع کیا تھا کہ اب نجاؤ اور اس نے نہ مانا
تھا دوبارہ بہر گرفتاری عمرو چلا تھا ڈھونڈھتا ہوا اسی جگہ پہونچا جہان غار مین عمرو کو مخمور نے ڈال دیا
ہی الغرض اس نے دیکھا کہ ایک غار پر دو پتلے بیٹھے ہین سمجھا کہ یہان کچھ بھید ہی جب تو یہ حفاظت
کرتے ہین یہ سمجھکر اسنے سحر پڑھکر ان پتلون پر پھونکا کہ وہ جل گئے یہ غار مین اُترا عمرو کو بیہوش پڑے دیکھا
شکر سامری بجالایا اور کمر مین بقچہ دبکر غار کے باہر آیا چاہا کہ سر کاٹ کرلے جائے پھر سوچا کہ ایسا نہ ہو کہ
افراسیاب اس حرکت پر ناراض ہوجائے بس یونہین چاہتا تھا کہ لے جائے اسوقت مخمور و ببر وہان
پہونچے اور مخمور نے یہ ماجرا دیکھکر کہا اے ببر دیکھو وہ عمرو کو ایک ساحر پکڑے لیے جاتا ہی افسوس کہ تمھاری
عملداری سے غیر شخص پکڑ لے جائے اور تم سے کچھ نہ ہوسکے اب یہ شاہ جادوان کے پاس جاکر کیسی تعلی
کریگا اور شیخی اُڑیگا جس کی حد نہین اور ہم کو ذرا اس امر مین کہ نہین مین کمبخت ناحق تمھارے پاس
آگئی تھی اگر یہین ڈھونڈھتی تو اچھی رہتی اب مجکو بھی ذلت ہوگی شاہ کے روبرو چشمون مین ندامت ہوگی
اس نے ببر کو ایسا گرمایا کہ اسکو غصہ آیا اور للکارا کہ او پاجی او خیرہ سر تو کہان اسکو لیے چلا اور میری جگہ
مین کس لیے قدم تو نے دھرا بلاے جادو نے اُسکے ڈانٹنے سے رک کر جو دیکھا تو مخمور کو ببر کے ساتھ
پایا پکارا کہ اے ببر جادو اس کے فقرے مین نہ آنا عمرو کی دوستی اور شہنشاہ سے اس نے بغاوت
کی ہی مخمور نے کہا اے ببر اسکی جلسازی ہی چاہتا ہی کہ مجکو متہم کرکے تم سے لڑوادے اور آپ نکلجائے
اچھا تم اس سے کہو کہ عمرو کو مجکو دے مین عمرو و مخمور دونون کو پاس شہنشاہ کے لیجاؤنگا بس اگر یہ دیدے

تو تم جاننا کہ یہ سچ ہے تجکو بھی پکڑ لینا اور اگر نہ دے تو میرے قول کو صحیح جانکر اسکو جانے نہ دینا ببر کو اسکا
کہنا پسند آیا پکارا کہ اچھا تو عمرو کو میرے حوالے کر اور اپنی راہ لے میں ان دونوں کو شہنشاہ کے پاس
لے جاؤنگا بلاسے جادو نے جواب دیا کہ تجکو خبط ہو گیا ہے میں نے اسکے لیے خاک چھانی تجکو کیوں دوں
میں کیا کمزور ہوں ببر کو اس کلمہ پر غصہ آیا اور مخمور نے پھر تہیا دلایا کہ کیوں میں نہ کہتی تھی کہ یہ کبھی نہ دے گا
فقرہ کرتا ہے ببر نے کہا تم دیکھو میں ابھی چھینے لیتا ہوں یہ کہکر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا کہ وہ شق ہو گیا اور
زمین سے وہی ببر جو جبکی پاس پہاڑ کے اوپر کھڑا تھا نکلا اور غرا کر بیکا بلاسے جادو نے اسکو آتے
دیکھکر ایک بیضہ بیہوشی کا مارا جہاں وہ بیضہ آکر گرا اسی جگہ وہ شیر رک رہا پھر آگے نہ بڑھا ببر جادو
نے جب یہ ماجرا دیکھا فوراً زمین میں سما گیا اور بعد لمحہ بھر کے ایک ڈبیہ لیے ہوے نکلا اور اپنی زبردستی
جتانے کو وہ ڈبیا مخمور کے حوالے کی یہ اسلیے کہ یعنی میں ایسا ہوں کہ الگ کھڑا رہا اور غیر کے ہاتھ سے
حریف کو قتل کر ڈالا الغرض اس ڈبیہ کو دے کر کہا کہ اے مخمور اسمیں سیندور ہے طلسم کا اس سیندور کا یک
ٹیکا اس شیر کے ماتھے پر دیدہ اور حکم دو کہ بلاسے جادو کو مار ڈال مخمور نے ڈبیہ کھولکر ٹیکا ببر کی پیشانی
پر دیا اور کہا کیا کھڑا دیکھتا ہے مار اسکو ببر نے جاکر طمانچہ مارا کہ بلاسے جادو گرا ہر چند اس نے جادو کیا
کچھ نہ ہوا ببر نے پیٹ پھاڑ ڈالا غل و شور اسکے مرنیکا برپا ہوا پھر لاش اسکی اٹھا کر سمت شاہ طلسم
لے چلے یعنی بگولے لاش کو اڑاتے ہوے لیے جاتے تھے جب لاش جا چکی مخمور نے سحر پڑھکر پھونکا کہ
عمرو ہوشیار ہوا اور اٹھکر چاہتا تھا کہ مخمور سے حال پوچھے مگر ببر نے ایک دانہ مائل کا سحر پڑھکر مارا کہ
زمین پر گر کر پھر لوٹنے لگا مخمور نے کہا اے ببر تم نے اسیر سحر کیوں کیا میں اتنی دور سے مشتاق اسکی آئی
ہوں اسکو میں لے جاؤنگی اس نے جواب دیا کہ اس کارہ میں تیرا فریب سمجھا بلاسے جادو
سچ کہتا تھا کہ تو شہنشاہ سے پھری ہے خیر میرے ہاتھ سے کہاں جائیگی تجکو بھی مارے لیتا ہوں ورنہ اس
دزد مفتری کا بھی سر کاٹونگا مخمور نے سارا جھگڑا اس لیے کیا تھا کہ کسی طرح ڈبیہ سیندور کی ملے جسکی
وجہ سے بیابان آتشیں میں راستہ پاے پس وہ ڈبیہ اسکو مل چکی تھی اب ببر کب دبتی تھی پکاری کہ ببر تیرے
کیوں تیری قضا آئی ہے سنبھل ببر جادو نے بھی جھوٹے پر ہاتھ ڈالا مخمور نے ڈبیہ سے سیندور لے کر
دوسرا ٹیکا ماتھے پر اسی شیر کے دیکر حکم کیا کہ دے اسکو پھر تو بموجب شل کر کہ کیا فت ہمدوں آتش دو کاسہ اس شیر
نے انگڑائی لی اور غرا کر چلا ببر جادو نے ہر چند رد کا صد ہا طور کا سحر پڑھا مگر اسکے ماتھے پر سیندور طلسم کا لگا
تھا تاثیر اس کی یہ ہے کہ جسکا ماتھے پہ دے مالک بیابان اسی کا کہنا کرے بس جلتے ہی ایسا طمانچہ ببر جادو
کے شیر نے دیا کہ وہ گر کر سرد ہوا العیاذ باللہ شور اسکے مرنیکا ایسا بلند ہوا کہ کوہ و دشت میں زلزلہ پڑ گیا
جو جو اسکی سحر کی بنائی ہوئی علامت اس پہاڑ پر تھی سب غائب ہو گئی اور پہاڑ پر آگ لگی وہ مکان جل گیا
مگر ببر کوہ کہ بانیان طلسم نے بنایا ہے باقی رہا غرضکہ بگولے اڑ کر سمت شاہ طلسم لے چلے اب حال سنیے کہ اس

بس سر کوہ کے آگے ایک بیابان ہو کہ نام اسکا بیابان آتش فشان ہو یہ شیر اسکا نگہبان ہو جسکے پاس سیندور ہو اسکا بانیان طلسم نے اسکو مطیع کر دیا ہو یہ مالک سیندور کو بیابان مین لے جاتا ہو جب سرحد بیابان پر پہونچتا ہو اُسکے آگے عملداری گیسوی کاکل کشا نام ایک ساحرہ کی ہو تب شیر کے سرحد پر آنے کی خبر رکھتی ہو جب یہ وہان پہونچتا ہو وہ کنیز کو بھیجکر پھیری کراتی ہو ذکر اسکا آگے بیان ہوگا اسوقت مخمور نے کہا نسے اس در کے متوقف تھی میسر اُسکا ماتھے پر اس شیر کے دیا اور حکم کیا کہ ہم کو بیابان آتش سے نکال لے چل شیر فوراً سامنے آیا اور گویا ہوا کہ میری پیٹھ پر سوار ہو جیسے جدھر جی چاہے چلیے مخمور معہ عمرو کے سوار ہوئی اور شیر نے آگے کی راہ لی اسد کوہ کے درہ مین داخل ہوا اور دو روز تک چار پہر رات دن چلا گیا درے مین بڑے بڑے غار تھے اژدر منھ کھولے ہر جگہ بیٹھے تھے عجب تنگ تاریک مقام تھا ہول خیز وحشت آگین تمام تھا خدا خدا کرکے وہ درہ تمام ہوا تیسرے روز جب درہ فاد سے خورشید انور نے سر بدر کیا یہ سیاران منازل پُرخطر دشت طلسم بھی درے سے باہر ہوے لیکن اس دوسرے پر آفت مین نکلکر دوسری مصیبت مین پھنسے یعنی بیابان آتش فشان مین پہونچے از زمین تا چرخ بریں سواے آگ کے اور کچھ نظر نہ آیا صحرا کو کرہ نار پایا جو غار تھا وہ کرۂ آہنگر تھا ہر جگہ انبار اخگر تھا شرارے بلند تھے گویا آگ کے درخت آگے تھے زمین سے فلک تک آگ بھری تھی آتشکدۂ نمرود دوزخ دشت کی کیا حقیقت تھی جو یہان گرمی تھی چنگاریان اُڑکر ہوا سے آگ گرتی تھی یا تارے ٹوٹتے تھے شیاطین کے یہان آتے جی چھوٹتے تھے سراسر جہنم وہ زمین تھی دوزخ ہاویہ سے بڑھکر کہین تھی لپٹ اس آتش کی شعلۂ عقل دانا جلاتی تھی ہواے گرم بار دمزاجون کا صفرا بڑھاتی تھی جسم مین خون کھولاتی تھی بھبکا آگ کا بگولے کی طرح اٹھتا ایک ایک انگارا نعرہ انا سقر الساقلین کا بھرتا تھا

نظم

دست مژگان سے دیدۂ تر — پنکھے جھلتے تھے مردمک پر
مچھلی تھی چھپی کف بتان مین — بازو مین زمین مین آسمان مین
کوئی نہ علاج تشنگی تھا — آب بجز آتشی تھا
خاکی سوے مردمان آبی — سورج کی تھی سر پہ آفتابی
ذرے سورج کی آنچ پاکے — تل بن گئے چشم نقش پاکے

کنارے پر اس بیابان شرر ریز اور وادی آتش خیز کے ایک تالاب آگ سے بھرا نظر پڑا اور کنارے پر اس کے ایک زن حسینہ و جمیلہ شعلہ رخسار شمع عذار کہ بیت تھی سر بسر ایسی پیکر نور یہ جسکا کف پا تھا عارض حور یہ استادہ تھی جب وہ شیر کنارے تالاب کے آیا اس نازنین نے ایک کاغذ نکالکر مخمور کو دیا اسمین لکھا تھا کہ شیر کو اندر تالاب کے ڈالدے کچھ خوف و بیم نہ کر اس نے شیر کو تالاب کی طرف ہانکا وہ تو مطیع حکم تھا فوراً تالاب مین کود کر غوطہ مار گیا عمرو نے دل مین کہا اب

بیشک خلعت ہستی جلا وقِنا رَبّنا عذاب النار پڑھنے لگا نظر بد دفع بندہ نار وخاک تھی کشتی جان
نہ گرداب ہلاک تھی ہیجان وغلطان غلطان وپیچان بڑی دور تک چلے گئے وہ تالاب آتشین اُنکے
لیے گلزار خلیل بن گیا کہ جلنے سے محفوظ رہ گئے بعد کچھ دیر کے جب آنکھ کھلی اپنے تئین ایک میدان
وسیع مین پایا اور سامنے ایک دیوار سر بفلک کشیدہ کو منزل لوح تک کھنچے دیکھا سد سکندر اس
کے روبرو کم پایہ تر زبان فطرت سامنے اسکے فرمایہ اس شیر نے جھپٹ کر اُس دیوار مین ٹکر ماری
کہ سر پھٹ گیا اور ہائے کہکر گویا ہوا کہ افسوس مجھ کمبخت نے یہ کیا کیا کہ دشمنون کو یہانتک پہونچایا یہ کہا
اور تڑپ کر ہلاک ہوا اسکے مرنے سے وہ بیابان وتالاب سب برباد ہوگیا ایک جنگل ویران سا
نظر آنے لگا اور سبزہ کوہ بھی دکھائی دیا اور شیر کے ٹکر مارنے سے اس دیوار مین ایک دروازہ پیدا ہوا
اور نازنین نازک بدن دوسری اس جگہ پیدا ہوئی کہ یہ بھی ناز وانداز مین بلائے بے درمان تھی شکل
حسینان جہان تھی یہ بھی کنیز ملکہ گیسوے کاکل کشائی تھی اور وہ جو تالاب پر تعینات کر گئی تھی وہ بھی
پرستار اسی کی تھی پس جیسا اوپر ذکر ہوا کہ جو شیر سرحد بیابان پر پہونچتا ہی تو یہ کنیز کو راہ رہبری
بھیجتی ہی پس اول ایک کنیز بھیجکر یہان بلوایا لیکن بعد لمحہ کے اسکو خیال آیا کہ دیکھون کون اس طرف آتا
ہی اور شیر طلسم کسکو لاتا ہی اگر شاہ طلسم کا کوئی عزیز ہو تو مین بھی استقبال جاؤن اور بنہایت تعظیم سے
لاؤن یہ خیال کرکے ورق سامری لمحے کے نکالے اور بغور دیکھے معلوم ہوا کہ مخمور نے سیند در طلسم
پایا ہی اور ایسا کچھ ہنگامہ مچایا ہی سب حال جو کچھ مذکور ہو چکا ہی دریافت کرکے اسکو غصہ آیا اور ایک
کنیز قاش جادو نام کو اس نے حکم دیا کہ جا عمرو اور مخمور کو پکڑ لا یہ وہی کنیز ہی جو دیوار سے نکلی ہی
پس نکلتے ہی اُسنے للکارا کہ اے نکوامان تم نے یہ دخل پیدا کیا کہ یہانتک قدم رکھا مخمور وعمرو شیر نے
جب ٹکر ماری تھی تو الگ کود کر کھڑے تھے اس کے نعرہ کرنے سے اور تو کچھ نہ بن پڑا عمرو نے جھپٹ کر
جال الیاسی مارا اور اُسکو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا پھر ایک گوشہ مین جاکر اسکا چہرہ زنبیل سے نکالکر
بیہوشی کو پلایا اور اسکو باہر نکالکر روبرو بٹھاکر رنگ وروغن عیاری سے اپنی صورت مثل اسکی
صورت کے بنائی اور مخمور سے کہا تم میری صورت بزور سحر اور یہان سے چلو اس نے عمرو کی ایسی
سحر سے اپنی صورت بنائی اور کپڑے اسی کے پہنے عمرو نے پیرہن اس کنیز کا پہنا اور اسکو پھر زنبیل مین
رکھکر اس دیوار مین جو دروازہ پیدا ہوا تھا اس مین قدم رکھا اور آگے بڑھے کچھ دور چلے تھے کہ
سامنے ایک قلعہ بلند نظر پڑا خندق گرد پانی سے لبریز تھی پل پر تختہ پڑا تھا فیلبند دروازہ کھلا
تھا فصیلہائے قلعہ پر ساحر بیٹھے تھے کوئی شیر صورت کوئی اژدر چہرہ تھے ہر بارے کنگرے فصیلین
ہر ایک عمدہ جادہ نواری سنگ موسی کی سیاہ تھی اسپر جواہر کی پچی کاری لائق واہ واہ تھی نظم

| | پایۂ آسمان کا ہمپایہ | | تھا بلندی مین اسکا ہر پایہ | |
|---|---|---|---|---|

وہ طلائی برج جلوہ نما — ماہ کرتا تھا جس سے کسب ضیا
نور آگین تھی جو عمارت تھی — سرمۂ قوت بصارت تھی

یہ دونوں در قلعہ پر آئے وہاں چالیس ساحر بیٹھے تھے انھیں دیکھکر مستفسر ہوے کہ اے قاش جادو
کہو عمر کو لائیں عمر نے جواب دیا کہ کور و کیا اندھے ہو دیکھتے نہیں کہ میرے سحر سے خود بخود ساتھ ساتھ
عمر چلا آتا ہے وہ ساحر ہنسکر چپ ہوے اور یہ دونوں اندر قلعہ کے چلے یہ قلعہ جادوگر اور
جادوگرنیوں سے آباد تھا جا بجا مسند رہنے تھے قصاویر سامری و جمشید اسمین دھری تھیں نہر شتی
ہوئی بلور کی تھیں گلی کوچہ پختہ پتھر کے صاف بنے تھے چلنے والے بھی حسین و خوش پوشاک تھے دکانیں
سجی سجائی تھیں محرابیں غیرت ابروان شاہدان بنائی تھیں جنس ہر طرح کی ان میں بھری جو چیز
چاہیے ہوا فراط سے دھری سیخ اگر وہاں جائے تو راہ بھولکر بہکتا پھرے غم در بدر بھٹکتا پھرے
امن و امان کا جھنڈا گڑا تھا فتنہ و فساد کو دیس نکالا ملا تھا نظم

شاد آباد سب رعایا تھی — محو عشرت تمام دنیا تھی
شہر دیکھا کہ آدمی تو کیا — گر پری دیکھ لے تو ہو سکتا
واقعی تھا طلسم کا وہ دیار — سحر آگین تھے کوچہ و بازار

عمر و مخمور سیر کرتے ہوے جاتے تھے کہ ایک جانب سے دو ساحر پیدا ہوے اور قریب آکر گویا ہوے
کہ اے قاش چلو ملکہ بلاتی ہیں اس نے کہا چلی تو آتی ہوں کیا سر پر پاؤں رکھلوں یہ کہکر اُنکے
ساتھ جلد تر روانہ ہوا اور دار الامارۂ شاہی میں آیا اس مکان کو زرا طلسم پایا لیکن ملکہ اسوقت
دربار میں نہ تھی الگ ایک مکان میں شیر طلسم کے بلانے کو گئی تھی وہ ساحران دونوں کو وہاں لائے
آپ دروازے پر ٹھہرے یہ دونوں اندر گئے دیکھا کہ تمام مکان پتھر کا بنا ہے ایک ایک سنگ ہمرنگ
لعل و الماس نگاہ ہی و ہی اس کے غیرت دہ درجہ ہائے منازل فلک ہیں صفائی میں بدرازچمک
دمک میں صحن خانہ صحن فلک کا جواب خلاصہ یہ کہ ہر کمرہ اسکا لاجواب و انتخاب کہ بمقتضاے اسکے

وہ سجا تھا برنگ خلد برین — صدقے کیجے نگار خانۂ چین
ہانڈیاں تھیں حباب نہر چمن — کنول انجم کی طرح تھے روشن
کہتے ہیں چلمنوں کو ذی ادراک — ہیں یہ عشاق کے دل صد چاک
تار ہائے شعاع نور ہیں یہ — عکس مژگان چشم حور ہیں یہ
شاخ گل سے تھے نازک اسکے ستون — صورت سرو باغ ہیں موزون
کھڑکیاں تھیں دریچۂ جنت — درجہ درجہ حدیقۂ جنت

سامنے کے ایوان میں مسند ناز پہ بصد انداز ایک مہ پارہ حور لقا بدر سیما یعنی ملکہ گیسو کاکل کشا

بیٹھی تھی از سرتا پا جواہر کا زیور پہنے تھی لطافت اسکے عارض صبیح سے رونق و صفا سیکھتی تھی غازۂ رخسار
سیمتنان کو گوری رنگت تو اسکی تازگی دیتی تھی کہ بموجب ابیات

| | |
|---|---|
| فرو بست موے عنبرین را | گرہ در یک دگر زد مشک چین را |
| ز پشت آویخت مشکین گیسوان را | ز عنبر داد پشتی ارغوان را |
| کحل ساخت چشم از سرمۂ ناز | سیہ کاری بہر دم کرد آغاز |

عمرو نے سامنے جا کر سلام کیا اس نے کہا کیوں قاش کیا ہوا اسنے کہا حضور کے اقبال سے لائی مگر
نے کہا وہ ننگ نام محمور کہاں ہے اس نے جواب دیا کہ وہ نہیں ملی ملکہ کو کچھ شبہ گذرا اور اس کے سامنے
ایک آئینہ سحر کا رکھا تھا اسکو اٹھا کر دیکھا حال معائنہ ہو گیا کہ عمرو تیری کنیز قاش کی شکل ہے اور
محمور بصورت عمرو ہے بس یہ معلوم کرتے ہی اسنے ڈانٹا کہ باش او دزد مکار میں نے تجکو جانا یہ کہکر ایک
نارنج سحر پڑھکر مارا محمور نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا عمرو مارا جائیگا بس بہت جلد سحر پڑھ کر نارنج کو ایک
ٹھیکی دی کہ وہ الٹا پلٹ گیا لیکن ہاتھ محمور کا بھی جل گیا تھا محمور نے عمرو کے گلے میں ایک دمال [illegible]
کہ گیسوی کاکل کشا کا سحر تاثیر نہ کرے اور واقعی جب اس نے گولا سحر کا مارا عمرو کے پاس آکر گر پڑا
اور تیر سحر کا مارا وہ بھی عمرو تک نہ پہنچا دو سحر اسکے خالی گئے بسبب دمال کے اثر پذیر نہ ہوئے اس
وقت اس نے نعرہ مارا اکر لینا اسکو کنیزیں اسکی جوق جوق ہر سمت سے پیدا ہوئیں اور محمور و عمرو
کو گھیر کر مارنے لگیں عمرو نے اسوقت خیال کیا کہ یہاں بھی یہ عالم ہے بالفرض کنیزوں کو محمور مغلوب کرے گی
فوج ساحران آکر گھیر لیگی مناسب یہ ہے کہ کوئی تدبیر کروں یہ سوچکر بیچ میں ان کنیزوں کے در آیا چونکہ
سحر تو تاثیر نہیں کرتا تھا دمال کی وجہ سے اس نے حقہ ہاے نفتی جو داغ کر مارے تمام مکان میں دھواں
پھیلا خصوصاً جہاں گیسوی کاکل کشا اور کنیزیں تھیں وہاں بالکل تاریکی ہو گئی عمرو نے جال الیاسی
اسی اندھیرے میں ملکہ گیسو پر مارا اور اسکو کھینچکر زنبیل میں ڈال لیا اور آپ گلیم اوڑھکر غائب
ہو گیا وہاں محمور سے جنگ ہو رہی تھی کسی نے اسکا خیال نہ کیا اور اس نے بہت جلد معجزہ طلب کیا
یعنے جلد اول میں مذکور ہوا ہے کہ عمرو کو تین دانے انگور روح الامین نے کوہ بوقبیس پر کھلائے تھے
جسکی تاثیر یہ ہوئی کہ تین خصلتیں اسکو خدا نے عنایت فرمائیں ایک یہ کہ زبان ہر قوم کی جانتا ہے اور
بولتا ہے اور دوسرے دم بھر میں بہتر صورتیں بدلتا ہے یعنی زنبیل پہ ہاتھ رکھکر خواہش کرے کہ میری
شکل مثل اس شخص کی صورت کے ہو جائے بس ویسی ہی صورت ہو جائے گی اور تیسری صفت
یہ کہ الحان داؤدی رکھتا ہے فی الجملہ اسوقت معجزے سے یہی خواہش ہے کہ میری شکل ملکہ گیسو کی ایسی
ہو جائے بس ویسی ہی صورت ہو گئی اس نے اس مکان کے گوشے میں جا کر ملکہ گیسو کو نکالکر بہت جلد
پیراہن اسکا اور زیور اتارا پھر اسکو زنبیل میں ڈال کر وہی لباس اور وہی زیور پہنا اور گلیم اتار کر بیٹھا

آگر دیکھین تو کنیزین کسی طرف سے نارنج کسی طرف سے ترنج مار رہی ہین اور مخمور سب کے سحر رد کر رہی ہی
وار کرنا نصیب نہین ہوتا ہی نارنج پھٹتے ہین شعلہاے آتش نکلتے ہین مار و عقرب منھ پھیلا کر دوڑتے ہین
عنقریب ہی کہ مخمور قید ہو جائے یہ دیکھکر بیچ مین آکر اس نے نعرہ مارا کہ اے کنیزان خبردار تم اسیر
ہاتھ نہ ڈالیو مین سمجھ لونگی کنیزین اس کے منع کرنے سے علیحدہ ہوئین اور عمر نے پاس جاکر مخمور کو دکھایا
وہ سمجھ گئی کہ خواجہ نے عیاری کی بس فوراً ہاتھ باندھکر قدم پہ گری اور عرض پیرا ہوئی کہ مجھے عمرو
نے بہکایا تھا اب معلوم ہوا کہ یہ زبردست ہین مجھ سے کچھ نہ ہو سکے گا بس میری خطا معاف فرماکر
شاہ جادوان سے ملوا دیجیے گیسو نقلی نے سر اٹھاکر سینے سے لگا لیا اور فرمایا کہ دیکھو عمرو کا یہ مطلب
آشنا ہی کہ تم کو اس بلوے مین اور مجمع دشمن مین چھوڑ کر چھپ گیا ہی سنا ہی کہ وہ غائب ہو جایا کرتا ہی
مخمور نے کہا ہان اسکے پاس گلیم ہی وہ اوڑھ لیتا ہی اور پوشیدہ ہو جاتا ہی لیکن آپ کے ملک سے
کہان جائیگا ملکہ نے کہا کنیزون سے دروازہ شہر کا جاکر حکم دو کہ بند کرین اور جابجا ہوشیاری
رکھین عمرو بھاگ گیا ہی جہان پائین اسکو گرفتار کرین کنیزین حسب الحکم گئین اور دروازیدون سے
ابلاغ حکم کند کیا شہر مین ساحر متلاشی پھرنے لگے در شہر بند ہو گیا بے سند راہداری آنا جانا شہر
سے بند کیا گیا اس مکان پر بھی پہرا چوکی مقرر ہو گیا مخمور اور گیسو نقلی دونون مسند پر بیٹھے کشتیان
شراب کی منگوائین بادہ احمر سے کام جان روشن کیا پھر مخمور کو لے کر دار الامارت مین آئے اور
خزانہ دار کو طلب کیا اور کہا انکو خزانہ دکھاؤ غرض کنجیان لے کر کوٹھے کھلوائے پھر سب کو
ہٹاکر مال و اسباب جاکر زنبیل مین رکھا اور مکان مقفل کراکر تخت شاہی پر آکر جلوہ فرما ہوا اور
جسطرح قلعہ نورانیہ مین ڈھنڈورا پٹوایا تھا کہ مہاجنان شہر مال سرکار مین جمع کر دین کیونکہ عمرو
کے لوٹنے کا خوف ہی اسی طرح یہان بھی منادی کر دی جب مال اور روپیہ جمع ہوا سب مال زنبیل
مین رکھا اور ایک دن بعد اس انتظامات کے وہان رہکر وزراے سلطنت سے کہا ہوشیار رہنا
مخمور نے سحر سے تخت تیار کیا دونون سوار ہوے اور قلعہ سے نکلکر آگے بڑھے یہان تمام رعایا
اور روسا شہر جانتے ہین کہ ملکہ عمرو کو گرفتار کرنے گئی ہین اسوجہ سے سب مطمئن ہین اور یہ دونو
جو یہان سے روانہ ہوے بعد قطع منازل و مراحل قریب ایک کوہ پر شکوہ کے پہونچے دیکھا
پہاڑ مثل کوہ البرز بلند ہی دامن کوہ مین سبزہ زار دلپسند ہی پہاڑ سے چشمے جاری ہین جھرنا جھڑتا
ہی گیاہ سبز فام مینا رنگ روئیدہ ہی جوش فصل بہار سے رشک قبہ خضراے فلک کوہسار ہے
گلہاے خودرو مثل چرخ انجم درخشان ہین خوشے غیرت سنبلہ سپہر ثریا آسمان صفحہ کہکشان
ہین طاؤس و کبک و تدرو دوڑ آنگ کرہ اور دامن کوہ مین جہان جہان خرامان ہین رفتار
قیامت خیز شاہدان روزگار پر خندان ہین کہ نظم

زمین پرنیان و ہوا مشک بوے ۔ گلاب است گوئی گر آب جوے
عَلم آوردہ از شاخ شاخ سمن ۔ صنم شد گل و گشت بلبل شمن
خرامان بگرد گلاں بر تذرو ۔ خروشیدن بلبل از شاخ سرو

اور ایک طرف کوداس کوہ مین مجمع خلائق دیکھا کہ زن و مرد کا ہجوم بازار ایوان کی دھوم ہر دُکان میں لگی ہین جنس ہاے گران مایہ ہر طرح کی رکھی ہین تاجران ذی مرتبہ موجود ہین تحفہ ہاے ہر دیار کے پاس نامعدود ہین جادوگرنیان ساریان باریک باندھے زیور مرصع پہنے ہاتھون مین تھالیان سونے چاندی کی لیے جو کمین روشن کیے پہاڑ پر چڑھتی ہین اور بہت سی پہاڑ کے نیچے اُترتی ہین ہر ایک حسن مین انتخاب بتان دہر سے جو ہر وہ خورشید چہرہ ہو آفتاب تابان اُن کو دیکھ کر داس کوہ مین منھ چھپائے نقاب سحاب شرم سے اپنے منھ سے نہ اُٹھائے کہ بمقتضاے ابیات

پری چہرہ بینی بہ دشت و کوہ ۔ بنا دی بہر سو نشستہ گروہ
ہمہ رخ بہ از گل ہمہ چشم خواب ۔ ہمہ لب پر از نی بوے گلاب
ہمہ دشت بینی بیار استہ ۔ چو بت خانۂ چین پر از خواستہ

عمرو مخمور تخت سے اتر کر سیر کرتے ہوئے پہاڑ پر چڑھے دیکھا کہ یہان ایک گنبد سونے کا ہے کلس اسپر یاقوت کا چڑھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب نکلا ہوا ہے برج فلک کب اسکے ہمپایہ ہو سکتے ہین مشعل ماہ کو اسکے فروغ کے سامنے لوگ اندھا اندھا جلنا کہتے ہین گنبد آسمان روبرو اسکے نیلا پیلا ہے معمار عقل اسکی گلابی دیکھکر چکر مین اور حیران ہین کہ بموجب نظم

وہ صنم خانہ آج اے ذیجاہ ۔ اک خدائی کا تھا پرستش گاہ
لقب اس کا ہے مشرق خورشید ۔ ساحران کا ہے کعبۂ امید

گرد اس گنبد کے تخت دُکاندار دھرے گئے تھے ان پر دُکاندار بیٹھے بتاشے اور کلاوہ اور ہار اور پھول اور دھوپ دیپ چندن وغیرہ چڑھانے کا سامان بیچتے تھے دروازہ پہ گنبد کے بڑے بڑے گھنٹے لٹکے تھے اور مہنت وضع ساحر پجاری بیٹھے تھے سکے تمام جسم مین چندن لگا تھا مالا گلے سے ناف تک لٹکا ہوا تھا دھوتیان تہبری باندھے آسنی بچھی تھی اسپر پالتی مارے بیٹھے تھے جو کوئی جاتا تھا پہلے ان کے قدم لیتا تھا پوجے کا سامان پیش کرتا تھا وہ کنڈی کھول کر پوجا کراتے تھے اور بہت ساحر سامنے اس گنبد کے درختون کے نیچے اسی پر آنکھین بند کیے جمشید کے دھیان مین گیان لگائے بیٹھے مالا جپتے ہین کچھ لوگ ایک پاؤن سے کھڑے ہاتھ باندھے نگاہ گنبد سے بجرت لڑائے دانت نکالے دعا مانگ رہے ہین اور ہر طرف خلائق کا اژدہام ہے ڈمرو بجتا ہے مجمن ہو رہے ہین بجھن ڈھول بجاتے پھرتے ہین خوانچے والے آواز لگاتے پھرتے ہین غول کے غول عورتون کے گاتے

ہوے آتے ہیں بعض ان میں بکریا کرتے ہوے جاتے ہیں نوبتخانہ رکھے ہیں نوبت بجتی ہے دھونسے پٹتے ہیں
شور و غل ایسا ہے کہ کان پڑے آواز نہیں سنائی نہیں دیتی ہے عمرو نے محمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے
جہان یہ کچھ دھوم دھام اور اہتمام ہے محمور نے جواب دیا کہ یہ گنبد سامری ہے اور مالک اس گنبد کا
ہوائی جادو نام ایک ساحر ہے بڑا ظالم و اکفر ہے عمرو نے کہا چلو اندر اس میں ٹھک کے بیٹھیں اور وہان سے
بن پڑے تو دست برد کرین اس نے کہا آپ کی مرضی از بسکہ عمرو بشکل ملکہ گیسو تھا سامنے گنبد کے گیا
وہان کے اتیت یہان کر اٹھے اور دعا دینے لگے عمرو نے کہا کنڈی کھولو کہ ہم جاکرین اندر دروازہ
کھولا اندر قدم رکھا جیسے ہی اندر گیا ایک آندھی گنبد سے پیدا ہوئی اور ایسی ہوا گرم چلی کہ عمرو بیہوش ہو گیا
اور باہر گنبد کے کسی نے ڈھکیل دیا اور صدا آئی کہ آجتک یہان کسی مسلمان کا قدم نہ آیا تھا آج یہ مندر
بھی نجس ہو گیا خبردار لینا جانے نہ پائے یہ صدا سنکر ساحر کمر بند دوڑے محمور نے دیکھا کہ عمرو مار ڈالا جائیگا
بس خنجر نکر جو گری اٹھا کر اڑی لینا لینا کا غل ہوا مگر یہ سناٹا بھر کر کئی کوس نکل گئی اور صحرا مین پہونچکر
ایک غار تنگ اور جاے پوشیدہ دیکھکر چھپ رہی ہوائی جادو مالک گنبد اور چند ساحر ہر سمت
ڈھونڈتے پھرے جب کہین پتہ نہ ملا ہوائی جادو نے سحر کا حصار گرد صحرا کر دیا کہ نکل نہ جائین اور آپ
سمت شاہ طلسم چلا پہلے قلعہ ملکہ گیسو مین پہونچا اور وزیرون سے بیان کیا کہ ملکہ تمہاری پکڑ گئین انکی
صورت بنا ہوا عمرو گنبد مین گیا تھا یہ خبر سنتے ہی اہل شہر اپنا اپنا مال و زر غارت ہوا یہ سمجھکر سر پیٹنے
لگے اور یہان سے بھی عرضی سب لکھکر خدمت شاہ جادوان مین بھیجی ہوائی جادو وہان سے جو
چلا تو بیابان آتش و ہر کوہ بھی برباد دیکھا پھر قلعہ اور دریاے مرداریہ کو تباہ اور خشک پاکر
رویا الغرض کوہ سیاہ سے گذر کر مکانات طلسمی اور قلعہ نورانیہ کو طے کرکے پہلے لشکر حیرت مین
پہونچا ملکہ کو سلام کرکے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا مجھے انگوٹھی دیجیے کہ دریاے خونزوان پر کوئی
نہ روکے مین پاس شہنشاہ کے جاؤن حیرت نے انگوٹھی براے نشان اسکو دی اور مقامات مذکورہ
کے تباہ و برباد ہونے پر تاسف کیا اور ہوائی جادو وہان سے انگوٹھی لیکر دریاے خونزوان پر آیا
انگوٹھی ہاتھ پر رکھکر پکارا کہ شہنشاہ مجھے اپنی خدمت مین بلوائیے بس پکارتے ہی پنجہ اسکو اٹھا لیگیا
اسوقت شاہ جادوان کے روبرو لاشین بلاے جادو و ببر جادو وغیرہ کی آئی تھین اور پیران کے
حال انکی مرگ کا کہہ رہے تھے کہ یہ پہونچا اور شہنشاہ کو مجرا کیا شاہ اس سے مستفسر حال ہوا کہو کیا
ماجرا گذرا اسنے عرض کیا کہ میری حد مین عمرو و محمور پہونچے گنبد سامری مین جاتے وقت خداوند
سامری نے فرمایا کہ لینا انکو مین پیچھے دوڑا اگر وہ بھاگ کر کہین چھپ رہے مین صحرا کو محصور حصار سحر کرا آیا
ہون کہ نکلکر چلے نہ جائین اطلاع کرنے حاضر ہوا تھا آپ کتاب سامری دیکھکر بتلا دیجیے کہ وہان کہان
ہین شاہ طلسم نے سب حال سنکر لاشون کو ساحران کی جلانے کا حکم دیا اور کتاب سامری منگا کر دیکھی

اسوقت عرضی قلعہ گیسو کی بھی آئی شہنشاہ کو پڑھکر سخت پریشانی ہوئی پھر کتاب سے حال دریافت ہوا کہ ملکہ گیسو بھی اسیر ہو گئی ہے اور عمرو و محمور ایک غار مین پوشیدہ ہین اور عمرو بیہوش ہے محمور اسکو ہوشیار کرنا چاہتی ہے یہ کیفیت دریافت کر کے کتاب بندکی اور سحر پڑھکر دستک دی ایک ساحر زمین سے پیدا ہو کر سامنے آیا اُسکو حکم دیا کہ اے قاہر قہر چشم جادو تم ہوا سے جادو کے ہمراہ جاؤ اور یہ انگوٹھی لیتے جاؤ جدھر اس انگوٹھی کا نقش پھرا ہوگا اسی طرف عمرو و محمور ہونگے ان کو گرفتار کر کے لاؤ یہ کہکر پنجون کو حکم دیا کہ ان کو دریا پار پہونچاؤ اور خلعت دیکر رخصت کیا پنجے دونون کو دریائے خون رواں کے پار پہونچا آئے یہ وہان سے پھر لشکر حیرت مین آئے اور ملکہ سے تمام کیفیت بیان کی بیان بصورت مبدل عیاران لشکر مہرخ موجود تھے انھون نے بھی سب ماجرا سنا اور جا کر مہرخ سے بیان کیا کہ اب عنایت خدا سے خواجہ اتنے مرحلے طے کر کے ہر کوہ سے گذر کے گنبد سامری پر پہونچے لیکن اس جگہ بیہوش ہو گئے ہین اب دو ساحران کی گرفتاری کو جاتے ہین یہ خبر سنکر سب مصروف دعا ہوے کہ خدایا خواجہ کو شہر سے ان ساحرون کے محفوظ رکھنا سب دعا کرنے لگے برق فرنگی اُٹھکر چلا کہ مین دونون کو راستہ مین مار ڈالون اور استاد کو بچاؤن غرضکہ لشکر سے نکلکر صورت ساحر کی ایسی بنا کر پہلے دریائے خون رواں کی طرف گیا پھر ادھر سے دوڑتا ہوا ان ساحرون کی طرف چلا وہ ساحر حیرت سے رخصت ہو کر صحرا تک پہونچے تھے کہ یہ دوڑتا ہوا پہونچا اور پکارا ذرا ٹھہرنا وہ دونون رُکے اس نے قریب آکر کہا کہ شاہ طلسم تمسے بہت خفا ہین فرمایا کہ تم لشکر حیرت مین کس کے حکم سے گئے تھے اور جانے مین عرصہ کیون لگایا اگر اسی طرح ٹھہرتے ہوے جاؤگے تو حریف کا گرفتار ہونا مشکل ہے یہ گفتگو عتابانہ سنکر وہ ساحر گھبرائے اور عذر پذیر ہوے کہ بیشک ہم سے خطا ہوئی اب ہم کہین نہ ٹھہرینگے اور بہت جلد جائینگے برق نے کہا اچھا ایک چیز اور بھی شہنشاہ نے دی ہے الگ چلکے لو وہ اُس کے ہمراہ درہ کوہ مین آئے اس نے ایک پھل نکال کر دیا کہا لو شہنشاہ نے فرمایا ہے کہ اس کے کھاتے ہی دم بھر مین پہونچ جاؤگے انھون نے وہ پھل لیکر کھایا اسی وقت بیہوش ہو گئے برق نے دونون کے سر کاٹ ڈالے غل وشور برپا ہوا تاریکی پیدا ہو گئی صدا آئی کہ مارا قاہر قہر چشم وہوا سے جادو کو انکے مرنے کی مثل برق کے پنجے چمک کر گرے برق بھاگتے نہ پایا تھا کہ پنجے لاشے دونون کے اور برق کو اٹھا لیگئے پنجے تو شاہ جادوان کے پاس ان کو لے گئے اور وہان عمرو کو ہوش آگیا محمور نے پہلے غار سے نکلکر دیکھا تھا کہ چار طرف اندھیرا تھا راستہ بند تھا اب عمرو کو جو ہوش آیا غار سے نکلکر دیکھا راستہ صاف پایا تخت سحر پر بیٹھکر شاد و خرم سمت منزل مقصد روانہ ہوے لیکن پنجے مع لاشہ ساحران برق کو باغ سیب مین سامنے شاہ طلسم کے لائے برق کی توجہ سے آنکھین بند تھین ہوش جو آنکھ کھلی ایسا باغ پربہار اور طلسمی دیکھا کہ کبھی اپنی عمر مین نہ دیکھا تھا گلہائے رنگا رنگ کی بہار اور شجر پر از گل و اثمار

نیرنگی اس باغ طلسم کی دیکھکر فلک نیرنگی پرداز اپنی شعبدہ بازی بھولے گلزمین کی کیفیت ایسی بہار نرگسی چشمان دہر کو دکھلائے کہ فرط خوشی سے ہاتھ پاؤن ہر ایک کا پھولے تعریف اس باغ کی جلد اول میں کئی مقام پر تحریر ہی اس وجہ سے اس جگہ اعادہ نہین کیا گیا گر طول سمجھکر بہتر سمجھا الغرض اسی باغ کی بارہ دری مین تخت طلسمی بچھا بعد کروفر شاہ جادوان جلوہ گر تھا دربار مین ساحران نامی کہ ایک ایک ان مین سامری عصر شداد نمل بہ دنگل اور کرسی بہ کرسی بیٹھے تھے برق نے آنکھ با ادب تمام شاہ کو سلام کیا اور دوڑ کر قدم پر گرا بادشاہ نے دونون ساحرون کی لاشین اٹھوادین اور اس کو عتاب ازخطاب کہا کہ اے ناعیار بڑا غضب کیا تو نے کہ پرستار اور سیوک کو گنبد خداوند سامری کے مارا اب بہت عذاب سے تجکو مارونگا برق نے نہایت عجز سے گڑگڑا کر اول زبان اپنی صفت و ثنا مین بادشاہ طلسم کے کھولی کہ اے بادشاہ شاہان ساحران جہان تیرا مرتبہ فروغ افزاے آفتاب سماے طلسمات ہر علم ہوش کرنیوالی شاہان دہر کی تیری بات ہے کہ

نظم

| | |
|---|---|
| شمع سے حفظ شہ جو ہو مانوس | دامن باد تند ہو فانوس |
| نہ فلک ایک گوشۂ ایوان | ہفت انجم ایک خوشۂ بستان |
| جامۂ شعلہ ہو جو آب روان | ایک میلا نہ اس کا ہو رویان |
| حفظ گستر اگر ہو عدل و امان | برج مہتاب مین ہو فرش کتان |
| شحنۂ عدل گر نگہبان ہو | کب رعیت کو خوف نقصان ہو |
| حلم تو یہ کبھی جو غیظ آجاے | جسم ضرغام چرخ تھرا جاے |
| رعب سے تیرے ایسا ڈر جائے | کر تپ و لرزہ مہر آ جلے |

مین بھی تیری عنایت سے آج مالا مال ہو جاؤنگا سب رنج و ملال بھول جاؤنگا میری خطا کچھ نہین ہے مجھے عمر نے دھوکا دیا ہی وعدہ کیا ہی کہ تو طلسم مین چلکر ساحرون سے مقابلہ کر مین تجکو ہزارہا روپیہ دونگا اے بادشاہ مجکو یہان لاکر تین روپیہ تنخواہ دیتا ہی اور سخت کام لیتا ہی اسی لیے مین ساحرون کو قتل کرتا تھا کہ کبھی تو گرفتار ہو کر شاہ طلسم کے پاس پہونچونگا پھر وہان عرض حال کرونگا بادشاہ کو اس حال مین اختیار ہی چاہے مجکو سرفراز کرے اور چاہے ہلاک کر ڈالے فی الجملہ آج بخت رسا نے رسائی کی کہ قدمبوسی شاہ شاہان حاصل ہوئی اب سرکار کو اختیار ہی کہ جو چاہے وہ میری نسبت کیجیے مین جانبازی کو حاضر ہون ان باتون سے بادشاہ کا غصہ کم ہوا اور بر سر رحم ہو کر کہا کہ تو میری ملازمت کریگا اور دغا تو تجھ سے نہ ہوگی اس نے عرض کی مین جان سے تنگ ہون چار لڑکیان میری بیاہنے کو ہین عمر سے ایک کوڑی نہین ملتی بلکہ جو کچھ کماتا ہون وہ بھی چھین لیتا ہی اور مار ڈالنے پر دھمکاتا ہی واسطہ سامری کا کہ مجکو یا تو اس موذی کے پھندے سے

پھر ایسے بافعل کرڈالیے افراسیاب اسکے عجز و الحاح کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور سمجھا کہ بیشک یہ
عمرو سے بیزار ہے اور واقعی عمرو لالچی اور بخیل بہت ہے اس کو کچھ نہ دیتا ہوگا یہ سمجھکر حکم دیا کہ اچھا ہم نے
تیری خطا کو معاف کیا اور اپنا ملازم فرمایا آج سے عیاری اس ناعیار سے کرنا اور گرفتار کرکے
حضور مین لا برق نے عرض کی کہ آپ ملاحظہ کیجیے کہ کیا کچھ مین نے عیاری کی اگر عمرو کا سر نہ کاٹ
لاؤن تو اپنا نام نہ رکھون لیکن اے بادشاہ مجکو دو ہزار روپیہ ضرور دیجیے گا کہ مین لڑکیون کو بیاہ
دون شاہ اسکے اس کلام پر ہنسا اور کہا اے برق تو نے کبھی دو ہزار روپیے بھی نہ پائے
جو اس طرح عاجزی سے مانگتا ہے برق نے کہا حضور مین اپنی تنگدستی کیا بیان کرون بمقتضاے
ع مرگ صاحب خانہ ہر فاقہ جو مہمان رہگیا ۔ بادشاہ نے کہا اسقدر تجکو سرکار سے عنایت ہوگا
کہ تو سلطنت کرے گا برق نے دانت نکال دیے اور خندۂ دندان نما کرکے پوچھنا استعجابا شروع
کیا کہ ہان حضور مین مالدار ہو جاؤنگا کہ ایک نوکر کام کرنے کو رکھون گا اے بادشاہ ایسا ممکن
ہوگا کہ آٹھوین دسوین روز پلاؤ زردہ پکوا کر کھاؤن ہاے میرے نصیب ایسے کہان جو ایک رات
فکر معاش سے خالی دل ہوکر بستر نرم پر سوؤن کیون جناب ایسا ہوگا کہ ایک خوبصورت کنیز خرید
کرکے اس سے گرم صحبت ہون یہ کہا اور پھر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور آنکھون مین آنسو
بھر لایا بادشاہ نے اسکی دلجوئی کی اور بہت کچھ دینے کا وعدہ فرمایا اور خلعت قیمتی کئی ہزار روپیہ
کا منگاکر عنایت کیا اس عرصہ مین دن بھی کم رہگیا بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب ساحر اٹھ کر
اپنے اپنے گھر گئے اور شاہ طلسم برق کا ہاتھ پکڑ کر چمنستان مین گلگشت کرنے لگا اور نیرنگیان
طلسم سحری دکھاتا جاتا تھا اور برق دیکھتا تھا کہ کوئی پھول ہنستا تھا اور اس مین سے پریون کے
چہرے پیدا ہو کر قہقہے لگاتے ہین اور کسی گل سے کلیان نکلتی ہین اور جب مسکراتی ہین تو بجلیان
چمک کر فلک پر جاتی ہین کہین اژدہا منہ کھولے بیٹھا ہے اور اس کے دہن سے شعلہ نکلا جاتا ہے
پھر سرو آتشبار بن کر سرخ پھول پیدا کرتا ہے غرضکہ یہ عجائبات کہان تک بیان ہون ایسا ہی کچھ
بہت تماشا دیکھا پھر شاہ جادو وہان لب نہر آکر بیٹھا اور سحر پڑھا ایک پتلا نہر سے نکلا اسکو حکم دیا کہ
جاکر صرصر عیارہ کو اٹھا لا پتلا گیا صرصر اپنے خیمے مین لشکر حیرت کی جا پر بیٹھی تھی کہ پتلا آکر اٹھا لے گیا
اور باغ مین لایا جب اسکی آنکھ کھلی بادشاہ کو سلام کیا مگر برق کو دیکھکر حیران ہوئی کہ یہ اس جگہ کیونکر
آیا اگر قید ہوکر آتا اس اعزاز سے نہ بیٹھتا یہ تو خلعت پہنے بادشاہ کے قریب بیٹھا ہے بس یہ سوچکر
بادشاہ سے عرض رسا ہوئی کہ حضور نے کیا سحر سے برق اپنے یہان بنایا شاہ طلسم ہنسا اور بولا کہ
بنایا نہین اصلی ہے اس نے میری اطاعت کی ہے صرصر نے کہا یہ مواد دغا کرے گا آپ اس کے قریب
مین نہ آئیے گا افراسیاب نے کہا تو دیوانی ہے یہ کبھی ملا ہے مطیع ہوا صرصر یہ سنکر الگ

برق کو لے گئی اور پوچھا کیون برق یہ سچ ہی کہ تو عمر کو چھوڑ کر شاہ طلسم سے ملگیا برق نے کہا استانی آج ہی تو فقرہ مین پڑا ہی بغیر قتل کیے اس حرامزادے افراسیاب کے باز نہ آؤن گا مار کر اس کو اپنے لشکر مین جاؤنگا صرصر یہ باتین سنکر سر پٹینے لگی اور پکاری کہ اے بادشاہ یہ نگوڑا ایسا کچھ کہتا ہی برق نے عرض کیا اے شہنشاہ یہ میری ہمیشہ دشمن ہی یہی چاہتی ہی کہ کوئی اس سرکار مین ملازم نہ ہو کس لیے کہ میرا فروغ مٹ جائیگا بس یہ باتین اسکی براہ عداوت ہین بادشاہ نے کہا مین خوب جانتا ہون کہ یہ تیری دشمن ہی اور صرصر سے کہا کہ بھلا تجھ سے یہ میرے برائی کرنیکا اقرار کیون کرتا ہی کس لیے کہ کوئی ایسا نادان بھی نہ کرے گا جسکے ساتھ برائی کرنا ہو اس کے ملازم اور ہوا خواہ سے اپنا راز ظاہر کر دے لہذا تو جھوٹی ہی اور رشک کرتی ہی صرصر سمجھی کہ بادشاہ بخوبی اس کے فریب مین آچکا ہی جو بات تو کہے گی یہ نہ مانے گا اور تیرے سامنے برق اسکو ضرر پہونچاسکے گا فی الجملہ یہان نہ ٹھہر اور چل کر ملکہ حیرت سے کہکر شاہ کی جان بچا یہ سوچکر عرض پیرا ہوئی کہ اے بادشاہ یہ ضرر ضرور کریگا اور مین دخل دون گی آپ کو برا معلوم ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ مجھ کو دریا پار بھجوا دیجیے گا شاہ نے ججہ سحر کو حکم دیا کہ اسکو لے جا چنانچہ دریا پار پہونچا آیا یہ سیدھی خیمۂ حیرت کی طرف چلی اور یہان افراسیاب نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ پیلے کشتی شراب کی سامنے لائے برق کو بادشاہ نے حکم دیا کہ تو ہمارا مقرب درگاہ ہی شراب پلا تپلا تو غائب ہو گیا اور برق جام بھر بھر کر شاہ کو دینے لگا مگر سادی شراب دیتا تھا اور سیر باغ کرتا جاتا تھا اس وقت اس نے کہا اے بادشاہ اس باغ کے پھل دیکھنے کے ہین کھانے کے نہین ہین شاہ نے کہا تم کھاؤگے اس نے کہا ہان مگر حضور جی چاہتا ہی کہ اپنے ہاتھ سے توڑ دن اور آپ کو بھی کھلاؤن خود بھی کھاؤن بادشاہ نے فرمایا جا سامنے درخت سیب لگا ہی توڑ لا یہ گیا ہر چند کہ اس سیب سے شعلے نکلتے تھے اور جانور خوش رنگ نکر اڑتے تھے لیکن اس نے کہا کہ حکم شاہ جادوان سے مین پھل توڑون گا یہ کہکر کئی پھل توڑ لیے وہ شکل اصل سیب کے تھے مگر اس نے اتنی چالاکی کی کہ اپنے پاس سیب جو عیاری کے لیے آمیختہ بدارو بیہوشی ہین وہ ہاتھ مین لے کر سامنے شاہ جادوان کے آیا اور اس باغ کے سیب اپنے پاس رکھ لیے فی الجملہ مصنوعی سیب تراش کر بادشاہ کو کھلایا اب شراب پلاتا ہی اور عوض گزک کے سیب کھلاتا ہی بعد کچھ دیر کے شاہ طلسم کو خوب نشہ ہوا اور بیہوشی نے تاثیر کی بولا کہ اے برق ہم ناچتے ہین تم گاؤ اس نے کہا حضور پہلے آپ ناچنا لگائیے جو گت ناچیے گا وہی گت بجاؤن گا بادشاہ یہ سنکر ناچنے لگا ہوا کا طمانچہ منھ پر لگا بیہوش ہوگیا برق نے خنجر کھینچکر مارا مگر بادشاہ طلسم ہی نیچے پیدا ہوے اور خنجر مین لپٹ گئے اس نے خنجر پھینکدیا کلا فلاخن مین پتھر مارا وہ پتھرون نے پکڑ لیا اب یہ حیران ہوا اور جلد جلد گرد شاہ طلسم اس نے نالی سی کھودی اور نقب ایسی بنائی کسوت عیاری سے

بارود سے کر بجھائی اور اپنی پگڑی سے کر بتی بھر بارود میں بھر کر فتیلہ سا بنا کر سینۂ شاہ طلسم پر ایک سرا اسکا پھینک
کر پہونچایا اور دوسرے سرے میں چاہا کہ آگ لگا کر اڑا دے لیکن صرصر جو خیمۂ حیرت میں جا کر پہونچی روکر
گویا ہوئی کہ اے ملکہ جلد چلیے یہ کچھ سانحہ ہے بادشاہ ہلاک ہوا چاہتے ہیں حیرت طاؤس پر بیٹھکر بزور
سحر بہت جلد چلی اور اسوقت آکر پہونچی کہ برق فتیلہ میں آگ لگایا چاہتا ہے اس نے فوراً ایک سحر پڑھا کہ برق
بے حس و بے حرکت ہو گیا اسنے آکر شاہ طلسم کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور سب حال کہا اور بادشاہ نے
نقب وغیرہ بھی دیکھی یقین ہوا کہ بیشک یہ دشمن سخت ہے صرصر سچ کہتی تھی بس حکم دیا کہ اے ملکہ تم اسکو لشکر
میں لے جاؤ میں کل آکر اسکے ہواخواہوں کے سامنے دار پر کھنچواونگا حیرت تخت سحر پر بیہوش کر کے برق
کو ڈال کر اپنے لشکر میں آئی اور اسکو قید شدید میں مبتلا کر دیا اور شاہ افراسیاب باغ سیب سے لشکر سمت
دربند فیروزہ کوہ آیا جب قریب دربند پہونچا حاکم وہاں کا فیروز قہر نگار جادو بہر استقبال آیا شاہ کو قلعہ میں
لے جا کر تخت پر بٹھایا یہاں کے ساحران نامی حاضر تھے سب نے نذر دی دربار میں بیٹھے شاہ جادوان نے
ایک ساحر ظالم جادو نام کو وہاں کے حکم دیا کہ تم لشکر حیرت میں برق عیار وہاں قید ہے اسکو اپنی حفاظت
میں رکھو کل میں آکر اسکو قتل کرونگا اسلیے وہاں بھیجتا ہوں کہ عیار وہاں بہت ستاتے ہیں ملکہ سے حفاظت نہ
ہو سکے گی یہ موتی میرے مالے کا تم لو اور اپنے منہ میں رکھکر پھر مجھے دیدو جب تم وہاں مارے جاؤ گے
یہ موتی چیخ جائے گا مجھکو خبر معلوم ہوگی کہ تم بھی کام آئے ظالم نے موتی لے کر اپنے منہ میں رکھکر بادشاہ کو
پھر دے دیا اس نے اپنے پاس رکھا اور ظالم تخت سحر پر سوار ہو کر مع چند ملازمین کے حشم و خدم روانہ
ہوا اور بعد قطع مسافت زاد لشکر حیرت میں پہونچا اس نے خبر اس کے آنے کی سنکر پیشوائی کو
چند سردار بھیجکر سامنے بلوایا اس نے آکر ملکہ کو سلام کیا نذر دی اور عرض کیا کہ شہنشاہ نے مجھکو بہر
حفاظت برق عیار بھیجا ہے حیرت نے اسکے لیے خیمہ استادہ کرایا اور برق کو طلب کر کے اپنا سحر اس پر سے
دفع کر کے حوالے کیا ظالم لیے ہوئے اپنے خیمہ میں آیا آپ مسند پر بیٹھکر میخواری کرنے لگا اور برق کو
ستون خیمے سے باندھ دیا مگر طائران سحر اور جاسوس لشکر مہرخ یہاں موجود تھے نہیلے کر بارگاہ میں جانب
مہرخ کے گئے اور بعد ادب زمین ادب کو لب سجود سے بوسہ دیکر عرض پیرا ہوئے نظم

| | |
|---|---|
| گر ترا شہرۂ عدالت ہو | شعلہ و خس سے گرم صحبت ہو |
| آشیاں سمجھے کبک پنجۂ باز | گرگ ہو گوسفند سے دمساز |
| آتش قہر جب تری بھڑکے | دل کا نور سے اٹھیں شعلے |

مہتر مہتران و بہتر بہتران شاگرد رشید شہنشاہ عیاران ننگ بحر عیاری مہتر برق فرنگی قید ہو کر آئے
اور اُن کی حفاظت کو ظالم جادو نام ایک ساحر نافرجام آیا ہے تنہا خیمہ میں لے کر بیٹھا ہے یہ کہہ کر جاسوس
چلے گئے اور مہرخ نے چاہا کہ نفیر سحر کو دم دے اور لشکر تیار کر کے فوج مخالف پر جا پڑے برق کو

چھڑا لائے لیکن جب عمرو گیا یہاں سے قران حاضر دربار بہت رہتا ہی اس نے تیج کو جانے سے منع کیا
اور کہا جب ہم پکڑ جائیں اس وقت تم جاکر لڑنا اور ابھی تو ہم جاتے ہین انشاء اللہ برق کو لاتے ہین یہ
کہکر روانہ ہوا اس اثنا مین وہ دن بھی تمام ہوا اور شبگرد دلیل مشعل ماہ روشن کرکے حفاظت لشکر
نجم کے لیے خیمۂ سپہر مین قیام پذیر ہوا کہ ابیات

چو خورشید تابان ز گنبد گذشت — بجز ان غرق شد کوہ و دریا و دشت
چو آمد شب و روز شد در نہان — سیاہی گرفتش سراسر جہان

قران ساحر کی صورت بنکر لشکر حریف مین پھرنے لگا دیکھا کہ خیمہ ظالم کے دروازے پر بڑا انتظام اور
اہتمام ہی خدمتگار تک نہین اندر جانے پاتا ہی پہرا چوکی کی جگہ ہی قران نے ہرچند تدبیر کی ممکن نہوا
کہ اندر جائے ناچار پھر کر چلا مگر سوچا کہ اگر صبح ہوگئی اور افراسیاب آگیا تو برق قتل ہو جائے گا یہ
سوچکر خیمہ کی جگہ سے دور نکل گیا اور تنہائی مین بیٹھکر اپنی صورت ایک ساحر مہیب شکل کی ایسی
بنائی یعنے آنکھین چہرے مین مثل دیدۂ گاو تھین اور مشعل کی طرح چمکتی تھین لب دونون مثل بھلے
شتر تھے دانت بڑے بڑے منھ سے باہر تھے سر بہت بڑا بصورت مینار تھا کان ہر ایک مثل گوش
فیل کہسار تھا دونون نتھنے ناک کے دو غار نظر آتے تھے پیر درختون کے ڈالے بڑے بڑے
تھے قد عوج بن عنق کو پست کیے بلعم باعور کو زیر دست کرے کہ بموجب نظم

بہ تن زندہ پیل و بجان جبرئیل — بگفت ابرہمن بدل رود نیل
سپیدش مژہ دیدگان قیرگون — بہ بسد لب و رخ بمانند خون

دونون کنپٹیون پر مور چڑا ہوا اسپر بخط طلسم لکھا ہی کہ مین خدمتگار خداوند سامری ہون اور ماتھے
پر ایک تختی زبرجد کی لگی ہوئی اس پر یہ کندہ کہ مین بہتر از فرشتگان خداوند مستظہر بہ فن جادوگری
ہون ہاتھ مین ایک مشعل سلگتی ہوئی اسپر عود بیہوشی جلتا ہوا دوسرے ہاتھ مین ایک خط مہری شاہ
نکالیکر نخجر سے نقب کھودنا شروع کی اور کچھ عرصے مین اندر خیمے کے طبقہ زمین توڑکر سر نکالا اور
ظالم مسند پر بیٹھا پہرا دے رہا تھا اسکو بصورت ہیبتناک دیکھ کر ڈرا اور اٹھ کھڑا ہوا قران نقب
باہر نکلا اس نے سلام کیا قران نے قریب آکر نامہ بادشاہ دیا اس نے وا کرکے پڑھا لکھا تھا کہ ہم
خداوند سامری کے گنبد پر گئے تھے خداوند تمہارا احال سنکر اور تمہارے مستعد رہنے پر بہت خوش
ہوے اور اپنے خدمتگار کو ہمارے نامے سمیت تمہارے پاس بھیجا ہی یہ تمہاری بھی حفاظت کریگا
اور قیدی کو بھی نگاہ رکھے گا اپنے پاس اسکو بٹھانا تم اور یہ ملکر پہرا دینا الحاصل یہ مضمون پڑھکر
اس نے قران کو باعزاز تمام مسند پر بٹھایا قران نے کہا تم عرصے سے جاگتے ہو اب آرام کرو مین بیٹھتا
ہون اور قیدی پہ سے اپنا سحر دفع کردو مین اپنے جادو مین اسکو مبتلا کرون اس نے کہا نہین

میں بھی آپ کے ساتھ جاگونگا اور آپ کی خدمت کرونگا قران نے کہا اگر تم میرا کہنا نہ مانو تو پھر میں چلا جاؤنگا اچھا اگر تم آرام کرو تو اتنا کرو کہ قیدی میرے سحر میں قید کرا دو کیونکہ میں اسی واسطے آیا ہوں اگر ایسا نہ کروگے تو میں جا کر کہونگا کہ میری حفاظت منظور نہیں کرتے یہ تقریر سنکر ظالم سوچا کہ سحر اتارنے میں کیا ہے مجھے بھی برق اسکو سپرد کرنا چاہیے کیونکہ یہ خدمتگار ساحری ہے اپنا رسوخ چاہتا ہے کہ میں بھی محافظوں میں شمار کیا جاؤں بس یہ تجویز کرکے اس نے برق پر سے سحر دفعہ کردیا اب صرف وہ بندھا ہے مگر جادو سے جنبش و حرکت نہیں ہے پس جب قران سحر اتروا چکا تو باتیں کرنے لگا اور منقل اپنی مٹھی میں رکھلی اسپر وہ بیہوشی ڈالتا جاتا تھا اور دھواں اسکا اور خوشبو ناک میں ظالم کے جاتی تھی ایسا کچھ دیر میں تاثیر اسکی ہوئی اور ظالم بیہوش ہوگیا قران نے اٹھکر برق کو کھولا اس نے چاہا کہ میں ظالم کو مار ڈالوں قران مانع ہوا اور کہا تم اس نقب کی راہ سے لشکر میں جاؤ اور بطور مخفی ملکہ مہرخ سے لوکس یہ کہ میں صبح کو تمہاری ایسی صورت بناکر ظالم کو افراسیاب کے ہاتھ سے قتل کراؤنگا پس جب تم کو قتل ہوتے سنے گی تو مہرخ لڑنے آئے گی اسکو آنے دینا یہاں سے جاکر حال کہکر تم بھی چھپ جانا کہ شاہ طلسم جانے برق قیدی ہے یہ کہکر پیرہن برق کا لیکر اس کو رخصت کردیا برق وہاں سے نکلکر لشکر میں آیا اور رات کا وقت تھا مہرخ داخل شبستان تھی یہ وہیں آیا اور اس کو بیدار کرکے سب حال بیان کیا مہرخ بہت خوش ہوئی اور برق اسی جگہ پوشیدہ رہا ادھر قران نے ظالم کو بصورت برق بنایا اور ستون سے باندھکر پھر آپ ظالم کی ایسی شکل بنکر مسند پر جا بیٹھا وہ بقیہ شب بسر کی جس وقت کہ خانہ نیرنگ طراز قدرت نے سیاہی شب کو نور سحر سے بدلا اور صورت ساحر شب کو رنگ سفیدۂ روزگار لگا کر بصورت برق بنایا کہ نظم

پھر برگشت شب گرد کرده عنان — سپیده برآورد رخشان سنان
دگر روز چون گشت روشن جہان — ورفش شب تیره شد در نہان

صبح ہوتے ہی حیرت تخت پر آکر بیٹھی اور ایک ساحر برائے دریافت خبر خیریت ظالم کے پاس اسنے بھیجا ظالم نے کہلا بھیجا کہ میں عافیت سے ہوں اور قیدی بھی موجود ہے آپ میدان تیار کرلیجیے بعد شہنشاہ بھی آئے ہوں گے اس عیار کے قتل میں عرصہ نہ فرمائیے ساحر یہ پیام لیکر گیا حیرت نے یہ سنکر سراپچہ بارگاہ کے امرا و سپہ دار استاد گرامی بارہ کش تسمہ کش جلادان قوی بازو دستہ تلبیر آکر حاضر ہوئے لشکر میں ڈھنڈورا پٹا کہ جو شہنشاہ سے مخالفت کرے گا اسی سختی سے ہلاک ہوگا اور تمام لشکر میں غلغلہ برپا ہوا لشکری و دوکاندار سب بہر تماشا گرد میدان سیاست جمع ہونے لگے اور یہ خبر لشکر مہرخ میں پہنچی کہ برق گردن سے مارا جاتا ہے مہرخ تو اس راز سے آگاہ ہوچکی تھی ضرور لیکن اس لیے کہ افراسیاب کو گمان واثق ہو کہ بیشک برق ہی قتل ہوتا ہے جب کہ اسکے سبب

طرفدار لڑائی پر آمادہ ہین پس اس نے بھی نفیر سحر بجائی سب لشکر تیار ہوا اس نے باہر نکلکر سب کو یہ حکم دیا کہ مین خبر لینے جاتی ہون جب تک کہ پھر کر نہ آؤن تم لشکر حریف پر خبردار حملہ نہ کرنا نہین پر اپنی جگہ پر کھڑے رہنا فوج حسب الحکم ٹھہری اور یہ ملکہ بہار سے سارا ارادہ کمہ کر کے لشکر صرف دکھانے کو آراستہ کرایا ہے تم سب کو روکے ہوئے کھڑی رہنا قران کی مدد کو جاتی ہون یہ کہکر اڑ کر بزور سحر چلی گئی اور پردے سے ہوا قریب لشکر حریف جا کر ٹھہری میدان سیاست تیار دیکھا مجمع ساحران غدار دیکھا کوئی ان مین براہ دانش عبرت کرتا تھا کوئی بوجہ عداوت عشرت کرتا تھا بعض کا قول تھا کہ بیان دنیا کا یہی دستور ہے شب عشرت مین اگر شمع منور ہے تو صبح بکلبۂ ظلم

سے یہ دنیا سخت جاے نابکار — ایک حالت پر نہین اسکو قرار
شام کو کوکب اگر تابندہ ہے — صبح کے ہوتے ہی وہ شرمندہ ہے
شمع کے سر پر اگر ہے تاج زر — باد صرصر سے ہے لرزان اے پسر
خلعت شاہانہ جو رکھتا ہے تن — چار دن کے بعد ہوتا ہے کفن
بر مین جسکے ہے عروسانہ لباس — ہے وہ اسکے دشمن پر اسباب یاس

دیکھیے کل ہی عیار ساحران نابکار کو قتل کرتا تھا آج خود زیر تیغ ہے اس کے حال پر دریغ ہے غرض اسی ہنگامہ مین دیکھا کہ بارش گوہر ہونے لگی اور آمد افراسیاب ہوئی حیرت اور تمام سردار ساحران ذی تبار نے استقبال کیا تخت شاہ جادوان میدان خونی مین آ کر ٹھہرا ساحرون کی فوج نے پرا جمایا شاہ نے ظالم کو معہ قیدی طلب کیا قران لے کر سامنے آیا بادشاہ نے اسکی تعریف کی کہ خوب تم نے حفاظت فرمائی اب اس گنہگار کو ہوشیار کرو تاکہ اپنا حال خراب دیکھے قران نے کہا حضور یہ مکار ہے ہوشیار ہوگا کہیگا مین ہی ظالم ہون شاہ طلسم نے کہا وہ سب کچھ کہیگا مگر مین نہ مانونگا کیونکہ اس کے مکر سے بخوبی آگاہ ہو چکا ہون اس ظالم نے غضب ہی کیا تھا کہ مجھے قید کیا تھا آزاد کیا ہوتا تو یقین ہو رہی تھین کہ صرصر عیارہ آئی اور اس نے قران کو دیکھا اور حیرت سے کہا اے ملکہ مجکو یہ ظالم جادو نہین معلوم دیتا یہ کوئی اور ہے حیرت نے شاہ سے کہا کہ صرصر اسطرح کہتی ہے شاہ جادوان نے جواب دیا کہ اے ملکہ یہ بیشک ظالم ہے کیونکہ اگر ظالم مار ڈالا جاتا تو ایک موتی مین سے بہر نشان بتایا ہے وہ چیخ جاتا یہ کہکر وہ موتی مالے سے نکالکر ملکہ کو دکھایا اور سامنے رکھ لیا صرصر تو بہر ظالم پھر چلی گئی اور حیرت کا بھی شک جاتا رہا اس اثنا مین جلادون نے پانی ظالم پر چھڑک کر ہوشیار کیا اور افراسیاب نے ایسا سحر کر دیا کہ اپنی جگہ سے ہل نہ سکے کیونکہ عیار ہے ایسا نہ ہو ہوشیار ہو کر بھاگ جائے غرضکہ جب مسحور ہوا وہ پکارا کہ اے شہنشاہ ظالم جادو ہون قران نے کہا دیکھیے یہ اسکا مکر ہے افراسیاب دل مین جلا ہوا تھا کہ اسکے چھینٹے پر اور زیادہ غصہ کیا اور جلاد کو حکم دیا کہ گردن

حکم کا ایک حکم میں دیتا ہوں کہ مار ہاتھ تلوار کا کہ گردن اسکی اڑ جائے جلاد نے جلد کونے کا غلاف اس کی گردن
پر دیا اور آنکھ پر پٹی باندھی شاہ دیر کرنے سے اور زیادہ خفا ہوا جلاد شاہ کو ناراض دیکھ کر آمادہ قتل
ایسا ہوا کہ تین حکم بھی نہ ہونچے اور مقتول سے کلانے پینے کو بھی نہ دریافت کیا اور ایک ہاتھ ایسا مارا کہ
سر کٹ کر دور گرا اور شور دار و گیر کا بلند ہوا تاریکی ہو گئی اور آواز آئی کہ مارا الم جادو کو آگ پتھر
برسنے لگے اسی ہنگامہ میں قران نے ایک دھول افراسیاب کے لگائی اور تاج لے کر نعرہ کیا منم قران
وہ موتی فشان کا چھٹ گیا افراسیاب کو پہلے تو ایک حیرت ہو گئی کہ کیا ہو گیا مگر دھول کھا کر ایک چیخ
ماری کہ لینا اسکو قریب تر جو ساحر کھڑے تھے وہ دوڑے اسوقت مہرخ پنجہ نگری اور اٹھا کر لے گئی
وہ ساحر جو سحر کرنا چاہتے تھے ان پر اسنے بھی گولے سحر کے مارے دو ایک جادوگر ہلاک ہوئے اور
زیادہ ہنگامہ ہوا شور مچگیا افراسیاب ایسا خفیف ہوا کہ بیہوش ہو گیا اور جب ہوشیار ہوا غائب
ہو کر ظلمات میں جا کر ٹھہرا یہاں مہرخ لشکر میں قران کو لائی اور فوج لے کر چلی کہ جا کر لشکر حریف پر
گرے مگر جب اندھیرا اور شور موقوف ہوا حیرت طبل امان بجا کر داخل بارگاہ ہوئی اس وقت
قران نے مہرخ کو بھی پھیر لایا یہ اپنی بارگاہ میں آئی عیار و نکو خلعت دیا لشکر نے کمر کھولی سب عیش
میں مشغول ہوئے قہقہے اڑنے لگے دور جام بادۂ احمر شروع ہوا لیکن افراسیاب جو پردۂ ظلمات
میں گیا وہاں ایک قلعہ آباد ہے اور حاکم اس قلعہ کی ساحرہ ہے کہ نام اسکا ملکہ زہرہ جبین جادو ہے ساحرہ
زبردست اور ذی حرمت ہے شاہ طلسم اسی قلعہ میں آیا اس نے خبر سنکر پیشوائی کی بادشاہ تخت پر آکر
ٹھہرا اور کہا اے زہرہ عیاروں نے بلکہ ناک میں دم کیا ہے اب تم جاؤ اور سب نمک حراموں کو سزا
دو اس نے عرض کیا بہت اچھا غرضکہ بادشاہ چلا گیا اور زہرہ نے نفیر بجائی فوج اسکی تیار ہونے
لگی بارہ ہزار جادوگر اور جادوگرنیاں سواریوں پر سحر کی سوار ہو کر چلیں قرنا جنگی علم جلوہ دکھلانے
لگے بارگاہ میں اور خیمہ سراپردہ وغیرہ اژدروں پر کس گئے ایک تخت طلائی پر زہرہ بصد کر و فر
سوار ہوئی گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے فوج مثل دریا کے موج مار کر چلی رال و گوگل کے جلنے سے
دھواں ایسا بلند ہوا کہ دنیا سیاہ ہوئی

| | |
|---|---|
| ز تاریکی گرد اسپ سیاہ | کسے روز روشن ندیدہ و ماہ |
| جہان جنبی انگاہ گشتہ کبود | زمین گرد ز آتش ہوا پر ز دود |
| ز لبس بانگ اسپان و بانگ خروش | ہمے نالہ کوس گشتند گوش |
| درفشان بسیار افراشتہ | سر نیزہ ہا ز ابر بگذاشتہ |
| چو رستہ درخت از بر کوہسار | چو بیشہ نیستان بوقت بہار |

اسی کر و فر سے راہ ظلمات طے کر کے طلسم باطن میں آئی اور دریائے خونزدال سے گذر کر

قریب لشکر حیرت مین پہنچی یہ ایسی معزز ساحرہ ہے کہ حیرت خود اسکو کنارہ لشکر تک لینے آئی لشکر کو اترجانا
بارگاہ اسکی نصب ہوئی یہ جاکر حیرت کے دربار مین بیٹھی ناچ ہونے لگا شراب پینے لگی جسوقت [illegible]
عذار نے زہرۂ فلک کو ماہتاب سے مقابل کیا اس زہرہ نے بھی مریخ سے جنگ وجدل کا عزم فرمایا
کہ بمقتضائے ابیات

| جہان گشتہ چون روئے زنگی سیاہ | ز برج حمل تاج بنمود ماہ |
|---|---|
| خروش آمد و نالۂ کرنائے | بہ تقدیر گردان لشکر ز جائے |

طبل جنگ بیدرنگ بجوایا ہرکارون نے جاکر بعد دعا و ثنا کے مریخ سمت آنا زہرہ کا اور نقارۂ
حرب بجوانا بیان کیا ادھر بھی کوس رزمی پر چوب پڑی تیاری لڑائی کی اور آراستگی لشکر کی شروع
ہوئی شعلۂ تیغ کی چمک اس شب تاریک مین برق سحاب تیرہ پر چشمک زن تھی بلکہ آفتاب شجاعت
طالع ہوا تھا اسکی کرن تھی چہرے بہادرون کے جوش جلادت سے گلنار تھے گلزار شجاعت مین شفق
پھولنے کے آثار تھے جوہر شمشیر کا باغ کھلا تھا عدو کے لیے موسم خزان تھا نچلون کا دل شگفتہ تھا
ساحرون کے بیر بگیر کرتے تھے دشمن کی جان لینے کی تدبیر کرتے دمڑی کی صدا پر بسان طفل جادو
کے بیر اگر کے طائر بنکے سامنے پھرکتے خلاصہ کلام لشکری تو اس حال مین تھے مگر برق عیار بعد
شکل ظاہر ہوا تھا زہرہ کی فروغ اور بڑی چمک دمک سے آنا سنکر بہر عیاری چلا اور ایک
ساحر کی سی صورت بنکر بارگاہ حیرت مین گیا دیکھا کہ زہرہ یہان سے اٹھکر اپنی بارگاہ مین گئی
ہے اور حیرت نعمتخانے سے کھانا اسکے لیے بھیجنا چاہتی ہے یہ اندازہ دیکھکر وہان سے چلا ازبسکہ وہان
بکاول اسوقت طلب کیے جاتے تھے اس نے ایک بکاول کو دیکھکر گھورا بکاول نے ساحر معزز کو
بنگاہ غضب دیکھتے ہوے دیکھکر ڈرا عرض کیا کہ حضور میرا قصور اس نے کہا کہ کچھ تیری خطا ہی نہین
ادھر تو آ یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا الگ لایا اور وہان آکر حباب مار کر اسکو بہت جلد بیہوش کرکے
اسی کی سی صورت بنا اور پیرہن اسکا پہنکر اسے وہین چھوڑکر ملکہ حیرت کے پاس آیا اس نے کھانا
اور مٹھائی وغیرہ اسکے ساتھ کیا برق کھانا لے کر چلا راہ مین سب کھانا آغشتہ بدارو بیہوشی کرکے
بارگاہ زہرہ مین آیا اور کھانا سامنے رکھا اس نے حکم دیا کہ دسترخوان بچھے برق نے کھانا دسترخوان
پر چن دیا زہرہ چاہتی تھی کہ کچھ کھائے نوالہ اٹھایا تھا کہ زمین تھرا کر شق ہوئی اور ایک عورت نکلی اسنے
انگلی دانتون کے نیچے دابی زہرہ نے کہا اے زن سحر کیون انگشت حیرت دردہان ہے عورت نے کہا
کھانے مین زہر ملا ہے یہ کہکر وہ عورت غائب ہوگئی اور زہرہ کو غصہ آیا سمجھی کہ حیرت نے زہر ملا کر
کھانا بھیجا اسکو کسی کا عروج پسند نہین وہ مجھے دیکھکر جل گئی بس ایسا کچھ سوچ کر آپ ہی آپ بکنے
لگی کہ موئی کیون جلی کیا مجھے شاہ طلسم نے کچھ جاگیر دے نہین دی ہے تو خود لڑنے مرنے کو آئی ہون

سچ ہے اسکا دوست بھی خراب دشمن تو ہے ہی پر اُس میری جوتی کو کیا غرض جو اپنی جان دو دن وہ جانے
اسکا کام جانے بندی کو ایسا لالچ نہین اور مین آئی ہی کا ہے کو شہنشاہ کو خود غرض تھی جو مجھے لینے گئے
پھر بی بی مجھکو چلنا بیکار تھا دوسرے میرے دشمن مجھے سوتا پا دیتے تو آتے نہین جو یہ ان کو خلیق ہوئی وہ
اپنے دلمین سمجھی کیا مین غرض یہ بک رہی تھی کہ صرصر کے ہاتھ حیرت نے مٹھائی بھیجی وہ لیکر آئی
اور اس کو بد دماغ دیکھکر مستفسر حال ہوئی اس نے کہا کہ کیا بھیجی ہو تمھاری بی بی زہر ملا کھانا بھیجتی
ہین ارے لوگو کوئی مہمان کو بھی زہر دیتا ہے مین نے انکے ساتھ کون سی برائی کی ہے صرصر نے اسکے
کہنے سے کھانا سب دیکھا معلوم ہوا کہ زہر نہین بیہوشی ملی ہے کہا اے ملکہ خفا نہ ہو اس مین بیہوشی
ہے کسی عیار کا کام ہے یہ کہکر نگاہ اٹھا کر اس نے دیکھا برق سامنے بصورت بجادل کھڑا تھا صرصر
نے پہچان کر کہا یہی ہوا تو ہے برق سراسیمہ ہو کر بھاگا اور جست کرکے نکل گیا زہرہ کا شک حیرت
کی طرف سے دفع ہوا اور یہ مٹھائی اور میوہ جو صرصر لائی تھی اسکو بھی زن سحر سے بلا کر پوچھا اسنے
کہا اس مین زہر ہرگز نہین یہ پرکھکر مٹھائی کھائی اور کھانا پھکوا دیا صرصر نے کہا اب مین جاتی
ہون آپ عیارون سے ہوشیار رہیے گا یہ چلی گئی اور زہرہ نے براے حفاظت بارگاہ اپنی سحر بند
کی چار پتلیان جادو کی کونون پر بارگاہ کے بزور سحر کھڑی کردین ان سے حکم دیا کہ کسی کو اندر آنے
نہ دینا پھر آپ زمین کو سحر کرکے سنگلاخ بنایا اور بآرام تمام سو رہی برق نے ہر چند تدبیر کی مگر اندر نجاسکا
اسی تردد مین سپیدۂ سحری آسمان پر چمکا اور شاہد روزگار نے لباس زعفران زیب قامت فرمایا

کہ بمقتضائے ابیات

چو خورشید محمود تاج سرفراز
برآورد زرین تیغ بکشا دراز
ز درگاہ برخاست آوای کوس
زمین آہنین شد سپہر آبنوس

روانہ لشکر خیل خیل ذیل ذیل وارد دشت قتال ہوئے ایک طرف سے حیرت بصد حشمت مع
لشکر اور زہرہ کے میدان مین آئی ایک جانب سے مہرخ سرداران عالی شان کو لے کر داد دہی بیا

دو شاہ دو کشور کشیدند صف
ہمہ تیزہ و گرز و خنجر بکف
تو گفتی زمین بر نتابد ہمے
فلک راہ رفتن نیابد ہمے
برآمد چنان از دو لشکر خروش
کہ چرخ فلک ابد ند گوش

بعد ترتیب صفوف کارزار زہرہ بخت بڑھا کر بیچ مین لشکرون کے آئی اور مرد میدان نبرد ہوئی
ادھر سے ایک ملازم عشاق بر جادو نے جا کر مقابلہ کیا اور ناریخ سحر مارا زہرہ نے ایسا سحر پڑھا
کہ ناریخ الٹا پھر کر سینہ پر جا کر پڑا اور پشت توڑ کر نکل گیا علامت مرگ ساحر ظاہر ہوئی اور زہرہ
پھر نعرہ زن تھی ادھر سے جو جا کر سامنے سحر کرتا تھا وہ پھیر دیتی تھی بعض مجروح ہوتا بعض کو جان سے

مارتی تھی جب بہت سے ساحر اسکے ہاتھ سے زخمی ہوے اور کام آئے اسوقت ملکہ سرخمو نے نبا طاؤس
اڑایا اور مہرخ سے اجازت لے کر اسکا جا کر مقابلہ کیا اس نے ایک مشت خاک اسکی طرف اڑا دی جس سے
آندھی سیاہ آئی سرخمو نے اپنی چوٹی کھول کر ہلائی کہ گھٹا گھنگھور گھر آئی پانی موسلا دھار برسا آندھی کا
غبار فرو ہو گیا زہرہ نے غصہ میں آ کر اپنی جھولی سے ایک پتلا نکال کر چھوڑا کہ وہ پتلا تلوار کھینچکر جا پڑا
سرخمو نے پھر اپنے بالوں کو پریشان کیا انمیں سے ستارے نکل کر سمت فلک گئے اور چمک کر پتلے پر گرے کہ وہ
جلکر خاک ہو گیا یہ معاملہ دیکھ کر زہرہ پر غضب طاری ہوا در سینہ سحر ایک پڑھ کر کھینچ مارا بضد سرخمو
کے منہ پر پڑا اور اسمیں سے دھواں نکلا [illegible] سرخمو نے سحر کیا مگر تاثیر نہ ہوئی اور دھواں آنکھوں میں لگا کر
اندھی ہو گئی زہرہ نے چھپکر اٹھوا [illegible] اس جنگ وجدال میں دن بھی آخر ہو چکا یعنی چشم
روزگار میں روشنی باقی نہ تھی اور سحر [illegible] سرخمو کے روز کی بینائی گئی ظلمت عالمگیر ہوئی

شعر

| | |
|---|---|
| چو پیراہن زرد پوشید [illegible] | سوے باختر گشت گیتی فروز |
| از انجا بیامد به پرده سرا | زبیگانہ پرداخت کردند جا |

لشکر دونوں پھر مقام فرودگاہ میں آئے [illegible] ہوئے لیکن برق پھر عیاری کرنے چلا
ادھر زہرہ [illegible] بارگاہ میں پہونچکر سرخمو کو [illegible] ستون سے باندھ دیا اور آپ بیٹھکر شغل
ارغوانی پینے لگی لیکن برق جو چلا تھا راہ میں صرصر سے ملی اور پوچھا کیوں موئے بھیڑیے کہاں جاتا
ہے اس نے کہا استانی زہرہ نے بہت سر اٹھایا ہے اس کو قتل کرنے جاتا ہوں صرصر نے کہا کیوں ان
شامت آئی ہے وہ بڑی زبردست ہے اس نے جواب دیا کہ سب کی زبردستی ہمکو معلوم ہے سواے خدا کے
ہمارے نزدیک کوئی زبردست نہیں صرصر یہ سنکر ہنس کر کے چلی گئی اور اس نے روکا اسکا نہ سبب
نہ جانا غرضکہ صرصر جا کر حیرت سے عرض پیرا ہوئی کہ اے ملکہ عیار سب لشکر میں پھر رہے ہیں حفاظت
کامل طور پر کرنا چاہیے آیندہ آپ کو اختیار ہے حیرت نے تاکید زہرہ سے کرا بھیجی اور صرصر کا بیان
بالکل کہلا بھیجا زہرہ نے سارا اجرا سنکر دستک دی یہ تاثیر ظاہر ہوئی کہ جو کوئی بغیر اسکے بلا سے
اگر سمت بارگاہ آئے سوجھنا موقوف ہو جائے ایک چادر سیاہ سامنے آئے یہ سحر کرکے پھر کچھ پڑھ کر
کہ پلنگ اسکا آگ کا بنگیا شعلے بھڑکنے لگے یہ اسی شعلے میں جا کر لیٹ رہی برق جو بشکل مبدل
پھرتا تھا آیا دور سے دیکھا سراپردہ بارگاہ کے شعلے اٹھ رہے ہیں اور شعلے بھڑک رہے ہیں سمجھا کہ ادھر
جانے میں کچھ آفت ضرور ہے اسی فکر میں لشکر سے باہر نکلا وہاں ضرغام عیار ملا اس سے کہا اے
برادر ذرا جا کے خبر تو لاؤ پھر میں سمجھ لونگا وہ چلا اور جب قریب بارگاہ پہونچا تو چادر سیاہ سامنے
آئی اور سوجھنا موقوف ہوا ناچار پھر آیا اور جب ادھر آیا پھر دکھائی دینے لگا اس نے برق سے

سب حال کہا برق کچھ سوچ کر ایک گوشہ میں گیا اور ملکہ نافرمان جادو کی صورت بنا اور وہاں سے دوڑتا
ہوا جب قریب بارگاہ آیا چلایا کہ اے ملکہ زہرہ مجکو اپنے پاس بلائیے اور میرے حال پر رحم فرمائیے زہرہ
اسکا چلانا سنکر بارگاہ سے نکل آئی دیکھا کہ ملکہ نافرمان کھڑی ہوئی فریاد کرتی ہے پس قریب آکر پوچھا کہ کیوں آئی
ہو کیا ماجرا ہے اس نے کہا کہ آپ جانتی ہیں کہ ملکہ سرخمو سے اور مجھ سے کسقدر محبت و اتحاد ہے جب میں شریک
لشکر اسلامیان ہوئی تھی تو سرخمو مجکو سمجھانے آئی تھی مگر بسبب میری الفت کے وہیں رہ گئی اور ہر حال میں
میری شریک رہی اب جو وہ مقید ہوئی تو میں بھی آئی ہوں کہ مجکو بھی قید کیجیے یا مجکو اور اسکو دونوں کو خدمت
شاہ طلسم میں لیجا کر خطا معاف فرمائیے ہم بدل مطیع و فرمانبردار ہیں یہ کہکر زار زار برنگ ابر نوبہار رونے لگی
زہرہ کو اسکے حال پر ترس آیا اور کہا اچھا بارگاہ میں چلو میں تمھارا امتحان لے لوں تو شہنشاہ سے خطا
معاف کرا دوں برق نے سمجھا کہ یہ بارگاہ میں جا کر نہیں معلوم کیا امتحان کرے اس سے بہتر ہے کہ یہیں اسکو مارے
یہ سوچکر کہا اے ملکہ اچھا چلو مگر ان کو تو منع کرو کہ یہ تو نہ آئیں زہرہ نے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا برق نے
فوراً کمند ماری کہ گردن اسکی پھنسی اسنے گھبرا کر پھر ادھر دیکھا برق نے فوراً بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ
چھینک کھا کر گری اسنے بقوت تمام تر خنجر مارا کہ سر اسکا کٹ گیا غل و شور و تاریکی ہوگئی ساحر تمام دوڑے
اور حیرت بھی گھبرا کر چلی مگر سرخمو کی اسکے مرنے سے آنکھیں اچھی ہو گئیں اور چھوٹ گئی اٹھ کر چلی یہاں
آکر دیکھا کہ بارہ عقرب بجتی ہیں اندھیرا ہے ساحر برق کو گرفتار کیا چاہتے ہیں یہ دیکھکر تیغہ بنکر
گری اور برق کو اٹھا لے گئی ساحر کچھ دوڑے تھے کہ ضرغام نے حقہ آتشبازی مارے وہ ایک کے
منھ جھلسے دوڑ کے اس عرصے میں سرخمو نکل گئی ادھر حیرت رنجیدہ دل کبیدہ پھر کر داخل بارگاہ ہوئی
فوج زہرہ لاش اپنی مالکہ کی اٹھا سمت باغ سیب گئی ادھر سرخمو لشکر میں برق کو لائی مہرخ نے
اسکو خلعت دیا سب خوشنود ہوئے اور بعشرت تمام بیٹھے وہاں شاہ جادوان مست نشہ شراب
دربار میں بیٹھا تھا کہ ساحر نالان و گریان لاشہ لیے پہونچے اسنے غل سنکر سامنے بلایا اور حال پوچھا جب
سب کیفیت سنی کف افسوس ملے اور کہا ہائے ان عیاروں نے کیا غضب کر رکھا ہے کوئی تدبیر بن نہیں
پڑتی کیا کروں اور کیا نہ کروں یہ گفتگوے اس سنکر ایک ساحر زبردست کماہر چہار چشم جادو نام
اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یہ غلام جاتا ہے اور تمام نمکحراموں کو سزاے مقتول دیتا ہے یہ کہکر اسی وقت
نفیر سحر بجائی اور رخصت ہوکر معہ دس بارہ ہزار ساحر و نکے بڑے جوش و خروش کے ساتھ روانہ ہوا
اور دریا سے گذر کر لشکر حیرت میں پہونچا اور ملکہ سے کہلا بھیجا کہ میں اسیوقت لشکر حریف غارت کرنے
جاتا ہوں آپ بھی آکر تماشہ دیکھیں یہ پیام ایک ساحر لیکر چلا لیکن بقول سے ع تقدیر کے آگے کچھ تدبیر
نہیں چلتی + وہ ساحر جو چلا راہ میں جانسوز عیار بشکل ساحر اسکو ملا اور اس نے دریاے خون رواں
کی طرف سے ساحر کو لشکر کی جانب جاتے دیکھکر قریب آکر پوچھا کہ اے برادر کہاں چلے اس نے سارا

نگین ہر ایک نے گریبان چاک کیے کہ بموجب ابیات

برافشاند بر تخت خاک سیاہ — بکیوان بر آمد فغان سپاہ
ہمی سوخت کاخ و ہمی سوخت وی — ہمی ریخت اشک و ہمی کند موے
میان را بزنار خونین ببست — فگند آتش اندر سراے نشست

آخر جب بھائیون کی ماتمداری سے فرصت پائی قلعہ کو ایک مشیر سلطنت کے سپرد کیا اور مع ملکہ گلابی چشم جادو اپنی دختر ملکہ نازک چشم تخت سحر پر سوار ہو کر جلی فوج ساحران ہمراہ ہوئی بڑے کر و فر سے طلسم سے باہر آئی اور قریب لشکر پہونچی ہرکارے خبر اسکے آنے کی لے کر روبرو لقا کے آئے شرائط آداب و تعظیم بجا لائے یعنی ان کافرون نے اس منکر خدا کو بدعا دے کر بزبان عجز و التماس اسطرح عرض کیا کہ ابیات

کہ را بود زین سپس تخت تو — بخاک اندر آمد سر بخت تو
اگر پارۂ آہنینے بپاے — بہرت بپاید نماند بجاے

ملکہ نازک چشم با فوج گران آئی ہے اور داخل لشکر ہوا چاہتی ہے یہ خبر سنکر لوگ بہر استقبال بھیجے افسران فوج تعظیم کر کے لائے لشکر اسکا اترا نازک چشم نے خداوند کو سجدہ کیا سوفار اور بختیارک یاد کر کے لعنت و اختر کو بہت رو دے لقا نے تسکین و دلاسا دیکر حکم دیا کہ بزم عیش ترتیب پذیر ہو حسب الحکم رامشگران زرین لباس و ساقیان مہر و یدار بزم عشرت اساس سجکر حاضر ہوے دورہ ساغر شروع ہوا گویا اس بزم آسمان رفعت مین بلا مہر و ماہ گردش پذیر تھا ناچ نے ناہید فلک کو دورہ کرنا بھلایا راگ نے رنگ ترنم مرا بن عشرت فزا و دہر بٹھایا یہی ہنگامہ ایک دن اور ایک رات برپا رہا جب دوسرے دن گل آفتاب مرجھایا اور باد صباے شام نے کار نسیم سحر کر کے غنچہ ہاے انجم کو گلزار افلاک مین شگفتہ فرمایا کہ بموجب ابیات

کشیدند می تا جہان تیرہ گشت — سر میگساران ز مے خیرہ گشت
بزد نائے رویین دربست کوس — بیاراست لشکر چو چشم خروس
برین گونہ از جاے برخاستند — ہمہ شب ہمی چارہ آراستند

شام ہوتے ہی طبل جنگ بجا اس خبر کو جاسوسان لشکر اسلام نے دریافت کر کے خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین اپنے تئین پہونچایا اور بہزاران ادب و توقیر زمین گیر ہو کر عرض پذیر ہوے کہ نظم

شاہ شاہان رہین ترے محتاج — سر افلاک پہ ہو گوشہ تاج
تیرا گلگون اگر کرے گلگشت — سبد گل ہو اسکی سم سے دشت

نازک چشم جو دوسرے لشکر حریف مین آکر طبل جنگ بجوایا ہے اور اپنے بھائیونکا قصاص لینے کا ارادہ

کیا ہی یہ کیکر ہر کارے کنارے ہوئے اور شاہ اسلام نے امیر کی طرف گوشۂ چشم سے ارشاد کیا امیر نے حکم کارسازی لشکر دیا چالاک نے طبل سکندری پر چوب لگائی نائے ترکی بجی کیومرثی بوق و نفیر افراسیابی وغیرہ منوچہری جھانجھ جلاجل اساسہ صاحبقرانی کے بلجے بجے دلاور تیاری جدال و قتال کرنے لگے جوہر شمشیر سے گلزار شجاعت سرسبز تھا یا ڈھالوں کے پھولوں سے گلستان جلادت کو پر بہار بنایا ہوا سے فتح و نصرت مثل نسیم اس حدیقۂ تہوری میں وزاں ہوئی سرخی چہرۂ شجاعت آگین بہادران گلہائے بوستان کو شرمندہ کرتی تھی جوانوں کا اکڑ نا غنچوں کا جھومنا سرد آوا گلشن تھی تلواروں کی چمک سے ظاہر تھا کہ نہر حدیقۂ شجاعت میں موجزن تھی اس طرف کو جوانان خنجر گزار نبرد آزمایان آزمودہ کار اسلحہ صیقل کرنے کماندار قربان ہونے پر لبیس دم شجاعت کا بھرتے تھے نیزہ داران نیستان جرأت کے شیر تھے تیغ زن انتہا سے زیادہ دلیر تھے لشکر حریف میں جادوگر ہوم کرتے تھے سپر دوں کا حال معلوم کرتے تھے ہنگامۂ قیامت زا برپا تھا یہ حال ہوا تھا **نظم**

ہنرکار شد جادوے ارجمند ۔ نہان را ستی آشکارا گزند
ہمہ دل پر از کین و پرچین بروے ۔ جز از جنگ شان نیست چیزے آرزوے
درخشیدن آتش و باد خاست ۔ خروش سواران فریاد خاست
سپاہی کہ از کوہ تا کوہ جاے ۔ بگیرند کو بند گیتی بپاے
اگر بر زمین بر زند گرز کین ۔ بترسد زمان و بلرزد زمین

دم سحر جب شاہ خاور جھولی تار شعاع کی زرتار گلے میں ڈال کر میدان فلک میں آیا اور ہندوی شب نے اصفہان سے نہ ملنے کے رخصت ہو کر ربط ظلمات پر آسن مارا **نظم**

دگر روز کین گنبد تیز گرد ۔ بگسترد بر چرخ دیبائے زرد
زمین گشت از پاے پیلان ستوہ ۔ نہ ہامون پدید و نہ صحرا و کوہ
چو گرد سپہ از میان بر دمید ۔ جہان رنگ خورشید شد ناپدید
جہان سر بسر زد شدہ تیرہ گون ۔ ز گرد سپہ آسمان قیر گون

لشکر دونوں طرف کے گروہ گروہ وارد دشت قتال ہوئے سرداران اسلام بعد فراغ نماز سحر در دولت پر ظل اللہ جہان پناہ کے آئے امیر ورد و وظائف سے فارغ ہو کر درگاہ باری میں دعائے فتح و ظفر بصد گریہ و زاری مانگنے لگے کہ اے باری [illegible] زبردست [illegible] **ابیات**

اے مسیحائے دردمندان ۔ اے عطا پاش معصیت کاران
جسطرف دیکھو جلوہ گر ہے تو ۔ رگ جان سے قریب تر ہے تو
تو ہی ہر عیب سے مبرا ہے ۔ تو ہی بیشک خدائے یکتا ہے

لگا دم بلند ہوئی اور شاہزادہ برہم زنندہ زمرۂ بے ایمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان گل گلزار خلیل الرحمان یعنے نور الدہر بن بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران نے اپنے مرکب کو صف سے باہر نکالا اور سامنے بادشاہ اسلام کے آکر پشت ہیون سے اترکر پایہ تخت کو بوسہ دیا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے شاہ لطفت نشان اجازت میدان ہو بادشاہ نے جام کلہ عفریت پر از شربت قند و نبات عنایت کیا اور خلعت سے تخلیع فرمایا اور سپرد یزدان پاک کیا شاہزادہ جام نوش کرکے مرکب بردبار پر سوار ہوا اور سمت میدان چلا کہ **ابیات**

| | |
|---|---|
| گرفتش سنان و کمان و کمند | گران گرز را پہلوے دیو بند |
| ز تندی بجوش آمدش خون و رگ | نشست از بر بارۂ تیز تگ |
| بآوردگہ رفت چون پیل ست | بجو کوہ زوان اسپش از جا بجست |
| برون آمد و راے ناورد کرد | بر آورد بر چہرۂ ماہ گرد |

مرکب کی طراردن مین مقابل حریف جا پہونچا ناصر کو طلعت جہان آراے شہزادہ دیکھکر ایک محبت ہوئی اور کہا اے پیل نامدار خداوند کو سجدہ کرے تو تیرے لیے سلطنت معین کیجائے اور میرے لشکر کی بادشاہی کرے شہزادہ نے فرمایا کہ اگر تو مجکو زیر کرے گا تو جو کچھ حکم دیگا قبول و منظور ہوگا اسوقت وقت جنگ ہے زبان شمشیر کو کام مین لا لب سوفار وہان تیر سے ہمکو سمجھا ناصر یہ سنکر پیچ و تاب کھا گیا اور گینڈا پیچھے ہٹا کر آگے بڑھا اور اس طرف سے شاہزادہ چلا ایک ٹکر مرکبون نے ایسی کھائی کہ یقین تھا سر پھٹ جائینگے سوار گر پڑینگے مگر سوار پشت زین پر قائم رہے اور گینڈا ناصر کا تھپیڑ کھاکر چھ قدم پیچھے ہٹ گیا اور اسی قدر گھوڑا شاہزادہ کا زور مین آکر بڑھ گیا اس نے رانون مین مسلکے سامنا کیا اور نیزہ سینہ سکینہ شاہزادہ پر لگایا جنگ آغاز ہوی

| | |
|---|---|
| یکے تنگ میدان فرد ساختند | بکوتاہ نیزہ ہمی ساختند |
| نماند ایچ بر نیزہ ہندوستان | بجسپ باز بردند ہر دو عنان |
| بشمشیر ہندی بر آویختند | ہمی ز آہن آتش فرو ریختند |
| بزخم اندرون تیغ شد ریز ریز | چہ زخمے کہ پیدا کند رستخیز |
| گرفتند زان پس عمود گران | ہمی گرفتند آن بر بن این بران |

جب اسلحہ درازی سے مراد دلی نہ حاصل ہوئی دوال کمر مین دونون نے ہاتھ ڈالکر زور کیا مگر دونون زمین پر کود ے اور دامن گردان آستینین چڑھا کر مائل کشتی ہوے **نظم**

| | |
|---|---|
| ز اسپان جنگی فرود آمدند | ہژبر اوژ با تیر و خود آمدند |
| بہ بستند بر سنگ اسپ نبرد | بر فتند ہر دو روان پر ز درد |

زشیران بہ کشتی ہمہ آویختند | زتنہا خوے خون ہمی ریختند

اسی طرح دونوں بہم اور دست بدست کشتی بصد درشتی رہی شام تک وہ دونوں زندہ پیل باد و ابر میں مست ہاتھی کے سر ٹکراتے رہے جس وقت کشتی گیر فلک نے آمد پہلوان زنگبار شام سنی اور اکھاڑے سے چرخ کے نکلکر بارگاہ مغرب کی راہ لی کہ نظم

شب آمد یکے ابر شد پر سیاہ | جہان گشت چون روے زنگی سیاہ
چو دریاے قیرست گیتی جہان | ہمہ سود شتائش گشتہ نہان

رات ہوتے ہی ناصر نے شاہزادہ کو روک کر کہا کہ اے جوان مرحبا صد مرحبا تو خوب مجھ سے لڑا اب جا کار امروز بفردا آفتاب بہ آسایش ہو کل ہم تم پھر نصیب آزمائی کرینگے کہ بیت مصرع آزما بلندی کراست ۔ درنیکار فیروزمندی کراست ۔ شہزادے نے جواب دیا کہ اے پہلوان ہمارا یہ دستور نہیں کہ بغیر حریف کے زیر کیے ہوئے یا بغیر زیر ہوئے اس سے میدان سے پھر جائیں کیونکہ آج جسطرح شام تک لڑے ہو اسی طور سے کل بھی لڑونگا یہ فیصلہ پھر کیونکر ہوگا بس میرا قول یہ ہے کہ کار امروز بفردا مگذار رات کو دن کر لینا شاہوں کے نزدیک کچھ دور نہیں اسی وقت تقدیر دیکھیں ع تا یار کرا خواہد و میلش بکہ باشد ناصر نے یہ تقریر سنکر کہا اچھا کیا میں بھی آپ سے پایہ کم کا رکھتا ہوں لیکن کچھ کھا لوں تو لڑوں شہزادے نے فرمایا کہ اچھا کھاؤ اس نے ملازمین کو پکارا اور کھانا طلب کیا ملازم اس کے مکان سے دودھ کے خوان اور میوون کے لائے اس نے ایک کاسہ شیر پیا اور چھلکے میوون کے لگئے شاہزادہ اکھاڑے میں ٹہلتا رہا کہ اس نے ایک طرف پھر کر دیکھا اور کہا آپ کچھ نہیں نوش فرماتے شہزادے نے فرمایا کہ ہمارے کھانے کو لخت دل اور پیٹ کو جگر ہی جب تک خداے تعالے ہمکو اس جنگ سے فراغت نہ دیگا کچھ نہ کھائینگے اس نے یہ سنکر کاسہ پھینکدیا کہ میں بھی نہ کھاؤنگا کیونکہ آپ اگر زیر بھی ہونگے تو کہنے کو ہوگا کہ بھوکا تھا گرفتار کر لیا یہ کہکر مقابل آیا دست بدست زبردستی کھینچی کشتی شروع ہوئی ادھر سے امیر نے اس طرف سے لقاے جبار فرشی کنارے اکھاڑے کے روشن کرا کے درختوں میں گیند لٹکوا دیے لشکری اسی جا دیو پوش بچھا کر بیٹھے خورد و نوش میں مصروف ہوئے اور سیر کشتی کی دیکھتے تھے مجمع خلائق تھا ہر ایک دیکھنے کا شائق تھا اسی طرح رات بھر کشتی رہی رات بھر کیا تمامی شبانہ روز باہم سر ٹکراتے رہے چوتھے روز جب شاہ انجم کشتی دیکھکر میدان فلک سے مراجعت فرما بادشاہ زنگبار شب نے پھر انفصال رزم عالم میں ڈالا فرمایا نظم

چو رزم تا شب بر آمد زکوہ | بجز زندہ تا دو دن از کین ستیزہ
جہان گشت چون چہرہ [illegible] | کشیدہ سپہ بار گردون دمین

صورت بدولت شہزادہ بسد مربت پر جو نگاہ پڑی اسباب عیب چھپا کر جھک کر سلام کیا شہزادہ بھی
انتہائی عشق ہر اس کے چہرہ کو دیکھ کر گویا ہوا کہ اے پری آپ تشریف لائیے گھر باری زبان شہزادے
سے یہ خوشنود ہو بزم میں بیٹھی شہزادے نے ساقی کو اشارہ کیا اس نے جام شراب ارغوانی بھر کر دیا
اس نے چند ساغر پیا بیٹھے جب نشہ کا زور ہوا دل نے بوسہ یار کی خواہش کی ناصر کا دامن پکڑ کر بولی
کہ ہوش صاحب تم ہم کو چھوڑ کر چلے آئے اچھا اب آؤ اور خدمت خداوند میں چلو ناصر نے ہنسکر
کہا کہ اے ملکہ محبوب بیت

کہاں وہ اہل وطن کی صحبت وطن کو چھوڑے ہوئی ہے مدت
کسی کسی کی نہ صورت نشان کچھ کہیں کہیں کا

اب ہماری محبت اگر منظور ہے تو خداوند پر لعنت بھیجو اطاعت اس شاہزادہ والا قدر کی اختیار کرو
ورنہ ہم کہاں تمکو اپنا دشمن سخت سمجھو یہ سننا تھا کہ اسکو یاس ہوئی اور خداوند پر لعنت بھیجنے سے
ناراض ہو کر پکاری کہ ارے او بیوفا تونے بڑا غضب کیا کہ خداوند باختر کو میرے سامنے برا کہا اب
میں تجکو پکڑ کر لے جاؤں گی اور خداوند کا عتاب بند کرا اپنے گروہ ساحران میں تجکو ملاؤں گی اگر
اس سے تجھ کو انکار ہوگا تو وہ بدر روز میرے ہاتھ سے دیکھیگا کہ خود [illegible] عدم میں بھی نہ آرام پائیگا
یہ تو بتا کہ اتنے بڑے بڑے خداوند کبھی دیکھنے میں [illegible] آئے تھے ان میں تونے کیا برائی دیکھی جو ان
کو چھوڑ مسلمانوں کا ساتھ دیا ناصر نے کہا او بے حیا دور ہو کیا بکتی ہے جا نہیں تو سزا اپنی اپنے کنار میں دیکھ
گی اس ڈانٹنے سے یہ ساحرہ جھلا کر اٹھی اور کچھ افسون پڑھ کر دستک دی کہ ناصر [illegible] زمین
میں دھنس گیا امیہ عیار نے یہ ماجرا دیکھ کر کہا اے ملکہ پرائے گھر میں آکر فساد کرنا اچھا نہیں ہم آپکو
مہمان سمجھکر طرح دیتے ہیں اس نے کہا تم اس مقدمہ میں نہ بولو کیونکہ ع رموز عاشقاں عاشق بداند
شہزادے نے فرمایا کہ اچھا تونے شہوت پرستی کا جھگڑا نکالا جا دور ہو نہیں مار ڈالے گی یہ کہہ کر
تیغ پر ہاتھ ڈالا نازک چشم نے کچھ سوچ کر پڑھا ناصر زمین سے نکل آیا اور کہا [illegible] جھگڑا کرنے میں
[illegible] ت سمجھانے آئی تھی [illegible] ہوا کہ تمسے [illegible] گر ہو گیا ہے [illegible] کا یہ
[illegible] نگاہ سے تنکر چلی یا کہ [illegible] اور کیفیت [illegible] بری نازان
اد [illegible] خواہش پڑھی دل میں سوچ کہ خیمہ میں جی [illegible] بھی دیکھ لوں [illegible] ہوئی چلی
[illegible] عیار اس کے پیچھے [illegible] تھا اس کو [illegible] دیکھا ایک ساحر کی ایسی [illegible] صورت بنکر
بیچ میں لشکر کفار گیا ادھر سے دوڑتا ہوا [illegible] یا اور کہا اے ملکہ میں ملازم سوفار
جادو ہوں انہوں نے آپ کے یہاں آنے کی خبر سنکر مجھکو بھیجا ہے اور کہا ہے کہ جو مالک فوج و سپاہ ہو وہ
اس طرف آئے بس مجکو روانہ کیا کہ اگر کچھ فساد ہو تو آپ کی مدد کروں نازک چشم نے کہا تجھ سے

کون ایسا ہے جو فساد کریگا غرض دونون باتین کرتے چلے راہ مین ایک مقام تنہا دیکھ کر امیہ نے
خاصدان نکالا اور اسکو وا کرکے ملکہ سے کہا کہ مجھکو پان کھانے کی بہت عادت ہے آپ بھی نوش فرمایئے
راہ مین سواے اس شغل کے کیا ہے ملکہ نے ایک گلوری لے کر اسکے کہتے سے کھائی تورًا بیہوش ہو گئی
امیہ بشارہ باندھکر اسکا سامنے شاہزادہ نورالدہر کے لایا شہزادہ نے فرمایا کہ بقیہ شب اسکو قید رکھو امیہ نے
بشارہ سے نکالکر اسکو ستون سے باندھ دیا مگر بیہوش رکھا کہ بھاگ نہ جائے چنانچہ رات بھر حفاظت
تمام رکھا جسوقت زاہد خورشید صومعہ مشرق سے باہر آیا اور عابد قمر نے دار اماں سر بسجود مغرب کیا

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | چو تارک خمیدہ شد از پشت ماہ<br>بنزدیک خورشید چون شید زشت | | دو تاریک زلف شبان سیاہ<br>برآمد پر از آب و رخ را بشست | |

امیر مع سرداران کے مسجد کے پاس مین تشریف لائے اور بعد فراغت طاعت رب اکبر دربار مین آکر
دنگل نادر عنبر جناب آصف بن برخیا پر جلوہ فرما ہوے بادشاہ اسلام بھی برآمد ہوے اور تخت سلیمانی
پر بیٹھے دربار کا نقارہ بجا تمام سردار حاضر ہونے لگے شاہزادہ نورالدہر مع ناصر دربار مین آئے
ناصر سے نذر دلوائی دنگل اسکو تحت نورالدہر اسی ذیل مین کہ شہزادے کے سرداران
جان پیچھے مین عنایت ہوا اور شہزادہ اندر چہل ستون کے دنگل گوہر نگار پر متمکن تھا اسوقت امیہ
بشارہ ساحرہ کا لایا امیر حسب اتفاق آج بارگاہ عشامی مین بیٹھے تھے ساحرہ کو دیکھکر حکم دیا کہ ستون
سے باندھکر ہوشیار کرو اور دعوت باسلام کرکے ٹھکانے لگاؤ امیہ نے باندھ کرکے حسب الحکم ہوشیار
کیا لیکن ہونے والی اس نے بھی سوزن زبان مین نہ دیا تھا ساحرہ کی جب آنکھ کھلی اپنے تئین بندھا
دیکھا اور شاہ اسلام کو تخت سلطنت پر جلوہ گر پایا یہ دیکھتے ہی نگاہ غضب سے گھورنے لگی امیر نے سوال
اسلام لانے کا کیا کہ اس نے سحر پڑھا بند جس سے بندھی تھی جل گئی اور یہ رہا ہو کر پکاری کہ معلوم
ہوا ایہ ہی عیار کے ہاتھ سے پر تم لڑا کرتے ہو یہ کہکر سحر پڑھکر دھوان بنی اور اڑ کر بلندی پر گئی
وہان سے ایک ناریل بارگاہ مین مارا شعلہاے آتش زمین سے نکلکر سردارون پر چلے امیر نے
اسم اعظم پڑھا کہ وہ شعلے بجھ گئے پھر اس نے ایک پیکان سحر مارا سادہ بھی برکت اسمار الٰہی
جل گیا اور امیر بھی دنگل سے تیر پھر کر کمان مین پیوستہ کرکے پکارے کہ باش اوقحبہ کہان جاتی ہے
نازک چشم نعرہ سنکر خائف ہوئی اور اڑ کر چلی گئی بارگاہ لقاین بختیارک کہہ رہا تھا کہ رات گذر گئی
اور ملکہ نہ آئین [illegible] کر پہونچی اور سارا ماجراے گذشتہ بیان کرکے
دنگل پر بیٹھی بختیارک نے [illegible] سے اتارے نازک چشم ہنس پڑی اس نے کہا
ہنستی کیا ہو بڑی خیر گذری وہان کا گیا کوئی پھرتا نہین اس جگہ کا جانا ملک عدم کا سفر ہے وہ لوگ
بڑے زبردست ہین کون انکے بار ہے تم واقعی نصیب کی اچھی ہو جو پھر آئی ہو یہ تقریر سنکر نازک چشم

غضبناک ہوئی اور بولی کہ ملکہ جی میں ابھی حمزہ کو معہ اس کے لشکر کے غارت کیے دیتی ہوں یہ کہکر وہانسے اُٹھی اور اپنی بارگاہ سے ایسا سحر پڑھا کہ راستہ بارگاہ کا ہر طرف سے بند ہوگیا یعنی جو کوئی قصد آنے کا کرے تو تاریکی معلوم ہو ادھر نہ آسکے بعد اس بندوبست کے خون خنزیر سے نہا کر چوکا دیکر زمین کو لیپکر بیٹھی اور گوگل دھوپ دیپ وغیرہ جلانے لگی منتر آغاز کیا پھر آردماش کے دو اژدہے بنائے اور ایک جانور بنایا جانور سے کہا تو سر حمزہ پر جاکر چکر لگا کر اور پکار کر کہہ کہ میں تیرے قتل کرنے کو اے حمزہ آیا ہوں وہ یہ سنکر اسم اعظم پڑھے گا میں بند کر لونگی جانور یہ حکم سنکر جاندار ہوکر اڑا اور سمت لشکر اسلام گیا بعد اسکے اس نے اژدہوں کو حکم دیا کہ تم بھی جاؤ اور لشکر اسلام کا کام تمام کرو اژدہے بھی غائب ہوگئے اور یہ بھی بیٹھے بیٹھے زمین میں سما گئی اور لشکر اسلام کی جانب چلی اہل اسلام غافل اترے ہوئے تھے کہ یکایک اژدر کنارے لشکر کے چلے شعلہاے آتشین منھ سے چھوڑنے لگے حرارت زہر سے زمین کانپنے لگی اور مردمان لشکر سب شدت گرما سے بیہوش ہونے لگے ہنگامہ برپا ہوا اور خیموں بازاروں سے لوگ بھاگ کر طرف صحرا چلے لیکن جدھر گئے دو اژدہوں کو قلاب آتشین چھوڑتے پایا اور راہ کو بند پایا صورتیں ان سوزیوں سے ایسی پیدا کہ یقین کہ زہرہ آب ہوتا تھا سرطان فلک کا انکے خوف سے دل پانی پانی ہوتا تھا عقرب چرخ کو نصیب ترس و بیم اپنی جان کی نگہبانی کی پڑی نظم

چہ گویم از آن اژدہاے دژم — کہ ہشیار گز بود از دم بدم
بدان جایگاہ بود شان آرامگاہ — نکرد سے زہیش بردی دو راہ
ہمی دود زہرش بسوزد زمین — نخواہد بدان مانند چرخ برین
ہمی آسمان کرگس اندر کشد — ز دریا نہنگ دژم برکشد

غرض سرمین حرارت آتش زہر سے لشکر ہونکا پھیلنے لگا تمام صحرا جلنے لگا زمین تفتیدہ ہوئی اور گھاس جھلس گئی وہ آگ جو دہان اژدہان سے نکلی اسقدر بڑھی کہ تمام لشکر اس نے گھیر لیا اہل اسلام آیہ وافی ہدایہ قلنا یا نار کونی پڑھنے لگے بعضے ان میں ربنا قنا عذاب النار پڑھتے تھے بارگاہ سلیمانی میں شاہ اسلام اور سرداران امیر جاکر ٹھہرے لشکری جہاں تک سما سکے جاکر دمین پناہ گزین ہوئے مگر ایک بارگاہ اور لشکر بہت بڑا ہزاروں باہر رہ گئے اور ہلاک ہوئے صداے الغیاث و فریاد بلند ہوئی امیر بارگاہ سے اسم اعظم پڑھکر سحر دفع کرنے باہر نکلے اسوقت ایک جانور آکر گرد سر پھرنے لگا اور پکارا کہ حمزہ میں تجکو مارنے آیا ہوں امیر نے اسم اعظم باواز بلند پڑھا وہ طائر تو جل گیا مگر پس پشت نازک چشم کمات میں لگی تھی اس نے ایک جانور سرخ رنگ چھوڑا کہ اس نے آکر گرد سر امیر چرخ مارا اور پھر کر نازک چشم کے پاس گیا اس نے پکڑکر شیشہ میں بند کیا اور پکاری کہ حمزہ بند کیا میں نے اسم اعظم اب لازم ہے سرکشی کو چھوڑکر خدمت خداوندین

پھر اس نے ساغر بھر کر شاہزادے کے سامنے پیش کیا شہزادے نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی
کیا ہے اور اس دشت کو قدم گزرنگ سے رشک ارم بنانے کا کیا باعث ہوا ہے ساحرہ نے مسکرا کر کہا
کہ نصیب تیرا اے شخص یاد رہا جو مجھ ایسی ساحرہ دختر ملکہ نازک چشم کے دل پر تیرے عشق کا اثر ہوا
اب تمام عالم زیر فرما تیرے کر دونگی شاہ جادوان کا ہمسر بنا دونگی مادر نے میری اسم اعظم حمزہ
بند کر کے اژدرہا سحر سے تمام لشکر اسلام غارت کرنا چاہا ہے اور مجکو شیشہ اسم اعظم دیکر طلسم
بھیجا ہے بس جب اہل اسلام میری مادر کے ہاتھ سے مارے جائینگے خداوند باختر یعنے لقا ہم لوگوں کا
وہ مرتبہ کرینگے کہ کسی پیمبر کا بھی ایسا مرتبہ نہ کیا ہوگا شاہزادے نے جب سارا ماجرائے جنگ وغیرہ
سنا چاہا کہ اس قحبہ کو واصل جہنم کرے لیکن عقل سلیم نے مشورہ دیا کہ ساحرہ ہے اگر غصہ جتاؤ گے تم کو
بھی مسحور کریگی لازم ہے کہ اس سے باآشتی پیش آؤ اور نرمی کر کے سختی جتاؤ پس یہ سوچ کر ہنسا اور کہا اے
ملکہ زہے نصیب میرا جو تھا سا ادھر آتا ہوا یہ کہکر گردن میں باہیں ڈال دیں وہ شہوت پرست بھی
لپٹ گئی شہزادے نے اسکو وہیں لٹایا اور اُس میں رانوں کو گانٹھا پھر ایک ہاتھ منھ پہ پیار
کے جی سے رکھا اور دوسرا گردن پر رکھکر اس زور سے گلا دبایا کہ آنکھیں نکل آئیں ہر چند تڑپی اور
چاہا سحر پڑھے لیکن رانوں میں دبی تھی اور منھ بند تھا کچھ نہ کر سکی آخر روح نجس نے کسی اور طرف
سے راہ نکلنے کی نہ پائی نفذ اسفل کی طرف سے سمت جہنم روانہ ہوئی شور دار و گیر برپا ہوا بڑی
دیر تک تاریکی رہی صدا آئی کہ مارا گلابی چشم جادو کو کل ایک سو پچانوے برس کی عمر تھی ہنوز
جوان بھی نہ ہوئی تھی ارے بیدرد سو تو نے بڑا غضب کیا کہ اس نے کوئی پھول باغ عشرت
سے بھی نہ چنا تھا پر ارمان و ناشادی ماری گئی بعد اس ہنگامے کے برطرف ہونے کے شہزادے نے
شیشہ اُسکی جھولی سے نکالکر توڑ ڈالا لشکر اسلام میں سب مصروف دعا تھے کہ امیر کو اسم اعظم یاد
آگیا اور بارگاہ سے نکلے اور سوار ہو کر بہت جلد قریب اژدہوں کے گئے اور اسم اعظم پڑھ کر
دم کیا کہ وہ نابود ہوگئے بالکل وہ حرارت موقوف ہوئی جو لوگ کہ بیہوش پڑے تھے ان پر اسم اعظم پڑھکر
دم کیا کہ وہ ہوش میں آگئے اس عرصہ میں جمہور شکارگاہ سے آیا اور امیر سے سب حال کہا ہر ایک
خوش ہوا اور امیر دربار میں آکر بیٹھے ہر ایک بادل شاد بدستور سابق اپنے اپنے کام میں مصروف
ہوا ہرکارے لقا کے جو دمبدم خبر پہونچاتے تھے یہ سب خبر لے کر گئے اور عرض پیرا ہوئے کہ ملکہ
گلابی چشم اثنائے راہ میں جمہور کے ہاتھ سے ماری گئیں لشکر اسلام پر سے وہ آفت رفع ہوئی
اب سب راحت پذیر ہیں بختیارک یہ سنتے ہی پکارا الصلوۃ بر محمد و لعنت بر لقا کیوں ملکہ تم
خوش ہوئیں تم نے اقبال مسلمانوں کا دیکھا نازک چشم خبر مرگ دختر سنکر رونے لگی پھر تو یہ حال
ہوا کہ بموجب بیانات

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | ہمہ بندگان موے کردند باز | | کہ آن موے مشکین کمند دراز | |
| | کمند میان را بہ گیسو ببست | | بناخن گل ارغوان را بخست | |
| | سرہا بریدان گسستہ کمند | | خراشیدہ روے و بماندہ نژند | |

آخر سب نے سمجھایا کہ اے ملکہ صبر کر خداوند کی مشیت مین کیا چارہ ہے لقا نے کہا اے بندی قدرت
تو نے ناصر کیلیے اسم اعظم بند کیا تھا کچھ ہمارے واسطے نہین کیا تھا ہم کو یہ ناگوار گذرا تیری دختر کو ہمنے
قتل کرایا اب اگر تو ایسا کریگی اور سوا ہمارے اور کی خاطر سے ہمارے بندونکو قتل کرنا چاہیگی تو ہم
تجھکو بھی غارت کردینگے کیونکہ یہ بندگان مغضوب ہمارے پیارے بندے ہین جو کوئی ان مسلمانون کو
ستائیگا تو برباد ہو جائیگا خیر ہم تیری دختر کو بروز نوروز زندہ کردینگے فی الحال ہمارے لیے ان مسلمان
بندونکو قتل نہ کرنا نازک چشم یہ کلمات سنکر خداوند کے قدم پر گری اور عذرخواہ ہوئی کہ بیشک مین گنہگار
ہون اب ناصر کو کبھی یاد نہ کرونگی لقا نے اسکی دلجوئی اور دلداری کی یہ وہان سے روتی ہوئی اپنی
بارگاہ مین آئی اور سیہ پوش ہوئی مگر تیاری سحر وغیرہ کرنے لگی فی الحال کچھ دنون اس ساحرہ کو یہ احقر چھوڑ
مترجم مصروف ماتم اور سحر خوانی رکھتا ہے اور حال خسران مآل افراسیاب بدسگال لکھتا ہے راوی
کا بیان ہے کہ بعد مرنے قاہر چہار چشم کے شاہ جادوان متردد و متفکر ہورہا تھا کہ ناگاہ دو طائر سحر سامنے
آئے دونون کی گردن مین نامے بندھے تھے شہنشاہ نے وا کرکے پڑھے ایک نامے مین لکھا تھا
کہ اے شہنشاہ آپ غافل بیٹھے ہین اور عمرو و محمور مت طلسم کوکب جاتے ہین اب قریب ہے کہ منزل
مقصد پر پہونچین آپ کو ان کی خبر لینا چاہیے عرضیہ برادر مصور جادو دوسرے نامے کا مضمون
یہ تھا کہ اے بادشاہ بادشاہان ساحران کنیز آپ کی صنعت سحر ساز کہ اس لونڈی کو حضور نے عہدۂ
وزارت عنایت فرمایا ہے اپنے ملک سے بہ استیصال مخالفان جناب حاضر ہوئی ہے امیدوار ہے کہ
اسکو اجازت حرب عنایت ہو چنانچہ دونون عریضون کو پڑھکر افراسیاب بہت خوش ہوا اور
جواب تحریر کیا پہلے خط کے جواب مین یہ لکھا کہ مین کوکب سے ڈرتا نہین اگر عمرو و محمور جائین گے تو
میرا کیا ہوگا خیر تمہارے لکھنے سے مین ایک نامہ کوکب کو لکھونگا عجب نہین جو باغیون کو گرفتار
کرکے بھیجدے اور انکا شریک نہ ہو یہ لکھکر طائر کے گلے مین باندھا وہ روانہ ہوگیا پھر دوسرے خط
کا جواب لکھا کہ اے ملکہ صنعت تمہارے آنے سے مین بہت خوش ہوا اچھا جاؤ حیرت سے پوچھکر
کام نمکحرامون کا تمام کرو یہ نامہ بھی طائر کے سپرد ہوا فی الجملہ دونون طائر جا کے اپنے مالکون کے پاس پہونچے
ایک تو نامہ پڑھکر چپ ہورہا اور صنعت نے جواب پاکر کوچ کیا اپنے لشکر کے تین حصے کیے ایک حصہ فوج
سالار جادو نام اپنے سپہ سالار کو دے کر مثل ہراولون کے آگے روانہ کیا اور دوسرا حصہ لشکر کا اور سردار کو
دے کر پیچھے سپہ سالار کے بھیجا پھر بقیہ فوج کو مثل موج دریا کے اپنے ہمراہ لیکر کوچ کیا اس طریق سے لشکر چلا کہ ایک

لشکر کا سرا دوسرے لشکر سے ملا تھا سپاہ کا حساب حد و اندازے سے باہر تھا القصہ پہلے سالار جادو قریب
لشکر حیرت پہونچا طائران سحر نے خبر ورود لشکر حیرت کو دی ملکہ نے سرداروں کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائین
سردار مصروف تیاری ہوے لیکن اس بارگاہ مین جو آسیس لشکر مہرخ موجود تھے سب خبر دریافت کر کے
حاضر خدمت ملکہ موصوف ہوے اور بعد دعا و ثنا کے آنا لشکر صنعت بیان کیا مہرخ اس کے آنے کی خبر سنکر
لرز گئی رنگ رخ زرد ہوا گھبرا کر کہا خدا خیر کرے برق فرنگی نے کہا اے ملکہ تم گھبراؤ نہین مین جا کر اس صنعت
کے لشکر کو دیکھتا ہون اور اسکی اچھی طرح سے خبر لیتا ہون مہرخ نے کہا تمھارا جانا بہتر نہین وہ بڑی زبردست ہے
برق نے کہا ہمارے نزدیک سب پست ہین خداے تعالی زبردست ہے یہ کہکر روانہ ہوا راہ مین ضرغام
عیار ملا اس سے سب حال بیان کر کے کہا مین عیاری کو جاتا ہون تم بھی خبر رکھنا یہ کہکر چلا ضرغام بھی
دوسری راہ سے اسکے پیچھے ہوا برق جب صحرا مین پہونچا دیکھا کہ زیر دامن کوہ جھنڈے گڑے ہین
گنج پڑے ہین دور تک خیمہ و بارگاہ و خرگاہ آراستہ ہین راؤٹین اور بے چوبے استادہ ہین طلایہ پھرتا ہے
کوتوالی چبوترا بنا ہے دوکانین لگی ہین بٹھنین اتری ہین اہل حرفہ و پیشہ رعایا و برایا کا ہجوم ہے ساحرون
کی کثرت سے ہر سمت دھوم ہے برق ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر داخل لشکر ہوا اور ایک شخص سے
پوچھا کہ بھائی مین رہنے والا فوج حیرت کا ہون ناواقف ہون تم بتاؤ کہ یہ لشکر کس کا ہے اور ملکہ صنعت
کا کونسا خیمہ ہے اس نے جواب دیا کہ اے شخص یہ لشکر سالار جادو سپہ سالار لشکر کا ہے اور اس لشکر
کی کیا حقیقت ہے اسی سے ملا ہوا اور ایک لشکر پیچھے اس لشکر کے اترا ہے اس لشکر کے بعد لشکر ملکہ
صنعت کا ہے یہان سے تا گنبد نور فوج ہی فوج ہے اتنا بڑا مجمع ہے برق تو یہ کھڑا پوچھ رہا ہے اور
سالار جادو اپنے خیمے مین بیٹھا تھا ایک صندوقچہ سحر کا سامنے اس کے رکھا تھا اس کو وا کر کے دیکھ
رہا تھا کہ ناگاہ ایک صندوقچے سے چمک نکلی اور وہ آفتاب کیسا چمکا کہ روشنی ہو گئی اس روشنی مین صدا
آئی کہ اے سالار ہوشیار ہو کہ برق عیار آ پہونچے یہ سنکر اس نے ایک ساحرہ سے حکم دیا کہ جاؤ برق فرنگی
عیار بازار لشکر مین کھڑا ہوا اس قطع کے شخص سے باتین کر رہا ہے اسکو بلا لاؤ ساحرہ حسب الحکم برق کے
پاس آئی اور عرض کیا کہ ہمارے میان نے آپ کو بلایا ہے برق یہ سنکر پہلے تو گھبرایا پھر یہ سوچا کہ چلو تو یہی
خدا مالک ہے غرض ہمراہ اس ساحرہ کے خیمہ سالار مین آیا دیکھا اندر خیمہ کے شیشہ آلات سجا ہے فرش مکلف
بچھا ہے میز کرسی دنگل وغیرہ آراستہ ہین آبدارخانہ مہمانخانہ کے مقام پر آراستہ ہین ہزارہا ساحر دروازہ پر
بعہدۂ خدمتگاری و بہ امید باریابی کھڑا ہے سامان سلطنت ہے بڑا کارخانہ ہے ایک دنگل زرنگار پر سالار
بیٹھا ہے روبرو صندوقچہ سحر رکھا ہے اسمین پانی بھرا ہے یہ اکیلا بیٹھا ہوا اسی صندوقچہ کو دیکھ رہا ہے برق
نے جا کر سلام کیا اسکو دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا صندوقچہ بند کر کے الگ رکھدیا اور برق کا ہاتھ پکڑ کر اپنے
تپاک سے کرسی پر بٹھایا کہ بموجب بیت نگاہ ناز کہین پیر خفا نہ کر جائے + کہو یہ دل سے کہ ٹھہر کر ذرا

تپاک کرے ، فی الجملہ برق کے لیے سامان تواضع و مدارات مہیا ہوا شراب و کباب منگایا جلسۂ چنگ
و رباب دکھانے کا ارادہ کیا بعد اس خاطرداری کے گویا ہوا کہ اے برق مین نے آپ کو یہان آنے کی
اس لیے تکلیف دی کہ آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہین جو کچھ مین کہونگا تسلیم کرین گے اور جادۂ راستی
سے قدم خلاف نہ دھرین گے فی الجملہ آپ جاکر ملکہ مہرخ کو سمجھا لیجے کہ آج تک جو ساحر آیا اور آپ
کے ہاتھ سے مارا گیا یہ سمجھ لیجیے کہ وہ اور طرح کا لڑنے والا تھا شہنشاہ کو تم سب کا غارت کرنا منظور نہ
تھا ہمیشہ کی پرورش اپنی یاد فرما کر رعایت فرماتے تھے مگر تابکجا مجبوری ملکہ صنعت سحر ساز جادو اپنے
وزیر کو بھیجا ہے بس ملکہ عالم سے لڑنا پادشاہ جادوان سے مقابلہ کرنا ہے یہ مور ضعیف پیل دمان سے
کہین لڑ سکتی ہے اور پروانہ جان بھی دے جب بھی شمع کو نہین بجھا سکتا کیونکہ مین آنم کہ خود دانم
کہان ملکہ صاحب اور کجا لشکر مہرخ آفتاب اور ذرہ کا سامنا ہے بہ جگر مین تمہ بھی ملکہ کی شوکت کی
زبردستی بیان نہین کر سکتا **ابیات**

شہ ساحران صنعت سحر ساز ۔۔۔ کہ ہے آج شاہی مین وہ سرفراز
خداوند اورنگ کشورستان ۔۔۔ سرافراز جادوگران جہان
کسی کو ہو کب دعوی ہمسری ۔۔۔ کہ ہر وقت کی اپنے وہ ساحری
نہین ساحران جہان کی مجال ۔۔۔ کرین سامنے اسکے کچھ قیل و قال

حاصل مرام اے برق تم سمجھا کر اپنی ملکہ کو ہلاک ہونے سے بچاؤ اور خیر اگر وہ لڑنے سے باز نہ آئے
تو اپنی جان آپ دے گی تم میرا اتنا کہنا مانو کہ عیاری کرنے نہ آؤ اور اپنے ساتھیون کو بھی منع کر دینا کہ
وہ بھی جسارت نہ کرین ورنہ روز بد دیکھین گے اگر ہزار جان سے کر ہمارے لشکر مین آئین گے ایک
بھی سلامت نہ جائین گے برق اس تقریر دلپذیر کو سنکر ہنسا اور دل مین سوچا کہ یہ کہان کے ہمارے
دوست مہربان ہین جو اس وقت مشفق ناصح بنکر کتاب پند نامہ پڑھتے ہین ظاہر ہوا کہ از حد
بیوقوف بدتر از طفل ابجد خوان ہین خیر لازم ہے کہ انکو اور زیادہ بیوقوف بناؤ اور نشانی لیکر
یہان سے اپنا راستہ لو پھر جیسا ہوگا سمجھ لینگے یہ تجویز کرکے گویا ہوا کہ اے مہربان واقعی آپ نے جو کچھ
فرمایا سراسر بہتر اور عین مصلحت ہے خالی از صواب آپ کا ارشاد نہین ہے مین اپنے امکان بھر مہرخ کو
فہمائش کرون گا اور جنگ سے باز رکھونگا اور عیارون کو مانع ہونگا الحق ایسا دوست شفیق تم سا
برادر مجھکو کہان ملے گا سچ تو یہ ہے کہ اتنے ساحر آئے مگر یہ دوستی کسی نے نہین کی جو کچھ کہ جناب نے
مہربانی ہم پا شکستہ زاویۂ حرمان کی نسبت فرمائی سالار اسکی گفتگو سنکر بھول گیا اور کہا اے
برق آپ بڑے دانشمند ہین مین تمام عمر آپ کا ساتھ نہ چھوڑون گا اور ملکہ سے کہکر بڑا رتبہ
و مرتبہ کراؤنگا برق نے کہا یہ آپ کی عنایت ہے غرضکہ اسی گفتگو مین اتفاق سے سالار کو پیشاب

کی احتیاج ہوئی اُٹھکر چوکی پر گیا مگر کہتا گیا کہ آپ تشریف رکھیے مین حاضر ہوتا ہون برق سمجھا کہ یہ تو مسخرا
ہے تم اپنا کام کرو یہ سمجھکر اُٹھا اور وہی صندوقچہ جو سامنے سحر کا رکھا تھا اُٹھایا پہلے تو سمجھا تھا کہ کچھ آفت اس سے
ظاہر ہوگی مگر دیکھا تو اسی طرح بند ہے کچھ ضرر نہین پہونچا ہے معلوم ہوا کہ جب یہ کلید سحر سے کھلے اور زمین ترکیب
سے سحر پیدا ہوتا ہے وہی تدبیر کردی جائے تو اسمین سے سحر پیدا ہو کر کام دے بس یہ لے کر اس کو خیمہ کے
باہر نکلا یہان جو ساحر کہ حاضر تھے وہ سمجھے کہ سالار نے انکو باعزاز بلایا تھا یقین ہے کہ صندوقچہ دیا
ہوگا یہ سوچکر کسی نے نہ روکا یہ نکلکر جب لشکر کے کنارے پہونچا اسوقت سالار چوکی پر سے آیا برق
کو نہ دیکھا پہلے تو افسوس کیا کہ بڑا یہ عیار بدقسمت تھا جو چلا گیا نہین تو مین بہت کچھ دیتا جب افسوس
کرچکا غور جو کیا تو صندوقچہ سحر بھی نہین پھر تو گھبرایا اور بدحواس ہو کر باہر آیا پکارا کہ وہ لے گیا
ملازمین بھی کچھ اس جملہ کو نہ سمجھے مگر اس کے کلام کی پیروی کرنے لگے یعنی سب یہی کہنے لگے کہ اسے
وہ لے گیا اس سے وہ لے گیا کوئی یہ نہین کہتا کہ صندوقچہ لے گیا سالار جدھر دوڑا جاتا ہے اسیطرف
سب جاتے ہین اور وہ لے گیا لیگیا کا غل مچاتے ہین برق نے جو غلغلہ سنا جلد لشکر سے باہر
نکل گیا اور وہ مقام کوہستان تو تھا ہی یہ ایک درۂ کوہ مین جا کر چھپ رہا وہان بھی غل سن رہا
ہے کہ لینا گھیرنا گرفتار کرنا ظالم نے بڑا غضب کیا کہ لے گیا یہ تو غار مین مخفی ہے کوہ کے مگر ضرغام
سے جو کہ آیا تھا وہ بھی اسکے پیچھے لشکر مین آیا تھا اسنے بھی یہ ہنگامہ دیکھا اور برق کو بھاگتے ہوئے
لیے دیکھ کر اسکو بھی دل مین سوجھی اور سوچا کہ یہی موقع ہے اس بیوقوف سپہ سالار لشکر کے مار ڈالنے
کا یہ سمجھکر اپنی صورت تنہائی مین جا کر برق کی ایسی بنائی اور ایک طرف سامنے سے ساحرون کے
بھاگ کر چلا سالار نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تو میرا صندوقچہ کیون لیگیا مین نے تیرے ساتھ
کیا برائی کی تھی مین بلکہ ارادہ رکھتا تھا کہ تجھے زر و گوہر کے کئی صندوقچے دون اب اس صندوقچہ مین
جو تو لے گیا ہے کچھ زر و جواہر نہین ہے صرف سحر کرنے کا ہے وہ مجھے دیدے اور مجھ سے اس کے عوض
مین بہت سا کچھ مال لے مین تجھکو ضرر نہ پہونچاؤنگا اور بہت کچھ دونگا برق نقلی نے جواب دیا
کہ تو بڑا بیہودہ ہے کیسا صندوقچہ اور بالفرض اگر مین لے بھی گیا ہون تو کیا دینے کے واسطے لیگیا
ہون جا اپنا کام کر ہم جو لے گئے وہ لے گئے اب نہ دینگے سالار نے یہ سنکر ایسا سحر پڑھا کہ
ضرغام کے پاؤن زمین مین دھنس گئے اور زمین نے ایسا فشار دیا کہ بیقرار ہو گیا اور کہا سالار
کیا چاہتا ہے اس نے کہا صندوقچہ دے اس نے جواب دیا کہ ایک شرط سے یعنی مین صندوقچہ
غار مین ایک پہاڑ کے رکھ آیا ہون اگر تو اکیلا میرے ساتھ چلے تو دیدون کیونکہ ہم لوگون کے
رہنے کی وہ جگہ ہے اگر ہر ایک دیکھ لے گا تو برا ہے اس لیے تجکو تنہا لیے چلتا ہون سالار نے یہ سنکر دفع سحر
کرکے اسکو زمین سے چھڑایا اور بولا کہ اچھا چل دے افسران لشکر نے عرض کیا کہ یہ مکار ہے آپ

تنہا نہ جانے دیجئے سالار سمجھا کہ یہ سالار ہی اگر جانے مین تامل کریگا فوج کے سردار بظاہر تو مانع ہین لیکن
دل دیکھتے ہین سب بودا جانینگے یہ سمجھکر کہا نہین مین جاؤنگا کیا مین کچھ حلوا ہون جو کھا لے گا یہ کہکر
ساتھ ہوا ضرغام اسکو لیکر کوہستان مین آیا اور اس حماقت سے نہ کہ وہ ازبسکہ دق کرکے مارنا منظور
تھا بدین سبب بیہوش نہ کیا لیکر چلا اسکو جاتے دیکھکر برق جو غار مین تھا اس نے بھی دیکھا
اور ایک ضعیفہ کی ایسی صورت بنکر یہ بھی بطور مخفی انکے پیچھے چلا غرض جب کوس بھر راہ طے کی اس
وقت سالار نے پوچھا کہ اے برق وہ مقام کونسا ہی جہان صندوقچہ رکھ آیا ہی اگر وہ بہت دور
تھا تو وہان کہا ہوتا کہ مین سوار ہو کر آتا ضرغام نے کہا مین کچھ نشہ مین تھا جب صندوقچہ
رکھنے آیا تھا اب جگہ یاد نہین آتی جہان رکھا ہی اسجگہ رکھا ہی اس جگہ کو بالکل بھول گیا ہون
چلیے ڈھونڈھتا ہون اگر ملگیا تو مال آپ کا ہی نہین تو مال ہمارا ہی جب یاد آئیگا تب آکر دے جائینگے
اسوقت ہم آپ دونون مجبور ہین سالار کو اس تقریر سے غصہ آیا کہا اگر صندوقچہ نہ دیا تو مار
ہی ڈالونگا ضرغام بولا کہ ہان یہ تو ہونا ہی ہی اگر نہ ملا تو مار ڈالنے کے سوا اور کیا ہی اچھا چلے
تو آئے سمجھ لیا جائیگا وہ ناچار اور تھوڑی دور گیا پھر اس نے استفسار کیا اب کہان ہی اس نے
کہا آج تک تو چھوڑ دیجیے مین اپنے گھر جاؤن کل میرے جب حواس درست ہونگے تو آکر ڈھونڈھونگا
سالار نے غضب مین آکر کہا ابے کیون باتین بناتا ہی مین ایک گھونسا مارونگا تیرا دم نکل جائیگا
ضرغام نے ہنسکر جواب دیا کہ چلو اچھا ہی میری جان گئی تمھارا مال گیا یہی سالار گھبرایا گویا
ہوا کہ بھائی بتادو کیون دق کرتے ہو ضرغام نے کہا اچھا اگر صندوقچہ لینا ہی تو چپکے چلے آؤ ناچار
وہ پھر ساتھ چلا جب کچھ دور گیا جھنجھلا کر بولا کہ کیون تو نہ بتائیگا ضرغام نے کہا بتاتے ہین مرا
کیون جاتا ہی اس نے کہا تو یون نہ بتائیگا ضرغام نے کہا تو بھی یون کہنا نہ چھوڑیگا جبتک کہ سزا
نہ پائیگا سالار بولا کہ پھر شرط مار ڈالون ضرغام نے کہا کیون یہی بات ہی کہ ناک کاٹ لون سالار بہت
ہی خفا ہوا لیکن غرض بہت بری ہی جانتا ہی کہ اگر صندوقچہ نہ ملا تو صنعت کہے گی کہ جاتے ہی حربہ
سحر کا چھنوا دیا فوج والے بھی ہنسین گے کہ واہ ایک صندوقچہ نہ لے سکے لہذا یہان سے خالی
پھر کر جانا بڑی غیرت کی بات ہی جسطرح بنے لینا چاہیے یہ سوچکر پھر کچھ میل کی باتین کرنے لگا اور کہا
بھائی آخر وہ تم کیون نہین دیتے ہو مجھ سے جو کچھ کہو وہ مین دون اس صندوقچہ کے لینے سے تمھارا
کچھ بھلا نہ ہوگا ضرغام نے کہا ایسے میان اتنے ہی کے لیے تمھین لائے ہین یا اور کسی کام کو مرد آدمی
اکثر خود حیران پھرتے ہین چلو ڈھونڈھتے دیتے ہین گھبراتے کیون ہو غرض اسی طرح اس کو لیے لیے
کئی کوس کا چکر دیا کہ پاؤن اس کے سوج گئے تھک کر بیٹھ گیا ضرغام نے کہا آپ بھی تھک گئے اور
تمھین بہت ہلاک ہوا اب تو معاف کیجیے کل مین خود آپ کے لشکر مین لیکر صندوقچہ آؤنگا یہ کہکر

اٹھاکر چلا جائے سالار کو تاب نہ آئی سحر پڑھکر اس نے دستک دی کہ ضرغام کے پانون زمین نے
پکڑ لیے اور وہی کیفیت جو سابق مین لاحق ہوئی تھی اب بھی طاری ہوئی اور سالار نے جھولے سے
سحر کے منقل آتش نکالکر کوئلے سلگائے پھر خنجر کھینچکر چلا کہ تیری بوٹیون کے کباب لگاکر کھاؤنگا یہ کہکر چاہتا
تھا کہ بوٹی کاٹے اس وقت برق جو بڑھیا بنکر چھپا ہوا تھا سب ماجرا دیکھتا تھا یکایک ایک صندوقچہ
لیکر ظاہر ہوا اور غل مچاتا ہوا اسکی طرف چلا کہ آگ لگاؤن تیرے صندوقچہ کو بھاڑ مین جائے موئے
تو جو جہنم کا کندہ ہو میرے بچے کی جان ہے تو سب کچھ ہے تو نے میرے فرزند کو کیا سمجھ کے باندھا ہے
صندوق کردن بھر دے لے اپنا صندوقچہ لے تو ضرغام یہ باتین سنکر پہچان گیا کہ برق ہے مگر سالار نے
دھوکا دینے کو کہا کہ غضب ہے اس بڑھیا پر کمبخت صندوقچہ دیئے دیتی ہے مین اپنی جان دیتا صندوقچہ
نہ دیتا سالار نے کہا یہ تیری کون ہے اس نے کہا ہم لوگ یہان مسافرانہ وارد ہین یہ بڑھیا کوشانے
مین رہتی ہے ہم نے اسکو مان کیا ہے جو لاتے ہین اسکے پاس رکھواتے ہین یہ بھی ہمکو روٹی پکا دیتی ہے اور اسی جگہ
رہتی ہے اسوقت کسی کام کو نکلی ہوگی ہمکو دیکھ کے صندوقچہ لائی ہے مین جانتا کہ یہ دیدے گی تو اسکے پاس نہ رکھوتا
اسی گفتگو مین بڑھیا نے قریب آکر کہا کہ ارے ظالم اپنا صندوقچہ لے سالار نے کہا یہ میرا صندوقچہ
نہین ہے بڑھیا نے کہا تو میرا گھر سامنے ہے وہان بہت سے صندوقچے رکھے ہین تو اپنا چل کر پہچان لے
سالار نے سمجھا کہ یہ عیار ہین نہین معلوم کتنا مال اس بڑھیا پاس رکھا ہے ذرا چلکر دیکھون تو کہ کیا کیا ہے
یہ سوچکر بڑھیا کے ساتھ چلا اور ضرغام کو بھی ہمراہ لے لیا سالار جو وہ تھا وہان آئے بڑھیا نے کہا
ادھر دیکھو وہ میرا گھر ہے اس نے پھر کر دیکھا ضرغام پیچھے تھا اس نے کمند ماری یہ گھبرا گیا بڑھیا سامنے
تھی منھ ادھر ہوتے ہی حباب بیہوشی مارا کہ یہ چھینک مارکر گرا بڑھیا یعنی برق نے سر کاٹ ڈالا
غل وشور و تاریکی ہوگئی اور لاش اسکی بگولے اڑا کر لیگئے ضرغام و برق صندوقچہ لے کر بھاگے
اور اپنے لشکر مین آئے مہرخ سے سب حال کہا تمام سرداران سالار کے چار دیکھ کے ہم اپنے پر خوب ہنسے
عیارون کو خلعت دیا ادھر صنعت اپنی بارگاہ مین معہ تمام سرداران نامی کے بیٹھی تھی کہ لاش سالار
کی آگری اور سیرون نے حال اسکی مرگ کا بیان کیا صنعت نے لاش تو اٹھوا دی اور آپ اٹھکر
چلی بارگاہ مہرخ مین سب بآرام بیٹھے ہین کہ یکایک سر بارگاہ پر آفتاب چمکا سبکی آنکھین بند ہوگئین
پھر جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ صنعت برابر مہرخ کے تخت پر بیٹھی ہے اور سراپا غرق دریائے جواہر ہے
ہر چند سن زیادہ ہے مگر بزور سحر کم سن بنی ہے اس طرح کا حسن و جمال رکھتی ہے کہ گویا شب اول

کی

| | |
|---|---|
| کلاہ لعل بر سر کج نہادہ | گرہ از کاکل مشکین کشادہ |
| زاطراف کلہ ہر تار کاکل | چنان کز زیر لالہ شاخ سنبل |
| بہ بر کردہ قبائے قصب تنگ | چو غنچہ نازک و چون نیشکر تنگ |

غرضکہ اس نے صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کہا سن اے نمکحرام سالار جیسا سحر جانتا تھا ایسے سحر میری ادنی کنیز
جانتی ہے اور برق سے کہا کہ تو نے جا کر جو اسکو مارا اور صندوقچہ لے آیا کیا اسی صندوقچہ پر خاتمہ ہو گیا
اے بیوقوف یہ بھی میرا ادنی سحر تھا جو لشکر میں آنا میں ایسے صندوقچہ تجکو بہت دونگی اور ایک سپہسالار
کے مارے جانے سے کیا ہوتا ہے ایسے بہت میرے نوکر ہیں اچھا تو اب تو یہ صندوقچہ اٹھا برق
نے اسکے کہنے سے صندوقچہ اٹھایا وہ اسطرح ٹوٹ گیا جیسے حباب پھوٹتا ہے صنعت ہنس پڑی
اور کہا ساری محنت تیرے چرانے کی اے برق برباد گئی یہ کہکر برق کو بہت کچھ سمجھایا جب اس نے
کچھ جواب نہ دیا اس نے کہا خیر معلوم ہوا کہ یوں نہ مانو گے اچھا تو میں جاتی ہوں جسکو میرا سامنا کرنا ہو
وہ رکے کسی ساحر نے اس بات کا جواب بھی نہ دیا لیکن برق نے کہا بر سر میدان تجھ سے سمجھ
لینگے گھر میں آئے ہوے کو نہیں ستاتے صنعت نے کہا کہ کچھ ہو تو نہیں سکتا گھر آئے کا بہانہ بس تمہاری
حقیقت دیکھ لی ایک سحر میں تم سب کو غارت کر دونگی برق نے کہا آگیا میری حقیقت دیکھیے گی ہم تو
افراسیاب سے لڑتے ہیں تیری اصل کیا ہے صنعت یہ سنکر خندہ دندان نما کیا اور انگڑائی لی پھر آفتاب
چمکا اب جو دیکھا تو صنعت نہیں ہے اسکے جانے کے بعد گھڑی بھر تک سب سردار سناٹے میں رہے پھر جو
حواس درست ہوے صرصر سے کہا آپکو یہ بدحواسی نہ چاہیئے ایسی ویسی باتیں بہت سی آئینگی
یہ سب سمجھو کہ افراسیاب سے بڑھکر اس طلسم میں کوئی نہیں اس سے لڑنا ہے ہر ایک سے ڈرنا کیا ہے
صرصر نے کہا کہ یہ اسکے سحر کا باعث تھا کہ ہم ششدر ہو گئے ورنہ جان دینے کو آمادہ ہیں وہ مالزادی
کیا ہے اسکے دیو سے نہ ڈرینگے ہاں سحر میں اسکی برابری نہیں کر سکتے برق نے کہا خدا مالک ہے یہ
کہکر مصروف میگساری ہوے ادہر جاسوسان لشکر حیرت خبر دریافت کر کے گئے اور بعد گذارش
صفت شاہی ملتمس ہوے کہ صنعت سے بارگاہ مخالف میں ایسی گفتگو ہوئی اور سالار مارا گیا حیرت
نے یہ خبر سنکر کہا اب بڑی لڑائی ہوگی کیونکہ ملکہ صنعت شہنشاہ سے کچھ کم نہیں ہے اور بزرگ ہے بادشاہ
کی یہ کہکر ایک نامہ خوردوں کی طرح لکھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ آپ بارگاہ مخالفان میں گئیں مگر
میں ہمہ تن چشم براہ انتظار ہوں یہاں نہ تشریف لائیں لازم کہ بفور ملاحظہ عریضہ قدم رنجہ فرمائیے
یہ نامہ طائر کو دیا کہ لیجائے پھر سوچکر دو جادوگرنیوں کو دیا کہ تم جاؤ اور ملکہ کو باعزاز لیاؤ جادوگرنیاں
نامہ لیکر چلیں ہرکارے سنکر صرصر کے خبر انکے جانیکی سے گرانی بارگاہ میں گئے اور سب کیفیت بعد آداب
معروض بیان میں لائے صرصر نے آنا صنعت کا سنکر کہا خدا خیر کرے اب دو روز تک تو جنگ اتفاق نہ ہوگی

برق نے کہا اے ملکہ ہم بھی صنعت کی بارگاہ مین جاتے ہین اور کچھ تدبیر کرتے ہین مہرخ نے کہا اے بھتر خدا کو مان کر ایسا قصد نہ فرمایئے برق نے کہا ہم بغیر فتح طلسم باز نہ آئین گے جان جاے یا رہے یہ کہکر اٹھا مہرخ کو تاب نہ آئی دو چیلے اژدہا شکل کے بزور سحر بنائے اور انہین پر بٹھا کر اڑا دیے کہ جاؤ بطور مخفی برق کے رہ کر ان کے حال کو دیکھ کر ہم کو مطلع کرتے رہو چیلے اژدہا شکل عقب برق روانہ ہوے یہ تو سب جانتے ہین لیکن اب حال خیرت اشتمال مسافران بادیۂ ظلمات نور افشان کا ذکر کیا جاتا ہے

## داستان پہونچنا رہگزارے منازل ظلمات وسیاران دشت عجائبات کا طلسم کوکب مین اور خبر سنکر کوکب کا مرزبان وزیر کو بہر استقبال بھیجنا اور لیجانا اسکا باعزاز تمام عمرو کو قلعۂ ہفت رنگ مین اور ملاقات ہونا بران شمشیرزن سے اور دعوت کرنا اسکا خواجہ کی اور رکھنا اپنے ملک مین اور نامہ لکھنا افراسیاب کا کوکب کو عیارون کا اس نامہ دار کو راہ مین سے مار ڈالنا پھر بران کا جانا طلسم آئینہ مین اور ایرج پر عاشق ہوکر لوح طلسم مذکور دلادینا اور فتح کرنا ایرج کا طلسم کو اور پلٹ کر جانا لشکر مین اپنے مارنا ملکہ نازک جشم کو اور سوفارہ کا مکر سے مسلمان ہوکر دغا کرنا پھر مارا جانا امیر کے ہاتھ سے

مؤلفہ

لگا ساقیا بزم دعوت کے خوان — کہ میخانے مین آگئے ہین میہمان
پلا آفتابی کہ ڈھلتا ہے دن — جوانی کہان اور کہان پھر یہ سن
زمانہ خزان کا گیا سا تھا — چمن مین ہنسے سارے گل کھلکھلا
ہم بلبل وگل مین ہے ارتباط — بسے بوسے گل سے یہ کہنہ رباط
سیہ رنگ سوسن کی ہے یہ بہار — کہ جیسے سواد شب زلف یار
بھرے یون ہین شبنم سے گل کے ایاغ — کہ جیسے چڑھائے ہین گھی کے چراغ
بہار آئی گلشن مین مہمان ہے — شہ گل کی دعوت کا سامان ہے

صبا تہنیت لاتی ہے بار بار
شہ گل کے آنے کا ہے انتظار

یہ ہے گلشن دہر میں انتظام
کہ ہیں سرو استادہ مثل غلام

بہ تاکید گلشن میں ہر سمت سے
نہ سنبل پریشانی ظاہر کرے

نگہبانی گلشن میں نرگس کرے
گل اشرفی کا خزانہ کھلے

لیے ہاتھ میں ساغر لالہ فام
بنے لالہ ساقی گری میں غلام

چمن میں ہے اس طرح سبزہ اگا
کہ فرش زمرد ہے گویا بچھا

ہمہ تان گلشن کریں اہتمام
سمن گسترن ہوں کنیزیں تمام

ہوا پھر جوان موسم روزگار
چمن میں ہوئی آکے مہمان بہار

قبا ارغوانی کیے زیب بر
شگوفہ کا سر پر رکھے تاج زر

شہ گل بصد جاہ خندہ زنان
ہوا تخت گلشن پہ جلوہ کنان

لگے ناچنے مل کے طاؤس سب
ہوئیں بلبلیں نغمہ خوان طرب

یہ کہنے لگے ہاتھ اٹھا کر چنار
بہ فیض ہوا اور بہ فضل بہار

خدایا شہ گل رہے خندہ زن
رہے زیر فرمان تخت چمن

مجھے بھی تو اے ساقی نوش لقا
شراب مصفا کا ساغر پلا

لگا کشتی مے کو دعوت میں آج
کہ مہمان تر و تازہ ہوں خوش مزاج

مگر جام سے ایسا دے ساقیا
کہ جمشید ہوں اپنے میں وقت کا

خط جام بھی ہو خط جام جم
عیان جس سے نیرنگ ہو دمبدم

پلا ایسے ساغر مجھے سربسر
کہ سیر ہفت کوکب کی آئے نظر

کریں جام سے دل میں پیدا ترنگ
کہ ہے دیکھتا قلعۂ ہفت رنگ

بیا جاہ از خوشی مستی گزار
کہے قصۂ نغز نادر نگار

ز نقاش استاد فرخ رقم
چنین می نگارد دبیر قلم

مہمانان کاشانۂ عشرت و ذلہ ربایان خوان بہ الوان مسرت و چاشنی یابان کلام نمکین و ذائقہ گیران طعام مضامین میزبان خانہ رنگین بیان سے مہمانسرائے خیال کو نعمت خانۂ صفحہ حال پر اس طرح بٹھاتے ہیں اور شیریں زبانی سے خامۂ قرطاس میں دعوت مضامین یوں فرماتے ہیں کہ جب مسافران جادۂ عجائبات بصد فرحت و سرور یعنی عمرو و مخمور غار سے نکل کر روانہ ہوئے آب نوچتے اور رجاتے تو ملاحظہ کرتے جنگل بیابان کف دست میدان ہو کے مکان طے کرتے ایک صحرائے پر فضا کے قریب پہونچے عمرو نے مخمور سے پوچھا کہ کوکب کا باغ سیب کتنی دور ہے

مخمور نے جواب دیا کہ خدا اس مرحلے سے بچائے تو آپ پہونچے ہین اس منزل سے گزر کر آگے جائے سرو ہی پہ کلام کرتے جب اور آگے بڑھے دشت سبزہ زار نظر آیا سراسر اس بیشہ کو نمونہ بہشت برین پایا دوب سفید رنگ کوسون تک جمی تھی زمین سونے چاندی کی گنگا جمنی گویا بنی تھی چشمہ پانی سے لبریز نہرین لطافت بیز اگر دشت کی سرسبزی خضر کو نظر آئے اس جگہ کے تعشق سکونت پہ زہر کھائے اگر نہر سے پانی کی صفائی سکندر دیکھے آب غیرت مین ڈوب کر کبھی آئینہ پر نظر نہ کرے صورتگری مصور بہار سے نگارخانہ صحرا مین تصاویر بوقلمون گلہاے خوشرنگ کھینچی تھی گلزار ارژنگ چین کو رشک سے شرمندہ بناتی تھین گل بوٹے زمین سے اس طرح اُگے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قالین گلدار کشمیری کوسون تک بچھے تھے ابر بہاری کا شامیانہ زنگاری بنا تھا بجلی کا چمکنا جھالر کا غیش مروارید کا ہلنا معلوم ہوتا تھا درختون کی بیلین زلف سبز رنگان دہر کو شرماتی تھین کلیان پھولون کی دہان معشوقان چین وچگل کو دہن دریدہ بناتی تھین ساونی پھولی تھی کلغا لگا تھا بہار لالہ وگل نے دشت اخضر کو فلک مریخ بنا دیا تھا آتش گل کا دھوان بلند تھا سقف گردون مین کاجل پار کر چشم رقاصۂ فلک کو لگاتا نہایت پسند تھا ہر سمت کوہسار سے آبشار رواں تھا صد دل انہار کے کنارے سبزے کا لہلہانا عجب ہفت دکھاتا تھا وہان کے خوشون کو فلک مینافام سنبلہ کی چوٹی سمجھکر سر پہ چڑھانے کو سر جھکاتا تھا باد امن پھیلا کر زیور زمرہ کے لیے پھول چننا چاہتا تھا بموجب نظم

لہلہانا سبزۂ نوخیز کا — اور چلنا باد عطر آمیز کا
ہر طرف باد صبا کا گھومنا — اور وہ سرو سہی کا جھومنا
جلوۂ مستانۂ موج نسیم — ابر سے برسات تھا در یتیم
گو ہوا مین جلوہ مستانہ تھا — ابر مین انداز معشوقانہ تھا
شوخی ابر بہاری کیا کہون — فرش گل پر دُرنثاری کیا کہون
ہر طرف سے تھا عیان جوش بہار — ہر شجر پہ گل ہر اک پہ برگ بار

مخمور نے عمرو سے کہا یہ صحراے پر فضا لائق دید ہی مگر ٹھہرنا یہان عقل سے بعید ہی کیونکہ یہ سرحد طلسم کا صحرا ہی اور فیل سر جادو نام ایک ساحر یہان رہتا ہی اس جنگل کے آگے ایک عین ڈانڈے پہ میری مادر گرامی قدر اسرار جادو نام رہتی ہی اسکے مکان کے بعد میرعلمداری کوکب کی ہی ان میری مجھ سے بہت خفا ہی از اسباب ایسا اسکو معتبر اور خیرخواہ جانتا ہی کہ سرحد پہ اسی کو مقرر کیا جبتک مادر میری راہ نہ بتائے گی طلسم سے نکلنا اور غیر طلسم مین جانا کبھی نہ ہوگا کوئی تدبیر سوچیے اور میری مادر کو [illegible] یہ باتین کرتے تھے کہ دہنی جانب سے نعرہ کی صدا آئی اور کسی نے پکار کر کہا کہ [illegible] او [illegible] دریدہ تو نے بڑا ستم کیا جو اس دزد دکار گنہگار شاہ جہ دوان [illegible]

یہان تک پہونچی یا اب بموجب بیت اے دل کہ پا بکوے ہلاکت نہادہ ، باور مکن کہ سر بسلامت برون بری ، میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی عمرو نے جو یہ للکار نا سزا ملاکر دیکھا ایک ساحر فیل سر کو آتے پایا کہ چہرہ اسکا بالکل ہاتھی کا ایسا تھا ناک مثل خرطوم کے لٹکائے دو دانت بھونڈے سے ملے ہوئے منھ کے باہر سے چوڑی فولادی چڑھی مثل دندان فیل بہت بڑے تھے فیل فلک سامنے سے اسکے گریزان تھا اسد چرخ اسکی مہابت و شوکت سے بھاگ کر گوشۂ افلاک مین پنہان تھا کہ بمقتضاے ابیات

سرش چون سر پیل و گوشش دراز ۔۔ دہن پر ز دندان ہا چون گراز
دو چشمش سفید و لباسش سیاہ ۔۔ تنش را نشایست کردن نگاہ
ہمہ کار ہاے شگرف آورد ۔۔ بخشم آورد باد و برف آورد

عمرو نے اسکو آتے دیکھکر چاہا کہ بھاگ کر کلیم اوڑھ لے لیکن پاؤن پھول گئے گھبرا کر رہ گیا اس نے خوف سے جنبش و حرکت کردی محمور نے بجلی لاکر ایک گیند سحر کا نکال کر مارا فیل سر نے جادو پڑھ کر دستک دی کہ گیند الٹا پھر کر اسی کے لگا محمور بیہوش ہو کر گر پڑی اس نے آکر بیدردی سے دونون کو پکڑ لیا اور محمور کو ہوشیار کرکے کہا کہ کیون اے شوخ چشم شہنشاہ نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی جو تو عمرو کی شریک ہوئی محمور نے جواب دیا کہ کیسا عمرو تو کیا بکتا ہی مین فرط محبت سے اپنی ماں پاس آئی ہون اور اسی کو تلاش کر رہی تھی کہ تو نے گرفتار کر لیا دیکھ تو سہی میری ماں کیا تیرا حال کرتی ہی تو نے مجھکو بے وارثا سمجھا ہی فیل سر یہ سنکر ہنسا اور کہا او مجبور کی مجھکو دم دیتی ہی اب تیرا اطلیہ سرکار سے جاری ہو نا ہم مخالفان سحر اور نکالان درنبد کو پہونچ چکے ہین کہ محمور لیے ہوے عمرو کو طلسم نور افشان کی طرف جاتی ہی جو کوئی اس کو بے گرفتار کرکے نہ لے سرکار سے انعام پائے گا لہذا تو اب نہ بچے گی مین تیرا سر کاٹ کر لے جاؤن گا محمور نے کہا اگر تو جانتا ہی کہ مین مسلمان ہون تو الحمد للہ بیشک نور ایمان رکھتی ہون تجھ سے جو کچھ ہو سکے کوتاہی نہ کر خدا اے مالک بزرگ ہی فیل سر اس کلمے سے اور بھی زیادہ خفا ہوا اور دونون کو گھسیٹتا ہوا لے کر چلا یہ دونون بلبلا کر رجوع قلب سے درگاہ حق سبحانہ تعالے مین فریاد کرنے لگے نظم

اے تسلی دہ دل پر درد ۔۔ اے طلا ساز رنگ چہرہ زرد
معرفت تیری کس طرح ہو بیان ۔۔ عقل کل تک ہی اس جگہ حیران
تو جو چاہے محال ہو ممکن ۔۔ دن تو ہو رات اور رات ہو دن
شجر تخم نخل باغ بنے ۔۔ [illegible] لعل شب چراغ بنے
تیرے [illegible] سے روان ہو آب ۔۔ [illegible] در خوشاب
[illegible] سے نجاست [illegible] ۔۔ کیون نہ کافی [illegible]

پھر وہ ساحران کو کشاں کشاں لے گیا تھا کہ دعا اُس کی درگاہ رب العزت مین مقبول ہوئی یعنی مادر
محمور جو اسجگہ سے آگے رہتی ہے ایسی ساحرہ بے بدل ہے کہ سرحدی فساد کو کبھی جو کبھی ہوتا ہے اُسکا
فیصل کرنا شاہ جادوان کی طرف اسی کے محول ہے علم کہانت مین یکتائے روزگار ہے سحر مین جمشید
کی یادگار ہے وہ پہلے ہی واقف تھی کہ دختر میری فلان وقت عمرو کو یہان لائیگی اور طلسم سے باہر
جانا چاہے گی پس جب وہ دن آیا تو اپنی جگہ سے چلی کہ دختر کو گرفتار کراؤن اور سمجھا کرکے عمرو
سے اسکو چھڑاؤن شہنشاہ ساحران سے خطا معاف کراؤن فی الجملہ تلاش کنان ادھر آنکلی کہ
فیل سر ان دونون کو لیے جاتا تھا اور ظلم کرتا تھا اس نے دختر کو بحال خراب اسیر و دستگیر دیکھ کر
رو دیا محبت مادری نے دل مین جوش مارا برابر اس جادوگر کے آئی اور گویا ہوئی کہ اس نالائق کو
کہان لے جائیگا یہ دختر میری ہے اسکو مجھے دے کیونکہ اس بدنامی کو مین ہی سمیٹ سکتی ہون اور
دوسرے کو اس کے قابل نہین جانتی اس ساحر نے کہا اے ملکہ مجکو نامہ شاہ جادوان آیا ہے
اس کے قتل کرنے کو شاہ نے تاکیداً تحریر فرمایا ہے مین سر ان کے کاٹ کر لے جاؤنگا تمھین نہ دونگا
کہ تم اس کی مادر ہو قتل نہ کرو گی مفت مین بدنامی ہوگی اسرار نے بغضب کہا کچھ شامت آئی ہے
مجھپر بھی حکومت کرتا ہے موئے پاجی اپنا پاجی پن جتاتا ہے تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرا مقابلہ کرے
اور میرے کہنے کو نہ مانے ارے جنگلی ریچھ تجکو ہماری اطاعت کا شہنشاہ نے حکم دیا ہے یا خود مختار کیا ہے
فیل سر نے کہا خیر خواہی کے وقت ادنیٰ اور اعلیٰ سب یکسان ہین جو کام جس سے بن پڑے وہی
عالیشان ہے اسرار نے ہنسکر کہا کہ خوب بمصداق فرد این ندانستی. که قدر همه یکسان نبود + زاغ
را مرتبہ مرغ خوش الحان نبود + تیری قضا آئی ہے یہ کہکر جھولے پر سحر کے ہاتھ ڈالا فیل سر خرطوم کا
گھونسا بنا کر حملہ آور ہوا وہ فوراً زمین مین سما گئی فیل سر نے اسی جگہ جہان یہ سما گئی تھی ایک ٹکر ماری
زمین سے ہزارہا شرارے پیدا ہوئے چار طرف آتش پھیلنے لگی مگر اسرار اس کی پشت پر زمین سے
نکلی اور گولا ایک سحر کا اس زور سے مارا کہ اس کے سر پر پڑا توڑ کر پار نکل گیا اور پچھاڑ کھا کر
زمین پر گرا ہزارون شعلے سر سے نکلے صحرا مین آگ لگی وہ کام سرد ہو گیا شور و تاریکی ہوئی صدا
آئی کہ مارا فیل سر جادو کو بعد اس ہنگامے کے لاش اسکی بیر اڑا کر سمت شاہ طلسم لے گئے محمور و
عمرو چھوٹے محمور چھوٹتے ہی مان کے قدم پر گری عمرو بھی ہاتھ پھیلا کر ملنے بڑھا اسرار کو چین پڑا
بیٹی کو چھاتی سے لگایا اور عمرو سے ہاتھ ملایا رونے لگی اور گویا ہوئی کہ بٹیا اچھا نہ کیا جو شہنشاہ
ایسے مالک کو چھوڑا اس نے تجکو ملک و مال دیا تھا بڑا رتبہ کیا اب یہ خاک چھانتے پھرنا اچھا
معلوم ہوتا ہے محمور نے کہا کہ امی جان کے سر کی قسم مجکو چھڑ دے افراسیاب نے چھینا لٹکایا اور ایسا مارا
کہ سارا جسم میرا افگار ہو گیا تھا اب تک درد ہوتا ہے میری خالہ جان آپکی بہن ملکہ نسترن مجکو لے کر

بھاگین اور لشکر عمرو مین لے آئین نہین تو مرا جان سے مار ڈالتا پھر اس صورت مین میری کیا خطا ہی سچ
تو یہ ہی کہ عمرو نے میری جان بچائی ورنہ ہلاک ہو چکی تھی اسرار نے کہا یہ کیفیت سب سن چکی ہون اچھا
بیٹی جو تقدیر کا لکھا تھا وہ پورا ہوا جو کچھ تو نے کیا وہ اچھا کیا یہ کہکر عمرو سے بطور بزرگانہ سفارش
نسبت مخمور کے کرنے لگی کہ خواجہ یہ چھوکری بالکل بیوقوف ہی اور دنیا کا اونچ نیچ کچھ نہین جانتی
کمبخت ابھی مین اپنی ایڑی دیکھ کے کہتی ہون جو ڈھونڈیں تو برس مین ہی ثابت سحر پڑھنا بھی
نہین آتا ایک بار میرے یہان آ کر رہی تھی تو روز صبح کو اٹھکر روٹی رو کر مانگتی تھی آپ اسکو
اپنی کنیز سمجھکر حفاظت مین رکھیے گا اور دنیا کا نشیب و فراز سمجھا کر ادھر ادھر پاؤن نہ پڑنے
دیجیے گا مین بموجب بیت ہی سوال دل سے بھی دختر عزیز • آپ اسکو جانیے اپنی کنیز عمرو
نے کہا اے ملکہ یہ ہماری دختر کے برابر ہی بجاے فرزند کے اسکو مین جانتا ہون تمھارے کہنے تک کیا
ہی جو مجھ سے اس کی خدمت ہوگی بجا لاؤنگا اور ہر حال مین اس کا شریک رہونگا اسرار نے کہا کہ
مین آپ کو اپنی جاے سکونت پر لے چلتی اور دعوت کرتی مگر موقع نہین ہی کیونکہ لاش فیل سر کی خدمت
شاہ طلسم مین جاے گی وہان سے بازپرس ہوگی اب مین بھی کہین چھپ رہونگی اور انشاءاللہ آپ کے
لشکر مین موقع پاکر پہنچ جاؤنگی یہ کہکر ایک درہ کوہ مین دونون کو لائی اس پہاڑ کی خوبی پر روح
فرہاد نثار تھی بلندی اس کی سر تاج کوہسار تھی شیرین کوہ بیستون کو رو رو اس کے پشتۂ خاک جانتے
اس کی بہار و فضا کے سامنے لیلے دشت نجد کو جاے ہولناک سمجھے کہ بیت یکے کوہ بودہ سرافگندہ بجا
سپہر است گفتی نہ خارا ز آب • درہ کوہ مین ایک دریا جاری تھا پانی اسکا سات دھارون سبز و سرخ
و سفید و سیاہ وغیرہ رنگ کا بہتا تھا مخمور نے کہا خواجہ دریاے ہفت رنگ یہی ہی کہ تمام طلسم کے گرد
بہا ہے اسکے پار بیابان ریگستان ملیگا پھر مکان لوحدار جادو کا پڑیگا مگر اس سمت کو یہ دریا
آگے بڑھکر بہا ہی وہ تمام مقام طلسم ہوشربا کا ہی اور اسجگہ جو ہم آئے مین تو اس لیے کہ پار دریا کے
عملداری کوکب کی ہی وہ ہم کو بلالے گا اگر خدانخواستہ اس نے ہمکو طلب نہ کیا تو بیابان ریگ
وغیرہ طے کرکے لوحدار کی سرحد سے گزر کر پھر دریا ہی ملے گا اور ہم کو دوبارہ اترنا ہوگا یہ جگہ بہت
نزدیک کی ہی اور آسان گذار ہی اور سمت سے گذرنا بہت دشوار ہی اور اس گھاٹ کو بھی ہم ہرگز
نہ پاتے اگر ملکہ اسرار جادو موافق نہ ہوتی یہ باتین کر رہے تھے کہ اسرار نے بڑی دیر تک سحر
پڑھا ناگاہ ایک کشتی طلائی رشک زورق سپہر دریا سے نکلی اور آپ سے آپ کنارے آکر
لگ گئی اسرار مع مخمور و عمرو کے سوار ہوئی کشتی روانہ ہوئی اسوقت ساتون رنگ کا پانی
دھارون مین ہوکر بہتا عجب لطف دکھاتا یہ ظاہر ہوتا تھا کہ آب قباے ہفت رنگ متلون زیب بر کیے
ہی یا عروس دہر نے رنگنے کو صباغ قدرت نے خم بحر مین رنگ تیار کر رکھے ہین مچھلیان سرخ رنگ

ہین اور سبز رنگ ہین سرخ و سفید مین نہ زرد مین سیاہ و سبز رنگ مین مختلف اللون شناور تھین ان
سے عجائب و غرائب بہار زمین قلمبر عقیق دریا کے ہر طرف درخت لگے تھے اور زمین سرخ رنگ بھی
اور اس طرف جدھر سے سوار ہوے تھین زمین کا رنگ سبز تھا اسرار نے کہا جو مین نہ ملتی تو آپ کو
یہ گھاٹ نہ ملتا کیفیت یہ ہی کہ اس دریا کے ساڑھے تین رنگ افراسیاب کے قبضے مین ہین اور
ساڑھے تین کا کوکب مالک ہی بس جہان جہان اتارے کی جگہ ہی وہان ایک سردار ادھر
افراسیاب کا ادھر کوکب کا رہتا ہی اور دریا کے اندر جو ساحر ہین اس مقام پر کے سردار کی اطاعت
مین ہین اس کے حکم سے راستہ کر دیتے ہین لہذا یہان کی مین مالک ہون غرض کہ کشتی اس جگہ کے
ساحرون سے ملتی گر آپ کو نصف دریا تک پہونچاتی ہون پھر آگے کوکب کے سردار کو اختیار ہی یہی
باتین کرتے ہوے بیچ دریا مین جب پہونچے دیکھا کہ واقعی سات رنگ کے درمیان مین جو رنگ
ہی اسمین خط باریک سا نظر آتا ہی گویا ساڑھے تین رنگ ادھر اور ساڑھے تین ہی ادھر ہین بس اس
خط کے پاس جا کر ناؤ ٹھہر گئی اور ایک مچھلی نے سر نکالا اسرار نے پکار کر کہا کہ اے مہر پرزاد
ماہی اس کشتی کے قریب آئیے تو ایک بات راز کی ہی وہ عرض کرون مچھلی قریب کشتی کے آئی اس نے
جھک کر کہا کہ عمرو عیار تمھارے بادشاہ کی طرف سے لڑتا ہی اور چونکہ میری شاہ طلسم مدد نہیں
کر سکتا اس وجہ سے مدد جنگ تمھارے بادشاہ کی پہونچانی ہے تم اپنے متعلق ساحرون کو فقرہ دیکر
اپنے مقام سے تمھاری سرحد تک لائی ہون اگر کہو تو اس پار اتار دون ورنہ تم آپ انکو لے جاؤ
ٹھہرنا اچھا نہین وہ مچھلی یہ سنتے ہی کچھ سوچی پھر کہا اچھلے جاؤ اس پار اتار کر پھر جانا اور پوچھا یہ
دوسری کون ہی اس نے بتلایا کہ میری دختر مخمور ہی یہ میری کرتے خواجہ کو لائی ہی اسی کے باعث
مین نے بھی تم تک عمرو کو پہونچایا ورنہ میرا بادشاہ اس کے گرفتار کرنے کی کوشش کر رہا ہی مچھلی
یہ کل کو الفت سنکر غوطہ مار گئی کشتی آگے بڑھی یہانتک کہ اس کنارے پہونچ کر ٹھہری اسرار نے کہا
تو اب یہ زمین سرخ کوکب کے عمل مین ہی اب جائیے اور بروقت ملاقات بادشاہ کوکب میری خیر خواہی
کا بھی حال کہہ دیجیے گا اور تسلیم کہہ دیجیے گا عمرو و مخمور اس کنارے پر کشتی سے کود گئے اور اسرار
ناؤ لیکر پھری دم بھر مین اپنی سرحد پر پہونچکر غائب ہو گئی عمرو جب اس پار پہونچا کہا یا ہوا بیت
صد الحمد ٹھکانے لگی محنت میری مدت ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری مخمور کا ہاتھ پکڑ کر خواجہ
کا آگے بڑھی دونون سیر کرتے ہوے چلے کچھ دور گئے تھے کہ ایک سیب کے درختون کا باغ
نظر آیا کہ شجر بار اثمار کو سون تک لگے جو خزان و آسیب باغبان سے بری ہر سے ثمر سے
مرادمند کی طرح دست دعا اٹھائے ہوے کھڑے تھے مرغان خوش الحان درختون پر نغمہ سرائی کرتے تھے
ہزارون غزالان دشت چوکڑیان بھرتے تھے آب صاف کی نہرین ہر سمت جاری صحرا مین [illegible]

پھولون کی گلکاری نخل ہر ایک قامت نونہالان دہر کی اپنی راستی کے روبرو خمیدہ پشت بتلا کے سیب کے سامنے سیب ذقنان عالم پستان شرم سے چھپاتے کہ نظم

بدیدان دل افروز باغ بہشت — چمنہاے او چون چراغ بہ گفت
ہر گوشۂ چشمۂ گلستان — زمین سنبل و شاخ و بلبل ستان

عمرو نے مخمور سے کہا یہ کونسی جگہ ہے اس نے جواب دیا کہ یہی شاہ کوکب کا باغ سیب کہلاتا ہے اسکے آگے بیابان انارستان ہے اناروں کے اندر فوج شاہی ہے اور ان سیبوں مین بھی یہی جادوگری ہے ہم تم یہان آئے ہین موکل یہان کے خدمت بادشاہ مین گئے ہون گے اور خبر ہماری عرض کرین گے جیسا حکم ہوگا وہ حکم ظہور مین آئے گا اسی کا ذکر رہے تھے کہ ایک جھونکا ہواے سرد کا آیا اور ہر درخت مثل صوفیان باصفا یا بہ رنگ نوجوان سرشار نشۂ شراب کے جھومنے لگا ہزارہا سیب ٹوٹ کر زمین پر گرا اور انمین سے کچھ طائر نکلے اڑکر ایک سمت کو چلے عمرو و مخمور اسی طرح کے عجائب دیکھتے آگے بڑھے یہ تو اس صحرا مین سیر دیکھ رہے ہین لیکن حال کوکب کا سنیے کہ قلعۂ طلسم مین تخت شاہی پر جلوہ گر ہے حکیم ندیم مشیران سلطنت وزیران ابہت کا مجمع ہے ہر ایک سردار حاضر ہے اپنے اپنے عہدہ پر ہر ایک ساحر ہے وہ جادوگر جمشید کا استاد اور سامری کا استاد بیٹھا ہے جو ایک چشم زدن مین قلاب آسمان و زمین ملا دینے کا ارادہ رکھتا ہے دربار معمور ہے رعب و داب کا یہ دستور ہے نظم

بہ پا بیار استہ گاہ شاہ — نہادہ ہمہ بر سر زگوہر کلاہ
یکے جام یاقوت پر مے بچنگ — دل و گوش دادہ بآواے چنگ
ہمہ بزم گہ پر ز رنگ و نگار — کمربستہ در پیش سالار بار
ہمہ پہلوانان خسرو پرست — ہمہ بادۂ خسروانی بدست
مے اندر قدح چون عقیق یمن — بہ پیش اندرون دستہ نسترن
پری چہرگان پیش خسرو بپاے — سر زلف شان بر سمن مشکساے
غلامان رومی و چینی ہزار — ہمہ با طوق و با گوشوار
ہمہ بستہ دامن یک اندر دگر — بہ نزدیک شاہنشۂ نامور

بیابان سیب سے جو طائر اڑے تھے وہ دربار مین آکر حاضر ہوے اور انسان بنکر بصد ادب دعا بادشاہ کو دے کر زمین ادب کا بوسہ لے کر صفت شاہی کرنے لگے کہ نظم

ترا باد جاوید تخت و کلاہ — کہ شائستہ تاجے و زیبای گاہ
دل ما یکایک بفرمان تست — ہمان جان ما زیر پیمان تست
زمین و زمان خاک پاے تو باد — ہمان تخت پیروزہ جاے تو باد

عمرو و محمور داخل باغ سیب ہوئے انکی نسبت کیا حکم ہوتا ہی کوکب نے فرمایا کہ مجکو ان کے آنے کی خبر اہل دربار سے معلوم ہو چکی تم میں سے ان کو کوئی نہ روکے ہم جیسا مناسب سمجھیں گے آکر حکم دینگے طائر اڑکر چلے گئے اور بادشاہ نے شیردن سے فرمایا کہ عمرو عیار کے بارے میں تمھاری کیا صلاح ہی شیردن نے عرض کیا کہ جو رائے اقدس و اعلیٰ میں گذرے وہی اولے ہی بادشاہ نے ہنسکر کہا کہ ہمارے طلسم کے کاہن لکھ گئے ہیں کہ عمرو عیار آئیگا اور اس کی وجہ سے طلسم ہوشربا کا حاکم ہمارے ہاتھ سے مغلوب ہوگا ہمیشہ سے یہی اس سے اور ہم سے چلی آتی ہی اب یہی وقت کینہ نکلنے کا ہے شیردن نے عرض کیا کہ بیت عقل شہ ہی خرمن بے انتہا + خوشہ چین اسکی ہی سب خلق خدا + لیکن ہم جانتے ہیں کہ آپ کاہنوں کے نوشتے کو منگا کر ملاحظہ فرمائیے جو کچھ لکھا ہو وہ کیجیے فرمایا کہ اچھا کاہن جادو کو بلاؤ لوگ دوڑے اور کاہن جادو کو جو نجوم علم میں اپنے وقت کا جاماسپ ہی حاضر خدمت کیا بادشاہ نے فرمایا کہ زائچہ اور کنڈلی جو تم نے ہماری تیار کی ہی وہ لاؤ اور اسکے حکم سناؤ کاہن نے زائچہ بادشاہ نکالا اور سامنے بادشاہ کے پیش کیا بادشاہ نے فرمایا کہ تمہین باآواز بلند پڑھو اس نے پڑھا اول تو حساب سیارگان یعنی زحل مشتری وغیرہ وغیرہ سبع سیارہ لکھا تھا اور انکی نظرات تثلیث و تسدیس و تربیع و مقابلہ وغیرہ کا حال تحریر تھا بعد ازان آنا عمرو کا اور شراکت کرنے سے اسکے بہتری پانا اہل طلسم نور افشان کا مسطور تھا چنانچہ جملہ حال اہل دربار سنکر شاد ہوے اور کوکب نے کاہن جادو کو خلعت دے کر رخصت کیا اور چاہتا تھا کہ عمرو کے بلانے کو کسی کو بھیجے اسوقت ایک ساحرہ ماہ جادو نام کہ رفیق بادشاہ ہی عرض پیرا ہوئی کہ اے شہنشاہ کیوان کلاہ گردون بارگاہ بموجب بیت یون ہوا گویا رفیق خوش خصال + عرض کے قابل ہی اک میرا سوال + بادشاہ نے فرمایا کہ جو کچھ کہنا ہو عرض کر اس نے التماس کیا کہ میرے ذہن میں یہ بات نہیں سماتی ہی کہ عمرو کا ایک خدا ہی اور مسلمان خود ہی کہتے ہیں کہ خدا واحد و لاشریک ہی لیس جب اس خدا کا کوئی شریک ہوا تو مثل مشہور ہی کہ اکیلا ہنستا بھلا نہ روتا تقدیر کیا کرتا ہوگا اور خدائی کا انتظام کب کر سکے گا اے شہنشاہ ہمارے پوسنے دو سو خدا ہیں وہ سب ملکر تقدیر زبردست کرینگے عمرو کا خدا اکیلا ہی لیونے دو سو سے مغلوب ہو جائے گا اور اکیلا خدا کا ایسا کہ جو نظر مردم سے پوشیدہ ہی کبھی کسی نے اسکو دیکھا نہیں عمرو اس کے پاس جاکر عرض نہیں کر سکتا فی الجملہ ایسے مجبور کی شراکت کرنا اور اپنے دین و آئین میں فرق لانا خلاف عقل ناقص ہی اس احقر کے اور کوئی عاقل اس بات کو پسند کرے گا کہ شہنشاہ افراسیاب جادو ایسے ساحر سے ایک ساربان زادے کی شراکت کرے گا کس لیے کہ افراسیاب سے ہمیشہ مالکان طلسم نور افشان مغلوب رہے ہیں اور منجملہ طلسم ہوشربا یہ قسم بھی

ایسکا ہی ایک ملک سرکار کی یہ شوکت البتہ ہی کہ آپ برابر والے افراسیاب کے کہلاتے ہین ورنہ بپاہ انصاف آپ ہی غور فرمایئے کہ کوئی ہی مقابل اسکے جتنے طلسمات مثل طلسم ہزار برج طلسم آئینہ و طلسم سوسن سب قبضۂ افراسیاب مین ہین آج اس بادشاہ عالی بارگاہ کا یہ رتبہ و مرتبہ ہی کہ بموجب بیا؎

بندگانش تاجدارانند و خسرو کوی او
ہر قدم تاج سر افتادہ بر خاک درے
تاب ظلم او ندارم الله الله چون کنم
من گدائے بیکسی او بادشاہ کشورے

حاصل کلام جب ایسا بادشاہ پرشوکت و جاہ وقت جنگ میدان مین آئے تو کل طلسمات کے بادشاہ اپنی اپنی فوج سے اسکے ساتھ ہونگے اور اُسکے عدو پر حملہ کرین گے پھر وہ آتش فساد کسی آب تدبیر سے منطفی نہ ہوگی اور یہ سیل فتنہ کسی پشتۂ فطرت سے نہ رک سکے گی اس صورت مین مناسب نہین کہ بادشاہ اسکندر حشم افراسیاب کے دشمن حمزہ کو اپنے طلسم مین جگہ دین بلکہ لازم ہی کہ عمرو کو باندھکر خدمت شاہ جادوان مین روانہ فرمایئے کہ ممنون ہوکر نئے سر سے دبستان الفت مین دیوان محبت کا سبق پڑھے اور میدان عشق مین گوے مودت کھیلے اور علاوہ اسکے اے بادشاہ افراسیاب مالک ہفت بلا ہی اگر ایک حجرہ کھول دیگا تو اس مین سے جو آفت نکلے گی اُسکو کوئی نہ روک سکے گا اب اس کمترین نے از راہ ترقی خواہی اور دولت سگالی جو کچھ لائق حال خداوندگار و دارا دربان تھا گذارش کیا میری گستاخی اپنی رحمدلی سے معاف کرکے اس عرض پر غور کیجیے کوکب نے اسکے التماس کو سنکر ایک خندۂ دندان نما کیا اور فرمایا کہ شوکت افراسیاب کی اور صاحب ملک و مال ہونا اسکا جیسا کہ بیان کیا راست و درست ہی لیکن جب تقدیر برگشتہ ہوجاتی ہی پھر ذلت ہی حاصل ہوتی ہی کیا تو نے نہین سُنا ہے کہ بمقتضاے ابیات

فلک کو در مہر و ز دگرمن ست
درین گلشن سرا کائیے این ست
یکے را برکشد چون خور بر افلاک
یکے را افگند چون سایہ بر خاک
خوش آن دانا بہر کارے دیانت
کہ از کارش نگیرد اعتبارے

اور طلسم ہوشربا کا حاکم گوکہ زبردست ہی مگر جب طلسم کشا روح سے طلسم فتح کرے گا اسوقت اسکی زبردستی کچھ نہ چلے گی اور خدا عمرو کا ہر چند کہ اکیلا ہی مگر سب سے زبردست ہی کہ اُس نے عمرو ایسے شخص کو فطرت کامل اور عقل سالم عنایت کی ہی جس سے خداوند زمرد شاہ لقا بھی عاجز ہین اور یوسف دو سو خداوندی کی تقدیرین رد ہوتے ہین ایک تدبیر عمرو باطل ہین دیکھو اس طلسم ہوشربا مین آکر اسنے ہزارہا بندگان سامری و جمشید کو مار ڈالا افراسیاب کے ملک کا خالی کردیئے اور منازل طلسم طے کرکے میرے طلسم مین آگیا ہوتے دو سو خداوندون نے اسکا کچھ نہ بنا لیا یہ کہکر کوکب نے دبیر کو طلب کرکے حکم دیا کہ میری جانب سے میری دختر ملکہ بران شمشیر زن کو نامہ لکھا جائے مضمون یہ ہو

کہ اے فرزند شہنشاہ عیاران عمرو عیار تشریف لائے ہین تم اپنے وزیر کو بہر استقبال بھیجو اور قلعۂ
ہفت رنگ مین جو تخت گاہ طلسم ہی بلا کر دعوت کرو کیونکہ اس طلسم کی حکومت و سلطنت تمہین کرتی
ہو یہ کام بھی تمھارے حوالے ہی اس تقریر کو جو نامہ مین لکھتے ہین اسوقت بادشاہ زبان پر لایا ماہ جادو
نے سنا اور ایک ساحر اپنے ہمسر خورشید جادو نام کی طرف مسکرا کر دیکھا خورشید نے چپکے سے کہا کہ
اے برادر کیا ہنستے ہو جمشید خیر کرین بادشاہ کا ہمارے ایمان برگشتہ ہو گیا دین مین فرق آ گیا اب وہ
لچھ ترک مسلمان عمرو یہان آئے گا اور اذان اور نماز اس طلسم مین ہو گی ہمارے خدا وند لاشد الشیاطین
اور زردشت و سامری وغیرہ ناراض ہو کر چلے جائین گے ہم دربدر مارے مارے پھرینگے طلسم سے
برکت جاتی رہے گی بربادی اور تباہی آئیگی خورشید نے اس طرح سے یہ سب باتین تمہین کر ماہ دینے
لگا اور جسارت کر کے دست بستہ سامنے شاہ کے جا کر عرض رسا ہوا کہ شاہ عالیجاہ میرا عرض کرنا
پذیرا فرمائیے اور اپنے خدا اذن کرا ایسے لچھ کو بلا کر ناراض نہ کیجیے کوکب نے جواب دیا کہ عمرو کو تو برا کہتا ہی
آج اسکی شوکت دیکھیے گا اور اس کے ہنرہاے شایستہ کو غور کرے گا ماہ نے التماس کیا کہ اسکی
شوکت ہی کیا اگر مجھکو حکم دیجیے تو ابھی مار ڈالون کوکب نے یہ بات سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا
تم جس کی تعریف کرتے ہو اس افراسیاب نے تو کچھ علاج اس کا کر نہ جانا تم جاتے ہی مار ڈالوگے جھا
جاؤ ہم نے اجازت دی سر کاٹ لاؤ ماہ نے کہا بہت خوب ابھی گیا اور سر لے کر پھر آیا کوکب نے کہا
تم ساحر ہو وہ غیر ساحر مزا تو یہ ہی کہ ہوشیار کر کے اسکو قتل کرنا اس نے جواب دیا کہ اس کے ساتھ مخمور
ساحرہ ہی وہ لڑے گی گھر کی لڑکی آخر میرے ہاتھ سے ماری جائے گی ہان خوف یہ ہی کہ اس لڑائی مین
عمرو بھاگ جائے گا کوکب نے کہا ہم مخمور کو اس کے ساتھ سے الگ کیے لیتے ہین تم بیابان زرین
مین ہمارے طلسم کے جاؤ وہان وہ تم کو اکیلا ملے گا اور کوئی اس کے ساتھ نہ ہو گا ماہ نے کہا بہتر ہی مین اب
نعرہ کر کے اسکو اسیر کرونگا یہ کہکر سمت بیابان زرین روانہ ہوا گر عمرو و مخمور جو باتین کرتے چلے آتے
تھے یکایک اس بیابان سبز سے نکلا ایک جھیل کے قریب پہونچے آب صاف شفاف سے وہ بھری تھی کنارے
اس کے گھاس ہری ہری لگی تھی ہزارہا درخت سر کشیدہ و بلند سونے و چاندی کا لگا تھا صناعان
چابک دست نے بہشت کا جو با آثار اعتنا تمنے درختان ارجمند کے لگا جنکی طلائی و نقرئی بنے تھے
پتے زمرد و سبز کے تھے گوہر کے ثمر نظر آتے تھے شاہد بہار زیور مرصع کا رپہنے تھے سونے مین زرد اور موتیون
مین سفید بنی تھی کہ بمقتضاے ابیات

چنارش را قدم بر دامن سرو
حمایل دستہا در گردن سرو

نشستہ گل ز غنچہ در عماری
بفرقش نار دن را چتر داری

چمن تا ریخ را این صحن میدان
بگفت نارنج و شاخش گوی چوگان

دران میدان که خالی بود آفت — ربوده از همه گوئے لطافت
میان رانگان پستان انجیر — پئے طفلان باغ از شیرہ و شہد
بہر مرغ کے انجیر خوردہ — دہان پردہ چو طفل شیر خوارہ

اس صحرائے بہار آگین و نزہت قرین کے بیچ میں ایک چبوترہ طلائے احمر کا ہشت پہل تعمیر ہوا تھا
بیٹھنے کی جائے جوان و پیر تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ تخت جمشیدی گستردہ ہے عمرو کو وہ تختۂ خاک اور
چبوترہ بہت پسند آیا اور از بسکہ یہ عیار ثانی سلیمان تھا اسکو تخت سلیمانی جان کر مع مخمور کے
قریب چبوترہ پہونچا وہاں پہونچتے ہی ایک صدا تڑاقے کی آئی اور چبوترہ زمین سے اکھڑ کر اونچا ہوگیا
مخمور سحر بھول گئی اور خواجہ بھاند نہ سکے جب بلندی پر پہونچے وہ چبوترہ بیچ سے پھٹ آدھا ادھر آدھا ادھر اور
آدھا ادھر ایک پر مخمور دوسرے پر عمرو الگ الگ روانہ ہوگئے اور ٹکڑے چبوترہ کے اڑ کر
دونون کو دو طرف لے چلے دونون کی خاطر مین فراق یکدیگر بہت شاق ہوا مگر چارہ کچھ نہ تھا چار
تن بہ رضینا بالقضا دے کر چلے پہلے عمرو کا حال سنیے کہ جس ٹکڑے پر یہ سوار تھا وہ بیچارہ مخمور سے
ایک طرف جا کر چھپ گیا اور لمحہ بھر مین سن سے ایک مقام پر آکر زمین پر پہونچا عمرو نے دیکھا کہ
یہ صحرا بالکل زرین ہے اسکی سونے کی زمین ہے اس پر درخت یک لخت جواہر کے لگے ہین اور لعل و
گوہر سے سب پھلے پھولے ہین عروس دہر کو مشاطۂ قدرت سر سے پاتک گہنے مین لادے تھی یا زمین سے
دولت قارون کی اگی تھی زمین کی چمک سورج کی ضیا کو شرماتی تھی چشم پیر فلک کو خیرہ بناتی تھی گل سرخ
جو پتون کے بیچ مین کھلا تھا گوش شاہد بہار کا کرن پھول معلوم ہوتا تھا برگ زمردین کے بیچ مین گلہائے
احمر کی بہار کا یہ رنگ تھا گویا کندن پر مینا کردیا تھا رگ گل تار نگاہ حور سے بہتر سوزن کی تھی چہرۂ
حور سے روشن زیادہ تر لالہ و جام نگارین جواہرین صحنانہ بہار نخل ہر ایک نخل قامت سیم تنان
خورشید رخسار سنبل تر کے روبرو گیسوئے حور پریشان بلکہ جوہر آئینۂ سکندر حیران چشم نرگس شہلا
چشم مہر و ماہ پر چشمک زن گل اشرفی کے نزدیک روبرو دینار طلائے مہر بدلیل نسرین و نسترن کی
سفیدی کو دیکھکر قمر کا سینہ فرط غیرت سے داغدار خوشہائے انگور پر عقد ثریا و پروین دیدہ ور ان کا
دل نثار عجائب غرائب طلسمی بہار ابیات

گل ارغوان کی تھی ایسی بہار — کہ ہو جیسے گلگونہ روئے یار
جواہر سے تھا دشت سارا بھرا — نہ گل کا اس جا پہ توڑا نہ تھا
زمین کا وہاں کی یہ تھا احترام — فلک کا ذرا تم سنو انتظام
بنا تھا زمرد کا اک آسمان — ستارے تھے ہر وقت جس میں عیاں
کہیں مہر تابان تھا نکلا ہوا — حرارت کا جس میں اثر کچھ نہ تھا

مگر تھا وہ سورج برنگ سحاب  
برستے تھے اس مین سے در خوش آب

برس کر جو گرتے زمین پر گہر  
جواہر کے اس جا سے اُگتے شجر

گلو بھی چمک یون تھی پھیلی ہوئی  
شفق جیسے گلشن مین ہے پھولتی

عمرو چبوترے سے اُتر کر نخل طلائی کے نیچے ٹھہرا وہ ٹکڑا چبوترے کا غائب ہو گیا خواجہ کو اس
عجائبات کے دیکھنے سے بشکل آئینہ حیرت تھی اور ظاہر کوکب کی عظمت تھی بی انجلا مخمور ایسے
رہبر کا جو ساتھ چھوٹا تھا اور جانتا تھا کہ یہ زاد طلسم کی ہے بغیر واقف کار کے آگے بڑھنا مناسب
نہین بس اسی جگہ ٹھہر کر سیر و کیفیت مین صحرائے جواہرون کے مصروف ہوا ناگاہ جس درخت کے
نیچے بیٹھا تھا اسکا ایک پتا ٹوٹ کر گود مین گرا اس نے دیکھا کہ زمرد کا پتا ہے اور یاقوت کے حرف
اسپر منقوش ہین یہ سمجھکر اس کو اٹھایا کہ دیکھون کیا لکھا ہے جب اُٹھا کر پڑھا لکھا تھا کہ ای باغبان
گلشن عیاری آپ کے بارے مین ماہ جادو نام ساحر ذی احترام سے اور بادشاہ سے اہل طلسم
کے بحث ہوئی ہے اور ماہ جادو آپ کے قتل کا بیڑا اٹھا کر چلا ہے اسی جگہ کہ نام اس کا بیابان زرین ہے
آیا چاہتا ہے ہوشیار رہو جونہی عمرو نے پتے پر یہ بات دیکھی چاہا کہ پتا زنبیل مین رکھون اور
آپ فکر عیاری کرون پتا ہاتھ سے چھوٹ کر اڑا اور پھر درخت مین جا کر لگ گیا عمرو دلمین
حیران ہوتا تھا کہتا تھا الٰہی کیا اسرار ہے کیا عالیجاہ اس بادشاہ کی سرکار ہے مگر مال اسکا پائی کا مال
ہے کہ ایک پتا مرے کیا مجال ہے مجھکو یہ پتا نہ لینے دیا اس سے بڑھکر اور کنک وردنی پن گیا ہوگا
اور یہ کون ایسا میرا دوست یہان ہے جس نے ماہ جادو کے آنے کی خبر دی یہ عنایت بغیر ملاقات
مجھ پر فرمائی کہ بیت چہ لطف بود کہ ناگاہ رشحۂ قلمت ۰ حقوق خدمت ما عرض کرد بر کرمت ۰
خیر جو کوئی ہوگا معلوم ہو جائیگا لیکن تم ہوشیار رہو یہ تجویز کر کے ایک تاج زمرد نگار زنبیل
سے نکال کر سر پر رکھا اور دھوتی زردوزی چادر کی باندھی جواہر کے بسے گلے مین ڈالے
بت جواہر کے کنپٹی سے شانے تک باندھے جھولا بادلے کا اسباب سحر رکھنے کا گلے مین لٹکایا نقل
آتشین کو سلگا کر سامنے رکھ لیا ترسول زمین مین گاڑ دیا اس ہیئت سے ساحر معزز صورت بنکر
بیٹھا بعد لمحے کے ماہ جادو اڑتا ہوا آکر پہونچا اور اول تمام صحرا مین بیک نگاہ دوڑا کر عمرو کو
تلاش کیا کہین نظر نہ آیا ایک درخت کے نیچے تاج پہنے ساحر کو بیٹھے پایا سمجھا کہ یہ بھی کوئی
عہدہ دار سرکاری ہے بس بحرمت دریافت کرے کہ عمرو کس جگہ ہے یہ سوچکر چاہا کہ سحر کرون پھر
خیال آیا کہ پہلے اس ساحر سے چلکر پوچھو اگر یہی بتا دے تو پھر کیا سحر کی ضرورت ہے غرضکہ عمرو
کے پاس آیا اول صاحب سلامت کی پھر یون گویا ہوا کہ بھائی تم کب سے یہان بیٹھے ہو
عمرو نے کہا بڑی دیر سے اور میرا تو یہان مسکن ہے شاہ کی طرف سے بہر حفاظت صحرائے زرین یہ احقر

تیین ہوماہ نے کہا کہ پھر تم کو کچھ معلوم ہے کہ عمرو عیار یہان آیا تھا یا نہین عمرو نے منہ بنا کر جواب دیا کہ وہ آیا بھی اور شاہ
کوکب نے اسکو بلا بھی لیا یقین ہے کہ دربار مین پہونچ گیا ہوگا کیا تم اس کے لینے کو آئے تھے ماہ نے کہا کہ نہین
بھائی بادشاہ کا ایمان پھر گیا ہے خدائے نادیدہ کی پرستش کیا چاہتا ہے مین عمرو کو شرط کرکے قتل کرنے آیا
ہون یہ کہکر جو کچھ گفتگو بادشاہ سے اور اس سے ہوئی تھی وہ سب حقیقت بیان کی پھر کہا کہ بھلا جسکی طرف
بادشاہ ہوگا وہ کب ہاتھ آئیگا دیکھیے اپنے سچے ہونے کے لیے مجکو تو ادھر روانہ کیا اور عمرو کو بلا لیا اب
ایسی دھوکے بازی سے سامری کی پناہ کرتو بقول حافظ چہ جاے من کہ بلرزد سپہر شعبدہ باز ۔ ازین حیل کہ در انبانہ
بہانہ تست ۔ اچھا مین جاتا ہون اور دربار ہی مین اسکو مارون گا یہ کہہ کر پرواز کرکے روانہ ہوا اور چشم زدن
مین اندر دربار کے سامنے شاہ کے آیا یہان عمرو کو نہ پایا حیران ہر سمت کو دیکھتا تھا کہ بادشاہ نے کہا
کہ کہو سر عمرو کا لائے اس نے عرض کی کہ حضور نے تو مجکو ادھر بھیجا اور اس رند کو آپ بلا لیا شاہ نے
فرمایا کہ تو مجھے بھی جھوٹا بناتا ہے اس نے کہا کہ میری کیا مجال ہے لیکن محافظ بیابان زرین مجھسے
کہتا تھا کہ شاہ نے اس کو بلا لیا شاہ نے یہ سنکر ہنسکر فرمایا کہ او بیوقوف محافظ کیسا وہی عمرو عیار
ہے ورنہ وہ چاہتا تجکو مار ڈالتا اے ماہ مین یہ کہے دیتا ہون جبتک اسکا آنا خوشی کا آنا ہے ۔ ایک
آفت سی گھر مین اٹھتی ہے ۔ اگر عمرو تجکو مار ڈالے گا تو مین شنوائی نہ کرون گا تو اپنا خون اپنے ہاتھون
سے کرتا ہے عمرو کی اس مین کچھ خطا نہین ماہ یہ تقریر سنکر عمرو کی فطرت پہ حیران ہوا کہ واقعی مین پاس کھڑا
رہا اور اُسے نہ پہچان سکا لیکن دل کڑا کرکے عرض پیرا ہوا کہ اے بادشاہ مین نے اپنا خون بحل کیا اب
اس ناعیار کو مارے لیتا ہون یہ کہکر الٹے پیر پھرا اور عمرو کے پاس آیا عمرو نے کہا کیون پھر کیون آئے
اس نے نعرہ کیا کہ باش او رند مکار تو نے بڑا غضب کیا کہ روبروے بادشاہ مجکو ذلیل کرایا فقرہ
دے کر الٹا پھیر دیا اب تجھکو کب چھوڑتا ہون بس اتنی مہلت تجھے دونگا کہ گھڑی بھر مین تو اپنا حربہ
درست کرلے یہ بھی اس لیے کہ بادشاہ سے وعدہ کر چکا ہون کہ عمرو کو ہوشیار کرکے مارون گا یہ کہکر
کچھ سحر پڑھکر اس جنگل کو سحر بند کر دیا کہ عمرو یہان سے کہین اور بھاگ نہ جائے اور آپ نظر سے پوشیدہ
ہوگیا اس کا چلا جانا عمرو کو غنیمت ہوا فی الفور ایک قیدی زنبیل سے نکال کر بیہوش کرکے بکن عیاری
لمحہ بھر مین اپنی ایسی صورت بنا کر وہی لباس اسکو پہنا کر ہوشیار کیا اور کہا اے شخص مین خداوند
لات اعلے کا بیٹا ہون بڑی مشکل سے تجھکو عمرو کی قید سے چھڑا کر بحکم خداوند عمرو کی ایسی صورت تیری
بنا دی اب جو کوئی تجھ سے پوچھے کہنا مین عمرو ہون خداوند نے سلطنت ایک عمر کی ہے وہ تجھ کو دین گے
بشرطیکہ تو اس امتحان مین پورا اترے اگر تو اپنے تئین عمرو نہ ظاہر کرے گا تو خداوند اب کی
قتل کر ڈالین گے اس قیدی نے رہائی پا کر خوش ہو کر کہا جیسا آپ فرماتے ہین ویسا ہی مین کرونگا
عمرو اسکو بٹھا کر آپ گھبرا ادھر غائب ہو گیا لیکن وہ جنگل محصور بہ سحر تھا کہین اور نہ جا سکا وہین

ٹھہرا رہا بعد لمحہ کے ماہ جادو پھر آیا اور نقلی عمرو سے کہا کہ مین تجھکو مہلت بھی دے چکا اور ہوشیار کر چکا اب وعدہ شاہ کوکب پورا ہو گیا اے سنبھل وہ قیدی یہ گفتگو سنکر پکارا کہ کیا بکتا ہے منم عمرو اپنے یہ نعرہ سنتے ہی ایک گولا فولادی مارا اس نقلی عمرو کے سر پر پڑا کہ سر ہزار ٹکڑے ہو گیا تڑپ کر مر گیا وہ قیدی عمرو نے غیر ساحر لات پرست زنبیل سے نکالا تھا اسوجہ سے علامت اسکے مرنے کی کچھ برپا نہ ہوئی ماہ بہت خوش ہوا اور سر کاٹ لیا لیکن دل سے کہتا تھا کہ شاہ کوکب اسی عیار کی تعریف کرتا تھا کہ ایسا ہے اس نے تو ہاتھ بھی نہ ہلایا اور کچھ بھی اس سے نہ ہو سکا کہ بموجب بیت

اک عمر سے ہمین جو قیامت کا خوف تھا ✽ وہ چلتے پھرتے حشر کا دھڑکا نکل گیا ✽ خوب ہوا کہ بادشاہ کا دین بھی رہا اور افراسیاب سے لڑائی بھی نہ ہوئی ورنہ بڑا کشت و خون ہوتا ظاہر ایہ معلوم ہوتا ہے کہ سامری کو اس طلسم کی بربادی منظور نہ تھی اس وجہ سے عمرو کو بے دست و پا کی طرح میرے قابو مین کر دیا ورنہ ایسا شخص اور کچھ نہ کر سکے یہ عنایت سامری ہے کہ بیت کیا رام اس بت کو باتون مین جا کر ✽ بتائی برہمن نے ساعت کچھ ایسی ✽ یہ سوچتا ہوا دریائے فکر مین غوطہ لگائے دو ہی قدم آگے چلا تھا کہ بروئے ہوا ایک شعلہ سا چمکا اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ایک پریزاد ہوا سے اتر کر زمین پر آئی معلوم کیا کہ کنیزان کوکب مین سے شاید یہ ہے بس اس نازنین کے قریب گیا دیکھا کہ آفتاب تابان گویا زمین پر اتر آیا ہے اسی کی طلعت پرنور دیکھکر مہتاب نے سینے مین داغ کھایا ہے ہزار مو مین موتی پروئے ہین یا شب تار مین تارے چمکتے ہین کوچہ زلف مین ہزار ہا روشن دل پڑے بھٹکتے ہین گیسو اسکے دام الفت تھے گرفتار اس مین اہل محبت تھے کہ بموجب بیت انجمن کو دل کی دام محبت بنا گیا ✽ دھیان انکے گیسوؤں کا بڑا جعلساز تھا ✽ روی تابان بسان آفتاب تابان لب لعلین برنگ یاقوت رمانی درخشان کہ

**فرد** لب لعلین ہین ترے لعل یمن سے بہتر ✽ مشکبو زلف ہے تاتار ختن سے بہتر ✽ سیب زنخدان پر گلزار جنت قربان صراحی گردن سے مے سرخ کی طرح عرق پان کا نمایان ساعد و بازو دست بمثل عالم شکم و ساق و بازو نرم مثل سحاب و سنجاب و قامت از سرتا پا شعلہ نور بلکہ شمع طور یان شرر طور بھی اس کے حسن کا فروغ سنکر افسردہ ہو اکر ایک مدت ہوئی آج تک نہین اٹھا کہ بمقتضائے نظم

زہے شراب لبت مایہ طربناکی ✽ مزدہ نرگس مستت ہزار بیباکی
گذر بدامن پاکت نہ کردہ باد صبا ✽ کجا شگفتہ گلے درچمن بدین پاکی
بیک کرشمہ کہ کردی ہزار دل بردی ✽ تبارک اللہ ازین چابکی و چالاکی
نشستہ ام بر ہیت چون غبار دیرینہ ✽ کہ ناگہان بکشی دامن از من خاکی
جواب تلخ شنیدن ز لعل می گفت ✽ چو تلخی می تاب آورد فرحناکی

ماہ جادو اس نازنین کو دیکھتے ہی فریفتہ جمال ہوا اور بمنت تمام اس گلفام سے کہا **نظم**

اے زبہار تازہ تر تازہ بہار کیستی — وہ چہ نگار طرفہ تر طرفہ نگار کیستی
ہست رخ تو ماہ کو کوکبۂ تو شاہ حسن — ماہ کدام کشورے شاہ دیار کیستی
لالہ و سرو این چمن منفعل اند پیش تو — سرو کدام گلشنے لالہ عذار کیستی
خستۂ رنج فرقتم کشتۂ درد حسرتم — من بیان محنتم تو بکنار کیستی

وہ گل پیرہن بجواب ان باتون کے مسکرا کر زبان پر لائی کہ یہ تعریف آپ نے اپنے گھر والیون کی فرمائی
بندی تو اس لائق نہین مجھکو شاہ کوکب نے آپ کی خبر لینے بھیجا تھا فرمایا تھا کہ جا کر دیکھو عمرو دوماہ
سے کیا گذری فی الجملہ مین تم کو سر عمرو کا لیے ہوے دیکھتی ہون معلوم ہوا کہ وہ مارا گیا پس یہی حال
مین جا کر عرض کیے دیتی ہون کہ ماہ صاحب سر دشمن کا لیے حاضر ہوا چاہتے ہین ماہ نے کہا اے حور
نژاد ہم بھی دربار شاہ مین جائین گے اور تم بھی وہین چلتی ہو ہم تم ساتھ ہی نہ چلین ایک سے دو بھلے
اس حور پیکر نے مسکرا کر جواب دیا کہ چل ہٹ مجھے مردوے ذرا ہوش مین آ جا مین فریب تیرا سمجھتی ہون
تیری باتین میرے ناخنون پر ہین کچھ بندی ایسی گدھی نہین لو صاحب یہ موا مردوا مسٹنڈا مین
اکیلی دھان پان سی عورت اس کے ساتھ چلون بھلا سن تو اگر راہ مین تجھ پر شیطان چڑھے تو مین
نگوڑی کدھر کی نہ رہی تو مجھکو جبر غفو کرے رے تیرے منہ کو جھلسا سات پھیر دن کا بھوس ماہ ان باتون کو
سنکر فرط خندہ زنی سے لوٹ گیا پھر اپنے تئین سنبھال کر اس پریوش کا ہاتھ پکڑا اور کہا مجھ جیسے محبت
پھیری جو نظر تم نے تو سب پھر گئے مجھ سے + کچھ اور ہی بات ہو گئی دنیا ابھی کچھ اور + ہان مین بغیر ساتھ
لے جاے نہ رہونگا نازنین نے بگڑ کر کہا دیکھون تو کیونکر لے جائیگا نا صاحب مین نہ جاؤن گی
جو کوئی سنے گا یہی کہے گا کہ بڑا اتم تھی تمھین جنگل بیابان سنسان مین مردوے کے ساتھ چلی گئین
کیا تم نہ جانتی تھین کہ اکیلے مین سب کچھ کر گذرے گا پھر مین لاکھ لاکھ قسمین کھاؤن گی کسی کو یقین نہ
آئیگا سب یہی کہین گے کہ بہانہ بازی کرتی ہے یہ رنڈی خود ہی مستانی تھی جب تو یہ جوان جہان
ہو کے مردوے کے ساتھ چلی گئی مین ایسے چلنے کے قربان جس سے آبرو مین فرق آئے بندی ایسی
اوماتی نہین تم جاؤ اپنے کام لگو میرے فراق مین نہ پڑو ماہ اس کی دوبارہ تقریر سنکر مرہی گیا اور
بیکار افرونازے اترا کے چلنا قہر تھا + ٹکڑے ہو کر دامن محشر گیا + یہ کہکر اس رشک قمر کا ہاتھ
پکڑ کر کہا ہم سے قسم لے لو جو ہم تمھین بے طریق ہاتھ لگائین اس غنچہ دہن نے کہا لے بس بس اپنے
اڑھائی چاولون الگ گلاؤ ہاتھ بے طریق اپنی امان کے جا کر لگاؤ اور سنو میرے صاحب کسی کی مجال
ہے جو مجھے بری نگاہ سے دیکھے آج تک اتنا سن آیا سرکار کی نوکری مین ہزارون جگہ اکیلی دوکیلی
ملکہ بران جنین جم جسم اُن کی سلامتی مین جاتا ہے بھلا کوئی کہہ تو دے کہ اس شخص کو ہم نے کسی سے

ہنستے دیکھا تھا اور میاں اگر ہمارا بھی چاپ کرنے کو تو کوئی کیا ہے سو نوچ چھائیں بچھوئیں آج تک تو
سامری نے بچایا ہے اس گفتگو مین ماہ نے اپنی طرف کھینچی واضح ہو کہ یہ پریزاد عمرو ہے جو عیاری کرنے
آیا ہے لیکن پہلے ماہ جادو نے بھی مہلت کچھ دیر کی دی تھی اس وقت عمرو بھی گفتگو کو طول دے رہا
ہے کہ مجھکو کہنے کو ہوگا کہ اتنے عرصہ تک مین تجھ سے ہمکلام رہا اور تیرے پاس کھڑا تھا اگر تو پہچان
نہ سکا اگر تو نے مجکو مہلت دی تھی تو مین نے بھی اتنا عرصہ لگایا کہ شاید تو پہچان لے لیکن تو میری
صورت مصنوعی پر ایسا فریفتہ تھا کہ ذرا بھی تمیز نہ کر سکا فی الجملہ ماہ نے اسکا ہاتھ کھینچا اس نے
اپنا ماتھا کوٹا کہ ہے ہے مین نگوڑی کیون آئی تھی میری تو غضب مین جان پڑ گئی جس بات سے سدا
مین ڈرا کی جمشید قسم آخر وہی سامنا ہوا لیکن یہ تجربہ ہے اے مین ابھی اپنی ملکہ سے کہکر دھرے تاڑ دادو
کوئی مجھے ہاتھ لگائے تو دیکھے پھر تو دیکھو مین کیا کرتی ہون اچھا چلو مین ساتھ چلتی ہون دیکھون تو کیا کر لیتا ہے
یہ کہکر ساتھ چلی راہ مین خاصدان نکال کر اس گلبدن نے گلوری کھائی اور ماہ کے بغیر مانگے آپ ہی انگوٹھا
دکھا دیا وہ اس کی اداؤن کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ انکار اس کا عین اقرار ہے کہ سے اٹھاتا ہے تصور پردہ
اور حیرت گرائی ہے + جو محو یار ہو جائے کشاکش درمیان کیون ہو + چھیڑتا چل یہ سوچکر اس نازنین
سے کہا ہمین بھی گلوری دو اس نے کہا منہ بنواؤ ماہ نے کہا نہ دو ہمارے پاس عطر ہے ہم بھی نہ دین گے اسنے
کہا دیکھین ماہ نے جھولے سے سحر کی شیشی نکال کر دکھائی اور کہا لو ہم تمھاری طرح بخیل نہین اس سیمبر نے
ہنسکر کہا مجھے کیا کرنا ہے میری محرم بسانے کو خواصین عطر کی شیشیان انگیا مین رکھ دیتی ہین اور نہ
میرے عطردان مین بھی عطر بہت ہے یہ کہکر اندر دوپٹے کے ہاتھ ڈالا پھر ہاتھ دوسرا ماہ کی آنکھون
پر رکھدیا کہ سامری قسم میرا دوپٹا ہٹا ہے میری محرم پر آنکھ نہ ڈالنا یہ کہکر خوب زور سے آنکھیں اپنے
ہاتھ سے بند کین اسپر بھی کہتی جاتی تھی کہ یا سامری جو میرے تئین ننگا دیکھے اس کے دیدے پھٹ
ہو جائیں غرضکہ اس حیلے سے آنکھیں بند کر کے عطر بیہوشی زنبیل سے نکالا اور آنکھیں کھول دین کہا
لو عطر موجود ہے ہوئے عطر کی بھی یہ اصل ہے کہ جسپر کوئی اترائے اور سات پردہ مین چھپائے یہ کہکر
شیشی ماہ کے ہاتھ مین دی اس نے سونگھی چھینک آئی اور بیہوش ہو گیا اس نے زبان مین اسکی سوزن
دیا اور درخت سے باندھ کر ہوشیار کیا جب وہ ہوش مین آیا عمرو نے کہا اے ماہ دیکھا عمرو کو اب کیا کہتا
ہے شناخت مین پروردگار کی ماہ جادو یہ کیفیت دیکھکر پہلے تو حیرت زدہ ہوا پھر مسلمان ہونے سے
انکار کیا عمرو نے خنجر کھینچکر چاہا کہ سر کاٹ لون اسوقت زمین سے ایک پتلا نکلا اس نے ہاتھ پکڑ لیا
آواز آئی کہ اے گلچین حدیقۂ عیاری مرحبا یہ نالائق اپنی سزا کو پہونچگیا اس کو قتل نہ کرنا چاہیے
کہ میرا رفیق ہے یہ صدا سنکر عمرو و ماہ دونون بیہوش ہو گئے پتلے نے ان دونون کو اٹھا کر ایک باغ
مین یہان لہرستان کے پہونچایا اس باغ مین ایک بنگلہ پر تکلف تھا دونون کو لا کر وہین رکھا آنکھ عمرو کی

کھلی دیکھا پتلا بلورین کھڑا ہی اور ماہ بیہوش پڑا ہی یہ دیکھکر حیرت تھی کہ دفعتاً پتلے نے دست بستہ عرض کیا کہ
شاہ نے آپ کو سلام شوق کہا ہی اور عیاری کی تعریف فرمائی ہی کہا ہی کہ بس امتحان ہوچکا اب اس
متعرض ماہ کو میرے پاس بھیجدیجیے اور آپ اسی باغ مین فروکش ہوجیے سب سامان راحت حاضر
ہوگا کسی طرح کا رنج نہ پہونچیگا عمرو نے ماہ کو حوالے کیا پتلا لے گیا اور سامنے بادشاہ کے لایا شاہ نے
ہوشیار کرکے پوچھا کہ کیون اے ماہ جادو عمرو کا سر لائے ماہ کی جو آنکھ کھلی سامنے بادشاہ کو دیکھا بہت
شرمندہ ہوا اور عرض کیا کہ واقعی آپکا فرمانا راست ہے عمرو عیار آفت روزگار و بدبلا ہی دم
بھر مین عورت بنتا ہی دم بھر مین مرد کبھی کچھ اور کبھی کچھ نیرنگ بازی دکھاتا ہی اُسکا مقابلہ کوئی کہین
کر سکتا کہ بیت ترے رفتار کے فتنون سے دنیا بھر گئی ساری + کہین آنے کا رستہ ہی نہین ملتا قیامت
کو + اب مین اس کا معتقد ہوا اور وہ نامہ جو ملکہ ہیران کے لیے آپ نے لکھا ہی مجکو دیجیے کہ خدمت
ملکہ عالم مین لے جاؤن اور عمرو کو استقبال کراکے بلاؤن کوکب نے نامہ جسکا ذکر اول مین کیا
گیا اسکو دیا کہ یہ لے کر روانہ ہوا اس قلعہ سے کہ جہان بادشاہ رہتا ہی شہر ہفت رنگ دور ہی
درمیان مین ایک دریا بہتا ہی اس طرح کہ جیسے طلسم ظاہر و باطن کے درمیان دریاے خون روان طلسم
ہوشربا مین ہی اور جسطرح دریا پر جاکر ساحر عرض کرتا ہے کہ افراسیاب مین حاضر ہونگا ویسے ہی یہان
پر ان کو ادھر کا جانے والا پکارتا ہی اور اس طرف سے جو آتا ہی کوکب کو پکارتا ہی پنجے پیدا
ہوکر اٹھا لیجاتے ہین ماہ نے حسب دستور کنارے دریا کے پہونچکر پکارا ایک مچھلی جس طرح سے
دریاے ہفت رنگ سے ماہی پریزاد نکلی تھی ویسی ہی پیدا ہوئی اور ماہ کو سوار کرکے اپنی پشت پر
اس پار لے گئی جب اس کنارے پر پہونچا پنجہ پیدا ہوا اور لے کر چلا شہر ہفت رنگ کو طے کرکے
جب قریب ہوا سات دریا راہ مین ملے سب پنجہ نے طے کیے اتفاقاً ملکہ قلعہ ہفت رنگ سے موتی باغ
مین سیر کرنے کو گئی ہین اور موتی باغ دریاؤن کے پار ہے اور موتی باغ کی بارہ دری اتنی بلند
ہی کہ اسکے اوپر کے درجون پر سے یہ ساتون دریا بہتے ہوے نظر آتے ہین غرضکہ پنجہ ماہ کو لیے
ہوے موتی باغ پر آیا اس نے کبھی یہ باغ نہ دیکھا تھا آج دیکھا کہ چار دیواری اس باغ کی چاندی
کی ہی در باغ پر دروازہ سونے کا لگا ہی ہزارہا موتی جڑا ہی پردہ زردوزی کا پڑا ہی پردہ چشم
عاشقان کا پردہ ہی کہ بیت وہ پردہ کیا جو پردے سے پردہ ذرا نہ ہو + وہ شرم کیا حیا سے جو
تجھکو حیا نہ ہو ماہ اندر باغ کے آیا یہ باغ بھی نزہ طلسمات کا پایا تعریف بصراحت تمام بروقت
آنے عمرو کے بیان ہوگی بیچ مین باغ کے بارہ دری موتی کی بنی تھی ہزارون دروازے کی چوڑی
چڑھی تھی سب در کھلے ہوے تھے اوپر کے درجون سے وہی ساتون دریا نظر آتے تھے بارہ دری
کے گرد چھبیس بنگلے بنے تھے اور چھبیس برج آراستہ تھے برجون کے سامنے گمگیرے مخمل کے

کارچوبی دموتی دجواہر کی جھالر کے استادہ تھے استادے ان کے جواہر کے تھے بیچ مین بارہ دری کے شہ نشین پر کئی سونے کا تخت بچھا تھا اور تخت کے گرداگرد ہزارہا دنگل وکرسی جواہر کار آراستہ تخت پر ملکہ بُران شمشیر زن جلوہ فرما تھی اور ہزارہا انیس مدبران سلطنت وغیرہ دنگلون کرسیون پر بیٹھے تھے پس پشت تخت سات ہزار خواص دریاے جواہر مین غرق عہدے لیے کھڑی تھین اور سامنے تخت کے سات ہزار غلامان مہ صورت حور پیکر غلمان منظر زرین لباس زرین کمر دست بستہ حاضر تھے لیکن سب برنگ تصویر چپ اور سر گردن جھکائے رعب سے بات کرتا کیا ایک دوسرے سے آنکھ نہ ملاتا ناچ سامنے ہوتا تھا دورہ شراب ارغوانی وزعفرانی تھا کہ ماہ سامنے آیا مجرا کیا آداب بجالایا اور بعد ادب وبزبان عجز ملکہ کی دعا وثنا مین مصروف ہوا کہ ابیات

نفت بناز حبیبان نیاز مند مباد
دجود نازکت آزردہ گزند مباد

سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست
بہیچ عارضہ شخصے تو دردمند مباد

درین چمن چو در آید خزان بیغمائی
رہش بسروسہی قامت بلند مباد

دران بساط کہ حسن تو جلوہ اندازد
مجال طعنۂ بدبین بدپسند مباد

جمال صورت معنی ہمین ہمہ تست
کہ ظاہرش دژم وباطنت نژند مباد

ہر آنکہ روی چو ماہت بچشم بد بیند
بر آتش تو بجز جشم او سپند مباد

ملکہ نے اسکو رفیق شادہ کوکب جان کو خلعت سرفرازی دیا اور باعث آنے کا استفسار کیا ماہ نے نامۂ بادشاہ لانے کا حال عرض کیا میرزان وزیر ملکہ کا سندیل وزارت پہنے پایۂ تخت کے قریب حاضر تھا اُسنے لے کر ملکہ کے روبرو پیش کیا ملکہ نے اول زرشار کرایا پھر سر پر رکھا آنکھون سے لگایا بعد اسکے لفافہ چاک کر کے مطالعہ فرمایا مضمون مندرجہ سے واقف ہو کر میرزان کو حکم دیا کہ جاؤ اور نہایت تعظیم سے عمرو بن امیہ تشریف لائے مین باغ بیابان انارستان مین ہین انھین اسی باغ مین لے آؤ ایک دعوت انکی اس جگہ کی جائے گی جبتک شہر صنعت رنگ آراستہ ہوگا اور خواجہ بھی بیرون طلسم کی سیر کرین گے پر اندر قلعہ کے قدم رنجہ فرمائین گے وزیر یہ حکم محکم قضا شیم ملکہ عالم سنکر آداب بجالایا اور باہر آکر بارہ ہزار ساحران نامی کو لباس اور اسلحہ سے آراستہ کر کے تخت طاؤسی پر سواری خواجہ ہمراہ لے کر بڑے ساز وسامان سے روانہ ہوا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھل گئے نقارے شاہی بجنے لگے کئی ہزار کنیزان مہر دیدار حیور بال ہاے اور عہدے ہاتھون مین لیے تخت کے ہمراہ تعین نہایت تجمل اور شوکت سے یہ سب تو چلے لیکن عمرو نے جو ماہ جادو کو ہمراہ نیلہ بلور کر دیا تھا اور ٹھہر رہا تھا سوچا کہ اس باغ مین چلکر سیر کر دن پس تمام باغ مین پھرا یہ تماشا دیکھا کہ یہ باغ دشت زرین طلسم سے کہین بڑھ کر ہے کہین زمرد نگار سرو موزون ہر کسی جا یاقوت کا لالہ احمر ہے

آفتاب اپنی شاخہاے شعاع زرین کو وہان کے درختون کی شاخون پر نثار کرے نخل کہکشان و درخت درختان پر اثمار بے برگ و بار نظر آئے خوشۂ سنبلۂ فلک وہان کی شاخون اور شگوفون پر سو جان سے نثار زبان پر نسبت اللہ بنا تا حسنا ہر بار اس باغ کا یہ ادنی شگوفہ ہی کہ کدیور روزگار نے اسکی سرسبزی پر رشک کھاکر گلہاے مہر و ماہ کو مع گلہاے انجم سبد فلک مین لگایا سامنے ہوا خواہان کے لایا انھون نے مہر و مہ کی جو پر ضیا تھی اس پھولون کے روبرو جو باغ مین ہی ناپسند فرمایا یعنے ماہ کو داغی اور آفتاب کو نہایت گرم بتلایا گلہاے انجم آج تک وہان کے پھولون کے سامنے ارزان ایسے ہین کہ کوئی خیال مین بھی نہین لاتا اس باغ کے اشتیاق مین فلک ہمیشہ چکر لگاتا ہے مگر ایک شگوفہ بھی نہین پاتا ہے

کہ بموجب ابیات

حکم رانی پر ہوا اسپل سلیمان بہار — عشق پیچان بنگیا طغرلے فرمان بہار
روشنی ہوے جو آنکھو نہین تو سیر باغ ہو — لالۂ آتش زبان ہر شمع ایوان بہار
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے — نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار
شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا — نے سواران چمن ہین مرد میدان بہار
آب جو لیلی ہین صفا مین سینۂ اشراقیان — ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونان بہار
لالہ و گل سے ہنوز آباد ہی بزم چمن — سرو شمع سبز ہی سنبل شبستان بہار

عمرو سیر کرتا ہوا در باغ پر آیا یہان پہلوے در مین زینہ بنا تھا اس پر چڑھ گیا دیکھا کہ سامنے در باغ کے جہان تک نگاہ کام کرتی تھی انار کے درختون کا جنگل لگا تھا ہزارہا انار مثل پستان شاہدان قامت شاہد شجر سے ہویدا ہی اور ہر انار شق ہو گیا ہی دانے اس کے دندان سبز رنگان دہر کو شرماتے ہین درخت مثل حلہ پوشان کے سرسبز نظر آتے ہین دہان باغبان روزگار پر ثنا ہین اس دشت کی آیہ نخل درمان جاری ہی چادر ب کش اس دشت کی باد بہاری کہ نظم

نوجوانان چمن استادہ ہین چالاک و چست — نغمہ زا ہین نالہاے عندلیب خوش بیان
ابر کی اٹھکھیلیون پر برق ہی بیتاب حال — چہچہے ہین طائران خوش نوا کے ہر زبان

عمرو کبھی اس باغ دلکشا کی سرسبزی دیکھکر آیہ وافی ہدایہ کمثل جنۃ انبتت سبع سنابل زبان پر جاری کرتا اور کبھی دہشت نضارت آگین کے تماشے سے جنت وعدن تجری من تحتہا الانہار پڑھتا کہ ناگاہ سامنے سے نشان ہاتھیون پر نمودار ہوے ڈنکے بجتے سنائی دیے شتر سوارون کے پرے نظر آئے یہ ایک بار ماہ کے ہاتھ سے زک پا چکا تھا بموجب مثل دودھ کا جلا چھاچھ پھونک کر پیتا ہی سمجھا کہ ماہ کو تو بتلائے گیا ہی وہ یہان کا سردار رہی اب دوبارہ فوج لے کر تیری گرفتاری کو آتا ہی یہ سمجھکر اسی جگہ رنگ و روغن عیاری لگا کر ایک بڑھیا کی ایسی صورت بن کر چادر محمودی کی اوڑھی اور مثل ضعیف

عورتون کے جابجا دست وگوش مین سادہ سادہ زیور الماسی پہنا ہاتھون مین پہڑیان اور سر مین کہرباے
شمعی کی باندہین کانون مین ایک ایک بالی ڈالی گلے مین ہیکل جسکی تختیون پر نام سامری وجمشیدی وزردشت
وغیرہ کندہ تھے پہنی اور گھڑا ایک زنبیل سے نکالکر شربت گھولا بیہوشی آمیز کی اور گھڑے کو سر پر لیکر
نیچے اترکر آگے بڑھا کہ یہ فوج جو آتی ہی اُسکو نذر سامری کا شربت پلاؤن اور بیہوش کرکے مار دون جو
بچ جائینگے اُن کو حقۂ آتشین مار کر بھگا دونگا جیسا کچھ ہوگا دیکھ لونگا غرضکہ گھڑا لیے ہوے ایک
درخت انار کے نیچے آیا یکایک اُس درخت سے ایک انار ٹوٹ کر زمین پر گرا اور شق ہوا ایک پتلا بالشت
بھر کا اس مین سے نکلا گویا شیشۂ بہار سے پھل پیدا ہوا لمحہ بھر مین وہ پتلا جوان خوش رو حسین طرحدار بنگیا
لباس صرخ زیب قامت کیے تھا اس نے خواجہ کو سلام کیا **عمرو** نے دعا دی کہ سامری عمر دراز کرے برخوردار
ہو پھر کہا کہ بیٹا مین بڑھیا یہ شربت سامری کی نذر کا لائی ہون تم بھی ذرا سا چکھیو وہ جوان ہنسا اور کہا
کہ خواجہ آپ مجکو دم دیکر بیہوش کیا چاہتے ہین آپ کو معلوم نہین کہ یہ بیابان انارستان ہی جتنے انار
اس مین لگے ہین ان سب مین فوج شاہ کوکب ذیشان ہی یہان آپ ہی کا ایسا کسی کا اقبال ہو تو آسکے
ہم کو آپ کے آنے کی خبر مل چکی ہی اور حکم اطاعت کرنے کا دیا گیا ہی نہین تو یہان سے جانا غیر ممکن تھا
جس طرح گور مین مُنگے رہتے ہین اس طرح سے فوج اناروں سے نکلتی اور حضور کو جانے نہ دیتی مین
آپ کو اطلاع دینے انار سے نکلا ہون کہ یہ فوج جو آتی ہی یہ میرزان وزیر ملکہ بران آپ کے
لینے کو آتا ہی جلوس شاہانہ ہمراہ لاتا ہی حضور کو چاہیے کہ ان سے بڑے تپاک سے ملیے نہ کہ ان کے
قتل کی فکر کیجیے **عمرو** نے جب یہ کیفیت اس جوان سے سنی کہا پہلے سے تو نے مجکو اطلاع کیون نہ دی
میرا شربت سب خراب گیا وہ جوان ہنسا اور کہا اس کے عوض جو فرمائیے وہ حاضر ہو **عمرو** نے کہا
کچھ مجکو محتاج سمجھا ہی یہ کہکر شربت کا گھڑا زنبیل مین رکھا کہ پھر کہین کام آئیگا وہ جوان پھر پتلا بنکر انار
مین چلا گیا اور انار درخت مین جا کر لگا **عمرو** وہان سے بہت جلد اندر باغ کے آیا اور بارہ دری
مین پہونچکر جلد جلد فرش ترقم و سنجاب زنبیل سے نکالکر تمام بارہ دری مین بچھایا مسہریان آراستہ کین
دنگلہاے جواہر کار گسترده کیے مسندین مغرق پر تکلف موتیون کے جھالر کی بچھائین ایک تخت کی سوزنیہ
کا بیچ مین دنگلون کے بچھایا اور یہ سب سامان چند بچون کو زنبیل سے نکالکر آن واحد مین درست
کرایا راوی کہتا ہی کہ جب ملک سبائل جہان لقا خدائی کرتا تھا اور یہ ملک اُسکا تخت گاہ تھا وہ
اہل اسلام نے جب فتح کیا اور لقا بھاگا تو **عمرو** نے اسکی بتخانون کو جس مین جواہر کے لاکھون درخت
تھے اور اسباب نادر عجوبۂ روزگار بہت تھا توڑکر زنبیل مین رکھا ہی بس وہی اسباب اس جگہ
نکالکر آراستہ کیا اور آپ وہ خلعت و تاج گوہر نگار جو ملکہ آسمان پری نے دیا ہی زیب قامت کیا
اس مین ایک ایک موتی برابر بیضۂ مرغ کے لگا تھا اور ایسا جواہر ٹکا تھا جو کبھی جوہری فلک نے چشم

مہر و ماہ سے بھی نہ دیکھا تھا باوجود کہ لعل بدخشانی حرارت آفتاب سے پیدا تھا مگر اس خلعت کا ایک ایک لعل رشک دے کر آفتاب کو جلاتا تھا غرضکہ تاج لعل و گوہر سر پر اور قباے سلیمانی در بر دہ قباے زرین شاید تار خطوط شعاع مہر سے یا تار نفس مہر طلعتان سے کرسی گئی تھی گوٹ اسکی شفق دامن سحر کو شرمندہ بنائی تھی اپنے رو برو ملگجی بناتی تھی کہ بمقتضاے ابیات

حلۂ استبرق و ابریشمین — بر میں ایسا تھا کہ دیکھا ہی نہیں
جسکی قیمت ہے خراج سلطنت — رونما جس کا تھا باغ سلطنت
سر پہ اُسکے تھا مرصع ایسا تاج — رونما جس کا ہو دنیا کا خراج

باین زینت و آرایش اس تخت فلک رفعت پر جلوہ گر ہوا اس اثنا میں میرزان وزیر تجمل شاہی کو در باغ پر چھوڑ کر آپ مع چند مقربین کے اندرون باغ قدم زن ہوا اور ہر سمت کو خواجہ کی تلاش کرنے لگا یعنے عمرو جو آئے ہیں تو کس جگہ ہیں غرض سب بنگلوں میں پھر کر قریب بارہ دری جو آیا دیکھا کہ چلمنیں پڑی ہیں اُس نے ڈرتے ڈرتے چلمن کو اُٹھایا عمرو کو دیکھا کہ تاج کئی سو کنگرے کا پہنے جسکی کلغی میں جوڑی گوہر شب چراغ کی لگی ہے قبادہ ہے کہ جسپر نگاہ نہیں ٹھہرتی ہے دربر کیے تخت پر جلوہ گستر ہے دربار شاہانہ آراستہ ہے دنگل کرسی میز بے انتہا ہے کوئی اور نہیں نظر آتا ہے لیکن عمرو کرسیوں کی طرف ایسا مخاطب ہے جیسے کوئی ان پر بیٹھا ہے مگر دکھائی نہیں دیتا ہے وزیر کے ہوش پران ہوے اور سمجھا کہ عمرو بھی شہنشاہ جلیل القدر ہے بڑے ساز و سامان سے آیا ہے فوج بطور مخفی ساتھ لایا ہے فی الجملہ وزیر باادب تمام سامنے آیا اور دست بستہ زمین تفاخر کو لب عجز سے بوسہ دے کر بعد بجا آوری آداب دعاء شہنشاہ شہریاری میں بہزاران آرزو و نیاز مصروف ہوا کہ نظم

تا سایۂ مبارکت افتاد بر سرم — دولت غلام من شد و اقبال چاکرم
شد سالہا کہ از سر من بخت رفتہ بود — از دولت وصال تو باز آمد اندرم

بعد فراغ مراسم شنا و صفت عرض پیرا ہوا کہ اے شہنشاہ عیاران ملکہ حیرت نے سلام نیاز کہا ہے اور مجھے بھی خدمت ملازمان عالی میں بھیجا ہے عذر کیا ہے کہ ایک سر ہزار سودا امور سلطنت سے چھٹی نہیں ورنہ حضور کو لینے آتی کس لیے کہ بمقتضاے ابیات

آن کف پا بر زمین حیثیت ای سرو سہی — چشم آن دارم کہ دیگر پاے بر چشمم نہی
تا سر از جیب خجالت بر ندارد آفتاب — خیمہ بر دامان صحرا زن چو ماہ خرگہی
مہر وی بر اوج خوبی فارغ از بیم زوال — با تو خورشید فلک را نیست تاب ہمسری
گر ہلالی را فلک سازو گدای درگہت — بر سر کوی تو یابد منصب شاہنشہی

امید کہ سوار ہو کر قدم رنجہ فرمایئے ملکہ عالم مشتاق ملاقات ہین آج موتی باغ مین چلکر آرام کیجیے اور ہماری آبرو بڑھایئے کل شہر ہفت رنگ مین داخل ہوجیے گا عمرو نے یہ التماس وزیر سنکر آگے بلایا اور گوشۂ چشم سے بیٹھنے کا اشارہ کیا وزیر بیٹھ گیا عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا وزیر حیران ہوا کہ یہ شخص جن ہے یا بشر ہی واقعی مرد باہنر ہی عمرو ایک ملازم کی ایسی صورت بنکر اور خلعت پر زر کشتی مین لگا کر سامنے وزیر کے لایا اور کہا شہنشاہ عیاران اپنے لشکر مین پوشاک بدل رہے ہین برآمد ہوا چاہتے ہین آپ کو یہ خلعت مرحمت کیا ہی وزیر نے خلعت پہنا مگر سمجھا کہ معتبر اس شخص کے ہمراہ فوج جنیان ہی غرضکہ عمرو خلعت دے کر اور اسجگہ کا سب اسباب یعنی تخت و کرسی وغیرہ لیجا کر کے نظر سے غائب ہوگیا بعد لمحہ کے صورت اصلی بنکر اور دوسری طرح کا لباس زیب قامت فرما کر ظاہر ہوا وزیر اُٹھ کھڑا ہوا اُسکو حکم دیا کہ آنکھین بند کرلے تاکہ میرے ملازم اسباب اٹھالین اس نے حسب ارشاد آنکھین بند کرلین عمرو نے جال مارا کہ تمام اسباب نذر زنبیل کیا وزیر نے جو آنکھ کھولی ذرا بھی اسباب نہ دیکھا یقین واثق ہوا کہ عمرو فوج جناتون کی ہمراہ لایا ہی بس اس نے تخت طاؤس حاضر کیا خواجہ سوار ہوے طبل و نقارے بجے صداے طرقوا پیدا ہوئی باغ سے سواری آگے بڑھی باد بہاری جلو مین چلی نقارچی زرنگی ترنقارون کو بجاتے اس کے پیچھے شتر سوار ساندنیان اڑاتے پھر خاص بردار غول باندھے پلٹنین اور رسالے باجے جنگی بجاتے چلے بعد انکے طفلان قمر پیکر بوٹے نخلون کے اور منقلھاے عود عنبر لیے عود برنگی کا بکھٹا ڈالتے دشت کو رشک دشت تتار بناتے گذرے پھر تخت عمرو کا برآمد ہوا چار سو پریزادان طلسم کی چتر ربال ہما کا لیے مگس رانی کرتی ہوئی دو کئی ہزار خواص انچل پلو کے دوپٹے اوڑھے حسن مین یگانہ گوہر جواہر کا زیور پہنے چنگیر دان و عطردان و اوگالدان وغیرہ عہدے ہاتھون مین لیے کہار قدم با قدم تخت اُٹھائے اس طرح سے کہ تکان نہ ہو رواں ہوے اور بارہ ہزار ساحر باز و بط و فیل سرخاب و بوتیمار و اشتر پر سحر سوار تخت کو گھیرے ابر پیدا کرتے موتی برساتے سواری کے جلو مین آتے تھے نقیب آگے آگے صداہاے ادب و تفاوت لگاتے تھے بڑھے عمرو دولت شیران بہادر کہکر للکارتے تھے اس دبدبے سے کہ بموجب نظم

| | |
|---|---|
| تھے کھڑے صدہا نقیب و چوبدار | اور پیادے بے عدد بیحد سوار |
| سیکڑون حاضر غلام ماہ رو | دست بستہ صف کشیدہ سو بسو |
| غرق لعل و در مین از پا تا بسر | زرق و برق ایسے کہ خیرہ ہو نظر |
| کہتے جاتے تھے یہ ہردم چوبدار | اے جوانو جلد تر ہو ہوشیار |
| جلد ہو جاؤ دو طرفہ دو قطار | ہون پیادے آگے اور پیچھے سوار |
| باادب آہستہ نہ بیش و نہ کم | ایک سان جلدی بڑھاؤ تم قدم |

سواری شہنشاہ عیاران کی روان تھی چشم بہرام فلک بحسرت چاکری نگران تھی شہر ہفت رنگ کو دہنے
ہاتھ کی طرف چھوڑ کر سیر و نجات طلسم دکھاتے باہر باہر موتی باغ مین لے کر آئے اب بیان سے جو کوئی
اندر قلعہ کے جانے کا ارادہ کرے تو وہی ساتون دریا جنکا ذکر اول ہوا کہ راہ طے کرکے آیا تھا پڑین گے
غرض کہ جب سواری موتی باغ کے در پر پہنچی وزیر نے آگے بڑھکر کے دروازہ کھلوایا کیونکہ ملکہ بران
وزیر کو بھیجکر سمت قلعہ ہفت رنگ بہر تیاری سامان دعوت خواجہ گئی تھی ملازمون کو برائے خاطرداری
وخدمتگزاری چھوڑ گئی تھی اس وقت وزیر کے پکارنے سے دروازہ وا ہوا اور سو کنیزین مہ پارہ و
سمن اندام گلدستے ہاتھون مین لیے اندر سے باغ کے نکلین کہ ایک ایک حسن مین رشک حور تھی
سراسر بقعۂ نور تھی کہ بمقتضائے ابیات

| | |
|---|---|
| رسیدند خوبان ز درگاہ کاخ | بدست اندرون ہر یکی دستہ گل و شاخ |
| بایارہ و طوق و با گوشوار | ز دیبائے گوہر چو باغ بہار |
| دو رخسارہ چون لالہ اندر چمن | سر جعد تا نقش شکن بر شکن |

ان پری پیکرون نے وزیر سے عرض کیا کہ ملکۂ عالم نے حکم چلتے وقت کیا تھا کہ اندر باغ کے ہمارے
مہمان کو موتیون کے تخت پر سوار کرکے لانا اور موتیون کی پوشاک پہنانا چنانچہ یہ تخت گوہر نگار
اور یہ پوشاک آبدار حاضر ہے وزیر نے کشتیان خلعت مروارید کی اور تخت ان سے لے کر
خدمت مین عمرو کی حاضر کیا اور ان کنیزون نے جو وزیر سے کہا تھا وہ بھی عرض کیا عمرو نے
ہنسکر کہا اے وزیر ملکہ نے مجھے محتاج سمجھا مین صاحبقران کا بھائی ہون جسکی وجہ ملکۂ آسمان پری ہے
یہ کہکر ایک کنیز جو سب سے زیادہ ملکہ کی طرف سے سفارش کر رہی تھی اسکو گھورا اور کہا رہ تو جا تیری گردن
مارون وہ کنیز سمجھی کہ اصل مین یہ مہمان عزیز بادشاہ طلسم ہے اگر حکم دے گا تو ضرور میرے قتل مین کسی
کو تامل نہ ہوگا یہ سمجھ کر فرط دہشت سے گر پڑی جتنے لوگ تھے ہمراہ سب کے سب اسی طرف
متوجہ ہوگئے اور نگاہ ہر ایک کی اس کنیز کی طرف تھی عمرو نے سب کی نگاہ دوسری سمت کرنے کو یہ
فقرہ کیا ہے فوراً گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا وزیر وغیرہ نے اس کنیز کو اٹھا کر پھر جو تخت کی جانب
دیکھا عمرو کو نہ پایا جان نکل گئی کہ شاید خواجہ ناراض ہو کر چلے گئے ملکہ بران ہم لوگون کو مار ہی ڈالے
گی کہ تم نے خواجہ سے کیون گستاخی کی پس پریزاد طلسم سے کہا کہ ہر سمت جا کر ڈھونڈو اور ساحرون کو
حکم دیا کہ تلاش کرو دونون ہر طرف دوڑے اور دور دور اڑ گئے مگر کہین نشان نہ ملا ناچار پھر آ کے وزیر
منتظر ہو رہا تھا کہ یکایک خواجہ تخت پر ظاہر ہوئے وزیر نے دیکھا کہ موتیون کا تاج سر پر دھرے
جامہ گوہر آگین پہنے بڑے بڑے موتیون کا کنٹھا اور تمام درخوش آب جسم پر آراستہ فرمائے ہین قبا
کو سے لگی ہے ہیرا انگشتری کے نگینہ کی قیمت باج سلطنت سے بڑی ہے آگے بازودون پہ نگینہ مہر و ماہ

سے بہتر بالے گوہر کے عقد ثریا کو رشک دینے والے بے آبرو دنیا نیوالے اس سجاوٹ کو دیکھ کر وزیر نے
باادب عرض کیا کہ حضور کہان تشریف لے گئے تھے فرمایا کہ لشکر حمزہ مین گیا تھا وہین سے آتا ہون وزیر
اور زیادہ بدحواس ہوا کہ کہان یہ مقام اور کہان کرۂ عتیق لشکر صاحبقران خلاصہ کار عمرو بھی عجائبات
اور غرائبات دکھاتا اور اپنی وقعت کا ان کے ملک دل پر سکہ بٹھاتا بہ تجمل تمام داخل باغ ہوا اور
جہان بران شمشیر زن تخت پر بیٹھی ہے اس جگہ تخت خواجہ کا نصب ہوا اس نے دیکھا کہ ملکہ یہان
نہین ہے اور اہل دربار چند آدمی بھی ہین زیادہ نہین صرف وہ مقام نہایت آراستہ ہے باغ طلسم
نہایت زیبایش سے پیراستہ ہے خواجہ نے وزیر سے پوچھا کہ ملکہ کہان ہین اس نے جواب دیا کہ
شہر مین سامان دعوت حضور مہیا کرنے گئی ہین آپ یہان آج تشریف رکھیے اور سیر دیکھیے کل
ملکہ سے ملاقات ہوگی عمرو اس وقت تخت پر جلوہ گر تھا چارسمت بیک نظر دوڑانے لگا وہان
سے قلعہ کی طرف دریا موجزن تھے ایک سمت صحرا مین جست کنان غزال و ہرن تھے سامنے
جو موتی باغ تھا سب موتی کا باغ تھا نرگس شہلا کی آنکھ مین موتی کوٹ کوٹ کر بھرے تھے زلف
سنبل پر چاندی کے جگنو بنا کر ڈالے ہین یا محبوب نے زلفون مین جگنو باندھے ہین درختہاے
گل حمرا یاقوت رخشندہ کے بنائے تھے شگوفے نیچے کی طرف زمرد کے اور منہ غنچون کے یاقوت کے
لگائے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ معشوقان سبز رنگ مسکراتے ہین خنجر موج تبسم شوریدگان فصل بہار
پر چلاتے ہین زمین پر ہر جگہ موتی بچھے درختون پر لڑیان موتی سے گوندھ کر پڑی تھین سر ہر شاخ
سے لٹکی تھین عروس بہار کے سہرے کا جلوہ دکھاتی تھین جال موتیون کے درختون پر پڑے تھے
موتیے کے تختے پھولے تھے گویا اصل موتی ہی لگے تھے کہین کیتکی کا پھول کٹورا سا کھلا تھا قطرہ ہاے
شبنم سے بڑھ کر موتیون سے بھرا نظر آتا تھا کیا اس طلسمی کی تعریف ہو سکے وقت تحریر خامۂ درفشان کا
منہ موتیون سے بھرا تھا اسوجہ سے بولنا اسکو دشوار ہوا ہے کہ بمقتضاے قول مؤلف **نظم**

بزم گلشن گلون سے تھی آباد — کہین قمری تھی اور کہین شمشاد
بوے گل سے بسا ہوا گلشن — تھا معطر گلون کا پیراہن
سنبل باغ زلف کھولے ہوے — موتی کج بال تھے پروے ہوے
گرد گلبن کے تھے گل سوسن — خط رخسار شاہدان چمن
صاف ظاہر تھی عقل سے یہ بات — دن کو گھیرے ہوے ہے کالی رات
نخل ہر ایک نخل قامت یار — رنگ گل موے گیسوے دلدار
چشم بد دور نرگس مخمور — تھی لعینہ برنگ دیدۂ حور
غیرت نخل طور وان کے شجر — رشک پروین چرخ سارے ثمر

سامنے خواجہ کے پریزادان طلسم حاضر ہوئین اور ناچنے لگین جام مے سرخ فام گردش مین آیا جلسہ چنگ
درباب حسن بتان رقص سمن بران مست کن جان ہر شیخ و شاب تھا کہ **نظم**

| | |
|---|---|
| نشستند پائین بمشک و گلاب | گرفتند ازان پس بخوردن شتاب |
| بنادند خوان خورش گوناگون | ہمی ساختند شش فزودنی فزودن |
| پرستندگان ایستادہ بپاے | ابا بربط و چنگ در اش سرائے |
| بہ بنیاز مین کردہ طاؤس رنگ | ز دینار و دیبا چو پشت پلنگ |
| چہ از مشک و عنبر چہ یاقوت زرد | سراپردہ آراستہ سربسر |

اس اثنا مین گل آفتاب عالمتاب کہ پور روزگار نے سبد فلک سے اٹھا کر طاق مغرب مین جا دیا چمن
آسمان گلہائے انجم سے بہار آگین ہوا گلشن چرخ مین چاندنی کا پھول کھلا کہ بموجب ابیات

| | |
|---|---|
| جب گل آفتاب مرجھایا | وقت گلگشت باغ کا آیا |
| صبح عشرت سے کم تھی کچھ وہ شام | عیش و عشرت سے دل کو تھا آرام |

شام ہوتے ہی درختون مین قندیلین آویزان ہوئین نورانی ثمر ہر شجر مین لگے گیند بلور کے لٹکائے گئے
بارہ دری مین ہانڈیان جھاڑ کنولہائے جواہر آگین روشن ہوئے سقف بارہ دری پر مگیش
زر تار کے نیچے چاندنی دیکھنے کو شمس سپہر عیاری مسند پر جلوہ فرما ہوئے چار سمت اس جگہ سے
دریا بہتے نظر آتے تھے مثل رفتار معشوق لہراتے تھے باغ مین سمن اندام وسیمین تن خواصین
اور غلام مقیش اڑانے لگے زمین کو ہمسر چرخ برین بنانے لگے گلہائے خوشبو کی بھینی بھینی بو
دماغ شاہدان گلشن معطر کرتی تھی زلف سنبل بوئے گل سے ایسی بسی تھی کہ مشام سبزہ رنگ ہر
معنبر کرتی تھی ماہ تابان کی چمک برگ اشجار زمردین پر پڑی تھی یا شاہد بہار چاندی کی بات
بالیان پہنے تھی زمین و زمان نور ریز تھا عجب جلسہ عشرت خیز تھا کہ بمقتضائے ابیات

| | |
|---|---|
| زجنبش لمعہ ہاے نور در ظل | دف گل را شدہ زرین جلاجل |
| عنادل زان جلاجل نغمہ پرداز | درین فیروزہ کاخ افگندہ آواز |
| زبادو سایہ بید ش ہزاران | طپیدہ ماہیان در جویباران |
| صبا جعد بنفشہ تاب دادہ | گرہ از کاکل مشکین گشادہ |

یہان تو یہ سامان راحت و فرحت خیز ہی مگر ملکہ جو قلعہ ہفت رنگ مین تشریف فرما ہوئی
حکم دیا کہ تمام شہر آئینہ بند ہو سامان دلپسند ہو ہر ایک کا مع لباس زرین پہنے مکانون پر چاندی
سونے کا مصقلہ کیا جائے نقش دیگر جواہر کار ہو مذہب ومطلا کوچہ و بازار ہو موتی باغ و در قلعہ
بلور کے مابین جو دریا واقع ہوئے ہین اور بارہ دری سے دکھائی دیتے ہین انکے گھاٹ بھی طلائی ابد

نقرئی نہیں ناؤ بجرے مورپنکھی طاؤس سان زرین چہرے کے چہرے درست ہوکر کنارے لگائے جائیں چنانچہ حسب الحکم ملکہ عالم تمام سامان کارپردازان ستودہ شیم نے درست فرمایا یعنی کنول ہاے زرین دریا میں چھوڑ دیے اور رنگیرے زربفتی کنارے فرشکہا فرنگ استادہ ہوے قبا ہاے خیمہ قبہ فلک سے سرکشی جتانے لگے اپنے روبرو سر اسکا نیچا کردیا خمیدہ قامت بنانے لگے ناچ بارگاہوں مین ہونے لگا دریا بھی فرط خوشی سے موج مین آیا مستون کی طرح سے جھوم کر لہرایا حباب چشم تماشائے بحر تحیر مین ڈوبے تھے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بدیدۂ حیرت یہ سیر دیکھتے تھے فرط مستی و مسرت سے دریا بھی ٹبٹبا نکلا تھا حباب نہ تھے بحر کے دل کا حوصلہ نکلا تھا عمر دکے نہان ہونے سے آبرو پائی ہر ایک صدف بہر نثار گوہر آبدار لائی تھی کہ لمولفہ

لب جو تھا معشوقوں کا اژدحام
تماشائی تھے اس جگہ خاص و عام

لب آب تھیں بارگاہیں کھڑی
چمک جنکے قبون کی گردون پہ تھی

کہیں جھاڑ روشن تھے بلور کے
کہیں گیند لٹکے ہوئے نور کے

پڑے اس طرح تیرتے تھے کنول
شگفتہ ہو پانی مین جیسے کنول

ستارون کا جو عکس پانی مین تھا
مگر دیکھتیں گردون نے آنکھیں بچھا

طوائف قمر طلعت رشک حور
لگے نور کے صورتیں رشک نور

لیے ساز ہاتھون مین سب خوبرو
کھڑی صف بصف بر لب آب جو

بجاتی تھیں قانون دمین و رباب
ہر اک جوش مستی سے تھی بے حجاب

جوانی کا عالم مندھی گاتیان
وہ ابھری ہوئی سینون مین چھاتیان

وہ رقص جل بھر وہ آفت کی تھی
قیامت تھی دامن مین انکے چھپی

کبھی ناچ انکا جو یاد آئے گا
تو پانی سے طوفان ہوگا بپا

ہر ایک مور پنکھی جواہر جڑی
پڑی ہر طرف بحر مین تیرتی

سواران پہ شہزادیان خوبرو
سمن برگ گل اندام دبا آبرو

لیے ماہ جبینیں ڈانڈ رشک بلور
کہ شیدائی ہو جن کے قامت پہ حور

مگر چہرے عمدہ نزاکت بھرے
کڑے دونون ہاتھون مین انکے پڑے

وہ پہنے ہوے لہنگے زربفت کے
کہ لہنگے تھے جو اطلس پر زرخ سے

لگے گھنگرو ڈانڈ دنین تھے رنوا
جو چھم چھم کا کھینے مین دیتے صدا

ملک کر یہ گاتی تھیں وہ بار بار
کہ سیان لگا دے مرا بیڑا پار

جب دو پہر رات کے قریب زمانہ گذرا ملکہ بران نے خوان پہ الوان نعمتہاے گوناگون سے

تلو کر کے روانہ کیے اس تجمل سے کہ روشن چوکی آگے بجتی سقے چھڑکاؤ کرتے کہ گرد و غبار کھانے پر نہ پڑے
تورے پوش کشتیون پر پڑے کسے خوانون پر کسے بساول و چوبدار آگے آگے اہتمام کرتے کہ نظر بد
سے طعام محفوظ رہے ملکہ کی مہر ہر خوان پر لگی ہوئی آب خاصے کی ہر ایک صراحی برف کی جھلی اسی
اہتمام و انتظام سے بکاول ساتھ بنگون پر منقلہائے آتشین لدی پتیلیان دم پر لگائے جواہر کے
ظروف بار کرائے باغ مین لائے دسترخوان دیبائے رومی کا گسترده کیا میزبان نے دست بستہ
ہو کر خواجہ کو لا کر بٹھایا عرض کیا کہ ملکہ نے کہا ہے کہ کھانا گو آپ کے لائق نہین اور کچھ تکلف بھی
نہین کیا گیا جو کچھ ماحضر تیار تھا وہی نان خشک کے ہمراہ بھیجا ہے گر ادنیٰ کیجیے گا باعث میرے
فخر کا ہوگا اور آج تو تنہا نوش فرمائیے کل انشاء اللہ اس میزبان غریب سے جو کچھ نان جوین
ممکن ہوگی قبول کیجیے گا آپ کو قسم ہے خدا کی کچھ تکلف کورا نہ دیجیے گا عمرو نے کہا کہ مجکو بناتی ہین مین
بیچارہ مرد غریب اس لائق کب ہون یہ سب ان کی مسافر نوازی ہے بیت از جرعۂ تو خاک زمین
قدر لعل یافت * بیچارہ ما کہ پیش تو از خاک کمتریم * بلکہ میری طرف سے عرض کر دینا کہ بموجب

ابیات

باز آے ساقیا کہ ہوا خواہ خدمتم — مشتاق بندگی و دعاگوی دولتم
من کز وطن سفر نگزیدم بعمر خویش — در عشق دیدن تو ہوا خواہ غربتم

حاصل مرام بعد سفرہ گستری طعام لذیذ و خوشگوار چنا گیا وزیر نے آفتابہ اٹھا کر طشت زرین و
ابریق جواہر نگار سے ہاتھ دھلایا آپ سر پر مورچھل جنبانی کرنے لگا اور خواجہ نے خاصہ نوش فرمایا
بکاول اور داروغہ باورچی خانے کو بعد کھانا کھانے کے کئی ہزار روپیہ زنبیل سے نکال کر
انعام دیا لیکن سینہ مین دل ہلنے لگا کہ یہ کیا فیاضی کی چند روز مین ایسی بخشش محتاج کر دیگی
غرض دسترخوان بڑھا خواجہ نے وزیر کو بھی خدمتگزاری میں خلعت دیا سواری حاضر ہوئی
سوار ہو کر دریا کی طرف سیر کو رخ کیا وزیر نے وہی تجمل جو سابق مین ذکر ہوا ہمراہ سواری کر دیا
اور آپ خدمت ملکہ مین گیا تقریر عمرو گزارش کی اور حال عجائبات دکھانے خواجہ کا یعنی خلعت
دینا اور غائب ہو جانا اور سامان کر و فر جو کچھ اول سے اس وقت تک دیکھا بیان کیا بہار ان
نے کہا عمرو کے پاس زنبیل اور گلیم اور بہت سے اشیاء نادرہ ہین ان باتون کا اس سے سرزد
ہونا کچھ تعجب نہین تردد کرنا بیجا ہے یہ گفتگو کر رہی تھی کہ وزیرزادیان نامہ کوکب لائے
ملکہ نے بعد ادائے مراسم پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند آج تمام ناخدایان طلسم اور حاکمان دربند کوہ
و صحرا وغیرہ ہر ایک کو پروانے بھیجے کہ صبح تک تمہاری خدمت مین وہ سب حاضر ہو جائین ان کو
ہمراہ لے جانا اور خواجہ کی ملاقات کرانا ہر ایک سے نذر دلوانا اور اپنے گھر مین جو آتا ہے اس سے

تکلف نہین کرتے یہ نہ جانا کہ مین شہزادی ہون اور عمرو ایک شاطر ہو عمرو کی وہ قدر و منزلت کرنا کہ اس کے سامنے کنیز بنجانا کیونکہ عمرو وہ شخص ہو کہ جسکو چاہے شاہزادی بنادے وہ تاج بخش شاہان ہو دیکھو مہرخ کو اُسنے بادشاہ بنادیا اور دیکھو افراسیاب کا مقابل شہزادیا بس خبردار وہ امر نہ کرنا جس سے ہم ناخوش ہون کوئی دقیقہ اس کی تعظیم مین فروگذاشت نہ ہو یہ نامہ پڑھکر ملکہ نے جواب لکھا کہ اے پدر بزرگوار مین جلیسے آپ کی کنیز ویسے ہی خواجہ کی انشاء اللہ جیسا حضور نے تحریر کیا ہی اس سے بڑھکر مین بجالاؤنگی یہ عرضی نامہ دارون کو دے کر رخصت کیا اور کہا کہ دریا کے کنارے آتشبازی نصب کی جاوے اور ہماری سواری بھی تیار رہے کہ قریب صبح خواجہ کو لینے جائینگے یہ کہکر منشیون کو یاد فرمایا اور ان سے ارشاد کیا کہ نامے شاہان طلسم کو اور پروانے عالمون کو شقے مالکان در بند حسب المطلب ترقیم کرو مضمون یہ ہو کہ تم سب بنابر حکم ہمارے اور بادشاہ طلسم کے اسی وقت بجاہ و حشم تمام مع ملازم و خدام کے حاضر ہو اور ہمارے ساتھ چلکر شاہ عیاران کو نذر دو اور استقبال کرکے قلعہ مین لاؤ اس امر مین تاکید اکید اور قدغن مزید سمجھو جو کوئی تعمیل حکم نہ کرے گا مغضوب درگاہ سلطانی اور معتوب نگاہ خسروانی ہوگا دبیران عطارد تحریر نے بموجب فرمان ملکہ طلسم توقیع وقیع جہان مطاع دعالم مطیع تسطیر کیے ملکہ نے مہر اپنی ثبت فرماکر کچھ ساحرون دیو ہیکلون کو کچھ پریزادان طلسم کو جس جس کے ہاتھ بھیجنے کا موقع تھا روانہ فرماے اور بنابر ارشاد آتشبازان صنعت پژوہ ازآتشبازی جو روز سامنے ملکہ کے چھوٹتی تھی وہ لے کر اور جلد جلد کچھ اور اپنی چابکدستی سے تیار کرکے وزیر کے ہمراہ روانہ ہوے اور کنارے دریا کے کوسون تک یہ چرخیان گاڑدین اور رہتا بین بانسون مین باندھکر نصب کین قلعہ آتشبازی ایک طرف ایستادہ ہوا سرو کا درخت کہین گاڑدیا آتشبازی کا ٹیارا کہین نصب کیا تفصیل اسکی کیا کی جائے ہر جگہ مناسب بہتر درستی کرکے انتظار کرتے تھے کہ یکایک خواجہ بجرے پر سوار ہوے جلترنگ بجنے لگا وزیر نے حکم آتشبازی چھوڑنے کا دیا آتشبازون نے کلہائے آتشبازی سے دریا کو رشک گلزار بنادیا کہ ابیات

ہوئی روشنی ایسی مہتاب کی　　رخ مہ پہ چھٹنے ہوائی لگی
لب آب چھوٹین جو وان چرخیان　　طلیان ابر دریا مین تھین بجلیان
ہوے پھول ہر رنگ کے آشکار　　فلک جن کی سیر انگیون پر نثار
جو یاد اُن کی گردش کا آتا ہی حال　　تو چکرا تا ہی چرخ ابتک کمال
اناردن سے یون گل ہوے آشکار　　کہ آئی گلستان مین فصل بہار
فلک سے برسنے لگا آب زر　　زمین سے ہوے پیدا زرین شجر
کہین سرو آتش ہوا شعلہ بار　　کہین رقص طاؤس زر کی بہار

ہوائی ہوا پر لگی چھوٹنے | فلک پر سے تارے لگے ٹوٹنے
ہوئی پھلجھڑی اس طرح گل فشان | لب بحر تھا تختۂ گلستان
زمین اسطرح سے ہوئی شعلہ ور | جدھر دیکھئے نور تھا جلوہ گر
ہوا ایسا شرمندہ اُس نور سے | نہین شعلہ اُٹھتا ہے اب طور سے

ہر اک بجرے اور کشتیون پر ناچ ہونے لگا جلترنگ بجنے لگا دور شراب ارغوانی شروع ہوا سو دو یعنی عمرو کی دریا مین ہر سمت پھرنے لگی یہ تو سیر دریا مین مصروف ہوئے مگر شاہ کوکب نے دربار سے اُٹھکر تنہائی مین جاکر ایک پتلا بصورت عمرو ماش کے آٹے کا بنایا اور سحر کا اس مین بٹھایا کچھ اسکو سمجھا کر لباس فاخرہ پہنا کر تخت زرین پر بٹھایا اور سرحد طلسم دوم پر ایک باغ ہے کہ جواہر باغ اُسکا نام ہے وہان بھیجدیا وہ پتلا اس باغ کی بارہ دری مین بہ تمکین تخت پر جلوہ گر ہوا تھا کہ ٹکڑا چبوترہ کا مخمور کو جو عمرو سے جدا کر کے چلا تھا اسی باغ مین لایا اور زمین پر اترا مخمور اُسپر سے اتری وہ چبوترہ غائب ہوگیا یہ آگے چلی باغ نہایت پُربہار دیکھا ہر روش کو بہر روش عمدہ وقطعدار دیکھا غنچہ وگل دس بیس نہین ہزار در ہزار سوسن دہ زبان کا کیا شمار گل ہزارہ داودی صدبرگ بیشمار عنادل بر سر شاخسار نغمہ زن کہین بہار سمن ونسترن یہ کیفیت اس باغ کی دیکھتی ہوئی بارہ دری کے برابر آئی وہ بھی بے نظیر نظر آئی جواہر اس کی چاردیواری مین بچا کیا تھا اور موتیون کی جھنجھریون مین لٹکایا تھا روزن جھنجھری کا چشم معشوق سے بہتر تھا موتی کے ٹانکنے سے موتی آنکھون بھرے تھے نہین نہین ہر روزن بسان دہان پر گہر تھا پردہ ہائے زنبوری پڑے تھے سراسر جواہر دوزی کے تھے مخمور نے پردہ اُٹھایا عمرو کو تخت جواہرین پر جلوہ گر پایا شادان وفرحان آگے بڑھی وہ پتلا بھی تخت سے اُٹھا اور یہ کہتا ہوا آگے بڑھا کر بیت بیا بیا کہ دل وجان من فدائے تو باد + سرکہ بر تن من ہست خاک پائے تو باد + دونون بغلگیر ہوئے اور جا کر تخت پر بیٹھے مخمور بولی کہ خواجہ آپ نے ہماری خبر دو دن تک نہ لی پتلے نے کہا مصلحت یہی تھی اس نے کہا پھر فرمائیے کہ بادشاہ سے یہان کے ملاقات ہوئی پتلے نے جواب دیا کہ ابھی نہین مگر استقبال کر کے مجکو یہان فرد کش کرایا ہے اور مدد دینے کا وعدہ فرمایا ہے اب ہم تم یہان رہین اور نظر بفضل کردگار رکھین دیکھین کہ خدا کیا سامان کرتا ہے اور پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے شعر آخر از غیب دری برخ ما بکشاید + دیگران گر نکشایند خدا بکشاید + مخمور اس پتلے کو عمرو سمجھ کے اس باغ مین فرد کش ہوئی اور یہان عمرو مصروف عیش وراحت ہے ہر طرح لب دریا سامان نشاط ہے جلسہ عیش وفرحت وانبساط ہے خیال مین ہے کہ جب ملکہ بہار ان سے ملاقات ہوگی تو حال مخمور کا پوچھونگا اور سعی کر کے بلواؤنگا فی الجملہ جب آتشبازی چھوٹ چکی اور سیر دریا کر چکے اسوقت خواجہ کو سب کار پرداز اسی باغ مین لائے اور

بالائے بام مسند پر بیٹھا پچھلی رات باقی تھی رقاصون نے بہاگ گایا سمان بندھ گیا جام متواتر پے
دماغ گرم ہوا یہ تو اس راگ و رنگ مین مشغول ہوئے تھے مگر فلک شعبدہ باز نیا رنگ لایا یعنی نامے
جو ملکہ بران نے مالکان در بند کو برائے طلب بھیجے تھے وہ تمام بادشاہون اور ناظمان طلسم کو پہنچے
سب نے بموجب حکم کے تیاری کی کشتیان جواہر اور گوہر کی بہر نذر ہمراہ لین فوج کو حکم دیا کہ مسلح
ہوکر ساتھ چلے چلو آپ بھی پوشاک نفیس زیب جسم فرما کر سواریون پر سحر کی سوار ہوئے اور خدمت ملکہ
مین حاضر ہونے لگے منجملہ ان ناظمون کے ناظم کوہ فولاد کا حاکم چرخ روئین تن نامی ساحر ذی احترام
کے پاس بھی جادوگرنیان فرستادہ ملکہ نامہ لائین چرخ ایوان شاہی مین تخت حکمرانی پر جلوہ گر تھا
اور سترہ سو ساحر دست ادب بستہ حاضر تھے شب کا دربار تھا کرسی و دنگل پر تمکین فوج کا ہر سالار تھا
گھنٹے اور ناقوس در ایوان پر بجتے لیسادل و حاجب بیٹھے تھے جادوگرنیون نے عرض کرا بھیجا
چرخ نے استقبال کرا کے بلایا اور نامۂ ملکہ لے کر آنکھون سے لگایا سر پر رکھا نذر نثار کر دیا اور
نامہ دارون کو مقام برتر پر بٹھایا پھر نامہ وا کر کے پڑھا مضمون سے واقف ہوتے ہی رنگ چہرہ
کا تبدیل ہو گیا نہایت غصہ آیا مگر براہ دور اندیشی ضبط کر کے نامہ دارون کو خلعت دیا اور عرض کیا
کہ مین بھی آتا ہون یہ کہکر انھین رخصت کیا جادوگرنیان تو چلی گئین لیکن اہل دربار نے اسکو متغیر
دیکھکر باادب تمام پوچھا کہ کیون حضور ایسا کچھ نامہ مین کیا لکھا تھا جس نے آئینۂ خاطر بادشاہ مکدر
کر دیا اُس نے آنکھون مین آنسو بھر کے زانون پر ہاتھ مارا اور کف افسوس ملکر کہا کہ کیا بتاؤن غضب
ہو گیا طبقۂ زمین طلسم الٹا چاہتا ہے دین پونے دو سو خداؤن کا مٹتا ہے وہ چور دغا باز مکار جس نے
ساحرون کے گھر بے چراغ کر دیئے ساربان زادہ دشمن ساحران راندۂ درگاہ خداوند لقا اس طلسم
مین بھی آیا ہے ملکہ بران نے سب ناظمون کو اُسے نذر دینے کے لیے بلایا ہے ایسا رتبہ اس نالائق عمرو
کا کیا ہے کہ خود اُسکو لینے جائینگی رنڈی ناقص العقل مشہور ہے مگر شاہ کوکب کی عقل مین بھی فتور ہے
کہ اُس مکار کے گھر مین آگیا ہے اپنا ملک برباد کیا چاہتا ہے پہلے اسکو جانور عجیب سمجھکر افراسیاب کے دام
سحر سے ملکہ بران اُٹھا لائی تھی اب اُسکی یہ آبرو بڑھائی کہ جسکا حد بیان نہین مجکو افسوس آتا ہے کہ پیر کا
بھی برباد گئی بیت سینہ ام ز آتش دل در غم جانانہ بسوخت * آتشے بود درین خانہ کہ کاشانہ بسوخت
ہم سے یہ تو کبھی نہ ہوگا کہ ہم جادوین اور سامنے اس مکار ہرزہ گرد کے گردن جھکائین ہمارا تو یہ ارادہ
تھا کہ لشکر کشی کر کے حمزہ اور اس کے تمام لشکر کو قتل کرین اور ان مسلمانون کو خانۂ کعبہ تک زندہ نہ رکھین
بلکہ پردۂ دنیا سے نام نکا نیست و نابود کر دین کہ جنھون نے خاندان ساحران برباد کر دیا غرضکہ یہ کافر
بہت کچھ بکا جھکا پھر ایک تدبیر سوچکر حکم دیا کہ فوج ہماری تیاری کرے کیونکہ حکم حاکم مرگ مفاجات ہے
مین جاؤنگا اور تمام رفیق میرے تیار رہون دربار برخاست کیا جائے اسکے کہنے کے بموجب سب

مصروف درستی و درواندگی ہوے اور یہ خود بزور سحر غائب ہوگیا یہان عمرو بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا کہ یہ
آکر بیٹھا اور برو سے بدا ٹھہرا سحر ایسا پڑھا کہ ہوا سے سرد چلی اور سب کی آنکھین بند ہوگئین عمرو
بھی تکیہ پر سر رکھکر سوگیا یہ ہوا سے اترا اور بقچہ مین خواجہ کو دابکر اڑا اور لیے ہوے سیدھا اپنے قلعہ
مین آیا اور اپنے بھائی کو کہ قولاد روئین تن کہلاتا ہے بلا کر خواجہ کو دکھلایا اور کہا میری صلاح
یہ ہے کہ تم فوج اور تمام ملازمین کو اور کشتیان نذر کی لے کر خدمت ملکہ مین جاؤ اور میرا نام لینا کہ وہ
بھی آتا ہے مین اس دزد کو مخفی کرکے آؤنگا جب لوگ ڈھونڈھ کر تھک جائینگے اور ہنگامہ اسکے گم
ہونے کا فرو ہوگا اسوقت سر اسکا کاٹ کر خدمت شاہ جادوان مین لے جاؤنگا اور شاہ کو کب بھی
آئندہ اس کام سے خوش ہوگا کہ اس کا دین مین بچاتا ہون ابھی گو کہ یہ اسکے نزدیک برائی ہے مگر آگے
احسان مانے گا بھائی نے اسکے جواب دیا کہ اے برادر تمھارا چلنا خدمت ملکہ مین ضرور ہے کیونکہ باغ
مین لوگ ہوشیار ہوکر متلاشی اس دزد کے ہونگے اسوقت جو حاضر نہ ہوگا ملکہ اسی پر گمان بدی
کرنے کا کرینگی پس اسکو یہین کہین چھپا دو اور میرے ساتھ چلو اسکو یہ راے پسند آئی اور ایک
صندوق مین بند کرکے برابر ایوان شاہی کے ایک غار تھا اسمین عمرو کو رکھا اور وہین غار لکڑیون سے
ڈھانک دیا اندر محل کے اسواسطے نہ رکھا کہ مبادا کوئی عورت یا خادمان محل مین سے کوئی اس صندوق
کو کھولے اور یہ مکا چھوٹ جائے تو پھر بڑی ہنسی لازم آئے اور فی الحال ہر ایک کو اس راز سے
آگاہ کرنا منظور نہین جو کہدیا جائے کہ یہ صندوق نہ کھولنا لینا اسی جگہ چھپا دو پھر آکر سمجھ لینا غرض
کہ وہان صندوق رکھکر چاہتا تھا کہ چلے اسوقت عمرو کو ہوش آگیا کیونکہ جب یہ باغ سے خواجہ
کو لے کر چلا تو سحر بیہوشی سب پر سے اسنے دفع کردیا سب وہان ہوشیار ہوگئے لیکن عمرو صدمہ متوج
ہوا سے بیہوش رہا اب کہ اس نے صندوق مین لٹایا جسم نے آرام پایا ہوش آیا اپنے تئین
صندوق مین بند پایا غل مچانا شروع کیا بیچ نے آکر پھر تڑا کھولا اور کہا کہ او غدار تو نے ساحران
سامری عہد کو مار کر یہان بھی قدم نحوست شیم رکھا اور چاہتا ہے کہ دو بادشاہ بندگان جمشید کو باہم
لڑا دے اور اس گھر کو بھی برباد کرے اب بمقتضاے ابیات

| | |
|---|---|
| تو بہ تقصیر خود افتادی ازین در محروم | از کہ می نالی و فریاد چرا میداری |
| اے دل خام طمع شرمی ازین قصہ بدار | کار ناکردہ چہ امید عطا میداری |

عمرو نے کہا بھائی میرا قصور کیا ہے اور تمھارا مین نے کیا گناہ کیا ہے مین تمھارا مہمان عزیز ہون
مجھکو گرفتار کرنا کب روا ہے کہ بیت من غریب دیارم تو ای غریب نواز * دمے بحال غریب دیار خود
پرداز * اس نے کہا نام میرا بیچ روئین تن ہے ملازم بادشاہ ہون نہین چاہتا کہ یہ سرکار برباد
ہو جائے اسی قصور پر تجھکو لایا ہون کہ تو کیون یہان آیا ہے عمرو نے کہا اگر تو ملازم بادشاہ ہے تو

بڑا نمک حرام ہی کہ خلاف مزاج بادشاہ کام کرتا ہی بیت خلاف راے سلطان راے جستن + بخون خویش باید دست شستن + اگر تجکو روپیہ کی ضرورت ہو مجھ سے لے اگر معشوق خوبصورت چاہیے ہو وہ بھی حاضر ہی زمانے کی چیزین مین تجکو دے سکتا ہون اور علاوہ اس کے سمجھنا چاہیے کہ اگر تمھارا بادشاہ ہماری مدد کرے گا دنیا مین کیسی ناموری تم لوگون کی ہوگی کہ طرز مان کوکب نے کیا جوانمردی کی ادنی کو اعلیٰ کیا اُس شخص کو مارا جسکو ترک فلک بھی مغلوب نہ کرسکا عقابس آدمی کو نام ہی چاہیے کہ بیت خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر + نشان رہتا نہین ہی نام رہجاتا ہی انسان کا + تجکو چاہیے کہ مجھکو چھوڑ دے اور اس فراق مین نہ پڑ نہین پچھتائے گا مین وزیر اعظم حمزہ ہون وہ حمزہ جو لقا کو بھگاتے پھرتے ہین اگر میرا ایک رویان بھی میلا ہوا تو نہین معلوم حمزہ تیرا کیا حال کرین گے تیری ذریات کو بھی باقی نہ رکھین گے خلاصہ کلام عمرو نے کبھی لالچ دیا اور کبھی دھمکایا کہ یہ تجکو کسی طرح چھوڑ دے مگر وہ بر سر رحم نہ ہوا اور بولا کہ اے دزد مین تیرے مکر مین نہ آؤنگا صبح قریب ہی ملکہ پاس ہو آؤن تو تجکو راہ عدم دکھاؤن یہ کہکر خواجہ کو صندوق مین بند کرکے ایسا سحر پڑھا کہ سارا جسم بےحس ہو گیا صندوق کو مستحکم کرکے اُسی جگہ رکھکر آپ مع اپنے بھائی کے خدمت ملکہ مین روانہ ہوا اس اثنا مین ساحر چرخ نے صندوق مشرق سے جواہر مہر جہانتاب کو نکال کر فروغ بخش افلاک کیا اور ظلمت شب کو غار عدم مین محصور فرمایا کہ

نظم

چو اندر گذشت آن شب و گشت روز — بتابید خورشید گیتی فروز
ببرج برہ تاج بر سر نہاد — از و خاور و باختر گشت شاد

قریب سحر باغ مین ملازمان ملکہ کی آنکھ کھلی عمرو کو نہ پایا ہر سمت تلاش کیا مگر کہین پتہ نہ پایا نالان و گریان خدمت بران مین حاضر ہوے ملکہ سوار ہوکر کنارے دریا کے بارگاہ مین داخل ہو چکی تھی سردار و ناظم ممالک جمع ہوتے جاتے تھے عمرو کے استقبال کی تیاری تھی کہ ملازم گئے اور عرض پیرا ہوے کہ حضور خواجہ سلامت کو کوئی لے گیا یا کچھ اُن کے مزاج کے خلاف گذرا کہ وہ خود تشریف لے گئے یہان کہین تشریف فرما نہین ہین بران نے کہا خواجہ ہمارے یہان مدد طلب کرنے آئے تھے ہم نے بظاہر تو کوئی برائی نہین کی جو وہ ناراض ہوتے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی دوست افراسیاب کا یہان رہتا ہی قابو پاکر پکڑ لے گیا ہی خیر معلوم ہو جائے گا یہ گفتگو ہی تھی کہ فولاد و چرخ دونون بہ تجمل تمام داخل ہوے ملکہ کو تسلیم کی پھر دیکھا کہ یہ کس کی تلاش ہو رہی ہی بران نے کہا شاہ عیاران تاج بخش شاہان تشریف لائے تھے گم ہو گئے ہین چرخ نے جواب دیا کہ کوئی ساحر افراسیاب کا یہان آکر لے گیا ہوگا ملکہ نے کہا ہر خوش افراسیاب کا ساحر یہان آتا اور ہم کو خبر نہ ہوتی راہ طلسم کیونکر طے ہوتی بغیر حکم ہمارے کوئی ڈانڈے پر تو آ نہین سکتا نہ کہ موتی باغ مین سے خواجہ کو لیجاتا

اس نے عرض کیا تو عمرو آپ ہی کہین چھپ رہا ہی یقین ہی کہ مثل طلسم ہوشربا یہان بھی غدر مچائے ملکہ نے فرمایا کہ
وہ مہمان عزیز ہے اُس کی ذات سے یہ امید مجھکو نہین کہ برائی کرے یہ کہکر ایک عرضی خنجر کو الفت گم ہونے
عمرو کی کوکب کو لکھی ہلکارے طلسم کے خدمت اقدس مین لے گئے اور عرضی پہونچائی کوکب ازبسکہ روشن ضمیر
اسی وجہ سے کہلاتا ہے کہ واقعات طلسم پر اُسکو آگاہی ہوتی ہے مگر اس صورت مین اگر پہلے سے غور کرے اور
اگر غفلت مین کوئی کام کر جائے تو جب یہ پوجا وغیرہ کرکے دریافت کرے اُسوقت ظاہر ہو اس وقت
جو خواجہ کے گم ہونے کا حال عرضی مین پڑھا ساحرون سے کہا پہلے طلسم مین تلاش کرو پھر مین کوہ آئینہ پر جاکر
مراقبہ کرکے بتلا دونگا لوگون نے کہا حضور شاہ طلسم ہوشربا کا کوئی رفیق آکر لے گیا ہوگا کوکب نے ہنس کر
جواب دیا کہ بچون کی طرح باتین نہ کرو وہان کا ساحر آتا اور ہم کو خبر نہ ہوتی غرضکہ بجواب عریضہ بڑان تحریر
کیا کہ جلد تلاش کرو ملکہ نے نامہ پڑھکر طائران سحر اور پریزادان طلسم و ساحران نامی اور چیلے وغیرہ
ہر سمت طلسم مین روانہ کئے کہ وہ سب بھیس گئے اور طلسم وغیرہ و کوہ و دشت و بحر و بر چھاننے لگے ملک
ملک وہ دہ بدہ پھرنے لگے اور بہت سے بروے ہوا اُڑ کر ڈھونڈھتے تھے تھوڑے مچھلیان بنکر دریاؤن
مین غوطہ لگاتے سراغ رسانی چاہتے تھے جب اس طرح کی تلاش ہونے لگی چرخ کو تردد ہوا اور سمجھا
کہ ایک تو بادشاہ روشن ضمیر ہے دوسرے حد کی تلاش ہو رہی ہے اس صورت مین عمرو کا پوشیدہ رہنا
غیر ممکن ہے مجھکو ایسی امید نہ تھی کہ ایسی تلاش ہوگی اب لازم ہے کہ یہان سے جاکر اسکو مار ڈالون کہ مرغ
سپیدہ بانگ نمیدہد اگر بعد کو اپنا نام بھی ظاہر ہوگا تو کہدینا کہ بوجہ جوش حرارت مذہب اور
ازراہ دولتخواہی بادشاہ ایسا کیا یقین ہے کہ بادشاہ انجام کار سوچ کر سزا دہی سے باز رہے
اور اگر ایسا نہ ہوگا تو جلاے وطن کرنا شاہ افراسیاب کے پاس جانا یہ سمجھ سوچکر ملکہ سے کہا
مین ایک کام رکھتا ہون بھائی کو بھی لیے جاتا ہون دم بھر مین حاضر ہونگا اور اپنے ملک مین
خواجہ کو تلاش بھی کردونگا ملکہ کو اس کی گفتگو سے ظنہ بدی کا گذرا تھا لیکن اس
وقت اضطراب تھا اسکو اجازت دی یہ مع اپنے بھائی کے روانہ ہوا فوج کو وہین چھوڑا اُمراؤ ادھر کا
حال سنیے کہ جہان عمرو صندوق مین بند تھا وہان بیرون قلعہ سے ہوشیار جادو نام ایک چور نے
نقب لگائی تھی اور اُسی غار مین مہروئے نقب رکھا تھا کہ یہان سے محل بادشاہی قریب ہے چوری کرونگا
اور اگر کچھ ہنگامہ ہوگا تو اسی غار مین سے چھپکر نکل جاؤنگا چنانچہ بعد چلے جانے چرخ کے وہ چور براے
نقب غار مین آیا یہان صندوق رکھا دیکھا دل مین سوچا دوسرا چور شاید یہان آیا تھا مال اپنا رکھ
گیا ہے مجھکو خوب ملا چور کے گھر مین در بیٹھا چرلے کوئی اور ملے کس کو بیج ہے بموجب بیت سبب پرس
کہ چرخ از چہ سفلہ پرور شد بد کہ کام بخشے اور بہانہ بے سببی ست ؎ غرض لالچ مین آکر اس صندوق
کے قفل کو توڑا اور ڈھکنا کھولا عمرو بصورت اصل اس مین پڑا تھا لباس پر زر پہنے تھا چور ڈر گیا

معلوم ہوتا ہے یہ کوئی بلا ہے عمرو نے اس کو خائف دیکھکر بزبان تسکین کہا کہ اے محو حیرت تو کچھ خوف نہ کر
میں آدمی ہوں مجکو ایک ساحر بند کرکے چلا گیا ہے چور نے کہا پھر کیا چاہتے ہو کہا مجھے اپنے سحر سے
رہا دو تو اپنی حقیقت بیان کروں میرے جسم میں طاقت نہیں جو اُٹھوں چور کے پاس غسل جمشیدی کا
بہت کم میسر یہ وہ پتھر ملتا ہے سحر اس پر سے اُتر جاتا ہے وہی پانی اسپر چھڑکا عمرو سے سحر اتر گیا صندوق سے
نکلکے وہیں غار پر آیا جال مارکر صندوق بھی لیا چور یہ چالاکی دیکھکر حیران ہوا اور غار سے نکلکر
پوچھا تمھارا نام کیا ہے تم بھی چور معلوم ہوتے ہو آنکھ تمھاری کہے دیتی ہے عمرو نے کہا برادر جو ہم
وہ تم ہو اور زنبیل سے ایک تاج نکالکر پہنا پھر اُس سے کہا یہ تاج تمہیں دوں گا اور میں ایسا چور ہوں
اگر زمین میں دفینہ جانتا ہوں اندھیرے میں سارا مال دیکھ لیتا ہوں جہاں رکھا ہو نکال لاؤں سب مندمل
جہاں ہوا نہ جا سکے سماؤں چور نے کہا ہماری سنگت کرو گے اس نے کہا ہاں لیکن
ہے یہاں سے نکل چلو پھر سمجھ لیا جاوے گا چور نے کہا وہ صندوق تم نے کیا کیا جواب
دیا غائب کر دیا اور ہم بھی غائب ہوئے جاتے ہیں یہ کہکر گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا چور کے حواس
جاتے رہے اور سوچا کہ ایسے کے نزدیک مال لے آنا کتنی بڑی بات ہے کہ جب چاہے غائب ہو کر رات
اُٹھا لائے یہ جان کر پکارا کہ بھائی کہاں ہو اب ظاہر ہو معلوم ہوا کہ تم بڑے چور
ہو عمرو نے کہا برادر تمھارا نام کیا ہے اس نے کہا ہوشیار جادو عمرو نے کہا ہمارا نام ہے
یہ سننا تھا کہ چور کی جان نکل گئی اور گھبرایا کہ عمرو عیار کا بہت بڑا رتبہ ہے تمام طلسم میں اسکی
آمد کا غلغلہ ہے تو نے ناحق اس کو رہا کیا عمرو نے اسکو بدحواس دیکھکر کہا گھبراؤ نہیں ہم سے چرخ نے
برائی کی ہے ہم اس کو مار کر تمہیں یہاں کا حاکم کریں گے چور قدم پر گرا عمرو نے کہا میری تلاش میں چرخ
یہاں آئے گا اس غار میں مال جو کچھ رکھا ہو آؤ اور مجھے دیدو پھر آگے بڑھکر لے لینا بلکہ جو تمہارے
پاس ہو وہ بھی دے دو کہ میں غائب کردوں تمہارے کام آئے گا چور نے جو کچھ مال تھا اس کو دیدیا
اس نے لے کر زنبیل میں رکھا پھر نقب میں کود کر دونوں قلعہ کے باہر نکلے ازبسکہ صبح ہو چکی تھی قلعہ سے
دھوبی نکل کر گھاٹ کو جاتے تھے ان میں سے ایک دھوبی اکیلا پیچھے رہ گیا تھا عمرو اس کے برابر
جاکر حباب بیہوشی مارا اور اسکو بیہوش کرکے چور سے کہا بیل اور لادی لے کر تم چلے جاؤ ہمیں کہیں
چھپ رہو میں تلاش کر لوں گا چور بیل لے کر چلا گیا اور عمرو نے اس دھوبی کو اپنی ایسی صورت بنایا
لباس پہنا دیا اور آپ ساحر کی ایسی صورت بنکر اُس گاذر کو لے چلا ادھر سے چرخ اور بجائی
اس کا بارادہ قتل عمرو آتے تھے راہ میں ملاقات ہوئی عمرو نے سلام کیا اور کہا یہ شخص قلعہ سے
نکلکر بھاگا تھا میں نے چور سمجھکر پکڑا ہے انھوں نے اس کے کہنے سے جو دیکھا تو عمرو کو پایا بہت خوش
ہوئے اور سمجھے کہ یہ کسی وجہ سے چھوٹ کر بھاگا ہوگا اس کے ہاتھ لگ گیا خوب ہوا ساحری نے

خبر کی یہ جاتا تو نہیں معلوم کیا ہوتا غرضکہ عمرو سے کہا تو نے بڑا کام کیا ہماری جان بچائی تیرا نام کیا ہے کہا
مکار جادو نام پوچھکر بھائی کو بھیجا کہ جاکر غار مین دیکھ آ وہ گیا وہان صندوق بھی نہ پایا آکر بیان کیا کہ غار
مین کوئی بھی نہین اب یقین واثق ہوا کہ بیشک عمرو بھاگا ہوگا اس سحر نے پکڑ لیا ہے بس اُس ساحر سے کہا
اس دزد کو زمین پر ڈالدے کہ ہم سر کاٹین اُس نے اُس گاذر کو ڈال دیا یہ دونون خنجر کھینچکر چلے عمرو
نے پشت کی طرف سے کمند ماری دونون کی گردن پھنسی یا تو آگے کو بڑھے تھے یا پیچھے کو کھنچے اور
گھبراکر پھر سے تھے کہ منھ پر بیضہ ہائے بیہوشی پڑے دونون بیہوش ہو گئے عمرو نے خنجر سے فولاد کا سر
کاٹنا چاہا وہ روئین تن تھا اس نے زنبیل سے ایک پتھر نکال کر سینے سر کے رکھا اور ہتھوڑا جناب
داؤد کا لے کر سر پر مارا کہ سر پھٹ کر بھیجا پاش پاش ہو گیا غل وشور وتاریکی ہوگئی عمرو سمجھا کہ ایسا
نہ ہو کہ قلعہ کے ساحر قلعہ سے غل سنکر دوڑین اس وجہ سے بسبب جلدی کے چرخ کو زنبیل مین
ڈالکر بھاگا اور غل سنکر چور جو چھپا تھا دوڑکر آیا عمرو اُس سے ملا وہ یہ حال دیکھ کر بہت ڈرا اور
حیرت ناک ہوا پھر خوشامد کی راہ سے عرض پیرا ہوا کہ میرے گھر چلیے عمرو اس کے ساتھ اس کے
گھر آیا ایک گانون ویران سا تھا اُس مین مکان کچا بنا تھا مگر بے تکلف تھا چور نے لاکر فرش بچھایا اور
عمرو کو وہان بٹھایا شراب وکباب موجود کیا یہ تو یہان ٹھہرے مگر ملازم بران کے ہر طرف ڈھونڈھ
کر خدمت ملکہ مین گئے اور عرض کیا کہ ہمین کہین پتہ نہ لگا ملکہ نے اپنے باپ کو لکھ بھیجا کوکب نے
جب سنا کہ عمرو نہین ملا نہ در سحر غائب ہوگیا اور کوہ بلور اس طلسم مین ہے بتخانہ بنا ہے بادشاہ
اس کی پرستش کرتا ہے اُس بتخانہ مین جاکر ایک پتلا جو بلور کا ہے اور تخت طلا پر متمکن ہے اسکو سجدہ
کیا اور پوچھا کہ عمرو کا حال بتلائیے وہ کہان ہے وہ پتلا یہ سنکر غائب ہوگیا بعد لمحہ بھر کے آیا اور گویا
ہوا کہ عمرو چور کے گھر مین اُس گانون مین ہے اور چرخ کے لے جانے کا حال اور فولاد کو زنبیل مین
رکھ لینا اور بھائی کو مار ڈالنا سب بیان کر دیا کوکب سارا ماجرا سنکر وہان سے اپنی جگہ پر آیا اور
بران کو نامہ لکھا کہ عمرو نے ایسا کچھ کیا اب ہوشیار چور کے مکان مین ہے تم وزیر کو بھیجکر ہمارا
ایک باغ اس حوالی مین ہے اُسی باغ مین خواجہ کو پہونچادو کہ کسی طرح کی تکلیف نہ ہو پھر تم مالکان دربند
وغیرہ کو ہمراہ لے جاکر بتجمل تمام استقبال کر کے لاؤ بران کو جب یہ نامہ پہونچا اس نے اُسی وقت
وزیر کو روانہ کیا وہ ہوشیار کے مکان پر آیا اور عمرو سے ملا ملکہ نے زبانی کوکب جو کچھ سنا تھا عرض
کیا کہ خواجہ آپ کے غائب ہو جانے سے بڑا تردد تھا شکر خدا کا کہ آپ کا حال معلوم ہوا اب آپ
میرے ساتھ چلیے ملکہ بھی آیا چاہتی ہین کچھ دیر باغ مین آرام فرمائیے یہ کہکر تخت پر سوار کیا اور
لے کر چلا چور بھی ساتھ ہو لیا اُسی باغ مین جس کا پتہ کوکب نے دیا تھا وزیر لایا یہ باغ بھی جنت
نظیر تھا نہایت دلپذیر تھا گلہائے خوشبودار اور میوؤن سے بھرا سراسر ہرا بھرا ہر جگہ تعریف کرتا

خوف ناتمامی قصہ سے مختصر بیان اچھا ہے پس اُس باغ کی بارہ دری میں عمرو کو فروکش کیا ملازم بہر خدمت
مقرر ہوئے سامان عشرت بہم پہونچا حاضر کیا پھر باغ کے داروغہ کو تاکید اکید بہر خدمت گاری کی کہ خبردار کوئی
تکلیف خواجہ کو نہ ہو غرض بہت کچھ انتظام کرکے وزیر خوش تدبیر ملکہ کے پاس پھر آیا ملکہ نے کشتیان
تحفہ و ہدیہ پیش کرنے کی تیار کرائیں بادشاہان دربند کو حکم دیا کہ جب سب جمع ہولیں تو مجکو خبر کرنا کہ سوار
ہوکر خواجہ کو لینے جاؤں گی چنانچہ یہ سامان استقبال اور داخلہ خواجہ کا قلعہ ہفت رنگ میں
آیندہ عرض کرونگا مگر اب حال مہرخ کے لشکر کا سنیے کہ برق عیار ہمراہ جادوگرنیوں کے جو نام
حیرت سے کرچلی تھیں روانہ ہوا تھا جادوگر بنا ہوا انکے پیچھے زمین پر نگاہ سے تکتی دوڑتا جاتا تھا
جب کچھ دور وہ نکل گئیں ان میں سے ایک کو پیشاب کرنے کی ضرورت ہوئی زمین پر دونوں اتریں
درہ کوہ میں رفع احتیاج کو گئی اور دوسری ٹھہری رہی برق بہت جلد اُس کے پاس آیا اور کہا وہ
دیکھیے آتے ہیں ساحرہ حیران ہوئی کہ کون آتے ہیں مگر پھر کر دیکھنے لگی برق نے کمند ماری اُس نے
ادھر منھ پھیرا اس نے حباب بیہوشی مار کر اس کو بیہوش کردیا اور جلدی کپڑے اُس کے اُتار کے
غار میں چھپا دیا اور اُسی جگہ آپ بیٹھکر صورت اپنی مثل اس کی شکل کے تبدیل کرنے لگا اس عرصہ
میں دوسری ساحرہ پیشاب کرکے آئی اور اپنی ساتھ والی کو ڈھونڈھنے لگی برق نے پاؤن کی آہٹ
ہوتے پکار کر کہا کہ بہن دم بھر نہ آنا ٹھہرو میں آتی ہون یہ سنکر وہ سمجھی کہ یہ بھی حاجت رفع کرتی ہوگی
پس ایک جگہ بیٹھ گئی برق بخوبی تمام صورت بدل کر غار سے نکلا اور اُس کے پاس آیا دونوں اُٹھکر
سپچے وہ ساحرہ عازم ہوئی کہ اڑکر چلون اس نے کہا کہ اڑنے سے شانے تھک گئے اب
پیدل چلو یا تم جاؤ میں آتی ہون وہ ساحرہ بمجبوراس کے پیدل چلی بہا تک کہ بعد قطع راہ لشکر
صنعت میں پہونچے دیکھا کہ سات لاکھ ساحران غدار کا مجمع ہے بازارین لگی ہیں کٹورا کھنکتا ہے گرم بازاری
ہے دکانون کی گفتگو خریدار و بیوپاری خوبرو سپاہیون کے بستر سے لگے ہیں سوارون کے گھوڑے بندھے
ہیں لین اور لشکر میں گھما گھمی ہے بارگاہیں بجا ہیں خیمہ لاجواب ہیں یہ دونوں سیر کرتے بارگاہ
صنعت کے قریب پہونچے حاجب دربان وہان حاضر تھے انھون جاکر آنا ان کا عرض کیا صنعت
نے دونوں کو بلوایا انھون نے اندر جاکر دیکھا کہ تخت آراستہ ہے دنگلون پر ساحر بیٹھے ہیں شیشہ آلات
سے بارگاہ سجی ہے آئینہ لگے ہیں ملکہ تخت پر جلوہ گر ہے خلاصہ یہ کہ بڑا کروفر ہے انھون نے مجراگاہ پہ سے
مجرا کیا صنعت نے انکو آگے طلب کرکے نامہ لیا تعظیم کرکے پڑھا مضمون سے واقف ہوکر جواب
لکھا کہ میرا صندوقچہ سحر عیار چرانے گیا تھا میں اس کے لینے کو بارگاہ باغبان میں گئی تھی اور جلدی کے
سبب سے آپ کی خدمت میں نہیں پہونچی اب حاضر ہون گی لیکن شاہزادیون کو ایسی غفلت نہ چاہیئے
کہ عیار کے ہاتھ نامہ بھیجیں میں اس عیار سے سمجھ لون گی آپ کو اطلاع کردی کہ پھر ایسی غفلت

نہ فرمایئے گا یہ لکھکر اس ساحرہ کو دیا اور خلعت دے کر رخصت کیا برق نے چاہا کہ مین بھی روانہ
ہون اس سے کہا کہ تم آج ہمارے مہمان ہو کل چلے جانا برق اپنے دل مین خوش ہوا کہ اب دیکھا
اس مالزادی کو کہان جاتی ہے اس کے روکتے ہی ٹھہر گیا اس نے کرسی بیٹھنے کو دی یہ بیٹھا
اور وہ ساحرہ نامہ لے کر چلی اور خدمت حیرت مین پہونچی جواب نامہ دیا حیرت نے پڑھا
اس وقت ساحرہ اور عیار بچیان پانچون حاضر تھین عیار کا نامہ دار کے ساتھ جانا سنکر سب
کو حیرت ہوئی اور کہا یہ عیار بہت کلیجے ہین ایسے بہادر نہین دیکھے لیکن صنعت بھی آفت کی
ہے اُس نے بنگاہ اول پہچانا غرضکہ تاکیداً حیرت نے پھر لکھا کہ اے ملکہ تم نے عیار کو خوب
پہچانا اب اس بدذات کو چھوڑنا نہین مار ہی ڈالنا یہ لکھ کر طائر سحر کے گلے مین باندھ کر بھیجا
کہ جلد لے جائے طائر نے کر آن واحد مین صنعت کے پاس پہونچا اُس نے نامہ لیکر پڑھا
طائر کو روانہ کر دیا یہان حیرت نے بزور سحر دریافت کیا کہ وہ ساحر جسکی صورت بنکر عیار گیا ہی کہان
ہی معلوم ہوا کہ غار مین ہے چنانچہ ساحر بھیجکر اس کو غار سے اُٹھوا منگوایا اتفاق سے ضرغام عیار برلے
خبرگیری بارگاہ مین حاضر تھا یہ سب خبرین دریافت کر کے مہرخ کے پاس آیا اور سارا ماجرا برق
کی عیاری کا بیان کیا اس اثناء مین دو پتلے جو مہرخ نے برائے تحفظ برق ساتھ کر دیے تھے آئے اور
کہا مہر صاحب اس وقت صنعت کے پاس بیٹھے ہین مہرخ تو حال سن چکی تھی کہ صنعت پہچان گئی
ہے اور ضرغام نامہ آنے کا ماجرا بیان کر چکا تھا بس سمجھی کہ برق مبتلائے آفت ہوا یہ سمجھ کر بہار کو
لشکر کے سپرد کیا اور آپ اُڑکر روانہ ہوئی لیکن اُدھر صنعت نے برق کو خلعت دیا اور ارباب
نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا سترہ سو ساحر کرسی پر بیٹھا تھا دورۂ جام شراب آغاز ہوا ملکہ نے بعد
لمحے حکم دیا کہ دربار برخاست ہو برق کو ٹھہرا لیا کہا تم ہم کو شراب پلاؤ اس لیے کہ حیرت بھی
تمھاری خاطر کرتی ہے ہمکو بھی مدارات تمھاری لازم ہے برق یہ سنکر خوش ہوا کہ اب اسکی موت آئی اور
عرض کیا کہ اے ملکہ جیسے ہم حیرت کے تابعدار ویسے ہی آپ کے غرضکہ ساقی ہے جام و صراحی لیکر
شراب پلانے لگا پہلے تو جام سادہ دیا دوسرے مین نگاہ بچا کر بیہوشی ملائی اور دینے لگا صنعت
ہنسی اور گویا ہوئی کہ یہ جام اس ساقی کو دیدو اُس نے کہا آپ پیجئے مین اسکو اور دیتا ہون اس
نے کہا جو ہم کہتے ہین وہ کرو اس نے وہ جام ناچار ہو کر ساقی کو دیا کہ وہ پیکر بیہوش ہو گیا صنعت
نے اُس کی جانب گھورا اور کہا کیون ہم نے تو تمھاری خاطر کی اور تم نے یہ بدذاتی کی ہے ٹھہر کہ
مار ڈالون برق سمجھا کہ یہ پہچان گئی چاہا کہ جست کر کے [illegible] گر دیکھا تو زمین پانون پکڑے
ہے ناچار کھڑا رہا اس نے کہا کہ اب بتا کہ تیرا کیا حال [illegible] برق نے کہا تو اپنی خیر منا میرے
اور بھائی بغیر مار ڈالے تجھکو باز نہ آئین گے اور مین چھوٹون گا تو لشکر مین تیرے آگ لگا دون گا

صنعت نے اس کی سخت کلامی سے ناراض ہو کر قفس آہنی منگایا اور اس مین بند کر کے ساحرون کو طلب کیا
اور حکم دیا کہ اس نابکار عیار کو ملکہ حیرت پاس لے جاؤ میرا سلام نیاز عرض کرنا اور کہنا مین منتظر ہون کہ عمرو
کوکب پاس گیا ہو اور مجھکو کتاب جمشیدی سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوکب نے بڑی اس کی خاطر کی ہو اب
لڑائی بہت بڑی ہوگی اسی وقت مین بھی جنگ آغاز کرون مگر آپ اس عیار کو جو چاہے وہ کیجئے یہ پیام
دے کر پنجرا روانہ کیا جادوگرنیان اور ساحر نہایت بند و بست سے چلے مگر مہرخ جو اڑ کر روانہ
ہوئی تھی اس نے راہ مین ان کو مع قفس پایا مگر قابو نہ ملا جو برق کو رہا کرتی آخر ساتھ ساتھ چلی مگر
الگ الگ چھپی ہوئی ساحر بارگاہ حیرت مین پہونچے پیام صنعت بیان کیا اور پنجرہ دیا آپ پھر کر
چلے آئے وہان صرصر موجود تھی برق کو دیکھ کر ہنسی اور کہا آپ کا مزاج اچھا ہے برق نے کہا اسوقت
ہم قید مین ہین کل سبکو مزاج کا مزا بتادین گے صرصر نے کہا آج بچ جانا تو بتانا برق نے کہا آج
حیرت کے ماتھے جائے گی حیرت کو ان باتون سے غصہ آیا اور فوراً حکم دیا کہ اس کو پنجرے سے
نکالو ساحرون نے پنجرے سے نکالا اس نے کہا جلاد کو بلاؤ جلاد بنا برآنکہ عیارون کے ہاتھ
سے قتل ہوتے ہین خوف کے مارے بلانے سے آتے نہین ملکہ نے جب غصہ سے بلایا ایک
جلاد حاضر ہوا اور برق کو باہر بارگاہ کے لایا چبوترہ نکبت کا بنایا بوریا فلاکت کا بچھا کر برق کو بٹھایا
حیرت نے سراپچے بارگاہ کے اٹھوا دیئے تھے سامنے تخت پر بیٹھی ۔ ہی جلاد نے تینون حکم
پوچھ کر تیغہ تول کر چاہا کہ ہاتھ مارون اس وقت ایک پتھر آ کر جلاد پر پڑا کہ سر اس کا اڑ گیا
کیونکہ جانسوز بشکل مشعل موجود تھا اس نے پتھر مارا جلاد کے مرنے کا غلغلہ جو ہوا حیرت نے حکم دیا
کہ اور جلادون کو بلاؤ اور مجمع کو ہٹا دو کہ عیاران مین ملکر چلے آتے ہین ملازمین نے سب کو ہٹا دیا
اس وقت حیرت نے ایک ساحر تہم جادو نام سے کہا کہ تم کہا کرتے تھے مین نے تلوار پر باڑھ
رکھوائی ہے مسلمان ملے تو اسکو مار کر باڑھ کی آزمائش کرون اس وقت اس عیار پر آزماؤ تہم جادو
یہ سنکر اٹھا اور تیغہ تولتا ہوا چلا برق سے کہا جو کچھ ہوس دل کی ہو نکال لے کہ پیمانہ عمر لبریز ہو گیا
ہے برق نے جواب دیا کہ اے مکار عمر تیری پوری ہو گئی ہوگی ہم تو طلسم توڑین گے افراسیاب کو مارینگے
تہم کو غصہ آیا اور چاہا کہ تیغہ مارے وہان بصورت ساحر قران بھی حال گرفتاری برق سن کر آگیا
تھا جیسے ہی اس نے ہاتھ اونچا کیا تھا کہ اُسنے تا کمر بغدا مارا ٹانگون سے نکل گیا غل و شور اسکے
مرنے کا بلند ہوا ساحر بارگاہ سے اٹھ کر دوڑے اسی غلغلہ مین مہرخ جو ساتھ گھات ڈھونڈھتی آئی
تھی پنجہ بنکر گر پڑی اور برق کو اٹھا کر لے اڑی قران نے دو چار جادوگرون کو اسی ہنگامہ مین
قتل کیا اور زیادہ تاریکی اور غدر ہو گیا یہ بھی ایک سمت سے نکل گیا ملکہ حیرت نے جلد سحر کر کے
وہ ہنگامہ برطرف کیا اور ساحرون کو حکم دیا کہ جلد دوڑو اور اس لے جانے والے کو مع قیدی کے

گھیرو ساحر اڑ کر جھپٹے لیکن مہرخ جو سناٹا بھر کر چلی اپنے لشکر کے کنارے سے بچ گئی کسی نے نہ پایا سب
پھر آئے اور عرض کیا کہ وہ نکل گئی حیرت نے کہا خیر ابکی مقابلہ مین کسی کو جیتا نہ رکھونگی اس گفتگو مین
تھی کہ ابریق کوہ شگاف وزیر دوم افراسیاب ملکہ پاس آیا ملکہ نے تعظیم کرکے بٹھایا اسنے ملکہ کو متفکر
دیکھکر حال پوچھا اسنے کیفیت رہائی برق بیان کی ابریق نے کہا مین نے سنا ہے کہ عمر طلسم کوکب مین
پہونچ گیا اور اس نے شاہ سے ملاقات کی شاہ نے وعدۂ مدد دہی کیا ہے اب وہ فوج کثیر لیکر آئیگا
پس لازم ہے کہ جبتک وہ آئے آئے ہم مہرخ کا کام تمام کردین اور راسد کی میعاد کے دن تھوڑے ہین
اسکو بھی مار ڈالین یہ تقریر سنکر ملکہ نے کہا تم سچ کہتے ہو مین اس مضمون سے شہنشاہ کو مطلع کرتی ہون دیکھون
کیا فرماتے ہین یہ کہکر عرضی شاہ طلسم کو لکھی اور جلد کوائف رہائی برق اور گفتگوے ابریق اس مین
درج کرکے طائر حر کے گلے مین باندھکر بھیجی طائر عرضی باغ سیب مین لایا شاہ طلسم نے لیکر پڑھی چاہتا
تھا کہ کچھ لکھے اسوقت پنجہ سحر نامہ لقا سے کر پہونچا اس نامہ کو چوسے کر پڑھا لکھا تھا کہ یہان ملکہ
نازک چشم نے آکر ہم کو بہت خوشنود کیا لیکن ان کی مدد کے لیے کسی اور کو بھیجنا چاہیئے کہ وہ اور سوفار
تنہا ہین ایسا نہ ہو کچھ پیچ پڑ جائے شاہ نے یہ دونون نامہ پڑھکر ادل حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہین
مجکو سب حال عمرو کا معلوم ہے مین بندوبست قرار واقعی کرونگا اور میرا کوکب کچھ نہ کر سکے گا مین اسکے
روبرو عمرو اور اسکے تمام لشکر کو غارت کر دونگا یہ لکھ کر طائر کے گلے مین باندھکر اڑا دیا طائر ملکہ پاس
پہونچا وہ نامہ پڑھکر چپ ہو رہی اور ادھر مہرخ بارگاہ مین برق کو لائی تخت پر جلوہ گر ہوئی حکم ترتیب
جلسۂ عشرت دیا باطمینان تمام بیٹھی اس طرف کو صنعت اپنے لشکر مین بارادۂ جنگ ٹھہری ہوئی ہے مگر
اب حال افراسیاب بیان ہوتا ہے کہ اس نے نامۂ لقا پڑھکر ایسا سحر کیا کہ ایک پتلا زمین سے نکلا
اسکو حکم دیا کہ جا اور ملکہ آفت شمشیر زن جادو کو بلا لا پتلا یہ حکم سنکر غائب ہوگیا بعد لمحہ کے ایک ابر
سرخ رنگ برسے ہوا پیدا ہوا اور زمین پر اترا اس ابر پر ایک ساحرہ سوار تھی زر و زیور سے
آراستہ ساحرون مین ذی وقار تھی اس نے بادشاہ کو بادب تسلیم کی اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا بلاگردان
ہوئی بادشاہ نے دست شفقت اسکی پشت پر رکھا اجازت بیٹھنے کی دی وہ مجرا کرکے کرسی پر متمکن ہوئی
بادشاہ نے فرمایا مین نے تمکو اس لیے بلایا ہے کہ خداوند باختر کا نامہ بنابر طلب مدد آیا ہے پس تم لشکر لیکر
جاؤ سوفار و نازک چشم وہان ہین انکی اعانت کرو اور خداوند کی زیارت کرو یہ بیان سنکر وہ ساحرہ
اٹھی اور سلام کرکے رخصت ہوئی بادشاہ نے خلعت عطا فرمایا خلعت پہنکر اپنے قلعے مین آئی اور بارہ
ہزار ساحر کا لشکر تیار کراکر سمت کوہ عقیق بصد جاہ وحشم تخت سحر پر بیٹھ کر روانہ ہوئی ابیات

بپوشید زربفت شاہنشہی — بسر بر نہاد آن کلاہ مہی
خرامان برآمد ز پردہ سرائے — درفشی درفشان پس او بپاے

بہر سو ہمی راند چندان سپاہ
ہمہ کوہ و دریا و راہ درشت

گرگفتی جز او درجہان نیست شاہ
بدل آتش جنگ جویان بکشت

اسی تجمل سے بعد طے مراحل قریب طلسم آئینہ کہ طلسم ہوشربا کے طلسموں مین سے ایک طلسم وہ بھی ہے اور حاکم وہان کی ملکۂ آئینہ دار جادو ہے اور اس طلسم کی سرحد آدھی طلسم ہوشربا مین ہے اور نصف طلسم کی زمین طلسم نورافشان مین ہے مالکہ طلسم آئینہ دونون بادشاہون یعنے کوکب و افراسیاب کو خراج دیتی ہے چنانچہ یہ ساحرہ وہین یہی خیال مین اس کے آیا کہ اے آفت تجھ سے اور ملکۂ آئینہ دار سے رسم دوستی ہے اس سے ملتی چل کس لیے کہ مقابلہ کرنے مسلمانون سے جاتی ہے اور وہ لوگ کشندۂ ساحران ہین شاید ملکۂ آئینہ دوستی کا پاس کرکے کوئی تحفہ اپنے طلسم کا مجھکو دے جس کے باعث سے تو مسلمانون کو غارت کرسکے یہ سوچکر افسران فوج سے حکم دیا کہ تم لشکر لے کر خدمت خداوندین چلو مین بھی آتی ہون افسر بنا بر حکم کوچ کر گئے اور یہ خود تخت اڑا کر سمت طلسم مذکور چلی یہانتک کہ داخل طلسم ہوئی وہان کے ساحر جتنے اس کی آمد و رفت سے آگاہ تھے اور اسکو پہچانتے تھے کسی نے روکا نہین یہ راہ طلسمات قطع کرکے قلعہ طلسم مین آئی قلعہ بہت آباد تھا ہر ساحر دلشاد تھا عمارتین طلسمی بنی تھین کوٹھیان لاجواب نظر آتی تھین دوکانین کی تھین دوکانداروں کی پوشاکین رنگین تھین یہ بازار سے گذر کر دارالامارت شاہی پر آئی یہان دربانون کا ہجوم تھا حاجب دربانون کا شمار نا معلوم تھا اُس نے اپنے آنے کی اطلاع کرائی ملکۂ آئینہ یہ خبر سنکر تا در ایوان سے لینے کو آئی اور اندر لے جا کر تخت پر برابر اپنے بٹھایا ارکین سلطنت نے نذر دی ملکۂ آئینہ نے بڑی گرمجوشی ظاہر کی مزاج پرسی فرمائی اس نے جانا اپنا بہر جنگ مسلمانان کہہ کر بیان کیا کہ مدت سے مین نے تم کو دیکھا نہ تھا ادھر آنکل مشتاق دیدار ہو کر تمھارے پاس آئی ہون یہ میری آخری ملاقات ہے تم نے بھی سنا ہوگا کہ خدا پرستون سے جو لڑتا ہے زندہ نہین رہتا مجھکو سامری بچائیگے تو پھر تم سے ملونگی نہین تو جانی بلا کے منہ مین ہون آج کی ملاقات غنیمت مجھو ہم تمھین دیکھین تم ہم کو کہ بیت شب ہجران رسیدہ محنت بسیار پیدا شد ⁂ بیا لے بخت کاری کن کہ مارا کار پیدا شد ⁂ آئینہ نے اس کی تقریر سنکر کہا بہن گھبراؤ نہین آج دعوت کھاؤ کل جب جانے لگوگی مین تمھارے ساتھ ایک سوا اس طلسم کا کرونگی کہ وہ کسی کے ہاتھ سے مارا نجائے گا اور دم بھر مین سب مسلمانون کو مار ڈالے گا آفت یہ بات سنکر بہت خوش ہوئی اور شام تک دربار مین رہی جسوقت خسرو انجم تخت فلک سے اٹھکر شبستان مغرب مین گیا اور شب کے دربار مین ہر انجم چرخ روبروے خسرو ماہ حاضر ہوا کہ نظم

چنین گفت پنہان شدہ آفتاب
بخواب اندر آمد سر روزگار

شب آمد شدہ وقت آرام خواب
ز خوبی واز راہ آموز گار

سر شام دربار برخاست کرکے آئینہ دار اپنے باغ مین آئی آفت کی دعوت کا سامان مہیا کیا

شراب و کباب چلنے چنگ و رباب برپا ہوا اس وقت عرض بیگی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ملکہ نازک چشم تشریف لائی ہیں اس نے یہ خبر سنکر استقبال کرایا نازک چشم کا حال سنیئے کہ جب سے ناصر کو بھی جان امان ہو گیا اور دختر اس کی گلابی چشم ماری گئی اس کو فکر ہوئی کہ طلسم آئینہ میرے ملک کے نزدیک ہی وہان چل کر کوئی تحفہ طلسمی لاؤن ہو را سکے ملک کے قریب ہونے سے آئینہ دار اس سے ایسی محبت رکھتی تھی کہ اس کی جان بچانے کی تدبیر اس نے کی ہی کہ ساحر نامی جو طلسم کے ہین انکو جمع کر کے جسم اس کا سحر بند کرایا ہی کہ کسی حربے سے یہ ماری نہ جائے کیسی ہی کوئی تدبیر کرے لیکن اس کی موت نہ آئے پس اس کے جسم کو سحر بند کر کے ایک تلوار ساحرون نے بنائی ہی کہ اگر یہ قتل ہو تو اسی تلوار سے قتل کی جائے اور وہ تلوار آئینہ دار نے اپنے طلسم مین باحتیاط تمام رکھی ہی کہ جو کوئی طلسم فتح کرے اور وہ تلوار پائے اسوقت نازک چشم ماری جائے اور اسی طلسم مین شاہزادہ قاسم اور ملکہ نرگسی چشم جن کا عشق جلد اول مین مذکور ہوا قید ہین کیونکہ اسی طلسم کے ایک جانب کو قلعہ حنظل جادو کا ہی اور اس کے شوہر زنار بلا افگن نے پتلا سحر کا بصورت قاسم مار کر ڈالدیا تھا اور قاسم کو پکڑ کر اس طلسم مین قید کرا دیا ہی غرض ملکہ استقبال کرا کے نازک چشم کو بھی بلوایا اور شریک انجمن کیا جام شراب کا دور شروع ہوا ناچ ہونے لگا نازک چشم ملکہ آفت سے ملی دونون نے اپنی اپنی سرگذشت کہی آفت نے اپنا بھیجنا مدد کے لیے شاہ جادوان کا بیان کیا نازک چشم نے حال جنگ مسلمانان کہا رات بھر یہی حرف و حکایات کہہ کر بسر کی شمع محفل ان کی دل سوز تھی اشک حسرت بہایا کی آئینہ نے بہت چاہا ان کی تشفی کی دم سحر جب آئینہ آفتاب عکس گیر عالم ہوا اور شاہد روز نے بیدار ہو کر منہ آئینہ مہر مین دیکھا کہ نظم

چو شب بگذشت شمع سرگران را — بشست از گریہ چشم خونفشان را
نقاب از لالۂ سیراب بگشاد — خمار آلودہ چشم از خواب بگشاد

ملکہ آئینہ سوار ہوئی اور ان دونون کو اپنے ہمراہ قلعہ طلسم سے نکلکر ایک گوشہ مین آئی اس جگہ ایک حجرہ پتھر کا تعمیر تھا قفل اس مین برابر ان شتر کے لگا تھا حجرہ ساخت مین بے نظیر تھا آئینہ نے سحر پڑھ کر حجرہ کھولا اس مین بارہ ہزار پتلا طلسمی بند تھا ایک پتلا باہر نکالا وہ مرکب بلورین پر سوار تھا خود بھی بلور کا تھا اور بالشت بھر کا قد رکھتا تھا جب حجرہ کے باہر نکلا بڑھ کر مثل سوار کے مع مرکب ہو گیا اس نے اس کو حکم دیا اے سوار طلسمی تم ملکہ آفت کے ہمراہ جاؤ اور حذا پرستون سے مقابلہ کر کے ان کو گرفتار کرو اور ملکہ موصوف کے سپرد کیا اس پتلے نے یہ سنکر گھوڑا اٹھایا اور ایک سمت کو چلا گیا آئینہ نے آفت سے کہا کہ بہن اب جاؤ اور میدان مین کھڑے ہو کر جب پکارو گی کہ اے سوار طلسمی آ کہ یہ سوار آئے گا اور مقابلہ کیا کرے گا اور کسی سے زیر نہ ہوگا اور نہ کسی حربے سے مارا جائے گا ہان وہ شخص اسکو قتل کر سکے گا جسکے پاس اسی طلسم کا تیغہ ہوگا آفت یہ سنکر بہت خوش ہوئی

اور نازک سے کہا چلو یہ سوار کافی ہے اب تم کچھ نہ مانگو آئینہ نے کہا بہن تم کو کیا احتیاج ہے تم کو پہلے ہی مین
سحر بند کرا چکی ہون جب تک وہ تیغہ جس سے تم ہلاک ہو سکتی ہو کسی کے پاس نہ ہو گا تمھاری قضا نہ
آئے گی نازک چشم یہ کلام سنکر سمجھی کہ یہ سچ کہتی ہے اب چلکر سوار طلسم سے اپنے معشوق کو گرفتار کرون
اور مسلمانون کو مارون غرض دونون آئینہ سے بغلگیر ہو کر رخصت ہوئین اور تخت سحر پر بیٹھکر چلین یہانتک
کہ طلسم سے باہر نکل کر اور طلسم ہوشربا کی سرحد سے گذر کر داخل لشکر لقا ہوئین اور بارگاہ مین پہونچکر
خداوند کو آفت نے سجدہ کیا یہان پہلے سے لشکر اس کا آچکا تھا بختیارک نے متصل لشکر ساحران
نازک چشم اتروایا تھا آمد آفت کی خبر سنکر بارگاہ استادہ کرائی تھی کہ آفت سجدہ کرکے پھر آرام
اپنی بارگاہ مین آئی اور جب ساحر روزگار نے شعلۂ آفتاب کو منطفی فرمایا اور ظلمت شب کو خیمۂ عالم
مین قیام پذیر کیا کہ ابیات

در این بستان سرای پر نظارہ — نماند باز جز چشم ستارہ
ز شمشیر مرغ شب خنجر کشیدہ — ز بانگ صبح نای خود بریدہ

شام کو بارگاہ لقا مین پہونچکر آفت نے حکم نواخت طبل جنگ دیا ساحرون نے نفیر سحر بجائی دلاورون
نے کوس حربی پر چوب لگائی زمانے مین ہلچل پڑی ہرکارون نے خدمت ہمایون بادشاہ اہل اسلام
مین حاضر ہوکر خبر عرض کی کہ اے شہریار ابیات

دل ما یکایک بہ فرمان تست — ہمان جان ما زیر پیمان تست
تن و جانت یزدان نگہدار باد — دلت شادمان بخت بیدار باد

طبل جنگ لشکر اعدا مین بجا ہے آفت نے آکر آفت برپا کرنا چاہا ہے شاہ اسلامیان نے یہ خبر سنکر بایمائے
صاحبقران نامور حکم نواخت کوس حربی دیا طبل سکندری کو چاشنی تلخ کام جان بہادران کو ذائقہ
شجاعت یاد آیا شیرینی حیات سے تلخی مرگ کو بہتر سمجھے روے ساحر شب آئینہ شمشیر مین ایسا
عکس پذیر ہوا کہ روشن ہو گیا جوہر تیغ اس شب تار مین اس طرح کھلا کہ جیسے پرند مشکین پر مانی و
بہزاد کے نقش و نگار بخط گلزار بنے تھے خامۂ تیغ نے خط تقدیر عدو مین تیرہ بختی کے کیے تھے سرنا سرخ
چہرے دیکھکر جرات شعارون کے خنجر گذار سپہر بسان مرغ خوف کھاتا تھا تھراتا تھا خلاصہ یہ کہ رات
بھر تیاری اس طرح رہی کہ نظم

یلان لشکر سرفرازان بہ جنگ — ہمہ نیزہ و تیغ ہندی بہ چنگ
ہمہ یک سر از جای برخاستند — بسان پلنگان برآراستند
ہمہ باسنان سرفشان شدند — چو ناہید و ہرمز درخشان شدند

آخر نہیب شمشیر و نعرہ شیرگیر بہادران تہور قرین و جلالت آگین سے حاملۂ شب کا حمل ساقط ہوا

اور طفل نورانی چہرۂ خورشید دایۂ روزگار نے بطن مشرق سے جنا کر آغوش فلک مین دیا نظم

چو خورشید رخشان گستردپر
بہ شبگیر چون بر دمید آفتاب

سیہ زاغ پرید نہفت سر
سر جنگ جویان برآمد ز خواب

امیر وظیفۂ سحری مین مصروف تھے بہادر لشکر کشی سے مالوف تھے انبوہ فوج ظفر موج کے پرے دشت قتال کو جاتے تھے سردار در دولت پر حاضر ہو کر جبہ سا تھے کہ چالاک بن عمر خدمت امیر نامور مین آیا امیر جبین نیاز کو بدرگاہ بے نیاز رکھکر عرض کرتے تھے کہ بار آلٰہا مجکو فتحیاب کر دشمن کو ذلیل و خوار شتاب کر اے قاضی الحاجات نظم

بخورد آب و روے سرو تن بشست
برزاری بہ نالید بر بے نیاز
بنالید بر کردگار جہان
بیزدان بنالید کاے کردگار

بہ پیش جہان آفرین شد نشست
نیایش ہمی کردہ بر چارہ ساز
بزاری ہمے آرزو کرد آن
بدین کار این بندہ را پاس دار

چالاک نے اس حال مین دیکھکر آمین کی صاحبقران نے سجادہ لپیٹا اور اسکی طرف دیکھا استفسار فرمایا کہ کیا ماجرا ہے اس نے عرض کیا کہ بیت ہوئی فوج تیار اے شہریار + گئی سوے میدان بہ پیکار زار + یہ خبر سُنکر امیر بھی سلیح سنجوک سے درست ہوے اسلحہ لگا کر چست ہوے برآمد ہو کر اشقر پر سوار ہوے اور جلوخانہ شہنشاہ گیتی ستان مین آئے یہان آمد سلطان ذی حشم کا دم بھر مین غلغلہ ہوا اسباب جلوس و تزک کھلنے لگا ہزار ہا خواجہ سرا زیرک و دانا اہتمام کنان نظر آیا پیر طفلان ماہ طلعت کا پرا انکلا مخلون کے لوٹے لیے عود و عنبر سارا کا بخور کرتے ظاہر ہوے طلائی لقرئی پنج شاخے اور فانوسین جواہر کار خدمتگار لیے آگے بڑھے اسوقت جلوخانہ رشک دہ جواہر خانہ تھا تماشائی اپنا اور بیگانہ تھا سردار قرینے سے صف باندھکر مجرا گاہ پہ ٹھہرے تھے کہ تخت طاؤسی شہنشاہ عالمگیر بصد توقیر کہ ریان اٹھائے پیدا ہوا مکین کہاروں نے تخت بدلوایا سرداروں نے بصد ادب گردن کو بہر تسلیم جھکایا اور تخت شاہی کو گھیر کر میدان کا راستہ لیا نظم

بقلب اندرون شاہ شاہنشہان
بلرزید گیتی ز بار گران
زبس گرد لشکر جہان تار شد
از آواز گردان بتر قید کوہ
تو گفتی جہان سر بسر زآہن است

بگردش یکے لشکر بیکران
زبس کوہ آہن گران تا گران
تگر مہر رخشان گرفتار شد
زمین آمد از نعل اسپان ستوہ
و یا کوہ البرز در جوش است

میدان مین پہونچکر ٹھہرکی تھی کہ دوسری طرف ساحرون کے پرے کالی کالی بیرقین کھولے برجی

تھالیان ہاتھون مین اٹھائے ظاہر ہوے سواریان انکی روے ہوا سے اترکر زمین پر آئین اور تخت سردارون کے آگے بڑھ کر کھڑے ہوے پرے جم گئے سب کے آگے لقا بے لقا راندۂ درگاہ خدا ہاتھی پر سوار گرد اسکے ناقوس نواز گھنٹے بجاتے ناقوس پھونکتے تھے بجے سامری و جمشید کی بولتے تھے رال و گوگل کے شعلے اٹھتے دھوان بلند تھا غرضکہ سواران نابکار ہزار در ہزار صف کش ہوے دونون طرف سے بیلدارون نے پست بلند میدان کو ہموار کیا سقے آبپاشی کر گئے روے شاہد ارض صفا مین صورت آئینہ بنا صف آراؤن نے صفوف حرب کو آراستہ کیا گھوڑے کی دم سے دم اور پٹھے سے پٹھا سم سے سم ملا دیا بہادرون کا شانہ سے شانہ پیادون کا پاؤن سے پاؤن ایک کر کے دیوار آہن اور سد سکندر صف لشکر بنا دیا تخت بادشاہون کے قلب لشکر مین قائم ہوے نقیب آگے بڑھے سرود نوازون نے سرود بجایا گویون کے لڑکون نے رغبت جنگ دلاورون کو دی مذمت دنیاے فانی کو سنا کر

نظم

چنین است کردار چرخ بلند
بہ دستی کلاہ و بدیگر کمند
چو شادان نشیند کسی با کلاہ
بہ چشم کمندش د باید کلاہ
چرا مہر باید ہمی بر جہان
چو باید خرامید با ہمرہان
یکی دائرہ آمدہ چنبرے
فراوان درین دائرہ داورے
نہ ہر پادشاہ و نہ ہر بندہ را
شناسد نہ نادان نہ دانندہ را
شکاریم یکسر ہمہ پیش مرگ
سری زیر تاج و سری زیر ترگ

آج روز نام و ننگ ہی عرصہ زیست تنگ ہی داد شجاعت دینے مین دریغ نہ کرو جب نقیب پکارے آفت نے نازک چشم سے کہا بہن تم کو سامری کے سپرد کیا مین جاتی ہون اور نصیب آزماتی ہون اس نے جواب دیا کہ جمشید کے حوالے کیا وہ سامنے لقا کے آئی تخت سے اترکر سجدہ کیا اور دست بستہ اجازت حرب چاہی لقا نے کہا اے بندی قدرت ہم نے تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا بختیارک بولا کہ خداوند تیری موت اپنی مٹھی مین لیے ہین تو ماری نہ جاے گی بے خوف جا کر مقابلہ کر آفت یہ سنکر بہت خوش ہوئی اور وسط میدان مین پہونچکر نیرنگی سحر کی دکھانے لگی درخت زمین سے پیدا کیے کبھی آگ برسا کر صحرا کو جلایا کبھی پہاڑ کی طرف سے دریا کو جاری کیا آخرکار نعرہ مار کر لے فرقہ منحرفان تمھاری قضا دامنگیر ہی آؤ میرے روبرو کہ تم کو راہ عدم دکھاؤن یہ نہیب جب لشکر اسلام نے سنی اول ناصر نے مرکب اڑایا اور سامنے تخت شاہی کے آیا عرض کیا سر نثار کرنے کو جی چاہتا تھا بارے مراد بر آئی اس قحبہ کی سزادہی کو غلام جاتا ہی اجازت چاہتا ہی بادشاہ نے فرمایا تم مہمان عزیز ہو کرم کرو لڑنے نہ جاؤ شہزادۂ نور الدہر نے بادشاہ سے سفارش کی کہ

غلام نوازی فرمائیے بہادرون مین آبرو نہ رہے گی یہ نکلا ہر تو تصدق ہونے کی اجازت دیجیے شاہ نے اسکو خلعت دیا اور فرمایا سپردیزدان پاک کیا ناصر نصرت قرین شادان و فرحان مرکب پر آکر چلا گھوڑا اسکا طارہ بجر کر روان ہوا کہ **نظم**

یکے اسپ بودہ درانگام زن — سیم او ز فولاد خارا شکن
چو پیلان بزور و چو مرغان بپر — چو ماہی بہ بحر و چو آہو بہ بر
چو آتش بنا مدز گوپیل زور — چو کوہے روان کرد از جاستور

آفت نے اس تہور دستگاہ کو جوش و خروش سے آتے دیکھکر صدا دی کہ اے سوار طلسمی آ دیہ کہنا تھا کہ صحرا کی طرف سے بگولا گرد کا پیدا ہوا اور ایک سوار دلیر بسان شیر غران نعرہ زنان آکر پہونچا اس نے حکم دیا کہ جا اور مسلمانون کو باندھ لا سوار مقابل ناصر ہوا اور نیزہ مارا اس نے بھی نیزہ کو روک کر نیزہ لگایا **بیت** سبک نیزہ بر نیزہ انداختند + کہ ایک دگر باز بشناختند + بعد رد و بدل طعنہائے چند نیزے مانند خلال ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اسوقت دونون نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا کہ **نظم** -

برو دست و آن تیغ بران کشید — زگرد سواران جہان ناپدید
ہمین اندرون تیغ برہم شکست — سوے گرز بردند یکبار دست
سواران چنان گرز زد ہمچو کوہ — کرا از زخم ادگشت ناصر ستوہ
بزین اندر از زخم بیہوش گشت — بخاک اندر افتاد و خاموش گشت

جب گرز سے ناصر بیہوش ہو گیا سوار نے مشکین باندھکر سپرد لشکر لقا کیا اور آپ مرکب پر چڑھکر پھر مبارزخواہ ہوا ادھر سے شہزادہ نورالدہر نے اجازت لے کر عزم میدان کیا لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے طبل و نقارے اس طرح بجے کہ طنبک گردون سے غلغلہ ظاہر ہوا شہزادہ کا مرکب کوہ پیکر دہاموں شکوہ مثل برق و باد چلا کہ **نظم**

ازخم فلک گاہ و ماہی ستوہ — بجنبش چو برق و بہیکل چو کوہ
یکے کوہ چون کوہ وادی سپیر — بصحرا ہویدا چو مرغے بہ پر
در آمد بزین چون گرہ بے ستون — گرفتش یکے نیزہ چون ستون
عنان را بہ پیچید دیگر رفت راہ — ہمی شد بہ تیزی چو ابر سیاہ

سوار طلسم نے شہزادہ پر بھی حملہ کیا اور نیزہ دری اور شمشیر بازی شروع ہوئی کہ **بیت** گہے تیغ و گاہ گرز گران + چنین تا فرو ماند دست سران + آخر کار شہزادہ نامدار بھی مغلوب ہوا اور اس نے اسیر کر کے لشکر مین بھیجا اور پھر نہیب دی کہ کوئی اور سامنے آئے ادھر سے سرداران شہزادہ نورالدہر

نکلنا شروع ہوے شام تک سوا سو سوار یکے بعد دیگرے مقتل بن گیا ہو رو نوح بن گیا ہو رخوانی شام
وغیرہ جاکر اسیر ہوے جس دم نیزہ دار فلک نیزہ خطی شعاع لے کر سمت کاشانہ مغرب گیا اور میدان
فلک میں لشکر انجم کا داخلہ ہوا **نظم**

زجنبش مرغ و ماہی آرمیدہ — حوادث پاے در دامن کشیدہ
شدہ از دہل کوبے دہل کوب — ہجوم خواب دستش بستہ بر چوب

شام کو سوار طلسمی مرکب اٹھا کر سمت صحرا چلا گیا اور آفت نے طبل آسایش بجوادیا دونوں لشکر کے
اسیر اور شاہ اسلام بادل پر درد داخل بارگاہ ہوے سیاہ نے کمر کھولی عیار بہر عیاری روانہ ہوے
اس طرف آفت ہنستی ہوئی نازان وخندان مع نازک چشم کے اپنے لشکر کو گئی لقا نے زرنثار کرایا
بارگاہ میں پہونچکر حکم دیا کہ جشن نوروزی کیا جاے اُسی وقت ساقیان مہر دیدار و پری تمثال جام و
صراحی جواہر نگار لے کر حاضر ہوے اور طوائفان شعلہ رخسار رشک دہ لعبتان لندن و چین
رقص کرنے لگیں مجلس مثل مجلس انجم فلک ترتیب پذیر ہوئی کہ **ابیات**

بر قند و خوان مے آراستند — سزاوار رامشگران خواستند
زبرجد طبقہا و فیروزہ جام — پر از نافۂ مشک و پر عود خام
ہمہ پیکرش سرخ کردہ بزر — بروبافتہ چند گونہ گہر
زمین باغ گشت از کران تا کران — زشادی و آواز رامشگران

اسی جشن میں بختیارک نے کہا اے ملکہ آفت جو سردار کہ ملکہ نازک چشم و سوفار و مہنت دگر
وغیرہ نے قید کیے ہیں وہ سب موجود ہیں اور آج تم نے سوا سو سردار گرفتار کیے ہیں مجکو یقین ہو کہ
سب کی نگہبانی نہ ہو سکے گی اور عیاران اسلام اسی فکر میں ہیں آج تک بہت حفاظت سے قیدی رہے
مگر اب عرصہ گذرا ہو ان کو پتہ مل گیا ہوگا چھڑا لے جائینگے پس لازم ہو کہ سب کو راہ عدم
دکھاؤ کثرت اسلامیان کچھ تو کم ہو آفت نے کہا کہ جی میں اس فکر میں ہوں کہ حمزہ کو بھی پکڑ لوں
تو سب کو قتل کروں یہ کہکر ایک رقعہ اس مضمون کا کہ میں نے سوا طلسم سے اتنے سوار قید کراے لکھ کر
ملکہ آئینہ کو بھیجا ایک ساحر نامے کر روانہ ہوا اتفاق سے سیارہ بن عمر عیار شہزادہ قاسم بامر
جاسوسی اس مقام پر موجود تھا جب سے آقا اسکا قاسم گشتہ سحر ہوا ہو اسی فکر میں بصورت مبدل رہتا ہو
شاید لشکر ساحران میں کسی سے حال شہزادے کا معلوم ہو اس وقت ساحر نامہ بر کے ہمراہ ہوا کہ دیکھوں
یہ نامہ کہاں لیے جاتا ہو وہ ساحر جو چلا خوف سے عیاروں کے کچھ دور تو اُڑکر گیا پھر نظر سے غائب
ہو گیا سیارہ حیران پریشان لشکر کی طرف پھرا لیکن راہ بھول کر کوہستان میں جا پڑا ہر سمت
متلاشی راہ پھرنے لگا اب حال سنیے کہ شاہزادہ ایرج بن قاسم جن کا ذکر جلد اول میں کیا گیا

کر غم مین اپنے باپ کے ہمرشکار نکلے تھے اور انکو پنجہ اٹھا لے گیا تھا اور آندھی کی ہوا مین عیار اُن کا شاپور ایک طرف چلا گیا تھا اس وقت کوہستان مین ایک جگہ ٹھہرا ہوا تھا کہ آواز پانون کے آہٹ کی سنی آگے ٹھکر دیکھنے لگا جب سیارہ قریب پہونچا پکارا کون ہے سیارہ نے آواز پہچان کر کہا کہ کیا بھائی شاپور ہین اس نے اقرار کیا سیارہ دوڑ کر لپٹ گیا دونون باہم باتین کرتے چلے یہ تو روانہ ہوے ہین مگر اب ذکر شاہزادہ ایرج سنیے اور فتح طلسم آئینہ کا حال بیان کیا جاتا ہے

## آغاز طلسم آئینہ اور ذکر رہائی شہزادہ قاسم اور مارا جانا آفت شمشیر زن و سوفار و ناز کی چشم کا اور عشق ایرج کا ملکہ پران شمشیر زن سے ہونا اور لشکر اسلام کا پھر آرام ٹھہرنا المولفہ

فصل بہار آئی رندون کی یہ دعا ہے — دے جام ارغوانی ساقی ترا بھلا ہے
اندی گھٹا مین اودی طاؤس ناچتے ہین — برست جنون پر ساقی برا جتے ہین
جھونکا ہوا کا آیا ابر سیاہ چھایا — بجلی لگی کڑکنے پانی جھمک کے آیا
مستون نے پھر پکارا ساقی کو یہ صدا کی — کشتی مے روان ہو رحمت ہوئی خدا کی
ساقی وہی سما پھر آنکھون مین پھر رہا ہے — دے پھول مجکو جلدی ٹھنڈی چلی ہوا ہے
جام و پیالہ کیسا چلو ہی میرا بھر دے — دریا دلی سے ساقی سیراب مجکو کر دے
چھینٹے ہی دیدے مجکو کر لیوین نشہ پانی — پیری مین لوٹ لیوین کیفیت جوانی
سنبھلین اُٹھین گرین ہم جتے ہین لڑکھڑاتے — پیر مغان کے دم لی پھر خیر ہم منائین
مدہوش ایسا کر دے مجکو اور رنگ لاؤن — میخوارون ایسی ہنڈی زاہد کو بھی پلاؤن
مجکو نہ جاہ سمجھ افسانہ لکھ رہے ہو — مشتاق سب ہین مینے جلدی زبان کھولو

آئینہ بندان صورت خیال و صورت نمایان آئینہ جمال شاہد آئینہ رخسار کو آئینہ خانہ احوال طلسم آئینہ مین اس طرح بٹھاتے ہین اور آئینہ تحریر مین پیکر دلفریب معشوق داستان یون دکھاتے ہین کہ جب شہزادہ ایرج نوجوان کو پنجہ اُٹھا کر چلا حسب اتفاق قریب ایک پہاڑ کے اُسکا گذر ہوا وہ پہاڑ سیرگاہ ملکہ صنوبر مرصع پوش جادو ہے وہ ملکہ نقاب چہرے پر ڈالے سیر مین مصروف تھی کہ نگاہ اس کی پنجہ پر پڑی دیکھا ایک نوجوان آفتاب رخسار کو پنجہ لیے جاتا ہے شعشعہ حسن و جمال سے اُس کے روے ہوا منور و روشن ہے روے تابان اُسکا انجمن روزگار مین نور ریز بسان شمع انجمن ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب فلک سے اتر کر بروے ہوا بھاگا ہوا جاتا ہے ستارہ ٹوٹتا ہوا نظر آتا ہے اس کو یہ ماجرا دیکھ کر تعجب ہوا اور کچھ

سحر پڑھکر سمت فلک پھونکا پنجہ شہزادے کو لیے ہوے کوہ پر اتر آیا اُس نے پھر ایسا سحر پڑھا کہ پنجہ تو غائب ہوگیا شہزادہ متوحش ہوا بے ہوش تھا پڑا رہا صنوبر اس شمشاد باغ خوبی کے پاس آکی صورت زیبا دیکھکر غش ہوگئی دیکھا کہ ایک صنوبر قامت دگلرخسار بیہوش پڑا ہو باغ دہر مین قد اس کا نخل تمنا ہی گوش گل کو زبان بلبل سے اسی گل کے افسانہ حسن کے سننے کی آرزو ہو سنبل تر اُسی کے زلف معنبر کی خوشبو سے پیچیدہ ہو صبا سو نگھکر ژولیدہ مو ہو نرگس ہمہ تن چشم ہوکر اسی کے دیکھنے کی خواہش رکھتی ہو باد صبا اسکے لیے آوارہ پھرتی ہو لالہ اسی کے عشق مین دل داغدار ہو سرو کو اسی کی غلامی درکار ہو آزادی سے بیزار ہو کہ بمقتضاے ابیات

| | |
|---|---|
| بیا لیو سرو چو خورشید روے | چو عنبر بگو گرد گل سرخ ہوے |
| یکے بوستان بود اندر بہشت | ببالاے او سرو دہقان کشت |
| دو چشمش زبان گو دو ابرو کمان | تو گفتی ہمی بشگفد ہر زمان |
| ببالا ز سرو سہی برتر است | چو خورشید تابان بدو پیکر ہست |

یہ تماشاے حسن بیمثال کر رہی تھی کہ شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک نقابدار سرہانے کھڑا ہی لباس مردانہ پہنے ہی مگر عورت معلوم ہوتا ہی یہ دیکھکر اُٹھ بیٹھا اور اُس نقابدار سے پوچھا کہ آپ کون ہین کیون مجکو طلب کیا ہی نقابدار نے کہا پنجہ لیے جاتا تھا مین نے اس سے چھڑایا ہی آپ میری دعوت کھا لیجیے آسودہ ہو لیجیے تو مجکو سپاہ گری کا مزہ ہی ہمارے آپ کے مقابلہ ہو شاہزادے نے فرمایا کہ تم نے مجکو پنجہ سحر سے چھڑایا احسان کیا تم محسن ہو چکے مقابلہ کرنا تم سے ناروا ہو اور اگر براہ راستی بھی بھلایا چاہتے ہو تو مین سب طرح چاق و چست ہون ایک صدمہ سوج ہوا کا تھا وہ بھی برطرف ہوگیا اب کوئی کسل نہین آؤ مقابلہ کرو نقابدار یہ سنکر انکو ایک میدان مین اس کوہ کے لایا اور اپنے ملازمون کو طلب کرکے دو گھوڑے جنکو دیکھکر توسن فلک بھی چال بھولے منگائے شہزادے کو سوار کیا اور آپ بھی سوار ہوکر برسر مقابلہ آیا اور تیر کمان مین پیوستہ کرکے لگایا کہ ابیات

| | |
|---|---|
| کمان را بزہ کرد و بکشاد بر | نبد مرغ را پیش تیرش گذر |
| بر آیرج مگر تیر باران گرفت | چپ و راست جنگ سواران گرفت |
| نگہ کرد ایرج و آمد بہ تنگ | بر آشفت و تیر اندر آمد بجنگ |
| عنان برگرائید و برداشت اسپ | بیامد بکردار آذر گشسپ |
| ز زین برگرفتش بہ کردار گوے | کہ چوگان زبا دو اندر آید بروے |
| چو آمد خروشان بہ تنگ اندرش | بجنبید و برداشت خود از سرش |
| رہا شد ز بند زرہ موے اوے | درخشان چو خورشید شد روے اوے |

بدیدار او مبتلا شد دلش　　　تو گفتی کہ درج بلا شد دلش

شہزادے نے اُس کی صورت حورمثال دیکھکر غش غش کیا اور زمین پر آہستہ سے اُتار دیا معلوم ہوا کہ نقاب اُس کے چہرے سے نہیں اُٹھی بدلی سے دھوپ نکل آئی ہے گوہر گرانمایہ درج خوبی و فخر اختر تابندۂ فلک محبوبی کہ آفتاب و ماہ اس کی غلامی کی آرزو رکھکر داغ اپنی پیشانی میں رکھتے ہیں شب و روز خواہش دیدار میں اسی کے مشکوئے عصمت کے چکر لگاتے پھرتے ہیں شاہد بکارت اس کا گوشۂ شرم وحیا سے باہر نہ نکلا تھا کوچہ سنبلستان گیسو میں دور باش غرور عصمت سے نسیم صبا کو چلنا نہ ملتا تھا لائق اورنگ شاہی دلبری تھی شایان حسینان دہر کی افسری تھی زیبائش تاج ارجمندی تھی افسر سپاہ حسن و بہتری تھی

## نظم

ز سر تا بپایش بجز داغ عاج　　　بہ رخ چون بہار و بہ بالا چو ساج
بپایان سفت سیمین دو مشکین رسن　　　سر زلف گشتہ چون حلقہ ہائے کمند
ز خالش چو گلنار و لب ناردان　　　سیمین برش رشتہ دو ناردان
دو چشمش بسان دو نرگس دو باغ　　　مژہ تیرگی بردہ از پر زاغ
دو ابرو بسان کمان طراز　　　بروتو ز پوشیدہ از مشک ناز
اگر راہ جوئی ہمہ روے اوست　　　دگر مشک بوئی ہمہ بوے اوست

شہزادہ دلدادہ و فریفتہ عجب ہوا وہ قمر رخسار خود شیدا ہو چلی تھی ہنسکر گویا ہوئی کہ بس ہمارے آپکے مقابلہ ہو چکا چلیے اور جام مے کو لب میگون سے لگا کر ہمارے کنیز کو منہ لگا کر سرفراز فرمایئے شہزادہ اس کے ہمراہ روانہ ہوا پہاڑ پر ایک چہل ستون نادر بنا تھا فرش تکلف وہاں بچھا تھا تخت عاج گستردہ تھا دونوں تخت پر آکر جلوہ گر ہوئے کنیزان سمن بدن و گلرخسار حاضر تھیں جام و صراحی لے کر شراب پلانے لگیں شہزادے نے میکشی سے انکار کر کے کہا جب تک تمھارا مذہب و ملت ظاہر نہ ہوگا ہم کو تم سے ہمشرب ہونا زیبا نہیں طریقہ بد دینی اچھا نہیں ملکہ نے کہا اے شہریار میں دختر بلند اختر زرومان جادو ہون کہ وہ بھائی ملکہ حنظل کا ہے اور ملکہ حنظل کی دختر ایک مسلمان پر عاشق ہو کر نکل گئی تھی اب وہ مسلمان کہ نام اُس کا قاسم ہے طلسم آئینہ میں قید ہے شہزادہ اپنے باپ کو زندہ سنکر خوشنود ہوا اور کہا اے ملکہ میں اسی مسلمان کا جسکو تم قیدی کہتی ہو بیٹا ہون اور وہ نبیرہ حمزہ صاحبقران ہے اگر تم کو ہم سے محبت ہے تو دین سامری و لقا پرستی ترک کر کے خدا پرستی قبول کرو ورنہ ہم تمھارے عدو ہیں ہم سے ہاتھ اُٹھاؤ ملکہ از بسکہ دلدادہ و شیدا ہو چکی تھی گویا ہوئی کہ مجھ کو آپ کا فرمانا بدل منظور ہے عشق میں جان اور ایمان نذر کرنے کا دستور ہے غرضکہ مع تمام خواہروں و انیسوں کے مطیع الاسلام ہوئی اور کہا جب طلسم آئینہ فتح ہوگا کلمہ پڑھونگی

غرضکہ میکشی آغاز ہوئی ہنگامہ رقص وسرود برپا ہوا پہلو میں دلدار لب پر جام بادۂ گلنار بہ عشرت
تمام بیٹھے لیکن ملکہ خنظل جو اسکی پھوپھی ہے اپنی بیٹی کے غم میں مبتلا رہتی ہے اس وجہ سے کبھی کبھی ملکہ کو دیکھنے
آیا کرتی ہے یا اپنے پاس بلایا کرتی ہے اس وقت بیٹی کی محبت نے بہت ستایا خون کا جوش آیا پس عوض
دختر کے چاہا کہ بھتیجی کو بلا کر پیار کروں اور اس کے دیدار سے خرسند ہوں یہ سوچ کر ایک ساحر
مریخ جادو نام سے کہا کہ قلعہ رومانیہ میں جا اور ملکہ صنوبر کو لے آ وہ ساحر حسب الحکم چلا اور قلعہ
مذکور میں پہونچکر زندان ملکہ کے باپ سے پیام اس کی بہن کا کہا اس نے کہا کہ ملکہ اپنی سیرگاہ
میں پہاڑ پر گئی ہیں وہاں سے بلا کے لے جا مریخ وہاں سے پہاڑ پر آیا یہاں شہزادہ اور ملکہ باہم
سرگرم نشاط تھے فرہاد و شیرین یک جا بصد انبساط تھے یہ معاملہ دیکھکر آنکھوں میں خون اتر آیا اور
نعرہ زن ہوا کہ باشید اے ننگ خاندان یہ کیا رسوائی ہے جو تم پھوکریوں نے تمام عالم میں شہرت بھائی
پھیلائی ہے یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ ملکہ سحر بھولی اور شہزادے کے دست و پا کی طاقت جاتی رہی وہ تڑپ کر
رہ گئے دونوں کو پنجہ میں داب کر لے اڑا اور سوچا کہ خنظل کے پاس ان کو لے چلو وہ جو چاہے کرے
یہاں ایسا نہ ہو کہ باپ ملکہ کا فرط محبت سے بیٹی کی حمایت کرے پس سمت نرگسی کوہ روانہ ہوا
اور ایک مقام پر تھک کر اترا کہ دم لے لوں تو چلوں ادھر سے قضا را شاپور و سیارہ آتے
تھے اور دونوں ساحر کی ایسی صورت بنے بیٹھے تھے اس نے ان کو دیکھ کر پوچھا کہ تم کون ہو عیاروں
نے کہا جو تم وہ ہم تم کون ہو اس نے سب حقیقت کہی کہ بھائی گھر ساحروں کا ان چھوکریوں نے برباد کر رکھا
ہے مسلمانوں سے عاشقی کر کے ستم ڈھایا ہے یہ کہکر شہزادہ اور ملکہ کو دکھایا کہ میں ان کو گرفتار کیے خنظل
کے پاس لیے جاتا ہوں عیاروں نے جو اپنے شہزادے کو گرفتار دیکھا اور سارا حال گرفتاری قاسم
سنا بہت خوش ہوئے کہ دونوں شہزادوں کا حال معلوم ہوا پس اس ساحر سے بظاہر التفات کر کے
کہا اے برادران مسلمانوں کو جہاں پاؤ مار ڈالو میں تو اس کو مار ڈالتا مگر تمھارے پیچھے جو کھڑے
ہیں وہ منع کرتے ہیں ساحر گھبرایا کہ میرے پیچھے کون کھڑا ہے اور پھر کر دیکھنے لگا شاپور نے
کمند ماری یہ گھبرا کر ادھر پلٹا سیارہ نے بیضہ بیہوشی مارا وہ بیہوش ہو کر گرا عیاروں نے سر
کاٹ ڈالا غل و شور مچا تاریکی ہو گئی صدا آئی کہ مارا مریخ جادو کو بعد کچھ عرصہ کے جب وہ تاریکی
دور ہوئی ملکہ اور شہزادے نے رہائی پائی اور عیاروں سے ملکر بہت خوش ہوئے پھر عیاروں
نے کہا اے ملکہ یہ ساحر تمھارے بلانے کو آیا تھا ایک ہم میں سے اس ساحر کی ایسی صورت بنتا ہے
اور تم تخت سحر تیار کرو ایک ہم میں تمھاری خواص کی ایسی صورت بنے گا اور تمھارے ساتھ چلکر
خنظل کا کام تمام کرے گا تاکہ شہزادہ چھوٹے اور سب کام بن پڑے غرضکہ سیارہ ملکہ سے حلیہ
ایک خواص کا پوچھکر ویسی ہی صورت بنا اور کہا شاید میری صورت پر شبہہ کر کے خنظل پوچھے کہ یہ کون ہے

تو کمنا مین نے بنا ذکر رکھا ہی یہ سمجھا کر شاپور بصورت مریخ تیار ہوا اور اس کا لباس پہن کر ملکہ کے
ساتھ تخت سحر پر بیٹھکر چلا شہزادے سے کہا آپ یہین ٹھہرین جس وقت کہ ہم کو بہت عرصہ ہوا آپکو
آکر خنظل سے مقابلہ کرنے کا اختیار ہی فی الجملہ ان کو چھوڑکر مع ملکہ چلے اور کچھ دیر مین پہونچے خنظل
چشم براہ انتظار تھی کہ ملکہ نے جاکر تسلیم کی اس نے گلے سے لگایا اور پیار کرکے آغوش مین بٹھایا ملکہ نے بعد
تھوڑی دیر کے اپنی خواص سے کہا کہ وہ میوہ جو ہم پھوپھی جان کے لیے لائے ہین حاضر کرو خواص یعنی عیارہ
نے ایک قاب مین عمدہ میوہ چن کر پیشکش کیا صنوبر نے کہا پھوپھی اماں یہ میوہ بہت نایاب زمانہ ہے
آپ بھی کچھ نوش فرمائیے خنظل نے اسکی خاطر سے کچھ دانے انگور کے کھائے ملکہ نے یہان جو ملازم
اور خواصین خنظل کی تھین ان کو بھی وہ میوہ کھلایا بعد لمحہ بھر کے سب بیہوش ہو گئین عیارون نے
بہر اتمام حجت خنظل کو اٹھاکر ستون سے ایوان کے باندھا زبان مین سوزن دے کر ہوشیار کیا
اس کی جب آنکھ کھلی دیکھا مین بندھی ہون اور صنوبر سامنے کھڑی ہی اشارے سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا
ہی عیارون نے کہا ہم دونون عیار ہین اور یہ ملکہ شریک اہل اسلام ہو چکی ہی اب تجھکو بغیر قتل کیے
ہم نہ جائینگے جان بچانا اگر منظور ہی تو اسلام اختیار کر اور شہزادہ قاسم کو چھوڑ دے ورنہ کوئی دم
مین راہ عدم دیکھے گی خنظل یہ حال سنکر سمجھی کہ بیشک ان خدا پرستون کا دین زبردست ہی ان سے
جان بچانا دشوار ہی دوسرے دختر پر تو یہ سانحہ گذر ہی چکا تھا اب بھتیجی سے بھی فراق ہوگا لازم ہی
کہ اطاعت کرو اولاد بھی ملے گی اور ملک و جان و مال و آبرو بھی رہے گی یہ سوچ کر اشارے سے
کہا کہ مین نے اطاعت اختیار کی عیارون نے فوراً کھولا زبان سے سوزن نکال لیا اسنے عیارونسے کہا کہ مین مطیع الاسلام ہوئی
بعد فتح طلسم کلمہ پڑھونگی عیارون نے کہا شہزادہ ایرج صحرا مین ٹھہرے ہوے ہین انکو بلانا چاہیے خنظل نے اپنے ملازمونکو جو بیہوش پڑے
تھے ہوشیار کروایا اور ساحرین سے ایک کو حکم دیا کہ شہزادہ کو اٹھا لاؤ وہ بزور سحر عیارونسے پتہ پوچھکر روانہ ہوا
ایرج منتظر عیاران ٹھہرے ہوے تھے کہ ساحر آکر پہونچا اور عرض کیا کہ چلیے حضور کو ملکہ خنظل نے بلایا ہے
یہ کہکر تخت سحر پر بٹھاکر قلعہ مین لایا خنظل نے اٹھکر تعظیم دی اور مسند پر بٹھایا جتنے ساحر نامی تھے
ان کو بلاکر اپنا راز ظاہر کیا کہ مین نے اطاعت اس شہزادہ عالی وقار کی اختیار کی اگر میرے
ساتھ تمھین رہنا ہو تو تم بھی تابعداری اسلام کی کرو سب ساحر حسب ارشاد اس کے مطیع ہوے
اس نے انجمن عشرت ترتیب دی کشتیان شراب کی قابین گزک کے لیے کباب کی حاضر کین شہزادہ
عالی نژاد نے فرمایا کہ اے ملکہ تم طلسم آئینہ سے میرے باپ کو بلا بھیجو اور یہان بلاکر رہا کرکے رکھو
اس نے اسی وقت ایک نامہ محبت آگین ملکہ آئینہ دار کو لکھا کہ اے بادشاہ طلسم براہ عنایت
آپ میرے قیدیون کو میرے پاس بھیج دیجیے کس لیے کہ مین ان کو طلسم ہوشربا مین بھیجکر شاہ جادو
پاس قید کراؤن گی اور وہین میرا غم بھی بحجر اطمینان رہے گا یہان رکھنے مین مسلمانون کا

نزدیک ہی کھنکاری پہ لکھکر دو ساحرون کو دیا اور دربارۂ اخفاے راز تاکید اکید کرکے روانہ کیا ساحر
گئے اور خدمت ملکہ آئینہ مین پہونچے نامہ باادب تمام پیش کیا اس نے نامہ پڑھکر قیدیون کو بلا کر
ان کے حوالے کیا اور کہا کہ کہدینا مجھکو تمھاری دوستی سے کام ہے جہان تمھارا جی چاہے قید کرو
میرے طلسم کا قیدی ہی نہین جو مجھے اس کے بارے مین کچھ کد ہوتی بلکہ اس کے یہان رہنے سے
مسلمانون کی چڑھائی کا ون رات دغدغہ رہتا ہے ساحرہ پیام سنکر اور قیدیون کو تخت سحر پر ڈالکر
روانہ ہوے اور کچھ دیر کے بعد خنظل پاس پہونچے اس نے شہزادے پہ سے قید سحر دفع کی ہوشیار کیا
بدیع اور عیار ان کو لپٹ گئے اور بال ناخن جو قید مین بڑھ گئے تھے دیکھکر رونے لگے آخر قاسم نے حمام کیا
اور خلعت فاخرہ زیب جسم کرکے محفل مین بیٹھکر دونون تقصیر بخش لئے اور فرزند کو گلے سے لگایا صنوبر پر دست شفقت
رکھا پھر سیارہ کو حکم دیا کہ ہمارے ساتھ مقبل بھی قید تھا اسکو بلانا چاہیے خنظل نے یہ سنکر کہا وہ بھی
حاضر ہین اس عرصے مین مقبل بھی نہا دھو کر داخل مجلس ہوا شہزادے نے فرمایا کہ تم جاؤ اور ہمارے
سردار جو غم و الم مین مبتلا ہین اُن کو مژدہ دو اور لشکر ترتیب پذیر ہو مقبل یہ حکم سنکر بیرون قلعہ آیا
یہان بعض سردار تو بلباس کفنی پہنکر غم مین شہزادے کے فقیر ہوکے سامنے قلعہ کے بیٹھے تھے اور
بعض اُن ٹیلون کے ساتھ رونے پیٹنے لشکر کو گئے تھے لشکری تمام پراگندہ حال تھے مقبل نے جاکر
ہر ایک کو ڈھونڈھ کر مژدہ رہائی شہزادہ کا دیا سب نے سجدہ شکر کیا لشکر تیار ہونے لگا خیمہ
خرگاہ منگا کر استادہ کیے شہزادے کو اطلاع دی شہزادے نے برآمد ہوکر ہر ایک سے ملاقات کی
اور بارگاہ تشریف فرما ہوے اس اثنا مین ملکہ نرگسی چشم کی خنظل نے جاکر بلائین لین گلے سے لگایا پھر
حمام کرا کے خلعت فاخرہ پہنایا زر و زیور سے آراستہ اور ہودج زرین مین بٹھا کر شہزادے کے
پاس بھیجا ملکہ کو شہزادے کے ملنے کی از حد خوشی تھی اُدھر شہزادۂ فرط شرم سے معشوق کو بلا نہ سکتا
تھا مگر دل مضطر خواہش دیدار رکھتا تھا اسی انتظار مین یکایک نظم

| | |
|---|---|
| عماری بہا و نو آراستہ | پس پشت او اندرون خواستہ |
| زہودج بہ آمد یکے ماہ نو | بجا آہستہ شاہ بہ گاہ نو |
| زمشک سیہ کردہ بر گل نگار | فرو بستہ بر غالیہ گوشوار |

آنے سے ملکہ کے قاسم محظوظ ہوکر داخل شبستان ہوا مجلس انبساط مرتب ہوئی دورۂ جام مئے گلگون
ہوا وصل دینے کی صدا بلند ہوئی یہ اس طرف جلسۂ عشرت جائے بزم و خندان ہین اُدھر قلعہ مین
صنوبر و بدیع نوجوان ہین شبانہ روز شیدائے یکدیگر داد نشاط و عشرت دیتے رہے روز چہارم
جب محفل انجم شبستان روزگار سے برخاست ہوئی اور ساقی ازل نے جام زرنگار خورشید کو میکدہ
مشرق سے لیکر انجمن عالم مین گردش پذیر فرمایا کہ بمقتضائے نظم

سحر روزش بصید داشت آہنگ خویش / بہ سرفرازان و یاران خویش
چو خورشید بند د سر از تیر کوه / جہان را بیفزود فر و شکوه
بیکجا اندر آمد ہمہ بر بره / جہان چون ہمے تند شد یکسره

اس سحر کو شہزادہ ایرج نے عزم کیا کہ اس قلعہ کی حوالی میں شکار کھیلے اور سیر میں مصروف ہو پس ملکہ جنگل سے اپنا ارادہ بیان کیا اُس نے سامان صید افگنی درست کرایا شہزادہ صنوبر کو قلعہ میں چھوڑ کر مرکب تازی نژاد پہ سوار ہو کر شہر سے صحرا میں آیا باز تیز پرواز کو جانوران پر چھوڑا اور صحرا کو جانوران درندہ و چرندہ سے خالی کیا ابیات

درندہ شیران زمین شد تہی / پرندہ مرغان رسید آگہی
بسے ہر طرف مرغ و نخچیر بود / اگر کشتہ گر خستہ تیر بود
ز شاخ گوزنان دمہ در دمہ / زمین بیشہ گشت عاجین ہمہ
زبانہ زان بود انجم ابر بہار / ز خون تندوان زمین لالہ زار
دمان باز دیو زان ہمانجا بجو / بکین ساختہ بر کہ در بر دره
نیاور دہر جا سے خرگوش سگ / ستوران بخون غرق ماندہ زنگ
گرفتہ سو کبک شاہین شتاب / ز خون کردہ چنگل عقیقے عقاب
فتادہ ز طبل طغرل بار / گریزان ز گرد سواران ہزار

جب آفتاب عالمتاب نصف النہار پر پہونچا حرارت ہوا سے گرم سے دل سنگ بھی نرم ہونے لگا شہزادہ ایک پہاڑی پر زیر درختان سایہ دار بیٹھا اور شغل بادہ کشی کرنے لگا اور سیر سبزہ زار میں مصروف تھا مگر وہ پنجہ جو پہلے شہزادے کو اٹھا کر چلا تھا اور ساوین صنوبر جادو نے اس سے چھین لیا تھا وہ پنجہ ملکہ بلور جادو نے کہ خود دختر ملکہ آئینہ دار جادو و مالک طلسم آئینہ ہے اس نے بھیجا تھا اسلیے کہ ملکہ مذکور بھی سیر کنان اس جگہ کہ جہاں ایرج نخچیر کشی کر رہے تھے آئی تھی اور فریفتہ ہو کر گئی تھی پس اس نے پنجہ سحر بھیجکر شہزادے کو لیوانا چاہا تھا وہ پنجہ خالی پھر گیا ملکہ ہمہ تن آتش تھی یاد معشوق میں بیقرار تھی آنکھیں جانب در نگران یہ بیت ورد زبان بیت وعدہ خلاف یار سے کہنا پیام پر + آنکھوں کو روگ دے گئے ہو انتظار کا + اسی رنج ہجر میں طرفہ یہ ستم ہوا کہ پنجہ سامنے آیا اور بشکل انسان متشکل ہو کر حال کہا کہ میں شہزادے کو لاتا تھا راہ میں ملکہ صنوبر دختر زردمان حاکم قلعہ زردمانیہ نے چھین لیا یہ خبر سنتا تھا کہ ملکہ کو غصہ آیا رنج فرقت نے کلیجہ کھایا جیتا با زبان پر لائی فرد + اے غم تری اب خوشی کہاں تک + کمبخت لہو تو ہو گیا دل + اسی بے قراری میں اپنی وزیر زادی ملکہ حور چہرہ جادو کو بلایا اور فرمایا کہ تو نے یہ گستاخی صنوبر کی دیکھی کہ میرے بلائے ہوئے

شخص کو اس نے چھین لیا ہر چند کہ مجھے اس مردود سے کچھ مطلب نہیں وہ نگوڑا چاہے آئے یا نہ آئے مگر غصہ تو یہ ہے کہ ای جان کے جتنے خراج گذار ہیں انکو یہ حوصلہ ہوا کہ اب مقابلہ کرنے لگے اس ضد پر قلعہ زردمانیہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دونگی میں بھی اپنے نام کی ہوں اتنی سی بات پر آفت ڈھاؤنگی تو لشکر جلد درست کر اور میرے ہمراہ چل حور چہرہ نے یہ تقریر سنکر بلائیں لیں اور عرض کیا کہ بی بی ملکہ صنوبر کو یہ معلوم ہوگا کہ حضور نے اس شخص کو بلایا ہے وہ کسی اور سانحے کو سمجھی ہوگی ورنہ یہ اس کی مجال نہ تھی کہ جو ایسی شوخی کرتی اب میں جاتی ہوں اور شہزادہ مطلوب کو لیے آتی ہوں یہ کہکر بزور سحر اُڑ کر چلی اور ملکہ فراق [illegible] انتظار آمد جانان میں [illegible] محبوب کی کبھی فرط یاس و بیتابی سے [illegible] کر بیت [illegible] وائے ناکامی + آرزو [illegible] سے منھ چھپاتی ہے + اور ایک نظر کے دیکھے [illegible] تصور میں جو صورت [illegible] طرح نہ آتی تھی تو [illegible] پڑھتی تھی کہ شعر ہماری آنکھوں میں آؤ تو ہم [illegible] + [illegible] کہو کہ جان [illegible] خیال محبوب جو دیدہ دل میں جلوہ گر [illegible] شکایت [illegible] ذرا [illegible] سے ہوگئے پنہان + پر آنکھ سے مری [illegible] نظر نہیں جاتے + [illegible] کہا ہے کہ بیت [illegible] نہیں آتا انھیں شوخی سے قرار + [illegible] تصور میں وہ آتے [illegible] جاتے ہیں + اور کبھی [illegible] دیکھیے حور چہرہ انھیں لاتی ہے یا نہیں [illegible] [illegible] لائے گا کہ شعر پس فنا بھی ہماری [illegible] انکھیں + [illegible] امید پہ شاید کہ نامہ [illegible] لشکر یہ ملکہ بیتاب از اشتیاق شکایت [illegible] دلدار [illegible] ور ادھر حور چہرہ [illegible] اول قلعہ زردمانیہ میں آئی زردمان [illegible] تمام [illegible] کا پوچھا اس نے [illegible] یہ تو نہ کہا کہ ملکہ نے [illegible] تلاش [illegible] اور [illegible] تیری دختر نے چھینا [illegible] کر گویا ہوئی کہ میں ملکہ صنوبر کے [illegible] آئی تھی زردمان نے کہا وہ اپنی پھوپھی خنظل [illegible] پاس گئی ہیں یہ سنکر حور چہرہ رخصت ہوئی اور نرگسی کوہ پر آئی یہاں لشکر شہزادہ [illegible] کا اُترا تھا سمجھی کہ مسلمانوں کا لشکر [illegible] آیا ہے اس جگہ [illegible] میں عرصہ ہوگا خنظل [illegible] کہیں لگی اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] آنکے حیلے سے صنوبر شہزادے کو اپنی حویلی میں لیے چھپ کر بیٹھی ہے پس یہ تجویز کرکے ڈھونڈھتی ہوئی چلی اور تجسس کنان آخر اس جگہ پہونچی کہ جہاں شہزادہ ایرج شکار کرکے پہاڑ [illegible] بیٹھا صرف تیجو اری تھا اس نے پاس جانا مناسب نہ جانا کہ شاید شہزادہ چلنے سے انکار کرے پس ایسا سحر پڑھا کہ برق شعلہ بار چمکی سرداران شہزادہ جو پاس بیٹھے تھے اُن کی آنکھ خیرہ ہوئی اور یہ پنجہ [illegible] کر جوگری شہزادے کو لے کر روانہ ہوئی بعد جانے شہزادے کے ملازم ہوشیار ہوئے اور شور [illegible] کرنے لگے آخر وہاں سے ملکہ خنظل پاس آئے اور حال گم ہو جانے

شہزادہ کا کہا صنوبر بے قرار ہوئی اور ڈھونڈھنے چلی ادھر حنظل نے ساحروں کو روانہ کیا کہ شہزادہ کو تلاش کرو ایک طرف سے شاپور عیار تجسس میں چلا مگر حال شہزادہ کا سنیے حور چہرہ نے ان کو لا کر ایک پہاڑ پر اُتار دیا اور آپ وہان سے خدمت ملکہ میں آئی ملکہ نے اس کو بشاش و خندان دیکھکر معلوم کیا کہ گل مراد اس نے چنا ہی اور گوہر مقصد پایا ہی تجاہل کر کے استفسار کیا کہ کہو کہان گئی تھین کیا کر آئین اس نے مسکرا کر جواب دیا کہ جو کچھ کیا ہی وہ اب ظہور مین آتا ہی بیان اُس کا کرنا بیجا ہی ملکہ کو ملال سہاشک بالکل دفع ہو گیا اور یہ جگہ اسکی سیرگاہ ہی ہر طرح کا اسباب عشرت یہان مہیا ہی سامان تیاری انجمن آرائی مین مصروف ہوئی اور اُدھر شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک پہاڑ پہ بنگلہ پر تکلف بنا ہی چمنستان پر فزا لگا ہی ہر بوٹا اس گلستان کا روئے خرمی آگین شاہدون کو شرماتا ہی تازہ بہاری حسن سبزہ رنگان خاک مین ملاتا ہی گل بصد تجمل زیب و سادہ چمن کہین بیلا کہین جعفری کہین نسرین و نسترن کو سون تک سبزہ زار گل خودرو کی انوکھی بہار تدرو کہساری کوہ کے دامن اور دانگ پر خرامان طاؤسان زرین بال چہاق چہان روان نہرون نے بہکر گرد کدورت خاطر دھو دی تھی شبنم ہر گلشن مین اسی جگہ کے عشق مین رو دی تھی عیسی دم مسیح نفس ہوا کا چلنا خضر راہ عشق کے مردہ دلان کو زندہ جاوید بناتا تھا ابر کہساری سبز و زرد و سرخ پہاڑ پر چھایا تھا قوس و قزح نے اپنا رنگ ایک جما یا تھا نہین نہین فلک پیر کسی کمان ابرو پر قربان ہوا چاہتا تھا مور کی جھنگھار کسی خوش گلو کا گٹکنا یاد دلاتی تھی طاؤس رقصان کی رفتار دل پامال کیے ڈالتی تھی کہ بموجب ابیات

که در بوستانش همیشه گل ست　　بکوه اندرون لاله و سنبل ست

هوا خوشگوار و زمین پرنگار　　نه سرد و نه گرم و همیشه بهار

نوازنده بلبل بباغ اندرون　　گرازنده آهو به راغ اندرون

همیشه نیاساید از جستجوے　　همه ساله هرجاے انگشت ٹلے

گلابست گوئی بجویش روان　　همی شاد گردد ز بویش روان

دی و بهمن و آذر و فرودین　　همیشه پر از لاله بینی زمین

شاہزادہ سیر بہار مین مصروف تھے کہ سامنے شگوفہ لانے آئے گلشن حسن کی بہار دیکھی فتنہ خیز نظر آیا کہ بے ساختہ یہ مطلع پڑھا مطلع ترقی دو گے تم کب تک قد بالائے قامت کو + نکالو دوسرے کیا تم دونون عالم سے قیامت کو + زلف مشکین شکن در شکن گل سے رخسار پر عکس افگن جیسے مار گرد چمن بلکہ یہ حال ہے کہ بیت کیا تماشا ہے کہ رکے کر آئینہ کو ہاتھ مین + دیکھ کر وہ زلف اپنی آپ بل کھانے لگے + روئے تابان کی چمک کے سامنے نیر اعظم لرزان

آئینہ سکندر حیران کہ کیا عجب بیت ہو گیا پر تو رخسار سے کچھ اور ہی رنگ • میں نے منہ چوم لیا تیرے تماشائی کا •
ملکہ اس صورت دلفریب کو دیکھکر ششدر رہ گئی انیسوں جلیسوں نے عرض کیا کہ اب تو یہ آہوے صحرائے
حسن دام میں آیا ہے گھبرائیے نہیں خدا نے روز وصل دکھایا ہے ہم جاتے ہیں اور اس کو یہاں لاتے ہیں یہ کہہ کر
روانہ ہوئیں ایرج نے دیکھا کہ بنگلہ کی طرف سے گلرخان سمن بدن و گل پیرہنان سیمیں ذقن آتی ہیں حسن میں
مہر و ماہ کو شرماتی ہیں کہ بیت کنیزان چارہ گر در عشوہ و ناز • ہمہ دستان تا و جلوہ پرداز • شہزادہ بھی آگے
بڑھا ان ماہ پیکروں نے قریب آکر پوچھا کہ اے نوجوان تیرا کہاں سے آنا ہوا کیونکہ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں پرندہ
پر نہیں مار سکتا ملکہ بلور جادو کی سیرگاہ ہے ایرج نے کہا میں گم کردہ راہ ہوں خود حیران ہوں کہ کس نے
میری خواہش کی ہے اور غلبہ حرص و شہوت سے مجھ کو پریشان کر کے یہاں بلایا ہے شاید تمھیں مستانیوں نے
یہ شعبدہ بنایا ہے تو یہ تخریب ہے میں کبھی تمھو کوں گا بھی نہیں وہ سب اس کلام سے قہقہہ مار کر ہنسیں اور
بولیں کہ کیا مردوا باتیں بناتا ہے عورتوں کا مکر مشہور ہے لیکن اس نے انکے بھی کان کاٹے ایک بولی کہ نام
خدا اسے ایسے ننھے ہیں کہ راہ نہیں جانتے ہیں دوسری نے کہا مکاری تو دیکھو کہتے ہیں کہ میں آپسے نہیں
آیا کوئی انکو گود میں اٹھا لایا ہے تیسری نے کہا کسی کی بلا کو کیا غرض تھی جو انکو اٹھا لاتا ذرا اپنی صورت
تو آئینہ میں دیکھو کچھ ایسے خوبصورت بھی نہیں ہو جو کوئی ریجھا ہو گا چوتھی ہنستی ہوئی پاس آئی اور شہزادہ
کا ہاتھ پکڑ کر بولی کہ اس بیکس شلجم سی صورت پر اتنا اترانا اچھا نہیں آؤ جو آئے ہو تو ہماری ملکہ پاس چلو
وہ مہمان نواز ہیں تمھاری خاطر کریں گی لیکن میاں یہ نہ سمجھنا کہ کسی اور لالچ سے تمھیں بلاتی ہوں تمھاری
غریبی پر ترس کھاتی ہوں ایرج ان باتوں سے ہنسا اور کہا کہ تمھیں تو لاکھ برس بھی نہ پوچھتا گرچہ
تمھاری ملکہ کا بھی چاہا ہے تو خیر چلتا ہوں انھوں نے اس تقریر پر تیوری چڑھائی اور منہ بنا کر کہا چل
مردوے جو اس میں آ منہ بنوا ایسی باتیں کسی کہی مالزادی سے کریو صاحبو کیا ہماری شامت ہے
جو ان کی شکل پر ریجھیں گے میں سچ کہوں مجھے تو بھڑوے دیدوں ہی میاں تم نہیں بھاتے ایک ان میں سے
پھر تڑق کر بولی اے بوا جتنا تم اس مردوے کو منہ لگاتی ہو یہ جانتا ہے جو میرے وہ راجہ کے نہیں
اور زیادہ اتراتا ہے دوسری نے کہا سچ تو ہے اس کا مزاج تو ساتویں فلک پر ہے تیسری بولی چلی بھی
آؤ اسکو آنا ہو گا آپ ہی آئے گا چوتھی نے پھر شاہزادے کی طرف دیکھ کر قہقہہ مارا اور کہا اے آؤ چلے
آؤ ہمارا کہنا مانو نہیں تو پچھتاؤ گے شہزادہ بھی ہنستا ہوا ان کے ساتھ چلا اور بنگلہ میں آیا میکدہ سے
بنگلے کو رشک برج آسمان پایا دیکھا کہ ایک حور وش نازک اندام بیٹھی ہے جو ہوا کے جھونکے سے
مرجھائی جاتی ہے رضوان اس کے رخسار پر گلہاے بہشت نثار کرنے کو بھیجتا ہے مگر وہ تصدق کے بھی
لائق نہیں جانتی حوریں رخسار اپنا تلووں سے ملاتی ہیں لیکن اس کے کف پا کو کب پاتی ہیں لب جانبخش کا
اس کے چشمہ حیوان سامنا نہ کر سکا سکندر نے ہر چند چاہا مگر اس نے منہ نہ دکھایا از خجالت سے

پردۂ ظلمت میں چھپایا ، ظلمات اپنے تئین مخفی کیا چاہ ذقن اگر زاہد صد سالہ دیکھے یقین ہے کہ مطیع ہو کر پانی بھرے گلوے نازک پر عالم تگا کتاب اشانون کو دیکھکر دل نشانۂ تیر بلا ہو جائے سینۂ حسن کا گنجینہ اُس پر چھاتیاں سنگدلون کے دل سے تپھر گلابی مین نارنگی سے بہتر شکم رشک رخسارۂ رصفا مین غیرت بخش شعلۂ طور کمر جوہر آئینۂ رخسار ہوشان سے زیادہ باریک ترا تنگ تجہ جیب کی ہر دفتر حسن پہ بھیگی ہر ساق یہ شمع طور ہر کف پا کے رو برو نور تحریر ہے نور ہے کہ بموجب

نظم

قدش نخلے ز رحمت آفریدہ
بہ بستان لطافت سر کشیدہ

فرو دآویختہ زلف سمن سائے
فگندہ شاخ گل را سایہ بر پائے

فلک در بحر یاش کردہ تعقین
نہادہ از جنبیدن بوت سیمین

ز طرف لوح سینش نمودہ
دو نون سر نگون از رشک سودہ

نمیر آن دو نون طرز دو صادش
نوشتہ کلک صنع اوستادش

ز حد نون اور اسقہ مسیم
الف وار کشیدہ بینی از سیم

فزودہ بر الف صفرہان را
کے دہ کردہ آشوب جہان را

زیور الماس بین غرق طلات حسن مین مرصع اپنا تا فرق فرد زر بکت سے پیشواز اتار ڈالی تھی پائجامہ زرنبتی پہنے تھی کرتی جالی مقیش کی گلے مین گلماس کی اوڑھنی سر پر حسن کی کھیتی ہری تھی

نظم

چو غنچہ باہنسلے تازہ در بر
لباس نو بنو پوشیدہ در بر

مرتب ساخت بر تن پیرہن را
ز گل پر ساخت دامان سمن را

ز دو سینہ دو ساعد دیدہ رونق
ز زر کردہ دو ماہے را مطوق

زخش مے داد با ساعد ندائے
کر حسنش گیر دانہ مہ تا بجائے

شہزادہ یہ حسن داداد دیکھکر کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گیا اور تادیر جلوہ جمال نے آئینہ دار حیران بنا یا جب کچھ ہوش مین آیا دیکھا انجمن عشرت آراستہ ہے بنگلہ پری سے زیادہ سجا ہے کہ بموجب

نظم

صفائے صفحہ اش صبح اقبال
فضائے خانہ اش گنج آمال

مرصع چہل ستون از زبر افراختہ
ز وحش و طیر زیبا شکلہا ساخت

بپائے ہر ستونے ساخت از زر
غزالان نات او ز مشک اذفر

ز طاؤسان زرین صحن او پر
بدیہائے مرصع در تجستر

میان آن درختے سر کشیدہ
کر مثلش چشم تا دوران ندیدہ

زمین آراستہ فرش حریرش
جمال افزود از زرین سریرش

قنادیل گہر پیوندش آویخت
ریاحین بہر عطرش درہم آمیخت

کشتیاں شراب ناب کی چنی تھیں صراحیاں طاقوں پر رکھی تھیں جام زرنگار آراستہ مہوشان پیمانۂ عشق کے منھ چڑھے ہوئے قدح مہرو ماہ ساغر جم سے بڑھے ہوئے ملکہ نے شہزادہ کو اپنا فریفتہ دیکھکر مسند زرین پر بٹھایا اور جام بادہ سرخوش سے بھر کر دیا شہزادے نے پینے سے انکار کرکے سوال اسلام لانے کا کیا ملکہ نے ہنسکر کہا کہنا آپ کا بہرصورت قبول ہے خاطر مہمان کرنا میزبان کا معمول ہے شہزادے نے جب اس کو مطیع اسلام کر لیا اس وقت دور جام دمادم چلنے لگا رقاصہ طلب ہوئی ناچ ہونے لگا جلسۂ عشرت جا بجا بہار پر سبزہ زار ابر سیاہ کا لطف سرد ہوا کی کیفیت لالہ زار کی بہار بغل میں معشوقہ گلرخسار و طرحدار یہ سامان دین و دنیا کی یاد بھلائے جو رگردوں کا نام عنقا رکھے شہزادے کو بعشرت بٹھائے تھا قمر پیکروں کا ناچنا دیکھکر پیر فلک گردش جو اتھا گانا دہان کا قوالہ آسمان نے ہوش کھوئے ناہید سپہر کو دیوانہ بنا تا تھا یہ حال کر

## غزل

آمدہ بہار و خوش شد دلم از شگفتہ بوئے گل
آن یہ کرشمے کشیم دو شرار د دست بجوئے گل

این دم کہ بوے دلکش گل میدمد نسیم
بس دلکش ست گشت گلستان بجوئے گل

خوش آنکہ یار باشد و من در حریم باغ
من سوے او نظر فگنم او بسوے گل

وید آن دو رخ ہلالی و آسودہ نشست
از جستجوے لالہ داز گفتگوے گل

شہزادہ اسی نشاط و عشرت میں زیب و سادۂ مسرت تھا کہ فلک کجرفتار کو برا معلوم ہوا بازی تازہ بروے کار لایا یعنی وہ ساحر جو نامہ آفت لے کر ملکہ آئینہ کے پاس جاتا تھا اور اوس کے ساتھ سیارہ عیار روانہ ہوا تھا چنانچہ سیارہ توشاپور سے ملا اور وہ ساحر نامہ لیے آئینہ دار پاس پہونچا نامہ اوسکے حوالے کیا اس نے نامہ پڑھا حال گرفتاری سرداران اسلام پڑھکر بہت خوش ہوئی اور نامہ دار کی دوروز دعوت کرکے رخصت کیا جواب لکھا کہ بہن آفت تمھارے فتیاب ہونے سے میں بہت خرسند ہوئی ایک روز توقف کر دمیں اپنی بیٹی بلور کو بلا کر ملک ومال سپرد کر کے آؤن گی اور سرداران مقید اسلامیان کو قتل ہوتے دیکھون گی حتی الامکان میرا انتظار کرنا اگر نہ آؤن تو قتل کر ڈالنا نامہ دار یہ [illegible] لے کر ادھر گیا اور اس نے اپنی دختر کو نامہ لکھکر ساحر کو دیا کہ جا اور ملکہ بلور جادو پہاڑ پر سیر [illegible] گئی ہے اون کو پہونچا ساحر وہ خط لیے [illegible] آگر پہونچی کہ ایک رج ملکہ کو گود میں لیے جام بے نام پیتا تھا اور [illegible] اور حسن ملاحت بیحد [illegible] جان کو جا کھی [illegible] تھیں وہ اس ساحر نامہ دار [illegible] خط ہمین دو اور جواب لے کر [illegible] ملکہ نے پوچھا کیا [illegible] لکھا یہ نامہ [illegible] بھیجا [illegible] بلکہ ہم خداوند لقا پاس جایا چاہتے ہیں

وہاں زیارت خداوندی کریں گے اور سوار طلسمی سوا سو سردار حمزہ کے پکڑ لایا ہے علاوہ اُن کے اور سردار
بھی پہلے سے قید ہیں اُن سب کا قتل دیکھیں گے پس تم کو چاہیے کہ سیر گاہ سے پھر آؤ اور سلطنت طلسم چندے
سنبھالو یہ مضمون پڑھ کر ملکہ نے جواب لکھا کہ امی جان کل میں حاضر ہوں گی آج میری طبیعت بہت سست ہے
معاف فرمائیے گا پس یہ جواب کنیزوں نے جاکر نامہ دار کو دیا وہ لے کر پلٹ گیا اور یہاں ملکہ نے بھی طرایرج
کہہ دیا تھا کہ میں مطیع اسلام ہوں کچھ زیادہ تصریح تو اسکی ہوئی نہ تھی بلکہ یہ بھی نہ سمجھی تھی کہ اسلام کسے کہتے ہیں
معشوق نے جو کہا کہہ دیا تھا قبول ہے اس وقت نامہ میں حال گرفتاری سلمانان دیکھکر خوشنود ہوئی اور کہا
شکر ہے سامری کا خوب ہوا جو یہ موئے دشمن خداوند پکڑے گئے اور مارے جائیں گے یہ کلمہ ایرج
نے جب سنا آگ ہو گیا اور حال پر اہل اسلام کے بے اختیار آنسو نکل آئے ملکہ نے ان کی یہ کیفیت دیکھکر
پوچھا کہ کیوں تم نے رو دیا شاید تم یہ جانتے ہو کہ میں اب چلی جاؤں گی اے شہزادے کل میں اپنے ہمراہ تمھیں
لے جاؤں گی امی جان چلی جائیں گی مکان اکیلا ہو گا تم وہاں رہنا ایرج نے یہ کلام سنکر کہا خدا تیری صورت
اب مجھ کو نہ دکھائے اور تیرے سایہ سے اللہ بچائے کہ بیت کیا کیا کرے [illegible] سے بھاگ
سایہ سے بھی [illegible] ملکہ معشوق کے خفا ہونے سے رنجیدہ ہوئی دوپہر سے آنسو شہزادہ کے پونچھتی
تھی اور کہتی تھی آخر مجھ کو [illegible] نے کیا سمجھ بتاؤ تو میری خطا کیا ہے ایرج نے کہا تم سلمانوں کی اسیری
سنکر خوش ہوئیں اور وہ میرے جد و آبا ہیں میں نبیرۂ علمشاہ بن حمزہ ہوں افسوس ہے کہ یہاں بیٹھا رہوں
اور لشکر اسلام تباہ ہو جائے اب یا یہاں خود جاکر ان ساحروں کو [illegible] تلوار ماروں [illegible] لشکر سے اٹھا دوں
اور اگر یہ نہ چلے گا تو خنجر مار کر مر جاؤں گا تم اب اپنے گھر جاؤ میں سمت لشکر امیر جاتا ہوں یہ کہکر اٹھا ملکہ نے
دوڑ کر دامن پکڑ لیا اور کہا [illegible] مجھے مارے جاؤ کہ میرا یہ حال ہے بیت جنس رسوائی کے ہم گاہک تھے +
یہ پُر آشوب ہمارے سر چڑھا + شہزادے نے دامن جھٹک کر ہاتھ چھڑا دیا اور چل نکلا ملکہ اب کی [illegible]
[illegible] اور کہا کہ فرد قابل عفو ہیں [illegible] عصیاں ہوں + [illegible] کر پشیمان ہو لوں
شہزادے نے [illegible] ملکہ اب یہ روکنا ہے کہ بموجب بیت ستم ہے بعد [illegible] آپ کی ہوا خواہی + [illegible]
[illegible] خاک [illegible] جب [illegible] تم نے دیکھا کہ [illegible] رو کر کہا کہ آپ [illegible]
[illegible] اور [illegible] زمین وہ [illegible] دل اور [illegible]
[illegible] شہزادہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] زمین [illegible]
[illegible] صبح [illegible] وغیرہ

سب کو واصل جہنم فرمائیگا لیکن اتنا خیال رہے کہ کوئی اسیر سلسلۂ الفت پہاڑ پر سرٹکراتی ہو جلد آئیے گا
مجھکو بھول نہ جائیے گا شہزادہ سے کہا مجھکو تنہا راستہ نہ ملے گا ملکہ نے کہا آپ صحرا مین اگر قریب نرگس کوہ
ٹھہریےگا مین جاکر لے آؤنگی شہزادہ ان باتون سے رام ہوکر پھر مجلس نشین ہوا اور ملکہ سے اقرار اطاعت
اسلام دوبارہ بطور استحکام لیا ملکہ نے ہنسکر کہا کہ **بیت** غضب ہے اسکی مسیحائی تلون خیز ✽ ہزار مرتبہ مارا جلا جلا
کے ہمین ✽ غرض کہ پھر وہی جلسہ انبساط تھا وہی ہنگامہ نشاط تھا اسی عرصہ مین وہ دن آخر ہوا یعنی پیام آمد
شاہد شب سنکر حرارت غضب خسرو خاور کم ہوئی اور فرد غیظ سے کانپتا موقوف ہوکر ایوان مغرب
مین بآرام متمکن ہوا **نظم**

شب آمد عاشقان را پردۂ راز
توان با یار کار دستگیر کردن

شب آمد بیدلان را غصہ پرداز
کہ روز ش کم توان تدبیر کردن

ملکہ نے طعام لذیذ و خوشگوار شہزادہ کو کھلایا اور کنیزون کو بہر خدمتگاری تاکید بلیغ فرمائی آپ بھی دیر
تک خاطر مین مصروف رہی جب دو پہر رات آئی ایک کنیز کو ہمراہ لے کر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی
اور روانہ طلسم کے پہونچکر اپنی مادر پاس تو نہ گئی سیدھی خزانے کی طرف پہونچی چنانچہ مادر نے اسی کو سب
اسرار طلسم کا مدار المہام کیا ہی کنجیان خزانے کی اسی کے پاس رہتی ہین بس کو کھولکر اندر گئی اور
ایک صندوق کو کھول جسمین چار تلوارین رکھی تھین کہ وہ سب طلسم کی ہین ان مین سے ایک تلوار سواران
طلسمی کے قتل کرنے کی ہے اس نے وہی تلوار اُٹھائی پھر وہان سے دوسرے مکان مین گئی وہان طلسم کا
گھوڑا بندھا تھا جو دم بھر مین منزلون جاتا ہے جہان کا ارادہ راکب کرے دم مین پہونچاتا ہے اس
مرکب وادی سیر کو کھولکر زین ولگام سارا اسباب اُسکا لے کر اُس پر سوار ہوکر مکانات بند
کرکے پہاڑ کا راستہ لیا پچھلی رات کو شہزادہ پاس آپہونچی اور دونون شید ا باہم لیٹ کر سو رہے
شب وصل تو چھوٹی ہوتی ہی ہے بہت جلد صبح ہو گئی اور تیغ مہر سپہ فلک پر چمکی **نظم**

چو برداشت پردہ ز پیش آفتاب
چو خورشید زد عکس بر آسمان

سپیدہ برآمد بپا بود خواب
پراگندہ بر لاجورد ارغوان

شہزادے اُٹھکر نماز سحر پڑھی اور کمر بعزم روانگی باندھی ملکہ بیتاب ہوکر پکاری کہ **بیت** گھر جانے کا
ارادہ ابھی سے نہ کیجیے ✽ ہے ہیہ میرے درد دل کی چمک ہے سحر نہین ✽ غرضکہ وہ تلوار شہزادے کو دی کہ اسے
زیب کمر فرمائی اور گھوڑا طلسمی کھینچکر سوار ہوا اور ملکہ سے رخصت ہوکر چل نکلا ملکہ فراق کشیدہ
وہان سے بنگلے مین آئی غم یار مین زور ی بیٹی چلائی اور منھ لپیٹ کر پڑ رہی پھر ایک کنیز سے حکم دیا کہ
امی جان پاس جاکر عرض کر آ کہ مین آج بھی حاضر نہ ہونگی کل سے زیادہ ماندی ہون کنیز خدمت
ملکہ آئینہ مین گئی پیام ملکہ کہا وہ دختر کی علالت سنکر مضطر ہوئی اور سوار ہوکر پہاڑ پر آئی یہان ملکہ

تب مشق رکھتی تھی منہ پیٹے پڑی تھی اُس نے درحقیقت اُس کو بیمار پایا کہا اے فرزند تمھارا کو سا پنڈا ہے اب یہان
پر نہ رہو طلسم مین چلو حبیب سے اپنا حال کہو ملکہ نے کہا مجھے آب و ہوا وہان کی راست نہین اور زیادہ
بیمار ہو جاؤنگی آئینہ نے کہا مین خداوند پاس جاتی ہون تجھی اب نہ جاؤنگی تم اچھی ہوتا تو میرے پاس
چلی آنا یہ کہہ کر طلسم مین آئی اور عزم رفتن تخت کرکے بیٹھی اُدھر ایرج بسمت لشکر چلے مرکب طلسم اُن کے
ارادے کے بموجب اُسی جانب چلا اور لشکر مین لقا کے جب آئینہ نہ پہونچی تو باقیماندہ سرداروں کو
آفت سے گرفتار کرنا چاہا پس آج کی رات طبل جنگ بجوایا ہر رات بھر تیاری حرب مین بہادروں
نے بسر کی ہر لشکر دم سحر میدان مین پہونچکر صف آرا ہین بادشاہ اسلام اور امیر آمادۂ مرگ اور مہیاے
قضا ہین کس لیے آفت نے سوار طلسم سے امیر کو بھی گرفتار کرنا چاہا ہے جانتی ہے کہ سوا طلسم پر اسم اعظم
نہ چلے گا اگر اسم اعظم سے طلسمی تحفہ باطل ہوجاتا تو پھر لوح طلسم کی ضرورت نہ ہوتی غرضکہ طبل و بوق
بج رہے ہین نقیب نالکارتے ہین علم لشکر کے جلوہ دکھاتے ہین صفوف میمنہ و میسرہ وغیرہ درست ہین
دلاور چالاک دست بستہ ہین سوار طلسم بیچ میدان مین آکر سلح شوری کر رہا ہے اُس وقت ایرج
نوجوان قریب لشکر پہونچا وہان دونون لشکرون نے دیکھا کہ صحرا کی طرف سے گرد اُڑی بختیارک
سمجھا کہ کوئی اور ساحر آتا ہے لقا سے کہا یا خداوند اب تو خوب تقدیر آپ نے کی ہے اُس گرنے
ہنسکر جواب دیا کہ میری شیت مین کس کو دخل ہے جب چاہون ان سب گاف خوابی کو غارت کردون
ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ دامن گرد شگافتہ ہوا اور روے تابان ایرج دکھائی دیا **نظم**

| | |
|---|---|
| که آمد سوارے ز صحرا چو گرد | بزیر اندرش بارہ رہ نورد |
| ببالا شود ہمچو سرو بلند | بدست اندرون گرز و بر زین کمند |
| بہ زور قوی و بہ تن زورمند | ستارہ در آرد بچنبر رخ بلند |

لشکر اسلام مین غلغلہ کو جلوہ ماسر دار شادان و فرحان پے استقبال دوڑے ایرج نے بادشاہ
کے سامنے آکر تسلیم کی اور اجازت حرب لیکر رخ سوے جنگاہ کیا بختیارک نے کہا یا خداوند
تقدیر اُلٹ گئی آپ کے نواسے کے تیور بُرے معلوم ہوتے ہین اور سوار طلسمی سے کہلا بھیجا کہ مبارزطلبی
کرے اس نے نعرہ زد ایرج مرکب طلسمی داب کر چلا بمقتضاے **ابیات**

| | |
|---|---|
| نشست از بر اشقرے ہمچو باد | تو گفتی ندرخس است تیر یا د |
| بہ پیش سپاہ اندر آمد دلیر | بغرید بر سان غرندہ شیر |
| در آمد بمیدان چو آن جنگجو | ربود از رخش ترک بر سان گو |
| یکے تیغ زد بر سر اسپ او | بگرد ز در دواند ار آمد برو |

سوار طلسم نے بہ ادرست سنبھل کر نیزہ مارا شہزادے نے نیزے کو سنان نیزہ پر گھٹا برابر سے

جنگ شروع ہوئی پیکانِ آتش کے سنانہائے نیزہ سے نکلنے لگے گھوڑے گشت کرنے لگے یہ حال تھا کہ ابیات

همہ باستان سر افشان شدند — چو ناہیدہ بہر مرد رخشان شدند
بزد یک مردان گہہ گیر و دار — یکے با یکے خوب در کارزار

شہزادے نے بکوشش بسیار نیزہ اُس کے ہاتھ سے نکالا اُس نے گرز اٹھا کر مارا گرز کو گرز پر روکا نظم

کشیدند شمشیر و ژوبین و گرز — دلاور سواران با فسر و بند
یکے گرد تیرہ بر انگیختند — بہ آنگہ کہ باہم بیاویختند

آخر بعد تمام حربوں کے سوار طلسمی نے تلوار ماری شہزادے نے گھوڑا اڑا کر اُس کے زیر بغل جا کر تلوار کو خالی دیا ہنوز وہ جھونک سے سنبھلنے نہ پایا تھا کہ تیغہ طلسمی کھینچکر شہزادے نے لگایا نظم

برآویخت آن شاہ جنگی سوار — بزد بر سرش تیغ زہر آبدار
ز سر تا میانش بدو نیم کرد — دل رزم جویان پر از بیم کرد

تیغہ طلسمی نے اُس سوار کے دو ٹکڑے کیے آفت کی جان نکل گئی لشکر اسلام میں مسلمانوں نے تکبیر کہی طبل و نقارے بجے بختیارک ہاتھی پر کھڑے ہو کر اذان کہنے لگا اور نقارہ کو لات دیتا جاتا تھا نازک چشم اور آفت نے جھلا کر سواروں کو حکم دیا کہ ہاں لینا ان خدا پرستوں کو بھیڑ بکھال کی طرح چار سمت سے سپاہ گھر آئی امیر نے بھی گھوڑے کی باگ اٹھائی اُدھر سے نقارہ کا ہاتھی بڑھا اُدھر سے بادشاہ اسلام کا تخت آگے چلا تازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار تلوار و تیرہ لے کر چلے سوار گھوڑے اٹھا کر لشکر حریف پر جا پڑے دونوں لشکر غٹ پٹ ہو گئے تلوار چلنے لگی چمک خنجر جانستان کی چشم خورشید کو خیرہ کرنے لگی گرد سپاہ کینہ خواہ سے دیدہ جہان پرغاش جو تیرہ ہوا گرز کی صدا نے دل کوہ کو آب کر دیا ژوبین و تیر کا مینہ برسنے لگا کہ بمقتضائے ابیات

برآمد خروش دہ و دار و گیر — چو باران بیارید ژوبین و تیر
ز بس تیرہ و تیغ زہر آبدار — ہمی تیرہ بد چشم خنجر گذار
بپیوست گردے چو ابر سیاہ — کہ تاریک شد روے خورشید و ماہ
ہوا گشت از نیزہ چون بیشہ — دل ہر سوارے در اندیشہ
ز بس خون کہ شد ریختہ بر زمین — یکے لالہ زار شد آن دشت کین
ز پیکان الماس او پر عقاب — بتابید رخشان رخ آفتاب
فلک را ز گرد سواران نثار — گرفتہ ہوا کرگس گوشت خوار

اس معرکہ زد و گشت میں پہلے سب سے نعرہ ایرج بلند ہوا تھا جس سے لرزان فلک زر و مند تھا نعرہ

منم ایرج آن شاہ عالی گہر — کہ جد من ست حمزۂ نامور
ز تیغم فتد لرزہ در کوہ قاف — سر جنگجویان کنم در مصاف

آفت نے اور تمام ساحرون نے بڑے بڑے سحر کے پہاڑ اکھیڑ کر لشکر پر گرائے شہزادہ نامور پاس تیغہ تھا اور امیر اسم اعظم الٰہی باواز بلند پڑھتے جاتے تھے وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر لشکر ساحران پر گرتے تھے اور ہر ایک سحر پلٹ جاتا تھا جس سے لشکریان لقا مرتے تھے اسی ہنگامہ مین ایرج قتل و غارت کرتا ہوا تخت لقا کے قریب پہونچا آفت نے اُس وقت گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا لشکری میدان سے پھرے اور اپنے اپنے مقام پر چلے امیر نامور ایرج فرخندہ سیر کے سر پر سے زر نثار کرتے ہوئے بارگاہ مین لائے حکم جشن دیا تمام بہادر شراب ارغوانی سے دماغ تازہ کرنے لگے ناچ دیکھتے راگ سنتے تھے ادھر آفت و لقا سوار طلسم کے قتل ہونے سے بخاطر کبیدہ بارگاہ مین آکر بیٹھے اور بختیارک نے چھیڑنا شروع کیا کہ کیون ملکہ سچ کہنا کس کرّوفر سے سوار طلسم کو اس مسلمان نے مارا ہے مین تو اُس کے ہاتھ کی صفائی کا قائل ہون کہ بیک ضرب دو ہی کر گیا اُس کے کہے آفت نے پوچھا کہ یہ جوان کون تھا اس نے جواب دیا پوتا علمشاہ کا پوتا امیر کا تھا وہ مہینہ بھر سے کہین گیا ہوا تھا آج آیا تو اس شدومد سے آیا آفت نے کہا ملکہ جی مین تم سے چھپاؤن کیون ایک طلسم آئینہ ہر دو جہان سے اس سوار طلسم کو لائی تھی یہ کہکر تمام حال ملکہ آئینہ کا بیان کیا بختیارک نے کہا بس معلوم ہوا وہان کوئی عورت اس جوان پر عاشق ہوئی اور اس نے کوئی تلوار دیدی جس سے اس نے سوار طلسم کو مارایا کوئی خط اس سوار کے جسم مین ہوگا اسکا حال کہدیا ہوگا کہ اُسی خط پر تلوار مارنا یہ سوار مرجائے گا بس اس جوان نے ویسا ہی کیا اچھا کہو اب تمھارا کیا عزم ہے آفت نے کہا جبتک زندہ ہون لڑے جاؤن گی مگر تم نے بات قاعدے کی کہی بیشک ایسا ہی کچھ پیچ سوار طلسم پر پڑا اچھا مین ایک لڑائی ان مسلمانون سے اور لڑون تو طلسم مین جاؤن یہ کہکر دربار سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی اور سحر کرنے لگی تھالی سامنے رکھکر ہوا کنڈے سلگا کر اگیاری کرتی تھی ڈمرو بجاتی تھی آخر ایک سوار مع مرکب و اسلحہ ماش کے آٹے کا اس نے بنایا اور اس کو حکم دیا کہ اے سحر کے سوار جب تجکو بلاؤن حاضر ہونا اور مسلمانون سے مقابلہ کرنا یہ حکم دیکر اُسی اگیاری مین اسکو ڈالدیا کہ وہ سوار جل کر غائب ہوگیا یہ تدبیر کرکے اس نے ایک دن جنگ بسبب خستگی لشکر موقوف رکھی جب دوسرے دن سوار طلسم فلک عرصہ گاہ عالم سے پھر کر مغرب مین گیا اور آئینہ قدرت نے آئینہ خانۂ دہر مین آئینہ ماہ کو بصدق صفا ظاہر کیا کہ

نظم

چو خورشید تابندہ برگشت زرد — سیہ شد جہان چون شب لاجورد
برآمد ز در نالۂ گاؤ دم — خروشیدن کوس و رویینہ خم

حکم سے آفت بموجب صدائے نقارہ جنگ بلند ہوئی ہلکارون نے جاکے بادشاہ اسلام سے خبر عرض کی
اُدھر بھی شور نائے ترکی بپا ہوا ہر ایک دلاور سامان حرب کرنے لگا فوجین جمع ہونے لگین سوارون کی
وہ کثرت ہوئی کہ ردے زمین نعل سے مرکبون کے چھپ گیا سردارون کے پرچم سے روے ہوا سرخ
نظر آتا تھا ہتھیارون کی کھڑکھڑاہٹ سے دل سنگ آب ہوتا تھا تلوارون کی چمک سے ترک فلک
کا دل کانپتا تھا طول اس جگہ بیجا ہی آخر کار شب بھر بھی سامان رہا دم سحر جب خورشید انور نے اسپین
خاکدان تیرہ و تار عالم کو منور فرمایا اور بصد جاہ و جلال اورنگ چرخ نیلگون الماک کو زینت طراز کیا کہ ابیات

چو تیغ تپش برکشید آفتاب — سر جنگجویان برآمد ز خواب
ز درگاہ برخاست آوای کوس — زمین قیرگون شد ہوا آبنوس
ز جوش سواران واز گرد پیل — زمین شد بکردار دریائے نیل

امیر نامدار سحر پٹھکر در دولت پر آئے بادشاہ جب برآمد ہوے سب سردارون نے مجرا کیا اور تخت
کے ہمراہ رخ جانب جنگاہ کیا اس وقت شہنشاہ اسلام کی عظمت پر گردون نثار تھا یہ رعب وداب
آشکار تھا نظم

جہاندار یا کاویانی درفش — کے رفت با تاج و زرینہ کفش
ہمی برشد آواز شان تا دو میل — بہ پیش سپہ اندرون کوس و پیل
یکے گرد برشد کہ گفتی سپہر — بدریائے قیر اندر اندر دو چہر
نہ بد بر زمین لیشہ را جائے گاہ — نہ اندر ہوا باد را ماند راہ

اسی جاہ و تجمل سے دشت مین پہونچکر صف کھینچی اس طرف کو فوج ساحران لیے آفت آئی لقا تخت
نکبت پر سوار گرد تمام کوہیون کی قطار لشکر کے بیچ مین آکر ٹھہرا بعد صفوف آرائی اور درستی میدان
حرب نقیبون نے نقابت کی اور مذمت دنیا شائی جب یہ بھی کنارے ہوے بہادر جوش تہور سے
بیخود ہو گئے آفت نے اجازت حرب خداوند سے لیکر عزم دشت نبرد کیا اور وسط میدان مین پہونچ کر
دستک دی بونڈلا گرد کا اُڑا اور ایک سوار مسلح و مکمل آکر جنگاہ مین سلح شوری دکھانے لگا آفت
نے پکار کر کہا کہ اے خدا پرستو تم سواران خداوند کو ہلاک کرتے کرتے گھبرا جاؤگے یہ فوج غیب سے
خداوند نے طلب کی ہے آؤ مقابلہ مین یہ نہیب سنا تھا کہ لشکر اسلام سے نعمان بن منذر نے بادشاہ
کے پایہ تخت کو بوسہ دے کر اجازت لی اور مرکب اُڑا کر سامنے آیا سوار سحر نے تکاور زنی کی اور
نیزہ اٹھا کر حملہ آور ہوا بعد چند طعن کے نیزے ٹوٹے سوار سحر نے تلوار کھینچکر خبردار کہکر ضرب کی نعمان
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار سپر سے گزر کر خود و بلغہ عرق چین زرہ و ٹوپ کو کاٹ کر کاسہ سر
مین در آئی اس بہادر نے داستانہ مارا کہ تیغ جھٹکا کر سر سے نکلا اور خون کی چادر چہرہ پر پڑ گئی

سر پر نے پر دین کے لگ گیا سوار سحر نے کمر بند مین ہاتھ ڈال کر قاش زین سے اٹھا لیا اور اسیر کر کے حوالے لشکر کے کیا پھر نعرہ مبارز طلبی کیا یہ کیفیت دیکھ کر دست چپ کے لشکر مین علم جلوہ گری پہ آئے اور شہزادہ ایرج نے مرکب طلسمی اڑا کر سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت حرب و ضرب لی اور گھوڑا چمکا کر سوار سحر کے سامنے آکر ضرب مانگی اُس نے وہی تیغہ خونچکان بر سر شہزادہ ذیشان لگایا شہزادے نے گھوڑے کو کاوے پر لگا کر تیغہ خالی دیا اور تیغہ طلسم کھینچ کر کمر کو تیلا کر سر پہ مارا اس نے بھی سپر کو سامنے کیا سپر کو تلوار کاٹ کر خود وغیرہ سے گذر کر کلہ جبڑے کو کاٹتی ہوئی اوجھر جھوجھہ سے گذر کر پشت مرکب پر آئی لیکن مثل برق مرکب بھی دو پر کالے کر کے زمین مین در آئی لشکر اسلام مین اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا نقارے بجے آفت گھبرا گئی اور فوج کو للکارا کہ لینا اسکو فوج چار سمت سے لینا لینا کہہ کر آگری شہزادہ نہنگ آسا اس دریاے لشکر مین غوطہ زن ہوا لشکریان اسلام بھی جا پڑے اور کشتی حیات مخالفان طوفانی کرنے لگے پھر تو یہ ہنگامہ برپا ہوا کہ ابیات

در خشیدن تیغہاے سران — گرائیدن گرزہاے گران
تو گفتی کہ آہن زبان دارد ے — ہوا گر زبان ترجمان دارد ے
یکے باد برخاست و گرد سیاہ — بشد روشنائی ز خورشید و ماہ
بہر جاے بر تودہ گشتہ بود — ز خون خاک سنگ ارغوان گشتہ بود
ز بس نیزہ و گرز و گوپال و میغ — تو گفتی زہے سنگ بارد ز میغ
نہان شد بگرد اندرون آفتاب — پر از خاک شد چشم پران عقاب

آخرت سہ پہر طبل بازگشت بجایا جنگ موقوف ہوئی بہادر پھر کر خیمہ گاہ مین آئے اور آسودہ ہوے امیر نے آج بھی ایرج پر سے بہت کچھ تصدق اُتارا اور مصروف عشرت ہوے ادھر آفت جو پھر کر گئی سب ساحر وغیرہ تو بآرام مسکن گزین ہوے لیکن یہ سمت طلسم چلی اور بعد طے مسافت راہ طلسم کے اندر پہونچی نوفقان طلسم تو تجھ بی آگاہ ہین کسی نے روکا نہین یہ قلعہ مین پہونچکر ایوان شاہی کے متصل جب آئی ملکہ آئینہ دار نے خبر سنکر استقبال کرایا اور اس کو اپنے پاس بلایا اُسنے سامنے پہونچکر سلام کیا اس نے ہاتھ پکڑ کے پاس بٹھا لیا اور کہا بہن مزاج اچھا ہے کہو ہمارے سوار کا حال پہلے تم نے لکھا تھا کہ مسلمان اسیر ہوے ہین مین تب کہتی تھی کیونکر چھو کری کی طبیعت ماندی ہو گئی کہ بطور جادو کی اس وجہ سے نہ آسکی آفت نے جواب دیا کہ اے ملکہ تمھارے سوار نے غدر مچایا تھا بہت سے سردار گرفتار کیے تھے جس کو ہاتھ مارتا تھا وہ زخمی ہو جاتا تھا اس کے ضرب کی تاب نہ لاتا تھا تیسرے دن مین طبل جنگ بجوا کر نکلی تھی کہ صحرا کی طرف سے پوتا حمزہ کا آیا اور مقابل سوار ہوا اور بیک ضرب شمشیر اُس نے سوار کے دو ٹکڑے کیے یہ سننا تھا کہ آئینہ کے حواس بگڑ گئے اور گھبرا کر کہا بہن کیا کہتی ہو

آفت نے کہا مین سامری کی قسم سچ کہتی ہون اور تمھارے سوار کے علاوہ ایک پتلا مین نے بنایا تھا اُسکو
بھی اُس نے قتل کیا میری عقل حیران ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے اسی لیے مین تمھارے پاس آئی ہون کہ کچھ حال
دریافت کرون آئینہ بولی کہ مین نے بہت بڑی حرکت کی سوار طلسم کو تمھارے ساتھ بھیجا یہ سوار اس
واسطے ہین کہ کوئی آفت جب طلسم پر آئے اسوقت اُن سے کام لیا جائے ہم نے آئین طلسم مین فرق کیا
کیا حرکت نا شائستہ کی دیکھیے طلسم بھی رہتا ہے کہ نہین یہ کہکر اُٹھی اور کہا تم ٹھہرو مین آتی ہون یہ کہکر خزانہ
مین آکر قفل توڑا کر دیکھا تو صندوق مین تین تلوارین مین سے ایک تلوار جس سے اس کی جان تھی وہ نہین ہے حیران ہوئی کہ
یہ تلوار کون لے گیا یہ خزانہ میری دختر ملکہ بلور کے سپرد ہے سوا اس کے اور کوئی یہان آئے کیا مجال لیکن اسی
سے پوچھنا چاہیے کہ تلوار کیا ہوئی یہ سوچ کر خزانے سے نکلی اور چاہا کہ دختر کو بلوائے پھر خیال آیا
کہ آفت بیٹھی ہے مبادا لڑکی نے کچھ شرارت کی ہو اسوقت وہی مجرم ٹھہری تو بیٹی بدنام ہوگی یہ سوچکر چپکی
آکر بیٹھ رہی آفت کی طرف سے منہ پھیر لیا آفت نے اسکے چپ ہونے سے پوچھا کہ بہن تم نے مجھے کچھ جواب
نہ دیا تم تو کھلکھلا کر ہنستی تھین منہ پھیر کر بیٹھ رہین اے توبہ کچھ آدمی بات بات کا جواب دیتا ہے غضب کیا کہ جب
ہوئین آئینہ یہ سنکر تیوریان بدل کر بولی کہ بہن حواس بگڑ جو کوئی دوست ہاتھ دیتا ہے تو کیا ہاتھ کاٹ لیتے ہین تم آنکھین
پھیر کے پوچھتی ہو تو کیا آئی ہو کہ طلسم پر آفت آئی اگر تم ایسی ہی بودی تھین تو کاہے کو گھر سے نکلین افراسیاب
سے کہا ہوتا کہ اور کوئی جاتے مین ڈرتی ہون نہین بھولی ہون اور اگر آئی ہو تو کیا میرے تیرے بھروسے
پر اے لوگون کا بھروسہ کیا بھروسہ تو سامری کا بھروسہ ایک تو سوار طلسم قتل کرایا اب طلسم خالی کرایا
چاہتی ہو بہن ایسی دوستی سے مین درگذری تم کیا میرے برتے پر آئی ہو ایک تو مین نے یہ بیوقوفی کی
کہ اسوقت تمھاری بہ جواسی دیکھکر نہ اپنی بھی نہ بھیج سوار طلسم ساتھ کر دیا آئین طلسم مین فرق ڈالا اب
دیکھیے کیا ہوتا ہے طلسم رہتا ہے یا نہین بہن اب سے آپ گھر سے آئے مین نے تو کان اینٹھے اب کسی کے
کہنے سننے مین نہ آؤنگی آفت نے جو یہ کلمات سنے غصہ آیا اور بولی کہ بہن اتنی تیرھی نہ ہو تم نے تو آنکھ
طوطے کی طرح پھیر لی جیسے ان دنون مین تیل ہی نہ تھا تمھارا سوار کیا حقیقت رکھتا ہے لوگ تو دوستی مین
سر کٹوا دیتے ہین تم اتنی سی بات پر پھیری جاتی ہو احسان جتا جتا کے مارے ڈالتی ہو توبہ کوئی اوچھے
کا احسان لے آئینہ نے کہا بس بہن حقیقت اتنی ذرا دیکھ گھبرائی ہوئی آئی تھی اگر سوار نہ جاتا تو گور
سے بے جاتی اچھا پھر اسکو کہتا کیا جواب سنی جب جانون کہ مسلمانونکا تو بنا سر آفت طیش مین
آکر اُٹھی اور کہا سامری کی نیت بے مروت سے بات نہ کرے اچھا بی بی تم نے مجکو سوار کیا دیا کہ جلا لیا
مین حرامزادی خود پچھتاتی ہون کہ تمھارا سوار کیون لیگئی تھی یہ کہکر وہان سے چلی دل سے کہتی ہوئی کہ
اب چلکر جو شہنشاہ افراسیاب نے سحر بتلایا ہے اس کو جاری کرکے ایرج کو پکڑ اور مار ڈال
سب کے دانت کھٹے نہ کر دیئے سچ تو ہے بل تو اپنا بل اور کا بل جائے جل غرضکہ ایسے ہی منصوبے

کرتی ہوئی طلسم سے نکل کر لشکر میں آئی اور فرط رنج سے دربار میں نہ گئی ایک رات اور ایک دن سحر کرتی
رہی ڈمرو بجا کر اپنی بارگاہ میں آئی ناچا کی اگیاری کرکے جوت گھڑی کی بیروں کو بلا کر موہن بھوگ کھلایا
کی **افراسیاب** کا بنایا ہوا سحر خوب جگایا جب دوسرے روز آئینہ فلک ساحرۂ شب سے مکدر ہو کر طلسم
مغرب میں گیا اور سیہ منظر لیل نے چراغ ہائے کہکشان فلک پرستاروں کی جوت کو قائم کیا کہ **نظم**

| | |
|---|---|
| چو شب خیمہ زد بر پرند سیاہ | درو فرش سیمین بگسترد ماہ |
| نہان گشت قندیل زرین فروز | برافروخت شب شمع گیتی فروز |

**آفت** بارگاہ نقاش میں آئی اور حکم نواخت نقارہ حرب دیا لشکر ساحران میں نفیر سحر بجی **بختیارک** نے کہا ملکہ
تم نے اپنے تمام پر طبل جنگ بجوایا ہی میرا دل دھڑکتا ہے اب بھی کچھ نہیں گیا ہے طلسم تمہیں جوڑ میں نے کہا
لگ جی یا سر نہیں یا سر دی نہیں یا پتہ کل نہیں یا ارج نہیں ان سب باتوں کو جاسوسان لشکر اسلام
نے سنا اور خدمت **امیر** میں حاضر ہو کر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ **بیت** خدا رکھے سردار کو برقرار
عدو پھر ہوا آمادہ کارزار۔ **امیر** نے خبر سنکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بعنایت یزدان پاک کوس رزمی بجے
بموجب ارشاد لشکر میں طبل جنگ بجی ہر ایک دلاور ہوشیار ہوا امیر حسب دربار برخاست کرکے بادشاہ
کر شبستان میں پہونچے آئے تیاری میں اسباب جدال کے مصروف ہوئے پھر تو جوہر تیغ کی چمک
چشم سیہ کارکان کی طرح آنکھیں نکالتی تھی سان نیزہ ہائے الکنشان کو دیکھے جاتے تھی سپروں کی سیاہی
باوجود کثرت چراغان لشکر شب تار سے زیادہ تاریک تھی جادۂ شجاعت تلوار کی باڑھ سے زیادہ
باریک تھی جرار کمر کستے تھے بہادر موت کے نام سے ہنستے تھے شمع خیال شجاعت روشن کرکے
انجمن آرائی کی تھی تلواروں کی صفائی کی تھی اسلحہ کی جھنکار سرود کی آواز تھی دل کی تپش رقص کا
انداز تھی ناموری کے نام پر فریفتہ ہوئے جاتے تھے عروس شجاعت سے عقد مواصلت چاہتے تھے آہن کی
دعوت میں عدو کا گوشت کھلانے کی تیاری تھی دل و جگر کی دشمن کے سویرے سویرے نہاری تھی برائی
نوش شجاعت کے جو عہد تھے شربت پلائی تھی نقد جان دینے کو مجتمع تھے کمانیں جھک کر مجرا کرتی تھیں تیر شجاعت
کے پہلو لڑنے کی تدبیر بتاتے تھے کلمہ کلمہ زنی سکھاتے تھے کمندوں نے بہادروں سے رشتہ جوڑا تھا
تلوار کی باڑھ کو ڈورا رشتہ جان دشمن بنا تھا کہ بمقتضائے **ابیات**

| | |
|---|---|
| سواران جنگی جہان دو دیسر | خروشان و جوشان چو درندہ شیر |
| بہ تیر و بہ نیزہ و گرز و بہ تیغ | بگفتند دارم نہ جان زادر لیغ |
| بہ بندیم دامن بہ دامن وردن | بہ خنجر ز دشمن برآریم خون |
| اگر صد ہزارند و گر یک سوار | بگیرم برآرم ازیشان دمار |

غرضکہ رات بھر یہی ہنگامہ دونوں طرف تھا لشکر آمادہ جنگ ذات بصفت تھا آفت اور جبل ساحر کنا

دریا کے جاکر ٹھہرے تھے ڈمرو بجتا تھا ہوم ہوتا تھا پوتون کے سناٹے تھے بہ شراب و خون خوک
چاٹتے موہن بھوگ کی چاٹ پر آتے تھے مسان کی ٹٹی تلی کے کولھو پر سے اُتار کے کھار کے چاک پر چڑھاتے
گردش بخت کے دفع کی تدبیر ٹھہراتے تھے آفت کو ٹلنے کی یا ہی منھ پہ لے تھی سیہ بختی اپنی اور بڑھانا
چاہتی تھی ڈھولا سا سنے بجا کر لونا چماری کو بلا کر سناتی تھی کہ بتقفّ سے ابیات

کبھی لونا چماری کو بلاتی / کبھی ہیرا دن کو تھی جادو الطلاقی
کبھی کرتی تھی کچھ افسون بیرنگ / ظفر دشمن پہ تا پائے دم جنگ
بھجن گاتی کبھی ڈنڈوت کرتی / پریشاں ہوکے تھی ہر دم سلگتی

جب رات اسی کرشمہ سازی میں بسر ہوئی وہ زمانہ آیا کہ ترک مقوس میں کمند اور روزگار نے تیر شعاع
مہر پیوستہ کیا اور نشانہ باغ سیہ شب اڑایا زنگی روز نے چہرہ خون آلود شمس دکھایا کہ نظم

چو خورشید تابان برآمد بچرخ / زچین مہر رخشان در آمد بچرخ
ہمہ دشت و کہسار گرما گرفت / زمانہ زخود رنگ صفرا گرفت

لشکر دونوں جانب سے بیرق بیرق اور تجق تجق وارد دشت قتال ہوئے امیر ذلیفہ نازسحر سے دست
کرکے اشقر پر سوار ہو کر در دولت پر آئے بادشاہ عالم پناہ بصد حشمت و جاہ برآمد ہوئے زمانہ سامان
سواری کا عطر گیا کہاروں نے تخت بدلوایا ہر ایک کالچراد سلام ہمراہ ہو سوتو نو سیمین مینا کار آگے وشمن
اللہ رہ سو گلدستوں پر پنجہائے خون کے جوبن اگر سوز و عنبر سوز و عود سوز کے لوٹے طفلان مہر دیدا سیلے
دو دو بکی کا بکٹ جو یکنے مخزن سے دشت کو پر از مشک بناتے چلے افیونوں کی صدائے گوش چرخ کو
کر کیا بہرہ دین بجباس کی آواز نے دل میں اثر کیا سوار اور سرداروں کے غٹ پیادوں کی قطاریں
آگے بڑھیں سنانہائے نیزہ چمکنے لگیں ستارے گویا سوا نیزے پر اتر آئے تھے یار روزگار غدار نے
دیسے نکالے تھے نقارہ دہل کی آواز سے زمانہ کا قلب ہول کھا کر خالی تھا یہ مقدمہ حالی تھا کہ ابیات

درفشے چو سیمرغ والا سفید / کشیدہ سرش سوئے تابندہ شید
پس پشت پنجہ ہزار از یلان / پیادہ ہمہ تنگ بستہ میان
ز در و ز یاقوت و لعل و گہر / کلاہ و قبا و ز تاج و کمر
ہمائے سپہری بگسترد پر / ہمی بر سرش داشت سایہ زفر
خروش کوس بر چرخ و مہ برکشید / بپرخاش دشمن سپہ برکشید

اسی تمت و جاہ سے دشت حرب گاہ میں پہونچکر ٹھہرے تھے کہ اُس طرف سے لقا گمراہ کیس ہاتھی
زنجیرہ بند پر تخت کھچوا کر سوار ہوا لشت پر ساحران غدار کا پرا سوار دل اور کوہوں کا مجمع ہوا اٹھے
گرد نے میدان نبرد میں آیا پست و بلند ارض غبرا کو بیلداروں نے درست کیا صفوف لشکر کھینچ آیا

ترتیب دینے لگے امیر لعبیدہ سالاری آگے بڑھے تخت بادشاہون کے قلب لشکر مین قائم ہوئے آفت و سوفار و نازک چشم تہتا سحر پر سوار میدان مین آئے نقیبون نے صدا دی بہادرون کا دل بڑھایا شجاعت کا وقت یاد دلایا کہ بموجب نظم

ہوا باغ دنیا کی ہے وہ بُری — کہ کھلنے نہین دیتی دل کی کلی
سموم آسا چلتی ہے باد بہار — کہ ہے آتش گل بہ رنگ شرار
گلستان کے عالم پہ ایسا چلا — دل لالہ باغ داغی ہوا
کہان ہین وہ مردان شمشیر زن — سپہر آزمایان لشکر شکن
کہان ہے وہ پیل رستم نامدار — کہ حسرت زمیان جنگی سوار
نہین برزو گیو کا کچھ پتا — کہان سام و نیرم ہین موجود ہا
ہوئے سب کے سب جاکے پیوند خاک — شجاعت سے باقی رہا نام پاک

آج تم بھی اے عروس جلادت ہوگی بہ خون زخم سے رنگین کرداد بہار گلزار شجاعت زخم بلکہ ازدگھاؤ باغ نے خزان ناموری لگادو یہ کہا نقیب ہٹے بہادر مرنے پر ڈٹے آفت ساحرون سے رخصت ہوکر لقا سے اجازت لے کر میدان مین نکلی اور ایک ناریل سمت فلک اچھالا تین ہزار بارش لشکر امیر پر گری آگ کا مینہ برسنے لگا امیر نے اسم اعظم الٰہی باواز بلند پڑھا کہ وہ بجلیان اور آگ پلٹ کر لشکر لقا پر گری آفت نے دستک دے کر وہ آفت دفع کی اور پکاری کہ اے ایرج نوجوان مین خود تم سے لڑنے آئی ہون سوا تمھارے اور کسی کو نہین چاہتی آؤ میرے سامنے ایرج نعرہ سنکر سامنے بادشاہ کے آئے اور اجازت لے کر اپنے سردارون سے رخصت ہوکے سمت میدان چلے مرکب طلسمی طرارے بھرتا ہوا سے بائین کر قزقی اوا تھرسن سے دیتا روانہ ہوا کہ ابیات

نگاور سمندے کہ جستن چو برق — شدہ غرق آہن زسم تا بفرق
صبا را کہ تنگ مشی از آہو بود — بگردن قطاس از دم او بود

جب مقابل آفت پہونچا اس نے وہی ناریل جو پہلے اچھالا تھا اس وقت بھی زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور دھوان آندھی کی طرح پیدا ہوا اور شل بگولے کے اٹھا ہو کر گرد اگرد ایرج کے پھیل گیا شہزادہ کو اس دھوئین سے چکر آیا اور تیغہ چھوٹ کر الگ گرا گھوڑے سے بھی گر کر پشت بزمین ہوا آفت نے تیغہ اٹھاکر ساحرون کو دیا اور مرکب بھی گرفتار کرایا لشکر اسلام سے سردار بہ حمایت شہزادہ چلے تھے کہ وہ پنجہ بن کر گری اور شہزادہ کو اٹھا کر لے اڑی لشکر اُن کو للکارا کہ جو لوگ آتے مین رد کو ان کو لشکر لقا بھی حملہ آور ہوا وہ دونون لشکر بڑھ گئے تلوار چلنے لگی نقارہ دہل سے دماغ ترک تک بھر گیا ابر تیغ سے خون برسنے لگا زمین پر شنگرفی فرش بچھا سر و دست و پائے بہادران کے ڈھیر

غرضکہ میدان خونی تیار ہو چکا ساحر ایرج کو کشاں کشاں وہاں لائے لقا سامنے آکر تخت پر بیٹھا اور
شہزادہ کو روبرو طلب کرکے سوال کیا کہ اے بندۂ قدرت مجھکو سجدہ کر شہزادہ نے فرمایا میں تجھ پر
اور تیرے پرستاروں پر کرور کرور لعنت کرتا ہوں اور بچپا تو ذوالامان پر جب قید ہوا تھا امیر
سے سفارش کرکے میں نے تجھکو بچایا تھا اور تو مسلمان ہوکر میرے ساتھ سے بھاگ گیا اب یہاں پر
خدائی بگھارتا ہی کیا کہوں سحر میں گرفتار ہوں نہیں تو تبلا دیتا لقا کو ان باتوں سے غصہ آیا اور
حکم دیا کہ لے جاؤ اس بندہ بے ادب کو اور قتل کرو جلاد شہزادے کو زیر دار لائے لیکن عیار جو بہر
خبر آئے تھے وہ سب کیفیت دریافت کرکے خدمت امیر میں آئے جملہ حال بیان کیا امیر کے فرط
رنج سے کلیجے میں بشدت درد تھا بہر اعانت شہزادہ جا نہ سکے مگر اور سردار بیقرار ہوکر اٹھے اور
بارگاہ سے نکلکر مرکبوں پر سوار ہوئے لشکر نے جلد جلد کمر باندھی علمشاہ ولندھور دمالک وغیرہ
جو سردار کہ گرفتار ہونے سے بچے تھے آمادۂ حرب و پیکار روانہ ہوئے فوج بیکراں کے ساتھ
چلے لیکن وسواس وخناس عیاران لقا یہ خبر دریافت کرکے گئے اور عرض پیرا ہوئے کہ لشکر اسلام
بہر حمایت ایرج آتا ہے یہ خبر سنکر آفت نے جادوگروں کو حکم دیا کہ میدان سحر بند کرو کسی مخالف کو آنے
نہ دو جادوگر بموجب حکم سحر کرنے لگے آگ دھتورے کے پھل اچھلنے لگے چنگاریاں اڑنے لگیں
آفت نے بھی ایک گولا فولادی مارا زمین پر کہ وہ شق ہوا اور اس میں سے شعلہائے آتش نکلکر ہر سمت
پھیل گئے اور ایک حصار بلند آتش میدان کے گرد ہوگیا اس اثنا میں علمشاہ وغیرہ جاکر پہونچے فرط محبت ایرج سے
کلیجوں میں آگ لگی تھی بے محابا گھوڑے اس آگ میں ڈالدیے آتش کے شعلے ایسے بلند ہوئے کہ تا کمر سواروں کے پہونچے اور
مرکبوں کے رو میں جلے الٹے پلٹ کر بھاگے ہر چند ان بہادروں نے روکا مگر نہ رکے آخر سب نے ناچار ہوکے چاہا پیدل
جائیں لیکن سمجھے کہ راہ میں جاکر خاک ہو جائیں گے ایرج تک نہ جا سکیں گے جان بیکار جائیگی الغرض اس جگہ سے
پیچھے لشکر ٹھہرے اور دست دعا بدرگاہ خدا بلند کرکے بصد گریہ و زاری ایرج کے لیے دعا کرتے تھے مخمس

| | |
|---|---|
| الٰہی تو فیاض ہے اور کریم<br>مقدس معلے منزہ عظیم | الٰہی تو غفار ہے اور رحیم<br>نہ تیرا شریک اور نہ تیرا سہیم |

ازلی ذات والا ہے یکتا قدیم

اے خالق انس وجان ایرج کی جان کا تو ہی نگہبان ہے یہ سب تو معروض تھا مگر اب تتمہ حال کی قتیل
شمشیر انداز یار وکشتۂ تیغ ناز دلدار ذبح خنجر ابرو [illegible] جادو کا سنیے کہ اور کی حیلہ بیماری رخصت کرکے
جب وہ دن تمام ہوا اشتیاق مواصلت جاناں میں زیبائش آرائش سے کام [illegible] لباس اور زیور سے
آراستہ ہوکے باغ ومکان کو پیراستہ کرکے انتظار [illegible] میں منتظر تھی [illegible] ذرا منھ کو دکھا یار
کہ نرگس بنکر نکلے میں خاک چمن سے [illegible] حیران کی [illegible] چہرہ اور کچھ نیند [illegible] کہ جاؤ شہزادے کو

کنیزیں نرگس گرد آئے ہوں گے لے آؤ کنیزیں گئیں اور پھر آئیں کہ اے ملکہ وہاں کوئی بھی نہیں یہ سنتا تھا کہ بصورت آئینہ حیران رہ گئی اور وہ رات تڑپ تڑپ کر ہجر یار میں بسر کی رو رو کے سواد شب غم دھو کر سفید چادر سحر کی جب بیقراری ستاتی تو یہ لب پر لاتی کہ بمقتضائے ترکیب بند

مجھے اے دوست ہجر اب ایسا ستاتا ہے　　کہ دشمن بھی میرے احوال پر آنسو بہاتا ہے
پریشانی بے خوابی بے چینی دکھاتا ہے　　نہ دل لگتا ہے گھر میں اور نہ صحرا جی کو بھاتا ہے
اگر کچھ منہ سے بولوں تو مزا الفت کا جاتا ہے　　اگر میں چپکا رہتا ہوں کلیجہ منہ کو آتا ہے
مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد　　وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

کروں کس طرح تو یک ہجت الہ چپکے لگی کھاؤ
اپنے دشمن سے غیر کا کس بدعا کروں آباد

جب چشم ہجران دیدہ و انتظار کشیدہ کی طرح چشم سفید ہوتی دن بھی دیدار دلدار سے ناامید ہوتی دن بھر سو طرح کے بناؤ کرتی لیکن تیرگی بخت صورت یار کے عوض سیاہی شب ہجر دکھلاتی مضطربانہ یہ زبان پر لاتی کہ ترکیب بند

مجھے اس شوخ چنچل نے جب اپنا حسن دکھلایا　　دکھا کر اک نظر جلتا ہوا ایسا مجھ کو تڑپایا
کہ میں ہو کے بے خود دیوانی پری کا جیسے ہو سایا　　پھر آئیں ہوش جب آیا تو دل سینے میں گھبرایا
بہت سا گھڑی میں نے بہت اپنے دل کو سمجھایا　　تمنا دل نے ہرگز ڈھونڈھنا ہی سکا ٹھہرایا
کشیدم نالہ از شوق پیراہن قبا کردم　　برائے جستن او صبر و تسکین را رہا کردم

بھینٹ سی جائیں کبھی میں آنسو لائے
مددگر کوئی الہا ہیت جو ہم ستم سند رہتا ہے

آخر یہاں کئی روز شہزادہ مصروف جنگ رہا اور ملکہ پر رنج سے عرصۂ زیست تنگ ہوا شہزادہ مقید ہوا ملکہ کو بیقراری نے ستایا کبھی اٹھتی اور کبھی بیٹھتی گاہ بستر غم پر پچھاڑیں کھاتی مثل اسپند جو دل جلتا تھا آہ کے ساتھ دھواں نکلتا تھا یہ حال حور چہرہ وزیرزادی نے اسکا دیکھا عرض کیا کہ داری ہو جب بیت بہت غم نہ کھا عشق کا اے امیر نہیں تجکو آزار ہو جائے گا اے بی بی میں قربان گئی ذرا دل کو سنبھالو پردرد گار دن بھی لائے گا جو شہزادہ آکر صورت دکھائیگا اسکے سمجھانے سے اور زیادہ تپش دل بڑھی اور درد کر بولی کہ اے گیان اگر تو میری زندگی چاہتی ہے تو ایک نظر نہیں جاکر دیکھ آ وہ چہرہ اس کے بن دیکھنے کی تاب نہ لائی دل مثل دود آہ عاشق سحر شہر کر بلند ہوئی دم بھر میں لشکر اسلام میں پہونچی یہاں عجیب طرح دیکھا کہ ہر شخص مصروف دعا ہے لب پر نالہ دیکھا ہر سامنے میدان میں حصار آتش کھنچا ہے سرداروں کا مجمع ہے اس نے حیران ہو کر بزدل سحر وضع تبدیل کی ایک سقہ کمر اشک حسرت بہا رہا تھا اس سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اس نے کہا کہ

ایرج کو آفت پکڑے گئی ہے ان کی گردن ماری جاتی ہے یہ لشکر اسلام ہے کہ بسبب حصار آتش اندر نہیں جا سکتا
اس لیے ہر ایک روتا ہے اور دعا کرتا ہے حور چہرہ یہ سنکر وہاں سے اٹھی مگر دل سے کہتی ہوئی کہ اب تو جیتی ہوں وہ
اس کو قتل ہو جانے دے جھگڑا فیصل کر ورنہ گھر آئینہ دار کا برباد ہوگا اسی سوچ میں خیال آیا کہ مطلوب کے
مرنے سے ایسا نہ ہو ملکہ بھی مر جائے عوض خیر خواہی کے تیرا بھی سر جائے یہ سوچ کر بدحواس دفعتاً بعجلت
ملکہ پاس پہونچی ملکہ اس کا ہاتھ پکڑ کر الگ لے گئی اور مستفسر ہوئی کہ وہ کیا کرتے تھے میں جاتی ہوں
کسی معشوق پاس بیٹھے ہونگے اچھا تو گئی تو شرمائے الگ اٹھکر آئے کچھ مجکو پوچھا یا نہیں حور چہرہ یہ تقریر سن کر
رونے لگی اور کہا بی بی تم کس کو پوچھتی ہو شہزادے قتل ہوا چاہتے ہیں ان کے دشمن جبر بانہ پہنے
تلوار کے نیچے بیٹھے ہیں یہ سنتا تھا کہ جی سنسنایا کلیجہ منہ کو آیا پکاری ارے منحوس کہہ کیا ماجرا گذرا اے افسوس
مجھ نانصیب نے ناحق انھیں جانے دیا حور چہرہ نے ساری حقیقت کہہ سنائی ملکہ آتش محبت میں جبھی دل
کی تپش زیادہ بڑھی اور اٹھی کہ دیکھوں یہ مازادی آفت کیونکر قتل کرتی ہے حور چہرہ نے کہا اری
یہ کیا کرتی ہو کہاں جاتی ہو جانے بھی دو وہ مرد ہیں کس کے ہوئے ہیں اور کس کے ہونگے کیوں گھر
غارت کرتی ہو اپنے تئیں تجسس کرنا اچھا نہیں بس جو ہونا تھا ہو گیا ملکہ نے جھلا کر کہا اری کیوں اپنی
بہانا ہی ہو صاحب کسی کی جان جائے اور کوئی نہ آئے کچھ ڈر نہیں خدا ابھی ہر بلا میں کیوں تیرہ رنگ دوں انھیں
بچھڑے یہ نہ ہوگا میں کسی کو ساتھ تو لیے جاتی نہیں پھر ڈولی کیوں بگڑا اسے میرا تو خوف خدا سے زبان
رو دیا ان کانپ گیا کچھ مردوے کی محبت نہیں حسرت خدا راہ کا سودا ہے حور چہرہ سمجھی کہ یہ نہ رکے گی
ناچار بولی لاؤ میں تصدق جو جی میں آئے وہ کیجیے ملکہ اسی وقت اٹھی اور طلسم کے ایک بیابان
میں آئی وہاں چار پہاڑ چھوٹے چھوٹے تھے اور ان سبھوں میں ایک مکان بنا تھا اس نے اس مکان کا
قفل کھولا اندر جا کر ایک حجرہ کو وا کیا اس حجرے کے اندر ایک صندوق سنگ خارا کا رکھا تھا اس صندوق
کو چاہا اٹھائے اس عرصے میں حور چہرہ اور کنیزیں بھی آئیں ان سب نے ملکر اس صندوق کو اٹھایا اور
باہر مکان کے لا کر تخت سحر پر رکھا ملکہ نے مکان بند کر دیا آپ تخت پر بیٹھی اور سحر پڑھکر مع صندوق
تخت کو اڑا کر چلی اس تیزی کے ساتھ روانہ ہوئی کہ جیسے نسیم تیز رو باغ میں چلتی ہے پیچھے پیچھے تمام
کنیزیں اور حور چہرہ بھی تھیں دل سے کہتی تھیں کہ دیکھیے کیا فتنہ عشق میں سرشار ہے کہ کچھ خبر انجام
کی نہیں یہاں سے گئی تو کیا ہوگا ایک بولی اری عشق بڑی بلا ہے اس نے قیس کو مجنون کیا ہے
غرضکہ یہ باتیں کرتی روانہ تھیں لیکن ملکہ ان سے پہلے طلسم سے نکلکر جائے قتل **ایرج** پر پہونچی وہ
وقت ہے کہ حکم **لقا** دے چکا ہے تیسرے حکم کے جلاد منتظر ہیں شہزادے نے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا ہے
کہ ملکہ نے پہونچکر اپنا جوڑا کھولا اور ایک گولا بلور کا نکالا اسپر سحر پڑھکر اس آتشی حصار پر مارا فوراً ایک
لکہ ابر پیدا ہوکر رنگ عقیق سے تا حصار آتش گھر کرکے برسنے لگا اس زور شور سے برسا کہ جیسے دریا

بہا دیے وہ آتش سرد ہوئی گئی تھیتیا ک نے کہا اے آفت زمانہ پھر تو کیا آفت آئی اُس نے گھبرا کر اوپر دیکھا اور پکاری کہ پہچانا میں نے یہ کہکر تحریر پڑھنے لگی بلور نے نعرہ کیا کہ ہم بلور جادو اور وہاں سے تلوار بن کر مثل برق چلی آفت جلد بند ور سحر زمین میں سما گئی ملکہ بلور زمین پر پہونچا مجسمہ بصورت انسان ہوئی اور تاریخ تیغ مارنے لگی ساحر ہلاک ہونے لگے جلا دتلوار چھینک چھینک کر بھاگے اس عرصے میں آفت بھی زمین سے نکلی اور ساحروں کو پکاری کہ کیا کھڑے دیکھتے ہو وہ اس کو ایک لاکھ ساحر ملکہ پر آگرا ترسول نیسول وغیرہ ہزار ہا حربہ سحر کا ہر ایک نے پیدا کیا شعون سنوبر طرف سے گھیرا سر پر پتھروں کا مینھ برسنے لگا ملکہ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ چالیس سپرین سر پر آئین پھر ملکہ نے جلد اس صندوق کو جو اپنے ہمراہ لائی تھی کھولا اس مین چالیس ہزار پتلا طلسم کا بند تھا وہ پتلے ہر ایک صندوق کھلتے ہی باہر نکلا اور بڑھکر شکل انسان ہوا اور خنجر و تلوار کھینچکر ساحروں پر جا پڑا ساحر ہر چند تاریخ تیغ مارتے تھے مگر پتلوں کو کچھ اثر ہوتا نہ تھا اور انھوں نے ہزارہا کو کاٹ کر ڈالدیا ادھر حور چہرہ اور کنیزین آگ مین اُس طرف جب وہ آگ حصار کی دفع ہوئی سرداران لشکر اسلام سوار ہو کر آ پہونچے پھر تو ساحروں مین ہیر غل مچا تیغ بہادروں مین چھپا دون کی آواز کا شور ہوا نعرہ دار وگیر بلند تھا جوان تاریخ و تیغ سے نکلکر چشمہ روزگار کو تیرہ کیے تھا فلک کجرفتار اپنی گردش یہ دیکھکر بھولا تھا ہندوے چرخ کا رنگ سیاہ ہوا تھا تلوار پھڑک کر چلی تھی گویا مقراض گردن و جان تیغ بنی تھی بہرام فلک کا دل خوف سے آب تھا راستہ امن ملنے کا نایاب تھا کہ زلزلہ پڑی تھی گاؤ زمین ڈگمگاتی تھی سحر سے چار طرف اندھیرا تھا ہر طرف تیرہ و تار کا نقشہ تھا کہ بمقتضاے

## نظم

همه جادوان جادوے ساختند
ہمی ور ہوا آتش انداختند
یکے جادوے بر نشستہ بشیر
ببالا بلند و سطبر و دلیر
بیک دست بودش مار بزرگ
بدست دگر اژدہاے سترگ
نمود آنچنان کاسپ و مرد و سپاہ
ہمے آتش افروخت در رزمگاہ
برآمد یکے باد و ابر سیاہ
ہمے تیر بارید از ان بر سپاہ
خروشے برآمد ز اسلامیان
ببستند خون ریختن را میان
همه برگرفتند یکسر خروش
ہوا پر خروش و زمین پر ز جوش
نگشتہ چو دریاے خون بر زمین
بہر گوشہ ماند اسپے بزین

ملکہ بلور کے پتلوں نے ہزاروں ساحر قتل کیے اور ملکہ خود لڑتی ہوئی قریب ایرج پہونچی اس کو قیدی پاس پہونچا دیکھ کے آفت بلبلا کر دوڑی اور لشکریوں کو سحر سے ہٹا کر سامنے ملکہ کے آئی ڈانٹا کہ او بیچاری چھوکری تو بھی یہ لیاقت رکھتی ہی کہ میرے قیدی کو چھڑا لے یہ کہکر نیچہ مارا ملکہ بلور نے بدگہر

پڑھا کہ دو پنجے پیدا ہوئے پنجہ پنجوں نے پکڑ لیا بلور نے اُسوقت پنجہ کھینچ مارا آفت نے سحر کی سپر سامنے کی مگر
پنجے نے سپر کو کاٹا آفت نے جلدی سے سر اپنا پیچھے کر لیا ہاتھ آگے تھا وہ پنجہ پڑ گئی پر سے ہاتھ کٹ گیا
بلور دوسرا پنجہ لگایا چاہتی تھی کہ آفت اُٹھ کر بھاگی نازک چشم یہ مقابلہ دیکھ کر جا چکی تھی کہ ملکہ پر جا پڑے مگر
سوچی کہ یہ شہزادی طلسم کی ہے نہ ہو تو بدی ہو جائے یہ سوچ کر یہ بھی بھاگی پھر تو سب ساحروں میں بھگدڑ پڑی ملکہ بلور نے
اسی ہنگامہ میں پیا سحر پڑھ کر پتلے طلسمی پھر پھٹ کر صندوق میں آ گئے اور اس نے شہزادہ ایرج پر سے قید
سحر دفع کی اُسوقت لقا نے فوج کو للکارا کہ ہاں روکو اسکو کر ہی اور فوج جو ذاتی لقا کی ہے وہ تلواریں اُٹھا
چلے مگر اہل اسلام جو ڈٹ رہے تھے وہ اُنکے سد راہ ہوئے ملکہ بلور نے اسی گرمی جنگ میں سحر پڑھ کر شہزادے
کو بیہوش کیا اور کمر میں پنجہ دیکر سمت فلک پرواز کی بلندی پر جا کر پکاری کہ اے سرداران اہل اسلام مجھے شہزادے
کا خیال کرنا میں انکی دوست ہوں جو لیے جاتی ہوں کنیزان بلور نے جو یہ معاملہ دیکھا فوراً حور چہرہ نے صندوق
پتلوں کا تخت سحر پر رکھا اور پیچھے پیچھے ملکہ کے راہی ہوئی یہاں سب ادھر ادھر ہوا تھا کہ لوا رحل ہی
تھی کہ بختیارک نے طبل بازگشت بجوا دیا اس لیے کہ جب قیدی چھوٹ گیا اور ساحر تاب جنگ نہ لائے
تو لشکری بھی نہ لڑ سکیں گے غرضکہ جب طبل امان بجا اہل اسلام شادان و فرحان اپنے مقتولوں کو اُٹھوا کر
قیامگاہ میں آئے اور لاشیں دفن کرا کر بارگاہ میں داخل ہوئے بادشاہ سے حال جنگ کہا سب شہزادے
کے زندہ رہنے سے خوشنود ہو کر جلسہ جنگ در باب شراب کباب میں بیٹھے اُدھر لقا شکست خوردہ اپنی
بارگاہ میں آیا ساحران قرار شدہ بھی جمع ہونے لگے نازک چشم و سوفار دربار میں آئے آفت کا پتہ نہ معلوم
ہوا کہ کدھر گئی بختیارک نے کہا شاید ملکہ آفت طلسم آئینہ میں گئیں غرضکہ یہ بھی قیام پذیر ہیں لیکن احوال
اس شہباز صیدگاہ عشقبازی و طائر فرخ فال مرغزار کرشمہ سازی دلدادہ و رنجور شدہ بلور کا سنیے کہ شہزادے
کو لے کر جو چلی قلعہ کوہ عقیق کے اطراف میں ایک صحرائے سبزہ زار میں پہونچی اندر طلسم کے نہ گئی حور چہرہ
مع کنیزوں کے عقب میں جو آتی تھی اُس نے عرض کیا کہ اے ملکہ اس صحرائے لطافت سبزہ میں ذرا ٹھہر لیے
دم لے لیں اور مشورہ کر لیں تو پھر چلیں گے ملکہ یہ سنکر ایک بیابان وسیع اور جھیل لہراتی ہوئی دیکھ کر اُتری
عجب بہار اُس دشت خرم کی دیکھی کہ سامنے چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں مثل گلدستوں کے گھاس بوقلمون
سے لدی فرش سبزہ صحرا پر رکھی تھیں خیمہ ابر بہاری میں سورج کی چمک تھی پر رنگ دکھلاتی تھی قوس
و قزح ریسمان سرخ نظر آتی تھی ہر شجر مثل انجمن آرائیان خیمہ نشاط بزم فروز تھے گل شگفتہ رو ہو کر خندہ
زن بسان شمع روشن و دلسوز تھے جھیلوں پہ بگلے اور مرغابیاں اور قازیں وغیرہ بیٹھی تھیں ہرن پاڑھے
چیتے جنگل میں پھرتے تھے ہوا ٹھنڈی چلتی تھی محبوب گلعذار سے گرمجوشی کرنا یاد دلاتی تھی کہ

بمقتضاے ابیات

روان آب بسیار در رود بار
لب جو نہا بستش ہمہ گل بیاس

دو صد سرو بن دید و بید و چنار | دکانے زدہ خضر اندر کنار
چمن در چمن دید سرو سہی | گرانبار شاخ و ترنج و بہی
بر سیب لعل و رخ برگ زرد | تن شاخ کو زد دم باد سرد
یخ نار ہم سیب شنگرف گون | برن دخم تیغ و بران زخم خون

ملکہ نے وہاں ٹھہر کر ایرج کو ہوشیار کیا اُس نے جب آنکھ کھولی ملکہ کو بالین پر پایا اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تم نے میری رہائی کے لیے کیوں تکلیف کی اے ملکہ اگر ساحروں کی لڑائی نہ ہوتی اور تم آتیں تو میں ناراض ہوتا کیونکہ ہمارے یہاں عورت کا لڑنا مرد نہیں ملکہ نے کہا میں تو ابھی مطیع الاسلام ہوں شل اور ساحروں کے لڑی تو کچھ مضائقہ نہیں یہ کہکر حور چہرہ کو خبر کے لیے بھیجا اور اُسکا آکر آپ کو قید میں دیکھکر جانا اور اپنا بیتاب ہوکر آنا بیان کیا امیر حور چہرہ نے کہا ملکہ اب کدھر چلیے گا کہاں کا قصد ہے ملکہ نے کہا کیا کہوں کوئی جگہ خیال میں نہیں آتی اگر طلسم میں جاتی ہوں تو مقرر میری ماں ضرر پہونچائے گی کیونکہ آفت زخمی ہو چکی ہے دوسرے میری ان سے جا کر کہے گی حور چہرہ نے کہا ہی مجکو بھی اندیشہ ہے ایرج یہ باتیں سنکر بولا کہ اے ملکہ تمہارا کدھر خیال ہے اب تم میرے ساتھ لشکر میں چلو امیر تمہارے آنے سے بہت خوش ہونگے دوسرے یہ کہ لڑائی کی تھکی ماندی ہو میری بارگاہ میں چلکر آرام کرو تمہیں طلسم میں جانے سے کیا غرض حور چہرہ نے عرض کیا کہ حضور شہزادے سچ کہتے ہیں لشکر میں جلد چلیے ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت برپا ہو ملکہ اُسی وقت اُٹھی کہ بہتر تو ہی شہزادے کو تخت سحر پر بٹھا کر پرواز کی لیکن وہ صندوق تینوں کا چلتے وقت کھول دیا کہ چیلے ان میں سے نکلکر سوار بنے اُن سے حکم دیا کہ تم سب طلسم میں جاؤ وہ حسب الارشاد سمت طلسم گئے اور یہ سب لشکر کی طرف روانہ ہوئے جب لشکر اسلام نزدیک رہا شہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ تم یہاں مجھے اُتار دو اور تم ٹھہری رہو میں جاکر تمہارے آنے کی امیر سے اطلاع کر دوں ملکہ نے ایک درہ کوہ کے قریب تخت اُتارا آپ ٹھہری اور شہزادے کو رخصت کیا ایرج وہاں سے لشکر میں آیا لوگ فرط عشرت سے اسکو دیکھکر دوڑے شہزادہ سب سے ملا پھر بارگاہ میں داخل ہوا شاہ کو مجرا کیا امیر نے گلے سے لگایا اور احوال رہائی دریافت کیا اُس نے ماجرا بلور جادو کا ابتدا تا انتہا بیان کر کے عرض کیا اب وہ ملکہ درہ کوہ میں موجود ہے حکم ہو تو لے آؤں امیر نے اُسی وقت ایک سکھپال جواہر نگار اور کنیزوں کے لیے پالکیاں طرحدار درہ کوہ کی جانب روانہ کیں اور سامان تزک و جلوس مثل چتر اور نقارہ اور خاص بردار اور نواب ناظر خواجہ سرا وغیرہ بھیجے شہزادہ بھی مع اپنے سرداروں کے اور سامان جلوس اپنا ذاتی لے کر سوار ہوا یہاں تک کہ درہ کوہ میں جا پہونچا ملکہ کو سوار کیا پھر تو بڑے تجمل سے سواری روانہ ہوئی کہ سکھپال میں پردے جواہر دوز پڑے تھے نشان آگے کھلے نقیب بولتے ڈنکا بجتا چتر سکھپال پر گردش کرتا مرد تھے عصے سونے

چاندی کے بیسے پایہ سکھپال تھامے کہاریان سرون پر مچھلیان لگائے مورچھل جھلتی لباس پر زر بہنے گہنے سے لدی سردار نیزہ دار ننگی تلوارون کا سایہ کیے پیادون کے جلو مین بڑھے زر و جواہر لٹتا بڑے کر و فر سے لشکر مین داخلہ ہوا بارگاہ ایرج مین سواری اُتری ملکہ گیتی افروز مادر ایرج اور ملکہ خورشید خاوری مادر قاسم اور ملکہ رابعہ زربفت اطلس پوش مادر شہزادہ علمشاہ بیبیان امیر کی اور بہوین وغیرہ سب مشتاق ہوکے آنے کی اس بارگاہ مین جمع تھین جب ملکہ اتری سب نے بلائین لین اُس نے بھی ہر ایک کو تسلیم کی گیتی افروز نے پانی اُتار کے پیا پھر سب بیبیون نے گہنا اُتار کے پہنانا شروع کیا کسی نے رونمائی مین کنگن اور کسی نے کڑے ہیرے کے پہنائے پھر جلسۂ عشرت شروع ہوا مُجرئی ڈومنیان ہر ایک شہزادی نے طلب کین کہ وہ اپنے گانے اور ناچ کے سامنے زال فلک کو بے سُرا اور بیچارہ بتانے لگین خاطر اہل انجمن لُبھانے لگین کہ

## نظم

| | |
|---|---|
| برآورد رامشگر فرخ ورسے | ز دہ چنگ بر جامۂ کابلے |
| ہوا ابر بست از بخور عبیر | بخندید بم و بنالید زیر |
| پرستار صہبا زدہ ماہرو | طرازان بستان طراز ندہ ہو |
| ہمہ غم بباده شمردند باد | بجام دمادم گرفتند یاد |
| ز شادی ہمے در کف ردوزن | شگوفہ شگافند شد در چمن |
| بعشے در آمد بآواز رود | ہمے خواند این خسرو دلی سرود |

اس اثنا مین خبر ہوئی کہ امیر بہو کو دیکھنے آتے ہین بلورس نے یہ خبر سنکر سر سے پا تک دوپٹے سے بدن چھپالیا گھونگھٹ زیادہ نکال لیا سر زانو پر جھکا کے ادب سے بیٹھی سب بیبیان امیر کے استقبال کو اٹھین جب امیر بارگاہ مین آئے ملکہ نے شرم سے اٹھکر مجرا کیا اور رومال سے ہاتھ چھپا کر نذر دی امیر نے سر سینے سے لگالیا اور بھاری جوڑا مع ایک سوا کیس کشتی زیور الماسی کے ہمراہ لائے تھے وہ منھ دکھائی مین دیکر فرمایا کہ اے فرزند مین شکر کرتا ہون خداے پاک کا کہ تو نے اطاعت پروردگار عالم کرنا قبول کیا اب کلمہ پڑھو اور ادیان باطلہ پر لعنت بھیجو ملکہ نے مع تمام اپنی کنیزون کے بصدق دل کلمہ زبان پر جاری کیا اور سحر کرنے سے توبہ کی امیر خوش ہوکر رخصت ہوے بعد تھوڑی دیر کے اور سب بیبیان بھی اپنے اپنے مقام پر گئین ملکہ بارگاہ مین تخت جواہر نگار پر متمکن ہوئی سامنے چنگیرین گلدستے وغیرہ چن دیے گئے امیر نے باہر جاکر ڈالیان میوون کی اور طعام لذیذ اور خوان مٹھائی کے بھیجے شہزادہ ایرج بھی خبر سنکر کہ ملکہ اکیلی ہے داخل بارگاہ ہوا اور پہلوے دلدار مین بیٹھکر داد عشرت دینے لگا مگر آفت جو شکستہ حال وابستہ ملال لڑائی سے بھاگ کر چلی سیدھی طلسم آئینہ مین پہنچی ملازمان ملکہ آئینہ نے دیکھا کہ آج آفت کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تمام جسم پر لہو کی چھینٹین پڑی ہین پیرہن تار تار بدحواس گھبرائی ہوئی آئی ہے

یہ حال دیکھکر پوچھنے لگی کہ حضور مزاج کیسا ہی اُس نے کہا مین آئینہ سے حال کہون گی جلد بتلا دُو وہ
کہان ہین اُنھون نے کہا کہ اپنے باغ مین تشریف فرما ہین آپ تو اُن کے برابر کی ہین بے تامل تشریف
لے جائین یہ سنکر آفت سیدھی باغ مین آئی ازبسکہ پہلے کچھ رنجش آئینہ سے ہوگئی تھی اس وقت جو آسکے
اس کو دیکھا مثل مشہور ہی کہ گھر آئے کتے کو بھی نہین ہانکتے آئینہ اٹھی اور استقبال کرکے اس کو لائی حال
ابتر بہت دیکھا جسم خونچکان ہاتھ کٹا ہوا چہرہ پر غبار ملال یہ حالت مشاہدہ کرکے اگلی باتون کو زبان
پر نہ لائی اور براہ دلسوزی مستفسر ہوئی کہ بہن یہ کیا حال ہی اس نے جواب دیا کہ آپ کی بیٹی کا یہ سارا
کرتوت ہی مین پہلے ہی سمجھی تھی جب تم مجھ سے بگڑی تھین کہ یہ لی بھگت ہی بہن جو تم کو مسلمانون کا ساتھ دینا
تھا تو مجھ سے پہلے ہی کہدیا ہوتا یہ کیا کہ اپنی صاحبزادی کو بھیجکر میرا ہاتھ کٹوا دیا اور بنی بنائی لڑائی کو
بگاڑا مین جانتی ہون کہ ایرج کو اول ہی تعویذ دے کر تمھین نے بھیجا تھا ہاے افسوس کیا زمانہ آلگا ہے
کہ نہ کسی کو برادری کا پاس ہی نہ ایک دین ہونے کا خیال ہی آئینہ اُس کی تقریر شکایت آمیز سنکر کچھ سمجھی کہ
یہ کیا کہتی ہی ہنسکر بولی کہ رنڈی جب تو آتی ہی نخرہ بگھارتی ہوئی آتی ہی تیری خفگی میرے سر آنکھون پر کوئی
مرے پہ طوفان لینا تو جیسے جی مین کیا جانو کیسے مسلمان کہان میری بیٹی کہان لڑائی وہ بیچاری ماری
دکھیا سیرگاہ مین اپنی پڑی ہی مین خود دیکھ آئی جینسون بخار چڑھا ہی سر تو اٹھاتی نہین مین دعائین مانگتی
ہون کہ سامری نے ایک جھگڑا دیا ہی کہین جی جاے اب اس کو تم سامری سے برس ان گنا شروع
ہوا ہی تم آئی ہو اسپر بیان جو شرق ہوئی مفصل کہو کہ میری بیٹی نے کیا تمھارے کلیجے مین چٹکی لی ہی آفت
نے کہا ایک تم نھی ہو اور ایک تمھاری بیٹی اری کیا باتین بنائی ہی جا کے دیکھ تو وہ چالیس ہی اس
بتلانے کرگئی اور یہ آفت برپا کی سب احوال مفصل کہدیا بس سنتے ہی آئینہ غصے سے کانپنے لگی اُس
کہا بہن تم ٹھہرو مین آتی ہون آفت نے کہا چلو مین بھی چلتی ہون غرض دونون باغ سے باہر نکل کر
کچھ دور باہر چلی تھین کہ پتلے طلسمی جنکو بلور نے چھوڑ دیا تھا آکر پہونچے اور عرض کیا کہ ملکہ نے ہم کو
لڑوا دیا پھر اس جانب بھیجدیا آئینہ کو آفت کے کہنے کا یقین واثق ہوا اور پتلون کو لے کر اُسی بیابان
مین جہان سے بلور لے گئی تھی اور پتلون کو زور سحر صندوق مین بند کرکے حجرے مین رکھا پھر وہان سے
سیرگاہ ملکہ کی سمت آئی یہان بالکل سناٹا پایا آفت نے کہا بلور مسلمانون کے پاس گئی ہوگی اور کہین نہ گئی
تم میرے ساتھ چلو مین پتا لگا دون گی آئینہ اُس کے ساتھ ہوئی اور قریب لشکر اسلام ایک پہاڑ پر آکر
ٹھہری آفت وہان سے ایک طائر کی ایسی صورت بنکر اڑی اور سیدھی بارگاہ ایرج پر آکر ٹھہر آئی کیون
کہ یہ لشکر مین رہتی ہی بارگاہ مین سردارون کی جاتی ہی غرضکہ اس بارگاہ مین ملکہ کو تخت پر پہلوے ایرج
مین بصد عیش جلوہ گر پایا وہان سے پھر کر آئینہ پاس آئی اور حال کہا اور صلاح دی کہ اتنا دن جو باقی ہے
صبر کرو کس لیے کہ حمزہ باطل السحر ہی تم نہ لا سکو گی اس وقت آئینہ نے کہا مین بادشاہ طلسم ہون میرا حمزہ

کیا کرے گا بغیر لوح طلسم میں قتل نہ ہوں گی آفت نے کہا یہ سچ ہے لیکن لڑائی تو پڑ جائے گی آئینہ سمجھی یہ اچھا کہتی ہے کیا ضرور ہے لڑنے اور قضیہ بڑھانے سے سہل میں کام نکالنا چاہیے یہ سوچ کر اس وقت تک وہاں ٹھہری رہی کہ ساحرۂ شب جو پردۂ جہان میں مخفی تھی ظاہر ہوئی اور شاہد روز نے صورت نورآگین چھپائی کہ نظم

بدانگہ کہ خورشید برگشت زرد
ہمے بود تا گشت شب لاجورد
چو کشتی بساحل کشید آفتاب
شب تیرہ انگند زورق در آب

رات کو آئینہ نے قصد چلنے کا کیا آفت نے اس کو اس وقت تک روکا کہ جب تک آدھی رات نہ آ گئے جب زلف لیلائے شب تا بہ کمر پہنچی دونوں اڑ کر سمت لشکر اسلام چلیں لشکر میں طلایہ پھیر رہا تھا بیدار باش و ناظر باش کی صدا بلند تھی آئینہ نے سحر پڑھا کہ طلایہ دار بیہوش ہو گیا ہوا سرد چلی بارگاہوں میں سردار عیار غافل سو گئے صرف وہ لوگ جو بارگاہ سلیمانی میں تھے ہوشیار رہے ایرج کی بارگاہ میں باری دار وغیرہ کنیزیں جتنی تھیں سب بیہوش ہو گئیں اس وقت آفت کے بتلانے سے آئینہ بارگاہ ایرج میں اتری یہاں دونوں شیدائے یکدیگر لپٹے پڑے تھے ملکہ کی کرتی چڑھ گئی تھی قمقمے دست ایرج میں تھے پائنچے چڑھے تھے ران سے ران گتھی تھی زلف عنبر فام قریب دلربا تھی کہ نظم

دیکھا تو وہ دونوں کرتے تھے خواب
لگ لپٹے تھے آفتاب و مہتاب
ہم بستر آدمی پری تھی
سائے کے بغل میں چاندنی تھی
سرکی تھی جو محرم اس قمر کی
بر جوں پہ سے چاندنی تھی سرکی

یہ حال دیکھ کر آئینہ نے بغضب تمام دوڑ کر اور ملکہ کو پکڑ کر پہلوے دلدار سے الگ کیا ملکہ کی آنکھ کھلی بچہ باد رشل نخچہ ملک الموت یا پیکاری کہ اے شہزادے خدا حافظ و ناصر یہ کنیز آپ پر تصدق ہوئی اس صدا سے شہزادے کی آنکھ کھلی ملکہ کو اسیر دیکھ کر بعجلت تمام اٹھا اور تیغہ سحر کش صندلی پر سے اٹھا کر دوڑا اس وقت آفت کہ شہزادے سے جلی ہوئی تھی ڈانٹ کر آگے بڑھی کہ خبردار کہاں جاتا ہے شہزادہ کو غصہ بے حد تھا کمر کو تلا کر سر پر ہاتھ مارا آفت نے چاہا کہ سحر پڑھوں سحر بسبب تیغہ کے یاد نہ آیا اور تیغہ سر پر بیٹھ کر ناگموں سے نکل گیا غل اس کے مرنے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے میں آئینہ ملکہ کو لے کر بلند ہو گئی ہر چند ملکہ روئی پیٹی چلائی کہ شہزادے کو اشعار فراق انگیز پڑھ کر اور کلمات الوداع کہہ کر بلایا کی مگر کسی نے اس ہنگامہ میں نہ سنا ایسا غل برپا ہوا کہ امیر بیدار ہو کر بارگاہ سے نکل آئے دیکھا کہ لشکر پر اندھیرا چھایا ہے اور فلک کے قریب ایک آفتاب سا چمکتا چلا جاتا ہے یہ دیکھ کر اسم اعظم باواز بلند پڑھا کہ وہ تاریکی دور ہوئی لیکن آئینہ مالک طلسم ہے اس پر کچھ اثر نہ ہوا وہ مثل آفتاب چمکتی ہوئی یہ جادو جا ملکہ کو لے کر روانہ ہو گئی لشکری کچھ دور دوڑے تیر بہت کھینچے

مارے مگر کچھ نہ ہوا ناچار ہو گئے اس طرف نازک حشم وغیرہ شور سے جاگ اٹھے تھے انھون نے بھی سنا کہ
آفت شمشیر زن ماری گئی اور بلور کو آئینہ لے گئی مرگ آفت کا حال سنکر ساحر رونے لگے اور اس کے
ساتھ کے ساحرون نے قصد شبخون لشکر اسلام پر کیا نازک حشم مانع ہوئی کہا تم سب میرے ساتھ رہو مین
مسلمانون سے بدلا لونگی ساحر سب تامل پذیر ہوئے گریبان ایرج نے جو معشوق سے بارگاہ خالی دیکھی
چشم گریان سے دریا آنسو کے بہادیے لبیان شمع سوزان کے حال پر دل جلا اس قدر رویا کہ دست و پا
ٹھنڈے ہو گئے پھر جو ہوش آیا بستر غم پر پچھاڑین کھانے لگے دانہ وار بیقرار ہو کر اس شمع عذار سے لو لگاتا اور کہتا کہ نظم

| | |
|---|---|
| تجھی مین رہتا ہے دھیان میرا نہ سکھ ہے دل مین نہ نیند رتیان | |
| | ترا ہی لیتا ہون نام ہردم جپے ہین سمرن مین جیسے بتیان |
| کہین سے آ مل تو مجھ سے پیارے جو میرے دلکو ٹک آئے چینیان | |
| | تمھاری آسا لگی ہے بس دن گمائے درشن کو ترسین نینان |
| دلا رے سندر انوکھے ابھرن رنگیلے موہن انوکھے لالا ہو | |

اسی بیقراری مین خیال آیا کہ افسوس جب تم قید ہوے تو وہ امیر سر پنجہ تقدیر تاب نہ لائی چیلے طلسمی
لیکر تم کو چھڑانے آئی اب وہ قید ہو گئی اور تم بیٹھے رہو مبادا اس کی ماں لے جا کر قتل کر ڈالے گی تو
کیسی بڑی نامردی ہے خلقت کہے گی جو سنے گا وہی کہے گا کہ عورت نے تو یہ مردمی جتائی اور مرد نے
بدتر از زنان بات کی بس یہ سوچکر مرکب جرات کو بنا بر دستور کے ہر شاہ و شہریار کے در پر لشکر مین کھچا
ہوا استادہ رہتا ہے ان کے یہان بھی تیار رہتا اسکی پشت پر بیٹھکر صحرا کا راستہ لیا دل سے کہتا جاتا کہ
اے بخت واژون واے گردون دون کہین ایسا نہ کرنا کہ اس ناشاد کو پر ارمان زیر خاک چھپا دینا کلنک
کا ٹیکا میرے پیشانی پر نہ لگا دینا اور کبھی کہتا افسوس

**ترکیب بند**

| | |
|---|---|
| نہ تھا معلوم یہ الفت مین کہ غم کھانا بھی ہوتا ہے | جگر کی بیکلی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہے |
| سسکنا آہ کرنا اشک بھر لانا بھی ہوتا ہے | تڑپنا لوٹنا بیتاب ہو جانا بھی ہوتا ہے |
| کسی پر اپنے پھر اپنے کو دکھ پانا بھی ہوتا ہے | کف افسوس کو مل مل کے پچھتانا بھی ہوتا ہے |
| گر دانستم از روز ازل داغ جدائی را | نیکردم بدل روشن چراغ آشنائی را |

جو مین ایسا جانتا کہ پیت کرے دکھ ہوے
نگر ڈھنڈھورا پیٹتا کہ پیت نہ کریو کوے

اسی دھن مین یاد آیا کہ نرگس کوہ پر چلو وہان حنظل و صنوبر ہون گی وہ بخوبی طلسم آئینہ مین پہونچا دین گی اور تدبیر
فتح طلسم بھی بتائین گی یہ سوچکر جانب نرگس کوہ راہی ہوا ادھر کا حال سنیے کہ صنوبر و شاپور شہزادے کو
ڈھونڈھنے چلے تھے ہر طرف ڈھونڈھ کر جب پتہ نہ ملا پھر آئے اور حنظل پاس ٹھہرے لیکن صنوبر عاشق

حال شہزادہ ہجر فراق کی تاب نہ لائی روز دو کوس چار کوس گرداگرد جنگل کے جہان سے شہزادہ گیا تھا پھرتی ہے اور مطلوب کو ڈھونڈھتی ہے جب آفتاب بلند زیادہ ہوتا ہے دھوپ مین یہ گل رخسار برنگ گل مرجھاتی ہے گر چہرہ تمتماجاتا ہے تو رخ تابندہ سے سورج شرماجاتا ہے وہ اُسکے پھول سے گالون پہ پسینہ آنا یہ معلوم ہوتا ہے کہ گلاب کا عرق کھنچا ہے جب اس دھوپ مین بھی شہزادے کو نہین پاتی ہے تو بیقراری سے زبان پر لاتی ہے کہ دوہا دھوپ پڑت دھرتی تپت اور پھیکا گھام * دوڑی پھرت جات ہون تیہو نہ چھوٹ سیام * اسی طرح آج رات کو جو شہزادہ سمت نرگس کوہ چلا ملکہ صنوبر کو زیادہ تپش دل نے ستایا رات بھر اشتیاق مین جاگا کی خاطر حسنین بید مضطر جذبۂ عشق کا اثر فرط بیتابی سے یہ سبب ہے کہ دوہا پیتم من کو موہ کے کینو مان گمان * بن دیکھے وا روپ کے کلپت مورپران * اسی ہجر و رد خوابی مین وہ رات بسر کی شبنم تندرو یا کی جب معشوقہ پردین دیران نے چشم مردم دہر سے منہ چھپایا اور آفتاب تابان بسان دل سوختگان شاہد روز کو میدان افلاک مین ڈھونڈھنے آیا نظم

چو خورشید برزد ستان از شتاب　　شتاب آمد از عشق اندر دریب
بدرید پیروزہ پیراہنش　　بدید آمد آن لعل رخشان تنش

صنوبر شہزادے کو ڈھونڈھنے چلی جب جنگل مین پہونچی نسیم سحری نے گلہاے زخم دل شگفتہ کر دیے اور پھولون نے صحرا کے داغہاے خاطر فراق کشیدہ زیادہ بڑھائے وہ صبح کا وقت شفق کا پھولنا چہرہ رنگین گلعذار یاد دلاتا تھا جانوروں کی زمزمہ سرائی نالۂ دل کی گواہی تھی دل شیون کرنا چاہتا تھا تو بیقرار و بیتاب ہو کر یہ کہتی تھی کہ بمقتضاے مسدس

منزل پہ اگر رہے تو اشک ریزان　　صحرا مین گذر ہے تو خاک بیزان
جون صید زخمی ہر سو گریزان　　القصہ آخر افتان و خیزان

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بصحرا منزل بمنزل

اسی طرح طلبلاتی صحرا مین پھرتی تھی کہ یکایک سامنے سے ایرج پیدا ہوا صنوبر بیتابانہ دوڑی اور پکاری کہ بیت بیا تا نقد جان را بر فشانم در رہ لئے تو * بنہ یار بر سرم تا سر نہم بر خاک پائے تو * شہزادے نے مرکب روکا اور اُسکو اپنے ہمراہ لیا یہانتک کہ قلعہ مین ملکہ خنظل پاس آگئے وہ اُٹھکر بلا گردان ہوئی اور پوچھا کہ حضور کہان تشریف لے گئے تھے ایرج نے حال عشق ملکہ بلور از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور فرمایا کہ مین بغیر طلسم درہم برہم کیے نہ آؤنگا اور اسی وقت جاؤنگا خنظل نے کہا مین از طلسم تو نہین جانتی مگر آپ سے کارہا جانبازی کو حاضر ہون شہزادے نے فرمایا تم صرف مجکو راہ بتا دو پھر مین سمجھ لونگا کیونکہ مجکو کسی کی مدد نہین درکار ہے حامی میرا پروردگار ہے خنظل یہ کلام سنکر اسی وقت ساتھ ہوئی شاپور عیار نے عرض کیا

مین بھی ساتھ چلون گا اور سیارہ بھی یہان کچھ کام کو آیا تھا اس نے بھی کل کیفیت سنکر قاسم جو یہان موجود ہین جاکر کہی قاسم نے فرمایا کہ اے سیارہ تو بھی شہزادے کے ساتھ جا وہ اگر ہمراہ ہو اعتذار کو بہر انتظام قادر خنظل نے یہین چھوڑا اور شہزادہ کو مع عیاران تخت سحر پہ بٹھاکر قلعہ سے سمت طلسم آئینہ راستہ لیا بعد قطع راہ ایک صحرا کے کنارے پہونچے وہان تک کوہ بلند مرتفع منزلون تک چلا گیا تھا اور کوہ کے اس طرف سرحد طلسم آئینہ تھی خنظل نے عرض کیا کہ اب آگے طلسم کی سرحد ہے مین وہان نہین جاسکتی آئینہ آپ کی مرضی شہزادے نے اسکو مع عیارون کے اسی جا چھوڑا اور آپ تنہا درہ کوہ کی طرف روانہ ہوا یہ تو اندر طلسم کے جاتے ہین مگر اب قدرت کردگار دیکھیے اس طلسم کا پہلے ذکر ہو چکا یعنی نصف قبضہ کوکب مین ہے اور نصف کا مالک فراسیاب ہے چنانچہ جب شہنشاہ عیاران عمرو نامدار کا داخلہ طلسم کوکب مین ہوا تھا تو بیان کیا گیا تھا کہ استقبال کرنے اور نذر دینے کے لیے سب مالکان دربند کو نامہ پہونچا تھا بران کی طرف سے پس منجملہ ان نامون کے ایک نامہ ملکہ آئینہ کو بھی آیا کہ جلد یہان آئے میرے ہمراہ بہر استقبال عمرو چلے چنانچہ نامہ پڑھکر آئینہ نے اپنی بہن شعلہ دار کو خدمت بران مین بھیجا ہے چنانچہ وہ وہان حاضر ہے اور یہان آئینہ جب اپنی دختر ملکہ بلور کو پکڑ لائی طلسم مین پہونچکر دو طمانچے زور زور مارے اور کہا اے امان مٹی تجکو مسلمان پہ حکم کرنا تھا نانصیب کنبے غارت ہمدئی ناشدنی تیرے جیسے کتا نہ جیسے سامری تجھے نہ غارت کرے یہ تو نے کیا کیا کہ تمام برادری مین ناک کٹوادی ارے چینی بھر پانی مین ڈوب مرکہ نقش ظلم

زسر تاج فرہنگ بفگندۂ / زتن جامۂ شرم برکندۂ
گمانم کہ بود سنگ آمدی / یقینم ہمہ نام و ننگ آمدی
کنون سوسنت دردمندی گرفت / گلت ریخت لالہ نژندی گرفت
نگارے بدی چون بہار بہشت / نمائی کنون جز یکے مردہ گشت

غرضکہ بہت سا کچھ بک جھک کر اس خوف سے کہ کہین پھر نہ بھاگ جائے قیدخانے مین بھیجا وہ قیدخانہ اس طرح کا تھا کہ ایک باغ بہت عمدہ لگا تھا ایوان طلسمی اسمین بنا تھا ایوان مین تخت طلائی پر ملکہ کو لا کے بٹھایا اور پانون مین زنجیر سونے کی ڈالدی اور ایک شیر کو بزور سحر صحرائے طلسم سے بلایا زنجیر اس کی گردن مین ڈالکر پایہ تخت سے باندھ دیا اور کہدیا کہ اے شیر اس عورت پاس جو کوئی بغیر حکم میرے آئے تو کھا لینا اور اس مجرمہ کی حفاظت کرنا یہ کہکر چند خواصان خاص کو پہرے کے لیے مقرر کرکے آپ اپنے مکان مین آئی اور ایک خط بہن کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بہن شعلہ دار یہان مسلمانون سے اور ہم سے بگڑ گئی بھانجی تمھاری مسلمان ایرج نام پر عاشق ہوئی مین نے بلور کو قید کیا ہے اب عاشق الکا یقین ہے کہ طلسم پر چڑھ آئے گا بڑی لڑائی ہوگی تم کو چاہیے کہ جلد ہمارے پاس آؤ دیر نہ کرنا تھوڑا لکھا بہت سمجھنا یہ خط ایک ساحر کو دیا کہ وہ طلسم کوکب مین لے گیا یہان بران عمرو کو لینے جانا چاہتی ہے اور عمرو ہوشیار چوکنا ان

سے نکلکر باغ مین استقامت پذیر ہے بہاران کے حکم سے حاکمان در تہ جمع ہوتے جاتے ہین بارگاہین استادہ ہین
شہر ہفت رنگ کے گرداگرد جلسہ ہے کہ یہ نامہ دار شعلہ وار کی بارگاہ دریافت کرکے وہین پہونچا اور شعلہ دار وہ
نامہ پڑھکر متفکر ہوئی پھر خیال مین آیا کہ ملکہ بہاران سے اطلاع کرنا چاہیے کیونکہ ملکہ تو مسلمانون کے عیاری کی معتقد
حرمت کرتی ہین اور مسلمان اُن کے طلسم کو برباد کرنا چاہتے ہین کیا عجیب ہے کہ جو ملکہ اس خط کے مضمون سے آگاہ ہو
تو مسلمانون کو نکالین اور بخاطر ملکہ مسلمان طلسم آئینہ مین نہ آئین میری بہن کا گھر برباد ہونے سے بچے غرضکہ
وہ خط لیے ہوے اندر قلعہ کے دارالامارۂ شاہی مین آئی یہان بہاران سریر سلطنت پر جلوہ فرماتی کہ اس نے
جاکر تسلیم کی پھر دست بستہ عرض پرداز ہوئی کہ یہ خط میری بہن نے لکھا ہے اہل اسلام طلسم برباد کیا چاہتے ہین
حضور ان کو نکالین تاوہ فساد سے باز آئین اور مجکو میری بہن پاس جانے کی اجازت دین ملکہ نے یہ تقریر
سنکر ایک قہقہہ مارا اور فرمایا کہ ارے نادان ہم شریک اہل اسلام کے ہوگئے ہین اگر ہمارا ابھی طلسم برباد
ہوجائے جب بھی ہم کچھ نہ کہین اب توجا اور لوح طلسم ہماری طرف سے جو مختار جادو دار ان سے
اُسکے پاس ہے اُس سے طلسم کشا کو دلائے اور آئینہ دار سے کہدینا کہ خبردار خلاف حکم ہمارے نہ کرے
اگر جادۂ اطاعت سے قدم ذرا بھی ہٹایا تو اپنی سزا اپنی کنار مین دیکھے گی شعلہ دار یہ باتین سُنکر
گھبرائی مگر کیا کرسکتی تھی ملکہ سے منت پذیر ہوئی کہ حضور خفا نہ ہون مین اسی طرح اپنی بہن سے کہون گی یہ
کہکر وہان سے رخصت ہوکر مع اپنے ملازمین کے سمت طلسم آئینہ چلی جب یہ جاچکی ملکہ بہاران کو خیال آیا
کہ ابھی عمرو کے لینے جانے مین عرصہ ہے کیونکہ مالک دربندون کے جمع ہورہے ہین پس ایک احسان یہ بھی
خواجہ پر کرنا چاہیے کہ لوح طلسم آئینہ ایرج کو دلانا چاہیے ہرچند کہ شعلہ دار جاکر آئینہ دار سے حکم سنائیگی
لیکن ملعون افراسیاب ہے شاید اس طرف عرضی کرے اور افراسیاب سے مدد طلب کرے لوح طلسم کشا کو نہ
دے تو ایرج کو بڑی مشکل پڑے اس لحاظ سے مجکو چلنا چاہیے اور لوح دار سے لوح طلسم لےکر طلسم کشا کو
دینا چاہیے یہ تجویز کرکے چاہتی تھی کہ چلے پھر خیال مین آیا کہ تو ایرج کو پہچانتی نہین لوح لےکر
کہان پھرے گی چاہیے کہ مرقع تصویر منگا کر دیکھلے پس یہ خیال آتے ہی حکم دیا کہ
مرقع شاہان جہان لاؤ ملازم حسب ارشاد حاضر لائے ملکہ نے تصویر نواسۂ لقا کے فرزند قاسم خاوری خلاصۂ
نسل صاحبقران شہزادۂ ایرج نوجوان ڈھونڈھکر نکالی اس تصویر پر جیسے ہی نگاہ پڑی صورت تصویر
حیب اور حسن ہوگئی نگار خانۂ دل مین مصوری عشق حیرت نے نقشہ جمایا دیدہ انکی کا خاکہ ہاتھ آیا جسکی تصویر تھی
اُسے مصور ہو الذی یصورکم فی الارحام نے بے مثال بنایا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مصور رشک مانی و
بہزاد نے اور نقاش کامل استعداد نے اس تصویر مین رنگ بہار بہشت منگا کر لگایا تھا اور زلف شکبار
جوڑا سے ہو بہو قلم بنا کر نقشہ کھینچا تھا یا گردہ مہتاب تابان مین غبار جناب یوسف جہان کر خاکہ اُتارا
تھا پھر بھی ہر عضو پر عجز و قصور اپنا لکھدیا تھا کہ جیسی اصل تھی ویسی مجھ سے نقل نہ ہوسکی نہ ہے پیکر دلفریب

غارتگر صبر و شکیب حسن کو حور جنان دیکھکر فریب کھائے اور پری کو ایسا سایہ ہو جائے کہ شکل تصویر پہ ہر دم محو دیدار رہے بموجب خمسہ

چہرہ ہی ترا نور کی تنویر کا نقشہ
بانکا ہی ترے حسن جہانگیر کا نقشہ
اور مصرع قد حشر کی تفسیر کا نقشہ
مانی نے جو دیکھا تری تصویر کا نقشہ
سب بھول گیا اپنی وہ تحریر کا نقشہ

ترچھی ہے نظر تیر مگر نوک سنان ہے
آفت کی ہے تلوار قیامت کی کمان ہے
جس تیر کا مارا ہوا ہر پیر و جوان ہے
اُس ابرو خمدار کی صورت سے عیان ہے
خنجر کی شبیہ ہے دم شمشیر کا نقشہ

ملکہ کا دیکھتے ہی اُس تصویر کو وہ نقشہ ہو کر دل سے خیال ننگ و ناموس جاتا رہا اور بے ساختہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور یہ جاری کہ خمسہ

عجب اتفاق ہے خود بخود گرے دست سے نکل گیا
اُدھر آہ شعلہ زنان ہوئی اِدھر اشک آنکھ سے ڈھلگیا
بڑی آگ عشق کی وہ تن مین کہ برنگ شمع پگھلگیا
چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جلگیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری ہی

آخر اُسی عشق کے رنگ مین اٹھکر ایوان کے اندر گئی اور ایک کنیز کو اپنے ہمراہ لے کر آراستہ تو پہلے ہی سے ہو چکی تھی تخت سحر پہ بیٹھکر بزور سحر چلی اور جلد اپنے طلسم سے جسطرح سے کہ طلسم ہوشربا سے طلسم آئینہ ملحق ہے اسی طرح اس کے طلسم سے بھی ملحق ہے یہان سے بھی جو چلے تو یہ سنو کہ طلسم ہوشربا طے کرے جب طلسم آئینہ مین پہونچے بلکہ طلسم ہوشربا سے جسطرح لوگ آتے ہین اسی طرح یہان سے بھی جا سکتے ہین کیونکہ نصف طلسم آئینہ ادھر بھی ملا ہے فی الجملہ ملکہ سیدھی صحرائے طلسم آئینہ مین آکر ٹھہری اور کنیز کو حکم دیا کہ لوح دار یعنی لحمتار جادو کو بلا لا وہ کنیز اندر طلسم کے گئی لوح دار ملکہ کی مطیع و منقاد ہے سبب اس کا یہ ہے کہ جب طلسم آئینہ کا حصہ بنا اس وقت مین کوکب و افراسیاب بجہت ہم مذہبی کے دوستی رکھتے تھے افراسیاب نے کہا کہ بادشاہ طلسم آئینہ اے کوکب میری طرف سے مقرر ہو کیونکہ مین مالک جملہ طلسمات اطراف کا ہون کوکب نے کہا اگر تم سارے طلسم پر قبضہ کر لو تو مین کیا کرون بادشاہ مین اپنی جانب کا کرون گا غرضکہ کئی روز تک یہی جھگڑا رہا آخر اس امر پہ اکابران طلسمات نے جمع ہو کر فیصلہ کیا کہ بادشاہ طلسم افراسیاب کی طرف سے مقرر ہو اور لوحدار طلسم کوکب کی جانب سے مقرر کیا جائے درصورتیکہ بادشاہ طلسم اطاعت مین کمی کرے تو کوکب لوح طلسم کے اسکو مغلوب کر دے اور خراج لے لے کیونکہ افراسیاب اگر چاہے کہ سب طلسم لے لون تو بغیر لوح نہ لے سکے جب یہ فیصلہ ہو چکا افراسیاب سمجھا کہ لوح طلسم بغیر طلسم کشا بالکل بیکار ہے کوکب لوح سے کام نہین لے سکتا وہ سامری پرست ہے لوح پڑھی نہ جائے گی اور

طلسم کشا جب پیدا ہوگا وہ بھی میرا دشمن اور کوکب کا بھی مددگار ہوگا پس اس کے طرف دار پاس رہی تو کیا اور میرے جانب دار پاس رہی تو کیا مقام سلطنت طلسم ہی بس یہ سوچکر اس نے اس فیصلے کو منظور کیا اسوقت آئینہ دار اُسکی طرف سے بادشاہ ہوئی اور نوصدار ملکہ مختار جادو مطیع کوکب کو ملی یہی باعث ہی کہ ملکہ آئینہ طرف داری ساحران ہوشربا کی کرتی ہی اور دم محبت شہنشاہ افراسیاب کا بھرتی ہی غرضکہ کنیز فرستادہ بران مکان نوصدار جاتی ہی وہاں پہونچی ایوان رفعت نشان اُس کا بہت آراستہ تھا اور دروازے پر ساحروں کا پہرہ تھا کنیز نے اپنے آنے کی خبر کہلا بھیجی نوصدار تو مطیع کوکب ہی اس نے باعزاز تمام بلایا اس نے جاکر دیکھا کہ ایک ساحرہ مسند پر باعزاز تمام جلوہ گر ہی بڑا کرّ و فر ہی کنیز نے سلام کر کے عرض کیا کہ ملکہ بران ذی شان تشریف لائی ہیں صحراے طلسم میں تشریف رکھتی ہیں آپ کو یاد کیا ہی یہ خبر سنکر نوصدار بہت خوش ہوئی اور اسی وقت مع چند کنیزان و انیسان خوش آئین کے کشتیاں بہر نذر جواہر کی لے کر ہمراہ کنیز چلی اور صحرا میں پہونچکر دیکھا کہ ملکہ عالم ایک تخت زرنگار پر سایہ سحر پر بہار بیٹھی ہی گویا جنگل میں بہار آئی ہی نوصدار نے جاکر تسلیم کی اور گرد پھر کر تصدق ہوئی عرض کیا لونڈی کے غریب خانہ میں قدم رنجہ کیوں نہ کیا اس دشت پر خار کو قدم گلرنگ سے رشک جنان فرمایا ملکہ نے فرمایا کہ اے نوصدار میں تیرے یہاں اگر آتی آئینہ کو خبر ہوجاتی مجکو کچھ سزا دینا اُسے درکار ہی اس لیے آج لوح طلسم لینے آئی ہوں کیونکہ آئینہ کو میں نے بلا بھیجا تھا وہ حاضر نہیں ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ اس کو کچھ غرور ہو گیا ہی لہذا اسے سزا دینا لازم ہی نوصدار یہ سنکر بہت خوش ہوئی کس لیے کہ بسبب بادشاہ ہونے کے آئینہ ہمیشہ نگاہ حقارت سے اسکو دیکھتی تھی اور اِسی وقت کی منتظر تھی ملکہ کے لوح مانگتے ہی اس نے عرض کیا کہ واری لوح تو آپ کے حصے ہی میں ہی اسکا مانگنا کیا میں ہمیشہ اس احتیاط کے مارے کہ ایسا نہ ہو آئینہ چرا منگا لے لوح اپنے گلے میں رکھتی ہوں لیجیے حاضر ہی یہ کہکر گلے سے اُتار کر مع کشتیہاے زر نذر دی ملکہ نے لوح لی اور نذر معاف کی اپنے ہاتھ کا کنگن انعام میں دیا اور سرفراز کر کے اس کو رخصت کیا جب وہ جاچکی ملکہ نے اختر مراد پید نکال کر اُسکی لوح کا میں ایک پتلا فوراً اُس کی تاثیر سے پیدا ہوا اس سے استفسار کیا کہ جلد بتلا ایرج قتل طلسم کہاں ہی وہ پتلا گویا ہوا کہ خدا حضور کو سلامت رکھے دہنہ طلسم پر جو کوہ ہی اُس کے درے میں طلسم کشا داخل ہوا ہی یہ کہکر پتلا غائب ہوگیا ملکہ نے اختر جوشنے میں رکھ لیا اور وہاں سے اس صحراے طلسم کی طرف جو آغاز طلسم کے کوہ پاس ہی روانہ ہوئی یہ تو اس طرف سے چلی اور اُدھر سے ایرج جب جنگل کو چھوڑ کر داخل درۂ کوہ ہوے دیکھا کہ درہ میں بالکل اندھیرا ہی شہزادے نے یاد دو د زبان پر جاری کیا اور خدا خدا کر کے اس کو طے فرماکر قدم آگے بڑھایا ایک بغیچہ سبز و خرم نظر آیا کہ دل نے بہار عدن کا لطف پایا ہر سمت اُس دشت مسرت افزا میں ندیاں مثل خاطر پر شوق و اضطراب عاشقان جوش و خروش سے رواں جا بجا یان

ہر ایک بچپار رشک وہ زلف مسلسل سبزہ نگان انجمن کا خاطر عشاق کی نفاق درختان سرکشیدہ و بلند اکثر دو مرد ورمین گل قامت عنانہ بار سے زیادہ خوشنما پھل اُن کے بار ازعقد ثریا گلزار میں مینافام کی خیرت دہ فلک زنگاری باغبان قدرت وگلبند اصل حکمت کی نئی نئی طرح کی صناعی اور رنگ برنگ کی گلکاری کہیں سبزہ اپنی لہلہاہٹ کے رو بر دسنبلۂ چرخ کو پژمردہ بناتا کہیں طائر خوش نوا سوسیقار کو بے سر اور زاغ آواز خطاب فرماتا شگوفہ ہاے گلہاے بوقلمون اس طرح بستہ تھے کہ غنچہ ہاے خاطر آشفتہ شگفتہ فرماتے تھے گلگونہ ہاے شاہد بہار میں نظر آتے تھے اس صورت سے درخت کلیون میں لدے تھے کہ شاخون کے سر جڑ دو سے مل گئے تھے ثمردار درخت یک سخت کام جان بیمار دشت کو پرداخت کرتے تھے وہ لطافت رکھتے تھے کہ انگلی کے اشارے سے ٹپکے پڑتے تھے کوسون تک عالم بہار تھا خزان کا وہان کم گذار تھا کہ

**نظم**

یکے بیشہ دید اندران پہن دشت | کہ گفتی بر او بر نشاید گذشت
ز بس رنگ و بوی و ز آب روان | تو گفتی کزو تازہ گردد روان
ہوا خوشگوار و زمین خوب رنگ | ز برگان زمینش چو پشت پلنگ
درختان بسیار و آب روان | ہمی شد دل سال خوردہ جوان
بیاراستہ ہمچو باغ بہار | سراسر پر از رنگ و بوی و نگار

گل نودمیدہ گلزار صاحبقران شہزادہ ایرج نوجوان سیر کنان اس مرغزار مینوشان مین روان تھا کہ دور ایک دیوار یاقوت رمانی کی نظر آئی پچھلا پہر دن باقی تھا شہزادہ کو گمان ہوا کہ مہر جہانتاب تہ آب ہو گیا ہے اسی وجہ سے لباس ارض وغیرہ ارغوانی نظر آتا ہے یہ سوچکر آگے بڑھا یہ نہ معلوم تھا کہ پیر فلک کی آنکھون مین خون اتر آیا ہے کسی گلرخسار کی محبت مین اشک خونین رولائے گا۔

## ملاقات ہونا شہزادہ ایرج اور ملکہ بران شمشیر زن سے اور عاشق ہو کر دونون کا کنایتہً اظہار محبت کرکے باہم گفتگوے عشق آمیز کرنا پھر لوح دیکر ملکہ کا بدرد وغم رخصت ہونا اور شہزادے کا ہجر مین بیقرار ہو کر رونا پھر فتح طلسم آئینہ کا جانا اپنے لشکر کی طرف بلور جادو کو لے کر لموئلفہ

ہان ساقیا دے وہ مے مجھے تیز | جس کا کہ ہو نشہ عشق انگیز
ہان مطربا وہ غزل سنا دے | دھن عشق کی دل کو جو لگا دے
وہ آنکھون مین نشہ میری چھائے | جو صورت یار کو دکھائے

درپیش ہے اک نئی ملاقات — نازل ہوا چاہتی ہے آفات
دل رنج کا پھر بنے گا مسکن — پھر داغوں سے سینہ ہوگا گلشن
پھر دکھ میں فراق کے پھنسیں گے — پھر حال پہ اپنے سب ہنسیں گے
پھر جوش پہ ہوگی وحشت دل — پھر تھامنا دل کا ہوگا مشکل
فرصت نہ ملے گی غم سے ہم کو — رونا ہے نئے الم سے ہم کو
کاوش پہ جو ہوگی وحشت دل — ہوجائے گا گھر میں رہنا مشکل
پھر سامنے آئے گی تباہی — چھائے گی نظر میں پھر سیاہی
پھر شعلۂ غم جلائے گا دل — پھر تڑپیں گے ہم بشکل بسمل
فرصت کہاں اشکباریوں سے — مہلت کہاں دل فگاریوں سے
بیتاب رہیں گے مثل سیماب — آنکھیں محروم لذت خواب
دم بھر کی ہے دن کے کٹنے میں دیر — سانی ہوا چاہتا ہے اندھیر
ہوجائیگا اک پری کا سایہ — زلفوں کا بڑھے گا سر میں سودا
گیسو ہوں گے کمند الفت — آزردہ دل کو بند الفت
ہے طائر دل کو زلف پھر دام — پھر صبح بہار کی ہے اب شام
ہاں ساقیا کر تو مہربانی — دے آج شراب ارغوانی
پھر ہم کہاں اور کہاں یہ جلسہ — پھر رند کہاں کہاں یہ بادہ
بس جانے دے یہ تا کجا حکایت — لازم نہیں عشق کی شکایت
ہے تیر بلا کا دل نشانہ — لکھیے اک عشق کا فسانہ
کنوں بر شگفتنی کیجے داستاں — بہ پیوند از گفتۂ باستاں

عاشقان شاہد رعنائے مضامین و مشتاقان عروس زیبائے کلام رنگین بعشوہ طرازی معشوق خامۂ پیکر نادر زمانۂ جان تحریر کو نظر دشت نوردان محبت میں اس طرح جلوہ گر فرماتے ہیں اور وادی بے پایان الفت میں معشوقۂ زیبا صورت داستان کو کشاں کشاں یوں لاتے ہیں کہ جب سیار دشت طلسمات ایرج خوش صفات اس دیوار کی طرف ششدر ہوکر چلا یہاں تک کہ نزدیک اس کے پہنچا دیکھا کہ دیوار سر بفلک کشیدہ ہے اسی کی سرخی سے لالوں لال تمام صحرا ہے زینت طراز دہر نے شاہ بہار کو پھول گلنار پہن کر نمایا ہے درختوں پر اس کی سرخی کا عکس چھایا ہے اس دیوار کو نقش بر دیوار حیرت سے بنا بالکل ہوکر کھڑا ہوا ہوا دل سے کہتا تھا کہ یہ کس سکندر منش نے سد کھینچی ہے آئینہ دار حیران تھا کہ یاقوت کی سد کھینچی ہے اسی فکر میں تھا کہ عشق فتنہ گر نے رخنہ پردازی کی تڑاقے کی صدا آئی اور

دیوار مین در پیدا ہوا اُس طرف ایک مکان عالیشان نظر آیا کہ جو آرایش و زیبایش رشک فزائے قصور جنان تھا سامان عیش و راحت سے بعد تکلفات آراستہ نہایت پیراستہ کہ بموجب نظم

سراسر ہمہ کاخ و ایوان و باغ　ہمی تافت ہر سو چو روشن چراغ
بہر گوشہ گنبدے ساختہ　سرش را بابر اندر افراشتہ
زسنگ و زگچ ساختہ و زر خام　و زان گوہرے کس ندانیم نام
خوش و خرم و خوب آراستہ　بہر جائے گنجے پر از خواستہ
یکے تخت زرین ستادہ بپیش　ہمہ پایہا چون سر گاؤمیش
بروبر زبیرونہ کردہ نگار　بدیبا بیاراستہ شاہوار

اس تخت جواہر آگین پر ایک عنبرین گیسو خورشید رو کو جلوہ گر پایا کہ ہر تار زلف اُسکا سودا کش عطر زلیخائے مصر محبت و لیلائے محمل الفت ہی لمعہ آفتاب رخ تابندہ تا شعاع مہر رفعت ہی اس طرح کا جواہر کار زیور وہ مرصع طراز زیور حسن پہنے ہی کہ کبھی شاہزادہ تو کیا پیر فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا ایسا حسن دلاویز گردون کے سات پشت کو بھی نظر نہ آیا ہوگا جفا آئین اس ستم خو ناز پرور کی جور گردون سے کہین بڑھ کر نازک مزاجی مین طبیعت خود پسند اُسکی ٹوٹے ہوئے شیشۂ دل عشاق سے نازک تر آئین حسن خوبی کی جوہر آسمان رعنائی و زیبائی کی درخشندہ اختر ساقی ازل نے بادۂ ناب دلبری سے اُسکو پر خمار و سرشار کیا تھا باغبان حقیقی نے چمن رنگین جمال کو اُسکے غنچۂ پربہار بنایا تھا طور زیبائی کی تجلی تھی حرمت بان لیلے تھی نور دیدہ کاشانۂ وفا کی شمع پر نور ناز و ادا مین یگانہ آفت زمانہ بانیٔ صد جور و ستم ستودہ شیم قامت پر قیامت نار سے مسیحائی پیدا مہر پیشانی چہرہ نورانی مژگان خنجر بران ابرو نازک سنان زہرہ شمائل آئینہ رو مشتری خصائل سمن بو دست رنگین حنا آلودہ خون صد بہار سے بہتر گلرخان فرخا کیا جنان کے گلزار سے ابیر کھلا ہ سیاہ دلربائی شہنشاہ مغرور کشور بیوفائی داروے درد اشتیاق مرہم زخم جان فراق حسن مست متوالی پہلو مین اُف اُف کرنے والی کہ اُس کے حسن کی نسبت یہ کہنا روا ہی کہ

## ابیات

یکے ماہ وش بود کز دلبری　پری را بسحر کردہ از دلبری
شبستان گلستان بدیدار اوے　دو زلفین مشکین و گلنار روئے
رخ روشنش آتش آبدار　سر زلف او عنبر نامدار
کمند افگنان بستہ گیسو کش　کمان ابروان کشتہ ابروکش
دل آشوب دلبند آفاق بود　بخوبی چو ابروے خود طاق بود
بچہرہ چو زہرہ فرشتہ فریب　دل از چشم جادوے او ناشکیب

بلا را بلندی و بالائے روئے ۔ دو گیسو سر از حلقہ تا پائے اوئے

بہر شست کان زلف دلخواہ داشت ۔ پریشان و شوریدہ پنجاہ داشت

لبش مردہ را باز دادی روان ۔ ز دیدار او پیر گشتی جوان

حدیث دہانش چو آمد پدید ۔ سخن در میانش بہ تنگی رسید

شدہ سال آن سرو آراستہ ۔ سہ چار و دو از ماہ نو کاستہ

چنان چون بمردیش ہمتا نبود ۔ بمانند مردیش یکتا نبود

بمیدان جنگ از برون آمدے ۔ بمردی ز مردان فزون آمدے

بروے بمردی و پادر رکیب ۔ نہ دلہا قرار و نہ جانہا شکیب

شہزادے نے اس بت دلفریب اور صنم بازینت و زیب کو دیکھکر دل سے صبر و شکیب کھویا حالت دل مضطر دگرگون ہوئی غشی طاری ہونے لگی بمشکل اپنے تئین سنبھالا اور پکارا کہ بیت کس کس نے ہم کو روکا اُس در پہ ہم جو پہونچے ۔ لغزش نے پاؤن پکڑے دربان نے ہاتھ کھینچا ۔ یہ صدا اس عاشق دیدار نے جب سنی شہزادے کی جانب نگاہ کی پہلے تصویر دیکھی تھی اب اصل صورت جانان نظر آئی ایک جوان خورشید جمال کو دیکھا جو نہانی راز کا بھیدی شب وصل کا نو امیدی ہنسکر چھیڑنے والا ستم اٹھانے سے منھ پھیرنے والا راتون کا جگانے والا وصل کے انکار پر روٹھ جانے والا محبت کا پتلا عشق کا نقش زینت چار بالش الفت سراپا وجاہت کی صورت لب شیرین کا ذائقہ سند خانہ حسن کے لوٹنے مین چاق و چوبند بتاع حسن پر دانت لگائے ہونٹھ چوسنے کی رزومین منھ پھیلائے در استغنا کا فقیر بوسون کا سائل حسینون کا اسیر دلگی پر مائل دشت عشق کا جوگی نہر کار دگی عقیق کو نیلم بنانے والا ہونٹھون پر دانت لگانے والا جسکے پہلو مین نہ ہونے سے دل کو شور و شین انتہا کا چنچل شوخ طرار چلبلا ذرا سی بات پر قسمین دینے والا نمک محبت سے مزے لوٹتے ہوے شوریدہ سری پر آمادہ ہزارون دل الجھائے کروڑون گھر حسن کے برباد کیے قید الفت مین پھنسا انسانیت سے چھوٹے ہوئے معشوقون کی آنکھون کا تارا دل و جان سے زیادہ پیارا پریزادون کا بناؤ مہ جبینون کا کھیل نازنینون کے دل کا رکھاؤ ہر دلکوائی سے شکیب عاشق پُرفریب معشوق بازیب کہ

## نظم

دام دلہاے مہ جبینان تھے ۔ گیسوے پیچدار کے پھندے

مہر سیما و آفتاب جمال ۔ رنگ تھا حور و شکل پری تمثال

عاشقی مین وہ قیس کا اُستاد ۔ دل لگانے کے سو طریقے یاد

تھے جو ہم صورت کمان ابرو ۔ یاد تھا اُن کو چہ نیا جادو

کھینچتے ہین کمان کو ہر دم ۔ دل کو وہ کھینچتے تھے اپنی طرف

چشم پرفن جو دیکھے سحر بھری / سامری بھولے اپنی جادوگری

سرخ ڈوروں سے صاف یہ اظہار / دل خونیں دلوں سے ہے رشتہ دار

گال گل بوستان خوبی کے / جن پہ روے پری بھی ہو شیفتہ

لب پہ جلادی اور مسیحائی / کبھی مارے جلائے ہنسکے کبھی

دہن تنگ چشمۂ حیوان / بلکہ جان بخش عاشقان جہان

اُسکا چاہ ذقن نظر جو آئے / یوسف دل کو چاہ میں ڈھونڈ پائے

شرم سے پھیر نہ گردن اپنی اُٹھا کے / نہ تو گردن اُس کی دیکھ جو پائے

مہ جبین عشق دوش میں غم نوش / پھرتے ہیں مارے مارے خانہ بدوش

ہاتھ ہیں وہ غضب کی چالاکی / نقد جان لوٹتے ہیں بیباکی

لیکے دل ہاتھ دل میں حسینوں کا / صاف رستہ جنون کا ہے سوا

سب حسین عشق میں اس ترنجے پہ / بیارے ادھین اسکے سینے پر

شکم صاف رشک عارض حور / لوح سیمین و تختۂ بلور

اس سے موے کمر کو نسبت دون / تار چشمۂ نگاہ پر کہون

تار تنویر نور طور ہے یہ / [illegible]

ساق پا اُسکے مثل آئینہ / صاف ایسے کہ [illegible] کا سینہ

پاؤن میں چال وہ قیامت زا / حشر ہو ہر قدم پہ گردے بپا

ملکہ بیٹھنے پران جو لوح دیکھنے آئی تھی پر اسی نے دیوار پہ توجہ بندھی تھی اس وقت سراپا سے پری تمثال شہزادہ بیمثال دیکھکر غش ہوگئی کنیز جو ہمراہ آئی تھی اُسنے شہزادہ کی طرف آڑ کرکے گلاب چھڑکا جب ملکہ کو ہوش آیا کنیزوں کو فرمایا کہ اس شخص سے جاکر دریافت کرو کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو کنیز حسب فرمان خدمت ایرج میں آئی تسلیم کی اور پیام ملکہ زبان پر لائی شہزادے نے فرمایا کہ کہدینا کہ یہاں کاروان ناکام تمام ہوچکا اس بے اعتنائی سے خوب آپکا نام ہوچکا ماشاء اللہ تم کڑی کمان کا تیر ہو ہم نخچیر اگر دام عشق میں اسیر ہوے بھی شہنشاہ تھے شاہوں کے شاہ تھے اب جنگل مسکن ہے افسوس نبیرۂ حمزہ ہیں اور یہیں ہیں سب نے ساتھ چھوڑ دیا یگانہ و بیگانہ نے رشتۂ الفت توڑ دیا اب خداے واحد ہمراہ ہے لب پر نالہ و آہ ہے کنیز نے یہ تقریر سنکر کہا میاں تم نے اتنا بڑا سبق پڑھاکر مجھے ایک بول بھی یاد نہ رہا خیر میں جاتی ہوں اور ملکہ سے جو کچھ یاد رہیگا کہہ سناتی ہوں یہ کہکر ہنستی چلی گئی اور ملکہ سے جاکر عرض رسا ہوئی کہ [illegible] نے تو وہ دکھ اپنا کہا اور ایسا باتون کا تانتا لگایا کہ مجھ نگوڑی کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا اب خود بلاکر پوچھیے ملکہ نے کہا اچھا بلا لا کنیز پھر آئی اور کہا چلیے آپ کو بلاتی ہیں شہزادہ اسکے ساتھ سامنے ملکہ کے گیا ملکہ نے

شہزادے سے کہا تشریف رکھیے اور قدم رنجہ فرمانے کا سبب بتلائیے شہزادہ اجازت پاکر پہلو مین ملکہ کے
جا بیٹھا اُس نے شرما کر سر نیچا کر لیا گرمی کیا ہوا دل پہلو مین بھر آگیا آہستہ سے فرمایا کہ آپ کی چالاکی کے صدقے
اچھا فرمائیے کہ آپ کیا مطلب رکھتے ہین شہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ حال مبتلاے فراق بہت تباہ ہی
اسکا خدا گواہ ہی ملکہ نے کہا تو آپ کے سائے سے خدا بچائے ذرا ہٹ کے بیٹھیے ایسا نہ ہو کہ مجھ پر کہین پرچھاوان پڑجائے
شہزادے نے کہا مجھ سے میرا سایہ خود بھاگتا ہی وہ تنگ راحت ہون کہ آرام میرے نام سے کانپتا ہی ملکہ نے
جواب دیا کہ تمھاری ملاقات کیا گویا جی کا جنجال ہوئی ہین آپ کو بلا کے خوب نہال ہوئی شہزادہ بولا کہ بس اب
نہ ٹالو ہماری طرح آپ پیار کرو عاشق کے کہنے کا اعتبار کرو ملکہ جواب دہ ہوئی کہ یہ خوش اچھی تو آپ اور دکھڑا
کہتے تھے اب نام خدا سے میرے گلے کا ہار ہوے خوب پانون پھیلائے اے صاحب تم جس پر مرتے ہو وہی کو
مبارک رہے ایک کو تو قید الم سے چھڑا لو جب دوسری پر آنکھ ڈالو یہی شرط الفت ہی کہ ایک تو اسیر دشمن
رہے اور عاشق اسکا دوسرے سے مزے اڑائے واہ واہ آپ کا بھی عشق دیکھا شہزادے نے کہا اے
بحر الفت واے دریاے محبت واسطہ خدا کا تسکین دل بیتاب کر میری جانب ایسا نہ خطاب کر دل
کا حساب لے ابھی تمھارا اپنے سوال کا جواب سے جس کی الفت مین صحرا نورد ہین نہ اُس کو چھوڑون گا
نہ تیرے عشق سے منھ موڑونگا مین اسی لیے پیدا ہوا ہون کہ سختیان ہمیشہ سہونگا ملکہ نے یہ سنکر ایک
قہقہہ مارا اور کہا یہ شرکت اچھی نہین کہ بموجب بیت من اے طرح کا دل لگاتی نہین ہو یہ حرکت بندی
کو بھاتی نہین ہو شہزادے نے جب نامہ دل لگانے کا سنا ملکہ سے لپٹ گیا اور پکارا کہ اے حور شمائل
اے راحت دل پری رکھائی سے عشق ورہم برہم ہوگیا دیکھو تو میرے دل کا کیا حال ہو گیا جانتی ہین دل
نازک تیرے مزاج سے زیادہ رکھتا دن یہ پروائی سے مرجاؤنگا جی سے گذر جاؤن گا دیکھو تو میرا دل
کیا مزے دکھلاتا ہی یہ تماشا خریدار کیا رنگ لاتا ہی ملکہ نے کہا صاحب سنبھلیے سنبھلیے بہت بڑھنا ہونا اچھا نہین ہو
خیر عنایت کیے دیتی ہون کہ ہان مین بھی تم سے نسبت رکھتی ہون بس اب زیادہ عشق نہ جتاؤ بک بک کر میرا
مغز نہ پھراؤ تمھارے دونے پر کلیجہ کانپتا ہی جی ہانپتا ہی شہزادے سے کہا بارے آپ کو رحم تو آیا میرے
جذبہ دل نے اثر دکھلایا ملکہ یہ سنکر چپ ہو رہی شہزادی نے بھی کچھ جیبر چھاڑ نہ کی ملکہ نے کشتی شراب کی کھینچکر
جام شراب بھرا اور شہزادے کو دیا شہزادے نے فرمایا کہ اے غارتگر ہوش دختر رز ہمارے دین کیا ہی ملکہ نے
ہنسکر کہا کہ کافریشی اور ستمگاری اپنے مذہب مین روا ہی جو کوئی ہم سے دل لگانے وہ ہمارے محراب ابرو
کا ساجد بنے ہمارا آئین اختیار کرے شہزادہ یہ کلام سن کر سن ہو گیا پھر دل سے کہا گو اس کی محبت مین جان
بھی جائے لیکن دین اسلام مین رخنہ نہ آئے یہ سوچ چکا چاہتا تھا کہ اُٹھے ملکہ اسکے لپٹ سے ناراضی پہچان کر
ہنسی اور کہا صاحب آپ خفا نہ ہون مین شریک عمرو عیار ہون اور دو میرے ہی گھر مین آج کل تشریف فرما
ہین مین مجکو مطیع اسلام سمجھیے اور شراب نوش کیجیے یہ سنتے ہی تھا کہ شہزادے کا رخ زرد لیبان یادہ احمر

بشاشت سے سرخ ہو گیا اور جام ملکہ کے ہاتھ سے لے کر پیا دور جام احمر شروع ہوا اس عرصے میں بزم پُر نور انجم افلاک میں ساغر گردش پذیر ہوا اور جام زرین آفتاب کو ساقی ازل نے طاق مغرب میں دھرا کہ

## ابیات

| | |
|---|---|
| چو خوردند و گشتند از بادہ مست | کشادند از بادہ بر باد دست |
| ہمی تا کہ خورشید پوشیدہ چہر | ستارہ درخشان شدہ بر سپہر |

بران نے وہ دیوار یاقوت نگار سحر کی ہٹا دی اب کوسوں تک وہی دشت پُر فزا جس کا ذکر اول ہوا نظر آنے لگا اور سبزہ پر فرش چاندنی کا عجب روپ دیتا تھا زمرد پر بلور کو جیسے بچھایا تھا نہر جو اور چشموں کی تراوٹ گرمی کی فصل یونہی سی خنکی صحرا کا سناٹا محبوب گلعذار کے ساتھ شغل مے خواری سبحان اللہ اس مزے کو کوئی شوریدگان دشت محبت کے دل سے پوچھے وہ چاند پر لکۂ ابر کا آجانا دشت میں نور کے تڑکے کا عالم چھانا پھر چاندنی سے دشت و در کا چمکنا عجب کیفیت دکھاتا کہ

## مسدس

| | |
|---|---|
| صحن میں واہ واہ زور کھلی تھی چاندنی | چاند بلور میں لپٹا تھا اور کھلی تھی چاندنی |
| آیا تھا یار گلبدن بن کے بادلہ زری | بجلی تھی تار تار میں مہر کی جھلک نئی نئی |
| بوس و کنار و جام مے عیش و طرب ہنسی خوشی | آنکھیں کہیں سے یک بیک مرغ سحر نے بانگ دی |

| |
|---|
| صبح دمید و شب گذشت آہ شبیں بجا نرفت |
| رشتۂ سحر سیہ کنید یار بدین بہانہ رفت |

| | |
|---|---|
| کیا ہی مزے سے عیش کی رات تھیں کلیلیاں | پھولی تھیں ماہتاب کی نہر میں ماہتابیاں |
| آگے جو تھیں صف بصف کدھر گئیں بیاں | ہم کو نشوں کی مستیاں یار کو نیند خوابیاں |
| سینوں میں اضطرابیاں آنکھوں میں بیخوابیاں | آنکھیں فلک نے رشک سے ڈالیں یہ کچھ خرابیاں |

| |
|---|
| صبح دمید و شب گذشت آہ شبیں بجا نرفت |
| رشتۂ سحر بر کنید یار بدین بہانہ رفت |

رات بھر شغل بادہ کشی رہا شہزادہ اُس ماہتاب تاباں کو بغل میں لے لذت بوس و کنار حاصل کرتا رہا ان سے ران ہمسری کرتی رہی بوسوں نے مسی ہونٹوں کی چھڑائی آخر وہ وقت آیا کہ شاہد روز کے عارض پر نور پر مشاطۂ قدرت نے گلگونہ شفق ملا اور لب سحر پر کہ مسی مالیدہ سواد شب تھے لالی جمائی کہ بموجب

## نظم

| | |
|---|---|
| چو شب را امید سیاہی نماند | شہ زنگ را پادشاہی نماند |
| رخ فرخ آفتاب سپہر | بیاراست روے زمین را بمہر |

ملکہ صبح ہوتے ہی آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور شغل نسیم سحر آہ سرد بھرنے لگی شہزادے نے بھی اپنی حالت

تباہ کی ملکہ نے فرمایا کہ اے نوجوان میرا راز کسی سے نہ کہنا مین دختر کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نورافشان ہون مجکو لوح طلسم آئینہ دینے آئی تھی بیان دام محبت زلف گرہ گیر مین اسیر ہوئی خیر یہ محبت اپنی جتانا یاد رکھنا یہ لوح حاضر ہی اور طلسم فتح کرکے اپنے لشکر مین پھر جاؤ نظر بفضل کریم کارساز رکھنا وہ خدا لایزال جب کبھی ہم کو ملائے گا تو پھر دیدار میسر آئےگا ایک طور تم سے ملنے کا نکلا ہی کہ باپ میرا شریک عمرو ہوا ہی جو فلک کو برا نہ معلوم ہوا اور عمرو سے اور میرے باپ سے دوستی رہے پھر البتہ تم سے ملاقات ہوگی اور نہ ہم کہان اور تم کہان دیکھیے اس عشق کا کیا نتیجہ ہوتا ہی جان جاتی ہی یا محبوب ملتا ہی یہ کہکر سارا حال عمرو کا پہلے جال سے اُٹھا لانا اور پھر دوبارہ مخمور کے ساتھ اُسکا آنا حال جشن اور سامان دعوت وغیرہ مہیا کرنے کی کیفیت بیان کی پھر رو کر کلمہ افتراق زبان پہ لائی غم مفارقت سے بیتاب ہوکر رونے لگی شہزادے نے اُس مہ پارہ کو گلے سے لگایا فرمایا کہ بموجب **ابیات**

ابد میرے کیون نوید وصل یار آنے کو تھی　　دو تین دن بھی ست گئے جسمین بہار آنے کو تھی
آسمان پھرتا رہا ہی مضطرب وعدے کی رات　　کونسی مجھ تک خوشی پروردگار آنے کو تھی
میرے مرنے کی خبر سنکر کیا مشکل سے ضبط　　آنکھ ہونٹون پر ہنسی بے اختیار آنے کو تھی
صبر آتا دیکھکر ظالم نے پھر تڑپا دیا　　میری قابو مین طبیعت اگلی بار آنے کو تھی

اے مجبورون کی تسکین دینے والی اے مشتاقون کی خبر لینے والی ہماری دل افگاری مبارک ہو ہمین بیقراری مبارک ہو ہمین اس جنگل مین جب تڑپین گے کون اُٹھائیگا تجھے یاد کرکے جب رو ئینگے کون سمجھائیگا اب ہمکو گلستان جدائی کی بہار دکھنا ہی فصل خزان مین لطف لالہزار دیکھنا ہی سینہ داغ اندوہ سے نیا رنگ دکھائیگا ہر تختۂ لالہ باغ کو شرمائیگا ساعد نازک آپ کا یاد کرکے جسم برنگ شاخ شجر لاغر ہوگا ساق نہال قامت کو یاد کرکے عکس درخت خشک کا نقشہ ظاہر ہوگا کیون ابنار خسار رشک گلشن دکھایا اے عندلیب حدیقہ ناز کیون برنگ بلبل مجھ کو تڑپایا کہ استخوان میرے ابھی سے لبان شمع روشن سوز فراق سے جلتے ہین منھ سے بات کرنے نہ دھوئین نکلتے ہین سچ ہی آپ کا کچھ قصور نہین تقدیر مین یہی تھا کہ بموجب **نظم**

عیب نکلا جو ہنر پیدا کیا　　ہم نے کھو یا جس قدر پیدا کیا
اے زہے سرمایۂ رنج و الم　　ہم نے جس کو عمر بھر پیدا کیا
کھوئے دیتا ہی مجھے دنیا سے وہ　　جسکو مین نے ڈھونڈھ کر پیدا کیا
ہائے رے مین واہ کیا کہتا مرا　　رنج ان کو جیتے جی کر پیدا کیا

نگار نے یہ حکایت عشق زبان شہزادہ دلدادہ سے سنکر کہا کہ اے معشوقون کے منانے والے ہر بات پر صدقے جانے والے زمین مزاج معشوقون کے سرتاج شہری باتین جب ہم کو یاد آئینگی تو تڑپ تڑپ کر آنسو شب ہجر مین رولائینگی تم تو گلشن ہجر کی بہار دکھا کر دیوانہ بنا کر دو گے بلبل سا نالہ و شیون کرکے بعد یاس

دل پر آرمان کی بڑا اس بھی نکالو گے ہم مثل طائر اسیر قفس فراق گرفتار عشرت سے دور ریاض وصل کے
مشتاق دل ہی مین گھٹین گے حسرت سے ایک ایک کا منہ دیکھین گے کچھ کہہ نہ سکین گے جب تیری صورت
کا خیال آئے گا خواب مین بھی دیکھنا محال ہو جائیگا غنچہ سربستہ کی طرح خاموش رہینگے دل پرخون مین داغون
کے جوش رہین گے دل کہین اور ہم کہین یہ سامان بیخبری نظر آتے ہین کیا کہین بہت پچھتاتے ہین نظم

| | |
|---|---|
| تیر سے خدنگ ادا کا وہی نشانہ ہوا | کہ جیسے عشق مین تو آفت زمانہ ہوا |
| عدو کی ٹھوکرین کھانے کو ہاے دل میرا | لحد سے آگے ترا سنگ آستانہ ہوا |
| یہ پیش و پس نہ سوچے کہ مجھ پر گذر گئی کیا کیا | تھین تو دفتر فرقت مرا فسانہ ہوا |
| فرشتون کو بھی کیا میری آہ نے تسخیر | یہ کیا بلا ہے کہ اک تو ہی آشنا نہ ہوا |
| بپا ہوا تھا جو کچھ تیری چال سے فتنہ | بدل کے رنگ وہی گردش زمانہ ہوا |
| بہار آتے ہی صیاد بن کے لے گلچین | کبھی چمن مین اگر میرا آشیانہ ہوا |

آہ دلبر یہ قصہ فرقت ختم نہ ہوگا اچھا خدا حافظ و ناصر شہزادہ یہ کلمہ سنکر پکارا کہ بمقتضاے مسدس

| | |
|---|---|
| ابھی نہین نام و سنتے تھے ہم جدائی کا | وہ سے نہ دیکھا تھا درد و الم جدائی کا |
| دیا فلک نے ہمین بھی یہ غم جدائی کا | برا ہے مرگ سے ایک ایک دم جدائی کا |

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلاے ستم جدائی کا

ملکہ روتی ہوئی تخت پر بیٹھکر اور لوح شہزادے کو کیا آخر کار روانہ ہوئی یہ محو دیدار ہمہ تن [illegible]
نرگس وار اس وقت تک ٹکٹکی باندھے رہا کہ جبتک تخت اس پری کا بلند ہوا تھا جب سامنے سے وہ بلقیس
دوران پنہان ہو گئی اس سلیمان بزم ماتم آسمان پر غم ٹوٹ پڑا اسیان شبنم فرش خاک دشت پر گرا اور مثل
گوہر بحر چشم عاشق گوہر جان کو خاک مین ملاتا تھا دامن صحرا کو جگر تا لخت دل آہ کے ساتھ لب پر لاتا تھا جب
زیادہ بیتابی ستاتی تو مضطرب ہو کر یہ خطاب فرماتا تھا کہ مسدس

| | |
|---|---|
| جب سے تمکو لیگیا ہے یہ فلک ظلم کہین | ہجی ہم ستاتے ہین کہین اور چشم پرنم ہے کہین |
| ہم یہ جو گذرا ہے گذرا وہ کسی کم کہین | نہ تسلی ہے نہ دل کو چین ہے اکدم کہین |

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھون سے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر ہم کہین اور تم کہین

ادہر ملکہ اشک ریزان و نالہ کشان ہوئی داغ عشق بر دل آہ بر لب بصد رنج و تعب وان بھی سرگرم
فغان تھی وہ صبح کا وقت اور تخت کا بلند ہونا نسیم سحر کا چلنا غنچہ نو خیز سے خاطر حزین کو کھلاتا تھا کسی دل
رنگین کا مسکرانا یاد آتا تھا آفتاب کا طالع ہونا تماشاے مہر کا دیدہ پرخون دکھائی دیتا تھا روے سحر

پر زردی چھائی تھی دھوپ نہیں نکل آئی تھی کلیاں پھولوں کی خاموش لبسورتی نظر آتی تھیں آنکھیں نرگستان مین گھورتی نظر آتی تھیں جب پپیہا پی کہاں کہتا تھا ملکہ کا جی کہان قابو مین رہتا تھا مور کی جھنکار شیون و فریاد عاشق کا مزا یاد دلاتی کوئل کی کوک دل مین ہوک اٹھاتی اس کشتۂ فرقت پر غش طاری ہوتا جب ذرا ہوش مین آتی تو قلزم دیدۂ پرنم سے سیل خون بہاتی اور یہ فرماتی کہ خمسہ

لڑی ہے آنکھ اک شوخ حسین سے
لہو رووں گا چشم پاک مین سے
سمندر جوش مارے گا زمین سے
لگیگی سیل خوش عرش برین سے
ٹپکتا ہے یہ میری آستین سے

وہ شہزادے کا پیار کرنا اور بوسے لینا جب یاد آتا تھا تو ردے تاب کے یارا غم چھپاتا تھا بسان گل مرجھا جاتی تھی جو منہ چاہتے لاتی تھی دل بیقرار پہلو مین دلدار کو ڈھونڈھتا تخت اڑا کر طلسم کی طرف جاتی مگر سحر الشانزبان سے نکلتا تخت شہزادے کی طرف چلتا کنیز ہمراہی کی عرض کرتی کہ ذرا ادھر چلیے تو چونک جاتی اور اسی صحرا کی طرف جہان لیے شدید اکو چھوڑا ہے سیر کرکے فرماتی خمسہ

نہ بیچے گا زمین کو دانہ کی فرش خواب کوئی بھی
نہ اس ظلم و ستم کی لاسکے گا تاب کوئی بھی
بہائے گا نہ آنکھوں سے کبھی خوناب کوئی بھی
جفا سے اسکی ٹھہر سکے گا نہ لے تو اب کوئی بھی
رہین گے دیکھ لینا کوے جانان مین ہمین یون

آخر اسی طرح بصد آہ و زاری و ہزار بیقراری طلسم مین پہنچی اور صدر عزت پر بیٹھکر تیاری استقبال عمرو مین مصروف ہوئی مگر اس طرف مجروح خنجر ادا و نذر لوح تیغ جفا ایرج دلدادۂ دلربا کا حال بیان ہوتا ہے کہ یہ خستہ دل ملکہ و بیٹھ کر غم دل فرقت کا سبق مین نے کر مع لوح طلسم آگے چلے وہ فورکا تڑکا ہے کہ ٹھنڈی ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی رو سپید آہ سرد بھرتا ہے سرد مہری فلک نے کافور سحر کا مرہم ہر زخم دل جگر بنایا ہے سوزش داغ دل کے لیے آفتاب کا پھایا چڑھانا چاہیے وہ بہاتا جنگل اس گرد کے جانے سے سونا سونا ہو گیا تھا ہر کوہ فرہاد کی طرح سر سے جوئے خون بہاتا تھا جب آفتاب کا عکس آتشبار قلعہ کوہ مین نظر آتا تھا شہزادہ جوش وحشت مین دامن صحرا کی دھجیاں اڑاتا تھا جب بشکل قیس غبار برباد کرتا تھا نخل ہر ایک چوب تابوت کشتگان تیغ مفارقت کا جتا تھا ہر رنگ جور شاہد بہار سے رنگ عاشق بارجہ ملتا نظر آتا تھا شگوفہ منت یار گلعذار کا کھلا کر یاد دلاتے رونی صورت بنا کر رلاتے چشمہ تھا وہ جوش گریہ زمین کا نشان دیتا اوس درختوں سے ٹپکتی یا ہر نخل روتا تھا جو شجر دشت و نخل بید مجنون نظر آتا تھا یہ مہجور جانتا کہ محبوب سے یہ بھی رخصت ہوتا ہے گریہ زار کا بغلگیر ہونا اسکو بھی یاد آتا تو رو کر خطاب فرماتا کہ بموجب غزل

پھر ہوئے خفا روٹھ گیا ہے وہ لالہ
اے داغ مبارک ہو تجھے منصب والا
کیا جانیے کس حال مین ہوئے گا عزیز دو
دل آج مرا سلمہ اللہ تعالے

رگ رگ ترے ہجر میں اے رشک مسیحا　مرتا ہوں مرے اب کوئی جینے کی ڈالا
شاید کہ سوا رات کو سینے میں مرا دل　نے آہ نہ زاری نہ دم سرد نہ نالا
وہ آپ سے روٹھا نہیں ملنے کا نظر آہ　کیا بیٹھا ہے چل پاؤں پڑ اور اسکو منالا

آخر آفتاب کی تمازت زیادہ ہوئی کچھ ہی دور راہ طے کی تھی کہ بار مفارقت نے بٹھا دیا تھک کر ایک جگہ بیٹھ رہا فرش خاک پہ لوٹنے لگا اور باد صبا سے یہ کہتا تھا کہ بمقتضائے غزل

اے باد مشکبو بگذر سوے آن نگار　بکشا گرہ ز زلف و بوے بمن سپار
بااو بگو کہ اے مہ نامہربان من　باز آکہ عاشقان تو مردند از انتظار
دل دادہ ایم مہر تو از جان خریدہ ایم　بر ما جفا و جور فراقت روا مدار
اے دل بساز با غم ہجران و صبر کن　اے دیدہ در فراقش ازین بیش خون مبار
بارے خیال دوست بہ پیش نظر کنیم　چون بر وصال یار نداریم اختیار

اسی رنج والم میں جب تیسرا پہر ہوا اور سہانا وقت صحرا میں تھا درخت ہرے ہرے گلہائے زخم داغ دل کو تازگی دینے لگے یہ بیچارہ یاس و حرمان کا بار دوش امید پہ اٹھا کر آگے بڑھا اگر لوح ملنے سے یہ ماجرا گذرا کہ وہ نہ طلسم پہ پہنچنے درۂ کوہ میں جو سیارہ و شاپور مکر ٹے بیٹھے گویا ہوئے کہ اے حنظل ہم بھی طلسم میں جاتے ہیں کیونکہ شہزادہ فاتح طلسم ضرور ہی ہم ڈھونڈتا ہے پھر رفاقت کا یہی مزا ہے کہ ہر حال میں انسان شریک رہے حنظل نے کہا اگر تم جاتے ہو تو میں بھی چلتی ہوں یہ کہہ کر مع عیاروں کے داخل درۂ کوہ ہوئی اور بعد طے مسافت راہ اس جنگل میں پہونچی کہ شہزادہ اور ملکہ جہان ملاقی ہوئے تھے دیکھا کہ بار ٹوٹے پڑے ہیں شراب کی بوتلیں اور جام اوندھے ہیں گویا اہل انجمن کی یاد میں سر جھکائے کچھ سوچتے ہیں پھول لالے کے داغ دل دکھاتے ہیں بزبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ اسی جگہ سے کسی کو داغ دل نصیب ہوا ہے بیت جابجا پھول یہ لالے کے نہیں صحرا میں جم گیا خون ٹپک کر ترے سودائی کا حنظل نے کہا اے سیارہ یہاں معلوم ہوتا ہے کوئی بیٹھا تھا یہ کہہ کر خاک اٹھا کر سونگھی اور خوش ہو کر کہا کہ شہزادے کے قدم مبارک کا پتا ملتا ہے غرضکہ تخت سحر پہ بیٹھ کر بعجلت تمام چلی اور ایک جگہ پہ پہونچ کر صدائے نالہ و فریاد اس نے سنی کہ کوئی مجنون دشت الفت کراہتا ہے غم دل زبان پہ لاتا ہے اس نے کان لگا کر سنا تو یہ سنائی دیا کہ مسدس

پہلے لگا کے دل کو مرے تو نے اپنی چاہ　جب مر چکے ہم آہ تو کی تو نے اپنی راہ
سمجھے ترا فریب ہم اے شوخ کجکلاہ　ابھی یہ تو نے رسم نکالی ہے واہ واہ
دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

حنظل اور عیار اسی جگہ اترے شہزادے کو شعر عاشقانہ پڑھتے جاتے دیکھا حنظل اور عیاروں نے رو بہ رو آکر تسلیم
کی اور مزاج پوچھا شہزادے نے کہا حالت طلسمی مجھ پر طاری ہے اسی وجہ سے یہ بیقراری ہے لوح طلسم بفضل
خدا اسے میں نے پائی ملکہ بران دختر کوکب نے بھجوا دی اس لیے کہ عمرو کا کوکب شریک ہمارا ہے سارا حال
جو زبانی ملکہ کے سنا تھا بیان کیا یہ نہ بتایا کہ ملکہ خود آئی تھی اور میں اس پر عاشق ہوا ہوں یہ اس لیے نہیں کہا کہ
ملکہ چلتے چلتے منع کر گئی تھی کہ میرا راز ظاہر نہ کرنا الحاصل لوح ملنے سے حنظل خوش ہوئی اور سمجھی کہ یہ
لوگ بڑے صاحب اقبال ہیں اسی طرح شاہ جادوان کو بھی یہ قتل کریں گے غرض یہ سب ملکہ مع شہزادہ
ایک جگہ ٹھہرے اور مصروف راحت ہوئے یہ حال سنیے کہ جیسے تک بران صحرائے طلسم میں رہی اس صحرا
کے محافظ ساحر البتہ سحر ملکہ سے جب ملکہ چلی گئی اسوقت بسبب لوح کے شہزادے کا کچھ کر نہ سکے مگر
خدمت آئینہ ہار میں گئے اور مجرا کر کے عرض پیرا ہوئے کہ اے بادشاہ عالیجاہ طلسم کشا صحرائے طلسم میں داخل
ہوا اور جب سے صحرا میں آیا ہے ہم لوگوں پر عجب سانحہ گذرا کہ سحر فراموش ہو گیا اور جب گھر سے نکلے تھے تو سوا
ایک دیوار سرخ یاقوت کے اور کچھ نہ دیکھتے تھے مگر جب وہ دیوار اسوقت ہوئی تو ہماری نگاہ میں باہر آنے
سے تاریکی نظر آتی تھی حاصل یہ کہ کسی طور سے ہم طلسم کشا کا حال دریافت نہ کر سکے آج ہمکو سحر بھی یاد آیا
اور ہم نے اسکو گرفتار کرنا چاہا مگر اس کے پاس لوح طلسم ہے ہم کچھ نہیں کر سکتے ہاں خیریت ہے یہ سننا تھا کہ
آئینہ بدحواس ہو گئی اور چاہتی تھی کہ خود جائے اُسوقت بہن اُسکی شعلہ دار جو طلسم کوکب سے چلی تھی آکر
پہونچی اور بہن سے ملی حال پوچھا آئینہ نے کل کیفیت بیان کر کے مستفسر ہوئی کہ بہن ملکہ بران کا حال کہو کہ
وہ کس طرح ہیں شعلہ نے کہا کیا حال اُن کا پوچھتی ہو وہ شریک مسلمانان ہوئیں عمرو عیار وہاں آیا ہے اسی کے استقبال کو
تمام ناظم بلائے گئے ہیں بڑی تیاری ہو رہی ہے تمہارا خط میں نے دکھلایا تھا ملکہ کو انھوں نے مجھکو تاکید حکم دیا کہ جا
لوح ایرج کو دلادے اس کیفیت کو سنکر آئینہ اور زیادہ گھبرائی اور کہا معلوم ہوا کہ لوح طلسم کشا کو ملکہ نے
لوحدار سے دلا دی محافظان صحرا ابھی عرض کر گئے ہیں کہ لوح اس کے پاس ہے اے بہن تم جاکر دریافت تو کرو
کہ لوحدار کس فکر میں ہے مگر فکر گرفتاری طلسم کشا کرتی ہوں شعلہ دار اسکے کہنے سے لوحدار کے مکان پر گئی اُسے
تعظیم کر کے بٹھا دیا حال پوچھا اس نے سارا حال بران اور عمرو کا بیان کیا لوحدار تو واقف ہو چکی تھی یہ سب
مفصل دار حال سنکر گویا ہوئی کہ اے بہن شعلہ دار سنو ہم کو اور تم کو لازم ہے کہ طلسم کشا سے چلکر ملیں جو ملیں کیونکہ
ایک تو مسلمان صاحب اقبال ہوتے ہیں دوسرے کوکب ایسا بادشاہ جب ان کے شریک ہو گیا پھر اس
طلسم کا بچنا غیر ممکن ہے شعلہ دار نے کہا آئینہ مجھکو مار ڈالے گی لوحدار بولی کہ جب لوح طلسم کشا پاس ہے پہونچیگی
تو آئینہ کیا کر سکتی ہے پھر اسمیں کیا طاقت رہے گی ہاں افراسیاب سے مدد طلب کرے اور وہ خود آئے تو
شاید آئینہ لڑ سکے سوا افراسیاب کا مقابلہ کرنے کو کوکب موجود ہے میں بہن تمہارے بھلے کو کہتی ہوں
اگر تم کو جان و مال اپنا بچانا منظور ہے تو میرے ساتھ چلو اور میں تو تم جانتی ہو کہ ہمیشہ سے مطیع کوکب ہوں جسکا

وہ شریک ہے اسکی مین بھی شریک ہون شعلہ دار کو سمجھانا اس کا پسند آیا اور سوچی کہ یہ سچ کہتی ہے پس گویا ہوئی کہ اچھا
اے نوصدار جو تم نے کہا مجھے منظور ہے نوصدار نے کہا تو اسی وقت میرے ساتھ چلو اور خدمت طلسم کشا مین
چلکر ٹھہرو کیونکہ کچھ دیر مین بموجب ہدایت لوح کے طلسم کشا آیا چاہتا ہے اور جب وہ یہان آجائے گا اس
غدر مین ایسا نہ ہو کہ ہماری بھی جان جائے شعلہ دار نے کہا اچھا چلو نوصدار نے اپنے ملازمین کو تمام مکان
سپرد کیا اور ان سے کہا کہ مین ایک کام کو جاتی ہون تم ہوشیار رہنا یہ کہہ کر کچھ زر و جواہر لے کر مع شعلہ کے
اسی صحرا کی طرف جہان ملکہ نے اسکو بلایا تھا چلی خیال مین گذرا کہ طلسم کشا دشت طلسم پر جو صحرا ہے اس جا ہوگا
یہ سوچکر اسی طرف روانہ ہوئی اس جنگل تک پہونچی کہ راہ مین ایک درخت کے نیچے چند آدمیون کو بیٹھا
پایا ان کی سمت بڑھین ادھر **خنظل** نے جو دیکھا کہ جادوگر آتے ہین شہزادے سے کہا کہ آپ الگ ہو جائیے
چند ساحر آتے ہین انکا حال معلوم کرتی ہون کہ کون ہین یہ کہکر آگے بڑھی اور ایک نارنج سحر ٹھوکر مارا
نوصدار نے دستک دی کہ نارنج زمین پر گر کر رہ گیا اور اس نے پکار کر کہا کہ بارادۂ اطاعت ہم آتے ہین
کوئی دشمن نہین ہین بلکہ ہم ملازمان ملکہ **بران** ہین یہ سنا تھا کہ شہزادے نے **خنظل** کو منع کیا اور آپ آگے
بڑھے نوصدار نے دوڑ کر سر پاؤن پر رکھ دیا شہزادے نے سر اسکا سینے سے لگایا پھر شعلہ دار کی ملازمت
ہوئی جب یہ دونون حلقۂ اطاعت مین آچکین نوصدار جادو عرض رسا ہوئی کہ حضور نے نام رباب طلسم شکنی
کیون فرمایا ہر چند کہ آپ کا آئینۂ اقبال تو زنگ غبار مکدر نہین کر سکتا ہے لیکن دشمن کو مہلت دینا نہ چاہیے شہزادے
نے اس کے کہنے سے وضو کیا اور لوح الطلسم کو دیکھا اس مین کچھ معلوم نہ ہوا واضح ہو کہ لوح طلسم کی شکل قرعۂ رمال
کی ہوتی ہے جیسا کہ اربعہ عناصر سے علم رمل وضع کیا گیا ہے ویسے ہی طلسم بنانے کا حال اور اس کے باطل کرنے
کا ماجرا حکما نے لوح طلسم مین رکھا ہے مثال اسکی یہ ہے کہ چار نقطہ اس طرح پر دے (⁞) ان کو اس طرح
پر منقسم کیا کہ اول نقطہ آتش دوسرا باد تیسرا آب چوتھا خاک پس ان ہی چار نقطون کو چار مین ضرب دیا
تو چار چوک سولہ ہوئے سولہ شکلین علم مین بنا کر قرعہ مین کندہ کین اور ان شکلون کو تمام عالم سے حسب مزاج
عناصر منسوب کیا یعنی آتشی شکل کو مشرق سے منسوب کیا اور مزاج گرم سے اور بیماریون مین صفرا سے
قس علی ہذا جو اشیا کہ آتشی ہین اس شکل کو انہی سے نسبت دی اور اسی طرح بادی شکل کو بادی چیزون
سے اور آبی کو آبی چیزون سے اور خاکی کو خاکی چیزون سے نسبت دیا پس رمال جب قرعہ پھینکتا ہے
جس طرح کی شکلین قرعہ مین آتی ہین ویسا ہی حال دریافت کرتا ہے کہ گو بظاہر وہ ایک چھوٹا سا قرعہ ہوتا ہے
مگر تمام عالم کا حال اس سے آئندہ زمانہ کا بتلا سکتا ہے ویسے ہی لوح بھی حکما نے بنائی ہے کہ طلسم کے رب النوع
بھی ہوتے ہین اور اسکے ہر چیز کی پیدائش سے اطلاع رکھتے ہین پس لوح مین کچھ نشان ایسے بنا دیے
ہین جس سے حال یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخص سے یہ طلسمی مرحلہ اور شعبدہ باطل ہوگا طلسم کشا کے دل پر
خدائے تعالے ان خطوط کو اور نکات کو ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اس حال کو دریافت کرکے طلسم توڑتا ہے

اور سوائے طلسم کشا کے دوسرا کوئی نہیں پڑھ سکتا جسکی قسمت میں وہ طلسم فتح کرنا ہوگا اسی پر حال لوح ظاہر ہوگا اور یہ بھی قید ہے واسطے فتاح طلسم کے کہ وہ شخص نسل پیغمبر سے ہو اور اپنے وقت کا صاحبقران عصر ہو اور ہر علم سے واقف ہو اور مثل رستم و اسفندیار ایسے ہزار پہلوان کا اپنے جسم میں زور رکھتا ہو جب طلسم فتح کرسکتا ہے اور پہلے رجوع بعالم غیب کرکے معلوم کرے کہ میں توڑنے والا اس طلسم کا ہوں یا نہیں اگر بشارت ہو کہ ہاں یہ طلسم تم فتح کرسکو گے اسوقت قصد اس کا کرے اور اگر منجانب غیب بشارت نہ ہو تو ہرگز عزم نہ کرے اسلیے جب اسد کو طلسم ہوشربا میں امیر نے بھیجا تھا تو خواجہ بزرجمہر سے دریافت کرلیا تھا کہ طلسم ہوشربا کی فتح کس کے نام ہے جب خواجہ بزرجمہر نے اسد کا نام بتلایا اسوقت امیر نے بھیجا اور امیر کے بیٹے ہر علم سے ماہر اور شجاع اور نسل پیغمبر جناب ابراہیم سے ہیں الغرض اب آتا ہوں میں مطلب پر کہ شاہزادہ ایرج نے جب دیکھا کہ حرف لوح ظاہر نہ ہوئے خیال میں گزرا کہ تو نے بشارت عالم الغیب سے نہیں پائی شاید تو فتاح طلسم نہیں ہے پس آج رات کو عبادت صانع طلسم عالم کرکے فیضیاب بشارت سے ہونا چاہیے یہ سوچکر چاہا کہ مصلے بچھائے پھر خیال میں آیا کہ اگر تو فاتح اس طلسم کا نہ ہوتا تو یہ سامان بہم نہ پہونچتا یعنی یکایک لوح نہ ملتی تیغہ سحر دستیاب نہ ہوتا شہزادی طلسم کی تیرے عشق میں قید نہ ہوجاتی یہ سب آثار فتح طلسم کے ہیں اور اسی کو بشارت غیبی سمجھنا چاہیے پس یہی سوچ رہا تھا کہ لوحدار نے بڑھکر دست بستہ عرض کیا کہ حضور کے چہرۂ اقدس پر آثار فکر و تردد کے پائے جاتے ہیں اس کا کیا باعث ہے شہزادے نے فرمایا کہ اے لوحدار میں نے لوح کو دیکھا تو اس میں کچھ ظاہر نہیں ہوتا اسی فکر میں ہوں کہ کیونکر طلسم توڑوں لوحدار نے یہ سنکر عرض کیا کہ داری یہ طلسم سخت زیادہ ہے بانیان طلسم نے لوح یہ بنا کر اسکو تاریک کردیا ہے اور اسکی لاگ یہ رکھی ہے کہ سمت مغرب ایک دریا ہے اس دریا پر جاکر لوح کو جب طلسم کشا دکھائے تو اس دریا سے مچھلی نکلے گی کہ نام اسکا ماہی نگین طلسم ہے واقعی اسم باسمی ہے پس جب وہ مچھلی باہر دریا سے آئے تو اس کے دو ٹکڑے کرے اور اسکے خون سے لوح کو دھوئے تب لوح میں حرف پیدا ہوں گے یہ کنیز ازبسکہ لوحدار بھی اس وجہ سے حال جانتی تھی تاب ایسا ہی کہیے کہ اسی دریا کی جانب روانہ ہوجیے شہزادہ یہ بیان سنکر بہت خوش ہوا اور بموجب اس کے بتلانے کے اسی جانب چلا یہ سب بھی ملکر بندر سحر اڑے اور عقب شہزادہ چلے عیار بھی دونوں پراگندہ ہوکر بطرز مختفی چلے شہزادہ سیر طلسم کرتا کہیں کوہ کہیں دریا کسی جا دشت پر فضا دیکھتا ہوا روان تھا آخر بعد قطع منازل و طے مراحل اسی دریا پر گزر ہوا کہ جس کا پتہ لوحدار نے بتایا تھا ایک دریائے زخار و قہار کو دیکھا کہ ایک ایک موج اس کی بسان کوہ بلند ہوتی ہے حباب نہر سے آنکھیں نکالے ہیں گرداب گردش بدبختاں یاد دلاتے ہیں بچہ و لطمہ جبرا ہے ہوئے دل کی طرح جوش مارتے ہیں جیسے دل کو گھلاتے ہیں حباب اس کے رشک حباب آسمان غنچہ خورشید بود اسکی عظمت و جلال کے لرزاں فرط ندامت سے برج آبی میں جاکر سرد ہوجاتا چہرہ اسکا تمام زرد ہوجاتا

بلکہ اسی دریا مین غیرت سے ڈوبا نظر آجاتا جانوران آبی اس قلزم زخار کے کنارے بیٹھے اتنے بڑے تھے جو نسر سپہر کو شکار کرتے بلکہ انکے خوف سے کرگس فلک اور سیمرغ قاف آشیانہ اور گھونسلے سے چرخ برین کے باہر نہ نکلتے ماہی زمین روبروے نہنگ دلتنگ ہو کر زیر زمین پوشیدہ سرطان فلک مقابل سرطان سہاچا عکس آسمان کا جو اس بحر مین ظاہر ہوتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یم بے پایان آسمان غیرت سے پانی مین ڈوب گیا ہے کہ بمقتضاے ابیات

وہ تھا بحر پرجوش قہر خدا / کہین اسکا پیدا کنارہ نہ تھا
روانی مین تلوار کی جیسے دھار / مسلسل ہر اک موج تھی مثل مار
کہین اسکا دیکھا ہو اکبار جوش / تو بے رعد کے دل مین پیدا خروش
اگر جوش پر آئے ہو وہ روان / تو بہتی پھرے کشتی آسمان
اسی بحر کا سن کے قہر و عذاب / ہوا ہے سمندر کا دل آب آب

ایرج اس قلزم بے پایان کے کنارے ٹھہر اتفاقاً حنظل و بوحدار و شعلہ بھی تھین اور عیار بھی آئے اور بوحدار نے عرض کیا کہ اے شہریار کوئی دم مین آئینہ یہان آئے گی اور بکھیڑا مچائے گی آپ عیارون سے فرمائیے کہ صحرا مین پراگندہ ہو کر صورت بدل کر پھرین اور آپ کے حال کو دیکھتے رہین وقت پر آپ کے پاس آجائین اور مجکو شاہ کوکب نے ایک سحر بتایا تھا کہ شاید مجھ سے طلسم ٹوٹ بھی جاتی ہے تو بند دائرہ سحر کے احاطہ بنانا اور اسمین مقیم رہنا مجکو گرفتار نہ کر سکے گا بس مین کنارے اس دریا کے کسی مقام پر احاطہ سحر بنا کر مع حنظل و شعلہ کے اُسمین بیٹھون گی جب آپ طلسم فتح کرین گے اُس وقت حاضر ہونگی شاہزادے نے یہ رائے پسند کی اور اسکو اجازت دی بوحدار وہان سے چلی اور ایک جگہ محکم و استوار دیکھ کر ترسول سے گرداگرد اپنے دور تک گنڈلا کھینچا اور اسمین بیٹھ کر سحر پڑھنا شروع کیا کچھ دیر مین وہ گنڈلا چار دیواری سنگ سیاہ کی بنکر تیار ہوا اور ایسا ایک حصن حصین فلک تمکین بنا کہ دروازہ شاہ درجاسپ چین بھی سامنے اس کے پست و ناپائدار تھا کہ ابیات

یکے کاخ بد تارک اندر سماک / نہ از دست رنج و نہ از آب خاک
حصارے ز سنگ ست نزدیک کوہ / پر از سبزہ و آب دور از گروہ
چنان قلعۂ بد سر اندر سحاب / کہ بر وے نہ پرید پران عقاب
یکے راہ بر وے وے ساختہ / لبان سپہرے برافراختہ

اس حصار مین بوحدار اور وہ دونون ساحرہ مقیم ہوئین اور عیار بھی جنگل مین جا کر صورتین بدل شاہزادے کی خبرگیری کرنے لگے بیٹھے قریب اسی دریا کے پھرنے لگے یہان تو یہ ماجرا گذرا اور اُدھر جب شعلہ دار کو گئے ہوے عرصہ گذرا آئینہ نے کتاب طلسم آئینہ نکالی اُس مین دیکھ کر معلوم کیا کہ طلسم کشا سمت دریاے مغرب

جاتا ہے لوح ساحر نے اسکو دیدی ہے اور شعلہ نے اطاعت کی ہے یہ دیکھتے ہی اس پر غضب طاری ہوا اور اُسی وقت نفیر سحر بجائی افسران فوج سے حکم تیاری لشکر دیا تین لاکھ ساحر غدار باز و بط و فیل و اسپ و اژدر سحر تیار ہوکر سوار ہوا ابر قہر اٹھنے لگین آندھیان بڑے زور و شور سے پیدا ہوئین رال و تیل کے شعلے اُڑنے لگے دمرداور نفیر و ناقوس بجنے لگے سامری و جمشید کی جے کی صدا بلند ہوئی آئینہ بھی تخت سحر پر جھکر بصد قہر و غضب چلی کہ بموجب

ابیات

جہان شد پر از نالۂ کرنای　　ز نالیدن سنج و ہندی درای
ہمے رفت لشکر گروہا گروہ　　نہ ہم دست پیدا نہ دریا نہ کوہ
شمار سپاہ آمدش صد ہزار　　ہمہ شیر مردان و آہن گذار
ز دریا بدریا نہ بد ہیچ راہ　　ز اسپ و ز پیل و ہیون و سپاہ

شہزادہ یہان لوح کا دو ٹکڑا کرکر دریا مین ڈالا چاہتا تھا کہ یکایک صدائے دہل و نقارہ سے زمین مین تزلزل آشکار ہوا اور پردے ہوا دریائے آہن موج مارتا نظر پڑا اپنے دیکھا کہ آئینہ تخت پر سوار تاج شاہی اور لباس فرمان روائی سے آراستہ آئی ہے اور تین لاکھ ساحر پشت پر اسباب سحر اور آلات حرب سے درست رواں ہین رہے آفتاب چھپا ہے اسقدر کثرت لشکر کی پائی جاتی ہے ہر ایک ساحر مکار و غدار ہے سحر مین جمشید روزگار ہے کانون مین کنڈل ڈالے ہین صورت ہیبتناک ہے منھ کالے ہین سحر مین آفت کے پرکالے ہین کہ

ابیات

ہر اک قدرۂ دودۂ سامری　　ہر اک عالم کشور ساحری
سیہ اُن کے منھ جیسے ہو کالی رات　　ہر اک ہے بن صورت و بد صفات
ملے منھ پہ اپنے عبیر و گلال　　پیے نشہ آنکھین کیے لال لال
سیہ منھ پہ سرخی کی ایسی پھبن　　کہ ہو چاند کو جیسے مریخ سے گہن

شہزادہ ان کو دیکھکر ٹھہرا تھا کہ آئینہ تخت سے اُترکر دست بستہ سامنے آئی اور براہ مکاری گویا ہوئی کہ ای شہریار گردون وقار میرے طلسم کو باطل کرنے سے کیا فائدہ آپ اُس کھیلی کو نہ نکالیے مجھ سے باج و خراج لیجے اور مجکو اپنی کنیز جانیے ملکہ بلورہ کو بھی مین نے چھوڑ دیا یقین ہے کہ خدمت مین آئین آپ میرے ہمراہ قلعہ طلسم مین تشریف فرما ہوجیے تاکہ عقد ملکہ کا آپ سے ہوجائے شہزادے نے یہ تقریر سُنکر خیال کیا کہ جب بادشاہ طلسم اطاعت کرتی ہے تو پھر کیا ضرور ہے کہ محنت طلسم شکنی گوارا کیجیے اور اُسکے ملک کو برباد نہ کیجیے یہ سوچکر چاہتا تھا کہ آئینہ کے ساتھ جائے اُسوقت عیار جو ساحر بنے ہو پھر رہے تھے فوج آتے دیکھکر قریب شاہزادہ آئے اور گفتگو سب آئینہ کی سُنکر پکار کے کہا کہ شہزادے اگر یہ براہ اطاعت آئی تو فوج ساتھ نہ لاتی معلوم ہوا کہ فقرہ دیتی ہے اگر بلورہ کو چھوڑ دیا تھا تو ساتھ

کیون نہ لائی اچھا اس سے کیسے کہ تو شہر مین مچھلی نکال لون اور لوح دھولون تو تیرے ساتھ چلون یہ کہکر عیار
غائب ہوگئے اور شہزادہ ہوشیار ہوگیا اور آئینہ سے مری کہا جو عیار کہہ گئے تھے وہ سمجھی کہ یہ اب نہ گرفتار
ہوگا بس افسران فوج کو للکارا کہ گرفتار کرو اسکو فوج شہزادے پر چلی اور شہزادے نے جلد لوح کو
دریا مین ڈالا لوح دریا مین پڑنے سے ایک شور وغل پیدا ہوا اور بہت سے پتلے برد کمان ییسے نکلے اور فوج
پر تیر افگنی کرنے لگے کہ فوج کا بڑھ غبار کا اور ایک مچھلی دریا سے نکلی اسکو دیکھکر اژدر دہان کالی زہرہ آب
ہوجاتا حوت فلک کلمہ الامان زبان پر لاتا اگر دیکھتا وہ مچھلی [illegible] اژدہا جیسے تیکھے تو فلک کا [illegible]
شہزادے نے لوح دریا سے نکالی اور مچھلی [illegible] کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور لب ساحل
سیل خون جاری ہوئی شہزادے نے لوح [illegible] پر شور و غل بلند ہوا بعد لمحہ کے جو دیکھا تو
لوح مثل خاطر صافی دلان منور و روشن ہے اور سپارہ [illegible] طلسم آئینہ کی خون ماہی سے
صیقل ہوئی اب صورت مطلب اُسمین نظر آنے لگی [illegible] لوح روشن ہوئی وہ پتلے جو لڑتے
تھے پھر دریا مین کود کر غائب ہوگئے لشکر [illegible] شہزادہ [illegible] شہزادے نے لوح کہ
اُسمین حمد الٰہی اول و نعت رسالت پناہی [illegible] ظاہر تھے جس سے یہ معلوم ہوا کہ
فاتح طلسم واسے سپارہ این عجائبات جسپر [illegible] کشادے دریا کے دیکھتا اُس دعا
کو کہ دعائے قمر ہی پڑھکر اُس فوج کی جانب پھونکے [illegible] اور لوح کو [illegible] قمر
مین نمایا اور قمر کا برج سرطان ہے اور قمر [illegible] پر شرف ہے اور قمر [illegible]
ہو اس بمقابلہ مشتری بعد ہی تھی اور مشتری مالک [illegible] ہے اسی سبب مچھلی کے مارنے کا
اور اُسکے خون سے لوح کے دھونے کا حکم تھا [illegible] کی [illegible] تھی جو پتلے دریا سے نکلے
نکلے تھے اب تاثیر مقابلہ مشتری ختم ہوئی لازم [illegible] شاہزادے نے دعا جو اسمین
لوح پر لکھی تھی جلد جلد یاد کرکے پڑھی اور لشکر کی طرف [illegible] دریا کو تلاطم ہوا اور اس قدر
بڑھا کہ لشکر ڈوبنے لگا آخر ساحر پرواز کرکے [illegible] پر سحر کرنے لگے لیکن سحر کے سبب [illegible]
کے شاہزادے پر تاثیر نہ کی اور پھر اُن نے [illegible] دریا سے کچھ پری زاد جن کے سر پر [illegible]
پہنے سفید لباس قامت رعنا پر آراستہ [illegible] کے سب اپنے ہاتھ مین آئینے لیے [illegible]
بالائے فلک گئین اور ساحرون کو وہ آئینہ دکھائے [illegible] آئینہ دیکھا [illegible] ہوکر دریا مین گرا
اور ڈوب گیا یہ کیفیت آئینہ دار دیکھ [illegible] تاب استقامت نہ لائی جب [illegible]
ہوئی فوج مین بہت لوگ غرق بحر فنا ہوئے [illegible] دیکھکر لشکر [illegible] شہزادے
نے گوہر مقصد پایا بعد بھاگنے عدو کے [illegible] آئینے لیے دریا مین جاکر غائب [illegible]
نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین معلوم ہوا کہ برج ثور مین [illegible] زہرہ ہے اور اسی مین قمر کو شرف [illegible]

پریاں آئینے لیے نکلی تھیں اب تجھے چاہیے کہ یہی دعائے قمر بساعت قمر پڑھکر اور درود مسعود جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجکر دریا میں پھونک تا تاثیر قمر سے کشتی ہلال آسا چمکتی ہوئی کنارے سے از خود آئیگی اسپر سوار ہوکر پار دریا کے جانا کسی طرح ہراس دل پہ نلانا اور پار دریا کے ہوجکر پھر لوح کو دیکھنا خبردار غفلت نہ کرنا کس لیے کہ یہاں کا ہر ایک گل تیرے لیے خار ہے ہر غنچہ ہمہ دو مار ہر چوب دستہ ہی دہ دشمن درپے آزار ہے شاہزادہ حسب ہدایت لوح ٹھہر رہا اور خیال کیا کہ آج دن دوشنبہ کا تھا اس اول ساعت قمر کی تھی بعد اس کے زحل کی پھر مشتری کی پھر مریخ کی پھر شمس کی بعد اسکے زہرہ کی بعد اس کے عطارد کی بعد عطارد کے قمر کی دوسرے دور میں ساعت ہوگی اور ہر ستارہ دو گھڑی تیس پل اپنا عمل رکھتا ہے اس حساب کے بعد نصف النہار یہ دو گھڑی تیس پل کے ساعت قمر آغاز ہوگی پس یہ حساب کرکے منتظر رہا جب آفتاب وسط السماء سے گزرا اور دوپہر ایک گھنٹہ یا ساعت قمر آغاز ہوئی دعائے قمر پڑھکر دریا پر دم کی بحر میں تلاطم ہوا اور ایک کشتی بسان ہلال چاندی کی چمکتی ہوئی اس سمت سے دریا کے پیدا ہوئی اور چکر کھائی قریب ساحل آئی یہ گوہر بحر شجاعت صدف زورق میں در آیا وہ کشتی ہوا کی طرح دوسرے کنارے کی طرف چلی اور دم بھر میں اس پار پہونچی اس شناور قلزم جرات نے جست کی اور ساحل مقصد سے ہمکنار ہو کشتی سے اترکر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے آشنائے یم بے پایان طلسمات اس کنارے پر دم بھر توقف کر اور سیر دشت سے دل بہلا بعد ساعت قمر ساعت زحل آغاز ہوگی اسوقت قدم آگے اٹھانا قریب ایک پہاڑ کے گذر ہوگا وہاں اژدر نظر آئیگا یہ اسماء زحل جو جا بجا شیر پر لکھے ہیں سامنے اس پہاڑ کے پڑھنا پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھنا شہزادہ حسب ہدایت لوح دو گھڑی کنارے دریا کے ٹھہرا جب ساعت قمر تمام ہوئی اور ساعت زحل سے دورہ ساعت آغاز ہوا یہ آفتاب سپہر طلسم بعد جلال آگے بڑھا کچھ دور جاکر ایک کوہ پرشکوہ دیکھا کہ رفعت میں ہمسر چرخ بریں ہے بیحد ہیبت ناک اسکی زمین پر دروہ ہر ایک بسان قعر دوزخ منہ کھولے غار دہان کے مثال اژدر دہان نظر آتے پھر کوہ کے بالکل سیاہ جہنم سے زیادہ تاریک ہے چڑھنے کی راہ مثل صراط بال سے باریک کہ بمقتضائے نظم

کیسی راہ معلوم ہے گرد رہ سے
جو دوزخ کی تاریکی میں ہو تصور
فلک اسکے دامن میں گر چھپے
تو اس کوہ سے لینے آئے ضرور

درے میں اسکے ایک اژدھا منہ کھولے بیٹھا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ جہنم کا در کھلا ہے کہ بمقتضائے نظم

بکردار دوزخ یکے غار دید
بتاریکی اندر یکے کوہ دید
برنگ سیہ روے وچون شیر محے
دہن .. در از تیرگی ناپدید
سراسر شده غار از و ناپدید
جہان پر ز بالے وہنداے اشے

شہزادے نے اژدر کے سامنے شہر کی اسماء زحل پڑھنا آغاز کیا جب وہ اسم تمام ہوا ایک مرد پیر دوسرے
درے سے کوہ کے نکلا اور پکارا کہ اژدر طلسم یہ بیشک طلسم کشا ہی اسکی اطاعت کرنا اچھا ہی یہ کہہ کر قریب
شہزادے کے آیا اور عرض پیرا ہوا کہ اے شہریار آپ کوہ و قار میں آپ کا تابعدار ہوں ہمیشہ
اطاعت گذاری کرونگا بشرطیکہ لوح طلسم آپ مجکو دیں پھر مجھ سے جو جی چاہے وہ کام لیں شہزادے نے اس کو
توان یا تو ان کا کچھ جواب نہ دیا مگر لوح طلسم کو دیکھا اسمیں ظاہر ہوا کہ یہ پیر تاثیر زحل سے ہی اور کار زحل
سکاری ہی اور زحل و قمر باہم دشمن ہیں اس وجہ سے لوح کو شرف قمر سے بنی ہوئی ہی یہ مانگتا ہی تو اس سے
کہہ کر اے پیر مرد جب تم اس اژدر کو مار ڈالوگے اس وقت لوح پاؤگے شہزادے نے یہ دیکھکر اس پیر
سے کہا کہ آپ اگر مجھ سے محبت رکھتے ہیں اور اطاعت کرنے کا وعدہ کرتے ہیں تو مجکو بھی آپ ایسے بزرگ
سے محبت ہو گئی ہی آپ ایسے بزرگ کو لازم ہی کہ اس اژدر ملعون کو کہ یہ موذی خدائی مار اس پر دشمن قوم
انسان ہی مار ڈالیے تو پھر لوح مجھ سے لیجیے اس پیر نے کہا کہ پہلے آپ لوح دیجیے تو میں اسکو ہلاک
کروں شہزادے نے فرمایا کہ چہ خوش آپ میرے کون ہیں جو میں آپ کو پہلے لوح دیدوں قاعدہ ہی
کہ جب انسان مزدوری کرتا ہی اسوقت اجرت مانگتا ہی نہ یونہی پہلے سے خواہان اجرت ہوتا ہی تم
میرے کب کے رفیق ہو اور مجھ سے تم سے علاقہ کونسا ہی سوا آج کے اور کبھی کی ملاقات و صاحب
سلامت بھی نہیں پھر میں صاحب میں لوح پہلے کیوں دوں ہاں تم میرا کام کردو مجھ سے لوح اسکے
عوض میں لو پیر مرد یہ کلمات سنکر معقول ہوا اور ایک بلندی پر جاکر سنگ گران اٹھاکر سر اژدر پر
اس نے مارا کہ وہ اژدر سر پھٹکر ہلاک ہو گیا بھیجا اس کا پاش پاش ہو گیا تمام پہاڑ میں تاریکی ہو گئی
دیر تک زمانہ سیاہ رہا جب وہ اندھیرا مٹا وہ بڈھا شہزادے پاس آیا شہزادے نے روشنی ہوتے
ہی لوح کو دیکھا تھا اسمیں لکھا تھا کہ وہ پیر مرد جب اژدر کو مار کر آئے اور طالب لوح ہو کہنا لوح
حاضر ہی لیجیے لیکن اتنا کیجیے کہ اس اژدہے کو پھاند جائیے اور اس دریا میں کہ یہاں سے تھوڑی دور
ہی میرے ساتھ چلکر غوطہ لگائیے پھر لوح لیجیے غرضکہ اس پیر نے آتے ہی کہا کہ اے طلسم کشا میں آپ کا
کام کر آیا اب لائیے لوح مجھ کو دیجیے شاہزادہ نے کہا لیجیے مجکو دینے سے کب انکار تھا مگر اے پیر اس
اژدر کو پھاند کر میرے پاس آئیے اور میرے ساتھ چلیے آگے دریا ہی وہاں حمام کیجیے کیونکہ لوح ایسی
متبرک چیز پہننا نہ چاہیے اور جس کو انسان قتل کرتا ہی پھر دفع خونخواری کے لیے اس کی لاش کو پھاندتا
ہی بس یہ دونوں کام آپ کو کرنا ضرور ہیں جائیے اور دیر نہ فرمائیے پیر یہ سنکر اژدر پھاند گیا اور
شہزادے نے پھر لوح کو دیکھا اس میں لکھا کہ اے شکنندہ طلسم زحل و قمر ہر چند کہ دشمن ہیں مگر از راہ
عناصر دوست ہیں یعنی زحل کا مزاج خاکی ہی اور قمر کا مزاج آبی ہی اسی سبب سے یہ پیر مکار تمھارا
کہنا مانتا ہی اب جو یہ آئے تو اسکو اپنے ہمراہ اسی دریا پر کہ جہاں سے تم آئے ہو لے جانا اور اسکو نہلانا

جب یہ غوطہ مار کر دریا سے نکلے گا تو گھوڑا بن جائے گا باعث اس کا یہ ہے کہ قمر کو زحل پر بسبب سعدیت کے غلبہ
ہے یعنی قمر سعد ہے اور زحل نحس ہے پس سعد نحس پر غلبہ رکھتا ہے فی الجملہ جب یہ گھوڑا بنجائے تو ان درختوں پر جو
کنارے دریا کے لگے ہیں دیکھنا ساز و لگام وغیرہ ملے گی مرکب کو کھینچکر سوار ہونا اگر یہ کچھ شوخی کرے تو خوب مارنا
یہ تم کو ایک سمت لے جائے گا اور منزل مقصد تک پہونچائے گا شہزادہ لوح سے یہ حکم لے کر ٹھہر اتھا کہ وہ پیر
اژدر کو پھاند کر آیا شاہزادے نے فرمایا کہ اب تشریف لے چلیے اور دریا میں نہائیے پھر لوح کے گلے میں پہنے پیر
ان کے ساتھ ہوا اور قریب دریا پہونچکر شہزادہ ٹھہرا اور پیر دریا میں کود کر غوطہ لگانے لگا اور باہر نکلا بدن
میں سوزش ایسی پیدا ہوئی کہ کنارے پر لوٹنے لگا آخر گھوڑا بہت عمدہ کوہ کفل کوہ سرین بنکر تیار ہوا شہزادے
نے درختوں پر سے ساز و یراق اُتارا اور مرکب کے منھ میں لگام چڑھائی اُس نے شوخی اور اچھل کود کرنا شروع
کیا شاہزادے نے دو گھونسے پسلی پر ایسے مارے کہ وہ کانپ کر تھم رہا شہزادے نے اُسکو کھینچکر درست
کیا اس وقت سامنے صحرا کی طرف سے ایک بڑھیا پیدا ہوئی کہ فرط نقاہت سے سر اُسکا ہلتا تھا اور
بال جیسے روئی کا گالا سیاہ کپڑے پہنے لاٹھی پکڑے قریب آئی اور کہا کیوں بیٹا جو تھا رے ساتھ نیکی کرے
اُس کے ساتھ یہی کرتے ہیں کہ مارتے ہیں شاہزادے نے کہا کہ ایسا بھی ہوتا ہے مثل چلی آئی ہے کہ گدھے کو ارمار
کر گھوڑا بناتے ہیں وہ بڑھیا لگی منتیں کرنے شہزادے نے لوح کو دیکھا اسمیں معلوم ہوا کہ بڑھیا سے کہدو
کہ میں تھک گیا تھا بضرورت اس کو گھوڑا بنا لیا ہے کوئی ہرج نہیں ایسا ہوتا ہے آدمی سے کام نکلتا ہے
تم گھبراؤ نہیں یہ سامنے باغ نظر آتا ہے وہاں جاکر اسکو آدمی بنا دیا جائے گا تمہارا جی چاہے میرے ساتھ
چلو اسی کے ساتھ چلی آنا شہزادے نے لوح سے یہ مضمون معلوم کرکے اس بڑھیا سے کہا کہ بڑی بی
کیا قباحت ہے جو میں نے اس کو گھوڑا بنایا ہے کچھ چھین تو لیا نہیں اس کے حق میں اور بہتر ہوا کہ تنگی گئی اور
فراخی آئی خوش رفتاری سکھا دونگا بد چلن تھا چال اسکی بنا دونگا جو چاہتا تھا وہ کہ بیٹھا منھ میں لگام
چڑھائی سراسر اسکے ساتھ میں نے نیکی کی اگر تم کو برائی ثابت ہوئی ہے تو میں اُس باغ تک جو آگے ہے
اس کو لے جاؤنگا وہاں جاکر آدمی بنا دونگا تم بھی ساتھ چلو اس کو لیتی آنا یہ کہہ کر جست کرکے اس مرکب
پر سوار ہوا اور پیچھے پر دو مین کوڑے ایسے لگائے کہ وہ بلبلا کر طرارے بھرتا چلا وہ بڑھیا بھی پیچھے پیچھے
چلی اب یہ آفتاب سپہر طلسم اس دورۂ زحل میں مرتبہ کیوان جاہی پر پہونچا رخسار تاباں کی ضیا سے دشت
کو نورانی کرتا لسان سریع التکبیر فلک عجائبات تھا لوح قمر گلے میں ڈالے توسن زحل پر سوار رہ نورد صحرائے
ظلمات تھا یہانتک کہ بعد کچھ دیر کے ایک باغ سامنے سے دکھائی دیا قریب پہونچا دیکھا حصار باغ زمرد
نگار ہے دروازہ ایک ڈال زمرد کا تراشا ہوا نہایت عمدہ اور قطعدار ہے زنجیر اُس کی سبزہ رنگان دہر کو
سلسلۂ محبت میں لیٹنا سیر کرے حلقہ اُس کا حلقہ گوش کرکے پابزنجیر کرے خضر اس حصار میں آکر بڑی
چاہ سے صومعہ اپنا بنائیں جنگل کی راہ بھول کر بستر لگائیں شہزادے نے دیکھا کہ در باغ بند ہے لوح کو

دیکھا معلوم ہوا کہ مرکب سے کہو اُڑ کر اندر باغ کے لیجائے اگر اُڑ کر لے جائے گا تو کہنا کہ آدمی بناؤں گا اور اگر وہ نہ لے جائے گا تو آدمی نہ بناؤں گا شہزادے نے مرکب سے کہا کہ پہلے یہاں جو تم کو آدمی بننا ہو تو اُڑ کر اندر چلو اور اگر جو مردگی کروگے تو مار ڈالوں گا اور آدمی نہ بناؤں گا مرکب یہ سنکر پیدا کی سکے دیوار باغ اڑ کر اندر آیا جیسے ہی آیا دروازہ اُڑا کر گرا شہزادہ کود کر پشت مرکب سے الگ کھڑا ہوا مگر دروازہ گھوڑے پر گرا کہ وہ مر گیا شہزادے نے لقوت تمام دروازہ اٹھا کر الگ پھینکا اور گھوڑے کو نکالا دیکھا کہ وہ مر گیا تھا شہزادے کو اسکے مرنے کا رنج ہوا اگر لوح کو دیکھا اس میں لکھا کہ اے فاتح طلسم یہ باغ منسوبات زہرہ سے ہے اور زہرہ اور زحل باہم دوست ہیں اس مرکب کو یہاں کسی طرح موت نہیں ہوئی الجملہ کار زحل مکاری او رحیلہ ساز ہے اس نے دم چرایا ہے تم اس سے کہو کہ اے مرکب تو کیا دم چراتا ہے میں خود تجھکو مارے ڈالتا ہوں یہ کہکر اسکو چمکارنا یہ جی جائے گا شہزادے نے بموجب تحریر لوح مرکب کو دھمکا کر چمکارا وہ جی اٹھا اسکو کچھ میوہ کھلایا باغ کی نہر کا پانی پلایا پھر اسکو باندھ کر آپ باغ کی سیر میں مصروف ہوا دیکھا کہ گلشن نگارین ایسا سرسبز ہے کہ زرد رو سپہر نے بھی یہ سبزی نہ دیکھی ہوگی ہوا وہاں کی ہوا خواہ بہار تھی طرفہ ظرف گل کھلانے پہ تیار تھی غنچے نئے شگوفے باغبان بہاریہاں نے کھلایا تھا فلک اخضر نے نیا شعبدہ بازی گری کرکے دکھایا تھا کہ سنبل کی بیل سرو پر چڑھی تھی گویا سرو قامتوں اور شمشاد قدوں کی زلف رسا بڑھ گئی تھی کہیں نرگس قریب تاک انگور لگی تھی گویا چشم معشوق کسی کی آڑ سے جھانکتی تھی تاکتی تھی سوسن کی اور داہٹ مسعودی کی ٹٹی سے اسطرح ظاہر تھی کہ جیسے کوئی معشوق پردۂ زنگاری سے مستی ملکر منہ نکالے نوجوانان گلشن دہر کے دھوکہ میں ڈالا چاہتا ہے غنچہ مرجان بر سر سنبل اس طرح چھپایا تھا کہ زلف شاہد چمن سنوارتا تھا غنچے مٹھیاں باندھے کھڑے تھے گویا زر گل چھپائے تھے جام لالہ احمر یاقوت نگار ایسے تھے کہ جس کے دیکھنے سے بہاران باغ کے ساغر چشم بادۂ تراوت و نزارت سے مملو ہو جائیں آنکھوں میں مستی آجائے دل وجان کی سیر سے زہے ایسی بیخودی چاہئے

نظم

ہمہ سالہ روز خوش بہاران بدی — گلان چہرہ رخ گلعذاران بدی
جہانی ز پیری شدہ نوجوان — ہمہ سبزہ و آبہائے روان
زمین ہمچو از سبزہ و آب نم — شد آراستہ ہمچو باغ ارم

شہزادہ سیر اس بہار جانفزا کی دیکھتا قریب بارہ دری کے اس باغ کی پہونچا وہ بارہ دری سراسر طلسم کی تھی کیا صفت اس کی لکھی جائے حوروں کا قصر جنان چھوڑ کر اس جگہ رہنے کو جی چاہے کہ ابیات

ایسا چمک رہا ہے تجلی سے یہ مکان — جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے
ایسے ہلال اسمیں سنہری ہیں دلپسند — ہر بار جنکے خم پہ مہ نو نثار ہے
گرد انکے جالی اور بچھے ہے زرفشان — جو نقش اسمیں ہے وہ جواہر نگار ہے

پر دست بادل نگار پڑھتے تھے خاطر بستہ کی گرہ کھولتے تھے شاہزادہ ہنوز اسکے اندر قدم زن ہوا تھا کہ وہ بڑھیا
جو ساتھ آئی تھی غل مچانے لگی اور باغ پر پچھاڑیں کھانے لگی کہ دوڑو دیو اس مکان میں آیا ہے سب مال
غارت کیا چاہتا ہے شاہزادے نے دیکھا کہ اُسکے شور کرتے ہی سامنے سے بارہ ہزار ساحر آلات
حرب سے آراستہ مرکبوں پر سوار ظاہر ہوئے اور اُنکے آگے آگے ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر تھا کہ سیاہی
اُسکے چہرۂ نحس کی سواد زحل کو شرماتی تھی مار سیاہ کو پیچ و تاب میں لاتی تھی موئے ہائے صحرائی ہار مین گندھے
ہوئے اُسکے گلے میں پڑے چار ہاتھ اور چار پاؤں اس طرح سے کہ دو پاؤں اصلی مثل انسان کے اور
دو کمر کے برابر سے پیدا ہو کر تا بزانو پہنچے ہوئے ایک ہاتھ میں ترسول ایک میں مشعل آتشین لیے
اور دو ہاتھوں سے چوہے کی دم تھامے چوہے کو لٹکائے منہ سے چو چو کرتا آتا ہے شہزادہ نے اسکو مع
فوج کے دیکھکر لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ یہ جو ساحر آتا ہے زحل صورت ہے دشمن لوح ہے کہ مقابلے میں زحل کے
لوح بھی ہے پس یہ باغ منسوبات زہرہ سے ہے اور زہرہ و زحل باہم دوست ہیں اگر یہ اندر باغ کے آجائیگا
تو مارا نہ جائیگا کیونکہ زحل کو خانہ زہرہ میں بسبب اسکی دوستی کے عروج ہے پس لازم ہے کہ غور کرو تو ساعت
قمر میں چلا تھا بعد اُسکے ساعت زحل ہوئی بعد زحل کے اس وقت ساعت مشتری ہے تو
باہر باغ کے جاکر تیر و کمان سے اس ساحر کا مقابلہ کرو اور اگر ساعت مشتری نہ ہو تو باہر باغ کے نکلنا اور
کسی جگہ اپنے تئیں مخفی کرنا یہ ساحر باغ میں آکر تجھکو ڈھونڈھے گا پھر نکلکر جانے لگے گا اس وقت اس سے
مقابلہ کرنا یہ لوح کا حکم دیکھکر شاہزادے نے حساب کیا تو بقدرت خدائے تعالےٰ وہ ساعت مشتری
ہی تھی کس لیے کہ یہ زحل کی ساعت میں آئے تھے اور ڈھائی گھڑی باغ کی سیر میں گذر چکی تھی پس مشتری
کی ساعت معلوم کرکے شاہزادے نے باہر باغ کے قدم رکھا اور تیر بہ کمان میں پیوستہ کرکے اس
ساحر کو ڈانٹا کہ باش اے خیرہ سر تیرہ روزگار اس نے یہ نعرہ سنکے ترسول پکڑ کر حملہ کیا شہزادے نے
شست و شست کمان کھینچکر بابر کی اور تاک کر اس کے ہدف سینہ پر کینہ پر تیر لگایا کہ توڑ کر پشت
پار گذرا کہ بمقتضائے

ابیات

بہ بالیدہ چاچی کمان را بدست — بچرم گوزن اندر آورد شست
ستون کرد چپ را و خم کرد راست — خروش از خم چرخ چاچی بخاست
چو سوفارش آمد بہ پہنائے گوش — ز چرم گوزنان بر آمد خروش
چو پیکان ببوسید سر انگشت او — گذر کرد از مہرۂ پشت او

تیر کے پڑتے ہی وہ کافر گرا اور شور و غوغا اس لشکر میں بلند ہوا تمام لشکر تیغ و نیزہ و تبر و گرز لیکر
لینا لینا کہتے چلے شہزادے نے تیغ کو نیام سے کھینچا اور اُس لشکر پر آگرا پھر تو شمشیر صاعقہ خصال
مثل برق شعلہ بار ہوئی خرمن ہستی کو جلانے لگی زمین وہان کی برنگ سنگ مرجان سرخ ہوئی خون کی

ندی بہی کہ **نظم**

سبک ایرج رزم زن کان بدید — چو شیر ژیان نعرہ ہا برکشید
میان سپہ اندر آمد دلیر — ہمے برخروشیدن زہ شیر
دوانیدہ ران دشت جولان نمود — زمانے ہنرہاے مردانہ نمود
زخون خاک میدان گہی گشت سیر — بشمشیر شیران نخیر ست شیر
کمند از کمین بر زجان میگرفت — دگر گہہ روان را سوان میگرفت
گہے سوے چپ شد گہے سوے راست — بگردید و از ہر کسے کینہ خواست
بہر سو کہ مرکب برانگیختے — چو برگ خزان سر فرو ریختے
ز ورفت دیر رفت روز نبرد — کا ہی یم خون و بر ماہ گرد

شام تک اسی طرح سے شمشیر زنی رہی یہان تک کہ تیغ شعلہ فام آفتاب سپر زنگاری سپہر سے اٹھا کر نیام مغرب مین ترک روز نے رکھی اور ہندوے شب مع فوج انجم آمد ہوئی کہ **نظم**

شب عنبرین ہندوے نام او — شفق دردے آشام از جام او
مہ نو ز راہ سر افگندگے — بگوش اندرون حلقہ بندگے

شاہزادے نے شام ہوتے ہی لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ساعت مشتری مین تو باغ سے نکلا تھا اب مریخ کی ساعت گذری کہ کار مریخ جنگ و جدل ہے ساعت شمس آگئی ہے اسوقت تو اس فوج سے نکل جا کہ بارہ ساعت دن کی پوری ہوگئین یعنی دوشنبہ کا دن اول ساعت قمر سے دن آغاز ہوا تھا تیس گھڑی مین شمس پر دور پورا ہوگیا اب یہ تجھکو فوج نہ دیکھے گی جاکر باغ مین آرام کر اس رات کا خاتمہ ساعت مریخ پر ہوگا یعنے صبح منگل کا دن اول ساعت مریخ ہوگی اور یہ لڑائی ساعت مریخ مین آغاز ہوئی اسی کی ساعت پر ختم بھی ہوگی رات بھر یہ فوج باہم لڑیگی شہزادہ حسب ہدایت لوح اس فوج سے گذرتا ہوا باہر نکلا اور نگاہ لشکر سے غائب ہوگیا کسی نے اس کو نہ دیکھا یہ داخل باغ ہوا اور رات کو عبادت خالق مین بسر کرتا رہا ازبسکہ وہ باغ منسوبات زہرہ سے تھا اس باعث سے اسکو خیال ملکہ بہاران بہت آتا تھا عشق سینے مین جوش مارتا تھا باغ منسوب گل ہاے گلبدن کی یاد دلاتے تھے غنچہ ہنسکر یاد دہن مین رلاتے تھے جب بیقراری زیادہ ستاتی تو یہ غزل لب پر لاتا تھا کہ **غزل**

نالہ تا چرخ نہ پہنچا دل سودائی کا — نام جبتک نہ چڑھا صفحہ مین سودائی کا
قیس سے ڈھنگ نہ آیا دل سودائی کا — چرچا نہ ہوا کسی سے مری رسوائی کا
آئینہ ٹوٹ گیا کس کی خود آرائی کا — پڑ گیا لوٹ مین نظارہ تماشائی کا
بیکسی آپ سے باہر نہین جانے دیتی — مجھ سے آباد ہے عالم مری تنہائی کا

نکل جاتی ہے کسکے پانوٴن کے نیچے سے زمین — پر قدم چل نہیں سکتا شب تنہائی کا
ہم مسیحا کے جلانے سے کہین جیتے ہین — دم کسی اور کو دعوی تری گویائی کا
درد سر کو نہ کو آئے تھے ترے در پر ہم — لیجئے اور نیا روگ جبین سائی کا
لوٹ لے شوق سے اے صدمۂ فرقت مجکو — پاسبان کوئی نہین ہے شب تنہائی کا
دھوپ بھی بھاگتی پھرتی ہے سیہ روزون سے — ڈر ہے پڑ جائے نہ سایہ کسی سودائی کا

رات بھر اسی جوش و خروش مین بسر کی جسوقت کہ طلسم کشائے روز گنبد مغرب سے طلسم سپہر مین آیا اور لوح زمین پر قبضہ کرکے طلسم ظلمت فلک کو فتح فرمایا کہ نظم

دم روز چون چشمۂ آفتاب — بجنبید و بیدار شد سر ز خواب
تو گفتی کہ بر کشتی لاجورد — بگسترد خورشید یاقوت زرد

صبح کو بعد ادائے نماز شہزادہ گردن کش و سرفراز باغ کے باہر برآمد ہوا گویا آفتاب برج سنبلہ سے نکلا دیکھا کہ وہ فوج اسی طرح لڑکر سب کٹ گئی ہے کوئی دو چار سوار باقی ہین اس وقت تیغ کھینچکر شہزادے نے اُن پر حملہ کیا وہ تاب حرب شہزادہ نہ لا سکے رو بفرار لائے جب کوئی حریف باقی نہ رہا شہزادے نے دیکھا کہ وہ بڑھیا اور وہ گھوڑا بنا ہوا بڈھا بھی غائب ہو گئے اُسوقت لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ بعد ساعت مریخ ساعت شمس ہوگی پس اس ساعت بھر باغ مین توقف کر جب یہ ساعت تمام ہوگی تو ساعت زہرہ کا آغاز ہے پس اس ساعت مین زیر نجم بیٹھکر یہ اسمار جو حاشیہ لوح پہ لکھے ہین برائے تسخیر موکیل زہرہ مین پڑھنا کہ موکل اُسکے تسخیر ہو کر پوشاک طلسمی لائین اور اسلحہ طلسمی حاضر کرین کیونکہ آگے تجھسے اور بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہوگا اور وہ بغیر اسلحہ طلسم قتل نہ ہوگی یہ مضمون معلوم کرکے شاہزادہ اندر باغ کے آیا اور ساعت شمس تک اس بوستان روح پرور کی سیر دیکھا کیا جب ساعت زہرہ آغاز ہوئی وضو کرکے چمنستان مین نیچے ایک درخت سایہ دار کے بیٹھکر عمل زہرہ کا آغاز کیا اب کچھ دیر شاہزادے کو معروف عمل خوانی پہ کمترین مترجم رکھتا ہے اور حال لشکر ظفر پیکر صاحبقران مابیماہ اور لقاے گمراہ کا لکھتا ہے لموٴلفہ

کدھر ہے تو اے ساقی تند خو — لگا پھر مرے منھ سے لا کر سبو
کہان تک مصلے پہ بیٹھا رہون — کہان تک مین واعظ کی باتین سنون
ہے تر دامنی بہتر اس بات سے — کہ رو ؤن گنہ کے مکافات سے
ازان آب رنگین بنزدیک من — بہ از انکہ نفرین کند پیر زن
کرامت دکھائے مجھے جام کی — قسمت مجھے آئے اسلام کی
وہ بادہ پلادے مجھے تیز و تند — کہ ہو وے نہ تیغ زبان میری کند
رہے بار ور یہ میری طبع روان — رہے تیز تیغ قلم کی زبان

امنڈ کے گھر فوج کی بھی گھٹا — کھلیں گے مرے زخم بے انتہا
مجھے بھی پلا بادۂ لالہ رنگ — دکھاؤں بہار گلستان جنگ
کہوں اے سخن گوے بیدار مغز — کہے داستانے بیار اے نغز

پرچم کشایان رایت خامہ تحریر بنصرت قرین و علمداران لشکر فیروزی اثر مضامین شگفتہ تولے داستان کو معرکہ بیان مین باہزار صباے تحریر اس طرح اڑاتے ہین اور صفوف کار زار افسانہ طرازی میدان قصہ نگاری مین یون آراستہ فرماتے ہین کہ جب آفت شمشیر زن ماری گئی اور نازک چشم نے اس کی فوج سے وعدہ کیا کہ مین اہل اسلام سے عوض اس کا لونگی چنانچہ ایکدن یہ دربار مین بیٹھی تھی کہ بختیارک نے اسکو ترغیب جنگ دلائی کہا کہ ای ملکہ تمہارے آنے سے سو فارہ کا لڑا تا بھی موقوف رہا اور طلسم سے بھی کوئی اور ساحر افراسیاب نے نہ بھیجا نازک چشم نے خفا ہو کر کہا کہ ملک جی کیا مین منع کرتی ہون آپ جس کو جی چاہے لڑوائیے اور طلسم سے بلوائیے بلکہ مین جاتی ہون نہ یہان رہونگی نہ خلل اندازی کرونگی لقا یہ کلام سنکر بولا کہ لے بندی قدرت مجکو آزردہ نہ ہونا چاہیے شیطان مجھ سے بنتا ہے اس نے یہ عذر خداوند کا سنکر سجدہ کیا اور شام تک مصروف میخواری رہی جب طاق مینافام آسمان سے شیشۂ آفتابی آفتاب میکدہ مغرب مین رکھا گیا اور ساغر سیمین ماہتاب انجمن انجم مین دور پذیر ہوا

## نظم

چو خورشید سر سوے خاور نہاد — شب از تیرگی تاج بر سر نہاد
عروسش بتیرہ زمیدان بجواست — مے خاک با آسمان گشتہ است
از آواز صبح دم کرناے — تو گفتی بجنبید میدان زجاے

یعنی حکم سے نازک چشم کے طبل جنگ بجا سمع ہمایون بادشاہ اسلام مین صدا اسکی آئی اور ہرکارون نے بھی خبر عرض کی اس طرف بھی نقارہ اسکندری پر چوٹ پڑی رات بھر تیاری آلات حرب بہادرون مین رہی اس طرف ساحر سحر جگاتے رہے بوقین بجاتے رہے لڑنے والون نے اس شب کو اس قدر صاف کیا کہ چمک تلوارون کے ہر طرف سفیدۂ سحر کا گمان ہوتا تھا آئینہ آفتاب عکس افگن نظر آتا تھا زنگی شب تیرہ و نم بھاگا چاہتا تھا شمشیر زن تیغ حوصلہ جنگ پر ہر دینے کے ارمان کی باڑھ رکھتے تھے خنجر گذار نیام سے نکالکر یہ پتہ دیتے تھے کہ اسی طرح ارمان بھی نیام دل سے شجاعت کے نکلینگے غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب دم کوس رحیل عسکر شب کی صدا آئی یعنی صبح کی نوبت بجی اور سواری سلطان خاور کی بعد تجمل میدان فلک مین آئی کہ

## ابیات

چو روز درخشان برآورد خاک — بجستند یاقوت بر تیرہ خاک
بجو آن جامۂ شیر نگند شب — سپیدہ بخندید و بکشاد لب

امیر مسجد کر پاس سے در دولت پر آئے بادشاہ عالیجاہ بھی برآمد ہوئے ہر ایک کا مجرا ہوا سواری

شاہ نعمت نشان کی سوے دشت کارزار باسپاہ چلی گرد سپاہ سے روے روز روشن سیاہ تھا سر گرد تا بماہ تھا

نظم

| | |
|---|---|
| ز گوش و ز گرز و ز تیغ و ز گرد | سیہ شد زمین آسمان لاجورد |
| بیامد نشست از بر پیل شاہ | نہادہ بسر بر ز گوہر کلاہ |
| یکے تاج بر سر ز زر و گہر | پلنگ اندرون گرزہ گاو سر |
| ز خوش آب و ز رود زیرجد کمر | بیا زردہ بارہ ز یاقوت و زرد |
| یکے مہرہ در جام در دست شاہ | بکیوان رسیدہ خروش سپاہ |
| تو گفتی بدام اندرست آفتاب | دگر گشت خشم سپہر اندر آب |
| ز دریا و گوے گر برخاست موج | سپاہ اندر آمد یکے فوج فوج |
| ہزاران بس پشت او سرفراز | عنان دار با نیزہ ہائے دراز |
| تو گفتی کہ گیتی ہمہ زیر اوست | سر سروران زیر شمشیر اوست |

اسی کروفر سے میدان نبرد میں پہونچکر ٹھہرے تھے کہ آسمان پر کالے ابر پیدا ہوے اور بجلیاں چمکتی نظر آئیں کالی کالی بدلیاں اٹھ آئی دکھائی دیں سواریاں ساحرون کی میدان میں اتریں ہاتھی پر لقا سوار ہمراہ کی لاکہ ساحر نابکار ظاہر ہوا اور رزمگاہ میں پہونچکر حکم صف کشی دیا ساحرون نے صف کھینچی نازک چشم بھی آگے تخت بڑھا کے کھڑی ہوئی اس طرف بھی میمنہ و میسرہ وغیرہ درست ہوا قلب لشکر میں تخت شاہی ٹھہرا امیر معہ افسر سپہ سالاری چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوے علم اژدہا پیکر کے چھتیس شقہ معدی کرب نے سر پر کھول دیے ان میں سے صداے یا صاحبقران آنے لگی میدان میں خوشبوے مشک وغیرہ پھیلی نقیب بولنے لگے کڑکیت کرکا کہتے تھے نازک چشم تخت سے اترکر سامنے لقا کے گئی اور سجدہ کرکے اجازت جاہ حرب ہوئی اس گبر نے کہا میں نے اپنے یہ قدرت کے سپرد کیا جا اور کام حریف کا تمام کر یہ سنکر اس نے رخ سمت میدان کیا اور جاے مصاف پر پہونچکر بجلیاں دکھانے لگی پھر شور مبارز طلبی بلند کیا اس طرف سے علمشاہ نوجوان سناستر مالاکیو دفرنگی کو دست چپ کی طرف سے لشکر کے نکالا کل دست چپ کے طرف کی فوج پیادہ ہو گئی اور علم لشکر جلوہ پذیر ہوے شہزادہ والا جاہ قریب تخت شاہ آکر دست بستہ اجازت حرب کے خواہاں ہوے بادشاہ نے خلعت دیا اور سپر خدا کیا شہزادہ مرکب پر دوبارہ بیٹھکر روانہ ہوا اور بسرعت تمام تو مقابل نازک چشم پہونچا اس نے کچھ پڑھکر دستک دی اور کہا کہ اے شہزادے مجھ سے کیا مقابلہ کرتے ہو اپنے خدا کو بلا لو اور جاؤ اس کی خدمت میں حمزہ کے بہکانے میں نہ آؤ یہ سنتا تھا کہ شہزادے کی عقل بزور سحر زائل ہو چکی تھی مرکب اڑا کر سمت لقا راہی ہوے اور اس کے ہاتھی پاس جاکر ٹھہرے نازک چشم نے پھر نہیب دی اس طرف سے جمہور بسر خواندہ امیر نے بادشاہ سے

اجازت لے کر باگ اٹھائی جب روبرو اُس قحبہ کے پہونچا اُس نے سحر پڑھکر دستک دی اور اُنسے بھی
وہی کہا جو علمشاہ سے کہا تھا یہ بھی اسی طرف چلے گئے ادھر پھر یہ للکاری کہ اور جسکو دعویٰ ہو وہ آسکے
اس طرف سے سرداروں نے جانا شروع کیا اور مجبور ہوکر اطاعت لقا کرنا اختیار کیا غرضکہ ایک سو بیس
سردار یونہیں جاکر مسحور ہوئے اُس وقت امیر نے چاہا کہ میں مقابلے کو جاؤں مگر بختیارک سمجھ گیا کہ
میدان قرق ہوا ہے حمزہ آیا چاہتا ہے اُس نے فوراً حکم دیا کہ طبل امان بجے کیونکہ آج دن تھوڑا ہے
خداوند فرماتے ہیں اب مقابلہ کل ہوگا بموجب اس کے حکم دینے کے طبل آسائش پر چوب پڑی لشکر سلیمان
سے پھرے بادشاہ رنجیدہ و خاطر ملول بارگاہ پہ سرداران لشکر مدت سے قید ہوتے چلے آتے ہیں اس
سبب سے اب بہت کم باقی رہگئے ہیں کیونکہ مہنت و اخگر و سوفارہ وغیرہ ہر ایک کی لڑائیوں میں قید ہونا
بیان ہوچکا ہے ابتک رہائی نہیں ہوئی چنانچہ آج بھی ایک سو بیس سردار پر آفت آئی لیکن لقا بھی
پھر کر بارگاہ میں آیا نازک چشم نے اُن سرداروں کو زندان میں بھیجدیا اس لیے کہ حمزہ مالک باطل سحر
ہے وہ ایسا نہ ہو ان پر سے اثر سحر کا اتار دے غرضکہ تمام ساحر بعشرت تمام بیٹھے سامنے خداوند کے ناچ
ہوا کیا جب رات زیادہ گئی دربار برخاست کرکے لقا آرام کرنے گیا نازک چشم بھی اپنے خیمہ میں آئی
اور سحر پڑھا کہ جو کوئی آئے مجکو خبر ہوجائے بیرجکے نگہبانی کرنے لگے ادھر تو یہ استحکام تھا اُس طرف لشکر اسلام
میں عیاروں نے جب بادشاہ کو رنجیدہ دیکھا چاہا کہ جاکر اس ساحرہ کو ماریں اور سرداروں کو چھڑالادیں
غرضکہ چالاک و ابوالفتح و سرہنگ و تیرک خطائی چار عیار چلے اور راہ سے چاروں الگ
الگ ہوگئے اتفاقاً ابوالفتح کو راہ میں ایک خدمتگار ملا کہ اُسکی ڈگری دو پہر رات گئے کی تھی چنانچہ
اسی وقت اپنی جگہ سے سمت بارگاہ ملکہ نازک چشم ڈگری بدلوانے جاتا تھا اس نے اسکو پکارا
کہ کون جاتا ہے خدمتگار نے نام بتایا ابوالفتح اُسکے قریب میں آیا اور کہا بھائی وہاں نہ جاؤ ملکہ نے
سب کے آنے کی ممانعت کی ہے خدمتگار نے دیکھا کہ ایک ساحر معزز مجھ سے خبر کہتا ہے شاید ایسا ہی ہو
مستفسر ہوا کہ بھائی ممانعت کی کیا وجہ ہے اُس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آؤ میں تمھیں تماشا دکھاؤں وہ
حیران ہوکر اس کے ساتھ چلا ایسے مقام پر اسکو لایا کہ طلایہ لشکر کا اُدھر نہ آئے غرضکہ وہاں اسکو
حباب مار کر بیہوش کیا اور اُسکی ایسی صورت بنکر کپڑے اس کے پہنکر اور اسکو کسی غار میں ڈالکر
آپ دربارگاہ پہ آیا اور لمحہ بھر ٹھہر کر اندر گیا جیسے ہی اُس نے اندر قدم رکھا نازک چشم کو سحر نے
خبر دی کہ یہ ابھی جو خدمتگار آیا ہے یہ عیار ہے پلنگڑی پر سے خبر سنکر اٹھی اور ابوالفتح سے آنکھ
ملاکر کہا کہ اسے آفتابہ اٹھالے میں چوکی پر جاؤں گی اس نے آفتابہ اٹھالیا وہ اٹھکر اس کے پاس
آئی اور ہاتھ پکڑ کر بولی کہ تو پہر سے پرے کہاں گیا تھا سامنے کیوں نہ حاضر رہا اس نے کہا حضور
میرے پیٹ میں درد تھا برائے رفع اشتباہ گیا تھا یہ سنکر وہ ہنسی اور چپکے سے کہا کیوں اپنی جان دینے آیا

جا چلا جا اب نہ آنا میں ابکی چھوڑے دیتی ہوں پھر آئیگا تو مار ڈالون گی ابو الفتح یہ سُنکر بھاگا اور باہر بارگاہ
کے پہونچکر بغض عیاری صحرا میں آیا وہان چالاک ملا اس سے سب حال کہا کہ بھائی اس طرح اُس نجیبہ
نے مجھکو پہچان لیا چالاک نے کہا برادر تم قسمت آزمائی کر آئے اب ہم جاتے ہیں یہ کہکر جس طرح کی صورت
ابو الفتح بنا تھا ویسے ہی صورت اپنی بنائی اور بارگاہ ساحرہ کی جانب چلا یہاں بسبب اس کے کہ سحر کا
بند وبست ہی اس وجہ سے پہرا چوکی نہیں ہے طلایہ پھرتا ہے مگر روک ٹوک نہیں ہے یہ سیدھا بارگاہ میں چلا
گیا پہرے نے پھر خبر دی کہ عیار آیا ہے نازک چشم نے دیکھا تو وہی عیار ہے جو پہلے آیا تھا مستفسر ہوئی کہ اب تو
کیون آیا یہ دوڑ کر پاؤن پر گرا کہ اے ملکہ باہر جا کر مجھکو خیال آیا کہ ایسے بامروت بھی کم دیکھے ہیں اور ایسے
بہادر نظر سے گذرے کہ دشمن کو قید کرکے پھر چھوڑ دین لہذا میں تو یہ جوانمردی تجھ شیر زن کی دیکھ کر عاشق
ہو گیا اب لشکر اسلام نہ جاؤنگا تیری ہی اطاعت میں رہون گا خداوند سے خطا میری معاف کرا دیجئے گا اور اپنے
پاس مجھکو رکھیے گا نازک چشم اپنی تعریف سنکر خوش ہوئی اور کہا تم مجھکو بہت اچھے آدمی ہو تمھارا بڑا مرتبہ کیا جائیگا
یہ عنایت دیکھکر چالاک سلام کر کے بیٹھ گیا جب نازک چشم مطمئن ہو کر لیٹ رہی اس نے بیٹھے بیٹھے پردا اٹھا کے
بیہوشی شمعون پر ڈالنا شروع کیے کہ دو سے شمعون کی دھوان بیہوشی بلند ہوا اور نازک چشم کی بھی ناک
میں گیا اس نے اُس کی طرف پھر کر دیکھا اور سحر پڑھا کہ ہاتھ پاؤن اُس کے بحس و حرکت ہو گئے مگر ساتھ ہی
چھینک اسکو بھی آئی اور بیہوش ہو گئی چالاک مجبور بیٹھا رہا کیا کرے کہ دست و پا قابو میں نہ تھے اُسوقت
تیرک پشت خیمہ پر بغض عیاری پہونچ چکا تھا سراغ چاک کر کے اندر بارگاہ کے آیا چالاک نے کہا
اے برادر بروقت تم آئے میں بیہوش کر چکا ہون تم قتل کر ڈالو تیرک خنجر کھینچکر چلا کہ اس کے دو ٹکڑے
کرے مگر اس سحر پیر تو نگہبانی کر رہے ہیں ایک پیر نے تیغہ خنجر پکڑ لیا اور دوسرے نے اُس کو بھی
پکڑ کر پہلوے چالاک میں بٹھایا اس نے کہا بھائی ہم بھی پھنسے اب کیا کریں اس اثنا میں سر سنگ
بھی سیاہ پوش بنا ہوا اتفاقات بہار کر اندر آیا چاہتا تھا کہ چالاک سے پوچھے کہ پاؤن اُس کے بھی زمین
میں جم گئے اس نے بھی کہا کہ اے برادر ہم بھی اسیر ہوئے اب تینون عیار غل مچانے لگے گرد و زرد ملکہ کو جو دو
نے گھیرا ہی ساحر جو دور دور ملکہ کے حکم سے اُترے ہوئے تھے وہ دوڑ آئے اور سب نے ملکہ کو پانی چھڑک کر
ہوشیار کیا اس کی جب آنکھ کھلی تین عیار گرفتار دیکھے ہنسی اور کہا کہ کیون موذو اب بتاؤ کہ تمھارا کیا
حال کیا جائے خیر جب میں تمھارے سردارون کو مارون گی اُسوقت تم کو بھی قتل کردون گی یہ کہہ کر حکم دیا
کہ زندان میں ان کو لیجاؤ ساحران کو بھی قید خانے میں لے گئے اور جہان سردار قید ہیں وہیں اسیر کیا
غرضکہ جب رات گذر گئی اور سپیدہ سحر نے باخترست پھیلنا شروع کیا کہ بیت چو بگذشت شب یلدا گردون
سپہر درخشندہ خورشید نمود صبح کو لقا تخت نکہت پر بارگاہ میں بیٹھا تمام لقا پرستون اور ساحرون اور
نگہبانون سے دربار معمور ہوا نازک چشم بھی حاضر ہوئی سجدہ کر کے ڈنگل پر بیٹھی عیارون کا شب کو گرفتار ہو

کہا بختیارک سارا ماجرا سنکر گویا ہوا کہ اے ملکہ تم بڑی صاحب نصیب ہو جو عیار گرفتار ہوے اب انکو زندہ نہ رکھو اس نے کہا ملک جی آج طبل جنگ بجوا کر حمزہ کو اور بادشاہ کو کل پکڑ لاؤن تو پھر سب کو راہ عدم دکھاؤن بختیارک نے کہا حمزہ کا جسنے مقابلہ نہیں ہوا اس وقت تک خیر ہی ادھر اس کا سامنا ہوا اور تم نہیں اس سنے کہا مین آج اسکی بھی تدبیر کرتی ہون یہ کہکر اور تادیر ٹھہر کر اپنی بارگاہ مین آئی ایک جگہ لیپ کر سحر کرنے بیٹھی یکبار کی بہت کھڑی کرکے منتر پڑھنے لگی ملازمون کو خوف عیاران سے باہر نکال دیا تھا یہ تو اس کام مین مصروف ہے اور بارگاہ لقا مین جشن ہو رہا ہی ناچ اور شراب کا جلسہ ہی ہر شخص فرط عشرت سے مست و لایعقل بنا ہی لشکر اسلام مین بادشاہ سریر جہانبانی پر متمکن ہین اور باقیماندہ سردار حاضر دربار ہو کر گرد شاہ حلقہ فگن ہین امیر بھی مسجد سے آکر دنگل آصفی پر جلوہ گستر ہوے ہین کہ **ابو الفتح** نے تمام حال رات بھر کا عرض کیا بادشاہ نے اسیری عیاران پر افسوس فرمایا پھر نظر بفضل کریم کارساز کرکے چپ ہو رہے جب دن زیادہ آیا نقاب ناظر نے آکر عرض کیا کہ حضور کے دوست شاد و دشمن پامال رہین **ملکہ گردیہ بانو** اور شہزادہ **بدیع الزمان** نے عرض کیا ہی کہ بسبب مفارقت فرزند کے میرا حال نہایت پریشان ہی چنانچہ حضور آج یہین خاصہ نوش فرمائین اور میرے حال زار کو بھی دیکھین کچھ کیفیت طلسم کی مجھ سے بیان کرین تاکہ دل کو تسکین ہو زیادہ اقبال و دولت کی ترقی رہے یہ حال خواجہ سراسے سنکر **امیر** اٹھے اور بارگاہ سے نکلکر شبستان **گردیہ بانو** کی طرف چلے جب بارگاہ پر پہونچے ملکہ نے خبر سنکر استقبال کیا اور دروازہ پر آکر ہاتھ پکڑ کر یامین کرتی لے چلی اور مسند زرنگار پر لا کر بٹھایا کھانا تیمن طلب ہوئین سامنے کا رنگین جلسہ ناہروبان سے شبستان مثل گلستان پر از رنگ و بو نگارخانہ چین کو اسکے دیکھنے کی آرزو **نظم**

گرفت آن زمان دست شوہر بدست　　برفتند ہر دو بکردار مست
سوخانۂ زرنگار آمدند　　بہ ان مجلس شاہوار آمدند
بہشتی بد آراستہ پُر ز نور　　پرستندہ ہاے در بیش حور
ابا یارہ و طوق یا گوشوار　　ز دیبا و گوہر چہ باغ و بہار
عقیق و زبرجد ز در ریختند　　ے مشک و عنبر بر آمیختند
بیاراے چینی بیاراستند　　طبقہاے زرین بپیراستند

ملکہ نے بعد کھانا کھانے کے حال طلسم پوچھا امیر نے ملکہ کی تسکین فرمائی اور کہا لڑائی طلسم مین ہو رہی عمرو تدبیر کرنے ساہر کہ اور کسی طلسم مین گیا ہی تم گھبراؤ نہین بیٹا تمھارا مع الخیر آیا چاہتا ہی یہ فرما ہمراہ ملکہ دروازہ تک شبستان کے آئے پھر ملکہ کو رخصت کرکے آپ جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوے وہان ملکہ **نازک حشیم** کا سحر ہو رہا تھا امیر بارگاہ سلیمانی تک نہ پہونچے تھے کہ سحر نے تاثیر

کلیجے مین شدت درد کی ہوئی اسی جگہ مگر تھام کر بیٹھ گئے بیادل چوبدار خدمتگار جو ساتھ تھے انھون نے غلغلہ کیا پہلوان عادی درگہ سالار بارگاہ دروازہ بارگاہ پر بیٹھا تھا اسنے جاکر بادشاہ سے عرض کیا شاہ اور تمام سردار دوڑے آئے بہادار پر ڈال کر سمت بارگاہ سلیمانی لے چلے امیر کے چہرے کی رنگت نہایت متغیر ہی یقین ہوکہ روح قالب سے پرواز کر جائے اور بیہوش ہین سردار بارگاہ سلیمانی مین اسلیے نہ لائے کہ وہان دربار عام ہی ہر وقت افسران فوج کی آمدورفت ہی اژدہام ہی امیر کو زیادہ بیچینی ہوگی پس بارگاہ خاص متصل بارگاہ سلیمانی تھی اس مین لاکر پلنگڑی پر لٹا دیا اور خواجہ بزرجمہر کے بیٹون کو بلوایا خواجہ زادون نے آکر بادشاہ کو نذر دی پھر تختی پر قرعہ پھینکا اور بہ نیت صحت امیر زائچہ کھینچا جب اُن شکلین رمل کی سولہ گھر مین رمل کے بھر چکے تو خانہ بیماری اور صحت پر نظر کرکے غور کرنے لگے بعد سعادت و نحوست اشکال دریافت کرنے کے سر اٹھایا اور کہا کہ اُن پر سحر کیا ہی اور سحر نے انبیا تک پر اثر کیا ہی یہ تو مالک اسم اعظم ہی ہین اور اگر مالک اسم اعظم نہ ہوتے تو ہلاک ہو جاتے کچھ دن علیل رہکر اچھے ہوجائینگے ان کو بارگاہ سلیمانی مین لے جائیے وہان سحر اترجائیگا اور ہر طرح سے اچھے رہینگے مگر ایک غفلت مزاج پر ایسی طاری ہوگی کہ جس کے باعث سے اسم اعظم نہ پڑھ سکین گے یہ بیان خواجہ زادون کا سنکر سب نے جانا کہ اسم اعظم بھلانے کے لیے **نازک چشم** نے سحر کیا ہی غرضکہ خواجہ زادون کو خلعت دیکر رخصت کیا اور امیر کو بارگاہ سلیمانی مین لائے دعائین اور آیتین صحیفۂ ابراہیمی کی پڑھکر دم کین کہ درد جگر موقوف ہوا اور امیر نے آنکھ کھولی بعد کچھ دیر کے اچھے ہوگئے مگر طبیعت کی وہ کیفیت ہی کہ جیسے کوئی کچھ بھول جاتا ہی چہرہ پر اداسی ہی چپ بیٹھے ہین اگر کوئی کہتا ہی کہ یا امیر اسم اعظم پڑھیے تو اسکو کچھ جواب نہیں دیتے یہان یہ کیفیت ہی اور ادھر **نازک چشم** سحر کر چکی اور اسکو بھی حالت امیر کی کیفیت بر سحر کے تبلا چکے اس وقت اس نے کچھ نقش سامری کے لکھے اور ان کو شیشے مین بند کرکے اپنے جھولے مین وہ شیشہ رکھا لیا اور اس سحر کی یہی لاگ رکھی کہ جبتک اس شیشے مین سے یہ نقش نکالکر چاک نہ کیے جائین اُس وقت تک امیر کی ویسی ہی حالت رہے جیسی اب ہی غرضکہ جب یہ درستی ہو چکی دوپہر کو آرام بند یہ ہوئی اور سہ پہر کے دربار مین بارگاہ لقا مین آئی میخواری کیا کی جب شام تیرہ فام کے بال بکھر کر ترک روزنگار نے سیرا پردہ ظلمت سے باہر نکلا اور لب ماہ نے دندان انجم سے قرآن کا نسہ خرد و نوش کیا کہ بمقتضاے نظم

| | | | |
|---|---|---|---|
| ہمہ روز آن ساز گردش بکام | چو پرداختہ شد بہنگام شام | | |
| درآمد دم نالہ کرنا ے | برفتند بمیدان جنگی زجاے | | |

**نازک چشم** نے نفیر سحر بجائی ساحرون مین تیاری جنگ شروع ہوئی ہلکارون نے بادشاہ اسلام کو بعد دعا و ثنا کے اس ارادہ کفار سے مطلع کیا اس طرف نقارہ حرب بجا بہادرون مین صدائے طبل جنگی آواز کوس رحیل سنائی دی ہر طرف سے انتشار و پریشانی پھیلی کہ دیکھیے کل انقلاب فلک کیا صورت دکھاتا ہی

کس کو تخت سلطنت و شاہی اور کس کو تختہ تابوت پر سلاتا ہے کس لیے کہ مالک اسم اعظم آپ میں نہیں ہیں اور سردار ہیبت سے قید میں ساحروں سے سامنا ہے مجلے کہتے تھے کہ کل ہی لڑائی کا سامنا ہے دشت تیرہ خاک کو خون سے رنگین کر دینگے پیکر مردگان سے صفحۂ زمین کو نگار خانۂ چین کر دینگے نام عدو کا نشان مٹا دینگے نقشہ فتح و ظفر جما دینگے ہر طرف سے رلا دوان سپاہ جمع ہونے لگے دل بادل اُمڈنے لگے اس دریاے لشکر سے وہ ابر سیاہ جوش مار کر اُٹھا جو تیر و شمشیر برسائے گا زمین کو دریاے خون بنائے گا اس طرف ساحر اور لقا پرست خوشی کرتے تھے اور ہتھیار تن پر سجتے تھے کوئی ساحر توے کی سیاہی منھ پر ملتا تھا اگ اسکی رکھتا تھا کہ جب وہ شخص منھ کالا کرے دن کی رات ہو جاے سیاہی لشکر حریف پر چھا جاے کوئی ساحر چھپکلی کی دم کاٹ کر اور اُس کے سامنے برہنہ ہو کر ناچتا تھا جب تک وہ تڑپتی تھی آپ بھی اندھا سیدھا ہوتا حرکات بیہودہ کرتا اسلیے کہ جب اُس دم کی بتی بنا کر چراغ روشن کرون حریف بھی وہی حرکات کریں جو میں نے اسکے سامنے کیے ہیں غرض لشکر جادو پر رات یہی ہنگامہ رہا جب دم شل خطر پیدا ماتان جنگ رسے روز گار دشمن ہوا اور حوصلہ بہادران کی طرح آفتاب دل کوہ خاور سے نکلا کہ ابیات

| | |
|---|---|
| چو بنمود خورشید رخشان کلاہ | بچیدن سپہر گشت رخسار ماہ |
| بترسید ماہ از پئے گفتگوے | بجم اندر آمد بپوشید روے |

دم سحر بانی سردار دولت شاہ جمجاہ پر حاضر ہوے امیر بنا بر عادت قدیمہ کے سجدہ کر پاس مناجات غوغاے لشکر سنکر برآمد ہوے اشقر حاضر تھا سوار ہو کر جلو خانۂ بادشاہ میں آئے شاہ نصفت نشان اسی خیال سے کہ امیر ہیجوا اس میں سویرے برآمد ہوے اور تخت شاہی پر تاج رکھکر آلات حرب سے آراستہ ہو کر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوے سرداروں نے جو ایک امیر نے بھی ان کو سلام کرتے دیکھکر ہاتھ اُٹھایا پھر مرکب شاہ کے برابر اپنا گھوڑا کر لیا سرداروں نے ان دونوں کو قلب لشکر میں لے کر قدم سمت میدان بڑھایا نقارے بجنے لگے علمداروں نے پھریرے علموں کے کھولدیے پھر تو اس گردنے سے لشکر چلا کہ ترک فلک بھی جسکو دیکھکر چکر میں آگیا کہ ابیات

| | |
|---|---|
| بہ پیرفت آن شہریاران دو دست | یکے تیغ ہندی گرفتہ بکف |
| یکے چتر ہندی ز سر تا بپاے | گرفتہ ہمہ چتر بر ہماے |
| بیامد سوئے میمنہ سی ہزار | سواران گردن کش و نیزہ دار |
| سوئے میسرہ سی ہزار دگر | کمان برگرفتند و چینی سپر |
| پس پشت دو دست چپ و دست راست | تہیرفت یا از آن سو کر خواست |
| ہمہ ساز و چندین سوار دلیر | سرافراز ہر یک بکردار شیر |
| بہ فتنہ و بہ خاست آوای کوس | ہوا تیرہ گون شد زمین آبنوس |

جب جائے مصاف پر پہونچے دیکھا کہ نقابِ فوجِ ساحران اور سیازران بڑے شان و شوکت سے داخل دشت ہوا ار دے ہوا فوج ساحران سے سیاہ ہو گیا نازک چشم نے آجھ صفوف آرائی کرائی اور فوج ساحران مثل در مثل جمائی بعد ترتیب لشکر نقیب پکارے ترغیب جنگ بہادرون کو دے کر للکارے کہ خبردار ہمت نہ ہار نا مر جائے مگر شجاعت مین فرق نہ آئے سر کھو ہو کر عدو کو مار نا جب یہ کہہ کر ہٹے نازک چشم طاؤس سحر پر سوار ہو کر خداوند کو سجدہ کر کے وسط میدان مین آئی اور مبارز خواہ ہوئی اِدھر بہادرون مین سے کوئی نہ نکلا تھا کہ امیر کے دل مین اُسی عالم مین ہوا سی مین یہ ترنگ آئی کہ خود بمقابلہ اس ساحرہ کے جانا چاہیے پس اشقر کو مہمیز کر کے روانہ ہوئے تمام سردار دوڑے اور عرض کیا کہ آپ کہان جاتے ہین ہم جان نثار کس دن کے لیے ہین امیر نے سردارون کو بنگاہ غضب دیکھا اور اُدھر بادشاہ نے بھی سردارون سے کہا کہ آئین لشکر اسلام کے خلاف ہے کہ کوئی بہادر قصد جنگاہ کرے اور اس کو اجازت نہ ملے اب ان کو نہ روکو ان کے لیے دعائے فتح و ظفر درگاہ خدا سے طلب کرو سردار تمام رکے اور بادشاہ عالیجاہ تاج ہاتھون مین لے کر بخشوع و خضوع رخ جانب کعبہ اکرم کر کے خدائے قادر و توانا کی درگاہ مین دعا کرنے لگے اور سردار آمین کہتے تھے کہ

نظم

تو ہے معبود یکتا دو جہان کا ❊ تو ہے خالق زمین و آسمان کا

تو ہی ہے حاکم ارواح و اجسام ❊ تو ہی ہے باعث آغاز و انجام

جو تیرے فیض سے ہر شے ہے موجود ❊ ترے ہی حکم مین ہے بود و نابود

امیر لشکر اسلام یا رب ❊ بچے اس ساحرہ کے سحر سے اب

دعا ان کی بدرجۂ اجابت پہونچی کہ ایک فلک پر ایک بجلی چمکی اور تاریکی دونون لشکرون مین ہو گئی سب کی آنکھین بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی پشت اشقر پر امیر کو نہ پایا اور وہ سیاہی بھی دفع ہو گئی اہل اسلام حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا گذرا پھر خیال مین آیا کہ نازک چشم نے سحر سے گرفتار کر لیا ہے مگر نازک چشم نے پکار کر کہا کہ اے مسلمانان تم نے بھی ساحرہ غیرہ کمینگاہ مین رکھے ہین کہ وقت پر وہ تم کو بچا لے جایا کرتے ہین خیر امیر میرے ہاتھ سے کہان چھپکر جائینگے مسلمانون نے یہ سنکر لعن و طعن کی کہ او تجھ کار اسلامیان دغا شعاری نہین ہے یہ کام تجھین جادوگرون اور شیطان پرستون کا ہے کہ مکاری کرتے ہو نازک چشم کو یہ کلمہ سنکر غصہ آیا اور ایک نارنج سحر پڑھکر سمت آسمان اچھالا وہ برجے ہوا جا کر شق ہوا اور اُس مین سے دھوان نکلا باعانت ہوا وہ دھوان مثل ابر اہل اسلام پر چھا گیا اور تمام لشکر مین تاریکی ہو گئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ معلوم ہوتا تھا اسی تاریکی مین اس نے اور ایک نارنج مارا کہ پھر ایک ٹکڑا ابر پیدا ہوا اور اُس مین سے پتھر اور گولے فولادی برسنے لگے لشکر اسلام مین تہلکہ پڑ گیا بہادرون نے سپرونکا سر پر سایہ کیا اور چتر اسپر سر پر بادشاہ کے آڑ کی اب یہ حال ہے کہ بنجمن عالم مین

شمع آفتاب صرصر حوادث نے گل کردی ہو زمانے مین مثل قلب بےدین سیاہی ہو وہ پریشانی ہو کر شاہد روز نے مثل زن سوگوار بال اپنے کھولدیے مین یا آ ۔ مظلومان کا دھوان اس دشت مین یا چاہ بابل سے دھوان اگر پھیلا ہو فلک زنگاری نے آج ہی تو ظلم کرنے کا حوصلہ نکالا ہو یا جہنم کا در کھلگیا ہو العیاذ باللہ اس تاریکی مین یہ اور اندھیر ہوا کہ پتھر اور گولے برستے تھے فلک سنگدل کے جور سے لوگ جان بچا نہ سکتے سمت بارگاہ سلیمانی بھاگتے تھے کچھ ہاتھی اور اشتروں کے پیٹ کی آڑ مین ٹھہرے تھے بعض صحرا ـ اور تنہ ہاے درختان کو ماوا و ملجا بنا ے تھے جیسے شیر کچھار مین یا اژدر غار مین رہتا ہو یا طائر زیر برگ چھپتا ہو اس طرح اہل اسلام چھپے تھے اور اس آفت مین دمبدم ترقی ہوتی تھی کہ بمقتضاے

نظم

یکے خیمہ زد بر سر از دود تار — سیہ شد جہان چشمہا گشت تار
ز گردون بسے سنگ بارید و خشت — پراگندہ گردید لشکر بدشت
خور و خواب و آرام گر تنگ شد — تو گفتی کہ روے زمین سنگ شد
ہمہ شد بسے مردم و چارپاے — یکے راند بر خنگ جنگی بجاے
ہمہ گنج تاراج و لشکر اسیر — گمان دولت نیز برگشتہ دیر
بسے راہ صحرا گرفتند پیش — ز درد شہنشاہ دل گشتہ ریش

بادشاہ اسلام دست بقبضہ شمشیر تھے مگر بوجہ تاریکی مجبور ہو کر پشت دست کاٹتے تھے آخر مصروف دعا ہوئے کہ اے خداے برحق تو بمصداق تولج اللیل فی النہار و تولج النہار فی اللیل چاہے تو رات کو دن اور دن کو رات کر دے ہمپر سے یہ بلا دفع کر ہمکو فتح عطا کر اس دعاے مقلب القلوب نے قلب تارک چشم پھیر لیئے دن بھر تو یہ آفت اس نے برپا رکھی جب مثل بخت شوم نجتان اصل مین وقت تاریکی شب آیا اور آفت نے یہ آفت دیکھکر خوف کو رچشم ہونے سے غار مغرب مین اپنے تئین چھپایا

نظم

مدینے و وادی بود کرد روی دشت — کہ شد روز تاریک و بیگاہ گشت
خور دشتے بر آمد کہ مہ تیرہ گشت — ز جنگ یلان دشت گو تا گشت

شام ہوتے ہی نازک چشم نے روے صحرا اپنا کیا اور جہان روشن ہوا وہ سنگباری کم ہوئی اسنے پکار کر نصیب دی کہ اے اسلامیان دیکھا تم نے قدرت طراوندقا کو کہ دن رات ہو گئی تھی اگر آج تم نے مشورہ کرکے اطاعت اگر خداوندی نہ اختیار کی تو اس سے زیادہ روز سیاہ دیکھوگے اور برے حال سے مارے جاؤگے لندھور جانشین امیر کو یہ لاف وگزاف برا معلوم ہوا وہ پکارا کہ اے تیرہ بخت ایسے ایسے قران صعب لشکر اسلام پر بہت آچکے ہین تو کیا گنتی ہو انشاء اللہ تعالےٰ اس گرز گران سے تیرا سر کوٹ مین کچلون گا یہ کہکر گرز سترہ سو من کا اٹھایا اور اسکو ہاتھ بلند کرکے دکھایا اسنے ایک پڑیا

جھولی سے خاک کی نکالکر اُسکی جانب اڑادی اُسکے ہاتھ کو جنبش ہونا موقوف ہوگئی جس طرح اونچا تھا
اسی طرح بلند رہگیا اور اس نے ہنسکر کہا کہ بس گرز زنی تو نے دیکھی بہتر یہ ہے کہ خداوند کو آکر سجدہ کر
تو مین چھوڑے دیتی ہون پھر بغیر قتل کیے باز نہ آؤن گی یہ کہکر سحر پڑھا کہ ہاتھ اسکا مثل اصل ہوگیا
اور اس نے طبل امان بجوادیا بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ لشکر سب تباہ ہوگیا ہے ایک لاکھ آدمی جان
سے اس پتھر کے برسنے مین ہلاک ہوگیا ہے اور کئی لاکھ زخمی پڑا تڑپتا ہے بہت سا لشکر بھاگ گیا ہزارہا
شتر و اسپ و فیل کام آیا ہے جہان تک نگاہ کام کرتی ہے مردہ ہی مردہ آدمی نظر آتا ہے یہ حال دیکھکر
اشک حسرت گرائے اور اشقر دیوزاد کو تلاش کیا اُسکا لاشہ میدان مین نہ ملا سمجھے کہ جب امیر کو کوئی لیگیا
اور اندھیرا ہوا تو اشقر صحرا کی طرف غم مین اپنے راکب کے نکل گیا ہوگا غرضکہ بادشاہ نے کئی ہزار کیا لاکھون
بیلدار طلب کرکے گڑھے کھدواکر گنج مقتولان کرایا اور جانورون کی لاشون کو بھی کوہستان مین گڑوادیا اسلیے
کہ زاغ و زغن ان کا گوشت کھائین گے اور انکا ہجوم دیکھکر سب بے دین ہنسینگے کہ اہل اسلام کے یہان
لاشین چیل کوے کھاتے ہین غرضکہ پہر رات تک اسی کام مین مشغول بدل رہے جب میدان لاشون
سے پاک ہوچکا اس وقت نالان و گریان بارگاہ مین تشریف لائے اسوقت اہل لشکر کی گریہ وزاری
دیکھی نہ جاتی تھی خصوصاً وہ عورتین جن کے وارث مارے گئے تھے اس طرح بلک بلک کر روتی تھین کہ
دل سنگ آب ہوتا تھا ایک ہنگامۂ عظیم برپا تھا کسی نے بال بسان سنبل پریشان کیے تھے کسی نے
طمانچون سے رخسار بسان سوسن نیلے بنائے تھے کوئی گریبان برنگ گل چاک کیے تھی منھ پر خاک
ملے تھی کسی کی فغان تا بہ آسمان پہونچی تھی کسی کی فریاد سے زمین کی چھاتی درکتی تھی کہکشان کا سینہ شق
تھا ستارون پر فلک کے دیدۂ پرخون کا گمان تھا یا فلک کے آنسوؤن کا شبہ ہوتا تھا خلاصہ یہ کہ زمین
و آسمان روتا تھا کہ

## ابیات

| | |
|---|---|
| خروشے برآمد چنان از سپاہ | کہ خورشید بر چرخ گم کردہ راہ |
| پس پردہ ہا کودک و مرد و زن | گھوڈیا زار و برانجمن |
| خروشیدن نالہ و آہ بود | بہر برزنے ماتم شاہ بود |
| سران سر نہادند یکسر بخاک | جہان جامہا کردہ زین درد چاک |
| زمین ہم سپہر لرزہ اندر گرفت | بہ رگہا ازین ماندہ اندر شگفت |

بادشاہ صف ماتم پر بیٹھے تھے خادمان محل کا رونا پیٹنا سنکر روتے تھے اُسوقت خواجہ زادے بھی
برائے تفتیش حال و بدستور شراکت رنج و ملال آئے تھے انھون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اے شاہ
گردون بارگاہ بنابر ترقی خواہی اور دولت سگالی ہم عرض کرتے ہین کہ دن لشکر اسلام کے بیت تحت مین
ستارے سب بنظر دشمنی آگئے ہین سعد ستارون کو حضیض ذکبت و وبال ہے جو ستارہ ہے وہ نظر تثلیث سے

مقابلہ مین جا پڑا ہی سب کا حال بُرا ہی آپ مع لشکر کے کوچ کر جائیے اور تا ظاہر ہونے امیر کے مخفی رہیے افشاں شد
امیر بفتح و فیروزی نہایت شان و شوکت سے آئینگے اور بہت جلد دشمنون کو اکر راہ عدم دکھائینگے بادشاہ
نے فرمایا کہ استغفر اللہ یہ کبھی نہ ہوگا کہ مین دشمن کو پشت دکھاؤن اور میدان نبرد سے ہٹ جاؤن بلطے
سے منہ چھپاؤن مین وہ ہون کہ بموجب بیت زفت ست بر آسمان زندہ کس ٭ ہمان بہ کہ در جنگ
کوشیم و بس ٭ خواجہ زادون نے جب دیکھا کہ بادشاہ میدان سے قدم نہ ہٹائینگے براہ خیر خواہی پھر عرض
پیرا ہوئے کہ اے شہنشاہ بیت سرت سبز بادا و جان درست ٭ مبادا کیانی کمرگاہ سست ٭
اگر آپ تشریف نہ لے جائیے تو ناموس امیر اور جملہ سراپردگیان عصمت کو ہمراہ کسی سردار عالی نژاد
کے کسی جاے امن مین بھجوا دیجیے اور اثاثۂ صاحبقرانی مثل بارگاہ اور علم اور جھانجھ و نفیر وغیرہ
کو بھی روانہ کر دیجیے کیونکہ خدا نکردہ اگر کوئی اور زمانہ پیش آیا ناموس کے آبرو جانے کا خیال ہے
اور اثاثۂ صاحبقرانی کے برباد ہونے کا اندیشہ ہی بادشاہ کو یہ راے دینا انکا پسند آیا اور اُسی وقت
کرب غازی کو بلا کر فرمایا کہ بارگاہ سلیمانی وغیرہ لے کر مع ناموس کے یہان سے چلے جاؤ اور سات
کوس پر یہان سے ایک پہاڑ ہی سنگ مرمر کا سفید وہان ٹھہرو شہزادہ کرب از قبیل دار وغہ بارگاہ
سلیمانی ہی اسکو کچھ عذر بن نہ آیا کیونکہ اگر جانے مین تامل ہوگا تو خوف تاراجی بارگاہ و ناموس ہی اس
لحاظ سے اٹھالا بارگاہ کا بار کرا کر اور سب عورتون کو سوار کرا کے اسی رات کو سمت کوہ مرمر روانہ
ہوے بادشاہ بارگاہ مین حضرت دانیال کے تشریف فرما ہوئے رسالہ دار کمیدان اور مشیران سلطنت
وغیرہ براے زینت و شوکت حاضر دربار رہے عیار بہت سے براے حفاظت ناموس ہمراہ کرب
گئے اور بہت سے یہان حاضر رہے اس جگہ تو یہ ماجراے غم و اندوہ ٭ ہا لیکن اس طرف جو نازک چشم پھر کر
گئی تقا کی بارگاہ مین بصد عشرت و نگل پر جلوہ فرما ہوئی اور حکم جشن مسرت دیا تابع ہونے لگا شراب ارغوانی
کا دور چلنے لگا وہ جشن نشاط جو جمشید نے بھی نہ کیا ہوگا یہان آغاز ہوا وہ محفل انبساط جو کیخسرو و کیقباد
نے بھی آراستہ نہ کی ہوگی یہان ترتیب دی گئی اس خوشی کا بیان اندازۂ ترقیم سے باہر ہی یہ اشعار
حسب حال جشن کے ہین کہ ابیات

سران سپہ را سراسر بخواند ٭ بخوان گرانمایہ شان برفشاند
سزاوار شان گفت ناخواستہ ٭ بیاورد گنجور آراستہ
ہمہ بوم از دیبۂ رنگ رنگ ٭ ز گوہر منقش بجا پشت پلنگ
نواے مغنی و آواز رود ٭ روان را ہمیداد گفتی درود
ز خوبان ہمہ بزم گہ چون بہشت ٭ تو گفتی کہ رضوان بدو لالہ کشت
ہم اندر بہ کلہ زرنگار ٭ بہ بیگار رامش گر نغمہ کار

اسی عشرت مین بختیارک نے نازک چشم کی صورت دیکھ کر رونا شروع کیا اس نے گھبرا کر پوچھا کہ ملک جی خیر
تو ہے کیون روتے ہو اس نے جواب دیا کہ تم کو روتا ہون افسوس کہ یہ صورت خاک مین ملجائے گی ہاے یہ پیارا
نقشہ طعمۂ آتش ہوگا اے ملکہ مسلمانون کی ایک دن شکست ہوئی ہے تو دوسرے روز یزدان کی آسمان سے مثل
باران کے پیدا ہوتی ہے اور زمین سے یسان مور چگان ظاہر ہوکر عدو کو خاک مین ملاتی ہے تمنے بادشاہ لشکر اسلام
کو زندہ ناحق رکھا کل لشکر کا آج ہی خاتمہ کرنا تھا اب امیر کو جو کوئی اٹھا لیگیا ہے وہ ان کو بعزت تمام یہان لائیگا
اور وہ اگر تم کو قتل کرینگے کوئی بیٹا پوتا امیر کا کہین سے آئیگا اور لڑائی کو فتح کریگا بہر صورت ہم بھیسر
بھاگتے پھرینگے خداوند کو زحمت ہوگی اسباب لوٹ مین برباد ہوگا ایسا کچھ سامان نظر آتا ہے مین جو کہتا
ہون اسمین کچھ فرق نہ ہوگا نازک چشم یہ تقریر سنکر ہنسی اور کہا ملک جی کوئی ایسا پردۂ دنیا مین ہے جو مجھ کو
قتل کرے میری قضا پیدا نہین ہوئی بادشاہ کو جب میرا جی چاہے گا قتل کرون گی مثل مشہور ہے کہ زدہ را
نتوان زد اچھا تمھاری خاطر سے مین توقف نہ کرون گی کل ہی سب کا خاتمہ کردون گی طبل جنگ بجواؤ
اگر خوف کھا کر بادشاہ حاضر خدمت خداوند ہوے تو بہتر ہے اور اگر نہ آئے تو سزا اپنی اپنے کنار
مین دیکھین گے یہ کہہ کر حکم دیا کہ کوس حربی پر چوب پڑے بموجب فرمان عیار دوڑے اور نقارخانہ
جمشیدی مین جا کر طبل بجا یا صدا اس کی تمام ساحرون کے کان مین پہونچی پھر تو نفیر اور جلاجل اور قرنا
وغیرہ بجنے لگین

نظم

تبیرہ برآمد ز ہر دو سپاہ
شد از گرد خورشید رخشان سیاہ
سپرہا بدست اندرون بیشہ شد
دل نامدار پر اندیشہ شد
بغرید تا لشکر آراستند
مر آن رزم را بزم پنداشتند

یہان کلباد و گلباد عراقی نسیم بن عمرو و قیسم بن عمرو بصورت مبدل حاضر تھے چنانچہ ان چارون عیارون
نے یہ کلمات لاف و گزاف اس ساحرہ کے سنے باہم مشورہ کیا ہم مین سے دو عیار خدمت بادشاہ مین
جا کر حال نواخت طبل جنگ بیان کرین اور دو یہین ٹھہر کر اس قحبہ کو جس طرح ہو سکے گرفتار کرین
الغرض کہ دو عیار تو روانہ ہو گئے اور دو ٹھہرے ہوے تھے کہ نازک چشم کو پیشاب کرنے کی ضرورت
ہوئی کنیز سے اس نے حکم دیا کہ آفتابہ چوکی پر رکھ آئے عیارون نے جو یہ سنا بارگاہ سے نکلکر اسکے
پہلو مین جو کی لگی تھی اور قنات کھڑی تھی آئے اور اسی قنات کے پس پشت چھپ رہے اس عرصے مین
ایک کنیز آفتابہ لیے اور دوسری روشنی دکھاتی ہوئی اور نازک چشم چوکی پر آئی کنیزین باہر دروازہ پر
ٹھہرین اور یہ رفع احتیاج کرنے لگی عیارون نے سراچہ چاک کر کے ایک طرف سے ایک نے اور
دوسری طرف سے دوسرے نے منھ نکالا نازک چشم نے پہلو کی طرف آہٹ جو پائی پھر کر دیکھا اور کہا
تو کون ہے ادھر کے پہلو پر سے دوسرے نے کمند ماری اسنے ادھر پھر کر دیکھا کہ ساتھ ہی بیضۂ بیہوشی

ناک پر مارا کہ اُسکو چھینک آئی اور بیہوش ہوگئی عیارون نے اُسی جگہ اُس کو مثل گٹھری کے باندھکر سر پر رکھا
اور وہان سے نکلکر روانہ ہوے ازبسکہ ساحر کی صورت بنے ہوے تھے لشکری سمجھے کہ ملکہ نے کچھ کہین بھیجا
ہوگا اس وجہ سے مزاحم نہ ہوے اور یہ بےخوف و خطر لشکر سے نکلکر اپنے لشکر مین آئے اور خدمت شاہ مین
پہونچکر ہشیارہ رکھدیا اور عرض کیا کہ ایسا کچھ لاف و گزاف کرکے اس بیہودہ نے طبل جنگ بجوایا تھا کہ
ہم پکڑ لائے بادشاہ نے ان کو خلعت دیا اور فرمایا کہ ستون سے باندھکر اس کو ہوشیار کرو عیارون نے
اسکو باندھا اگر قسمت ہوتی پڑھتی سوزن زبان مین رہتا بھول گئے فتیلہ رفع بیہوشی دیدیا بارگاہ سلیمانی
بھی نہ تھی کیونکہ وہ ہمراہ کرب جا چکی تھی بس جیسے ہی اُسکو ہوش آیا اور اپنے تئین بندھا پایا آنکھ بند کرکے
کہا کہ شاید خواب دیکھتی ہون بادشاہ نے فرمایا کہ اے نازک چشم کیا کہتی ہے شناخت خداے تعالی جلشانہ مین
یہ کلمہ سنکر وہ چونکی اور سمجھی کہ قید ہوآئی ہون بس ایک قہقہہ مارا اور ازبسکہ زبان قابو مین تھی ویسا سحر پڑھا
کہ رسن جل گئی اور اس نے پرواز کی بلندی پر جاکر پکاری کہ اے اسلامیان یہی کی سزا مین نے پائی کہ جو تم کو
زندہ چھوڑ دیا تھا سچ ہے دشمن پر رحم کرنا کسی وقت مین اچھا نہین خیر اب صبح کو ملک الموت کا اور تمھارا
سامنا ہی یہ کہکر اپنے لشکر مین آئی یہان جب اس کو بیت الخلا مین عرصہ ہوا تھا تو کنیزین متلاشی ہوئی
تھین اور بختیارک بھی مطلع ہوا تھا بارگاہ تک مین ذرہ دشمنون کا ہنگامہ برپا تھا کہ یہ جاکر پہونچی اور سب
حال بیان کیا سب خوش ہوے اور بختیارک نے کہا اے ملکہ تم بڑی قسمت کی زور آور ہو جو بچ آئین
ورنہ کوئی آج تک اُنکی قید سے چھوٹا نہین اس نے کہا ملک جی تم سچ کہتے تھے یہ مسلمان سرکشی سے باز نہ
آئینگے کل مثل حرف غلط انکو صفحہ ہستی سے مٹادونگی اور قبستان نقش برآب بحر زندگی سے کنارے
لگادونگی یہ کہکر بزور سحر بجوت عیارون غائب ہوگئی اور بادشاہ نے کہ اول خبر نواخت کوس رزم
سن چکے تھے اپنے یہان بھی حکم طبل بجنے کا دیا اور فرمایا کہ دیکھون کل مشیت ایزدی مین کیا گذرتا ہے کہ بیت
بیچارہ ندانم بعالم کہ نیست ۔ ز خندہ بدانکہ گریہ گریست ۔ غرض طبل حشم پر چوب پڑی لشکر مین چل چل
پڑی جو لوگ بزدل تھے وہ رات ہی سے بھاگ گئے اور بڑے بہادر بھی کوچ کرگئے کہ میان جان
ہے تو جہان ہے نوکری اور کہین مل رہیگی تلوار کی آنچ ہم سے نہ سہی جائیگی جو بہادران روزگار شجاعت شعار
تھے اُنھون نے غسل کیے اور کفن سر سے باندھے مشت خاک اٹھاکر گریبان مین ڈالی کہ یہی خاک مدفن ہوگی اپنے
اپنے اعتقاد کو تازہ کرکے ایک دوسرے کو گلے لگا کر ٹھہرائے مرنے پر دل کو آمادہ کیا شمشیربازی کو
جانبازی سمجھا کہ مثل اطفال خورد سال کل اس سے بازی کرینگے بار سے کھیلنے سے دہان زخم ہنسینگے لب
سوفار اور کلہ عمود سے شاباش کی صدائین نکلینگے ہر طرف اس جسم خاکی کے گرد و ندے خون سے رنگین کرینگے
بوٹے جنون کے بنائینگے جادوران ادعا کو ڈھائینگے سب ہی ایسا کر کھلونے کردینگے اپنے سامنے
مثل کردہ لعبت کا تماشا دیکھینگے غرضکہ یہی گفتگو ہمت تھی یہی آرزو جان وہی یک لخت ورد زبان ہر صاحب

تھے ہتھیار صاف ہوتے تھے سامان مصاف ہوتے تھے ہنگامہ برپا تھا کہ ابیات

خروشے بر آمد ز اسلامیان | بہ بستند بر کین ہر دو میان
چنین گفتگو داشتند آن ہمہ | کہ اے نامداران و مردان ہمہ
ببندید دامن بدامن درون | کہ از دشمن خود بریزیم خون
اگر ما بدین بد رنگ آوریم | ہمانا کہ نیکو بہ تنگ آوریم
بہ پیکان بدوزیم زرہ بر برش | ببندیم ستوران بجوئیم سرش
ز خونش ہمہ خاک گلگون کنیم | ز دامانش شمشیر بیرون کنیم
خروشی بر آمد از دشت آوای مرد | کہ گفتی بدرید دشت نبرد

غرضکہ تمام رات یہی غلغلہ رہا جب زوال ساحر کا شب کا زمانہ قریب آیا اور آفتاب بسان نور اسلام پیشانی زاہد سحر تابندہ ہوا کہ مقتضائے ابیات

چو از تیرہ شب آن زمان در گذشت | سپہر و ستارہ دگرگونہ گشت
شہنشاہ جنگی در آمد بہ کین | بدین لشکر گشن و شیران چین
یکے تاج زرین نہادہ بسر | چو خورشید تابان بدر و گہر
بپوشید جوشن چو پیل دمان | ببست از پے جنگ فتح میان

صبح ہوتے ہی باقیماندہ سردار دولت شاہ تہجی پناہ پر حاضر ہوئے بادشاہ شبستان میں تشریف اُس شب کو نہ لے گئے تھے دیکھا تو تیار مسلح و مکمل بیٹھے دعائے فتح و نصرت خدا سے مانگتے ہیں سرداروں نے مجرا کیا بادشاہ انکو دیکھکر پشت مرکب پر سوار ہوئے باجے جنگی بجنے لگے بڑے کروفر سے سمت بارگاہ چلے جب وارد دشت قتال ہوئے دیکھا کہ گرد تیرہ و تار اُڑی اور سپاہ عدو نمودار ہوئی لقا تاج کئی سو کنگرہ کا پرازند دھرے سر پر رکھے قبائے زردوز پہنے ہاتھی پر زیر چتر جواہر نگار پر بیٹھا اور فرط عشرت سے ہنستا ہوا آتا ہے لشکر اُسکی چمک دمک سے ساتھ لاتا ہے جو کوئی ہے وہ اپنی بناجوا ابلا پڑتا ہے اور قہقہہ مار کر خندہ کرتا ہے گرد سیاہ سے آسمان و زمین تاریک ہے ہر نحوست شعار کو دوہ روز تیک ہر ایک طرف سے ساحر کرتب میں ناچتے اچھلتے ہیں غول کے غول اور پرے کے پرے ہیں غرضکہ جانبین سے برابر کرنے نشیب و فراز دشت کے اور بعد تھمنے کے غبار اس خاکدان پست کے صفوف فوج ترتیب پذیر ہوئیں اور نقیب نقابت کرنے لگے اس اثنا میں نازک چشم بی بی بعد جوا پیدا ہوئی اور میدان میں ٹھہری لقا کو سجدہ کیا اور اجازت حرب لے کر بھی بادشاہ کو پکاری کہ بھیجیے کسی کو میرے سامنے بادشاہ نے خود چاہا کہ میں مقابلہ جاؤں لیکن لندھور نے اپنا ہاتھی صف دست راست سے نکالا اور شاہ سے اجازت لے کر چلا ہاتھی اُسکا مثل شب وصل عاشق رواں ہوا اور مقابل اُسکے پہونچا پھر گرز کو چرخ دیکر لنکار کے کہا جو ضرب رکھتی ہو نکال اُس نے یہ سنکر پیچ و تاب کھا کے سحر پڑھ کر

مارے کہ تمام میدان میں اندھیرا ہو گیا ایک کو دوسرا نظر نہ آتا تھا مگر بسبب سحر کے لندھور کو ساحرہ دکھائی دیتی تھی اور وہ لندھور کو دیکھتی تھی بس جب وہ سحر کر چکی اس نے چاہا کہ گرز لگاؤن ساحرہ نے کہا لے لندھور یہ لمبا اور موٹا قد لئے کر مجھ عورت سے لڑنے آیا ہے شرم نہیں آتی یہ کہکر مانند سحر کے مارے کہ ہاتھی کے پاؤن زمین مین جم گئے لندھور ہاتھی پر سے کود کر زمین پر آیا اور پکارا کہ اے گیسو بریدہ تیرا مارڈالنا پہلوانان زمانہ سے بڑھکر ہے کیونکہ پہلوان میں یہ قدرت کہان ہے جو تو آفت کر رہی ہے اور مجھکو خود شرم نہیں آتی جو تو مرد و نکا سامنا کرتی ہے یہ کہکر گرز چکر دے کر مارا ساحرہ تخت پر سے بذور سحر اڑ گئی گرز تخت کو چور چور کر کے زمین پر پڑا کہ خاک اڑی اور دور تک غار پڑ گیا لندھور نے نعرہ مارا کہ زدم و پست کردم ساحرہ نعرہ سنکر زمین پر اتری اور پکاری کہ کرا زدی و پست کردی حریفہ تو اینک رسیدم یہ کہکر اب کی ایسا سحر پڑھا کہ لندھور بیہوش ہو کر گر پڑا اس کو گرفتار کر کے حوالے اپنے ساحرون کے کیا اور سحر پڑھ کر وہ تاریکی دور کی اور نعرہ مبارز طلبی کیا بادشاہ اسلام کی جانب سے مالک اژدر نے مادین عربی کی باگ لی اور شاہ سے اجازت مانگی شاہ نے حوالہ خدائے تعالے کیا یہ سپہ سالار دست چپ ہے کل علم جلوہ دکھانے لگے خلاصہ یہ کہ بڑی عظمت سے سامنے ساحرہ کے آیا اور طالب حرب ہوا اس نے پہلے ایک ترسول مارا اسنے اسکو رد کر کے ایک نیزہ اسکے سینہ پر کینہ پر لگایا یہ بہادر فن نیزہ بازی میں اپنے وقت کا صاحبقران ہے اگر پہاڑ پر نیزہ مارتا تو وہ بھی چھید جاتا مگر ساحرہ کے سینہ پر سے نیزہ اچٹ گیا اور اس نے سحر پڑھکر دم کیا یہ بھی بے دم ہو کر گرا ساحر آئے اور باندھ لے گئے اسنے چاہا کہ اور کسی کو بہر جنگ طلب کرے بختیارک گھبرایا کہ ایک ایک سے مقابلہ کرنے مین عرصہ ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ کچھ فساد پڑے پس کہلا بھیجا کہ اے ملکہ حکم خداوند ہے کہ ان مسلمانون کا جلد خاتمہ کیا جائے نازک چشم کو جب یہ پیام پہونچا اسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ مثل روز گذشتہ کے پھر تاریکی پھیلی آغاز ہوئی لشکر اسلام نے جو یہ ماجرا دیکھا سمجھے کہ کل کی طرح سے پھر آج آفت مین مبتلا ہون گے یہ سوچکر تلوارین کھینچکر لشکر ساحران اور نقابہ پر جا پڑے اس طرف سے انھون نے بھی حملہ کیا ایک دریا آہن تھا کہ جوش مار کر مل گیا تلوارین لہرانے لگین سپرین سنگ پشت نظر آنے لگین غوغائے مردم تلاطم سحر زخار کا شور تھا بادل سپاہ گری کا گھنگھور تھا زرہ پوشون کے بازو کی مچھلیان دام مین تڑپتی نظر آتی تھین ہیرون کی صورتین لبان کاسۂ حباب دکھائی دیتی تھین اس عرصہ مین وہ سیاہی کل لشکر پر چھا گئی اور ساحرہ اور ساحرونکے سحر سے آگ پتھر برسنے لگے لشکریان اسلام بیہوش ہو گئے بعضے رہرو ملک عدم ہوے بعضے بیدم ہوے

**ابیات**

| کسی کے لگا سحر کا ایک ترنج | ہوا کوئی بیہوش با درد و رنج |
| --- | --- |
| دھوان چھا گیا مرکز خاک پر | غبار زمین پہونچا افلاک پر |
| ہوا اس طرح روز روشن سیاہ | کہ بخت سیہ جس سے مانگے پناہ |

| | |
|---|---|
| ہوئی گرمی سحر کی ایسی تاب | کہ بیتاب تھی جان ہر شیخ و شاب |
| ہوا سنگدل اس طرح چرخ پیر | کہ پتھر برسنے لگے اور تیر |
| بہادر زمین پر تڑپنے لگے | در بحر جرأت تھے غلطان ہوے |
| روان خامۂ تیغ سے خون ہوا | ورق سرخ تھا صفحۂ خاک کا |

بادشاہ اسلام نے پاے شجاعت جما دیے اور ہزارون کو قتل کیا مگر سحر سے ناچار ہو گئے یعنے بیہوشی ان پر بھی طاری ہوئی شاہان جلیل القدر جو بادشاہ کو گھیرے ہوے تھے وہ بھی بیہوش ہونے لگے اس وقت لشکر مین بھگدر پڑی اس اندھیرے مین ایک کی دوسرے کو خبر نہین جسکا جدھر منہ اٹھا بھاگ نکلا القدرت خدا مرکب خنگ سیہ قیطاس کہ یہ گھوڑا باغ ابراہیمی سے امیر کو ملا تھا اور امیر ہی اسپر سوار ہوا کرتے تھے جب سے اشقر دیوزاد امیر کو ملا اس مرکب کو بادشاہ کی سواری کے لیے مقرر کر دیا تھا الغرض یہ گھوڑا معجزہ کا ہے اس نے جو اپنے راکب کو اپنی پشت پر سست دیکھا سمجھا کہ راکب میرا پشت پر سے میری گر جائے گا پس نہایت شائستگی سے کہ تکان نہو بادشاہ اسلام کو اس ہنگامہ سے لیکر چلا اور جہان تک تاریکی تھی کمال ہوشیاری سے قدم زن رہا جب اندھیرے سے قدم باہر رکھا سنبھلکر سمت صحرا روانہ ہوا مگر عیاران لشکر اسلام اس سحر کے ہنگامے سے پہلے ہی نکل گئے تھے صحرا مین پراگندہ ہو کر فکر عیاری کر رہے تھے جب لشکر مین بھگدر پڑی جو اس تاریکی سے بھاگ کر صحرا مین آیا عیار اس کو سمت کوہ مرمر لے گئے کہ وہان کرب مع ناموس ہین غرضکہ بادشاہ کو بھی عیارون نے دیکھا کہ مرکب انکو درحالت غشی لیے ہوے جاتا ہے یہ دیکھکر عیار قریب مرکب آئے اور اس کو چمکارا گھوڑے نے لبغضب انکی جانب دیکھا عیار دوڑ کر روتے ہوے مرکب سے لپٹ گئے اور خنگ نے بھی پہچانا کہ یہ لشکر اسلام کے ملازم ہین پس گردن ڈالکر کھڑا ہو رہا عیار اسکو مع بادشاہ لیکر کوہ مرمر پر آئے اور اندر بارگاہ سلیمانی کے شاہ کو لاکر تخت پر لٹا دیا بعد لمحے کے عظمت بارگاہ کے باعث سحر اتر گیا اور بادشاہ کی آنکھ کھلی کرب سے مل گیا اور بادشاہ زخم رسیدہ بہت تھے تمام جسم فگار رہا تھا انکے لیے جراحان شفا دست کو بلوایا زخم دوزی ہوئی تیمارداری مین لوگ مشغول ہوے جو جو بھاگ کر آئے ہین انکا بھی علاج ہوتا ہے لشکر مین مجمع ہوتا جاتا ہے یہان تو یہ کیفیت واقع ہے مگر اس طرف تادیر یہی تاریکی آفت سحر کی برپا رہی آخر یہ گمان ہوا کہ اس تاریکی مین ہماری فوج باہم نہ لڑنے لگے اس سبب سے نازک حشم نے سحر کا رد کیا کہ وہ آفت آگ پتھر برسنے اور اندھیرے وغیرہ کی ہٹی دیکھا کہ لشکریان اسلام مین کوئی باقی نہین ہے سب بیہوش پڑے ہین اور بہت بیجان ہو گئے ہین حکم دیا کہ جو مردہ ہین انکو تو رہنے دو باقی جو بیہوش ہین انکو پکڑ لو ساحرون نے بحکم ستمگر سبکو گرفتار کرکے باندھ لیا اور اس نے سحر سے اس جگہ ایک حصار باندھ دیا کہ کوسون تک احاطہ دھوئین کا کھنچ گیا اور اس جگہ سب قیدی چھوڑ دیے کہ نہ یہ نکل سکیں اور نہ کوئی ان کو چھڑانے آسکے ساحرون کا پہرا

مقرر کر دیا جب یہ انتظام ہو چکا حکم دیا کہ بارگاہ اسلامیان اور خیمہ و خرگاہ سرداران پر قبضہ کرو ملازمان لقا
نے وہان پہر اکر لیا یہان کے لشکر کی بازار مین بند عقیق و دکاندار المحرفہ و پیشہ سب فراری تھے عجب روتی
تھی کہ خامہ دو زبان کی زبان بیان سے قاصر ہے غرضکہ جب اردوے اسلام غارت ہو چکا اور لشکری سب قید
ہو چکے سردار تو پہلے ہی سے اسیر تھے نازک چشم نے بادشاہ کی تلاش کرائی جب میدان مین بادشاہ کو ہوش
نہ پایا سمجھی کہ نکل گئے بس اسنے طبل آسایش بجوایا اور لشکریون مین سے ساٹھ ہزار سوار کو حکم دیا کمر
نہ کہولے طلایہ پہرے کہ باقیماندہ حریف کی سپاہ ایسا نہو کہ غفلت مین ہم پر آپڑے بموجب حکم فوج حسب
تعداد مذکور تیار رہی اور باقی نے کمر کہولی لقا مع سردارون کے اپنی بارگاہ مین نہ گیا بارگاہ شاہی مین
آیا اپنے سردارون کو خیمے سرداران اسلام کے عنایت کیے اور آپ بجاے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر
ہوا اس بارگاہ مین تخت سلیمانی نہین تہا تخت طاؤسی پر اس تخت پر یہ ناہنجار بیٹھا گو یا سکن ہما بوم کا آشیانا
بنا یہ شعر اسکی نسبت سعدی علیہ الرحمۃ کا مجھکو یاد آیا کہ بیت کس نیاید بزیر سایہ بوم * ور ہما از جہان
شود معدوم * خلاصہ کلام نازک چشم نے جیتتے ہی حکم درستی مجمع انبساط دیا اس فتح کی خوشی مین نقارے
بجنے لگے سردار لباس زرق و برق پہن کر حاضر دربار ہوے نذرین گذرنے لگین ارباب نشاط حاضر ہوے
صداے مبارکباد بلند ہوئی آرزو کامرانی اور شادمانی سے قلب زمین و آسمان پر ہو گیا در و دیوار کوہ
و دشت سے صداے عشرت پیدا ہو گئی ہر وقت وہر سے یون آواز سازہاے ترنم مسرت کی سنائی
دیتی تھی کہ جیسے بند مکان گونجتا ہے پریان قمر پیکر ماہوشان سیمبر رامشگران مہرو بیدار و رقاصان شعلہ نما
اس طرح رقص کرتے تھے اور زمزمہ سرا تھے کہ جیسے طاؤس مینا فام فلک بلا گردان نثار تھا ناہیدہ چرخ کا دل بیکار تھا
تھا ساقیان نور طلعت حور صورت جام بادہ رشک زہرہ کاسہ خورشید و غیرت دہ قدح ہلال
لے کر شراب مفرح و پر سرور اہل انجمن کو پلاتے تھے نیا کرشمہ دکھلاتے تھے کہ آفتاب کو ماہتاب پہ نور کے
دائرہ مین اتارتے تھے بادہ خوارون کو دیوانہ بناتے تھے یہ تماشا گلابی و ساغر کے الٹ پھیر
کا دم دکھاتے تھے نظم

مہیا تھا وہ بزم عشرت کا سامان — کہ اس بزم کو بزم جنت پہ ناز
بڑھا موج بادہ کا سودہ جوش — بلاے کے تھا قہقہون کا خروش
دکھانے لگا چرخ نیرنگیان — بنی فلک سے کشتی آسمان
لگے پھرنے خوبان عالم تمام — لیے ہاتھ مین جام خورشید فام
وہ رقص بتان ایسا کچھ بھا گیا — زہے چرخ اسی شوق مین ناچتا
وہین کی ہر کا بانگ عشرت سنی — کہ تھمتی نہین ہر گلگون کی ہنسی
اسی رقص کی ہر ہوا لگ گئی — چمن مین صبا پھرتی ہے ناچتی

سرداران لشکر کو منصب و جاگیر و زر و مال انعام میں بٹ رہا تھا لقا طرہ پیغمبری افراسیاب کو بھیجنا چاہتا
تھا مگر بختیارک نے عرض کیا کہ ابھی بادشاہ اسلام باقی ہیں انکو بھی پکڑ لیجیے تو ملکہ نازک چشم کو زد جبر
قدرت دکھائیے نور قدرت پیٹ میں انکے اُتاریے اور افراسیاب کو طرہ پیغمبری بھیجیے آپ اجل کر باختر
میں تخت خدائی پر بیٹھیے اس نابکار کو یہ بات پسند آئی اور ساحرہ سے کہا کہ بادشاہ اسلام کا اور بارگاہ
سلیمانی کا کچھ پتہ معلوم نہ ہوا کہ یہ سب کہاں ہیں ساحرہ نے ساحروں کو اور طائران سحر کو بند سحر روانہ کیا
جا کر اطراف میں اس نواح کے تجسس کرتے ساحر طائر بنکر اُڑے اور طائر سحر کے بھی چلے کچھ دیر میں پتہ لگ گیا
یعنی کوہ مرساپ ہی کوس بیان سے تھا کچھ ساحر اُدھر بھی پہونچے اور جمعیت اہل اسلام وہاں دیکھکر
خدمت نازک چشم میں آئے بعد ادائے دعا و ثنائے شہریاری حال مقام لشکر اسلام بیان کیا بختیارک
نے یہ ماجرا معلوم کرکے کہا کہ اے ملکہ دشمن کو مہلت دینا اچھا نہیں اور علاوہ برین عیار موقع پا کر اپنا کام
کر جائینگے میری رائے یہ ہے کہ آج ہی بقیہ لشکر اسلام کا بیکار خاتمہ کر دو نازک چشم اُسکے ورغلانے سے
اُسی وقت اٹھ کھڑی ہوئی اور ساٹھ ہزار سوار اور کچھ ساحر بہر حفاظت خیمہ خرگاہ وغیرہ چھوڑ کر باقی
لشکر کو حکم تیار ہونے کا دیا جلد کمربندی ہوئی آپ مع لقا سوار ہو کر چلی سپاہ سے جنگل بھر گیا کوہ و دشت میں
زلزلہ پڑ گیا سمون سے گھوڑوں کے جگر گاؤ زمین کا دہلنے لگا قرنا و بوق کا وہ شور بلند ہوا کہ پردہ ہاے
گوش ترک رود گا پھٹ جائے تو عجب نہ تھا الحاصل بعد کچھ عرصہ کے قریب لشکر فیروزی اثر اہل اسلام
پہونچی عیاروں نے وہاں سے لشکر ساحران دیکھکر خدمت شہزادہ کرب میں اپنے تئیں پہونچایا اور سارا
ماجرا بیان کیا شاہزادے نے بادشاہ سے عرض کیا حضور زخمی ہیں ناموس کے پاس بالائے کوہ تشریف لیجائیں
غلام جان نثاری کو حاضر ہے بادشاہ نے فرمایا کہ جب تک میری جان تن میں ہے پاؤں میدان شجاعت سے
نہ ہٹاؤنگا اور پشت دشمن کو نہ دکھاؤنگا کرب یہ کلمہ سنکر ناچار ہوا اور بادشاہ اُسی حالت زخمداری
میں آمادہ حرب و پیکار ہوے عیاروں نے جو یہ ماجرا دیکھا خیال کیا کہ بادشاہ اب کی شہید ہو جائینگے
اور کرب اگر کام آگیا تو ناموس امیر کا بھی کوئی سنبھالنے والا نہ رہے گا بس یہ سوچکر تھوڑا سا عطر بیہوشی
اپنے جسم پر ملا اور بادشاہ اور کرب سے عرض کیا کہ غلامان جانباز ہر عیاری جاتے ہیں شاید کام آئین
تو فاتحہ خیرات فراموش نہ فرمائیے گا اور اسی وقت آرزو رکھتے ہیں کہ حضور سے بغلگیر ہو کر رخصت ہوں
یہ عرض عیاران سنکر بکمال بشاشت بادشاہ و کرب نے انکو گلے سے لگایا بیہوشی نے تاثیر کی دونوں
بیہوش ہو گئے عیار ان کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور کئی ہزار تیار داروں نے ملکہ کے خیمہ و سراپردہ و قنات خیمہ
بارگاہ سلیمانی پہاڑ پر لگا الگ کرکے چڑھا دیئے پھر سب لشکریوں کو حکم دیا کہ پہاڑ پر جسقدر اسباب جنس ہو
آئیں اور باقی صحرا و کوہستان میں جا کر پوشیدہ ہوں جب یہ ان خس شمیر سے ذبح ہوگا اور ہماری
فتح ہوگی سب کو بلائیں گے اور اگر ہم لوگ ہلاک ہو گئے تو ہمارے حق میں دعائے مغفرت کرین اور اُٹھنے

ہونے کا پھر اختیار ہے غرضکہ بموجب حکم عیاران بد و لشکر کہ جمع ہوا تھا کوچ کرکے جدھر جس کے جی مین آیا چلا گیا اور
عیاران نے پہاڑ پر چند خیمۂ بارگاہ سلیمانی استادہ کرکے جو لوگ اوپر چڑھ آئے تھے لشکریون مین سے ان کو
اور چند خیمون مین ناموس کو اور ایک مین بادشاہ دگر سب کو رکھا اور گھاٹیان پہاڑ کی روکین سنگ اندازی
اور تیر اندازی کا سامان کردیا بانہائے عیاری سے آراستہ ہوے یعنی توبڑدون مین پتھر بھرے ہاتھون مین
حقہ ہائے نفتی چڑھائے گھاٹیون مین حباب بیہوشی دبائے کمندین بازؤون پر لپیٹے کمانون مین تیر پیوستہ کیے
سرکوہ پر ٹھہرے اُدھر خیمون مین عورتین روے مشکین و زلف عنبرین کھول کر گودیان پھیلا کر دعا مانگتین
کہ اے میرے کریم اے غفور الرحیم اس بلا کو ہم پر سے رفع کردے خداوندا تیرے کرم کے امیدوار
ہین کہ

نظم

| | |
|---|---|
| تو ہی مالک ہے اے سلطان عالم | کہ ہے قبضہ مین تیرے جان عالم |
| تری ہر چیز مین قدرت عیان ہی | کہین ظاہر کسی شے مین نہان ہے |
| طفیل پنجتن اے رب کونین | مٹا دے غم کا دل سے شیون و شین |
| تمنا جی کی جو ہے اس کو بر لا | تجھے واضح ہے سب کچھ حال دل کا |
| مرے دشمن الٰہی خاک ہوجائین | جگر دل انکے تن مین چاک ہوجائین |
| مرے مالک مری فریاد سن لے | مرادون سے طبیعت شاد کردے |

غرضکہ جتنے عرصہ مین یہ انتظام یہان ہوا اتنی ہی دیر مین فوج عدو مثل مور و ملخ آپہونچی اور ساحرہ نے
آتے ہی کوہ کو گھیر والیا اور ایک طرف سے ساحرون نے دوسری طرف سے سپاہیون وغیرہ نے حملہ کیا
عیارون نے خدنگ دل دوز اور حقہ ہائے نفتی مارنا شروع کیے ایسے حقے مارے جو آگے بڑھا اسکا
منہ جھلس گیا اور ہزارون سینہ تیرون سے غربال کیا فوج کا رخ پھیر دیا دھاوامیش مونانازک جسم
یہ حال دیکھکر غضبناک ہوئی اور سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک لکہ ابر گڑگڑا کر سرکوہ پر آیا اور اس مین سے سیاہی
پیدا ہو کر پھیلنے لگی عیارون نے یہ چالاکی کی کہ اسی اندھیرے مین پہاڑ سے اتر کے جو لوگ کہ آگے
بڑھ آئے تھے انکو قتل کرنا شروع کیا اور کئی ہزار کو مار کر گھاٹیون مین پہاڑ کی چھپ رہے مگر اتنے عرصہ
مین وہ سیاہی تمام پہاڑ پر پھیل گئی اور بالکل تاریکی ہوگئی سوائے خیام بارگاہ سلیمانی تمام پہاڑ پر اندھیر
ہوگیا اس وقت لشکریون نے پھر حملہ کیا از بسکہ وہ وقت اس لشکر کے آنے مین آچکا تھا کہ خشت زرین
آفتاب رواق نیلی فام آسمان سے کھسک کر غار مغرب مین گری اور رات مثل ماتم زدگان سیاہ پوش
و ماتم کنان پیدا ہوئی کما بیات

| | |
|---|---|
| شبے تیرہ بود ماننده قیر | ستاره نه پیدا نه بهرام و تیر |
| ز زنگی شب بود پر ہول و بیم | که گشتے دل شیر از وے دو نیم |

ساحروں نے اس خوف سے کہ ہرچند بالائے کوہ بھی تاریکی ہے اور ابر سحر چھایا ہے مگر عیار بارگاہ سلیمانی مین محتواہ مگر حملہ کیا اور نازک چشم و بختیارک سمجھے کہ رات کو عیار آفت برپا کر دین گے اور علاوہ اس کے اسلامیون کے قید ہوجانے سے مطلب تھا وہ یہان قید نہ ہوے پہاڑ ہی پر سعیدون کی طرح رہے صبح کو سب کے سر کاٹ لیے جائین گے بس ایسا کچھ خیال کر کے حکم دیا کہ یہین بارگاہ مین استادہ ہون بموجب ارشاد کے بارگاہین اور خیمے وغیرہ آراستہ ہوگئے فوج پہاڑ کو گھیر کر اتر پڑی افسر داخل ہوے لقا مع ساحرہ بارگاہ نکہت استبادہ مین متمکن ہوا وہی جلسہ عشرت اور شغل میخواری آغاز کر کے خوشی کرنے لگا ادھر اہل اسلام اس شب پر تعب مین محصور بر سر کوہ تھے عاجز اہل بستوہ تھے ایک تو تاریکی رات کی دوسرے سیاہی سحر کی وہ پرہول شب تھی رحیم سے سیاہی بھی خوف کھاتی تھی صدا ہاے بولنک دپرُ بیم دہشت آگین ہر سمت سے پیدا عورتون کا یک کر رونا پہاڑ کا دل آب آب کرتا تھا ہر طرف سناٹا اور سائین سائین کی آواز آتی تھی روح تن مین گھبراتی تھی شب مرگ انسان بھی ایسی نہ ہوگی جیسی وہ کالی رات تھی پلنگ درندہ کی طرح پہاڑے کھاتی تھی کہ بمقتضائے نظم

| | |
|---|---|
| شب تیرہ دل مثل دیو سیاہ | کرتی شامت عاشقان کی گواہ |
| کھلے غم سے تھے خوبرویونکے بال | شب تیرہ مین تیرگی تھی محال |
| صدا ہر طرف تھی یہی ہائے ہائے | خدا جانے کیا ہم کو صورت دکھائے |
| کوئی مثل سنبل کے بکھرائے بال | پڑی رنج مین اک طرف تھی نڈھال |
| پریشان کوئی زلف منھ پر پڑی | گہر آنسوؤن کے پروتی لڑی |

یہان لشکر اسلام اسیر رنج و محصور اعدا ہے ساحرون کے یہان جلسہ مسرت برپا ہے دیکھیے صبح کو کیا ماجرا گذرتا ہے انکو اسی حال مین چھوڑ کر اب ذکر فتاح طلسم آئینہ ایرج نامور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ زیر شجر باغ مین بیٹھے اسم پڑھ رہے تھے اور درمیان اسم خوانی ہزارہا اشکال مہیب موکیل کی نظر آئین کبھی کبھی اژدر دہان منھ کھولے ظاہر ہوا اور کبھی دریاے زخار کو قریب تر پایا لیکن شہزادہ مطلق خوف زدہ نہ ہوا اور اسم پڑھے گیا یہان تک اسم تمام کیا اسوقت دو مرصع تھلیان ہاتھ مین اور جام بلورین پانی سے لبریز ہتھیلی پر رکھے اور دو سقے مشک پانی سے بھرے کمر پر سنبھالے شہزادے کے پاس آئے اوران ہمیون نے دست بستہ عرض کیا کہ آپ حمام کرین شہزادے نے لوح کو دیکھا اس مین ظاہر ہوا کہ یہی موکل اسم ہذا مین تم ان سے کہو کہ اگر مجکو نہلاتے ہو تو پوشاک اور ہتھیار طلسم کے بھی میرے لیے لاؤ شہزادے نے حسب نوشتہ لوح اُنسے لباس اور اسلحہ طلب کیا انھون نے اقرار کیا اور دو شخص نظر سے غائب ہوگئے اور وہ اسی جگہ ٹھہرے رہے بعد لمحہ بھر کے وہ دو آدمی جو غائب ہوگئے تھے کشتیان پوشاک اور سلاح کی لیے حاضر ہوے شہزادے نے لوح کو دیکھا اس مین ظاہر ہوا کہ ان سے کہو مین پہلے لباس سنکر اور

کیفیت حال بربادی طلسم مندرج کیا اور ایک ساحر کو دے کر روانہ کیا وہ ساحر طلسم ہوشربا میں گیا اور خدمت ملکہ
حیرت میں ہو جگر بعد بجا آوری مراسم تعظیم و تکریم عریضہ پیش کیا اُسنے عرضی پڑھکر مع عرضی اُس ساحر کو باغ
سیب میں بھیجا اُسنے افراسیاب کو تسلیم کی اور عرضی دی بادشاہ نے عرضی ملاحظہ کرکے مشیران سلطنت
سے اس امر خاص میں مشورہ کیا کہ طلسم آئینہ کے بارے میں کیا کیا جائے مشیروں نے عرض کیا کہ وہ طلسم شرکت
میں کوکب کے ہے وہ شریک عمرو ہوا ہے وہ اس مقدمہ میں دخل نہ دیگا اب رہے اہل اسلام اُن سے آپکے
دونوں جگہ مقابلہ ہو رہا ہے یعنے کوہ عقیق پر ساحر جاتے ہیں اور یہاں مہرخ سے بھی لڑتے ہیں پس تیسری جنگ سے کیا فائدہ
آئینہ کو یہاں بلا لیجیے جب مسلمان مارے جائینگے اس وقت طلسم اسکا حوالے اسکے کیجیے گا یہ رائے شاہ جادوان
کو پسند آئی اور عرضی کا جواب لکھا کہ اے ملکہ آئینہ تم یہاں چلی آؤ میں سمجھ لونگا پس یہ جواب اس ساحر کو دے کر
دریائے سحر کے پار اتروا دیا وہ وہاں سے پاس آئینہ کے آیا جب اس نے جواب عرضی پایا ازبسکہ دل میں
مزا سلطنت کرنے کا بھرا تھا اور آرزو ہوا نے پابند بلا کیا ملک و مال چھوڑ کر جانا گوارا نہ کیا کہ بیت ہر خواستہ
خود و نام و نہ ترسد ز دانش سفر جام بد و بس افسران لشکر کو بلا کر فرمایا کہ ایک لڑائی سلکے کی میں طلسم کشا
سے اور لڑونگی تم میں سے جسکو جان دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسکو آرام منظور ہو وہ چلا جاوے سب نے
عرض کیا کہ ہم جانبازی کو حاضر ہیں غرضکہ تین لاکھ کا لشکر درست کرکے اژدر پہ بیٹھکر روان ہوئی کچھ ہی دور
قلعہ سے نکلکر آگے بڑھی تھی کہ شہزادہ جو اسطرف سے آتا تھا اثنائے راہ میں مقابلہ ہوا دونوں لشکر
باہم تلواریں کھینچ کر ملگئے شہزادے نے حسب ہدایت لوح اُن پتلوں کو حکم جنگ دیا کہ انہوں نے فوج
آئینہ کو قتل کرنا شروع کیا امیر و ایرج لڑنے لگے رنگین جادو حفاظت امیر کرتا تھا اور ایرج
بسبب لوح کے سحر تاثیر نہ کرتا تھا طلسمی پتلوں نے ہزاروں کو بیجان کیا تھا اور آئینہ جادو نے بھی
اُس میدان کو میدان رستخیز قیامت بنا دیا تھا آگ برسا کر صدہا پتلوں کو جلا دیا تھا جب ذکر رسول
مارتی تھی دو چار کے کلیجے چھید لیتی تھی داد شجاعت میدان دیتی تھی دریا خون کے بہائے تھے ایکطرف
شہزادے نے لاشوں کے ڈھیر لگا دئے تھے کہ بموجب نظم

| | |
|---|---|
| زبس نالۂ بوق و بانگ سپاه | شدہ گوش گردون کر و دل سیاه |
| یکے بزم بد دشت گویا نہ رزم | دلیران دران بادہ خواران چو بزم |
| غو کوس شان زخم بربط سرائے | دم گاودم نالہ کہ نائے |
| روان خون چو مے نالہ شان بم و زیر | پیالہ سر خنجر و نقل تیر |
| بہر گوشہ کشتہ افگندہ خوار | کہ شد بستہ بر تازی اسپان گذار |
| زبس کشتہ و سر فگندہ نگون | چہ دریا ہمی رفت بر دشت خون |

آتش جدال و قتال نے خانہاے تن جلا کر روحوں سے ویران کر دئیے تھے برق تیغ شعلہ فام نے

خزمین ہتی جہانان خاک ہوکے بہاد فنا پریشان کر دیے تھے اسی ہنگامہ میں شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں واضح
ہوا کہ جب تک آئینہ کو نہ مارو گے فتح نہ پاؤ گے بہتر ہے کہ چھپ کر اس کے پاس جاؤ اور لوح اس کو دکھاؤ
نگاہ اس کی خیرہ ہوگی اس وقت فوراً تلوار اس کے سر پر مارو تاکہ ہلاک ہو جاوے ورنہ اگر بچ جاوے
تو آفت بر پا کرے گی شہزادہ یہ حکم لوح دیکھ کر مصروف جنگ رہا اور جب غول میں لشکر کے پہونچا
مرکب پر سے کودا آئینہ نے جو گھوڑا اس کا خالی دیکھا نعرہ کیا کہ اے بہادران طلسم کشا زخمی ہو کر گھوڑے
سے گرا ہے جلد اس کا سر کاٹ لو اور لوح طلسم چھین لو یہ کہکر آپ اژدرے سے کود کر خوشی خوشی چلی اُدھر
سے شہزادہ آتا تھا راہ میں سامنا ہوا شہزادے نے لوح سامنے کر دی آنکھیں اسکی بند ہو گئیں اوسکو
فراموش ہوا شہزادے نے جھک کر تلوار ماری کہ سر پر بیٹھکر ٹانگوں سے نکل گئی دو ٹکڑے ہوکر وہ گری شور دار
و گیر برپا ہوا بڑے بڑے پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ کر ٹکرانے لگے زمین میں غار پڑ گئے چشمے طلسم کے خشک ہو گئے
آندھیاں اٹھیں بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ افسوس مارا گیا اے شخص تونے کہ نام میرا آئینہ جادو تھا
زمانہ بھی روشن ہوا اور اس صدا کے آتے ہی فوج ساحران میں بھگدر پڑی بقیۃ السیف نے چادر امان
ملائی ایرج نے ہاتورد کا افسران لشکر نے خدمت میں حاضر ہو کر رکاب کو بوسہ دیا اور اتا الکطیع کا دم بھرا شہزادے
نے ہر ایک کو سرفراز فرمایا اور دیکھا کہ وہ طلسمی پتلے اب نظر نہیں آتے معلوم ہوا کہ وہ وابستہ طلسم تھے بعد مرگ
بادشاہ طلسم وہ بھی غائب ہو گئے غرضکہ شہزادہ آگے روانہ ہوا تھا کہ دو شخص معزز وضع پیدا ہوئے اور پاس
آکر یہ عرض کیا کہ مبارک ہو طلسم فتح ہوا ہم خزانہ دار طلسم ہیں چلیے اور مال لیجیے شہزادے نے ان کو ہمراہ لیا
اس عرصے میں حنظل و شعلہ دار و ستارہ و شاپور و لوحدار اپنے احاطۂ سحر سے نکل کر حاضر ہوئے
اور تسلیم کر کے مبارکباد فتح طلسم دی اور نذر گذرانی شہزادہ سب کے ہمراہ وہاں سے چلا اور داخل طلسم
ہوا میدان رعایا تمام فراری تھی لیکن عمارتیں عمدہ بنی تھیں دکانیں مثل لاشۂ مجور خالی پڑی تھیں بازاریں
ویران تھیں گلیاں سنسان تھیں شہزادہ تمام مقام ملاحظہ فرماتا دارالامارۂ شاہی میں آیا اور دنگل
شوکت پر متمکن ہوا حکم آبادی شہر دیا منادی نے ندا کی کہ بشرط اطاعت حاکم وقت اہل شہر کو قتل و غارت
سے امان ہے یہ صدا سنکر اکابران طلسم و رعایا وغیرہ حاضر ہونے لگے نذریں گذرنے لگیں تمام شہر
اسلام آباد ہوا اور سامری کے مندر وغیرہ منہدم کیے گئے مسجدیں اور خانقاہیں تعمیر ہوئیں
شہزادے نے کسی کو سرفراز کیا اور کسی کو جان سے مارا غرض جب یہ سب انتظام ہو چکا تو حنظل سے پوچھا
کہ تمام طلسم فتح ہوا مگر ملکہ بلورہ کا پتہ نہ ملا اس کو تلاش کرنا لازم ہے یہ کلام سنکر اکابران طلسم نے عرض کیا کہ
حضور ایک باغ میں ملکہ قید ہیں وہاں تشریف لے چلیے ملکہ سے ملاقات ہوگی شہزادہ اسی وقت روانہ
ہوا اور شہر کے اندر ایک باغ تھا کہ سراسر پھولوں سے بھرا سرسبز نظر آیا چار بارہ دری چار کونوں
پہ تعمیر خوبی میں آپ ہی اپنی نظیر پردہ ہائے زنبوری ہر ایک میں پڑے جنگلی ڈوریوں میں نقش کے پھندنے

لگے شہزادے نے اندر جانا چاہا تھا کہ اندر سے چند کنیزین میلا کچیلا لباس پہنے ظاہر ہوئین اور شہزادے کو سلام کرکے ایک بارہ دری کی طرف لائین پردہ اس کا اٹھایا شہزادے نے دیکھا کہ سامنے تخت بچھا ہے اور اس پر زنجیر طلائی پہنے ملکہ بلور بیٹھی ہے ایک شیر پایۂ تخت سے بندھا ہے اس سے کہہ رہی ہے کہ اے شیر تو مجھ کو کھا لے کہ فراق شہزادہ دلدار مرگ سے بدتر ہے کہین یہ دم نکل جائے تو روح خواب عدم مین آرام پائے شہزادہ یہ سنکر رو دیا اور دیکھا کہ ملکہ کی آنکھوں مین حلقے پڑ گئے ہین لباس خاکستری ہو گیا ہے چہرے پر خراش ناخن جا بجا ہے یہ دیکھتے ہی بیتاب نہ آگے بڑھا وہ شیر جو بندھا ہوا تھا حملہ آور ہوا شہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح سر پر اس شیر کے لگا دے پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھ۔ یہ شہزادے نے جب وہ زنجیر توڑ کر اور طمانچہ تیار کرکے آگے بڑھا لوح کو اس کے سر پر مارا وہ قلابازی کھا کر گرا اور پھٹ کر ہلاک ہو گیا شہزادے نے بڑھ کر زنجیر پائے ملکہ کو دفع کیا اٹھ کر گلے سے لپٹ گئی دونوں بلک کر رونے لگے منہ اشکوں سے دھونے لگے غم فراق زبان پر لائے اپنے دکھڑے سنائے آنکھوں سے دریا بہائے کہ بمقتضائے مثنوی

| | |
|---|---|
| بغل کھول کر پھر تو آپس میں مل | وہ رویا کیے دیر تک متصل |
| بیان دونوں اپنا جو کرنے لگے | در اشک سے چشم بھرنے لگے |
| گلے مل کے رونے لگے زار زار | کیا اپنے تن من کو اس پہ نثار |
| پہ اس تخت کے گرد پھرنے لگا | بلا اس کی لے لے کے گرنے لگا |
| کہی سرگذشت اپنی اس دم تلک | کہ اس طرح پہونچے ہین ہم تم تلک |
| ادھر اشک خونین ادھر چشم نم | لئے اس کا غم اور اسے اُسکا غم |
| نہ وہ رنگ اس کا نہ وہ اسکا حال | تن زرد زرد اور رخ لال لال |
| ہم دو خزان دیدہ گلزار سے | ملے جیسے بیمار بیمار سے |

آخر سب نے عرض کیا کہ بی بی شب فراق جامع المتفرقین نے مبدل بہ سحر وصال کی اب خدا تم کو نہ رلائے یہ روز جدائی پھر خدا تم کو نہ دکھائے اب ہنسی خوشی کی باتین ہون رونا دھونا موقوف کرو کہ بیت

بس اب کچھ خوشی کی کرو گفتگو خدا پھر رلائے نہ تم کو کبھو غرض حاصل مرام ملکہ گلفام ہمراہ شہزادہ روانہ ہوئی اور محل مین پہونچ کر حمام مین گئی نہا دھو کر باہر آئی اور لباس و زیور سے بعد تزئین داد آراستہ ہو کر بہتر از ماہ و خورشید بنی حسن کی چمک ضیائے مہر کو شرمندہ کرتی

کہ مثنوی

| | |
|---|---|
| دوبارہ کیا اس نے اپنا سنگار | چمن میں نئے سر سے آئی بہار |
| نہا دھو کے نکلی عجب آن سے | کہ الماس نکلے ہے جون کان سے |

| | |
|---|---|
| نہانے سے نکلا عجب اُس کا روپ | نکل آئے بدلی سے جیسے کہ دھوپ |
| جلانے کو عاشق کے دکھلا پھبن | لیا سرخ اس گل نے جوڑا پہن |
| اُسی رنگ کے ساتھ کا سب لباس | تصور میں ہو سُرخ جس کے قیاس |
| بھبھوکا سا تن اور منہ کی دمک | کہ جون شعلہ آتش سے اٹھے بھڑک |
| نکیلی وہ اُٹھی ہوئی چھاتیاں | بھری اپنے جوبن میں اتراتیاں |
| گلے کی صفائی وہ کرتی کا چاک | تڑاتے کی انگیا کسی ٹھیک ٹھاک |
| وہ کنچن سی اُس میں پچین لال لال | بھری رنگ سے قمقمے کے مثال |
| نیلاہٹ وہ بھتنی کی اس سے نمود | کہ جون سرخ چہرے پہ خال کبود |

شاہزادہ سے از بسکہ عقد ہو چکا تھا اور خیمہ شاہزادے سے ملکہ کو آئینہ پکڑ لائی تھی اسوقت ملکہ پاس آکر شہزادہ خلوت آرا ہوا اور دیر تک جلسۂ انبساط رہا جام شربت وصل پیا پھر برآمد ہو کر ہمراہ خزانہ داروں کے کوٹھے جا کر کھلوائے اور جائزہ اسباب لیا چالیس ہزار خفتان زریں بادلہ نگار اور بارگاہ آئینہ یعنی آبگینے کی اور رونگل اور اسلحہ اور مرکب دریا پنجہزار عزادے زر سرخ و جواہر کے اور کئی سو جوڑیاں نقاروں کی سیمیں و طلائی اُسمیں سے نکلیں اور ایک صندوق میں سے دو تلواریں ملیں ایک کے قبضے پر لکھا تھا کہ اس تلوار سے قضا ملکہ نازک جسم کی ہے اور دوسری تلوار قاتل ساحران جہان تھی اس صندوق میں چار تلواریں تھیں پہلے بیان ہوا کہ ایک ملکہ بلور رہبر قتل سوار طلسم لیگئی تھی اور ایک موکل اسم کی پوشاک کے ہمراہ شہزادے پاس لے گئے تھے جس سے آئینہ باری گئی اب دو باقی تھیں وہ بھی ملیں شہزادہ اُنکے ملنے سے خوش ہوا اور دار الامارۃ میں آکر سامان روانگی کیا سب مال طلسم بار کرا کر مع خیمہ و خرگاہ آپ بھی قاصد روانگی ہوا ملکہ بلور کو اس جگہ کی سلطنت سپرد کرکے امیر سے خلعت حکومت دلوایا تاج شاہی پہنایا اور رنگین کو افسر کیا شعلہ دار کو نائب بنایا بوحدار کو وزیر سلطنت مقرر کرکے ملکہ حنظل اور سیارہ کو خلعت دیکر حکم دیا کہ قلعہ نرگس کوہ میں جا کر بیدبہ گوا شہزادہ قاسم کو مژدہ فتح دیں اور ملکہ صنوبر کو انکے ہمراہ سمت لشکر اسلام روانہ کریں حنظل حسب ارشاد مع سیارہ روانہ ہوئی یہاں شہزادہ قاسم اترا ہوا تھا کہ یکایک سمت طلسم آئینہ اندھیرا ہو گیا اور غبار سیاہ اڑا صدا سے مہیب آئی بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ دفع ہوا وہ پہاڑ وغیرہ نظر سے غائب ہو گئے اور میدان نظر آنے لگا قاسم نے مقبل سے فرمایا کہ شاید طلسم آئینہ ٹوٹ گیا اور فرزند میرا انتیاب بد اپہ زار باتھا کہ سیارہ و حنظل نے آکر مژدہ فتح دیا قاسم نے سجدۂ شکر کیا اور جلد جلد کارسازی لشکر فرما کر ملکہ صنوبر و نرگس جنتیم ہمراہ لشکر مع سیارہ بیشہ و خدم کوچ فرمایا کہ نظم

| | |
|---|---|
| نہ گردان جنگی نہ نام آوران | کہ چون مقبل شیر و قیماس خان |

گزین کرد از آن نامداران سوار　　دلیران جنگی دہ و دو ہزار
سپہر و پیادہ دہ و دو ہزار　　گزین کرد آن اژدر کارزار
بفرمود تا جملہ بیرون شدند　　ز پہلو سپہ دشت و ہامون شدند
وزان جا بشکر کوس بر پیل بست　　بگردان بفرمود و خود بر نشست

پس اسی جاہ و جلال سے سمت لشکر اسلام روانہ ہوا اور اس طرف ایرج نے چند ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ اور لشکر اسلام جس جگہ اُترا ہو وہان سے اشقر کو لے آؤ زنگین نے عرض کیا کہ اشقر صحرا مین ہوگا کیونکہ جب مین امیر کو اُٹھا لایا تھا تو لشکر پہ بڑی تباہی تھی یہ کہکر سب حال بربادی عسکر نصرت انجام اسلام بیان کیا شہزادہ کو غصہ آیا اور جلد درستی لشکر کرکے مرکب پر سوار ہوا اور امیر کو ایک تخت پر سوار کرکے ساحرون نے اُس تخت کو اُڑایا یہ اس لیے کہ جب امیر پردہ قاف پر گئے تھے اور ارنا کمیں دیو اور لانیسا پری کہ اشقر کے ماں باپ تھے اور انکو ملکہ آسمان پری نے اس جرم مین قتل کیا کہ وہ دونون امیر کو پردہ دنیا کی طرف لاتے تھے پس جب وہ مارے گئے تو اشقر کو امیر نے اپنا بیٹا کیا اور اس سے وعدہ فرمایا کہ سوا تیری پشت کے اور کسی پر مین سوار نہ ہون گا چنانچہ ایکبار امیر فیل لندھور پر سوار ہوئے تھے تو اشقر خفا ہوکر دریا مین گر گیا تھا اور جب کنارے نکلا تو بادبان بحری سے جفت ہوگیا اس سے بچہ پیدا ہوا کہ وہ جن اشقر کہ جو شہزادہ ایرج کی سواری مین تھا اسکا تو شیروان نامہ اور ایرج نامہ کے دفترون مین درج ہے غرضکہ شہزادہ بہ تمکنت و جاہ اس عظمت سے چلا کہ آگے آگے فیلون پر الم جلوہ دکھاتے اور کئی سو نقالچے بیٹھے بیچ مین مرکب پہ یہ شہریار گرد بہادرون کے پرے سواران طلسم ہمراہ بارگاہ لدے خزانہ کا منہ کھلا علم شہ پیکر کا سر پہ سایہ شاپور عیار رکاب تھامے ہنسکر باتین کرتا صداے کوس تا بہ فلک پہنچی تھی، میدان کہ اسکا بیان کیا جاتا ابیات

بفرمود تا برکشیدند نا　　سپہ اندر آمد ز ہر سو بجاے
برآمد یکے گرد و برشد خروش　　ہمے کر شدی مردم تیز گوش
سنانہاے الماس در تیرہ گرد　　ستارہ ست گفتی شب لاجورد
ہمہ غرق در آہن و سیم و زر　　سپرہاے زرین و زرین کمر

اس طرف سے شہزادہ قاسم اور اس جانب سے یہ دونون سمت اسلامیان روانہ ہوئے مگر اہل اسلام کا حال سنیے کہ رات بھر پہاڑ پر کھڑے رہے جب کوہ خاور سے آفتاب نے سر بلند کیا اور توسن فلک پہ سوار ہوکر فوج سیارگان پر حملہ آور ہوا کہ ابیات

ازان پس و دیگر آئینہ از غبار　　برون آمد و شد جہان زرنگار
فلک برادرین بام نیلی سرشت　　در ایوان فگندند زرینہ خشت

صبح ہوتے ہی نازک چشم ولقا با فوج گران سوار ہوکر سامنے پہاڑ تک ... دیکھا کہ حیا بستانہ پھیرا

چھپا یا ہی عیار بھی گھاٹیان چھوڑ کر بھاگ گئے ہین پہاڑ پر سے رونے کی صدا آتی ہے یہ حال دیکھ کر فوج کو حملہ
کرنے کا حکم دیا اور سحر سے ایسا دھوان تیز کردیا کہ پہاڑ پر فوج چڑھتے ہم ہی نظر نہ آتی تھی اور ساحرہ
خود بھی مع گروہ ساحران اڑکر چلی کہ سبکو جاکر باندھ لاؤن غرضکہ سامری و جمشید کے نعرے بلند کرکے
فوج نے دھاوا کیا پہاڑ پر سے عیارون نے بارگاہ سلیمانی کے درجون مین ٹھہر کر تھپر اور تیر مارنا شروع
کیے اور سب نے بلبلا کر استغاثہ بدرگاہ بے نیاز کریم کارساز کیا کہ **بیت** ترا آسرا ہی ہین اے رحیم بچالے
ہمین دشمنون سے کریم + دعا کرتے ہی از حکم عزوجل بے بدل و برضاے سبحان لم یزل دامن دشت سے گرد
اڑی کہ سپہر دوار تیرہ و تار ہو گیا نازک چشم گرد کو دیکھ کر رکی اور بختیارک نے ہاتھی پر کھڑے ہو کر گرد کیطرف
دیکھا کر کہا کہ آئیے آئیے بسم اللہ بسم اللہ بسبکے اس ساحرہ تجبہ نے سر اٹھایا ہے ابتک ہی نہین واصل جہنم
اسکو فرمایئے لقانے یہ سنکر کہا او شیطان کیا بکتا ہے اس نے کہا جلد بھاگیے وہ آگئی تقدیر پلٹ گئی نازک چشم
ماری گئی یہ کہہ رہا تھا کہ نازک چشم اسکے قریب آئی اور کہا ملک جی کیا بکتے ہو اس نے کہا آج تک تمہاری زندگی
تھی آج تم مردہ ہو اگر بچ جاؤ تو مجھکو شیطان نہ کہنا مسلمانون پر کبھی ایسی آفت نہ آئی تھی جو اب آئی آخر
ان کی خدا نے مدد کی اسی گفتگو مین یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور شہزادہ قاسم نظر آیا کہ زرہ یاقوت
زرنگار پہنے جیسے آفتاب تابان میان شفق نمایان مرکب کوہ کفل اڑا تا بر چھا تر چھا نوک پر مرکب کے
رکھا ترکش مثل دم طاؤس برابر کمر کے لگا کمان کمانی سے دوش پر یہ ثابت کہ آفتاب برج قوس مین
آگیا ہے بلکہ کبادہ چرخ کبود اس پر قربان ہوا ہے کہ **ابیات**

| | |
|---|---|
| بپوشید پس ہفت پارہ حریر | کُہے خود چار ش زرہ دلپذیر |
| ہمان جوشن و خود غیبے ز زر | بپوشید در زیر شان چون زبر |
| کمندے دگر نیزہ بدست | بر اسپ تگاور روان بر نشست |
| پُر از گرد شد روے ماہ از زمین | پُر از خاک شد کام ماہی ز گرد |
| ز بانگ یلان مغز ہامون بجست | ز انبوہ جان راہ گردون ببست |
| ز گرد سیہ خنجر جنگیان | ہمی تافت چون خندۂ زنگیان |

پس از آن سواران ہمراہ مقبل وفادار آتے ہی نعرہ زن ہو کر لئے فرقہ ساحران اشرار دست خود را
بتہدار کہ ما ہم رسیدیم یہ کہکر مرکب اٹھا کر فوج پر آپڑا تلوار کھینچی بجلی چمکنے لگی سر برسنے لگے پہلے ہی حملہ مین
بہت سے تر و اصل جہنم ہوئے بختیارک نے ساحرہ سے کہا کہ کیون ملکہ دیکھا کہ اب مسلمانون کی مدد
آنے کا لگا لگ گیا خیریت اسی مین ہے کہ بھاگ چلو نازک چشم پر یہ کلمات سنکر غضب طاری ہوا و
آگے بڑھی فوج کو للکارا ادھر سے قیماس خان و اماس خان وغیرہ سرداران شہزادہ آپڑے تیر و گرز و
خنجر چلنے لگے دستان و تیغ گلوگیر سے دار شروع ہوئے بمقتضائے ابیات

همه پر شد از عاج سر خروش ‏— جهان آمد از نای روئین بجوش
جهان گشت بر گرد آورد روے ‏— بر خواست دریا ز نا ورد جوے
زمین همچو کشتی شد از موج خون ‏— گے راست جنبان گے سرنگون
کمان ابر و باران الماس بود ‏— سر مغز پُر جوش و سواس بود
زبس کشته گشته ز ہر دو گروه ‏— ز خون خواست دریا و از کشته کوه
نہ پیدا بد از خون تن رزم کوش ‏— کہ فولاد پوش ست یا نقل پوش

**نازک چشم** تڑپ کر بردے ہوا گئی اور پکاری کہ اے **قاسم** تیرے دادا کو میں بھگا چکی ہوں اور سب سردار
پکڑ لیے ہیں تو میرا کیا کرے گا شہزادے نے یہ کلمات سنکر ایک خدنگ دل دوز اس پر لگایا کہ اس کے
سینے پر پڑا مگر اُچٹ گیا اور وہ جو تڑپ کر وہاں سے گری شش بلاے ناگہانی **قاسم** پر آئی اور پنجہ میں
دابکر لے اڑی لشکر میں لائی قید سحر میں مبتلا کرکے بیہوش کر دیا اور پھر آگے بڑھ کر ایسا سحر کیا کہ دھواں اس
لشکر پر بھی چھا گیا اور ہر ایک مبارز بابگل ہوکر اپنے مقام پر کھڑا رہ گیا سوجھنا بھی آنکھوں سے موقوف
ہوا پس اُسنے اپنے لشکر کو جنگ سے منع کرکے حکم دیا کہ ذرا تامل کرو وہ سب رکے اُسنے **قاسم** کو سامنے
طلب کرکے کہا کہ اب بھی کچھ نہیں گیا ہے خداوند کو بارادت تمام سجدہ کر **قاسم** نے زبان طعن و لعن کھولی اس نے
جھلا کر پھر قید کیا اور ایک ساحر کو سامنے پہاڑ کے بھیجکر کہلا بھیجا کہ اہل کوہ سے کہو کہ حاضر ہوکر اطاعت کریں
بادشاہ اسلام کے اگر سجدہ کرنا منظور کریں تو خداوندا کی بڑی عزت و حرمت فرمائیں گے اور ملک و مال عطا
کریں گے وہ ساحر روبرو کوہ کے جاکر پیام گذار ہوا یہاں **قاسم** کی آمد دیکھکر عیار خوش ہوے تھے اور
سمجھے تھے کہ شہزادہ کوئی تحفۂ طلسم لایا ہوگا اور ساحرہ کو قتل کرے گا یہ سمجھکر بادشاہ اور کرب کو ہوشیار کیا
بادشاہ یہ سانحہ دیکھکر آراستہ ہوکر چاہتے تھے کہ پہاڑ سے نیچے اتریں کہ اسوقت خبر گرفتاری **قاسم**
پہونچی نہایت درجہ صدمہ ہوا اسی اثنا میں پیام ساحرہ شاہ کو پہونچی فرمایا کہ جواب ان باتوں کا سخت
اور درشت لکھکر تیر میں باندھکر نیچے پھینکدو نامہ تیر میں باندھکر جواب ان کلمات کے پھینکدیا مضمون یہ
عفاکہ او قحبہ تو کیا بکتی ہے میں **لقا** پر لعنت کرتا ہوں اور خدا پر شاکر ہوں انشاءاللہ عنقریب تو ماری جائیگی
غرض جب یہ جواب ساحر نے جاکر **نازک چشم** کو دیا وہ آمادۂ حرب کھڑی ہوئی تھی پھر فوج کو درست
کرکے چلی اور ادھر عیاروں نے عرض کیا کہ اے بادشاہ بارگاہ سے باہر نکلنے کا راستہ نہیں ہے دھواں
سحر کا چھایا ہی پہاڑ سے اتر نسکیں گے باہر نکلتے ہی گرفتار ہو جائیں گے اس سے لازم ہے کہ یہیں اس قحبہ کو
آنے دیں اور اسی جگہ سے لڑیں شاہ اور کرب یہ سنکر مجبور رہے کہ واقعی جب پہاڑ کے نیچے نہ جا سکے
تو پھر باہر نکلنا بیکار ہے اس سے یہی بہتر ہے کہ یہاں ہوش و حواس کے ساتھ رہیں اور جب فوج یہاں
آجاوے تو اپنی جان دیں فی الجملہ یہ تو آمادۂ مرگ یہاں ٹھہرے اور زیر کوہ **لقا** و **نازک چشم** شادان

وفرجان آکر حملہ آور ہوئے بھروپی آفت برپا ہوئی کہ ساحر پہاڑ پر چڑھنے لگے اور عیار پتھر لگاتے تھے عورتیں دعا کر رہی تھیں کہ یکایک صحرا سے گرد اٹھی بختیارک پکارا کہ اے ملکہ دیکھو اجل کا پیام دمبدم آتا ہے لوگ کہے دیتے ہیں کہ ابھی ستارہ تمھارا گردش کھا گیا ہے تمھارے لیے فنا ہے نازک چشم نے کہا تو شیطان ہے دن ہی بیہودہ بکتا ہے یہ کہہ رہی تھی کہ آخر اُس گرد کو ہوا نے برطرف کیا اور سامنے سے سواری زبدۂ خداپرستان شاہزادہ ایرج نوجوان کی پیدا ہوئی کہ مرکب طلسمی زیر ران بگھدری کرتا طرارے بھرتا آتا ہے پشت پر فوج کثیر کا مجمع ہوا ایک جوان چلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش روان شاپور عیار رکاب تھامے باتیں کرتا آتا ہے جب قریب پہاڑ کے پہونچا سامان جنگ دیکھ کر سمجھ گیا کہ اہل اسلام پر وقت تنگ ہے بس ایک نعرۂ کوہ شگاف بلند کیا کہ اے خیرہ سران نعرہ

چو دریا بر آورد از کینہ جوش　　کفے بر لب آورد و برزد خروش
من آن شاہ گیتی ستان از عجم　　کہ از من بلرزد تن شاہ جم
دم اژدہا گیرم اندر مصاف　　نشاید بہ گرز من این کوہ قاف
ہمی چرخ را زیر پا آورم　　بہر رزم مردے بجا آورم

یہ نعرہ کرکے تیغ کھینچکر لشکر عدو پر آپڑا اسکے ساتھ فوج طلسمی ہر بار تلوار سے تہلکہ ڈال دیا سنانہاے نیزہ اُس تاریکی دود سحر میں پیشانی انجم چرخ لاجورد چمکتی تھیں ردمیں قفس تن میں پھڑکتی تھیں تلوار کی زبان خون کی پیاسی تھی دہان تیر لب سوفار چاٹتی نظر آتی تھی چہرے مبارزوں کے خاک پر خون میں آلودہ کرکے پڑے تھے مصور مرگ نے نگارستان جنگ میں خاکے کھینچے تھے روے زمین مرقع خانہ تھا زندگی پر حرف آنے کا بہانہ تھا تقدیر کا لکھا بہادری شمشیر آگے آیا تھا موت کے گلگونوں پر زیر دستوں کو چلنا پڑا تھا لوح پیشانی خط غبار سے لکھی گئی تھی طغرا نگار اجل نے حیات کی مد کی کشش مختصر کھینچی تھی قضا کے دائرہ میں نقطہ دار ہر ایک گھیر لیا تھا فوج کے لام کو الف تیغ نے الف بنا کر لا یعنی نیست کر دیا تھا جوانوں کے چہرے جو دفتر شجاعت میں صاد تھے وہ نون نفی نے نقطی کر دیے تھے خلاصہ یہ کہ کشتوں سے کلک شمشیر نے صفحۂ دشت بھر دیے تھے دامن صحرا میں سر دن کے نقطے دیے تھے

نظم

برآمد خروش از دلیران جنگ　　یکے حملہ کردند ہمچون پلنگ
کشیدند شمشیر زہر آبدار　　فتادند در دامن کوہسار
بکشتند چندان دران خارہ سنگ　　کہ از خون زمین گشت پشت پلنگ
بہر سو سرے بود در خاک و خون　　تن بدسگالان ہمہ سرنگون
چو مرغے کہ دانہ چیند ز خاک　　ربودند از ان بدتنان جان پاک
فگندند در دشت یک یک بہ تیغ　　کہ بستہ گردید بر چرخ میغ

اسی گرمی حرب مین نازک چشم بغیظ و غضب تمام ایرج پر آ پڑی اور ایک نارنج سحر پڑھ کر مارا شہزادے پر
بسبب لوح اور تعویذ وغیرہ کے کچھ اثر نہ ہوا نارنج شق ہو کر الگ گرا شہزادے نے وہی تلوار غضب سے اُسکی قضا تھی
کھینچکر نعرہ کیا کہ بیت ، ہی تیرہ بینم دل و ہوش تو ۔ ہی گور بینم بآغوش تو ۔ نازک چشم تو جانتی تھی کہ میری قضا بغیر تیغ
طلسمی نہین ہے یہ میرا کیا کرے گا پس اُسنے سر اپنا سامنے کر دیا گویا قضا کو سر آنکھون سے قبول کیا سر تسلیم جادۂ
فرمان مرگ پر رکھا شہزادے کی تلوار جو سر پر پڑی ناگون سے نکل گئی العیاذ باللہ زمانہ مین آفت عظیم آئی
وہ سیاہی جو عالمگیر ہو رہی تھی دفعتاً غائب ہو گئی اور آسمان سے تیر برسنے لگے شور قیامت خیز برپا ہوا بے اختیار
پکارا کہ واہ واہ کیا کہنا ہاتھ کی صفائی اسکو کہتے ہین کہ تسمہ بھی لگا نہ رکھا خداوند جبار تقدیر گریز کیجیے نہین تو
یہی حال آپ کا بھی ہوا چاہتا ہے تو اسا حضور کا بہت سٹ پٹ نظر آتا ہے لقا نہایت رنجیدہ ہوا اور
سوفارہ کو للکارا کہ ارے اس بندۂ بے ادب کو وہ آگے بڑھا اور بغضب بسیار للکارتا ہوا قریب شہزادہ
آیا اور ایک ناریل مارا شہزادہ پر تو سحر اثر نہین کرتا ہے وہ بھی خالی گیا اُس نے ترسول مارا شہزادہ
نے رد کر کے کمر مین ہاتھ دیکر اسکو اژدر پر سے اٹھا لیا اسوقت فوج کوہی اور ساحران وغیرہ کو لقا نے
نہیب دی کہ ہان روکو اُسکو وہ سب جھپٹے ادھر سے سواران مرد میدان سر و تن کے خریدار جان کے خواہان دوڑ کر
غٹ پٹ ہو گئے ہلچل پڑ گئی بڑے جھگڑے سے تلوار چلنے لگی لیکن ساحر کے مرنے سے تاریکی جو واقع ہوئی عیار پہاڑ پر پہونچ گئے
کہ ساحرہ دار البوار مین پہونچی بادشاہ کو مژدہ دیا بادشاہ مع کرب اور جو سپاہ کہ بالائے کوہ موجود تھی اسکو ہمراہ لیکر پہاڑ پر سے اتر
آئے اس عرصہ مین تخت پر امیر سوار آ کر پہونچے اور مارے جانے سے ساحر کے وہ بیہوشی جاتی رہی اسم اعظم یاد آیا پس یہان پہونچکر
ایک نعرہ کوہ شگاف اللہ اکبر کا کیا نعرہ صاحبقرانی کی صدا جو چھ کوس جاتی ہے آخر نعرہ سنکر ہوا سے دوڑا اور خدمت امیر مین آیا امیر
سوار ہوئے اور لڑنے لگے مگر تازہ ماجرا سنیے کہ سرداران اسلام جو زمانہ دراز سے یعنی پہلے ساحر شل اکر و عقاب و عنت
وغیرہ کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے تھے اور سبکو اسی قہقہہ ساحرہ نے اپنے سحر مین کر لیا تھا اور خود بھی سردارونکو مقید کیا تھا چنانچہ اسکے
مرتے ہی وہ سب ہوشیار ہو گئے اور قید سحر انکے جسم پر سے دور ہو گئی پس اپنی قید توڑ تاڑ کر وہ باہر نکلے اور جو عیار قید تھے وہ بھی چھوٹ گئے
اور بہر حفاظت مقام فرودگاہ پر ساٹھ ہزار سوار نازک چشم چھوڑ آئی تھی ماہر جادو تھے ازبسکہ یہ سردار دیو بند و دیو کش رستم سے
کہین بڑھکر ہین وہ سوار تاب جنگ نہ لا سکے بھاگ کھڑے ہوئے یہ بھی ان کے تعاقب مین چلے اور لقا کے
لشکر مین سردار سب شریک اپنے لشکر کے ہوئے اور اول کہا گیا تھا کہ نازک چشم سے جب بادشاہ نے
شکست کھائی تھی تو اُس نے وہ لوگ جو میدان مین بیہوش اور نابینا ہو گئے تھے اُن کے گرد احاطہ سحر کر دیا
تھا الحال وہ احاطہ سحر بھی دفع ہو گیا اور لشکری ہوشیار ہو کر چلے اور آ کر زیر کوہ شریک رزم ہوئے اور
لشکر قاسم و مقبل جو ابھی تازہ گرفتار ہوا ہے وہ بھی لڑنے لگا شہزادہ قاسم بھی قید توڑ کر نکلا اس ہجوم
کے ہونے سے بھی لشکر ساحران باقیماندہ فرار ہوا اور بختیارک نے فیلبان کی پگڑی اچھال دی کہ ارے جلد
ہاتھی بھگا کیا خداوند کو قتل کرائے گا فیلبان نے ہاتھی بھگایا اور فوج نے بھی جھرمٹ کھایا بھگدر

لشکر مخالف میں پڑی اور اسلامیوں کی فوج پیچھے چلی ایرج نے سوفار کو حوالہ شاپور عیار کیا کہ اسنے اسکو حباب مار کے بیہوش کیا اور زبان میں سوزن دے کر مقید کر کے لشکر میں رکھا شہزادہ زد و کشت کرتا ہوا عقب لشکر حریف چلا لقا پہلے اس جگہ آیا کہ جہاں اہل اسلام کا لشکر تھا کیونکہ وہ مقام بھی یہ قبضہ میں کر چکا تھا غرضکہ وہاں پہونچکر ٹھہرنا چاہا تھا کہ وہ فوج ظفر موج نے آتے ہی حملہ کیا یہ پھر بھاگا اور اپنے مقام فردگاہ پر آیا یہاں پڑاؤ پر بھی غازیان دیندار نے نہ پڑنے دیا اس جگہ کو بھی چھوڑ کر فرار ہوا اور قلعۂ عقیق کوہ کے اندر چلا گیا اہل اسلام تے تا بہ قلعہ پیچھا نہ چھوڑا جب یہ قلعہ میں جا چکا اور در قلعہ بند کر لیا پل تختہ اٹھوا لیا اسوقت اہل اسلام پھرے اور اس کے اُردو پر آکر گرے تا دیر بارگاہ و بازارین وخیام وغیرہ لوٹے بعد غارت وغیرہ کے آگ خیموں میں لگا دی اور بنتح و فیروزی اپنے مقام خیمہ گاہ پر آئے بارگاہ سلیمانی پہاڑ پر سے سنگوا کر استادہ کی ناموس امیر و سرداران بھی داخل سراپردۂ عصمت ہوے امیر و بادشاہ وجملہ سردار بارگاہ سلیمانی میں رونق افروز ہوے بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا اور حکم دیا کہ بازارین لشکر کی آراستہ ہوں اسی وقت منادی نے ندا کی ڈھنڈورا پٹا کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم صاحبقران بہادر کا دشمن بھاگ کر قلعہ بند ہوا ہے در امن و امان کھلا ہے اہل اسلام جہاں جہاں مخفی ہیں وہ آئیں اور آرام سے مسکن گزین ہوں ساحر فی النار ہوے یہ صدا سنتے ہی فوج فوج شتاب جبال میں پنہاں تھی آنے لگی اس عرصہ میں رعایاے انجم جو بارگاہ چرخ سے بخوف مہر درخشاں فراری تھی پھر کر آباد ہوئی اور بازار فلک کی رونق افزائی زیادہ تر نظر آئی کہ بمقتضاے ابیات

| | |
|---|---|
| چو خورشید بر جاے مغرب رسید | رخ روز روشن شد ناپدید |
| برون رفت خورشید مشعل ز باغ | فروزان شد از ماہ انجم چراغ |

اسی رات بھر میں وہی سامان جو پہلے تھا درست ہو گیا بازارین کھلیں رعایا برآیا آباد ہوئی خلقت دلشاد ہوئی سب سردار حمام کر کے لباس فاخرہ پہنکر بارگاہ میں رونق افروز ہوے محل میں برمحل رت جگے اور کونڈے صحنک وغیرہ ہونے لگیں لاکھوں روپیہ کا تصدق اتر گیا آپس میں لگے ملکر مبارکباد دیتے تھے دربار میں بادشاہ نے جشن ہونیکا حکم دیا تھا طائفے رقاصاؤں کے حاضر تھے ساقیان گلعذار جام مے پلاتے تھے مجرائی نغمۂ عشرت سناتے تھے نظم

| | |
|---|---|
| خوشی میں کیا یاں تلک زر نثار | جسے ایک دینا تھا بخشے ہزار |
| جہانتک کہ ساز نوبے تھے سانکے | دھنی دست کے اور آوانگے |
| لگے گانے اور ناچنے ایکبار | جہانتک کے تھے گا یک او رتنت کار |
| لگے بجنے قانون دبین و رباب | بہا ہر طرف جوے عشرت کا آب |
| لگی تھاپ طبلوں کی مردنگ کی | صدا اونچی ہونے لگی چنگ کی |

کمانچون کو سارنگیون کو بنا / خوشی سے ہر اک ان کی طرز مین ملا
ستارونکے پردے بنا کر درست / بجانے لگے سب وہ چالاک وچست

کئی روز تک یہی جلسۂ طرب برپا رہا اور اسی زمانۂ عشرت آگین مین امیر نے سوفار کو سامنے طلب فرمایا اور ستون بارگاہ حشامی سے بندھوا کر سوال اسلام کیا اس مکار و غدار نے اشارے سے اقرار کیا کہ مین مسلمان ہوتا ہون امیر نے سوزن زبان سے نکلوا لیا اور کھلوا دیا وہ دوڑ کر قدم اقدس پر گرا اور عرض پیرا ہوا کہ جو آپ کے دین مین آنے کیلئے امیر نے کلمۂ طیب ارشاد کیا یہ دل مین کینہ رکھکر طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا امیر نے اس کو خلعت دیا یہ یہان رہنے لگا اس طرف لشکر سوفار رنجیدہ و پریشان حال قلعہ مین کئی روز تک ساکن رہا جو جو فرار ہو گیا تھا وہ بچھیلے دس پانچ روز مین پھر آکر جمع ہوئے اور لاکھون مارے گئے تھے جو بچے تھے جب وہ آچکے تو سلیمان نے خداوند کو تسکین دی اور پھر عرضی افراسیاب کو لکھی اس مین حملہ کوائف جنگ درج کرکے تاکید، درخواست کی کہ پھر امداد خداوند بہت جلد کسی کو بھیجے کیونکہ یہان کوئی باقی نہین رہا سوفار بھی زندہ گرفتار ہو گیا ہے اور یہ بھی رقم کیا کہ درصورت عدم مددرسانی عتاب خداوند کا ڈر ہے کہ خداوند آجکل ہم بندون سے ناراض بہت ہین غرضکہ اسی عرضی کو حسب دستور پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ عرضی اٹھا لے گیا سب لقاپرست تو بانتظار جواب عریضہ مستور بیٹھے لیکن سوفار جو بمکاری مسلمان ہوا ہے اسکا حال بیان کیا جاتا ہے کہ امیر نے اسکا بڑا مرتبہ کیا ہے خیمۂ زربفتی رہنے کو ملا ہے تجویز یہ ہے کہ بادشاہ جشن سے فرصت پائین تو کوئی ملک حضور سے لیکر اسکو دلا دین ادھر تو یہ پرورش ہے مگر بموجب مصرع ع اصل بد از خطا خطا نکند + اسنے یہ تدبیر کی کہ بادشاہ کئی روز کے بجہ جشن جاگے ہوئے تھے ایک خیمہ مین آکر آرام پذیر ہوئے بس موقع اس نے پایا قریب خیمہ آکر ایسا سحر پڑھا کہ خادم خدمتگار بیہوش ہو گئے یہ اندر خیمہ کے آیا کیونکہ بادشاہ اس لیے بارگاہ سلیمانی سے الگ آئے تھے کہ وہان مجمع زیادہ ہے نیند نہ آنے گی فی الجملہ اس نے سحر سے شاہ کو بھی بیہوش کیا اور بغچہ مین داب کر اڑ گیا اپنے لشکر کی طرف یہ سوچکر نہ گیا کہ عیار پتہ لگا لے جائین گے صحرا مین سیدھا آیا اور ایک پہاڑ کے درے مین غار تیرہ و تار دیکھکر اس مین شاہ کو رکھا اس یوسف مصر سلطنت کے غار مین پہونچنے سے وہ غار رہا تو بسان دیدۂ یعقوب اندھا تھا یا روشن ہو گیا اور اس گنجینۂ کنز صاحبقرانی کو اس مار خونخوار نے اس طرح مخفی کیا کہ براہ سنگدلی ایک پتھر دہن غار پر رکھکر بند کر دیا اور ایسا سحر کر دیا کہ وہ غار نظر مردم سے پنہان ہو گیا پھر آپ لشکر اسلام مین آکر اپنی جگہ پر رہنے لگا وہان رات بھر خدمتگار وغیرہ بیہوش پڑے رہے جب غار مشرق سے شاہ خاور نکلا اور ہر ایک انجم فلک نشیب عدم مین بطور شاہ اسلام مخفی ہوا

**نظم**

چو شب تیرہ آخر شدہ روز شد / کہ خورشید بر زنگ فیروز شد

| جہان گشت از مہر روشن چو ماہ | دوان آمدند آن چو در خیمہ گاہ |
|---|---|

صبح کو سوفار نے دعا پڑھا کہ خادم ہوشیار ہوے اور اندر خیمہ کے گئے بادشاہ کو پلنگ پر نہ پایا شور و غوغا مچا لشکر مین غلغلہ ہوا محلات مین جب خبر گئی کہرام پڑگیا امیر یہ حال سنکر بیقرار ہو گئے تخت سلیمانی پر غاشیہ پڑگیا سردار و عیار سب پچھاڑین کھانے لگے امیر فرماتے تھے کہ بموجب نظم —

| ہوا گم وہ یوسف پڑی یہ دھوم | کیا خادمان محل نے ہجوم |
|---|---|
| کہا شہ نے وان کو مجھے دو بتا | عزیز و جہان سے وہ یوسف گیا |
| بتایا پتہ وہ یہان سے گیا | کہا ہاے بیٹا یہان سے گیا |
| عجب بحر غم مین ڈبویا مجھے | غرض جان سے تو نے کھویا مجھے |
| کرون اس قیامت کا کیا مین بیان | ترقی پہ ہر دم تھا شور و فغان |
| شب آئی وہ جس طرح سوتے کٹی | رہی تھی جو باقی وہ روتے کٹی |

امیر نے بعد جزع و فزع بسیار کے عیارون کو بلا کر تاکید شدید فرمائی کہ جلد بادشاہ اسلام کی خبر لاؤ عیار بفن عیاری روانہ ہوے اور صورتین بدل کر قلعہ عقیق مین آیند روند کے ہمراہ چلے گئے کیونکہ قلعہ کا دروازہ بختیارک نے کھلوا دیا ہی یہ جانتا ہی کہ امیر قلعہ پر حملہ نہ کرین گے اور انتظار طبل جنگ بجنے کا فرمائین گے غرضکہ پہرا چوکی دروازہ پر تھا عیار اہل حرفہ و پیشہ کے ہمراہ جب قلعہ مین گئے خدمتگار وغیرہ کی صورت بنکر بارہ دری مین پہونچے یہان لقا تخت طلائی پر بیٹھا تھا سردار حاضر دربار تھے مگر کچھ ذکر گرفتاری بادشاہ اسلام نہ تھا عیارون نے ہر طرف اس قلعہ مین چرخ مارا ایک آدھ سے اجنبی بنکر پوچھا بھی مگر کہین سراغ نہ لگا سمجھے کہ قلعہ مین کوئی نہین لایا ناچار جس طرح گئے تھے اُسی طرح پھر آئے اور کوہ و دشت وغیرہ سب چھان ڈالا جب کہین پتہ نہ لگا مجبور ہوے اور عرض کی کہ کہین سراغ نہین ملتا امیر نے فرمایا کہ پانچہزار اشرفی انعام مین دون گا جو پتہ لگائیگا قاسم نے فرمایا کہ ایک ہزار اشرفی مین بھی دون گا اور اسی طرح سب سردارون نے دینے کا وعدہ فرمایا چالاک عیار نے کہا یا امیر کچھ اشرفیون پر کیا ہی ہمارے خود دل سے لگی ہی مین تین روز کا وعدہ کرتا ہون کہ پتہ لگاؤن گا اور اگر اس عرصہ مین پتہ نہ لگا تو مین بھی منھ نہ دکھاؤن گا یہ کہکر بانا ے عیاری لگا کر روانہ ہوا اور کئی روز تک ڈھونڈھتا پھرا جب کہین پتہ نہ لگا مایوس پھرا اور دل سے کہا تو تین روز کا وعدہ کر آیا تھا اب کیا جا کر منھ دکھائے گا یہ سوچکر ایک تختہ سنگ پر بیٹھ کر فکر کرنے لگا آخر دل مین یہ خیال گذرا کہ سوفار لشکر اسلام مین تازہ وارد ہی اور پیشانی اس کی کچھ تاریک نظر آتی ہی کیا عجب ہی کہ محبت لقا و سامری وغیرہ کی اس کے دل سے گئی ہو ذرا چل کر اُس سے تو پوچھ دیکھ تو کہ کیا ہوتا ہی کہ بمقتضاے بیت

منظور ہو کبھی جو ترا امتحان مجھے + وہ رنگ لاؤن جس کا نہ ہو کچھ گمان تجھے + یہ سوچکر اپنی صورت

ایک مہنت کی ایسی بنائی کان مین کنڈل ڈالے جٹائین بالون کو جکڑ لٹکائین سارا جسم خاک سے بھرا
دست پناہ ہاتھ مین لیا لوہے کا کڑا ہاتھ مین پہنا لنگوٹا اس طرح باندھا کہ موے زہار باہر نکلے رہے
پھر وہان سے لشکر اسلام مین آیا اور اتنا دن جو باقی رہا تھا ٹھہرا جب دریاے اخضر پر ہندوے
فلک اشنان کرنے ظاہر ہوا اور قمر کی تھالی پوجا کرنے کے لیے گھاٹ انجم سے بھرنا چاہی دن گذر رات
آئی کہ نظم

| | |
|---|---|
| ہمی بود تا شمع گردان سپہر | دگر گونہ تر شد بآئین وچہر |
| چو خورشید گردندہ بیرنگ شد | ستارہ ببرج شب آہنگ شد |

چالاک خیمہ سوفار کے در پر آیا یہان بعنایت خدا چوبدار خدمتگار اور علاوہ اس کے سب سامان
عمدہ امیرانہ مہیا ہے اس نے ایک چوبدار سے کہا جاؤ اور کہدو کہ سامری اور جمشید کے باغ سے ایک
مہنت آیا ہے جمعدار نے چوبدارون کے جاکر سوفار سے عرض کیا اس نے کہا اے چوبدار مین مسلمان
ہون مجکو جمشید و سامری سے کیا غرض جاؤ کہدو کہ ملاقات نہ ہوگی چوبدار یہ سنکر چلا تھا کہ اس کو جوش
مذہب سامری آیا اور بہانہ کر کے کہا اچھا بلا لاؤ دیکھون تو وہ کیا کہتا ہے چوبدار پھر چلا تھا کہ اس کو خیال آیا
کہ یہان اکثر مسلمان میری ملاقات کو آتے ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی آجانے اور مہنت جی کو زک پہونچاے
یا تیرے لیے کچھ برائی ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ الگ اُس سے ملاقات کر آیے سوچکر چوبدار سے کہا کہ
جمعدار یہان نہ لاؤ تم اپنے خیمہ مین اُس کو لیجا کر بٹھاؤ مین آتا ہون چوبدار وہان سے باہر آیا اور
مہنت صاحب کو لے کر اپنے خیمہ مین پہونچا مقام عزت پر بٹھایا بعد کچھ عرصے کے سوفار بھی آیا اور
مہنت جی سے ملاقات کر کے خوشنود ہوا اور کہا آپ نے بڑی کرپا اور دیا کی جو مجھ پر کرم کیا لیکن مین
مسلمان ہون آپ مجھ سے کچھ سروکار نہ رکھیے مہنت نے ہنسکر کہا کہ مین جمشید کے باغ مین رہتا ہون اور
مجکو اکثر خداوند درشن دکھاتے ہین غرضکہ مجکو سب کے دل کا حال معلوم ہے اور کل تک خداوند کو دھوکا تھا
کل مجھ سے فرمایا کہ ہمارا بندہ خاص مسلمان ہو گیا تھا مگر نہین وہ بادشاہ اسلام کو کمیٹر لایا ہے مسلمان
نہین ہوا ہے تدبیر مین اپنے دین افزائی کے ہے تم جاؤ اور اعتقاد کے درست اور ہماری محبت کے
حیلے سے ملاقات کر دیس مین بنا بر حکم خداوند تمھارے درشن کو آیا ہون واقعی تم بڑے مذہب کے
رکھنے والے پختہ مزاج خاص بندے جمشید کے ہو اس وقت خداوند اپنے باغ مین ہین اور وہ باغ ایسا
ہے کہ بارہ ہزار دریا قدرت سے جمشید کی بہرہ ہے اور بارہ ہزار پہاڑ ایک جگہ آگیا ہے اسکے بیچ
مین خداوند ایک مندر بنائے بیٹھے ہین اس مندر کی چوبیس ہزار گنبدی ہے ہر ایک گنبدی سے ہزارون شعلے
اور لوین نور کی نکلتی ہین اور لاکھون ستارے ٹوٹ رہے ہین اور سامنے مندر کے جو درخت لگے ہین اُنمین
پھل بصورت انسان ہین اُن درختون کا جو پتا گرتا ہے طائر بنکر اڑتا ہے اور درخت پر بیٹھ کر نام سامری کی

جاپ کرتا ہے پس میں ایسی جگہ کا رہنے والا ہون تمھارے دل کا حال بخوبی جانتا ہون اور سوا اسکے تمام
زمانے کا حال مجھپر ہویدا اور روشن ہے سوفار یہ باتین سُنکر دنگ ہوگیا اور سناٹے مین چپ بیٹھا رہا
چالاک سمجھ گیا کہ یہ حرامزادہ بادشاہ کو لے گیا ہے پس خفا ہو کر اٹھا اور کہا مین خداوند سے جاکر تیری
شکایت کرون گا تو نے میری باتون کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ مجکو دیوانہ سمجھا کہ مین بکا کیا اور تو چپکا بیٹھا
رہا سوفار نے کہا جو آپنے فرمایا اسکا مین کیا جواب دون جانتا ہون سب سچ ہے اور خداوند
سب کے دل کا حال جانتے ہین کیونکر بیان کرون یہان لاکھون دشمن ہین قبول دینا اچھا نہین خیر جو کچھ
مجھ سے ہوسکے گا وہ دیکھ لیجیے گا کہ یہان رہکر مین کیا کرتا ہون ہنست نے جواب دیا کہ بہتر ہے نہ بیان کرو
مگر یہ چاہتا ہون کہ شاہ کو باغ جمشیدی مین لیجا کر رکھون کہ پھر کوئی اُس کا پتہ نہ پائے بلکہ تم جس کسی کو لشکر اسلام
سے چرالایا کرو مجھکو اسکے رکھنے کی جگہ بتادیا کرو مین وہان سے لیجایا کرون سوفار نے یہ سنکر کہا اچھا تو پھر آپ شاہ
کو لے جایے یہان سے کچھ دور پر ایک غار ہے کوہستان مین اور پتھر دہن غار پر ہے اس مین بادشاہ
بند ہے یہ کہکر کما حقہ پتہ بتادیا اور کہا وہ بے آب ودانہ مر گیا ہوگا مین نے اس پر خاک جمشیدی چھڑک کر
بیہوش کردیا ہے اور غار نظر مردم سے مخفی کردیا ہے چالاک نے یہ سنکر چاہا کہ اسکو مار ڈالے مگر کچھ سوچکر
تامل کیا اور کہا مین جاتا ہون تم ایسا سحر پڑھو کہ مجکو غار نظر آئے اور پتھر سرک جائے کہ مین بادشاہ کو اسی
طرح بیہوش سامنے خداوند کے لے جاؤن اس نے کہا اچھا جایے آپکو وہ مقام نظر آئے گا یہ کہکر سحر
پڑھ کر دستک دی اور آپ خیمہ مین چلا آیا ہنست چلا گیا اور اسی غار پر حسب نشان آیا پتھر اس کا
ہٹایا بادشاہ کو غار سے نکالا اور کاندھے پر لاد کر بارگاہ مین لایا امیر بارگاہ حشامی مین بیٹھے جب بادشاہ
کو اس حال مین پایا فرمایا کہ بارگاہ سلیمانی مین لے چلو اور پانی اسم اعظم کا چھڑکو کہ حضور والا ہوشیار ہون
چالاک نے کہا آپ انھین ہوشیار نہ فرمائین بلکہ جس نے ان کو بیہوش کیا ہے اُسے بلوائین اگر بارگاہ مین
جائینگے اور ہوشیار ہونگے تو ان کی رہائی کا غلغلہ ہوگا وہ مجرم ساحر بھاگ جائیگا آپ انھین چھپا رکھیے اور سوفار
کو طلب کیجیے امیر نے بادشاہ کو ایک صندوق جالدار مین کہ ہوا لگتی رہے رکھا اور چوبدار بہر طلب
بھیجا کہ اس نے سوفار سے جاکر کہا کہ خداوند نعمت اس وقت امیر بہت خوش ہین اور حضور کو یاد
کرتے ہین فرمایا ہے کہ یہان آؤ تو شب ماہ کی کیفیت بھی دیکھتے جائین اور بادشاہ کو بھی ڈھونڈھین
سوفار یہ پیام سنکر وہان سے چلا اور جب خدمت امیر مین آیا امیر نے خلعت دینے کا حکم دیا اور باعزاز
تمام بٹھایا اس اثنا مین چالاک وہی ہنست کی صورت بنا ہوا سامنے آیا سوفار کے ہوش اڑگئے گھبرا کر
چاہا کہ بھاگ جاؤن چالاک نے کمند ماری کہ گردن اسکی پھنسی امیر نے اسم اعظم باواز بلند پڑھا
کہ سحر نہ کرسکا چالاک نے سوزن زبان مین دیا اور ستون بارگاہ مین باندھ دیا پھر صندوق سے بادشاہ کو
نکالا اور کہا جلد ان کو ہوشیار کر اس نے تھوڑی خاک خوف جان سے نکالکر چھڑک دی کہ شاہ ہوشیار ہوگئے

اور ان کی تیاری ہونے لگی گرسو فار سے سوال کیا گیا کہ ابھی بھی اگر بصدق اسلام قبول کرے تو بچ جائے
اُس نے اشارہ سے کہا کہ مین نام جمشید پر فدا ہون امیر نے جلاد کو بلا کر حکم گردن زدنی دیا ذوالخمار علوی جلاد
نے اسکو زیر تیغ بٹھا کر اور کوئلے کا خط گردن پر دیکر آنکھ مین پٹی باندھی اور تین حکم پوچھ کر سر اسکا تن سے جدا کیا
تا دیر تاریکی اور غل و شور رہا بعد اسکے زمانہ روشن ہوا لاش اسکی کھینچوا کر مزبلے پر ڈالدی اور سر کنارے
لشکر کے درخت مین لٹکوا دیا اور بعشرت تمام بیٹھے تھے کہ یکایک بیرون بارگاہ رونے کی آواز آئی وہ صدا
سنکر چالاک باہر آیا دیکھا کہ ایک شخص ساحر وضع زخمون مین چور کھڑا رو رہا ہے اس نے پوچھا تو یہان پر
کیون آیا ہے اور کس لیے روتا ہے اس نے کہا مین ملازم نازک چشم ہون وہ قتل ہوئی اسکو یاد کرکے روتا ہون
اور اسلیے یہان آیا ہون کہ اہل اسلام مجکو بھی مار ڈالین گے چالاک نے کہا تجکو لازم ہے کہ دین اسلام اور
ملت بیضا قبول کر اور تیرے زخم بھی ابھی اچھے ہو جائین گے یہ کہہ کر کچھ کلمے وحدانیت پروردگار مین کہے کہ
زنگ کفر اسکے آئینہ دل پر سے دور ہوا اور کہا مجکو خدمت امیر مین لے چلو چالاک اسکو روبرو امیر کے
لیا اس نے تسلیم کرکے سر قدم پر رکھا آپ نے براہ شفقت و نوازش سر اسکا سینے سے لگایا اور کلمہ بتایا
کہ وہ از سر صدق مسلمان ہوا پھر مرہم سلیمانی منگا کر زخمون پر لگایا کہ وہ سب اچھے ہوگئے پس اسکو سوفار
کا خیمہ رہنے کو دیا اور سپرد اسکو چالاک کے کیا اس نے شاگردی اختیار کی اور ایک انگوٹھی دی چالاک
نے حال انگشتری پوچھا اُسنے کہا مین لاش پر نازک چشم کی جا کر رو رہا تھا اسکے ہاتھ سے یہ انگوٹھی اتار لی
تھی تاثیر یہ ہے کہ جس کے پاس یہ انگوٹھی ہو سحر اسپر کسی کا اثر نہ کریگا چالاک نے وہ انگوٹھی لے کر پہن لی اور وہ
ساحر رہنے لگا مگر اس طرف جو ساحر زندہ بچے تھے وہ بھاگ کر سمت طلسم گئے اور نامہ لقا پہلے جا چکا
ہے افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا کہ پنجہ نے نامۂ خداوند پہونچایا اس کو پڑھ کر کچھ کہنے نہ پایا تھا
کہ نامۂ حیرت طائر سحر لے کر آیا اس کو پڑھ لکھا تھا کہ لے شہنشاہ دست جاتا ہے کہ عمرو کی بڑی خاطر کوکب
کے یہان ہو رہی ہے آپ اسد کو مار ڈالیے کہ کمر لشکر عمرو ٹوٹ جائے ورنہ جنگ عظیم کا سامنا ہے شاہ طلسم
یہ نامہ پڑھ کر ہنسا اور کہا مجکو یقین نہین کہ کوکب مجھ سے بگاڑے خیر مین پہلے اس کو نامہ لکھتا ہون
اگر عمرو کو اس نے باندھ کر بھیجدیا تو بہتر ہے ورنہ اسکو بھی سزا معقول دونگا یہ کہکر ایک نامہ منشی سے
لکھنے کا حکم دیا منشی نے مداد عنبر سے پارۂ پرنیان پر ایک نامہ بخط طلسم لکھا مضمون اس کا یہ تھا۔

## نامۂ شاہ افراسیاب بہ تہدید و عتاب سمت کوکب روشن ضمیر - للمولفہ

| | |
|---|---|
| سر نامہ ہے وصف سامری کا | گو سالہ کیا تھا جس نے گویا |
| جمشید و لقا کی کیا صفت ہو | دیتے وہی جان ہین ساحرون کو |
| بعد اُن کے ہوے ہین جتنے معبود | ہے وصف سے وصف اُنکا افزود |

اس وصف کو چھوڑ کر بآداب
کچھ لکھتا ہے حال دل بیتاب

اے افسر فرق سربلندان
سلطان شہان خود پسندان

سرتاج شہان ہفت کشور
گردون شہنشہی کے اختر

سردفتر داوران دوران
سرطبقۂ سروران ذی شان

سرچشمۂ بخشش و مروت
مجموعۂ الفت و محبت

آب دُرِ بحر تاجداری
رنگ گُل باغ شہریاری

خورشید سپہر بادشاہی
خوشبوے گُل جہان پناہی

آرایش تخت ارجمندی
زیبایش تاج سربلندی

ہو فضل کا سامری کے سایہ
ہم مرتبۂ فلک ہو پایہ

تحریر کرین بیان کا کیا حال
ہر ایک بشر کا ہے بُرا حال

بدلی ہوئی یان کی کچھ ہوا ہے
چھائی غم و رنج کی گھٹا ہے

اندھیر ستم سے آج کل ہے
ہر ایک کی ناک مین اجل ہے

ہر سمت تلاطم اک پڑا ہے
ہر شہر مین شور جا بجا ہے

طوفان عظیم تر اُٹھا ہے
خشکی مین جہاز ڈوبتا ہے

ایسی ہوئی دفعتہً ہے ہلچل
اشراف حزین ہین شاد ارذل

عیار کچھ ایسے ہین مسلمان
ہر گوہر دیکھیا نہ نادان

کچھ چھوکریان ہمارے یان کی
بہکا کے شریک کی ہین اپنی

اس بات پہ ہے ہنسی کچھ آئی
وہ ہم سے مقابلہ ہین کرتی

ذرے کو ہے مہر سے لڑائی
دریا پہ کنوئین کی ہے چڑھائی

پشّے کو ہے فیل مست سے جنگ
روباہ سے کب ہو شیر دل تنگ

کب مور ضعیف ہو سلیمان
کب ہمسر دیو ہوگا انسان

ظلمت کا ارادہ یہ ہوا ہے
رتبہ مرا نور سے سوا ہے

ہے پشت زمین کو ان کا دھیان
بڑھنے کا جو چرخ سے ہے ارمان

از راہ عنایت و نوازش
مین نے نہین جنگ کی ہے خواہش

جس روز عتاب میرا ہوگا
سن لینا جو حال اُن کا ہوگا

دم بھر مین ملے گا خاک مین نام
جز خواب عدم کہان ہے آرام

تھی تم سے قدیم رسم الفت
اس واسطے سب لکھی حقیقت

سنتا ہون کہ ایک دزد عمرو نام　پہونچا ہے تمھارے پاس ناکام
بد دین ہے مفتری ہے مکار　کرلینا اُسے وہان گرفتار
جو ہم مین وہ تم ہو فرق کیا ہے　آپس مین فساد کب روا ہے
سب نے بہکایا تھا بہت کچھ　غصہ مجھے آیا تھا بہت کچھ
لیکن مین بجاہ و دولت و مال　بڑا ہون پر عقل مین کمن سال
پھر عقل سے کچھ نہ کام لیتا　غصہ کو اگر نہ تھام لیتا
تم رہتے نہ وہ طلسم رہتا　جز خاک کچھ نہ جسم رہتا
سچ ہے جو فلک تباہی چاہے　پھر خاک سے خاک بن نہ آئے
آہو کا عدو جو شیر ہوئے　کیا آنکھ ملا سکے وہ اس سے
کنجشک پہ حملہ ور ہو گر باز　کیا تاب جو کر سکے وہ پرواز
جاندار و اجل کا سامنا کیا　مٹی مین ہوا کا تھامنا کیا
دریا کی طرح اُمڈ کے لشکر　تیار تھا چلنے پر سراسر
اک سیل فنا وہان پہ جاتی　مین کیا آتا قضا ہی آتی
اگلی الفت جو یاد آئی　کی حلم نے غیظ پہ چڑھائی
رد کا لشکر کو خود بھی ٹھہرا　تم کو الطاف نامہ لکھا
لازم ہے تمھین بھی مشفق من　بننا تم بھی نہ میرے دشمن
فی الفور عمرو کو بھیج دینا　بدنامی نہ اپنے سر پہ لینا
ہے مجھکو یقین کہ تم بھی اے یار　الفت کی ہو رسم سے خبردار
ہو صاحب حلم و صاحب ہوش　آئے گا محبتون کا کچھ جوش
دشمن کو ہمارے قید کرکے　احسان ہم پہ نیا کروگے
بس ختم ہے اشتیاق نامہ　چلنے سے رکا کمیت خامہ
رفعت پہ رہے ترا ستارا　آباد رہے طلسم سارا

یہ نامہ منشی ندرت طراز نے تھکر شاہ کے روبرو پیش کیا بادشاہ نے عنوان نامہ پر مہر کرکے ملفوف بہ کیسۂ زری فرمایا اور ایک ساحر ذی رتبہ کے حوالہ کیا کہ پاس کوکب کے لے جائے پھر چند تحفہ و تحائف دے کر رخصت فرمایا اور وہ ساحر نامہ لے کر جب چلنے لگا اُس سے فرمایا کہ تو اُس راہ سے نہ جانا جدھر سے عمرو گیا ہی بلکہ اُس راہ کو اختیار کرنا جہان مولسری کے درخت سرحد طلسم پر لگے ہین اور دو چیلے درخت پر بیٹھے ہین جب وہان پہونچنا تو کہنا کہ مین نامہ شاہ دوران لایا ہون دو جبتی

نکو بہت جلد پاس کوکب کے لیے جائین گے اُدھر سے کہ جدھر سے عمرو گیا ہے جانے مین عرصہ ہوگا غرض سمجھا بجھا کر روانہ کیا نامہ دار نامہ سر سے باندھ کر روانہ ہوا کہ حال اُسکا آگے بیان ہوگا بعد جانے نامہ دار کے افراسیاب مدد بھیجنے کی لقا پاس فکر کرنے لگا اور حیرت کو لکھ بھیجا کہ اے خاتون مین نامہ کوکب پاس مین نے بھیجا ہے جواب آئے تو اسد کو قتل کرون تم جب تک مصور سے کہو کہ یا مرشد آپ کب تک چلہ مین رہین گے لازم ہے کہ ان نمکحرامون کو سزا دین یقین ہے کہ مرشد زادے جنگ کر کے سبکو غارت کر دیگا اور مین بھی ساحران نامی مذکور عقب مین بھیجون گا اطمینان رکھو یہ لکھکر عیار سحر کے گلے مین باندھ دیا کہ وہ روانہ ہوا اور شاہ فکر کمک رسانی مین رہنے لگا اُدھر حیرت پاس جب نامہ پہونچا پڑھ کر خرسند ہوئی اور بموجب تحریر شاہ کاربند ہوئی ان کو تو اس حال مین چھوڑیے مگر اب حال ملاقات عمرو و بران سنیے

## داستان ملاقات ہونا عمرو سے بران کی اور مخمور اصلی کا عمرو پاس آنا اور کوکب کا عمرو سے ملنا اور وعدہ مدد دہی کرنا پھر حال نامہ دار افراسیاب اور جواب نامہ دینا کوکب کا اور حال مقابلہ مصور مہرخ سے اور عیاریان کرنا عیارون کی اور مدد بھیجنا افراسیاب کا لقا کو اور پھر جنگ مہرخ ساحران نامی کو روانہ کرنا المولفہ

پیمان شکنی نہ کرنا ساقی | میخوارون سے کچھ ہے وعدا ساقی
مہمان کی چاہیے مدارات | دل توڑنے کی نہ کیجیے بات
میخانہ بہ رنگ آسمان ہے | جس جا دیکھو نیا سمان ہے
شیشے مے سرخ کے چنے ہین | سیخون پہ کباب بھن رہے ہین
بھٹی پہ ہین بادہ خوار ونکے ٹھٹ | کھولے ہوئے ساقیین مین گھونگھٹ
آنکھون مین ہے نشہ سب کے چھایا | دل مین ہے نیا مزا سمایا
پھرتی ہے نگہ مین صورت یار | ایسے مین غضب ہے ہجر دلدار
منھ دختر رز بہت لگی ہے | میخوارون سے ہوتی دل لگی ہے
پیمانے بھی مینگے منھ پہ چڑھتے | قلقل قلقل آپ شیشے کرتے
ساقی تجھ سے ہے چشم امید | مین ذرہ ہون لطف تیرا خورشید

مے پی کے ترا ہوئیں ثنا خوان — بلبل کی طرح ہوں نغمہ سنجان
ایسے ہیں نہ مجھکو بھول جانا — کیفیت میکدہ دکھانا
اک جام سے بھی نہ رکھنا محروم — ہے لطف کی تیرے چار سو دھوم
تاکین جو دختِ رز کو آکر — ہو لینا خفا ہمارے اوپر
وصل نسبت العنب تو ہوگا — پی جائینگے سُن کے جو کہیگا
صہبائے خودی سے مست ہوں میں — توبہ کب مے پرست ہوں میں
ہان پیر مغان وہ مے مجھے دے — تو مجھ کو مطیع اپنا کر لے
وہ جام پلا دے رند کو آج — جو نشہ کے اوج کی ہو معراج
بیعت کرے مجھ سے آکے زاہد — میخوار کو پھر کہے نہ فاسد
سب بھولے وہ اپنی وعظ و فریاد — بس آیہ داشربوا رہے یاد
دے بھول تو مجھکو جام گل مین — افسانہ لکھوں سرور گل مین
از رشحۂ ابر خوش بیانی — سیراب شود گل معانی

تکیا بالش دہندگان کاشانۂ مہمانی۔ و زینت افزائے خانۂ دعوت و میزبانی۔ محفل آرایان۔ افسانہ بیان و افسانہ طرازان جادو زبان۔ بیاوری خامۂ میزبان قصر مضامین کو مہمانان تحریر سے اس طرح رونق فرماتے ہین اور الفاظ معنی کو چار بالش افسانہ پر بقصد عزت یون بٹھاتے ہین کہ گل گلزار عیاری و رونق بوستان طرازی یعنی **عمرو بن امیہ ضمری** اسی باغ مین جو رسے گھر کے پاس جو واقع ہے فروکش ہین لیکن ہیران جب طلسم اپنے پھر کر آئی تمام قلعہ ہفت رنگ کی آرائش کراکر سوار ہوئی اس کے سوار ہوتے ہی تمام نامداران دربند طلسم بھی سوار ہوے مثل ان کے کہ طولان بن قاہر ماہی خوار۔ طوفان آسمان نشین۔ توسن بن خرسان سنگ انداز۔ مشیر بن نعمان کوہکن۔ ترسان بن خونخوار رد ئین تن۔ طول بن آزار اژدر خوار۔ کلال بن قہر خرس دندان۔ ارزین کوہ پیکر فیل سوار۔ مرزبان بن زلزلہ قہر کن۔ توس بن مانوس شیر افگن۔ ملکہ نسیم بن صبا۔ ستارہ چشم۔ تحمیت بن کوہ فیل پیشانی۔ ملکہ یاقوت گہر دندان۔ ملکہ شیرین دہان۔ نیشکر لب۔ ملکہ سنبلستان گیسو دراز۔ ملکہ غزال چشم ہیستا پر وغیرہ

غرض کہان تک بیان کیا جائے کئی ہزار ناظم و ناظمہ سوار ہوئین اور ملکہ آکر دریا کے کنارے شہر سے باہر استادہ ہوئی اور مرزان وزیر کو بھیجا کہ جاکر خواجہ کو سوار کرکے سیر دریا و دشت دکھاتا ہوا لائے وزیر خوش تدبیر مع جلوس شاہانہ اور کئی ہزار ساحران نامی سے تخت روان لے کر روانہ ہوا ادھر **عمرو** مشتاق ملاقات ملکہ ہوکر باغ کے کوٹھے پر آیا تھا کہ یکایک سامان سواری سامنے سے پیدا ہوا اور وزیر کو

آتے دیکھا پس جلد بام سے اُتر کر بارہ دری مین آیا اور لباس خسروانی سے اپنے تئین آراستہ کیا تاج لعل و گوہر سر پر رکھا یاقوت کا کنٹھا گلے مین پہنا کہ ہزار ہا چاند اُس مین نصب تھا ستارے الماس کے قبا پہ جڑے تھے دیدۂ خورشید کو خیرہ کرتے تھے غرضکہ جب اسطرح آراستہ ہوچکا اُس چوڑی کو بھی خلعت پر زر مے کر رخصت کیا اس اثنا مین وزیر در باغ پر آیا اور سواری کو ٹھہراکر آپ باغ مین داخل ہوا اور سامنے خواجہ کے آکر دست بستہ التماس کیا ملکہ دوران مشتاق ملاقات فرخندہ آیات حضور لب دریا آکر ٹھہری اِین امیدوار ہون کہ آپ بھی سوار ہوکر گلزار خاطر ملکہ کو گل ملاقات سے رونق و تازگی دیجے یہ سنکر عمرو مسکرایا اور پھر بہ تکلیف اُٹھکر ہمراہ وزیر آیا دیکھا کہ ہزارہا کنیزان مہ پارہ اسباب تزک لیکر کھڑی ہین تخت روان جواہر نگار موجود ہے سامان نامی بہر استقبال حاضر ہین ان سب نے مجرا و تسلیم کی اور تدریں لیکر چلے خواجہ نے فرمایا کریمان کی نذر ہے سعادت کی قلعہ مین پہونچکر تدرینگے غرضکہ تخت پر سوار ہوے چاہ کو ایک مرکب پر سوار کیا سواری آگے بڑھی جلو مین ہر ایک ناظم و ناظمہ جی زر و گوہر نثار ہونے لگا نقیب صدائے طرق و دینے لگے دشت تخلون کے لوٹون سے اور شمیم عنبر و اگر و عود سے بسان زلف مہوشان مہکنے لگا گلاب و کیوڑے کا چھڑکاو شرم سے گلرخون کو عرق عرق کرتا ہوا وہان ایسی معطر ہوئی تھی کہ دماغ رنگین رخان دہر کو نسیان تھی باغ مین جاتے ہوے اتراتی تھی پھولون تر سمائی تھی جسقدر سواری آگے بڑھتی تھی زمین کی تقدیر چمکتی تھی زر و جواہر کا ہر جگہ انبار تھا اُٹھانا لوگون کو دشوار تھا

برابر برابر گھوڑے سے سوار ہزار دن تھی وان ہاتھیو کی قطار
سنہری رو پہلی دو دھاریان شب و روز کی سی طرحداریان
چمکتے ہوے بادلون کے نشان سوارون کے غٹ اور پیادو کی شان
ہزارون ہی اطراف مین پالکی جھلا بور کی جگمگی پالکی
کہارون کی زربفت کی کرتیان اور انکے دبے پاون کی پھرتیان
بندھی کمر پگڑیان تاش کی سر بسر چمکتا ہے زیور جس سے آئے نظر
وہ ہاتھون مین سونے کے موٹے کڑے جھلک جسکی ہر ہر قدم پر پڑے
وہ ماہی مراتب وہ تخت روان وہ نوبت کو دولہا کا جیسے سمان
وہ آہستہ گھوڑون پہ نقارچی قدم با قدم با لباس زری
بجاتے ہوے شادیانے تمام چلے آگے آگے یونہی شاد کام
سوار و پیادہ صغیر و کبیر جلو مین تمامی امیر و وزیر
مرصع تھے سازون سے کوتل سمند کہ خوبی مین روح القدس کی پسند
چلے پایۂ تخت کے ہو قریب بدستور شاہانہ تھی جو ترتیب

غرض اس طرح سے سواری چلی ۔۔۔ کہے تو کہ باد بہاری چلی

اسی جاہ و جلال سے کنارے دریا کے پہونچے یہاں ہور پھلیاں اور بجرے جواہر کے پڑے تھے چنانچہ تکلفات یہان کے اول بیان کیے گئے مکرر لکھنا باعث طول فسانہ ہے غرضکہ طلائی بجرے پر تخت طاؤسی لگا ہوا تھا عمر وہ اس پر رونق افروز ہوا گرد تمام کشتیاں اور بجرے شہزادیوں کے اور بیچ مین خواجہ کا بجرا مثل ہلال فلک چمکتا ہوا چلا پانی دریا کا ایسا صاف تھا کہ مچھلیاں چاندی کے پتر کی طرح چمکتی نہ آب نظر آتی تھیں غوطے ادھر ادھر لگا جاتی تھیں آگے چوبدار کشتیوں پر سوار اہتمام کرتے جاتے کنارے کنارے سوار و پیدل چلے آتے اسی طرح جب اس پار پہونچے ملکہ تخت پر سے اتر کر چلی ایک حور رشک ارجنان کو پردۂ دنیا پہ دیکھکر تعجب کیا اور صورت دیکھکر درود پڑھا عمر آپ بھی بجرے سے اترکر آگے بڑھا ادھر ملکہ نے سر اپنا بہ سلام جھکایا اس طرف خواجہ نے فرزند کہہ کر ہاتھ بڑھایا اور سر کو سینے سے لگایا عمر زبان مدارات بیان کو صفت و ثنا اور دعاے بزرگانہ مین وا کیا گوہر سخن کو اس لعل درج شہریاری پر سے نثار فرمایا **نظم**

دعائین لگا دینے بے اختیار ۔۔۔ کیا خوش کرے تجھکو پروردگار
کہ تیری خوشی سے ہے سبکی خوشی ۔۔۔ مبارک تجھے روز و شب کی ہنسی
نہ آئے کبھی تیرے خاطر پہ میل ۔۔۔ چمکتا ہے جبتک فلک پر سہیل

ملکہ نے بھی تعریف کرنا آغاز کی کہ آپ نے اس ویران کدہ کو اپنے قدم سے آباد کیا سر مجھ عاجزہ کا فلک تفاخر پر پہونچایا زہے نصیب اس سرزمین کے جسپر قدم فلک رفعت آپ کا پہونچے اور سے اوج بخت اس صاحب خانہ کا کہ جس گھر مین حضور رونق افروز ہون **نظم**

من بندہ کمین و تو سلطان کشوری ۔۔۔ روئے بچشم لطف بریں بندہ بنگری
جان و دل ست صورت و جسم لطیف تو ۔۔۔ روح مجسمی و حیات مصوری

غرض تا دیر بڑی گرمجوشی سے تپاک ظاہر کرکے پھر دونون سوار ہوے اور اسی تجمل و شان سے شہر کی طرف چلے بعد کچھ عرصے کے وہ شہر نظر آیا اسکو بہتر از روضۂ رضوان پایا دروازہ طلائی لگا اس پر گوہر کی ایسی سجاوٹ تھی کہ گویا ایک ڈال گوہر کا تھا چار دیواری شہر کی صفائی مین بہ از ماہ و اختر تھی بلندی دروازے مین سد سکندری تھی شرمندگی کہیں اور تصاویر پہ گلکون دستیاری مصوران چابکدست اس پر منقش تھیں گویا بولا چاہتی تھیں پتھر کو ایسا صاف کیا کہ آئینہ بھی زنگ غیرت مین اسکو دیکھکر منہ چھپاتا تھا تار نگاہ رگ سنگ جگر وہین رہ جاتا تھا نگاہ ناظرین اسکی تماشائی ہوئی تھی کہ پتلیاں پتھرائی جاتی تھیں بلکہ اسکی آب و تاب مین ڈوبی نظر آتی تھیں کہ بیت موج دریا کے تو تھی دیوار ۔ عکس رخسار حور تھی دیوار ۔ دروازے پہ بھی ہزارون ساحرون کا مجمع تھا ملکہ کے آتے ہی سب نے جھک جھک کر تسلیم کی سواری داخل شہر ہوئی اس شہر کا

کیا کہنا قدرت خدا کی نظر آگئی جب وہان کی عمارت پر نظر کی ایک ایک مکان قصور بہشت طلائی و نقرئی ہر ایک حشت ہر ایک روزن اس کا حلقۂ چشم خوب رویان تھا ہر ایک سائبان غیرت بخش سائبان آسمان تھا طاق رواق چرخ نیلی فام ہر ایک طاق پر قربان بازارین ہر طرف آراستہ و پیراستہ دکانین غرفہ ہائے جنان ... درجہ سواد کان دار رشک مشتری زہرہ شمائل مشتری ہر ایک فلک قدر وہسان بدر کامل ہر ... لین دین مین مشغول اجناس گران بہا اور اشیاے نادرہ روزگار دیبے بہا د گرانمایہ کاکیا وصف کیا جائے قیمت انکی ایسی نہین جوکوئی نام لے کہ ابیات

**ابیات**

مثل بازار مصر ہر بازار ... یوسف وقت ساکنان دیار
شہر وہ کیا کہ آدمی کو کیا ... گر پری دیکھ لے تو ہوسکتا
شادمانی سے اہل شہر تمام ... محو عشرت تھے صبح سے تا شام
حسن مین ایک ایک ماہ جبین ... غیرت لعبتان لندن و چین
ہر طرف شعلہ رو سمن اندام ... شکل طاؤس و کبک گرم خرام
دان تو بیکار آسمان کا ہے دور ... گردش چشم مہوشان کا ہے دور
جو کہ محمل نشین ہے لیلی ہے ... ایک معمورہ تجلی ہے
حاجت مہر و مہ نہین وان ہے ... رات دن نور حسن تابان ہے
صورت آسمان ہے اسکی زمین ... سنگریزے ہین غیرت پروین
یوسفستان ہے وہ نواح دیار ... کوچہ کوچہ ہے مصر کا بازار
روکش خلد ہے ہر ایک دکان ... ہین دکاندار غیرت غلمان
مشتری کا ہجوم ہے ہر سو ... خود فروشی کی دھوم ہے ہر سو
جنس ہوش و خرد گران وان ہے ... ایک سودا جنون کا ارزان ہے
سرد مہری کے دل جلے ہین فگار ... ٹھنڈی سانسون کا گرم ہے بازار
ہر جگر سوختہ جدھر جائے ... سکہ داغ دل بھنا لائے
ہے جو ایک ایک طبلۂ عطار ... اُن مین ہے داروے دل بیمار
پھول والے گلے کا ہوتے ہین ہار ... کوچہ کوچہ ہے کوچۂ گلزار
ہے ہر اک گلفروش البیلا ... پھول والون کا زور ہے میلا
کیا کھری صورتون کے ہین صراف ... دلبری کے چلن مین ہین حراف
کس غضب کی نگاہ رکھتے ہین ... خوب کھوٹا کھرا پرکھتے ہین
ہین طرحدار کتنے میوہ فروش ... پستۂ لب پہ انکے ہر یہ فروش

تھال این مہر و مہ سے روشن تر — رشک تار شعاع مہر چنور
کس قدر خوشگوار حلوا ہے — صاف لذت میں من وسلوی ہے
دل عاشق ہے ایک ایک جرس — ہے وہ زنجیر رشک تار نفس
غل مچاتے ہین خوانچے والے — دیکھ پچتاوے گا نہین کھالے
ذی حلاوت بہت کرارا ہے — سنبلون کے لیے بنایا ہے
ہونٹھون سے ٹوٹے خستہ ایسا ہے — شور بوسہ صدا سے پیدا ہے
نوجوان نوجوان پری سے — آبرو ریزہ دلبری سے
وہ مصفا سڑک وہ انکا چاؤ — آب گوہر کا چارسو چھڑکاؤ
رات دن جگمگا سے میلا ہے — مہر و مہ کا کٹورا بجتا ہے

غرضکہ شہر کی آرایش دکھلاتا ملکہ دکھاتی سترہ شونا زنین سرخ پوش دست راست کی طرف اور اٹھارہ گل پیرہن سبز پوش دست چپ کیطرف چنور بال ہما کے لیے مروحہ جنبانی کرتی ہوئی سامنے سے گذرین ہزار غلامان زرین لباس اگرسوز ہاتھون مین لیے سوداں یہ ساماں دیکھکر فلک پیر حیران در و بام پر زن و مرد کا ہجوم تماشائیون مین سواری دیکھنے کی دھوم بعض جگہ ناچ ہوتا کسی جگہ سوانگ اور تماشہ نذر جواہر خواجہ پر سے لٹتا قدم بقدم سواری رواں اب کیفیت سنیے کہ بران تو عمرو کے ساتھ آتی ہے اور دوسری بران جو اصلی ہے وہ اپنے مقام پر بیٹھی مرقع سحر مین حال سواری کا دیکھ رہی ہے یہان تک کہ سواری جلوخانہ بادشاہی مین داخل ہوئی عمرو نے ایک مکان رفعت مین برتر از آسمان دیکھا کہ جسکا ہر منزلہ منزلت مین تا بہ چرخ چہارم سرا ونچا کیے تھا اور ہر کنگرہ اوج مین کرسی کا ہمپایہ تھا ہر ایک دیوار معمار عقل کی خرد سے عمدگی مین کہین اوج مراتب دانشمندان کے مرتبہ سے برتر زمین صاف و شفاف روح زاہدان سے لطیف آئینہ مہر رو بروا اس کے کثیف مرات رخسار آئینہ رویان اُسکے مقابل کہان ارض جنان کی پوشیدگی سے شرمندگی اس کی عیان ہر سمت کمرے اس مین تعمیر تھے سراسر بے نظیر تھے چمک دمک مین برابر ماہ منیر تھے فرش ستھرا اور صاف بچھا تھا اسباب شاہانہ ہر کمرہ سجا تھا کہ بمقتضاے

نظم

وہ سجا تھا برنگ خلد برین — صدمے سہتے نگار خانۂ چین
شاخ گل سے تھے نازک اسکے ستون — صورت سرو باغ تھے موزون
کھڑکیان تھین دریچۂ جنت — درجسے درجہ حسد روضۂ جنت
وہان کے پردون کو کس سے نسبت دون — پردۂ چشم عندلیب نگون
گوش عشاق کے ہین وہ پردے — چشم مشتاق کے ہین وہ پردے

| کنول انجم کی طرح تھے روشن | ہانڈیاں تھیں حباب نہر چمن |
| --- | --- |

اس مقام پر صنعت سفید پوش نام علمدار حاضر تھی کہ اُسکا دورہ توند کا نکلا ہوا اور پاجامہ و کرتا
سفید پہنے ہاتھوں میں الماس کے کڑے شیر دہان بنے گنگا جمنی کام عصے پر کیا ہوا نگینے جڑے اور
بلور کا عصا ایک ڈال تراشا ہوا تمام کر گھڑی ہو گئی اور ایک کشتی جسمیں کئی سو الماس کے اور یاقوت
کے نگینے تھے خواجہ کو تسلیم کرکے نذر دی فرق زنجیر گوہر ہٹایا پردہ مرصع کا اٹھایا سواری اندر اس قصر
دار الامارۃ کے وارد ہوئی یہاں مقام صدر پر تخت شاہی گسترده تھا کہ یہ تخت طاؤسی کئی سو زینے کا تھا گرد
اُسکے کرسیوں اور دنگلہاے جواہر نگار کا دورہ بندھا تھا فرش قاقم و سنجاب بچھا تھا تاج شاہی تخت پر رکھا
تھا اور جملہ شاہزادیاں اور سرکار پرداز ان سلطنت اُن دنگلوں پر متمکن ہیں وہ سب شہزادیاں ہیں جو طلسم میں
کئی کئی ملکوں کی مالک ہیں اور جو سواری کے ساتھ ہیں وہ ناظم اور قلعہ دار ہیں فی الجملہ یہاں جو شہزادیاں کئی
سو حاضر تھیں مثل ملکہ گلگونہ نسرین بدن و ملکہ شوخ چشم و ملکہ مہ جمال و ملکہ نرگس چشم و ملکہ خونخوار
قہر نگاہ و ملکہ گوہر دندان زمرد پوش و ملکہ خورشید بلا افگن و ملکہ حور چہرہ سحر نگاہ و ملکہ
نازک دہان کاکل کشا و ملکہ خوش اندام یاقوت پوش و ملکہ سلیمان زرین ہیکل و ملکہ آشوب
زرد چشم و ملکہ خوب رنگ ماہ طلعت و ملکہ تاجدار مہر لقا و ملکہ محبوب نارنجی پوش
و ملکہ سلطان شعلہ افگن و ملکہ مبہوت گیسو کشا و ملکہ راہزن تاجدار و ملکہ ماہ رخسار خوش ادا
و ملکہ بہار تاجدار و ملکہ کاکل دراز کوتاہ قامت و ملکہ محراب ابرو و ملکہ سواد سحر چشم
ملکہ مجمر تاجدار و ملکہ عنبر تاجدار و ملکہ قلاب دریا باری و ملکہ فیروزہ رخ و ملکہ سرکش و ملکہ
فرجام و ملکہ اقرار و ملکہ عمران و ملکہ صدف و ملکہ مروارید و ملکہ گوہر بدن و ملکہ اقداس بن
العاس و ملکہ محکم و ملکہ حکام و ملکہ عارض و ملکہ عذار گل پیرہن اور چند مشیر منتظم سلطنت
مانند کاہن جادو و کہیل جادو و قائم جادو و ارقم جادو و اہرمن جادو و امثال جادو
و طغیان جادو وغیرہ سب نے تعظیم کی اور نذر دی خواجہ نے یہ سب نذریں قبول کیں اور لے لیکر
زنبیل میں رکھتے گئے سب حیران تھے کہ یہ روپیہ برابر کرکے ہاتھ سے جاکر کہاں غائب کردیتے ہیں حاصل کلام
اب جو سواری آگے بڑھی اُس طرف بہار اصلی نے تاج جواہر نگار سر پر رکھا اور نیمچہ سحر ہاتھ میں لیا
سواسو کشتی ہائے نذر ہمراہ لیکر تا بدروازہ بہ استقبال روانہ ہوئی ادھر دار الامارۃ میں تخت کے پیچھے
کی طرف محل سرا کا دروازہ اُسکا پردہ زنجیری ہم تھی پر کھچا اُسوقت مرزان وزیر نے دست بستہ عرض
کیا کہ حضور ملکہ دوران تشریف لاتی ہیں اگر مناسب جانیے تو اتر پڑیے عمرو نے دل میں کہا کہ بہار
موجود ہی اب کونسی ملکہ آتی ہے یہ سوچکر جو پھر کر دیکھا بہار نقلی کو ساتھ نہ پایا سمجھا کہ یہ ابوالعزمی ملکہ نے
مجھے دکھائی تھی کہ ہم شبیہ اُس کی مجھے لینے گئی تھی اب وہ تا بدروازہ خود آئے گی یہ تصور کرکے ہوادار

سوسن نے مجلس حیران خطاب دیا تھا نہرین بیان کی تسنیم و ماء معین کی تعیین تھین سب گردابین انکی رنگین
تھین اس طرح اترا کر موجین تھی عقیق تھین کہ جیسے معشوق کنائی کاٹ کر چلتا ہے کنارے اُن کے ہزارے
کا آب افشان اور اُسکا پانی سنگ سرخ یاقوت حمرا پر گرتا گویا پانی بھی نہر کے فراق مین اشک خونین
روتا سامنے بارہ دری بنی تھی واقعی طلسم تھی آگے اُسکے تگیرہ کی ہزار چوب الماس تراش کا استادہ
تھا اس مین فرش بلور کا بچھا تھا شیشہ آلات جواہر نگین بصد نفاست تمکین سجا تھا کہ بمقتضائے نظم

| | |
|---|---|
| بہارے ست خرم مانند بہشت | ہمہ خاک عنبر زہر سو سرشت |
| سپہر برین کاخ و میدان اوست | بہشت برین رشک خندان اوست |
| بنفشہ گل و نرگس ارغوان | سمن شاخ سنبل گران تا گران |
| سوخانہ زرنگار آمدند | بدان مجلس شاہوار آمدند |

یعنی خواجہ کو زرنگیرہ برابر اپنے ملکہ نے تخت پر فروکش کیا اُسوقت کل ناظمان طلسم اور شہزادیان جو یہان
آنے کے لائق تھین انکی نذر گذری اور گوہر و زر و جواہر کے طبق نثار ہوئے خادمان محل نے لوٹے پھر سب شہزادیان
جو دست بستہ سامنے کھڑی تھین عمرو نے ان کی نسبت ملکہ سے کہا کہ ان کو حکم بیٹھنے کا دے ملکہ نے حکم دیا کہ وہ سب
کرسیون پہ جلوہ گر ہوئین اور ساقیان زہرہ جبین پیمانہ جواہر نگار لیے حاضر ہوئے کشتیان شراب مصفا کی
کی لائے ملکہ نے ایک جام بھر کر دست نازک سے سامنے عمرو کے بڑھایا کہا یہ بادہ محبت ہے اسے نوش
فرمائیے میرا رتبہ بڑھائیے عمرو نے زبان پہ عذر کھولی اور کہا اے ملکہ مین نشہ بادۂ زہد سے مخمور ہون
شراب پینے سے معذور ہون ملکہ از بسکہ صحبت مسلمانان سے بسبب ملاقات ہونے ایرج کے واقف ہوچکی تھی
سمجھ گئی کہ مجھکو ساحرہ سمجھکر شراب نہ پئین گے بس یہ تو مطیع اسلام ایرج کے پاس ہو چکی ہے چپکے سے کان
مین عمرو کے ظاہر کیا کہ آپ شوق سے شراب نوش کرین مین مطیع اسلام ہون اس لیے ظاہر نہین کرتی
ہون کہ ایسا نہ ہو کہ بدنام ہون عمرو یہ سنکر خوش ہوا اور جام لے کر دست ملکہ سے بیک جرعہ درکشیدہ کیا
پھر تو دور جام و بادم و متواتر چلنے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا ہر ایک کا کاسۂ سر خم تھا اس دور مین
سے ایک پیالہ بھی اگر پیر گردون کو ملجاتا تو ہمیشہ سرخوش رہتا طرز جفا بھول جاتا اس عشرت کدہ کے
رو برو بزم جم صحبت فقیرانہ تھی عجب کیفیت کی انجمن رندانہ تھی مغنیان خوش جمال و زہرہ پیکر و
نازنینان حور تمثال و ترنم ریز قانون دمین و رباب و چنگ و دف و دائرہ الگوزہ وغیرہ سب ساز
درست کر کے اس گت سے بجاتی تھین کہ اہل محفل کو مست و دیوانہ بناتی تھین کو جاک سے بزرگ تک
عشاق ناہید سر اپنا تھا جو گیا ہے راگ اختیار کرنے مین جسکے کی دھن دل کو تھی دماغ مین مستی نے ٹھیکہ
کھایا تھا رقاص اس طرح ناچتے تھے کہ اہل بزم کی کلکی بندق تھی گویا سمند تو سے لیتے تھے پھر چرخ
اپنی گردش بھولا تھا اُنکا ناچ ناچا تھا عوض رنج دینے کے عشرت بخشتا تھا پیمانے ہنستے ہوئے باغ نیر

ناچتے پھرتے تھے مطرب ترانہ سنج اس طرح گاتے تھے کہ تانسین کے گانے کو مدھم بناتے تھے بیجو اسی گانے کے خیال مین باوُرا ہوا تھا اسی رقص و سماع کے خیال کرنے سے دل وجد مین آکر حال لاتا ہے خوشی سے کلیجہ کا اچھلنا وہ بھی انداز رقص آج تک بتاتا ہے کہ بمقتضائے لمؤلفہ

عجب جلوۂ حسن جانانہ تھا ۔ کہ بزم سلیمان وہ کاشانہ تھا
زبا یا کبھی جسم نے یہ مرتبہ ۔ کہ جو آج اُس بزم عشرت کا تھا
لگے بجنے قانون و مین و رباب ۔ کھلا عیش و عشرت کا ہر مست باب
ہزارون قمر چہرہ زرین جمال ۔ فن موسیقی مین بہت باکمال
دت و نے بجاتی تھین یون کہ گری ۔ کہ ناہیدۂ چرخ غش ہو گئی
وہ دیپک کا راگ ایسا تھا لاجواب ۔ فلک پر تھا سوزان دل آفتاب
دل زہرۂ چرخ مین آجتک ۔ پڑی شعلۂ راگ کی وہ چمک
کہ جو کوئی گانے کا رکھے خیال ۔ تو ساعت مین ہو کے ہو باکمال
وہ محفل کے پیمانے کا گھومنا ۔ لب رند مے نوش کو چومنا
بطے لگانے لگی قہقہے ۔ وہ آپس کی چہلین تھین وہ چہچہے
وہ تھی بزم کچھ ایسی آباد شاد ۔ کہ آتا ہے فردوسی کا قول یاد
بدہ ساقی نوش لب جام جم ۔ کہ بزداید از دل زمے زنگ غم
ازین پنج شین رہے رغبت متاب ۔ شب و شاہد و شہد و شمع و شراب
کہ امروز روز یست با فر و داد ۔ کرا زمیہمان ست بنان شاد
بیار راست ایوانہا چون بہشت ۔ گلاب و مے و مشک و عنبر سرشت
فشاندند بر سر ہمین مشک و زر ۔ کہ شد از گلاب آن ہمہ خاک تر

غرضکہ یہی جلسۂ نشاط آگین مین عزیزداران کوکب کی آمد ہوئی اور ہر ایک نے بہ تجمل تمام پہونچکر خواجہ کو سلام کیا اور شریک محفل انبساط ہوے انھین لوگون مین عمرو نے ایک دختر نیک اختر کو دیکھا کہ پانچ سو کنیزان پریجمال اور لونڈیان مہرتمثال کے بیچ مین جیسے جواہر معدن مین یا نور کے ہالے مین قمر ہوتا ہے قریب آئی کمسنی پانچ برس کا سن رکھتی ہوگی مگر حسن مین متاع خوبی و گوہر گنجینۂ حسن و محبوبی تھی گھیتلا جوتا پہنے گلے مین کرتا آب رواں کا پائجامے کے پائنچے چھوڑے رومال ناک پوچھنے کا کمرے کے بند سے بندھا بالون کی مینڈھیان گندھی ناک مین بلاق پڑا آنکھون مین کاجل گہرا لگا گالون تک بہا ہوا ایک مے تی کی تھمنی پہنے امی جان امی جان پکارتی ہوئی جب قریب برجان آئی اس نے گود مین اٹھا لیا اور کہا میری جان تم نے خواجہ سلامت کو تسلیم نہ کی یہ سنکر وہ اٹھی اور ننھے ننھے ہاتھون سے جھک کر تسلیم کی پھر

پلٹ کر بہاران کی گود میں بیٹھی بعد اُسکے ملکہ کی گود سے لوٹ مار کر عمرو کے قریب آئی اُس نے اُس کو چمکار کر
گود میں اٹھا لیا اور پیار کیا پھر ایک مشت عطر کر جواہر زنبیل سے نکالا اور اُسکو دیا کہ بیٹا لو تم اس سے
کھیلو وہ ایک بار اوڑھنی سنبھالتی ہوئی کھڑی ہوگئی اور ناک جو بہہ آئی تھی کہنی سے چاہتی تھی کہ پونچھے
بہاران نے رومال سے پاک کردی اور وہ متلا متلا کر باتیں کرنے لگی کہ ہم کیا کریں ہماری امی جان ہیں بہت
ہے واہ تم اس کے لالچی ہو یہ وہ کہہ رہی تھی کہ ایک کھلائی نے اُسکا منھ چڑھا دیا اُس نے بھی کھلائی کا
منھ چڑھا دیا کھلائی اب منھ چڑھائے جاتی ہے موقوف نہیں کرتی ہے بہاران نے جلد سحر پڑھا کہ اُس کھلائی
کا وہ حال موقوف ہوا اُس لڑکی نے چاہا کہ پھر منھ چڑھاؤں بہاران نے طمانچہ اٹھایا کہ سامری کی قسم
مارا کے تیرا بھرتا نکالونگی مانتی نہیں خواجہ بیٹھے ہیں اُنکا کچھ لحاظ نہیں ساری عقل درہم برہم ہوئی
جاتی ہے تو نچلی نہیں بیٹھتی یہ غصہ دیکھکر وہ لڑکی بسور کے منھ بنا کر گود میں بیٹھ گئی عمرو نے پھر اُس کو
چمکارا اور ملکہ سے کہا کہ آپ گھڑکیے نہیں کیا ہوا بچا ہے اُس نے منھ چڑھا دیا تو خفا نہ ہوجیے پہلے
کھلائی نے اُس کا منھ چڑھا دیا تھا بہاران نے کہا خواجہ آپ واقف نہیں ہیں یہ بھتیجی شاہ کوکب
کی ہے ملکہ مجلس جادو اس کو کہتے ہیں یہ ساحرہ بے عدیل وبے نظیر ہے اور ہمیشہ پانچ برس کی لڑکی
بنی رہتی ہے اور سحر بھی لڑکیوں کے کھیل کا کرتی یعنی گڑیاں کھیلتی ہے منھ چڑھاتی ہے مگر جو یہ کرتی ہے وہ ہی
حریف بھی کرتا ہے مجھکو ماں کہتی ہے اس وقت اس نے کھلائی کا منھ چڑھایا اگر میں دفع سحر نہ کرتی تو وہ
ہمیشہ چڑھانا نہ موقوف کرتی اس لیے میں نے اس کو روکا کہ شاید آپ سے یہ کوئی گستاخی نہ کرے عمرو
یہ تقریر سنکر حیران ہوا اور اُس لڑکی نے بہاران کے گلے میں ہاتھ ڈال کر کہا کہ میری امی جان سچ بتائیے
کہ یہ کون ہیں بہاران نے کہا کہ بیٹا یہ رئیس تراشندۂ کافران و سربرندۂ جادوگران سارا خطاب لے کر
خواجہ کا نام لیا مجلس یہ بات سنکر اچک کے گود میں عمرو کے جا بیٹھی اور کہا خواجہ مونڈی کاٹے افراسیاب
کی تمہیں سے لڑائی ہے عمرو نے کہا ہاں مجلس نے کہا ہماری ایک لونڈی حسنین جادو نام وہاں بھاگ کر گئی
ہے عمرو نے جواب دیا کہ ہاں کس کی بڑی عظمت افراسیاب نے کی ہے ملکہ طلسم خطاب عنایت ہوا ہے یہ سننا
تھا کہ مجلس کو غصہ آیا اور بولی کہ ماں زادی کو ابھی پکڑوا بلاتی ہوں تو موئی کو دیکھتے ہیں عمرو نے کہا بیٹا
جانے دو گئی چیز کا رنج نہیں کرتے بہاران نے کہا خواجہ یہ بہت بڑی ساحرہ ہے جو کہ سحر ہم نے دس دس
برس میں سیکھا وہ اس نے شبانہ روز میں حاصل کیا ہے تم اس کی کیفیت دیکھو عمرو چپ ہو رہا اور
مجلس نے اپنے گلے سے مالا اتارا اور ایک موتی اس میں سے توڑ کر ہاتھ پر رکھا اور پھر تتلا کر سحر پڑھا
کہ وہ دانہ بردے ہوا اڑ گیا بعد لمحہ بھر کے ایک پتلا زنجیر آتشین ہاتھ میں لیے پیدا ہوا اور اُس نے سامنے
آکر سلام کرکے عرض کیا کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہے مجلس نے کہا ہو سے میں تجھ سے کہتی ہوں کہ جلد جا اور حسنین
قحبہ کو پکڑ کر لے آ اسے سنا تو نے میرے اچھے پتلے تجھے سامری جیتا رکھے جلدی آنا دیر نہ لگانا

چلا اُس کی باتون سے ہنستا ہوا روانہ ہوا اور اُڑ کر چلا بعد اُسکے جانے کے پھر گانا ناچ وغیرہ آغاز ہوا
اس اثنا مین شاہد زرین لباس شب نے زلف مشکین دام کھولی بزم عالم مین آکر جلوہ گر ہوئی اور
زینت طراز دہر نے کہکشان سے مانگ عروس چرخ کی سنواری نظم

| | |
|---|---|
| شب تیرہ چون زلف آتابدار | ہمہ تاب او زلف را تاب داد |
| پدید آمد آن پردۂ آبنوس | بر آسود گیتی ز آواز کوس |

شام ہوتے ہی تمام بارہ دری مین روشنی ہوئی اور باغ مین قنادیل بلورین لٹکائی گئین سرو چراغان اپنا فروغ
بہار دکھانے لگے نہرون مین کنول روشن کرکے ڈال دیے بجرے پڑ گئے جلترنگ بجنے لگا خواجہ کو لے کر
ملکہ بجرے پر سوار ہوئی اور کیفیت پانی کی دکھانے لگی وہ سبز و سرخ وغیرہ ہر رنگ کے گلاس جو گردون
پر عکس افگن تھے تو عجب طرح کے گل بوٹے پانی مین نظر آتے تھے چادر آب منقش و رنگین تھی شاہد آب
کی ہر موج زیور سے مزین تھی جہان کہین پانی گھومتا تھا وہان کنول بھی گرد گھومتے تھے اُس وقت کی
بہار قابل دید تھی گویا شعلہ رو لباس رنگا رنگ زیب جسم کیے گردش کھاتے تھے کنارے کنارے
کنیزان گل رو در گوش مرصع پوش جلترنگ کے ساتھ اشعار بہار انگیز گاتی تھین فوارے سرگرمی پر آمادہ
سرو قدون کے قامت رعنا کا لطف دکھاتے تھے غرضکہ تا دیر سیر آب مین مصروف رہے پھر بجرے سے
اتر کر بارہ دری مین آئے یہان سب طرح کا سامان عشرت مہیا تھا مسند زر پر جلوہ گر ہوے یکایک
وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ خاصہ تیار ہے حکم ہوا کہ لاؤ اول کنیزان مہر سیما سرود کے گرداتہ ہوئین
اور مطبخ خانے سے خوان کسوا کر مُہر سے وزیر دار دفتر کے جب خاصہ چلا سرود بجنے لگا اور تعریف ملکہ
مین گانا شروع ہوا مروحہ جنبانی ہر خوان پر ہونے لگی کہ پشہ و مگس سے محفوظ رہے غرضکہ پہلے
تجمل سے کھانا آیا اور دسترخوان دیبا و اطلس کا بچھا پھر اغذیۂ لطیفہ دو گونا گون کو مُہر توڑ کر نکالا
پہلے تنگ چینی کے کئی خوان سب کھانے سے نکالے اور دسترخوان چنا گیا پھر ہاتھ دھلوا کر خواجہ اور ملکہ
نے کھانا تناول فرمایا بعد فراغ کھانے کے محفل انبساط مین بیٹھے اُسوقت دو ساحر معزز پردۂ ہوا سے
پیدا ہوے اور سامنے آن کر ملکہ کے آداب بجا لائے اور دو کشتیان طلائی تورے پوش زر دوزی
اُن پر پڑے تھے سامنے ملکہ کے پیش کین کہ یہ بڑے حضرت نے بھیجی ہین بہاران نے تورے پوش اُن کے
اُٹھائے عمرو نے وہ جواہر کبھی نہ دیکھا تھا اُن مین پایا اور ایک نامہ بھی اُس مین رکھا تھا اور موتی کے
ملے انگوٹھیان لال و الماس کے تاج گوہر نگار نورتن اُسکے زمرد و یاقوت کے رکھے تھے بہاران نے وہ
نامہ اُٹھا کر پڑھا لکھا تھا خواجہ نے جواہر پردۂ قاف ملاحظہ کیا ہے اس جواہر کی کیا حقیقت ہے لیکن
میری جانب سے کہنا کہ اس تحفہ محقر کو قبول فرمائین کہ بموجب بیت صائب چہ ذرہ است کہ جان را
فدا کند ٭ اے صد ہزار جان مقدس فداے تو ٭ اے فرزند عمرو حسن کو چاہیے بادشاہ بنا دے تم اسکی

تعظیم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا کہ میری خوشنودی اسی مین ہی خبردار دینی شہزادی ہونے کا غرور نہ کرنا
خواجہ کہ شہزادیون سے کام لینا عار سمجھتے ہین اور میزاسرون شہزادیان اُن کی خدمتگزاری کی آرزو رکھتی
ہین اور لکھا تھا کہ نامہ دار افراسیاب کا سرحد طلسم جہان مولسری کے درخت لگے ہین پہونچ چکا ہی اُسکو
طلب کرا لو اور نامہ پڑھکر جواب باصواب بنانا بس یہ نامہ پڑھکر بران نے عمرو کو دکھایا یہ بھی بہت خوش
ہوا اور بران نے کہا جواہر یہ علٰحدہ رکھدو کہ مین خواجہ کو اپنے بدلے کے ساتھ دون گی عمرو نے جو یہ کلام
سُنا خیال کیا کہ اگر یہ جواہر رکھوا لے گی تو کشتیان سونے کی بھر جائین گی اور دوسرے اس رکھنے رکھانے
سے کچھ تغلب و تصرف ہو جائے اس سے ابھی وصول کرنا چاہیے یہ سوچکر گویا ہوا کہ اے ملکہ یہ تحفہ ہائے
مہربان کا عطیہ و فرستادہ ہی اس کو ہم رکھنے نہ دین گے کہ یہ نشانی اُسکی ہی یہ کہکر سب کشتیان
جال مارکر نذر زنبیل کین پھر بات بنانے کی راہ سے کہا کہ مین نے غلطی کی جو کشتیان رکھ لین لو مین
نکالے دیتا ہون تمھین رہنے دو ملکہ نے کہا کہ آپ کو قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ آپ میرے کہنے کا
خیال نہ کرین اور کشتیان اپنے پاس رکھین عمرو نے کشتیان رکھ لین اور کہا اے ملکہ تم اور تمھارے
باپ وہ خلق رکھتے ہین کہ مین تعریف نہیں کر سکتا کہ بمقتضائے بیت خوش دولتے ست خرم و خوش خسرو
کریم + یارب ز چشم زخم زمانش نگاہدار + اور اے ملکہ قاصد افراسیاب جو پیام لایا ہی مین بتلائے
دیتا ہون وہ پیام یہ ہی عمرو مفتری ہی اور مکار ہے ہم تم ایک مذہب رکھتے ہین اُس کو پکڑ کر یہان بھیجدو
یہ بیان سنکر بران نے کہا خواجہ ہم آزماتے ہین کہ نامہ مین یہی لکھا ہی یا کچھ اور اگر یہی مضمون ہی تو واقعی
آپ معاملات ملکداری مین بہت رائے سلیم رکھتے ہین اور بادشاہون کو ادراک مطالب پر ایسا ہی
عبور چاہیے جیسا کہ آپ کو حاصل ہی یہ گفتگو کرکے اُن ساحرون کو رخصت کر دیا اور ملکہ نے خوابگاہ
پھر خواجہ درست کرائی پلنگڑی جواہر نگار بارہ دری مین خواجہ نے آرام کیا لخلخے رکھدیے گئے کنیزین
چپی کرنے لگین ملکہ علٰحدہ دوسرے درجہ مین آرام پذیر ہوئین وہ تھوڑی سی رات بہت جلد گذر گئی اور
وہ زمانہ آیا کہ بربط نواز مہر نے دائرہ آفتاب بعد آب و تاب غلاف خاور سے نکالا اور کاسہ فلک کی
پیشواز ستارہ دار کو اُتارا کہ بمقتضائے ابیات

دگر روز چون سیگون گشت زاغ | پدید آمد آن زر درخشان چراغ
چو پنہان شد آن چادر آبنوس | بگوش آمد از دور بانگ خروس

دم سحر عمرو نے بیدار ہو کر وضو کیا اور نماز صبح پڑھی ملکہ نے خوابگاہ کی ڈالیان بھیجین پھر ہمراہ اپنے
لے کر دار الامارۃ مین آئی اور بعد مجرا و سلام کے کارپردازان سلطنت کو حکم دیا کہ کچھ ساحر یہان سے
سرحد طلسم پر جائین اور نامہ دار افراسیاب آیا ہی اُس کو لے آئین بمجرد حکم بحکم ملکہ ساحر روانہ ہوئے
قاصد قریب درختان مولسری پہونچ چکا تھا کہ ساحرون نے پہونچکر عرض کیا کہ چلیے حضور مین آپ کی یاد ہی

وہ نامہ دار ہمراہ ساحران بعجلت تمام اڑکر چلا اور بعد قطع مسافت راہ قلعہ ہفت رنگ مین پہونچا یہان کی آرائش و زیبائش دیکھکر عقل دنگ ہوگئی سمجھا کہ یہ سامان بہر دعوت عمرو ہی غرضکہ دارالامارۃ شاہی مین جب پہونچا یہان کا کر و فر دیکھکر حیران کار تھا یعنی عمرو بار ملکہ کے تخت شاہی پر جلوہ گر تھا اور ہزار ہا ساحر سحر ساز اور ناظم طلسم حاضر تھا ساقی خوش ادا اور طوائف مہر لقا حاضر تھے جلسہ انبساط مہیا تھا قاصد بموجب قاعدہ رسم تعظیم و آداب کرکے آگے بڑھا ملکہ نے دنگل آہنی بیٹھنے کو دیا یہ فرد کش ہوا ساقی کو اشارہ ہوا کہ اس نے جام دیا نامہ دار نے ساغر پیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا کہ مین نامہ دار ملکہ نے کہا لاؤ نامہ کس کا لکھا ہے قاصد نے کہا یہ نامہ شاہ جادوان مالک طلسم ہوشربا افراسیاب جادو کا ہے اور مجھکو حکم ہے کہ شاہ کوکب کے ہاتھ مین نامہ دون اور جواب لون ملکہ نے چاہا کہ ان باتون کا جواب سخت دون مگر عمرو نے کہا کہ اے ملکہ یہ ایلچی ہے جیسا اس کے مالک نے کہہ دیا تھا ویسا بجا لایا آپ اس کو پاس شہنشاہ رفعت نشان کے بھیجدین یہ کلمہ عمرو نے اس لیے کہا کہ قاصد کوکب پاس جائے اور دیکھون کہ اس نے کیا جواب دیا اسکا مافی الضمیر بھی دریافت ہو جائے گا کہ میری طرفداری کرتا ہے یا افراسیاب کی غرضکہ ملکہ نے نامہ دار کو ٹھہرایا اور ایک عریضہ بعجز و انکسار تمام لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ گردون بارگاہ یہ عریضہ خواجہ کے کہنے سے آپ کو لکھا ہے اس لیے قاصد امیدوار باریابی اور روبرو حاضر ہو کر زبان فیض ترجمان سے جواب نامہ کا سُننا چاہتا ہے زیادہ حد ادب یہ عریضہ ایک ساحر کے ہاتھ خدمت کوکب مین بھیجا کوکب اس وقت شکار طاؤس کوہ فیروزہ پر کھیلنے گیا تھا وہ ساحر پہلے دردولت پر گیا اور وہان سے حال دریافت کرکے کوہ فیروزہ پر پہونچا اور بادشاہ کو تسلیم کرکے نامہ دیا شاہ نے پڑھکر تحریر کیا کہ اے فرزند نامہ دار کو بھیجدو ساحر واپس آیا اور ملکہ کو حکم شاہ مجری دیا اس نے چند ساحرون کے ساتھ نامہ دار کو روانہ کردیا اور آپ مع خواجہ داخل عشرت کدہ ہوکر مصروف بعیش ہوئی لیکن قاصد جب کوہ فیروزہ پر پہونچا دیکھا کہ کوہ سب فیروزہ کا ہے اور اسپر کوسون تک سبزہ ہے پھولون کی بہار ہے گھاس زمرد کی لگی ہے اسپر پھول الماس و لولوے کے ہین سراسر نور کے بیچ مین ہر پھول کے عقیق زرد کی پنکھڑی صناع قدرت نے لگائی ہے نامہ دار اس بہار کو دیکھتا اور آفرین مالک پر اس طلسم کے کرتا جاتا تھا کہ چالیس بنگلے اس کو زمرد کے نظر پڑے ان کے آگے سائبان زربفتی کھنچے تھے اور ہر بنگلے مین کرسیان جواہر کی بچھی تھین ان پر طاؤس نیلم و زمرد کے ترشے دھرے رکھے تھے ان بنگلون سے جب اور آگے بڑھا ایک بارہ دری یاقوت کی دیکھی کہ اس کی توصیف اگر لکھی جائے تو داستان ناتمام رہے اس بارہ دری مین تخت یاقوت پر کوکب جلوہ گر تھا گرد تمام سردار سرداران ذی وقار کا دورہ بندھا ہزار ہا غلام زرین لباس حاضر تھا کہ

## نظم

یکے کاخ و ایوان و فرخندہ دید — گر انسان کسے این ندید و شنید
بیک سمت ایوان یکے طاق دید — ز دیدہ بلندی او ناپدید

نہادہ ز طاق اندرون تخت و زر — نشاندہ بہر پایہ در و گہر
بران تخت فرشی ز دیبائے روم — ہمہ پیکرش گوہر و بندش بوم
نشستہ بران تخت با تاج دار — ببالائے سروی برخ چون بہار
ز دیدار او مشتری تیرہ بود — خور از رنگ رویش ہمان خیرہ بود
بر تخت زرین یکے زیر گاہ — نشستہ برو پہلوان سپاہ
ز اوراق پرستندہ بر گرد تخت — بتان پری روی فرخندہ بخت
پرستار باشد دو صد و دو ہزار — ہمہ پاک با طوق و با گوشوار

قاصد دار نے یہ کروفر دیکھکر مجرا گاہ پر ٹھہر کر سر جھکایا اُسنے شاہ ساحران بادشاہ مہابلی سلطان جہان کا صد افراسیاب نگاہ رو برو کہا بادشاہ نے سر اُٹھایا قاصد نے مجرا کیا آنکھ سے سلام لیا پھر اشارہ نزدیک آنے کا کیا قاصد قریب گیا نامہ پیش کیا شاہ نے دست زبردست سے منشی کے حوالے کیا منشی جادو طراز نے نامہ وا کر کے پڑھنا شروع کیا جب سب حرف بحرف پڑھ چکا بادشاہ عالی منش مضمون پر مطلع ہو کر چین بر جبین ہوا اور قاصد نے وہ تحفہ و ہدیہ وغیرہ پیش کیے دست ناقبول دراز کیا پھر قاصد کو دنگل آہنی عمدہ عنایت ہوا اور حکم بیٹھنے کا دیا قاصد سلام کر کے بیٹھا بادشاہ نے منشی گہر ریز کو حکم دیا کہ ایک نامہ ہماری طرف سے اس خط کے جواب میں ترقیم کرو مضمون اُسکا پُر مذاق ہو اور سرنامہ خدائے نادیدہ مسلمانان اور توصیف جناب پیغمبر آخر الزمان لکھنا ہر چند کہ میں اہل اسلام نہیں ہوں مگر اس مضمون کے لکھنے سے افراسیاب کو شرکت مسلمانان ثابت ہو جائے گی اور پھر حوصلہ کسی طرح کی تحریر کا باقی نہ رہیگا راہ نامہ و پیام بند کرنے کی اس سے بہتر تدبیر اور نہ ہوگی منشی عطارد رقم نے حسب الحکم مرکب سواد دیدہ زحل کو دوات میں حل کر کے پارچہ حریر پر ایک نامہ بصد لطف جواب اس نامہ کے تحریر کیا

نظم

ہم انگہ ز گنجور قرطاس خواست — ز مشک سیہ سودہ انفاس خواست
یکے نامہ بنوشت چون بوستان — پر از گل بسان رخ بوستان

## پاسخ نامۂ افراسیاب بقہر و عتاب از جانب کوکب لمولفہ

قلم لکھتا ہے پہلے حمد باری — کیے دریا ہوا پر جسنے جاری
رواق گنبد خضرا میں اُسنے — کیے روشن چراغ مین اخترونکے
کیا پُر نور اس خاک سیہ کو — فروغ اس نے دیا ہے مہر و مہ کو
اُسی سے ہے نشان اوج و پستی — اُسی سے ہے بہار باغ ہستی

خدا کے بعد وہ ہادی ہمارے ۔ کہ جو ہیں چرخ رسالت کے ستارے
محمد آفتاب چرخ اسلام ۔ چراغ آفرینش بدر اجسام
شہ لولاک ممتاز دو عالم ۔ معظم آستان فخر آدم
بہار گلشن ایجاد وہ ہیں ۔ کہو عالم آباد وہ ہیں
ہوا ہے نور ان حضرت کا پیدا ۔ ہوئی کل کائنات اس سے ہویدا
خدائی ہوگی اس عالم پہ رحمت ۔ قدم رنجہ کریں گے جب وہ حضرت
پس از توصیف سرور اور سیادت ۔ لکھا جاتا ہے یہ نامہ بہ الفت
کہ اے شاہ جہان سلطان ذیجاہ ۔ ترے رتبہ کے آگے کوہ ہے کاہ
بہار بوستان شہریاری ۔ گل زیبت نسترن اے تاجداری
چراغ افروز بزم عقل و تمکین ۔ فروغ افزائے علم سحر آگین
ہلال آسمان سحر سازی ۔ فلک تمکین سپہر نیرنگ بازی
درخشان اختر اوج شرافت ۔ دُر افشان ابر دریا بار رحمت
شہ افراسیاب آسمان جاہ ۔ کہ خوشہ چین خرمن جسکا ہے ماہ
لکھا جاتا ہے تم کو بعد تسلیم ۔ ادا کرکے حقوق رسم تعظیم
نزول نامۂ حضرت ہوا آج ۔ پہنایا سرفرازی کا مجھے تاج
سراسر وہ محبت سے بھرا تھا ۔ عجب مضمون دور آگین لکھا تھا
رذالت کا بیان تھا اسمیں اکثر ۔ زمانے کی شکایت تھی سراسر
مجھے پڑھکر ہنسی آئی بہت سی ۔ اڑا اک قہقہہ دربار میں بھی
کہ حضرت اسطرح عاجز ہوئے ہیں ۔ کمینے بھوت بنکر سر چڑھے ہیں
لکھا تھا یہ بھی اسمیں مشفق من ۔ تحمل مجھکو ہے برحال دشمن
بجا ہے آپ کا فرمانا اے شاہ ۔ کہ قصہ حلم سے ہوتا ہے کوتاہ
تحمل ہی بیان پر چاہیے تھا ۔ مثل سچ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا
زمانے کے نرالے کچھ ہیں نیرنگ ۔ سنی تو ہوگی مور و فیل کی جنگ
غرور و کبر کب زیبا یہاں ہے ۔ کہ جو چرخ مشہور جہاں ہے
گدا کو بخشتا ہے بادشاہی ۔ کبھی سلطان کو دیتا ہے گدائی
کسی سے ہے عروس نو ہم آغوش ۔ جنازہ ہے کسی کا بار بر دوش
کسی کے بر میں شاہانہ ہے پوشاک ۔ پڑا ہے بے کفن کوئی تہ خاک

فلک کی دشمنی کا ہے جو کھٹکا
تن باغ جہان بھی ہے لرزتا

عداوت کا فلک کی پاکے کچھ بھید
لرزتا ہے ہمیشہ سے تن بید

سحر دم ہجر کی گر خندان ہے ہوتی
تو شبنم آٹھ آٹھ آنسو ہے روتی

دل لالہ مین داغ اس نے دیا ہی
کہون کیا گل چراغ اُسنے کیا ہی

سروئے گرچہ آزادی ہے پائی
پھنسی قید محبت مین ہے قمری

شگفتہ کرکے روئے گل کو اُسنے
دیا ہے خار و شبنم بلبل کو اُسنے

فلک کے جور سے ہوکر پریشان
ہے سنبل باغ مین باموے عریان

دہان غنچہ ہے حیرت سے خاموش
خزان کے غم سے سوسن ہمہ تن گوش

خزان کا دیکھکر از بسکہ سامان
ہوا ہے دیدۂ نرگس بھی حیران

ہوا عیب جور گردون کا یہ نقشہ
تو پھر بیجا ہے کبر اے شاہ والا

غرور عقل ہے حضرت سراسر
عدو کو جانا اپنے سے بدتر

عمرو کو سمجھے ہو مکار و غدار
سراسر ہے حماقت کی یہ گفتار

پڑے گی چاند پر ڈالے سے کب خاک
کہان عرش اور کہان یہ خاک ناپاک

فلک کی سمت جو تھوکے گا شاہا
تو وہ اپنے ہی رخ پر لعنت کرے گا

کہان تم اور کہان عیار عالم
کہان جنت کہان نار جہنم

کہان گندم نمائی جو فروشی
کہان پائی فلک پر سنبلہ کی

عمرو پشت پناہ مومنان ہی
عمرو شاہنشہ شاہنشہان ہی

خیال خام ہے یہ اُن کی نسبت
کرے اُن کو مدد دینے کی جسارت

خدا جس کی مددگاری کرے گا
بھلا اُسکو مدد کیا کوئی دے گا

انھون نے کارپردازان کو سب کے
عطا کی روشنی [illegible] نار کے

بتایا ہے انھین خود مین جدا آپ
کہ اُن سے دست بستہ [illegible]

مجھے الفت جو تم سے ہے کمال
محبت کا جو اتھا یہ تقاضا

سفارش آپ کی کرتا عمرو سے
کہ بیجا ملک دشمن کے منہ سے

وگرنہ عازم اِن صف شکن کا
جدا تا ان تہمتن تیغ زن کا

ارادہ ہے کہ آئین اُطرف کو
الٹ دین ایک دم ہیبت [illegible]

معاذ اللہ اجل پھر جس کو تاکے
ہدف سے کب بچے تیر قضا کے

کرے سیل فنا جس گھر کو برباد
دیا بادی دیوار ان کی بنیاد

| | |
|---|---|
| ڈرین لشکر کی کثرت سے نہ جنگی | کہ اخگر ایک ہے خرمن کو کافی |
| ہجوم بزدلان سے کیا ہی حاصل | بھلا کب شعلہ و خس ہوں مقابل |
| مجھے رہ رہ کے آتا ہے یہی یاد | ہوا افسوس مگر خصمت کا برباد |
| محبت سے لکھا جاتا ہے حضرت | کہ اب بھی چھوڑ دیجے یہ کبر و نخوت |
| دگرنہ پھر کہاں افراسیابی | نہ کیجیے موت آنے میں شتابی |
| زیادہ کیا لکھوں اے عقل سن | بنایا دوست کو خود تم نے دشمن |
| خدا توفیق نیکی کی تمہیں دے | تمہارا ملک و مال آباد رکھے |

منشی بدائع طراز نے خامۂ نزہت نگار اس مقام پر روک کر نامہ مشک ختامہ روبرو شاہ پیش کیا جو کچھ مضمون گھٹانے بڑھانے کا حکم ہوا وہ درست کرکے صاف کیا پھر عنوان نامہ پر مہر بادشاہی ثبت ہوئی اور کیسہ گوہر آگین رکھکر قاصد کے حوالے کیا اور رخصت فرمایا نامہ دار آزردہ خاطر شاہ کو سلام کرکے روانہ ہوا ساحر پہلے قلعہ ہفت رنگ میں لائے ملکہ مضمون جواب نامہ سے مطلع ہوئی اور عمرو بھی بہت خوش ہوا ساحروں نے حسب الحکم ملکہ قاصد کو سرحد طلسم تک پہونچا دیا وہ بعد قطع منازل باغ سیب میں پہونچا شاہ جادوان نے اس عرصے میں بہر جنگ مریخ ایک ساحر معزز طلسم نار آفت جنگ جادو نام کو طلب فرمایا ہے اور وہ بارہ ہزار ساحروں سے حاضر ہوا ہے ہنوز اسکو کچھ حکم نہیں دیا ہے کہ قاصد آکر پہونچا شاہ کو آداب بجا لایا اور جواب نامہ کا پیش کیا افراسیاب نے منشی کے حوالے کیا اُسنے حرف بحرف پڑھکر سنایا مضمون پر اطلاع پاکر غیظ و غضب سے شاہ طلسم کانپنے لگا اور پشت دست کاٹنے لگا پھر براہ نخوت اور بات بنانے کے لیے ہنسکر گویا ہوا کہ دیکھیے کوکب اپنا عمرو سے ڈرا کہ اپنا دین چھوڑ کر بیدین ہو گیا بس ایسے کی بات کا برا ماننا کیا میں اب اس پر لشکر کشی کرتا مگر وہ خود ہی لڑنے آتا ہے اب میں اُسکو سزا اسے معقول دونگا اہل دربار نے براہ خوشامد تائید کلام کرنا شروع کی کہ حضور کوکب بچہ اور زیرک بے ایمان ہوگیا نامہ بھی خدا سے نادیدہ کی تعریف میں لکھا ہے آپ سحر وہ بھول جائیگا پھر آپ کا مقابلہ کیا کر سکے گا اول تو یوں ہم مرتبہ ملازمان جناب نہ تھا جبکہ سحر فراموش کرکے مقابلہ کرے کیا جان رکھتا ہے اُس کی شامت آئی ہے شاہ طلسم اُن باتوں کو سُن کر خوش ہوا اور نار سے کہا تم جاؤ لشکر مریخ سے جنگ آغاز کرو میں قتل اسد کی تدبیر کرتا ہوں نار یہ سنکر آداب بجا لایا خلعت رخصت عنایت ہوا یہ باہر آیا اور بارہ ہزار اپنے ہمراہی ساحر درست کرکے اژدہے پر چڑھکر بتجمل تمام روانہ ہوا جب یہ جا چکا تو نامہ حیرت آیا کہ اے بادشاہ سنا گیا ہے کہ آپ کے قاصد کا کچھ رتبہ اُس کوکب نے نہ سمجھا عمرو کا بڑا مرتبہ ہے کوکب ارادہ لشکر کشی رکھتا ہے آپ تغافل نہ کریں اسد کو قتل کر ڈالیں آگے آپ کی جو مرضی میں جانتی ہوں کہ جب جنگ عظیم کا سامنا

ہوگا اس وقت اسد ہلاک نہ ہوسکے گا یہ نامہ پڑھکر بادشاہ نے اہل دربار سے کہا کہ دیکھو جو کوکب نے لکھا ہی کہ وہ میری بی بی نے دم میں بیٹھے بیٹھے بتلا دیا ان کو مکاری میں بہت سلیقہ ہی غرض تعریف کرکے نامہ کا جواب لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہیں میں نے زنار کو بہر استیصال لشکر باغیان تمھارے پاس بھیجا ہی یہ ساحر معزز ہی اس کی خاطر کرنا حال نامہ کا بھی وہ تم سے بیان کرے گا اور لشکر دشمن کا بھی خاتمہ کر دے گا میں نامہ سب ناظمان طلسم کو بھیجتا ہوں وہ سب جمع ہوں تو انتظام طلسم کشا کروں یہ نامہ طائر سحر کے گلے میں باندھکر بھیجا طائر قبل پہونچنے زنار کے پہونچا ملکہ نے نامہ گلے سے کھول کر پڑھا اور حال آمد زنار معلوم کرکے ساحر استقبال کے واسطے بھیجے زنار بعد قطع مسافت راہ جب قریب پہونچا استقبال کرکے لیگئے اس نے لشکر اپنا ملحق لشکر ملکہ خیرت اترو ایا آپ سامنے ملکہ کے آیا تسلیم کی نذر دی ملکہ مذکورہ نے خلعت عطا فرمایا اور کرسی زرین پر بٹھایا ساقی نے حسب ایما ملکہ ہوشربا جام شراب دیا اس نے بادہ خواری کی جب نشہ ہوا اس وقت ملکہ مسطورہ نے حال نامہ کوکب کا بھیجنے کا استفسار کیا اس نے جو کچھ جواب وہان سے آیا تھا اسکو بتصریح وار بیان کیا ازبسکہ عیار لشکر مہرخ برائے خبر گیری بہ شکل مبدل بیان رہتے ہیں انھون نے بھی کل کیفیت سنی اور بہت خوش ہوے کہ الحمد للہ جس لیے محنت ہمارے استاد نے گوارا کی تھی وہ مراد بر آئی فی الجملہ زنار میٹھا شراب پیا کیا اور ناچ دیکھتا رہا جب سواد شب سے بہر قمر صفحہ روزگار پر ثبت در روشن ہوئی اور فرمان عزل عامل روز منشی دہر نے جاری فرمایا

## ابیات

ہمی گشت گردون شتاب آمدش | شب تیرہ را دید تاب آمدش
بر آمد یکے زود کشتی ز آب | بمالید رخ و بپالود خواب

سر شام اس نے حکم طبل جنگ بجانے کا دیا نقارۂ جنگی گرما گرم ہوا عیاران لشکر اسلام خبر لیکر بارگاہ میں آئے ملکہ مہرخ کو تسلیم کرکے زمین ادب کو بوسہ دیا دعائے عمر و دولت دے کر اس طرح حال بیان کیا

## نظم

کہ ہموارہ شاہ جہان شاد باد | سخنگوی دہا بخت ہمراہ باد
تو بیدار باش و جہاندار باش | خردمند باش و بے آزار باش

شاہ عیاران کوکب کے یہاں پہونچے اور وہ بدارات پیش آیا افراسیاب کا نامہ دار گیا تھا اس کو جواب سخت وہان سے ملا ہے نیل مرام وہ پھر آیا شاہ جادوان نے غضبناک ہوکر ایک ساحر زنار جادو نام کو بھیجا ہی اس نے بمقابلہ مملکت پناہ طبل جنگ بجوایا ہی یہ خبر سنکر تمام سردار شاد ہوے کہ خواجہ کی شفقت کام آئی پھر یہان بھی کوس حرب پر چوب پڑی دربار سویرے سے برخاست ہوا ہر شخص اپنے مقام پر آکر درستی اسباب حرب و ضرب کرنے لگا سحر کی جاگ منتر و نکے جاپ شروع ہوئی

جدھر دیکھو تلوار کی جھنکار تھی جدھر سنو کلو اجھیر دن تار سنگھ کی پکار تھی اُس طرف زنار کے لیے خیمہ نہ لفتی
استاد و مواد وہ بھی بارگاہ سے اُٹھکر خیمہ میں آیا اور سحر جگانے لگا لشکر میں بھی اُس کے یہی سامان تھا مگر
برق فرنگی وغیرہ عیاروں نے باہم مشورہ کیا کہ یہاں عمرو موجود نہیں ہیں اور زنار کو زبردست
سمجھکر شاہ طلسم نے بھیجا ہے مبادا اکل ہمارے لشکر میں کچھ ضرر پہونچا تو اچھا نہ ہوگا پس چاہیے کہ ہم لڑائی
سے پہلے کچھ تدبیر کریں یہ مشورہ کر کے باہم جانسوز کو براے حفاظت لشکر چھوڑ کر صحرا میں آئے اور
دفیل بھائی قران بھی آیا اُس سے اپنی راے ظاہر کی اس نے کہا اچھا تم دونو جاؤ میں بھی آؤں گا
یہ سنکر ضرغام و برق ہو گئے ساحران لشکر حریف کی ایذ بنا کر چلے دیکھا کہ لشکر عدد میں ہجوم ہو رہا
ہے ڈمرو بجتا ہے تیاری جدال میں ہر ایک مصروف ہے ہتھیاروں کی درستی سے مالوف ہے یہ ہر سمت گھومے
لیکن تدبیر بن نہ آئی اور رات بھی تھوڑی رہ گئی اُسوقت دونوں الگ الگ ہو کر مایوس اپنے لشکر کی
طرف چلے کہ اتفاق سے برق کا گذر جانب خیمہ سپہ سالار زنار دو سو اس جادو نام کے ہوا اور وہ
خیمہ سے نکلکر براے تربیت و نگاہداشت لشکر ایک سمت جاتا تھا برق نے اس کو تجویز کیا اور بڑھ کر
اُس کے پاس آیا اور کہا حضور ادھر تشریف لائیے ایک تماشا میں آپ کو دکھاؤں اُس نے پوچھا
کہ تو کون ہے اُس نے کہا کہ میں لشکر حیرت کا ایک ملازم ہوں اس وقت آپ کے لشکر میں آیا تھا
دو عیار ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے میں نے چاہا کہ گرفتار کروں مگر ہم لوگ ان عیاروں سے
ایسی زک پا چکے ہیں کہ میرا حوصلہ اُن پر ہاتھ ڈالنے کا نہ پڑا کیونکہ میں اکیلا تھا پس اگر آپ چلیں تو ملکر
اُن کو پکڑ لیں یہ تقریر سنکر دو سو اس خوش ہوا کہ اگر عیار ہاتھ آ گئے تو لڑائی بالکل فتح ہے میرے مالک
کی بڑی ناموری ہوگی غرض شادان و فرحان اُس کے ساتھ چلا اور جب لشکر سے نکلکر صحرا میں آیا برق
نے کہا دیکھیے وہ جو سامنے درخت ہے وہاں پر بیٹھے ہیں یہ اس طرف دیکھنے لگا اُس نے حباب بیہوشی
مارا کہ وہ منھ پر پڑا اور وہ اُس کے غبار سے بیہوش ہوا برق نے اُسکو خوب بیہوش کر کے کپڑے اُتار
لیے اور اُس کی کمر میں کمند باندھ کر درخت پر چڑھ کر اوپر کھینچا پھر کسی شاخ سے مضبوط باندھ دیا اور
آپ رنگ و روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت بنکر اُس کے خیمہ میں آیا اور منتظر وقت ٹھہرا کہ حال اسکا
بیان کیا جائے گا مگر ضرغام جو باہر پس پھرا اس نے ایک ساحر کے بستر پاس جا کر پکارا کہ اے برادر
جلدی چلو کہ سپہ سالار صاحب تمہیں بلاتے ہیں وہ ساحر افسر کا نام سنکر اسکے پاس آیا اور کہا سپہ سالار
صاحب کہاں ہیں لشکر حیرت سے نکلکر کسی کام کو صحرا میں آیا تھا وہاں ایک افسر کھڑے تھے مجھ سے کہا
ہمارے لشکر سے ایک شخص کو بلا لو کہ سپہ سالار بلاتے ہیں میں اُن کے کہنے سے آیا ہوں اور کچھ نہیں
جانتا ہوں یہ بیان سنکر وہ ساحر سمجھا کہ صحرا میں شاید درستی سحر کے لیے گئے ہوں گے یا کسی عیار کو دیکھ کر
گرفتار کرنا منظور ہوگا پس بوجہ تنہائی ایک آدمی کو بلایا ہوگا یہ سوچکر اس کے ساتھ ہوا کہ اچھا چلو

ضرغام اُس کو صحرا مین لایا اور بیضۂ بیہوشی مارکر اُس کو بیہوش کرکے غار مین ڈالدیا اور آپ اسی کی ایسی صورت بنکر وہی لباس اُس کا پہنکر اُسکے پڑاو پر آکر ٹھہرا اور منتظر موقع عیاری کرنے لگا لیکن جب یہ دونو قران سے رخصت ہوکر چلے تھے تو وہ بھی بہر عیاری چلا حسب اتفاق ایک خدمتگار زنار کا اُسکو کنارے لشکر کے ملا اُس نے اُس سے پوچھا کہ کہان جاتے ہو خدمتگار نے کہا زنار بارگاہ حیرت سے الگ ہوکر اپنے خیمہ مین گئے ہین انھین کا ملازم ہون پیچھے رہ گیا تھا اب مالک پاس جاتا ہون قران نے کہا بھائی ہمین بھی کہین نوکر رکھا دو بیکار ہین تمھین دعا دینگے اس نے پوچھا کہ تم کیا کام کرتے ہو کہا رکابداری اور دیکھو یہ کیسے پھلے بنائے ہین ملاحظہ کیجیے بادل کیلیے نمونہ لیے جاتا ہون یہ کہکر ایک پھل کمر سے نکالا اور کہا لو اس کو کھاکر دیکھو خدمتگار بیچارہ غافل از فریب عیاری وہ پھل تھوڑا سا کھا گیا اور کچھ دور چلکر بیہوش ہوا قران اس کی صورت بنکر اور اُس کے لباس سے تبدیل ہوکر اُس کو درخت سے باندھکر آپ در خیمہ زنار پر آکر ٹھہرا اور گھات عیاری کی سوچنے لگا از بسکہ رات کم تھی کچھ ہی دیر مین وہ وقت آیا کہ باغبان قدرت نے گلشن فلک سے گلہاے کواکب چن لیے اور باد حرمت سموم آساے غنچہاے نجوم پژمردہ کرکے غارت کیے کہ بمقتضاے ابیات

| | |
|---|---|
| چو روشن شد آن چادر مشک رنگ | سپیدہ برآورد از تخت چنگ |
| نہان شد آن چادر لاجورد | نمایان شدہ دیدۂ خور بزرد |

رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی تھی صبح ہوتے ہی سحران نامی ساحر گرامی سوار ہوکر بارگاہ کے در پر مہرخ کو لینے آئے مہرخ دعا درگاہ خدا مین کرکے تاج شاہی اور لباس فرمانروائی پہنکر برآمد ہوئی ایک سمت ملکہ بہار نقیبہ آرائش دو قاعدہ سے تخت کی ان دونون کے قبل سحر پہ گئے گئے چھتر پھرنے لگا گرد ملازمان زرین بال پری جادوگرنیان زر اور سارہ پیشکار افسر نیان سحر پیشہ نفیر سحر بجاتے چلے تھا جنگی گرد گرد ا... شکست دے جادو سحری بادشاہ کی میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئی بموجب ابیات

| | |
|---|---|
| بران پیل جادو کہ بنشست شاہ | ابیاد و دانہ خیرہ لشکر بزد |
| بہ بالاے شنو بر بسی چون بہار | ز تیغ و سنان شدہ شہریار |
| ہمہ لشکرش گمیسر آراستہ | کشیدہ ہمہ تیغ پیراستہ |
| ابا جوشن و خود بستہ میان | ہمہ تازی و سپاہان برستوان |
| زیاقوت و زر گوہر شاہوار | ہمہ جامہ و آست ... |
| ہمان تخت زرین و انگشتری | ورا زیب اندر جہان مہتری |
| بدشمن روان لشکر انگیز شد | چو دشت سپاہش بکین تیز شد |

المختصر میدان میں پہونچکر حکم کشتی دیا تھا کہ ادھر لشکر حریف ہونی ملکہ حیرت سحر کے بنگلے مین مسند زر پر بیٹھی ہوئی اور جنگل پر دے ہوا اڑتا ہوا اندر بنگلے کے جادو گرنیون کا گرد ملکہ مجمع سپاہ ساحران ہوا یون پر سوار بڑے تزک و احتشام سے جانب کارزار ہر آکر ٹھہری ادھر زنار بھی خیمہ سے نکل کر سوار ہوا قران جو شکل خدمتگار بنا تھا جہان اور خدمتگار تھے وہین جا کر ٹھہرا اور کہا میدان جنگ مین ہم لوگون کا کیا کام ہر جب میان پھر کر آئین گے اس وقت ان کی خدمت ہم بخوبی کرین گے اور ضرغام جو ایک ساحر کی صورت لشکریون مین سے بنا تھا لشکر کے ساتھ ہولیا لیکن برق جو بصورت وسواس سپہسالار ہر اس نے اپنے رفیقون اور ماتحت ساحرون سے [illegible] ایک اژدر بزور سحر میری سواری کے لیے بناؤ کہ خوب چست و چالاک اُس وقت [illegible] کہ حضور مین اژدہا دیتا ہون آپ اُس پر سوار ہون اور مجھ سے بھی کام سینہ [illegible] کا دھر مین چلون گا برق نے اسکو ایک مشت زر نکالکر دیا اور فرمایا کہ [illegible] اور تم کو خوش کرین گے وہ ساحر یہ سنکر براہ خوشی ایک اژدر مہیب کی صورت بن اور برق اس پر سوار ہو کر چلا لشکر بارہ ہزار ساحرون کا اُس نے ترتیب دیا اور پیر پشت اپنے سب [illegible] اژدہا منھ سے شعلہ آتشین اژدہے کے پیدا ہمراہ زنار بھی چلا زنار جتنا [illegible] جھوٹے سحر کے گلے مین ڈالے سانپ جسم مین لپیٹے بصورت مہیب اژدر پر سوار [illegible] ہزار ساحران نابکار ہمراہ لیے نفیر بجاتا داد گاہ مین آیا وہ ساحر بھی سب زشت رو اور خبیث صورت بد سیرت تھے کہ ہر ایک کے کوئے زہار رنگ گون سے باہر چہرے اپنے خوک و خرس کے بزور سحر بنائے ترسولون پر مار ان سیاہ لپیٹے تھے بجلیان ہاتھون مین اُن مین چو کمین روشن کیے جب کہ ان کی جب وہ چانول اور ماش مارتے انمین سے سحر طرح طرح کے ظاہر ہوتے رزمگاہ مین صف بستہ ہوے سہ

| | |
|---|---|
| تنش زشت و بینی کژ و روی زرد | بد اندیش و کوتاہ و دل پر ز درد |
| دو چشمش کژ و تیز و دندان بزرگ | بر او اندرون کژ زدہ همچو گرگ |
| نهان بد دل و سفلہ و بے فروغ | سرش پر ز کین و زبان پر دروغ |

غرض جب یہ بھی داخل میدان جدال ہوچکے اس عرصے مین یہان میدان پاک و صاف ہوچکا تھا تخت شاہان قلب لشکر مین ٹھہرے تھے صفون کے جھگڑے تھے تاریخ ترنج اچھلتے تھے نقیب پکارتے تھے کہ دنیا مین ہر ایک کو فنا ہر مگر جادۂ رشتہ شمشیر راہ ملک بقا ہر جو تلوار کی دھار پر راہ چلا منزل پر پہونچ گیا زندہ جاوید ہوا اور جو کوئی اس راہ سے بھٹکا وہ زندہ در گور مردہ تام و ننگ ٹھہرا یہی گو یہی یہ میدان ہر مردی و نامردی کا امتحان ہر کہ بیت بجز شادمانی و جز نام نیک + ازین زندگانی نیابی تو لیک + نقیب یہ کہکر جب ہٹے زنار تو آ پہونچا ہر اس نے اژدر اڑا کر

ملکہ سے اجازت رزم لے کر میدان میں اپنے تئین پہونچایا اور کچھ سحر سازی دکھا کر مبارز طلب ہوا لشکر
صرصر سے ایک ساحر نامی سماد جادو نام مقابلہ میں گیا زنار نے ایک گولہ فولادی سحر پڑھکر مارا اس سماد
نے رد سحر پڑھا کہ گولہ اُلٹا پھر گیا زنار نے اسی غصہ میں آکر ایک ناریل سحر کا مارا سماد نے ہر چند رد سحر کیا
مگر ناریل نہ پھرا اور اُس کے بازو پر پڑا کہ بازو ٹوٹ کر لٹک گیا۔ جو کیا یہ معاملہ دیکھکر اور ایک ساحرہ
کینہ انگیز جادو ملازم ملکہ سرخمو دوڑی اور سماد کو ہٹا کر آپ مقابل ہوئی زنار نے اب کی ناریل سحر کا
مارا کینہ سے بھی رد سحر نہ ہوا اور ناریل سینہ پر پڑا توڑ کر پشت کی طرف سے نکل گیا بیرون نے اُسکے
غل مچایا اور زنار نے پھر مبارز طلبی کی ادھر سے سرخمو اجازت لے کر چلی جب سامنے پہونچی زنار نے
پھر ناریل سحر کا مارا اُسنے انگلی سے اشارہ کیا کہ ناریل کٹ گیا زنار کو غصہ آیا اور اُسنے ایک نارنج نکالکر سمت فلک اچھالا
اور پھر اس نارنج کو آپ ہی دکھا اور پھر اچھالا یہ حرکت دیکھکر ضرغام جو لشکر میں [illegible] کھڑا تھا سمجھا کہ یہ نارنج تین بار
اچھالے جو لگا سے تو یقین ہے کہ سرخمو سے رد سحر نہ ہو سکے اور وہ ایسا نہ ہو کہ ہلاک ہو جائے بس نارنج نہ
لگانے دو یہ سوچکر اُس نے تیسری مرتبہ نارنج اُچھالا ضرغام نے غول میں فوج کے اپنے تئین پوشیدہ کر کے
ایک پتھر ایسا مارا کہ نارنج پر پڑا وہ ٹوٹ کر زمین پر گر پڑا کیونکہ وہ ایسی طرح کا تھا کہ جبتک تین بار اچھلکر نہ
زمین پر گرے سحر پورا نہ ہو ضرغام نے اس میں فرق ڈالدیا غرضکہ زنار نے نارنج پر پتھر پڑنے سے حیران ہو کر کہا
کہ اے سرخمو کیا تیرے ساتھ سحر کے پتلے ہیں سرخمو کو پہلے تو تعجب ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے پھر اس نے بھی جھمکا دے
سے کہدیا کہ ہاں میرے ساتھ کئی سو پتلے ہیں اس نے کہا تو اچھا لے اس سحر کو رد کر یہ کہکر ایک تیر نکالا اور
اس کے پیکان پر سحر پڑھکر کمان میں پیوستہ کر کے چاہتا تھا کہ لگائے ضرغام نے اب کی پتھر ایسا تاک کر
مارا کہ تیر و کمان دونوں کٹ گئے یہ بہت حیران ہوا اور دل میں سمجھا کہ یہ بہت بڑی ساحرہ ہے اُدھر
صرصر وغیرہ نے بہت تعریف کی کہ اے ملکہ سرخمو کیا کہنا ہے جانسوز جو لشکر میں کھڑا تھا اس نے کہا اے ملکہ
یہ ضرغام چھپا ہوا لڑ رہا ہے صرصر کو بڑا تعجب ہوا زنار کو تیر کٹنے کا بڑا غصہ آیا اور ترسول پکڑ کر چاہا کہ
جا پڑوں اس وقت برق جو سپہ سالار بنا ہوا ہے اس کو خیال آیا کہ اگر یہ جائے گا تو سرخمو گرفتار یا قتل
ہو جائے گی اب اس کافر کو رد کو اور جو عیاری تجویز کر چکے ہو وہ آغاز کر کے اس کو جہنم رسید کرو یہ سوچ کر
اس نے اژدر سے کہا زنار کے پاس مجھکو لیچل وہ اڑکر سامنے زنار کے آیا اور سپہ سالار نقلی نے دست بستہ
عرض کیا کہ اس ساحرہ نے زبردستی بہت دکھائی بڑی ناموری حضور کی اس میں ہے کہ آپ کا ملازم اُس کو زیر
کرے میں امیدوار ہوں کہ مجھکو اجازت حرب دیجیے کہ میں اُس کو باندھ لاؤں زنار نے کہا تجھکو سپرد خداوند
سامری کیا یہ حکم سنکر اژدر اڑکر میدان میں پہونچا اور پکارا کہ اے ملکہ تا تو نے میرے مالک کو بہت عاجز کیا
تھا اب اس ضرب کو سہ یہ کہکر ایک نارنج کچھ بدبدا کر مارا سرخمو نے رد سحر پڑھا کہ یہ نارنج اثر نہ کرے لیکن یہ نارنج
عیاری کا تھا سحر کا ہوتا تو رد سحر کام آتا ہر چند رد سحر کیا مگر کچھ نہ ہوا نارنج آکر منہ پر پڑا اور شق ہوا سب نے

دیکھا کہ اس میں سے ایک شعلہ چمکا اور دھواں نکلا سر خموش مثل مرغ بسمل کے پھڑک کر طاؤس سے گر پڑی تب
ساحروں کو اپنے حکم دیا کہ وہ باندھ لیے گئے اور اس نے صیحہ نسب دی ایکی ملکہ نافرمان رو برو آئی اور
پکاری کہ لا حربہ سحر اس نے ایک ناریل چیر دست کر دیا نافرمان بھی سحر پڑھ پڑھ کے پھونکا کی مگر کچھ نہ ہوا
ناریل جا کر منہ پر پڑا اک شعلہ چمکا اور یہ بھی بیہوش ہوگئی جادوگروں نے آکر باندھ لیا اور پھر اس نے پکارا
کہ آؤ میرے سامنے ادھر سے طاؤس نکلی اسکے منہ پہ گلدستہ مارا کہ سنہ پہ پنکھڑیاں اس کی بکھریں اور
وہ بیہوش ہوئی گرفتار کر لیا وجہ گرفتاری یہ ہے اور یہ بھی ہے کہ طرفداران اسلامیان پہلے آپ سحر نشین کرتے ہیں
اسی سے حربہ طلب کرتے ہیں اور نارنج و ترنج وغیرہ بیہوشی آمیز سے بیہوش کرتے ہیں ادھر جانسوز اور
ضرغام سے تو مشورہ ہو چکا تھا ہی اسوقت اس طرح لڑنے سے وہ بھی پہچان گئے ہیں کہ یہ برق عیار ہے
پس وہ بھی کچھ تدارک نہیں کرتے ہیں الغرض اس نے تیسرے پہر تک تیس چالیس ساحرہ اور ساحر گرفتار
کیے اس وقت بہار نے چاہا کہ میں جا کر لڑوں برق ارادہ بہار معلوم کرکے سمجھا کہ یہ آئے گی تو کچھ باغ و
بہار کا کرے گی میری عیاری کھل جائے گی پس یہ سمجھ کر پکارا کہ اے فرزند ملکہ آج اب دن کم رہا ہے اس وجہ
سے طرح دیتا ہوں اگر تم نے اطاعت شاہ جادوان نہ کی تو ہر ایک کو کل راہ ملک فنا دکھاؤں گا سب
کو خواب عدم میں سلاؤں گا ادھر سے سب نے جوابات سخت و درشت دیے مگر برق میدان سے پھر گیا
زنار نے بہت تعریف کی کہ اے سپہ سالار میں کیا کہوں اور اس کی خاطر سے طبل بازگشت بجوا دیا
لشکر دونوں پھر سے مہرخ رنجیدہ و دل کبیدہ مراجعت کرکے داخل بارگاہ ہوئی ادھر حیرت سپہ سالار پر نثار
نثار کرتی ہوئی اپنی بارگاہ میں آئی تشریف کرکے کھول خلعت بہت بھاری حیرت و زنار نے سپہ سالار کو دیا پھر
عیش میں مصروف ہوئے استادوں بارگاہ ملکہ میں زنار بیٹھا رہا اور سپہ سالار لاف و گزاف کیا کیا کہ کل
ملکہ میں کل سب اکثر اموں کو پکڑ لاؤں گا اور بہار کو وہ جوتیاں لگاؤں گا کہ بھیجا نکل آئے گا سب
تعریف کر رہے ہیں کہ آپ ایسے ہی ہیں لیکن بہار کا نام لینے سے حیرت دل میں بڑا مانتی ہے کہ یہ کیسے طعن ہی
لینے گویا یہ در پردہ کہتا ہے کہ تمہاری بہن پر کیا میں سبقت لے گیا تم پر عذاب آیا ظاہر میں یہ بھی تعریف
کر رہی ہیں ناچ ہو رہا ہے حاصل یہ کہ سبب فرزند خورشید سے دختر کشائی سب نے حساب سمجھ لیا اور
رقم انجم کو کتاب سپہر پر چڑھایا کہ بمقتضائے ابیات

| | |
|---|---|
| چو پیدا شد آں جادوئے پر گراں | زرخشندہ شمع اختر بہنگ مردوں |
| معنی ہمہ ساز بر داشتند | بنام جہاندار بنواختند |

زنار ملکہ سے رخصت ہوا کہ میں دن بھر کا خستہ ہوں اب جا کر آرام کروں گا ملکہ نے کہا اچھا جاتے ہو
مگر قیدیوں کو اچھی طرح رکھیے گا اور سپہ سالار کو اپنے پاس سے جدا نہ کیجیے گا کہ عیاران کی فکر میں ہوں گے
اگر ایسا پائیں گے تو زندہ نہ چھوڑیں گے اور آپ بھی بہت ہوشیار رہیے گا اس نے کہا بہت خوب

اور مع سپہ سالار اپنے خیمہ مین آیا جملہ سردارون کو طلب کر کے اپنے خیمہ کے برابر ایک قنات کھچوا دی اُسمین
قید کیا اور ایسا سحر کر دیا کہ جو کوئی قنات پاس آئے تو بیہوش ہو جائے اور زمین کو بھی سنگ لاخ بنا دیا
کہ نقب کوئی عیار نہ لگا سکے اور راہ اس قنات مین جانے کی اپنے خیمہ کے اندر رکھی وہ سراپردہ
قنات کی طرف کھڑا کر دیا کہ سامنے سے قیدیون کو دیکھتا رہونگا جب یہ بندوبست کر چکا تو ایک
خدمتگار کو پکارا قران بھی بشکل خدمتگار تھا یہی حاضر ہو کے سب سے پہلے سامنے آیا اس سے کہا تم دروازے
پر حاضر رہو جو کچھ کام ہوگا تو بلا لیا جائے گا اور سب نوکرون سے کہا جاؤ آج تمھاری نوکری معاف ہے خبردار
یہان نہ آنا سب چلے گئے اور سپہ سالار کا ہاتھ پکڑ کے اندر بارگاہ کے گیا مسند پر بٹھا کر کشتی شراب
و ساغر سپہ سالار کے حوالے کی کہ تم بھی پیو اور مجھکو بھی دو سپہ سالار نے سلام کر کے روبرو سے منہ پھیر کر
شراب پلانا شروع کی ایک آدھ جام تو تھا بیہوشی دیا جب اُس کو نشہ ہوا اُس وقت سمجھا کہ اب بیہوش کن
سحر جام پر نہ ڈالے گا بس بیہوشی کا جام زیادہ بھی پیا یہان تو یہ کیفیت ہے لیکن صرصر عیارہ آج کی جنگ
مین نہ تھی یہ طلسم باطن مین کسی کام کو گئی تھی شام کو پھر کر آئی اور سامنے حیرت کے ہوکر تسلیم کر کے بیٹھی
تھی کہ ملکہ نے کہا اے صرصر آج کی جنگ قابل دیکھنے کے تھی زنار جو آیا ہے اُس کے سپہ سالار نے
ایک ایک نا تیغ مین سردارانِ مہرخ کو اسیر کیا اور شہزادیان طلسم مثل نافرمان وغیرہ سے ہے اس کا
تاریخ تک رد نہ ہو سکا بڑی لڑنے والی تھین مگر ایسی ذلت کے ساتھ قید ہوئین کہ مجھکو بیان کرتے شرم
آتی ہے کچھ اُن سے ہو بھی نہ سکا وہ سپہ سالار ایسا ہوگا مجھکو اندیشہ عیارون سے ہے تو جا اور اس کی
حفاظت کر کیونکہ وہ شراب میرے یہان سے لیتے جاتا ہے یہان کی کوئی چیز کھاتا پیتا نہیں مبادا پہلے
ہی کسی عیار نے اُس مین بیہوشی ملا دی ہو اس سے یہان کی شراب ہے صرصر یہ حال سنکر متعجب ہوئی اور
اشتیاق پیدا ہوا کہ چلکر دیکھو تو وہ کیسا ساحر ہے جس نے یہ کار نمایان کیا ہے غرض لکھی شراب کی اور میوہ لے کے
چلی جب در خیمہ زنار پر پہونچی دیکھا کہ ایک خدمتگار بیٹھا ہے اور قران نے بھی اس کو دیکھا چاہا کہ روکے پھر سمجھا
کہ یہ تم کو پہچان نہ جائے وہ اگر کچھ فتور برپا کرے اس وقت کچھ لینا یہ سوچکر اس کو گردن جھکا کر کہا آنکھ
سے آنکھ نہ ملا سلام کیا یہ سلام کر کے اندر خیمہ کے گئی دیکھا سپہ سالار زنار کو شراب پلا رہا ہے اس [illegible]
سامنے رکھا اور میوہ دیکر [illegible] کہا کہ فرمایا ہے یہ شراب پیا اور عیارون سے ہوشیار رہنا یہ کہہ کر [illegible]
کیا تو زنار [illegible] بیہوشی سے [illegible] اس وقت اس نے سپہ سالار [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

نکل جائے گا لازم ہے کہ در خیمہ پہ خدمتگار [illegible] اس کو بلا کر عیار کو سحر سے پکڑ ڈالوں یہ سوچکر برق کی باتوں کا
جواب سچ سچ دیتی ہے یہ اُسکے پاؤں پڑی اور یہی کہتی ہوئی کہ جو آپ کہتے ہیں سچ ہے سچ ہے خیمہ کے باہر
نکلی خدمتگار سے کہا جلدی آ عیار اندر ہے یہ کہکے خدمتگار نے کہا حاضر اور آپکے ساتھ جلدی سے
اندر آیا اس نے پہلے للکارا کہ اے [illegible] برق اب کہاں جائے گا برق نے جلدی سے ایک لات
کھڑے ہو کر زنار کے ماری کہ وہ توپ [illegible] شراب کی طرح لنڈھک گیا اور یہ جھپٹ کر چلا کہ اس ساحر
کو جسے صرصر لائی ہے حباب مار کر گرا دے [illegible] صرصر اس ساحرہ سے پکاری ارے دیکھتا ہے اور سحر نہیں پڑھتا
ہے اس کو پکڑ لے اس ساحرہ نے [illegible] کر صرصر کو گود میں اٹھا لیا اور کہا اُستانی میرا بھی سلام ہے
اتنی جلدی کیوں کرتی ہو زنار کو مار [illegible] گھبراؤ نہیں صرصر نے یہ سنکر جو غور کیا خدمتگار کو پھر
قران پایا بس دم نکل گیا اور کہا [illegible] بند و بست کر رکھو برق بھی یہ حال دیکھکر خوش ہوا
اور کہا اے قران آج تو جی چاہتا ہے [illegible] کی بھی ناک کاٹ لیں کہ یہ بہت اچھلتی پھرتی ہیں پھر جو یہ کچھ
شرارت کریں گی تو ہم کہیں گے [illegible] احوال اور انکی ناک کٹنے سے اوروں کے بھی کان ہو جاینگے
پھر کیا منھ اور اسکا ہے کسی کا جو ہمارا [illegible] قران نے کہا کیوں استانی کیا کہتی ہو ناک کاٹ لیں صرصر
نے کہا ارے مردود میں تمکو اپنی ایڑی چوٹی پر سے صدقے کر دوں ناک اُسکی کاٹو جو تمھاری استانی ہو لو
سوت غارتیوں کو دیکھو ایک تو چوری دوسرے سینہ زوری یہ کہکر چاہتی تھی کہ غل مچائے قران نے
گیند عیاری کا منھ میں دیدیا اور ستون خیمہ سے باندھکر برق کو اشارہ کیا کہ اس نے سر زنار کا کاٹ ڈالا
اور قران نے دوڑ کر اپنے سرداروں کی زبان سے سوزن کھینچ لیے زنار کے مرنے سے شور و غل بلند ہوا
تھا اور قیدی رہا ہو چکے تھے سوزن زبان سے نکلتے ہی سحر پڑھکر سب اڑے اور لشکر زنار پر تیغ
مارنا شروع کیے العیاذ باللہ یک تو مرگ زنار سے آفت عظیم برپا تھی آگ پتھر برستے تھے دوسرے
انھوں نے ہنگامہ برپا کر دیا قران نے نکالکر ایک حقہ آتشین ذات النار خیمہ پر مارا کہ خیموں میں آگ لگی اور اوپر
سے بھی شعلے گرتے تھے تاریکی شب حد سے افزون تھی غیرت [illegible] فوج زنار غفلت میں بہت
سی ماری گئی جو ساحر ہلاک ہوتا تھا اور زیادہ شور مچاتا تھا باقی ماندہ لشکر گھبرا کر [illegible] بھاگا لشکر
[illegible] نے شبخون [illegible] ادھر قران نے یہ چالاکی کی کہ بصورت ساحر کی تو بنا ہوا تھا لشکر حیرت میں دوڑ گیا
اور پکارا کہ ہوشیار ہو جاؤ فوج زنار کی بگڑی ہوئی تھی پر آتی ہے طلایہ دار نے جب یہ صدا سنی نقارہ بجائی
پلٹنیں جلد تیار ہوئیں فوج آگے بڑھی ادھر سے یہ خستہ و شکستہ چلے آتے تھے حیرت ان کو دشمن
سمجھ کے لڑنے لگی اور یہ اس کو فوج [illegible] سمجھ کر بھڑ گئے گھمسان کی مار ہونے لگی سحر چلنے لگا
ہونا چاری کی بیکار ہونے لگی ماشاء [illegible] کے چھرے گولیوں کا کام کرتے تھے آگ دھوئیں کے پھل
بجلیاں بنکر گرتے تھے ہوا سے بجلی [illegible] سرکشوں کے خرمن جان کو جلاتی تھی تلواریں ردو بدل

اُس درخت کی طرف دیکھنے لگے اس نے دانت نکالے اور منت کی کہ مجھ کو کھولدو ایک اس مین سے
لشکر کا گھسیارا تھا وہ کچھ سحر بھی جانتا تھا درخت پر چڑھ گیا اور اسکو کھول کر زبان سے سوزن نکالی کہ یہ
اُٹھکر درخت سے اترا اور ایک کپڑا اُن سے مانگ کر باندھا پھر اپنا حال بیان کر کے وعدہ کیا کہ تم لشکر
مین آنا مین بہت کچھ تم کو دونگا وہ سب خوش ہوے اور یہ وہان سے لشکر مین آیا سرداران زنار نے
جو اسکو دیکھا سمجھے کہ یہ وہی عیار ہے جس نے زنار کو مارا ہے اور ہم کو لڑوا دیا ہے کیونکہ حیرت سے سن چکے تھے
کہ سپہ سالار کی صورت بنکر عیار آیا تھا یہ سمجھکر باہم کہا کہ اگر اس کو گرفتار کر کے مارین شاید اب یہ کوئی
تدبیر مین آیا ہے غرضکہ یہ چلا تو یہ سب آہستہ آہستہ رستے ہوے اسکے جانب چلے اور یہ ان کو روتا دیکھکر متفکر
ہوا کہا ارے یارو یہ کیا ماجرا ہے وہ بیساختہ اسیر جرامی [illegible] اور جوتی اور دھپ اور لات اور مکے مارنے
لگے یہ ایسا گھبرایا کہ سحر بھی بھول گیا پکارا کہ ارے واسطے جمشید کا مجھکو کیون مارتے ہو ادھر سے
شور تھا کہ خوب ہمارے پاس آگیا اب کہتا ہے کیون مارتے ہو دوسرا کہتا تھا حرامزادے یہ تیرا ہی
بس چلا ہے تیسرا بولا کہ اور مارو حرامی کو جو تھا بولا ابھی مار ڈالنا کے اُڑا دو غرض ایسی باتین کہتے تھے کہ
جسکا مبتدا خبر کچھ نہ تھا اور دھول دھپ جھٹاخ پٹاخ اور لینا مارو سور کو لگے لگی اور پاپوش جوتی ہے
تیری کیون نہ تیری ایسی تیسی کہ آج ہی تو ہاتھ لگا ہے خبردار چھوڑنا نہین کی صدا بلند تھی اور جوتیان
پڑ رہی تھین غرضکہ ایسا مارا کہ اس جوگ کو بیدم کر دیا کھوپڑی اوچھی ہو گئی آبرو مارے ڈر سے بھاگ کے
جاتی رہی غلغلہ جو بلند ہوا حیرت نے صرصر سے کہا دیکھو جاو تو یہ کیا ماجرا ہے وہ اُدھر سے چلی اور
یہ سب ٹانگ پکڑ کے گھسیٹتے لے چلے اور اس کو جب ہوش آیا پکارا دہائی ملکہ حیرت کی ارے مجھے
مارے ڈالتے ہین دہائی افراسیاب کی یارو دیکھو غضب ہے میری جان گئی یہ سنکر پھر سب نے جوتا اُٹھایا کہ
صرصر آ گئی اور کہا ٹھیرو بتاؤ کیا ماجرا ہے سب نے کہا دیکھتی نہین ہو یہی تو وہ ہے جس نے ہمارے مالک کو
مارا ہے صرصر نے قریب آکر بنگاہ عیاری دیکھا اور کہا یہ عیار نہین ہے اس کو چھوڑ دو وہ ملکہ پاس حاضر
ہوے یہ سب اس کو سامنے ملکہ کے لائے ملکہ نے حال پوچھا اس نے سب اپنی کیفیت اپنے بیہوش ہونے اور
پیڑ سے باندھے جانے کی معرض بیان مین لایا اور رونے پیٹنے لگا یہ حال سنکر پشیمان ہوے کہ ناحق ہم نے اپنے
افسر کو مارا اور حیرت نے کو کچھ اس کے حال پر [illegible] خلعت منگا کر دیا اور بہت
تشفی دی پھر کہا [illegible] شاہ کے پاس لے جاو [illegible] مین کسی کو منہ دکھاؤنگا [illegible]
اپنے گھر جاؤنگا [illegible] لشکر کے سامنے میری عزت گئی [illegible] نہین ہوتا ہماری
ہوئی یہ سب [illegible] اس کو [illegible] معذرت کی اور
اس کے ہمراہ [illegible] زنار [illegible] حسن کو قران
[illegible] کر شریک [illegible]

روانہ ہوئے یہ سب خبریں دربار میں مہرخ کے بھی پہونچیں سب ہنسنے لگے اور برق کی فطرت پر آفرین کرنے
لگے لیکن سپہ سالار صاحب خجالت زدہ بعد قطع راہ باغ سیب میں پہونچا شہنشاہ کو خبر ہوئی اس نے سامنے
بلوایا اور نامۂ حیرت پڑھا اس کے حال پر ہنسی آئی مگر ضبط کرکے افسوس کیا اور کہا تم اپنے ملک کو جاؤ
یہاں خداوند زمرد شاہ کا غضب آیا ہوا ہے کہ ہمارے لشکر پر یہ آفت آئی ہے اور تضحیک ہوتی ہے یہ حکم
سنکر سپہ سالار رخصت ہوگیا اور شاہ نے بغضب تمام کچھ سحر پڑھا کہ زمین باغ سیب کی تھرائی اور پرچھائیں
پیدا ہوئی اور شاہ کو اس نے تسلیم کی شاہ نے حکم دیا کہ اے وہم جادو تم اپنے بھائی گمان جادو کو جا کر
پئے استیصال باغیان بھیجدو یہ پرچھائیں یہ حکم سنکر غائب ہوگئی بعد ایک لحظہ کے ایک ساحر پیدا ہوا
اور عرض کیا کیا حکم ہوتا ہے کہا جاؤ لشکر اسلام نمک حراموں کا برباد کرو عیاروں سے بچتے رہنا ساحر سلام
کرکے اپنے مقام پر گیا اور ایک لاکھ بیس ہزار ساحر ساحری وقت جریدہ روزگار کو اپنے ہمراہ لے کر
پرکناس برادر خناس دجال کا نواسا اور تاجاری کا پوتا شہپال وزر دہشت کا یادگار بدکردار اژدر
آتش بار پر سوار ہوکر روانہ ہوا شاہ جادوان نے مشعر بہ حالات روانگی فوج حیرت کو نامہ لکھ بھیجا
اس نے سرداران استقبال کو بھیجے یہ گمان بے ایمان قریب پہونچا لوگ استقبال کرکے لے گئے اس نے
ملکہ کو جا کر نذر دی اور دنگل پر بیٹھا لشکر اس کا اترا عیار بصورت مبدل خبر دریافت کرکے آگے بڑھے
ہوئے اس نے بھی اُس وقت تامل کیا کہ جب تک دن باقی رہا جس وقت کہ رفتار رفتار شعاع مہر نے
دھرنے اُتارا اور رابطہ کو ظلمت کے کمل سیاہ شب جوگی نے بچھایا کر

| بیفشاند زلف شب قیرگون | چو شمع جہان شد نجم اندرون |
|---|---|
| بدان ززم خورشید بہ پنہائے | تیرہ برآمد ز ہر دو سر |

سر شام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نقارہ حرب پر چوب پڑی عیاروں نے جا کر ملکہ مہرخ کو خبر دی وہ مقام
اس گبر کا سنکر ششدر ہوئی اور کہا خدا خیر کرے یہ بڑا ساحر ہے سرداروں نے عرض کیا کہ اے ملکہ خدائے
برتر قوی و توانا ہے اس پر تکیہ کیجیے اور حکم طبل جنگ بجنے کا دیجیے غرض کہ ادھر سے بھی کوس جنگی گرجا آیا
لشکر میں غلغلہ بلند ہوا دربار سے اُٹھکر سردار خیموں میں آئے عروس تیغ نے جوہر سے اُس شب
سنواری گئی غلاف میں سے کیا نکل گھونگھٹ سے دشمن نے منہ دکھایا اشتر ہر سر جھکایا قیامت رعنائی
غضب کا کاٹ بے تحمل قیامت اعدا پر جب ان پر چڑھے گی جوڑا اٹھا نہ خون سے [illegible] کاٹنے کی
غضب کی تیغ بل اور رفتار دکھائے گی ہزاروں بچے تو اس میں جان اس پر لوگ نثار کریں گے مرتے ہیں
اسی کی محبت کا دم [illegible] الغرض یہ ہی ہنگامہ [illegible] جبروت لشکروں میں برپا ہوا دم تحریب داغ
خاطر عشاق [illegible] سینہ پر [illegible] ہوا اور نسیم [illegible] سانس بھرنے لگی ہیبت ہوا سے دامن [illegible]
چراغ [illegible] مہرخ [illegible] عمرو [illegible] ہمراہ لے کر میدان [illegible]

وقتال مین آئی اس طرف سے حیرت بعید فرد مکنت فوج ضلالت ساتھ لئے وارد میدان تیرہ ہوئی
آتش رزم سرد ہوئی آنے سے لشکرون کے گیتی گرد برد ہوئی خاک تیرہ کا ستارہ اوج پر آیا ہر ذرہ
نے سر اٹھایا ذرے ہوا مین تق گرد کے ساتھ اس طرح پیچ کھاتے تھے کہ شاہان ملک شجاعت کے سر پر چتر
زری پھرتے نظر آتے تھے گھوڑون کی ٹاپون سے قلعۂ خاک اڑ گیا تھا یا روزگار غدار نے اپنے دل
کا غبار نکالا تھا ہتھیارون کی چقاچاق اور گھوڑون کے ہمہون سے گنبد آسمان و زمین عزانے کی
صدا پیدا تھی گوش ترک فلک مین کری ہویدا تھی ای روز سے ایسا ابھرا ہوا ہے کہ مظلومون کی فریاد
نہین سنتا ہے جلادرون کی نگاہ خونخوار ایسی نگاہ پر چڑھ گئی ہے کہ جسے کو عادت خونخواری کی پڑ گئی ہے
الحاصل صفین لگین کرنا پھونکی نقیر دم بند کرنے لگی نقیب للکارے گھوڑے سنانے مین آئے زاغ و
زغن منڈلائے معلوم ہوا کہ زن پٹ کا سرون کا ڈھیر لگے گا جادوگرون کے تخت ہوا سے نیچے اترے
سامری کی جے کے نعرے بلند ہوئے مرتح دگوگل کا دھوان فلک تک پہونچا منترون کے جاپ پڑھنیا
سر دیکا گمان بے ایمان ساحرون مین معتبر جنگ جیبال کی پون کا تماشا اپنی فوج کو الگ لیے اپنے سے
بہتر کسی کو نہ جانتا کھڑا تھا بعد ترتیب صفوف لشکر حیرت سے اجازت لے کر میدان مین آیا اور ایک
سحر ایسا کیا کہ شعلہ زمین سے پیدا ہو کر آسمان کی طرف گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سقف گردون کو جلا دیگا
دل خورشید مین آگ لگا دے گا یہانتک کہ وہ شعلہ نظر سے ناپدید ہوا بعد لمحہ کے بہت باریک کاجل
فلک سے گرنے لگا نہیں معلوم کہ چراغ آفتاب کی لو کا پارا تھا یا شعلہ سحر کا دھوان چھت پر چرخ کے
جگیا تھا وہی گرتا تھا جب وہ کاجل دیدۂ دہر مین خوب گھر الگ چکا یعنے بہت سا جمع ہو گیا پرچھائیون کی
طرح اسمین سے پتلے پیدا ہونے لگے کہ وہ پتلے کبھی مشرق کی طرف پرتو افگن تھے اور گاہے مغرب کیجانب سایہ پرداز
بعد ظہور اُن پتلہاے ہمراہ مثال کے گمان نے مبارز طلبی کی اس طرف سے ایک ساحر اندیشہ جادو
نام نے چرخ سے اجازت لے کر آنند سا اڑایا اور بر سر مقابلہ آیا طالب ضرب ہوا گمان نے سحر پڑھا
کہ وہ پرچھائیان دوڑ کر لپٹ گئین اندیشہ نے بے اندیشہ سحر پڑھ کر دستک دی کہ خاطر بد اندیش مین
اندیشہ پیدا ہوا یعنے گمان ہوا کہ پتلیان جسطرح لپٹ گئی ہین اگر یہ بھینٹ دے کر پھیر دون گا تو میرے
لپٹ جائینگی پس بہتر یہ ہے کہ اس سحر کو باطل کر دون یہ سوچکر اس نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ پتلے
اس کاجل مین پھر سما گئے یہ سحر دیکھ کر بہار نے باواز بلند تعریف کی کہ واہ سبحان اللہ کیا معقول سحر کیا ہے
یہ کلمات تعریف سنکر گمان سمجھ گیا کہ یہ اس کا سحر تھا جو مجھکو اندیشہ پیدا ہوا ورنہ کوئی اپنا سحر آپ
مٹاتا ہے بس یہ سمجھتے ہی غضبناک ہو کر سحر پڑھا کہ اندیشہ کو گرمی معلوم ہوئی بعد لمحہ کے قلب الٹ گیا
خیالات فاسد ہونے مرتبہ تعین درست نہ رکھا اخلاط فاسد بخارات غلیظ دماغ و قلب مین معدے سے
پہونچے صفرا و سودا بلغم خون خلط ہو کر جنون کی صورت پیدا ہوئی اثر دردسے اتر کر کبھی روتا کبھی ہنستا

سمت صحرا روانہ ہوگیا یہ سامنے گئے پھر اُس نے بیانہ طلب کیا اور پھر ایک ساحر اُدھر سے گیا گمان نے دستک دی کہ پھر وہی پتلے پیدا ہو کر لپٹ گئے ہر چند اُس نے تاریخ ترنج مارے کچھ نہ ہوا اور اُن پتلوں نے اس کو پچھاڑ کر تھوڑا کاجل آنکھوں میں لگا دیا پھر جو اس کی آنکھ کھلی دیکھا کوئی پتلا نظر نہیں آیا لیکن درخت لگے ہیں اُن پر پریاں بیٹھی ہیں بعض اُن میں ناچتی ہیں پھر ناچتے ناچتے اڑ کر ایک سمت چلیں یہ ساحر بھی اسی طرف چلا اور کہتا جاتا تھا کہ واہ واہ کیا تماشہ ہے اسی طرح جنگل کی طرف چلا گیا گمان نے پھر دوسرا طلب کیا اور ایک ساحر سامنے گیا اُسکی بھی آنکھوں میں پریزادیوں نے لپٹ کر کاجل لگا دیا دیدہ و دانستہ دیوانہ بنایا اُسکو بھی عجیب و غریب تماشہ نظر آیا یہ بھی ناچتا کودتا صحرا کو گیا اسی طرح جو اُس کے سامنے گیا گمان اُس کا ٹھیک نہ رہا کاجل آنکھوں میں لگتے ہی دیوانہ بنا اور جنگل میں شام تک کئی سو ساحر صحرا نورد ہوئے جب دیدۂ شاہد روزگار نے سواد شب کا کاجل لگایا اور فلک پر ستاروں کی گردش کا نیا تماشہ نظر آیا کہ ہیبت اُتاری مہر نے جب چادر نور ہوئی بزم فلک انجم سے معمور ہو شام کو لشکر گمان میں طبل بازگشت بجا یلات و گزاف کرکے پھر آکر کل سب کو دیوانہ بنا دوں کا نام و نشان سب کا مٹا دوں گا غرض لشکر اپنی جگہ پہ آکر قیام پذیر ہوئے حیرت کے یہاں جشن شاہانہ تھا ادھر رنج و اندوہ کا فسانہ تھا گمان شراب خواری کرتا ہوا جب سرشار ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے میں اُن نکواموں کو چین نہ لینے دوں گا کل خاتمہ کر دوں گا غرض نفیر سحر ہونے کی تہرخ نے سنی نقارہ [illegible] بجا اور پھر لشکر میں شب دیرینہ کا ایسا سامان ہونے لگا لشکر مسلمانان میں تردد و انتشار تھا [illegible] مر جھاگنے کی تدبیر کرتے تھے بہادر دم شجاعت کا بھرتے تھے ہوم ہوتا تھا جیوت کا دیا جلتا تھا کسی طرف تھپال زر زردشت کی پکار تھی کہیں لونا چماری کلیجے کھانے پر تیار تھی مردے کی ہڈیوں کے ملے جپتے تھے تلسی کی پرستش کرتے تھے کھوپڑی مردے کی سیندور سے [illegible] دھتورے ببل برگد کے جلتے تھے [illegible] کے باتیں کرتے تھے گنڈے خون کے کھینچتے تھے اگیاری پہ ہاتھ سینک کر منھ پر ملتے تھے خاک اگیاری ماتھے پر ملتے تھے بخت دشمن کو خاک سیاہ بتاتے تھے سحر کی لاگیں تھیں دھوئیں [illegible] اکثر اگی تھیں ڈمرو کی صدا سے ہنڈ [illegible] گھبرایا تھا [illegible] اپنے اوپر چڑھا پاتا تھا [illegible] ستارے گرتے تھے آج کی رات و دن اپنے دیکھنا پڑے تھے منگل کے ساتھ راہ و کیت کا قران تھا فلک کو خوف تھا کہ کل حشر بپا ہوگا اپنی بربادی کا گمان تھا ایک طرف بہادر تلوار کے دھنی تیغوں کو صاف کرتے تھے شمشیر تیز کے جوہر کھلاتے تھے واقعی موت کے دفتر کھلے تھے سواد جوہر سے زندگی پر حرف آنے کا گمان تھا جیسے کاٹنے کا نشان تھا سپروں کی گھٹا کالی تھی ضیا بار تیغ ہلالی تھی نئی بھرتی اور طرفہ کجائی تھی مرنے لڑنے کے حوصلے تھے نامردی سے طبیعت خالی تھی ہنگامہ رستخیز گرم تھا پتھر سے سخت تر دل نرم تھا [illegible]

| | |
|---|---|
| چمک تیغ الماس پیکر کی تھی | سراسر دمک [illegible] گوہر کی تھی |
| بہادر جوشنت بڑھانے لگے | کمانوں پہ چلے چڑھانے لگے |

عروس شجاعت پہ قربان تھے کسی پر مرے دل میں ارمان تھے

کیا صاف یون جوہر تیغ کو چمک جیسے گردون پہ تارون کی ہو

علم ہر رسالے میں تھے یون گڑے کہ تھے پانون گاڑے دلاور کھڑے

پھریرون کے اڑنے سے تھا یہ نشان کہ ہر کشتی جنگ کا بادبان

سپر دور میں دور جیسے چرخ برین چمک میں ہر اک پھول ماہ مبین

فروغ مہ نو ہوا آشکار چمکنے لگا خنجر آبدار

کچھ اس شب کو پیدا نیا ڈھنگ تھا طلسمات و افسون و نیرنگ تھا

کیا ساحرون نے یہ سامان جنگ بنائے تھے جادو سے نر و پلنگ

کہین ڈھول بجنے کہین بانسری کڑھائی کہین شیخ سدو کی چڑھی

کوئی جوگی جیپال کو مانتا یہان ورد کو تان کر تانتا

کوئی کرکے ڈنڈوت اٹھا گرے کوئی سامنے بت کو پوجا کرے

کوئی بولے ہے سامری جی کی جے کہین پر لگی آس اس جی کی جے

کسی نے کھڑی کی تھی جادو کی جوت کوئی دیکھے آسیب کے بھوت پوت

لشکر دونون میں تو یہ سامان تھا گمان بارگاہ سے اٹھ کر اپنے مقام پر آیا تھا اور سحر پڑھ کر دستک دی تھی کہ کوئی عیار نہ آئے عیار بھی صورت بدلے اس کی گھات میں پھرتے تھے مگر جب اس کے خیمہ پاس جاتے تھے آنکھون سے سوجھنا موقوف ہوتا تھا پھر آتے تھے آخر مایوس ہو کر اور تو پھر آئے گرضرغام خدمتگار کی صورت بنا کر خیمہ میں چلا ہی گیا ہر چند کہ نابینا ہو گیا مگر یہ سمجھ کہ کچھ تدبیر کرون گا غرض اندھا تو ہو ہی رہا تھا ایک گوشہ میں بیٹھ رہا وہان دس بارہ ساحر گمان کے خدمتی حاضر تھے انھون نے اس کو دیکھا اور ایک نے اس کے قریب آ کر لات ماری اور کہا تو کون ہے اس نے کہا میان کوئی یون حال پوچھتا ہے اب تیری یہ سزا ہے یہ کہا [illegible] کمند ماری حلقہ اس کمند کے ساحر کی گردن میں پڑے مگر اس نے سحر پڑھا کہ حلقے جل گئے اور شور برپا ہوا [illegible] بھی دوڑ پڑے اور ضرغام سے پوچھا کہ تو کون ہے [illegible] کہا مین حضور کے خدمتگار کا بندہ [illegible] آج [illegible] ہو گیا تھا [illegible] اس نے جھٹ کہا یہ کیون نہین کہتا کہ مین عیار ہون [illegible] گرفتار کیا اور [illegible] جب سوداوی [illegible] شب [illegible] سے مولوی [illegible]

[illegible] حیرت مین آ کے حیران تھا

[illegible] سے نجم ثاقب

نکل آیا گردون پہ مہر منیر

مسلح ہوئے سب جوان سپاہ / چلے بن سنور کے سوئے رزمگاہ
ہوا تخت مہرخ بصد عز و شان / سوئے دشت قلب سپہ مین روان
چلے تخت کے گرد ساحر تمام / مسلح مکمل بصد احتشام
جو طاؤس پر ساحرہ تھین سوار / ہنرکردہ تھین سحر کے آشکار
کسی نے لگائی تھی جنگل مین آگ / کسی نے بنائے تھے جادو کے ناگ
سواران جنگ آزما کی وہ شان / شجاعت شعار و جلالت نشان
ہوا مین نشان سرخ اُڑنے لگے / دل دہر مین شعلے اُٹھنے لگے
اسی طرح جب پہونچے میدان مین / صفین جم گئین اُن کی آن مین
اُدھر لشکر حیرت کینہ جو / ستمگار و بدطینت و تندخو
نشان کالے کالے لیے ہاتھ مین / دغاباز مکاری کی گھات مین
صف آرا ہوا آکے میدان مین / پڑا زلزلہ دشت و میدان مین
نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا / جوانو یہ ہے معرکہ جنگ کا
لڑائی مین جانین لڑاتے رہو / نمک خوار و تلوارین کھاتے رہو

جب نقیب کنارے ہوئے گمان برادر شیطان نے اندر پڑھایا اور مبارز خواہ ہوا جو اُس بے ایمان کا ہم نبرد ہوا وہی اندھیرا اُس نے کیا اِسکا جل دیدہ بُہر سے پیدا کرکے پتلون سے آنکھون مین دلوادیا ساحران مہرخ نے تماشائے عجیب و ماجرائے غریب چشم سحر آگین سے دیکھا اور ہر ایک دیوانہ وار ہنستا روتا ناچتا کودتا سمت صحرا روانہ ہوا جب کئی سردار اسی آفت مین مبتلا ہو چکے گمان نے نقیب دی کہ اے نکو اماں مین ایک ایک کو کہان تک زیر و زبر کرونگا ہوشیار ہو جاؤ کہ تم سب کو ایک ہی مرتبہ آوارہ دشت ادبار کرتا ہون یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ آندھی آئی اور جھونکے ہوا کے لشکر مہرخ پر پڑے لشکریون پر حالت دیوانگی طاری ہوئی رسالے اور پلٹنین نعرہ ہائے ہو بلند کرتے صحرا کی طرف چلے اور ساحران نامی نے سحر پڑھکر اپنے گرد حصار کیے کہ گنبد تھے کہ ان کے گرد بن گئے ہوا ان گنبدون مین نہ جاسکی اور انھین نہ دیوانہ بنا سکی ملکہ بہار نے سحر پڑھکر دستک دی کہ پریزاد پکھیا پھولون کی ہاتھ مین لیے فلک کی طرف سے آئی اور ملکہ کو جھلنے لگی اُس کی ہوا کے سامنے ہوا سے سحر نے بہار پر تاثیر نہ کی اور ملکہ مہرخ نے ایسا سحر پڑھا کہ کچھ بجلیان ایک چتر زرین لیے زمین سے نکلین اور ملکہ کے سر پر گردش دینے لگین اس کے سبب سے یہ بھی دیوانہ پن سے محفوظ رہی باقیماندہ ساحران نامی گنبد ہائے سحر مین مخفی تھے پس ملکہ بہار سامنے مہرخ کے آئی اور عرض کیا کہ مجھکو اجازت ہو کہ اس حرامزادے کو سزا دون یا اپنی جان آپ سے نثار کرون مہرخ نے یہ کلمہ سنکر اسکو گلے لگایا اور تسکین و

عنایت کے کچھ کلمات کہکر خلعت رخصت دیا بہار اپنی انیسون سے رخصت ہو رہی تھی اور میدان مین جایا چاہتی
تھی کہ حیرت کی نظر اُس پر پڑی سمجھی کہ یہ میری لڑنے آتی ہو دل سے کہا غضب ہوا اگر وہ آکر لڑی گمان
کو دیوانہ بنائیگی مقربا آفت عظیم لائے گی اور اگر وہ خود مغلوب ہوئی تو گمان مجھپہ لانت زنی کریگا اس سے
بہتر ہو کہ آج جنگ نہ کرون اور دوسرے دن مین خود اُس سے لڑکر گرفتار کرلون باقی کو گمان قید
کرے یہ سوچکر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے فوراً کوس اون پر چوب پڑی مہرخ نے خدا کا شکر کیا کہ بات یہ گئی
یہ وقت ٹل جائے گا پھر خدا جانے کل کیا ہو غرض کہ گرفتاری فوج سے غمگین پھری اور داخل بارگاہ ہوئی
جو لشکر کہ بچا تھا اُس نے بسترون پر پہونچکر آرام کیا ادھر گمان بھی مراجعت کرکے ملکہ کے ساتھ چلا مگر ابھی دن
بہت باقی تھا اُس نے ملکہ سے کہا کہ یہ آپ نے کیا کیا بنی ہوئی لڑائی خراب کردی طبل امان بجوا دیا
ملکہ نے کہا کہ میرے سر مین درد شدت سے تھا اس سبب سے میدان مین نہ ٹھہر سکی خیر کیا ہوا تم تو عنایت
سامری سے اپنا ثانی نہین رکھتے ہو سب کو برباد کردینا اس نے عرض کیا تو حضور تشریف بسمت بارگاہ
لے جائین مجھکو شکار کھیلنے کا بہت ذوق ہو آج ادن مین شکار کرونگا حیرت نے جواب دیا کہ یہان
عیارون کا بہت بڑا خوف رہتا ہو جو آج تک آیا عیارون نے مار ڈالا آج سرداران حریف گرفتار ہوے
ہین عیارون کے دل سے لگی ہوگی آپ کو میدان پاکر ایسا نہ ہو کہ گزند پہونچائین اس نے کہا سب کتنے
عیار ہین کہا پانچ مگر وہ ایسے ہین کہ جنھون نے حواس خمسہ منتشر کر دیے ہین سب اُن سے ناچار ہین
شش جہت مین دھوم ڈال رکھی ہو یہان کی عیارنیان ان کے مرتبے کے مقابل عشر عشیر بھی نہین گمان
نے کہا ایک ان مین کا کوکب کے پاس گیا ہو اور دوسرے کو کل مین نے گرفتار کیا ہو تین باقی رہے وہ
میرا کیا کرلین گے اور مین اسی واسطے شکار کو جاتا ہون کہ وہ میری تلاش مین آئین اور انھین بھی
مین دیوانہ بنادون یہ تو مین بھی جانتا ہون کہ خواہ بارگاہ مین رہون یا کہین جا کر ٹھہرون عیار آئینگے
ضرور پھر جیسے یہان اُن کی حفاظت کرنا ویسی ہی جنگل مین بلکہ لشکر مین کثرت مردم سے پہچان انکی
مشکل سے ہوگی اور صحرا مین بآسانی ہاتھ لگ جائین گے حیرت نے کہا تم خود دانشمند ہو جو مناسب
سمجھو وہ کرو یہ کہکر آپ داخل بارگاہ ہوئی ادھر گمان لشکر ساحران کو حکم آرام کرنے کا دیکر مرکب
بادرفتار پہ سوار ہوا بانہ دار قراول بھیلیے وغیرہ چند لوگون کو ساتھ لیا کہ شام تک تو پھر آؤن گا زیادہ
انبوہ ساتھ لینا کیا ضرور ہو غرض یہ تو سمت صحرا روانہ ہوا گویا صیاد سمت صیاد اجل چلا کہ مصرع
صید را چون اجل آید سوئے صیاد رود ۔ یہان خود صیاد کا طائر روح سمت دام مرکب چلا ہو فی الجملہ
یہ تو جاتا ہو مگر عیارون کا حال سنیے کہ جب مہرخ بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھی عیار بھی بہ اسے تسکین
دہی حاضر ہوے اس وقت بہار نے کہا یہ مردوا گمان آج میرے ہاتھ سے بچ گیا کل اس کو مین دیوانہ
بناؤن گی اور رعد اسے چاہا تو صحرا کی خاک چھنواؤن گی اے ملکہ مہرخ آپ کچھ رنج نہ فرمائین شراب

بھی ناچ دیکھیں میں سحر تیار کرنے جاتی ہوں یہ کہکر چاہتی تھی کہ اپنے خیمے میں جائے اُسوقت برق صیاد نے
کہا اے ملکہ بہار بیکار آپ تکلیف کرنے جاتی ہیں اگر آج ہم جینا چھوڑ دینگے جب تو آپ میاں
گمان کو دیوانہ کیجیے گا اور اگر ہیں فی النار کر دینگے تو کس سے لڑیے گا بہار ہنسی اور کہا خیر بہتر
ہے دیکھیے کس کے حصے میں یہ آتا ہے برق نے کہا تخلیہ ہو تو ایک بات کہوں اُسی وقت دربار برخاست
ہوا مہرخ و بہار رہ گئی برق نے عرض کیا کہ سنا ہے گمان شکار کو گیا ہے میں جاتا ہوں اور سوداگر
بنکر ایک درۂ کوہ میں اترتا ہوں آپ کچھ لوگ بھیجدیں کہ وہ صورت بدل کر میرے کاروان کو لوٹے
لیں پھر میں اس نابکار کو مار ڈالونگا بہار نے کہا اچھا میں صورت بزور سحر قزاقوں کی ایسے بنا کر
لوٹ لوں گی غرض یہ مشورہ کرکے برق باہر نکلا جانسوز سے کہا تم کچھ ساحر ایک درۂ کوہ میں لیجاؤ
اور یہ سامان جلد وہاں پہونچاؤ جانسوز لشکر سے دس بیس کنیزان بہار کو لے کر چلا مگر اس طرح سے
کہ بہت سے اشتران پر خالی صندوق لدے اور چند خیمے پرانے بیلوں پر بار اور اسی طرح کا سامان
بسیار کاروانیان درست کرکے درۂ کوہ میں پہونچا خیمے بر لب جوئبار استادہ کر دیے آگے خیموں
کے صندوق پھیلا کر رکھدیے فرش ستھرا اور صاف بچھا دیا مسند پر خواجہ بازرگان کا گماشتہ جانسوز
بیٹھا اُدھر برق نے صحرا میں پہونچکر زنبیل بجائی قران صدا سنکر آیا اُس سے کہا آپ خواجہ بازرگان
بنکر درۂ کوہ میں جائیے میں نے یہ تدبیر کی ہے سب حال اس سے عیاری کا کہہ دیا یہ فوراً عمامہ سر
پر شیر و شکر کا باندھکر عبائے مشجری پہنکر انگشتریاں دُر و لعل و الماس کی زیب انگشت کرکے پٹکا بلبل
چشم کا کمر سے باندھکر عصائے تلخ بادام ہاتھ میں لے کر ایک چشمہ آنکھ پر لگا کبیر السن بن کر چلا کہ داڑھی
تا بہ سینہ رنگت چہرہ کی سرخ و سفید ہاتھوں پر جھریاں پڑیں رگیں نکلی ہوئیں اس صورت سے انہیں
خیموں میں جاکر یہ بھی ٹھہرا اور برق ان سے ہٹ کر ایک درۂ کوہ میں ٹھہرا ہے کہ حال اس کا بیان
ہوگا لیکن یہ کارروائی ایسا جنگل سبزہ زار دیر از صید و شکار دیکھ کر اُترے ہیں کہ ہر شاہ و شہریار
ادھر پر اسے تفریح ضرور آتا ہے قراول دبیلیے عرض کرتے ہیں کہ ادھر چلیے تو شکار ملے گا اور فرحت
بھی دل کو ہوگی چنانچہ گمان بھی جب داخل دشت ہوا اس سے بھی صیادوں نے یہی عرض کیا کہ
اُس طرف چلیے یہ اُسی طرف روانہ ہوا جب درۂ کوہ سے نکلا دیکھا کہ ایک کاروان اترا ہوا
ہے اشتر چر رہے ہیں بیل پھر رہے ہیں گھوڑے بندھے ہیں خیمہ کھڑے ہیں مال و اسباب کے صندوق
رکھے ہیں سامنے خیمہ کے تخت بچھا ہے اُس پر ایک شخص کہ سوداگر کا گماشتہ معلوم ہوتا ہے شراب پیتا
پی رہا ہے دیکھ کے اس نے اپنے ایک ملازم سے کہا کہ جاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہیں ملازم اُس کا
گماشتہ پاس آیا وہ اُٹھ کر کھڑا ہوا سلام کیا پاس اپنے بٹھایا جام شراب دیا اس نے پیا اور کہا تمہارے
مالک گمان جادو شکار کو آئے ہیں مصاحب بادشاہ طلسم ہیں تحقیق دیکھکر پوچھتے ہیں کہ تم کون ہو اور

کہاں سے آئے ہو گماشتہ نے عرض کیا کہ ہم لوگ تاجر ہیں خواجہ تاجران ہمارے خیمے میں ہیں ٹھہرا دیئے
آتے ہیں کل ملکہ حیرت سے سند اجاراری لے کر دریائے سحر سے اتریں گے اور خدمت شاہ طلسم میں جائیں گے
مگر اس وقت آپ سے مصاحب شہنشاہ کی تشریف آوری کا حال معلوم ہوا ہے آپ چلیے میں خواجہ
سوداگران کو لے کر حاضر خدمت ہوتا ہوں وہ ساحر یہ کیفیت سنکر چلا گیا اور گمان سے جا کر سب
حال بیان کیا وہ سنکر چاہتا تھا کہ آگے بڑھے اس اثنا میں دیکھا کہ خواجہ بازرگان مع چند غلاموں
کے کشتیاں نقد و جواہر کی لے کر حاضر ہوا اور تسلیم کر کے نذر دی اس نے اس مرد سن کو دیکھ کر مزاج پرسی
کی اور کہا آپ کا اسم مبارک کیا ہے خواجہ نے کہا مجھکو خواجہ جمشید سامری پرست کہتے ہیں اب حضور میرے
خیمے میں تشریف لے چلیں اور مجھکو سرفرازی کا خلعت دیں اس نے کہا اے خواجہ مجھ سے اور دشمنان شاہ
سے مقابلہ ہے صرف اتنا دن مہلت کا ہے اور مجھکو شکار کا ذوق ہے پھر فرصت نہ ہوگی اس لیے چاہتا ہوں
کہ آج صید افگنی کروں اب تم لشکر میں کل آؤ گے تو بات کو ہم اچھی طرح ملیں گے خواجہ نے عرض کیا کہ بہت اچھا
مگر مجھ پر نظر عنایت رہے اس نے خواجہ کی دلجوئی کی اور آگے روانہ ہوا جب کوئی دو کوس یہاں سے
ایک سمت کو شکار کھیلتا نکل گیا کاروانیوں پر قزاق آگئے آگ خیموں میں لگا دی خواجہ بازرگان مع
اپنے رفقا کے ہتیار باندھ کر نکلا اور باہر آکر دیکھا کہ مرکبہائے ترکی پر بڑے قد و قامت کے تنومند جوان
سوار ہیں ڈھاٹے ان کے بندھے ہیں چہروں پر اپنے خون ملے ہیں صورتیں خونخوار ڈراونی بنا کے جوڑی جوڑی
تیغیں باندھے ہیں کچھ سوار و کچھ پیادے ہیں یہ دیکھتے ہی خواجہ بازرگان نے بھی تلوار کھینچی اور اپنے
ساتھیوں کو للکارا وہ کچھ بھاگ گئے اور رہزنوں سے لڑنے لگے جنگ زرگری شروع ہوئی دکھلانے
کی راہ سے ہمراہی خواجہ تاجر شمشیر مارتے تھے لیکن قزاق فرستادہ ملکہ بہار تھے سحر پڑھ دیتے تھے کہ ضرب
جسم کو جا نہیں سکتی زخمی نکرتی تھی سحر سے تلواروں کی دھار باندھ دیتی تھی کہ کاٹتی نہ تھی شور فریاد
کاروانیاں اور ہائے وائے قطاع الطریقاں تا بہ فلک پہونچی تھی آفتاب گردوں پر ٹھہرا تا تھا
آگے قدم نہ بڑھاتا تھا کہ میرا سونا بھی لٹ جائے گا فلک گنجینۂ گوہر اختران چھپائے گھبراتا تھا
کہ غارت ہوگا جب کاروانی دہائی افراسیاب کی اور دہائی ہے ملکہ حیرت کی غل کرتے تھے دشت
میں خوف سے دھوپ تھراتی تھی کوسوں تک اس شور وغوغا کی صدا جاتی گمان دو کوس پر یہاں
سے صید افگنی کر رہا تھا اس نے جو صدائے پر آفات سنی کیونکہ میدان کی وجہ سے یہ معلوم ہوا کہ قریب تر
کہیں ہنگامہ برپا ہے پس اس نے ایک ساحر سے کہا کہ یہ شور کیسا ہے جلد جا اور خبر لے کر آ ساحر حسب الحکم
اڑا اور آواز پر چلا جب کاروان کے قریب آیا تو دیکھا کہ صندوق مال و اسباب کے کھلے پڑے ہیں
اور خیمے جل رہے ہیں اشتر اور قاطر وغیرہ قزاقوں نے پکڑ کر اسباب سے لادے ہیں اہل قافلہ بھاگ گئے
ہیں کچھ ہلاک ہوئے ہیں رہزن شادان و فرحاں اب جایا چاہتے ہیں یہ دیکھ کر حال وہ ساحر دوڑا اور

چاہتا تھا کہ روک کر رہزنوں سے مقابلہ کرے لیکن ڈرا کہ مبادا (تو بھی مارا جائے کیونکہ تو اکیلا ہے اور یہ رہزن ساحر بھی
ہیں ایسا نہ ہو کہ تجھ پر غالب آئیں پرائے واسطے اپنی جان کھونا اچھا نہیں یہ سوچکر روانہ ہوا اور گمان پاس پہونچکر
عرض کیا کہ وہ سوداگر جو آپ پاس آیا تھا اُس کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا میں نے دور سے خیمے جلتے دیکھے اور رہزنوں
کو لوٹتے دیکھا معلوم نہیں کہ خواجہ بازرگان مارا گیا یا زندہ بھاگ نکلا یہ خبر گمان نے جب سنی تاجر کے حال پر
افسوس کیا اور اُسی وقت مع اپنے ساتھیوں کے چلا یہاں ملازمان ملکہ بہار جو رہزن بنکر آئے تھے وہ سب
جانور اور اسباب لیکر لشکر اسلام چلے گئے اور چند پتلے ماش کے آٹے کے زمین پر ڈالکر روانہ ہوگئے وہ پتلے بزور
سحر بصورت کاروانیان بنائے گئے تھے اور گلے کاٹ کر زخم لگا کر ڈال دیے تھے جب گمان یہاں آ کر پہونچا اس
قزاقوں میں کسی کو نہ پایا دور گرد اُڑتے ہوئے دیکھی اُس گرد کی طرف اڑا لیکن دور تک گیا مگر وہ گرد
آگے بڑھتی گئی یہ نہ پہونچ سکا رہزن نکل گئے اب تعاقب ان کا بیکار جانکر پھر آیا اور کاروان کو
جو دیکھا تو بالکل تباہ و برباد پایا اونٹ و زخمی بندھے گئے پھرتے تھے خیموں کی جگہ راکھ کے ڈھیر تھے خواجہ
بازرگان کی اور اُسکے گماشتے کی مع چند رفیقوں کے لاش پڑی تھی خاک و خون میں بھری تھی پوشاک
بھی کسی کے جسم پر باقی نہ تھی ایک ایک لنگی بندھی تھی اس مصیبت کو اور مرگ عالم غربت پر تاجر کے یہ دیکھ
اور بہت افسوس کرتا رہا کبھی اس کا حاضر ہو کر نذر دینا اور منت کرنا یاد کر کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا اور کبھی
اس کی غربت پر دست تاسف ملتا اسی بیچ میں لاشہ تاجر پر کھڑا اشک ریزاں تھا کہ یکایک درۂ کوہ
سے صدائے فریاد سنائی دی کہ جیسے کوئی زن سوگوار نالہ زن ہے گزشتہ ہمہ آلام و محن ہے دل سنگ بھی
اُس کے آواز حزین سے آب ہے آبشاروں میں پیدا اضطراب ہے ندیوں کے دل میں جوش ہے بلا گردن میں
پیدا خروش ہے اس درد سے کوئی مصیبت کی ماری دکھیاری روتی ہے کہ دامن دشت اشک حسرت سے
بھگوتی ہے بگولے نہیں اُٹھتے ہیں صحرا اس کے حال پر خاک اُڑاتا ہے جنگل شدت سے نیلی پوش نظر آتا ہے
گمان نے اس آواز غمگین پر کان لگائے تو یہ سنائی دیا کہ کوئی کہتا ہے بیت نہیں کچھ تیرے غم کا
اے عرش سنبھل جا + اندیشے کا ہے اشک کا دریا ابھی کچھ اور + یہ آواز سنکر اُسی سمت مع اپنے ساتھیوں
کو وہیں چھوڑ کر بتعجیل تمام درۂ کوہ میں آیا وہاں کسی کو نہ پایا جب درۂ کوہ سے باہر نکلا ایک درخت
کے پیچھے زن حور طلعت پریصورت کو بحال زار یہ کہتے پایا کہ بیت نالے بھی سماتے نہیں اس جسم سے
نیچے + کیا تنگ ہے اللہ مصیبت کدہ اپنا + اس پریوش کی مصور آفرینش نے بے مثال تصویر کھینچی ہے
انوکھی بات ہے کہ سطحی پیشانی اور دونوں کی ہنسانے والی ہے وہ جلوۂ رخسار جس کی ضیا سے بدر
شرماتا ہے وہ نور چہرۂ غیرت مہتاب کہ جسکے روبرو آفتاب ایک قرص زرد نظر آتا ہے کہ بیت جب مستلزم
حسن ہے رخسار خود آرائی کا + شعلہ طور ہے جلوہ تری زیبائی کا + با این حسن و جمال وہ چہرہ آتش رخ سے
لال ہے لیکن کاہیدہ بسان ہلال ہے زلف مسلسل اُس چہرۂ رنگین پر بکھری خاطر سودا زدگان محبت کو

پریشان کرتی تھی گویا گلشن سرخ پر گھٹا گھنگھور چھائی تھی نہین نہین زلف کی نسبت یہ بیت مناسب حال
یاد آئی کہ بیت سر بسر آلود حسینون کی نگاہین ہین تمام * رخ پہ بکھری ہوئی یہ زلف گرہ گیر نہین ہے *
چشم فتان سے فتنہ نمائی ہیدا نگاہ کی گردش پر بجلی شیدا کہ فرد بجلیان لوٹ ہین ادا اون پہ * غمزہ چشم
یار کیا کہنا مسیح ہر بجلی نے یہ ادا کہان پائی اُس کی برق نگاہ کی یہ معجز نمائی کہ جسپر نظر پھر اس نے ڈالی
اس کی خرمن جان پر بجلی گرائی اور جس پر سے نگاہ محبت اُٹھائی اُس کی جان برق جانسوز فرقت نے جلائی
سبحان اللہ رخسار بہ رنگ گلشن زلف سنبلستان سراب چمن اُس مین نگاہ کی بجلی چمکنا اور چشمہ چشم سے آنسوؤن
کا بہنا باغ مین جھڑی مینھ کی لگی نظر آتی تھی سرستان تھا نہ چشم مخمور کو کیفیت دکھائی تھی کہ بیت وہ سرمہ
بھری آنکھین فتنہ ہین کہ جادو ہین * کتنون کو جگا رکھا کتنون کو سلا رکھا * پلکون پر آنسو مثل گرد خوش آب
بکھرے تھے قطرہ شبنم کے سبزہ گلزار پر جمے تھے عکس چشم سرخ سے یہ ظاہر تھا کہ شعر اس رنگ سے جھمکے ہی
پلک پر کہ کہے تو * لخت ہائے جگر اشک عقیق جگری کا * غرضکہ کیا اس گل رعنائے خوبی کی خوبصورتی کا اظہار
ہو جسپر صدقے باغ دہر کی بہار ہو مرض عشق لا علاج کا وہ علاج تھی شربت صحت کا زجاج تھی روح قالب
حور ملائک فریب چشم حسن کے نور مژہ بجلی آنکھ مسیحے لب جان بخش کا مسیحا تشنہ چاہ زنخدان خضر
حسن آب صفا کا پیاسا دہن تنگ باغ نزاکت کا غنچہ چہرہ خوش رنگ گل گلزار تمنا عنقا نے اوج رعنائی
طاؤس ہمایون چمن زیبائی نکہت نافہ وفا بوئے گلشن ولا قامت سے قیامت شرمندہ کہ بیت دونون
عالم ہوے تہ و بالا تم جو پرسش ہین کیا قیامت کے * کف پا اسکے رخسار معشوقان سے نرم تر گرمی سے یہ ظاہر کہ شعر گرد ابلے
سو ہزار ہم کیا خاک قدم * ناتوان زار جو وان گرتے ہین سو جاتے ہین * الحق اس کم سن کی نسبت یہ کہنا روا
ہے کہ فرد شوخیان ادرجوانی مین قیامت ہونگی ابھی بچپنے ہی مین وہ آفت ہین غضب ڈھاتے ہین اس حسن و ادا
پر ایسا کچھ رنج پہونچا ہے کہ منھ ڈھانک کر رو دیتی ہے اور کہتی ہے کہ بیت صحرائے لق و دق مین
گم گشتی ہون آپ ہی آپ * وہ آگ ہون گیا ہے جسے کاروان چھوڑ * گمان اس آفت جان پر اس
آفت ہیچ کو دیکھکر قریب گیا اور پکارا کہ بیت ہم مصیبت زدہ گرد دمین تمھارے در پہ * نہ پہنچے کبھی
دل آپ کا دا اللہ صنم * آج کیا صدمہ پہونچا ہے جو اس طرح بلک کر روتی ہو منھ اشکون سے دھوتی ہو وہ
نازنین اپنے رنج مین مبتلا کچھ اس کا خیال نہ رکھتی تھی آواز اس کی سنکر آنسو پوچھکر دیکھنے لگی آنسو
آنکھون مین بھرے تھے یا کاسہ نرگس مین قطرہ شبنم دھرے تھے نہین نہین آنکھون مین موتی کوٹ کوٹ
کر بھرے تھے غرضکہ وہ آہوے صحرائے مصیبت اُسکو دیکھکر رم خوردہ ہوئی یعنی سہم کر بیساختہ
اُٹھی اور ایک سمت بھاگی اس وقت اس کی رفتار کا یہ حال تھا کہ فرد ناز سے اتراکے چلنا تھا بھلا
لڑکے ہو کر دامن محشر گرا * گمان بزور سحر بہت جلد اُس کے پاس گیا اور اُسکو روک کر گویا ہوا
کہ اے درد اے درد فراق وا اے مجنون سکون طبع عشاق یہ کیا تیرا حال ہے کون سا صدمہ ملال ہے

اُس ماہ سیما نے ڈر کر جو کلام کیا لکنت نے زبان کو فرط نزاکت سے تھام لیا کہ شعر بات بھی منھ سے نکلتی ہے تو
کچھ دب دب کے + تنگ اُس درجہ دہن ہے کہ وہ ہکلاتے ہیں + آخر دل کو تھام کے بعد اشک فشانی زبان
سے گہر بار ہوئی کہ اے شخص زار نزار ژولیدہ مو ژولت صورت پریشان عزیز تنگ آمدہ سوگوار پدر و
برادر کا کیا حال پوچھتا ہے میرے زخم دل کو کسی سوزن تدبیر کی مجال نہیں جو سی سکے اور کوئی مرہم ایسا
نہیں جو اچھا کرے کہ بیت + جہان نے منھ مرے زخم جگر سے موڑ لیا + یہ بیکسی ہے کہ سوزن بھی رشتہ دار
نہیں + میں دختر خواجہ بازرگان ہوں باپ میرا ادھر ملک عدم ہوا مجھ ناشاد کو اس صحرا میں تنہا
چھوڑ کر کہ بموجب شعر نہ پوچھ حال میں وہ چوب خشک صحرا ہوں + لگا کے آگ جسے کاروان روانہ ہوا
قزاقوں نے متاع جان کو لوٹ کر اپنی راہ لی میں نقد زیست کو غنیمت جان کر بھاگی کہ زندہ بھی مگر
مردہ سے بھی بدتر ہوں سوگوار پدر ہوں گمان تو اس کے بیان پر بہت رویا اور وہ گلبدن بھی
رونے لگی گمان نے زبان پے تسکین و دلداری کھولی کہ اے ماہ پیکر باپ تمھارا میرے پاس آیا
تھا اور مجکو نذر دی تھی مجھکو اُس کے مرنے کا بڑا صدمہ ہے میں مصاحب بادشاہ طلسم ہوں رہزنوں کو
ڈھونڈھوا کر قتل کروں گا تمھارے باپ کے خون کا عوض لوں گا اب تمھیں لازم ہے کہ میرے ساتھ چلو
صبر کرو رنج و الم کو جانے دو دنیا میں ایسے سانحہ بہت ہوتے ہیں اے بی بی مردوں کو ہمیشہ کب دیتے
ہیں وہ نازک اندام اُسکے سمجھانے سے اور زیادہ چیخیں مار مار کر رونے لگی اور بولی کہ اے شخص تو
اپنی راہ لے میں اپنی جان دونگی اور اپنے رہرو دن پاس سبک گام ہو کر جاؤنگی یہ کہکر بیتابانہ اٹھی
اور میان گرد باد خاک اُڑانے لگی کہ بمقتضائے

## نظم

اے کشیدی گاہ آہ سوزناک — میفشاندے گاہ بر سر مشت خاک
نالہ میکردے چو نے کہ متصل — گاہ میکردے فغان جان گسل
گاہ چون ریگ روان رفتی ز جا — گاہ سوئے دشت میکردی ندا
گہ شجر را میکشیدی در کنار — گہ بسوئے دشت میکردی فرار
گاہ خار کوہ را می داد زیب — گاہ چون سیل آمدی سوئے نشیب

گمان دوڑ کر اس ماہ پیکر کے قدم پہ گرا اور عرض پیرا ہوا کہ ایجان جہان میں تمام عمر غلامی کروں گا دم محبت
کا بھروں گا آخر جنگل میں اکیلے رہنا اور اپنے جسم کو طعمۂ دد و دام بنانا کیا حاصل چاہیے کہ چاہنے والے
کی قدر کرو اُس کو اپنا کر رکھو اور اُس کی آب رو رہے اس بیقرار نے جواب دیا کہ ایک شرط سے میں
تیرے ساتھ چلتی ہوں کہ جب تک مجھ پر رنج و الم طاری رہے اور دل کو میرے بیقراری رہے اُس
وقت تک مجکو ہاتھ نہ لگانا اور کسی امر کا ارادہ نہ کرنا اس نے اقرار کیا کہ اگر سامری چاہے گا تو
ایسا ہی ہوگا اور اس پہ کیا موقوف ہے میں خلاف مرضی تیرے کوئی کام نہ کروں گا اس مضطرب الحال نے

جب اس سے یہ قول و قسم لے لیا کہا اچھا میرے باپ کے لاشے کو اپنے آدمی سے کہکر دریا میں پہونچا دو
کہ وہ خدمت سامری میں پہونچ جائیں جلانے اور دفن کے کرنے میں عرصہ ہوگا اس نے یہ کلام سنکر اپنے
ملازموں کو بلا کر وہ پتلے سحر کے جو بصورت مقتولان پڑے تھے سمت دریا بھجوائے اور آپ مرکب کو سائیسوں
کے سپرد کر کے تخت بزور سحر بنا کر اُس پریزاد کو بٹھا کر سمت خیمہ گاہ روانہ ہوا ہرچند یہ پری پوش دختر برق
عیار ہے مگر اس کو عیار کا گمان بھی نہیں کیونکہ سارا ماجرا کاروان کا اپنی آنکھ سے دیکھا ہے دختر تاجر اس
عیار کو بصد یقین جانتا ہے بلکہ اس مرتبہ اعتقاد بڑھ گیا ہے کہ اگر کوئی کہدے کہ یہ عیار ہے جب بھی
اُسکو باور نہ آئے اور برق نے اس واسطے یہ تمام سامان کیا ہے کہ جانتا ہے اس ساحر کو کہ گمان اور
خیال ساحرہ کا یہ درست نہیں رکھتا ہے پس ایسا نہ ہو کہ اس کے اپنے میں کسی صورت سے جاؤں
اور یہ سحر سے خیال کرے تو مجھکو پہچان لے گا اب اس نے ایسا دھوکا کھایا ہے کہ عیار کا کوسوں خیال
دل سے دور ہے غرضکہ یہ بے ایمان اُس نازنین کو لے کر داخل خیمہ ہوا اور مسند زر پر بٹھا با تخلیہ کرایا
کسی کو وہاں ٹھہرنے نہ دیا اس عرصے میں قیس رفتہ بیابان دہر سے سمت نجد مغرب روانہ ہوا اور
لیلے شب نے ناقہ ظلمت کو صحرائے عالم میں روانہ کیا کہ مولفہ

| | |
|---|---|
| ہوئی ظلمت شب کی جب تیرگی | کواکب میں پیدا ہوئی روشنی |
| ہوا ناقہ لیلے شب رواں | بنا جادہ رہ خط کہکشاں |

سر شام تمام بارگاہ میں شیشہ آلات روشن ہوا اور چنگیر جو گھرے عطر دان وغیرہ سامان راحت
بہ معشوقہ حاضر کیا کشتیاں شراب و کباب کی سامنے رکھیں آپ سامنے بیٹھ کر گلچینی اس کے
باغ حسن کی کرنے لگا ملکہ حیرت پاس کہلا بھیجا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے آج میں بارگاہ میں حاضر
نہ ہوں گا ایک ساحرہ پیام لے کر ملکہ مذکورہ پاس گیا اور پیام اُسکا ادا کیا ملکہ نے پوچھا کہ کیوں مزاج
کیسا ہے جو یہاں نہیں آئے پیام بر وہ نے سارا ماجرا تاجر اور اُس کی دختر کا بیان کر کے کہا اُسی کے
ساتھ صحبت آرا ہیں یہ کہکر رخصت ہوا حیرت کو سب حال سنکر ماجرائے تاجر پر افسوس ہوا
اور عیار کا اُسکو بھی شک نہ گذرا کیونکہ وہ ترکیب ہی ایسی عیار دن نے کی تھی غرضکہ صرصر حاضر
تھی اس سے کہا کہ کچھ تو نے یہ کیفیت سنی اب ہماری ایسی بدعملی ہو گئی ہے کہ دن دہاڑے ڈاکہ پڑتا ہے
تو جا اور دختر سوداگر کو دیکھ آ بلکہ گمان سے کہنا کہ ملکہ بھی تاجر زادی کی ملاقات کو آئیں گی صرصر
نے کہا یہ بات میرے کچھ قیاس میں نہیں آتی میں جاتی ہوں یہ بھی عیاری ہے وہ دختر تاجر کوئی عیار
نہ ہو ابھی خیر میں جاتی ہوں جیسا ہوگا معلوم ہو جائے گا یہ کہکر چلی لیکن ادھر میاں برق اپنے محسن
ساختہ پر گمان کو لبھا رہے ہیں کبھی نیچی نگاہ کر کے مسکراتے ہیں اور کبھی آپ ہی آپ روٹھ جاتے ہیں
تیوری چڑھاتے ہیں کہ بیت کچھ تبسم سا لب ناز دہ نیچی نظریں وہ کس اداؤں سے شب وصل وہ

شرمائے ہین + گمان کا دل بیقرار ہی خواہان وصل دلدار ہی جب دست اندازی کرنا چاہتا ہے
وہ بگڑتی ہی ڈھیلے ہاتھ سے طمانچہ منھ پر لگاتی ہی کہ پہلے منھ یہی اقرار کیا تھا کہ مین بغیر مرضی کوئی بات
نہ کرونگا یہ اس ادا سے اور زیادہ شیدا ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ بیت حیا آئینہ کو بھی روبرو آنے نہین
دیتی + ترستی ہی رہین گی تیری آنکھین تیری صورت کو + آخر جب زیادہ بیقرار ہوا سوچا کہ اس گلفام
کو شراب بہت سی پلاؤ یقین ہی کہ مست ہوکر راضی بوصال ہوجاے یہ سوچکر کہا اے راحت دل مین
کبھی اطاعت سے سرتابی نہ کرونگا اپنے عہد سے منحرف نہ ہونگا تم شراب پیو ایک جام مجھکو بھی دو
اپنا دل خوش رکھو وہ مہ جبین یہ کلام سنکر مسکرائی اور شرماکر آنکھ سے آنکھ لڑا کر گردن جھکا چپ ہورہی کہ
بیت گر یہی ہین چتونین تیری تو صورت آفرین + کیا کہے گا تجکو ظالم روز محشر دیکھکر + پھر کشتی شراب
آگے کھینچکر جام بادہ احمر پر کرکے اپنے لبون تک لائی لیکن ڈوپٹے کا گھونگھٹ نکال کر آڑ کر لی کہ
مین تیرے سامنے نہ پیونگی اور اسی آڑ مین جام مین دارو بیہوشی ڈال کر ہاتھ اس کی سمت
بڑھا دیا کہ یہ ہماری جھوٹی شراب تم بھی پیو گمان مالامال محبت ہی بیساختہ وہ ساغر لیکر پی گیا
اس ساقی ماہ صورت نے کئی جام بیہوشی آمیز اور اس کو دیے اب اُس کے اُٹھنے کی دیر ہی کہ اُٹھے
تو مردہ صد سالہ ہی سرشار و بیخود بنا بیٹھا ہی کہ اُدھر سے صرصر قریب اُس کے خیمہ کے پہونچی
مگر دو عیار یعنے قران و جانسوز جو تاجر و گماشتہ بنے ہوے تھے وہان سے صورت بدلکر اُنھی
لشکر مین پھر رہے ہین اور منتظر ہین کہ برق اُسکا کام تمام کرکے نکلے تو ہم اور کچھ ہنگامہ برپا کرین یہ
ٹھہرے ہین کہ صرصر کو جاتے دیکھا قران سمجھا کہ یہ کچھ فتور کرے گی از بسکہ صورت ساحر کی بنائے ہوا
دوڑکر قریب صرصر آیا اور بغیر کچھ کہے سنے اس کو گود مین اُٹھا کر لیکر چلا وہ حیران ہوئی کہ یہ کیا
ماجرا ہی پھر سمجھی کہ یہ قران عیار ہی یہ سمجھکر ساحر جو لشکر کے تھے ان کو پکاری کہ ارے تم دیکھتے ہو یہ موا
مجھکو پکڑے لیے جاتا ہی اور بعید اتنے تھین ساحر دوڑے تھے کہ قران نے ان سے کہا تم جانتے
نہین یہ خود عیار ہی مین نے پہچان کر گرفتار کیا ہی اُس کے دم مین نہ آنا نہین چھوٹ جائیگا ساحر
یہ کلام سنکر رُکے اور باہم کہا کہ عیار پہچانے نہین جاتے ساحری جانتے ان مین کون عیار ہی
لازم ہی کہ اس امر مین دخل نہ دین غرضکہ کوئی نہ بولا اور قران اس کو لشکر سے نکال کر آگے بڑھا
کہ اُستانی آج مار ڈالونگا صرصر نے کہا تجھے شرم نہین آتی کہ مجھکو اُستانی کہتا ہی اور میرے
جسم کو ہاتھ لگاتا ہی اور مجھکو قتل کرنے چلا ہی قران نے کہا کبھی ایسا اتفاق ہوجاتا ہی کہ بادر گو
گود مین انسان اُٹھاتا ہی کچھ قباحت نہین مین تم کو استانی جانکر گود مین لیے ہون خدا نہ کرے
کوئی اور خیال مجھکو ہو صرصر نے کہا اس عیاری کی سند نہین تو نے مجھکو یہی ہی بے بس کردیا اگر مین
وہان پہونچ جاتی تو گمان کو قتل نہ ہونے دیتی قران کو یہ طعنہ اُسکا برا معلوم ہوا اور اس کو

چھوڑ دیا کہ استانی جادو سے تم سے ہو سکے قصور نہ کرو یہ چھوٹ کر روانہ ہوئی قران بھی خیمہ گمان کی طرف
چلا لیکن صرصر نے صورت ایک جگہ ٹھہر کر جانسوز کی ایسی بنائی کیونکہ ایک بار زنار کے خیمہ مین یہ برق
کو پکڑ نہ سکی تھی پس صورت بدلکر پشت خیمہ پہ آئی اور سراچہ کو چاک کر کے جو اندر پہونچی برق سمجھا
کہ یہ جانسوز ہی اٹھکر گمان کو تو لات مار کر گرا دیا اور اُس سے کہا کہ اے برادر تم کیون آئے مین اسکا
کام تمام کر چکا ہون صرصر نے کچھ جواب نہ دیا اور پاس پہونچکر ایک حباب بیہوشی مارا برق چرخ
کھا کر گرا اس نے اُسکی مشکین باندھین اور چاہا کہ ستون سے باندھ دون تو گمان کو ہوشیار کر دون
مگر یہ باندھ رہی تھی کہ قران بھی در خیمہ پہ پہونچ گیا یہان چند ساحر پہرے پہ بیٹھے مگر حکم سے گمان کے
دور ہٹے ہوئے تھے کیونکہ عورت کو اندر خلوت نشین جانتے تھے قران نے ان سے کہا کہ مجھکو حیرت نے
بھیجا ہے بہت ضروری کچھ کہنا ہے ساحرون نے کہا کہ وہان نہ جاؤ میان ہمارے سر سے ممنوع مین اس نے
کہا مین در خیمہ پہ پکارونگا اگر وہ مجھکو بلائینگے تو جاؤنگا یہ کہہ کر جلد در خیمہ پہ آیا اور بے محابا
اندر داخل ہوا دیکھا کہ صرصر نے برق کو باندھا ہے اور گمان کو ہوشیار کر رہی ہے یہ دیکھکر للکارا
کہ اُستانی مین آپہونچا صرصر خنجر کھینچ کر دوڑی قران نے اول خنجر اس کا رد کیا اور جلد اس کے پاس
پہونچکر ایک طمانچہ مارا کہ کیون پھر شوخی ایسی کرے گی ہاتھ آغشتہ بدارو بیہوشی تھا صرصر طمانچہ
کھاتے ہی بیہوش ہو کر گری اس نے برق کو کھولا اور اسکو باندھ دیا برق جو ہوشیار ہوا اس نے
سب حال کہا پھر صرصر کو بھی ہوشیار کر دیا کہ مرنا گمان کا دیکھے غرضکہ عیار نے ایسا سیخ گرم کر کے
اس خیال سے کہ شاید گمان روئین تن ہو منہ اسکا چیر کر وہ سیخ پلا دیا کہ دل و جگر اس کے
جل گئے صدا ہائے گیر و دار برپا ہوئی آندھیان آئین عیار جست کر کے چلے تھے کہ صرصر پکاری
ارے موذی مجھکو تو کھول دو جواب تو تمھاری مراد پوری ہوئی قران سمجھا کہ یہان ساحر آمین گے
ایسا نہ ہو کہ اس کو عیار سمجھکر قتل کر ڈالین یہ سمجھکر اسکو کھول دیا کہ یہ بھی جست کر کے عیارونکے ساتھ بھاگی قران نے
کہا جاؤ حیرت مالزادی سے یہ سب حال کہدینا یہ کہکر کے بھاگے اور ادھر لشکری صدا ہائے
مہیب کو سنکر جانب خیمہ دوڑے عیار تو اس ہنگامہ مین اور تاریکی مین نکل گئے اور ساحرون نے
لاش گمان کی اٹھائی اور صرصر نے جا کر ملکہ حیرت کو خبر دی کہ اس طرح گمان مارا گیا ملکہ
یہ خبر سنتے ہی جلد باہر نکل آئی کہ عیار آج پھر جنگ مغلوبہ کرادین لیکن سرداران لشکر مہرخ اگر
اس فوج مین قید ہوتے تو رہا ہو کر لڑتے عیارون کی بن آئی پس سردار دیوانہ وار صحرا نورد تھے عیار
کچھ نہ کر سکے اور سمت دشت روانہ ہوئے وہان تمام سردار گمان کے مرنے سے ہوش مین آگئے تھے
کہ عیارون نے جا کر سب کو اپنے ہمراہ لیا اور لشکر مین لائے اُدھر ملازمان بہار جو لوٹنے گئے تھے
حاضر ہوئے برق نے بہت سے کہا کیون صاحب تم نے کتنا بے لگاؤ اس ساحر کو مارا بہار نے اُس کو

خلعت دیا سردار آگرشب کے دربار میں دنگلوں پر متمکن ہوئے مہرخ نے جشن فرمایا ساقی و مطرب ورقاص حاضر ہوئے جلسۂ انبساط آغاز ہوا اُس طرف حیرت بسان شبنم اشک حسرت سے رو یا کی رات بھر ایک سمت عیش و راحت و دوسری جانب رنج و مصیبت کا سامان رہا جب ظلمت رنج کی طرح خاطر دہر سے تیرگی شب دور ہوئی اور سحر نے بسان سرور خنداں منھ دکھایا کہ بموجب ابیات

| | |
|---|---|
| تاج زر کی بسر خور ہوئی اسطرح پھبن | یوں نمودار ہوئی مہر درخشاں کی کرن |
| ظلم سے تیرگی شب کے تھی دنیا اندھیر | عدل سے خسرو خاور کے ہوئی پھر روشن |

حیرت نے نامہ اس تمام ماجرائے حیرت انتما کا لکھ کر افراسیاب پاس بھیجا وہ سحرگاہ سریر جہانبانی پر خواب شیریں سے اُٹھکر بیٹھا تھا کہ خجستہ سحر نے نامہ پہونچایا نامہ پڑھکر اُس کو بہت غصہ آیا بہ رنگ زلف پریشان ہوکر پیچتاب کھایا پھر اہل دربار سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ان نمک حراموں پر کس کو بھیجوں جو جاتا ہے عیاروں کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے کہاں سے ایسا ساحر لاؤں جو اس جہان کا رہنے والا نہو آسمان پر رہے اور عیاروں سے بچے اہل دربار نے عرض کی کہ کوئی ایسا ساحر بلائیے جو جامۂ انسانی میں نہو بلکہ کسی اور بھیس میں رہے تو شاید عیاروں سے بچے شاہ جادوان نے کہا ایک تدبیر خیال میں آتی ہے یعنے جب میں کوہ تیلم پر گیا تھا تو ایک ساحر ظالم جادو کو لایا تھا وہ تو مارا گیا مگر اس کا بھائی اظلم اژدر نشین جادو تمام ہے کہ ہمیشہ شکم اژدر میں رہتا ہے وقت ضرورت یا وقت جنگ باہر نکلتا ہے نہیں تو شکم اژدر میں ہمیشہ اُس کا مسکن ہے فی الجملہ میں اس کو بلاکر بھیجتا ہوں سب نے اس کلام کی تائید کی کہ بہت بہتر ہے شاہ طلسم نے ایک نامہ لکھکر اپنے کسی ملازم کے ہاتھ بنابر طلب ساحر مذکور روانہ کیا غرض حسب الطلب ساحر آیا سب نے دیکھا کہ چالیس اژدھے پیچھے اور آگے ایک اژدر مہیب صورت پیدا ہوئے اور ہر اژدر کے پیٹ سے ایک ساحر نکلا سب سے آگے جو اژدر تھا اس میں افسر اژدر نشین خود سر تھا سب نے بادشاہ کو سلام کیا اس نے سب کو خلعت دئے اور افسر سے کہا کہ تم جاکر نمک حراموں سے مقابلہ کرو اور جملہ حال عیاروں کی فطرت کا کہہ کر حکم دیا کہ خبردار ہمیشہ شکم اژدر میں رہنا اور عیاروں سے اپنے تئیں بچانا ساحر حکم شاہ گوش جان سے سنکر اژدر میں سما کر روانہ ہوا اوسکی مہابت سے فلک بوذی چکراتا تھا خدا کی مار زبان پہ لاتا اژدر بردے ہوا آتشے منہ سے شعلۂ آتش نکلتے یہ ظاہر تھا کہ قہر خدا قوم جناب یونس پر آیا ہے آفتاب گردوں بہ ہتھرایا ہے بردے ہوا کوئی جانور خوف سے نہ اُڑتا تھا بلکہ سیمرغ کوہ قاف میں چھپا تھا نسر طائر کو طعمۂ اژدر ہونے کا ڈر تھا کہ بموجب نظم

| | |
|---|---|
| کوہ چون غریدن اژدر شنید | حکل دراز دمش اژدر دیدہ |
| نقت بردن آمدہ از زیر ابر | سور سرافیل پئے صید ببر |

بو کہ بدید انہمہ عظمت وشکوہ
لرزہ بر افتاد بہ اندام کوہ
وقت ہمانست کہ سیمرغ قاف
بگذرد از قلۂ لاف وگزاف

باین عظمت وشکوہ وہ افعی مجسم لشکر حیرت ضلالت شیم کے قریب پہونچا ملکہ کو شاہ جادوان بذریعہ نامہ مطلع کر چکا تھا اُس نے استقبال کرایا اور ایک میدان میں سب اژدہون کو ٹھہرایا کہ وہ گنڈلیان مار کر بیٹھے اور اُن کے کھانے پینے کے لیے چند خیمہ اسی میدان میں استادہ کر دیے خدمت کے لیے چند ملازم چیدہ ومنتخب کر کے معین کر دیے مگر ان کو بھی تنغے اور سحر کر دیے کہ عیاروں کی بھی ان رہے اور ان سے کہدیا کہ جب اظلم اژدر سے نکلے اور تم کام کے لیے جاؤ تو سحر کر دکھادینا باقی سحر کر چھپائے رکھنا کسی سے اس راز کو نہ کہنا غرضکہ انتہائے درجہ کا انتظام کر کے بعد فراغ اظلم اژدر سے نکلا اور بارگاہ حیرت مین جا کر بیٹھا سب نے اس کی صورت نحس کو دیکھ کر خوف کھایا کہ بہت اژدر چالیس اس کے جھے گرد شیطان کا وہ ایک ہی تماشا گروہ دن بھر سیحواری کرتا رہا اس وقت مار آسمان نے من اپنا دہان مغرب مین رکھا اور دشت عالم مین اندھیر اجیلا اژدر شب تیرہ نے مہرہ ماہ رکھ کر اس چاٹنا شروع کیا کہ نظم

در گذشت آن روز شب آمد پدید
لشکر از سنگ وعنبر در رسید
شمع کافوری بر آتش سوختند
ہم نوائش راہوار افروختند

قریب شام اس نافرجام نے طبل جنگ بجوایا طائران سحر خبر لے کر سامنے مہرخ کے آئے اور بعد دعائے وثنائے بادشاہی کے جلسہ ساحرون کے آنے کا اور طبل رزم بجنے کا حال عرض کر کے کنارے ہوئے مہرخ نے خبر سنکر فرمایا کہ یہ ساحر بھی زبردست آیا ہے خدا اُس کے شر سے ہم کو بچائے اچھا ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ حرب بجے بنابر حکم ملکہ عالم یہ عالم ہوا کہ بمقتضائے ابیات

گشت زنقارہ صدائے بلند
زندہ بجان زندہ بمان بے گزند
وا شدہ زنیسان دہن کرنا
باز بدہ یا بدہ یا دعا
دشمن این خانہ جگر خون بود
دون بود دون بود دون بود
غلغلۂ کوس بکیوان رسید
آب شدہ زہرۂ دیو سفید

دربار سویرے برخاست ہوا سرداران خیمون مین آ کر تیاری حرب وضرب کرنے لگے لشکر دشمن سحر کی درستی ہونے لگی اظلم حیرت سے رخصت ہو کر خیمہ مین آیا اور دروازہ مطبخ سے سحر کر دیکھ کر کھانا کھا کر شکم اژدر مین جا بیٹھا لشکر دون مین رات بھر اژدرہائے نیام سے مثل افعی زہردار تلوارین نکلین اور زہر مین بجھائی گئین یہ وہ ناگنیان ہین جن کے کاٹے کا منتر نہین ایک ہی پھنکار مین سنپاکے مین جسم پر سر نہین اسی کی چمک کی لہر دیکھ کر مار فلک کے دل پر سانپ لوٹتا ہے اسی

تخت اپنا آگے بڑھایا ساحران ناری مثل ملکہ بہار و نافرمان وغیرہ کے دود سحر سے عاجز نہ ہوئے تھے
ترسول اور ناریل پکڑ کر اژدہوں پر چا پڑے اُس طرف سے چالیس اژدہے جنکے پیٹ میں ساحر تھے منھ پھیلا کر
چلے اُس وقت وہ میدان عصائے جناب موسٰی ہوتا تو فتح ہوتا شعلہائے دہان اژدران سے زمین کرہ ناری
ہوا شعلۂ بارہی اُن شعلوں سے دھواں ایسا نکلتا تھا کہ تمام عالم دھواں دھار ہو گیا تھا لشکریان نے تلیج
و تیغ مارنا شروع کیے ہر سمت سے گولے سحر کے لگاتے تھے بجلیاں گراتے مگر اژدروں پر اثر نہ کرتی تھیں اور
اژدر دم کھینچکر سپاہیوں کو نگل لیتے تھے اس ہنگامہ میں ملکہ بہار نے ایک گلدستہ مارا کہ ہوائے سرد کے
جھونکے پیدا ہوئے اور اس ہوا نے دھوئیں کو برطرف کرنا شروع کیا آمد بہار ہوئی آغاز کیفیت لالہ زار
ہوئی مگر افظلم کا نام جو اژدر نشین ہے اور یہ اژدر میں رہتا ہے اس سبب سے سحر بہار نے تاثیر نہ کی کیونکر یوں
تو ہر ایک ساحر بزور سحر اژدہا بن جایا کرتا ہے اس پر کیا خصوصیت تھی جو شاہ جادوان نے بھیجا ہے
بس یہی اس کے لیے شرف ہے کہ اژدر سحر میں رہتا ہے اور اس اژدر پر سحر نہیں اثر کرتا ہے فی الجملہ اُس نے
سحر بہار کے آثار معلوم کرکے ایسی پھنکار ماری کہ شعلۂ آگ نکلے اور چمنستان سحر بہار جلنے لگے سحر جو ردہوا
ملکہ بہار پر غش طاری ہوا خواصین ہوادار پر ڈال کر لے بھاگیں اُس کے ہٹنے سے اژدر منھ پھیلا کر
چلے معاذ اللہ وہ شعلۂ زہرناک کی لپک ایسی نہ تھی کہ کسی کو تاب رہتی جسم جلنے لگے جادو گرنیاں نازنین
گلفام سیہ تاب ہو گئیں حرارت سحر سے بیتاب ہو گئیں زہر افعی کا اثر ایسا پھیلا کہ اس چرخ موذی کا بھی
جسم نیلا ہو گیا سبزہ نہ تھا اثر سم جسم ارض میں سرایت کر گیا تھا خضر تک نہ سر چہرہ ڈھونڈھتے تھے دل
کوہ سے بھی نیلا نیلا پانی بہتا تھا اژدہے منھ کھولے اسطرح نظر آتے تھے کہ میدان میں غار دور سے
دکھائی دیتے تھے ایسے ہنگامہ آفت خیز میں فوج حیرت نے بھی حملہ کیا بجلیاں گرا کر ترسول و نیول
پکڑ کر مار مار کرتے آگے بڑھے فوج مہرخ میں بھگدڑ پڑ گئی لشکر بہت سا اندھا ہو چکا تھا اور باقی اس امید
پر کہ بار ہا آفت آئی ہے پھر خدا نے فضل کیا ہے ٹھہرا ہوا تھا اس حملہ کرنے سے وہ بھی بھاگا اُس وقت وہ
سردار جو بڑے بہادر تھے لڑنے والے سر بکف تھے ملکہ ساتھ رہ گئے اور ملکہ مہرخ نے پائے شجاعت
مستحکم کیا ہزار ہا کو اس نے بھی مارا اس وقت عجیب غلغلۂ آفت محشر بپا تھا کہ اژدہم سے صدہا ساحر
ہیولا سو جا میدان میں پڑا تھا اور ہزار ہا لاشہ نظر آتا برق سحر چمک رہی تھی رعد جادو چیخیں مارتا پھرتا
تھا مانو اُس کی برق تڑپ تڑپ کر گر رہی تھی دھواں سحر کا چھایا تھا آفتاب تاریکی سے گہنایا نظر آتا
تھا ہیروں کی صدا ہائے مہیب کا شور بپا تھا کہ بموجب لمولفہ

| | |
|---|---|
| ہوا اس طرح کم تھی پیچ و تاب | اُڑی جاتی تھی جان ہر شیخ و شاب |
| دھواں سحر کا تھا یہ چھایا ہوا | کہ غار زمین چاہ بابل بنا |
| چمکنا وہ رہ رہ کے واں برق کا | جلاتا تھا دل خسرو شرق کا |

چمکنا اندھیرے میں بجلی کا تھا
کہیں دوڑتے پھرتے تھے اژدہے
ہوا سے جو انگارے تھے گر رہے
ہوا تھا فلک اسقدر سنگدل
کوئی مر کے گرتا تھا عجب جادوگر

کھنیلک کے منھ پر گلال ہے ملا
درِ مثل قعرِ جہنم کھلے
ملک آتشیں تیر تھے مارتے
برستی تھی ہر سمت پتھر کی سل
تو گوش فلک غل سے ہوتے تھے کر

اس قیامت کبری میں مہرخ اژدر بنکر اُن اژدہوں پر جا پڑی اور ایسے شعلہ ہائے آتش بار دہن سے نکالے کہ وہ اژدہے پسپا ہوئے اس وقت اظلم بشکل اژدر سامنے آیا اور پکارا کہ اے نمکحرام اب کہاں جائیگی کیا قدرت سامری کی ہے کہ تو ہمارا سامنا کرتی ہے مہرخ نے جواب دیا کہ او نامرد ازلی تو مجھ عورت سے اتنی بڑی فوج لے کر لڑنے آیا اور پھر اژدر سحر میں چھپکر مقابلہ کرتا ہے اسی منھ پہ دعوی سحر کرنے کا رکھتا ہے دم شجاعت کا بھرتا ہے یہ کلمہ مثل ناوک دلدوز اُس کے دل پر لگا وہاں میں اکیلے کیا تجھ سے لڑتے ڈرتا ہوں اچھا آج میں پھر جاتا ہوں کل اکیلا میدان میں آکر تجھکو باندھ کے لے جاؤں گا ملکہ نے کہا اکیلا آئیگا تو وہ جوتیاں کھائے گا کہ ہمیشہ یاد کرے گا اُسکو اور زیادہ غصہ آیا اور اپنے اژدروں کو لے کر پھرا ملکہ حیرت پاس آکر کہا کہ طبل بازگشت بجوائیے میں آج نہ لڑوں گا اُس نے کہا کیوں بنی ہوئی لڑائی بگاڑتے ہو جی ہارتے ہو اب باقی کون ہے صرف مہرخ کو مع چند سرداروں کے پکڑ لینا ہے اُس نے سب حال مہرخ کے طعنہ دینے کا بیان کیا حیرت نے کہا اُس نے تجھکو فریب دے کر اپنی جان بچائی ہے اس وقت دھوکا نہ کھانا نہیں پچھتائے گا غرضکہ بہت سمجھایا مگر اس نے اپنے غرور میں نہ مانا آخر حیرت نے بخاطر اُس کے طبل بازگشت بجوایا اور لشکر لے کر پھری مہرخ نے سجدہ شکر خدا کیا کہ آبرو رہ گئی جو سردار کہ باقی تھے اُن کو لے کر پھری جو زہر سے سوج گئے تھے ان کو اٹھوا لیا اور داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو بالکل برباد دیکھا کہ سب بھاگ گیا ہے بازار میں ویران ہیں جو سردار کہ قید ہوگئے ہیں اُن کی بارگاہ میں جگہ سنسان پڑی ہے یہ حال دیکھکر اشک حسرت گرائے اور ارادہ جان دینے کا مصمم کرکے سحر تیار کرنے کی فکر میں بیٹھی اُس وقت عیار کہ لشکر کا حال ابتر دیکھ کر چلے گئے تھے طبل امان کی آواز سنکر آئے بادشاہ لشکر کو بہت پریشان دیکھا سب نے تسکین و تشفی کی کہ اے ملکہ ہم جاتے ہیں اور کام اس نابکار کا تمام کرتے ہیں یہ کہہ کر روانہ ہوئے اُس طرف اظلم پھر گیا تھا اژدر کہ سرداروں کو نگل گئے تھے اُنھوں نے ان کو اگلا اور حیرت نے حکم دیا کہ ان سب کو اُسی زندان میں لیجا کے قید کرو جہاں ضرغام عیار جسکو گمان نے گرفتار کیا تھا قید ہے تاکہ وہ بھی اپنے سرداروں کا حال سقیم دیکھے اور اپنی رہائی سے مایوس ہو غرض سب کو لے جا کر قید کیا یہ سب سحر سے مبتلا اور بیہوش ہیں جب یہ قید ہو چکے اور لشکر مہرخ کا پھول چکا اظلم دربار

بٹھایا ملکہ ہی کے ساتھ کھانا کھایا پھر عرض کرکے کہ طبل جنگ آپ بجوائیے گا میں ہی اکیلا اژدرون کا پتہ لگا کر
اپنی جگہ پر آکر شکم اژدر میں مستور رہا مگر عیار چو روانہ ہوئے تھے یہ صحرا میں آئے اور برق نے کہا کہ پہلے میں
جاتا ہوں تم دونوں میری خبر رکھنا یہ کہہ کر چلا اس کے بعد قران و جانسوز بھی ایک طرف بصورت بسمل روانہ
ہوئے لیکن برق شکل ایک ساحر مہیب صورت کی ایسی بنا کر گشت کرتا ہوا اس جگہ آیا جہاں اژدہے
میدان میں رہتے ہیں یہاں دیکھا کہ اژدہے خاک میں لوٹ رہے ہیں خوش فعلیاں کرتے ہیں اور انکے
منہ سے جو شعلہ نکلتا ہے اس شعلے سے تصویر پیدا ہوتی ہے وہ تاریخ در تاریخ متواتر اچھال کر غائب ہو جاتی ہے
پھر اور تصویر پیدا ہوتی ہے ترسول چار طرف گڑے گگل مرچ سیندور چندن دھوپ دیپ وغیرہ جلتا ہے
ترسولوں پر اژدہے لپیٹے ہیں کھپر آگ کے جلتے ہیں برق یہ تماشہ کھڑا دیکھتا تھا کہ یکایک اژدہے کے اندر
سے ایک ساحر سیہ فام خناس سیرت دیو صورت نکلا یہ اس کی صورت نحس دیکھ کر اول تو خائف ہوا
اور چاہا کہ بھاگ جاؤں مگر دل کڑا کرکے کھڑا رہا وہ اس کے قریب آکر للکارا کہ ارے تو کون ہے
برق نے بھی ویسا ہی جواب دیا کہ اب کیا پہچانتا نہیں جو تو ہے وہ ہم ہیں اس نے کہا ہم چالیس
اژدر نشین ہیں اکتالیسواں ہمارا افسر ہے تو کہاں سے آیا ہے اچھا اگر تو ہم میں سے ہے تو اژدر تیرے
رہنے کا کہاں ہے برق اس تقریر سے ناچار ہوا مگر تیزی سے جواب دیتا ہوا پیچھے تڑپ کر پچاس قدم
پر جا کر یہ کہتا ہوا کہ اژدر بھی ہے تجھے کیوں بتلاؤں اس ساحر نے جو اس کو پیچھے بھاگتے دیکھا سمجھا کہ یہ کوئی
عیار ہے پکارا کہ باش او مکار پہچانا میں نے تجھ کو برق اتنے عرصہ میں کہیں کا کہیں ہو رہا مگر بہ سبب
میدان ہونے کے سامنا تھا وہ ساحر سمجھا کہ اگر یہاں سے سحر کروں مبادا یہ بھی ساحر ہو کود پھاند کر نکل جائے
پس قریب چلوں یہ سمجھ کر پیچھے دوڑا برق یا تو بھاگا جاتا تھا یا اس کو آتے دیکھ کر سوچا کہ اگر یوں ہی سیدھے
بھاگے جاؤ گے تو وہ سحر پڑھ کر پکڑ لے گا لازم ہے کہ کہیں چھپ رہو یہ سوچ کر ادھر ادھر دیکھا چونکہ میدان
تو تھا ہی اور لشکر سے بھی فاصلہ تھا ایک غار وہاں نظر آیا یہ اس میں اتر گیا وہ ساحر جو پیچھے آتا تھا اس نے
دیکھا کہ یا تو عیار سامنے جاتا تھا یا غائب ہو گیا پہلے تو یہ سمجھا کہ وہ بھی ساحر تھا بزور سحر چھپ گیا مگر جب
غار کے پاس آیا سوچا کہ اس میں اتر گیا ہوگا یہ سوچ کر جھانکنے لگا تو برق نے وہاں حلقہ کمند کا لگا رکھا تھا
وہ اس کی گردن میں آگیا اس نے چاہا کہ سحر پڑھ کر اس کو جلا دوں مگر برق اتنی مہلت کب دینے والا
تھا اس نے گردن پھنستے ہی اس زور سے جھٹکا مارا کہ حلق تالو سے چپک گیا اور آنکھیں نکل آئیں
سحر پڑھنے کے بدلے ڈھلکتا ہوا ڈھلک کر غار میں گرا برق نے فوراً خنجر سے سر کاٹ ڈالا العیاذ باللہ
ہنگامہ مردار و گیر برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے بعد لمحے کے آواز آئی کہ مارا شراب خوار جادو کو یہاں
تو ہنگامہ مچا لیکن اژدر اس کے رہنے کا میدان میں جل گیا اور بیرون نے وہاں بھی غل مچایا یا ظلم اور سب
ساحر گھبرا کر اژدہوں سے باہر نکل آئے اور ایک دوسرے سے پوچھتا تھا کہ اے میاں خیر تو ہے

ایسے باختہ حواس ہوے کہ اپنے ساتھیون کو تھین شمار کرتے یہ تو حیران کھڑے ہین کہ کوئی آئے تو اُس سے پوچھین یہ عمل کیسا تھا اور ان سب کو اپنے سحر پر ایسا ناز ہی کہ یہ مطلق گمان نہین کہ ہم مین سے کوئی مارا گیا ہی غرضکہ یہ تو ٹھہرے ہین مگر وہان برق نے صورت اپنی مثل شکل صرصر کے بنائی لیکن حسن اپنا ایسا دو بالا کیا کہ صرصر نے خواب مین بھی یہ صورت بنائی ہوگی کہ بیت روز ازل سے آج تک صنعت آفرین ✦ ممکن نہین کہ جیسے کے تجھے دیکھتا نہ ہو چنانچہ تمگے حال اُس کے حسن کا بیان ہوگا اس وقت بعجلت لاف اس ساحر کی اٹھا کر اُسی میدان کی طرف چلا یہان سب ساحر حیران کھڑے تھے کہ آواز خلخال پا اُن کے کان مین آئی دیکھا کہ ایک عورت بناز و ادا اس طرف آتی ہی کہ جس کی چال کو دیکھ کر یہ کہنا دیتا ہی کہ بیت بلا سے ہو پامال سارا زمانہ ✦ نہ آئے انھین پاؤن رکھنا سنبھلکر بدلہائے عشاق روندتی جب قریب آئی عجیب صورت اُس ماہ آسمان زیبائی کی دکھائی دی

## نظم

کئی آنکھوں کے نیچے برق اک کوند ✦ سمند ناز نے ڈالا دہن بوند

کہا دل نے یہی دیکھی جو وہ مانگ ✦ کہ ہے یہ رات آدھی کچھ دعا مانگ

حواس و ہوش سب کے ہو گئے تار ✦ ہوئے سب مانگ چوٹی مین گرفتار

بہم آنکھوں سے آنکھین رہ گئین خیر ✦ عجائب نرگستان کی ہوئی سیر

نظر آیا وہ کھڑا آسیب کا سا ✦ بندھا کچھ ڈول وان آسیب کا سا

یہ رخسارون مین اُسکے فربہی تھی ✦ ہوئی جس سے خجل اکثر بہی تھی

کہو اُسکی جبین کو کس طرح چاند ✦ کہ اُس سے لاکھ حصہ چاند تھا ماند

سہانا تھا کچھ ایسا روپ اُس کا ✦ کہ سایہ چاہتی تھی دھوپ اُس کا

برنگ گل نزاکت مین بھری تھی ✦ کہ بس جو بات تھی اُسکی بری تھی

یہ سب ساحر اُس سراپا فتنہ انگیز کو دیکھ کر دنگ کھڑے تھے کہ اُس نے اظلم کو تسلیم کی اور لاش سامنے ڈالدی اس نے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہی اُس گلفام نے کہا بجا ہے یہ آپ ہی کا رفیق ہی جو مارا گیا ہی اس کلمہ سے اُس کو ہوش آیا اور کہا ہان سچ ہی یہ شراب خوار جادو کی لاش ہی اب سب افسوس کرنے لگے اور اظلم نے پوچھا کہ کچھ معلوم ہی یہ کیونکر مارا گیا اُس نے عرض کیا کہ عیار لشکر حریف صحرا مین اسکو قتل کر رہا تھا مین آکر پہونچی مگر کام اُس کا تمام ہو چکا تھا مین لاشہ اُٹھا لائی ہون اظلم نے کہا اُس عیار کو کیون نہ گرفتار کیا اُس نے کہا حضور مین صرصر عیارہ شاہ جادوان کی ہون اور سحر نہین جانتی ہون وہ عیار تھا مجکو دیکھکر نکل گیا ہر چند مین دوڑی مگر ہاتھ نہ آیا اچھا اب ہوشیار رہیے گا مین جاتی ہون یہ کہکر کوسے کا عالم دکھا کر اس طرح چلی کہ فرد خرام ناز تمھارا ابھی ایک آفت ہی ✦ زمین پاؤن تلے سر پہ آسمان نہ رہا ✦ اظلم نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اُس لیے کہ یہ ساحر رہنے والا کوہ نیلم کا ہے اُس نے

نام البتہ سُنا ہی صرصر عیارہ کا کیونکہ ہمیشہ اژدر مین رہتا ہی اور یہان جب سے آیا ہی کچھ دیر کے لیے
بارگاہ حیرت مین گیا تو کچھ خیال تو کیا نہین کہ عیارہ کون ہین اس وجہ سے اچھی طرح آگاہ نہین کہ صرصر
کس مرتبہ کی عیارہ ہی اور کیسی صورت رکھتی ہی اس وقت اس کے حسن دلاویز کو دیکھ کر غش ہو گیا اور سمجھا
کہ یہ عیارہ تو ہی ہی اُس کو بادشاہ طلسم سے مانگ لون گا آج اپنی خدمت مین اس کو لانا چاہیئے پس
اسی وجہ سے اُس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بیت گئے میری نظرون سے خوبان عالم پسند آگئی تیری صورت
کچھ ایسی • صرصر نے یہ سنکر تیوری چڑھائی اور کہا میان ہوش مین آؤ دُشنامون سے جاکر ایسی باتین کرو
اے صاحب مین سارے طلسم مین ہمیشہ پھرتی ہون جو ایسی بے دماغی ہوتی تو کاہے کو میری آبرو بچتی نصاف
ایسا بد نظر کوئی مردوا مین نے نہین دیکھا یہ کہہ کر انگڑائی لے کر بہت کو اس طرح دکھایا کہ وہ اُبھرا ہوا جوبن
دل گدگدانے والا نظر آیا یہ ساحر بے چین ہو گیا اور پکارا فرد سلتا ہی کوئی دل یا الٰہی غیر محرم کی غضب ہے
پڑے پردے مین اُبھرنا اُن کے جوبن کا • پھر اُس آفت جان کا منت پذیر ہوا کہ اے جان عالم اتنا
خفا نہو ہم کو بھی اپنا جان نثار سمجھو اُس عربدہ جو نے کہا آپ جان اپنی کسی گھر والی پر دیجیے مجھ سے
یہ چونچلے نہ کیجیے یہ کہکر انگوٹھا دکھایا کہ سوئے تیرے دیدون مین خاک ہی وہ تیرے قابل اظلم اس
ادا کو دیکھکر مر گیا اور ساس ماہ پیکر سے لپٹا اس نے کہا ہان ہان دیکھو مین چیختی ہون سامری قسم اگر مجھکو
ہاتھ لگایا تو تیری جان اور اپنی ایک کر دون گی لوگو یہ اندھیر تو دیکھو دن دہاڑے یہ مردوا سب کے
سامنے مجھکو لیے پڑتا ہی کیا بیعزتی ہی چولھے منہ آگ لگے ایسی ہستی کو اظلم اس کے خفا ہونے سے کچھ ڈرا
ہی مگر وہ ایک باتین اس طرح کی کہ یہ مردوا سب کے سامنے لیے پڑتا ہی سنکر سمجھا ہی کہ یہ ناز کرتی ہی
اور وہ ناز مین بھی خفگی لگاوٹ آمیز کرتی ہی غرضکہ یہ باتین اُس کی سنتے ہی اظلم لپٹا تو تھا ہی گود مین
اُٹھا کر خیمہ کی طرف لے چلا وہ عشوہ گر تڑپتی ہوئی اور کہتی ہوئی کہ دیکھو بہت پچھتاؤ گے جو مجھے اکیلے
مین لے جاؤ گے میری آبرو تو جا چکی غیر مرد کا ہاتھ لگ چکا ہی مگر تمھاری بھی جان جاتی ہی مجھکو کم نہ
سمجھنا مین کوئی ایسی ویسی نہین ہون دُھرّے اُڑا دون گی ارے ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار آ جائے
سوتے تو اژدر سے مین گھس رہ مجھکو چھوڑ دے اظلم نے ایک نہ سُنا اور اندر خیمہ کے اس کو لایا کہا عیار
یہان آنے گا تو کیا کرے گا کہ بموجب بیت یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہی • ہوئے تم دوست
جس کے دشمن اُس کا آسمان کیون ہو • غرضکہ اس کو مسند پر بٹھایا اور خیمہ صرف اس کے کھانے پینے
کے لیے تو مقرر ہی کیا گیا ہی جو دو ایک آدمی بہ خدمت مین انھون نے اس کے آتے ہی ہٹے اپنے
اپنے ٹھکانے اس نے کہا تم باہر جاؤ اور دور جاکر ٹھہرو جب بلاؤن اُس وقت آنا وہ سب
باہر گئے اور اُس کے رفیق جو اژدہون مین رہتے ہین وہ بعد اُس کے پھر شکم اژدر مین سما گئے جب تخلیہ
ہوا یہ نازنین کہ برق عیار ہی دل مین سوچا کہ دو بار یعنی زنار اور رگمان کو جو قتل کرنے آئے تھے

تو صرصر اگر حلول انداز ہوئی تھی اور اب بھی ضرور آئے گی اور لشکر بیان سے قریب ہی تمہارے آنے کی
خبر حیرت کو ممکن نہیں کہ نہ پہونچے پس وہ یا خود آئے گی یا کسی کو بھیجے گی لہذا لازم ہے کہ ایسی تدبیر کرو تاکہ وہ
جو آئے تو ذلت پائے اور یہ ساحر بچنے نہ پائے یہ سوچکر چار طرف بھونچکا ہو کر دیکھنے لگا اُس وقت یہ
حال تھا کہ بیت کبھی وہ آنکھ اودہر کبھی شوخی سے اُدھر + اک جگہ پاؤں ٹھہرتا نہیں ہرجائی کا + اظلم نے یہ
حال دیکھ کر کہا کہ اے نازک بدن تم حیران چار طرف دیکھتی ہو اُس نے کہا تم کو کہنے مزے سے مطلب ہے
تمہیں کیا چاہیے کسی کی جان جائے یا عزت رہے میں عیارہ ہوں عیاروں سے لشکر حریف کے ہمیشہ اڑا ا
کرتی ہوں اور وہ بھی میری تاک میں رہتے ہیں جہاں میں جاتی ہوں وہاں پتہ لگا کر وہ بھی پہونچتے ہیں اظلم
نے کہا یہاں آئیں گے تو میں موجود ہوں مجال نہیں ہے جو آئیں اس نے جواب دیا کہ ان کو تم پہچان نہ سکو گے
وہ میری صورت بنکر آئیں گے اور مجھ کو عیار بتائیں گے اپنے تئیں صرصر کہینگے پس تم میرے دشمن جان ہو جاؤ گے
اور ادھر عیار مجکو تم سے سرگرم محبت و اختلاط دیکھ کر سب میں بدکارہ و آوارہ مشہور کر دینگے یہ کہہ کر
رونے لگی کہ ہائے سامری کیسی میری جان مصیبت میں پڑی کہ جان بھی گئی اور عزت بھی یہ کہکر اس انداز سے
اٹھا کر ٹالا اور حیرت زدہ صورت بنائی کہ اظلم کی جان پر بنگئی اور ہاتھ پکڑ کر اپنے سے الگ کرنے لگا اور منت
کر کے قسمیں کھانے لگا کہ اے یار دلنواز اگر عیار افراسیاب بھی بنکر آئے گا جب بھی میں اسکو
گرفتار کروں گا چاہے وہ شاہ طلسم اصلی کیوں نہ ہو اور اگر وہ تیری صورت بنکر آئے گا تو بڑی سزا پائیگا
غرضکہ برق نے حفظ ماتقدم کر کے خوب اُس کو پکا کیا اور ناز و کرشمہ کرنے لگا اس نے اس کو سرگرم اختلاط
دیکھ کر بوسہ لینے کے لیے منھ بڑھایا اس نے ایک طمانچہ جمایا اور کہا منھ بناؤ اس نے طمانچہ کھا کر ہنس دیا
اور کہا اے جانی دا اے مایۂ زندگانی بیت جو دل لیا ہے تو پھر عذر کیا ہے بوسہ میں + کہ لین دین ہے یہ نقد
کچھ اُدھار نہیں + اس غارت گر جان نے جواب دیا کہ فرد دل تیرا اور آرزو میری + جان صدقے ہو
ایسی حسرت کے + اظلم نے یہ سنکر کہا کہ اے ستمگر میں اپنا حال کیا بیان کروں کہ شعر مرے دل سے نہ خون
کو کیا دیکھتے ہو تمہارے لیے ہی یہ گل کھلائے ہیں + یہ کہکر چاہا کہ لپٹ جاؤں اس زیب انجمن نے اپنے
تئیں سرکایا اور جب یہ گرنے لگا تو ہاتھ سے روک کر کہا کہ ذرا سنبھلو ایسے بیخود نہ بنو وہ پھر سنبھلکر
بیٹھا اور گویا ہوا کہ سے جور بیجا نے بہت تھا تازہ اس کو بھی مگر + ہو گیا مضطر تجھے جیرت ستمگر دیکھ کر +
اب بیان تو یہ ہنگامہ ناز و انداز گرم ہے مگر وہ ساحر جن کو اپنے خیمہ سے باہر کر دیا تھا اُن میں سے ایک
بارگاہ ملکہ حیرت میں گیا اس لیے کہ اس کو صرصر کی آوارگی دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ایسی فاحشہ ہو گئی
جو ہر ایک سے آشنائی کرتی ہے پس سوچا کہ ملکہ سے جا کر سب ماجرا بیان کروں غرضکہ جب یہ ملکہ پاس
آیا اس نے پوچھا کہ کیوں آئے اس نے سب حال صرصر کا بیان کیا صرصر اصلی وہاں حاضر تھی وہ
لگی بکا بیان دینے اس ساحر نے کہا کہ میری کیا خطا ہے آپ جا کر دیکھیے میں جھوٹ کہتا ہوں یا سچ حیرت نے

بھی کہا کہ ہان سچ ہی کوئی عیار تیری صورت بن کر یہان گیا ہی جو اس نے دیکھا ہے کہتا ہی اس بچارے کی
کیا خطا ہی اب تو جا اور حال دریافت کر کہ کیا ماجرا ہو۔ یہ بات صرصر نے کہا کہ بی بی دو مرتبہ مجکو ذلت ہو چکی ہی
مین نہ جاؤن گی کس لیے کہ وہان عیار میری صورت بنکر گیا ہی اور اظلم اُس پر عاشق ہوا ہی اگر مین گئی اور
فرض کرو کہ عیار کو مین نے پکڑ لیا اگر وہ اظلم تو میری صورت پر عاشق ہی وہ ہوا ستی مین بھرا بیٹھا ہو گا لگر
مجکو دبا بیٹھا تو میری تو موتی کی سی آبرو پہ پانی پھر گیا حیرت نے کہا کہ نہی پھر تم نے عیاری کیون سیکھی
تھی جو اتنا ڈرتی ہو آبرو ویسے بیٹھی رہتین بھلی اب باتین نہ بنا جلد خبر لا صرصر ناچار تابعدار دوڑی
ہوئی چلی مگر ادھر اُدھر دیکھتی ہوئی کہ راہ مین کوئی عیار نہ ٹکرائے ہر چند کہ دو عیار یعنے قران و جانسوز
تھا عیاری مین لشکر کے ہر طرف پھر رہے ہین مگر اس پر اُن کا کچھ قابو نہ ہوا اس لیے کہ یہ دوڑتی ہوئی
بہت ہوشیاری سے در خیمہ اظلم پر آئی یہان کے ساحرون نے جو خدمتی لوگ ہین دیکھا کہ ایک تو
صرصر اندر ہی اور دوسری یہ اور آئی پس یہ دیکھکر پکارے کہ بی بی ذرا ٹھہرو ایک تمھاری صورت کی
اور اندر ہی ہم کو کچھ فریب معلوم ہوتا ہی ہم خبر کر لین تو جانا یہ سنکر صرصر رکی اور ایک ساحر نے پردہ
پاس خیمہ کے جا کر کہا کہ حضور ایک صرصر اور آئی ہی یہ آواز سنتے ہی برق نے اظلم کے گلے مین ہاتھ
ڈال دیے اور کہا کیون سراجی اس وقت مجھ سے وصل کرنے کو چاہتا ہی اس نے دل مین کہا کہ اب یہ
مست ہوئی بے اختیار گلے سے لگا لیا اور کہا اے جان من مین تجھ پر ہزار جان سے فدا ہون اس نے کہا
اب اس عیار کی تو خبر لے جو میری صورت بن کر آیا ہی مین نے پہلے ہی کہا تھا کہ مین بدنام ہو جاؤن گی آخر
وہی سامنا ہوا اب مین پوشیدہ ہوئی جاتی ہون اُس کو بلا کر گرفتار کرے اظلم کو اس وقت صرصر کا
آنا بہت برا معلوم ہوا لیکن کیا کرتا اس لیے کہ ایک شخص تو آیا چاہتا ہی یہ کیونکہ عورت سے بہتر ہو خیر
ناچار معشوقہ کو تو پلنگڑی کے نیچے چھپا دیا اور پکارا آتا ہی اس کو پیش دو ملازم نے صرصر کو اجازت دی
وہ اندر خیمہ کے گئی اس کو سلام کیا دیکھا تو یہان اور کوئی نہین چار سمت حیران ہو کر دیکھنے لگی کہ وہ عیار
جو میری صورت بنکر آیا ہی کہان ہی یہ تو حیرت مین ہی اور ساظلم تو پہچانتا نہ تھا اس نے وہی صورت اسکی
دیکھی جیسی عورت اس کے پاس چھپی ہوئی ہو سمجھا کہ بیشک یہ عیار میری معشوقہ کی صورت بن کر آیا
ہی یہ سمجھ کر پکارا کہ اے صرصر آؤ بیٹھو یہان صرصر نے اس کو غلطان ستی مین دیکھا کہ بیتاب ہی آنکھین
سرخ ہین سمجھی کہ تو پاس گئی اور یہ داب بیٹھا یہ ایسا کچھ سمجھ کے پیچھے ہٹی اور کہا ملک نے کہا ہی کہ جو میری
صورت بن کر آیا ہی وہ عیار ہی اظلم نے دیکھا کہ یہ پیچھے ہٹی جاتی ہی معلوم ہوتا ہی کہ مجھ سے ڈر کر یہ عیار
ہی بھاگا چاہتا ہی بس اب تو بالکل یقین ہوا کہ یہ ضرور عیار ہی اور اسی وقت سحر پڑھ کر پھونکا کہ صرصر
بیحس و حرکت ہو گئی اُس نے اُٹھ کر باندھا اور کہا او نا عیار تو مجھے بھی ایسا ویسا ساحر سمجھا تھا جو دھوکا
دینے آیا تھا دیکھ تو مین کس عذاب الیم سے تجھ کو ہلاک کرتا ہون صرصر چیخنے لگی کہ ارے کیون دھوکا کھاتا

مین اصلی صرصر ہون اس نے ایک نہ سُنا اور مارنا شروع کیا اُس وقت صرصر نقلی یعنی برق بھی پلنگ کے نیچے سے نکلا اور پکارا کر اور مارئیے اس ناعیار کو یہ لوگ بڑے حرامزادے ہین یہ کہکر آپ بھی آکر مارنے لگا اور طمانچے اور لاتین اور جوتیان خوب مارین جب افظلم فرش پر جاکر بیٹھا برق زدوکوب کرتا ہے جب یہ جاکر بیٹھتا ہے افظلم ٹھکرا رہا ہے ہر چند وہ چیختی ہے کوئی سماعت نہین کرتا بلکہ یہ چپکے سے برق نے کہا کہ استانی تم نے میری کئی عیاریون مین رخنہ پردازی کی اب مین سزا تمھاری ہے بلکہ مین آج تمھاری ناک کٹواؤن گا۔ صرصر وہ شور چاتی ہے کہ چیخے اور کے کر دیکھو یہ مجھے اس طرح کہتا ہے برق طمانچے مارنے لگتا ہے اور غل مچاتا ہے کہ اس کا کہنا مجھ مین نہین آتا غرضکہ صرصر کی آدھی چوٹی پٹ گئی اور مار پیٹنے سے بدن نیلا ہو گیا کیونکہ یہ شہزادی معشوقہ نازک اندام جب طمانچہ اس پر پڑا رخسار کر رنگ گل تھا گل سوسن بن گیا پیرہن ٹکڑے ٹکڑے بال سر کے نچے برق نے جسم پاہین پر ضرب کم لگائی تھین کہ یہ برہنہ نہ ہو جائے غرضکہ جب صرصر نے دیکھا کہ آج برق مارڈالے گا بُرے طرح تو پھنس گئی ہر چند اس نے اشارے سے منت کرنا شروع کی کہ مجھ کو رہا کر اب مین تیرے مقدمہ مین نہ بولون گی برق کو اسکا مارڈالنا بھی منظور نہین تھا اور اس نے عجز بھی کیا پس اس نے افظلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آؤ چلو ورنہ یہ عیارا اپنی سزا کو پہونچ گیا ہم تم اس کے ساتھ مزے کرین پھر اس کو مارڈالین گے افظلم اس گفتگو سے تو بہت خوش ہوا اور آکر مسند پر بیٹھا برق نے چاہا کہ اس کو شراب پلا کر سامنے صرصر کے مارڈالے مگر یہ تو اکر یہان بیٹھا لیکن وہاں صرصر کو جو صدمہ ہوا حیرت نے بزور سحر حال دریافت کیا ساری کیفیت صرصر کے بندھنے اور پٹنے کی معلوم ہوئی بیتاب ہو کر اُٹھی کہ مین خود جاؤن جیسے ہی چلی تھی کہ چھینک ہوئی دسواس آیا کہ تو گئی اور افظلم تیرے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا تو آبرو جاتی رہے گی اور اگر تو نے اس کو مارڈالا تو شاہ طلسم سے رنج ہوگا شہنشاہ اپنے رفیق کے مرنے سے ناراض ہون گے یہ سمجھ کر سمک جادو نام اہل دربار مین سے ایک ساحر کو حکم دیا کہ تم جاؤ افظلم سے کہنا کہ جسکو تم نے باندھا ہے یہ صرصر اصلی ہے اور جس کو لیے بیٹھے ہو وہ عیار ہے یہ حکم سمک سُنکر زور سحر اڑا اور خیمہ افظلم مین آکر اُترا افظلم سمجھا کہ پھر کوئی عیار آیا مگر سمک پکار اکر او نالائق کیون دیوانہ ہوا ہے یہ جو تیرے پاس بیٹھا ہے یہ عیار ہے اور جس کو تو نے باندھا ہے یہ صرصر ہے افظلم یہ سنکر ہوشیار ہوا اور برق لگا چیخنے کہ آگئے ان عیارون کو دیکھو کیا کیا بھروپ بناکر آتے ہین اسے افظلم یہ بھی عیار ہے افظلم اٹھا کہ مین سمک کو بھی پکڑلون مگر سمک ساحر زبردست ہے اس نے سحر پڑھا کہ عیار تو پہلے ہی بیہوش ہو گیا اور افظلم پر بھی بیہوشی طاری ہوئی اس نے بھی سحر پڑھا کہ اس پر سے بیہوشی رفع ہوئی اور سوچا کہ عیار کی یہ مجال نہین جو ایسا سحر کر سکے یہ سوچکر اس نے خود سحر پڑھکر برق کے منہ پر پھونکا کہ رنگ روغن عیاری چھوٹ گیا اور شکل اصلی ظاہر ہوئی یہ حال دیکھکر سمک کے پاؤن پر آنکھ کر گرا اور کہا واقعی مین غلطی پر تھا آپ میرا قصور معاف فرمائین یہ کہکر برق کو اس نے باندھا اور صرصر کو کھولا اور

سنتے ہی یہ ہوا کہ بی بی میری خطا معاف کرو صرصر نے کہا تو ساحر ہو کر ایسا اندھا تھا کہ تو نے مجھکو بے عزت کیا
اب ہمیں تیرے خیمے میں نہ آؤں گی یہ کہہ کر روانہ ہوئی اس نے سمک سے کہا کہ تم اس عیار کو خدمت ملکہ مین
لے جاؤ مین اژدر میں جا کر تحقیق ہوں قسم ہو جو باہر نکلوں سمک نے کہا یہ مقدمہ عیاروں کا ہے تم کسی اور
کے ہاتھ بھیجو مین اس بیچ مین نہ پڑوں گا اس نے کہا تو اچھا تم جا کر ملکہ سے کہنا کہ اُس کے قتل کرنے کی
نسبت وہ حکم بھیجیں کہ مین اُس کا سر کاٹ ڈالوں سمک نے کہا ہاں یہ ہو سکتا ہے یہ کہکر چلا جب
دروازے پر پہونچا یہاں قرآن عیار موجود تھا اُس نے کہ ان دونوں عیاروں نے صرصر کو اپنی خیمہ میں جاتے
دیکھا تھا پس اُس کو تو نہ پایا لیکن آپ ساحر بنکر آئے اور کہا ہم کو حیرت نے بھیجا ہے ملازموں نے کہا
ٹھہرئیے اندر مار پڑ رہی ہے ہم اب موقع عرض کرنے کا نہیں پا سکتے غرضکہ یہ ٹھہرے رہے اور سب حال
صرصر کا دیکھا اب جو برق گرفتار ہوا یہ بیقرار ہوے کہ اس اثنا میں سمک خیمے سے نکلا چیلا
قرآن نے کہا کہہ دینا کہ اظلم مارے گئے سمک یہ کلام سنکر حیران ہوا کہ یہ کیا کہتا ہے قرآن جست کرکے
بھاگ کر نظر سے غائب ہوگیا سمک سمجھا کہ یہ بھی عیار تھا یہ جانکر بخوف عیاران اژدر روانہ ہوا لیکن
قرآن سب گفتگو اظلم کی سن چکا تھا اس نے صورت بہت جلد اپنی مثل سمک بنائی اور پشت خیمہ
پر آکر جست کرکے اندر گیا اظلم نے اس عرصے مین خنجر کھینچکر برق کو ذبح کرنا چاہا ہے صرف انتظار حکم
حیرت کر رہا ہے سمک نقلی کو آتے دیکھا از بسکہ صرصر کو پکڑ کے ذلیل ہو چکا ہے اس کو سمک اصلی سمجھکر
گویا ہوا کہ کیوں بھائی پوچھا تھا ملکہ نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا قرآن نے کہا یہاں آؤ دیوار ہم
گوش دارد جو کہا ہے سن لو وہ برق کو چھوڑ کر اُس کے پاس آیا قرآن نے کہا دیکھو در خیمہ سے کون جھانکتا
ہے وہ اُدھر دیکھنے لگا قرآن نے جھک کر سر پر اس زور سے بغدا مارا کہ سر اُس کا شق ہوا یہ مر کر گرا
اس نے سر کاٹ لیا غل و شور اور تاریکی ہوئی وہ اژدرہے جو میدان مین پھر رہے تھے وہ اسی کے
سحر کے بنائے ہوے تھے سب جل گئے اور زمین جو ساحر تھے نکلکر گھبرا کے بھاگے ملازم وغیرہ خیمہ چھوڑکر
ایک طرف نکل بھاگے کہ یہ کیا آفت آئی عیار یعنی قرآن و برق خیمہ میں آگ لگا کر نعرے کرکے بھاگے
ہنگامہ برپا ہوا کہ مارا اظلم اژدر نشین کو یہاں تو یہ ہنگامہ ہوا وہاں صرصر اور سمک ملکہ حیرت سے
سب حال کہہ رہے تھے کہ یکایک غلغلہ برپا ہوا ملکہ نے گھبرا کر کہا ارے خبر تو لو یہ کیا ماجرا ہے لوگ چلے تھے
کہ ملازم اور ساحر بھاگے ہوے آئے پکارے کہ اے ملکہ اظلم مارے گئے ملکہ نے زانو پر ہاتھ مارا افسوس
کر رہی تھی کہ یکایک پھر غوغا بلند ہوا یعنی جب یہ ساحر مارا گیا تو سردار جو قید تھے اور انھین کے ساتھ
ضرغام عیار بھی قید تھا وہ سب رہا ہو کر اُٹھے اور لشکر حیرت پر گرے سحر کے مارنے لگے لشکری
بھی ہوشیار ہوکر کمر بندی کرکے آمادہ جنگ ہوے لیکن سرداران ریختہ ترنج سے غفلت میں دو تین سو
کو مار کر اپنے لشکر کی طرف چلے گئے اور یہ غل جو حیرت نے سنا ساحروں کے مرنے سے بیروں کا شور تھا

یہ گھبرا کر باہر نکل آئی دیکھا لشکر مسلح و مکمل ہے مگر حریف کوئی نہیں اس نے افسروں کو بلا کر حال رہا ہونے
لشکریان مخالف کا سنا اور فوج کو اترنے کا حکم دیا پھر آپ بارگاہ میں گئی اور لاش اعظم اٹھا منگائی اُن
ساحروں کو سمت شاہ طلسم روانہ کیا اور لاش کے ساتھ عریضہ مشتمل بر حالات قتل اُس کے لکھ کر بھیجا اس
طرف سب سردار مع عیاروں کے خدمت مہرخ میں آئے ملکہ نے ہر ایک کو خلعت دیا اور جشن کیا جلسہ
عشرت آغاز ہوا مگر ساحر لاش اور عریضہ حیرت لیے پار دریائے خون رواں کے آئے شاہ جادوان
طلسم باطن میں کنارے ایک دریائے زخار کے شکار ماہی کھیلتا تھا اور وزیر امیر افسران لشکر خدمت
میں حاضر تھے سترہ سو نازنینان خورشید چہرہ و قمر رخسار دُر در گوش جواہر پوش نیزہ لیے کار دبار کے
لیے سامنے کھڑی تھیں عجب دریا میں بجرے پڑے تھے ناچ ہوتا تھا ماہی گیر دام ڈالے تھے شست پڑی
تھی خلاصہ یہ کہ عجب عشرت کی گھڑی تھی یہ ساحر حال بادشاہ کا دریافت کر کے اسی دریا پر آئے
اور عرضی دی لاش دکھائی بادشاہ کو سارے حقیقت حال پر آگاہی پاکر غش بحر غم ہوا اور سدہ ہنگامہ
عشرت مبدل بہ ماتم ہوا کف افسوس مل کر کہا کہ ہائے غضب کیا اندھیر ان عیاروں نے برپا کر رکھا
ہے اب کس کو بھیجوں اور کیا کروں یہ کلمات تاسف سنکر **باغبان قدرت** نے عرض کیا کہ
حضور کچھ رنج نہ فرمائیں غلام جانبازی کو حاضر ہے شاہ جادوان نے کہا اگر اسی طرح دشمنوں سے لڑائی کا
سامان رہا تو مجھکو خود لڑنے جانا ہوگا بس تم لوگ رکن سلطنت ہو میرے ساتھ چلکر وہ تماشا کو اسی دن
کے لیے رکھا ہے مگر اے **باغبان** میں یہ حیران ہوں کہ منصوبہ مرشد زادے نے ہمیشہ چلہ کشی میں گذرانی
تصویریں کھینچا کیے پھر ان سے آج تک مطلب برآری نہ ہوئی میں نے تو اس لیے ان کو بلایا تھا کہ کام
دشمنوں کا تمام کر دیں گے مگر جب وہ لڑتے ہیں ذلت انھیں ہوتی ہے میں اب اس جنگ کو انھیں سے محول
کرتا ہوں اور خود فکر قتل طلسم کشا کرتا ہوں اگر اب بھی کچھ اُن سے نہ ہو سکا تو ان کو رخصت کر دوں گا کیونکہ

**بیت** امتیاز خوب و زشت اپنے زمانے میں نہیں ، ایک ساں ہے آہوے مست و سگ دیوانہ آج

**باغبان** یہ تقریر بادشاہ کی سنکر خاموش ہو رہا اور شاہ نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ اے خاقان من
تم مرشد زادے سے میری جانب سے کہنا کہ آپ کا چلہ کب پورا ہوگا اور مقابلہ کس زمانے میں کیجیے گا
فی الحال جب تک میں تیاری قتل **اسد** کروں حضور حریف سے جنگ کر کے استیصال دشمنان کریں
اب یہ جنگ آپ ہی کے سپرد کی میں اور بھی ساحر ہمراہ رکاب جناب ہونے کو بھیجوں گا یہ نامہ تیلا سحر کا
لے کر حیرت پاس آیا اُس نے جیب بارگاہ میں حضور آیا اس کو دیکھا یا وہ نامہ پڑھ کر لاف و گزاف
کرنے لگا کہ شاہ مجھکو طعنہ آمیز نامہ لکھتے ہیں واقعی مجھ سے چلہ کشی میں دیر ہوئی کہ میں لڑا نہیں اکثر
اُن کا جاتے ہیں لیکن ایک سحر میں نے تیار کیا ہے کہ سب عیاروں کو بھنوں کی طرح درختوں میں لٹکا دوں گا
یہ تو بیٹھا فخر کرتا تھا اور عیاروں کا حال سنیے کہ اعظم کو مار کے جو بارگاہ میں اپنی گئے بعد خیر و خبر کرنے لگے

باہم مشورہ کیا کہ بارگاہ حیرت میں چلکر دیکھیں اب کیا سامان ہے اور کون ہم سے لڑنے آتا ہے غرضکہ روانہ ہوئے ان میں سے برق خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ میں آیا اور سر پر مصور کے رومال جھلنے لگا اس اثنا میں نامہ آیا جب اس نے نامہ پڑھ لیا اس نے بھی پشت پر تو کھڑا ہی تھا سب مضمون دریافت کر لیا اور جب مصور نے لاف زنی کی اس نے کہا ابے کیا جھک مارتا ہے جو خدائے تعالیٰ چاہے گا وہ ہوگا تو عیاروں کو درخت میں کب لٹکا سکے گا یہ کلام مصور نے جو سنا چاہا کہ پھر کر دیکھے لیکن صرصر حاضر دربار تھی اور مار کھا چکی ہے اس وجہ سے خوف زدہ تھی اس نے حیرت سے کہا کہ یہ برق عیار ہے جلد گرفتار کیجیے برق اس کا اشارہ دیکھ کر جست کر کے یہ کہتا ہوا سراچہ پھاند گیا کہ دیوانی ہوئی ہے ہم کب ہاتھ آتے ہیں یہ کہکر بھاگتا ہوا اپنے لشکر میں آیا اور مہرخ سے نامہ آنے کا حال اور تقریر مصور سب بیان کی بہار نے کہا اے برق اتنے ساحروں کو تم نے مارا اس بھڑوے کو میں سزا دوں گی ہر چند کہ یہ قتل تو نہ ہوگا لیکن دیوانہ نہ بنایا تو نام اپنا بہار نہ رکھا مہرخ نے کہا میں ہم تم ملکر اس کو سزا دیں ایک دن تم دیوانہ بناؤ ایک دن میں سیدھی کروں بہار نے کہا اچھا میں سحر تیار کرنے جاتی ہوں کیونکہ وہ نواسہ سامری ہے مقابلہ اس کا سخت ہے ابھی سے فکر کر رکھوں یہ کہکر دربار سے اٹھ گئی اور مہرخ بھی فکر تیاری سحر کرنے لگی لیکن وہاں جب برق جواب سخت دیکر بھاگا مصور نے پوچھا کہ یہ کون بے ادب تھا جو اس طرح کے کلام کر گیا حیرت نے کہا کہ سوائے عیاروں کے اور کون ہوگا برق عیار تھا جو آپ کو جواب دے گیا کیا کہوں یہ پیچھا ہی نہیں چھوڑتے ہمزاد کی طرح ہر وقت ساتھ رہتے ہیں مصور نے کہا اب میں سب کو غارت کیے دیتا ہوں آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے میں بھی سحر تیار کرنے جاتا ہوں یہ کہکر اٹھ گیا اب یہ جب تک سحر تیار کرے اس وقت تک حال مہمانان طلسم کو کیا یعنی عمرو و محمود کا ذکر ہوتا ہے کہ فرد لکھوں اک نئے رنگ کی داستان ٭ عمرو کے ہوئیاں نے کا جس میں بیان ٭ زمزمہ پردازان مقال و ترنم سرایان حال اس طرح نغمہ سنج عشرت بعد مسرت ہیں کہ سرشار مئے الفت یعنی ملکہ محمور ہمراہ نقلی عمرو کے بعد عشرت و سرور ایک باغ میں ساکن ہے اور عمرو اصلی ہمراہ ملکہ براں زینت فزائے انجمن ہے تمام شہزادیاں اور ناظمان ملک حاضر ہیں دور جام بادۂ احمر متواتر میں نلج ہر سو سامنے ہوتا ہے تماشا طلسم کا خواجہ کو دکھایا جاتا ہے مجلس اگر روز خواجہ کی گود میں بیٹھی رہتی ہے اور تتلا تتلا کر باتیں کرتی ہے ایک دن جب چمنستان دہر سے گل خوش رنگ مہر پژمردہ ہوا اور چاندنی کا پھول گلشن فلک پر کھلا عالم خاک کو خلعت نور عنایت ہوا کہ ابیات

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | چڑھا اس جوش پر دریائے مہتاب<br>ڈھلکنے یوں لگے سب برج کے | | گر کو سوا تک پھر اسیلاب سیماب<br>کہ ہوں جس طرح چاندی کے تھلکے | |

براں نے خواجہ کو چبوترہ پر جو بیچ باغ میں تعمیر ہے جواہر کار و بے نظیر ہے لا کر فرش مکلف پر بٹھایا

گرد اس چبوترہ کے کرسیون پر شہزادیان محفل آرا جو مین سامنے پریون کا مجمع تھا عجب طرح کا باغ رشک بہشت گلبدنون کے جماؤ سے لگا تھا کہ جس پر خاطر رضوان بھی فریفتہ اور شیدا تھی **لمؤلفہ**

وہ جلسہ گلرخون کا اور وہ باغ — دل رضوان مین جسکے عشق کا داغ
جواہر کار نورانی تھا وہ فرش — چمک جسکی زمین سے لیکے تا عرش
ضیا افروز محفل روشنی تھی — جو چشم مہ کو دیتی خیرگی تھی
عجب وہ انجمن اک نور کی تھی — ہر اک گلرو کی صورت حور کی تھی
کوئی ناز و ادا مین تھا یگانہ — کوئی تھی آفت جان زمانہ
کسی نے لب پہ تھی لالی جمائی — دل گلشن مین آتش تھی لگائی
کسی نے اوڑھکر دھانی دوپٹا — ملایا خاک مین سبزے کا دل تھا

غرضکہ اسی جلسۂ عیش و طرب مین چند ساحر فرستادۂ شاہ کوکب آئے خواجہ کو تسلیم کی اور چالیس کشتیان پیشکش کین عرض کیا کہ شہنشاہ **کوکب** نے بھیجی ہین وہ کشتیان جواہر اور میوے سے بھری تھین خواجہ نے وہ جواہر زنبیل مین رکھا اور میوہ کچھ آپ کھایا اور کچھ مجلس کو کھلایا پھر کہا یہ تحفہ ہاے دوست کا یادگار رہے گا یہ کہہ کر میوہ بھی زنبیل مین رکھا اُس وقت عجب سماں بندھا تھا جام شراب اور رقص بتان نے ہر ایک کو محو حیرت کیا تھا اس وقت مجلس کر خواجہ سے کمال گستاخ ہوکر در مین بیٹھے بیٹھے گردن مین ہاتھ ڈال کر گویا ہوئی کہ میرے پیارے پیارے خواجہ اچھے اچھے خواجہ مین تمھارے صدقے ہوکر جاؤن مین نے تمھارے گانے کی بہت تعریف سُنی ہے اور بانسری بجانے مین تم اپنے وقت کے کنھیا ہو ہمین بھی اپنا کا تماشا دیہ کہہ کر تتلا کر بہت کرنے لگی کہ یا اللہ کیا ہوگا جواب گائیے گا کچھ منہ سے موتی ٹوٹ جائین گے یہ کہتی جاتی ہے اور مٹکتی ہے نخھے نخھے ہاتھون سے بلائین لیتی ہے **بہاران** نے یہ حال دیکھکر گھرکا کہ کیون تو خواجہ سلامت کو دق کرتی ہے تیری کچھ شامت تو نہین آئی ہے اپنے برابر والا بھی ہوتی تاتک برابر کی چھیڑ کری اور ان کو بھانے گانے کی فرمائش کرے **مجلس** گھرکنے سے بسور کر رونے لگی خواجہ نے کہا اے ملکہ آپ بچون کو گھرکا نہ کیجیے مجھکو لڑکون کا رونا بہت شاق گذرتا ہے **بہاران** نے یہ ترحم بر حال مجلس دیکھکر موقع جسارت فرمائش سرود پایا عرض کیا کہ یہ چھوکری تو یون باز نہ آئے گی جب تک آپ کچھ نہ فرمائین گے یہ ....... رولے جائے گی اس کی خاطر اور نیز مجھ کنیز کے عرض کرنے سے کہ یہ حقیر وہی کمال کی مشتاق ہے آپ کچھ شغل فرمائیں اور سر مجھ میرا آسمان پر پہونچائین کہ **فرد** نسیم فضل و کرم مین تیرے وہ بو باس + نہ پہونچے گرد کو جس کے ایسی شمیم مسیح + **عمرو** نے یہ منت کرنا دیکھکر کہا کہ اے ملکہ مین رنجیدہ خاطر از دست **افراسیاب** ہون فکر سے بیتاب ہون اس حال مین مجھ سے گایا نہ جائے گا انشاءاللہ بعد فتح طلسم ہوشربا مین آپ کی دعوت

اور اپنا گانا بھی سناؤں گا ملکہ نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے لیکن یہ لڑکی روتا موقوف نہ کرے گی روکر جل جل
مرے گی امید کہ اس کی خاطر سے آپ بھی کچھ گائیے اور مجھکو ممنون منت فرمائیے کہ بیت ز نوائے کریم
خلقے بسے شاد باشد و دل مسکین گدائے زچہ نامراد باشد۔ یہ کہا اور مطلبی کو اشارہ کیا کہ وہ عمرو کے گلے
سے لپٹی اور بلائیں لینے لگی اس کو بھی چین نہ آیا آخر سازندوں کو ساز ملانے کا حکم دیا اور زنبیل سے
دو بانسری جواہر جڑی جو پردہ قاف میں ملکہ جو بنے اختر جبین نے دی تھی نکالی اُسوقت بران
نے کہا خواجہ آپ کے گانے کا بیان لطف نہ دیگا چلیے ہم آپ کو نیرنگ طلسمات دکھائیں اور گانا
سنتے جائیں یہ کہہ کر اُٹھی اور بارہ دری سے باہر باغ کی آئی بارہ دری میں تین درجے بنے تھے اُن میں
سب شہزادیوں اور ناظران طلسم کو اُٹھا یا اور آپ خواجہ کو ساتھ لے کر شہ نشین پر بیٹھی سامنے اس کے
دو درجے اور بنے تھے اُن کے دروازے بند تھے ملکہ نے اُن میں سے ایک دروازہ کھلوا دروازہ
کھلتے ہی نسیم روح پرور کا جھونکا آیا کہ دماغ جان معطر ہو گیا عمرو نے دیکھا کہ اس درجے میں ایسا
گلشن غیرت دہ گلزار شداد بنا ہے کہ جس کے صحن میں رنگ رخسار شاہد بہار پریدہ ہر گل گلزار
جنت وہان کے گلون پر گریبان چاک کرین مخملی کی سبزی دیکھکر سبزہ بیگانہ دہر حسرت سے برنگ
بلبل خون میں لوٹین نہرین وہاں کی اپنی لطافت و صفائی سے ہو بصورت اشک چشم غم رسیدہ بنائیں سرو
اس جگہ کے شمشاد و قامتان روزگار کو غلام بھی نہ بنائیں ہزار ان قمری طوق محبت مین اسیر کرکے دنیا
سے آزاد فرمائیں نگاہ چشم نرگس شہلا سے وہ رنگ مستی پیدا تھا کہ گویا جام بادہ جبلت تھا دامن نگاہ سے
گلستان دہر کے جو گل اس گلشن کے روبرو ہو گئے تھے تو قون کے چمن چھوڑ گئے تھے سبحان اللہ عکس
فروغ لالہ احمر نے کاسہ کو بادہ نور کیا تھا کواکب کو نور سے معمور کیا تھا کہ

**نظم**

در برگہا شقائق نعمان کشیدہ سر | از بہار تو خود در چمن فگند
افروخت شعلہ لالہ احمر چو در حریق | از باغ درگذشت خزان مثل دردمند
گسترد فرش سبزہ زمرد بہر طرف | وضع شگوفہ زار چمن گشت دلپسند
زردشت وش عنادل بستان نغمہ زن | مشغول در مسائل پاژند و درس زند

عمرو اس باغ کو دیکھکر متحیر تھا کہ ملکہ نے اسی درجہ کا دوسرا دروازہ کھلوا خواجہ نے دیکھا کہ اس دروازے
سے کوہستان طلسم نظر آتے ہیں زمرد کوہ یاقوت کوہ و فیروزہ کوہ وغیرہ سب دکھائی دیتے ہیں ان پر
جواہر کے مکان اور جنگل بنے ہیں سبزہ لہلہا رہی ہے طائران خوش الحان زمزمہ پیرائی کرتے ہیں مور جھنگھاڑتے ہیں
پپیہے اور کوئل کوکین ! رہتے ہیں کہ بمقتضائے

**لمؤلفہ**

دم تجلی کا عجب ایسا نور تھا | جل گیا جس کے غم میں کوہ طور
وہ یاقوت اشت سبز تن تھا | چرخ اخضر پہ مہر تھا نکلا

| | |
|---|---|
| طائرون کی صدا تھی خوش آہنگ | نخل طوبی سے رکھتے تھے پیوند |
| سبزہ دشت تھا وہ خوش آئین | سنبلہ بھی ہو جس کا خوشہ چین |

بعد دیکھنے کوہستان کے اسی درجہ کا تیسرا دروازہ ملکہ نے کھولا یہان سے سارا قلعہ ہفت رنگ نظر آیا کربا زارین کھلیین ہین سماں یا دل شاد ہر سمت بھرتی ہی غرضکہ اسی طرح ہر دروازہ ملکہ نے دونون درجون کا وا کیا اور ہر ایک مین نیا تماشا نظر آیا کسی مین صحراے پر بہار دیکھا کسی مین دریاے زخار دیکھے باباعمرو نے دین تعجب کیا کہ قوت الہی اس سرا مین تمام طلسم موجود ہی کیا قدرت رب ودود ہی حاصل یہ کہ ملکہ مسند پر تکیہ رکھکر بیٹھی اور خواجہ نے منھ سے رنگ نی سلب خواجہ کا منھ دیکھ رہے ہین کہ دیکھین کیا کرتے ہین بیگو اس نے نے نوازی کرنا آغاز کی اور یہ غزل آتش کی اس طرح گائی کہ ساری بزم محو ہوگئی

## غزل

| | |
|---|---|
| بادشاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج | داغ سودا ہوگیا ہے افسر شاہانہ آج |
| تیرے کوچہ کا ہے خانہ خراب انسان آج | شیخ کعبہ چھوڑتا ہے برہمن بتخانہ آج |
| جلوہ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل | عقل کل کہیے اسے جو کوئی ہے دیوانہ آج |
| آمد آمد اس سراپا نور کی ہے بزم مین | شمع اڑ جائے جو ہاتھ آئے پر پروانہ آج |
| ہوش مین کہتے ہین ذکر عشق نسخہ عیش ہے | مین کہون تو حسن جمال یار کا افسانہ آج |
| طوق ہلالی ہین پریان خانہ زنجیر مین | وقت کا اپنے سلیمان ہے ترا دیوانہ آج |
| مجھ سے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہے شراب | دیکھتا ہون مین بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج |
| پیر مغ کی دعا مانگے وہ بت پڑھکر نماز | کس طرف جا کر ادا ہو سجدہ شکرانہ آج |
| وصل کی شب ہے سامان ساقی کنت برتر | مین تمھین پیالہ دون تم مجکو دو پیمانہ آج |
| دیکھین تو کیونکر بری ہوتی ہون تشنہ مین بہ | بعد مدت تو تمھین آیا ہون مین دیوانہ آج |
| نزع کی مشکل بھی آسان ہوگئی ہے آتش مدد | شاہ مردان سے طلب کرتے ہین مردانہ آج |

اس گانے سے اہل انجمن کیا شجر و در و طائر و حجر سب سناٹے مین آگئے نہرون سے مچھلیان کنارے آکر بسان ماہی بے آب لوٹنے لگین پرندے جھوم جھوم کے رہ جاتے تھے جانوران گلشن خوش الحانی بھول کر ادھر کان لگائے تھے اور بعض آشیانہ سے گر کر تڑپتے تھے بلبل کی زبان بندھی تھی دم تسلسل راگ مین پابندھی گل صد برگ کا رنگ زرد ہوا تھا چشم نرگس حیران تھی زلف سنبل پریشان تھی داؤدی الحان داؤدی سنکر سفید ہوتی تھی گویا نہ ہونے سے پشیمان تھی لالہ کا دل داغدار تھا ہوتیا گر ہر شاخ کرنے پہ کیا سواجہ کا منھ موتیون سے بھرنے پہ تیار تھا بیلا اپنا البیلا پن بھول تھا راگ سنکر ایسا سرد ہوا کہ جوالا تھا سرو کو سکتہ تھا ہر شجر بہ رنگ مصرعہ موزون بنا تھا

## نظم

اٹھی دل سے بہار کے ہوک — صحرا صحرا میں پڑ گئی کوک
جنگل میں مچ گیا جو منگل — دان گونج اٹھا تمام جنگل
اچھلا سیمرغ بھی ہوا پہ — بالیدگی آ گئی ہما پہ
رگڑیں بہتوں نے ایڑیاں وان — ٹوٹیں لاکھوں ہی بیڑیاں وان
دریا کے سنہ پہ آ گیا کف — باندھی مرغابیوں نے اک صف
لی باد بہار نے پھریری — سانس ایک بھری صبا نے گہری
جب تھم نہ سکی ہنسی وہ مطلق — سینہ ہوئے ہر انار کے شق
نیلا سوسن کا ہو گیا رنگ — تبدیل چمن کا ہو گیا رنگ
انواع طیور میں ہوا غل — پٹی ہر شاخ گل سے سنبل
گل شبو نے بھرا دم سرد — صد برگ کا چہرہ ہو گیا زرد
جو سرو پہ بیٹھی فاختہ تھی — سو وہ بھی حواس باختہ تھی
رقصاں طاؤس خوشنما تھا — ایسا ہی قفس ہما تھا
جاری ہوئی اک نشاط کی نہر — لہرا اٹھی سرور کی نہر

بعد کچھ عرصے کے خواجہ نے بانسری زنبیل میں رکھ لی اور جب ہو رہے بران و مجلس وغیرہ تا دیر اشک ریزان عالم محویت میں رہیں جب ہوش میں آئیں مجلس اٹھ کر لپٹ گئی اور کہا خواجہ از برائے خدا نیم بسمل نہ چھوڑیئے اب کی پھر گائیے یہ کہہ کر منت کرنے لگی عمرو سمجھا کہ یہی وقت اپنے حال بیان کرنے کا ہے یہ سمجھکر تھوڑی دیر پھر گایا اور نے کو ہاتھ سے رکھ کر گویا ہوا کہ فلک کا ظلم ہے فرزند شہزادہ اسد تو قید ہیں خدا جانے میرے ہمراہیوں پر افراسیاب نے کیا آفت کی ہوگی یہ کہکر اشک آنکھوں میں بھر لایا بران نے تسکین دی کہ انشاء اللہ آپ کو مع فوج قاہرہ والد میرے اس موذی کی سرکوبی کو بھیجینگے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گی عمرو نے کہا اے ملکہ آپ کے تفقدات سے مجھے ایسی ہی امید ہے لیکن میرا دل اس وجہ سے اور زیادہ گھبراتا ہے مخمورہ جو ہر وقت مجھکو تسکین و تسلی دیتی تھی وہ بھی یہاں آکر چھوٹ گئی ملکہ نے کہا میں ابھی آپ کو اس سے ملائے دیتی ہوں اور اسکو بلائے لیتی ہوں یہ کہکر حکم دیا کہ مخمورہ کو حاضر کرو ساحرہ دوڑے اور اسی باغ میں جہاں عمرو کے ہم شبیہ پاس مخمورہ تھی پہونچکر عرض کیا کہ چلیے آپ کو ملکہ بران نے بلایا ہے مخمورہ یہ پیام سنکر سمجھی کہ مجھکو ساحرہ نے اپنا ہم پیشہ اور معزز جان کر پہلے طلب کیا ہے جب تو جاکر سفارش خواجہ کی کرے گی تو ان کی بھی طلب ہوگی یہ سوچکر نقلی عمرو سے کہا کہ خواجہ دیکھیے ہم سے اور تم سے اب کب ملاقات ہوتی ہے خواجہ نقلی نے جواب دیا کہ تم چلو میں بھی آرہا ہوں یہ تخت سحر پر سوار ہوئی کہ یکایک ایک آواز آئی کہ پشت باغ کی طرف کا دروازہ

ہوا کہ اے مخمور دیکھو تخت پر سوار نہ ہو اس نے یہ آواز سنکر استعجاب کیا اور تخت سے اتر کر در بہشت باغ وا کیا
اندر گئی دیکھا یہان بھی دربار لگا ہے پریزادون کا مجمع ہے شہ نشین پر بارہ دری مین ہمراہ بہار عمرو بیٹھا ہے
حیران ہوئی کہ ایک عمرو کے پاس سے مین آئی ہون اور دوسرا یہان موجود ہے پھر سمجھی کہ بادشاہ طلسم یہان کا
ہمکو عجائبات دکھاتا ہے وہ عمرو نہ تھا یہ عمرو اصلی ہے اور مجھے پہلے بہلا دیا گیا ہے خیر یہ سمجھ کر تخت سے نکلنے لگی
غرض ملکہ آگے بڑھی اور سامنے ملکہ کے آکر سلام کیا عمرو اٹھ کھڑا ہوا اس کی خاطر سے ملکہ اور سب اٹھ کر
بغلگیر ہوئے پھر یہان عزیز جان کر برابر اپنے بٹھایا مخمور نے کہا خوب ابھی ہم تم ایک جگہ تھے اور یہان تم اس
طرح بغلگیر ہوئے جیسے بہت دنون سے جدا تھے عمرو نے یہ بات سنکر تعجب کیا اور کہا جب سے تم چہد ترے پر
سے الگ ہوئی مین تجھسے آج ملاقات ہوئی ہے یہ کہکر اپنے آنے کا سب حال بیان کیا مخمور نے کیفیت اپنی ظاہر کی
جب دونون غرق بحر تعجب ہوئے بہار نے کہا خواجہ میرے باپ کو آپ کا استقبال مجھکو مع ناظمان طلسم
بھیجکر کرانا منظور تھا اس لیے ان کو الگ کر لیا تھا کیونکہ یہ ایک ناظمہ طلسم ہوشربا تھین اس جلال و عزت
سے پیشوائی ان کی نامناسب سمجھی گئی یہ تقریر سنکر عمرو خاموش ہو رہا مگر مجلس نے کہا کہ ملکہ مخمور کی صورت
دیکھکر مجھکو یاد آیا کہ مین نے چتلا جبین اپنی لونڈی کے پکڑنے کو بھیجا تھا وہ ہوا ابتک نہ آیا نہین معلوم کیا
ماجرا گذرا یہ کہکر اپنی مان عمران جادو سے کہا کہ بابی امان ایک پتلا آپ بنا کر خبر کو بھیجیے دیکھیے وہ کیا
خبر لاتا ہے اس کی ماں نے بموجب اس کے کہنے کے پتلا آرد ماش بنایا اور سیر سحر کا اس مین بٹھا کر روانہ کیا بعد
اس کے جانے کے عمرو نے مخمور سے کہا کہ ہم کو یہان کا ایک ساحر پکڑے گیا تھا یہ کہکر حال چرخ وغیرہ کا
بیان کیا چرخ کا نام سنکر بہار نے کہا خواجہ آپ نے خوب یاد دلایا وہ چرخ جو آپ کے ساتھ آیا تھا دار الامارت
شاہی مین میرے ملازمون نے گرفتار کیا ہے اس کے بارے مین کیا ارشاد ہوتا ہے عمرو نے کہا اس کو ملکہ
چرخ رد مین تن عنایت کرکے رخصت فرمائیے ملکہ نے کہا چرخ کو نکلیے تاکہ دیدار اس کا دیکھا جاوے
عمرو نے اسکو زنبیل سے نکالا سب کو بڑا تعجب ہوا کہ عمرو کمر سے زندہ آدمی نکالتے ہین غرض سب نے
دیکھا کہ چرخ کی زبان مین سوزن دیا ہے لنگوٹی بندھی ہے سارا جسم ننگا ہے اور بیہوش پڑا ہے بہار نے
فرمایا کہ سوزن نکال لیجیے اور اس کو ہوشیار کیجیے عمرو نے کہا سوزن نکالنے سے یہ ساحر ہے ضرر پہنچا
یا بھاگ جائے تو مین نہین جانتا ملکہ نے کہا کیا مجال جو میرے سامنے سے کہین جاسکے خواجہ نے اسکو
ہوشیار کیا اور سوزن نکال لیا اس کی جب آنکھ کھلی عمرو کو دیکھ کر چاہا کہ بھاگ جاؤن بہار نے ایک
پھول گلاب کا گلدستون مین سے جو بہر زینت بزم رکھے تھے اٹھا کر مارا اور حکم کیا جانے نہ پائے اس پھول
کی پنکھڑیان بکھر کر چار طرف سے بسان تیر آتشین اسپر چلین وہ بھی ساحر زبردست ہے اس نے سحر پڑھکر
دم کیا کہ وہ پنکھڑیان مرجھا کر گر پڑین پھر تو وہ غصہ ملکہ کو آیا کہ ایک پاؤن سے کھڑی ہو گئی منہ مثل گل گلاب
سرخ ہو گیا لب نازک برنگ برگ بید تھرانے لگے آنکھین لال ہو گئین شاہد مردم یاقوت بدوش ہوئے

اور دونوں ہاتھ سر سے بلند کیے جیسے کوئی انگڑائی لے اس وقت اس سفاک عالم کے حسن کی یہ کیفیت تھی
کہ بیت ؎ ہاتھ ہے بالوں پہ رہ سے سنور کے گر + ڈھنگ دنیا سے جدا ہی تری انگڑائی کا + ہاتھ بلند ہوتے
ہی چار سو چلے تیر و کمان لیے ہوا سے اترے چرخ پر زور سحر اژدر لچہ نہ ہوا تھا کہ تیر چار سو ایک ہی مرتبہ
چلوں نے مارے جسم سارا اس کا غربال ہو گیا وہ خطا گرفتہ گوشہ گیر دامن اجل ہوا پھر اس کے جلانے لگے
ملکہ نے لاش اس کی کھنچوا کر پھنکوا دی اور چند کشتیاں خلعت کی درست کرا کے مع تاج مرصع اور فرمان
حکومت کے جوہر کے پاس بھیجیں ملازمان ملکہ جب جوہر کے پاس لائے وہ منتظر تھا کہ دیکھیے خواجہ سے
کب ملاقات ہو اس وقت خلعت دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے ملازموں نے عرض کیا کہ خواجہ صاحب نے یہ
خلعت و فرمان حکومت قلعہ جیرخ آپ کو بھیجا ہے ہوشیار بہت خوش ہوا اور کچھ ساحر نامور ملکہ کے حکم
سے اس کو تاج حکومت پہنا کر تخت پر بٹھا کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ قلعہ مذکور میں لے جا کر تخت فرمانروائی
پر بٹھایا سرداران فوج کو فرمان ملکہ سنایا افسران لشکر نے جب ساحران معزز کو ہمراہ دیکھا سمجھے کہ اگر ہم
سرکشی کریں گے ان سے لڑ نہ سکیں گے اور دوسرے بادشاہ طلسم سے لڑائی چھڑ جائے گی بس یہ سمجھ کر
حاکم بادشاہ طلسم کی اطاعت میں سرگرم ہوئے منادی نے ندا کی جو بادشاہ حال کا مطیع نہ ہوگا قتل
کیا جائے گا سب اکابرین قلعہ مسطور حاضر ہوئے نذریں گذرنے لگیں چنانچہ یہ جوہر تو یہاں کی حکومت
پا کر عیش کرتا ہے مگر بران خواجہ دستور کو اندر بارہ دری کے لے کر بیٹھی اور خاطرداری کرنے
لگی مخمور سے یہ پوچھا کہ کیوں تم نے افراسیاب کو کیوں چھوڑا اور خواجہ کی رفاقت کس لیے اختیار
کی مخمور نے عرض کیا کہ میرا یہ رتبہ کہاں جو خواجہ کی رفاقت کروں بران نے کہا خواجہ ایسی خوبیوں
کے آدمی ہیں کہ ہر ایک ان سے محبت کرتا ہے اچھا مخمور اب بتا کہ ہمارا باپ زبردست ہے یا افراسیاب
مخمور نے کہا داوری میں کیونکر افراسیاب کو کم زور کہوں کیونکہ دشمن کیسا ہی ذلیل و خوار کیوں نہ ہو
لیکن اپنے سے زبردست اور اپنے طرفداروں سے زور آور اس کو جاننا چاہیے کہ بیت ؎ جو نہ
سمجھا اپنے دشمن کو قوی + کام میں اس کے پڑے گی ابتری + بران کو یہ جواب اس کا پسند آیا اور ہنس کر
کہا واہ واہ خوب تم نے باتوں میں افراسیاب کو زبردست بتایا مخمور نے جواب دیا کہ حضور میں
نے اس کی زبردستی دیکھی ہے بچشم خود دیکھا ہو وہ کیوں نہ کہوں آپ کے یہاں آئی ہوں اگر جانتی ہوتی پہلے
سے تو بزرگی اور حقارت میں بہ نسبت آپ کے اور افراسیاب کے تمیز کر سکتی اس کے پاس حجرۂ
ہفت بلا ہے لوح دار طلسم ہے آپ کے یہاں بتلائیے کیا کیا چیز عمدہ ہے بران نے کہا ہمارے طلسم میں
گنبد سامری ہے جو ساحران عالم کی پرستش گاہ ہے میرے پاس اختر مردارید سامری ہے جو ہزاروں
سحر دم بھر میں پیدا کرتا ہے مخمور نے کہا تو آپ کا اور افراسیاب کا برابر مقابلہ ہے خدا ایسا کرے
کہ وہ مواغارت ہو اور آپ اس پہ فتح پائیں اور اے ملکہ دوران آپ نے جو خواجہ کو ٹھہرا رکھا ہے

یہ عیش اس کے لیے بدتر از ننگ ہے کیونکہ مہرخ وہاں اکیلی ہے اگر وہ کام آئے تو آپ کے لیے اور خواجہ کے لیے بڑی بدنامی ہے کیونکہ سب کہیں گے عمرو لڑ نہ سکا بھاگ گیا اور کوکب نے درپردہ دوستی شاہ جادواں کرکے عمرو کو بچایا۔ یہ کہا براں نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ تم سچ کہتی ہو مگر میں مزاج میں اپنے باپ کے دخل نہیں رکھتی خواجہ کا جانا بغیر ان کی ملاقات نہ ہوگا اور ملاقات ہونے کا تقاضا نہیں کر سکتی مخمور نے کہا خیر جبتک کمک کچھ بھیجیے ملکہ نے کہا ہاں یہ ہو سکتا ہے اور چاہا کہ ایک ناظم ملک کو بہر روانگی حکم دے اس وقت عمرو نے کہا اے ملکہ آپ پہلے دو ساحر خبر لینے کو بھیجیے کہ میرے لشکر کا حال دیکھ آئیں اگر کچھ امر نوع دیگر خدانخواستہ ہو تو مجھکو روانہ کر دیجیے گا ابھی بغیر اجازت اپنے باپ کے مدد نہ بھیجیے ملکہ نے کہا بہتر ہے اور دو ساحروں کو حکم دیا کہ جاؤ لشکر مہرخ کی خبر لاؤ ساحر روانہ ہوئے اب یہ ساحر تو لشکر کی خبر کو جاتے ہیں لیکن حال لشکر کا سنیے کہ بہار و مہرخ دونوں آمادہ جنگ مصور اور سحر کی تیاری میں مصروف ہیں ادھر مصور بھی بارگاہ سے اٹھکر سحر درست کرلے آیا تھا اسی رات کو کہ جس شب براں کے یہاں عمرو نے نے نوازی کی ہے حیرت نے چاہا کہ طبل جنگ بجواؤں اس لیے مصور سے کہلا بھیجا کہ آپ طبل جنگ بجوانے کو فرما گئے تھے میں حکم نواختن کوس حرب دیتی ہوں مگر آپ سے اجازت چاہتی ہوں یہ پیغام سنکر مصور خود حیرت کے پاس آیا اور کہا اے ملکہ ابھی آپ تامل کریں مجھکو شاہ جادواں نے نامہ میں طنز کی عبارت لکھی تھی اس وجہ سے چاہتا ہوں کہ یکہ و تنہا بارگاہ حریف میں جا کر سب کو پہلے سمجھاؤں اگر نہ مانیں تو گرفتار کر لاؤں حیرت نے کہا درحقیقت آپ ایسے ہی ہیں نبیرۂ سامری کے آگے چند ساحروں کا پکڑ لینا کیا بات ہے لیکن تنہا آپ کی بلا جائے ملازم موجود ہوں تو کیوں آپ اکیلے جائیں اس نے جواب دیا کہ اے ملکہ نام میرا اسی بات میں ہے اب مجھے نہ روکیے یہ کہکر پکار کر کہا جو عیار کہ یہاں بشکل مبدل لشکر حریف کے ہوں وہ جا کر خبر کر دیں کہ خداوندزادے اکیلے تمہارے قتل کو آتے ہیں یہ کہہ کر چلا حیرت بھی چپ ہو رہی کہ آج اس کا کمال دیکھوں اور عیار جو یہاں حاضر تھے وہ بھی چلے اور یہاں آکر ملکہ مہرخ سے حال اس کے آنے کا بیان کیا اس نے بہار سے کہلا بھیجا کہ جس کے لیے تم سحر تیار کر رہی ہو وہ اکیلا آتا ہے بہار اپنے خیمہ میں اگیار کر کے سحر پڑھ رہی تھی اور ایک پتلی ماش کے آٹے کی بنا کر زعفرانی لباس پہنا کر چنبیلی کے پھولوں کے گہنے کا اسکے ہاتھ میں دیا تھا اور گہنا پھولوں کا اُسے بھی پہنایا تھا پھر اس کو بھینٹ دے کر وعدہ وقت پہ جلانے کمانے کر آگ میں جلایا تھا کہ خبر آمد مصور سنی فوراً اندر بارگاہ کے آئی اور دنگل پہ بیٹھی تھی کہ ہرکاروں نے بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ مصور لباس رزم پہنے چھڑی ہاتھ میں لیے قریب بارگاہ پہنچ گیا ہے یہ خبر سنتے ہی بہار نے ٹہر کر دستک دی وہاں مصور چلا آتا تھا کہ یکایک آواز جھانجھ کی سنائی دی اس نے سر اپنا اٹھا کر دیکھا تو ایک نازنین سمن اندام کو تخت سحر پر سوار پایا کہ روشنی گلاسوں کی گرد تخت کے ہے اور وہ شعلۂ حسن بیچ میں مسند ناز پہ بیٹھی ہے حقیقت میں مسند نشین انجمن دلبری و رونق ماہ مشتری کی ہے

یہ دیکھکر مصور ٹھٹکا اور وہ تخت پر آیا اس نے دیکھا کہ یہ غارت گر تاب و توان لباس زعفرانی پہنے ہے
جیسکے عشق مین چہرۂ عاشقان زرد ہی دلہن عاشق کے درد ہی ہوتیے کا عطر سارے جسم مین لگا ہی فتنہ برپا کرنے والا ہے
نسیم بہار کا دماغ بسانے والا ہی جگر پھولون کی تورے پوش پڑا دست نازک مین لیے ہی غنچہ خاطر عاشقان
شگفتہ کیے ہی شکل و شمائل مین وہ ماہ چہاردہ آسمان زیبائی و ہمسری خورشید سراپا چشم بد دور نور ہی آفتاب
اس کی جبین نورانی دیکھ کر جھکا آتا ہی نہین اس جبین پر صدقے ہوا جاتا ہی مانگ اس کی موتیون سے
بھری ہی یا تارون سے رات بھری ہی کانون مین گہرہاے آبدار آویزان اس پر لطف سے کا آجانا
گویا ناگنی انڈون پر بیٹھی تھی نہین نہین یہ بیہودہ تشبیہ کیا آہو کی بالی کان صباحت کے حلقہ بگوش اختیار
کی ہی چشم خمارین کے ڈورے رگ گل سے سوا نازک تھے دام محبت مین اسیر کر لیتے تھے خال سیاہ قرین
چشم یا کوئی مست میخانہ مین پیالے خم سے پشت رہا تھا ناک خود بینی کی ناک تھی خاطر عشاق اسی کو پیار
کرکے غمناک تھی گات ایسی گدرائی تھی کہ نہال حسن مین پھل آئے تھے ہونٹھ ایسے چوسنے کے قابل تھے
کہ عاشق انھین دیکھکر ہونٹھ چاٹین کام و دہان انھین لذتون پر مائل تھے دھوان دھار دھڑی مسی کی
تھی اور مسکراہٹ سے شرم عوض سرخی کے رچی دہن تنگ آرزوے جان و رگ خاطر تمنا کی طرح گم تھا
زبان منھ مین تھی یا نزاکت سمٹ کر سمائی تھی اسی کا سکن بنا تھا کہ

## نظم

وہ ظالم کے مسی آلودہ دندان — جھلک مین موتیون سے تھے دو چندان
پڑے ہونٹون مین تھے ایسے دمکتے — کہ یون جون رات کو جگنو چمکتے
یقین ہوا اس کو جو دیکھے دلبستان — کہ بیشک یہ ارم کا ہے گلستان
بنے دو بہ سونے کے بیان مین — کہ سونے کے کلس اوپر عیان ہین
زبس تھا صاف سینہ پیٹ بھی صاف — بدن آئینہ سان براق شفاف
شکم پر دو شکنون کا ذکر کیا تھا — فقط وہ عکس خوبی کا پڑا تھا
ستارہ سی دمکتی تھی پڑی ناف — بھلا کوئی کرے کیا اسکا اوصاف
وہی تو حسن کے چشمہ کی تھی سوت — نہ تھی وہ ناف تھی اک جاگتی جوت
یہی کہتی تھی اس کو دختر رز — کہ ہے یہ تو بعینہ ہاے ہوز
کمر کچھ اور اعضا کا مین کیا ذکر — کہ ناحق کی بھلا اتنی کہان فکر
زہے مضمون عالی دماغی — پڑھا وین بلبلین اس کو چراغی
سرین از بند شلوار از دگر ہیچ — حکایتہاست اینجا ہیچ در ہیچ
لگا کر ناخن پا سے وہ تا فرق — سراسر حسن کے دریا مین تھی غرق
غرض وہ شوخ اسکی پلکے آہٹ — لگی دکھلانے اپنی چلبلاہٹ

یعنی تخت سے اتر کر خراماں خراماں مصور پاس آئی یہ اس کو دیکھکر جو بحال ہو چکا تھا حیرت زدہ ہو کر کہیا
اس آئینہ رو نے آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کیون اے بیوفا یون بھی کوئی اس طرح بھول جاتا ہے کہ بیت
آہ از ان شوخ کہ تا سر نشود خاک درش ٭ بر سر عاشق بیجان نزند گرد رش ٭ مصور اپنے دل مین حیران ہوا
کہ یہ کون نازک بدن غنچہ دہن ہے جو محبت ظاہر کرتی ہے لیکن پوچھ نہ سکا کہ یہ زیادہ بے مروت کہے گی
اور گلہ کرے گی کہ یہ پہچانتے بھی نہیں یہ سوچکر اس کی باتون کا ویسا ہی اس نے جواب دیا کہ اے مایہ آسایش
و آرام فرد تا نہ ہو دلبر کی جانب سے کشش ٭ عاشق بیچارہ کہہ کیا کر سکے ٭ اچھا اب یہ شکایت جانے دو مجھ سے
تم یہان ٹھہرو مین ان نمک حرامون یعنی مہرخ وغیرہ کو پکڑ لاؤن تو آپ کو اپنے لشکر مین لے چلون وہ
پریزاد یہ کلمہ سنکر ہنسی اور کہا خیر مین ایسی بستانی ہون جو ان کے انتظار مین یہان کھڑی رہون جب لڑائی
فتح کر کے آئینگے تو مجھے لے چلینگے اے صاحب ذرا ہوش پکڑو ذرا حواس درست کرو کیا مین
اپنے بس مین ہون جو کھڑی رہون لو یہ تحفہ حاضر ہے دیکھ لو اور مجھکو رخصت کرو یہ کہکر وہ چنگیر آگے
بڑھایا مصور نے اس کو ناراض ہوتے دیکھکر رخسار نازک پہ ہاتھ پھیرا اور کہا اے جان جہان خفا
نہ ہو یہ بتلا دو کہ تم کون ہو اور یہ تحفہ کس نے بھیجا ہے اس نے اس کلمہ پہ ٹھنڈی سانس بھری اور کہا
او بیوفا جب تو پہچانتا نہیں تو ہم کیا اپنا نام بتائین اور تحفہ کا حال چنگیر کھولنے سے ظاہر ہو جائیگا
مصور اس کی لگاوٹین کرنے اس نے کہا صاحب تم میرے پیچھے کیون پڑ گئے ہو اس کا مقدمہ ہے دیکھو
مین بدنام ہو جاؤنگی یہ تحفہ لے لو اور اپنے کام پہ جاؤ پھر کبھی سامری چاہینگے تو ملاقات ہو جائیگی
مصور یہ کلام سنکر سوچا کہ دیکھو تو چنگیر مین کیا ہے اور وہ کون ایسی رشک چمن ہے جنے بائین تکلف
ایسے پریزاد کے ہاتھ تحفہ بھیجا ہے یہ سمجھ کر اس نے چنگیر کا تورہ پوش اٹھایا دیکھا اس مین ہار اور گجرے
پھولون کے عطر سے بسے رکھے ہین یہ کہہ کر متفسر ہوا کہ یہ کس نے بھیجے ہین اس گلعذار نے کہا ان
پھولون کو سونگھو اور آنکھون سے لگاؤ پھر آپ ہی اس کا حال معلوم ہو جائیگا جس نے بھیجے ہونگے
مصور سمجھا کوئی ساحرہ مجھ پہ عاشق ہے اس نے یہ بھیجا ہے اور نازنین سے حال چھپایا ہے ان پھولون مین
کچھ سحر کی لاگ رکھی ہوگی جب تو اس کو سونگھیگا خود بخود تیرے قلب پہ نام و نشان اس پردہ نشین
چشم مصور کا منکشف ہو جائیگا یہ سمجھ کر گجرا ہاتھ مین باندھ لیا اور ہار گلے مین ڈالے پھولون کو
سونگھ کر آنکھون سے لگایا یہی سحر تھا بہار کا کسی طرح نہ بھول ٭ گجرے پس پھر آپ مین نہ رہیگا
اور اسی واسطے یہ زن سحر نام نہ بتاتی تھی کہ ایسا نہ ہو نام بہار سنکر اس کو عیب سمجھے اور پھول نہ سونگھے
اب جو پھول اس نے سونگھے اور ہار گجرے پہنے اس نازنین نے ایک قہقہہ مارا اور کہا نام اس تحفہ
بھیجنے والے کا معلوم کیا اگر نہ معلوم کیا ہو تو پھولون کی پتیان دیکھو اس گل باغ رعنائی نے ورق گل پہ
شاخ نرگس کا قلم بنا کر تمھین نامہ لکھا ہے مصور تجھ دو میتاب ہو چکا تھا اس کے کہنے سے مجموعہ اوراق گل کو

پریشان کرکے درس طغرائے سبزہ ناز جین محبت پڑھنے لگا تیون پر یہ لکھا پایا کہ ملکہ بہار جادو نے یہ تحفہ خوش اندام کنیز کے ہاتھ مصور جادو کو بھیجا ہے اور کنیز کو بھی ان کا خدمت کے لیے مقرر کیا ہے بس یہ سنتے ہی تالیان بجانے لگا اور پکارا کہ بہیت باغ مین اگتے ہین وان سے گل رعنا ابتک ہے جس جگہ سایہ پڑا اقتاری رعنائی کا + یہ کہہ کر اس غنچہ دہن پر جو تحفہ لائی تھی دست ہوس بڑھایا اور ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا وہ درحقیقت ایسی نازک تھی کہ اس کے ہاتھ لگاتے ہی ٹوٹ گئی یعنی زمین پر گر کر سر الگ پاؤن الگ ہاتھ الگ سب جوڑ کلی کی طرح بکھر کر پھول کی پنکھڑی کے مثال الگ الگ بکھر گئے مصور نے ایک نعرہ مارا کہ ہائے یہ کیا غضب ہوا اے جان مجھکو یہ نہ معلوم تھا کہ تو ایسی نازک ہے یہ کہہ کر اس کا سر چھاتی سے اٹھاکر چاہا گلے لگاؤن مگر وہ سر کیا تھا کاسۂ حباب تھا اس کے چھوتے ہی پانی ہوکر بہہ گیا اور اسی طرح جس اعضا کو اس نے ہاتھ لگایا وہ پانی ہوا جب وہ صورت رنگین اور نقشہ نگارین سامنے سے بلبلے کی طرح لٹ گیا بلبل نمط یہ بھی فغان و شیون کرنے لگا کہتا تھا مین تو وہی ہون گا ہائے مین تو وہی لونگا اسی طرح بکتا ہوا وہی لونگا دہی لونگا کہتا ہوا پھرتا تھا اور جیب زیادہ تر اس دل آرام کی صحبت یاد کرکے بیقرار ہوتا تو بے تابانہ یہ اشعار زبان پر لاتا کہ بموجب **ابیات**

| | |
|---|---|
| کوچے سے یار کے نہ صبا دور پھینک دے | مدت کے بعد آئی ہے خاک اپنی راہ پر |
| قسمت کی خوبی دیکھیے اس شاہ حسن کو | دعوا کا ہوا فقیر کا مجھ داد خواہ پر |
| مین کشتی شکستۂ دریاے عشق ہون | روتا ہے ناخدا مرے حال تباہ پر |
| یاد آگیا ہے سبزہ جو مژگان یار کا | بوسے دیے زمین دیدۂ مردم گیاہ پر |
| گوشے بتان کے پردے چھپٹے اسکے شوق سے | رحمت خدا کی اپنی اثر دار آہ پر |

غرضکہ اسی طرح تا دیر بیتاب و آشفتہ حال پھرا اور اس طرف ملکہ بہار نے سرانچے بارگاہ کے اٹھوا دیے سردار اسکا حال پریشان و زار دیکھ کر ہنسنے لگے اس طرف چند لشکری جمع ہوگئے جب یہ کہتا ہے مین وہی لون گا سب پوچھتے ہین اے میان کیا لوگے یہ کچھ جواب نہین دیتا سوا اس کہنے کے کہ وہی لون گا آخر لشکر کے لڑکے تالیان بجانے لگے کوئی کہتا کہ خبطی ہے کوئی پکارا کہ ابھی دلگی نہ کرو اب بلا دیے گا ضرور کوئی کہتا اچھا آؤ ہمارے ساتھ ہم دلادین کوئی بولتا کہ ادھر دیکھو یہ لوگے کوئی کہتا دیکھو وہ آئی یہی لوگے نہ کوئی ہنستا ہوا پاس آتا اور کہتا کہ ارے بھئی تمھاری بی بی کو بلادین یہ ایک ایک کو کھسیاد ہوکر مارنے دوڑتا وہ سب متفرق ہوجاتے جب یہ ٹھہر جاتا اور بیقراری کرتا تو پھر سب جمع ہوجاتے وہ بیکا یہ تیرہ سامری ہے ہرچند کہ سحر سیج ہے مگر غضبناک ہوا اور سوچا کہ ملکہ بہار کو جاکر پکڑ لاؤ اسی سے میرے معشوق کا پتہ ملے گا یہ سوچکر چاہا کہ بارگاہ مین جائے لیکن ان تجردن وغیرہ کا اثر تو یہ ہے کہ انسان عاشق بہار ہوتا ہے بس اسکے دل کا خیال [illegible] سوچا کیا اگر تم گئے اور بہار ایسے لڑکے

اس لڑائی میں یہ گجرے اور پھول ٹوٹ گئے تو نشانی بھی اس گلبدن کی برباد ہوئی اس سے بہتر یہ ہے کہ گجرے وغیرہ جل کر اپنے لشکر میں رہو آؤ اور پھر آکر مقابلہ کرو یہ سمجھ کر پھرا اور کہتا چلا کہ میں تو وہی ہون گا لڑکے تالیاں دیتے ساتھ چلے کوئی کہتا لو لو پھر وحشت ہو جاتا ہے کوئی کہتا واہ بے چڑیا کے کیا دھن لگائی ہے ہم تو وہی ہیں گئے غرضکہ ایک قصہ برپا ہے جیسے الو یا دیوانے کتے کے پیچھے تالیاں دیتے ہیں اس کے فوج طفلان ساتھ ہی اندر یہ کہتا جاتا ہے کہ

ابیات

ہوں وہ دیوانہ مرے ہاتھ میں روز محشر
ہو مرا نامۂ اعمال گریبان ہوگا

ایک پر پر روئے بنائی ہے ہماری صورت
سیکڑوں پریوں میں کیا حال سلیمان ہوگا

دست وحشت تو سلامت ہے تو خورشید و
ایک جھٹکے میں نہ دامن نہ گریبان ہوگا

ہیں دم ذبح جو انداز یہ جھنجھلاوی کے
ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا

صبح نے پائی کہاں رونق کی سی جامہ دری
پردۂ صبح میں میرا ہی گریبان ہوگا

آج ہے دست رفوگر میں گریبان میرا
کل مرا ہاتھ رفوگر کا گریبان ہوگا

اک ذرا جوش پہ آئے تو یہاں غیرت عشق
ہمنشیں وصل کا اٹھا انھیں ارمان ہوگا

الحاصل جب یہ لشکر اسلام سے نکل گیا ادھر کے اور لشکری پھر آئے اور یہ بہت لشکر میں پہونچ وہاں بھی یہی حال ہوا اور غلغلہ سنکر حیرت نے پوچھا کہ یہ کیا غل ہے ملازم دوڑے اور خبر لے آئے کہ مرشد زادے کہتے ہیں کہ میں تو وہی ہون گا اور لڑکے لونڈے تالیاں بجاتے آتے ہیں حیرت یہ خبر سنکر متعجب ہوئی کہ اسی اثنا میں دربار میں آیا اور پکارا کہ اے ملکہ حیرت میں تو وہی ہوں گا دربار میں ایک قہقہہ اٹھا کہ ملکہ نے سب کو گھڑکا اور کہا آئیے اے مرشد زادے دہنی بیٹھئے مصور یہ سنکر کرسی پر بیٹھا ملکہ نے دیکھا کہ ہار پہنے ہے گجرا ہاتھ میں بندھا ہے سمجھ گئی کہ یہ سحر میں میری بہن ملکہ بہار کے مبتلا ہے دل میں بہت خوش ہوئی کہ میری بہن نے مرشد زادے کو دیوانہ کر دیا مگر بظاہر کہا کہ صاحب میں انھیں منع کرتی تھی کہ اکیلے نہ جاؤ انھوں نے نہ مانا دیکھو آخر اس شخص کے سحر میں مسحور ہوئے کہ جو ایک ہی شوخ و چنچل ہے اب اس سحر کا رد شاہ جادوان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا جب یہ گجرے اور ہار مرجھا کر ان کے پاس سے دفع ہون تو یہ ہوش میں آئے مصورت نگار زوجہ اسکی یہ تقریر سنکر رونے لگی اور ہزاروں سحر پڑھ پڑھ کے پھونکے مگر پھول مرجھائے اور نہ مصور کا دیوانہ پن گیا ناچار حیرت نے ایک تیلا خدمت شاہ طلسم میں بھیجا اسنے سب حال جا کر بادشاہ سے کہا بادشاہ طلسم بات دربار میں باغ سیب کے اندر تھا یہ حال سنکر غضبناک ہوا اور ہاتھ بڑھایا سیب کے درخت سے ایک سیب ٹوٹ کر ہاتھ میں آگیا اسکو کاٹ کر آدھا آپ کھایا اور آدھا سحر پڑھکر تیلے کو دیا اور ایک نامہ بھی لکھ کر تیلے کے حوالہ کیا مضمون نامہ کا یہ تھا کہ اے حیرت تم بیس برس سے ہماری معشوقہ ہو مگر افسوس کہ ایک ذرا سا سحر اسی چھوکری بہار کا تم سے نہیں اٹھ سکتا معلوم ہوا کہ تم کو اس بات کا رشک ہے کہ میں جو بہار کو پیار کرتا ہوں تو تم مجھ سے خفا ہو لو جو میں نے آج کل

اس کا نام بھی لیا ہو غرض اب نصف سیب کو جو ہم نے بھیجا ہے کھا لینا اور سحر مصور کا اتار دینا پتلا پاس
وسیب سنکر حیرت پاس آیا اس نے جب مضمون دریافت کیا سیب کھا لیا اور ہنسکر کہا اسے
صورت نگار میں سحر اتارتی ہوں اگر تمھارے میاں کے عوض اور کوئی ہوتا تو شاہ جادوان اس سحر کا توڑ
کبھی نہ بتلاتے لیکن یہ مرشد زادے ہیں ان پر جان تک نثار ہے یہ کہکر ایک پاؤں سے کھڑی ہو گئی
اور سحر پڑھکر بروے ہوا پھونکا منہ سے شعلے نکلنے لگے جسم خاکی میں دہن سے کرۂ نار کی صورت پیدا
کی بخارات گرم منہ سے ایسے نکلے کہ دماغ روزگار میں حرارت ہو پیدا ہوئی ہوا سے گرم کے جھونکے
نہ تھے مادۂ سرسام سرد ہر عاقلہ سانسیں گرم زمانہ بھر تاعقل گستر یہ کہ ایسی ہوا گرم چلی کہ وہ گلچہرے
اور بار وغیرہ بہار رنگ کے خزان رسیدہ گل کی طرح مرجھا کر خشک ہو گئے مصور بیہوش
ہو گیا پھر جو ہوشیار ہوا کہا میں کس حال میں ہوں صورت نگار نے سب کیفیت اس کے دیوانے
ہونیکی بیان کی اور اسنے خود بھی دیکھا کہ ملکہ حیرت ایک پاؤں سے کھڑی ہے اور لاٹ شعلے کی بنی ہوئی ہے
اس کو کمال شرم آئی جب حیرت سحر اتار چکی تو آپ بھی بصورت اصل ہو کر بیٹھی اور کہا اسے
مرشد زادے میں آپ سے منع کرتی تھی کہ تنہا نہ جائیے آپ نے نہ مانا آخر اس شوخ دیدہ بہار نے
یہ بے ادبی آپ کی جناب میں کی اگر آپ کی جگہ کوئی دوسرا ساحر ہوتا تو ہرگز یہ سحر اس پر سے نہ اترتا ایک
بار شدید اور قہر وغیرہ پر یہ سحر بہار نے کیا تھا وہ شہر زرنگار میں آکر نکلتا تھا شہنشاہ ساحران نے اسکو
مار ڈالا اگر سحر اس پر سے رفع ہو سکا مصور نے اپنی دیوانگی کا حال سنکر کہ یہ کیفیت میری تھی کہ میں تو وہی
ہوں گا گستاخانہ بیان آیا تھا بہت غصہ آیا بیساختہ فہمایش کرنے پر حیرت کے غضبناک ہو کر کہا کہ اسے
ملکہ اگر بارگاہ حریف میں جا کر جھونٹے پکڑ کر کے جوتیاں مارتا چلی پکڑ کر کھینچتا ہوا اس گیسو بریدہ
بہار کو آپ کے سامنے نہ لایا تو مجھکو مصور نہ کہیگا یہ کہکر اور بہت کچھ برا بھلا بہار کو کہا کیا حیرت
از بسکہ بہن بہار کی ہے اسکو یہ لاف زنی نہایت بری لگی اور سمجھی کہ یہ ابھی اپنی سزا کو نہیں پہونچا
میں مفت ناحق سحر اتارا خیر اب جو یہ جاتا ہے مانع ہونا نہ چاہیے بہن میری کچھ جلوا انہیں جو کھا لیگا اور اسکی
ہمہ یہ دیوانہ ہوا تو سحر بھی اتارنا مناسب نہیں یہ سمجھکر بظاہر تائید اس کے کلام کی کرنے لگی کہ واقعی آپ
ایسے ہی ہیں اچھا جائیے اور بہار کو پکڑ کے لائیے مصور اٹھکر چلا تھا کہ اس کی زوجہ نے کہا اب رات آدھی
گئی ہے اگر آپ بستر خواب سے بہار کو پکڑ لائے سب یہی کہیں گے کہ رات کو چوروں کی طرح سے مصور
پکڑ لائے اور اس وقت بارگاہ میں فوج اور سردار وغیرہ کوئی نہ ہوگا سر دربار آپ نے ارادہ گرفتاری کا
فرمایا ہے وہ اس وقت ممکن نہیں یہ زوجہ کی سنکر یہ رکا اور اپنی بارگاہ میں پھر آرام مع اپنی زوجہ
کے گیا حیرت بھی خوابگاہ میں گئی جب مصور قدرت نے رنگ سپیدۂ صبح و سرخی شفق سحر تصویر مہر
میں بھرا اور رخ پر شبیہ مہر کو کھینچا کیا بیات

نقاش ازل نے قلم صنع رقم سے | کھینچی ورق چرخ پہ خورشید کی تصویر
سب شمع خود بزم جہان مین تھا اندھیر | پیدا ہوئی پھر مہر جہانتاب کی تنویر

حیرت و ملکہ اپنی اپنی بارگاہ مین تخت حکومت پر جلوہ فرما ہوئین مرتبع بارگاہ تعداد پر سرداران سے دوجانب معمور ہوا کرسی نشینان درگاہ شاہی بصد کروفر جلوہ گستر ہوئے دور شراب ناب و طلبہ چنگ و رباب آغاز ہوا مصور نے بیدار ہوکر اول پرستش سامری کی پھر حیرت پاس آیا اور کہا مین بہار کو گرفتار کرنے جاتا ہون حیرت نے کہا سامری کے حوالے کیا یہ سنکر وہ روانہ ہوا لیکن جو اسیس لشکر عمرو بطور مخفی حاضر تھے وہ اس سے پہلے بارگاہ مین آئے اور زمین عظمت کو لب عجز سے چوم کر عرض پیرا ہوئے کہ اے ملکہ

نظم

ہے عدل تیرے عصر مین اتنا کہ بر فلک | بارہ بروج نظم و نسق سے ہین منتظم
یزدان پرست فضل سے تیرے کیا ہے | تھا وہ جو کوئی معتکف خلوت عدم

مصور خودسر نے ایسا کچھ لاف و گزاف کیا ہے اور بہار گرفتاری بہار آتا ہے یہ کہہ کر کنارے ہوئے اور ملکہ نے بہار کی طرف دیکھا اس بہار باغ حسن نے مسکرا کر گلفشانی فرمائی کہ آنے دو اسے کو وہ باغ سبز دکھاؤن کہ یاد کرے اور وہ آسیب پہونچاؤن کہ پھر نظر نہ آئے یہ کہکر وہ رنگ افزاے گلشن نشاط اٹھی کنیزان یاسمن بدن اس کے ہمراہ چلین اور باہر بارگاہ کے پہونچکر ایک میدان صاف و پاکیزہ مین ٹھہری چار گلدستے جھولی سے نکال کر مشرق مغرب جنوب شمال ہر سمت ایک ایک پھینکدیا یکایک ہر سمت سے سیاہی پیدا ہوئی ایسا کہ تمام لشکر اسلامیان کی نگاہ مین اندھیرا چھا گیا کچھ معلوم نہ ہوتا تھا بعد ایک لمحہ کے جہان تیرہ منور و روشن ہوا سب نے دیکھا کہ معمار سحر و نیرنگ نے چار دیواری نقرئی و طلائی دم بھر مین تعمیر فرمائی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی لگائی ہے بہشت برین کی نقل نمائی ہے دروازہ اس احاطہ مین زبرجد کا لگا ہے سبز رنگان دہر کا نصیب کھلا ہے اس طرح کھلا ہے گل بوستان رعنائی اس حصار نقرئی دھلائی مین بکمال ناز و ادا اور زیبائی داخل ہوئی اندر اس حصار کے باغ سحر لگا تھا کوئی مثل کہتا ہے کہ چیز ایسی عمدہ ہے کہ سحر معلوم ہوتا ہے یہان اصل مین سحر کا کارخانہ تھا پھر اس گلستان روح پرور کا وصف کیا ہو سکے مختصر یہ کہ نزہت انگیز و نیرنگ سے بھرا تھا شاخہاے گل پر بنرنگ طائر بہار نے آشیانہ بنایا تھا گلون نے نمک خندہ سے تو ریدگان الفت کے زخم دل پر نمک چھڑکا تھا بلکہ خندہ رنگین نے حدیقہ دہر کو پھیکا بنایا تھا غنچون کو خاک مین ملایا تھا رنگ گل تازگی تازہ گلدستہ طرازان محبت سے بھی نازکتر پنکھڑیان پھولون کی بہاے معشوق گلرخ مین سے کہین بہتر سفینات پر قطرہاے شبنم پڑے تھے یہ ظاہر تھا معشوق گلعذار نے بال بال مین موتی پرونے تھے نہین نہین لعبتان فرنگ نے بالون پر لوڈ چھڑکا تھا تماشا خود نسترن فریب مجموعہ جہان تھی بافرینش سے دست نازک مین بیت لیا تھا ساغر گل بادہ طراوت سے معمور تھا بیان غنچون کی رنگ دہان جانان مخمور

کلیون کے گروہ سے شاہد نکہت نکل کر باغ مین گلگشت کر رہی تھی یعنی خوشبو پھیلی تھی گلون کا ہولے جنبش کرنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دورہ ساغر بادہ گلگون ہے یا گردش چشم میگون ہر گل لالہ بھر کیف جان مستانہ ساز یعنی نشانی پیمانہ میخانہ یاسمن پر رخ صبح معشوقان نثار تھا نرگس مست چشم فتان یار کا گلہاے سرخ و سفید سے مذہب و مطلا رخ شاہد بہار تھا سبز زنگاری کا عکس سیاہ گل نرگس پہ پڑا تھا چشم نرگسی معشوق مین سرمہ دیا تھا کوئی پھول نرگس کا جو سرنگون تھا تو معشوق شرمگین کا آنکھین جھکا کر شرمانا یاد دلاتا تھا سنبل پر پیچ کا رخ گل پہ آکر لہرانا رخ شاہد بہار پر گویا زلف کا لٹنا تھا سرو ہر ایک قد موزون حور نرگس شہلا بشکل چشم مخمور تاک انگور رسیبان مست کھڑے ہوکر محو مستی وارستہ تکیہ گاہ دہشت پناہ سرمستان خمخانہ دہر تھی روش سبزہ کی بھر روش ہمہ جواہر کشا بچھا پڑا تھا نہرین موج زن ہزارے کے فوارے ساون بھادون نام کنارے کنارے نہرون کے چڑھے جواہر بہاری کو شرماتے بوے گل کی ہمدم باد صبا عناب کو دیکھ کر بوسہ لب معشوق یاد آتا للمولفہ

| | |
|---|---|
| تھی خیابان مین بہار اس جوش پر | کر رہی تھی جس پہ گل بلبل نثار |
| بوے گل سے ایسا چمن اتراتا تھا | عرش پر پہونچا دماغ روزگار |
| سرو گل قامت موزون کی شکل | تھا قد معشوق بھی جس پر نثار |
| طائران خوش نوا تھے نغمہ سنج | شاخہاے گل پہ گلبانگ ہزار |
| خندۂ گل کی صدا تھی اس طرح | قہقہے جیسے لگائین گلعذار |
| تھی صبا کی ہر طرف اٹکھیلیان | پڑ رہی تھی ابر سے ہلکی پھوار |
| تھے شجر اعلیٰ بوستان جنان | دیکھنے آئے تھے گلشن کی بہار |
| رنگ سوسن کی اداہٹ دیکھکر | تھا لب معشوق کو مسی سے عار |
| کرتے جوہار وے گلشن اس طرح | جو ہوئی سوسن چمن مین آشکار |

بیچ مین اس گلشن نگارین کے چبوترہ جواہر کا مربع بنا تھا گنبد و باسلک گوہر استادہ تھا سامنے بارہ دری بیمثل و لاجواب جواہر جڑی تعمیر تھی سنگ مرمر سانچے مین نور کے ڈھلی بینظیر تھی پردے زنبوری پڑے تھے اندر بارہ دری کے چھپر کھٹ مرصع پایوں کا لگا شیشہ آلات سجا فرش قاقم و سنجاب بچھا مسند ہاے تکلف پر تکیہ زردوزی کام کے دھرے بقعہ نور کے عالم دکھاتے لگن گیر جڑاؤ گھڑے نئی گرہ ہٹ کے کرے عطردان رکھے راحت کا سامان جلوہ دیا ہر چیز بے انتہا کہ بموجب للمولفہ

| | |
|---|---|
| اس طرح کی بنی تھی بارہ دری | شش جہت مین تھی بینظیر وہی |
| شیشہ آلات سب سجا اس مین | نور کا کارخانہ تھا اس مین |
| شیشہ آلات کی وہ رونق تھی | رنگت روے زہرہ فق تھی |

مہرومہ جبہ تھے نثار وہ جھاڑ
قدو قامت مین آتشین تھے پہاڑ

فرش و نایاب و پاک عمدہ نفیس
جان پاکان دہر کا تھا انیس

مسندین ایسی کچھ مرصع تھین
روح پاکیزہ حال دنیا تھین

اس طرح کا سجا تھا میخانہ
مست ہو جائے جان رندانہ

ساغر مے مثال دیدۂ حور
ہر ملک جسکی تاک مین تھا ضرور

دختر رز کی شوخیون پہ واہ
جان زاہد تھی غش معاذ اللہ

چوگھڑے عطر دان مہیا تھے
عیش و راحت کے جملہ سامان تھے

وہ راحت جان بہار یعنی ملکہ بہار طرحدار اس چبوترے پر باغ کے کرسی جواہر نگار پر بیٹھی اس وقت حسن و ادا پر اس غارت گر جان عشاق کی بہار گلشن نیرنگ بھی ہزار جان سے فدا تھی خواصان زرین کمر زرین لباس عمدے ہاتھ مین لیے گرد اس گل کے بلبل نمط استادہ تھین اور ملکہ پیشانی پر افشان چنے بزم انجمن فلک برہم کرکے تاب آفتاب کو اپنی جبین کے ساتھ رشک سے جلاتی تھی سواد زلف پھیلا کر جہان کو تیرہ و تار بنانا چاہتی تھی وہ روے رنگین اسکا گلستان سحر تھا کہ بہار جان فزاے گلشن عالم و فرشتہ بہشت برین اس پر ہزار دل سے شیدا ملکہ اس کی خوبی پر یہ حال تھا بیت بیٹر مین پڑ جائے تا انکھ اس رخ پر نور پہ ۔ چڑھ کے بیٹھے ہین کلیم اللہ کوہ طور پہ ۔ اس خوبی و ادا سے وہ مایہ ناز ٹھہری پوشاک ارغوانی زیب قامت کیے لالہ و گل کو آگ مین جلاتی زیور جواہر مین سے جسم نازنین مزین تھا عجیب جوبن تھا نظم

دونون رخسارے ہین وہ ایک فرنگی فانوس
شمع کافوری حسن انکمین ہوئی ہے روشن

پر کسی چشم خماری کا ہے گویا دورا
ہے غلط فہمی اگر کہیے اسے غنچہ دہن

نظر آئے مسی آلودہ جو دندان اسکے
حسن کے سین کے دندانے بوجہ احسن

کبھی دانتو مین دبائی تھی جو اسنے انگلی
حسن نے اسکے کیا کار زبان سوسن

صبح محشر کے یہی سر پہ بلا لائے گی
کچھ قیامت ہے غرض اسکی بیا من گردن

کیا کرون اس بت کافر کے کچون کی تعریف
ہائے وہ انکا ابھار اور اٹھتا جوبن

نیم بشگفتہ کنول چشمۂ خوبی کے دو
گول گول ابھرے ہوے جیسے حباب لگن

وار پار ان کے بیٹھے ہین جو اُنکو ی
ہے یہ سوتی کی رسی بیچ مین دو ریلے جمن

پھیر جاتے تھے وہ دو ریلے نزاکت گویا
اُس پہ یاں جاتی نلے رکھے ہوے تھے یر دن

غرضکہ وہ ماہ سپہر سحر و نیرنگ گلاب کی چھڑی جواہر کے ستارے جڑے ہاتھ مین لیکر کرسی پر جلوہ گر ہوئی اور مضمون جو روانہ ہوا تھا سیدھا بارگاہ مہرخ مین آیا وسط مین کھڑے ہو کر للکارا کہ کہان ہے وہ ہرزا یعنی بہار کسی نے

کچھ جواب نہ دیا مگر مہرخ نے کہا اے مرشدزادے آپ تشریف لائیے ملکہ بہار تو اپنے باغ میں گئی ہیں اس نے کہا میں اس گیسو بریدہ کو پکڑنے آیا ہوں باغ اُس کا کہاں ہے مجھے بتا دو اور تم سب بھی اگر اُس کی حمایت کرو دیکھو کس طرح اسکو کھینچ ہوا سے جاتا ہوں مہرخ یہ سنکر بولی آپ ایسے ہی ہیں اچھا چلیے ہم بھی آتے ہیں ان کا باغ بیچ لشکر میں سر راہ ہے کچھ چھپا نہیں چلے جائیے مصور بغضب تمام وہان سے پھرا اور اڑکر چلا بیچ لشکر میں پہونچکر جو ہر سمت جویا ہوا وہ باغ بہشت آئین جس کا ذکر ابھی لکھا گیا ہے نظر آیا بیساختہ اُس گلشن میں چلا جب اندر پہونچا ہوا سے سحر جسم میں لگی بہار باغ نیرنگ دیکھنے لگا بموجب ع اس باغ کی وہ ہی ہوا ہے + ہوا لگتے ہی مزاج بدلگیا افسوس اکثر بہار نے سو دے کا خلل کیا بہار اسی واسطے پہلے سے باغ سحر لگا کر بیٹھی تھی کہ یہ ساحر زبردست ہے اگر مقابلہ میں آجائے گا پھر سحر لوہا نہ کرنے دیگا اور سحر کامل ہو جائے گا تو پھر وہ رد نہ کرسکے گا پس اب جو یہ آیا مسحور مسجر ہوا اور سیر کرتا ہوا جب اور آگے بڑھا سامنے اس تو بہار افسون کو دیکھا اُس کے حسن کی بہار دیکھکر جھومنے لگا اور اسی حالت وجد میں یہ غزل پڑھنے لگا غزل

سبزہ کیا خاک شہیدان سے تری خاک اگے | جائے گل چاہیے داغ دل صد چاک اگے
کیا تعجب کہ جہاں خط اُس کے رو میں | جائے نرگس جو وہاں دیدۂ ادراک اگے
سایۂ قامت لیلی نہ پڑے اور افسوس | تربت قیس کی تہ سے خس و خاشاک اگے
آہ نکلے دل پرداغ سے انشا تو وہیں | تختۂ لالہ تہ گنبد افلاک اگے

ملکہ بہار نے اس کو محویت دیکھکر کچھ سحر پڑھا کہ بارہ دری سے ایک پریزاد رشک شمشاد صندوقچہ ہاتھ میں لئے پیدا ہوئی اور سامنے ملکہ کے وہ صندوقچہ پیش کیا اس گنجینۂ حسن نے اُس کو کھولا اور اس میں سے ایک پتلی نارنجی رنگ کی نکلی اور نکلتے ہی وہ ہر ایک معشوق شوخ و شنگ غارت جان نام و ننگ بنگئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ مانگ اس کے بالوں کی موتیوں سے بھری ہے یا تارون بھری رات آدھی جبین پر اسکے جبین ابدری تھی یا کاتب قدرت نے جمال و جلوہ کی جیم لکھی تھی آنکھیں تھیں یا منشی حقیقی نے دفتر حسن پر دو مہرے صاد کئے تھے بینی کے الف نے غلام کرکے حسینان جہان آزاد کے میم دہن میم سر مستی محبت تھا سرخی لب سے یہ ظاہر کہ ساغر بادہ احمر سے لبالب بصد عشرت تھا دندان دندانہ سین سلک گوہر عرض گردن صباحت میں بیاض سحر کی ہمسر کہ بمقتضائے نظم

شاہدے عاشق نوردے جوشے | شوخ و شنگے دل کشے عاشق کشے
آفت جان غمزۂ جادوگرش | ہمچو ساحر سامری صد جا گرش
بود صد بتخانہ در ہر ناز او | خلقے دیوانہ از انداز او
در جبین آفتاب آئین او | موج دریائے محبت چین او
بعد مشکین گشت مستش سجدہ کرد | ہندوئے آتش پرستش سجدہ کرد

| شعر | |
|---|---|
| خاک زیر چشم او از خویش گم | ہندوے افتادہ در دریاے خم |
| شوخ چشمِ یک یوسف گل پیرہن | مردے افتادہ در چاہ ذقن |

پس اس پتلی نے جو ایسی آفت دل عشاق بنی تھی ملکہ نے چنگیر پھولون کا اُٹھا کر دیا کہ مرشد زادے تشریف
لائے ہین اُن کے پاس لے جاؤ اور یہان بلا لاؤ وہ غیرت گلزار چنگیر لے کر چلی ادھر یہ شعر عاشقانہ پڑھ رہا
تھا مگر صندوقچہ کھولکر پتلی نکلتے اس نے جو دیکھی سمجھا کہ بہار مجھکو دشمن جان کر تسخیر مجھے کرتی ہے بس یہ سمجھ کر گولا
فولادی اس نے بھی نکالا اور اُچھال کر روکا اور چاہا کہ لگاؤن یکایک پہلو سے آواز آئی کہ میری طرف
دیکھو کیا کرتے ہو اس نے ہاتھ روکا اور پیچھے پھر کر جو دیکھا اُس پتلی کو جو سراسر نور تھی بلکہ حور مین قصور
ہوگا یہ بے قصور تھی آتے دیکھا پاتو آمادہ حرب ہوا تھا اُس کی نگاہ سحر آگین نے تسخیر کرلیا بکار **ابیت**
ایک خلق منتظر ہے تیری جلوہ گاہ مین ۔ دو تار نگاہ صرف ہوے تیری راہ مین ۔ اس شوخ بیباک نے آتے ہی
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چلیے میرے ساتھ یہ چپکا ساتھ ہوا سامنے بہار کے وہ لائی بہار نے پوچھا آپ مجھ سے
لڑنے آئے ہین یا آشتی کرنے اس نے کہا لڑنے کو بہار نے جواب دیا کہ بھیرہم بھی موجود ہین مگر آپ میرے
باغ مین آئے ہین مجھکو لازم ہے کہ مین کچھ تحفہ پیش کردن یہ کہکر اُس پتلی کے اشارہ کیا کہ اُس نے چنگیر
کھولکر سامنے کیا دیکھا کہ اُس مین گلاب کے پھول ہین اُس کی خوشبو سے دماغ بس گیا اور وہ نازنین بھی عطر مین
ڈوبی ہوئی تھی اُس کی خوشبو نے اور زیادہ فتنہ برپا کیا اس نے ایک پھول لے کر سونگھا اور بہار نے اُس پتلی سے
کہا کہ تو چلی جا وہ اس انداز سے بصد خرام ناز چلی کہ **فرد** اس ادا سے چلے وہ حشر کے دن ۔ فتنے بس بس گئے
قیامت کے ۔ مصور کو تاب باقی نہ رہی بنگاہ حسرت دیکھنے لگا خوف ملکہ سے کچھ کہہ نہ سکا بہار نے کہا
آپ نبیرہ جمشید و سامری ہین اگر اس کو پسند کیا ہے تو یہ حاضر ہے لیکن آپ اگر مجھ سے لڑنے کو کہتے ہین تو
بسم اللہ مین حاضر ہون لیجئے مستعد بیٹھی ہون اور اگر اس نازنین سے محبت ہے تو آپ کی کنیز ہے مصور نے کہا
مین اسکا عاشق ہون بہار نے کہا مین آپ کی بی بی ملکہ صورت نگار سے بہت ڈرتی ہون اس نے
کہا مین اُس بالزادی کو خوب جوتیان مارون گا بہار نے اس پتلی کو پکارا کہ اے نازکبدن آؤ وہ پھر
آئی ملکہ نے کہا مرشد زادے سے دل ملا کرو اور انکی اطاعت مین رہو اس نے یہ حکم سنکر اس کا
ہاتھ پکڑ کر کہا چلئے بہار نے کہا جائیے بارہ دری مین آرام کیجئے اور یہان سے کہین نہ جائیے گا مصور خوشی
خوشی اس رشک قمر کو لیکر بارہ دری مین آیا اور مسند پر بیٹھکر شراب پینے لگا ادھر ملکہ بہار باغ سحر سے
اُٹھکر بارگاہ مین [illegible] پاس آئی اور کہا مین مصور کو قید کر آئی [illegible] گا ہان
افراسیاب اگر جانتا ہے تو یہ سحر اتار دیگا اور جب یہ سحر دفع ہوگا و [illegible] گا اور [illegible] مین
[illegible] ایسا ہوگا کہ بیہوش رہون گی تم میری کنیز [illegible] کو لیجائین
[illegible] نے یہ سنکر کہا کہ اگر ایسا ہے تو تم ابھی چلی جاؤ اسوقت [illegible] شاید کچھ فتور

پڑے اس سے ابھی جانا مصلحت ہے بہار نے کہا اچھا اور مع اپنی کنیزون کے سمت کوہ آرام روانہ ہوئی وہ مقام
ہمیشہ سے اس کے رہنے کی جگہ ہے حال اس کا بیان کیا جائے گا یہ تو ادھر گئی اور ہرکارون نے جاکر ملکہ حیرت
سے سب خبر کی کہ مرشدزادے کی نسبت زبانی بہار ہم نے سنا ہے کہ وہ باغ سحر مین قید ہو گئے اور ملکہ بہار
جانب کوہ آرام گئی حیرت نے کہا اسی دن کا ڈر تھا یہ سحر ساحران عالم مین سے کوئی ایسا نہین جو اُتار سکے
شاید شاہ طلسم جانتے ہون صورت نگار یہ تقریر سنکر رونے لگی اور کہا مین بھی اُسی قید مین جاتی ہون
حیرت نے کہا شوہر تیرا آپ مین نہ ہوگا وہ مار ڈالے گا اس نے کہا بلا سے مین اپنی جان دون گی حیرت
نے کہا بی بی تمھارے میان کو بہت سمجھایا تھا لیکن ان کے غرور نے انھین خراب کیا اور سنو صاحب میری
بہن کچھ مجھ سے کم نہین صرف اتنا فرق ہے کہ مجھکو مصاحبت شاہ جادوان مین سحر زیادہ یاد ہین خیر تمھاری
خاطر سے مین چشمۂ سامری پر جاکر پانی لاتی ہون شاید اس سے سحر اترے یہ کہکر پرواز کرکے چلی کچھ دور
جاکر ایک سحر پڑھا کہ طاؤس اڑتا ہوا آیا اور اس کو سوار کرکے لے چلا کچھ دور گئی ہوگی کہ ایک پنجہ کمر مین پڑا
اور اس کو اٹھائے گیا آنکھ اس کی بند ہو گئی اب جو آنکھ کھلی شاہ طلسم کو ایک بنگلے مین سونے کے بیٹھا پایا اس
نے سلام کیا شاہ نے کہا کہ اسوقت مین سیر کو آیا تھا اس پہاڑ پر کہ سحر نے خبر دی کہ تم کہین جاتی ہو مین نے بلا لیا
کہو کہان جاتی تھین اس نے سب حال مصور کا بیان کیا شاہ نے کہا اے ملکہ دیکھو تمھاری بہن نے فتور
کیا ہے حیرت نے کہا مین بھی اس سے عاجز ہون آپ اس کو مار ڈالیے یہ کلمہ سنکر شاہ جادوان نے ایک
ٹھنڈی سانس بھری اور آہ کرکے کہا کہ کوئی بھی ایسی ماہ مہر جبین کو قتل کرتا ہے حیرت یہ سنکر چپ ہو رہی اور
شاہ نے ایک پنجہ آردماش کا بنا کر سحر پڑھا کہ وہ پنجہ اڑا اس سے کہا جا مصور کو باغ سحرت بہار سے
اٹھا لا پنجہ روانہ ہوا اور یہان مصور اس تیلی سے مشغول بوس و کنار ہے گود مین لیے بیٹھا ہے اور کہتا ہے کہ
بیت جس کا سر ہوگا دم نزع تری بالین پر ۔ کنج مرقد مین وہ کس چین سے سوتا ہوگا ۔ اسی نشاط مین تھا
کہ یکایک پنجہ آکر گرا اور اس کو اٹھا کے چلا یہ پکارتا ہوا اور لٹکتا ہوا کہ ارے ظالم یہ کیا غضب کرتا ہے
میرے معشوق سے مجھکو چھڑاتا ہے ہائے میری جان ہائے میری یار وفادار پنجے نے ایک نہ سنا اور اس کو لیکر
وہ بلند ہوا وہ تیلی سحر جسپر یہ فریفتہ تھا اس کے پیچھے اڑی اور پکاری کہ کیون صاحب یہی شرط وفا ہے کہ مجھ ایسی آرام جان
اور رفیق کو تنہا چھوڑے جاتے ہو بیمروتی کرکے منہ موڑے جاتے ہو اس نے معشوق کا بیتاب ہونا اور شکوہ کرنا
سنکر کہا اے ہمنفس و ہمدم بیت اختیار ہی تو نہین آپ سے جو دوستی ہے سخت ناچار ہون مین عالم مجبوری
ہے الغرض یہ تیلی اور زیادہ اڑ نہ سکی اسی باغ مین گر پڑی اور پنجہ بلند ہوا مصور رنج مرا سے بیہوش ہو گیا پنجہ
اُسکو سامنے شاہ طلسم کے لایا بعد کچھ دیر کے اس کی آنکھ کھلی اٹھ بیٹھا افراسیاب کو بھی نہ پہچانا یہ کہتا ہوا
چار طرف دوڑنے لگا کہ ہائے کیا تھا اور کیا ہو گیا ہائے یہ میری جان کہان گئی کس ظالم نے اس کو مجھ سے
جدا کیا ارے کوئی واسطہ سامری کا اُسے بُلا دے یار دُرس راحت دل سے مجھکو ملا دو اور کبھی دیوانہ وار

## بغزل ایہ کہتا کہ غزل

| | |
|---|---|
| دردا کہ یار ما را درد عجب رسیده | هم دل ز دست رفته هم جان بلب رسیده |
| آن ماه رو که با من شبها بروز کردی | رفتست و در فراقش روزم بشب رسیده |
| کی باشد آنکه بینم از دولت وصالش | اندوه دور رفته عیش و طرب رسیده |
| مشکل که در قیامت بینند اہل دوزخ | رنجہا کہ بر تن من از تاب تب رسیده |
| غیر از طلب ہلالی کارے مکن درین رہ | ہر کس رسیدہ جائے بعد از طلب رسیده |

شاہ جادوان نے اُس کا حال دیکھکر کہا کہ افسوس وہ شوخ چنچل کیا ستمگر ہے ہمارا دلدار ہی جس نے یہ سحر کیا ہے اس کلمہ کو سنکر حیرت نے تیوری چڑھائی اور کہا اُسکے عشق میں پھر تم بھی اسی طرح ناچو گے مجھے کیوں ہو شاہ طلسم اُسکے ناراض ہونے سے چپ ہو رہا اور سحر پڑھکر کہ اے سامری تو شیشہ آب چشمۂ جمشید حاضر ہوا سکے پکارنے ہی ایک پتلا شیشہ آب لیے اُڑتا ہوا آیا بادشاہ نے اس شیشہ سے پانی لیکے چھینٹا مصور کے منہ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہو کر اعتبر جو ہوش آیا بادشاہ طلسم کو اس نے سلام کیا اور بیٹھا بادشاہ نے فرمایا کہ اے مرشد زادے آپ کو میری بی بی نے تنہا جانے کو منع کیا تھا مگر آپ نے نہ مانا اور اپنا یہ حال کرایا آپ تو واقف ہیں کہ وہ آفت روزگار بہار ساحرہ بے بدل ہے اور مدت سے میرے پاس رہکر اُس نے سحر یاد کیا ہے اس سحر کا رد کرنا مجھے بھی یاد نہ تھا اگر چشمۂ جمشید کا پانی ممکن نہ ہوتا آپ کا دیوانہ پن نہ جاتا مصور نے سب کیفیت اپنی سنکر جواب دیا کہ اے شہنشاہ آپ ملاحظہ کیجیے گا کہ سامری اُس کی سحر سازی اگرچہ میدان ... کرشمہ تاری تو آپ کو خبر ہو سامری نے کھو دیا افراسیاب نے ہماب اکیلے نہ جائیے گا نہیں بہت پچھتائیے گا اس نے جواب دیا کہ یہ ممکن نہیں جب تک اُس خانماں خراب کو نہ پکڑ لاؤنگا چین نہ لونگا یہ کہکر اُٹھا کہ لشکر میں جاتا ہوں تیار ہو کے لڑنے جاؤنگا شاہ طلسم سمجھا کہ یہ مرد بزرگ ساحران ہے زیادہ منع کرنے سے ناراض ہوگا بس یہ سمجھکر چپ ہو رہا لیکن اُس کا ذلیل ہونا یعنی اپنی ذلت جان کے تامل نہ کر سکا ایک پتلا کاغذ کا بنا کر کچھ سحر پڑھا کہ وہ جاندار ہوا اُس پتلے سے حکم دیا کہ مرشد زادے کی جا کر نگہبانی کر جو کوئی آفت آئے تو انہیں اُٹھا لانا پتلا بطور مخفی اُڑتا ہوا اُس کے ساتھ چلا ملکہ حیرت بھی رخصت ہو کر لشکر میں آئی اور مصور بھی بارگاہ میں پہونچا پتلا بر تے ہوا ٹھہر رہا یہاں بی بی مصور کی رو رہی تھی اس نے جو شوہر کو دیکھا اُٹھکر لپٹ گئی اور بہت روئی یہ بیٹھا دو تین جام شراب سرخ کے پیے جب نشہ ہوا اُٹھا کہ میں بہار کو پکڑنے جاتا ہوں بی بی اس کی منت کرنے لگی کہ صاحب اسطرح سامری کا اب نہ جاؤ اس نے بی بی کو جھڑکا کہ مجھکو نہ روک ابتو مجھسے اور بہار سے بگڑی اگر ہی معرکہ پڑا ہے دیکھوں کہاں تک اُس کی سحر سازی ہے یہ کہکر اُٹھا صورت نگار چیخیں مار کر رونے لگی اور یہ پھر آیا اور کہا کہ صاحب مجھکو بھی اپنی طرح چوڑیاں پہنا کر بٹھا رکھو زوجہ نے اس کی کہا کہ صاحب میں لڑنے کو منع نہیں کرتی لیکن طبل جنگ بجوائیے بر سر میدان مقابلہ فرمائیے اکیلے نہ جائیے یہ سنکر بخاطر اپنی زوجہ کے توقف پذیر ہوا اس

عرصہ مین نیرنگ طراز دہر نے اپنا سحر دکھایا کہ گلہاے انجم کا باغ صحن فلک مین لگایا اور آفتاب رنگ رخ عاشقان یا مثل برگ خزان دیدہ زرد ہوا کہ نظم

نہ تھی ظلمت شب دھوان ہدم کا — گھٹا جب جہان مین اندھیرا ہوا
گھڑی جوت کی ہندیے چرخ نے — جلائے ستارون کے اسنے دیے

شام ہوتے ہی حکم طبل جنگ بجنے کا دیا نفیر سحر کو دم ملاہ کار سے دوان دوان بارگاہ ملکہ مہرخ ذیشان مین آئے اور ملکہ کی ثنا و دعا دے کر حال نواخت نقارۂ رزم معرض بیان مین لائے ملکۂ مذکور نے فرمایا کہ ذرا کوئی خبر لائے کہ باغ سحر بہار بنا ہی یا نہیں لوگ گئے اور آکر عرض کیا کہ باغ لگا ہی لیکن مصور کو پنجہ لگیا تھا شاہ طلسم نے ہوشیار کر دیا ہی اور بر سر فساد ہی ملکہ نے کہا خیر اب میری باری ہی مین نے وعدہ کیا تھا ملکہ بہار سے کہ ہم تم ملکر اس کو دیوانہ بنائین گے چنانچہ دوبارہ دیوانہ کر چکین اب وہ نہین ہے تو یہ میرے حصہ کا ہی عیار جو حاضر تھے انھون نے کہا اے ملکہ اُستاد ہمارے نہین ہین ایسا نہو کہ آپ کے لڑنے سے وہ ہم پر آکر خفا ہون پس ہم آج رات کو جاکر اُس کو گرفتار کیے لاتے ہین یہ کہہ کر یہ بھی چلے اور مہرخ نے حکم نواخت کوس حرب دیا نقارہ جنگی گڑگڑایا دربار برخاست ہوا ساحر سحر جنگانے خیمون مین آئے ہتھیار درست کرنے لگے مہرخ بھی الگ جاکر مصروف سحر خوانی ہوئی اور گیارہ کے جوت کا دیا جلایا عمدہ و نایاب سحر درست کرنے لگی بعد کچھ عرصے کے ایک نیل گاؤ آرد ماش کا بنایا اور سحر ایسا پڑھا کہ وہ زندہ ہوکر گرد اگیارے کے پھرنے لگا اس نے سیندور کا ایک گھروندا بنایا اور ایک پتلی آٹے کی بناکر اس گھروندے مین رکھی وہ بھی زندہ ہوگئی اس نے وعدہ کیا کہ وقت پر کام دینا پھر گھروندا مٹادیا اور نیل گاؤ بھی غائب ہوگیا ملکہ نے آرام فرمایا لشکرون مین رات بھر تیاری و درستی اسباب جنگ رہی چرخ شعبدہ باز کی اس شب تار مین مثل انجم جبہ چرخ پھیلی تھی گویا افشان آلودہ پیشانی لیلی تھی خم و جم و دوم کی تازہ مشوقان تیز طبع یاد دلاتی تھی ہزارون گلے کثوتی تھی قامت رعنائے نوجوان اُسکو دیکھ کر اپنی ہستی کھوتے تھے بہادر دم اس کا بھرتے چشم زخم سے لہو روتے تھے ایک طرف ساحرون کے سحر نے چشم دہر کو تیرہ کیا تھا چراغ زندگی بجھا رکھا تھا اگیارکا دیا جلا رکھا سامری کی روح جگر لگا رہی تھی جمشید کو بلا رہی تھی لونا چماری ڈمرو کی صدا پر سر جھکا کر جھومتی تھی یون بھگن گانیوالے کا منھ چومتی تھی ڈھلے بانسری بجنا ساحر فلک کو بادوت جھرنیا تا تھا خالی بربخی لے کر مہندے چرخ اگیار نے دریاے اخضر کے بیر اشنان [illegible] اہتاب [illegible] ی پہ [illegible] رات بھر یہی سامان رہا غرضکہ سحر ساحران اغدارسے دماغ [illegible] پریشان تھا ڈر پڑی آواز سنائی دیتی تھی بیرون کی آمد بھینٹ لیتی تھی [illegible]

اگلا [illegible] — [illegible] سر پہ ہر اک کے بھوت

| | |
|---|---|
| کسی نے جلائے اکا سے دیے | کوئی جو کمین چار روشن کیے |
| بُلاتا تھا بیٹھا ہوا اپنے بیر | کوئی کہہ رہا تھا بگیرو بگیر |
| کوئی بیٹھا جمشید کا دم بھرے | کوئی کھوپڑی لے کے جادو پڑھے |

اسی طرح رات بھر سامان رہا جب دم تیرگی غضب مشکفام کاہش طرہ تابدار معشوق سمت کر جوڑا سر رونگار پر بندھا ہوا و صبح شاہد بہار مشتاقان عالم کو دکھائی دیا کہ نظم

| | |
|---|---|
| نکل آیا مشرق سے جب آفتاب | ہوا پھر یہ روشن جہان خراب |
| چلے دونون لشکر بعزم نبرد | پڑی روے خورشید پر اُڑ کے گرد |

لشکر کینہ خواہان بعزم نبرد وارد دشت مصاف ہوے کہ رخ بڑے گرد فرست تخت زرین پہ سوار گرداگرد [illegible]
سردار جادوے کارزار پہ پہونچکر ٹھہری ادھر مصور بھی بیدار ہو کر برائے رفع احتیاج بیت الخلا چلا عیار
رات بھر اسکی فکر گرفتاری مین پھرے تھے اور قابو نہ پایا تھا اس وقت ضرغام اس کے خیمہ کی قنات سے
لپٹا کھڑا تھا اور صبح ہو جانے سے مایوس ہو کر پھرا چاہتا تھا اب اس کو عازم سمت جاے ضرور دیکھکر
اس نے لوٹ ماری اور بیت الخلا کے پیچھے جو قنات استادہ ہی اس کی پشت پر اپنے تئین پہونچایا مصور
بھی چوکی پر آیا خدمتگار لوٹا رکھکر باہر ٹھہرا اور وہ چوکی پر بیٹھا ضرغام نے پشت پر سے قنات کو چاک
کر کے اس پر کمند ماری اس نے گھبرا کر مڑ کر دیکھا اس نے بیضہ بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گیا
اس نے اندر جا کر چادر عیاری مین اس کا پشتارہ باندھا اور باہر لشکر سمت میدان روانہ تھا صبح کا
وقت سب غافل تھے اور ہنگامہ بھی تھا یہ اس کو لے کر بھاگا راہ مین پشتارہ اُس کا بھاری ہوتا چلا سمجھا
کہ اس حرامزادے کو مین لیجا نہ سکون گا کیونکہ یہ مرشد ساحران کہلاتا ہی ضرور دیکھو آفت آئے گی پس سر
اس کا کاٹ لے یہ سمجھکر اس نے پشتارہ زمین پر رکھا چاہا کہ سر کاٹ لے وہ پنجہ بنکر جو تیلا کہ افراسیاب
نے مین کیا ہی گرا اور اس کو مع ضرغام کے اٹھا لے گیا اور سامنے شاہ طلسم کے لایا اُس نے پشتارہ
کھول کر مصور کو نکالا اور پانی چھڑک کر ہوشیار کیا لیکن اس کی گردن و کمر وغیرہ مین کمند کے پھندے
پڑے تھے اٹھ نہ سکا شاہ طلسم نے ضرغام سے کہا کہ او نابکار اب کہہ کہ تجھکو کس عذاب الیم سے مارون
اس نے جواب دیا کہ آپ کو اختیار ہی بندہ بہر صورت مطیع اور آپ کا فرمان بردار ہی شاہ نے کہا مین ایسے
فقرے تم عیارون کے بہت سن چکا ہون اچھا تو مرشد نما دے سے کمند تو نکال لے ضرغام سمجھا کہ اگر مین
کمند نہ نکالون گا یہ سحر سے جلا دیگا کمند بھی جائے گی دیکھیے حصول نہ ہوگا یہ سمجھکر اس نے سرا کمند کا پکڑ کر
جھٹکا مارا کہ کمند کے سب حلقے کھل گئے اور مصور رہا ہوا شاہ جادوان نے [illegible] یہ عیار ہین اور
کیا عمدہ ان کے پاس اسباب عیاری ہی یہ تعریف سنکر ضرغام نے سلام کیا کہ [illegible] بردان ہین مین کس لائق
ہون شاہ سے تو یہ باتین ہو رہی تھین لیکن مصور [illegible] در اصل [illegible] آگاہ ہوا کہ یہ عیار

مجھکو پکڑ لایا پھر بس گولا فولادی لے کر بغضب تمام سامنے چلا شاہ جادوان نے اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اسے
نابکار حرامزادے سمجھا مین تیرے ہاتھ سے جل بچا ہون عیار اور ساحر تجھ کو کیسا کیسا ذلیل کرتے ہین
تجھے شرم نہین آتی کہ پہلے عیار تجھ سے تصویر چھین لے گئے بہار نے دو مرتبہ دیوانہ بنایا وہان تو نے کچھ غصہ
نہ جتایا یہ بیچارہ عیار جو مقید و بدست و پابستہ پکڑا ہی تو اس پر تو گولا مارتا ہے جا دور ہو او فرساق حرامزادہ پھر
مصور بادشاہ طلسم کے بُرا بھلا کہنے سے اور گھڑکنے سے رونے لگا لیکن اس عرصہ مین حیرت رخصت ہو کر سمت
لشکر جا چکی تھی ورنہ بادشاہ کو مانع ہوتی اکیلے مین شاہ جادوان بہت کچھ بکا جھکا جب مصور بہت رو دیا
اس وقت بادشاہ بھی خائف ہوا کہ یہ اولاد سامری ہے ایسا نہ ہو کہ میرے لیے بد دعا کرے اور تیرے ایمان مین
فرق آیا کہ تو نے مرشدزادے کو گالیان دین یہ سوچکر اٹھا اور پاؤن پہ مصور کے سر رکھدیا منت پذیر ہوا
کہ مین نشۂ شراب سے بیخود تھا آپ میرے کہنے کو خاطر عاطر مین جگہ نہ دیجیے گا اور براہ کرم و عنایت بزرگانہ
خطاہاے گذشتہ پر میری قلم عفو پھیریے گا غصہ مین انسان باؤلا ہوتا ہے مین نے بہت بُرا کیا جو آپ ایسے
بزرگ کی خدمت عالی مین گستاخانہ کلام کیے یہ کہہ کر خلعت گرانمایہ و نادر منگا کر دیا اور رخصت کرنا چاہا
یہ حال دیکھ کر مصور غمام نے کہا کہ بہت تیری نامنصفی بادشاہ کی ایسی تیسی حرامزادے نے پھر خلعت دیا تو
اپنے ہی گرد گھنشال کو دیا اور ہم نے جو یہ خدمت کی کہ عین وقت پہ گرفتار کرا لائے اور اگر پتلا نہ اس کو اٹھا لاتا
تو اب تک کب کے جہنم مین پہونچا چکے ہوتے تو اتنے بڑے کام پر ہمین کچھ بھی نہ دیا واہ واہ کیا انصاف کیا
ہے افراسیاب پہلے تعریف ان عیارون کی کر چکا تھا اور اس وقت اس کے تمرد پر کلام کرنے پہ پہنچا
اور ایک خلعت پر زر طلب کر کے اس کو بھی دیا کہ بموجب مطلع خیال کیجیے کیا آج کام مین نے کیا عجب سن
دی مجھے گالی سلام مین نے کیا بعد خلعت دینے کے پنجۂ سحر کو بلا کر حکم کیا کہ دریاے خون رواں پاس
اس کو اُس پار اتار دے اور سحر اپنا رفع کر دیا پنجہ نے کر اڑا اور پار دریا کے پہونچا گیا ادھر مصور
بھی رخصت ہو کر چلا اور لشکر مین آیا یہان صورت نگار اس کی زوجہ نے جب ڈھونڈھا اور نہ پایا
تو خود فوج لے کر میدان جنگ مین گئی تھی اس ارادے سے کہ برق نے میرے شوہر کو پکڑوا لیا ہے اُسکو
چلکر قتل کرون ایک طرف سے حیرت سوار ہوئی تو تھی لیکن اس نے حال گم ہونے مصور کا سنکر تامل کیا بلکہ
صورت نگار کو بھی منع کرا بھیجا کہ آج لڑائی موقوف رکھو اُس نے نہ مانا اور اپنی ذاتی فوج لے کر میدان مین
آئی بعد ترتیب صفوف لشکر نقیب للکارے کوکیت پکارے کہ دلاورو ہمت نہ ہارنا دشمن کو سر کم
ہو کر مارنا جب کوکیت ہٹے بہادر مرنے پہ تُل گئے صورت نگار نے بیچ میدان مین آ کر چند سحر دکھا کر
مبارز طلب کیا ہنوز کوئی اُسکے مقابلہ کو نہ آیا تھا کہ مصور آ کر پہونچا اور ہر دو لشکر میدان مین صف آرا
دیکھ کر سمجھا کہ بی بی مری لڑنے کو آئی ہے از بسکہ یہ گالیان کھاے ہوے آیا ہے غصہ مین بھرا ہوا تھا آتے ہی
فرط غضب سے ایک گولا سحر پڑھکر برق پر مارا برق گولا آتے دیکھکر تخت پر سے بزور سحر اڑ گئی گولا تخت پہ

پڑا کہ وہ چور چور ہو گیا مہرخ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک عقاب سفید زین پر زر وغیرہ سے درست
اُڑتا ہوا آیا یہ اُس پر سوار ہوئی اُس وقت مصور نے دوسرا نارنج مارا ملکہ سرخمو سمجھی کہ ایسا نہ ہو مہرخ
زخمی ہو جائے اس سبب سے سینہ سپر کر کے سامنے آ گئی نارنج آکر اس کی ران پر لگا کہ حیران ہوئی اور زخمی ہو کر
پھری اس کا ہٹنا تھا کہ صورت نگار نے ایک تیر آتشین مہرخ پر مارا اس نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک
پتلہ قرولی لیے ہوئے پیدا ہوا اور وہ تیر اُس نے کاٹ دیا پھر اس نے بھی ایک تیر مثل شہاب ثاقب اس
زوجہ شیطان پر مارا اس نے ہر چند سحر پڑھا مگر تیر نہ پھرا آخر وہ اپنے طاؤس پر سے اُڑ گئی اور تیر آ کر طاؤس
پر پڑا کہ طاؤس بسان طاؤس آتشبازی جلکر خاک ہوا دوبارہ مہرخ نے اس کو اُڑتے ہوئے بڑھ کے ہوا
جو پایا ایک ناریل ایسا مارا کہ وہ گولے کی طرح چلا صورت نگار نے ناریل دیکھکر دستک سحر کی دی کہ ایک
سحر کی سپر سامنے آ گئی مگر وہ ناریل سپر کو توڑ گیا اور اس کے سر پر جا کر لگا اس نے بہت جلد دکر پڑھا نہیں
کاسہ سر ترخ جاتا اس پر بھی ایسی ضرب لگی کہ سر پھٹ گیا اور یہ بیہوش ہو کر گرنے لگی ملازموں نے جلد روک
کر ہوا پر سحر کے ڈالا اور خیمہ کی طرف لے گئے مصور نے جو بی بی کا یہ حال دیکھا تلوار سحر کی کھینچکر لشکر مہرخ
پر جا پڑا دو دریاے لشکر موج مار کر چلے فلک چکرایا طبقات ارض تھرائے سحر کی بجلی چمکی بادل گھر آئے شور
قیامت خیز بلند ہوا طنبور و نفیر سحر و جلاجل و نقارہاے جنگی گڑگڑائے ہنوز نوبت بازگشت نہ پہونچی تھی کہ
خیمہ میں جا کر صورت نگار ہوشیار ہوئی پوچھا کہ خبرہ سامری کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ لڑ رہے
ہیں یہ سنتے ہی وہ چیخنے لگی کہ جلد اُن کو بلا دو نہیں تو میں جان دوں گی کیونکہ مجھکو ان کا اکیلے لڑنا گوارا
نہیں دو بار زک پا چکے ہیں ملازم اس کے غل مچانے سے دوڑے اور مصور پاس آ کر کہا کہ حضور جلد چلیے
ملکہ کے زخم کاری لگا ہے حال ان کا بہت بُرا ہے یہ سُنکر اس نے ایک چیخ ماری اور روتا ہوا طبل بازگشت
بجوا کر پھر گیا اور ادھر مہرخ بھی شاداں و فرحاں فوج لے کر پھری لشکر خیمہ گاہ میں آ کر اُترا مہرخ بارگاہ میں
آ کر سریر جہانبانی پر بیٹھی سرخمو کی ران کا علاج ہونے لگا مرہم سحر لگا گیا اس وقت ضرغام بھی آیا اور
خلعت دکھا کر حال شاہ جادوان و مصور تمام و کمال بیان کیا سب اسکی دلیری پر ہنسنے لگے اور ملکہ نے
بھی خلعت دیا وہاں سے حال بارگاہ مصور دریافت کرنے پھر روانہ ہوا یہ جب لشکر میں پہونچا دیکھا کہ
شہاب جادو فرستادۂ حیرت براے دریافت حال جنگ آیا تھا پھرا جاتا ہے یہ بھی صورت
خدمتگار سی بنکر اسی کے ملازموں میں ملکر داخل بارگاہ حیرت ہوا شہاب نے حیرت سے عرض کیا کہ
مرشدزادے آئے اور بوجہ زخمی ہونے اپنی بی بی کے لڑنا موقوف کر کے داخل بارگاہ ہیں ملکہ سنکر
خاموش ہو رہی لیکن مصور نے آ کر بی بی سے پوچھا کہ مزاج کیسا ہے وہ اُٹھ بیٹھی اور کہا مجھکو تمھاری
سلامتی درکار ہے میں سب طرح اچھی ہوں یہ کہکر مرہم سحر زخم پر لگایا اس نے کہا صاحب تم نے بڑا کیا
میں تو لڑ رہا تھا حیلہ کر کے بلا لیا آج میں سب کا خاتمہ کر دیتا خیر اب چلو ملکہ حیرت کی بارگاہ میں

ناچ دیکھیں یہ کہکر مع زوجہ سوار ہوکر بارگاہ حیرت میں آیا اور دربنگل پر بیٹھا ساقیان مہ لقا حاضر ہوئے ناچ سامنے ہونے لگا دور جام ارغوانی شروع ہوا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اُس نے حیرت سے کہا ملکہ مجھ کو شاہ جادوان نے پتلا بھیجکر مع عیار کے اٹھا منگایا تھا چنانچہ مجھ کو خلعت دیا اور سرفراز فرمایا اور عیار کو جو مجھے پکڑ لے گیا تھا خوب گالیاں دیں اور زدوکوب کرایا اگر میں نہ بچاتا تو قتل کرڈالتے میں نے عرض کیا کہ میں سب کو بزور سحر قتل کردوں گا آپ چھوڑ دیجیے بادشاہ نے میری خاطر چھوڑ دیا از بسکہ ضرغام وہاں موجود تھا اس نے الٹا بیان اس کا سنکر کہا جھوٹے پر لعنت ابے گالیاں مجھ ایسے کھاتے ہیں مسیکو ہم کو یہ خلعت دے کر وہاں سے آئے اور تو بیٹھا رو دیا کیا یہ کہہ کر چاہتا تھا کہ بھاگے حیرت نے کہا تجھے قسم ہے کہ نہ بھاگنا مجھ سے سب حال کہتا جا یہ ٹھہر گیا اور جملہ کیفیت سامنے آکر بیان کرکر خلعت شاہ جادوان کا [illegible] ہوا دکھایا اُس وقت مصور ایسا ذلیل ہوا کہ رونے لگا اور چاہا کہ ضرغام کو پکڑے مگر حیرت مانع ہوئی کہ جب شہنشاہ نے اس کو خلعت دیا اور تعرض نہ کیا تو مجھکو بولنا لازم نہیں اور ضرغام کو اشارہ کیا کہ وہ جست کرکے نکل گیا مصور نے کہا کہاں جائے گا آج عیار اور سردار حریف کو زندہ نہ رکھوں گا اگر ایک بھی بچ جائے تو اپنا نام نہ رکھوں یہ کہکر فرط غضب سے اُٹھا کہ پکڑے لاتا ہوں حیرت نے کہا آپ کو اختیار ہے ہم تو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے آپ نہ مانیے تو کیا کیا جائے صورت نگار نے کہا میں جانے نہ دوں گی اگر گئے تو جان دیدوں گی اس سے کہا اے بی بی اگر اس وقت تم نے مجھکو روکا تو میں اپنے تئیں اور تمھیں ہلاک کردوں گا یہ کہہ کر روانہ ہوا زوجہ اس کی مجبور ہوکر رونے لگی آخر اور تو کچھ نہ بن آیا باہر نکلکر نفیر سحر بجائی کہ لشکر میں کمر بندی ہوئی یہ فوج لے کر چلی اُدھر مصور پہلے ہی باہر آکر مرکب پر سوار ہوکر چلا تھا قریب لشکر مہرخ پہونچا ہرکاروں نے خبر مہرخ کو پہونچائی کہ ضرغام کے ہاتھ سے ذلیل ہوکر نہایت غیظ و غضب سے مصور ادھر آتا ہے مہرخ نے یہ خبر سُنکر جلد نفیر سحر کو دم دیا فوج کا ہر سردار مسلح و مکمل ہوا پلٹنیں اور رسالے درست ہونے لگے کہ بموجب

**نظم**

چو برخاست آوائے کوس از درش — بپوشید جوشن ہمہ لشکرش
بزد نائے روئین بر پشت پیل — جہان شد ز لشکر چو دریائے نیل
بگردان لشکرش آواز کرد — کہ اے نامداران و مردان مرد
ہمہ رزم را دل پر از کین کنید — تن دشمنان جائے زوبین کنید
ہمہ [illegible] کین [illegible] جنگ را — ہمہ تیز کردہ بخون چنگ را
نشستند بر اسپان زرین [illegible] — ز تیرہ ہوا ہمچو پشت پلنگ
[illegible] ہمی [illegible] ست — سر [illegible] ترک و جوشن شد ست

[illegible] پہونچی ادھر [illegible] بغیر مارے خبث کے صورت نگار فوج لیے ہوئے آئی

کہ بیت تو گفتی نہ شب بود پیدا نہ روز * نہان گشت خورشید گیتی فروز مصور تو پہلے سے آچکا تھا
اُس نے لشکر کو جانے بھی نہ دیا ایک نارنج سحر پڑھکر لشکر مہرخ پر لگایا کہ وہ نارنج بالائے ہوا جاکر شق ہوا اور
ہزارہا تیر دو پیکان اُسمین سے نکل کر لشکریون پر گرنے لگے ساحر وغیرہ ہزارہا زخمی ہوے ادھر کے لشکر
نے بھی جنبش کی اور لینا لینا کہکر چلے اس نے دوسرا نارنج مارا ایک گھٹا گھنگھور گھر آئی اور مینھ کی طرح سے مار و
کژدم برسنے لگے جسکو اُنھون نے کاٹا وہ پانی کی طرح بہگیا اس عرصہ مین صورت نگار نے بھی فوج کو
للکارا کہ ہان لینا اب تو دو لشکر باہم مل گئے شور آفت زا برپا ہو یہ حال تھا کہ نظم

| | |
|---|---|
| سپاہ اندر آمد بگرد سپاہ | یکے بانگ برخاست از رزمگاہ |
| سراسیمہ شد مست از دار و گیر | برآمد یکے ابر و باران و تیر |
| ز تیغ و ز گرز و ز کوس و ز گرد | سیہ شد زمین آسمان لاجورد |
| تو گفتی بدام اندرست آفتاب | دگرگشت چشم سپہر اندر آب |

مہرخ نے یہ زور شور دیکھکر تصور کیا مصور رنج شکست دے دیگا یہ غور کرکے بسان شیر غضبناک آگے
بڑھی اور کچھ خاک جھولی سے نکال کر سحر دم کرکے اس ابر پر جس مین مار و عقرب برس رہے تھے پھینکدی
خاک پڑتے ہی وہ ابر ٹکڑے ہو کر اُڑ گیا اور سب ٹکڑے لشکر مصور پر گرے کہ وہ فوج پسپا ہو کر تعاقب
مصور ہو گئی اس وقت مہرخ زمین پر اتری اور اُسی طرح کہ جس طور کا حصار اگیار کرکے بنایا تھا درست
کرکے سحر پڑھا کہ فی الفور ایک نیل گاؤ صحرا کی طرف سے جست کرتا ہوا آیا اور گرد مہرخ پھرنے لگا اس نے
کہا کہ جا مصور کو مار نیل گاؤ کان علم کرکے سینگ اُٹھا کر دوڑا مصور مہرخ کی طرف گھوڑا اُٹھا کر
چلا کہ گاؤ نے آکر سینگ مارے اور مرکب کو سینگون پہ اُٹھا لیا مصور کود کر الگ کھڑا ہوا اور دوسرا
مرکب منگا کر جلد سوار ہوا ہوتے نیل گاؤ پر حملہ کیا نیل گاؤ گھوڑے کو پھینک کر جنگل کی طرف بھاگا ہر چند
روکنا چاہا نہ رکا مصور نے اس کے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا لشکری پیچھے دوڑے اور پکارے حضور
کہان جاتے ہین لیکن اس نے سناٹے مین گھوڑا دوڑانے کے کچھ نہ سنا اُدھر ملکہ مہرخ نے نقارہ پر جھکر دستک
دی اور پکارکے کہا کہ شکار نیل گاؤ کا مبارک ہو جائیے اب خبر کرنا آئیگا یہ کہکر چاہا کہ لشکر پر اسکے
حملہ کرے صورت نگار نے جلد طبل بازگشت بجوادیا لشکر دونون پھرے اور داخل خیام ہوے
صورت نگار رنجیدہ و متفکر اس امر سے کہ یہ نیل گاؤ کیسا تھا اور شوہر میرا کیون اس کے پیچھے گیا
بارگاہ حیرت مین آئی اور سب حال لڑائی کا بیان کرکے کہا مجھے یقین ہے کہ شوہر میرا نبیرہ سامری
ہے کسی کے سحر سے ہلاک نہ ہوگا لیکن عیارون سے البتہ خوف ہے اے ملکہ کسی کو بہر خبر بھیجنا چاہیے
کہ عیار ضرر نہ پہونچا سکین حیرت نے سارا ماجرا سنکر گردن جھکائی اور کہا بی بی ہر چند کہ تم نبیرہ سامری
کی زوجہ ہو سامری کی کہلاتی ہو لیکن سحر کا طریقہ نہین جانتی ہو اب عیار تمھارے میان کو کب پہونچا کے

کیا کرینگے یہ نیل گاؤ اس طرح کا سحر ہے کہ اسی سے بچنا مشکل ہے مہرخ بادشاہ سنکر کچھ تو سمجھ کر ہوئی ہے ایسی دیسی
تھوڑی ہے یہ سحر کسی سے نہ اترے گا تھوڑے عرصہ میں یہاں تمہارے تھیں مارنے آتے ہوں گے شاہ جادوان
کو جلد لکھ کر بھیجنا چاہیے وہ شاید رد سحر کریں ورنہ اور کوئی نہیں کرسکتا میں اسی دن کے لیے سوچتی تھی اور منع کرتی
تھی صورت نگار یہ باتیں سنکر رونے لگی اور حیرت نے سب حال مصور کے لڑکے کا اور نیل گاؤ کے
پیچھے جانے کا شاہ ساحران کو لکھکر بھیجا پتلا سحر کا نامہ لے کر باغ سیب میں آیا بادشاہ طلسم تخت حکومت پر
جلوہ گر تھا کہ نامہ پہونچا نامہ پڑھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا الہی یہ کائنات کے سحر ہمارے بتلائے ہوئے ہماری
ہی فوج پر ہوتے ہیں یہ افسوس کرکے باغبان وزیر کی طرف مخاطب ہوکر کہا اے دستور دانا یہ سحر مہرخ
کا وہ ہے کہ سارا عالم اگر دور کرے جب بھی دفع نہ ہو مانند میں خود جاؤں تو البتہ رد اسکا ممکن ہے باغبان
یہ تقریر سنکر عرض پیرا ہوا کہ حضور مجکو حکم دیں کہ آپ کے عوض جاکر کام کروں افراسیاب نے کہا اس میں جان
کا خوف ہے اگر ذرا بھی کچھ فرق کروگے ہلاک ہو جاؤگے وزیر نے عرض کیا میری مجال ہے جو خلاف حکم بادشاہی
عمل میں لاؤں یہ عرض سنکر بادشاہ طلسم نے سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین سے ایک پتلا کئی گز کا جسیم و
جسیم پیدا ہو کر سامنے آیا اور بادشاہ کو سلام کرکے ٹھہرا بادشاہ نے کہا کہ اے ملازم سامری مجکو تھوڑی
سی روئی اس طرح کی جو لباس جمشید یا سامری میں بھری گئی ہو اور شداد نے وہ لباس پہنا ہو اس میں
کی چاہیے وہ پتلا ہنسا اور گویا ہوا کہ اے شاہ تیرا ہی مرتبہ ایسا ہے کہ جو کچھ تو مانگے حاضر ہوسکتا ہے
یہ کہکر غائب ہوگیا اور بعد لمحہ کے تھوڑی سی روئی لیے ہوئے حاضر ہوا بادشاہ طلسم نے وہ روئی لے کر پہلے سر پر
رکھی آنکھوں سے لگائی پھر سحر ایسا پڑھا کہ وہ روئی ہاتھ پر سے اڑ کر سمت ہوا گئی اور ابر بنکر تیار ہوئی
ٹکڑا ابر سر پر بادشاہ کے آکر مثل چتر کے چھانے لگا بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ اب تم جاؤ ٹکڑا ابر ساتھ لو
اور جہاں مصور ہو اس ابر سے حکم کرنا کہ اب چشمہ سامری برسا دے یہ ابر برسے گا سحر دفع ہو جائیگا
باغبان یہ حکم سنکر اٹھا اور آداب بجا لاکر رخصت ہوا اپنے تخت پر سوار ہوکر چلا شاہ نے اس ابر
سے بھی حکم دیا کہ اس کے ساتھ جاؤ اور جو یہ کہے بجا لاؤ ٹکڑا ابر سر پر باغبان کے آکر چھایا اور یہ روانہ
ہوا زوجہ اس کی ملکہ گلچین جادو بیچ باغ میں تھی اس نے شوہر کے جانے کی خبر سنکر ایک پتلے کو
بھیجا کہ جانے اور وزیر مذکور کو یہاں بلا لائے اتنا ایک بات سنتے جاؤ پتلہ راہ میں اس کو ملا اور پیام
کہا یہ اپنی زوجہ کے پاس آیا حال اس کے باغ وغیرہ کا جلد اول میں بیان ہوا ہے غرضکہ بی بی نے اس کی
سمجھایا کہ صاحب تم کو میں نے بار ہا منع کیا ہے کہ اس لڑائی میں عیار ہر ایک کے مارڈالتے ہیں تم دخل نہ دو
مگر تم مانتے نہیں ہو مناسب ہے کہ اب بھی باز آؤ کئی بار عمرو کے ہاتھ سے زک پاچکے ہو دیکھو منع کرنا
میرا مانو ورنہ پچھتاؤگے باغبان نے جواب دیا تمہارا کہنا سب صحیح ہے مگر نوکری کرتے انسان تابعداری
سے بچ نہیں سکتا مالک کے کام کو کہا تک نہ جائیگا فی الجملہ باغبان تو بسبب سمجھانے اپنی زوجہ کے

صورت تک یہاں ٹھہرا آخر اس کو فہمائش کر کے روانہ ہوا مگر اتنے عرصے میں مصور نیلی گاؤ کے تعاقب میں شکر سے بہت دور نکل گیا اور ایک صحرا ے فرح افزا میں پہونچا کہ دامن دشت دامن گلچین گل دریا میں سے نظر آتا تھا چشمہ چشمہ ہر ایک مثل دریا لہراتا تھا پچھلا پہر دن باقی تھا سہانا وقت سایہ ڈھلا جانوروں کا مجموعہ بسیرا لینا نہایت لطف دکھاتا تھا کہ لمولفہٖ

دشت رنگین ہرا بھرا دیکھا — دامن کوہ پُر سبزا دیکھا
چشمہ لہرا رہے تھے ایسے صاف — چشمۂ مہر و ماہ سے شفاف
دامن دشت دامن گلچین — روے جانان کی طرح سے رنگین
قیس کی روح نے بسایا تھا — رُخ لیلے کا صاف نقشا تھا
سرد الفت ہر اک بگولا تھا — آہ عاشق ہوا کا جھونکا تھا

مصور اس جگہ بسر ور و شاد ہوا اور گاؤ بھی آہستہ آہستہ چلنے لگا غرضکہ گاؤ اس کو سیر دکھاتا ہوا ایک حصار کے قریب لایا اس صحرا میں وہ چار دیواری زمردی بنی تھی کہ واقعی عروس بہار کی حجلۂ عروسی تھی وہ گاؤ اس احاطہ میں چلا گیا یہ بھی اس کے فراق میں اندر قدم زن ہوا یہاں چمنستان پُر بہار لگا تھا سبحان اللہ دل رضوان سیر کو اس جگہ کی نہر اتا تھا سبزہ نوخیز وہاں کا سبز رنگان دہر کی مژگان کو شرماتا تھا آنکھیں ندامت سے جھکاتا تھا گلہاے سمن و نسرین نازکبدنان گلرنگ کو بلکہ سپیدی سے رنگ کے معشوق کو شرمندہ کرتے گل لعبد تجلی زیب وہ وسادہ گلشن تھے روشن پڑی آراستہ سرو و شمشاد شل نوجوان نوخاستہ نرگس دہان بیمار نہ تھی تندرست تھی سنبل ہر شجر کی درست تھی لمولفہٖ

تھے نڈھال سے سب درخت نہال — شاخ ہر ایک دان کی مالا مال
تھا کسی جا جو پھول نرگس کا — اُس سے تھا چشم منتظر کا پتا
عکس افگن تھے اس طرح اشجار — جیسے گلشن میں چھائے ابر بہار
لالۂ سرخ تھا کہیں پھولا — داغ عاشق کے دل کا تھا نقشا
سنبل زلف بان شیفتہ سر — بال بکھرائے تھا وہاں اکثر

سامنے چمنستان کے بارہ دری عالیشان تھی اوج مراتب میں ہم ترازو آسمان تھی سقف و ایوان پر کنگرے مثل انجم سپہر بریں جواہر کار روشن عجیب طرح کا جوبن اُس مکان کو چار چاند کیا ہزار چاند لگے تھے محراب دروں کی ہلال آسا تھی دالان میں پردے پڑے تھے گوش گل کے پردوں کی شان رکھتے سنگدل ان کا وصف سننے کو کان رکھتے تھے مصور حیران گاؤ کا سر دیکھتا آگے بڑھا وہ گاؤ بھی بارہ دری کی طرف چلا اندر سے پردے کے دو ہاتھ تیر و کمان لیے نکلے اور سر کی آواز آئی تیر اس گاؤ کے لگا کر پڑا کہ وہ گرا اور پانی ہو کر بہہ گیا مصور ان دو نازنین نگارین کو دیکھ کر بیتاب ہو گیا اور سوچا

اس پردے مین کوئی صیاد صید فگن دلہائے عشاق ناشاد ہر دل چھین لینے مین بہت طاق اور مشاق ہے یہ سوچکر دل سپردست کھو بیٹھا ہوش و حواس سے ہاتھ دھو بیٹھا پردے کے پاس آکر پکارا کہ بیت جنگل نہین ہے آنکھین مجھ سے دو چار کیجیے + وادی دل مین اے سیر شکار کیجیے + ہاے او ظالم اظلم تو کو ادہر کو مین شکار کو آیا تھا میرے صید کو بھی شکار کیا اور میرے دل کو در پردہ تیر جفا کا نشانہ بنایا تیرے تیر کے ساتھ اپنا یہ حال ہوا ہے کہ فرد جاہتے ہین نفس کو توڑ ساہے موانست کو چھوڑ + پھر ہون اسی طرف رواں آتش و باد و آب و خاک + جب اس نے یہ کلام کیے اندر سے آواز آئی کہ مرد دنیا مین بیوفا ہوتے ہین مطلب کے آشنا ہوتے ہین اسی لیے ہم نے آبادی سے منھ موڑا مجنون کردار جنگل اپنا مسکن بنایا رشتہ الفت اہل عالم توڑا مصور نے یہ سنکر کہا نظم

| | |
|---|---|
| اس بندے کی چاہ دیکھیے گا | اور اس کا نباہ دیکھیے گا |
| مین کیسی نباہتا ہون تم سے | انشاء اللہ دیکھیے گا |
| توجین اشکون کی تل رہی ہین | یہ تمت وجباہ دیکھیے گا |

اے حریدہ ساز و اے نیرنگ پرداز انجمن محبوبی مین بھی آپ کی اطاعت سے منھ نہ موڑون گا تمام عمر غلامی سے گردن نہ پھیرون گا یہ کلمات کہتا تھا کہ صدا آئی کہ بہتون کو غلام ہوتے دیکھا ہے ایک تم باقی ہو اچھا اندر آؤ کہ تھارا بھی عشق دیکھین کیسا ہے مصور یہ سنکر شاد و شاد پردہ اٹھاکر اندر آیا پردہ کیا اٹھایا کہ پردہ نام و ننگ اٹھ گیا ایک آفتاب محشر کو کہ پردہ ابر مین چھپی ہوئی تھی واہ ری عربدہ ساز کہ ہزار ہا نیرنگیان جسکے ناخون پر لکھی تھین کہ ہاتھ دکھاتے ہی کیا جادوگری کا کرتب یاد تھا کہ ایسے مکار کو دیوانہ کر دیا مصور کی آنکھ برق تجلی جمال سے خیرہ ہوئی واہ واہ زلف سیاہ کا قرین چشم آنے سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ ہندو بر لب چشمہ شوخی اشنان کرنے آیا تھا نہین نہین آہوان ختن نے شمیم کاکل معنبر کو سونگھنا چاہا تھا آنکھون کے لال ڈورے برق سپہر شرارت تھے نگاہ بجلی کی طرح کوندتی تھی صاعقہ کو سبزہ کی طرح روندتی تھی رخسار اس کے گلزار حسن کے گل تھے لب معجز نما زاکت مین گلبرگ جان بلبل تھے لب نازک کے قرین خال تھا نہین نہین اشتیاق بوسہ مجسم ہوا تھا عشاق کا خیال تھا مختصر یہ کہ وہ جان جہان عشاق کی جان تھی نظم

| | |
|---|---|
| آستین کو جو ماہتاب نظر آئی تھی | اسکی ساعد کے لینے کی تھی یہ پھیلاوٹ |
| سینہ چون آئینہ شفاف شکم ایسا صاف | جبین مخمل کی شکن تھی سی پڑتی تہری بٹ |
| سبز سبز اسکے وہ سیب و نگٹے یا وادی گل | سیلی ایسی ہی جوان جیسے کہ سنبل کی لٹ |
| قمقمے نور کی تھین اسکی بھین وہ دونون | ہائے انھین دیکھتے ہی ور ہی کچھ للچاہٹ |
| گزک بادہ کشان رنگترے سے دونون | دل یہ چاہے کہ انھین دوڑ کے لپٹائے جھٹ |

| | |
|---|---|
| گدگداہٹ پہ اگر ناف کی پڑ جائے نظر | ہیں کف دست خیال اُس سے وہیں جائے لپٹ |
| ہو یقین دل کو کہ ہے حسن کے دریا کا بھنور | گھر کے ساری کجی الفت یہان آئی ہے سمٹ |

مصور اُس کے حسن کو دیکھ کر حیران رہگیا اور اس آئینہ رو نے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ صاحب آئے ہو تو بیٹھ جاؤ یہ کہکر پاس بیٹھا اُس نے جام بادہ گلرنگ لبریز کر کے کہا لیجیے یہ ساغر الفت بنوش کیجیے اور مجھ سے عہد و پیمان کیجیے قول و قسم دیجیے کہ کبھی کسی اور سے دل نہ لگاؤں گا اور جورو یا کوئی آشنا اب میرے پاس ہو گی اُس کا سر کاٹ لاؤں گا مصور نے وہ جام اُس کے ہاتھ سے لیا اور کہا بجز یہ جب اپنی جان نثار ہے تو پھر اور کسی کی جان کیا حقیقت رکھتی ہے جورو کیا مردار ہے میں ابھی اُس کا سر لاکر تیرے قدموں پہ نثار کروں گا اور تمام عمر غلامی میں رہوں گا کہ بیت گر دست دہد ہزار جانم در پاے مبارکت فشانم * یہ کہکر وہ جام پی گیا اور منھ بڑھایا کہ اب اپنے لب شکر بار کا بوسہ دے کہ بیت ازان لب جان دہ کس را اگر خواہی کہ جان بخشی * مرا بارے کہ من جان دادہ ام عمرے براے تو * اُس نگار دلدار نے منھ ہٹا دیا اور کہا صاحب تم اپنی بی بی کا سر کاٹ لاؤ گے اس وقت اپنے مطلب دلی کو پہنچو گے شراب وصل سے سرشار ہو گے مصور یہ مژدہ جان بخش سنکر اُٹھا

اور یہ کہتا چلا کہ ابیات

| | |
|---|---|
| من با تو بیدلم سخن و توم من یکیست | آنیست قول من کہ شنیدی سخن یکیست |
| صد بار اگر تو شوکت خوبان شکست یافت | خسرو ہزار خسرو دلشکر شکن یکیست |

غرضکہ باہر آ کے مرکب پہ سوار ہو کے بہ سرعت تمام لشکر میں آیا بی بی اُس کی بارگاہ حیرت سے آ کر خیمہ میں اپنے بیٹھی تھی کہ یہ قریب خیمہ ٹھہرا اور دو چار کنیزیں رنگین جشنیں جو پہرے پر تھیں انھوں نے سلام کیا اُس نے سلام کے عوض اُن سے پوچھا کہ بالزادی جلد بتلاؤ وہ قحبہ صورت نگار کہاں ہے کنیزیں یہ کلمہ سنکر گھبرائیں اور کہا حضور آپ ملکہ عالم کی نسبت یہ کیا فرماتے ہیں اس نے کہا میں اُس حرامزادی کا سر کاٹ لے جاؤں گا کہ معشوق مجھ سے راضی ہو یہ کلام جو کنیزوں نے سنا گھبرا کر ایک اندر گئی اور بی بی سے کہا آپ بیٹھی کیا کرتی ہیں میاں پھر سڑی ہو کر آئے ہیں آپ کے مارنے کو کہتے ہیں صورت نگار تو حیرت سے سن چکی تھی کہ مصور سڑی ہو کر آئے گا یہ خبر سنتے ہی سمجھی کہ یہ وہی معاملہ ہے بس بیتابانہ بارگاہ سے نکلکر بھاگی سمجھی نہ کیا کیونکہ جانتی ہے کہ شوہر میرا مجھ سے زبردست ہے ایسا نہ ہو کہ مجھکو ہلاک کرے غرضکہ اُس کو بھاگتے شوہر نے اسکے دیکھا للکارا کہ او فاحشہ ٹھیر او کھڑی تو رہ کہاں مجھ سے بچکر جائے گی یہ کہکر پیچھے دوڑا صورت نگار سر پہ پاؤں رکھکر بھاگی افسران لشکر نے جو یہ حال دیکھا چاہا کہ روکیں مگر باہم کہا کہ میاں بی بی کے مقدمہ میں دخل نہ دینا چاہیے یہ سوچکر سب رُکے اور یہ پیچھے پیچھے اسی طرح اُس کے چلا آخر یہ مرد وہ عورت قریب پہنچ گیا اُس وقت صورت نگار دہشت جان سے گر پڑی اور سر پیشواز الٹ گئی بند ازار ٹوٹ گیا کنیزیں پروانہ وار اُس شمع انجمن ساحری پہ آ گریں اور پیشواز درست کی دیکھا تو اُس کا پیشاب خطا ہو گیا ہے اُسی طرح

منہ میں پیشاب کی پچکی ہوئی کنیزیں اُس کو اٹھا کر لے بھاگیں مصور نے بڑھ کر دو ایک کو زخمی کیا لونڈیاں برا
جلا کہتی ہوئی بھاگیں کہ یہ موا آپ سے گذر گیا ہی نگوڑ مارے کو بڑھاپے میں چڑھا سوجھا ہی گھڑی گھڑی سحر کی
چیلیوں پر عشق ہوا آتا ہی ایک بولی کہ اس بوکٹ بابے وا اے کہ نام عاشقی کا بھرنا چھوٹے منھ نہیں اچھا لگتا
دوسری بولی کہ نگوڑ مارے سے لڑنے کو کس نے کہا تھا کہ وہاں دم بدم جاتا ہی اور سڑی ہو کر آتا ہے
تیسری بولی قربان ایسے لڑنے کے جب پھرے تو گھڑی والوں پر جوتا پڑ گیا مہرخ اور بہار کے سامنے
نانی مرتی ہی وہاں سوا اے ہاتھ باندھنے کے اور کچھ نہیں ہوتا ہی غرضکہ ایک ہنگامہ عظیم برپا ہی یہ ہر ایک کو
سگ دیوانہ کی طرح مارتا پھرتا ہی لوگ بھاگتے پھرتے ہیں لشکر میں کمر بندی ہوئی ہی کہیں ضرر نہ ہو بچا سے جو
کوئی ادھر سے نکلتا ہی لوگ منع کرتے ہیں کہ ادھر نہ جاؤ ایک سڑی آتا ہی وہ دور دور سے لوگ ڈھیلے اور پتھر
مارتے ہیں لونڈے ایک طرف تالیاں دے رہے ہیں لو لو ہی دھتا ہی کا شور بلند ہی جب یہ آگے بڑھتا ہی لوگ
ساتھ ہوتے ہیں لڑکے کتے میں جاتا ہی لینا جاتا ہی جب پیچھے پھرتا ہی سب بھاگتے ہیں جب اُس کے کوئی
ڈھیلا لگتا ہی یہ کہتا ہی **بیت** زخم پہ چھڑکیں نہ کیوں طفلاں بے پروا نمک ۔ کیا مزا ہوتا اگر پتھر میں بھی ہوتا نمک
**حیرت** نے جو یہ غلغلہ سنا پوچھا کہ یہ کیا غل ہی ہنوز کوئی خبر نہ لایا تھا کہ کنیزیں **صورت نگار** کو پیشاب میں
لت پت لیے ہوئے پہونچیں **حیرت** نے دیکھا کہ سب بدحواس اور **صورت نگار** کا پائجامہ ناف سے نیچے
اترا ہوا ڈوپٹہ کہیں بھرم کہیں کچھ عجب عالم ہی اس نے پوچھا کہ کیا ہوا سب یہی کہتی ہیں کہ وہ آ گیا کوئی یہ
نہیں کہتا کہ مصور آ گیا اور ہوش میں آ کر **صورت نگار** تخت کے نیچے چھپ رہی اور **حیرت** باہر نکل آئی
لڑکوں اور لشکریوں کو روکا اور آپ قریب آئی کہا اے مرشد زادے اب کس کو مارتے پھرتے ہیں اس نے
بغور صورت دیکھ کر **حیرت** کو پہچانا اور کہا اے ملکہ میں اُس بے **صورت نگار** کو ڈھونڈھتا ہوں **حیرت**
نے کہا آئینے میں آپ کا اُس کا سامنا کر دوں **مصور** اُس کے ساتھ بارگاہ میں آیا اور کرسی پر بیٹھا مگر نہایت مضطرب
ہے کہ بی بی کو کسی طرح پاؤں تو سر کاٹ کر معشوقہ پاس لیجاؤں بس لحظہ بہ لحظہ کرسی سے اُٹھتا ہی **حیرت** روکتی ہے
کہ صاحب ٹھہر دمیں نے لوگ گرفتار کرنے کو بھیجے ہیں وہ آیا چاہتی ہی یہ کہکر روکتی ہی اور سحر پڑھ پڑھ کر پھونکتی
جاتی ہی کچھ نہیں ہوتا ہی اور عیاروں نے یہ سب خبریں **مہرخ** سے کہی ہیں وہاں سب بیٹھے **قہقہے** لگا رہے
ہیں تعریف ہو رہی ہی کہ اے ملکہ سبحان اللہ کیا سحر کیا ہی **مہرخ** کہہ رہی ہی کہ اس سحر کا لطف جب ہی کہ دو لی
لباس سامری کی بادشاہ طلسم کو غصہ لے اور وہ پھر خود ابھی عاجز آئے فی الجملہ **مصور** پھر گھبرا کر اٹھا اور کہا اے
ملکہ جلد بلوا اپنی اس حرامزادی کو کہ میں سر کاٹ کر اپنی معشوقہ پاس لے جاؤں **حیرت** نے کہا اچھا بلواتی ہوں
لیکن اُس کے مارنے سے کیا حاصل ہی اس لے کہا اس سوا کے جینے میں کھٹکا رہے گا اور دوسرے
فرمائش محبوبہ سے ناچار ہوں کہ اس نے سر مانگا ہی **حیرت** نے کہا میں بغیر قتل **صورت نگار** تمھاری
معشوقہ کو بلوا دیتی ہوں اور چاہا کہ کسی زن حسینہ کو بلوا کر اسکا دل اس کی طرف مخاطب کردن

لیکن اُس نے کہا کہ میں بغیر قتل کیے اپنی زوجہ کے باز نہ آؤں گا افسوس کہ معشوقہ کبھی نہ کبھی ایک ادنیٰ کنیزک
کا سر مانگے اور عاشق سے فرمائش پوری نہ ہو سکے یہ کلمات سنکر صورت نگار زیرِ تخت یہ حال ہوا کہ
تھر تھر کانپنے لگی لیکن اور رو دگی سنیے کہ عیار بعد خبر دینے اپنی مالکہ کے پھر اس کا تماشہ دیکھنے آئے تھے ان میں سے
برق بصورت چوبدار یہاں کھڑا تھا اور صرصر بھی حاضر تھی اس نے صرصر کے بازو میں چٹکی لی جب اس نے
پھر کر دیکھا اس نے چپکے سے کہا کیوں استانی کبھی تم نے طلسم میں ایسی لڑائی بھی دیکھی تھی یہ سحر بھی کرتے کسی کو سنا تھا
صرصر نے یہ سنکر اس کو پہچانا اور خنجر کھینچا برق نے جو مردھا کھڑا تھا اُس کا بازو پکڑ کر سامنے کر دیا اور بچا لا کے
آپ اُس کے پیچھے ہو گیا خنجر مردھے پر پڑا کہ وہ زخمی ہو کر گرا اور سب مردھے وغیرہ نے غل مچایا کہ اسے لینا
یہ عیار ہے اس نے مارا ہے باہر کے ساحر یہ سمجھ کر دوڑے کہ شاید مصور مار رہا ہے اور صرصر سمجھی کہ اس وقت
عیار کے دھوکے میں تو پٹ جائے گی نکلجا پھر چلی آنا یہ سمجھ کر جست کر کے بھاگی حیرت کو یقین کامل ہوا کہ یہ عیار
بشکل صرصر تھا بس اس نے سحر کیا کہ صرصر باہر جا کر ٹھہر گئی ادھر سے جو ساحر دوڑے تھے وہ پکڑ کر اندر
لائے حیرت نے حکم دیا کہ مار پڑے مردھے اور چوبدار وغیرہ مارنے لگے ہر چند یہ کہتی ہے کہ میں صرصر ہوں
عیار وہ چوبدار بنا ہوا کھڑا ہے مردھے کہتے ہیں کہ دیکھیے ہائے بھائی کر عیار بتاتا ہے اور آپ بچا چاہتا ہے
یہ کہتے ہیں اور مار رہے ہیں اس وقت عیار بچیاں صبا رفتار وغیرہ چاروں آگئیں اور بسبب ساتھ رہنے کے
انھوں نے صرصر کو پہچانا اور حقہ ہائے تفنگ مردھوں پر مارے کہ بارگاہ میں دھواں بیہوشی کا بلند
ہوا حیرت گھبرا کر بزورِ سحر اڑ گئی کہ معلوم ہوتا ہے اور بہت سے عیار آگئے ہیں برق نے اس اندھیرے
میں دو ایک ساحروں کو مارا غل اُن کے مرنے کا بلند ہوا اب تو لشکری بھی دوڑے اور مصور نے اٹھکر مارنا
شروع کیا ترسول پنسول تیغ و سحر چلنے لگا اب عیار بچیاں صرصر کو لے کر نکل گئیں اور برق بھی کنارے
ہوا لیکن یہاں ہر ایک کی زبان پر نعرہ بلند ہے کہ لینا مارنا جانے نہ پائے جو آتا ہے وہ یہی کہتا ہے کچھ سر و پاؤں
نہیں کہ کس کو ماریں بعض لوگ بھاگے جاتے ہیں دکانیں لشکر کی بند ہوتی ہیں جو کوئی پوچھتا ہے کہ کیا ماجرا ہے
کہتے ہیں کہ وہ آگئے اسی ہنگامہ میں حیرت نے بلندی پر سے دیکھا کہ عیار کوئی نظر نہیں آتا سمجھی کہ سب نکل گئے
اس نے سحر پڑھا کہ وہ ہنگامہ ہٹا یعنے لشکری لڑنے سے تھم گئے لیکن مصور پر جب اس شل کے کہ دیوانہ
رہا ہو بے بس است نہیں رکتا ہے حیرت جلد اس کے پاس آئی اور کہا کہ تمھاری بی بی کے سر کٹنے میں یہ
ہنگامہ ہوا ابھی ملیح سیر اس کا آیا ہے یہ سنکر وہ ساکت ہوا اور ملکہ نے کہا جلد منادی کراؤ لشکر میں امان کی
عیار بچیاں بھی بارگاہ میں آگئیں ملکہ نے اُن سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا تھا انھوں نے کہا کہ اس طرح عیار نے وقت خنجر زنی
مردھے کو سامنے کر دیا تھا یہ کہکر ادھر ادھر دیکھا برق پھر صورت بدل کر آ کھڑا ہوا تھا اس پر صرصر کی نگاہ
پڑی کہا دیکھیے یہی ہوا تھا برق یہ کہتا ہوا بھاگا کہ ہم پھر دو چار کو مارنے آئے تھے حیرت دنگ ہو گئی اور
کہا دیکھیے سامری ان موذیوں کے ہاتھ سے کب نجات دیتے ہیں یہ کہکر مصور کی دلجوئی میں مصروف ہوئی

اور برق نے جاکر حال سارے ہنگامہ کا مرغ سے بیان کیا یہاں تو یہ حال ہے لیکن ادھر باغبان جب
اپنی زوجہ کو سمجھا کر روانہ ہوا اور دریائے سحر کے پار اترا اور جو پتہ کہ بادشاہ طلسم نے دیا تھا اُسی سمت چلا اور احاطہ
سحر کے قریب پہونچکر تخت سے اتر کر اندر گیا جب چمنستان میں پہونچا پردے کے اندر سے آواز آئی کہ کون
آتا ہے اگر مصور ہے تو ہمارا عاشق ہے آئے اور جو کوئی اور ہے تو میں تیر سے نشانہ اجل کرتی ہوں یہ کہہ کر
تیر و کمان پردے کے باہر نکالا باغبان سمجھا کہ یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں اور مجھکو شاہ جادوان نے
جو کچھ سمجھا دیا ہے وہ کرنا چاہیے خلاف اس کے کرنا خطا پانا ہے یہ سمجھکر جلد وہاں سے پھرا اور ملکہ ابر انیسکہ اس کے سر
پر سایہ فگن تھا اس سبب سے اس باغ سحر سے نکل آیا نہیں تو باہر آنا ممکن نہ تھا اور بتلاش مصور لشکر حیرت
میں آیا کیونکہ پردے سے صدا اس جگہ تھا کہ مصور عاشق ہمارا ہے سمجھا کہ وہ دیوانہ ہو کر لشکر میں گیا ہوگا اتفاقاً
اس وقت یہ آکر پہونچا کہ یہاں وہ ہنگامہ مٹ چکا ہے سب بیٹھے ہیں کہ اس کے آنے کی خبر سنکر ملکہ حیرت
نے پیشوائی کو لوگ بھیجے اس نے آکر ملکہ کو تسلیم کی اور نذر دی پایہ چہارم تخت پر جگہ بیٹھنے کو ملی اور حیرت
نے اس وقت ایک ساغر آب پر سحر دم کر کے مصور کو دیا کہ پیجئے اس نے وہ پانی لے کر پھینکدیا اور کہا
اے ملکہ خاک اس شخص کے سر پر جو معشوقہ سے وعدہ کرے کہ میں کسی کے ہاتھ سے شراب کا جام نہ پیونگا
اور پھر ساغر لے کر غیر سے پیے بڑے افسوس کی بات ہے کہ فردے خواہم دمے کہ بجز یار نباشد دمن باشم و
دمے باشد و اغیار نباشد۔ یہ کلمات سنکر باغبان نے کہا کہ اے مرشد زادے مجھکو بادشاہ طلسم نے
بھیجا ہے اور کہا ہے کہ تم کو ساتھ لیجا کر تمھاری معشوقہ کو تم سے راضی کرا دوں تم جانتے ہو کہ شاہ جادوان کے
قبضہ میں جو کچھ طلسم میں ہے سب ہے میں جب اس کو فرمان بادشاہی سناؤنگا وہ تم سے ضرور راضی ہوگی یہ
کہکر اٹھا کہ آؤ چلو مصور سمجھا کہ صورت نگار تو ملتی ہی نہیں پھر اُس کے ساتھ چلو شاید
مطلب نکل آوے یہ سوچکر بموجب مثل (دیوانہ بکار خویش ہشیار) اس کے ساتھ ہو لیا باغبان تخت
سحر پر بٹھا کر بہلاتا ہوا کہ ابھی تم اس کے وصل سے کامیاب ہو گے تسکین دیتا ہوا قریب حصار لایا اور تخت سے
اتر کر کہا کہ اے مرشد زادے میں بغیر حکم تمھاری معشوقہ کے اندر نہیں جا سکتا ایسا نہ ہو کہ تم سے بھی
ناراض ہو اس سے بہتر ہے کہ تم اندر جاؤ اور جب وہ کہے کہ سر لائے تو کہنا کہ ہاں دروازے پر میرا آدمی
لیکر کھڑا ہے چلو دیکھو اور سیر چمن بھی کر دیں بس اس حیلے سے اسکو یہاں بلا لاؤ تو میں حکم بادشاہ اس کو سنا کر
راضی کر دوں کہ پھر تم عمر اس کے پاس رہو اور تم کو وہ کبھی جدا نہ کرے مصور کو یہ بات پسند آئی اور اندر
گیا اس پری نے پکارا کون آتا ہے اس نے نام بتایا اس نے پردہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھکے مسکرا کر پوچھا
کہ کہو ہماری فرمائش لائے یا خالی ہاتھ پھر آئے اُس نے کہا بھلا میری کیا مجال ہے جو خلاف حکم آپ کے عمل میں
لاؤں گیا اور لایا وہ قحبہ بھاگ گئی تھی اس سبب سے اس کے ڈھونڈھنے میں عرصہ ہوا جب ملی تو سر کاٹ کر
لایا اُس نے کہا تو پھر لاؤ کہاں ہے اس نے کہا کہ میرا ملازم دروازے پر لیے کھڑا ہے وہیں جاکر دیکھ لیجیے

اور آنکھیں تلووں سے اپنے ملو گلگشت چمن کیجیے یہ سنکر وہ سراپا ناز بعد انداز پردہ اٹھاکر نکل آئی اور اُسکا
ہاتھ آکر پکڑ لیا گلے میں باہیں ڈال کر سمت دروازہ چلی باغبان نے دروازہ سے جھانک کر اس کو آتے دیکھ کر
ابر کو حکم دیا آب چشمۂ ساحری برسا دے ابر گرگرا کر چمن پر چھایا اور ایسا چھینٹا زور سے پڑا کہ وہ نازنین
بھاگ کر بارہ دری کی طرف چلی تھی راستے ہی میں شرابور ہو گئی اور مصور سے پھر کہا او ظالم تو نے دغا کی یہ
کہکر جو گری کاغذ کی طرح گل گئی اور باقی جو صلا دھار پڑنے لگا دیوار ہائے حصار و چمنستان و بارہ دری وغیرہ
بالو کی دیواروں کی طرح بہہ کر ناپدید ہو گئیں مصور پلٹے تو بچشم عبرت کھڑا ہوا یہ حال دیکھا کیا اور رو دیا کیا
کہ یہ مکان سرابگاہ ناپائدار میں حباب کی طرح تھا افسوس یہ کیسا مینہ برسا کون عاشق اس طرح پھوٹ کر
رویا جسکی آہ سرد ہوا بنکر ایسے ابر کو گھیر لائی جسنے یہ آفت ڈھائی غرضکہ سبب وہ جگہ مع اس معشوق رعنا
کے برباد ہو چکی اور نگاہ دور اندیش کے سامنے سے وہ دھوکے کی ٹٹی اٹھی یہ بھی بیہوش ہو گیا باغبان نے
اس کو اٹھا کر اٹھایا جب اسکی آنکھ کھلی دیکھا کہ پانی تھم گیا ہے اور میں ایک صحرائے لق و دق میں ہمراہ باغبان
کھڑا ہوں یہ حال دیکھ کر مستفسر حال ہوا باغبان نے از ابتدا تا انتہا کیفیت اس کے مسحور ہونے کی بیان
کی اور کہا اس جگہ کی زمین دیکھو اس نے جو سمت زمین دیکھا معلوم ہوا کہ ایک گھروندا لکیروں کا بنا ہے
اسمیں سیندور سے درختوں کے نقش بنے ہیں اور ایک تصویر گاؤ اور پتلی کی بنی ہے اس نے کہا یہی گھروندا
باغ مجھکو معلوم ہوتا تھا اور اسی تصویر پر میں عاشق تھا وزیر نے کہا اے مرشدزادے یہ سحر ایسا تھا
کہ شاہ تک اس سے عاجز تھے سامری نے تمھیں بچایا اب چلو شاہ تمھیں یاد کرتے ہیں کہا میں بوجہ
ندامت کے شہنشاہ کے سامنے نہ جاؤں گا مجھ کو لشکر میں لے چلو تاکہ اپنی بی بی سے صفائی کر لوں۔
باغبان اس کو لے کر چلا اور لشکر میں آیا لشکریوں نے جاکر حیرت سے بیان کیا کہ مصور آتے ہیں
صورت نگار بعد اُس کے جانے کے تخت کے نیچے سے نکلی تھی اب آتے جو سنا پھر تخت کے نیچے چھپ
رہی اور کنیزیں بھاگیں مگر باغبان اُس کو لے کر بارگاہ میں اترا اس نے ملکہ حیرت کو سلام کیا اور
اتر کر بیٹھا ہوش کی باتیں کیں سب خوش ہوئے صورت نگار بھی تخت کے نیچے سے نکلی مصور نے
اُسکے روبرو ہاتھ باندھے کہ اے بی بی تو میری خطا کو معاف کر میں نے بے وجہ تجھے گالیاں دیں اور قتل
کا درپے ہوا صورت نگار نے کہا میں اسی دن کے لیے منع کرتی تھی آپ نے نہ مانا اب یہ ذلت بہ ذات
اٹھانا اچھا معلوم ہوتا ہے اب ہاتھ باندھنا اپنا رہنے دو میں درگذری ایسے باپ سے اگر یہ عہد کرو
کہ میں اکیلا لڑنے نجاؤں گا تو البتہ میں ملتی ہوں اس نے کہا اے ملکہ ابھی تو بیشک لڑنے نہ جاؤں گا
لیکن ایک سحر میرے باپ نے اپنے باپ سے یعنی سامری سے یاد کیا تھا اور وہ مجھکو بتلایا ہے اس سحر کو
میں تیار کر لوں تو ان ذلتوں کا بدلا لوں گا غرضکہ یہ عہد و پیمان کرکے سب داد عشرت دینے میں مصروف
ہوئے شرابخواری کرنے لگے ادھر ہلکاروں نے یہ سب خبریں جاکر ملکہ مہرخ سے عرض کیں کہ اس طرح

باغبان نے آکر جرار دیا مصور اچھا ہو کر آیا ہی تاج ہورہا ہے آج باغبان وزیر کی دعوت ہی تیاری ہو رہی ہے یہ خبر سنکر مہرخ نے کہا خیر خدا مالک ہے معلوم ہوتا ہے کہ مہرہ لباس سامری شاہ طلسم کو دستیاب ہو گیا جب ہی منبہ غفلت مصور کے گوش ہوش سے نکلا یہ کلمات سنکر برق عیار کہ جو اس وقت موجود تھا اپنی جگہ سے اٹھکر سامنے آیا اور عرض پیرا ہوا کہ جب آپ سے اور بہار سے مشورہ مصور کے دیوانہ کرنے کی نسبت ہوا تھا تو میں نے عرض کیا تھا کہ دوبارہ آپ لوگ اس کو سرفرازی دیجیے گا تو ہم بھی کچھ نہ کچھ سزا دینگے اب بموجب اس قول کے نوبت تو گذشت نوبت مارسید بہار احصر اس وزیر باغبان کو زک دینے کا ہے اور انشاء اللہ مع حیرت و مصور وغیرہ جتنے یہ ساحر ہیں سبکو اگر آج ذلیل نہ کیا تو اپنا نام نہ رکھا کیونکہ یہ وزیر مسخر استاد کے ہاتھ سے کئی بار ذلت اٹھا چکا ہے مگر باز نہ آیا آج ایسا اسکو ذلیل کروں کہ پھر کبھی حرامزادہ ادھر رخ نہ کرے مہرخ نے جواب دیا کہ الحق آپ ایسے ہی ہیں اور ہم سب نے آپ ہی لوگوں کی بدولت بعنایت خدا آج تک فتح پائی ہے اب کیا ضرور ہے کہ آپ تکلیف کریں اگر یہ وزیر لڑے گا تو دیکھ لیا جائے گا ابھی چھیڑنا مناسب نہیں کیونکہ خواجہ سلامت نہیں ہیں ایسا نہ ہو کہ پھر پیچ پڑ جائے باغبان زبردست بہت ہے برق نے کہا اے ملکہ خدائے تعالیٰ ہمارا قادر و توانا ہے اگر اس وزیر کو سزا نہ ملیگی جسارت بہ جنگ و جدل کریگا اور پھر اس نے آپ ہی کی قول و اقرار جو استاد سے ہوئے تھے وہ سب بھول گیا انشاء اللہ العزیز میں اس کو ضرور واقعی سزا دیدونگا اور علاوہ بریں قول مرداں جان دارد آپ لوگوں کی باری ہو چکی اب ہماری باری ہے یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا اور راز سبکہ سر دربار یہ گفتگو جو ہوئی تھی ہرکاروں نے لشکر حیرت کے جاکر سارا ماجرا حیرت سے بیان کیا کہ اس طرح عیاروں نے دعویٰ کیا ہے باغبان نے کہا کہ عیاروں کی موت آئی ہے حیرت نے کہا راستہ بند کر دینا چاہیے باغبان نے کہا راہ بند کرنے میں معلوم ہوگا کہ ڈر گئے آپ آنے تو دیجیے اپنے پاؤں سے لیکن جائینگے کس کے پاؤں سے یہ کہکر چپ ہو رہا اور حیرت نے حکم جشن کا دیا ہے کہ آج کی رات لے وزیر تمہاری دعوت ہے کل جانا اس نے بھی منظور کیا ہے اسی وقت سے روشنی کی تیاری لشکر میں ہونے لگی تھی سو سو کنول کا سربلند فرشی دورویہ سڑک کنارے سے استادہ ہیں پردے اور سرا پچین بارگاہ شاہی کو اٹھوایا اس اثنا میں دن تمام ہوا اور دشت عالم میں خیمہ ظلام بپا عیار عالم آئے گوسے آفتاب عالمتاب کو نہاں عیاران کیسہ مغرب میں رکھا اور حقہ ہائے انجم کو میدان چرخ پر چلنے کو بمقتضائے

## نظم

زمین اس وقت لگتی یوں بھلی تھی ‌ ‌ ‌ ‌ کہ گویا ایک چاندی کی ڈلی تھی
درختوں کو دیا ماہ کی ضیا نے ‌ ‌ ‌ ‌ دیے تھے بادلے کے شامیانے

شام سے تمام امراء و وزرا افسر لشکر بارگاہ حیرت میں آکر بہانے پہ زر پر متمکن ہوئے ساقیان مہر سیما

جام بادہ احمر دینے لگے پری چہرگان یاسمن پیکر سامنے رقص کرنے لگیں گلبانگ عشرت بلند تھی رقص بتان
ادا کن کا دور ساغر و پیمانہ ہوش ربا اُن کا اہل انجمن کو لا یعقل بنائے تھا چاندنی رات کا عالم شگوفوں کی
دھوم شمعوں پر جیسے پروانوں کا ہجوم یہ کیفیت تھی کہ بیت جھلکتے نہ تھے ہاتھ میں جام مے دہن بادہ
خواروں کے تھے ہنس رہے یہاں تو یہ حال ہے مگر برق جو روانہ ہوا تھا پہلے صحرا میں آیا زنبیل عیاری
کی بجالائی قران آواز پر اپنی جگہ سے اس کے پاس آیا اس نے اپنے ارادے سے اُس کو مطلع کیا اور پھر
قران نے اس کو تعلیم کی کہ تم جاؤ میں اس صورت سے یہاں پہاڑ پر بیٹھا ہوں جو کچھ کہ قران نے بتایا ہے
حال اُس کا آگے بیان ہوگا غرضکہ برق بموجب ہدایت قران روانہ ہوا اور صورت ایک خدمتگار کی اپنی
بنکر اسی جلسہ دعوت کی طرف چلا وہاں حیرت نے خبر دعوے عیاران سنکر صرصر وغیرہ عیارچیوں کو
بنا بر احتیاط نگہبانی کا حکم بلیغ دیا ہے عیارچیاں ہر طرف بہ ہوشیاری پھر رہی ہیں جب برق وہاں پہونچا
گھات میں ہوا کہ اپنا کام کروں لیکن صرصر کی نگاہ اس پر پڑی اُس نے پہچان کر ڈانٹا کہ موئے تو پھر
یہاں آیا برق نے کہا اور کبھی کچھ کام ہے سوائے مار پیٹ کے باغبان کو مارنے آئے ہیں صرصر نے کہا
رہ تو جا مونڈی کاٹے ابھی پکڑوائے دیتی ہوں اور حیرت سے کہنے چلی برق بارگاہ سے جلد نکل گیا
اور اس نے جا کر حیرت سے کہا کہ برق آیا ہے حیرت نے اپنے ہاتھ سے ایک انگوٹھی اتار کر پھینکی کہ
اے انگوٹھی اس بارگاہ میں جہاں کہیں عیار ہو گرفتار کر لا انگشتری ایک طوق آہنی بنکر چاروں طرف پھری
مگر برق تو پہلے ہی جا چکا تھا کہیں نہ ملا انگشتری پھر آئی اور پھر انگوٹھی ہو گئی ملکہ نے اٹھا کر پہن لی اور
باغبان سے کہا کہ میں راہ یہاں آنے کی بند کیے دیتی ہوں عیار ابھی یہاں آیا تھا کیا فائدہ جو اس نے
صحبت کو پریشان کیا باغبان نے عرض کیا کہ آپ مالک ہیں جو چاہے کیجیے لیکن وہ آیا تھا تو آپ نے مجھے
نہ کہا میں گرفتار کر لیتا اور راہ اب کی آنے دیجیے پھر جو مجھ سے گرفتار نہ ہو سکے تو راہ بند کیجیے گا حیرت
چپ ہو رہی لیکن برق اسی واسطے پہلے اس طرح آیا تھا کہ کوئی مجھ کو دیکھ لے اور ساحروں کو میرے
آنے کی خبر ہو جائے کیونکہ ظاہر کرنے میں اس کا ایک مطلب ہے جس کا حال اب بیان ہوتا ہے چنانچہ
برق جو بارگاہ سے سیاہہ دکھا کر آیا جس صورت پر کہ بنا ہوا تھا اس کو دوسری ہیئت پر تبدیل کر کے
جب دو چار آدمیوں کو اندر جاتے دیکھا انھیں میں ملکر چلا اور اندر آ کر آدمیوں ملازموں کے پیچھے پیچھے
اپنے تئیں پوشیدہ کیے اُن خدمتگاروں کی پشت پر پہونچا جو باغبان اور ملکہ کی پشت پر کھڑے
رومال جھلتے ہیں اب سامنے بیٹھنے والے بسبب کثرت ملازمان اس کو نہیں دیکھ سکتے اور پشت
بوجہ دیکھنے ملکہ کے کوئی ادھر سے اندر آتا نہیں اور برق باطمینان کھڑا رہا اور جب رقاصہ گاتی ہوئی قریب
باغبان آ کر دامن تھام کر طالب انعام ہوئی اُس وقت سب کی نگاہ جانب رقاصہ و باغبان تھی
کوئی کسی طرف متوجہ نہ تھا انھیں کو دیکھ کر سب ہنس رہے تھے برق نے قابو پا کر ایک خدمتگار کی

بغل کے نیچے سے ہاتھ نکال کر ایک رقعہ بخط طلسم لکھا ہوا اور اس پر مہر افراسیاب کی ہوئی گود مین
باغبان کے ڈالدیا کسی کو خبر نہ ہوئی کہ اس نے کیا کیا اور یہ رقعہ مذکور ڈال کر آہستہ آہستہ پیچھے
ہٹکر دہنے بائین سراچہ وغیرہ اٹھے ہوے تھے اسی طرف سے باہر نکل گیا اور دور جا کر منتظر وقت
ٹھہرا یہان باغبان نے رقاصہ کو حکم انعام دینے کا دیا خدمتگار جو پشت پر کھڑا تھا اُس نے
اس کو دو شالہ اُڑھا دیا وہ پھر اپنی جگہ پر ناچنے لگی اور باغبان نے بھی زانو بدلا آغوش سے رقعہ
پایا مہر بادشاہی دیکھ کر اسی طرح زانو کی آڑ مین پڑھا لکھا تھا کہ اے وزیر اعظم مرحبا کہ تم نے مصور
پر سے سحر دفع کیا تمھین چاہیے تھا کہ ہمارے پاس آتے مگر اب جو ملک کی دعوت مین ہو تو خیر صبح کو ضرور
آنا زیادہ وہان نہ ٹھہرنا اور اس وقت ہم نے کتاب سامری دیکھی تھی تمھارا حال معلوم ہوا کہ محفل عیش
مین بیٹھے ہو اور عیارون نے دعوی عیاری کیا ہی بلکہ برق عیار فکر مین عیاری کی آچکا ہی لہذا تم کو
چاہیے کہ اس رقعہ کا حال کسی سے نہ کہنا سیدھے اُٹھکر صحرا مین جانا لشکر کی دہنی طرف ایک پہاڑ
پر اُسیر ہمارا بھیجا ہوا ایک جوگی بیٹھا ہی اُس کے پاس میوہ باغ زردشتی ہی تاثیر اس کی یہ ہی کہ جو کوئی
وہ میوہ کھائے عیار اُسکو بیہوش نہ کر سکین اور اُس کی محفل مین کچھ عیاری نہ کر سکین بس وہ میوہ
لا کر سب کو کھلانا اور فراغ خاطر سے بیٹھکر داد عیش دینا تمھارا نام بھی ہوگا کہ وزیر اعظم ایسے زبردست
ہین کہ اُن کے سبب سے عیار کسی کا کچھ نہ کر سکے اور اگر رقعہ ہمارا دکھلا دوگے تو سب یہ جانینگے کہ
وزیر سے کچھ نہ ہو سکا بادشاہ نے بچایا ہم کو تمھاری ہی ناموری منظور ہی کیونکہ لوگ تمھاری عظمت سے
ہماری بزرگی بھی جانینگے کہ جسکا وزیر ایسا اُس کا بادشاہ کیسا صاحب رتبہ ہوگا یہ مضمون رقعہ
مسطور کا پڑھکر یہ بہت خوش ہوا اور رقعہ کو جیب مین ڈال لیا سمجھا کہ یہ سحر بادشاہ تیری گود مین
رکھ گیا ہی بادشاہ کے سحر کو بخوبی یہ جانتا ہی کہ جس وقت جو چیز مخفی بھیجنا چاہتا ہی بذریعہ سحر غائب ہو کر
پہونچ جاتے ہین جس کو وہ اشیا بھیجے جاتے ہین وہی جانتا ہی اور کوئی نہین واقف ہوتا غرضکہ رقعہ جیب
مین رکھکر یہ کھڑا ہو گیا حیرت نے پوچھا کہ اے وزیر اعظم کہان کا ارادہ کیا اس نے کہا اے ملکہ مین نے
آپ کو راستہ بند کرنے کو منع کیا لیکن بعد کو اندیشہ ہوا کہ مبادا عیار آکر پریشان کرین اس سبب سے
مین ایک چیز لینے جاتا ہون آپ ہوشیار رہیے مین ابھی آتا ہون یہ کہہ کر بارگاہ کے باہر آیا اور اُڑ کر
اُسی پتے پر چلا جو رقعہ مین لکھا ہوا تھا جب لشکر سے باہر نکل گیا کئی کوس پر دہنی طرف جا کر ایک
پہاڑی ملی اِس پر آگ روشن تھی یہ اس پہاڑی پر اُترا دیکھا کہ مرگ چھالا درخت کے نیچے بچھا ہی
سامنے اس کے کھپر جلتا ہی اور مرگ چھالے پر ایک جوگی جٹا دھاری بیٹھا ہی آنکھین لال لال چہرے
سے غضب و جلال لوہے کی زنجیر کمر سے باندھے کڑے لوہے کے ہاتھون مین پڑے حلقے اور کنڈل کانون
مین ڈالے جٹا مین خاکستری بنائے شیر کی کھال کا کرتا پہنے دھونی رمائے بیٹھا ہی اس نے جھک کر اس کو

سلام کیا اور بندگی وت کرکے ہاتھ باندھے کھڑا رہا وہ جوگی کہ اصل مین قران ہی اور برق سے یہی مشورہ
اس نے ٹھہرایا تھا کہ تم جاکر بچیلہ رقعہ وزیر کو یہان بھیجو مین اسکو بیہوشی کا میوہ دیدونگا وہ جاکر کھلائیگا
سب بیہوش ہوجائینگے چنانچہ برق نے وہی کیا اب جو یہ ہاتھ باندھکر کھڑا قران بسبب عالی دماغی کے منہ سے
نہ بولا اس نے کہا حضور مجھکو میوہ باغ زردہشتی عنایت ہو قران نے کئی سیر جنگلی بیر کہ نہایت ہی بیہوشی نمکین اور
شیرین آمیز تھی اور ایک رومال مین باندھکر مرگ چھالے کے نیچے رکھے تھے اس کے مانگنے سے اشارہ کیا کہ
یہ رکھا ہی لے اس نے وہ رومال مرگ چھالے سے نکال لیا اور شادان و فرحان تخت سحر پر بیٹھکر چلا دم بھر
مین بارگاہ حیرت مین آیا اور کہا مین وہ چیز لایا ہون کہ عیار سرنگین اور کچھ نہوسکے حیرت بافراط استفسار حال کی
کہ سچ بتاؤ کہان گئے تھے اس نے کہا کہ مجھ سے شہنشاہ نے چیلے کی زبانی کہلا بھیجا کہ باغ زردہشت مین جاؤ اور
وہان کا میوہ لاؤ پس مین باغ زردہشت مین گیا اور وہان کا میوہ لایا ہون تاثیر اسکی یہ ہی کہ عیار عیاری نہ کرسکین
سب کو کھانا چاہیے یہ گفتگو سنکر ہر چند عیار یہان حاضر تھین لیکن ذہن کبھی نہ لڑا اور خیال بھی نہ ہوا کہ ہمین
کوئی فریب ہی کیونکہ وزیر خود گیا اور وہ کہتا ہی کہ باغ زردہشت سے لایا ہون پھر دھوکا دینے کو کونسا باقی ہی مگر
اتنا بنابر احتیاط کیا کہ ملکہ حیرت نے سحر کی نگاہ اس پر ڈالی کہ شاید خود عیار وزیر کی شکل بنکر نہ آیا ہو جب
نگاہ سحر کیا وزیر کو فوراً معلوم ہوگیا کہ ملکہ مجھکو آزماتی ہی اس نے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ آپ مجھکو کیا دیکھتی ہین مین
عیار نہین ہون ادھر صرصر وغیرہ عیارنیون نے بھی نگاہ عیاری اس کو دیکھا خوب پہچان لیا کہ یہ باغبان ہی
عیار نہین ہی اسوقت وہ میوہ طلب کیا اس نے رومال سے نکال کر حیرت کو دیا وہ بنابر تعظیم و ادب سر پر
رکھکر کھڑی ہوئی سب حاضرین محفل کھڑے ہوگئے اور میوہ سر پر رکھا پھر رومال کھولکر فی ارسم پانچ پانچ بیر
تقسیم کیے اور تبرک سمجھکر خادم خدمتگار سب اہل بارگاہ کو دیے کہ کھالین اور محفوظ نہ کرین یہان صرصر
وغیرہ عیارنیون نے بھی سنکر کھائے اور سب کھائے کہتے جاتے تھے کہ ظاہر مین تو بیر معلوم دیتے ہین مگر واقع
مین عجب لذیذ میوہ ہی کہ سلونا بھی ہی اور میٹھا بھی ہی اور نہین معلوم کہ اسکا نام کیا ہی باغبان نے کہا اس کو میوہ
سیات کہتے ہین اور در واقع فریب بھی اس کا نام ہی سب بہت خوش ہوے اور کھا پیکر ناچ دیکھنے لگے سب
پہلے صرصر کو نشہ ہوا اگر خیال بیہوشی کا تو تھا ہی نہین سمجھی کہ رات کے جاگنے اور گرمی سے سر مین درد ہوتا ہے
اس مین رقاصہ نے جو دم رقص گردش کی ٹھوکر کھا کر گری کیونکہ اس کو بھی بیر دیے تھے لہذا جب وہ گری تب
باغبان نے کہا کوئی نہ اٹھائے یہ الٹی ہوکر ناچے گی غرضکہ ملکہ حیرت کو بھی نشہ ہوا اور اس نے صورت نگار
کے سر پر ایک دھول ماری کہ بالزادی اٹھکے ناچتی نہین صورت نگار نے بھی نشہ مین کچھ پاس نہ کیا حیرت
کی چوٹی پکڑی مصور نگار چڑھ آئی باغبان سمجھا کہ یہ اپنی زوجہ کی طرفداری کرتا ہی یہ سمجھکر مصور سے لپٹ
پڑا اور اس کی ڈاڑھی پکڑ لی اس نے اس کے پٹے پکڑے دونون لڑتے ہوے گرے ادھر حیرت اور
صورت نگار بیہوش ہوئین ساحر نشہ مین شرابیون کی طرح تمام عمر کا حال اپنا بکنے لگے ادھر چھوٹی بیزار ہوکر

بیہوش ہو گئے عیار بچیان بھی اسی عالم مین مبتلا ہین عجب کیفیت ہے غرضکہ جب سب بیہوش ہو گئے برق نے باغبان
کو جاتے دیکھا اور حسرت قران پر وہ دے کر چلا تھا کہ رہے لشکر کے برق کو ملا اور کہا آؤ سب بیہوش ہو گئے
ہونگے چلکر تم بھی یہ مشورہ کر کے بشکل سنبل چلے پہرے والون سے بچتے ہوئے جب قریب بارگاہ پہونچے
یہان کے پہرے والے اور خدمتگار سب بیہوش تھے عیارون نے جلد سراپچہ بارگاہ گرا دیے اور دروازے
پر تکیہ لگا کر باطمینان اندر ٹھہر کر عیار بچیون کو بیچ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر برق وضرغام وجانسوز
وغیرہ کی صورت پر بنا دیا اور ان کو صفت بیہوشی سے الگ لے جا کر لٹا دیا پھر بزم کے تمام ساحرون کی مع
مصور باغبان کے داڑھی مونچھین بھوین چار ابرو کا صفایا بتلا دیا سب مونڈ کر جادوگرنیون کے سر
مونڈے لیکن حیرت کی جب نوبت آئی دیکھا کہ زمین تھرائی عیار سمجھے کہ کچھ آفت آئے گی اس سبب سے اسکا سر نہ
مونڈا باقی عیار بچیون کو چھوڑ کر سب کے سر مونڈ کر منھ سب کے کالے کیے ہاتھون مین جوتیان پہنا دین اور
باغبان کو صورت حسینہ بنا کر مصور کے پہلو مین برہنہ لٹا دیا اور مصور کو بندر والا بنا کر ڈگڈگی ہاتھ مین دی
اور تمام محفل کے کپڑے اتار لیے ایک ایک تہمد باندھ دی کہ ننگے نہ رہین وہ بھی حیرت کو رتون کے باندھ دی اور
مردون کو یون ہی رکھا صرف عیار بچیان برہنہ نہین ہین ان کو مردانہ لباس مثل عیارون کے دیا ہے غرضکہ
جب یہ سامان کر چکے باہم صلاح کی کہ اب جو جو کہ قتل ہو سکین ان کو مار ڈالین یہی چاہیے یہ مشورہ کر کے حیرت و
مصور وغیرہ ایسے ساحرون کو جو قتل نہ ہو سکین گے رہنے دے کر باقی کو چاہا کہ خنجر کھینچکر گردن کاٹنا شروع کرین
ہنوز کسیکو قتل نہ کیا تھا کہ وہان شاہ جادوان نے بوجہ عرصہ ہونے باغبان کے کتاب سامری دیکھی و سبب حال
دریافت کیا عیارون کی چالاکی معلوم کر کے خود وہان سے چلا کیونکہ رات زیادہ گئی تھی کسی کو بھیجنا مناسب
نہ سمجھا یہان عیارون نے دو چار کو ذبح کیا تھا اور شور ان کے مرنیکا بلند ہوا تھا اور لشکر کے افسر غوغا
سنکر دوڑے تھے کہ دفعتہ تاریکی ہو گئی اور آواز بڑے زور سے آئی کہ خبردار افراسیاب عیار یہ صدا سنکر جلد
جلد دو چار اور قتل کر کے جست وخیز کنان رو بفرار لائے مگر ایک رقعہ اپنے حال کا لکھا ہوا پھینکتے گئے
یہان بادشاہ طلسم نے ایسا سحر پڑھا کہ ہوا تند چلی کہ جتنے شمع وچراغ گل ہو گئے تھے آپ سے
آپ روشن ہو گئے اور برودت ہوائے سحر سے سب بیہوش ہوشیار ہوئے اول سب سے عیار بچیان
ہوشیار ہوئین اور یہ ہنگامہ دشور دیکھ کر چاہا کہ بھاگ جائین شاہ جادوان سمجھا کہ یہ عیار ہین اس نے
سحر کر کے ان کو حبس وحرکت کر دیا اس اثنا مین اور بھی سب ہوشیار ہوئے مصور نے جو وزیر کو مثل زن
حسینہ پہلو مین پایا جان جہان کہہ کر لپٹا اور بوسہ لیا وزیر نے بوسہ لیتے وقت اس کی ناک دانت سے
دبا لی اس نے چیخنا شروع کیا کہ ارے واسطہ سامری کا یہ کون سا غمزہ ہے بجائے بوسہ ناک کاٹتی ہے
مین دل دونگا مگر ناک نہ دونگا اس ہنگامہ مین زوجہ اس کی چونکی اور میان کو غیر عورت سے لپٹتے
دیکھکر یہ بھی غیرت رشک سے مصور کو دو ہتڑون سے مارنے لگی کہ ہٹ اب یہ چھاتی پر مونگ دلنا

سب کے سامنے منڈی کو لے پڑنا سیکھا ہی بیٹھے منھ تیری بیہودگی پر لعنت منصور رکے گئے ہیں جھولا نبد دالون کیطرح پڑا تھا اور سدگنڈگی ہاتھون میں بندھی تھی وہ جنبش اعضا سے بجتی تھی صورت ننگا رکے ہاتھون میں جو تیان تھیں جب وہ دوہتڑ مارتی تھی مصور کے سر پر پڑتی تھیں ایک طرف وزیر ناک کاٹے لیتا تھا اس ماجرے کو دیکھ کر جتنے ہوشیار ہوے تھے سب اپنا اپنا حال خراب دیکھتا تھا اول کہ بنس رہے تھے اور جو منھ پر تھوکیجاتا تھا رخسارہ پر جو آ پڑتی تھی بعض جو اٹھ کر مصور کو چھڑانے چلے تھے ننگے اچھلتے تھے ملکہ حیرت جو اٹھی تھی بچشم حیرت یہ تماشا دیکھ رہی تھی بادشاہ طلسم تادیر ہوشیار کرکے یہ حالت دیکھا کیا اور دست تاسف ملتا رہا آخر اس نے نعرہ کیا کہ باشید اے بیخردان چشم خود را واکنید و حال خویش را تماشا کنید اس نعرے سے سب مست بے غفات ہوشیار ہوے اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر شرمائے وزیر نے ناک مصور کی چھوڑ دی یہ بھی الگ ہوا غرضکہ سب اپنی ہئیت کو آئینہ میں معائنہ کیا اور لباس طلب کرکے پہنے جب بادشاہ بہاورے حیرت میں بیٹھا اور سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے منھ کو ڈھاٹے باندھ کر چھپائے تھے بادشاہ نے باغبان سے بعتاب کہا کیون تجھ سے کب کہا تھا کہ تو یہان آکر ٹھہر نا آخر میر اکنا ماننے کی سزا پائی اور یہ مصور تو بے غیرت ہوا ہی کچھ اس سے سوا ے ذلت دلانے کے اور نہیں ہو سکتا شاہ طلسم کے غضبناک کلمات کا کسی نے جواب نہ دیا آپ ہی خفا ہو کر چپ ہو رہا اور حکم دیا کہ عیار جو میں نے گرفتار کیے ہین ان کا سر جلد کاٹ ڈالو سب حرامزادے کیسکے جلے ہوے تھے حکم ہوتے ہی تلوا کھینچکر بہر قتل اٹھے عیار بچیان رنگین اور عرض پیرا ہوئین کہ کچھ ہو رتون کو حکم ہو کہ وہ ہم کو تنہائی میں دیکھ لین ہم آپ کی عیار بچیان ہین آیندہ سرکار کو قتل کرنے اور بخشنے کا اختیار ہے بادشاہ کئی بار اپنے ملازمون کو اپنے ہاتھ سے دھوکے میں قتل کرچکا ہی اس سبب سے قتل کرنے والون کو مانع ہوا اور عیار بچیون سے پتہ نشان پوچھکر چھوڑ دیا یہ بھی لباس تبدیل کرکے رنگ و روغن چھڑا کر اصلی صورت بنا کر حاضر دربار ہوئین شاہ طلسم نے ان سے کہا لعنت ہے تم پر کہ تم سے کچھ نہیں ہو سکتا دیکھو عیار ایسے ہوتے ہین صرصر نے کچھ جواب نہ دیا اور دل میں قائل ہوئی کہ واقعی مجھ کو گمان تھا عمرو کی نسبت وہ گلیم وغیرہ تبرکات سے کام لیتا ہے اس وجہ سے ہم اس کی برابری نہیں کرسکتے مگر یہ گمان غلط نکلا شاگردان عمرو بھی بلا ے روزگار ہین وہ عیاری کرتے ہین کہ ہمارا ذہن بھی اُس تدبیر تک نہیں پہونچ سکتا فی الجملہ جب بادشاہ نے انکو بہت لعنت ملامت کی تو انھون نے عرض کی کہ جو کچھ ہم اب کرینگے حضور ملاحظہ فرمینگے اور اب ہم بھی تدبیر کرتے ہین یہ کہکر بہر فکر عیاری اپنی جگہ پر چلی گئین اور افراسیاب ملکہ حیرت کو نصیحت و پند بہت سی کرنے کہ گھبرا تا نہیں مین ان نمک حرامون کے قتل کو ساحر نہ بدست بھیجون گا مجکو منظور تھا کہ پہلے ان سب کو قتل کرلون تو اسد کو قتل کرون مگر نہیں اب پہلے طلسم کشا کو مارنا لازم ہے اور یہ بھی خیال ہے کہ کوکب کے گا کہ میری شرکت کی خبر سنکر عمرو کی غیبت میں اسد کو مار ڈالا شاہ جادوان مجھ سے ڈر گیا بس انتظار کرتا ہون کہ

وہان سے بھی مرد آے تو طلسم کشا کو قتل کرون دیکھون کہ میرا کوکب کیا کر لیتا ہے اسلامین کوکب کی کوئی حقیقت نہین جانتا دہ ایک مرد صحرائی ہے اور کوہستان دصحرا کی ہارے جدو آبا نے سرداری اُس کے بزرگون کو دی تھی اب وہ بادشاہ بن بیٹھا ہے جس وقت میرے مقابل آئے گا سزاے معقول پائے گا یہ کہہ کر باغبان کو اپنے ہمراہ لے کر سمت باغ سیب گیا باغبان بھی چلتے وقت مصور سے کہتا گیا کہ ہم تم سے زیادہ ذلیل ہوے خیر دیدہ باید کہ کیا قسمت کھاتی ہے مختصر یہ کہ شاہ و وزیر تو آدھر گئے اور مصور سحر تیار کر کے اپنے مقام پر جا کر چلہ کش ہوا حیرت خجالت زدہ اپنی جگہ پر ساکن ہوئی جنگ وجدال چند روز موقوف رہی اور جب ریش آسمان یعنی نیر تابان رخسار سحر پہ تابان ہوئی اور سواد ظلمت روے روزگار سے چھڑا اگر سرخی شفق سحر عیار دھرنے لگا

**نظم**

| | |
|---|---|
| پر اندیشہ بود آن شب دیر باز | چو خورشید بنمود تاج از فراز |
| شب تیرہ باشد بلند آفتاب | ہمی گفتگو داشت افراسیاب |

ضحے نے دربار کیا سرداران ذی رتبہ حاضر ہوے دربار معمور ہوا عیارون نے آگر ڈاڑھیان اور لباس ساحران حریف کا دکھایا اور ماجرۂ شب گذشتہ بیان کیا ہر ایک مارے ہنسی کے لوٹ گیا قہقہے اڑے آخر سب باطمینان داد عشرت دینے لگے

## داستان آنا پتلے کا مجلس جادو کے بہر گرفتاری جنین جادو کنیز کے اور بارا جانا اس پتلے کا ہاتھ سے افراسیاب کے اور پھر نامہ بھیجنا افراسیاب کا کوکب کو اور بار اجانا نامہ کا ہاتھ سے بہار اور عیارون کے عمل مین کوکب کے اور ملاقات کرنا بہار کا نقلی عمرو سے اور دعوت کھا کر رخصت ہونا اور راہ بھول کر لشکر اسلام مین جانا اور عاشق ہونا بادشاہ لشکر اسلام پر اور مدد کے لیے بھیجنا کوکب کا بلور چار دست کو ہمراہ ہمشیرہ عمرو کے اور جنگ ہونا افراسیاب و بلور سے لمؤلفہ

| | |
|---|---|
| دریاے کرم ہے تیرا جاری | اک بحر ختم لند دھائے ساری |

پھر رند ہین تیرے تشنہ مے
عینک پھر نشہ کی چڑھا دے
اُس مے کے ہین رند تیرے طالب
دہ مے کہ جو مثل تیغ ہو تیز
دہ مے کہ ہون رند جس سے خونریز
جو آگ عجیب کا سی بنی ہو
جس کا ہو نام دختر رز
قاضی کرتا ہو جس کی حرمت
جس مین کہ بھرا غضب کا ہو قہر
رگ رگ مین بھری ہو جسکے شوخی
ساقی تجھکو ہے کچھ بھی معلوم
دنیا مین ہین جتنے دشت ویران
ہین پھول کے رند جو چھوڑے
اس وقت نہین جی سے بلا دے
آئین مضمون نئے نئے پھر
مضمون کہن کی فوج ساری
بھرتی مین نیا ہو سارا لشکر
لکھون پھر جلسہ طرب مین
جلسہ ہو نیا نئی مدارات
پھر عشق کی آگ اک لگا دون
استاد کی معتبر روایت

غفلت پھر دل پہ چھا رہی ہے
آنکھون کو طلسم پھر دکھا دے
جس سے کہ برآئین کچھ مطالب
دہ مے کہ ہو ہر طبع شبدیز
جس کا حرمت سے شیخ نے نام
انگور سیاہ کی جنی ہو
جس کا مستی ہی پہ ہے مرکز
جو ان رندان ہو جس کی صحبت
شوخی بادہ کی جس مین ہو لہر
دل مین آنکھون مین جا ہو جس کی
عالم مین بہار کی ہے پھر دھوم
پھولون سے بھرے ہین انکے دامان
گلشن مین ہین پھولون کے کٹورے
تجھکو اب غیب سے خدا دے
جادو افسون نئے نئے سر
ہو برطرفی مین اب کی باری
جو شاہ طلسم کا ہو ہمسر
فوج مضمون بلا دُون اب مین
سامان نئے ہون اور نئی بات
دو دل کو بلا دُون مین جلا دُون
اب جادہ جنین کند حکایت

نیشان افسون تحریر۔ دمقریان جادو تقریر۔ حاکیان حکایت عاشقی۔ و افسانہ طرازان فسادہ معشوقی سحر سازی خامۂ جادو فن بعد تفنن اس طرح دکھاتے ہین اور عربدہ پردازی معشوقۂ دلفریب تقریر کو جلوہ گاہ تحریر مین یون لاتے ہین کہ زمانۂ قدیم مین ایک کنیزک جنین جادو نام خدمت ملکہ مجلس سے بھاگ کر طلسم ہوشربا مین آئی اور اُس نے سرکار افراسیاب مین سرفرازی پائی اب طلسم باطن مین ایک باغ دبستان اس نے بنایا ہے اس مین رہتی ہے ہمیشہ داد عیش و نشاط دیتی ہے فی الجملہ جب عمر وطلسم کوکب مین ہونچا اور بادشاہ طلسم مذکور کو شرکت عمرو کی منظور ہوئی تو اُسوقت خساد

کرنے کا کوئی پہلو نکالنا منظور رہا آخر یاد آیا کہ جنین کو پکڑ بلانا چاہیے اگر کرلی سعی کے گا تو موقع جنگ بے بہال
خوب ہاتھ آئے گا پس مخلس کو ایما کیا گیا کہ وہ آغوش عمرو میں آکر بیٹھی اور بہر گرفتاری کنیزک مذکورہ چپلا ساحر کو
اُس نے روانہ کیا چنانچہ وہ چپلا اُڑتا ہوا قریب دار العمارہ شاہ کوکب پہونچا وہاں ایک زنجیر آتش پڑے
ہوا کھنچی ہی اور جہاں تک نگاہ کام کرتی ہی وہی زنجیر نظر آتی ہی جو اس سے گذر ہے تو سرحد طلسم نور افشان
طے کرے اور بہت جلد طلسم ہوشربا میں پہونچ جاسے دوسری طرف سے جانے میں برسوں گذرین
اور راہ نہ پائے یہ چپلا اور دو ساحر جو خبر لینے لشکر عمرو کی چلے تھے اس زنجیر کے پاس پہونچکر آگے نہ
بڑھ سکے اور محافظان زنجیر نے جاکر بعد ادب کوکب سے عرض کیا کہ اس طرح چپلا اور ساحر قریب زنجیر
آئے ہیں بادشاہ نے حکم دیا کہ مخلس کی خاطر ہی جانے دو یہ کہکر ایک نامہ بران کو لکھا کہ اے فرزند
تم نے غلطی کی چپلا ایسا بھیجا کہ وہ مارا جائے گا اور خاطر ہی عمرو کی کہ یہ جنگ ہم نے اپنے ذمہ لی
اب ہم سے لڑائی کی بنیاد شروع ہی جو کوئی صاحب انصاف سنے گا وہ یہی کہے گا کہ افراسیاب
نے برا کیا یعنی ایک تو کنیزک کو بٹھا رکھا دوسرے جو اُسکو لینے آیا اُس کو بھی مارا خیر اچھا کیا جو یہ
چپلا بھیجا یہ نامہ مع میوہ کی ڈالی کے ایک ساحر لے کر بران پاس آیا نامہ دیا اور کہا یہ میوہ خواجہ
صاحب کے لیے بھیجا ہی پڑھ کر ملکہ ہنسی اور چپ ہو رہی خواجہ نے پوچھا ملکہ کیا ہنسین بران نے کہا
خواجہ مبارک ہو آپ کو میرے باپ نے بدل آپ کی شرکت فرمائی اب تھوڑی دیر میں لڑائی شروع ہی
مخمور نے کہا شاید چپلا جو بھیجا گیا ہی اُسی سے چھیڑ شروع کی ہی مگر مجھ کو یہ خوف ہی کہ افراسیاب نے بڑے
سبل پھیلا رکھے ہیں دیکھیے جو اُس پر کوئی فتحیاب ہو ایک اس نے قلعہ ایسا بنایا ہی کہ چار درجے اُسکے
ہیں ایک درجے میں سامری کے ہفت دوسرے میں اژدر سوار تیسرے میں ببر سوار چوتھے میں پریزین
سحر کی ہیں پھر اس قلعہ پر حملہ کرے کیا مجال رکھتا ہی بی وہ ہوا بڑا زبردست ہی بران نے کہا میں
ایسے قلعون کو گھروندا سمجھتی ہوں اور رشتہ زلف کی سرکار کے اختر مرداریہ کا نکالا مخمور ہر چند کہ ساحرہ
زبردست ہی مگر اُس کے دیکھنے کی تاب نہ لائی آنکھیں بند کرلیں اور بران نے کہا اے مخمور بیشک
ساحران عالم تو ڈرتا ہی اور اب چپلے کا حال معلوم ہوے تو پھر دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی غرضکہ یہاں تو یہ ذکر
ہے اُدھر چپلا اجازت پاکر زنجیر پھاندا اور ساحر بھی چلے لیکن چپلا سمت طلسم باطن گیا اور ساحر بھی
خبر گیری لشکر طلسم ظاہر کی طرف روانہ ہوے مگر پہلے چپلے کا حال سنیے کہ سیدھا باغ میں پہونچا جنین
چوکی پر بیٹھی منہ دھو رہی ہی کنیزیں آفتابہ اور طشت لیے حاضر ہیں کسی کے ہاتھ میں مسی دانی ہے کوئی
جیبی لیے کھڑی ہی جنین نے رخسار پر صابون ملا ہی اور پیڑیاں ہونٹوں پر سے لالی کی اور داتون
سے رنگین مسی کی چھڑا رہی ہی کہ چپلا آکر پہونچا ایک کنیز نے اُس کو دیکھکر کہا ادئی تو کون اس کہنے سے
جنین نے بھی دیکھا رنگ سفید ہو گیا محبوب جادو اس کا معشوق بیٹھا تھا چپلے نے اُس سے کہا

میان ہمارا اسلام ہے وہ سمجھا کہ یہ تیلا شاید افراسیاب کا بھیجا ہوا ہے یہ سمجھکر بولا کہ آئیے بیٹھیے تیلا سیدھا
حسنین پاس آیا اور کہا چل بالزادی تجھکو ملکہ مجلس جادو نے بلایا ہے اور فرمایا ہے کہ نہ آئے تو
جھونٹے پکڑ کے لانا یہ سنکر اُس نے کہا لو صاحبو مین اب تک لونڈی بنی رہی ہان پہلے لونڈی تھی مدت
ہوئی کہ نکل آئی اب مجھسے کیا کام اچھا مین نامہ لکھے دیتی ہون لیجاؤ میری طرف سے عذر کرنا کہ وہ
باندی ہو گئی ہے تیلے نے کہا بالزادی تجھہ اب تو نامہ لکھنے کے قابل ہوئی اس نے منھ مین طمانچے لگائے کہ
اے توبہ مین بھول گئی عرضی لکھے دیتی ہون تیلے نے جواب دیا کہ مین لیجانے اور لے آنے کا ٹھیکہ تمھارا
بیاہی ہون یا تمھارے باپ کا نوکر ہون خیر معلوم ہوا تو یون نہ جاؤ گی یہ کہکر لپکا حسنین نے کنیزون سے
کہا روکو اس کو چار طرف سے کئی ہزار عورت نے آکر گھیرا اور نارنج ترنج وغیرہ تیلے پر پھینکنے لگے گر
چنانچہ تیلے پر پڑا اس کے جسم سے شعلہ نکلا اور جاکر اسی عورت کے پڑا کہ جس نے نارنج لگایا تھا وہ جلنے لگی
اور تیلے نے حسنین کے دوڑ کر گھونسا مارا پھر وہ سانس بھی نہ لے سکی تڑپ کر مر گئی حسنین نے بھی بہت سحر
کیے مگر کچھ اثر نہ ہوا آخر بزور سحر وہ اڑی اور سمت افراسیاب بھاگی تیلا بھی پیچھے اس کے اڑا اور دریائے
خون روان کا بارہ کوس کا بیابان ہے میدان ہے اس کے بعد باغ سیب ہے اور اس میدان مین ہزار دیو
آفتین اور بلائین رہتی ہین انھون نے فریاد کرنا حسنین کا سنکر تیلے کو روکنا چاہا مگر نہ رکا اور ان بلاؤن
نے کہا بھی کہ یہ مقدمہ دوسرے طلسم کا ہے ہمین اس مین دخل دینا نہ چاہیے ایسا نہو کہ شاہ جادوان
کے خلاف گذرے پس یہ سمجھکر طرح دے گئین لیکن اس روکنے مین حسنین باغ سیب مین پہونچ گئی
شاہ جادوان سیب کو سریر آرائے حکومت تھا اہل دربار جمع تھے کہ یہ جاکر پہونچی سب نے دیکھا کہ دوپٹہ کہین
محرم چڑھی پائجامہ اترا پڑتا ہے سنبھالتی ہوئی بدحواس رنگ رخ زرد شانہ کھلا منھ پر صابون ملا چوٹی
آگے آرہی ہے یہ کہتی ہوئی کہ بچائیے بچائیے آتی ہے افراسیاب نے کہا اے غضب ہوا کوئی اس کو پکڑنے آیا
ہے اسمین یہ قریب آئی اور کہا اے شہنشاہ بچائیے مین چلی شاہ جادوان نے کہا ارے کون آیا ہے اس نے
کہا وہی آپ تو جانتے ہین شاہ نے کہا نام تو لے کہا حضور مجلس مجلس شاہ نے یہ سنکر کہا کچھ لوگ بہر استقبال
جائین کہ ملکہ مجلس آئی ہین ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ تیلا جو پہلے غرق آسمان ہو گیا تھا سیدھا باغ مین اترا اور
حسنین نے دیکھ کر کہا یہی ہے شاہ سمجھا کہ مجلس نہین آئی یہ سحر اُسکا آیا ہے یہ سمجھ کر غضبناک ہوا اور تیلا آتے
ہی حسنین کی کمر مین ہاتھ دے کر لے اڑا وہ پکاری کہ ہائے مین مفت مین چلی بیوی بنکر پھر باندی بنی افراسیاب
کو غصہ آیا اور پکارا کہ باش کہان لیے جاتا ہے یہ کہکر ایک گولا سحر کا کھینچ مارا تیلا اونچا ہو چلا تھا کہ گولا
اس کے سر پر پڑا سر پھٹ گیا اور حسنین اس کے پنجے سے چھوٹی شاہ طلسم نے سحر کیا کہ ایک پنجہ سحر نے
اس کو سنبھال کر نیچے اتار دیا اس نے اپنے کپڑے ہوش مین آکر سنبھالے اور شاہ کے گرد پھری بلا گردان
ہوئی کہ آپ نے میری جان بچائی بادشاہ نے کہا تمھاری تو جان بچی لیکن ہم سے ادر کو کب سے

قرار واقعی فساد عظیم ہو گیا جو شخص کہ عقلائے روزگار مین سے حاضر دربار تھے وہ عرض رسا ہوئے کہ وقع مین
حضور پر نور فرمائین کہ ایک کنیزک کو دامن پناہ دینے سے آپ نے اس قدر پاسداری کنیزک کی فرمائی سمجھا
جو کوئی کہ کوکب پاس سفر دور و دراز دشت و صعب طے کرکے گیا ہوگا اور طالب امداد ہوا ہوگا اور
اس نے اس کو پناہ دی ہوگی وہ کس مرتبہ اس کی پاسداری کرے گا شاہ یہ باتین سنکر سمجھ گیا کہ یہ
کنایہ عمرو کی طرف ہے یہ سمجھ کر گویا ہوا کہ تم سچ کہتے ہو یہ پہلی چھیڑ عمرو کی طرفداری کے لیے ادھر سے ہوئی
ہے مین نے برا کیا جو پتلا مار ڈالا کیونکہ قائل ہونے کی جگہ ہے اس نے اپنی کنیز کو پکڑ بلایا تھا کچھ میری ملازم کو
نہ ستایا تھا اگر یہ کہے کہ پرائے گھر زبردستی کیون جاتی تو وہ کہے گا کہ مین تمھارے گھر کو بھی اپنا ہی گھر
جانتا تھا جس طرح میرا جی چاہا مین مالک مثل تمھارے تھا اب تم نے مجھ کو غیر سمجھا تو مین بھی تمھین بیگانہ
جانتا ہون یہ کہکر مشیرون سے صلاح کی اب اس بارے مین کیا کرنا چاہیے انھون نے عرض کیا کہ
ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے کہ حضور ایک نامہ مشتمل عذر اس کا لکھین کہ اے برادر یہ سب فساد عمرو
کا ہے ہمارا ارادہ تم سے بگاڑ کا نہین ہے تمھاری بھتیجی کا پتلا یہان آیا تھا اُس نے بہت سے ساحر میرے
یہان کے مار ڈالے اس پر بناچاری اُس کو مین نے مارا امید کہ اس رنج کو خاطر مین جگہ نہ دینا اور حسنین
تمھاری کنیز مدت سے نکل آئی ہے اس سبب سے مین نے اُس کو رکھ لیا کہ وہ یہ گھر ایک ہی ہے اب تم چاہو تو مین
اس کو بھیجدون اور تمھین بھی چاہیے کہ عمرو کو پکڑ کر بھیجو و فساد موقوف کرو یہ رائے مشیر دانا تدبیر نے جب
بتائی شاہ کو پسند آئی دبیر عطارد رقم طلب ہوا حکم تحریر نامہ دیا گیا یہان تو نامہ لکھا جاتا ہے مگر پتلے کا
جب سر پھٹا وہ پتلا تو جلگیا لیکن طائر خوش رنگ اس کے سر سے نکلا اور جانب طلسم نور افشان فریاد
کرتا چلا یہان بران و عمرو وغیرہ بیٹھے ہین کہ طائر آکر چلایا ناچ ہو رہا تھا ملکہ نے اُس کی فریاد سنکر
ناچ کو منع کیا اس طائر نے پکار کر کہا کہ مین آپ کے حق نمک سے ادا ہوا یعنی ہاتھ سے **افراسیاب**
کے مارا گیا یہ کہہ کر زمین پر گرا منھ سے ایک شعلہ نکلا کہ طائر بھی جلگیا مجلس جادو سے جو یہ دیکھا رونے لگی
اور کہا ای جان ہمارے پتلے کو حسنین تجھ نے مارا اے ہی جان خود مین ابھی جاکر آفت بپا کرونگی
بران نے اس کو گود مین لیا اور آنسو پونچھے اور کہا اے بیٹا حسنین بیسوا کی یہ مجال ہے کہ تمھارے
پتلے کو مارے یہ افراسیاب کے ہاتھ سے مارا گیا ہے تم خود کیا جاتی ہو ہم بھی چلین گے اور والد بھی
چلین گے اب تو ان سے بگڑی ہے دیکھو کیا ہوتا ہے مختصر یہ کہ اس کو سمجھا کر نامہ شاہ کوکب کو پتلے
کے حال کا لکھا ایک ساحر نامہ لے کر گیا بادشاہ سریر حکومت پر جلوہ گر تھا جب نامہ پہونچا
پڑھ کر سنا اور جواب لکھا کہ اے فرزند خوب بات بن پڑی اب لشکر کشی کی تیاری کرو اور
مین بھی خواجہ سے ملاقات کرونگا اور کثیر فوج بھیجونگا اور مجھ کو سب حال پہلے سے معلوم ہے بلکہ
عذر نامہ بھی افراسیاب نے لکھا ہے اُسکا بھی حال تمھین آگے ظاہر ہوگا جب یہ نامہ بران کو پہونچا

لازم ہے بڑوں کا پاس کرنا حد سے لائق نہیں گزرنا
رنگ گل کی چمن میں شوخی گلشن سے جدا ہے گل کو کرتی
بلبل جو زیادہ چہچہاے صیاد اسے دام میں پھنسالے
مچھلی کا کنار بحر اچھلنا حد دریا سے ہے نکلنا
ہر چند کہ آئینہ ہو شفاف ہو تیرہ صفت ہے عیب جو ہو دو صاف
جلوہ کا نا نہیں ہے آگ کا خوب انسان کو شرارتیں ہیں معیوب
لونڈی کا پکڑنا تھا جو منظور کہلا بھیجا تھے حسب دستور
فی الفور اسے میں بھیجدیتا جھگڑا دے نہ اپنے لیتا
اب بھی نہیں [illegible] گیا ہے [illegible] حاضر ہے کنیز بہر خدمت
اس شرط سے گر عمرو کو یا شاہ بھیجو اور پکڑ کے تم باکراہ
ہر چند کہ تم ہوئے مسلمان برباد کیا ہے دین و ایمان
پھر بھی تم سے ہے پاسداری لکھتا ہوں بہ عجز و انکساری
[illegible] ناسزا سے لازم نہیں چھیڑ بے حیا سے
آگے اب کیا کہوں میں حضرت جمشید کریں تمہیں ہدایت

یہ نامہ منشی نے تمام لکھ کر بہ مہر شاہ مزین بہ مہر خاص کیا اور لفافہ کر کے سامنے شاہ والا کے رکھا
بادشاہ ظلمت نے مہر کر کے دستخط کر دیے کے بعد کچھ [illegible] کے ایک ساحر ذی رتبہ اژدر پر سوار فلک
کی طرف سے اتر کر سامنے آیا اور سلام کر کے ٹھہرا بادشاہ نے فرمایا کہ اے **قرطاس جادو**
میں نے اس لیے تمہیں بلایا ہے کہ یہ نامہ میرا شاہ **کوکب** پاس لے جاؤ اور جواب باصواب لاؤ اس ساحر
نے عرض کیا کہ غلام آپ کا ہر چند کہ لیاقت نامہ داری دربار شاہان نہیں رکھتا ہے لیکن آپ نے جو اس
منصب جلیل کو بخشا ہے [illegible] تو آپ کے اقبال سے بجا لاؤں گا مگر جس طرح کہ خسروان ذیجاہ ابھی بھیجے
ہیں یہ کمترین بھی فوج ہمراہ لے کر ٹھسکت تمام تر جائے گا اور کسی سے دب کر عجز کے کلام نہ کرنے گا
جواب ترکی بہ ترکی ہر سوال کا دیگا اگر یہ منظور ملازمان عالی ہو تو مجھے بھیجیے ورنہ معاف فرمائیے بادشاہ
نے فرمایا کہ میں بھی ایسا ہی آدمی چاہتا ہوں کہ وہاں جائے اور شوکت میری ظاہر کرے
تم جسقدر چاہو لشکر ساتھ لو اور ہرگز کسی سے نہ دبنا بلکہ اگر جنگ آغاز ہو جائے تو مجھے خبر کرنا کہ
خزانہ و لشکر بھیجا جائے گا اس ساحر نے یہ سنکر پایہ تخت کو بوسہ دیا بادشاہ نے خلعت رخصت
عنایت کیا خلعت سے مخلع ہو کر نامہ سر سے باندھا اور وہاں سے رخصت ہو کر اپنی منزل پر آ کر حکم
بہ ترتیب لشکر دیا اور بارہ ہزار ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیے تمہتا سے ساحران منقش و

رنگین تھے جواہر پایون پہ نصب تھا نہایت پُرتزئین تھے ساحرون کے بازوون پر بت بندھے تھے
مالہ ہاے مروارید سب پہنے تھے جھوٹی ہر ایک کی نذر لٹکتی تھی مرکبون کی ہیکلون مین جواہر کی گھنٹی تھی آگے
آگے طاؤس ساق زرین بال پر رفتار سے سیمین و طلائی لدے تھے ساحر بہ لباس عمدہ اُن پہ بیٹھے تھے پیچھے
ان کے چار دگر نیون کے پرے سر اسر دریاے جوہر مین غوطہ مارے ناقوس جونکتی ہیرون کو جلوہ دیتی تھین اپنے
حسن پہ پیر گردون کو دم دیتی ساکنان عالم ہوا کے ہوش کھوتی تھین ہیچ سیاہ کے چالیس اژدر پر تخت جواہر
آگین کسا ہوا اور قرطاس بصد آرائش و تزئین اس پہ بیٹھا ہوا گرد افسران لشکر ساحران نامور گھیرے
پس پشت خیمہ و خرگاہ سے اژدر و طائر سحر لدے پر دے ہوا پہ لشکر اُڑتا ہوا نہایت تزک سے روانہ ہوا ع

اُٹھے لکہ ابر سحر آفرین
ہوائین اڑین سُرخ جو جھنڈیان
دہن اژدرون کے کھلے جب تمام
ہوا سے تھا شعلون مین یون پیچ و تاب
اڑے تھے جو طاؤس دہان بیشمار
ہوا ایسا ڈمرو سے پیدا خروش
ہم غول باندھے ہوے ساحران

چھپا پیرش پردے مین
گھٹا مین لگین کوندنے بجلیان
پیاپے وہ شعلے اگلنے لگے
کسی دل جلے کو ہو جون اضطراب
دل دہر مین داغ تھے آشکار
اُڑے بند دے چرخ کے جس سے ہوش
چلے ساتھ اُس کے بصد عز و شان

الغرض قرطاس اس ارادے پر چلا ہی کہ مین جیا بات سخت دونگا یقین ہی کہ فساد ہو پھر اس صورت مین
کیا معلوم کہ زندہ رہون یا ہلاک ہو جاؤن لہذا لازم ہی کہ سب اپنے دوست اور رفقا و اعزا
و خویش و اقارب سے مل لون چنانچہ اس کے چند دوست اور عزیز لشکر حیرت کے افسرون مین اُن سے ملنے و نیز اپنی
شوکت وہان کے لشکریون کو دکھانے کے لیے سمت طلسم ظاہر چلا جب دریاے سحر کے پار اترا حیرت
کو خبر ہوئی کہ ایلچی شاہ طلسم کا بہر خصت ادھر آتا ہی اس نے لوگ استقبال کو بھیجے کہ وہ باعزاز اس کو
لے آئے ملکہ نے عزت سے بٹھایا اس نے عرض کیا کہ مین برسم قاصدی جاتا ہون لیکن عزم رکھتا ہون کہ
حمزہ کو مار کر آؤن گا سردربار شاہ کوکب نُوران بزور سحر بعالم بکر میٹ مین عمرو کے جاؤن گا اور دل
و جگر چھیدون گا حیرت نے کہا تم ایسے ہی خیر خواہ ہمارے ہو لیکن ایسا نہ کرنا اپنی جان نہ دینا ملک پیدا یا ہی
شہنشاہ سمجھ لینگے تم اپنی حفاظت ضرور کرنا اس نے کہا اگر ایک مین نہ ہوا نہ سہی وہ فساد کر اسکے والا تو نہین
رہیگا یہ باتین سنکر سب اہل دربار اس کی ہمت پر آفرین کرنے لگے مگر جاسوسان لشکر مہرخ جملہ کیفیت معلوم
کرکے بارگاہ اسلامیان مین آئے اور بعد ادب زبان پر لائے کہ اے شہریار گردون وقار ایک ساحر
بعہدہ نامہ رسانی مامور ہو کر سمت کوکب جاتا ہی اور ایسا ارادہ فاسد رکھتا ہی یہ خبر سنکر سب افسر
ہر عمرو دست بدعا ہوے کہ حافظ حقیقی جان کا خواجہ کی نگہبان رہے مگر عیار جو موجود تھے اپنے استاد

رہتا تھا کچھ اس وقت وہی رعشہ صرعی ہوا عمر اور نگ اڑ گیا چنانچہ ایک بار زلزال ویشکر دو ایک آدمی اُٹھے اور بدقت تمام اس کو اٹھا کر باہر لائے برق سمجھا تھا کہ باہر جانے سے سحر خیمہ سے اتر جائیگا اس خیمہ کو شاید سحر کیا ہوگا نہین باہر آنے سے بھی وہی حال رہا جانا رہا اُس نے پیشاب کیا اور لوگ اس کو پھر اٹھا کر لے گئے یہ چپ ہو کر پڑ رہا اور رات بھر مین تدبیرین ہزارون زین کیتین کہ اچھا ہو جاؤن مگر ممکن نہ ہوا یعنی کبھی ساحرون سے کہا کہ بھائی مجھپر کوئی سحر پڑھکر دم کرو شاید مین صحیح اور اچھا ہو جاؤن جی کہا کہ مجھکو خیمہ ست نہیں دو صحرا مین لیچلو کیا بعید ہے جو وہان کی ہوا مجھکو راس آئے مختصر یہ کہ سب کچھ کیا گیا اچھا نہوا آخر وہ وقت آیا کہ مریض سوداوی کے جسم نے صحت پائی اور داغہاے آبلہ انجم جسم فلک سے دور ہوئے چشم خورشید مین روشنی آئی کر لمؤلفہ

| | |
|---|---|
| دیدۂ دنیا ست تاریکی دور ہو گئی | چشم خورشید جہان فروز چو روشن ہوئی |
| اہل دل پہ صبحدم یہ حال روشن ہو گیا | دھوپ دنیا جو پھیلی ہوا سے حال صفا |

تب قرطاس خدانا شناس نے ان ملازمون کو بلا کر پوچھا کہ تم مین سے کسی کا دماغ تو نہین بہکا ہے سب نے کہا کہ ایک شخص کہ ہم اس کو پہچانتے نہین اس مرض مین مبتلا ہے اس نے کہا کہ اس کو اٹھا لاؤ ملازمون نے جا کر برق کو اٹھا کر دیکھا تو یہ اس وقت بھاری زیادہ ہو گیا ہے سب پچیس آدمی مل کر لپٹ گئے اور بدقت اٹھا کر سامنے لائے اس نے دیکھتے ہی کہا کہ میان برق بندگی کیسے مزاج اچھا ہے اس نے جواب دیا کہ اللہ کا شکر ہے بہت اچھا ہون آپ اپنی خیر منائیے اس نے کہا سنو اے برق مین نے اپنی زبردستی کا نمونہ تمھین آج دکھا دیا اب مین کوچ کرتا ہون خبردار اب کوئی عیار میرے تعاقب مین نہ آئے نہین بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑون گا یہ کہکر سحر پڑھا کہ برق بالکل اچھا ہو گیا اس سے کہا جاؤ یہ احسان یاد رکھنا برق رہائی پا کر باہر آیا اور نادم و پشیمان بلا ارادہ مین اس کے چشمے مرمرے پہنچا تھا قران ملا کیونکہ یہ بھی رات بھر فکر مین عیاری کے پھر تا رہا برق نے اس سے تمام ماجراے شبینہ بیان کیا قران نے حال سنکر کہا کہ اے بھائی اس ساحر نے اپنی زبردستی ہم کو دکھائی ہے اب ہمین بھی اپنی شوکت دکھانا ضرور ہے جہانتک ممکن ہوگا ہم اس کو مارینگے لازم ہے کہ اس کے ساتھ چلو جہان کہین موقع ہو اس کو ہلاک کرو یہ صلاح کرکے عازم روانگی ہوئے ادھر بعزت و شوکت قرطاس نے بھی کوچ کیا تخت سحر پہ سوار ہمراہ ساحران ذی تبار کو لے کر روانہ ہوا دونون عیار نیچے زمین پر اس کی سواری کو دیکھتے ہوئے چلے اور تدبیر اس کے قتل کی سوچتے جاتے تھے یہانتک کہ اس نے لشکر حیرت سے دو منزل پہ جا کر ایک صحراے فرحت افزا مین نزول کیا اور بارگاہ استادہ کرا کے اترا لشکر اس کے ساتھ کا اتر کر اپنی ضرورتون سے فراغت حاصل کرنے لگا اور قرطاس وہ بارگاہ پہ بیٹھ کر میکشی کرتا اور سیر دشت دیکھتا جب تماشا عیار بھی اس کے لشکر سے الگ جنگل مین آکر ٹھہرے اور پھر برق نے قران سے کہا کہ ہم نے لشکر سے دو منزل نکل آئے ہین لازم ہے کہ آج اس کا کام تمام کرکے پھر چلیں ورنہ ہم اس کے ساتھ اور کب تک جاتا ہے کا قران نے کہا کہ اچھا جاؤ اور مین [illegible] کرتا ہون یہ اجازت لے کر اور

کوہستان میں جاکر کچھار وغیرہ اور سبزہ زار ہر جگہ ڈھونڈھتا آخر ایک جگہ بہت سے ہرن گھیرا کرتے دیکھے نظر آئے اس نے ایک کانٹا جل میں چھید کر دہان ڈالدیا ایک ہرن نے اس جل کو کھایا کانٹا اس کے چھیدا اس کانٹے میں کمند باندھی تھی اس نے کھینچ لی اور ہرن بھاگ گئے اس نے اس ہرن کو پکڑ کر بہت سا مجروح جابجا سے کردیا پھر اپنی صورت بھی مثل ایک ساحر کے بنالی جھولی ڈال کے کھو جنیدن کی لگائی مورتیں جمشید و سامری کی گلے میں ڈال کر اپنے جسم کو بھی رنگین وغیرہ بجاکر مجروح کیا اور نکلے خون کے جا بجا جسم پر جاکر اس ہرن کو لیے اس درہ کوہ میں آیا جہاں سے لشکر قرطاس سامنے ہو اور بارگاہ میں سامنے قرطاس بیٹھا ہے پس اس جگہ آکر اس ہرن کو چھوڑا ہرن ہرچند کہ بہت زخمی تھا مگر خوف جان سے بھاگا اور از بسکہ پشت کی طرف برق تھا اس سبب سے سیدھا سمت لشکر قرطاس بھاگا برق پیچھے دوڑتا چلا اور سامنے بارگاہ کے پہونچ ہرن تک تیر مارا اگر آہو کے نہ پڑا اور آپ گر پڑا اور بیہوش ہوگیا قرطاس جو سامنے بیٹھا تھا اس نے دیکھا کہ ایک ساحر زخمی ہرن کے پیچھے آتا تھا یہاں گر پڑا بس یہ دیکھکر اس نے خود ایک تیر ہرن کے مارا کہ وہ گرا اس نے ساحروں سے کہا کہ لینا اس ہرن کو لوگ دوڑے اور ہرن کو شکار کیا پھر قرطاس نے کہا کہ وہ جو ساحر جو سامنے زخمی پڑا ہے اس کو بھی اٹھا لاؤ لوگ گئے اسی طرح بیہوش برق کو اٹھا لیگئے اس نے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور حال پوچھا اس نے کہا کہ میں لشکر حیرت میں ملازم ہوں شکار کے لیے آیا تھا شیر نے گھوڑا میرا مار ڈالا اور مجھے بھی زخمی کیا آج اس ہرن کو مار کر اب کھانا چاہتا تھا اس نے بھی مجھے زخمی کیا اور از بسکہ میں زخمی تھا یہ مجھ سے شکار نہ ہوسکا ادھر بھاگ آیا یہاں آکر میں غش کر گیا قرطاس یہ سنکر بخاطر پیش آیا زخم دوزی اس کی کرائی مرہم سحر لگایا پلنگ اپنے پاس بچھوایا اس ہنگام میں آہوے روز تیغ کہکشان فلک سے مجروح ہوکر رم خوردہ ہوا اور پلنگ شب نے دشت عالم میں داخلہ کیا نظم

| | | |
|---|---|---|
| رخ دہر جسوقت کالا ہوا | | نہاں آنکھ سے پھر اُجالا ہوا |
| ہوا جو رصیاد شب آشکار | | کیا آہوے روز کو پھر شکار |

رات کو کھانے پانی سے فراغت حاصل کر کے سونے کا قصد کیا مگر پہلے قرطاس نے باہر نکلکر دستک دی اور چار طرف چار ناریل سحر پڑھ کر پھینک دیے اس لیے کہ کوئی غیر نہ آئے پھر بارگاہ میں آکر آرام پذیر ہوا جب زیادہ رات گئی برق کہ پہلے ہی سے آچکا تھا اس پر سحر نے اثر نہیں کیا ہے اس لیے کہ قرطاس نے یہ سحر کیا ہے کہ اب جو کوئی آوے تو نہ آسکے غرضکہ اس نے گنجہ میں بیہوشی رکھ کر قریب جاکر بیہوش کرنا چاہا تھا کہ یکایک ایک پایہ پلنگ کا چٹخا اور اس میں سے ایک پنجہ پیدا ہوا اسکا ہاتھ پکڑ لیا اس نے چالاکی کر کے دوسرے ہاتھ سے دوشالہ اٹھانا چاہا کہ منھ کھول کر جناب نادون اور بیہوش کر دون اس وقت دوسرا پایہ پلنگ کا چٹخا اور دوسرا پنجہ نکلا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا اس نے جھک کر دانت سے دوشالہ اٹھانا چاہا کہ منھ سے بیہوشی چھونکون اس وقت تیسرے پایہ سے پنجہ نکلکر دھکیل دیا برق

سینہ قرطاس پر گرا وہ اٹھ بیٹھا اس وقت برق کو کچھ بن نہ آیا پکارا کہ یہان قرطاس بندگی عرض ہے
کہا تم نے کہ ہم کیونکر آئے اس وقت تمھاری قضا نہ تھی ورنہ مر تو گئے تھے قرطاس نے پوچھا کہ تم کون ہو
اس نے جواب دیا کہ ہم ہین برق اس نے کہا تم نے برا کیا جو ہمنے کہا سو نہ مانا اب کہو تمھارا حال کیا کرون برق
نے کہا تمھین اختیار ہے لیکن اب تم بچوگے نہین اگر ہم مر گئے تو ہمارے اور عیار تمھین بغیر مارے
نہ چھوڑین گے اس نے سحر پڑھکر بچون سے اسکو چھڑا دیا اور کہا مین نے پہلے بھی اسی لیے چھوڑا تھا کہ مجھے
آزار نہ پہونچے اور اب بھی رہا کر دیتا ہون خبردار اب یہان نہ آنا ورنہ اب کی زندہ نہ رکھونگا برق
نے کہا خیر سمجھ لیا جائیگا اب کی ہم بھی بغیر مارے نہ جائینگے یا اپنی جان دینگے یہ کہکر باہر آیا اور سمت
صحرا چلا ادھر سے قران بشکل مبدل عیاری کرنے آتا تھا اس کو ملا اس نے سب حال کہا قران نے کہا
یہ سحر زبردست نہ ہوتا تو برسم قاصدی تمھین نہ جاتا اب معلوم ہوا کہ جب اس کے پاس جائینگے گرفتار
ہو جائینگے یہ بھی خدا کا احسان و منت ہے کرم ہے جو اس نے آپ سے تمھین چھوڑ دیا اب تم نہ جانا آؤ چلو
ایک جگہ ٹھہر کر آرام کرین کل کی منزل مین پھر فکر کرینگے یہ کہکر ایک درہ کوہ مین جا کر آرام کیا جب
رات گذری اور بارگاہ مشرق سے مسافر خاور کمر جادۂ شعاع سے باندھکر رہگراے دشت سپہر ہوا

در سراپردۂ ظلمت شب و لشکر انجم سے کوچ ہوا لمؤلفہ

| | |
|---|---|
| سراپردۂ شب ہوا بار جب | گیا لشکر انجم سے کوچ تب |
| ستارون سے افلاک کی بارگاہ | ہوئی آمد مہر ست چہر تباہ |

صبح کو لشکر قرطاس مین طبل سفر بجا اور کوچ ہوا اس طمطراق و خدم سواری فوج روانہ ہوئی عیار بھی پیچھے
پیچھے طائر سحر کے چلے وہ لشکر بردے ہوا روانہ تھا اور یہ راستہ زیادہ روان تھا عیار بھی بلا کے
دوڑنے والے ہین شاگرد دو دو نہ بید رنگ عمرو کے ہین اور فن عیاری سے علم مساحت اور زمین کا
دور اور طول و عرض راہ بخوبی پہچانتے ہین اس وجہ سے ان راہون سے جاتے ہین کہ برابر لشکر
کے پہونچتے اڑتے ہوئے اس طرح کہ کہین قدم زمین سے لگا اور کہین نہ لگا چلے جاتے ہین یہ معلوم ہوتا ہے
کہ ایک بگولہ گرد کا پیچ و تاب کھاتا ہوا جاتا ہے کہ بیت زمین سے نہ لگتے تھے چلنے مین گام + ہوا سے
وہ اڑنے مین کرتے کلام + اسی طرح کئی منزل برابر آئے اس وقت ایک دشت پرخار مین گذر ہوا
اور آفتاب بھی نصف النہار پر پہونچا اس صحرا مین اس شدت کی دھوپ پڑتی تھی کہ تمام کرہ نار تھا
بڑا بڑا ہر ایک خار تھا در پے آزار تھا پتھر پہاڑ دن کے تپ رہے تھے شرارے نکلتے تھے ندیان
بڑھی تھین کنارے خار دار درخت لگے تھے نہین نہین وہان ساحل کی زبان مین پیاس سے
کانٹے پڑے تھے لب جوئبار تشنہ ایسے تھے کہ پھپڑیان بندھگئی تھین زمین تابناک ایسی تھی کہ میدان
سقر کو شرماتی تھی ہواے گرم دل دہر مین آگ لگاتی تھی روئے گلزار عذار اسی گرمی کا جھلسا ہوا سے

آتش ہو رہا تھا گرمی سے خاطر ہر عالم جلا تا تھا تشنہ دہنی سے پیش آتا تھا پانی اس دشت میں نایاب تھا گوہر جان ہر ذی حیات بے آب تھا آنکھ بہت کسی کے سیل نمی مردم دیدہ کو آشنائے مروت کی نہ تھی انتہا کی پیاس تھی چشمہ چشم ڈبڈبا تا کیسا آنسو پینے تھے دیدے پانی کے ندیدے رہتے تھے ابر کرم کا پیا چھپا تھا کہ چشمہ آفتاب تک بے آب ہو رہا تھا چشمہ مہر و محبت بالکل سوکھ گیا تھا دیون کے گھاٹ تلوار آبدار گھاٹ کیطرح سوکھے گھاٹ اتارتے تھے انسان سے جو بات کرد نو کھی سنانے تھے لون کے جھونکے نفس گرم عاشقان تھے جسے فرشتوں کے پر بغرہ الامان تھے آفتاب سوا نیزہ پر اتر آیا دشت میں لون کا دھوان سحاب بنکر چھایا تھا اس سے بڑی تھی یہ حالت تھی **لمؤلفہ**

| | |
|---|---|
| تعر دوزخ سے بھی سوا تھا غار | نہیں ناگھوان جز سے عقرب و مار |
| وادی پر بلا و دشت جنون | کرے شیطان بھی وہاں سے گریز |
| ہر بگولا تھا دیو آتش ناک | جل کے کالا ہوا تھا مرکز خاک |
| نفس رہرو سے تپ تھی ہوا | تپ سے ملتا تھا دل جلوں کا پتا |
| ڈر کے طائر نہ کرتے تھے پرواز | ہر طرف سائیں سائیں کی آواز |
| کب درختوں کا ہو وہاں سایا | سر سے جن کا بھی سایہ سرکا تھا |

اس دشت آتشناک میں بر وصف ہوا کو ہر چاپناہ دشوار ہوا آفتاب کی تمازت سے یقین تھا کہ ہر ایک فی النار ہو **قرطاس** شناس نے بزور سحر ابر بنا کر اپنے لشکر پر محیط کیا مگر سب ہی تاب حرارت خورشید نہ لاسکا آخر زمین پر اتر آیا اور آگے چلا عیاروں نے جو زمین پر لشکر چلتے دیکھا بالصورت مبدل عقب فوج یہ بھی چلے اور باہم صلاح کی کہ اس صحرا سے پہونچ کے آگے ضرور کوئی مرحلہ طلسم اور جائے دشوار گذار ہوگی پس وہاں سوائے اس لشکر کے اور کوئی نہ جاسکے گا لازم ہے کہ کچھ تدبیر کریں یہ مشورہ ٹھہرا کر مسافروں کی ایسی صورت بنے اور ملازمان لشکر مثل فراش و خدمتگار جو پیچھے جاتے تھے ان میں سے پانچ سات آدمی ایک طرف جاتے تھے یہ بھی ان کے پاس آئے اور ساتھ ساتھ چلے انھوں نے دیکھا کہ دو ساحر کمر باندھے دری کاندھے پر ڈالے لوٹا ڈوری لکڑی میں لٹکائے لکڑی کاندھے پر رکھے پاؤں گرد آلودہ رخسار پر خاک پڑی پسینہ آیا ہوا ہمارے ساتھ آتے ہیں یہ دیکھکر وہ ان سے مستفسر ہوئے کہ بھائیو تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو عیاروں نے کہا ہم رہنے والے طلسم نور افشان کے ہیں طلسم ہوشربا میں ہمارے عزیز رہتے ہیں ان کے پاس آئے تھے اور از بسکہ طلسمات میں غدر ہو رہا ہے عیار جہاں پاتے ہیں مار ڈالتے ہیں اور علاوہ عیاروں کے زمانہ ایسا پر آشوب ہے کہ جابجا قطاع الطریق و رہزن پیدا ہو گئے ہیں آپس کے ساحر ایک بار ضرر پہونچاتے ہیں اس لیے ہم بہت دنوں ہوشربا میں رہے کہ کوئی قافلہ تاجر و نکلا اگر ہمارے طلسم میں جاتے تو ہم ساتھ ہو جاتے آخر سنا یہ لشکر سردار شاہ جادوان حشیم خدا

جانے ہین یہ خبر سنکر ہم بھی روانہ ہوے چنانچہ اسی واسطے ہم تمھارے ساتھ ہین کہ بحفاظت اپنے گھر پہونچ جائین
اُن سب نے یہ حال سنکر کہا کہ کیا مضائقہ تم ہمارے بھائی ہو ہم تمھاری خدمت کرتے چلین گے آؤ ہمارے
شریک حال رہو عیار یہ سنکر باتین کرتے ساتھ چلے اور کچھ دور چلکر کہا کہ بھائی اگر پانی ملتا تو کھانا کھاتے کہ بھوکے
ہین اُنھون نے کہا پانی ہمارے ساتھ ہے تم کھانا کھاؤ اُنھون نے جواب دیا کہ ایک شرط سے ہم پانی لیتے
ہین کہ آپ لوگ بھی کھانے مین ہمارے شرکت کرین وہ یہ کلام سنکر خفا ہوے اور بولے کہ کیا ہم پانی بیچتے
ہین تم اس طرح بیگانہ وار باتین کرو تو ہمارے ساتھ نہ آؤ عیارون نے کہا آپ خفا نہ ہون ہم نے بھی آپ کو
کھانے مین اسلیے شریک کرنا چاہا ہے کہ ہماری آپ کی جدائی اور غیریت کسی طرح کی نرہے یہ کہکر ایک جگہ رکے
اور کہا لشکر کو آگے چلنے دیجیے یہان ٹھہر کر کھانے سے فارغ ہوکے لحظہ بھر مین لشکر سے جا ملینگے وہ لوگ اس خیال
سے کہ یہ اکیلے نہ رہین کیونکہ ساتھ چلنے کا وعدہ کر چکے ہین ٹھہر گئے اور عیارون نے مٹھائی اور رکابیان کمر سے
کھولکر تھوڑا تھوڑا آغشتہ بدارو بے ہوشی انھین دیا اور سادہ آپ کھایا وہ سب کھاکر بیہوش ہو گئے انھون
نے ان مین سے دو آدمیون کا لباس اُتار لیا اور دونون کو الگ لے جاکر خنجر سے زمین کھود کر دفن کر دیا اسلیے
کہ یکایک مار ڈالنے سے شور و غل مچ جاتا غرضکہ بعد دفن کرنے کے انھین کی ایسی صورت بنکر وہان آئے کہ جہان
اور پانچ آدمی بیہوش پڑے تھے انکو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب وہ ہوش مین آئے کہا نہین معلوم کہ اس
کھانے مین کیا ملا تھا کہ ہمین سب نے بیہوش کر دیا اور وہ دونون مسافر کہان گئے عیارون نے کہا کہ سامری
کا شکر کرو کہ جان بچ گئی معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونون ٹھگ تھے ہمکو مار ڈالتے بیہوش کر کے مال ڈھونڈھا ہوگا
جب کچھ نہ ملا تو جیتا چھوڑ گئے یا یہ کہ عیار تو ہمارے سردار کے پاس کئی بار آچکا ہے شاید یہ بھی عیار تھے
کسی وجہ سے ہمین قتل نہ کر سکے کوئی آگیا ہوگا یا کوئی اور سبب ہوا ہوگا کہ وہ بھاگ گئے اور ہم بچے اب جلد
لشکر مین چلو اور یہ پکوان زہر آلود ہے یہین رہنے دو یہ صلاح جب بتائی وہ سب دوڑتے ہوے سمت لشکر
روانہ ہوے یہانتک کہ فوج مین آکر ملے عیار بھی ساتھ تھے غرضکہ بعد قطع مسافت بعیدہ ایک مقام پر
اسی صحرا مین گذر ہوا کہ بہت سے مردے جل رہے تھے اور چراسبند اُن کے جلنے کی پھیلی تھی اور جابجا راکھ
کے ڈھیر جلے ہوے مردون کے تھے اور ہزارون ہڈیان کھوپڑیان ہر جگہ پڑی تھین اور ایک احاطہ
اسی مرگھٹ مین بنا تھا کہ جسکی دیوارون مین صدہا طاق تعمیر کیا تھا اُن طاقون مین مردے کمر توڑ کر بٹھائے
تھے اور خیمہ کی طرح طاق بنائے تھے اُن مردونکے کھانیکو ہزارہا گدھ اور چیلیں اور کوے جمع تھے دیوارون پر اور
درختون پر اور میدان مین ہزارہا اکٹھا تھے جابجا سر اور ریگین منقار مین دابے پھرتے تھے گوشت سے
لوتھڑے درختون پہ لیے بیٹھے تھے ایک دوسرے سے جب چھیننے کے لیے دوڑتا وہ اُڑتا گوشت چھوٹ گرتا
بوٹیان برستی نظر آتی تھین ایسی جگہ کو دیکھکر روحین قالب مین گھبراتی تھین اندر سے احاطہ کے آوازین مہیب
آتی تھین باہر مردے جلتے تھے ہوا سے شعلہ اُڑکر پیچتاب کھاتے تھے جنگل بیابان تمام مرگھٹ مین تیرہ شہاب

کی طرح اڑکر گرتی تھیں ارواح خبیثات ہر سمت آگ اڑاتی پھرتی تھیں جو بگولا اٹھتا تھا بھوت آگ لیے معلوم ہوتا تھا دھوان ہر طرف پھیلا تھا اس دھوئیں میں شعلوں کا بلند ہونا اور صداؤں کا ہیبتناک آنا شیاطینوں کا دل دھلاتا تھا کہ بمقتضی سے ابیات المولفہ

جا بجا ابلیس تھی جگہ وہ ضرور ۔ سایۂ رحمت خدا اٹھا دور
باتیں آپس میں کرتے تھے مرغ ۔ حال مرغ کو اپنے کہتے تھے
کوئی کہتا تھا دینا مجھکو شراب ۔ مانگتا تھا کوئی سور کے کباب
منہ سے شعلہ کوئی اڑاتا تھا ۔ غول بنکر کوئی ڈراتا تھا

قرطاس زبان گفت سے ترا اور سحر پڑھنے لگا بعد لمحہ کے آندھی سیاہ آئی کہ دنیا تاریک ہوگئی پھر اُسس تاریکی سے ایک ساحرہ ہیرہ نام مہیب آگ شکل پیدا ہوئی اس نے اس سے کہا کہ اے مہیب جادو محافظ مرگھٹ میں شاہ طلسم کا نامہ لیے سمت کوکب جاتا ہون مجھے راہ طے کرنی ہے مجھے دو اور راہ بتا دو کہ یہ راہ بہت نزدیک کی ہے اس راہ سے نہیں گیا کہ تبدعت عمرو گیا تھا اس ساحرہ نے کہا اس راستے سے جانے کا حکم نہیں ہے کہ یہ راہ قبضہ میں ملکہ بہار کے ہے کوئی حکم شاہ طلسم نے بخلاف اطاعت ملکہ موصوف نہیں دیا ہے حتیٰ کہ وہ مع شرکت لشکر عمرو ہے تا اُس کے ملک و مال کی ضبطی نہیں ہوئی سنتے کہا افراسیاب اُس سے تعلق کا دم بھرتا ہے اس وجہ سے اس کے ملک کو نہیں چھیڑتا ہے اور حیرت اس کی بہن بھی عزیزداری کا پاس کرتی ہے لیکن تم مجھکو راہ دو گی تو شاہ طلسم خوش ہونگے ناراض نہ ہوں گے اس ساحرہ نے کہا مجھکو خلاف حکم شہنشاہ کرنا منظور ہے لیکن ملکہ بہار کی مخالفت گوارا نہیں اس نے جب یہ سنا اس سے کہا کہ تجھکو بہار سے کیا مطلب میں اپنی راہ چلا جاؤں گا اس میں تمہارا کیا نقصان ہے وہ ساحرہ سوچی کہ یہ نامہ دار بادشاہ ہے ایسا نہ ہو کہ کچھ تیرے لیے قباحت ہو اگر یہ پہنچا دے گا تو بادشاہ بھی راضی رہے گا اور بہار کے لیے بھی جو ضرر ہے ہوگا یہ سوچ اس نے کہا اچھا آؤ اور اس راہ سے چلے جاؤ یہ اس کے ساتھ چلا اس نے جو رست سے اپنے کنجی نکالی اور قفل اس احاطہ کا کھولا یہ مع لشکر اس کے اندر قدم زن ہوا عیار بھی اندر گئے یہاں ایک تالاب پختہ احاطہ میں بنا تھا جس میں ہزارہا غول تیرتا تھا پانی تالاب کا بالکل نیلا تھا اس ساحرہ نے کہا کہ تمہیں کودو بہ سیدھے چوائی کر وہ ام میں پہونچ گئے اسکے داہنے ہاتھ کیطرف جو راہ گئی ہے طلسم نورافشاں کے جانکلی ہے قرطاس اسکے کہنے سے تالاب میں کودا اسکے پیچھے تمام لشکر اسکا ایک کے بعد دوسرا کودا عیار بھی دونوں عیار بھی غوطہ زن ہوئے اور تاریخ غلطان و پیچان چلے گئے پھر جو آنکھ کھلی تو صحرائے سبزہ زار اور دشت پر بہار میں گذر ہوا کوسوں تک زعفران کے کھیت لگے تھے رنگ خسارۂ عاشقان کا پتہ دیتے تھے نہیں نہیں عروس بہار سونے میں زرد تھی وہ بیگہ دیکھکر آنکھوں میں سرسوں پھولی تھی دور دور سے بچن کی گرد تھی لغت دست بید بھی زعفران کیا لگائی تھی گویا کسی جلد باز نے تیلی پر سرسوں جمائی تھی وہ سیر دیکھکر ہنسی نہ تھمتی تھی جس کو کیا زعفران کا کھیت دیکھا وہاں اصل میں زعفران کی کھیتی تھی ہنسی کی کیفیت

دیکھ کر جنت کی خبر رکھتا کیف اپنی آپ خبر نہ رہی خود فراموشی ہوئی وہاں سے جب اور آگے بڑھے ایک پہاڑ سنگ مرمر
سفید کا ایسا نورانی نظر آیا کہ جس کے رشک سے رخ حور جگر سرمہ نہ ہو اس کوہ سے وہ رشک وادی ایمن تھا
ہر قطع دشت نور گلشن تھا آفتاب کی زردی دھوپ اور پہاڑ کا عکس نورانی ملا کر تمام دشت پر پرتو فگن
تھا درختان صحرا تمام نقرئی و طلائی نظر آتے تھے شاہد بہار نے جب جو بن تھا زیوروں کی اس نور نے آبرو بڑھا دی
تھی گوہر کی آب و تاب فردوس صفا سے اس نور حسن افشانی نے ہر سمت کھلاے سرخ رنگ اس نور میں عجب
بہار دکھاتے تھے بلور کے درخت عقیق و یاقوت بنت نظر آتے تھے جس جگہ سیر وہ دیکھے جو مثل موسیٰ چشم حسرت
رکھتا ہو موسیٰ کا دل اس جگہ کے دیکھنے کی آرزو میں اثر تھا انکی کیفیت سامان بہار لائق آرائش تھا اس دشت
میں نور پھیلا تھا یا دیدہ روزگار کی روشنی کا نمونہ تھا چمک اس سفیدی کی ہر دست کوہ ہر سمت پھیلی تھی چشم مشتاقان کے
لیے برق تجلی تھی دریائے نور موج زن تھا ہر ذرہ رشک شمس و ماہ روشن تھا درختوں کی سیاہی سے نور کا چلمن تاروں کا
زمین پر کیفیت کرتا نظر آتا تھا کھلا سے اہم کی سرخی اور کوہ کی سبزی سے طرفہ ماجرا تھا کہ نور و نار ایک جگہ
روشن ہر زمین زمین معشوقان حسین حسن رخ تھے سنبل ان رنگین ہمیں تھے دیدہ نرگس میں بھی نور آیا تھا ایسا
ہر جگہ وہ نور سایہ تھا کہ بموجب لمؤلفہ

درختوں کے سایہ سے ظاہر تھا نور — تو یہ صاف پیدا تھا اس جا ظہور
کہ وہ سایہ تاریکی شب ہوا — عیاں اس میں یہ نور سے چاند کا
صباحت کہاں یہ رخ خوب کی — سفیدی تھی یہ چشمہ یعقوب کی
گل و غنچہ و برگ سب نور کے — تراشے تھے یہ نخل بلور کے
چمکتے تھے برگوں کے سارے ورق — زمیں واں کی تھی نقرئی اک طبق

قرطاس سے قریب اس کوہ نور آگین کے خیمہ قیام لشکر دیا حسب الحکم خیام نصب ہوے اہل فوج اترے پچھلا
پہر دن کا باقی تھا آفتاب کے نیچے ہونے سے دونی روشنی اس پہاڑ میں تھی دامن کوہ کی زمین نظر آتی تھی اسکا
دل مشتاق سیر ہوا ایک مرکب پری پیکر پہ سوار ہو کر بہر تفریح خاطر چلا اور کئی کوس تک سیر کرتا کوہ مرمر تک
آیا اس وقت ایک پہاڑی نظر آئی کہ گلہاے بوقلمون سے دلہن کی طرح پھولوں کا گہنا پہنے تھی دامن
میں اس کے ہزارہا چشمہ جاری تجری من تحتہا الانہار کی کیفیت ساری تھی ہر درخت بار اثمار سے بستان
سر فراز ان جھکا ہوا احسان نزہت زمین آفرینش سے لدا ہوا اور انکی فرحت فزاے قلب مصفا ہے
دشت نگارین وہ خطے گلزار رشک ارم آگین کہ زاہد صد سالہ بھی یہاں اگر طالب شراب ہو دل میں امنگ جوانی
کی آئے نہایت بیتاب ہو مرغان بوستان کی نغمہ سرائی اور ارغنون داؤدی صوت ہزار خاطر موسیقاریں
اثر پیدا کرے سوز دل سے وہ بھی آہ کرکے جلے گل وہ بار وہاں کے بارنج خاطر رنجیدہ کو سکر مردہ دلوں کو
مژدہ سنائے لب برگ جنبش ہوا سے ہلکر مژدہ فرحت سناتے خاطر گل سے گلچین کا خوف نکل گیا تھا قوت نامیہ کا

ایسا بھروسا تھا بلبل کی خاطر شاد تھی صیاد کے ستم و باغبان کے جور سے آزاد تھی گل ہر ایک بخزان تھا کچھ عجب سامان تھا کہ لمؤلفہ

اس دشت پہ سو بہار صدقے — عارض کے گلعذار صدقے
جو آتشین گل لگا ہوا تھا — عاشق کا وہ دل جلا ہوا تھا
شل قد یار رفتہ پرداز — ہر نخل کے جلوے کا یہ انداز
تھی نکہت گل جو پھیلی ہر سو — تبسم معشوق کی تھی خوشبو
سنبل ہمشکل گیسوے یار — دل پھٹ گئے پہ ہوئی تھی بیتاب

اُس دامن کوہ میں چند گلزار رشک بہار خوش وضع تھی سے سرسبز وہ گلزار گلگشت کنان بہمت مصروف سیر و تماشا تھیں صورتیں اُن زنان کی ہے بنا تھیں وہ قرطاس کو دیکھکر پکارین کہ اس طرف کون آتا ہے یہ جگہ ہر کس و ناکس کی نہین آنے والا ہے بتا کہ اس نے یہ صدا سنکے جواب دیا کہ مین نامہ دار شاہ جادوان ہون عازم [illegible] افشان ہون آج اس دشت مین خیمہ کیا ہے کل ارادہ سفر کا ہے وہ بولین دل تنگ ہو کر ہوا سے [illegible] اُسکے آخر گفتند ہو مین کہ اسے بیداد گر بانی خیر ادھر سے راہ ملنا محال ہے یہان آجتک کوئی آنے کی مجال ہے یہ جائے آرام ملکہ بہار نیک انجام ہے نام اسکا کوہ آرام ہے اس پہاڑ کی پشت پر باغ دلکشا ہے ملکہ عالم کی سیرگاہ ہے بعد باغ کے ملک وقلعہ ہے ملکہ لالہ قرمزی انکا ہے علاقہ یہان آئی ہین باغ مین تشریف رکھتی ہین اگر انکو تیرے آنے کی خبر ہو جائیگی بڑی آفت آئے گی اسے شخص تجھکو لازم ہے کہ اپنی جان بچا جدھر سے آیا ہے اُسی طرف پھر جا اس نے جب یہ حال سنا اُن سے کہا راہ مین کسی کا اجارہ نہین پھر جانا مجھے گوارہ نہین دوسرے بہار سے مین ڈرتا نہین کچھ ایسا حلوا نہین جو وہ کھا جائیگی تم جاؤ مین خود آتا ہون دیکھون کیا میرا کرتی ہے کنیزان بہار یہ تازکبہ مین تھین اس کی گفتار ناشائستہ سنکر اپنی زلف کی طرح برہم ہوئین اور خبر کرنے ملکہ سے چلین وہان باغ مین بہار جند کہ بیہوشی سے ہوشیار ہوئی تھی لیکن ابتک بیمار ہے کس لیے کہ جب سحر اسکا ٹوٹا تھا تو یہ بیہوش ہوگئی تھی حال اس کے لڑنیکا مصور سے اول بیان ہو چکا ہے اسی وقت سے یہ یہان آکے مقیم ہے غرضکہ کنیزین تو اس طرف چلین اور قرطاس سوچا کہ اگر یہ عورتین جاکر میرے حال کی بہار کو خبر دینگی وہ ساحرہ زبردست ہے اگر چڑھ آئیگی تو ضرور دیوانہ بنائیگی پس لازم ہے کہ غفلت ہی مین کام تمام کرون اگر اسکو قید کیا اور تمکو مع ہمروں کے کوکب کے یہان جاکر مارا تو گویا اس جھگڑے ہی کو مٹایا کیونکہ یہ لوگ رکن لشکر [illegible] کے نہ ہونے سے [illegible] خوار ہو جائیگی یہ سوچکر چاہا کہ [illegible] جاؤن اور فوج تیار کرکے [illegible] سوچا کہ [illegible] کا کیا کام ہے [illegible] کے قلعہ کا [illegible]
[illegible] سامان [illegible] ہوگا [illegible] اسی طرح [illegible] چاہیے یہان سے پھر جا [illegible]

برق حسب فہمائش اُسی وقت چیخ مارکر بیہوش ہوگیا رنگ درخسار زرد دست و پا سرد ہوگئے قران نے دہ جو پانچ ساحر جن کے ساتھ یہ آئے تھے ان کو رد کر بلایا اور کہا دیکھو ان کو درد گردہ ہوا ہے ان کے لیچلنے کی تدبیر کرو انھون نے بزور سحر تخت بنایا اور برق کو اس پر لٹایا قران نے کہا مین اپنی سواری پر نہ چلونگا اسی تخت پر سوار ہوکر چلتا ہون انکا خبر گیران رہونگا سب نے منظور کیا اور تیار ہوکر اپنی سواریون پر سوار ہوکر تخت کو اڑاتے ہمراہ لشکر چلے اس طرف قرطاس نے بہار کو مع کنیزان مہر دیدار کے تخت پر خوب گرفتار کرکے ڈال لیا اور حشم و خدم روانہ ہوا صبا بھی ساتھ تھے سیر دشت نزہت انتما کرتے جاتے تھے جب اس حد سے گذر گئے سورج بالکل غروب ہوگیا آمد شاہ ظلام اس خاکدان سیہ فام مین ہوئی کہ للمؤلفہ

خلعت زرتار پہنے شہ ہر روشن جہان — بام پر افلاک کے جیسے نظر آیا مجھے
نازمعشوقانہ دیکھو اپنا عاشق جانکر — پردہ شب مین چھپا شرما کے جب دیکھا مجھے

رات کو چاندنی نے کیفیت کیا وہ صحرا کوہ براق سا چمکنے لگا قلعہ بہار سے آگے بڑھکر عجیب عجیب طرح کے پہاڑ اور جنگل سنگین ساحران غدار نظر آئے کہین بوم ہوتا تھا آسمان بجھاتے تھے کوہ پر دھونی تا ساحر بیٹھے تھے کسی جا دریا ے زخار بہتے تھے کہین طرح طرح کے گل کھلے تھے غرضکہ ایسی ہی کیفیت دیکھتے منزل لہا منزل اس رات کو چلے گئے آخر شب دست فلک نے بتخانہ مشرق زرین سے بت زرین مہر نکالکر طاق مینافام سپہر پر رکھا اور تار خط کہکشان کو گردن سے اتار اکبر سبب للمؤلفہ

دیکھیے کرتی ہے کب یہ گردش دوران تمام — اس سے سرگردان مین پھرتے ہی ہین صبح و شام
ہین مسافر ہمیشہ دیکھیے لیل و نہار — رات گذری دن ہوا پھر دن بھی آیا آخر تمام

قرطاس شبانہ روز مین سیکڑون کوس نکل آیا ہوا اور قریب طلسم نورافشان پہونچ گیا ہر از بسکہ زیادہ چلنے سے خستہ و شکستہ بہت ہوا تھا صبح ہوتے ہی ایک صحرا کے سبزہ زار مین اترا بارگاہ نصب ہوئی یہ داخل بارگاہ ہوا لشکری بھی اتر کر داخل خیام ہوے اور اپنی اپنی ضرورتین رفع کرنے لگے عیارون نے اپنے سفیون کو بلایا انھون نے برق کا مزاج پوچھا اس نے کہا اب اچھا ہون اور ہم دونون صحرا مین احتیاج رفع کرنے جاتے ہین یہ کہکر دونون روانہ ہوے اور ایسے نظر سے گئے کہ قرطاس کہین ٹھہرے تو عیاری کرین اسوقت ایک درہ کوہ مین بیٹھکر قران نے برق سے کہا کہ مین دل بہار کو چھڑانے جاتا ہون کیونکہ یہ زیادہ قیام بیان کرنے معلوم نہین دیتا پس بہار کو ہاتھ کرلینا چاہیے تم ٹھہرو مین جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اسطرف قرطاس جب تراحت ارائش کے شغل بخواری مین مصروف ہوا کسلیے کہ نسیم سحر ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی تھی نور کا تڑکا تھا اُس سبزے پر پڑی تھی درختون کے سایہ عجب لطف دکھاتا تھا پھولونکی خوشبو سے دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا چشمے جو جوش مین تھے مرغابیان سرخاب غوطہ زن تھے قطرات شبنم سے کوسون تک دام مروارید سبزہ پر پڑا تھا پھولون کا کھلنا کلفت رنج مٹاتا تھا کہ ابیات

نظر مصروف تھی ہر دیدہ گل پر — عجب جوبن ہے سب غنچہ تر

پس اے قرطاس جسوقت نامہ تمھارے پاس نامہ لیکر آئین تم قید اس مجرمہ کی ان کے حوالے کرنا وہ اپنی جگہ پر
بحفاظت رکھین گے جب تم نامہ اسی کرکے پھیرو گے قید لیتے آنا یا ہم طلب کرلین گے خبردار اس امر مین تامل نہ
کرنا زیادہ مراحم خسروانی کے امیدوار رہو یہ نامہ کا مطلب دریافت کرکے اس نے پوچھا کہ آپ کے پاس دوسرا نامہ
جو آپ کے نام آیا ہے موجود ہے قران نے وہ نامہ بھی نکالکر دیا اس نے پڑھا وہی مضمون تھا کہ اے ناہر تم قیدیہ
کو لیکر اپنے پاس رکھو جب یہ نامہ بھی پڑھ چکا اس کو مطلق گمان نہین ہوا کہ یہان عیار آئے ہونگے کیونکہ سترلہا کی
شکل آیا ہے اور جانتا ہے کہ مین اڑکر آیا ہون عیار میرے برابر کہان چل سکتے ہین غرضکہ گویا ہوا کہ اے مہربان حکم
شہنشاہ سے ناچاری ہے آپ اس مجرمہ کو لیجائیے مگر کچھ دیر کرم فرمائیے شراب پیجیے پھر چلے جائیے گا قران نے
کہا مجھکو تعمیل حکم بادشاہ کرنا تھا اور ایسی ہی سخت ضرورت تھی جو اپنی سرحد سے یہان آیا ورنہ مجھکو حکم نہین ہے کہ
کہین جاؤن کیونکہ سرحد طلسم پر بڑے بڑے باغی رہتے ہین اور دوسرے آپ بھی مسافر ہین ہمکو آپ کی دعوت کرنا
چاہیے مگر جب آپ مراجعت بفضل سامری کیجیے گا تو میرے مکان پر چلیے گا وہان باطمینان ہم آپ صحبت آرا
رہین گے اسوقت معاف فرمائیے قرطاس نے کہا بہتر ہے اور ساحرون سے حکم دیا کہ قید بہار مع کنیزان
حاضر کرو وہ ملکہ سوسوت کو قید آہن مین گرفتار حاضر لائے قران نے کہا آپ اپنا سحر اسپر سے دفع کردین
مین سحر مین اپنے لیے لیتا ہون یہ کہکر جھولی سے ایک ہار پھولون کا نکالا قرطاس نے اپنا سحر دفع کردیا اور
اس نے وہ ہار پھولون کا گردن بہار مین ڈالدیا اور قید آہن بھی اتروادی بہار نے چھوٹ کر چاہا تھا کہ کچھ
سحر کرے کنیزان مگر پھولونکی خوشبو سے بیہوشی طاری ہوئی قران نے اٹھا کر شیر پر رکھ لیا اور کہا کنیزون کو چھوڑ
دو یہ آپ میرے پیچھے دوڑتی چلی آئین گی مین سحر پڑھے دیتا ہون انھون نے کنیزون پر سے سحر اتار لیا وہ
جب چھوٹین اپنی مالکہ کو ایک ساحر کو لیجاتے دیکھکر عازم جنگ ہوئین پھر خیال کیا کہ یہان لشکر ساحران ہے
ایسا نہ ہو کہ کچھ نہ ہو سکے اور ہم پھر قید ہو جائین لازم ہے کہ آگے بڑھکر سمجھ لین پس یہ سوچکر بعد ملکہ کو قران
لیچلا ادھر ہی چلین اور قرطاس کو ظاہر ہوا کہ بیشک بہت بڑا یہ ساحر ہے کہ ایک بار مین تو اس نے اتنی بڑی
ساحرہ کو بیہوش کر دیا اور اس کی کنیزون کو اس طرح بے بس کرکے لیچلا غرضکہ یہ تو تعریف کرکے بہ استراحت
اپنے خیمہ مین گیا اور قران ملکہ بہار کو صحرا مین لایا وہان لاکر اسکو ہوشیار کیا ہار اتار لیا شیر سے اتارا
شیر کو چھوڑ دیا بہار کی آنکھ کھلی دیکھا کہ وہی ساحر ہے جس نے ہار پہنایا تھا سامنے کھڑا ہے اس نے چاہا کہ مین
کچھ سحر پڑھون قران نے منھ پر ہاتھ رکھدیا اور کہا اے ملکہ مین قران ہون تم نے اتنے دن ہمارے ساتھ
رہکر بھی فریب عیاری نہ دریافت کیا بہار یہ سنکر گلے سے لپٹ گئی اور کہا اے قران رح تم ایسا بھیس
بدلے تھے کہ میری تو کیا لیاقت ہے میری جگہ پر خواجہ سلامت ہوتے تو ہرگز نہ پہچان سکتے یہ باتین تھین کہ کنیزین
آئین اور حال سنکر خوشنود ہوئین اور ملکہ نے کہا کہ اے قران اب تم یہان ٹھہرو مین اس قرطاس نا اس کو
مزا چکھاؤن مع اس کے لشکر کے دیوانہ بناؤنگی قران نے کہا اے ملکہ جو جی کہو وہ پذیرا کرو سنو

جنگ دوسرے دار وہان تم اکیلی ہو اور وہ لشکر ساتھ رکھتا ہے ساحر بھی زبردست ہے مبادا اُسنے پھر گرفتار کر لیا
تو اچھا نہ ہوگا دوسرے یہ کہ ہم عیارون نے یہانتک اُسکا تعاقب کیا کہ اس جگہ پہونچے لشکر بھی چھوڑا اگر یہ
ہم سے قتل نہو سکا تو عیاران امیر کے سامنے ہماری آبرو نہ رہیگی یہ ساحر ہمارے ہی حصہ کا ہے تم اسمین دخل نہ دو
بہار نے کہا کچھ تو میرے بھی دل کی آرزو نکل جانے دو قران نے کہا جب ہم اسکو قتل کرین اُسوقت اس کے
لشکر کو شکست دینا قتل و قمع کرنا ملکہ نے کہا اچھا مگر اے عیار دانا یہان سے بعد فراغ عیاری گھر کیونکر چلینگے
کہ ہم کبھی اتنی دور نہین آئے راہ مین ہزار ہا ساحر طالب روزگار رہتا ہے انسے بچنا دشوار ہے دوسرے
راہ نہین معلوم اگر یہان سے کسی مرحلہ مین طلسم کے پھنس گئے تو بغیر فتح طلسم وہان سے رہائی غیر ممکن ہے قران نے کہا
خدا مالک ہے ہم تم ساتھ چلین گے ابھی تم بھی ہمارے ساتھ رہو یہ کہکر زنبیل عیاری بجائی برق جو کوہستان مین مخفی بیٹھا دوڑا آیا
اور ملکہ بہار سے ملکر خوشنود ہوا پھر کہا کہ خلیفہ آپ جو دعوی کر گئے تھے وہ پورا کر لائے یعنی ملکہ کو چھڑا لائے
اب مین اس ساحر کو مارنے جاتا ہون خدا تعالی میرا ارادہ بھی پورا کرے کہ ہم سے فرصت ملے بہار نے کہا اے
برق ہمین بھی عیاری مین شریک کرلو برق نے کہا خداے کریم ہمارا شریک حال ہے عیاری بے لاگ اچھی
ہوتی ہے بہار نے منت بہت سی کی اس نے ناچار ہوکر کہا کہ اچھا اپنی کنیزون کو مجھے دیدو بس اتنی شراکت
تمہاری کافی ہے بہار نے کہا خیر بہتر ہے قران نے کہا اے برق ابھی عیاری کو نجاؤ کسلیے کہ مین یہان سے ملکہ
کو چھڑا لایا ہون وہ دھوکا کھا چکا ہے مبادا دوبارہ دھوکا نہ کھائے اس سے مناسب ہے کہ ایک منزل اور آگے بڑھ
کر اسکو مارنا اسنے یہ سنکر کہا جیسی آپ کی مرضی ہو پھر چلیے کسی مقام سبزہ زار مین بیٹھکر بطور مخفی کھانے پانی سے
فراغت کرلین کہ راہ کے تھکے ماندے ہین یہ سنتا تھا کہ سب اٹھکر روانہ ہوے اور ایک مقام پر لب
جوے سبزہ زار دیکھکر بہار نے سحر سے فرش پرتکلف گسترده کیا بیٹھے عیارون نے میوه شیرمال کباب وغیرہ
نکالکر دسترخوان چنا مع ملکہ کھانا کھایا پھر شغل بادہ خواری شروع ہوا ادھر تو یہ حال ہے لیکن اُدھر جب
قرطاس آرام کرکے اٹھا دوپہر دن آچکا تھا اس نے خیال کیا کہ اس دوپہر مین اور آگے بڑھکر اترنا چاہیے
کیونکہ رات کو قیام کرنا بہتر ہے صبح کو چلین گے اگر رات کو آج چلے تو پھر دن کو ٹھہرنا ہوگا دوسرے یہ کہ رات
کے سفر مین سو طرح کے خطرے ہین ملک دشمن قریب ہے دن ہی کو چلنا چاہیے یہ سوچکر اسنے حکم دیا کہ نقارہ کوچ
کا بجے وہ ساحر جنکے ساتھ عیار آئے تھے خبر سفر سنکر گھبرائے کہ ہمارے ساتھی صبح سے گئے ہین ابتک
نہ آئے آخر انھون نے بناچاری اہلکار لشکر جنکے یہ سب نوکر تھے ان سے اطلاع دی اس نے کہا یہ امر
دو حال سے خالی نہین یا تو صحرا مین کسی نے انکو مار ڈالا یا وہ عیار تھے مگر اس امر کو پوشیدہ کرنا لازم
ہے کیونکہ اگر قرطاس سنے گا تو اسکو بہت سوء ظن ہوگا کہ یہ لوگ بھی عیارون سے ملے ہوئے ہین جب تو ان کو
ہمراہ یہانتک لائے وہ پانچ ساحر اُسکے سمجھانے سے چپ ہو رہے اور لشکر مین کوچ ہوا غلغلہ اور
صداے طبل سفر سنکر عیار بھی صحرا مین خبردار ہوے اور ایک جگہ پوشیدہ ہوگئے جب لشکر اس راہ سے

گذر گیا ملکہ بہار نے تخت سحر بنا کر مع عیاران و کنیزان سوار ہو کر عقب لشکر راہ لی آگے آگے قرطاس پیچھے پیچھے
یہ روانہ تھے مقامات عجائب و غرائب صحراے ہولناک سیر دامن کوہ و صحرا دیکھتے چلے جاتے تھے اسیطرح منزلہا منزل
جب نکل گئے تو ایک نہر پانی کی بہتی نظر آئی اس نہر کے پاس جب جانے لگے اسمین سے دھوان پیدا ہوا اور
تمام لشکر مین پھیل گیا قرطاس نے ہر چند سحر پڑھا وہ تاریکی دور نہ ہوئی یہ اُس جگہ سے اترکر کنارے نہر کے آیا
اور پکارا کہ ملازم شاہ جادوان ہون نامہ لیکر جاتا ہون مجھے کسنے روکا ہے نہر سے آواز آئی کہ کون شاہ جادوان
ہے اسنے افراسیاب کو بتلایا نہر مین کسی نے قہقہہ لگایا اور کہا وہ تجھ ایسے حروق کا بادشاہ ہے ہم اسکا کہنا
نہ مانینگے ہمارا بادشاہ کوکب ہے یہانسے سرحد طلسم نورافشان آغاز ہے آگے جانیکا حکم نہین قدم بڑھانے سے
لازم احتراز ہے اسنے جب یہ سنا معلوم کیا کہ طلسم ہوشربا اُس نہر کے پاس سے ختم ہوگیا اب یہان ساحرانہ لڑنی
چاہیے کہ جنگ کرو مگر سوچا کہ یہان لڑنا اچھا نہین ہے [illegible] کوکب تک پہونچکر لڑنا چاہیے کہ عمرو تک دسترس
پہونچے یہ سوچکر اسنے بالحاح و زاری کہا کہ نامہ دار کو کسی نے روکا نہین سلف سے آجتک یہ امر ہوا نہین
مجھکو بھی راہ ملنا چاہیے نہر سے صدا آئی کہ مرا کیون جاتا ہے دم لے عریضہ ہمارا خدمت ملکہ دوران سرتاج
شاہان جہان ملکہ بران مین گیا ہوا ہے وہان سے تیرے آنیکا جواب آیا چاہتا ہے اگر طلب ہوگا ہم راہ دینگے
ورنہ جانا مشکل ہے قرطاس یہ سنکر خاموش ہو رہا اُدھر ملکہ بران اورنگ و زیب مسند عزت ہین کہ ایک ساحر
حاضر در دولت ہوا اور خبر ہوئی کہ ملکہ مروارید گوہر بدن جو خواجہ کو تدرو دینے آئی تھی اور اجتک حاضر
دربار ہے اسکے نائب کیطرف سے اُسکے پاس عرضی آئی ہے یہ خبر سنکر مروارید نے عرضی طلب کی پڑھا لکھا تھا کہ
اے ملکہ نامدار افراسیاب کی سرحد مین داخل ہوا چاہتا ہے آپ ملکہ بران سے اسکے بارے مین دریافت
فرمائے مجھکو حکم بھیجیے بموجب فرمان حضور عمل مین لاؤن یہ عرضی پڑھکر اسنے بران کو دکھائی ملکہ نے فرمایا کہ
بادشاہ سے اجازت چاہیے اور چاہتی تھی کہ عرضی کوکب کو لکھے اسوقت ایک پتلا نامہ اُسکا خود لیکر آیا ملکہ کو دیا
اسمین لکھا تھا کہ نامہ دار کے آنیکی خبر ہمنے سنی ہے اے فرزند نامہ دار کو روکنا نہ چاہیے کیونکہ مثل چلی آئی ہے کہ
ایلچی را زوال نیست پس اسکو اسیطرح وہ آتا ہے آنے دو یہ مضمون پڑھکر ملکہ نے اجازت دی مروارید نے عرضی
دستخط کرا کے خود بھی حکم لکھدیا کہ اے گرداب جادو حکم ملکہ ہے راہ دی نامہ دار کو تم راستہ دیدو غرضکہ یہ عرضی
جو ساحر لایا تھا دستخط ہوکر اُسنے اپنی دریا کے گرداب کو پہونچائی قرطاس ٹھہرا ہوا تھا کہ یکایک لشکر سے
تاریکی دور ہوئی اور صدا آئی کہ جاؤ اجازت ہے لشکر لیکر یہ نہر کے پار جب [illegible] اتر کر پہونچا اور کچھ دور جا کر وہ
دن تمام ہوا اسنے خیال کیا کہ اب سرحد طلسم مین [illegible] بادشاہ کوکب ہے یہان قیام کرنا چاہیے یہ سوچکر
ایک صحراے سبزہ زار مین اترا مگر ملکہ بہار جو تخت اڑاتے پیچھے اسکے آئی تھی وہ بھی قریب نہر آکر پہونچی تھی
جو نہر سے دھوان نکلا اور آواز آئی کہ اب کون جاتا ہے بہار [illegible] آواز آئی کہ [illegible]
کوکب اس نے یہ سنکر معلوم کیا کہ یہان سے سرحد طلسم کوکب آغاز ہے [illegible] اے سرحد [illegible]

حلیہ ہکو راستہ دو کہ ہم شاگرد رشید خواجہ عمرو ہین اگر تمھارے روکنے سے ہمارا مطلب فوت ہوا تو ہم شکایت کرینگے تمھارے لیے برا ہوگا یہ کہتا تھا کہ پانی کو جنبش ہوئی اور روحوان موقوف ہوا صدا آئی کہ جائیے جائیے اپکا گھر ہے یہ بھی مع بہار تخت اڑا کر پار اترے اور وہان کے صحرا مین جا کر ایک کنیز کو بھیجا کہ وہ طائر بنکر خبر لائی کہ لشکر قرطاس یہان پر اترا ہوا ہے یہ خبر سنکر سب اسجگہ اترے جب بالکل اندھیرا ہوگیا یعنی شعلۂ مہر تابان دریاے کہکشان مین ڈوبی اور مہر تابان کو نہر استواے گنبد جانیکی اجازت ملی کہ نظم

| | |
|---|---|
| غروب شمس کا پہونچا جو ہنگام | نظر آنکھون مین آیا سرمۂ شام |
| کرن خورشید کی دریا مین ڈوبی | دیا ہر رنگ نے عکس کبودی |

رات ہوتے ہی عیارون نے کہا اے بہار اب تم کہین جا کر مخفی ہو ہم اسکا کام تمام کردین بہار نے کہا بہتر کنیزین میری لینے کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے انھین چھوڑ جاؤن یا وہ بھی جائین برق نے کہا چھوڑ جاؤ بہار کنیزون سے لیکر جو مہر صاحب کہین بجا لانا اب یہ دو سحر طائر خوشرنگ بنکر شاخ درخت پر جا کر بیٹھی کہ تماشہ عیاری کا دیکھکر خوشنود ہو ان عیارون نے بعد اسکے جانے کے کچھ صلاح کی قران تو سمت صحرا چلا گیا اور برق نے کنیزون سے کہا کہ تم اپنی صورتین بزور سحر بدل ڈالو کیونکہ قرطاس تمکو پکڑ لیگیا تھا وہ پہچانتا ہے کنیزین حسب الارشاد سحر پڑھکر بصورت سیدان تیار ہوئین پوشاک کی بھی وضع اور رنگ بدلا ہوا تھا جب یہ تیار ہو چکین برق نے کہا بزور سحر یہان اسطرح کا مکان مع فرش و مسند و اسباب عشرت مہیا ہو جائے کنیزان بہار تو ہمیشہ سے اسکی تعلیم مین رہی ہین جو سحر سے باغ پر بہار بنائی ہین برق کے کہتے ہی کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ باغ و بستان اور قصر رفیع لائق شاہان و سامان عیش زینت بزم معشوقان اسی وقت بنکر تیار ہوگیا کہ اسکی نسبت یہ کہنا زیبا ہے

سراسر طلسمی کارخانہ ہے کہ ابیات

| | |
|---|---|
| زمین اس جا کی جیسے روز روشن | گمان تھا دھوپ کا پھیلا ہے دامن |
| وہان سے سایۂ شب سبزیون دور | بشکل آرزوے بخت مہجور |
| فلک کے عکس سے تارے ہویدا | ستور جسطرح حسن رخ یار |
| صفائی مین سبان آب گوہر | نظر سے لغزشین ہر ہر قدم پر |
| جبین بام و در سے تابش نور | فروزان جیسے دونون عارض حور |
| کشید دل نظر کے ساتھ حاصل | وہان جا کر پھر آنا سخت مشکل |
| درختون مین عجب صورت کا انداز | کہ جیسے شوخ کوئی یار طناز |
| نہایت نرم شاخین برگ شاداب | ہر اک تھالے مین موج گردش آب |
| ہوا و لالہ بہر وصل باہم | کہ لپٹاتے تھے شاخ و نخل ہر دم |
| مناسب فرش نورانی کنول تھے | مگر مشتاق تکلیف اجل تھے |

پلنگ آراستہ جس طرح محبوب — منقش تکیہ و چادر بہت خوب

غرض جب یہ سامان درست ہو چکا کنیزون سے کہا کہ تم مین سے دو آدمی لشکر قرطاس مین جائین اور
کہین کہ یہ جگہ قبضہ مین ملکہ گلزار جادو و مالک بیابان گلزار کے ہے تمھارے اترنے سے زراعت و باغات
وغیرہ کی پائمالی و نیز دیگر اقسام کا ضرر پہنچا منظور ہے پس تم یہانسے آجکے دن ہٹ کر قیام کرو کل ملکہ
یہان سے تمھارے مقام کرنیکی نسبت پوچھا جائیگا جیسا حکم ہوگا عمل مین آئیگا کنیزین یہ حکم سنکر بصورت مبدل
اڑکر روانہ ہوئین اور اسیکہ شب ماہ ہے قرطاس بارگاہ کے دروازے پہ بیٹھا سیر دشت کرتا جاتا ہے اور شراب
پی رہا ہے مگر اترتے ہی سحر کردیا ہے کہ کوئی غیر نہ آئے کس لیے کہ ملک پرایا ہے یہ تو اس طرح بیٹھا ہے مگر برق و کنیزونکو
بھیجکر اور باقیماندہ سے گویا ہوا کہ تم ٹھہرو مین آتا ہون یہ کہکر آپ لشکر قرطاس مین آیا جیسے ہی اُسکی بارگاہ
کیطرف چلا ایک پرچھائین پکڑنے دوڑی اُس نے پھیر کر کہا کہ اسے سیرسحر کے جاکر اپنے مالک سے کہدے کہ
برق عیار آیا ہے وہ پرچھائین پھر گئی اور سامنے قرطاس کے جاکر گویا ہوئی کہ آپنے مجھکو مامور کیا تھا کہ کسیکو
آنے نہ دینا ایک شخص غیر آتا تھا مین نے اسکو گرفتار کرنا چاہا اُسنے کہا کہدو کہ برق عیار آیا ہے یہ خبر سنکر یہ حیران
ہوا کہ وہ یہان کہان مگر پرچھائین سے کہا آنے دے غرض برق اُسکے پاس گیا اُسنے کرسی بیٹھنے کو دی اور
پوچھا کہ آپ کیونکر آئے اسنے کہا ہمارا تو یہ گھر ہے روز آتے جاتے ہین استاد سے علم احکام پوچھنے کے لیے روز مرہ
آتا ہوتا تھا یہ تقریر سنکر وہ سمجھا کہ کوکب بلا لیتا ہوگا بس گویا ہوا کہ پھر مجھے سرفراز کرنے کا کیا سبب ہے اُسنے
کہا اسلیے حاضر ہوا ہون کہ آپنے دو بار مجھکو گرفتار کرکے رہا کردیا آپ کہتے کہ عیار نے میرا احسان فراموش کردیا
لہذا پاداش مین اُس نیکی کے مین آج آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ عیاری کرکے آپکو مار ڈالیگا یہ سنکر قرطاس ہنسا
اور کہا آپ نے مہربانی فرمائی مگر مجھکو کوئی مار نہین سکتا یہ باتین باہم ہو رہی تھین کہ وہ دونون ساحرہ جنکو
پہلے سے یہ بھیج چکا تھا اڑتی ہوئی آئین جب زمین پر آئے سامنے اُسکے اترین پرچھائین اُنکو بھی پکڑنے دوڑین
وہ کنیزین بہار کی ہین اُنھون نے سحر پڑھا کہ شعلہ زمین سے پیدا ہوکر پرچھائین پر پڑا اُسکی روشنی سے وہ سایہ
دور ہوا قرطاس نے دیکھا کہ دو نازنین حسن مین بدر اکملہ حسین صورتین سلونی چہرے رنگین چال مثل پریان کا ہا
وصل مین گھگھور نیان سفاک جان تمنا لیماے حسرمان شیدا زبان خوگر انکار کانون کو نالہ و فریاد سننا درکار
نہین کو انتہا کی خود بینی دہن کو عادت نکتہ چینی نظر سوزدہ جگر لب مین آب حیوان کا اثر آنکھون کو نگاوٹ یاد گریہ
بخش عاشق ناشاد نظم

نہ کیونکر قتل کا اُسکے سبب ہو — کہ جب تیری نظر سوے غضب ہو
وہ عارض مہر تابان جس پہ قربان — کرین گھر دل مین ایسے تیر مژگان
ہزارون شوخیان اور ناز بیہم — کہ جسکو دیکھکر ہو طبع برہم

وہ دونون ادھر آئی ہین یہ دیکھتے ہی پکارا کہ واہ صاحب تم بڑی گرما گرم شعلہ خیز ہو کہ میری پرچھائین تک بھی

ستایا ان غارت فرمائے ہوش وشکیبائی نے جواب دیا کہ پوچھیے گی ارتا تو دیکھو ہمارے ہی گھر مین تو دھنا دیا
ہے اور ہمین کو انکی ممانعت ہے اے صاحب یہ سرزمین ہمارا بان گزار ہے جسکی کہ مالک ملکہ گلزار ہے انکے حکم
سے تمھین مطلع کرنے آئے مین پیام یہ لائے ہین کہ زراعت کو لشکر سے خوف پامالی ہے آپ یہان سے لشکر
مقام کیجیے ہماری ملکہ نے تجویز نکالی ہے کہ اگر ایران سے کل آپ کی نسبت پوچھکر حاکمین سب دیا جائے گا
آج آپ کو یہان سے ہٹنا پڑیگا قرطاس کو یہ پیام سنکر غصہ آیا مگر سوچا کہ یہان فساد ہونے مین عمرو تک
پہونچنا رہیگی دیگا یہ سوچکر ممنت پیش آیا کہا کہ آپ اتنا خفا ہوں ہم مسافر ہین مہمان نوازی شرط ہے آج آج
بعد ٹھہر کر صبح کو سمت قلعہ ہفت رنگ کے چلے جاینگے اور ہم اسی وقت چلے جاتے مگر راہ کی تکان سے خستگی
کمال ہے فیل زیادہ ہال ہے آپ ہماری طرف سے عذر کر دیجیے گا کہ زراعت کو کچھ ضرر نہ پہونچیگا در صبح کو
وہ چلا جائیگا کنیزین یہ سنکر پروا زہید آرکے روانہ ہوئین بعد اسکے نابتے برق نے کہا مین بھی رخصت ہوتا
ہون خبر شہ داستی دہ کردی [illegible] رہیے گا اسنے کہا مین تمھی ہوشیار ہون آپ جایئے یہ بھی اٹھکر چلا ادھر
اسی باغ سحر مین آیا کنیزون سے کہا کہ اب تم مرجاؤ کہنا کہ ملکہ گلزار نے کہا ہے کہ اگر آپ ہمارا مہمان اپنے تئین
جانتے ہین تو بلا سے ہمارا نقصان ہوگا در ایران ہم خفا ہون گی ہم آپ کے مشتاق ہین یہان تشریف لایئے
دو گھڑی کے لیے ہم اپنے باغ مین تنہا آئے ہین آپ بھی اگر دل بہلایئے پھر چلے جایئے کا کنیزین حسب الحکم
دوبارہ روانہ ہوئین اور قرطاس تہ زنانہ [illegible] کے قریب تھا کہ یہ پہونچین وہ مستفسر ہوا کہ اب کیا پیام
لائی ہو انھون نے حرف بحرف وہی پیام ادا کیا اس نے سنکر خیال کیا کہ یہ سنا ہے میرے مرتبے سے پہلے
آگاہ نہ تھی اب رتبہ میرا اس نے جانا اور مجھکو طلب کیا ہے یہ اندیشہ اسکو بالکل نہین کہ وہ ملکہ نہین عیار
ہے کس لیے کہ جانتا ہے کہ وہ عیار یہان تھے مواقع جب کنیزین پیام لائین تھین اور اگر عیار ہوتین تو اڑکر
نہ آتین اور میری پریہیاتین تماشا نہین سکتین یہ سوچکر ان سے کہا کہ مین اکسلمند ہون اسوقت معاف فرمایئے
صبح کو مین حاضر ہونگا کنیزون نے ہنسکر کہا کہ نہین جیدا [illegible] مرد [illegible] کوئی دماغ ہے کہ ہم ایسے مین جسکو شہزادیان

[illegible]

| | |
|---|---|
| کہ ہم وہ ہین کہ جب [illegible] | قیامت تک نہ کہ سو رہیگا بگڑ [illegible] |
| مانے [illegible] اسی | [illegible] تک بھی نہ لیجیئے یادی دلکی |

ہو، ور غضب سنو ہماری ملکہ بس ہے [illegible] کی مشتاق مین [illegible] مین پڑی رہینگی شکر نہین کرتے
اسی تو نکالا [illegible] اسی نے رحم لطف [illegible] ہے تو انکو اعزاز ہوا ہے یہ سنکر پھر مین اس کو خیال ہوا کہ
جیسے یہان رستے ویسے وہان [illegible] حسینہ جوان تنہائی مین بلاتی ہے کیا عجب ہے جو اُسکا اور کچھ مطلب
ہو [illegible] بہتر ایک تو شہزادی دوسرے غیر ملک کی یہان تخلیہ زاکونی نہین یہ رفاقت کرینگی مدد وقت
جنگ ان سے لیگی جانا چاہیے یہ خیال کرکے پکارا کہ آپ [illegible] مین چلتا ہون کنیزین پھر آئین یہ سنکر

نظر آئی اُسے وہ مجمع نور — دیار ہوش جس سے منزلون دور
بشکل آرزو پنہان حیا مین — نہایت شوخ طرز مدعا مین
چمک کر برق شمشیر نظر کی — عیادت کے لیے آئی جگر کی
لحاظ توبہ مثل زلف برہم — لب زاہد پہ شکر خندہ غم

پر بیہوش ہو کر یقین تھا کہ گرے مگر وہ ہوش ربائے جان حسرت و تمنا مسکرا کر قریب آئی اور دست رنگین سے ہاتھ اس سرمست بیخودی کا تھام کر لب جان بخش سے گہر بار ہوئی کہ آپ تشریف لائیے اللہ بڑا اشتیاق دکھایا ہان سچ ہی کہین مشتاق ہوا یا اسی سے آپنے منہ چھپایا یہ کہکر خندان خندان اُس گلزار مین کہ واقعی وہ سبز باغ تھا لیکر چلی جب یہ اندر آیا اُس باغ کو رازِ طلسم پایا وہ درخت تھے یا امید حق سینہ ارض کی بہ آئین چمن سبز تھا اسر سبزی کام دل شاہد بہار تھا ہجوم شوق دیدنے اس سرد مقام پر گریبان بتا کی یقین جوش آرزو سے بادہ پرستان اسی جا بر آتی تھی روح آرام پاتی تھی اسجا کے اسباب عشرت و صفا عمارت پر جان گلہائے بہار پرخون پاکیزہ طینتان دہر کو اُسکے تعشق مین جنون کر ابیات

نظر آئے نہال سبز و شاداب — کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب
ثمر خوش رنگ پتے لہلہاتے — ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتے
نہال باغ سب معشوق افشان — نگاہین دیکھنے والون کی قربان
مکان مثل دل عارف مصفا — پھسل جائے نظر وقت تماشا
مناسب ساز و سامان جابجا پر — کہین گھٹ بڑھ نہین سب کچھ برابر
چراغ و شمع کے جلوے وہ ہر سو — دلون مین گھر کرین مانند جادو
کہین ساقی کہین مطرب کہین ساز — کہین معشوق نواز بس خوش آواز

قرطاس یہ کیفیت دیکھکر دنگ تھا سکتے کا رنگ تھا کہ ملکہ نقلی نے لا کر مسند پر بٹھایا پہلو مین آپ جلوہ فرمایا اسکا دل گم شدہ پھر سینہ مین آیا سمجھا کہ یہ سفر مجکو بہت مبارک ہوا یہ نازنین مجھپر فریفتہ ہے غرض اُسکے بیٹھتے ہی ملکہ نے کشتی شراب کی کھینچکر جام بادۂ احمر جسمین بیہوشی ملی تھی بھرا اور مسکرا کر آنکھون کو جسطرح کہ ساغر چھلک جاتے ہین یا مست بہک جاتے ہین گردش دیکر آگے اُسکے بڑھایا اسنے بھی کہ مست مے الفت تھا انکار نہ کیا بے تکلف پی گیا ساقی اجل نے صدا دی کہ جی گیا پھر تو یہ کیفیت تھی کہ نظم

طبیعت صورت مے جوش مین تھی — تمنا عزم لوث آغوش مین تھی
ہجوم آرزو کہتا تھا لا جام — جھکا شیشہ کہ آیا دور ہنگام
صدا آئی فراز آسمان سے — سفر ہے نامبارک اب یہان سے

جب خوب اسکو نشہ ہوا گھبرا کر سرمست آنکھین پھاڑ کر دیکھنے لگا اسوقت قران جی باہر سے آ کر سر ملکہ نقلی پر

رومال جھلنے لگا اور برق نے اسکو بیہوش ہونے کے قریب دیکھکر کہا کہ کیون میان قرطاس مزاج کیسا ہے
اُس نے کہا اے ملک درد سر از حد ہے اگر اجازت ملتی تو ذرا لیٹ رہتا پھر برق نے ہنسکر کہا کہ او مسخرے بیہودہ
تو نے مجھکو پہچانا کہ مین کون ہون ارے مین برق عیار ہون یہ سنا تھا کہ اُسنے گھبرا کر سحر کرنا چاہا مگر قران نے
پشت کی طرف سے ایک لات ماری کہ لیسان پر چڑھے یہ ڈھلک کر دور گرا اور بیہوش ہو گیا برق نے خنجر کھینچکر سر
تن سے جدا کیا شور و غوغا عالم مین پھیلا اندھیرا ہو گیا صدا آئی کہ مارا اقرطاس جادو کو لشکر مین اُسکے بھی
اندھیرا چھایا اور لشکری غوغا سنکر جلد جلد مسلح ہو کر دوڑے لیکن بہار جو طائر بنی ہوئی بیٹھی تھی اُسکے
مرتے ہی اُڑی اور کنیزون کو پکاری کہ جلد آؤ وہ بھی باغ وغیرہ برطرف کرکے پیچھے چلین عیار صحرا مین چلے گئے
اور بگولے لاش قرطاس کو چکر دیتے جانب افراسیاب لیچلے اس اثنا مین لشکر لینا لینا کہتا ہوا بڑھا
تھا کہ بہار نے اپنے جوڑے سے ڈبیا یاقوت رنگ نکالکر کھولی اور سحر پڑھکر دستک دی ڈبیا سے دھوان نکلکر
مثل ابر تیرہ و تار تمام لشکر پر چھایا اور بجلی ایسی چمکی کہ سب کی آنکھین بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ طرفہ ماجرا ہے
یعنے چاندنی کھٹا مین نکلی ہے سامنے ایک چمنستان سبزہ زار لگا ہے سر سبزی سے خوش نصیبان زمانہ کو شرماتا
ہے کہ بمقتضائے ابیات

زمرد رنگ ہر برگ خوش اسلوب — شجر کی شاخ مثل دست محبوب
چمن کے پھول مثل عارض یار — برابر جلوہ گر ہر سو نمودار
کوئی گل مثل روئے ماہ براق — ادا ہٹ مین کوئی مشہور آفاق
کوئی خون جگر کی طرح رنگین — کسی مین اور ہی صورت کی تزئین

بیچ مین اُس گلشن نگارین کے جو چبوترہ ہے وہان ایک خون کن جان صد تمنا جلوہ فرما ہے نظم

کہ رشک حور ہے وہ صاحب جاہ — پری پیکر سمنبر غیرت ماہ
نظر مین تیزیان تیغ اجل کی — لب شیرین مین شیرینی عسل کی
غضب آنکھون مین مثل لیت لبریز — سنان ہر مژہ دل کے لیے تیز
نگہ پہونچی جو سوئے سینۂ صاف — نظر آیا کچھ اُبھرا طور شفاف
قریب تختی پستان کو پائے — ہوس کچھ اور ہی مطلب سمجھائے
جو اُٹھی لو تھی شمع ساق پا سے — تو گھرتا ابر مستی جا بجا سے

گرد اس شعبدہ باز دلدار کے کنیزین گلرخسار ہاتھون مین عہدے لیے کھڑی تھین انگنائی مین جوانی
کی بھری تھین تمام لشکر اُس گل رعنائے باغ حسن کی بہار دیکھکر اور ہوائے گلشن سحر سے مسحور ہو کر اپنی ہستی
فراموش کر گیا خودی سے گذر گیا یہ خیال بالکل نہ رہا کہ ابیات

نہین ہے یہ چمن شایان دیدار — یہان احسان سے ہوتا ہے گنہگار

فریب آمیز اس گلشن کی بو ہے ۔ دغا ہے مکر ہے جو آرزو ہے
مقدر نے ہے وہ سامان دکھایا ۔ کہ فرق جسم و جان کا وقت آیا
چلے یہ شعر پڑھتے سب زبان سے ۔ بڑھے روتے ہوے اپنے مکان سے
کہے جاتے نہین رنج جدائی ۔ دہائی ہے دہائی ہے دہائی
قریب باغ پہونچے بولے جانی ۔ خدا رکھے یہ تیری نوجوانی
زیادہ حسن کا ہے نذر پیارے ۔ رہے قربان جان حور پیارے
ابھی ہم پہ بھی ہوگی مہربانی ۔ کہ ہو چندے نظر لطف زندگانی

یہ صداے آہ و واہ اُس راہزن شاہ راہ خرد نے لشکر زہد کنیزون سے کہا کہ وہ سب در باغ سحر پر آئین اور پکارین کہ اے عاشقان شکر زبان ادھر آؤ پیام یار سن جاؤ لشکری شعر عاشقانہ پڑھتے نزدیک آئے انھون نے ایک ایک بار پھولونکا انکے گلے مین پہنایا اور کہا کہ تمھاری معشوقہ نے فرمایا ہے کہ تمھین شرم نہین آتی ہے جو ایک کے سامنے دوسرا میری محبت کا دم بھرتا ہے مین اکیلی اور سب لشکر مجھپر مرتا ہے چاہیے تھا کہ تم مین سے ایک دوسرے کو رقیب جانتا اور ہرگز بغیر قتل کیے نہ رہتا وہ میرے عشق سے ہاتھ اٹھاتا یا جان سے جاتا جب ایک شخص رہجاتا تو اسکو مین اپنے پہلو مین جگہ دیتی یہ بدنامی نہ اٹھاتی یہ پیام سنتے ہی آتش نفاق ہر ایک کے سینہ مین شعلہ زن ہوئی آتش گل نے جان جسم مین آگ لگادی یکسین ایک نے دوسرے سے کہا کہ سنا بھی اگر میری معشوقہ کا نام اب تیری زبان پر آیا تو قسم ہے [illegible] عاشقان ہی کہ مین مار ڈالونگا دوسرے نے بھی یہی جواب دیا کہ مین خود تجکو مٹا دونگا کہ اب اُس آفت جان پر جان نثار کرنا اور نہ زندگی سے ہاتھ دھونا غرض باہم تکرار ہوکر ایک دوسرے سے لڑنے لگا سحر کی لاگین منترون کے حربے چلنے لگے ترسول مسلول تبر ترنج وغیرہ چلنے لگے صف مژگان یار سے صف کشی بر و دی انکھون کے لڑانے نے لڑائی دکھادی جادوگری بھلادی دم بھر مین صدہا سر اُس صف کر پر نثار ہوگئے نوجوان بہار باغ ہستی کھو گئے ہزار جان سے اُس گلبدن پر قربان ہوگئے حسرت داماں زیر زمین گئے

## نظم

صدا دی جبل حبشی نے یہ ناگاہ ۔ کہ ہون مردان شیر افگن اب آگاہ
قریب آیا ہے وقت جان فروشی ۔ دکھا دو اپنی اپنی گرم جوشی
کبھی کرکے بیٹ کہتے تھے یہ کڑکا ۔ کہ تھوکی کھاؤ گر دل کچھ بھی دھڑکا
کھلے بیڑے بڑے شمشیر مین ہاتھ ۔ کشش تیغین بند تھا ہر غول کا ساتھ
یکا یک ہر طرف سے برق چمکی ۔ مبارک باد دی خواب عدم کی
جو تھے افزایش جرأت سے بیتاب ۔ ہوے رخسار اُن کے آتشین تاب
لبون پر آئے کف غیظ اجل سے ۔ ارادے بڑھ گئے دست و بغل کے

مری معشوقہ ہو کر دے تقدیر / وہ ہو دے غیر سے جا کر بغلگیر
اگر باقی رہے گی جان تن میں / تو ہوگا لطف کچھ اس انجمن میں
کفن پہنو کہ ہنگام جدل ہے / ہوس اب گور سے دست و بغل ہے
جدا ہونے لگے پا و سر و دست / کوئی خستہ کہیں نعرے کہیں جست
کہیں سیلاب خون سے سرخ رہ تن / کہیں زخمی تنوں کی سرد آہیں
کڑکتی تھی برابر برق شمشیر / جدل تھک تھک گئی اسکے جلنے تیر
گرے گرداں شیر افگن زمیں پر / کہیں تن سر کہیں توسن کہیں پر
پھر آخر حسرت جاہی نہ بندی / ہوئی حاصل فلک کو خود پسندی
ہوئی رخصت وہ شب بس پیر ہو کر / جمال صبح چمکا شیر ہو کر

جس وقت تیغ تیز مہر سے سر دیو شب کا جدا ہوا اور سپاہ لیل کو معشوقہ صبح رخسار نے قتل کر ڈالا وہ لشکر سارا رات بھر لڑ کر کٹ گیا عجب ہنگامہ ساحروں کے مرنے سے برپا تھا آندھیاں آتی تھیں تاریکی میں پریوں کا غل و شور محشر سے کم نہ تھا جب اجالا ہوا اس پیچ، افسر زخمی ہو کر بیٹھے وہ سامنے بہار کے آئے ملکہ نے جو سحر پڑھ کے دستک دی کہ وہ باغ اور تمام آرایش سحر جاتی رہی انکے بھی گلو سے زہر مہرہ گر کر غائب ہوے افسر ہوش میں آگئے تمام لشکر کو مردہ پایا چراغ ہستی کو افسردہ پایا سمجھے کہ بہار سے سحر میں ہم گرفتار تھے یہ خیال کر ارادہ قتل کا کیا کنیزان بہار ناخن پکڑ کر للکارتی ہوئی آگے بڑھیں یہ زخمی بہت تھے خوف میں آکر بھاگے اور جانب افراسیاب گئے بعد انکے عیار دونوں تعریف کرتے ہوے آئے کہ اے ملکہ سبحان اللہ کیا کہنا ملکہ نے کہا یہ کیا آدمی تھے کیا ہوں گے تم اس کو آپ قتل کیا اور نہ جان اسکو میرے لڑنے کا علم اب چلکر لب گنگ علیا مناسب ہے بہار تخت سحر پر سوار کیا اور روانہ ہوئی برق نے کہا آخر تو چلتے ہیں اسطرف کی سیر کرتے آجئیں یہ سنکر صرصرت آتی تھی اعرفیتہ نزدیک اور سمت کا راستہ پکڑا اور انواع اقسام کے جنگل اور کوہ وغیرہ دیکھتے عجائبات کی سیر کرتے سب روانہ تھے کہیں پہاڑ نظر آتے تھے کہیں پر دریا تھے

## ابیات

کہیں سبزہ کہیں کچھ شہر آباد / کہیں ویرانہ مثل صبح آزاد
کسی جانب کو کوہ آسماں جاہ / کہیں بالا درخت ایسے نہیں راہ

اسی طرح یہ چلے جاتے تھے کہ دور سے ایک بیابان نظر آیا سراسر آہین طلسمی کارخانہ پایا کہ بموجب نظم

طلسمی اس کا تھا سب کارخانہ / وہ تھا یہ یوں کہ رہنے کا ٹھکانا
درختوں میں اثر تھے سحر کے تیز / کٹوروں کے جام تراشوں سے لبریز
برابر انکے جو غنچہ تھے لب بند / وہ حد سحر سے تھا اے خردمند

بڑھے یہ رفتہ رفتہ چند فرسنگ / نظر آیا انھین اک قلعۂ سنگ

کہ تابندہ ہے مثل مہر انور / جڑے ہین زر کے دیوارون مین پتھر

زمین شفاف رستے صاف در وا / نہال سبز مثل باغ پیدا

درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ / نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ

کوئی بہتر زمرد سے بھی خوش آب / کوئی مانند لال سرخ نایاب

ثمر کی جا گہر سب مین نمودار / چمک پتون مین جیسے عارض یار

وہ سب گویا بشکل آدمی زاد / چمن خندان گلون کے لب پہ فریاد

صدا اے غنچہ سے نغمہ ہویدا / سر ہر شاخ سے بارش ہی پیدا

زمین جنبش مین مثل قلب بیتاب / تلے اوپر کہین پیمانۂ آب

قریب اک حوض اسمین خون لبریز / کنارون پر کشیدہ خنجر تیز

کہین پتھر کے انسان وہ بھی گویا / کوئی پتلا ہنسا اور کوئی رویا

ایک بارگاہ زرنگار دروازہ قلعہ پر استادہ تھی کہ جو درازی و وسعت مین صحن آسمان کو شرماتی اُس رنگ آسمان جاہ سے ہٹکر بہت بڑا لشکر اترا ہوا تھا کئی لاکھ ساحرون کا مجمع تھا یہ دیکھکر قران نے کہا اے بہار تم ذرا بھولکر قلعۂ طلسم نور افشان کی جانب آگئین ایسا نہ ہو کہ ہم قید ہو جائین جلد یہان سے چلو کیونکہ میرے لیے قید ہونا برا ہے جب تک استاد کو یہان خبر ہوگی اور وہ کوکب سے کہکر چھڑائین اُسوقت تک مین ہلاک ہو جاؤنگا بہار یہ سنکر وہان سے سناٹا مار کے تخت اڑا لائی بہت دور نکلگئی اور ایک صندل کے جنگل مین پہونچی دیکھا کہ شاہد عارض رنگ کا دردسر کھونیکو ہزار بار شاخ صندل زمین پر سر اپنا رگڑتی ہے حرارت سودا زدگان دشت محبت کھونے کی تدبیر نئی ہے وہان پہونچکر قلب محرور مسکن ہوا اور تخت اتار سیر کرنے لگے بوے صندل سے دشت مہکتا تھا ہزارہا مار سیاہ درختون سے لپٹا تھا کنڈلیان سانپون کی درختون کے ٹہنے سے لپٹی یون نظر آتی تھی کہ جب اس بیت کے بیت سیہ چوڑی بدست آن نگارے بشاخ صندلین پیچیدہ مارے ۔ وہان کی سیر کرکے جب اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک دیوار سونے کی ہر طرف گھری آئی ہے فروغ جلوہ مہر دکھائی ہر ہزارہا آفتاب چمکنے لگا ہر ذرہ کا ستارہ بخت منور ہوا کہ بیت

مقابل آگیا اک قلعۂ خوب ۔ طلائی جسکی دیوارین خوش اسلوب ۔

یہ محاصرہ ہوتے دیکھکر بہار تخت پر سبکو بٹھا کر اڑی اور قندیل فلک بنگئی مگر جسقدر بلند ہوئی وہی دیوار طلائی سامنے نظر آئی ۔ ہائی نیاز ہزارون طرح کے سحر کیے کچھ اثر نہ ہوا گھبرا کر عیارون سے کہا کہ کسی نے قید کیا یہ کہکر زمین پر اتر آئی اور اپنے گیسو کی صورت پریشان اور آئینہ رخسار کیطرح حیران تھی اس عرصے مین ایک سیاہی فلک کی طرف آکر محیط عالم ہوئی رعد گرجا برق شعلہ فشان چمکی اور ایک تخت پر ایک ساحرہ بصد عظمت و شان سوار قریب آکر

اسنے کہا کہ بی کسلیے پریشان ہو سر گریبان ہو ذرا سوچو تو کہ انسان اپنے بس آتا ہی اور پرائے بس جاتا
ہے اب جسکے گھر آئی ہو وہ جب رخصت کریگا تو جانا ہوگا مثل مشہور ہی کہ آمدن بہ ارادت و رفتن
با جازت بہار نے پوچھا کہ یہ گھر کسکا ہی اس ساحرہ نے جواب دیا کہ شاہ عیاران جناب خواجہ عمرو کا ہے
بہار نے کہا پھر وہ کہان ہین اسنے کہا آپ میرے ساتھ چلیے وہ بھی تشریف لاتے ہین یہ آخر اس ساحرہ
کے ساتھ روانہ ہوے وہ کچھ دور چلکر ان سب کو ایک باغ مین لائی کہ وہ گلشن ہزارون بہارین دکھاتا
تھا اپنی بہار دیکھکر ایسا اتراتا تھا کہ پھولے نہ سماتا تھا مجلس سامان راحت اُسمین مہیا تھا مکان بہت عمدہ
اسباب نادرہ کاری سجا تھا اسمین بالاخانہ رشک بام آسمان تعمیر تھا اُسپر نگیرہ کھنچا ہوا ہر یکی تصویر تھا زیر
نگیرہ فرش مکلف پر اس ساحرہ نے انکو بٹھایا اور کہا آپ ٹھہریے مین خواجہ سے عرض کرنے جاتی ہون یہ کہکر
چلی اور باہر آکر باغ کے دروازے کو بند کرکے تخت پر بیٹھکر چلی گئی یہ تینون بالاخانہ پر بیٹھے سیر دشت
طلسم مین مصروف ہین مگر جس سرحد مین کہ لڑائی ہوئی اور قرطاس مارا گیا اس دشت کے ساحرون نے جاکر
تمام ماجرا خدمت کوکب مین عرض کیا وہ بہت ہنسا اور ایک نامہ لکھکر بران کو بھیجا نامہ جب بران کو پہونچا
اس نے پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند نامہ دار جو آتا تھا اسکو قران و برق نے اس طرح راہ مین مار ڈالا اور
بہار جادو نے دونون لشکر کو شکست دی اب بیابان صندل کے آگے ایک باغ مین وہ سب فروکش ہین
خواجہ صاحب سے کہنا کہ جی مین آئے تو جاکر مل آئین ورنہ ہم انکی دعوت کرکے رخصت کیے دیتے ہین خواجہ
صاحب کے ہمشیرہ کو انکی تسکین کے لیے بھیجے دیتے ہین یہ نامہ پڑھکر ملکہ عیارونکی فطرت پر ہنسی اور
انکے حوصلہ پر آفرین خوان ہوئی کہ اس طلسم تک تعاقب سے بغیر قتل کیے نہ چھوڑا پھر عمرو کو وہ نامہ دکھایا
خواجہ بھی بہت ہنسے پھر خیال کیا کہ شاید ملکہ کوکب آزردہ ہو بس تم بغیر حصول مطلب بران کے پاس سے
جدا نہو یہ سمجھکر ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ آپنے مجھ سے ایسی الفت کی ہی کہ کسی سے ملنے ملانے کو جی نہین چاہتا ہی
اچھا آپ لکھ بھیجیے کہ بادشاہ دعوت کرکے رخصت کردین ملکہ نے بجواب نامہ عریضہ اسی مضمون کا لکھ بھیجا شاہ
نے بموجب مرضی عمرو اسی ہمشیرہ کو خواجہ کے کہ جو مخمور کے پاس بھیجا تھا طلب کرکے مع سامان دعوت بحشم
و خدم ہمراہ ایک امراے دولت کے روانہ کیا یہان بہار اور عیار بیٹھے دیکھتے تھے کہ یکایک ڈنکا بجتا
سنائی دیا بالاخانہ پر کھڑے ہوکر جو دیکھا تو سامان سواری نظر آیا آگے آگے شتری و فیلی نقارے بجتے انکے
بعد تخت پر ساحر سوار اہتمام کرتے پھر بہت سی پالکی نالکی جنپر جادوگرنیان لباس عمدہ پہنے سوار جسم پر اُن کے
زیور مرصع کار کی بہار نکلین انکے بعد سقے آبپاشی گلاب و کیوڑے کی کرتے رنگ کے خوشبودار ہوئے نخلون کے بیلے
آگے بڑھ گئے پھر پیادے اول چوبدار و خاص بردار لباس معقول سے آراستہ پیدا ہوے انکے بعد ایک تخت پر
عمرو سوار جلو مین پیادہ بہاری خلعت زرتار پہنے جس سے زرین لباس مہر شرمسار تاج کج کیے ہو گنگرے کا رکھے
جواہر سے جسم کو تزئین دیے روانہ ہوے صداے طرقوا سے ارض وغیرہ ہمراہی جادوش و دورباش کہکر للکارتے مین

نقیب کچھ تفاوت سے پیش خداوند کے نعرے مارتے ہین بڑے جاہ وحشم سے سواری جاتی ہے یہ کیفیت عیارون
نے دیکھکر کہا کہ استاد جاتے ہین برق نے کہا مین تو پکارتا ہون قران نے کہا کہین ایسا دیوانہ پن نہ کرنا خلاف
ادب ہے ادب سے آگے نہ بڑھنا یہ کہہ رہے تھے کہ سواری نکلگئی کچھ عرصہ مین وہی ساحرہ جو یہان بٹھا گئی تھی
مع چند ساحران ذی رتبہ کے آئی در باغ وا ہوا انکے سامنے پہونچکر ہر ایک ساحر گویا ہوا کہ چلیے آپ سب کو
خواجہ سلامت نے بلایا ہے بہار نے کہا ہم سمجھتے تھے کہ یہیں تشریف لائینگے یہ انھین کے رہنے کی جا ہے
اُس ساحرہ نے کہا کہ جی نہین یہ اس غریب کے رہنے کا ٹھکانا ہے انکے لائق یہ کب جگہ ہے غرضکہ تخت پر سوار
کرکے عیار وغیرہ کو ساحر لیچلے اب جو دیکھا تو وہ دیوار طلائی نظر نہ آئی اور کچھ دور آگے جاکر ایک باغ کی
بہار دکھائی دی دروازے پر اُسکے عملے کے لوگ خدام و دربان دیساول وغیرہ کا مجمع ہے یہ وہان اترے
سب نے اُنکی سلامی لی اور بڑھ بڑھ کر تسلیم کی یہ پھر داخل باغ ہوئے دور سب رنج دل کے داغ ہوئے
عجب بہار آگین وہ گلشن نظر آیا جس سے دیدۂ دل نے سرور پایا سوسن سیہ رنگ وہان سرمہ عبارت
آگین چشم مشتاق گل روشنی مین نور دیدۂ عشاق نرگس مخمور رنگ دیدۂ حورت سنبل کے پیچ عقدۂ سرشت
آرزوے عاشقان سرو موزون سربلند مثل مراد یابان ابیات

گلون مین سب طرح کے رنگ پیدا
ہر اک مین عجائب جلوہ ہویدا

لبالب آب سے نہرین ہر اک سو
جو لیوین دل شائق سے قابو

فوارون جا بجا مرغان خوش رنگ
ہر اک کے زمزمے کا کچھ نیا ڈھنگ

ہر اک بارہ دری کاشانۂ نور
میسر ہر کسی کو صحبت حور

نہایت باتکلف فرش سارے
کہ جس کے حسن پر پھسلین نظارے

ہجوم ماہ رویان ہر قدم پر
ہواے شوق کے جھونکے برابر

مزاج شایقان حسن برہم
نظر کو دید سے فرصت بہت کم

ادا ے شوخیون پر قصد چالاک
ہوس مغرور جوش شوق بیباک

ترنم زا صدا ہر نازنین کی
خلل انداز رسم کیش و دین کی

صحن گلشن مین تخت جواہر کار پر عمرو جلوہ فرما تھا چتر زرین سر پہ گردش کرتا تھا گرد کرسیون پر امراو وزرا
کا دور بندھا تھا ہزار ہا نازنین شوخ وشنگ عمدے ہاتھو مین لیے حاضر تھی صد ہا کنیز عزت دار و
پرتمیز لبسان مہر تابان لباس زرین پہنے فن عاشقی سے ماہر تھی رقص سامنے ہو رہا تھا ساز عشرت
آواز بیج رہا تھا ان سب نے جاکر خواجہ کو سلام کیا عمرو تخت پر سے اُٹھا اور ہاتھ پھیلا یا پہلے آگر قران
نے سر سینہ سے لگایا پھر کر کو گلے سے لگا کر قریب تخت بصد عزت کرسی ہاے جواہر پر بٹھایا خواصین
زرین کمر نازک اندام سب ایجا ے عمرو کشتیان خلعت گران بہا کی جنہین مالا مروارید کے اور بہار سے

زیور مرصع تھا لایں وہ خلعت عیار دل اور بہار کو عنایت ہوے اور بہت سا جواہر بیش قیمت دیکے ہر ایک کو خوشنود کیا پھر حکم آغاز ہونے جلسۂ عشرت دیا فوراً ابطہ مے کے قہقہے بلند ہوے بجرۂ جوش ہوس سے پیمانہ رواں تھا کشتی شراب چلنے لگی ساغر حباب شیشۂ دل نے ایک لمحہ میں یہ کیفیت ہوئی کہ بشکل زلف ساقی سمنبر مزاج توبہ برہم ہوا چشم زہد میں مستی کا عالم ہوا کہ بموجب نظم

ہجوم ساغر گل رنگ ہر سو ۔۔۔ صدائے زیر قلقل سے بخت دل جو
ترشح کیف کا آنکھوں سے پیدا ۔۔۔ ہر اک اپنے سخن پر آپ شیدا
کہیں بہکے ہوئے آغاز و انجام ۔۔۔ کوئی مصروف دیدار دلارام

اسی لطف میکشی میں نازنینان قمر دیدار نے سرود و ساز کو سنبھالا بادہ خوارونکو بہکا یا جلسۂ عشرت جمایا رقص نے دل بسمل کیے ابروں نے کار قاتل کیے حوصلے بڑھ گئے ارمان تڑپ کر رہ گئے نظم

کوئی زہرہ صفت آمادۂ ناز ۔۔۔ کیا اس جا کسی نے رقص آغاز
دم رقص اس طرح گھنگرو بجائے ۔۔۔ کہ داؤدی ترانے یاد آئے
ملاتی تھیں جو ساز رقص دو چار ۔۔۔ تھے انکے اس ہنر میں ہاتھ تیار
کسی کے دست میں رنگین گلابی ۔۔۔ بنی تھی مے سے برج آفتابی
رہی کم محتسب سے آمد شام ۔۔۔ چھپا جام آفتاب ارغوان فام
سیہ بال اپنے جب شب نے سنوارے ۔۔۔ ہوے پیدا زینت مہتاب تارے

یعنی جسوقت براے تعظیم سیہ مست شب گردن شیشۂ آفتابی آفتاب خم ہوئی اور بستان جہان میں میگساران شبنم نیل آرزو سے دامن رات کا تر ہوا سر شام ساقی و مینا و جام اس باغ کی ایک نہر پر جمع ہوا بادہ خوارونکا گھٹا ہوا اور خدا کی رحمت سوا ہوئی کہ لب جو بہار کشتی رواں ہوئی کنارے نہر کے روشنی فردوس بخش دیدۂ مردمان آبی تھی ماہیونکو اس جلسہ دیکھنے کی بیتابی تھی شب ماہ میں باغ پر بہار روشنی سے خاطر تیرہ میں نمود اظہار نہر میں بجرے پڑے فوارے ہزار ہے آب افشانی کرتے سبحان اللہ عجب سیر عشرت افزا تھی جسپر جان ہر بلبل دل فدا تھی کہ بموجب نظم

بنا تھا فرش سنگین ہر روش پر ۔۔۔ کہیں تھا گلشن قالین سے بہتر
رواں اک سمت چشمہ پر نور ۔۔۔ خزانے انجمن فوارے کے معمور
ہزاروں آہنی میوہ دار اشجار ۔۔۔ ہر اک تھا بلبل [illegible]
ارم [illegible] عشرت افزا ۔۔۔ میسر جلوہ [illegible]
ہوے سب سیر وہاں جب ذوق فرما ۔۔۔ طبیعت سیر [illegible]
کہ پہونچا اک گروہ ماہرویان ۔۔۔ ہوا رقص کا [illegible]

ملاکر ساز تا چین بھر وہ اٹھ کر　　قیامت تھی بپا تازہ زمین پر
لباس پر تکلف زیب تن تھے　　نہایت اُنکے پر زر پیرہن تھے
تصدق دل تھے گانے کی صدا پر　　فدا تھی زہرہ ہر ان کی ادا پر
ستارے ساغر و مینا کے چمکے　　نصیبے شیشہ و صہبا کے چمکے

جب سن بیلی شب جوانی پر پہونچا نہر کے کنارے سے اٹھکر بارہ دری مین آگئے وہان نعمتخانہ تیار تھا غذا مین لذیذ و عمدہ دستر خوان پر چنی گئین سب نے کھانے سے فراغت پائی نوبت آرام کی آئی ملکہ بہار کے پئے ایک کمرہ علیحدہ سجا ہوا تیار تھا وہان جاکر یہ مسہری پر جہو لو نگی لیٹی تخنجے رکھے تھے اور جملہ سامان راحت مہیا تھے شمع مومی و کافوری روشن تھین عیار ایک اور کمرے مین کہ رشک دہ قصر جنان تھا جاکر آرام پذیر ہوے عمر و علیحدہ ان سب سے جاکر سو یا مگر کیفیت سنیے کہ بہار جب مسہری مین لیٹی کوئی پنکھا جھلنے اور پاؤن دابنے کو نہ تھی اسنے دیکھا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نرم اس کمرے مین آنے لگی باد بہار کو شرمانے لگی پھر ایک شمع کا پھول گرا اور اسکی لو مین سے آواز آئی کہ اے ملکہ آپ کہیے تو یہ لونڈی آکر پاؤن دبائے بہار نے یہ گرمی محبت اس شمع سے سنکر پوچھا کہ اے بی بی تم کون ہو تب آواز آئی کہ کنیز آپکی شعلہ بدن ملکہ پریان کی ہے بہار متحیر ہوئی کہ یہ کنیز شعلہ بدن شمع مین کیونکر آئی مگر گویا ہوئی کہ اچھا آؤ یہ کہتے ہی دیکھا کہ شمع تھرائی اور لو اسکی شق ہوئی شعلہ زمین پر گرا اور لوٹ کر ایک پریزاد حور پیکر ہمسر گل اندام بنا شرم سے گردن جھکائے شوخی آنکھوں مین چرائے سر سے پا تک نور رنگ مین مقابل شمع طور چہرہ مین انتہا کی گرمی باتون مین حد کی نرمی رخسار پہ ہجوم آرزوے بوسہ کا غازہ دہن مین ذائقہ دشنام دہی پوشیدہ زینت بزم الفت

چاہیے کہ صورت نظم

جبین سے تا بہ پا نور تجسم　　ہر اک انداز مین سو ناز باہم
سخن کی گرمیون سے جان بیتاب　　سرور آنکھوں مین بے لوث مے ناب
ترددے طبیعت منزلون دور　　فداے روے روشن مجمع حور

جب وہ نازنین قریب آئی نہایت ملکہ بہار حیران حال تھی مگر اسنے باادب بیٹھکر پاؤن دبانا شروع کیے کہ یکایک سامنے جو گلدستے رکھے تھے اسکے سب پھول کھلکھلا کر بلسان معشوق غنچہ دہن ہنسے اور پھر آواز آئی کہ اے ملکہ اگر اجازت پائے تو یہ کنیز بھی آئے کہانی کہکر جی بہلائے بہار نے پوچھا کہ تم کون ہو آواز آئی کہ مین بھی لونڈی ہون پر ان کی سہیلی ہون بہار نے کہا کہ آؤ یہ کہنا تھا کہ ایک پھول ٹوٹا اور چند پنکھڑیان زمین پر گر کر لوٹین پھر جو دیکھا تو ایک بہار افزاے رنگ نشاط ذائقہ بخش جوش انبساط سراپا مزاج حسرت عشاق شیشہ دل کی طاق انگو نیز جسکی بہار نثار حسن بہ گلزار لطف فرماے ایام

بڑھی کچھ دور اس ناز و ادا سے　　کہ جنبش قلب نے کی اپنی جا سے
ہزاروں شوخیاں اور ناز پیہم　　کہ جس کو دیکھکر ہو طبع برہم

غرض وہ گل پیرہن مسہری کے نیچے باادب آکر بیٹھی اور لب گوہر بار سے گلفشاں ہوئی کہ اے ملکہ ایک بادشاہ تھا بہار الفقار اخدا بادشاہ اُسکو نوشیروان کہتے تھے مردمان دنیا اُسکے وقت مین شاد رہتے تھے ناظرین کو واضح ہو کہ اس گلبدن نے کہ نام اسکا گلزار مشہور ہے یہ کہانی شروع حال نوشیروان اور امیر حمزہ کے پیدا ہونے سے کہنا شروع کی حال اسکا دفتر اول نوشیروان نامہ مین ہے یہان سارا دفتر لکھنے کی گنجائش نہ تھی صرف **طلسم ہوشربا** بیان کرنا منظور ہے اس باعث سے ترک بہتر سمجھا گیا فی الجملہ جب اس گل نے یہ کہانی یہانتک پہونچائی کہ ملکہ نگار دختر **نوشیروان** عاشق ہوکر امیر کے ساتھ نکل آئی اور اسکے بطن سے **قباد** شہریار پیدا ہوے اور قباد کا بچپنا **علمشاہ** سے لڑکر اور عاشق ہونا **ملکہ ماہ سیما** پر اور پھر اس ملکہ سے منعقد ہوکر پیدا ہونا شہزادہ **سعد بن قباد** اور بعد شہادت **قباد** حکمران ہونا سعد کا کل لشکر اسلام پر اس فصاحت سے بیان کیا کہ حال شان و عظمت حسن و جمال شہزادہ سعد سنکر بہار نے ایک تیر غائبانہ عشق کا کھایا اور ارمان وصال نے ہاتھ پاؤں نکالے وحشت گریبان گیر ہوئی گیسوے پیچان نے دل مین گھر کیا مسکن یار دل زار بنا تنہائی انجمن مین پھنسا رات کٹنا مشکل ہوئی نیم بسمل ہوئی ارانے ہوس کے بڑھگئے خار غم سینے مین گڑگئے کہ **نظم**

ہوئی الفت جو اُسکی آتش افروز　　جگر پر آکے بیٹھا تیر دل دوز
الگ ہے سب سے انداز محبت　　بنی وہ صید شہباز محبت
دکھائی حسن نے اپنی کرامات　　دیا دل اپنا اُس دلبر کو ہیہات
طبیعت مین عجب تھی بیقراری　　بنی مژگان تر ابر بہاری

یہ بیقرار نیند کا بہانہ کرکے چپکے چپکے رو یا کی اُدھر عیار جو کمرے مین گئے تھے انکی خدمت کیلیے بھی کوئی پری کی تصویر پری بنی کوئی آئینہ کی تصویر جو رچہرہ بنکر حاضر ہوئی رات بھر یہی صورت سیر کی ظاہر تھی یہانتک رنگ رخسار رشک بدر شب کافور ہوا اور آفتاب بسان عاشق بیقرار بارنگ زرد نکلا **نظم**

شب فرقت کا بدلا صبح نے رنگ　　ہوے پیدا سحر کے شرق مین ڈھنگ
ہوئی سرخی شفق کی کچھ نمودار　　نظر آئی نہ پھر کو سون شب تار

**خواجہ عمرو** کا شبیہ آکر تخت پر جلوہ گر ہوا بہار زرنگار بہار بقصد ادب سلام کرنے حاضر ہوے اور تسلیم کرکے بیٹھے خواجہ نے حکم دیا اسوقت بھی آپ لوگ حمام [illegible] سب نئی بدلین سب نے حسب الحکم حمام کیا کشتیان پوشاک کی [illegible] اسوقت بھی [illegible] ہوکر جلسہ مین آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش [illegible] وقت [illegible] جلدی سے عمرو

گویا ہوے کہ اے ملکہ ہم جاکر ابھی سر لاتے ہین ایک کام سے یہان آئے تھے یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر بعجلت تمام
چلے دست و عالمہ کرتے تھے کہ خداوند ہمارے سردارون کو ہلاکت سے بچانا ہم نے بڑی غلطی کی جو اکیلا چھوڑ کر
آئے الغرض یہ جب قریب بارگاہ پہونچے وہان ہر ایک کی زبانی سنا کہ قران و برق آئے ہین سر نامہ دا لائے
ہین عیار سمجھے کہ عیار بچیان اسی ہیئت سے گئی ہین جو شہور اسوقت ہو رہی ہے پس سراسیمہ ضرغام بھاگ کے اندر آیا دیکھا کہ صرصر
خنجر لیے مہرخ کا سر کاٹے جاتی ہے اسے گود مین بھر کر لپٹکر مارا کہ صرصر کی ران پر اس زور سے پڑا کہ وہ اس صدمے
سے گر پڑی یہ دوڑا کہ گرفتار کرون وہ دہشت جان سے ہر چند کہ اٹھنا دشوار تھا مگر بہر صورت اٹھکر بھاگی
اور صبا رفتار چلی بھی سراسیمہ فراگی ضرغام نے پکارا کہ لینا جانسوز ہنوز باہر ہی تھا دوڑا اور لشکری
اسکے دوڑنے سے ڈرے مگر وہ صورت ہے برق وغیرہ کی تھین اسوجہ سے ساحر سحر نہ کر سکے انکی سمجھ مین نہ آیا
کہ یہ کیا معاملہ ہے اور کیا بھید ہے کہ وہ دونون نکل گئین عیارون نے تمام سرداران بارگاہ کو فتیلہ
دفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا اور ساری کیفیت بیان کی ہر ایک نے سجدۂ شکر حق تعالی ادا کیا کہ اسنے
خلعت حیات دوبارہ عطا فرمایا اور اس شکریہ مین حکم جلسۂ عشرت دیا یہ سب بآرام مصروف عیش
وعشرت ہوے اور عیار بچیون نے جاکر حیرت سے سب حال کہکر عرض کیا کہ کنیزین مجبور ہین آپکو
اختیار ہے جو چاہے سزا دیجیے ہم اپنی خیرخواہی کر چکے ملکہ نے کہا کہ تمہاری صورت بنکر عیار شاید آئے تھے وہ
مجھسے تمہارا جانا عیب ہی کے لیے سنکر جلدی گئے جب تو تم بیان کرتی ہو کہ عیار ہماری صورت بنے ہوے
ہمارے کام مین خلل انداز ہوے عیار بچیون کو جب یہ حال ثابت ہوا کہا کہ اے ملکہ دوران یہ فرمایے کہ
آپ ہی نے ہماری ساری محنت رائیگان کی ملکہ نے کہا بیشک مجھسے غلطی ہوئی کہ تمہاری صورت پر انکو
دیکھتے ہی راز کہہ بیٹھی اچھا اب تم جاکر اور فکر کرو مین شہنشاہ سے کہکر خطا معاف کرا دونگی عیار بچیان سلام
کرکے چلین اور دن سارا گذر چکا تھا عیار فلک یعنی مہر روز بعبد در دوسو زبالا دوی عرصہ سپہر سے مراجعت
کرکے خیمۂ مغرب مین گیا اور عیارہ شب نے سیاہ پوش ہو کر کہکشان سے کر عالم مین داخل کیا۔ نظم

| | |
|---|---|
| اسی عرصے مین مہر عالم افروز | کہ جو تھا اس جہان مین رہ اندوز |
| ہوا اطراف مغرب کو روانہ | بڑھا سامان شب کا شامیانہ |

شام کو حیرت نے مصور کو بلوایا اور حکم شہنشاہ ساحران سنایا اسنے کہا ہر چند میرا ارادہ ابھی
لڑنیکا نہ تھا لیکن حکم شہنشاہ سے مجبوری ہے بیمار ہونگا یا مر جاؤنگا آپ طبل جنگ بجنے کا حکم دیجیے حیرت
نے فوراً نقارۂ رزم بجوایا ہلکارہ خبر لے کر بارگاہ شریک اسلامیان مین آئے اور دعا و ثنا کے بعد خبر عرض
کی مہرخ نے بھی نفیر بجائی طبل و نقارۂ حرب گڑگڑانے تمام لشکر مین خبر جنگ معلوم ہوئی سردار دربار
سے خیمون مین آئے اور تیاری لڑائی کے مصروف ہوے سحر کی آتش بازی گرم ہو گئی آتش غضب سینہ مین
[illegible] نامردون کے منہ پر ہوائی اڑنے لگی شفق کی تیزی لب ان شمشیر چرخ مین بھی بہادر

مرنے پر تیار تھے نشۂ جرأت میں سرشار تھے **نظم**

بجا دونوں طرف سے طبل جنگی ۔ ہوئی ہر جان کو قالب میں تنگی
نگاہیں پھر گئیں سینے ابھارے ۔ سروں سے خود یہ کہکر اُتارے
کہ اے خالق زمان آبرو ہے ۔ نہیں پروا مدد کرنے کو تو ہے
زبان پر تھے یہ الفاظ تمنا خیز ۔ کہ ہم ہیں مدعی کے آبرو ریز
پڑے جس پر یہ تیغ برق آہنگ ۔ لباس روح بھی ہو گور میں تنگ

یہی ہنگامہ دونوں طرف رات بھر رہا نئے سحر درست ہوے دلاور جاق و چست ہوے جب دم مزاج سرہنگ شب برہم ہوا اور مبارز سحر بعد دلیری قدم بڑھاکر عرصہ گاہ عالم میں آیا **نظم**

نوید صبح میں جب مرغ چہکے ۔ نسیم عطر زا سے دشت مہکے
موذن بول اٹھا اللہ اکبر ۔ کمر کسنے لگا ہر جنگ آور
کسی نے کچھ دعا مانگی خدا سے ۔ کسی نے یوں کہا سو التجا سے
کہ اے خالق مدد تیری ہے درکار ۔ اجل کا ہوئے جس دم گرم بازار
زمان آبرو دے فتح دنیا ۔ نہ حاصل ہو کہیں الزام لینا

غرض بصد عظمت و جلال لشکر پیکار و میدان قتال ہوئی ساحروں کی آمد نے سپہر نیلی فام کو سیہ تاب بنایا گرد سیاہ نے چشمۂ آفتاب کو گدلا کیا بحر پر جوش لشکر کا تلاطم تھا جہاز حیات تباہ ہونے کا غم تھا تلواروں کی چمک سے دھار اسیل فنا کا جاری تھی بجلیوں سے خرمن جان جلنے کی تیاری لشکر حیرت و مصور بڑے کروفر سے جب آکر میدان میں جم چکا نقیب للکارے کڑکیت ڈھکر کا سے شور حشر برپا ہوا یہ ہنگامہ ہوا کر **نظم**

صداے طبل جنگی کا ہوا شور ۔ بڑھے دونوں طرف سے صاحب زور
جھنک شمشیر کی پہونچی فلک پر ۔ لبوں پر آگئے دلہاے مضطر
صدا دی پھر نقیبوں نے یہ ناگاہ ۔ کہ ہاں اے نامدارو تم ہو آگاہ
اجل کچھ دم میں ہوگی گرم بازار ۔ مقام آبرو ہے ہاں خبردار
نہ پہچانے گا بیٹا باپ کو ہاں ۔ رہیگا دل ہی میں ہر دل کا ارمان
نہ دے گی اتنی مہلت برق شمشیر ۔ کہ دم لینے کی بھی حاصل ہو تاخیر
جو ہیں ماں باپ کے فرزند اصلی ۔ شرافت پیشہ و دلبند اصلی
وہ نام اپنا کرینگے سر کٹاکر ۔ نہیں پھیرینگے منہ میدان میں جاکر

جب کڑکیت یہ کڑکا کہکر ہٹے ایک ساحر زبون ہیئت بد انجام سامری کیش جادو نام پرے سے نکلا

اور اجازت حرب حیرت سے لیکر میدان مین آیا شیطان کا سگا بھائی معلوم ہوتا تھا تیوری چڑھی دل مین بیرحمی بھری جلاد منش ستمگری مین یکتا کو عقل الّو مزاج نہایت بدصورت بھونڈی کھوپڑی اوندھی چہرے پر بیغیرتی چھائی اجل کی پیشوائی کو نکلا تھا یہ اس موذی کا نقشہ تھا نظم

بشکل پیل منزل ایستادہ — غضبناکی مین مالک سے زیادہ
سیہ رو مثل شیطان سخت بدکار — ازل سے طوق لعنت مین گرفتار
طبیعت مین بھری شہوت پرستی — چکان لب سے لعاب جوش مستی
جبین سے مکر و کینہ دفن ہویدا — مگر تھا نطفۂ شیطان سے پیدا
قوی ہیکل بشکل گاؤ بے شاخ — بہت تھا بے ادب و سخت گستاخ
سلیح شوری دکھا کر یون پکارا — کہ لڑنے کا ارادہ ہے ہمارا
کوئی ہے یان مقابل آئے تخمین — گرہ مین کیا ہے اسکے لانے دیکھین
جو تم مین مرد ہو آئے مقابل — کھلے کیفیت مقتول و قاتل

اس نحیب کو اس خودسری کی سنکر لشکر مہرخ مین علم جلوہ دکھانے لگے اور ساحرون کے سحر سے ہزار ہا نقارے ہوا از خود بجے اور پھول سونے کے برسنے لگے ملکہ بہار سحر افگن نازک بدن گلفام سیمین اندام فوج ستمگری جلو مین لیے غمزہ و ناز کا لشکر ہمراہ ظفر صورت فتح نشان بصد شوکت و شان لڑنے چلی نظم

چلی اسطرح جیسے بے وفا یار — گھٹے جس طرح آرام گنہگار
وہ تھی قتل آشنا شمشیر ابرو — وہ تھے نوک مژہ تیر دو پہلو
وفا اسمین نہ کچھ جوبن مین اُسکے — ستم لبریز تھا دامن مین اُسکے
دل اُسکا سحر سے نا آشنا تھا — کسی کا آشنا بھی تھا تو کیا تھا
ارادہ نہین تھا اُسکے قہر آمیز — زبان وقت سخن گو یا شرر ریز
نگاہون مین تھا اُسکے لطف کچھ کم — سو اتنے واسطے تا دل ہو برہم
وفا اسکی فریب جانستان تھی — پے مشق ستم یہ امتحان تھی
برابر آکے بولی او اجل دوست — کہ مشتاق دفن ہین تن و پوست
سنبھل ہشیار لا رکھتا ہی کیا وار — کہان تک تیری یہ بیہودہ گفتار
یہ سنتے ہی ہوا ظالم غضبناک — کیا ہوار اپنا اُس نے چالاک
ادھر سے یہ چمک کر جون پیکر — بڑھی مانند شیر حملہ آور
زمین پر وہ گرا اژدر سے اکیلا — نکالا سحر کی جھولی سے پرکار
زمین پر دائرہ سا اس سے کھینچا — پڑھے الفاظ سحر آمیز اس جا

اندھیرا ہر طرف عالم مین چھایا　　جنگل شیر اس کو سب نے پایا
بڑھی یہ جو رہیکر بن کے ناگن　　چلین جو مین کھلے جادو کے سب فن
کبھی بنتا تھا وہ بچھو اور کبھی یہ　　غرض طالب ہر اک صورت مین تھی یہ
پھر آخر بن کے اک شمشیر خون ریز　　بسان برق روشن اور بہت تیز
چمک کر اسطرح سے آئی سر پہ　　کہ دو ٹکڑے ہوا وہ مرد خودسر

اس کے مرنے سے شور وغل برپا ہوا اور مصور کی آنکھوںمین خون اتر آیا کیونکہ وہ ساحر اسی کا ملازم تھا بس اپنے افسران لشکر کو للکارا کہ خبردار یہ قائم جانے نپائے فوج اسکی چار طرف سے لینا لینا کہکر آگری اور مصور نے سحر کی آتشبازی جو گڑوائی تھی اسمین آگ لگادی ایک جانب سے ادھر حیرت لاکھون ساحرون کو لیکر آگری مہرخ ہر چند کہ جمعیت سپاہ کم رکھتی ہر لیکن جمعیت دل سوا رکھتی ہر اسنے یہ انبوہ مخالف دیکھکر بہت جلد گنج مین ہوائی کے آگ لگادی اور تمام لشکر سے بڑھکر فوج عدو سے غتپٹ ہوگئی ترسول فسول چلنے لگا آتشبازی مین سے ادھر کے جو شعلہ گرا پتلا آتشین بنا وہ آتش کے پرکالے گرز آتشین لیے لشکریون پر جھپٹے جسکے گرز پڑا وہ جلکر ٹھنڈا ہوا ادھر کی آتشبازی سے جو شعلہ نکلے وہ دیو آتشین تھے وہ ہی دیوان پتلونکو روکنے لگے چرخی نے چرخ مین جان ڈالی انار کے شعلہ فساد کی چنگاری بنے مہتاب نے نئی روشنی دکھائی کہ اندھیرا دھوئین سے ہوکر چاندنی نکل آئی زخمیونکو زخم کھانیکی لذت ملنے لگی جسکے زخم اسکو چاند چاندنی نے مارا انہین نہین کسی ماہ رو نے مارا عروس شجاعت کے چہرہ کا فروغ جلوہ گر تھا کہ آتش سحر کا دلمین اثر تھا منہ سے ہر ساحر کے شعلہ آتشین نکلتے تھے خاکی ناری بنگئے تھے طبقہ خاک کرہ نار تھا اجل کا گرم بازار تھا ملک الموت کی شعلہ خوئی سے ہزارون ٹھنڈے رہرو ملک عدم ہوے ہزارون واصل جہنم ہوے ساحرون مین تو یہ آفت برپا تھی بہادرون مین شعلہ تیغ کی ایک خرمن ہستی کیلیے ایک برق بلا تھی غرضکہ ہر سمت تلوار کی چالاکی شور بجز مرگ بلند تھا بیزار حیات ہر ایک خودپسند تھا عرصہ ہستی تنگ ناچار ہر ارجمند تھا

دشت لاشون سے بھر گیا　پاؤن ثابت قدمونکا گڑگیا نظم

صدائے گرز سے پانی ہوے دل　　ہوئے فرش زمین شیران کامل
زمین کانپتی ہے شکل قلب بیتاب　　کمر تک آگیا خون مثل گرداب
ہزارون سر گرے روئے زمین پر　　اجل تھک تھک گئی سرعت سے اکثر

آج مصور وحیرت نے پاؤن جمادیے خود بڑھ بڑھ کر سحر کیے از بسکہ بادشاہ طلسم کی بی بی کا سحر کرنا کسی سے رد نہوتا تھا ادھر سے سردار جانبازی کرکے جہانتک ہوسکتا تھا رد سحر کراتے تھے مگر مجروح ہوگئے تھے لشکر ادھر کثیر اس طرف قلیل تیار سب موجود نہین جو کوئی تدبیر کرین فوج پسپا ہونے لگی

مصور پہلے کی ذلتین اٹھائے تھا اسنے چند تصویرین نکالکر زمین پر پھینکین کہ وہ انسان ہوکر تیر بارنے لگین
تیر انکا بھی چالیس چالیس کا سینہ توڑتا تھا لشکر تمام نشانۂ سہام بلا تھا حیرت نے ہزار ہا پیر بھیجے تھے
کہ وہ کسی کے پھیرے سے نہ پھرتے تھے جب یہ سامان فتح بہم پہونچا تھا تو اسنے ایک نامہ افراسیاب کو
لکھا تھا کہ اے شہنشاہ کنیز نے بموجب حکم آپ کے کار لشکر حریف تمام کیا ہے آپ بھی تشریف لائیے اور حال زار
انکا ملاحظہ فرمائیے یہ نامہ پتلا سحر کا لیکر ادھر گیا اور اسطرف لشکر پر وقت تنگ تھا مہرخ پلے ہمت
گانٹھے ٹھہری تھی لب استغاثہ وا کرکے خدا سے یہ التجا کی

**نظم**

| | |
|---|---|
| یہ رو کر عرض کی ای میرے اللہ | ترے آگے ہین یکسان عاجز و شاہ |
| مری مشکل ہو آسان ایکدم مین | کہ ہے مختار تو ہر بیش و کم مین |
| امید زندگی ہے مجھکو بس دو | سوا تیرے سہارا کیا ہے معبود |

تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنی وہ ساحر جو ملکہ بران نے بھیجے تھے اور ذکر انکا اول کیا گیا کہ پتلا جنین
جادو کو پکڑ لے گیا تھا اور ساحر خبر لینے لشکر دن کی آئے تھے چنانچہ منتظر اس امر کے ٹھہرے تھے کہ کوئی
حال تازہ دریافت کرکے جائین اور ملکہ مذکور کو خبر کرین فی الجملہ جب طبل جنگ یہان بجا ساحر گئے اور
حال آغاز جنگ بیان کیا ملکہ بران خبر سنکر متفکر تھی کہ نامۂ کوکب آیا لکھا تھا کہ اے فرزند لاشۂ قرطاس
افراسیاب پاس پہونچا اور اسکے حکم سے مصور نے ارادۂ جنگ کیا ہے تم خبر لگاؤ نامہ پڑھکر ملکہ بران نے دو پتلے
بہر خبر روانہ کیے وہ پتلے اسوقت آکر پہونچے کہ لشکر پر وقت تنگ تھا پتلون نے بہر صورت اپنے تئین ملکہ مہرخ
تک پہونچایا اور کہا کہ ہم فرستادۂ خواجہ عمرو ہین جو کچھ حال ہو بیان کیجیے ملکہ نے کہا کہ جو تم دیکھتے ہو یہی
جاکر بیان کر دینا عیان را چہ بیان ہمپر بڑا وقت پڑا ہے خواجہ پر تصدق ہوا چاہتے ہین پتلے یہ کیفیت
دیکھ سنکر روانہ ہوے اور بہت جلد خدمت بران مین پہونچے سارا ماجرا بیان کیا عمرو یہ حال سنکر بیقرار
ہوگیا اور کہا اے ملکہ اگر مہرخ کام آئی تو سارا لشکر پراگندہ ہو جائیگا پھر جمعیت ہونا غیر ملک مین دشوار
ہے آپ مجھکو جلد روانہ کیجیے ملکہ نے حالت اضطرار خواجہ دیکھ ماجراے جنگ سب کوکب کو لکھا کہ وہ عرضی
جب کوکب کو پہونچی اُس نے سحر پڑھکر دستک دی ایک آندھی آئی بعد آندھی کے ایک ساحر
تخت پر سوار ہاتھ اسکے چار جسم سارا بلور کا سراپا پتلا نور کا فلک پر سے اترا تخت سے اترکر بادشاہ
کو سلام کرکے ٹھہرا تھا کہ زبان بادشاہ روشن ضمیر سے فرمایا کہ اے بلور چہار دست تم خواجہ عمرو کیساتھ
با فوج گران اسی وقت طلسم ہوشربا مین جاؤ اور افراسیاب اگر لڑے تو اسکے باپ سے لڑنا منظور
کو روز بد دکھاؤ بلور آداب بجا لاکر روانہ ہوا اور بادشاہ نے بران کو نامہ لکھا کہ خواجہ کو اس طرف
روانہ کرو حال اسکا لکھا جائیگا کہ جسطرح ملکہ نے خواجہ کو روانہ کیا ہے مگر جبتک بلور اور عمرو وہانسے
آئین بموجب تحریر حیرت افراسیاب شادان و فرحان سوار ہوکر داخل لشکر ہوا اور

حال دیکھکر ایک نارنج سمت دشت سبز دھپکا یکایک تمام عالم تار ریک ہوگیا اور جسجگہ وہ نارنج گرا تھا وہان سے ایک میل فولادی نکلنا شروع ہوا اور بڑھکر مثل ایک مکان بلند کے نظر آنے لگا چار طرف اس میل مین دریچہ ہاے طلائی بنے تھے شان ایزدی انسے نمایان بہتری مین ہمپایہ آسمان انکی کلانی پر نثار گنبد نیلی سائبان ہر دریچہ منظر بہرام کو شرماتا دروازہ ہر ایک غرفہ نگاہ معشوقان نظر آتا ہر روزن ہر ایک نگاہ ناز کو لبھاتا نظم

رفیع ایسا کہ قصر آسمان گرد ۔۔۔ وسیع ایسا کہ گلزار جنان گرد
بنے تھے بے نظیر انہین ہر کائنات ۔۔۔ مزین نقش دار عالی عمارات

ہر دریچہ مین ایک ایک گلفام سیمبر بصد انداز کرسی ناز پر جلوہ گر تھی اور میدان قتال کو دیکھ دیکھکر قہقہے لگاتی تھی صورتین ان پری پیکرون کی جادو کی تصویرین تھین نگاہین شراب الفت کا ساغر نظر آتی تھین زلفین انکی دل عشاق کی الجھن بڑھاتی تھین گیسو کمند الفت مژگان تیر محبت ابرو خنجر جانستان بہر عاشقان کمان دل خنجر قربان تیغ نگاہ کا ہر دل زخمی آنکھون مین انتہا کی شرارت وسرمستی رخسار خون شہیدان سے تیغ تبسم سے رنگین دہان شیرین کو تلخی دشنام دہی سے نمکین ذائقہ بخش جان عاشق حزین ابیات

شب ظلمات سے کالے کہین بال ۔۔۔ بلائے آسمانی جس سے پامال
درازی مین کمند آہ کوتاہ ۔۔۔ نہ پائی خضر نے ظلمات کی راہ
گل نرگس فدائے چشم فتان ۔۔۔ سرشار شکن صف ہائے مژگان
چرائی دم ہین شمشیرین نظر سے ۔۔۔ بلا اڑتے کو ہین ابرو کے پر سے
دل ابرو پہ تھے دو قضا کے ۔۔۔ عجب جوہر قیامت کے بلا کے
وہ پیشانی مصفا تھی کہ واللہ ۔۔۔ جھلکتے آب تھا آئینۂ ماہ
عذارون سے گل خورشید بدرنگ ۔۔۔ دہن بے شکل تھا غنچے سے بھی تنگ
ڈھلا سانچے مین تھا خوش ڈول چہرا ۔۔۔ بنایا دست قدرت نے سراپا

ان جادو کی تصویرون نے خنجر موج تبسم کلہے لشکر مہرخ پر روان کیا یعنی اسطرح ہنسین اور قہقہے لگانے لگین کہ تمام لشکری فوج دشمن سے مقابلہ چھوڑکر انکے محو دیدار ہوے اور لشکر حیرت وغیرہ الگ ہٹگیا اور یہ لشکری ان گل اندامون کے ہنسنے پر قہقہے لگاتے بیتابانہ اسی طرف چلے شور صداے خندۂ شادی مرگ بلند ہوا ہر دردمند خرسند ہوا مبارکباد مرگ شادی دیتے تھے ہنستے کیلئے گیا اپنے حال زار پر روتے تھے ابیات

دہن خندان نگاہین جانب میل ۔۔۔ اسی جانب کو تھی چلنے مین تعجیل
بظاہر عیش تھے خندہ دہن سے ۔۔۔ مگر سب طالب مرگ دکھن تھے
ہنسی بہکی ہوئی اور اضطرابی ۔۔۔ روان تھے اسطرح جیسے شرابی

دیوانہ وار ہنستے قہقہہ لگاتے تمام زن و مرد زیر میل آکر ٹھہرے شعر عاشقانہ زبان پر ہر ایک کے جاری تھے نظم

| | |
|---|---|
| ہوئی جادو کی پریوں کی محبت | پکارے سب سنو اے مہر طلعت |
| دل شیدا تصدق تم پہ ایمان | حقیقت کیا ہے دل کی جان قربان |

دو پریان اسیطرح انکے بکنے پر ہنسا کین یہ سب گلا گردیل کے نیچے بیٹھ گئے اور ہنسنے لگے ایک عجب تماشا اس میدان مین ہوا کہ ہر سمت قہقہہ کی آواز بلند تھی ابیل نے کشت زعفرانی کی کیفیت پیدا کی تھی سر سیل پر قہقہے بلند تھے زیر سیل ہزارہا آدمی کھڑا ہنس رہا تھا جسطرف سنیے سواے صداے خندہ کے اور کچھ سنائی نہ دیتا تھا وفور حسرت کا ہجوم کھیا کے پن کی دھوم انکی ہنسی پر گلون نے ہنسنا فراموش کیا غنچہ دل تنگ ہوکر سر در پیش نکالا بلکہ دری اپنے قہقہے بھولا گلہاے خندہ گلزار جان اس دشت مین کھلے تھے ہاتھ پاؤن پھولے تھے ہر شخص از خود فراموش دل پر عشرت سحر کا جوش زبان خروش کرا

**ابیات**

| | |
|---|---|
| کوئی جوش ہوس سے ہوکے بیباک | ہوا راغب براے بوسۂ خاک |
| زمین کو مستیون مین چومتے تھے | کبھی سر کو اٹھا کے جھومتے تھے |
| کسیکو کوئی لیتا تھا بہ آغوش | کوئی کہتا تھا ہم خود ہین فراموش |

افراسیاب نے طبل بازگشت بجوادیا مصور حیرت تعریف کنان عرض کرنے پھرے کہ اے بادشاہ ہم رتبہ سامری و جمشید کیا کہنا سحر دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے آپ ہی کیواسطے لقا نے یہ مرتبہ دیا ہے واہ واہ شاہ جادوان نے ہنسکر کہا کہ یہ ادنے ایک منتر کی میرے تاثیر ہے مجھکو ان لوگونکا ستانا منظور نہ تھا ورا اپنا مقابل مین انکو سمجھتے ننگ پنا جانتا تھا ورنہ اتبک مدت کا انہین ہلاک کرڈالتا آج ایسا ہی غصہ مجھکو آیا جب یہ ادنی سا سحر مین نے انپر کیا اب سب ہنستے ہنستے بیہوش ہوجائینگے کچھ احتیاج قتل کرنے کی نہین جو کوئی سخت جان کہ انہین نہ بچ جائیگا اسکو دار پر چڑھاؤنگا یہ کلمات سنکر سب بجا و درست کہتے بارگاہ مین آئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوے نقارے فتح کے بجے مال و متاع لشکر مہرخ پر علم قبضہ کرلیا ہوا افسر لشکر روانہ ہوے یہان جو محافظ تھے وہ خوف بادشاہ سے بھاگ گئے تھے خیام و بارگاہین خالی پڑی ہین بازارین بند رعیت فراری تھی سبکو ضبط کرکے پہرے ہوگئے فوج کے افسر براے تلاش لشکریان مخالف بیقرار ہوے کہ جس کسی کو پائین گرفتار کرین ہزارہا آدمی کوہ و دشت سے مقید ہوکر لائے گئے ڈھنڈھورا پٹا کہ مہرخ کی دوستی کا جو کوئی دم بھرے یا اُسکے حال پر افسوس کرے بلا عذر اسکو گرفتار کرو غرضکہ یہان تو ایک تلاطم ہے تمام لشکر زیر سیل کھڑا ہے اور بیٹھا ہنس رہا ہے حال عمرو صاحب اقبال بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کسطرح سے آتا ہے

## مصاف اول فوج کوکب روشن ضمیر و افراسیاب سے اور آنا بلور چہار دست کا بہ لشکر کثیر ہمراہ مشتبیہ خواجہ عمرو کے

## اور رہا ہونا لشکر مہرخ کا لمؤلفہٗ

ابھی ساقیا مجھ مین باقی ہی ہوش ... ذرا اور دے بھر جاہ ساغر بجوش
مگر زعفرانی ہو ساقی شراب ... کہ ہنستا پھرون پیکے مین بیحساب
صراحی لگانے لگے قہقہے ... بھرون جام پھر خندہ جام سے
ملے پھول کا جام لب سے مرے ... یقین ہے ہنسی پھر نہ میری تھمے
اگر دیکھ لون دخت رز کی پھبین ... تو صدقے کرون اسپہ مین جان تن
بہت باکرہ کی ہے مجھکو طلب ... اچھوتی رہیگی نہ بنت العنب
مرے دل پہ چھاجاے پھر بیخودی ... بلا آکے دے جوش مستی مری
قدم آکے پیر مغان کے مین لون ... حواس و شکیبائی مین نذر دون
کہان تک ہو ساقی کرم کا بیان ... بہت تیرا ممنون ہون مہربان
بلا رند کو اور اک جام مے ... کر رخصت طلب تجھسے وہ آج ہے
ترا نام و اقبال ساقی بڑھے ... زمانہ مجھے پھر شرابی کہے
اگر جوش مستی کی کچھ ہو مدد ... دکھا دون مین توبہ کو پھر رو زبد
شکست اسکو دم بھر مین ایسی ملے ... مرے نام سے توبہ توبہ کرے
جلے میری صورت سے زاہد مدام ... کرون اسکی دم بھر مین قلیا تمام
بس اے جاہ افسانہ گوئی کرو ... زبون پیکے مے تم بہکتے پھرو
شگفتہ چو شد طبع در انجمن ... دہان قلم شل گل خندہ زن

طالبان دیدار شاہد فسون و تحیران آئینہ جمال معشوق مضمون نگاران مخانہ سحر سازی و سرمستان شراب عربدہ پردازی گروہ گروہ سیدان حیرت مین نیرنگی سحر طبع سے جمع ہو کر اس طرح خندہ زنی فرماتے مین کہ استعجاب سے بیان داستان پہ ہر ایک کے ہوش گم جاتے ہین یعنی جب یہان لشکر مہرخ سحر سحر ہو کر برباد و تباہ ہوا اور کوکب کے یہانسے عزم روانگی خواجہ بہ عظمت و جاہ ہوا ملکہ تران نے نامہ اپنے باپ کا بڑھکر عمرو سے کہا کہ خواجہ خدا حافظ بڑا زبردست افسر ہمراہ کرکے پدر بزرگوار نے میرے آپکو رخصت فرمایا ہی لیجیے تشریف لیجائیے اور جنگ فتح فرمائیے عمرو یہ کلمات فراقیہ سنکر آنسو آنکھو مین بھر لایا اور کہا اے ملکہ مجھکو اپنے دل سے نہ بھلانا فراموش بالکل نہ فرمانا جدا ہونا تم سے شاق ہی خاطر مبتلاے رنج فراق ہی کاش ایسی مہربانی تم مجھپر نہ فرماتین دل کو نہ تڑپاتین

### نظم

دھوئین نکلے لب گلگون ہوے شب ... زبان کرنے لگی فریاد و طلب

| کہ افسوس اے فلک پیر کج ادائی | مگر ہے عیب رسم آشنائی |
|---|---|
| نہیں ہوں بندۂ احسان فراموش | محبت کا ہے دل میں دمبدم جوش |

بران نے کہا خواجہ تمہاری جدائی مجھے بھی ناگوار ہے آپ کے عقب میں انشاء اللہ مع لشکر کثیر میں بھی آتی ہوں
گھبرانا نہ چاہیے خوشی خوشی تشریف لیجائیے یہ کہکر اٹھی اور پکڑ کر ہاتھ لیچلی مخمور بھی ساتھ ہی اٹھی اور تسلیم رخصتی
بجا لائی ملکہ نے فرمایا کہ اے مخمور تمکو ابھی رخصت نہیں ملی تم ٹھہرو جلدی نہ کرو اس نے کہا کہ حضور میں ہمراہ
خواجہ آئی تھی تنہائی میں کیونکر بسر ہوگی زندگی دوبھر ہوگی بران نے جواب دیا کہ خلاف مرضی بادشاہ کرنا
اچھا نہیں بغیر رخصت جانا کیا ضرور پاس خاطر میزبان مہمان کا دستور ہے مخمور مجبور رہکر چپ ہو رہی اور
خواجہ کو ملکہ لیکر اس بارہ دری کے ایک کمرے میں علیحدہ لائی وہاں کشتیاں خلعت پر زر اور زر و گوہر سے
مملو دھری تھیں عمرو پر ملکہ نے کچھ ایسا افسون پڑھا کہ بیہوشی طاری ہوئی پھر جو آنکھ کھلی ایک باغ پر بہار میں
اپنے تئیں پایا سو کنیزیں ماہ رخسار وہاں حاضر تھیں وہ شرط خدمت بجا لائیں خواجہ کو اس باغ کی بارہ دری
میں تخت جواہر پر بٹھایا شراب و کباب جلسۂ انتساب آغاز ہوا یہاں تو سامان عشرت اقتران جمع ہے مگر
بران نے پھر کچھ سحر پڑھا کہ عمرو جو بیہوش ہو گیا تھا ہوشیار ہوا اس عمرو کے جسم پر قبائے شاہی اور لباس
فرمانروائی سے مزین و محلی کیا تاج گوہر سر پر رکھا نیمچۂ طلسمی کمر سے لگایا نہایت عمدہ جواہر کا اسباب ہر
جگہ موقع و مناسب پر آراستہ کیا پھر باہر لیکر آئی یہاں تخت طاؤسی جواہر کار حاضر تھا طاؤس جواہر کے
چاروں کونوں پر استادہ دم اپنی چتر کیے تھے جواہر کے نگینہ پایہ ہائے تخت میں جڑے تھے اس تخت پر خواجہ
سوار ہوئے اسوقت مخمور بادل رنجور پھر عرض پیرا ہوئی کہ مجھے رخصت ملتی تو اچھا تھا بران نے کہا کہ اے
بہن جانے میں اتنا اصرار نہ کرو کچھ دن رہکر چلی جانا اچھا باغ کی سیر سے دل بہلاؤ اور خواصوں کو حکم دیا
کہ انہیں سیر کرا لاؤ پانسو کنیزیں بہر حال بجو حکم اسکو لیکر چلیں اور اسی باغ میں جہاں عمرو مشغول عشرت
ہے اُسے بھی لائیں اُس نے دیکھا کہ ایک باغ عجائب رونگار بنا ہے سراسر طلسم نظر آتا ہے اس باغ میں ایک
مقام بہتر پر تخت زرنگار بچھا ہے عمرو وہاں جلوہ فرما ہے اُس نے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے اٹھکر باعزاز پاس
اسکو بٹھا لیا اُسکے دل میں خیال آیا کہ ایک عمرو وہاں روانہ ہو رہا ہے ایک یہاں بیٹھا ہے کچھ عجب کارخانہ ہے
معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ ابھی جاتے نہیں وہ جو روانہ ہوتا ہے وہ بھی کوئی شعبدہ ہے اور جو یہاں بیٹھا ہے یہ بھی
کوئی اور ہے اصلی عمرو کو ملکہ بران نے پوشیدہ کیا ہے اسی وجہ سے مجھکو رخصت نہیں ملتی یہ سوچکر چپ
ہو رہی لیکن ادھر خواجہ کے سوار ہوتے ہی ڈنکے پر چوب پڑی تخت ہاتھیوں پر کسا گیا چتر زرین سر پر
پھرنے لگا تین سو علم جلوہ دکھانے لگے نشان میں لاکھ ساحر اور رجبارہ کا طاہر تھا پرچم و پھریرے کھل گئے جنپر
تعریف خدا و نعت پیغمبر لکھی تھی ہر علم کی توقیر بڑی تھی سترہ ہزار مرکب باد رفتار باز زین بجام مرصع کار کوتل
ہمراہ تھے دو ہزار فیل رعد آواز فلک شکوہ پر خیمہ و ڈیرا لدا کئی ہزار ہاتھیوں کی قطار میں اُنپر امرائے طلسم زرافشان

سوار جلو مین ہاتھیون کی طرحدار بھسونڈے اور سنگین رنگین آئینون کی شکل پر ترمین دیکھنے والے حیران تھے آن بان سے
آگے بڑھے تھے کہ کئی ہزار سانڈنیان زنگولے بندھے گردنین گھنگرو بڑے بڑے جھم جھم کرتی چلین بعض
پر نقارے لدے زنبورچی بیٹھے بعض پر پیک طلسم سوار نہایت اقتدار سے نکلے پھر جوق جوق انکے لونڈے لیے
اور کھلنے طفلان مہرو بیدار پیدا ہوئے سے گلاب کیوڑہ چھڑکتے چلے اور یساول وچوبدار خاص بردار لباس
زردوزی سے درست گذرے کہ یکایک صدائے طرقوا طرقوا سے گوش فلک کر ہوا نقیب نے صدا دی کہ
بڑھے عمرو دولت ادب تفاوت سے بڑھے آگے مو پیش خداوند نعمت کرکا کا کیت کہتے ثناخوانی خواجہ
عمرو کی کرتے گذرے اسوقت وہ چالیس فیل زنجیر بند کیے ہوے نکلے جنپر موتیون کا بنگلہ بڑا تھا تخت
کھنچا تھا خواجہ بصد کروفر جلوہ فرماتے گرد تخت کے ہزار طائر زرین بال و پر کھولے حاضر کئی سو پریان طلسم
کی مروحہ جنبانی کرتی تھین ادیان باادب سامنے تخت کے بیٹھین ہاتھی چالیس آہستہ آہستہ روان تین لاکھ
ساحران غدار نہس و فیل و اشتر واژدر پر سوار منقلین سلگتین تھالیان برنجی چمکتی ترسول کی بھالین جوڈکو عدو
کی چھید ڈالین آب وتاب دکھاتین ساحر نیرنگی سحر کی دکھاتے جادوگرنیان نفیس لباس پر زر جواہر کا زیور
پہنے سب کے آگے بلور چہار دست اژدر پہ سوار چار ہاتھ کا انسان دو ہاتھ کی مٹھیان بند دو کھلے
جو کھلے ہاتھ بند کرتا اور بند ہاتھ کھولتا بلور کے ہزار چلے ہاتھ سے نکلتے اور ساحر بنکر دشمن سے لڑتے نیرنگ سحر
کے جادو کے انسان بنانا اسکے بائین ہاتھ کا کرتب تھا خلاصہ یہ کہ بڑے کروفر سے وہ لشکر تھا سارا لشکر فیل جم
کے گرد قلب مین تخت فلک رفعت مہر سپہر عیاری کو لیے جسکا یہ کروفر تھا کہ

نظم

ہزارون اردلی مین خاص بردار — ہزارون تھے روان ہمراہ سردار
لباس انکے بدن پر زعفرانی — بھرا بیلون مین تھا سونے کا پانی
قباؤن مین وہ انکے صرف کمخواب — تجمل تھا اشرفی بوٹے سے مہتاب
گروہ انکے عقب پھر حوروشون کا — ہر ایک خورشید اور مہتاب سیما
جوان ہر ایک بحسن رو کش حور — سراپا پیرہن جسمون پہ تھا نور
ہر اک پہنے مرصع کا رہ زیور — مقابل مین تھا ذرہ مہر انور
میان ناز و کرشمے تھے غضب کے — مزین برچھیان ہاتھو مین سب کے
بہت تھے رشک گلگون پر جو اسوار — ہوا پر تھے روان گویا ہوادار
سراپا تھا طلائی ساز ان کا — پری سے تھا الگ انداز ان کا
ٹکے تھے دامن زین پہ گوہر — کہ پیدا قدرتی تھی آب جس پر
ہزارون حرف تھے الماس پارے — خجل تھے رو برو جسکے ستارے
تجمل اور شوکت شان سے وہ — چلا آخر کو اس سامان سے وہ

قلعہ ہفت رنگ سے بہ تجمل تمام نکلکر بہت جلد سرحد طلسم نور افشان طے کرکے سارا لشکر بزور سحر برہم با فر
چلا اور جبکہ کسی سرحد دار طلسم ہوشربا نے اس لشکر جلیل کو دیکھا خیال کیا کہ فوج شاہ کوکب ہے ہمین امور
بادشاہ مین دخل دینا زیبا نہین ایسا نہو کہ خلاف بادشاہ ہو پس یہ سمجھکر روکنے سے باز رہے اور یہ لشکر
کسی جا ٹھہرا نہین کئی روز تک برابر چلا گیا اور قریب پشتہ رنگین حصار کے جہان لشکر مہرخ اترا ہوا تھا
پہونچا یہان سب سردار میدان کارزار مین گردسیل جمع ہین بہت سے بیہوش ہین از خود فراموش ہین جو ہوشیار
ہین وہ قہقہے لگا رہے ہین بیہوش ہوا چاہتے ہین عیار جو وہ یہان ہین وہ بھاگے ہوے ہین انھون نے دشت مین
اس لشکر کو آتے دیکھا اور ہاتھی پر خواجہ کو سوار دیکھکر شاد ہوے استاد آئے استاد آئے کہتے دوڑے عمرو
نے پاس اپنے انکو بلا لیا اور سارا حال بربادی لشکر کا سنکر بلور کو حکم دیا کہ ہان لینا لشکر افراسیاب کو مجرد
حکم ساحر نارنج و ترنج لیکر دوڑے اور اسطرف بھی ناظمان ملک کی عرضیان آچکی تھین خبرداروں نے آمد
لشکر کی خبرین پہونچائی تھین حیرت و مصور نے حکم دیا تھا کہ ہر وقت لشکر تیار رہے اور شاہ طلسم کچھ
دیر بارگاہ مین ٹھہر کر سمت ظلمات طلسم چلا گیا تھا خلاصہ یہ کہ اسوقت جو بلور زمین لالہ سے آگرا یہان کی
بھی فوج ساحران مسلح و مکمل کھڑی تھی دونون فوجین باہم ملگئین نارنج و ترنج چلنے لگا ابر سحر برسنے لگے سانپ
ہو گر کر کاٹتے تھے بیر غل مچاتے تھے شور برپا تھا چار سمت اندھیرا تھا بلور نے آگے بڑھکر مٹھیان بند کرکے
جب کھولین ہزارہا پتلے بلور کے ہاتھ سے گر کر تلوارین پکڑ کر مثل بہار زان جا گرے اور پھر تو کشتون کے
پشتے بندھ گئے کیونکہ وہ پتلے کسی کے مارے نہ مرتے تھے نہ کاٹے کٹتے تھے اور مٹھیان بار بار بلور
جو کھولتا تو لکھو کھا پتلا پیدا ہو گیا تھا اس نے مارے تلوارون کے تہلکہ ڈالدیا تھا لشکر مین در آئے تھے
یہ آگے بڑھے تھے دشمن کے زور گھٹے تھے کماندار سہمے ہوے تھے مصور و حیرت گوشہ گیر تھے ہر چند
چلاتے تھے فوج کو نعرے مارتے تھے مگر کچھ تدبیر نہ بن آتی تھی پتلہا سے سحر کی چڑھائی تھی میدان ستم خون سے
لبریز تھا ہر ایک کو لڑنے سے گریز تھا موت حلقے مین گھیرے تھی عاقبت مثل کمان منہ پھیرے تھی قدرانداز
نظر آتے تھے تیر پیام قضا لاتے تھے شمشیر شرربار ہزارہا ساحر فی النار بیردن کا شور کرتا آندھیون کا
زور زد و چلنا العیاذ باللہ تڑپ تڑپ کر بجلیون کا گرنا طوفان گیر سحر ہستی بھاگے ہوے امان تند رگی
طبل و دف و قرنا کا بجنا کڑکا ہونا دل ترک فلک کا دھلتا تھا یہ حال ہوا کہ **ابیات**

سپاہی چو دریاے جوشان بجنگ ۔ ہمہ تیز کردہ بکینہ دو چنگ
سواران جنگی جوانان دلیر ۔ خروشان و جوشان چو درندہ شیر
زبانگ تبیرہ شدہ کرد گوش ۔ زگردان برفتہ ہمی مغز و ہوش
خروشیدن کوس و زخم دراے ۔ جہان را ہمی برد یکسر زجاے
ہمہ دشت تن بود بیدست و پاے ۔ دلیران بدشمن نمودہ قفاے

اسی ہنگامۂ گیر و دار میں عمرو اپنے فیل پر سے اُتر کر مرکب باد پیما پر سوار ہو کر قتل کرتا ہوا جانب سیل چلا اور نیمچہ سے جو برّان نے طلسمی دیا تھا ہزارہا ساحر مار گیا اور یہ روتا بلجرتا قریب جب پہونچا تیغ سیل پہ نیمچہ لگایا نیمچہ پڑتے ہی ایک شعلہ چمکا اور اسمین آگ لگی وہ مکانات اور دریچے اور نازنینان سحر جلکر راکھ ہوگئیں اسقدر کہ فوج بیہوش اور مسحور ہو کر ہنس رہی تھی وہ ہوشیار ہو کر لڑنے لگی سیل جلکر غائب ہوا ہر ایک فوج دشمن گرا ہر تو اسقدر خونریزی ہوئی کہ دامن دشت دامن معشوق گلنار پوش تھا جدھر دیکھیے انبار سر و دوش تھا گیاہ دشت مژگان خون چکان تھی ندی خون کی رواں تھی لوہا برستا تھا ابر فنا بار چھایا تھا سر و نیر نصرت و شکست کا سایہ تھا دن جیسی ہنگامہ رہا جسوقت وہ زمانہ آیا کہ گروہ سپاہ و شور لشکر ظفر پناہ سے آفتاب تابان تیرہ رو ہو کر رد بیقرار لایا اور پردہ دین و ماہ کے گوش خروش نبرد سے بہرے ہوے **نظم**

نیا پھر رنگ لائی شام جادو | ہوئی پیدا عجب جادو فگن شام
بڑا آیا نظر انجام جادو | طلسم روز گورا یہ کیا نام

قریب شام **حیرت** و **منصور** کے پاؤں میدان رزم میں نہ ٹھہرے اور فوج نے گھونگھٹ کھایا بھاگ کر سمت دریاے خونزوان گئی اس طرف خیمہ و خرگاہ **مہرخ** پر پہرا تھا وہ لوگ پہلے ہی بھاگ گئے اور **بلور** نے فوج کا تعقب کیا مگر دریاے سحر بنا کردہ نازنینان طلسم ہی وہان جانا مناسب نہ سمجھا طبل امان بجا کر پھرے اور بارگاہ و خیام دشمن پر قبضہ کیا **عمرو** نے حکم دیا کہ باقی نہ رکھو سب مال دشمن تاخت و تاراج کرو اسیوقت سب لٹ گیا بارگاہوں میں آگ لگا دی خزانہ کل ضبط کیا پھر طبل شادمانی بجاتے سر خواجہ پر سے ندہ نثار کرتے تھے **مہرخ** خواجہ سے بغلگیر ہوئی عیار سب شاد ہوے بند غم سے آزاد ہوے بارگاہ میں دوبارہ رونق ہوئی ڈھنڈورا پٹا کہ خواجہ **عمرو** طلسم نورافشان سے تشریف لائے ہیں دشمن مغلوب ہوا اہل اسلام شریک بے خوف و دہشت آئیں اور آباد ہوں رعیت فراری آنے لگی بازارین آباد ہوئیں لشکر بلور کا ایک عمدہ مقام پر اترا خواجہ کے حکم سے **بلور چہار دست** کیلیے بارگاہ زرنگار نصب ہوئی پیرا اسمین فرو کش ہوا بحیرت **عمرو** بارگاہ **مہرخ** میں جملہ سردار زیب کرسی و دنگل ہوے **مہرخ** نے آمد خواجہ کی خوشی میں جشن کیا اور ایک میدان وسیع و سبزہ زار میں خیمہ و بارگاہیں نصب کرائیں سامان دعوت بلور مہیا کرایا بمجرد علم کو سون تک آتشبازی گڑ گئی خیام ذی احترام استادہ ہوے سراپچہ اونکے براے شاہد سیر و تماشہ اٹھا دیے گئے خیمون میں شیشہ آلات سے فروغ ہوا میدان میں جھاڑ روشن تھے درختون مین کنول لٹکے تھے لولوان قمر پیکر ہر جگہ رقص کنان نشاط و سرور میں پیر و جوان چاندنی رات کا سامان فلک پر شعلہ روشن مرزیق انجم کی انجمن دشت دور کا چمکنا چشمون کا مواجی کرنا شاخ بلور کے جھومنے کا عالم دل تاتھا جب یہ سامان جمع ہو چکا **مہرخ بلور** وغیرہ بصد سرور مسند ہاے پرزر پر آکر بیٹھے بادہ خواری شروع ہوئی مستون کی ادا دلدار و ساقیون کا ناز جیسے مشکل دل کا رکھ رکھاؤ جلسہ طرب کا جما اور رقاص کی آمد

اشارہ کہ ادھر آؤ شراب فرحت بیاد نظم

کوئی مسرور فیض انجمن سے
صدا قلقل کی شیشون کے دہن سے

کسی کے لب سے چسپیدہ لب جام
کوئی بیہوش محو خواب آرام

کسی کے ہاتھ مین دامان ساقی
کہین غل ہم بھی ہین مہمان ساقی

کوئی نادم کہ مین نے توبہ کیون کی
کسیکے لب پہ لب سنتا ہون ایسی

وہ سامان جنسے ہو مسرور خاطر
کیے موقع پر اپنے اپنے حاضر

طعام عمدہ کی تیاریان کہین
کھلائے تازہ کھانے رحسین دین

صدا بلبلون کی پہونچی آسمان تک
غزل ٹھمری کی لفظ آئی زبان تک

گلون سے نکلے شر آواز کے ساتھ
لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ

یہاں تو سب مصروف عشرت ہین لیکن حیرت جب قریب دریاے سحر پہونچی نئی بارگاہ اور تمام اسباب لشکر کا از سر نو اس نے منگوا کر دریا سے کچھ ادھر ہٹ کے مقام کیا فوج ہزیمت خوردہ وغیرہ کے جمع کرنے مین مصروف ہوئی اور عرضی اس ابتری حال لشکر کی شاہ جادوان کو بھی اسکے قرار پذیر ہونے سے تمام فراری جمع ہونے لگے اور عیار بچیان جو ایکبار مہرخ وغیرہ کو بیہوش کر کے ناکام پھر گئی تھین دوبارہ ہر عیاری کو چلین اور صرصر صورت ایک ساحر شریک سلامان کی ایسی بنا کر روانہ ہوئی جب لشکر عدو مین پہونچی سب کو مسرور و شادان پایا جشن کا سامان دیکھا اسی ہنگامہ مین یہ بھی شریک ہو کر رفتہ رفتہ اسجگہ پہونچی جہان مہرخ و عمرو وغیرہ بیٹھے ہین چنانچہ جب یہ وہان پہونچی قاصد ہوئی کہ خدمتگار وغیرہ کو بیہوش کر کے شریک جلسہ عشرت ہون اسی فکر مین تھی کہ عمرو پیشاب کے لیے اٹھا اور کسی کو ساتھ نہ لایا اکیلا چوکی پہ آیا مہرخ جانتی ہے کہ عیار ہمیشہ ہر جگہ تنہا جاتے ہین بنا بر عادت کے آفتابہ رکھنے کو خواجہ نے خدمتگار نہین لیا یہ تو اسیطرح تاج دیکھا کی اور صرصر جو گھات مین لگی تھی عقب خواجہ چلی جب خواجہ چوکی پر جا کر بیٹھے اسنے پشت پر جو قنات آڑ کی لگی تھی اسکو خنجر سے چاک کر کے اندر پہونچتے ہی کمند ماری کہ گردن عمرو کی پھنسی بس سنے پھر کر دیکھا اسنے حب بیہوشی مارا کہ ناک پر پڑا خواجہ کو چھینک آئی اور بیہوشی چھائی صرصر بہت خوش ہوئی کہ بڑے عیار و فیلسوف روزگار کو پھانسا آج پیش شاہ طلسم میرا بڑا انعام ہوگا کہ

بہت بعد مدت کے موافق ہوئی اپنی تقدیر ۔ آج وہ شخص پھنسا ہے کہ نہ تھا جسکا نظیر ۔

الغرض اسجگہ تنہائی پا کر اسنے چادر عیاری بچھائی اور پشتارہ باندھکر دوش پر رکھا از بسکہ سب مصروف عیش و سرور ہین کوئی خبر نہ ہوا کہ یہ کیا لیے جاتی ہے اسنے اس مقام جلسہ سے نکلکر راستہ پکڑا اور لشکر حیرت مین پہونچی وہ انتظام جمعیت سپاہ کے سبب سے آرام پذیر نہ ہوئی تھی کہ اس نے جا کر پشتارہ سامنے رکھدیا ملکہ نے پوچھا کہ کسے لائین عرض کیا کہ عمرو کو یہ سنکر وہ بھی بہت خوش ہوئی اور اسیوقت عرضی شاہ جادوان کو اس حال کی

لکھی بادشاہ طلسم کو عرضی محتوی برحال شکست لشکر جو بہونچی تھی یہ ظلمات سے تنگ پھر کر باغ سیب مین آیا تھا اور تدبیر مین تھا کہ کسی ایسے ساحر کو بہر جنگ روانہ کردن جو مقابل بلور ہوسکے کسلیے کہ اب لڑائی کوکب سے پڑگئی ہے ذرا سنبھلکر لڑنا چاہیے ہنوز کوئی تدبیر نہوئی تھی کہ عرضی دوسری حال قید ہونے عمرو کی پہونچی بہت خوش ہو کر جواب لکھا کہ اے خاتون مین صرصر کو بہت بھاری خلعت دینا اور قیدی کو سامنے اپنے قید رکھنا یہ بقیہ شب گذرجانے تو مابدولت آکر اسکو قتل کرین خبردار غفلت نہ کرنا کہ وہ چھوٹ جائے یہ نامہ پہنچ ملکہ پاس لایا اُس نے پڑھکر آہنگر بلائے اور قید گران مین عمرو کو مقید کرکے فرط خوف سے اسیطرح بیہوش رکھا کہ مبادا ہوشیار ہو اور مکر کرکے چھوٹ جائے لہذا غافل رکھنا اچھا ہے پس تخت کے پاس بیہوش کرکے عیار بچیون سے پہرا دینے کا حکم دیا اور آپ بھی شب بھر بیدار رہی ادھر تو یہ کیفیت رہی اسطرف قمرخ نے دیر جو ہوئی چوکی پر خواجہ کو تلاش کیا وہان جو باب بیہوشی پڑا دیکھا اور بیٹرہ صرصر کا بنا دیکھا اسکا ماتھا ٹھنکا اسیوقت لشکر تیار کرکے چاہا کہ دریائے سحر کیطرف جاؤن ضرغام و جانسوز دو عیار موجود مین اُنھون نے کہا کہ اے ملکہ آپ تامل کرین ہم جاتے ہین اور استاد کو چھڑا لاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوئے یہان وہ جلسہ طرب مبدل بغم ہوا ہر ایک کو نیا الم ہوا کہ بیت بہ شکل بخت دشمن سب تھے مایوس ٭ زبان پر دمبدم الفاظ افسوس ٭ ادھر عیار جو چلے قریب دریائے سحر لشکر حیرت مین آئے دیکھا کہ بارگاہ ملکہ کے دروازے پر عیار بچیونکا پہرہ ہے کوئی خدمتگار بھی اندر جا نہین سکتا یہ بھی عیاری کرنے لگے مگر کوئی تدبیر پیش نہ ہوئی اور رات جو باقی تھی وہ گذری قید فروغ سے شب افروز چھوٹی پروانون کے لوگی گر سوز و ساز سے فرصت ملی ابیات

| | | |
| --- | --- | --- |
| کہ وہ شب مثل دور صرصر تیز | | جو تھی مانند معشوق دل آویز |
| ہوئی رخصت طلب بزم جہان سے | | زمین پر نور برسا آسمان سے |

صبح ہوتے ہی افراسیاب بادل بیتاب بقصد قتل عمرو لشکر مین آیا حیرت نے تعظیم دی بارگاہ مین لیجا کر بٹھایا اُسنے حکم دیا عمرو کو ستون بارگاہ سے باندھکر ہوشیار کرو صرصر نے کمند سے مضبوط باندھ دیا اور فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا کہ وہ ہوشیار ہوا اس آمد بادشاہ مین ہزار ہا ساحر بہر ملازمت حاضر ہوا تھا اگرچہ اُٹھے تھے عیار بھی صورت بدلے ایک طرف کھڑے تھے اور چاہتے تھے کہ خواجہ کو چھڑا لین بلکہ جلاد بنکر قریب خواجہ جائین اور قید سے کسیطرح کھلوا کر لے بھاگین اسی فکر مین تھے کہ یکایک عمرو نے ہوشیار ہو کر شاہ طلسم کو گھورا اور ہونٹھ چبائے افراسیاب نے للکارا کہ او دزد مکار اب کہہ کیا حال تیرا کیا جسے عمرو نے ہنسکر جواب دیا کہ دزد تو آپ ہوگا یا تیرا باپ ہوگا ہم تو شہنشاہ مین ملازم شہنشاہ کوکب عالیجاہ ہین اے افراسیاب تیری عقل پر پتھر پڑے ہین تو مجھکو عمرو سمجھا ہے کہان بادشاہ عظیم الشان شہنشاہ عیاران جہان کہان مین حقیر و ناتوان اگر وہ تشریف لاتے تو انکے ساتھ ملکہ دوران مہران یا بادشاہ خود آتے طبقہ طلسم تیرا الٹ دیتے تجکو سزا سخت دیتے مین ایک ادنی ملازم درگاہ ملکہ مذکور ہون افراسیاب نے کہا اے مکار مین تیرے فقرون سے خوب آگاہ ہون اب تو ملازم

کوکب بنکر چھوٹا چاہتا ہی اُسنے کہا مجھے تو کوئی قتل کر ہی نہین سکتا لے سنبھل مین جاتا ہون افراسیاب یہ سُنکر
بغضب اُٹھا کہ خود قتل کرے اُسنے پکار کر کہا کہ میری کنپٹیون کی طرف دیکھ تو مین جاؤن شاہ طلسم نے اُسکے کہنے
سے جو دیکھا تو دونون کنپٹیون پر لکھا تھا کہ یہ پتلا چینی کا ہی اسباب خودبینی کا ہی شیشہ خاطر دشمن چور کریگا عمرو
بنکر افراسیاب کو رنجور کریگا یہ پڑھکر شاہ متحیر ہوا تھا کہ اُس پتلے نے زور کیا ایک شعلہ پیدا ہوا مانند جلبلی اور وہ
بسان برق تڑپا پھر رعد آسا ایک چیخ ماری کہ دل تمام ساحرون کے دہل گئے عیار بھی یہ حال دیکھکر حیرتناک تھے
مگر شاہ جادوان اور حیرت نے ہزارون سحر پڑھے کہ پتلے کو روک لین وہ چشم زدن مین قندیل فلک ہو گیا اور کہتا
چلا کہ مین تیرے روکے کب رکتا ہون اپنے مالک پاس جاتا ہون تیرا سب حال کھل گیا اب ملنا جاکر تیری سرکوبی
کو اصلی عمرو کو بھیجونگا یہ کہکر یہ جادہ جا نظر سے غائب ہو گیا افراسیاب کھسیانے ہو کر کہا کہ اے ملکہ حیرت
یہ پتلا تم نے پہچانا کہ کون تھا یہ خود کوکب صورت بدلکر آیا تھا میرے ہاتھ سے بچگیا ورنہ مارا جاتا حیرت نے
کہا کہ اے بادشاہ آپ سچ فرماتے ہین ورنہ یہ پتلا آپ سے نہ رکتا آپکے غلام ایسے ایسے پتلے بناتے ہین مجھے
بھی یقین ہی کہ یہ بیشک کوکب تھا سب ساحرون نے ملکہ کے کلام بیہودہ کی تائید کی کہ واقعی صحیح ہی کہ یہ خود
کوکب تھا اب اسکی شامت آئی ہی بہت ملازمان حضور کے سر چڑھتا ہی آخر تابکجا ابھی اپنی سزا کو پہونچا
تھا خیر ابکی بچگیا تو اگلی سہی قضا ہی اسکی آئی ہی شاہ طلسم ان باتون سے خوشنود ہو کر خلعت ہر ایک کو دیکر
سمت باغ سیب گیا اور کہا کہ اگلی مین بہت بڑے ساحر زبردست کو بھیجونگا لے ملکہ تم مقابلہ مہرخ مین جاکر
خیمہ کرو ملکہ مسطور بہجر د حکم ترتیب لشکر کرکے روانہ ہوئی اور مقابلہ اسلامیان آکر اتری یہ خبر ملکہ مہرخ کو ہوئی
اُسنے قصد کیا کہ جاکر روکے اور مقابلہ مین نہ اترنے دے لیکن سارے طلسم کا مالک شاہ جادوان ہی سب
مشیرون نے سمجھایا کہ وہان کے ہٹا دینے سے فتح نہ ہو جائیگی پھر چھیڑ کرنا بیکار ہی غرضکہ یہ تامل پذیر ہوئی اور عیارون
نے آکر سب ماجرا بیان کیا کہ وہ خواجہ نہ تھے پتلا چینی کا تھا یہ معاملہ دربار مین گذرا یہان بھی سبکو سنکر حیرت
ہوئی اور مہرخ نے بلور سے بلاکر حال کہا پھر پوچھا کہ تم پتلا ہو یا آدمی ہو یا تم بھی پتلا ہو دھوکے کی ٹٹی اُسنے قسم کھاکر
کہا کہ اے ملکہ مجھے خود یہ راز نہ معلوم تھا مین خواجہ کو عمرو اصلی جانتا تھا اور مین ملازم بادشاہ انسان ہون کوئی
پتلا نہین مہرخ نے کہا پھر جنکے ساتھ تم آئے تھے وہ تو گئے تمھارا کیا ارادہ ہی اُس نے کہا مجھکو میرے بادشاہ نے
یہ حکم دیا کہ افراسیاب سے جاکر لڑو اب جبتک دوسرا حکم مجھکو نہ ملیگا مین یہانسے نجاؤنگا اور تمھارا شریک
حال رہونگا مہرخ یہ سنکر مطمئن ہوئی اور بعشرت مصروف انتظام تھی مگر پتلا جو اُڑتا چلا ایک صبا سے بھی
زیادہ تیز رو تھا ایکدم مین ملکہ بران پاس آیا ملکہ نے بعد روانہ کرنے اُس پتلے کے عمرو و محمود کو اس باغ
سے اپنے پاس بلایا تھا اور اسیطرح سے خاطرداری مین مصروف تھی عمرو کہہ رہا تھا کہ اے ملکہ تم نے مجھے رخصت
کیا تھا یہ کیا کہ مین یہانسے ایک باغ مین پہونچکر ٹھہرا ہون ملکہ نے کہا یہ حال ابھی واضح ہو جائیگا انھین باتون مین
پتلا آکر پہونچا ملکہ نے کہا ارے پتلے تو نے بڑا غضب کیا کہ راز شہنشاہ ظاہر کر دیا پتلے نے کہا مین کیا کرون

رہون عیاری مجھے کرنی گی اور یون افراسیاب پیش آیا ملکہ بران کے یہ حال پڑھکے کو رخصت کیا اسیوقت نامہ بادشاہ
کوکب آیا تھا اسمین لکھا تھا کہ خواجہ کو ہمارا سلام شوق التیام کہنا اور کہنا کہ ہم نے اسی واسطے آپکو رخصت نہین کیا
کہ آپ پر یہ زمانہ سخت و نحس ہے اگر آپ جاتے تو دشمن آپکے گرفتار رنج و مصیبت ہوتے یہ پتلا آپکی صورت کا جسطرح
تھہ ہوا تھا وہی صورت آپکے لیے ہوئی آپ اطمینان رکھیے آپکے لشکر کا مین محافظ ہون یہ تمام کیفیت نامہ پڑھکر
جو معلوم ہوئی عمرو کو بڑی حیرت تھی کہ مین یہین بیٹھا رہا اور میرا ہمشبیہ ساری لڑائی فتح کرکے چلا آیا یقین ہے کہ
اب شاہ طلسم مغلوب ہوا اور تجکو فتح نصیب ہو غرضکہ حال خیریت لشکر سنکر بعشرت تمام مصروف عیش و
عشرت ہوئے لیکن اب حال لشکر امیر ولقائے بد خصال بیان ہوتا ہے للمولفہ

کیون چرخ کبھی وہ دن بھی ہوگا | میخانہ کا شہ ہو رند تیرا
خاتون محل ہو دخت انگور | وصلت سے ہون اسکے شاد تجھ
ہاتھون پہ رہے ہمیشہ ساغر | جمشید کی طرح ہو معتدر
سب ہون مے سرخ رنگ سے تر | لبریز ہون مے سے سلتے ساغر
ساقی سب ہون غلام اپنے | رندو مے خوار نام اپنے
اسد ان پہ دل ہو ایسا راضی | جب ہاتھ مین آئے ریش قاضی
تو یہ اے جاہ یہ کہہ گیا | لکھو جلدی سے اب فا نا

افسران لشکر سخن و لشکر کش ان مضمون فگن شمشیر خامہ سے اسطرح سیف بیانی دکھاتے ہین کہ ہر فقرے پہ دل لوٹ
جاتے ہین یعنی زمرد شاہ راندہ درگاہ الہ جب سے کہ نازک شم قتل ہوئی مقابلہ موقوف کرکے انتظار آمد ساحرین تھا
یہان افراسیاب بھی بوجہ روکنے عمرو و نامہ بھیجنے کوکب کے کہ فرصت رہا کوئی ساحر بہر امداد ضدا وند روانہ
نہین کیا غرضکہ جب عرصہ ہوا سلیمان عنبرین مو نے جانب کوہستان اپنے بھائی بند رشتہ دارونکو نامے لکھے
کہ یہان آؤ ضداوندی کی مدد کرو بنابر اسکے لکھنے کے بہزاد کوہی اور فولاد کوہ تن بھائی اسکا کئی لاکھ کوہی ہمراہ لیکر
بہر مقابلہ لشکر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل قریب قلعہ کوہ عقیق پہونچا اس دشت مین اسکا لشکر اُترا کہ
یہان بسبب موقوف ہونے جدال اہل اسلام فرصت یاب ہین اور صید و شکار مین مصروف رہتے ہین قضا
را پسر امیر شہزادہ ہاشم تیغ زن معہ اپنے رفقا اور ملازم کے صحرا مین شکار افگنی کر رہا تھا ناگاہ ایک صید
کے پیچھے چور وانہ ہوا اسجگہ پہونچا کہ جہان بہزاد و فولاد خیمہ زن تھے اُسکے ملازم شہزادے کو دیکھکر للکارے کہ
ارے یہ جا بے ادب ہے پہلوانان زمانہ یہان فروکش ہین ادھر آنے سے باز آ الٹا پھر جا شہزادے نے انکا
روکنا نسنا وہ جب زیادہ غل غل کرنے لگے بہزاد شور سنکر بارگاہ سے نکل آیا اور قریب شہزادہ آ کر گویا ہوا کہ
اے اجل رسیدہ تو نے کہنا میرے ملازمونکا نہ مانا آخر دام مرگ مین پھنسا بتا کہ تو کون ہے شہزادے نے زبانی
کہ مین بیٹا امیر کا ہاشم نام رکھتا ہون اور مین نے کیا خطا کی ہے جو مجھپر اسقدر عتاب آپ کرتے ہین اس نے ہنسکر

بیحجاب اس نرمی و مدارات سے کہا کہ یون تو مین بے ادبی تیری اسطرف آنیکی معاف کر دیتا مگر اب نہ چھوڑونگا کہ تو
مسلمان ہی اور پسر حمزہ ہی یہ کہکر مرکب طلب کر کے سوار ہوا اور سعد کا رسالہ ہوا شہزادہ بھی ناچار لڑنے لگا اُسنے
نیزہ سینہ بے کینہ شاہزادہ پر لگایا شہزادے نے نیزہ کو دستان پر لگا تھا اور چند طعن رد و بدل کر کے نیزہ
اُسکے ہاتھ سے نکالدیا اُسنے پکارا کہ او مسلمان تو نے بڑا غضب کیا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکالا اب میری
تلوار سے نہ بچیگا یہ کہکر تلوار کھینچکر چلا لیکن اسیوقت قدرت خدا سے کوہستان کیطرف سے ایسی آندھی سیاہ آئی
کہ تمام صحرا مین سواے غبار اور اندھیرے کے کچھ نظر نہ آتا تھا شاہزادہ سمجھا کہ اس اندھیرے مین یہ تلوار لگے گا
تو زخمی کر دیگا یہ سمجھکر گھوڑا اُٹھا کر پیچھے ہٹ گیا اور وہانسے بہت دور ایک سمت نکلگیا جب وہ آندھی موقوف ہوئی
اس کو بھی اور اُسکے لشکر کا پتہ نہ ملا ہر چند تلاش کیا کہ پھر ملے اور مین مقابلہ کرون تاکہ وہ یہ نہ کہے کہ میرے سامنے
سے بھاگ گیا مگر کہین نشان نہ ملا ناچار اپنے لشکر مین مراجعت فرما ہوا اسطرف بہزاد وغیرہ بھی کوچ کر کے قریب
لشکر لقا پہونچا اُسنے خبر سنکر استقبال کرایا لشکر کو ہیونکا با عزاز تمام اتروایا بہزاد اور فولاد بارگاہ مین
آکے خداوند کو سجدہ کیا نذرین دی خلعت عنایت ہوے مخلع ہو کر دونون بیٹھے دور جام شراب شروع ہوا
جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوے بہزاد نے نشہ کی ترنگ مین بختیارک سے کہا کہ مین مسلمانونکا زور و قوت
آزما چکا پسر حمزہ ہاشم نام صحرا مین مجکو ملا تھا مین نے پکڑکر خوب طمانچے مارے وہ منت کر کے جان بچا لیگیا
اور روتا ہوا بھاگا ورنہ مارا جاتا بختیارک یہ باتین سنکر سمجھا کہ راہ مین ہاشم نے اسکو خوب پیٹا ہے یہ
بالعکس معاملہ بیان کرتا ہی یہ سمجھکر بظاہر ثنا خوان ہوا کہ واقعی آپ ایسے ہی ہین اب آپ حمزہ کو یونہی ادھ موا
فرمائیگا یہ باتین کر کے ناچ دیکھنے لگے لیکن بلکارے لشکر اسلام کے بصورت مبدل براے خبر گیری حاضر
تھے انھون نے بھی یہ سخنان دروغ سنے اور خدمت امیر مین آئے از بسکہ سر دربار کلمات ذلت ہاشم کا
بیان کرنا نامناسب تھا جب امیر مسجد کو اس مین بہر عبادت تشریف لائے ہلکارون نے خدمت امیر مین عرض پیرا ہوے
امیر وفور غیرت اور جوش شجاعت سے غضبناک ہوے لیکن تحمل کو کام فرمایا اور جب دربار مین آئے شہزادہ
ہاشم بھی دنگل پر دست چپ مین جلوہ فرما تھا اُسکی جانب دیکھکر فرمایا کہ اس بارگاہ مین وہ لوگ نہ آئین جو طمانچے
کھاتے ہین افسوس اُسے غیرت نہ آئی کہ اُسنے بہزاد کی مار کھائی نام بہزاد سنکر شہزادہ کو یقین آیا کہ یہ مجکو فرماتے
ہین بس یہ سمجھکر دست بستہ عرض کیا کہ اے پدر عالی مقدار کسکو بہزاد نے مارا اور طمانچے کسنے کھائے امیر نے
جو حال سنا تھا وہ بیان کیا شہزادہ جوش تہور مین آکر کانپنے لگا اور باپ کے خفا ہونے پر آنسو بھر لایا اور بعد
لوے کے کسی حیلہ سے اُٹھکر باہر بارگاہ کے آیا اکیلا مرکب بادپیما پر سوار ہو کر سمت لشکر لقا روانہ ہوا جب داخل لشکر
ہوا جس کسی نے دیکھا خیال کیا کہ روز جنگ دولت آشتی نے غالباً کسی کام کو آئے ہین یہ تصور کر کے کوئی مزاحم نہوا
اور شاہزادہ داخل بارگاہ ہوا درگ سالار نے چاہا کہ روکے اسنے غصہ مین آکر ایک ایسی لات ماری کہ
درگ سالار کا پیٹ پھٹ گیا اور ضرب لات سے اڑکر اندر بارگاہ کے جا کر گرا بختیارک نے یہ حال دیکھکر

کہا کہ صلوٰۃ بر پیغمبر خدا ملے بہزاد جسکے تم نے طمانچے لگائے تھے وہ آپہونچے یہ کلمہ سنکر سب اہل دربار سمت در نگران تھے
کہ یکایک شہزادہ مع مرکب جلو خانہ سے بڑھا جو بدار بیباد ل دور ہی سے ہان ہان لینا لینا کہتے رہے کوئی قریب
نہ آیا اُسنے تلوار سے فرق زنجیر کاٹ دی اور پردہ گرادیا صحن بارگاہ مین در آیا اور پکارا کہ سلام میرا اس بزم مین
اُسپر ہو جو ایک خدا ے لاشریک کو مانتا ہو اور اُسکے پیغمبر کا دین برحق جانتا ہو تمام **لقا** پرست یہ کلمات سنکر
اکڑے اور ریلی کرنے لگے بعض کان مین انگلیان دیکر بیٹھے کہ تعریف خدا ے نادیدہ ہم نہ سنین اور شہزادہ نے
للکارا کہ کون ہے تم سے وہ کاذب ابن الکذاب نامرداز لی جو بہادرون پر طوفان رکھتا ہے اور طمانچے کہتا ہے
کہ لگاے **بختیارک** نے یہ سنکر عرض کی کہ دیکھیے مین بڑی دیر سے منع کر رہا تھا کہ شہزادے کی شان مین ایسا
نہ کہو مگر اس حرامزادے بہزاد نے نہ مانا آخر اپنی سزا کو پہونچا اب کیسا چپکا بیٹھا ہے حضور پر رو غگو وہ حاضر
ہے شہزادہ یہ سنکر پکارا کہ پھر اٹھتا نہین اب طمانچے نہین لگاتا **بختیارک** نے کہا ابتو نانی مرگئی اب کیا اٹھیگا
زبان سے طمانچے لگاتے لگاتے تھک گئے ہین بہزاد یہ سنکر بغضب تمام اٹھا اور تیغہ کھینچکر پکارا کہ باش او
طفل بے ادب کیا بکتا ہے دہان میرے ہاتھ سے بچکیا یہان قضا تیری لائی ہے شہزادہ نے اسکو آمادہ حرب
دیکھکر گھوڑے سے کود کر قدم بڑھایا اسنے تیغہ دوڑ کر لگایا اس بہادر نے نگاہ تلوار کی باڑھ سے ملادی اور
جھکی دی کہ تیغہ پٹ ہوا فورًا اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ تلوار چھٹ گئی تلوار پھینک کر ایک
طمانچہ اس زور سے مارا کہ سارا کبرو غرور بد ملغ سے نکلگیا خوب منھ کی کھائی گردن کی رگین ٹوٹکر سر نجس دور
جاکر گرا لاشہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا تمام بارگاہ کے افسر اسکی شوکت و شہامت دیکھکر دنگ تھے سکتے کے
عالم مین تھے کہ شہزادہ نے سر اسکا اٹھا کر فتراک سے باندھا اور جست کر کے پشت مرکب پر آیا پکارا کہ ہے
کوئی تم مین ایسا جو سر لے مجھ سے ورنہ یہ سر نجس مزبلے پر پھینکا جائیگا اور اہل اسلام کی ٹھوکرین کھائیگا
**لقا** اور تمام سردار پہلے تو خاموش تھے اور جانتے تھے کہ بہزاد اسکو مار لیگا لیکن اسوقت کا نعرہ سنکر خواب
غفلت سے چونکے اور **بختیارک نے فولاد سے** کہا کہ افسوس جسکا ایسا بھائی مارا جاے اور وہ بیٹھا
تماشا دیکھے اُسنے جواب دیا کہ ملک جی جیسا اُسنے کیا ویسا پایا مین اس امر مین دخل نہ دونگا اسنے یہ شہزادہ
سے کہا کہ حضور تشریف لیجائین یہان مع خدا و ندجنت ہین سب نامرد ہین کون آپسے آنکھ ملا سکتا ہے
**لقا** نے یہ کلمہ سنکر افسرونکو للکارا کہ خبردار یہ بندہ سرکش جانے نپائے پھر تو بڑے بڑے زبردست سردار
سرکردہ روزگار دنگلون سے کودے شہزادہ شمشیر بکف تا بدرگاہ پہونچ چکا تھا کہ قتل لیتا لینا کا ہوا
باہر بارگاہ کے نکلکر شہزادہ بھی ٹھہرا افسرون نے چارطرف سے آکر گھیر لیا لشکر جو اترا ہوا تھا اُنکین قرن
بجنے کی فوج جلد تیار ہوئی افسر کئی ہزار آگر اتھا چارطرف تلوار پڑنے لگی شہزادے نے بھی نعرہ اللہ اکبر
بلند کیا اور یہ تن چشم بنکر لڑنے لگا تیغ غیرت کے جوہر دکھا دیے سرون کے ڈھیر لگا دیے العیاذ باللہ فوج کا
ریلا کر کے مثل موج دریا اُس اکیلے پر آتا اور اُس بہادر کا ہر سمت قتل کرتے ہوئے جانا یہ معلوم ہوتا تھا

کر کے آہن میں شناوری کر رہا ہے ہر ذی حیات تیغ دو دم سے اسکی حباب آسا زندگی کا دم بھرتا ہے لاشوں کے انبار
مین بید ست و پا تمام سردار ہیں نقشہ زیست خانہ شمشیر نے بگاڑ اٹھا بار سر تن سے اُتارتا تھا قضا سرون پر
کھیلتی تھی فلک اعظم کی نئی بازی گری تھی کہ **ابیات**

ز گرد سواران جہان تیرہ شد ۔ بگرد اندرون دیدہ شان خیرہ شد
بروز اندرون روشنائی نماند ۔ تو گفتی سپہر از روش باز ماند
ز پیکار ایشان نہان گشت مہر ۔ ستارہ بگردون بپوشید چہر
دل جنگجویان شدہ پر ز خون ۔ بہ شان نجستی کسے رہنمون
ز خون سواران ہمہ خاک و سنگ ۔ برآورد گر شد چو پشت پلنگ

اس جنگ کی خبر ہلکاروں نے جاکر بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کی بادشاہ نے **امیر** سے فرمایا کہ آپ جائیے
شہزادہ **ہاشم** کی مدد فرمائیے اگر وہ شہزادہ مارا گیا تو شجاعت نہ دکھاتا راست دروغ آخر ظاہر ہو گیا
دشمنوں کا خدا نے لکر چلنے نہ دیا امیر شجاعت فرزند دلبر سنکر و نیز ارشاد بادشاہ بلا توقف بجا لانے کو دنگل پر سے
اُٹھے از بسکہ سپہ سالار تمام لشکر جرار اسلامیان کے امیر والا تبار ہی ہیں انکے اُٹھتے ہی پانچہزار پانچسو کمین
دلیر سردار اپنی جگہ پر سے اٹھا اور باہر آکر پشت مرکب پر بیٹھکر بر سم یلغار لشکر مخالف پر جا گرا نعرہ ہائے
سرداران بلند ہوئے تہلکہ زمین و زمان میں پڑا ہاشم کی پشت قوی ہوئی بسان برق تڑپ تڑپ کر لڑنے
لگا سرداران اسلام نے تیغ تیز سے اور گرمی ستیز سے دشت جنگ بازار آہنگران بنادیا صدائے گرز
گران نے آہن کوبی کا پتہ دیا دشت لرزتا تھا لوہا برستا تھا خود پر تلوار کی جھنکار تھی تلوار سے قتل کرنے
مین اجل شرمسار تھی یہ تن گرا وہ سر گرا یہ زخمی ہوا وہ مارا گیا یہی ہر طرف پکار تھی کہ بموجب **ابیات**

دو لشکر بکینہ در آویختند ۔ ز یکدیگران خون ہمی ریختند
ہوا گشت از گرد چون تیرہ میغ ۔ ہمی گرز بارید از ابر و تیغ
ز بس کشتہ شد روی ہامون چو کوہ ۔ نگیرد دہ و دار گردان ستوہ
سر نامداران بدریائے خون ۔ شدہ غرق و نامد یکے زان برون
زمین گشتہ مانند دریائے چین ۔ ز بس جوش لشکر بدان دشت کین
زمانہ شدہ خیرہ از کار شان ۔ ز کوشیدن جنگ و پیکار شان

**بختیارک** نے جب دیکھا کہ سپاہ اسلام آگئی **لقا** سے کہا کہ اب یہان سے بھی بھاگنے کا آپنے ارادہ
کیا یا آج جان دینے کا عزم ہے ہر لحظہ میں **امیر** گرفتار کر لیا جائیگا [illegible] کے سبب سے کمی ہے ورنہ فوج
آنکی مدت ہوئی کہ بھاگ جاتی **لقا** نے کہا اچھا میں منتظر ہی کہ [illegible] بموجب حکم کوس بازگشت
لشکر پر چوب پڑی فوج طالب امان ہوئی **امیر** نے ہاتھ روکا سردار پھرے **ہاشم** نے آکر پائے پدر پر سر
رکھنا چاہا امیر نے سر سینہ سے لگایا پھر خیمے میں سرداران کے شہزادے کو لیکر زر نثار کرتے ہوئے پھرے

اور لشکر میں آئے پوشاک بدلکر بارگاہ میں بیٹھے سرمہزاد کا شہزادے کے حکم سے مزبلے پر پھینکدیا اور اس خوشی میں ایک دن اور ایک رات جشن کیا جب دوسرے روز تیغ شعلہ بار مہر کی تیزی کم ہوئی اور ابن اللیل مع انجم عرصہ فلک پر ظاہر ہوا کہ بمقتضائے

**ابیات**

رخ خورشید کی رنگت ہوئی زرد ۔۔ حرارت بھی ہوئی کچھ دھوپ کی گرد
مہک اٹھی جو بوے مشک دلچور ۔۔ ہوئی بالکل بشکل روز کافور

سرشام بادل ناکام غم پرور نافرجام میں فولاد نے حکم نواخت طبل جنگ دیا طبل بجنے کی خبر ہلکاروں سے سنکر امیر کے یہاں بھی طبل سکندری بجا دلاور خبردار ہوئے دربار سے اٹھکر برائے درستی اسباب جنگ اپنی جگہ پر وہ صاحب نام وننگ آئے دونون لشکرون میں تیاری شروع ہوئی سلحخانے کھل گئے بہادرون پر تلگئے تلوار کمر سے لگی ہر ایک کے دل سے لگی تیر ترکش میں جاگزین ہوئے کمند کے پیچے بہت اچھے شانون پر پڑے بھود صورت بیہودہ دکھلانے نیزے سرکشی جتانے کمانین گوشون سے باہر نکلنے پر تیار کشیدہ خاطر اور رکبید گی اظہار گھوڑونکے ہمیے بہادرون سے نعرے بلند نامردونکے دل دردمند آفت کا سامنا مصیبت سب سے زیادہ جان دینا نقیبونکی صداسے دنیا کی ندمت پیدا اور تمام بہادر عروس شجاعت پر شیدا کہیں تلوار کی چمک کہیں شعلہ جانستان تیغ کی لپک خرمن ہوش جلاتی ہر سمت یہ صدا آتی

**نظم**

کہ تم اک عمر سے ہو سب نمکخوار ۔۔ کہے رکھتے ہیں ہم سب سے خبردار
رہے باقی اگر تم میں کوئی مرد ۔۔ نہ لائے اپنے دل میں وہ ذرا درد
وہیں مرجائے یا اس کو مٹائے ۔۔ طلاق اُسپر ہی گر دھیان اور لائے
ہوے حاضر سلاح جنگ سارے ۔۔ ملے سبکو ہوے پھر یلون اشارے
کہ ہم اب امتحان یار و خبردار ۔۔ کمی ہونے نپائے آج زنہار
دیئے سرداروں کو خلعت زروسیم ۔۔ جھکا ہر فرد بہر رسم تسلیم

رات بھر یہی ہنگامہ جانبین میں برپا رہا جبدم سحر تیغ رنگ نے خرمن ماہ وجسم شب چور رنگ دور زمانہ عذار نے رنگ فساد کا ڈھنگ نکالا کہ بموجب

**ابیات**

ہوا انجام شب اس گفتگو میں ۔۔ اُٹھے سب جنگ کی ہمد آرزو میں
کہ جب نقد مکان کی سب نے حاصل ۔۔ ہوا صحن زمین خورشید منزل

صبحدم امیر عبادت خالق قدیر میں مصروف تھے اور لشکر خیل خیل جانب جنگاہ روانہ تھے بہادر رزم مالوت تھے کہ یکایک مہتر ابن مہتر چالاک بن عمرو نے خبر روانگی لشکر جانب نبردگاہ خدمت امیر عالیجاہ میں عرض کی امیر بھی سجادۂ طاعت پرست سے اُٹھے اور لباس جنگ جسم پر آراستہ فرماکر برآمد ہوئے سردار بہر سلام حاضر تھے انکو ہمراہ لیکر اشقر دیوزاد اژدر اسمان آستان عالیجاہ بادشاہ لشکر اسلام پہ آئے کچھ ہی دیر

ٹھہرے تھے کہ شاہ گردون پایگاہ مملکت پناہ کی آمد ہوئی اول پردۂ زرنگار در شبستان چرخی پر کھچا جلوس سواری ہویدا ہوا انکو لہاسے جواہر آگین روشن کہاریونکا اٹھتا جوبن زیور کی نئی آن بان تھی تصدق جنپر جان تھی کہارون نے تخت شاہی بدلوایا ہر سردار نے مع امیر بہیر تسلیم سر جھکایا پھر توڑ نکا بجا علم آگے بڑھے باد بہاری روان ہوئی سواری بادشاہ کی قلب لشکر مین اسطرح چلی کہ بموجب **ابیات**

| | |
|---|---|
| صدا دی کوس شاہانہ نے ہر سو | بشکل موج بڑھے سب نے پہلو |
| بصد حشمت بصد شوکت بڑھا شاہ | چلا لشکر بھی پیچھے پیچھے ہمراہ |
| ہر اک کہتا تھا کرینگے جانفشانی | بشرط فضل حق اور زندگانی |
| سنا جب یہ ہوئے محظوظ سردار | کہا صد آفرین یاران خونخوار |
| ہوئی گردون کو حاصل سربلندی | مٹی مغرور دل کی خودپسندی |
| جو تھے افزایش جرأت سے بیتاب | ہوئے رخشانے انکے آتشین تاب |
| بڑھے سردار لشکر اک طرف کو | پکارے واقفان جنگ ٹھہرو |

اسیطرح جب وارد دشت مصاف ہوئے دیکھا کہ گرد اڑی اور سپاہ مخالف کی آمد ہوئی **لقا** تخت پر سوار گرد فیل کوہیون کی قطار **فولاد** آگے آگے گرگدن مست پر سوار میدان مین پہونچکر صف کشیدہ ہوئے اور بعد صفوف آرائی جدال و قتال **فولاد** گینڈا اتر کر اجازت **لقا** سے لیکر عرصہ نبرد مین آیا اور سلح شوری دکھا کر طالب نبرد و مرد مقابل ہوا کلمات رجز بیت کچھ زبان پر لایا کہ **ابیات**

| | |
|---|---|
| نکلتے ہی تہمتن یون پکارا | کہ مین ہون صف شکن مرد صف آرا |
| مری تلوار کاٹے گی سر و تن | مسلمانون کے جی کا مین ہون دشمن |

اسطرف سے صدا اسکی سنکر علم لشکر دست راست جلوہ فگن ہوئے اور شہزادہ **تورج نوجوان بن بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران** بادشاہ عالیشان سے اجازت لیکر جانب میدان روانہ ہوا اور قریب **فولاد** جب پہونچا اسنے گینڈا اپیچھے ہٹا کر تیغا دو باری کہ چار قدم مرکب رخش پیکر شاہزادہ والا گہر ہٹا اور کچھ قدم گینڈا اسکا خود سر کا عقب چلا گیا دونون نے زانو مسلکر مرکب بڑھائے اور مقابل آئے شہزادے نے بزبان نرمی و مدارا اسکو خطاب فرمایا کہ اے مرد خود سر **نظم**

| | |
|---|---|
| نہین ہم کرتے اپنا وار پہلے | لگا تو ہمپہ اک تلوار پہلے |
| نہین کچھ جانتا تو جنگ کے ڈھنگ | بدلتا ہے فلک دیکھ اور ہی رنگ |
| لگا شمشیر پھر دیکھ او سیہ مست | کہ کیونکر تجکو کرتے ہین ابھی پست |
| نگھڑا موت تیرے سر پہ آئی | کہا جب یہ تو تیغ اسنے چلائی |

شہزادہ نے تیغہ اسکا سپر فراخ دامن پر روکا مگر بازو پر توت تھا تیغہ سپر کو کاٹکر خود دو ولبغہ زرہ ٹوپ کو

تا شش کر سر مین در آیا شہزادہ نے داستانِ شجاعت کے باب دم شمشیر مین لگانٹے کر تلوار عجب اگر سر سے نکل گئی اور
بہادر خون بلبلا کر رخسار پر آئی شہزادہ نے سر زخم شدہ تحت الحنک سے باندھکر خبردار خبردار کہکے تلوار بہ زبر قا
تمام اُس خود کام پر لگائی اُس نے بھی سپر چہرہ و سپہ پناہ کی مگر سپر قرص خیر کیطرح تلوار کاٹ کر اُسکے بھی کاسۂ سر مین در آئی
اُس نے بھی داستانہ مار اکہ تیغہ سر سے نکلا لیکن تا دوابرو زخم کاری لگا کر سر اُسکا ہتر زین پر جا لگا شہزادے نے
سر کاٹنا اور صید مجروح پر ہاتھ ڈالنا مناسب نہ جانکر للکارا کہ بیجا اسکو یہ اپنی سزا کو پہونچگیا حوصلہ اسکے مل کا
نکلگیا لوگ دوڑے اور فولاد کو میدان سے لیگئے شہزادے نے باوجود حالت زخمداری پھر مبارز طلب کی فوج
کہ پیامین سے سپہ سالار فولاد حداد کوہی گینڈا اڑا کر سامنے آیا اور پھر کلمات بیہودہ کہکر بموجب ابیات

بہار آگے اک گرز گران سنگ ‌‌ کہ جسکے دیکھنے سے عقل ہو دنگ
لگایا سر پہ مرد نوجوان کے ‌‌ کہ یون ٹکڑے ہزارون استخوان کے
غش آیا تھا کہ سنبھلا وہ دلاور ‌‌ کمر سے اپنی لی تیغ دو پیکر
بشکل برق تڑپا اور کیا وار ‌‌ ہوا وہ ایک سے مرد ستمگار
گرا وہ اور بجائی اسکا آیا ‌‌ نہایت جلد اک تیغہ لگایا
دیا شہزادے نے دار اسکا خالی ‌‌ چلائی اُس پہ شمشیر ہلالی
گرا فرش زمین پر ہوکے مقتول ‌‌ کیا خاک لحد نے جلد مقبول

اسیطرح تا شام شاہزادہ خوش انجام نے اس حالت زخمداری مین عدو کشی فرمائی قریب شام نقلنے
رنجیدہ ہوکر طبل بازگشت بجوایا [illegible] نے مراجعت کی [illegible] رنجیدہ دل کمیدہ ہٹے اور امیر شہزادہ پر
سے زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوے کہ امیر نے جراح کو کہ لقمان
نام ہی اور اسکے سپرد مرہم سلیمانی دواخانۂ شاہی رہتا ہی اور سب جراحونکا افسر ہی طلب فرمایا اُسنے حاضر ہوکر
شہزادہ والا گہر کی زخم دوزی کی شہزادہ نے چالاک عیار کو بلایا اور فرمایا کہ ایک پھاہا مرہم سلیمانی
کا فولاد کیلیے بھی دیکر کہو کہ جبتک وہ مرہم نہ لگائیگا مین بھی نہ لگاؤنگا کہ بیت اگرچہ زندگی کا لطف مجکو
چاہیے نادان + اسی مین ہی مرا دشمن بھی ہووے بندۂ احسان + امیر ان باتون سے شہزادے کی بہت خوش ہوے
اور چالاک بنا بر ارشاد پھاہا لیکر روانہ ہوا اور لشکر لقا مین پہونچا طلایہ دار لشکر نے اسکو بصورت
اصل دیکھکر روکا اُسنے کہا کہ ہماسے آنیکی خبر فولاد کو پہونچا دو کہنا شہزادہ تورج نے عیار کو آپ کی
خیریت دریافت کرنے کیلیے بھیجا ہی لوگون نے جاکر اسیطرح فولاد سے بیان کیا اُسنے باعزاز تمام طلب کرایا
بختیارک نے کہا کہ اونکا بلانا اچھا نہین مگر اُسنے نہ مانا چالاک جب داخل بارگاہ ہوا بختیارک
اٹھکر تسلیم بجا لایا اور پکارا کہ حضور نے کرم فرمایا جو تشریف لائے نیاز مند و مشتاق ملازمت بھی تھا دیر کچھ سپہ
کر تحفہ مقرر ہی آپکی نذر کیلیے جمع کر رکھا ہی لیتے جائیگا چالاک سکی باتونپر ہنسا اور کہا ملک جی چلتے وقت

تم سے بھی بجا لیں گے یہ کہکر فولاد سے کہا کہ شہزادے نے مزاج کی خبر پوچھی ہے اور یہ مرہم دیا ہے فرمایا ہے کہ تم لگا لو تو
ہم بھی لگائیں فولاد اس عنایت فراوان کا نہایت مشکور ہوا اور دل میں سوچا کہ بیشک مسلمان اپنا مثل نہیں
رکھتے یہ سوچکر دو پھاہا لیکر چالاک کو خلعت دیا جب یہ چلنے لگا ملک جی نے بہت سی کشتیاں زر و جواہر کی
سنگار کیں یعنی چلتے وقت منت کرنے لگا کہ مرشدزادے یہ لیتے جائیے اُسنے وہ کشتیاں بھی لیں اور وہانسے
خدمت شاہزادہ میں آکر حال کہا شہزادے نے مرہم لگایا ادھر جب یہ جاچکا تو فولاد نے بھی مرہم لگانے کا
قصد کیا بختیارک مانع ہوا کہ ہرگز یہ مرہم نہ لگانا اسمیں زہر قاتل ملا ہوگا خلاف عقل کہ دشمن کے لطف و مدارا پر
بھولے فولاد نے کہا ملک جی مسلمان ایسے نامرد نہیں ہیں جو دغابازی کرکے ہلاک عدو کو کریں اور خیر اگر زہر بھی ملا
ہوگا تو میرا کام تمام ہو جائیگا کہ مسلمان ایسے عاجز ہوے کہ فولاد کو زہر سے مارا یہ کہکر پھاہا لگا لیا اور کہا تو ملک جی
بتلاؤ کہ عیار کو تمنے اسقدر روپیہ کیوں دیا اور عجز و انکسار بہت کچھ کیا بختیارک نے ایک آہ سرد بھری اور
کہا نہ دیتا تو کیا کرتا یہ کہکر قبیدہ سر پر سے اُتار کہا دیکھیے اس دینے لینے پر تو بارے جو تونکے چند بال گنجی کر دی
اگر نہ دوں تو سر کاٹ ڈالیں تم کیا جانو اگر وہ خالی پھر جاتے تو خیمہ میں میرے آکر کہتے کہ ملک جی تم نے ہمارے آنیکا
مطلق پاس نہ کیا نذر بھی نہ دی ہیں پھر ہر چند عذر کرتا اور جو کچھ دیا ہے اس سے دونا دیتا اگر کچھ نہ ہوتا سارا گھر لوٹ کے
مجھے صحرا میں لیجاتے اور سینہ تک زمین میں دفن کرکے جاتے یہ مضمون فولاد نے جو سنا بہت ہنسا اور دل میں کہا
کہ لقا بالکل جھوٹا ہے کہ عیار اُسکے شیطان کا یہ حال کرتے ہیں اور اس سے کچھ نہیں ہو سکتا بس اگر شہزادہ کو سچ
مجھے زیر کریں تو انکے ساتھ مسلمان ہو جانا اچھا ہے اسی سوچ میں تھا کہ یکایک زخم سر میں کھجلی ہوئی اُسنے کھجایا تو
پھاہا مرہم سلیمانی کا چھوٹ آیا اُسنے ٹٹول کر ہاتھ سے زخم کو دیکھا کہیں نشان بھی نہ پایا تو اور زیادہ حیران ہوا کہ یکایک
زخم کیونکر اچھا ہوگیا بختیارک نے اسکو متفکر دیکھکر کہا حیران نہو یہ مرہم سلیمانی تھا اسکی تاثیر یہ ہے کہ پہر بھر میں گہرا
ہی زخم ہو اچھا کرتا ہے حمزہ کی بی بی ملکہ آسمان پری ہے وہ بھیجتی ہے فولاد یہ حال سنکر اور زیادہ نفرت گزیں
لقا پرستی سے ہوا اور شوکت اسلامیان خانہ دل میں جاگزیں ہوئی بختیارک سے کہا کہ ملک جی تم تو کہتے
تھے اس مرہم میں زہر ملا ہے نہ لگاؤ ابھی یہ صفت بیان کرتے ہو بڑے جھوٹے ہو اُسنے جواب دیا کہ میں اسلیے منع
کرتا تھا کہ اسکے لگانے سے تم جلدی ہم سے جدا ہو جاؤگے یعنی اچھے ہو کر یا مارے جاؤگے یا مسلمان ہو جاؤگے
و نیز محبت اسلامیان دل میں تمہارے آجائیگی اب تم مجھے دشمن مسلمان نظر آتے ہو اُسنے کہا ملک جی اسمیں تو
شک نہیں کہ حریف میرا بڑا جوانمرد و صاحب وضع و تحمل ہے مجھے بھی یقین تھا کہ عیار مرہم لایا ہے کہ شاید اسمیں سم ملا
ہو مگر نہیں کوئی انمیں دغا پیشہ نہیں ہے بختیارک بولا کہ عیار اگر مسلمانوں کے نام سے کوئی عیاری کریں اور حمزہ
کو خبر ہو جائے تو اُس عیار کو بغیر مارے نہ چھوڑے یہ تو کیا عمرو جو اُن سب کا سردار اور باپ اور شاہ عیاران ہے
اُسنے جب کبھی کسی پہلوان کو بہ مکر ذلت دی ہے تو امیر نے وہ روز اسکو دکھایا ہے کہ کوئی دشمن کے ساتھ بھی ایسی
برائی نکریگا فولاد صفات شجاعت اہل اسلام سنکر بہت خوش ہوا اور کہا میں ایسے بہادروں پر تلوار اب

نہ پہنچونگا خیر کل طبل بجا کر کشتی لڑونگا جو زیر ہوگا وہ غالب کی اطاعت کریگا بختیارک نے کہا تلوار کا لڑنا اچھا ہے کہ تمھارا ہاتھ اگر پڑا تو حریف کے دو ٹکڑے ہونگے اور کشتی مین تو دیو مندان اور سرکشان قاف اُنسے ہار گئے تمھاری کیا اصل ہے دم بھر مین تو سنج مست ماریگا فولاد نے کہا ہر چہ باداباد مین تو انکا بندہ احسان ہون یہ سنکر اُسنے کہا صلوٰۃ بر محمد کیا مرہم تھا کہ جسنے ہمارے دلمین زخم کیسا ناسور ڈالدیا اب تم مسلمان ہوے ابھی سے ہم تمکو صبر کر چکے فولاد اسکے کلام سے ہنستا ہوا اپنی بارگاہ مین اُٹھ آیا اور ایک روز تامل کر کے دوسرے دن جب جلسم فلک زنگاری سے پھاہا آفتاب کا چھوٹا اور نشان داغ انجم ظاہر ہوئے

نظم

کہ عمر روز گھٹنے گھٹتے اک بار
ہوئی ساکت بشکل نبض بیمار
مزاج شام نے تفریح پائی
اُبھر کر شکل ابر زلف آئی

سر شام فولاد نے طبل جنگ بجایا ہلکارون نے سمع ہمایون بادشاہ تک یہ ماجرا پہونچایا اسطرف بھی نقارہ حرب بجا تیاری جنگ مین وہ شب بسر ہونے لگی بہادرون کی آرزو پوری ہونیکو سحر ہونے لگی تلوار کی باڑ خنجر کی دھار تیر زہر آبدار گرز گرانبار وغیرہ کی درستی ہونے لگی لوہے کی جھنکار ہر ش فلک تک پہونچنے لگی فوجونکے جماؤ سے لشکرون کے پڑاؤ سے زمین پر بھونچال تھا یہ حال تھا کہ بمقتضاے بیات

فراز آمد این دو لشکر بہم
جہان شد پر از خاش جویان ز رزم
زمین آن سپہ راہی بر نیافت
بران بوم کس جاے رفتن نیافت
خروشے برآمد ز ہر پہلوے
تنے گشتہ دیدند بر ہر سوے
بسے اسپ تازی بزین و خدنگ
بسے نیزہ و خود و خفتان جنگ
گرفتند ہر یک ازان از سپاہ
و اسپ و زرہ و ز تیغ و کلاہ

جبکہ شمع شب افروز انجم تیغ تیز سحر سے کشتہ ہوئی اور باد صبح نے چراغ عالم کے مردہ کئے شعر

سحر نے جلوۂ پنہان دکھایا
زمین نے نور کا سامان دکھایا
بڑھی اُس شب کی جیب پیرہن لالی
فروغ صبح نے کی پائمالی

صبح ہوتے ہی لشکر بہر جدال وارد دشت قتال ہوے امیر سجدے سے اُٹھکر آستان فیض نشان سلطان ذیشان پر آئے بادشاہ اسلامیان بھی مشتاق جنگ تھے جلد تشریف لاے سب نے مجرا و سلام کیا صدا سے طرقوا البلند ہوئی سواری شاہ باکرم کی میدان قتال کو چلی اسوقت بہادرون کی آن و بان لشکر کی شوکت رفعت و شان تھا بلکہ تھی منجملہ ان کا یہ تھا کہ ان جوانون کا بناؤ ہر طرف جماوے گویا قربانی کی عید تھی

نظم

بفرمود تا کوس بیرون برند
سرافراز پیلان بہامون برند
سپہ شد ہمہ کشور از گرد سم
برآمد خروشیدن گاو دم
پس پشت او شار سان بری
بہ پیش اندرون تیغ زن لشکری

| سپاہی ہمہ یک دل و یک تنہ | بپا راست با میسرہ میمنہ |
| --- | --- |
| ستارہ ز نوک سنان وشن است | تو گفتی چو یک سر را جوشن است |

جب میدان میں پہونچے حسب معمول صفیں درست ہوئیں فوجیں لڑنے کو چست ہوئیں لقا بھی مع لشکر آیا کوہیوں نے مقابلہ میں پرا جمایا بعد ترتیب صفوف لشکر فولاد نے گھوڑا اُٹھایا لقا سے اجازت لیکر وسط میدان میں آیا سلح شوری دکھا کر پکارا کہ اے گروہ مسلمانان میں تم میں اور کوئی ہم نبرد نہیں چاہتا سوائے شہزادہ تورج کے اس نہیب کو سنکر علم لشکر کے جلوہ دکھانے لگے نقارے شتری دہلی بجے شہزادہ تورج نے بادشاہ سے اجازت لیکر مرکب اڑایا اور اسکے مقابل آیا اُسنے احسان شہزادہ کا یاد کر کے سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ اے شہزادہ والا گہر اس روز سب ہتھیار کے وار ہو چکے ایک کشتی لڑنا باقی ہے آج آئیے ہم آپ نصیب آزمائی کریں جسکو فتح نصیب ہو وہی حاکم بنے مغلوب اسکی اطاعت کرے شہزادہ گویا ہوا کہ اگر یہ ارادہ ہے تو بسم اللہ یہ کہکر دونوں کو دے عیار دونوں کے دوڑے اور لشکر میں خبر دی جلداروں نے آکر اکھاڑا بنادیا خاک عنبرین میں ملادیا دونوں دامن گردان کر اکھاڑے میں اترے خم ٹھونکا کشتی کا ہوا اتفاق پہلے پنجہ چڑھی شانوں پر ہاتھ ایک نے دوسرے کے ڈنڈی لگائی پھر ادھر اُدھر سے داؤں گھات میں پھیر کر ہاتھ سے ہاتھ ملا کسی نے دستی زبردستی کھینچی کوئی بغلی دو بالنگوٹ میں ہاتھ ڈالا کوئے پر جبر کرنا اُسنے توڑ کر کے پھر سامنے پاؤں کا اڑانا جو توڑ بند ہونے لگے سر سے سر ٹکرا اور گھونسے چلنے لگے اسیطرح دستان اہرمن یا مثل فیل مست دونوں گتھے تھے زور زیادہ کیے ہو رہے تھے یہ حال کہاں تک بیان ہو تین شبانہ روز برابر کشتی رہی شہزادہ نے کچھ کم نہ پایا نہیں فولاد نے اگرچہ جو کا پیاسا لڑتے دیکھکر آپ بھی آب و غذا کیطرف توجہ نہ کی تیسرے روز پچھلا پہر دن باقی تھا کہ شاہزادہ نے اسکا لنگر اکھیڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر چاہا تھا کہ پٹکے اُسنے فریاد کی کہ امان دیجیے فرمایا کہ امان بشرط لانے ایمان کے ملیگی اُسنے عرض کیا کہ قبول ہے شہزادہ نے زمین پر اتار دیا اُسنے دوڑ کر سر اپنا قدم پر جھکایا شہزادہ نے سر سینہ سے لگایا کلمہ طیبہ بتایا وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اپنے لشکر کو پکارا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ آئے کہ میں نے اطاعت شہزادہ کی اختیار کی لشکر کے افسر سب آکر حاضر ہوئے اور دین اسلام اختیار کیا بہت لشکری شریک لقا ہے بختیارک نے یہ حال دیکھکر لقا سے کہا کہ یا خداوند بندے آپ کے اب جاتے ہیں مبارک ہو لقا نے کہا حمزہ میرا سپہ سالار قدرت ہے یا بندہ ہے پس یہاں سے تو گیا اور اُسکے پاس رہے تو کیا یہاں ہاں سب برابر ہے یہ کہکر طبل بازگشت بجوادیا امیر بھی شہزادہ پر سے زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے لشکر بھی آسودہ ہوا فولاد کو بارگاہ مدہ عنایت ہوئی خلعت سرکار شاہی سے معافی ملک کا عنایت ہوا فولاد رخصت ہو کر اپنے ملک کو گیا اور تمام ملک مسلمان آباد کیا نام اُسکے قلعہ کا کوہ اقدس لقاب اصل میں اسم بامسمی ہوا تمام بتخانہ لقا کی تصویر کے منہدم کرادیے اپنے اہل و عیال کو مسلمان کیا لشکر کثیر فراہم کر کے حاضر خدمت امیر کشور گیر ہوا یہاں اسکی دعوت بڑے دھوم سے ہوئی خلعت سرفرازی ملا سردار دنیں تورج کے داخل ہو کر

رہنے لگا یہ تو اسطرح مقیم ہوا لیکن اسکے قلعہ کے قریب جو سرحد ہوش ربا ہے اس سرحد کا جو مالک ہے نام اس ساحر کا گلفام جادو ہے اور اسکی بی بی ملکہ لالہ زار جادو نام اس فولاد کوہی پر عاشق ہے اور شوہر سے چھپکر اسکے قلعہ مین آتی ہے اب تک وصل اسکا فولاد نے منظور نہین کیا ہر چند اسنے طمع دی منت بہت کی اُسنے نمانا ناچار اُسنے بہزاد کو دام تزویر مین لانا چاہا اُسنے بھی قبول نکیا چنانچہ ساحرہ مذکور کو ان دنون جو نشہ عشق کی ترنگ آئی خبر قلعہ اقدس کی ہنگامی معلوم ہوا کہ دونون بھائی خدمت خداوند لقا مین بہر جنگ مسلمانان گئے ہین یہ خبر سنکر اسنے خیال کیا کہ مجھے بھی وہین چلنا چاہیے خداوند سے ایسی تدبیر کرا تاکہ مطلوب راضی ہو جائے دوسرے شیطان خداوند اغوا کیے معشوق کو ملا دیگا اسپر ایسا کچھ سوچکر اسنے اپنے خاوند سے کہا کہ ہمارے ملک کے قریب خداوند اترے ہین اور افسوس ہے انکی مدد کرنا کیا زیارت سے بھی محروم ہین میرا مقصد ہے کہ مین خدمت خداوندی مین جا دن اور اُنکے دشمنونسے مقابلہ کرون بادشاہ طلسم اکثر ساحر بھیجتا ہے اگر میرا جانا سنیگا بہت خوش ہوگا اور مجھے کچھ اجازت بادشاہ کی بھی ضرورت نہین کہ مین اسکی نوکر نہین ہان تم اسکی طرف سے سرحدار ہو ملک رکھتے ہو تم نہ جاؤ مین بحسن عقیدت اور بپاس مذہب اپنے خداوند پاس جاتی ہون اگر جنگ مسلمانان فتح ہو گئی تو بادشاہی کا نام ہوگا وہ تمھارا اعتبار رتبہ کریگا شوہر نے اسکے کہا کہ بی بی یہ سب تمنے سچ کہا لیکن وہان عیار ساحر کو مار ڈالتے ہین مین تمھین پیار بہت کرتا ہون اسوجہ سے ڈرتا ہون کہ ایسا نہو جو غم جدائی مین میری جان پر آبنے اُسنے جواب دیا کہ قضا کو کوئی روک نہین سکتا یہ خیال بیجا ہے بلکہ وہان خداوند موجود ہین قضا اُنکے حکم سے آئیگی بھی تو ٹلجائیگی الغرض اسنے بہر صورت اپنے خاوند کو راضی کیا اور سامان سفر تیار کرکے چالیس ہزار ساحر و جادوگرنیان اپنے ہمراہ لیں خود تخت سحر پر سوار ہوکر بصد کر و فر جانب لشکر لقا روانہ ہوئی دلمین شوق دیدار یار بھرا تھا ہاتھون کلیجہ اچھلتا تھا امید و یاس سے باہم جنگ تھی کھوے ہوے تمام ونگ تھی کبھی بے اعتنائی محبوب کا خیال کبھی وہ حجت بد تھا الی سپر الکھ دھڑکا ملال جور فلک کی شکایت ہجر جانان کی حکایت ورد زبان بسان اہی ہے آب طپیان وان تھی کہ

## ابیات

| | |
|---|---|
| عجب اسکی حالت تھی اسدم تباہ | کہ نالہ زبان پر تھا اور لب پہ آہ |
| دم سرد بھرتی تھی وہ ہر گھڑی | لگی تھی عجب آنسوؤن کی جھڑی |
| کہون اسکا کیا اُس گھڑی حال تھا | یہ کہتی تھی سر پیٹ کر برملا |
| سنبھلتا نہین اب سنبھالے سے دل | چھدا اُسکے مژگان کے بھالے سے دل |
| خدا جانے یہ کون آزار ہے | کہ سر اب تن زار پہ بار ہے |

اسیطرح بصد درد و سوز ایک روز قریب دیار جانان پہونچی نکہت زلف یار باد صبانے دماغ مین پہونچائی لقانے کہا کہ بندۂ قدرت ہمارا آتا ہے کوہی اور شیطان خداوند بہر استقبال چلے اور راستہ مین اگر ساحرہ سے ملاقات کی وہ بھی تخت سے اُترکر تسلیم بجالائی اور اُنکے ساتھ چلی ملازمان نے لشکر ساحرہ اُتروایا

ساحرہ نے جاکر خداوند کو سجدہ کیا القا نے دیکھا کہ ایک عورت نک سک سے درست عالم شباب مین چاق و چست زیور جواہر کا پہنے لباس پر زر زیب جسم کیے ہے مگر آنکھوں مین صورت یار کا گھر اور نگاہ دیدکی منتظر گل آتش رنج سے لال چہرہ تمتمایا سحر اترا ہوا سر پر عشق کا سایہ ہی صاف ظاہر ہی کہ کہین دل لگا یا ہی یہ دیکھکر خداوند گرگ باران دیدہ ہی لب پہ لایا کہ اے بندی قدرت حال تیرا ظاہر ہوا کہ تو کسی پہ شیدا ہی خیر تدبیر اسکی کروایجائیگی تقدیر معقول مشیت قدرت سے ظہور مین آئیگی لالہ زار یہ کلمات سنکر بہت خوش ہوئی کہ خداوند کو میرے حال کی خبر ہی اب وصل یار میسر ہی آخر دنگل زرین پہ قریب تخت خداوند تھی اور چار طرف بنگاہ جستجو دیکھنے لگی فولاد و بہزاد نظر نہ آئے سمجھی کہ اپنی بارگاہ مین ہونگے اسی فکر مین تھی کہ بختیارک آیا اور اُس نے ہر طرف دیکھتے دیکھکے پوچھا کہ کسکی تلاش ہی اس نے ایک آہ سرد بھری اور کہا جسکے لیے یہانتک آنا ہوا انھون نے ہم سے یہان بھی منہ چھپایا فولاد کا اشتیاق دربدر پھراتا ہی وہ دونون بھائی ایسے بے مروت ہین کہ کبھی پوچھتے بھی نہین پر آنکھین انکے دیکھنے کو ترستی ہین ایسے جب کوئی ہمارا نام لیتا ہی تو کہتے ہین اسکا ذکر نہ کرو کیا مین ایسی ہوگئی اب جو یہان مین آئی تو انھون نے صورت نہ دکھائی بختیارک یہ باتین سنکر رونیلگا اور کہا ہاے کیا جوانان خوبصورت تھے ایک تو مسلمان ہو گیا اور ایک پسر حمزہ کے ہاتھ سے باین ذلت سر دربار مارا گیا ساحرہ یہ سنکر بہت روئی اور چاہا کہ لشکر اسلام مین جائے بختیارک مانع ہوا اور حال عشق ناصر و نازک حشم بیان کیا کہ وہ کبھی نہین گئی ذلت اُٹھا کر آئی تم اب مقابلہ کرکے معشوق کو اسیر کرو زبردستی وصل کی تدبیر کرو یہ راے بھی اسکو پسند آئی اور فراق یار مین ایک دن اور رات تڑپا کی جب دوسرے روز قیس روز سے لیلی شب آ کر ملی اور ستارۂ عشق کا چمکا کر مجوجب **نظم**

اندھیرا نار مین پیچیدہ ہو کر
کیا شائق کا شوق نے کام
بشکل دود دل اژدا برابر
ہوا شانہ کش ہر گیسو شام

سر شام بادل ناکام لالہ زار نفیر سحر سے دمساز ہوئی فریاد دل زبان پر لائی ساحران مین تیاری آغاز ہوئی لشکر لقا مین بھی طبل جنگ بجا امیر نے بھی خبر سُن کر طبل سکندری بجوایا شور و شر کا زمانہ قریب آیا دربار برخاست ہوا ساحرہ بھی اکھڑائی بارگاہ مین آئی سحر سازی مین مصروف ہوئی ہوس بڑھی تھی کہ جلد سحر ہو جو مطلوب سے آنکھ لڑے ارادہ تھا کہ وہ مجھے تیغ ادا سے قتل کرے میرے حمزہ کا لوہا مان جلے اسکی تیغ ناز پہ جان قربان جائے تمنا یہی تھی کہ روز جب بیت مین دیکھ لون قاتل کو اپنی + رہجا ئین رگین خنجر ہمان سے لپٹ کر + اسی اشتیاق مین اپنے ایک ماش کے آٹے کا سوار بنایا اور رکھ دیا + مین اسکو ڈالدیا وہ غائب ہو گیا یہ بڑی دیر تک سحر پڑھا کی یکایک آگیا سے دھوان پیدا ہوکر وہی سوار مثل مردان جنگ آزما نیا ہوا اس دھوئین سے لپٹا ہوا سمت صحرا گیا اُسنے پکار کر کہا کہ وقت طلب ضرور آنا یہ کہا سحر خوانی موقوف کی اور پلنگ پر جاکر لیٹی تصور یار مین جاگا کی

بخت بد سے لڑائی لشکر مین ٹھہر دیجا کیا ہوم ہوا کیا ابر سحر چھائے رہے بیڑا اُٹھا کیے سلطان لشکر مین نقیب پکارتے تھے بہادر ہتھیار صاف کرتے تھے نعرہ شیر آسا مارتے تھے وقت آرائش عروس شجاعت تھا سواد سودا سے جلادت کا سر مرحشم تنور مین لگا تھا خونخواری کا گلگونہ رخسار پر تھا تلوار گلے کا ہار تھی جواہر آہن سے زیور مرصع کاری تھی جبین آشکاری تیغ کا ارادہ تھا کہ جلدی حریف کے گلے ملون خنجر کا حوصلہ تھا کہ جان و تن مین فراق کرون نیزے سینے سے ملنے پر زبان دیتے تھے بھالے چھاتی دیکھے بھالے تھے تیر بصورت آہ عشاق تھے گرز ہوزن بار فراق تھے آتش غضب کا دھوان اب شاہد فناپرستی کا جوبن دکھاتا جوش خون غضب سے سیاہ ہو کر لالکھا بننا چاہتا آئینہ شمشیر روبرو طبیعت برہم رنگ گیسو تر مین زلف شاہد جرات ہو ابیات

کوئی ناز طبیعت تھا اُٹھاتا — کوئی جوش غضب سے یہ سناتا
کرے گی تیغ جوہر دار بیباک — تو ہوگا دامن عمر عدو چاک
اُدھر وہ ساحرہ تھی سخت حیران — بشکل زلف جانان تھی پریشان
لبون پر شکوۂ بیداد قاتل — طبیعت زلف جانان پر تھی مائل

اسی ہنگامہ مین آخر کام شب کا تمام ہوا اور جوہر تیغ انجم کی چمک خنجر آفتاب نے مٹائی کہ ابیات

تھی جب رات مثل عمر عشاق — شعاع مہر چمکا سوئے آفاق
کھلی سرخی کنارون سے فلک کے — اُٹھے ہر آنکھ سے پردے فلک کے
ہوئی خوابیدہ چشم نجم بیدار — بڑھے بادا‌ش قسمت کو گنہگار

یعنے ہنگام سحر فوج لشکر شکن جانب جنگگاہ قدم زن ہوئی امیر نے سجادہ سے اُٹھکر لباس رزم زیب جسم فرمایا سردارون نے مجرا کیا سبکے ساتھ بادشاہ کے جلوخانے مین آئے کچھ عرصہ ہوا تھا کہ بادشاہ جماہ کا تخت برآمد ہوا زنانہ سلطان بھر گیا ہر سردار تسلیم بجالایا پھر تو نقارے بجے علم کے پھریرے کھلگئے اس شوکت و شان سے بادشاہ کوہ گر جانب رن صف شکن چلے شاہ بھی لباس جنگی سے آراستہ تھے نظم

کمر مین زیب وہ جوہر کی شمشیر — بنا ہیرے کا قبضہ شکل تصویر
وہ کانتی کہکشان سے تھی سوزر — زمرد لعل سب تھے نصب اُسپر
جڑاؤ پہ تلا تھا زینت دوش — تسلسل تھا کمر سے تا بناگوش
مصاحب اور سب سردار ہمراہ — کہ تھے وہ جنگ کی راہون سے آگاہ
وہ گھوڑے جنپہ تھے سردار اسوار — طلائی ساز تھا سب اُنکا تیار
جواہر سے بھرا تھا دامن زین — گہر جھالر مین اُسکے مثل پروین

باین کر و فر میدان جنگ مین پہونچکر صف کشیدہ ہوئے تھے کہ یکایک ابر کے لکے آسمان پر آئے نظم

لگا بادل گرجنے کس غضب کا — ہوا سامان نمایان اور ڈھب کا

کہ جنگل مین عجب بھونچال آیا — مثال بید لرزان تھرتھرایا

ہر ایک ابرسے ساحر اژدہون پر سوار آگے سب کے لالہ زار میدان مین اتر کر ٹھہرے لقائی سواری بھی دھوم سے آئی گرد سپاہ نے خاطر روزگار کو پرغبار بنایا تلوار ونکی چمک نے دیدۂ فلک خیرہ کیا سپاہ کینہ خواہ سے جب جنگل بھر گیا باجون کے شور نے زمین کو سر پر اٹھایا میمنہ اور میسرہ کی درستی کے بعد لالہ زار اجازت رزم لیکر آگے بڑھی اور نیرنگی سحر کی دکھا کر طالب مرد میدان ہوئی بادشاہ اسلام نے اول دست چپ کی جانب نگاہ کی ہنوز نظر اُسطرف سے نہ پھری تھی کہ سب اُس صف کے علم جلوہ پذیر ہوے اور گوروون نے پر پیٹ قائم کی نکل بجا طنبور گرگڑایا شہزادہ علمشاہ نے گھوڑا اڑایا نزد شاہ شاہ عالم پناہ آکر اجازت خواہ ہوے بادشاہ نے سپرد بخدا کیا شاہزادۂ عالم مرکب اڑا کر سامنے گیا اور طالب حرب وضرب ہوا ساحرہ نے سحر پڑھا کہ وہی سوار جو آگیا سے دھوئین مین لپٹا ہوا نکلا تھا اُسوقت مسلح وکمل صحرا کی طرف سے آکر بمقابلہ شہزادہ ٹھہرا اور بعد نیزہ داری تلوار کی نوبت آئی شہزادہ نے جب تلوار بچا کر اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون کو دے دو پہر کشتی بصد درشتی رہی آخر پہلوان سحر نے جو پیلا شہزادہ لنگر قائم کرکے پیچھے ہٹا پانون موشخانہ مین جا رہا اوپر سے پہلوانان سحر نے ہکہ مارا کولا شہزادہ کا اڑ گیا اُسنے باندھکر سپرد لشکر ساحران کیا اور پھر مرکب پہ چڑھکر مبارز طلب کیا اسمین شیطان خداوند نے کہلا بھیجا کہ اے لالہ زار اُس شخص کو گرفتار کراؤ کہ جسنے تمھارے معشوق کو مسلمان کیا ہے اور اُسکے بھائی کو جسنے مارا ہے ساحرہ نے یہ سنکر پہلوان سے کہا کہ توبج کا نام لیکر پکارے اُسنے شہزادہ مذکور کو پکارا توبج اجازت بادشاہ سے لیکر اُسکے مقابل آئے حربہ ہاے گرز و تیغ وخنجر کے بعد اُنسے بھی نوبت کشتی کی آئی دونون نے باہم دوال کمربند مین ہاتھ ڈال کر زور کیا جب گھوڑونکی کمر ٹوٹنے لگی دونون اسیطرح گتھے پشت مرکب سے جدا ہونے لگے توبج کا پاؤن کانٹے مین الجھا اور اُسنے جھٹکا مارا پاؤن انکا بھی بیکار ہو گیا اُسنے انکو بھی باندھکر حوالہ ساحران کیا اور پھر مرکب پر چڑھکر ہاشم کو پکارا شہزادہ موصوف بصد عظمت وصولت اجازت لیکر اُسکے مقابل آیا تا دیر وہی اسلحہ کی جھقا چاق بلند رہی آخر پہلوان سحر نے کمر مین ہاتھ ڈالا انپر بھی وہی سانحہ گذرا جو کہ اور ون پر گذرا تھا جب یہ بھی گرفتار ہو چکے پہلوان سحر نے ایکی فولادکوہی کو نہیب دی وہ بھی آکر اسیر سرپنجۂ تقدیر ہوا اس اثنا مین کشتی گیر فلک نے زر دار لنگوٹ کھول کر طاق مین چڑھا دیا اور اکھاڑا چرخ کا پہلوانان کواکب سے معمور رہا کہ ابیات

| | |
|---|---|
| رہا یہ معرکہ تا شام ہمدوش | پھر اکھیڑا کے آخر ہر دو پوش |
| صدا رخصت کی نقار ونسے آئی | بس اب کل یہ ندا یار ونسے آئی |

شام اسی لڑائی مین ہوئی چار سردار گرفتار ہو چکے اور امیر اسوجہ سے نہ نکلے تھے کہ نام لے لے کر پہلوان سحر پکارتا تھا بس بنا بر قاعدہ اہل اسلام جسکا نام لیتا وہی لڑنے جاتا تھا غرضکہ شام کو طبل بازگشت بجا

لشکر پھر کر جانب خیمہ گاہ آئے لیکر کھولی ساحرہ شادان و فرحان ہمراہ خداوند پھر کر بارگاہ مین آئی امیر و بادشاہ بھی داخل بارگاہ ہوئے **ابو الفتح** مع چند عیار و نکے عیاری کیلیے چلا یہان جب لالہ زار بارگاہ مین آئی سواکر صحرا کو چلا گیا اور اُسنے قیدیو نکو سامنے بلایا **فولاد** کیصورت دیکھ کر اُسنے ایک آہ کی اور کہا اے بے مروت و نا انصاف شرط محبت یہی تھی جو تو نے ادا کی میرے دلبر جدا کی لموٗلفہٗ

تمنائین ہوئین سب اپنی برباد — ارے ظالم نہی کی تو نے بیداد
نہ لپٹایا کبھی تو نے گلے سے — ہمارے لب کبھی تو نے نہ چوسے
دل غمگین نہ ہاتھو نسے سنبھالا — لگایا اس جگر پہ غم کا بھالا
کبھی زانو کو زانو سے نہ مسکا — کبھی کچھ اور تو ڈھب پہ نہ آیا
ارادے تھے یہی دست و جگر کے — تجھے مارین طمانچے سسکی بھر کے
سزا پائے گا تو خود کامیو نکی — اطاعت چھوڑ دے اسلامیو نکی
ہمارا وصل کر دل سے گوارا — وگرنہ جائے گا بیشک تو مارا
کرے گر وصل میرا دستے سطور — وہی ہم ہین وہی راتین بدستور

یہ کلام سنکر **فولاد** نے جواب دیا کہ او شہوت پرست بیحیا زانیہ مین تجکو ایک تو پہلے ہی نہ ٹھوکتا تھا اب تو خدمت اہل اسلام مین رہتا ہون کسطرح سے مرتکب اس گناہ عظیم کا ہونگا تو شوہر رکھتی ہے اُس سے ہوس تیری نہین پوری ہوتی اس کلام سے ساحرہ کو غصہ آیا اور اپنے جھوبے پر ہاتھ رکھکر ایک نارنج نکالا اور زمین پر مارا وہ نارنج زمین مین سما گیا اور اُسجگہ سے دھوان نکلنے لگا اور ایک جگہ سمٹکر لبصورت تخت وہ دھوان بنا اور درمیان قیدیان آگیا اور انکو لیکر سمت فلک چلا یہ سب اس تخت دودی پر سوار ہا وہ دوہائی پکارتے چلے اور نگاہ سے ہر ایک کی غائب ہوگئے بعد انکے جانے کے **لقانے** جہت جہاجرت مطلوب اسکو رنجیدہ دیکھکر سراُچہ جنگل کیطرف سے بارگاہ کے اٹھوا دیے تازنینان قمر پیکر کو یاد کیا کہ انھون نے آکر ناچ گانے کا چرچا کیا جام شراب ناب کا دور آغاز ہوا **کلابیات**

پھر آئے اسجگہ ارباب عشرت — مہیا سب ہوئے اسباب عشرت
خوش انداز دن کا تھا گانا بجانا — قیامت ساز کا باہم ملانا
خوش آواز ایسے سب جادو سے بہتر — سنے انسان رہے قابو نہ دل پر
جمال اور حسن مین وہ سب سے افزون — قد انکے مصرعہٗ طوبی سے موزون
ہو حاضر وہان پھر شیشہ و جام — بہار افزا ہوا پھر آب گلفام

اسی ہنگامہ عشرت مین ایک کنیز لالہ زار کی برائے رفع احتیاج باہر بارگاہ کے نکلی لوٹا لیے تھی یہان پر **ابو الفتح** صورت ساحر کی بدستگر مین عیاری کی پھر رہا تھا اُسنے کنیز کو جاتے دیکھکر قریب آکر کہا کہ لائیے لوٹا مین

لیلوں اُسنے خیال کیا کہ یہ ملازم خداوند یا ملکہ کا بد صورت دیکھکر میل کرتا ہی یہ سمجھکر ہنسی اور کہا ہم تم سے بوٹا بھی نہین رکھواتے ابوالفتح نے کہا اے جان جہان ہمارا دل تو تمپر لوٹا ہی کنیز یہ سنکر خوب ہنسی یہ باتین کرتا شعر عاشقانہ پڑھتا ساتھ ہوا اور قریب بیت الخلا پہونچکر محبت سے اسکے منھ پر ہاتھ پھیرا ہاتھ مین بیہوشی بھری تھی وہ بیہوش ہوگئی یہ قنات کی آڑ مین بیٹھکر اُسی کی ایسی صورت بنا سارا گہنا اُسکا پہنا پوشاک اُسکی اتار لی اور اُسکو چہ کی بیت الخلا پر لٹا کر آپ بارگاہ مین آیا اور سر پر ساحرہ کے کھڑا ہوا وہان جلسہ عشرت تھا یہ بھی مصروف تماشہ رہا کہ خداوند سے ساحرہ نے رخصت اپنے خیمہ مین جانے کی چاہی خداوند نے فرمایا کہ اے بندی قدرت آج ہمارے ساتھ کھانا کھا کر جانا ہمارا اُنس کھانیسے عمر بڑھجائیگی لالہ زار سلام کرکے ٹھہر گئی خداوند نے حکم خاصہ لانیکا دیا وہ جلسہ برخاست ہوا ایکا دل بصد احتشام و تعظیم خاصہ لائے یہ حال تھا کہ نظم

بچھایا ایک دسترخوان اس جا ۔ سنہرے کام سے بالکل سجا تھا
طلائی قابین جو اسپر دھری تھین ۔ ولایت کے وہ میوونسے بھری تھین
دھری تھین سات قانوسین برابر ۔ کہ تھین کافور کی شمعین منور
خواصین جو کہ تھین اسوقت حاضر ۔ زبان اوصاف مین ہی اُنکے قاصر
طلائی تشتری ہاتھو نپہ رکھے ۔ چنے اُسمین کلیجے تھے سلونے
مٹھائی تو بتو خوش رنگ و خوش آب ۔ گزک تھی اُنمین میوونکی بھی نایاب
غرض ساتھ اسکے میوے اسنے کھائے ۔ مزے سب نعمت دنیا کے پائے

کھانا کھاکر جب ہاتھ دھویا ابوالفتح نے خاصدان اٹھا لیا اور بچالاکی ایک گلوری بیچ بیہوشی ڈالکر لالہ زار کو دی گلوری دی اُسنے لیکر کھائی پھر جلسہ نشاط آغاز ہوا ابوالفتح نے حقہ بردار سے پکار کر کہا کہ حضور کیلیے بہدم لاؤ یہ کہکر آپ اُسکے پاس جاکر کہا جلدی مانگتی ہین لاؤ مین بھرلیجاؤن یہ کہکر گڑگڑی جلد تیار کرکے لایا بجائے تمباکو بیہوشی خوشبودار بھری تھی غرضکہ گڑگڑی سامنے لالہ زار کے لاکر کہا کہ لب معشوق حاضر ہی وہ لیکر پینے لگی جی متلانے لگا سمجھی کہ قے ہوجائیگی بیتابانہ اُٹھی اور باہر بارگاہ کے آئی اسلیے کہ استفراغ سامنے خداوند کے نہوجاے ابوالفتح سایہ وار اُسکے ساتھ آیا اور کہا اے ملکہ پشت بارگاہ پر آیئے کہ یہان میدان ہی تنہائی بھی ہی وہان حاجب و دربان کے غوغا کرنے سے دل زیادہ گھبرائیگا وہ پشت بارگاہ کیطرف آتے آتے بیہوش ہوگئی مگر بارگاہ مین اسکے گھبرا کے اُٹھنے سے شیطان بختیارک نے پوچھا کہ ملکہ کدھر اُسنے تو جواب نہ دیا مگر ایک خواص نے کہا جی متلاتا ہے شاید قے کرنے جاتی ہین بختیارک نے کہا ہاے مارڈالا افسوس خداوند تقدیر پھوٹ گئی لقانے کہا اگر تقدیر مین فرق آیا تو تجھسے سمجھونگا بختیارک چند خاص بردار ہمراہ لیکر دوڑا اور کہتا جاتا تھا کہ اسے مارڈالا اسے مارڈالا وہان ابوالفتح خنجر کھینچکر قتل کیا ہی چاہتا تھا کہ یہ آپہونچا اُسے اُسنے دیکھا

کہ اب کچھ نہ ہو سکے گا ناچار دوڑ کر ایک لات بختیارک کے لگائی کہ یہ ہائے کر کے گرا ابوالفتح مندیل لیکر بھاگا
تماس بردار مارے ڈر کے کچھ دور جا کے رہ گئے یہ نکل گیا بختیارک نے اُٹھکر لالہ زار کو اٹھایا اور ہوشیار کر کے
بارگاہ میں لایا کہا جان بچ گئی لقا نے کہا مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ تو ماری جائیگی اسیوجہ سے تجھے بارگاہ میں
تیری جانے نہیں دیا وہاں ہوتی تو تو ماری جاتی یہ باتیں تھیں کہ ایک پیشابکو چوکی پر جو گیا وہاں کنیز کو بیٹھے دیکھا ملکہ
سے آکر کہا اُسنے اٹھوا منگایا ہوشیار کیا اسنے حال ساحر کے ملنے کا کہا اسکے ہوش اڑ گئے کہ میرے شوہر نے سچ کہا
تھا کہ یہاں عیار ہمارے روزگار میں جیتا نہ چھوڑینگے بختیارک نے کہا اے ملکہ تعین لازم ہے کہ جلد لشکر اسلام کا
فیصلہ کروا دو جس کسی کو کہ گرفتار کرو فوراً قتل کر ڈالو اگر قید کرو گی عیار چھڑا لیجائینگے اگر چھڑا نہ سکینگے تو تمھارے
قتل کرنے میں کمی نہ کرینگے اُسنے کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو میں چاروں سردار انکو بلا کر قتل کرتی ہوں یہ کہکر دل میں سوچی
کہ پسران حمزہ کو بلا کر قتل کرا دو معشوق کو مرنے سے ذرا شاید خوف سے راضی ہو جائے یہ سوچکر سحر پڑھنے لگی
کہ جو قید ہیں انکو بلائے لیکن عیار ہمراہ ابوالفتح کے گئی آئے تھے وہ تو چلا گیا مگر اور عیار بشکل فراش و حاجب و خدمتگار
فکر میں پھر رہے ہیں انمیں چالاک خدمتگار بنا ہوا سر پر بختیارک کے کھڑا ہوا یہ سب سن رہا ہے جب لالہ زار
سحر پڑھنے لگی کہ سرداروں کو بلائے بختیارک کھڑے ہو کر ناچنے لگا اور کہتا تھا کہ آج مراد دلکی بر آئی ہو فلک کج
بیگانہ لگے اے ملکہ جلد بلوائیے ایسا نہو تاخیر کرنے سے کچھ اور سانحہ درپیش ہو یہ حال جو چالاک نے دیکھا جھک کر کان میں
کہا کہ ملک جی تمنے ہمیں بھی پہچانا کیوں قضا آئی ہے بہت خوشی آتی ہے بختیارک نے یہ جو سنا بغور دیکھ کر
پہچانا پیشاب خطا ہو گیا جلدی سے سر ہم کر کہا اے مرشد زادہ برحق کیا حکم ہے چالاک نے کان میں کہا کہ قسم
ہے نمک صاحبقران کی کہ ادھر سردار قتل ہوئے ادھر تم بھی کتے کی موت مرے بختیارک کانپ گیا اور گڑگڑا کر
کہ میری کیا خطا ہے اسنے کہا حرامزادے تو نے ہی تو ساحرہ کو ورغلایا اور ترغیب قتل سرداران دی اب کہتا ہے کہ کچھ
کیا خطا ہے یہ کلام باہم خدمتگار و شیطان چپکے چپکے جو ہونے لگے لقا نے کہا ارے شیطان یہ کس سے تو باتیں کرتا ہے
اسنے عرض کیا کہ شیطان تو آپ ہیں گا میں یہ مسئلہ پوچھتا ہوں تو اندھا ہے کہ مرشد سامنے کھڑا ہے اور دیکھتا نہیں لقا
سمجھا کہ شاید عمرو آ گیا یہ سمجھ کر کہا کہ مرشد تو تیرے طلسم میں ہے بختیارک چاہتا تھا کہ کچھ جواب دے چالاک
نے خنجر پر ہاتھ رکھا کہ میرا نام ظاہر کیا تو مار ڈالونگا بختیارک نے مارے ڈر کے کہا کہ مرشد کہیں نہیں ہیں لیکن اب
کوئی بارانہ جائیگا یہ کہکر پکارا کہ اے لالہ زار مردار خبردار جو تو نے سرداران امیر کا بُری طرح نام لیا تو اپنی سزا
کو پہونچیگی میں مسلمان ہو چکا ہوں زبان تیری گدی سے کھینچ لونگا لالہ زار اسکی باتوں سے حیران ہوئی کہ ابھی یہ
قتل مسلمانان کی خوشی سے ناچتا تھا ابھی ایسی کچھ باتیں کرتا ہے شاید اسکو مالیخولیا ہو گیا ہے اسی حیرت میں اس نے
سحر فراموش کیا اور مستفسر ہوئی کہ کیسی باتیں ملک جی تم کرتے ہو بختیارک نے کہا ہم سچ کہتے ہیں تو اب ماری جائیگی
سرداروں کو بلا لیکر قتل ہو گی سردار نہ ہلاک ہونگے چالاک یہ باتیں سنکر سمجھا کہ یہ حرامزادہ مجھ پر اشارہ مجھے
ظاہر کرتا ہے ایسا نہو کہ یہ ساحرہ مجھکو پہچانکر گرفتار کرے یہ سمجھ کر جلد باہر بارگاہ کے نکل گیا ادھر بختیارک نے

جب خدمتگار کو اپنے پاس نہ دیکھا سمجھا کہ وہ چلے گئے پس لالہ زار سے مخاطب ہوا کہ اے ملکہ یہ جو خدمتگار میرے
پاس کھڑا تھا یہ بیٹا عمرو کا بینظیر عیار تھا اسکی وجہ سے میں ایسی باتیں کرتا تھا نسرین نے کہا تو نے مجھسے پہلے ظاہر
کیون نہ کیا کہ مین بزور سحر پکڑ دیتی اسنے کہا جبتک تم سحر پڑھتیں اسوقت تک ہم نہوتے ہمارا کام تمام تھا لالہ زار
کے حواس جاتے رہے کہ عیار ایسے زبردست ہیں جیسے شیطان ایسا ڈرتا ہی دیکھیے کہ جان یہاں کیونکر بچتی ہی
اسی اندیشہ میں دیر تک چپ رہی اور سحر ٹوٹ چکا تھا پھر پڑھنا نہوسکا ایک ساحرہ نسرین عذار نام اپنی
رفیق سے کہا کہ تم کئی منزل پر ایک صحرا میں درہ ہی پہاڑ کا وہاں جاؤ چار ساحر میرے ملازم پہرہ اس درے
کا دیتے ہیں اور سردار اندر درے کے قید ہیں انکو لے آؤ نسرین حسب الحکم اٹھکر بیرون بارگاہ آئی از بسکہ
کئی منزل جانا ہی اسلیے اپنے خیمہ میں گئی کہ کچھ اسباب احتیاج کھانے پینے کا سامان ساتھ لیلوں یہ جب خیمہ میں
چلی چالاک تو باہر بارگاہ کے کھڑا ہی تھا اسنے اسکو جاتے دیکھکر لشکری سے کہا کہ بھائی ذرا اس سے پوچھنا کہ
کہاں جاتی ہیں اسنے اسکے کہنے سے پوچھا کہ حضور دربار سے کیوں اٹھ آئیں اُسنے کہا میں قیدیوں کا لینے جاؤنگی
یہ سنکر چالاک بھی ایک سمت چلا گیا اور جبتک خیمہ میں نسرین سامان روانگی درست کرتی رہی اسنے بھی صورت
بصورت لالہ زار اختیار کی اسی خال و خط اور لباس و زیور سے درست ہوکر اُسکے روانہ ہونے سے پہلے آپ ورلہ
صحرا میں آکر ٹھہرا اس اثنا میں نسرین خیمہ میں تیاری کرکے تخت سحر پر سوار ہوکر اڑی اور اسیطرف آئی کہ جہاں
لالہ زار نقلی ٹھہری تھی اُسنے اسکو دیکھکر پکارا کہ اے نسرین ذرا ٹھہرنا اُسنے تخت روکا اور اسکو پہچانکر
زمین پر اتری عرض کیا کہ حضور نے کیوں تکلیف فرمائی چالاک نے کہا سبب یہ تھا کہ مجکو خفقان ہوا کہ
مبادا کچھ راہ میں فساد واقع ہو پیچ پڑ جائے بدیں وجہ چلی آئی اب ہم تم ملکر قیدیوں کو لے آئیں نسرین نے کہا بہتر
آئیے سوار ہوجیے چالاک اسکے تخت پر سوار ہوا اور اس کے تخت اڑایا جب بزور سحر کچھ دیر میں
اسی صحرا میں پہونچی کہ جہاں درہ پہاڑ کا تھا اسنے وہاں اُتارا چالاک نے دیکھا کہ صحرا لق و دق ہی اور اس صحرا میں
ایک پہاڑ سیاہ رنگ کا ہی کہ بالکل تاریک تر از جاہل ہی ہر درے سے اسکے بخار دل کی طرح دھوان نکلتا ہی
چار سیاہ فام درے کے سامنے بیٹھے ہیں بستر لگا ہی شراب خواری کا چرچا ہی لالہ زار نقلی جب اُنکے قریب پہنچی
انھوں نے اٹھکر سلام کیا اُسنے حکم دیا کہ قیدیوں کو لیکر میرے ہمراہ چلو بموجب ارشاد ملکہ سحر خواں ہوے درے
سے دھواں برطرف ہوا قیدی نظر آئے سبکو زنجیر سحر میں باندھکر تخت پر ڈال لیا وہ چاروں بھی چلنے پر
آمادہ ہوسے بیٹھے کہ لالہ زار نقلی نے نسرین کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا درہ کوہ میں چل مہتاب کر دونگی صحرا کا واسطہ
ہی مجکو ڈر لگتا ہی اکیلے اُسنے کہا ماری چلیے یہ کہکر ساحروں کو ٹھہرا کر آپ ساتھ چلی جب درہ کوہ میں پہونچی لالہ زار
نقلی نے کہا کہ ارے یہ سامنے مکان کیسا بنا ہی روشنی کیسی ہو رہی ہی اسنے کہا حضور یہاں مکان کہاں آپ کیا
فرماتی ہیں اسنے کہا تو مجھے اندھا بناتی ہی وہ کیا سامنے ہی نسرین اسکے کہنے سے اُدھر ہی دیکھنے لگی اُس نے
اُسکے منھ پر بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ چھینک مارکر بیہوش ہوگئی اس نے اُسکے کپڑے لیے اور فتیلہ عیاری جلاکر

آئینہ سامنے رکھکر اُسی کی شکل بنا اور وہی لباس پہنکر باہر آیا ساحرون سے کہا ملکہ تو ادھر سے تشریف لیگئین گرفتار ہوگئی ہین کہ قیدیونکو جلدی لاؤ ساحرون نے کہا کہ چلیے بحضور حاضر ہین یہ سنکر جس تخت پر قیدی تھے اُسپر یہ بھی جا بیٹھا ساحرون نے تخت اڑایا اور بعد قطع مسافت روکش لشکر لقا ہوئے نسرین نے کہا تم میرے خیمہ مین قیدیونکو لیکر ٹھہرو مین ملکہ سے اطلاع کرون ساحر حسب الحکم وہین ٹھہرے اور چالاک دربارگاہ گئے لالہ زار اسی کی منتظر دربار مین بیٹھی تھی اپنے خیمہ مین نہین گئی تھی اسکو دیکھکر پوچھا کہ لائی اسنے انگلی دہن پر رکھکر کہا چپ رہیے اور قریب آکر کان مین کہا کہ وہ چارون قیدی مع ساحرون کے میرے خیمہ مین ہین یہان اسیلیے نہین لائی کہ مبادا کچھ فتور عیار کرین پس حضور وہین چلکر انھین قتل کرین تو بہتر ہے لالہ زار یہ سنکر اٹھی شیطان بغداد کی تاب نہ آئی یہ بھی ساتھ ہولیا اور راہ مین حال پوچھا کہ کہان جاتی ہو اُسنے سب ماجرا بیان کیا شیطان نے کہا بخوف عیاران سردار دربار بارگاہ مین نہین بلایا تو کیا ہوا وہ آخر ہین تو آئین جہان سردار ہون خیر اچھا چلو مین بھی اُنکے قتل مین تمھارا شریک ہون یہ کہکر ہمرکاب ساتھ ہوا اور خیمہ نسرین تک جب پہونچے نسرین نقلی نے کہا کہ یہ چارون ساحر پشت خیمہ پر جاکر حفاظت کرین کہ کوئی اُنکے بچانے [illegible] بختیارک کو بھی یہان سے بیدا ای کہا کہ ملکہ یہ سچ کہتی ہین شیطان نامناسب ہے لالہ زار نے ساحرون سے کہا تم پشت خیمہ پر جب وہ روانہ ہوئے نسرین نے آگے بڑھکر اُسکے کہا کہ ملکہ فرزند ذرا خیمہ مین کیسا ہی غل و شور ہو تم خبردار بغیر ہمارے بلائے یہان نہ آنا اور نہ کسی لشکری کو آنے دینا انھون نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ تو سب جاکر پہرا دینے لگے اور خنجر بختیارک لالہ زار کے سینہ پر پہ علمشاہ و نوبہار و ہاشم و فولاد کے آئے پیدا سے طوق اور زنجیر سحر مین گرفتار بلکہ ناچار کیا گریہ تھے اسوقت جو قریب زمانہ مرگ دیکھا ہر ایک نے کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اپنے اعتقاد کا اقرار ایک نے دوسرے سے کرکے گواہ بنالیا پھر رجوع بجناب خالق کن فیکون کو پکارا کہ اے غائب کل غائب الحکم الحاکمین بموجب

## ابیات

| | |
|---|---|
| بہا اشکون کا دریا چشم تر سے | دعا نکلی یہی سوز جگر سے |
| کہ یارب اس بلا سے خلاصی دے | تصدق سے پیمبر کے بچا لے |

یہ سب مصروف دعا بصد التجا تھے کہ نسرین نے کہا اے گروہ معشوق کی ہر عاشق خوشامد کرتا آیا ہے ازل سے یہ رستہ نکلا ہی اسوقت تم فولاد پاس بیٹھ جاؤ اور ملکہ جی سے کہو کہ وہ بھی تمھاری منت پذیر ہو شاید راضی ہوجائے تو عجب نہین دل بر آئے ورنہ پاس بیٹھکر حسرت نظارہ تو نکال لو پھر تم کہان اور یہ کہان ہمدم کی صحبت کو غنیمت جانو کہ اجل سر پر ہے مصروف حسرت کو ہجوم شوق بس فرصت بہت کم ہے کہتا نسرین کا بیت پڑھتا بختیارک کا ہاتھ پکڑ کر قریب فولاد لالہ زار بیٹھ گئی اور زبان پہ لاکے شکایت یون کی کہ

## ابیات

| | |
|---|---|
| کہا اُسنے کہ او نا آشنا دوست | وفا کرتے ہین یون دوست با دوست |

کوئی حق محبت یاد بھی ہے | قبول خاطر آزاد بھی ہے
ہیں اب دشمن ہوں یا آگے بھی تھی میں | نہیں شایاں ہوں لطف و رحم کی میں
کبھی ہم پر بھی تھے الطاف تیرے | جگر و دل سب طرح تھے صاف تیرے
کبھی ہم سے بھی ملتی تھیں نگاہیں | صدائیں لب پہ دیجاتی تھیں آہیں
حذر کر آہ مظلوماں سے ظالم | خفا ہوتے نہیں مہماں سے ظالم
یہ چند انفاس ہیں باقی جو کچھ دم | غنیمت ہیں کہاں تو اور کہاں ہم
بسر کر زندگی آمیزش دلدار | بجا لا ہر طرح پر خواہش یار

اسیطرح کی باتیں کرنے میں یہ خوب محو ہوئی اور بختیارک کا بھی خیال اسکی باتوں پر لگا تھا ہنوز فولاد کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ چالاک جو بشکل نسرین سر پر کھڑا تھا اسنے ایک حلقہ گردن لالہ زار میں کمند کا اور دوسرا گردن بختیارک میں بٹھا دیا لالہ زار نے باتوں کے خیال میں کچھ نجانا کہ کیا ہوا مگر بختیارک نے جو سر اٹھا کر دیکھا نسرین کو کمند لیے پایا سمجھا کہ یہ عیار ہے پکارا کہ اے ملکہ خبردار سر پر تمھارے اجل سوار ہے اس کہنے سے اُسنے گردن اٹھا کر دیکھا چالاک نے تھپاب مارا کہ دماغ پر پڑکر غش ہو ساحرہ بیہوش ہوئی بختیارک پکارا ارے دوڑنا مارے ڈالتا ہے چالاک نے اُسکے ایک لات ماری کہ وہ ڈھلک کر جو آگے گرا حلقہ کمند کھینچکر گردن میں تنگ ہوا سرداروں نے جو یہ ماجرا دیکھا سب خوشنود ہوے کہ اب وقت رہائی قریب آیا اور بختیارک نے ہر چند غل مچایا باہر جو ساحر تھے منع کر دیا ہے کہ بغیر ہمارے کہے کیسا ہی غل کیوں نہو تم نہ آنا وہ کوئی بھی نہ آیا اسوقت تو منت کرنے لگا کہ مرشد زادے آپ خوب وقت پر پہونچے اس قحبہ کو مارئیے لائیے مجھے خنجر دیجیے کہ میں جہنم میں بھیجوں آپ اس کا اسباب جبتک لوٹیے اور آپ نہ آتے جب بھی سرداروں کو تو کوئی میرے ہوتے قتل نہ کر سکتا تھا چالاک نے کہا دشاق آج بغیر قتل کیے تجکو ہم باز نہ آئیں گے بختیارک کلمہ پڑھنے چالاک اسکی باتیں فریب آمیز سنکر گویا ہوا کہ ملک جی یہ خنجر لو اور ساحرہ کو قتل کرو اُسنے کہا بہت بہتر میں تو اس قحبہ کا سخت دشمن ہوں یہ کہکر اسیطرح کمند تو گردن میں پھنسی رہی اور یہ اٹھ کھڑا ہوا اور خنجر ہاتھ میں لیکر بڑھا مگر کہتا چلا کہ افسوس اسکی جان مفت گئی چالاک نے پھر دو تین لاتیں ماریں کہ کیوں لے بیٹھا یہ افسوس کیسا بختیارک تو لاتیں کھا کر پکارا کہ زہے سعادت یہ لاتیں نصیحت جان ناتواں ہیں چنانچہ یہ تو مسخراپن کرنے لگا مگر چالاک نے تامل مناسب سمجھا فوراً لالہ زار کو ذبح کر ڈالا بختیارک آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا کہتا تھا کہ ارے توبہ ہے توبہ کیا خنجر بران کی صفائی ہے سر اول ہی سے ڈھلتا ہے یہ تو اس گفتگو میں ہے کہ ساحرہ کے مرتے ہی غل و شور برپا ہوا سرداروں کے طوق ہی چھوٹ گئے اور چالاک نے دوڑ کر گلے پر بختیارک کے بھی خنجر رکھا اُسنے کہا اے مرشد میری کیا خطا ہے اُسے کہا کہ ساحر تیرے غل کرنے سے آگئے ہیں بس ہم آخر تو گرفتار ہو جائینگے بہتر یہ ہے کہ تجھے بھی

تحمل کرتے جائین یہ سنکر اُسنے کہا مجھے آپ باہر جانے دیجیے کیا مجال ساحر جو روکین اُسنے عہد لیکر اسکو چھوڑ دیا
وہ جو باہر نکلا ساحر جو غل سنکر دوڑے آئے تھے اُنسے کہا کہ ارے جلد اپنے اپنے بستر پر جاؤ یہاں وہ آفت
آئی ہے کہ سب مارے جاؤ گے ساحر فرط خوف سے علیحدہ ہوے سردار دنکو چالاک لیکر چلا اور بختیارک اپنے
خیمے مین اس عرصے مین ساحر شب کا تیغ صبح نے سر جدا کیا اور مہر تابان بہ شکل شمشیر بران ترک فلک کی کمر سے
آویزان ہوا

نظم

کھلا کچھ نور پیشانی سحر کا — دھواں ہلکا ہوا شب کے جگر کا
کہ مثل نقطہ باقی ہے سمٹ کر — موذن کہتے ہین اللہ اکبر

امیر بہ ادائے فریضہ رب قدیر مسجد کے پاس مین داخل تھے کہ سردار مع عیار آکر قدمبوس ہوے امیر نے سر اُنکا
سینے سے لگا لیا پھر بعد فراغ طاعت الہ بارگاہ مین تشریف فرما ہوے بادشاہ بھی اورنگ شہنشاہی پر جلوس
فرما تھے سرداران تمام جمع ہوتے جاتے تھے کہ یہ سردار رہائی یافتہ نذر گزرانتے ہین بادشاہ ہوے بادشاہ نے
ہر ایک کو خلعت حسب لیاقت دیا اور چالاک کو جلدو مین اس عیاری کے مالا مال کر دیا پھر ارباب نشاط
حاضر ہوے رقص کا سما بندھا دور شراب گلرنگ شروع ہوا یہان تو یہ کیفیت ہے اس جانب لقا بوجہ
اُٹھ آنے ساحرہ کے آرام پذیر ہوا تھا دم سحر بیدار ہو کر تخت نکبت پہ آکر بیٹھا تھا کہ بختیارک ناچتا ہوا اور
بکتا ہوا کہ ارے خداوند وہ تیری بندی گندی جہنم کی مہری مین دھکیلی ہو گئی اُنکو ہم بھی جل بسے تھے مگر رحم آگیا
جو چھوڑ گئے یہ کہکر سب حقیقت بیان کی لقا نے کہا ہمنے پہلے ہی تقدیر مرنیکی کر دی تھی کیونکہ وہ بدکار شہوت
پرست تھی اپنے یار کی محبت رکھتی تھی ہماری الفت اسکو ذرا بھی نہ تھی یہ کہکر حکم دیا کہ لاش اسکی ساحر خیمہ
سے اُٹھا کر سمت قلعہ گلفامیہ جائین حسب الحکم ساحر لاش لیکر روانہ ہوے اور سلیمان نے پھر نامہ مشتمل بر
شکایت عدم رسی مدد لقا کی طرف سے افراسیاب کو لکھا بدستور پہاڑ پہ سے پھینک دیا اس طرف
ساحر نالان و گریان قلعہ گلفامیہ مین مع لاش لالہ نار پہنچے شوہر اسکا سر پہ حکومت پہ ممکن تھا کہ لاش
ساحرون نے سامنے لا کر رکھدی گلفام نے تاج زمین پر دے مارا اور پکارا کہ ہائے میرا گھر تباہ ہو گیا افسوس
میرا پہلو اجڑ گیا میرا آرام خاک مین ملا اے میری رفیق بی بی انیس شب غم تو نے آخر محبت خوب ادا کی جانثاری
سیطرح کا حال مین نے سنکر درگذر کیا تھا لیکن فلک نے تجھکو آخر مجھ سے جدا کر دیا ارکان دولت نے اسکے
سمجھانا شروع کیا کہ حضور آپ صبر فرمایئے وہ بی بی بڑی نیک تھین کہ جو خداوند پر جاکر نثار ہو گئین اب اُنکی
بہشت مین سیر کرتی ہونگی کسکے ایسے نصیب ہین جو اسطرح کی موت ملے غرضکہ بعد جزع و فزع بسیار اُسنے
حکم دیا کہ لشکر جو ہمراہ آیا ہے اُسمین سے کچھ ساحر تھوڑی سی فوج برائے حفاظت قلعہ رہین اور جو فوج یہان موجود
تھی اور جو ہمراہ آئی ہے وہ سب تیار ہو کر میرے ساتھ چلے بنا بر حکم تیاری ہونے لگی اور اُسنے ایک عرضی
اس سب کیفیت کی شاہ جادوان کو لکھی یہ مضمون بھی اُسمین تھا کہ اب غلام آپکا لڑنے جاتا ہے یہ عرضی

ایک پتلا سحر کا لیکر افراسیاب پاس پہونچا شاہ طلسم نامہ لقا کا پڑھ رہا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی ساحر کو بہر
امداد خداوند بھیجے یہ عرضی جو آئی پڑھکر خوشنود ہوا کہ بہتر ہی اسکو جانیدو یہیں جواب لکھدیا کہ عرضی تمھاری
اشد عالے کے موافق مزین ہے تحفظ کرکے واپس ہر ندوید کا مرنا تمھاری معلوم کرکے مابدولت کو بھی افسوس ہوا تم پر مراعات
سلطانی مبذول رہیگی جاؤ اور خداوند کی مدد کرو یہ جواب تو پتلے کو دیا کہ وہ لیگیا اور ایک عرضی بجواب صحیفہ
خداوند اسکی مضمون یہ تھا کہ زہے غفلت اس بندۂ احقر کی نسبت اپنے خداوند کے پر کہ بار بار جس کی
شکایت خداوند فرماتے ہیں واقعی عین رحمت خداوند میرے حال زبون، فعال یہ ہی کہ کوئی غضب اس
بے اعتنائی کے عوض میں خداوند مجھپر نازل نہیں کرتے پس بموجب بیت شکر فیض تو چمن چون کند اے
ابر بہار ٭ کہ اگر خار و دگر گل ہمہ پرورده تست ٭ خداوند الہا رشیع بارگاہا میری غفلت پر نظر نہ کرنا میں
خطاوار ہوں اب شوہر لالہ نزار کہ ساحر زبردست ہی خدمت میں حاضر ہوکر مقابلہ بندگان خاطی کریگا
اور یہ بندہ تیر اور نہی عقب میں اُسکے بھیجے گا یہ عرضی ایک ساحر کے ہاتھ خداوند کے پاس بھیجی وہ عرضی
پاکر انتظار گلفام ہی میں بیٹھا اور اسطرف جب عرضی دختلی قلعہ گلفامیہ میں پہونچی وہ تو منتظر تھا ہی جواب
پاتے ہی تخت سحر پر سوار ہوا چوبیس ہزار ساحر ہمراہ لیے اور سولہ ہزار برائے حفاظت قلعہ میں چھوڑے
کیلیے کہ طلسم ہوشربا میں چالیس کنوئیں سحر کے ہیں انمیں سے ایک کنواں چاہ زمرد تھا کہ جسکا سیلا جلد اول میں
بیان ہوا چنانچہ ان کنوؤں سے بند چاہ اس قلعہ گلفامیہ کی بھی سرحدیں ہیں اور اس طلسم کی چالیس سرحدیں
ہیں اور چالیس دروازے بھی داخلہ طلسم کیلیے ہیں ایک دروازہ وہ ہی جدھر اسد ہی اور اس قلعہ گلفامیہ
میں تین دروازے ہیں ایک تو ادھر دروازہ ہی کہ طلسم آئینہ کے رہنے والے اگر طلسم ہوشربا میں جانا
چاہیں تو پہلے قلعہ گلفامیہ میں آئیں اور دوسرا دروازہ وہ ہی کہ نرگس کوہ کے رہنے والے ادھر سے
طلسم میں جا سکتے ہیں اور تیسرا دروازہ وہ ہی کہ عقیق کوہ کے ساکن اور جملہ کوہستان کے لوگ مثل کوہ
سرمہ قلعہ اندس وغیرہ کے اشخاص طلسم میں جا سکتے ہیں چنانچہ سپاہ بیکران اسلیے گلفام نے یہاں چھوڑی
کہ ان سرحدوں کی نگہبانی رہے جب یہ انتظام ہو چکا آپ بحشم و خدم کوچ کیا اور قلعہ سے نکل گیا
ایک منزل پہ آکر اترا ہنوز آگے نہ بڑھا تھا کہ اور ماجرا اسے تازہ سنیے یعنی عاشق روے شاہ اسلامیہ
ملکہ بہار رشح دونوں عیاروں نے جو طلسم کوکب سے چلی تھی اور اُس دروازے سے جو شمالی حد کا تھا جو جب
حکم عمرو ساحروں نے اسکو رخصت کیا تھا چنانچہ ملکہ مذکور سیر طلسم کی کرتی سرحد طلسم آئینہ میں آگئی اور
راہ اسکو نہ ملی کہ جس راہ سے پہلے آئی تھی طلسم آئینہ ٹوٹ چکا ہی اسوجہ سے اچھی طرح یاد نہ تھا اور بہار
اسطرف بعد مدت جو آئی تھی تو نہ پہچانا کہ یہ کون مقام ہی عیاروں سے کہا میں راستہ بھولکر نہیں معلوم
ندھر نکل آئی عیاروں نے کہا آپ تخت اتاریے تو ہم راہ کسی سے دریافت کریں اسنے تخت اتارا
عیار صورت بدلکر روانہ ہوے اور آیندہ روندہ سے حال پوچھکر پھر آئے کہا اے ملکہ یہ طلسم آئینہ ہی یہاں سے

ایک راہ نرگس کوہ کی ہے اور ایک راہ طلسم ہوشربا لیکن اول قلعہ گلگفامیہ ملیگا جو سرحد طلسم نور کا قلعہ ہے وہانسے چاہے طلسم
مین جائے چاہے کوہ عتیق لشکر اسلام مین جائے اب طلسم کو کب سے چلین تو آخر طلسم ہوشربا کیطرف آ نکلین بہار نے جو نام
لشکر اسلام سنا دوٹ کہا کشش کیسی صادق ہے جو اپنے عشق کا اثر حق ہے جو دور رہا ان تک خود بخود آنا ہوا وہ بھی ہونیکا
کا بہانہ ہوا اب یہ دیکھ ارمان نکالتی چلو ایک نظر دیکھتی بھالتی چلو یہ سوچ کر عیارون سے کہا کہ مجھکو زیارت امیر کا
کمال اشتیاق ہے و نیز تمسے بھی ایک مدت ہوئی کہ فراق ہے اگر مناسب سمجھو تو لشکر اسلام مین ہوتے چلو عیار حقیقت مین
فراق کشیدہ اپنے احباب و وطن سے تھے گویا ہوے کہ ای ملکہ بہتر ہے چلو اسنے کہا کہ سوار ہو کر روانہ ہو عیارون نے کہا بالفعل
چلنے مین سرحد دار الطلسم طلسم کے باہر نہ نکلنے دینگے لڑائی پڑ جائیگی بہتر یہ ہے کہ ہم دونون عیار یہی سے بیرون طلسم جائین
اور تم بزور سحر نکلو پھرتے وقت سمجھ لیا جائیگا بہار نے کہا اچھا اور عیارون کو رخصت کر دیا گئے برسکر قران نے برق
سے کہا تم اپنی راہ جاؤ مین اپنی راہ جاتا ہون چنانچہ یہ دونون بھی الگ الگ ہو گئے حال انکا بیان ہوگا وہ طالب دیدار اپنی
بہار جو چلے روانہ ہوئی کہیں سحر سے اڑکر چلتی کہیں حسب موقع پیادہ روی اختیار کرتی روانہ تھی دلمین جوش تمنا لب پر
حکایت عشق وصل کا مزا یاد دیتا کبھی کہتی کہ او نادان کہ دعویٰ ہے کیون اپنا دل پرائے بس مین دیتی ہے ابھی خیر ہے پھر آگے پرکی
سیر ہے جب محو حسن دلربا ہوگی اندروے چشم بیمار ہوگی بغیر شربت دیدار فائدہ نہوگا دل صید ناز ہوگا تو تیرون کا سا انداز
ہوگا ابر گیسو باران بلا برسائیگا سر اٹھانا مشکل ہوجائیگا کبھی تو اسطرح دلکو سمجھاتی اور گاہے اسطرح کی آرزو جتاتی کہ
جوان مرد دیکھو دل آیا ہے خراب نہ ہو کہ نگاہون مین جو غضب پیدا ہوے ہین رفتار مین جو ستم ہویدا ہوے ہین
کسی پر تو یہ جفا کی جائے جو چتون صاف ہون ناز و غمزے کیجے دل سے عاشق مہ ساف ہون شمشیر ابرو کے وار
کبتک خالی جائین آنکھین کیسکو گردش قسمت دکھائین عارض آرزوے بوسہ پڑھائین سینے کا ابھار کہانتک
سر در گریبان ہے ساقی یا کبتک پردہ مین پنہان ہے چھپاتیان ہے فانوس بزم محبت نہین ساقی یا کسی شب کو
شمع عریانی بنکر فروغ دہ انجمن الفت ہون کبھی دبیر ہجوم آرزو ہوتا تھا تنک زمانہ شباب کا لشکر دل سے قابو ہوتا تو
بیتابانہ یہ زبان پر لاتی کہ موجب

**ابیات**

| | |
|---|---|
| ہوئی مدت کہ جوشش نوجوانی | نہین آرام بخشش زندگانی |
| خدا جانے وہ وقت آئیگا کس دن | کہ روشن ہو تری شمع دل افروز |
| کہینگے جنکے سب گذرا ہے حال | کہ یہ ایذا اٹھائی ہے کئی سال |
| تجھے دیکھین گے خندان صورت گل | گلے لپٹین گے تیرے مثل بلبل |
| وہ بوسون کے چٹاخے جسکی آواز | دل عاشق پہ کرتی ہے اک ناز |

غرضکہ اسیطرح باتین دلسے کرتی جوش عشق سے آہ سرد بھرتی رفتہ رفتہ صحرائے ملک گلگفامیہ مین پہنچی اس دشت
سبزہ زار کو دیکھکر خیال سبزہ رخسار جانان آیا خضر آباد اس جنگل کا نام رکھا ہوس نے کہا اب یہین بستر لگاؤ
تفریح طبع نے جواب دیا کہ ہان ہان اچھا تو ہے ٹھہر جاؤ نگاہ شوق کا تقاضا تھا کہ رخسار معشوق کے بدلے دید گل

گرد و دامن گلہائے تمنا سے بھر و عشق کہتا تھا کہ جو اصل مین مزا ہو وہ نقل مین کہان جلد جلکر نظارہ روے دلبر کر دلیکن خستہ راہ بہت تھی عشق کو ضبط کرکے اسجگہ ٹھہر گئی اور از بسکہ سحر باغ و بہار کا کرتی ہر جدھر اسکی نگاہ اٹھ گئی گلو نین جان تازہ پڑ گئی نہر جو بسان طبع روان عاشق جاری آہ سرد سے مشابہ باد بہاری مرہم زخم دل سودہ سبزہ زنگاری اسنے اس جنگل کو تادیر نگاہ آرزو سے دیکھا اور صحبت محبوب کو یاد کیا کہ کبھی ہم بھی گلستان انجمن مین تیرے گلہائے عشرت چنین گے بسان خار دامن سے الجھینگے یا برنگ گل گلے کا ہار بنین گے افسانہ ہمارا بلبل کا ترانہ ہوگا گوش گل کو سماعت کا بہانہ ہوگا

نظم

گریبان چاک ہونگے صورت گل　حذر مانگیں گے اقصد بے تامل
ہوس کیسی ہے بجرا اڑین وہی جوش　مزے دین روح کو کھوے ہوے ہوش
دم رخصت ہے اپنی زندگی کا　نکل جائے کوئی ارمان تو جی کا
فراق یار مین بیتاب ہو لین　تمنا ہے تصدق ہو کے رو لین
لبون پر نالہ کرے جوش فریاد　محبت یہ تو کرے خانہ آباد

اسی سودے سے جوش الفت مین دربار تک پہونچنے کا سامان ہوا یعنی ہوائے محبت نے کار نسیم سحر کیا آہ سرد نے دماغ مین خنکی پہونچائی یہ تختہ سنگ پر سر رکھکر سو گئی اس صحرا مین جو ساحر کہ بطور محافظون کے رہتے تھے انھون نے اسکو پہچانا از بسکہ معشوقہ شاہ طلسم اور بہن حیرت کی ہر اور نیز ساحرہ زبردست ہر کسیکو اسپر ہاتھ ڈالنے کا یارا نہوا سوائے اسکے کہ طائر بنکر اڑے اور گلفام منزل بحر پر قلعہ سے نکلکر اترا ہوا تھا اسکے سامنے آئے بشکل انسان ہوکر اسطرح تسلیم کرکے بعد عادی کہ بیت رہے تک برباد تیرا ادام + بنائے تجھے تیرا دشمن غلام ملکہ بہار ذی وقار فلان صحرا مین یکہ و تنہا بے یار و مددگار آکر سو رہی ہر نہین معلوم کس دکھ مین گرفتار ہو رہی ہے گلفام یہ خبر سنکر ہنسا اور کہا مجھکو خبر پہونچی ہر کہ یہ ملکہ شریک باغیان بادشاہ طلسم ہر یہ اسی سرکشی کا نتیجہ ہر جو ماری ماری پھرتی ہر اسکو گرفتار کرنا چاہیے کہ خداوند کو نذر دینا لازم ہر کیا عجب ہر کہ تیری بی بی اسکے عوض مین خداوند عطا کرین یہ کہکر کئی ہزار چیدہ روزگار ساحر ہمراہ لیکر چڑھ دوڑا اور صحرا کا محاصرہ کرکے مع چند ساحرو نکے بڑھ آگے بڑھا اس فتنہ پرداز عالم کو سوتے پایا کہ جوانی کی نیند مین غافل پڑی ہی شمع رخسار کو دے رہی ہر چادر حسن دور باش کہتا ہر سایہ اس پر پکا پہرہ دیتا ہر کلیان گلو کی جیب مین کرچھنے سے آنکھ نہ کھلجائے گل ہنستے نہین کہ نیند مین اس گل کی فرق نہ آجائے ادصبا دبے پاؤن چلتی ہر کنیز کی طرح پنکھا جھلتی ہر شب زلف کی رخسار سحر پر چڑھائی ہر نہین نہین شام غربت صبح وطن کو بیٹھی آئی ہر شبنمی ڈوپٹے کی آڑ مین سینہ کا ابھار شکم کی صفائی پائجامہ کے پائچونکا کھلجانا اور پنڈلی کا اونچا ہونا انہین پائجامے کی چڑیون کا جوبن نامرد صد سالہ کو شہوت پرستی سکھاتا تھا اور مردونکا تو یقین ہر کہ میرے بیان پر اور ہی رنگ ہو جائیگا گلفام اس گل پر برنگ بلبل ہزار جان سے شیدا ہوا اور ساحرون نے اس کے حکم سے سوتے ہی مین سحر پڑھکر دست و پا اسکے بیکار کر دیے پھر پاس جاکر زبانین سوتے دیتا چاہا آنکھ اسکی کھلی ان موذیونکو

دیکھکر چاہا کہ سحر پڑھے سحر یاد نہ آیا گھبرا کر پکاری کہ لے بچاؤ یہ دغا کرنا کیا اگر مرد ہو تو ہوشیار کر کے لڑو گلفام نے کہا تو کلام
ہو تیری یہی سزا ہے مین پاس خداوند کے تجھے لیجاؤنگا بی بی میری مرگئی ہے اُسنے مجھکو مانگ کر بی بی اپنی بناؤنگا اُسنے جو یہ کلام
سنا دلمین سمجھی کہ دیار معشوق مین بغیر گرفتار ہوے جانا نملیگا یہ سمجھکر بولی کہ اے گلفام تو مجھکو خداوند پاس نہ لیجا ورنہ
بہت پچھتائیگا مدعاے دل نہ بر آئیگا اُسنے نہ مانا اور اس گنجینۂ حسن کو سحر سے بیہوش کرکے ایک صندوق مین بند
کیا اور لشکر مین لاکر حکم کوچ کا دیا چوبیس ہزار ساحر طائران سحر پر سوار ہو کر چلے دُم مرغونا قوس بجنے لگا گلفام نے
ایک اژدر پر صندوق بار کر لیا اور تخت پہ سوار ہو کر اڑا طائران سحر سے روے ہوا کالا تھا انتشاری سے دل
روزگار مین چھالا تھا مختصر یہ کہ بعد قطع مسافت راہ طلسم سے نکلکر قریب لشکر **لقا** پہونچا راہ مین جہان کہین
ٹھہرتا **بہار** کو صندوق سے نکالکر سحر خوب سا کہکے سوزن دور کرتا اور کھلا پلا دیتا اسیطرح جب کوہ عقیق مین پہونچا
یہان اُسکے آنیکی خبر نامۂ بادشاہ طلسم سے پہلے ہی ہو چکی تھی آمد لشکر ساحران کی علامت دیکھکر سرداران **لقا**
بہر استقبال آئے لشکر مقام بہتر پر اُترا اور یہ خود بارگاہ مین آیا **لقا** کو سجدہ کیا خلعت خداوندی نے دیا خلعت
پہنکر اپنی بی بی کے مقام پر بیٹھا **بختیارک** نے کہا اس جگہ نہ بیٹھو کہ سزاوار نہین ہے بی بی تمہاری یہین بیٹھی تھین
یہ بی بی کا نام سنکر رونے لگا ساتھ ہی **بختیارک** اس سے زیادہ رونے لگا اور کہتا تھا کہ تم تو اپنی زوجہ سے قریب
ہو کہ جا کر ملوگے مگر ہمسے بی بی بھی تمہاری جدا ہوئین اور تم بھی چھوٹے یہ کلمات سنکر وہ رونا بھی بھولا اور کہا ملک جی
تم تو ایسی باتین کرتے ہو گویا مین بھی مارا جاؤنگا اُسنے کہا آمین کچھ شک بھی ہے بس اب کچھ دیر کے تم مہمان ہو مرشد نا
آسلے اور تم جہنم مین گئے اُسنے ہنسکر کہا کہ تمہین حول سما گئی ہے تمہین آیا تھا کہ ایک آدھ روز ٹھہر کر مقابلہ کرتا
مگر نہین اب کل ہی سب مسلمانونکا خاتمہ کر دونگا شیطان بولا کہ آپ ایسے ہی ہین یہ کہیے کہ مرنیکو جی جلدی
چاہتا ہے وہ تم کہا کرو اجل جلدی کرتی ہے شکل چلی آتی ہے کہ موت بھر بھراتی ہے اسبات نے زیادہ تر اسکو غصہ
آیا اور اسیوقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے **لقا** نے کہا کہ اے بندۂ قدرت فیلطان کا کام ورغلانا ہے اسکے کہنے کا
بُرا نہ ماننا ہم تجکو اپنا نظر کردہ کرتے ہین اور سب مسلمانون کا خون تیری تلوار مین بھرتے ہین تو سبکو ماریگا اور کوئی
مسلمان تجھے قتل نہ کر سکیگا ارشاد خداوند سنکر یہ بہت شاد ہوا اور زیادہ تر اُسکا حوصلہ کیا خلاصہ یہ کہ جب
قتال الحسان کم ظرف مہر تابان سر پر فلک نے اترا اور مزاج ساحرۂ شب نے خاطرداری عالم سے سوا پایا کہ **نظم**۔

| | |
|---|---|
| کہ عمر روز نے انجام پایا | تبسم زا مزاج شام آیا |
| جھکی ہر سمت شام سوسنی رنگ | ہوے ٹھنڈے طپش سے کوہ مین سنگ |

شام ہوتے ہی صداے نقارۂ حربی بلند ہوئی جاسوس لشکر اسلام خبر لیکر حاضر دربار شاہ ذوالکرام ہوے
زمین ادب کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ **بیت** کہا شاہا فدا ہم لاکھ جان سے ہون بجا تعریف کیا لا مین زبان سے
شہر لالہ زار **گلفام** تاجدار نام ایک ساحر بد انجام نے اگر ارادہ نبرد کیا ہے لشکر حریف مین طبل جنگ بجا
ہے بادشاہ نے یہ خبر سنکر **امیر** کیجانب اشارہ کیا امیر نے حکم نواخت نقارہ زری دیا طبل حشامی دکوس سکندری

الحاصل بعد ترتیب صفوف لشکر گلفام بد انجام لقا سے اجازت لیکر وسط میدان میں آیا اور سحر سازی
دکھا کر پکارا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جنھوں نے میری بی بی سے مقابلہ کیا تھا اسکے ہاتھ سے اگر بچگئے تو اب پیدا ہوا
ہو بار آئیں سامنے یہ میدان کارزار ہے یہ نقیب سنتے ہی سب سے پہلے فولاد نے گھوڑا صف سے نکالا اور
بادشاہ سے رخصت خواہ ہوکر بزبان شیر غضنفر آکر سامنے آیا گلفام نے اسکو آتے دیکھا ایک ناریل جھولی سے
نکالکر زمین پر مارا کہ زمین سے دھواں نکلا اور یکجا جمع ہوکر گھوڑا مشکی رنگ بنگیا یہ اُسی گھوڑے پر سوار ہوکر
مقابل فولاد ہوا اس بہادر نے حربہ طلب کیا یہ اپنی کمر سے وہی رسی بالونکی لپیٹے تھا کمر سے کھولا سحر پڑھکر مثل
کمند فولاد پر ماری اُسنے ہرچند تلوار خنجر وغیرہ سے حلقہٴ رسن کو وغیرہ کاٹنا لیکن وہ کٹ نہ سکے اور یہ کھنچکر گھوڑے
سے گرا گلفام نے باندھکر ساحرون کے سپرد کیا اور پھر شور مبارز طلبی بلند کیا اب کی مرتبہ تور روح لشکر اسلام سے
بہ شوکت و صولت نکلکر حسب ارشاد بادشاہ اُسکے سامنے آکر طالب جنگ ہوا اسنے وہی رسی اسپر بھی پھینکی کہ
شہزادے کے ہاتھ پاؤنمیں وہ رسن لپٹ گئی اور یہ بھی بندھکر گھوڑے سے گرے ساحر گرفتار کرکے لیگئے اسنے
پھر نقیب دی اب کی مرتبہ دست راست کی تمام صف کے علم جلوہ گری پر آئے اور جانشین حمزہ یعنی داماد ہند
لندھور بن سعدان نے فیل اپنا آگے بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر فیل سے کود کر عرض کیا کہ
جان نثاری کا حکم ظل اللہ نے نسبت اس کمترین کے شرف نفاذ پائے بادشاہ نے فرمایا کہ ای جہان پہلوان
تمنے کیوں تکلیف فرمائی اور لازم کیا نہ تھا اسنے عرض کیا کہ اب تو یہ غلام اپنے مقام سے آگے بڑھا اگر باز رہے
میدان کی تو ملیگی تو آبرو کچھ نہیں کیا خاک ہیگی ہر دریاے لشکر موجزن ہیں آبرو میری نگھٹائیے لڑنے سے نہ
بچائیے بادشاہ نے اسکو خلعت دیکر سپرد خدا کیا یہ بہادر فیل پر بیٹھکر روانہ ہوا اور سامنے ساحر کے
پہونچا اور تبرکات جناب شیث پیغمبر اپنے جسم پر آراستہ کیے تھا جب اُسنے بوقت طلب ضرب [illegible]
اسنے دعاے صحیفہٴ ابراہیمی دم کی رسن کے حلقے ببرکت دعا و تبرکات انبیا علیہم السلام [illegible]
گرز اٹھاکر چلا فیل اُسکا گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا گلفام نے گھبرا کر سحر پڑھا اک بھیڑ دھواں زمین سے [illegible]
اس دھوئیں میں چھپکر بیہوش ہوگیا اُسنے پھر سحر پڑھا کہ ایک پنجہ تک [illegible] آیا اور اسی تاریکی میں لندھور کو [illegible]
میں لیگیا جب وہ اندھیرا دور ہوا سب نے دیکھا کہ لندھور پشت فیل پر نہیں ہے الیاس ہندی [illegible] فیل [illegible] لشکر اسلام
میں پھیلایا اس اثنا میں بختیارک نے عیار کو بھیجکر کہلا بھیجا کہ اے گلفام سرداران اسلام کو [illegible]
بیکار ہوگے حمزہ مقابلہ میں آئیگا [illegible] باطل [illegible] نہ پڑیگا یہ سنکر [illegible] نقیب [illegible]
اسلام کو نقیب دی اور اسطرف سے دست راست [illegible] نے یکے بعد دیگرے نکلنا شروع کیا لیکن جو آیا
ہوا شام تک سراسر سرداران عالی وقار گرفتار ہوے جب وہ وقت آیا کہ عروس شام [illegible]
زندان خانہٴ غرب میں اسیر ہوا اور پیکر ساحرہ شب [illegible]

| ہوا آنکھوں سے [illegible] شام نزدیک | اٹھا مغرب سے کچھ کچھ دود تاریک |
| --- | --- |

| تھکے اعضا دلون سے چاہی آرام | اٹھین آنکھین نظر آنے لگی شام |
|---|---|

شام کو لشکر و نمین طبل بازگشت پر چوب پڑی شاہ کینہ خواہ پھر کر داخل بارگاہ ہوئے فوج بھی آسودہ ہوئی
گلفام جب دربار مین آیا بختیارک نے کہا آج تمنے چشم بد دور بڑا معرکہ مارا کہو سردارونکو کہان قید کیا
اُسنے کہا ملک جی مین سردارنکو ابھی تو ایک خیمہ مین قید کر آیا ہون لیکن زیادہ اسیر نہ رکھونگا قتل کر ڈالونگا
بختیارک نے کہا عقلمند کی دور بلا تمین سمجھا ناکیا یہی میری بھی راے ہے اُسنے کہا ایک مقابلہ کرکے اور
تھوڑے سے سردار اسیر کرلون تو قتل کردون بختیارک نے کہا اگر یہ منظور ہے تو میری صلاح پر چلو وہ یہ ہے کہ تم آج
کہین چھپ رہو کسی عیار کے ہاتھ نہ آؤ اور مین طبل جنگ بجواتا ہون صبح کو نکلکر مقابلہ کرکے سردارونکو گرفتار
کرو دشمن کو مہلت دینا نہ چاہیے ایسا نہو کہ کچھ اور سامان ہو جائے ساحر کو اسکا کہنا پسند آیا اور اُٹھکر مخفی ہونے
چلا مگر حکم نواخت طبل دیتا گیا چنانچہ چالاک و ابوالفتح بہ اشکال مختلف یہان حاضر تھے جب یہ پوشیدہ ہونے
چلا وہ عیار بھی ساتھ ہوے اور گلفام بارگاہ سے نکلکر اپنی بارگاہ مین آیا عیار پشت بارگاہ پر آئے اور
قنات مین چھپکر ایک سوراخ برابر سوزن کرکے دیکھنے لگے کہ یہ ساحر دیکھین کیا کرتا ہے غرضکہ دیکھا اس نے آکر
پہلے شراب پی پھر کھانا کھایا بعد انفراغ اکل و شرب مسہری جو اُسکے سونے کیلیے لگی تھی اسکے نیچے چلا گیا اور
پھر نہ معلوم ہوا کہ کہان ہے یہ دیکھکر دونون عیار مشورہ پذیر ہوے کہ ہم مین سے ایک قنات چاک کرکے اندر
بارگاہ کے جائے جب اسکو گرفتار کرنیکے لیے گلفام مسہری کے نیچے سے آئے تو دوسرا صورت بدلکر آجائے
اور کچھ باتین مکر آمیز کرکے اُسکے منھ پر حباب بیہوشی لگا گئے اور بیہوش کرکے راہ جہنم دکھائے یہ صلاح پسند کرکے
ابوالفتح نے قنات کو چاک کیا اور ازبسکہ گلفام خوف عیاران سے ہراچوکی نہ رکھتا تھا خیمہ بالکل اکیلا تھا
یہ بخوف و خطر آیا دیکھا کہ شمعہاے زرنگار فروزان ہین سامان راحت مہیا ہے لیکن گلفام کا پتہ نہین لہٰذا
مسہری کے قریب جاکر اُسکے نیچے جھانکا کسیکو نہ پایا ناچار ہوکر پھر باہر آیا اور صورت بختیارک کی بنکر اندر گیا
اور پکارا کہ اے گلفام کہان ہو جلد آؤ ہر چند اُسنے پکارا مگر کسی نے جواب دیا اور نہ کوئی متعرض حال اُسکا
ہوا یہ پھر باہر آیا اور چالاک سے کہا اب کیا کرین اُسنے کہا امر مجبوری ہے رات بھر اسی بارگاہ کے گرد ہم بھی رہین اگر
موقع ملا تو مارینگے ورنہ جو منظور خدا یہ کہکر دونون اسی فکر مین پھرنے لگے اور طبل جنگ کا بجنا ہلکارون سے بادشاہ
اسلامیان نے جو سنا نقارہ رزم اپنے یہان بھی بجوایا اور شب کا دربار معاف کرکے داخل شبستان ہوے
لشکری کارسازی آلات جنگ مین مصروف تھے آج بسبب گرفتاری سرداران لشکریان اسلام بیدل
تھے اُنکے دل بڑھانیکو چارسو نقیب بآواز سے نقابت کر رہے تھے یہ نعرے بھر رہے تھے کہ ہان لے
بہادرو یہ معرکہ جو کل درپیش ہے بیکار سب پس و پیش ہے تلوار کے آگے ساحر وغیرہ سب یکسان ہے مثل مشہور
ہے کہ مار کے آگے بھوت بھاگتا ہے جو دلاور ہین وہ اپنا وار کرینگے دشمن کو تہ تیغ خونخوار کرینگے جو نامرد و
کم اصل ہین وہ پیٹھ دکھائینگے جوہر رزالت اُنکے کھلجائینگے کہ بمقتضاے ابیات

پیا ہے جسنے جسنے شیر مادر | وہ عزت پائے گا مر کر مقرر
کنیزک زادہ منھ پھیرے گا ہر بار | بہت تڑپے گا مثل نبض بیمار

اس صدائے ترغیب جنگ سے بہادر جوش شجاعت مین آکر جھومتے تھے شب رزم کو شمع ہائے تیغ سے بہر نثار پروانہ ہائے جان روشن کر دیا تھا دل سے ارادہ تھا کہ دنکو کہین یہ اندھیر نہو کر آفتاب شجاعت گہن مین آئے نام کی روشنی تاریکی شب ناموری سے مبدل نہو جائے اسی فکر مین کہین جوشن صاف ہوتی تھین کہین ڈھالین بہر مصاف ہوتی تھین تیرونکو کبیدہ خاطری دشمن کی نسبت سکھائی تھین زبان پیکان زہر اگلنے پر تیار وہ تیزی اسکو بتائی تھی گرز کلہ شکنی پر آمادہ نیزے سینون پر طعن کرنیکو استادہ تیغ باران ہلاکی میغ خنجرون کو جان لینے مین کیا دریغ تمام لشکر شب بھر جانبین کا اسیطرح سرگرم کار تھا دم سحر موت کا گرم بازار تھا آخر شب بسان طرہ کج بازان پھر گئی و مثل نامہ نیک بہادران روز روشن ہوا طالب جنگ دشمن سے دشمن ہوا

نظم

چو خورشید از چرخ گردندہ سر | بر آورد برسان زرین سپر
دو لشکر بر آمد ز یک رہ بجاے | نہ سر بود پیدا سپہ را نہ پاے
بر آمد یکے ابر برسان قیر | سیہ گشت بر چرخ بہرام پیر
بر آمد ز ہر دو سپہ بوق کوس | زمین کرد با آسمان دست بوس
ز نعل ستوران بولاد سلے | زمین چون فلک خواست نقش جاے
سر نوک نیزہ ستارہ ببرد | سر تیغ تاب از شرارہ ببرد

امیر کشور گیر بعد فراغ اطاعت رب قدیر شاہ گردون سریر کو قلب لشکر مین لیکر میدان مصاف مین آکر جاگیر ہوئے اسطرف عیار عیاری کی تدبیر کرتے رہے لیکن پتہ ساحر شریر کا نہ پایا صبح کو پشت بارگاہ سے پھر جھانک کر دیکھا تو گلفام بد انجام اسی سہری کے نیچے سے نکلا اور فوج ساحران لیکر وارد دشت قتال ہوا دونون لشکر جب آچکے زمین بیلدارون نے ہموار و برابر کی آبشار سقون نے ایسا کیا کہ ظاہری گرد و غبار بٹھا دیا لیکن دلونکے غبار و گرد کدورت خاطر آب شمشیر برس کر مٹائیگا غرضکہ جب صفین جم چکین گلفام نے مرکب دودی مثل دود از دل زمین سے پیدا کرکے سواری لی اور آگے بڑھکر بموجب خواہش تختیارک نیبی کہ یا حمزہ صاحبقران آج مین آپ سے طالب نبرد نہین ہون بلکہ آپکے سردارون سے لڑنا چاہتا ہون جسکا جی چاہے وہ آئے آخر اور بھی تو سب دعوے بہادری کا رکھتے ہین کچھ آپ ہی اکیلے لڑنیوالے نہین ہا یہ دیکھا ہے کہ یہ سب سردار صرف جلوس مین اپنا میلا دکھلانے کیلیے جمع کر لیا ہے لڑنے والا کوئی نہین صرف آپ ہی کی ذات والا ہے اگر یہ امر واقعی ہے تو آج مین پھرا جاتا ہون کل آپ سے اگر دلقا کی ہوگی تو لڑونگا یہ صدا جب بہادرون نے سنی فرط غیرت سے کانپنے لگے اور امیر نے اشارہ کیا کہ کچھ سوارون نے گھوڑے بڑھا کر اسکے کلام کا جواب دیا کہ جیسا تو نے کہا ادھر سے بھی ویسا ہی عمل مین آئیگا سوائے سردارونکے امیر

تجھ سے مقابلہ نہ کرینگے اور اگر تو ساحر ہوتا تو یہ سردار کچھ کر تیرے لیے نہ تھے فی الجملہ آئین اسلامیان یہی ہے
کہ حریف جس طرح لڑے یہ لوگ وہی طریقہ اسکے ساتھ ختم کرتے ہین خلاف شجاعت قدم نہین دھرتے اسنے یہ کلمات
سنکر کہا کہ اچھا پھر جسکا جی چاہے وہ آئے یہ کہتے ہی دست چپ شہزادۂ قاسم نے مرکب زہرہ جبین سلیمانی کو
اڑایا لشکری پیادہ ہوے بادشاہ نے ہنگام اجازت وہی خلعت دیا شہزادہ اسکے مقابل آیا اور پکارا کہ او
خیرہ سر لے ضرب مردان عالم اسنے وہی رسی بطور کمند شاہزادے پر ماری کہ دست و پا مین آکر لپٹی ہر چند انھون
نے چاقو اسکے کاٹنا چاہا وہ نہ ٹوٹ سکے ننگے اسنے رسی کھینچی یہ بھی گھوڑے سے گر کر گرفتار ہوے پھر اسنے
مبارز طلب کیا آج دست چپ والے نہین تا شام بندھ گئے ایک کے بعد دوسرا سردار جانے لگا اور اس حیلہ ساز کے رسن
سحر مین قید ہوتا تھا اشتلم مشہور ہے کہ حرامزادے کی رسی دراز آخر اسنے دو سو سردار رسن سحر سے باندھے
اہل اسلام جب مقابلہ کو نکلتے دامن ہمت حبل المتین کہکر مضبوط باندھتے غرضکہ جب کمند کہکشان نے پہلوان
روز کو اسیر کیا اور خط ابیض سے خط اسود پیدا ہوا کہ بیت جبین شام بھول ہر طرف سے توپچی چلے شتاق
اپنی اپنی سمت سے زیر سر شام لشکر دونین طبل بازگشت بجا اہل اسلام کیطرف سے دلاور پکارے کہ اے گلفام
تمہاری شرط ہو چکی اب کل صاحبقران ہونگا مقابلہ کرینگے اسنے یہ نہیب سنکر جواب دیا کہ مین خود
سوائے امیر کے اور کسی سے کل نہ لڑونگا یہ کہکر مراجعت کی لشکرون نے کمر کھولی لقا نے بڑی دھوم سے
جشن کیا گلفام کو خلعت فاخرہ دیا اور کہا اے نظر کردہ من بعد فتح مین تجکو طرہ پیغمبری دونگا اور
تجھے حور بہ جنت عوض مین تیری زوجہ کے عنایت کرونگا اسنے یہ کلمات کمبخت خداوند سے سنکر سجدہ کیا
اور مشغول عشرت ہوا شراب کا دور چلنے لگا اس عرصہ مین بختیارک نے یاد دلایا کہ تم نے قتل کرنیکا سردارون
کا وعدہ کیا تھا پھر کیون تامل کرتے ہو اسنے کہا مالک جی اب کل حمزہ سے مقابلہ ٹھہرا ہے اسکو بھی گرفتار
کرلون تو سبکا فیصلہ کرون بختیارک نے کہا اب تم بھی اورونکی طرح سب کے گرفتار کرنیکا حوصلہ کرنے لگے
اور بالفرض یہ بھی سہی تو حمزہ کا گرفتار کرنا کچھ آسان ہے وہ مالک اسم اعظم ہین کل کا دن تمہارے لیے قیامت
کا ہے ضرور مارے جاؤگے ورنہ کوئی فکر کرو گلفام نے کہا آپکا فرمانا بجا ہے مین فکر کرتا ہون اور بیٹھے بیٹھے
غائب ہوگیا اب لشکر اسلام کی کیفیت سنیے کہ جب بادشاہ عالیجاہ بارگاہ مین تشریف لائے فرمایا کہ
لشکرون بھر کا خستہ و شکستہ ہے دربار برخاست اگر لشکر مخالف مین طبل جنگ بجے تو یا امیر آپ بھی
نقارے کے بجنے کا حکم دیجیے گا میرے حکم کا راستہ نہ دیکھیے گا یہ فرما کر داخل شبستان ہوے لشکر مین چالاک
نے طلایہ کا گشت لگایا پہرے کی چوکیان قائم کین سردار اپنے اپنے عیارون کو بحفاظت تاکید پذیر ہونے
جب سب بند و بست ہوچکا زنگی بجنے لگا بیدار باش ناظر باش کی صدا بلند ہوئی اسوقت جب
کچھ اندیشہ نہ رہا چالاک مع چند عیارون کے فکر مین ساحر کو گرفتار کرنیکے روانہ ہوا جب لشکر ساحران مین
پہونچا گلفام جو بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا تھا اپنے [illegible] کنارے [illegible] کرکے اور چاہتا تھا کہ لشکر اسلام مین جائے

چنانچہ اُسنے چالاک کو دیکھا چاہا کہ اُسکو گرفتار کرے پھر سوچ کہ عیاروں نے ابھی نہ ہو تو اصل مطلب کیطرف توجہ رکھو جب سردار قید ہو جائینگے اُسوقت عیار آپ ہی زیر ہونگے یہ سوچ پھر وہانسے غائب ہو گیا اور لشکر مین حریف کے جانیکا یہی حیلہ ہاتھ آیا کہ عیار تیری فکر مین آئے مین تو نئی صورت بنکر اُنکے لشکر مین چلا دو جو کرنا ہو وہ کام کر بس یہی کیا کہ سحر کے زور سے صورت اپنی مثل صورت چالاک بنائی اور لشکر اسلام کی راہ لی یہان جب دربار برخاست ہوا امیر بعد ادائے نماز شب داخل مسجد کے بیٹھ ہوئے اور نماز پڑھکر بعد آرام جانب محل مہر نگار تاجدار جاتے تھے کہ اس نے آکر سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ غلام لشکر مخالف مین گیا تھا گلفام نے ارادہ اسم اعظم بھلانیکا کیا ہے اور آپ پر سحر کررہا ہے بس مین چاہتا ہون کہ آپ اسم اعظم پڑھیین کہ سحر تاثیر نہ کرے امیر نے سوچا کہ سچ ہے اسم اعظم ورد زبان فرمایا یہ پیچھے امیر کے کھڑا ہوا رہا جب آپ پڑھ چکے اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ جو اُنھون نے پڑھا ہے وہ اُنکو اب یاد نہ آئے جناب امیر بھی تو اسمائے الٰہی پڑھ چکے تھے اور جست کر آگے بڑھ کے چلے گئے لیکن دور جا کر طبیعت کو گرانی ہوئی اور دل گھبرایا اب جو اسم اعظم پڑھا یاد نہ آیا نسیان طاری ہوا محل مین جانا موقوف رکھا پھر کر بارگاہ مین آئے اور مصروف تلاوت صحیفہ ابراہیمی ہوئے گلفام جب سحر کر چکا وہین سے غائب ہو گیا اور اپنے لشکر مین آیا یہان صورت بدلکر پہلے عیار بارگاہ لقا مین گئے گلفام کو نہ پایا وہانسے خیمہ کی طرف اُسکے چلے وہان بھی سناٹا دیکھا پشت خیمہ پر جا کر شگاف دیا اول جھانکا کسیکو نہ دیکھا سمجھے کہ کل کیطرح آج بھی غائب ہے یہ سمجھکر باہم صلاح کی کہ یہ اسطرح نہ جینے گا کل جب وہ دربار مین بیٹھے یا میدان نبرد مین بہر جنگ آئے اُسوقت کوئی دھوکا دینا چاہیے بس یہ تجویز کر کے صحرا مین اُسی کے لیے عیاری سوچنے چلے گئے اور گلفام جب لشکر مین آیا پہلے بختیارک پاس پہونچکر حال کہا کہ مین اپنا کام کر آیا اُسنے کہا اب رات زیادہ گئی ہے تم جا کر چھپ رہو اور کل جسطرح پوشیدہ رہے تھے آج بھی وہی صورت کرنا تم نے خوب کیا جو عیار سنکے گرفتار کرنیکو ظاہر ہوے نہین آفت مین پھنستے فی الحال صبح کو ظاہر ہو کر طبل یورش بجوانا اور لشکر اسلام پر چڑھ دوڑنا اہل اسلام کسی وقت لڑنے سے بند نہین جب کوئی اُنسے لڑے وہ موجود ہو جاتے ہین اُسنے کہا ملک جی جیسا تم کہتے ہو وہی کرونگا یہ کہکر اپنی بارگاہ مین پہونچکر مسہری کے نیچے چلا گیا یہ تو اسطرح مختفی ہوا لیکن حال نیرنگ طرازی منشی بدائع نگار قدرت ملاحظہ فرمایئے یعنی لشکر مین امیر اگر رہتے تو ضرور اُسکے سحر مین مبتلا ہوتے اور سرداران اسلام یقین تھا کہ قتل ہو جاتے مگر جناب احدیت کی مشیت و حکمت بالغہ مین اسطرح گذرا کہ امیر ذلت سے بچین اُسکا یہ سبب پیدا ہوا کہ بیت مسبب کے اسباب دیکھو ذرا کہ قدرت مین ہی اسکی کیا کیا دھرا ہے اس کوہستان مین جابجا قلعہ جات مثل کوہ شقیق کے ہین اور وہانکے حاکم کوہی ہین جیسا کہ اکثر ذکر بہزاد و ناصر وغیرہ کیا گیا ہے اسیطرح ایک پہاڑ ہے کہ نام اُس پہاڑ کا گلگون ہے اور دامن کوہ مین ایک ملک آباد ہے اُسکا نام قلعہ گلگونہ ہے مالک اُس قلعہ کا ایک کوہی ہے کہ اسکو شوق عیاری سے بہت ہے اپنے قلعہ مین عیارونکو آباد کیا ہے اور مدتون عیاری سیکھنے مین عمر ضائع کی ہے اب وہ اس فن مین مہارت حاصل ہوئی ہے کہ بارہ سو عیار شاگرد اُسکے ہین اور یہ ارادہ اُسکا ہوا ہے کہ عمرو عیار سے مین مقابلہ کرونگا اور ہمیشہ انتظار رکھتا ہے

کہ عمرو طلسم سے آئے تو خدمت خداوند مین جاکر عمرو سے مقابلہ کرون چنانچہ بہت عرصہ عمرو کو جب ہوا اُسنے صلاح
کی عمرو تو نہین آیا اور مین اگر خدمت خداوند مین نہ گیا تو سعادت زیارت سے محروم رہا اور اگر جاتا ہون تو کیا خالی ہاتھ
جاؤن کچھ نذر ضرور دینا چاہیے اسکے رفیقون نے عرض کی کہ خداوند کی نذر کے لائق یا تو عمرو تھا اور بعد اسکے سردار
لشکر مومنان حمزہ صاحبقران مین انکو گرفتار کر لائیے اور یہان سے باطمینان کوچ فرمائیے پہلے سے کوچ نہ کیجیے
مبادا حمزہ ہاتھ نہ آیا تو جان بیکار ہو جائیگا یہ رائے اسکو پسند آئی اور لگا کر قنطورہ زریفتی اور پیتا بہ عقرلاتی ہیکل
تاحق سے چست و چالاک ہوکر جانب لشکر اسلام قطرہ زن ہوا نام اس عیار کا گلگون تیز رفتار ہے غرضکہ بعد
قطع منازل اُس شب کو لشکر ظفر پیکر اسلامیان مین پہونچا کہ جس رات کو اسم اعظم امیر نے فراموش فرمایا ہے یہ ہم
ہمت فکر عیاری مین مصروف ہے کہ وہان مہر گہر تاجدار نے یہ حال سنا کہ امیر یا تو ہمیشہ میرے یہان تشریف لاتے
تھے ترتیب بارگاہ ہو چکی تھے کہ یکایک پھر گئے نہین معلوم کچھ ناراض ہوے یا مزاج مبارک خدانخواستہ کچھ
ناساز ہوا بس ملکہ موصوفہ کو فکر لاحق ہوئی یہ ملکہ بیٹی نوشیروان کی اور مہر نگار جو پہلی بی بی امیر کی تھین انکی بہن ہے
اور بسبب مرجانے مہر نگار کے امیر بہت پیار کرتے ہین اور خالہ قباد شہریار کی جو مرچکے ہین اور انکے بیٹے اب
بادشاہ ہین لشکر اسلام کے بادشاہ بھی اس ملکہ کو حقیقی دادی اپنی سمجھکر بہت پاس و لحاظ فرماتے ہین خلاصہ یہ کہ
سب بیبیون امیر کی یہ سردار ہے اسوقت امیر کے پھر جانے سے متفکر ہوئی اور کہا لو صاحب انکا غصہ تو ناک پر
دھرا رہتا ہے بات بات مین تل بھوٹ کے خفا ہوگئے ہین اب جو وہ آکر منت بھی کرینگے جب بھی مین نہ بولونگی اور مین کیا
کرون وہ تو نگوڑی مہ پارہ وزیرزادی میرے پیچھے پڑ جاتی ہے مگر خیر اللہ کی قسم اب جو یہ موئی میرے
مقدمہ مین بولی تو مجھ سے منھ کچلوائیگی وزیرزادی نے کہا یہ ناحق آپکا غصہ مجھپر ہے بھلا مجکو کیا مطلب جو کسی کے
مقدمہ مین بولون تم بی بی میان مجھے کیا دخل ہے ہان اتنا جانتی ہون کہ امیر بیوجہ اسوقت نہین پھرے نام خدا
تم خود عقلمند ہو پہلے مزاج کی خبر تو منگواؤ کہ کیسے ہین تو پھر خفا ہو بی بی خفگی بھی جا جا کی اچھی ہوتی ہے بیموقع جو بات
ہے وہ بری ہے ملکہ نے کہا وہ اسیطور سے ہمیشہ رہے رہے بڑھتے ہو جاتے مین اچھا تیرے کہنے سے مین خبر بھی منگاتی
ہون جھوٹے کو گھر تک پہونچاتی ہون بس یہ کہکر ایک کنیز سے کہا کہ لے طرار میرے سر کی قسم بارگاہ مین جاکر دیکھ تو کہ وہ
کیا کرتے ہین اگر اور کسی محل مین گئے ہون تو پھر آ اور جو اکیلے ہون تو میری طرف سے پوچھ کہ آپکا جی کیسا ہے بس
تو وہ کہین سنکر چلی آنا آنے جانے کا کچھ شکوہ نہ کر طرار یہ سنکر نقاب ڈالکر چادر اوڑھکر چلی جب بارگاہ سے نکلکر
لشکر مین آئی گلگون نے دیکھا کہ ایک نقاب پوش زنانی ڈیوڑھی کیطرف سے نکلا اسنے رفتار سے پہچانا کہ عورت
ہے جب کچھ شکل اہل اسلام تو صورت اپنی بنانے کی یعنی ڈاڑھی شرعی مثل مجاہدین خضاب کی ہوئی موچھین
منڈی ہین پائجامہ ٹخنون سے اونچا گلے مین کرتا اور اُسکے عبا ماتھے پر سجدے کا گھٹا تسبیح ہاتھ مین اپنے داؤن
مین تھا اس کنیز کے پاس آیا اور بہت مودب ہوکر سلام کیا کنیز نے جانا کہ کوئی سائل ہے یہ سمجھکر اسنے ایک روپیہ اسکو
دیا اور کہا میرے پاس اور کچھ حاضر نہین ہے اسنے دعا دی کہ پروردگار تیری آبرو رکھے مانگ کوکھ سے ٹھنڈی

رہے اے میری حاتم ثانی یہ روپیہ مین کتنے دن کھاؤنگی ابھی میرے ہاتھ پاؤن چلتے ہین اسلیے آیا ہون کہ کہین اُدھر
سیر آٹے کا سہارا ہوجائے تو کرون کنیز نے کہا مین **مہر گہر تاجدار** زوجہ امیر کی خواص ہون آج امیر آتے آتے پھر
گئے ہین اُنکی خبر کو جاتی ہون کل **امیر** محل مین جب آئینگے مین اُنسے قابو پاکے عرض کردونگی کچھ تیرا مقرر ہوجائیگا آج
موقع عرض کا نہین ہے کل ڈیوڑھی پر تو آجانا اسنے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے ملکہ میری جہان اپنے اتنی پرورش
کی ہے وہان اتنی اور عنایت کیجیے کہ یہ جو سامنے خیمہ ہے وہان میرا ایک دوست رہتا ہے اسکو دیکھ لیجیے اسی سے
کہلا بھیجیے گا وہ مجھکو بلوا دیگا مجھکو ڈیوڑھی پر خدا معلوم کوئی آنے دے یا نہ آنے دے تو بہتر ہے کہ آپ ذرا سی
تکلیف گوارا کیجیے اسطرح اسنے گڑگڑا کر کہا کہ کنیز کو کچھ بن نہ آیا اسکے ساتھ چلی یہ اس خیمہ کی طرف تجویز کرکے
اسکو لایا کہ جہان تنہائی تھی کیونکہ یہ تو پہلے سے لشکر مین پھر رہا تھا مقامات سب دیکھ چکا تھا چنانچہ وہان لاکر
اُسنے کہا آپ دیکھیے تو اس خیمہ پر آج باز کیطرح کا جانور بیٹھا ہے یا مجھی کو کچھ دکھائی کم دیتا ہے کنیز بیچاری
اسطرف دیکھنے لگی اُسنے منھ پر اُسکے ہاتھ مارا نقاب ٹوٹ گئی وہ گھبرا کر نقاب سنبھالنے لگی اُسنے حباب بیہوشی
مارا کہ وہ بیہوش ہوگئی اُسنے اُسکے کپڑے اتارکے آپ پہنے اور رنگ و روغن عیاری لگا کر مثل اسکی صورت کے
شکل اپنی بنائی اور اسکو وہین چھوڑکر سب حال تو زبانی کنیز سن چکا تھا سیدھا جانب بارگاہ سلیمانی روانہ
ہوا یہان دربارگاہ پر **مقبل** وفادار تیر و کمان لیے بیٹھا تھا اسکو آتے دیکھکر پکارا کہ کون آتا ہے اس نے جواب دیا
کہ مین ہون طراز خواص **مقبل** نام اسکا سنکر خاموش ہوا اور اُسنے قریب آکر کہا کیون **مقبل** مزاج اچھا ہے
**مقبل** کو اُسکے آنے سے ملکہ **مہر نگار** یاد آئی کہ یہ وہی محل ہے کہ جہانسے میری بی بی زہرۂ **مصری** آکر آتی تھی زہرہ
مصری بیٹی بادشاہ مصر کی جب سے نکاح مین مقبل کے آئی تھی خدمت **مہر نگار** مین مثل کنیز رہتی تھی جب **مہر نگار** نے زہر کھالیا اُسکے
ساتھ سب خواصون نے اسکی زہر کھالیا وہی بی بی **مقبل** کو جو یاد آئی آہ سرد بھری اور رونیلگا یہ عیار حیران ہوا
کہ یہ کیا ماجرا ہے اُسکے رونے سے امیر **سعید** گردان کر باہر نکل آئے دیکھا کہ طراز خواص کھڑی ہے اور مقبل رو رہا ہے امیر
مستفسر ہوئے کہ اے **مقبل** کیون روتا ہے اُسنے کچھ جواب نہ دیا لیکن **گلگون** نے اپنے ڈوپٹے سے آنسو **مقبل** کے
پونچھے ڈوپٹے مین بیہوشی بھری تھی **مقبل** چھینک مارکر بیہوش ہوگیا امیر نے اسکو بیہوش ہوتے دیکھکر طرار سے کہا
کہ ارے تو کون ہے اُسنے جواب تو نہ دیا مگر حباب بیہوشی منھ پر مارا امیر بھی بیہوش ہوگئے اُسنے چادر عیاری بچھاکر
دو حلقوں سے کمند کے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پاؤن دو حلقون سے گردن و کمر باندھکر ساتوین حلقہ
سے پشتارہ باندھا اور ڈیڑھ گرہ عیاری کی برابر سینے کے لگا کر پشتارہ لادا اور سیدھا آنا تو نہین چھپتا ہوا
ان راہون سے کہ جدھر صحرا اور سناٹا ہے نکلکر جانب اپنے قلعہ کے روانہ ہوا اور بعد طے مسافت راہ ملک مین اپنے
پہونچکا امیر کو پشتارے سے نکالا اور فرط خوف سے ہوشیار نہ کیا ایک صندوق مین بند کرکے رکھا یہان بعد لمحہ
کے **مقبل** کو ہوش آیا گھبراکر اٹھا اور بارگاہ مین امیر کو جاکر دیکھا نہ پایا گھبراکر لشکر مین جو پایا ایک جگہ طرار کو
بیہوش پایا اُسکو اٹھاکر محل مین پہونچایا اب غضب ہوا کہ کوئی عیار بشکل طرار امیر کو لیکے گیا [illegible] لشکر

اسلام چار سمت دوڑے کہیں پتہ نہ لگا دربارگاہ پر آکر بستر اپایا تو کسی عیار کا لقا کے یہانکے بستر انپایا حیران
ہوئے کہ کون لیگیا آخر اسی ہنگامہ میں عیار سحر نے امیر انجم کو کمند شعاع مہر میں باندھکر صندوق عدم میں بند کیا
اور مثل کنیز طرار غازۂ صبح رخسار صبح نے مقبل روزگار کو اپنے اوپر شیدا بنایا

نظم

جو کانپا جسم شب مثل گنہگار
کہا سب نے کہ لے لیت خبردار
یہ کہتے کہتے مطلع صاف پایا
سحر کا آئینہ شفاف پایا

وقت سحر گلفام سہری کے بیچ سے ظاہر ہو کر دربار لقا میں آیا چاہتا تھا کہ بموجب نہ بیش شیطان طبل کوچ زش
بجوا کر لشکر اسلام پر چڑھائی کرے کہ یکایک وسواس خناس عیار لقا کے آئے بعد بجا لانے سجدہ خداوند
کے دعا دینے لگے یعنی بیت خدا تجھکو کمبخت غارت کرے + جہنم میں، تو مرکے ظالم جلے + امیر آجکی شب بستر
خواب سے چوری گئے لشکر اسلام میں غلغلہ برپا ہی ہر شخص متفکر ہو رہا ہی یہ خبر سنکر گلفام نے ایک قہقہہ مارا اور کہا
کیون ملک جی تمنے ما بدولت کا رعب دیکھا میرے خوف سے حمزہ چھپ رہا جانا اسنے کہ آج میں گرفتار ہو جاؤنگا
بختیارک نے کہا یہ تم کیا کہتے ہو چھپنا تو حمزہ کے غلام بھی نہیں جانتے ایسا مرد مردانہ شیر بیشۂ جلادت
وہ ہی کہ اگر یقین واثق اسکو اپنے مرنیکا ہوتا جب بھی نہ چھپتا چہ جا کہ ابھی تو سارا لشکر اسکا موجود تھا اور میں
اسکی طرف سے قسم کھاتا ہون کہ وہ مکار نہیں ہی یہ باتیں سنکر لقا نے کہا کہ ای بندۂ قدرت تو ہماری مشیت سے
آگاہ نہیں ہے ہمارا پنجہ قدرت اسکو اٹھا لیگیا ہی ہمنے تیری خاطر سے اسکو پکڑوا لیا ہی گلفام نے یہ سنکر سجدہ
کیا اور کہا سچ ہی کہ تیری بڑی قدرت ہی بختیارک نے کہا یا خداوند واسطہ اپنی خدائی کا یہ نہ کیجیے کہ میں نے پکڑوا
لیا ہی ورنہ مرشد زادے آکر بہت بڑی گت کرینگے کہینگے بتاؤ امیر کو کیا کیا اور مجھے تو مار ہی ڈالین گے
لقا اس سمجھانے سے خائف ہو کر بولا کہ میں نہیں کہتا کہ میں نے امیر کو پکڑوا لیا ہی بلکہ میں یہ کہتا ہون کہ بغیر میرے
حکم پتا نہیں ہلتا یہ فعل بھی جب ہی ہوا ہی کہ جب میری مشیت میں گذرا ہی سب ساحرون و حاضرین دربار
نے کہا واقعی صحیح ہی کہ بغیر حکم تیرے کچھ نہیں ہوتا ہی یہان تو یہ ذکر ہی لیکن چالاک نے جو بات کو صلاح کی
تھی کہ دربار میں چلکر صبح کو عیاری کرینگے چنانچہ اسی ارادے پر یہ صورت بدل کر دربار میں آئے تھے
سب گفتگو شیطان و خداوندی اور گلفام کا لاف و گزاف سنا انکو یقین واثق ہوا کہ لقا کا کوئی
عیار امیر کو نہیں لایا ہی ورنہ بختیارک ایسی باتیں نہ کرتا بلکہ دربار میں امیر کا ذکر ہی ہوتا بس اور کوئی
معلوم ہوتا ہی کہ امیر کو لیگیا ہی چلکے پتہ لگانا چاہیے کیونکہ ابھی یہان لڑائی موقوف ہی بعد پتہ لگانے امیر کے
آکر عیاری کرینگے یہ سوچکر وہ عیار دو کو وہاں خبر گیری کیلیے چھوڑ کر آپ روانہ ہوا اور جب اپنے لشکر میں آیا غلغلہ
برپا دیکھا بارگاہ میں بادشاہ مترود بیٹھے تھے سردار غمگین ہو رہے تھے کہ اسنے بادشاہ کو تسلیم
کی بادشاہ نے فرمایا کہ افسوس عمرو کے نہونے سے یہ بدانتظامی ہی کہ امیر کا کل اسم اعظم چلا گیا اور رات کو انھین
کوئی پکڑ لیگیا ہی اگر خواجہ ہوتے تو یہ مفسدے نہ برپا ہوتے چالاک نے عرض کیا کہ واقعی خادم خطاوار ہے

کہ رات کو لشکر میں نہ تھا لیکن انشاء اللہ امیر کو پتہ لگا کر نہ لایا تو لشکر میں نہ آؤنگا آپکو صورت نہ دکھاؤنگا یہ کہہ کر **ابوالفتح** کو ساتھ لیکر باہر آیا اور اسباب عیاری سے درست ہو کر بہر تلاش امیر روانہ ہوا یہ دونوں تجسس کنان جاتے ہیں لیکن **گلقام** جو خداوند پاس بیٹھا ہے اُسنے بعد لمحہ کے شیطان سے کہا کہ ملک جی اب لڑنا بے سردار کی فوج سے بیکار ہے اور **حمزہ** دیکھیے کب تک غائب ہے اس جنگ میں مجھے طول نظر آتا ہے **بختیارک** نے کہا تم آپ سے کیون لڑو جب وہ لوگ خود لڑین اسوقت سبکو غارت کرو جب **حمزہ** آئیگا اسکو بھی پکڑ لینا اسنے کہا وہ آپسے کیون لڑنے لگے **بختیارک** نے کہا اسکی تدبیر یہ ہے کہ جو سردار قید میں ہیں اُنکو نیزوں پر چڑھاؤ انکی حمایت کو بادشاہ مع لشکر آئینگے سب لشکر مسحور بہ سحر کرکے غارت کرنا اس نے اس رائے کو پسند کیا اور حکم دیا کہ میدان قتل تیار ہو اور از بسکہ مشہور کرنا اس خبر کو جو منظور تھا تو حکم دہل زنی دیا کہ منادی ندا کرے کہ گنہگار خداوند بعذاب الیم قتل ہونگے سب اہل لشکر انکا حال پریشان دیکھیں اور عبرت کریں کہ مخالفت خداوند کا یہ نتیجہ ہے چنانچہ حسب الحکم منادی نے ندا دی خلقت بہر تماشا چلی سامنے بارگاہ کے جو میدان واقع تھا وہاں آئی استادہ ہوئی میں آرہ کش جلاد حاضر ہوئے سرداران اسلام کو خیمہ سے لاکر زیر دار کھڑا کیا ساحر ہر سمت پہرے پہ مقرر ہوئے لشکر **لقا** دو رویہ مسلح و مکمل ہو کر صف کشیدہ ہوئے ہر نادان عشرت پذیر تھا کہ آج دشمنوں کا خاتمہ ہے جو لوگ عاقل و فرزانہ تھے وہ بچشم عبرت اس حال کو دیکھکر کہتے تھے کہ کسیکی ذلت پر دوست ہو یا دشمن ہنسنا اچھا نہیں جور فلک سے اللہ بچائے اس موذی نے بہت سے سرداروں کے گھر خاک میں ملائے کون ایسا گذرا جو اسکے ہاتھوں ذلیل نہوا دارا افسر سینہ جلیل نہوا اسکندر کو نوشابہ سے شرمندگی ہوئی دارا کو سکندر سے سرافگندگی جمشید نے ضحاک کے آرۂ ظلم سے ہلاکت پائی تو فریدون نے اسکو دشت عدم کی سیر کرائی اسیطرح سے اس دنیا کا پیشہ جور و جفا ہے کہ کون سا گل ہے کہ جو پھولا پھلا ہے اور دست برد خزان سے بچا ہے کہ بقول قائلے ابیات

نہ سمجھے تھے کہ دنیا مہمان سرا ہے — یہاں آرام کی فرصت کہاں ہے
فریب آمیز اس گلشن کی بو ہے — دغا ہے مکر ہے جو آرزو ہے
بہ شکل شوق اپنے لوگ غم سے — ہوئے ممنون گردونکے ستم سے
وہ آنکھیں جنسے دیکھے تھے وہ ساماں — اب اُنسے دیکھتے ہیں یہ حال پریشاں
نہ دیکھا اس جہاں کا کچھ تماشا — نہ تھا لوٹ نظر بھی جنکو حاشا
حیا آنکھوں سے گھٹنے بھی نہ پائی — کہ جور آسمان سے موت آئی
نہونے پائے لب لذت چشیدہ — تمنا رہ گئی دامن کشیدہ

یہاں تو یہ ہنگامہ برپا تھا ادھر عیاروں نے جاکر بادشاہ اسلام سے اس ماجرے کو بیان کیا تھا بادشاہ نے حکم تیار ہونے لشکر کا دیا تھا طبل و نقارے گرگڑا رہے بہادر کفن پوش ہو کر مرنے چلے بادشاہ خود مسلح و مکمل ہوکر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے کڑکا ہوا علموں کے پھریرے کھلے لکو دو لکھ سوار و پیدل آمادہ مرگ

وہیں اے قضا ہو کر آگے بڑھے ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار ڈنڈیان بجانے تو بڑے تیمور تنکے ٹکائے حقہ ہائے
نفتی گھائیو نہیں وہائے کہتے چلے کہ آج یا ہم نہین یا لشکر ساحران نہیں یہ خبر ملکا . دن نے لقا کو بھی پہونچائی کہ
اہل اسلام کی فوج آئی ہے بختیارک نے صلاح دی کہ پہلے ساحر اس فوج کا راستہ بند کرین پھر جب سرداران مقید
قتل ہو لیں تو انھیں برباد کرین گلفام نے یہ سنکر ایسا سحر کیا کہ گرد میدان خونی ایک دیوار آتشین کھنچ گئی پس دیوار
ساحر ٹھہر گئے کہ شاید یہ دیوار باطل ہو جائے تو یکایک فوج کو نہ آنے دین یہ انتظام کر کے جلادونکو حکم دیا کہ ہان
جلد کام کرین جلاد کہہ رہے ہین کہ اے گنہگاران جو کھانا ہو کھا لو جو پیاسے ہو تو پی لو سمجھا لو کہ زمانہ اجل نزدیک
ہے بہادر زیر دار بیٹھے جواب تو کچھ نہیں دیتے لیکن بخشوع و خضوع درگاہ رب العزت مین استغاثہ کر رہے ہین کہ اے
خالق عز و جل و اے مالک جز و کل ہمین تیرے کرم پر آسرا ہے جو تو چاہے تو دم بھر مین حصول مدعا ہے کہ بیت خداوندا
بچا لے اس بلا سے گنہگار ونکو یا رب شاد کر دے • زمان استجابت نزدیک آیا یعنی بختیارک سے گلفام
نے کہا کہ مین ایک مجرم اور اپنے پاس رکھتا ہون بمصلحت اسکا حال ابتک پیش خداوند عرض نہیں کیا لقا
نے کہا مابدولت سب جانتے ہین لیکن تو نے برا کیا جو بیان نہیں کیا اسنے عرض کیا کہ مین اثنائے راہ سے ملکہ
بہار جو سردار لشکر طلسم مین عمرو کیجانب ہے پکڑ لایا ہون وہ ملکہ بے بدل ساحرہ ہے سوتے مین اسکو مین نے قید
کیا ہے صندوق بند رکھتا ہون اسوقت چاہتا ہون کہ انھین مجرمونکے ساتھ یا تو وہ مطیع ہو نہین اسکو بھی قتل
کرون بختیارک نے یہ حال سنکر کہا کہ ایسی آفت کو اس حال مین نکالنا اچھا نہین دس طرف سے دشمن کو
روکنا مشکل ہوگا کہ بیت ایک دشمن قید عقاب سو ہوئے • قید مین بھی اسے مارنا چاہیے • گلفام نے کہا
مالک جی جیسا آج قتل اسلامیان کیلیے بندوبست کیا گیا ہے ویسا ہی قتل بہار مین انتظام کرنا ہوگا اگر اسنے
سرکشی کی پس آج ہی ہمراہ سرداران اس سے اطاعت کرانا چاہیے اگر منظور کرے بہتر ہے ورنہ قتل ہو جائے
لقا نے اسکی رائے کو پسند کیا اور حکم حضار بہار دیا ہر چند بختیارک منع کرتا رہا مگر گلفام نے نہ مانا اور
صندوق منگا کر بہار کو نکالا کئی روز کی بھوکی پیاسی قید مین مبتلا تھی دلمین غم عشق بھرا تھا چہرہ ارغوانی زعفرانی
ہو گیا تھا آنکھوں مین حلقے پڑ گئے لب سوکھ کر غنچہ سربستہ سے زیادہ تر سمٹے نظر آتے تھے دست نقاہت سے
تھراتے تھے

**نظم**

| | |
|---|---|
| نگاہین رک گئین چالاکیون سے | ارادے تھک گئے بیباکیون سے |
| دلبعلا سرمہ بھر آئے دیدۂ تر | اُداسی چھا گئی جوبن کے اوپر |
| لبون پر آہ نے چھایا نشیمن | ہوا صرف خزان چہرے کا گلشن |
| ہوے دمین سنان غم سے روزن | کیا اشکون سے استقبال دامن |

جب وہ متاع خوبی اس صندوق سے باہر نکلی جسم کو ہوا نے تازگی دی قلب کو فرحت حاصل ہوئی
ازبسکہ یہ عاقلہ و فرزانہ ہے اور صحبت یافتہ عمرو ہے لقا کو دیکھکر کہا کہ اگر اسکی اطاعت سے انکار کرتی ہون الٰہی

مشکل ہی چاہیے کہ جیسا گلفام تجھے سوتے میں پکڑ لایا ہی ویسا ہی مکر کرکے تو بھی اسکو سزا اسے فرد کہا دل سے کہ
تو مکر آشنا ہو کوئی دم بعد دیکھیں اور کیا ہو پس اس الف قامت نے بسان دال خم ہو کر اس بیدین کو
سجدہ کیا اور ہاتھ باندھکر کھڑی لقا نے دیکھا کہ بغیر کہے اسنے سجدہ کیا معلوم ہوتا ہی کہ یہ دین تیرا اختیار کیے
ہی یہ سمجھکر پکارا کہ اے بندۂ قدرت گلفام یہ بندی ہماری بندگان خاص میں سے ہی اور ہماری جناب میں
اسکو خصوصیت حاصل ہی یہ وہ بندی ہی کہ اسکو ہمنے خلعت خوبی وحسن وجمال عطا کیا ہی اور لیاقت میں بیمثال
پیدا کیا ہی جلد اسکو رہا کردے بختیارک نے یہ کلمات سنکر کہا کہ یا خداوند واسطہ اپنی خدائی کا آپ اس
معاملے میں نہ بولیے لقا نے کہا او خبطاق تو جھک مارتا ہی اگر میرے خلاف گلفام عمل میں لائیگا تو اپنا
غضب اس پر نازل کرونگا گلفام یہ سنکر ڈرا اور جلد اسنے زبان بہار سے سوزن نکال لیا زبان اس غنچہ دہن
کی جب قابو میں آئی لقا سے عرض رسا ہوئی یا خداوند یہ عاجزہ مدت سے حصول شرف زیارت کی تمنا
رکھتی تھی بارے تقدیر یاور ہوئی جو قدمبوسی بندگان جناب میسر ہوئی لقا یہ بات سنکر بسان خر پھول گیا اور
گویا ہوا کہ ہم نے سجدہ تیرا قبول کیا اور زوجہ گلفام مرچکی ہی اسکی بی بی تجھے بنایا ہماری خاطر سے اسکو قبول کر
ہم تجھے طلسم ہوشربا کا حاکم بنائینگے اور شاہ طلسم کو معزول کرینگے بہار یہ کلام سنکر گردن جھکا کر چپ ہو رہی گلفام
کا یہ حال ہوا کہ شادی مرگ ہو جاتا تو عجب نہ تھا یقین ہوا کہ یہ بیشک راضی ہی ورنہ خاموش نہوتی پس فرط
مسرت سے اسنے سحر اپنا اور سب ساحرونکا جسم بہار پر سے اتارا اور کہا اے ملکہ تا زندہ ایم بندہ ایم بہار
نے جسم اپنا ہلکا پایا سحر یاد کیا یاد آیا اٹھکر چلنے کا قصد کیا گلفام نے کہا تشریف رکھیے بہار نے ہنسکر کہا کہ
مردکہ نیافت تو مجھے سوتے میں پکڑ لایا تھا بخت خوابیدہ نے تجھے یہ روز بد دکھایا تھا فتنۂ خفتہ جگایا تھا اب ذرا
سنبھل کر وادی غفلت سے نکل ہمارا وار بھی روک ہم سوتے تھے تو جاگتا ہی اسپر بھی ہنگام آگاہ کردیا بختیارک نے جو یہ
باتیں سنیں پکارا کہ صلوٰۃ بر پیغمبر خدا و لعنت برین حرامزادہ خداوند لقا میں کہتا تھا اسنے نہ مانا بارے اے ملکہ بہار
لینا اس قرمساق کو اور اس مرتد گلفام کو کہ بہت مستی میں آگئے تھے ازبسکہ بوجہ قتل مسلمانان میدان میں سب
جمع تھے تمام عالم اکٹھا تھا گلفام نے ساحرونسے کہا لینا اور آپ بھی سحر پڑھکر دستک دی دھوپ حرون نارنج ترنج
نارفلفل جھپے سو ہونے بہار پر ہوا سے ابر گھر آیا آگ پانی برسنے لگا برف کی سلیں گرنے لگیں بہار بزور سحر اٹھکر بیچ
میدان میں جاکر کھڑی ہوئی اور سحر پڑھکر پکاری کہ اے بہار حاضر ہو اور نہال ہستی گلفام پر خزان لا اتنا کہنا تھا
کہ یکایک آندھی آئی اور کوہ عقیق کیطرف سے گھٹا تیرہ و تار اٹھکر دشت لشکر پر محیط ہوئی وہ جو آگ تیر سحر گلفام
سے برستے تھے وہ اس ابر پر گر کر دفع ہونے لگے اور اس ابر میں برق شعلہ بار چمکی رعد گرجا آنکھیں سبکی بند ہو گئیں بعد
لمحے کے جو آنکھ کھلی عجب سامان دیکھا کہ زمین دہانی بسان روز روشن صفائے ضیاباری سے یہ ظاہر ہی کہ دھوپ
کا دامن پھیلا ہی اس زمین نور آگین پر چھوٹی چھوٹی کیاریاں پیاری پیاری بنی ہیں خیابان خیابان کو شرماتی ہیں اور
درخت گلون کے سرسبز وشاداب ہیں تراوت ونظارت میں نایاب ہیں شاخیں رنگ بار طنازعربدہ ساز

ہجوم کر کے اٹھکھیلیان کرتی ہین نرم نرم کلیونکو معشوقان گلزار دہر کے تمام دھج تمین ہوا کا رشا لگی کر رہی ہے کہ شاخ سے شاخ ہم بغل ہوتی ہے گل نگہت بیز ہین طائر خوش نوا زمزمہ ریز ہین پھول سبزے پر جو ٹوٹ کر گرے ہین اسطرح چمکتے ہین جیسے فلک اخضر پہ تارے نکلے ہین نرگس کی نگاہبازی کا سحر سازی کر رہی ہے سوسن بااین ہمہ خوشی وصبازی کر رہی ہے سنبلہ چرخ سنبلہ پر نثار ہے طرفہ بہار ہے کہ **ابیات**

نہایت باغ وہ آراستہ تھا ریاض خلد سے پیراستہ تھا
ہزارون تھے گل خوشبو کے اشجار مہکتا تھا پڑا سارا وہ گلزار
بنا تھا طبلۂ عطار ہر گل گل تر یاسمن شبو و سنبل
روان تھے ہر طرف چشمے جو پر نور خزانے اُنکے فوارونسے معمور
ہزارون دیکھے میوہ دار اشجار ہر اک تھا بلبل و طوطی سے گلزار
شگفتہ خوب پھولونکے شجر تھے انھین کیوڑے سے تھے گلرو نے سینچے

بیچ چمن مین چبوترہ بلور کا سراسر نو۔ کا بنا تھا فرش مکلف بچھا تھا مسند پر ایک نازنین مہ جبین پھولونکا گہنا پہنے بیٹھی تھی اور بہار غائب تھی اسوقت کا واقعی یہ طور تھا کہ بیت گل کھلاتے ہوے باد سحری کو گمان روش باغ پہ اک تازہ پری کو دیکھا ۔ فی الحقیقت اسکی چشم سرمہ سا رشک نرگستان دیدۂ معشوقان صدقے آنکھین چڑھانے پر محراب ابرو مین خواہش رکھنے رخسار پر اُسکے گلہاے گلستان **نثار** ہوجانے پر تیار رہین اُسکا چشمۂ آب حیات دشنام اُسکی باز قند نبات کہ **ابیات**

صداے الحذر نکلی جگر سے ملی چتون جو ظالم کی نظر سے
نگاہون کو اجازت دلنشین گھر ہو اشارون سے کہا ٹکڑے جگر ہو
نظر ہر سو مگر گردش ادھر ہو پلٹ کر دیکھنا دل کو جگر کو
شباب حسن مین اک بیت عالی نزاکت مثل مضمون خیالی
طبیعت سب طرف سے پاک اُن اسنگون پہ رنگ و عارض کے جوبن
مبارکباد دی تیغ و نظر نے ثنا کو کھولے لب سب کے جگر نے

گلفام اس لالہ رو سمن اندام کو دیکھتے ہی بیتاب وبیقرار ہو کر دوڑا اور شعر عاشقانہ پڑھتا تھا اور منت کرتا تھا کہ اے غیرت کنشت ضیاے مہر انور ایک نظر ادھر میرے بھی حال پر کہ **نظم**

نہین خاطر کو آسایش کسی دم طبیعت ہر گھڑی ہے اپنی برہم
خدارا ایک مشت خاک ہو تمین نہین قابو مین دل غمناک ہون مین
کہ خالی ہو چکا پہلو نہین دل صدا دیتی تھی حسرت ہاے مشکل
بڑھا دا نینے بشکل قلب مضطر تقاطر چشم سے ہر ہر قدم پر

جب اس طرح بیتابانہ قریب اس گلستان سحر کے پہونچا اس گلبدن نے پکار کر کہا کہ یہ باغ ملکہ بہار کا ہی یہان دخل کب اغیار کا ہی اس طرف نہ آنا اپنی جان بچانا اسنے اس بیتابی مین اس لالہ فام کا کہنا نہ سنا اور چمنستان مین قدم رکھا وہ پری بنا کیطرح اُسکے پیچھے پڑی یعنی اپنی جگہ پر سے اُٹھکر قریب اُسکے آئی اور کہا اے بیحیا تو نے کہنا میرا نہ مانا اسکی سزا یہ ہی یہ کہکر ہاتھ پھیلایا اس گلستان سے ایک شاخ ٹوٹ کر اُسکے ہاتھ مین آئی اس شاخ کا ہاتھ مین آنا تھا کہ صورت اسنے تلوار کی پیدا کی وہی تلوار اسنے اٹھا کر جو لگائی گلفام نے ہر چند چاہا کہ سحر کرون اور جان بچاؤن ممکن نہوا تلوار سر پر پڑ کر ٹانگون سے نکل گئی دو ٹکڑے ہو کر گرا غل و شور محشر کا برپا ہوا اسکے مرنے سے وہ سردار جو زیر تیغ بیٹھے تھے سحر سے چھوٹ گئے اور ہتھکڑی بیڑی توڑ کر اُٹھے جلاد تیغ پھینک پھینک کر بھاگے اور ساحر جو روکنے دوڑے انسے لڑائی شروع ہوئی تھی کہ وہ دیوار جو لشکر اسلام کے روکنے کے لیے گلفام نے بنائی تھی وہ بھی جاتی رہی تھی اہل اسلام نعرہ اللہ اکبر کہکر آگے سے ساحرون نے سحر کرنا شروع کیا بہار جو باغ لگا کر چھپ گئی تھی پردے ہوا جا کر ٹھہری تھی اسنے سحر کرنا شروع کیا کسی اہل اسلام پر ساحرونکا سحر اثر پذیر نہوا اور بہادرون نے شمشیر زنی کرکے تہلکہ ڈالا لاش پر لاش گرا دی ساحرون کی خاک ہستی دم تیغ سے مثل باد فنا اڑا دی شمع حیات اعدا بجھا دی خرمن جان مین آگ لگا دی کہ بمقتضائے نظم

## نظم

دو لشکر بروے اندر آورد روے — ہمہ کینہ خواہ و ہمہ جنگجوے
یکے تیر باران بکردند سخت — چو باد خزان برجہد بر درخت
نہ بُد ہیچ پرندہ را جائیگاہ — ز نیرو ز گرد خروشان سپاہ
ز درخشیدن تیغ الماس گون — بکردار آتش بگرداندرون
تو گفتی زمین روے زنگی شدست — ستارہ دل مرد جنگی شدست
ز بس نیزہ و گرز و شمشیر تیز — بر آمد ہمی از جہان رستخیز

بختیارک نے لقا سے کہا کہ ساحر بھاگا چاہتے ہین مسلمان اب تمپر آ پڑینگے چاہیے کہ تم اندر قلعہ کے چلے جاؤ لقا نے کہا یہ تقدیر مین پہلے ہی کر چکا ہون یہ کہکر سمت قلعہ روانہ ہوا اسکے پھرنے سے افسران لشکر بھی پھرے اور لشکر ساحران مین بھگدڑ پڑی اہل اسلام نے دور تک تعاقب کیا لقا قلعہ بند ہو کر بیٹھا اور ساحرونکو بھگا کر مسلمانان فتح و فیروزی داخل لشکر اسلام ہوے بادشاہ سے وہ سردار جو رہا ہو کر گئے شرف ملازمت سے بہرہ اندوز ہوئے اور خلعت پہنکر اپنی جگہ پر بیٹھے پھر حال رہائی عرض خدمت شاہ گردون کلاہ کیا کہ اس طرح بہار جادو نام ساحرہ نے رہائی پا کر باغ سحر لگایا اور ہمکو چھڑایا بادشاہ نے جب نام اُس گلستان خوبی کا سنا دل مین شجر الفت اگا تخم محبت مزرعہ خاطر مین بویا مثل مشہور ہی کہ دلکو دل سے راہ ہی نیرنگ پردازی عشق کا عالم گواہ ہی سرکار عشق ہی سے قیس کو مجنون خطاب ملا ہی اگر یوسف بھی ہو تو کنوئین جھانکتا ہی بادشاہ اسلام کا یہ حال ہوا کہ بموجب

## نظم

بیکبارگی شوق نے کی سربلندی — ہوا برہم مزاج نوجوانی
ہوئی مائل طبیعت جانب یار — پکار اٹھی تمناہاے دلدار

ہجوم آرزو بل پر جو آیا | بشکل نعت جانان بیچ کھایا
ترشح پر سوب اشک آیا | مزاد ریا کا دامن سنے دکھایا
تن سوزان جو بھیگا چشم تر سے | دھوان پیدا ہوا دل سے جگر سے

دلکو سنبھالکر حکم دیا کہ اُس ملکہ ذی مرتبت کو بلا کر شکر احسان ادا کرنا واجب ہی چند سردار جائین اور ساحرہ
موصوف اپنے باغ سحر مین ہوگی باعزاز تمام یہان لے آئین حال طلسم بھی اس سے دریافت کرینگے خیریت
عمرو و اسد پوچھینگے سردار مع دو ایک عیار کے حسب الحکم ملکہ بہار کو لینے چلے اور شاہ حکم فرماتے کہ بیت
مہیا ہوئین سب دعوت کے سامان مدہ رہین عیش وطرب دست و گریبان خدامان عالیشان ترتیب سامان دعوت
مین بدل مصروف ہوے یہان جب تک دعوت کا جلسہ جمے اُس وقت تک حال امیر سنیے کہ انکی تلاش مین چالاک
روانہ ہوا ہی چنانچہ یہ دونون عیار صحرا مین تجسس کنان پھرا کیے جب کہین پتہ نہ لگا ڈھونڈھتے ہوے دامن کوہستان
مین کئی منزل لشکر سے اپنے نکل آئے سخت حیران تھے کہ الٰہی کون امیر کو لیگیا ہی غرضکہ جب جانب قلعہ کوہستان کے
انکا گذر ہوا وہان گلگون بارہ ہزار عیار لیکر خدمت لقا مین جاتا تھا میدان مین اترا ہوا تھا انھون نے دیکھا کہ خیمہ
و خرگاہ نصب ہین بستر لگے ہین لشکر مین جو لوگ ہین وہ عیار نظر آتے ہین اکثار ہ بھیڑ باہم جمع ہو رہے ہین جا بجا
عیار جست وخیز کرتے ہین شلنگین بھرتے ہین ڈھیلی کرتے ہین درختون پر فرار کر جاتے ہین وہان سے پھر خیمون مین
کود کر آتے ہین ہر سمت بہروپ بدلے صورتین تبدیل کیے پھرتے ہین بیچ لشکر مین بارگاہ فلک فرسا نصب ہی
اسکے دروازے پر کئی سو عیارونکا پہرا ہی یہ سامان اس لشکر کا دیکھکر چالاک نے ابو الفتح سے کہا مجھے عقل سے
ظاہر ہوتا ہی کہ امیر اسی فوج مین قید ہین یہان چلنا چاہیے یہ کہکر دونون نے صرف صورت اپنی بدل لی عیار تو
یہ خود ہین وضع بدلنے کی ضرورت نہ تھی لباس عمدہ زیب جسم کرکے داخل لشکر ہوئے ازبسکہ عیار تو وہان پھرتے ہی
تھے انسے بھی کوئی مزاحم نہوا یہ سب جگہ پھر کر قریب بارگاہ آئے پردے سراچہ بارگاہ اٹھے تھے سامنے لباس
عیاری پہنے تاج خسروانی سر پر رکھے گلگون تخت پر بیٹھا تھا اور شاگردونکا اُسکے گرد مجمع تھا جنگل اور کرسی پر
سب شکن تھے طرار و کمرسن تھے شراب کا دور چلتا تھا گلگون حالت نشہ مین لاف وگزاف کر رہا ہی کہ مین نے وہ کام
کیا ہی جو تمام عمر سبکو یاد رہیگا امیر کا گرفتار کرنا بہت مشکل تھا انکو مین نے قید کیا ہی [illegible] گرد اُسکے آفرین سنج ہین کہ
واقعی حضور کا مثل عیاری کرنے مین نہین ہی ازبسکہ یہ دونون قریب بارگاہ پہونچ چکے تھے یہ کلمات انھون نے بھی
سنے یقین ہوا کہ امیر اسجگہ قید ہین بس اندر جانا چاہتے تھے کہ عیارون نے روکا اور کہا تم کون ہو غل جو ہوا گلگون نے
بھی سنا عیارون سے کہا پکڑ لاؤ عیار نے چپہ پکڑ کر دوڑے یہ دونون ٹھہر رہے کہ ہم خود حاضر ہین گرفتار کیون کرتے
ہو عیار انکو گھیرے ہوے سامنے گلگون کے لائے اسنے حال استفسار کیا انھون نے کہا ہم رہنے والے کوہستان
کے ہین اور تجسے ہمیشہ قصد مقابلہ رکھتے تھے کیونکہ تنے بڑا نام اس فن عیاری مین پیدا کیا ہی چنانچہ ابتک اسلیے
نہ آئے تھے کہ اکیلے مین تم سے لڑے تو کیا کچھ نہ ہمارا نام ہوا نہ تمھارا اب ہمنے خبر پائی ہی کہ تم خدمت خداوندی مین

جاتے ہو ہم بھی آتے کہ بہ معیت تمھارے خداوند مین پہونچکر تم سے بڑھین اسواسطے کہ آج وہان ایک ٹلم جمع ہے داد خوب
ملیگی اور نامور ہی دو تو نکی ہوگی دوسرے عیاران لشکر اسلام سے بڑی بڑھے ہے کہ انھون نے تمام عالم مین غدر
کر رکھا ہے اور ہم سچ کہین عیار اسلام سے ہم تمکو اچھا جانتے ہین اگر تم نے حقیقت مین یہ کرتب تو عمر عیار ان عالم کو زیر
کر لیا کیونکہ مثل تمھارے اب کوئی زمانے مین عیار نہین ہے ایسا ان دونون عیارون نے اسکو تنہا پا کر یا اور
تعریف کا مرتبہ حد سے زیادہ بڑھا دیا کہ جسکے [illegible] کو نیند فدک پر گیا دماغ عرش اعلی پر پہونچا یا وہ
اپنی جگہ سے اٹھا اور ان دونون سے بغلگیر ہوا کہا آپ نے کرم کیا جو تشریف لائے واقعی آپ مجکو جانتے
ہین یہ سب آپکی خوبیان ہین جو عیب ہوتا ہے وہ دیکھتی ہے [illegible] یہ بھی جانتا ہے آپ خود اچھے ہین اسی سے مجکو اچھا
جانتے ہین یہ کہکر پیالے بزر پر انڈیلیا یا اور کہا اسم مبارک آپکا کیا ہے انھون نے کہا مجکو مکار چرب زبان
و غدار دروغ بیان کہتے ہین اور ایک نام ہمارا اکار زار و طرار ہے وہ یہ نام سنکر ہنسا اور جام شراب
بھر کر انکو دیا انھون نے کہا ہم آپ اگر ارادہ لڑائی کا نہ رکھتے ہوتے تو شریک جلسہ عشرت رہتے اب ہمین مناسب
نہین کہ یار ہم پیالہ بنکر اپنے ہم مشربون سے آئندہ مقابلہ کرین اچھا یہ تو بتلایئے کہ خداوند باختر کے پاس جو آپ
چلے ہین تو کیا تحفہ انکی نذر کو لیے جاتے ہین یہ کلمہ سنکر گلگون کو خیال آیا کہ یہ دونون عیار لشکر اسلام کے ہین مجھسے
در پردہ حال پوچھتے ہین ایسا کچھ سمجھکر انکی جانب گھورنے لگا ابو الفتح اسکے برے تیور دیکھکر اٹھا اور چالاک
سے کہا یار آؤ بھائی چلو ہم کسیکی بری نگاہ کیون سہنے لگے واسطہ کیا کچھ انکے تابعدار نہین ہین نہ ہمراہ ان کے
چلتے اب اکیلے جاوینگے یہ کہکر چلے تھے کہ اسنے اٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا برا نہ مانیے مہربان یہ پیشہ عیاری کا ہی
دشمن فہیم ذرا سی بات مین کھٹکتا ہے مجکو آپکے اس پوچھنے سے خوف ہوا کہ یہ کوئی دشمن ہین اور آپ ہی فرمایئے
کہ عیار ہوکر اتنا بھی خیال نہ رکھے تو عیار کاہیکو ہے بیوقوف ہے مین نے کیا بیجا کیا جو بری نگاہ سے دیکھا انھون
نے کہا برادر تم نے سچ فرمایا لیکن برا نہ مانو تو ہم ایک بات کہین اسنے کہا فرمایئے کہا تمھارے اس گھورنے سے
تو حال کھلگیا کہ بیشک کسیکو تم گرفتار کر لائے ہو تمھین چاہیے تھا کہ بہ لطافت تمیل ہمارے کلام کا جواب دیتے
تاکہ ہمین راز تمھارا مطلق ثابت نہو تا گلگون یہ نکتہ دقیق سنکر جھوک گیا اور کہا واقعی آپ بڑے تیز فہم اور بے بدل
عیار ہین یہ باتین سچ ہین کہ داروغہ توشکخانہ دو میچہ اسکے سامنے لایا اور کہا یہ حضور نے میرے سپرد کیے تھا سید کو
سلسلہ مین داخل کرینگے اسنے دو میچہ لیکر ان دونونکو دیے کہ یہ بمثل تحفہ مین آپ ہی اپنے پاس رکھیے کہ آپ کی
بات مجکو اسوقت بہت پسند آئی انھون نے کہا کہ آپ ہمکو دیکر ہمسے بھی کو مرتبہ چاہتے ہین اچھا اگر منظور ہے تو ہم
جاتے ہین اور لشکر اسلام سے کوئی تحفہ جات آپکے لیے بھی لاتے ہین اور ہوسکتا ہے حمزہ کو لاتے ہین یہ کلام سنکر
گلگون بھی مسکرایا اور [illegible] کے شاگرد گلزار تیز پا نے ہنسکر کہا کہ اے مکار معلوم ہوا کہ تم بڑے زبردست
عیار ہو اچھا تو شراب تو پیو چالاک نے جواب دیا کہ تم ہمین آزماتے ہو انھین باتون سے ثابت ہوتا ہے کہ تم نے کوئی
کام کیا ہے ورنہ یہ چہل نہ کرتے اور مزاج کو استغناء حاصل ہوتا گلگون نے کہا آپ لوگ جب یہ کلمہ کہتے ہین مجکو

کھٹکا ہوتا ہی کہ در پردہ حال پوچھتے ہو ہر چند کہ تم سمجھ گئے ہو لیکن بالکل صاف ہوجانا چاہتے ہو خیر اب تو تم سمجھ
ہی چکے کہ ہم کسکو لائے ہین پھر اب چھپانا کیا تم دوست ہوگئے تو بہتر اور جو دشمن ہو تو کیا کرلوگے مین کچھ ڈرتا نہین
وصاف سن لو حمزہ کو لایا ہون یہ کلمہ سنتے ہی دونون قہقہہ مار کر ہنسے اور کہا بیشک تم حمزہ کو لائے ہو اُسنے کہا
کیون کچھ تمکو شک بھی ہی اُنھون نے کہا بھلا اُسکے کتنے بڑے ہاتھ پاؤن ہین جسکو تم لائے ہو اُسنے جواب دیا کہ تم دونون
سے بھی تنومندی مین کم ہی یہ سنکر یہ اور زیادہ ہنسے اور کہا واقعی تم حمزہ کو پکڑ لائے اسنے کہا بتاؤ تو آخر تمکو کیا شبہہ
ہی جو طنز آمیز کلام کرتے ہو اُنھون نے کہا بھائی صاحب کچھ عقل بھی رکھتے ہو وہ حمزہ جسنے تمام عالم کے سرکشون کی
گردن توڑ دی خداوند کے قیطولات کے نیچے بڑے بڑے خون آشام درشت چنگال ہر قوم و قبیلے کے سردار
رہتے تھے کوئی پانچسو من کا تبر باندھتا تھا اور کوئی دوسو من کا ساطور لیکر جنگ کرتا تھا اسکو حمزہ نے پست کردیا علاوہ
اسکے دیوان قاف کو مار ڈالا ہی لکھتے ہین کہ سمندون ہزار دست دیو کو قتل کیا پس بایں جلادت وزور
وہ تم لوگون سے بھی نحیف وضعیف ہوگا یہ کلمات اُنھون نے بدلائل ساطع ولامع بیان کیے کہ گلگون کی شمع عقل باد
حماقت سے گل ہوئی دلمے کہا بیشک یہ سچ کہتے ہین کہا بھائی تم سچ کہتے ہو مگر مین لشکر سے جاکر پکڑ لایا ہون اور
سب حال کنیز کو بیہوش کرنے اور اپنی عیاری کا بیان کیا اُنھون نے کہا حضرت سلامت آپنے سب سچ کیا لیکن ہم
آپسے پوچھتے ہین کہ جو شخص ایسا زبردست ہوگا اور ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار اُسکا ذکر ہوگا وہ کس حفاظت
مین رہیگا کسلیے کہ تمام عالم کو وہ اپنا حاسد جانتا ہوگا ہمنے سنا ہی کہ حمزہ تہ خانہ مین اترکر رہتا ہی اور عیار اُسکی صورت
کا اور کسیکو بناکر بارگاہ مین ہر شب سلا دیتے ہین وہ شخص لشکر کا کبھی گھسیارہ ہوتا ہی کبھی کرلی اور اگر کوئی اسکو
پکڑ لیگیا تو حمزہ چندروز غائب رہتا ہی تاکہ یہ راز کسی پر افشا نہو غرضکہ شب خبر اس تہ خانہ کی بھی لگائی ہی
ہم جاتے ہین اور حمزہ کو لاتے ہین تمھین اختیار ہی جسکو چاہنا اسے نذر خداوند لیجانا خواہ اپنے لائے ہوے
کو یا ہمارے لائے ہوے کو یہ دونون یہ کہکر اٹھے جست کرکے روانہ ہوے گلگون کو ایسا اندیشہ کامل اور
دلمین خلل پیدا ہوا کہ اسے کوئی جواب نہین کیا کہ واقعی دلیلین ان عیارونکی بہت قوی تھین یہ بیشک حمزہ نہین ہی
جسکو تو لایا ہی یہ تو اس کشمکش و پیچ مین ادھر تھا ادھر اسطرف دونون عیار جو چلبلے مزاج مین دونون کے جی مین
سمائی چاہا کہ اس عیار کو خداوند کے ہاتھ سے ذلت دلانا چاہیے یہ سوچکر بہم بعزم سمت قلعہ کوہ عقیق چلے اور
دن بھر مین راستہ طے کرکے جب عیار عالم گرد گردوری کرکے قلعہ مغرب کی طرف روانہ ہوا کہ بیت گھر مین
تاریکیان اندھیری سیاہی و چھپے رہت جھکے چلنے سے راہی + یہ بھی قریب قلعہ مذکور کے پہونچے از بسکہ یہ
مدت سے اُس جگہ آئے ہوے ہین سب مقامات بخوبی جانتے ہین اس قلعہ عقیق کے متصل باغ فرحت افزا تھا
سلیمان عنبر موکا بھائی منصور زاغ چشم ہر رات کو رنڈی لیکر اس باغمین رہتا ہی عیارونکو
یہ راز ہمیشہ سے معلوم ہی اسوقت جلد یہین اور کچھ بن نہ آیا تو یہ تجویز کیا کہ منصور ہی کو گرفتار کرنا چاہیے پس
ابو الفتح سے چالاک نے کہا اے بھائی تم ٹھہرو مین منصور کو لاتا ہون اسنے کہا نہین آپ آرام فرمائیے مین

لاتا ہون اور اسکو صحرا مین ٹھہرا کر آپ ایک فرشتہ لقا کی صورت بنا لیجئے ایک سر مقوے کا سر پر چڑھایا جو شکل کنگرہ قلعہ کے تھا اور اُسمین دس آنکھین بنائین جو رنگ روغن کی تاثیر سے مشعل کیطرح روشن تھین پھر چار ہاتھ بہت بڑے بڑے شانے پاس لٹکائے لباس سات رنگ پہنا چیل اور بوم کے پر گرد رخسار کے لگائے ایک ہاتھ مین گرز لیا جو روغن ملنے سے آتشناک معلوم ہوتا تھا دوسرے ہاتھ مین ایک ڈالی میوے کی لیکر قریب باغ آیا اور کمند مار کر دیوار باغ پر چڑھا عجب صحبت دیکھی کہ چاندنی کھلی ہو چبوترے پر فرش سنہرا بچھا ہو پھولونکی بھینی بھینی خوشبو آتی ہو ٹھنڈی ہوا چلتی ہو بیچ چبوترے پر رنڈی حسین وطرحدار بیٹھی مشغول کرشمہ سنجی ہو منصور پاس بیٹھا ہو جب لپٹنے کا قصد کرتا ہو وہ ڈھیلے ہاتھ سے طمانچہ مارتی ہو بیتابان کہتی ہو کہ ہوے آشنا نی کے دیوتیرے منھ کو جھلسا نجوا نہیں بیٹھتا منصور اسکی باتون سے مزے مین آکر کبھی چٹکی لیتا ہو رخسار دبستان پر ہاتھ پھیرتا ہو شراب کا جام قسمین دیکر پلاتا ہو نشہ رنگ جماتا ہو رنڈی سسکیان بھرتی ہو اوی آہ کی صدا بلند ہو مستی خانہ دل مین قدم دھرتی ہو نظم

| | |
|---|---|
| وہ بستر سے اٹھا ہاتھوں پہ لینا | وہ لذت مین زبان کا منھ مین دینا |
| وہ سینے کی رگڑ سے سلسلاہٹ | وہ پہلو کے برابر گدگداہٹ |
| لپٹ جانا وہ ہم آغوش ہو کر | وہ آنا ہوش مین بیہوش ہو کر |
| وہ بڑھ کر سونگھنا ہر عضو تن کا | وہ گھٹنون مین چھپانا کچھ بدن کا |
| وہ ہونٹون کو زبان سے سلسلانا | وہ ہاتھون کو سر پستان پہ لانا |

ابو الفتح سر دیوار اسلیے ٹھہر رہا کہ جب یہ دونون مصروف مباشرت ہون اسوقت مین خلل انداز ہون باصطلاح عوام مزے مین کھنڈت ڈالون اور کلیل مین غلہ لگاؤن چنانچہ جیسا اُسنے سوچا تھا وہی زمانہ آیا کہ منصور مستی سے بیتاب ہو کر اس قحبہ بازار لیسے لپٹا اور سامنے نہین اور ہان کرنا شروع کی نظم

| | |
|---|---|
| مزے بوسون کے مستی پر جو آئے | اسا دے اور ہی مطلب پہ لائے |
| ہوے عریان لباس تن اتار کے | کیے مستی مین باہم کچھ اشارے |

جیسے ہی آمادہ بفعل بد ہوے ابو الفتح دیوار سے اسطرح کودا کہ بڑا دھماکا ہوا رنڈی چونک اچھل کر الگ ہوئی کہ اوئی کوئی آتا ہو اور منصور بھی پیچھے ہٹا جلدی سے رنڈی نے دُلائی اوڑھی اس نے بھی لنگی باندھی اور ازبسکہ جوش شہوت تھا غصہ مین اٹھکر چلا کہ جو اترا ہو اسکو سزا اسے معقول دون کچھ دور بڑھا تھا کہ سامنے سے ایک انسان عجیب بصورت مہیب نظر آیا فرط خوف سے ساری مستی اتر گئی جلدی سے سلام کیا اس انسان عجیب صورت نے کہا کہ مین فرشتہ قدرت خداوند لقا ہون اسوقت خداوند نے مجھے وحی نازل کی کہ جنت سے ہماری کچھ میوہ لیکر ہمارے سپہ سالار منصور کو دے آ کہ اسکو عیاشی سے بہت شوق ہو اس میوہ کے کھانے سے ہمیشہ جوان رہیگا اور قوت باہ از حد ہوگی یہ کہکر وہ میوہ جو ڈالی مین لگا کر لایا تھا اسکے

حوالے کیا اُسنے پہلے سجدہ کیا پھر ڈالی سر پر رکھکر رنڈی کے پاس آیا اور حال کہا یہ بھی بہت خوش ہوئی اس اثنا
مین فرشتے نے کہا کہ جلد اسکو کھالو ورنہ میوہ جنت کا ہی یہ دنیا مین نرہیگا غائب ہوجائیگا یہ سنکر دونون نے کھایا
فرشتے نے ڈالی اٹھائی چلنے کا قصد کیا تھا کہ یہ دونون بیہوش ہوے اسنے رنڈی کو تو وہین چھوڑا اور منصور کو
باندھکر اُسجا تنہائی تو تھی ہی بے اندیشہ باغ سے چلا اور چالاک پاس لایا اُسنے رنگ وروغن عیاری لگاکر
صورت اسکی مثل صورت امیر بنائی لباس شب خوابی پنہاکر پشتارہ باندھکر دونون روانہ ہوے اور
پچھلی رات باقی تھی کہ لشکر عیاران مین پہونچے اور ٹھہرے رہے جسدم زاد شب زندہ دار بیدار ہوا اور پشتارہ

گلیم شب سے اسیر روز کو عیار مہر نے نکالا کہ نظم

| | |
|---|---|
| پکارے بزم والے لو سحر ہے | فراق شب سے چشم شمع تر ہے |
| بجی ہر سمت سے نوبت گجر کی | نظر آنے لگی صورت سحر کی |

صبحکو پشتارہ لیکر بارگاہ گلگون مین یہ دونون آگئے وہ بھی منتظر انکا بیٹھا تھا شراب صبوحی پی رہا تھا کہ
انھون نے پشتارہ سامنے رکھدیا اُسنے پوچھا کسکو لائے کیا کوئی بیٹا حمزہ کا ہاتھ آگیا انھون نے کہا ہم
سبکے باپ اور افسر خود حمزہ کو لائے ہین بڑی مشکل مین تنخانے مین گئے اور اصلی حمزہ کو لائے اسنے کہا
دیکھین تو حمزہ کیسا ہی انھون نے پشتارہ کھولا اُسنے دیکھا کہ ایک پہلوان جسکا ساٹھ آرنج کا قد ہی قفص گردن
بلند بالا قوی تن درشت چنگال بیہوش پڑا ہی وہی صورت ہی جس صورت کا حمزہ لایا ہون یہ دیکھکر اس کو
ستوہم تو پہلے ہی کر دیا تھا اسوقت اور زیادہ وہم ہوا کہ بیشک یہ مرد قوی الجثہ حمزہ ہی غرضکہ ایک عیار
کو بلاکر حکم دیا کہ وہ صندوق جو اس بارگاہ کی دہنی جانب خیمہ مین رکھا ہوا ہی لے آ عیار چلا تھا کہ چالاک نے
کہا تمسے اکیلے نہ اٹھیگا مین بھی آتا ہون یہ کہکر ساتھ اسکے اسی خیمہ مین آیا دیکھا ایک صندوق آہنی رکھا ہے
قفل برابر اشتر کے فولاد کا بنا اسمین لگا ہی چالاک سمجھ گیا کہ بیشک اسمین امیر نہین یہ سمجھکر وہ عیار جو
ساتھ آیا تھا غافل تو پاس وہ کھڑا ہی تھا حباب اسکے منھ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہوگیا چالاک بیٹا عمرو کا
ہر اسکے نزدیک قفل کھول لینا کیا بات تھی اسی نمونہ کی کلید اپنے پاس سے نکالکر قفل کھولا پٹرا اٹھایا امیر
کو اسمین بیہوش لیٹے پایا ازبسکہ مرد توانا و پرقوت ہین اسوجہ سے بے آب ودانہ اس دو تین روز مین
زندہ بچے ہین ورنہ مرجاتے یہ دیکھکر اُسنے فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا امیر کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک صندوق
مین لیٹا ہون ازبسکہ نحیف و نزار تھے اشارے سے مستفسر ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہی اُسنے نام اپنا بتا کر
کہا کہ ایک عیار آپ کو پکڑ لایا ہی مین نے اُسکو دھوکا دیا ہی وہ آپ سے پوچھے تو کہیے گا مین حمزہ نہین ہون
بلکہ کچھ بات بنا دیجیے گا ہر چند کہ دروغ گوئی آپ کا شعار نہین لیکن مصلحت ایسین ہی کافر سے وقت جنگ
تسع کرنا شرع شریف مین جائز رکھا ہی امیر یہ کلمہ سنکر خاموش ہو رہے اور اُسنے پھر بیہوش کرکے صندوق
بند کیا اور اس عیار کو بھی ہوشیار کیا اُسنے کہا سچ بتا تونے مجھے بیہوش کیون کیا تھا مین یہ حال اپنے مالک سے

کھونگا چالاک نے اسکے سامنے ہاتھ باندھے اور کہا بھائی میری آبرو تیرے ہاتھ ہی مین صاف صاف جو حال ہی
کہے دیتا ہون وہ یہ ہی کہ صندوق دیکھکر میرا ایمان ٹھکانے نہ رہا تھا جانتا تھا کہ اسمین مال بھرا ہی پس تمکو بیہوش
کرکے چاہا تھا کہ کچھ نکال لون صندوق جو کھولا تو ایک آدمی لیٹے دیکھا اسیطرح پھر بند کر دیا عیار نے اسکا کلام
ایسا مصنوعی مثل راستی تھا کہ اسکو سچ جانا اور اسنے کچھ جواہر نکالکر اسکو دیا کہ بھائی یہ تم لیلو اور میری آبرو
بچاؤ اپنے مالک کے روبرو یہ راز نہ کھو عیار پر سر ترحم ہوا اور وعدہ کیا کہ کھونگا گر جو تونے اور چالاکی کی ہوگی
اور صندوق مالک کے سامنے کھلنے سے تفتیش ہوگی تو مین کہدونگا یہ کہکر صندوق اٹھا کر سامنے گلگون کے
لائے اسنے وا کرکے امیر کو نکالا پوچھا اے شخص تو کون ہی امیر نے بنابر تعلیم چالاک فرمایا کہ مجھے یہان کون
لایا اور عیار بھی بڑے جھوٹے ہوتے ہین اسنے کہا ارے سچ کہہ بھی کیا کہتا ہی امیر نے کہا سچ یہ ہی کہ مین پہلے
نوشیروان بادشاہ کا نوکر تھا وہ مر گیا اسکا بیٹا فرامرز لقا کے ساتھ ہی اسکے ساتھ مین آیا تھا ایک
عیار نے مجھ سے کہا کہ ہم تمکو روپیہ بہت سا دینگے آج حمزہ بنکر اسکی جگہ پر سو رہو مین لالچ مین آگیا یہ خمیازہ
اٹھایا کہ قید ہوا گلگون یہ حال سنکر بولا کہ اے چالاک اب تم اپنے حمزہ کو ہوشیار کرو دیکھو وہ کیا کہتا ہے
چالاک نے رو کر کہا کہ کیون شامت آئی ہی بہت ہوشیاری اچھی نہین ہوتی حمزہ شیر بیشۂ شجاعت ہے
اسکو خداوندا اپنا سپہ سالار فرماتے ہین وہ ہزار ہزار من کی قید توڑ کر نکلجاتا ہی اسکو ہوشیار کرکے تم زندہ
بچوگے پس تمہاری بہتری کیلیے ہم جاکر پکڑ لائے ہین کہ تمھین ذلت پیش خداوند ہو اگر تمکو کچھ شک ہی تو تم اپنے ہی گرفتار
کیے ہوئے حمزہ کو سامنے خداوند کے لیجاؤ ہم اپنے حمزہ کو آپ لیجائینگے میرا صاحب آپ امتحان لینے والے
کون کچھ ہم آپکا دیا نہین کھاتے شاگرد نہین نوکر نہین پھر کیا مطلب جو بھیجا کبھی مین پڑین بقول شخصے خردہ نہ بردہ
سفت کا درد گر وہ یہ کہکر اٹھے اور چاہا کہ پشتارہ اٹھا کر چلین گلگون کھڑا ہو گیا کہ ہان ہان آپ خفا نہون
واقعی آپ نے ذلت سے بچایا مین نے براہ امتحان یہ بات نہ کہی تھی بلکہ یون ہی کہا تھا کہ دیکھین وہ حمزہ کیا کہتا
ہے گو سچ آپنے کہا کہ وہ جو ہوشیار ہوگا سخت لڑائی پڑیگی یہ کہکر امیر کو کچھ زادراہ نذر کر دیا اور کہا آپ جائیے
جب لشکر خداوند مین پہونچیے گا تو حال کہیے گا امیر نے اسکے کلام کا جواب نہ دیا اور بارگاہ سے نکلکر راستہ پکڑا
اور اسنے بعوض امیر منصور کو صندوق مین بند کیا اور خیمہ مین بھجوا دیا چالاک کی خاطر مین مصروف ہوا ایک
دن انکو رکھا دوسرے دن عزم سفر کیا چالاک نے کہا اب ہم بھی رخصت ہوتے ہین اسنے کہا تم ساتھ چلنے
کو کہتے تھے انھون نے کہا ہمارے چار سو عیار شاگرد ہین ہم آپ پاس اکیلے چلے آئے تھے اب جمعیت کرکے بہ
تمام خدمت خداوند مین اپنی جگہ پر سے آتے ہین یقین ہی کہ آپکے پہونچنے تک ہم بھی آجائینگے یہ کہکر دونون دانہ
ہوے اور اسنے بھی کوچ کیا لیکن امیر جو یہانسے روانہ ہوے تھے راہ سے نابلد تھے کوہستان مین راہ بھولکر
میدان وسیع مین پہونچے جب اس میدان کو طے کیا ایک باغ کا دروازہ نظر آیا از بسکہ خستہ و شکستہ کئی دن
کے بھوکے پیاسے تھے برائے آرام باغ مین آئے دیکھا سبزہ فرش سندسین ارض پر خفتہ ہی گل بصد تجمل د

زیب ساد ہ چمن ہی شاہد بہار پر جوبن ہی بہار افزاے باغ خاطر نسرین و نسترن ہی سنبل کی بیل گلو نپر پھیلی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہزار ہا نافہ مشک زلف عروس چمن رکھتی ہی کہ

## ابیات

بہار چمن اور وہ لالہ زار / نئے رنگ کی تھی وہان کچھ بہار
نسیم سحر ناز سے پھرتی تھی / کھلی جاتی تھی شاخ مین ہر کلی
پپیہا یہ کہتا تھا پی ہے کہان / مچاتی تھین کو کو کا غل قمریان
گھرا ابر تھا رعد کا شور تھا / روش پر ہر اک ناچتا مور تھا
زمین پر تھی سورج مکھی کی بہار / چمکتی تھی برق فلک بار بار

اس باغ مین زیر نخل سایہ دار فرش ستھرا بچھا تھا مسند بیا مک پریزاد و قامت رشک شمشاد طبیعت مین جلاد ناز و غمزہ مین اُسکے ہزارون بیداد نا شنو فریاد کمسن جوانی کے دن بیٹھی تھی

## نظم

جبین مین بل شکن گیسوی برہم / نظر مصروف جلادی ہر اکدم
غضب آمیز چتون کے اشارے / بلا آئی ہوئی جس کے نظارے
نگاوٹ کے لب و دل محو فریاد / لحاظ آرزو ہر وقت برباد

سامنے اس رشک چمن کے چند نازنینان نازک بدن سازلیے بجاتی تھین اور ایک بت پر فن اسطرح ناچتی کہ ادا مین اسکی رقاصہ فلک کو شرماتی اور چکر مین لاتی تھین دم رقص یہ حال تھا کہ

## نظم

دم رقص اس نے ستم ڈھا دیا / ادا سے زمانے کو بسمل کیا
چمک کر جو اس بت نے توڑا لیا / دل عاشقان پیسکے سرمہ ہوا
ادا اسکی ہر ایک تھی پر ستم / قیامت سے کچھ کم نہین تال سم

امیر یہ سامان دیکھکر اور طرف چمنستان مین چلے کہ سامنے کسو کا زنانہ ہی عورتونمین جانا خلاف ہمت مردانہ ہی چنانچہ یہ تو اور سمت چلے لیکن اس نازنین مسند نشین کی نگاہ انپر پڑی پکار کر کہا کہ اے شخص کہان جاتا ہی ادھر آ ایک بات تیرے نفع کی ہی سنتا جا امیر یہ صدا سنکر پھرے اور قریب اُس سرمایۂ ناز کے آئے اُسنے مرد بزرگ و وجیہ سمجھکر تسلیم کی بجا لا ادب تمام گویا ہوئی کہ مین نے اسلیے حضور کو تکلیف دی کہ یہ مسکن ایک دیو لعین کا ہی جو کوئی بھولکر ادھر آتا ہی وہ دیو اسکو کھا جاتا ہی مین نوکر ملکہ قریش نیم سلطان دختر صاحبقران و ملکۂ آسمان پری والیۂ قاف کی ہون اور اس ملکہ موصوف نے میرے باپ کو ایک ملک پردۂ قاف مین عنایت فرمایا ہی اور وہ انکی حکومت کرتا ہی یہ دیو مجھکو دھوکا دیکر اٹھا لایا ہی اور طلسم مین پھنسایا ہی اور خواہان وصلت ہوتا ہی جب مین قصد اپنی ہلاکت کا کرتی ہون اسوقت باز رہتا ہی مختصر یہ کہ تم یہان سے جلد چلے جاؤ ایسا نہو کہ وہ آجائے تو مفت جان جائے امیر نے فرمایا کہ وہ بھی عنقریب اپنی سزا کو پہونچیگا اللہ تعالی تجھے اس بلا سے رہائی دیگا تم نہ گھبراؤ اور مشغول عشرت رہو

پہ فروکش ہو کر دین بیٹھے اور وہ ملکہ جو شہزادی سلمان تھی آپکا کھانا تناول کیا پانی پیا باغ کا میوہ تناول کیا آسودہ ہوے پھر اُس ملکہ سے فرمایا کہ چلو اس باغ مین سیر کرین وہ مع اُن نازنینو نکے کہ اُن سب کو دیو اس ملکہ کی خدمت کیلیے اٹھا لایا ہی ہمراہ چلی امیر ہر سمت پھر نے لگے ناگاہ ایک سمت کو گنبد بنا دیکھا کہ سنگ لشب سے تعمیر تھا اس گنبد کے پاس تشریف لائے دروازہ اسکا وا کیا دیکھا کہ ایک تخت سونیکا بچھا ہی اُس پر تصویر لقا کی مکلل بجواہر رکھی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ لقا بیٹھا ہی اُس تصویر کا حال شہزادی سے پوچھا اُسنے عرض کیا کہ یہ سرزمین متعلق کوہستان ہی اور یہانکا حاکم حسام کوہی ہی یہ باغ اسیکا ہی اور اُسنے یہ بتخانہ بنایا ہی دیو سے دوستی کرلی ہی کہ جب وہ پرستش آتا ہی وہ کچھ خبر نہین ہوتا اور دیو بھی پرستش کرتا ہی اور وہ دیو ساحر بھی ہی اس بتخانہ کی حفاظت کیلیے کچھ سحر جادو کے بلجھا جایا کرتا ہی امیر نے یہ حال سنکر لاحول پڑھی فرمایا کہ افسوس اس لقا مردود نے ہزار دن آدمی کیا ایک عالم کو برگشتہ کر رکھا ہی یہ فرماکر مجاہد راہ خدا تو تھے ہی بسان جناب خلیل اللہ اپنے جد بزرگوار کے اس گنبد میں آکے ہر طرف سے غل ہوا کہ بحیکھیر یہ خداوند سے بے ادبی کیا چاہتا ہی امیر کو بسبب سمنے گلقا سمک اسم اعظم یاد تھا دو زبان فرمایا اور اس بت کی ایک انگلی پہلے توڑی اور زیادہ غل ہوا کہ ارے یہ ستم دیکھو اس ظالم نے خداوند کو مارا کہ وہ بیچارے نہ کچھ کہتے ہین نہ سنتے ہین یہ ہنگامہ برپا تھا کہ یکایک آندھی سیاہ آئی تمام باغ مین اندھیرا ہو گیا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ سیاہی موقوف ہوئی دیکھا کہ ایک دیو قوی الجثہ للکارتا ہوا آتا ہی امیر نے اسکو آتے دیکھکر اُس تصویر کا سر بھی الگ کر ڈالا پھر وہ دیو بڑے جوش و خروش سے کہتا ہوا کہ او آدم زاد سیاہ سر سفید دندان تیرا غضب تجھے کیا خداوند کی توڑ پھوڑ لگا ڈالی پھر شروع کردی یہ کہکر قریب آیا اور ایسا افسون کیا کہ ہزارہا دیو پیدا ہو کر امیر پر دوڑے آپنے اسم اعظم پڑھا وہ دیو ان پر غالب ہوئے اور وہ دیو چقماق جادو پکڑکر حملہ آور ہوا امیر جست کرکے زیر بغل اس دیو کے آئے چقماق جادو رفلا کی گئی نعرہ کیا کہ افسوس یہ انسان لقمہ لذیذ عقاب ہو نہ خاک ہوکر گرا ہو گیا یہ کہہ ہی رہا تھا کہ امیر نے نعرہ اللہ اکبر اس زور سے کیا کہ دیو ناچنے لگا اور پکارا کہ او انسان تو بہت جیتا ہم شاید زلزلۂ قاف ہی یہ کہکر دوڑا اور لپٹ گیا

پھر تو آپ نے بھی یہ حال کیا کہ **نظم**

| | |
|---|---|
| در آمد با و آن گو نامدار | گرفتہ پر و بال او استوار |
| گرفت آن پر و بال گرد دلیر | کہ آرد گو پہلوان را بزیر |
| ہمین گوشت کندین از ان آن ازین | ہمی گل شد از خون سراسر زمین |
| سر انجام ازان کینہ و کار زار | بہ پیچید بر خود گو نامدار |
| بہ د جنگ و بر داشتن تیر و شیر | بگردن بر آورد بفگندہ زیر |
| زدش بر زمین ہمچو شیر ژیان | چنان کز تن وے برون کرد جان |

جب وہ دیو زمین پر چت ہوا آپ اسکے سینے پر سوار ہوے اور فرمایا کہ کیا کہتا ہی شناخت خداے پاک مین اس دیو نے کہا کہ آپ اپنا نام بتائیے تو مین اسلام اختیار کرون آپنے فرمایا کہ مین زلزلۂ قاف حمزہ صاحبقران ہون دیو نے کہا پردۂ قاف سے مین تیرے ڈر کے مارے پردۂ دنیا پر بھاگ کر آیا تو پردۂ دنیا پر بھی میرے تعاقب مین پہونچا

اب تیری جگہ اور کونسی لاؤن جہان جاؤن جاتا مین نے کردین تیرا جی چاہے مین مسلمان ہوتا ہون امیر اسکے سینے پر سے اترے اور کلمہ طیبہ
بتایا وہ دیو بصد ارادت مسلمان ہوا یہ کیفیت دیکھکر اس شہزادی نے جانا کہ یہ باپ حضرت قریشیہ کے ہین دوڑ کر قدم پر گری
امیر نے تسکین و دلداری فرمائی پھر اس دیو سے فرمایا کہ اس شہزادی کے ملک سے کسیکو بلا تاکہ وہ اسکو لیجائے دیو نے تعظیم
عرض کیا کہ مین اسکو بآرام تمام خدمت قریشیہ مین پہونچا دونگا اور رسید اسکی لا دونگا آپنے فرمایا کہ اچھا لیجاؤ دیو ملکہ
کو سوار کرکے روانہ سمت قاف ہوا اور امیر منتظر رسید وہان فروکش ہوئے اور نمازین جو باقی تھین شرط خدمت
بجا لائے مین تین روز امیر وہان رہے تیسرے روز دیو نے لا کر نامہ سربمہر ملکہ آسمان پری اور عرضی قریشیہ کی دی
لکھا تھا کہ زبانی دیو کے حال خیریت مزاج معلوم ہوا اور ملکہ سمنبر پری بآرام یہان پہونچی امیر نے وہ عرضی و نامہ
پڑھکر ان عورتون سے فرمایا کہ تم اپنے شہر و دیار کا پتہ بتاؤ کہ بھیج دیا جائے ازبسکہ وہ سب پردہ دنیا کی رہنے والیان
تھین جہان جہان کا پتہ بتایا دیو نے ایک ہی دن مین سبکو پہونچا دیا بعد الفراغ امیر بھی روانہ ہوئے دیو کو نامہ بنام
ملکہ آسمان پری لکھدیا بعد خیریت کے لکھا کہ اس دیو کو جاگیر عنایت کرنا غرضکہ دیو تو ادھر گیا اور امیر نے اس
باغ مین جو جواہر تھے مال کافر سمجھ کے لیلیے اور تصویر لقا بھی لیکر روانہ ہوئے جیسے ہی سرحد باغ سے
نکلکر دشت مین پہونچے دیکھا کہ ایک لشکر چلا آتا ہے آگے لشکر کے بعہدہ افسری ایک کوہی دراز قد بدست شکار
کھیلتا آتا ہے باز دار قراول ہمیلیے ساتھ ہین امیر سامنے ڈٹکر کھڑے ہوئے اور اس کوہی نے جو تصویر لقا کی ٹکڑے
ٹکڑے کی ہوئی ہاتھ مین دیکھی پکارا کہ اے اہل دوست تو نے یہ کیا کیا کہ میرے پیارے خداوند کو ٹکڑے کر ڈالا
یہ کہکر فوج کو محاصرہ کا حکم دیا امیر تو

نظم

ہوئے تیار مردان دلاور — بشکل ابر تر اندادہ لشکر
صدا دینے لگے کوکیت ہر سو — بہادر جم گئے پہلو بپہلو
صفین تیار سر تیغون کے عریان — اہل عالم مگر سر در گریبان
صدا دی کوس جنگی نے جو یکبار — ہوئے سردار لشکر سب خبردار

امیر نے بھی تیغ تیز نیام انتقام سے کھینچی اور نعرہ بلند کیا یہ سردار لشکر حسام کوہی مالک اس سرزمین کا
ہے اور اسکو اپنی سپہ گری پر بڑا غرہ ہے جب اسنے نام امیر سنا معلوم کیا کہ حمزہ یہی ہے بس جسم اپنا تنومند امیر سے دیکھکر
اور خیال کرکے کہ یہان اکیلے ہین کیا کر لینگے معلوم ہوتا ہے یہ سردار اور عیار دنگے بھروسے پر لڑتے ہین تو انکو زندہ گرفتار
کرلے یہ سوچکر فوج کے افسرون سے کہا تم ٹھیرے رہو حملہ نکرو مین گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر گھوڑے سے کود کر سامنے
آیا اور امیر سے کہا آپ پیدل ہین اور اکیلے ہین پس مین بھی اکیلا اور پیدل ہی لڑونگا آپنے فرمایا جسطرح تیرا جی چاہے
لے اور حربے تو موقوف رکھے مگر آمادہ بہ کشتی ہوا اور خم ٹھونک کر مقابل آیا ہاتھ سے ہاتھ ملایا کشتی بصد درشتی شروع
ہوئی امیر نے بعد دو چار زور اسکے روکنے کے کمر بند مین ہاتھ ڈالکر لنگر اکھیڑا اور سر سے بلند کیا اسکو بڑی حیرت ہوئی
کہ بہت جلد مجھ ایسے پہلوان کو اسنے اٹھا لیا غرضکہ بیدم ہوکر پکارا کہ اے شہریار امان دیجیے آپنے فرمایا بشرط

ایمان لانے کے امان ملیگی اس نے اقرار کیا آپنے زمین پر رکھدیا اور کلمہ پڑھا وہ کلمہ پڑھکر دلمین کینہ رکھکر طوطے کیطرح اقرار اسلام بظاہر کرکے مسلمان ہوا اور سب افسران لشکر کو بلاکر قدم اقدس صاحبقرانی پر گرادیا پھر ہوادار پر سوار کرکے بجاہ و حشم تمام اپنے قلعہ مین لیچلا یہانتک کہ بعد قطع مسافت راہ دامن کوہ مین ایک قلعہ فلک فرسا بنا دیکھا سامان حرب سے آراستہ دیکھا بر سبیل اختصار یہ کہ در قلعہ وا ہوا امیر داخل قلعہ ہوے شہر آباد رعیت دلشاد پائی راستے پختہ سڑکین ہموار دکانین بجین عمدہ بازار نظم

زمین شفاف رستہ جابجا صاف — نگاہون کو میسر لطف اطراف
دکانین وا ہوئین اسباب نکلے — کھلے ڈبے در نایاب نکلے
زمرد لعل نیلم عمدہ الماس — گرہ سے کھل کے آتے جوہری پاس
خریدار آتے ہر جانب سے مشتاق — تماشہ گاہ تھا دامان آفاق

امیر سیر دیکھتے ہمراہ اُسکے دارالامارۂ شاہی مین تشریف لائے اُسنے عرض کیا کہ تخت میرا حاضر ہے بیٹھیے امیر نے فرمایا تخت نشینی کی ہوس سے بری ہون خدا میرے تاجدار بادشاہ اسلام کو سلامت رکھے تم تخت پر بیٹھو خراج ملک کا چند جنبہ ہاے زرین خدمت شاہ مین بھیجدینا یہ کہکر آپ دنگل پر بیٹھے اور سب سرداران کو بھی کرسی کرسی پایہ بپایہ جاگزین ہوے حسام بسان چاکر کمتر خدمتگذاری مین حاضر تھا ارباب نشاط کو طلب کیا طعام عمدہ کی تیاری کی یہ خاطرداری کی کہ نظم

وہ خوشبوئین کہ جی لوٹے بشر کا — رہے باقی نہ مطلق ہوش سر کا
طعام عمدہ کی تیاریان کین — دکھایا ناچ دل کو راحتین دین
صدا طبلون کی پہونچی آسمان تک — غزل ٹھمری کی لفظ آئی زبان تک
پھر اتنے مین لے آیا بادہ و جام — پکارے ساقیان سیم اندام
کہ آ پیارے ملا یہ جام لب سے — ذرا مہمان کو ٹھنڈا کر غضب سے

جب سامنے امیر کے جام آیا آپنے فرمایا کہ مین شراب نہین پیتا ہون ہان اگر ماءاللحم ہوتا تو تم سب کا آج پیکر ہم شریک ہوتا حسام نے یہ کلمہ سنکر اسیوقت ماءاللحم تیار کرایا اور اُسمین بیہوشی ملاکر سامنے لایا امیر صاف دل ہین وہ کلمہ پڑھ چکا تھا حکم شرع ظاہر پر ہے بس بے وسواس ماءاللحم نوش فرمانے لگے جب دو چار پیالے پے کنپٹیان لپکنے لگین سمجھے کہ اسنے دغا کی چاہا کہ اُٹھکر ہو اگلاؤن اور تدبیر دفع بیہوشی کرون لیکن جیسے ہی اُٹھے بیہوش ہوکر گرے اُسنے تمام افسرون سے کہا کہ اسوقت ہمنے بمصلحت اسلام اختیار کیا تھا سپاہ گری کے جتنے فن ہین دشمن پر قابو پانے سے مطلب ہے تم بھی دین لقا پرستی نہ ترک کرو سرداران اُسکے بعض خوش ہوے اور بعض ناخوش ہوے کہ دغا کرنا اچھا نہین جو کیا وہ کیا لیکن ناخوشی اُنکی کچھ کام نہ آئی خاموش ہو رہے اور حسام نے آہنگر بلاکر قید سخت مین مبتلا کرکے امیر کو زندان مین بھیجا پھر لشکر کو اپنے تیار کرایا چالیس ہزار کوہی دیو صورت مسلح و مکمل ہوا اُسنے قلعہ ایک اپنے عزیز کے

سپرد کرکے آپ گرگدن مست پر سوار ہوکر اور امیر کو عرادہ پر بٹھاکر بحشم و خدم جانب قلعہ عقیق کوہ براے استعانت خداوند قلعہ سے کوچ کیا کہ بموجب نظم

| | |
|---|---|
| نشست از تمازی اسپ سمند | ہمین تاخت ترسان ز بیم گزند |
| پس پشت او سی ہزار از یلان | سواران جنگی و سنگی دلان |
| ہمہ برگرفتند یکسر خروش | زمین پُر خروش و ہوا پنہ جوش |
| غریوان و جوشان چو شیر ژیان | کمانے ببازو و کمر بر میان |
| ہمی رفت در دشت چون پیل مست | یکے گرزہ گاؤ پیکر بدست |

جب قلعہ سے دو منزل پر جاکر مقام کیا ہنوز لشکر آسودہ نہوا تھا کہ ہوا کیطرف سے گرد اڑی اور ایک لشکر گویا ساٹھ ہزار سوار سے پیدا ہوا اسنے بلکارے بہر خبر روانہ کیے معلوم ہوا کہ سرمہ کوہی پہلوان دوران رستم سرزمین کوہستان بہر مدد خداوند جاتے ہین یہ خبر سنکر اسنے چند سردار اپنے ساتھ لیے اور استقبال جاکر کیا سرمہ کوہی بھی گھوڑے پر سے اترا دونون بغلگیر ہوے دونون لشکر ایک مقام پر اترے اور دونون بادشاہ ایک ہی بارگاہ مین آکر آرام پذیر ہوے جام گلگون کا دور ہوا مزاج کا عالم ہی اور ہوا حالت نشہ مین حسام نے کہا کہ اب مجھ سے بڑھکر کون ہوگا مین نے حمزہ کو گرفتار کیا ہی سرمہ کوہی کو اسکی لاف زنی بڑی معلوم ہوئی لیکن مرد شجاع ہی اور صاحب ظرف ہی تحمل کر گیا کہا بھائی تم ایسے ہی بہادر ہو حسام نے کہا تمہین کچھ شک بھی ہی اگر شک ہو تو مین حمزہ کو بلاکر دکھاؤن اسنے کہا شک کیا ہی لیکن مجھے بیشک حمزہ کے دیکھنے کا اشتیاق ہی اچھا کل وقت کوچ سامنے بلانا یہ کہکر مصروف راحت ہوا جسوقت شاہ کوہ خاور کوہستان سے نکلکر عازم سفر منازل افلاک ہوا کہ بیت نمود صبح نے جلوے دکھاے ۔ نگاہون نے نئے سامان پائے ۔ صبح کو دونون بادشاہ اٹھے جام صبوحی پیے ارادہ سفر کیا ہنوز طبل سفر کے بجنے کا حکم نہ دیا تھا کہ سرمہ نے کہا بھائی صاحب حمزہ کو سامنے بلوائیے حسام نے زندان بان کو حکم دیا کہ قیدی کو سامنے لاؤ بمجرد حکم بہت سے سوار باشمشیر برہنہ ہمراہ گرد حفاظت کنان سردار عالیشان بہ پیچین مسلسل با قید گران سامنے آئے اور بنا بر دستور اہل اسلام پکارے کہ سلام ہمہ اسیر اس انجمن مین ہی جو اشیاہ کو واحد اور اُسکے پیغمبر کے دین مبین کو سچا جانتا ہو سرمہ نے یہ نہیب سنکر کہا کہ کیون حمزہ سی جلگی مگر سی کا بل نہین جلا مجھ ایسے پہلوان کا ذرا ادب بجا نہ تسلیم نہ آداب یہ نعرہ مارا نام خداے نادیدہ میرے رو برو لیا امیر نے ارشاد فرمایا کہ مین نامرد ہکا رعب نہین آتا بلکہ انکو جرے سے بھی کمتر جانتا ہون اسنے یہ کلام سنکر کہا کہ کیون مجکو کیا یہ مردانگی میرے بھائی نے نہین زیر کیا امیر نے فرمایا کہ مردانگی کا حال اسکی اُسکے سردار اور وہ خود جانتا ہی اسی سے پوچھ سے اسنے حسام کیطرف دیکھا اور سردار دنسے حال پوچھا انھون نے سب کیفیت گذشتہ بیان کی اُسنے حسام سے کہا کہ اسی منھ پر کل یہ لاف زنی تھی تو نے او بیحیا نام سارے کوہستان کا بحر نامردی مین ڈبو دیا آبرو کھو دی یہ کہکر گویا ہوا کہ امیر اگر کوئی آپکو مردی زیر کریگا تو اطاعت کیجیے گا امیر نے فرمایا کہ زندگی بھر اسکی

اطاعت کرونگا یہ سنکر وہ اٹھا کہ قید جسم امیر پر سے دور کرا دے امیر نے کہا کہ اگر وقت رہائی قریب آیا ہے تو کچھ تیری
ضرورت نہین ہے یہ کہکر خانہ زور مین آکر جو جھٹ مارا اور پکڑ کر ہتھکڑی بیڑی بسان تار عنکبوت توڑ کر پھینکی ہر سمت سے
احسنت کی صدا بلند ہوئی حسام نے کہا اے سرمہ تم نے اچھا نہ کیا جو اس آفت کو رہا کیا اب بھی از روے بلوہ
کے اسکو گرفتار کر دو اسنے کہا تو جھک مارتا ہے مجھے بھی تو نے اپنی طرح بود احمق کیا ہے او بے عزت خبردار مجھسے ایسا
کلام نکرنا یہ کہکر حکم دیا کہ دو مرکب حاضر ہون اور امیر کے اسلحہ حاضر ہون پھر آپ ہی کہا کہ اچھا اکھاڑہ درست ہو
مین زور آزمائی کرونگا بنا بر حکم ملازم عمل مین لائے اکھاڑہ درست ہوا وہ لنگوٹ کھینچکر اکھاڑے مین کودا
خم بجایا امیر بھی کودے اور باہم سرگرم تلاش ہوئے ٹکر چلنے لگی داؤن پیچ توڑ جوڑ ہونے لگے اس کشتی مین حسام نے
یہ چالاکی کی کہ کچھ فوج تیار کر کے اور افسران چند سے مشورہ کیا کہ یہ فوج لے کر تم آگے بڑھو جاؤ مین بھی آتا
ہون نصف لشکر سے زیادہ افسر لیکر کوچ کر گئے یہ سیر کشتی دیکھا کیا اور ریلا پیلی کشمکش کے سوا اسکے امیر
کو عجلت منظور تھی دو پہر تک لڑکر صاحبقران زور اسیر کیا وہ زور بغیر تائید ربانی نہین حریف تاب اسکی
نہ لاسکا آپنے اٹھا کر دیا کہ چار دن شانے چت گرا دوڑ کر آپ سینہ پر سوار ہوئے اور فرمایا کہ حال اور شناختن
پروردگار عالم چیسگوئی اسنے عرض کیا کہ تا زندہ ام بندہ ام امیر سینے پر سے اترے اسنے اٹھکر سر قدم پر رکھا آپنے
گلے سے لگایا اور کلمہ بتایا سرمہ کوہی کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اس ہنگامہ مین کہ امیر اسکے سینہ پر
سوار تھے حسام گھوڑا اڑا لکر نکل گیا فوج جو آگے بھیج چکا تھا اسمین شامل ہو کر جانب عقیق کوہ چلا سرمہ کوہی نے تمام
فوج کو مسلمان کیا اور باقیماندہ حسام کا لشکر بھی شریک ہوا ایک دن آسودہ ہو کر انھون نے بھی کوچ کیا امیر
با فوج کثیر بصد جاہ و جلال روانہ ہوئے لیکن انسے پہلے حسام قریب قلعہ عقیق پہنچا لقا نے کوہی بہر استقبال
بھیجے کہ وہ آکر لیگئے لشکر اسکا بیرون قلعہ اترا وہ خود قلعہ مین گیا خداوند کو سجدہ کیا خلعت ملا دنگل پر بیٹھا اور حال
کہا کہ مین اسطرح حمزہ کو لایا تھا لیکن یہ انشاد ہوئی اور رہا ہو گیا یہ تو بیان حال کرتا تھا اور اسکے قبل خبر پہونچ
چکی تھی کہ مصور زاغ چشم باغ مین رنڈی پاس تھے رنڈی بھگی وہ غائب ہو گئے لقا نے سب سے پوچھا تھا کہ
خداوند بتلائین اسکو کون لیگیا ہے لقا نے کہا کہ خداوند جانتے ہین لیکن بتلائینگے نہین ہمارا اتنجہ قدرت اسکو ہماری
بہشت مین چھوڑ آیا ہے اس کلام سے ہر ایک خوش تھا کہ اول حسام آکر پہونچا دوبارہ خبر آئی کہ گلگون عیار بادشاہ
قلعہ گلگونیہ کوہ آیا ہے خداوند نے اسکا بھی استقبال کرایا لشکر اسکا بھی بیرون قلعہ اترا وہ خود سامنے خداوند کے آیا
نذر دی سجدہ کیا خلعت عنایت ہوا بیٹھا اسمین خداوند نے حکم دیا کہ آخر بہر مقابلہ لشکر اسلام یہ سب بندے میرے
آئے ہین پس بیرون قلعہ چلنا پڑیگا مناسب ہے ابھی چلنا چاہیئے یہ حکم سنکر یہ دخرگاہ دبدبہ گاہ تشیہ خداوندی
سب سامان میدان مین فراہم ہوا جب بارگاہ نصب ہو چکی خداوند مع لشکر کوہیان قلعہ سے نکلکر داخل
بارگاہ ہوا یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی وہان چالاک ابوالفتح آ چکے تھے انھون نے بھی صلاح کی کہ حسب وعدہ
ہمکو بھی چلنا لازم ہے دیکھین وہان کیا دل لگی ہوتی ہے یہ صلاح کر کے دو دو سو عیار دونون نے اپنے ساتھ لیے

اور آپ اسی صورت پر مکار و غدار کی بنکر عیاروں کی شکلیں بدلوا دیں ایک خیمہ بھی اپنے ہمراہ لیا پہلے شہر سے نکل
صحرا میں آئے پھر وہاں سے لشکر لقا میں پہونچے اسنے خبر سنکر لوگ بہر استقبال بھیجے انکا لشکر بھی قریب افواج
کوہیان اترا یہ دونوں سامنے خداوند کے گئے تمام بردستور کے نذریں دیں تسلیم کی سجدہ نہ کیا لقا سمجھا کہ یہ کوئی اہل
دین ہوگئے ہیں پونے دو سو خداؤں کو نہیں مانتے ہیں یہ سمجھکر بحیرت تمام انکی طرف دیکھنے لگا یہ اسکی نگاہ پہچان گئے
کہ سجدہ کیلیے ناراض ہے بس اپنی جگہ سے اٹھکر سامنے آئے اور دست بستہ عرض کیا کہ یا خداوند ہم نرے سپاہی یا
عیار ہی نہیں ہیں بلکہ آپکے دین کے عالم ہیں وہ کتابیں جو آپنے معرفت اپنے پیغمبروں کے ہم بندوں پاس بھیجیں وہ
سب ہمیں یاد ہیں چنانچہ ہر جگہ اس کتاب میں آپنے فرمایا ہے کہ جو کام مسلمان کرتے ہیں وہ میرے بندے ہرگز نہ کریں
مسلمان غسل کرکے اور وضو کرکے اپنے خدا کو یاد کرتے ہیں میرے بندے بحالت نجاست مجھکو یاد کریں جب نجس العین
ہونگے اور سجدہ کرینگے تو میں قبول کرونگا بس ہم سفر میں تھے نوبت بفعل بد نہیں پہونچی اسوقت تک پاک ہیں اسلیے
سجدہ نہیں کیا لقا نے کہا اے بندگان قدرت پرساز دقیق اب اور زیادہ بیباقی نہ کرو واقعی تم میرے دین کے
بہت بڑے عالم ہو غرضکہ یہ باتیں زبان خداوند سے سنکر سب اہل دربار اٹھے اور مکار و غدار کے دست و پا
کو بوسہ دیا کہ آپ ہمارے رہنما ہیں خداوند نے بھی حکم دیا کہ جسکو سوال دین لقا پرستی تحقیق کرنا ہو وہ انکے
پاس جاکر پوچھا کرے سب تو معتقد ہوئے لیکن بختیارک گھبرایا کہ یہ معلوم ہوتا ہے کوئی عیاران اہل اسلام سے
ہیں ہجو ملیح ہمارے دین کی کرتے ہیں چاہتا تھا کہ کچھ کہے مگر گلگون نے یہ ذکر چھیڑ دیا کہ خداوند میں حمزہ کو قید کر لایا
ہوں اسے قتل کیجیے حکم ہوا کہ منگاؤ وہ اٹھے اور صندوق اٹھوا کر لائے پٹارا وا کیا منصور کو نکالا بختیارک نے دیکھا
کہا یہ حمزہ نہیں ہے اتنے بڑے اعضا کہاں گلگون نے کہا واہ میں اصلی حمزہ کو بڑی مشکل سے محل کے اندر سے چرا
لایا ہوں بختیارک نے کہا اصلی اور نقلی کیسا اسنے جواب دیا کہ عیار حمزہ روز بناکر سلایا کرتے ہیں اور اصلی کو
چھپا دیتے ہیں یہ کہکر سب ماجرا جو کچھ چالاک نے بتلا دیا تھا بیان کیا بختیارک خوب ہنسا اور کہا کسی مرشد
نے خوب پٹی پڑھائی واقعی تم اصلی حمزہ کو لائے ہو یہ کہکر ناچنے لگا عیار بہت نادم ہو کر بغضب بولا کہ او شیطان
تجھے سوائے مسخراپن کرنیکے اور کچھ نہیں آتا ہے شیطان نے کہا مجھے تو کیا آتا ہے لیکن تمہیں کسی نے ضرور مسخر بنایا یہ
کہو راہ میں کون ملا تھا اسنے سب حکایت گذشتہ اپنا طرار بنکر حمزہ کو لانا راہ میں دو عیاروں کا ملنا بیان کرکے
مکار کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ملے تھے اور بختیارک نے کہا ہم تو پہلے ہی سمجھ چکے تھے کہ یہ مرشد کامل ہیں یہ
سنتا تھا کہ چالاک و ابو الفتح سنبھل کر کھڑے ہوئے اور بختیارک نے بھی انکو پہچان کر سلام کیا اس اثنا
میں منصور کو ہوا لگنے سے ہوش آگیا پکارا کہ یا خداوند میری کیا خطا ہے جو گرفتار کیا ہے ہم منصور کوہی اسکا
نعرہ سنکر حسام نے کہا حمزہ تو مجھے ملا تھا اور بتخانہ تباہ کرکے قید ہوا تھا سرمہ کوہی نے چھوڑا دیا جب اسنے سب
کیفیت بیان کی لقا نے گلگون کیطرف دیکھا اسکو یقین ہوا کہ میں نے دھوکا کھایا بغضب تمام نیمچہ پکڑ کر چالاک
پر دوڑا ابو الفتح نے پشت پر سے نعرہ کرکے ایک عمود ماری ادھر چالاک نے نعرہ کیا اور اسکا نیمچہ خالی دیکر تو

پھسلے پاؤں اڑ گیا اتفاق سے اس پتھر پر پاؤں آسکے پڑے جو بارگاہ پر آستانہ بنانے میں یہ دستور ہے کہ بادشاہوں کی
بارگاہ کے در پر سنگ نہایت چکنا اور صاف لگایا جاتا ہے اور بعض ملازم بارگاہ اُسی پتھر کو بوسہ دیتے ہیں چنانچہ اس سنگ
پر جو پاؤں پڑے پھسل کر گرا عیاران گلگون ہزار ہا ٹوٹ پڑے صد ہا کمندیں پڑ گئیں چالاک نے ہر چند چاہا کہ
لوٹ مار کر اور حلقہ ہائے کمند کو کاٹ کر نکل جاؤں ممکن نہ ہوا آخر پکڑ لیا گیا مگر ابو الفتح اس ہنگامہ میں جست کر کے نکل گیا اور
غلغلہ جو ہوا انکے ساتھ جو چار سو عیار آئے تھے وہ بھی کوئی کدھر سے کوئی کیطرف سے سب نکل گئے بارگاہ میں منصور کے
بالقہ پاؤں نہ دھلایا صورت نکل آئی گلگون بہت محجوب ہوا اور چالاک کو قتل کرنا چاہا اسوقت بختیارک سوچا
کہ اگر تیرے سامنے بیٹا عمرو کا مارا گیا تو عیار مجکو زندہ نہ چھوڑینگے مجھے لازم ہے کہ یہاں سے ٹلجاؤں یہ سمجھکر اس عیار سے
کہا کہ ٹھہر جاؤ یہاں سے میں چلا جاؤں تو قتل کرنا وہ قائل پذیر ہوا اور یہ بارگاہ سے نکلکر اپنے خچر پر سوار ہو کے جانب خیمۂ
سکونت خود چلا اور ادھر جو سب عیار بھاگ کر علیحدہ ہوئے انہیں سے قاسم تنگ اعادی کہ قوم عاد سے ہے اور
عمر معدی کرب جو دیو سے بھی زیادہ قد و قامت رکھتے ہیں انکا عیار ہے اور یہی ایسا عیار ہے جو ایسے جسیم پہلوان
قوم عاد کا پشتارہ اٹھاتا ہے اس عیار کو ابو الفتح نے حکم دیا کہ جلد دیو کی صورت بنو اور آپ بہت مشابہ ہے عمرو کی صورت
سے کس لیے کہ بھانجا انکا ہے پس آپ صورت بعینہ خواجہ عمرو کی ایسی بنا ادھر قاسم عیار دیو بنکہ تیار ہوا سر پر سینگ
لگائے پر لگائے دم لگائی چہرۂ عیب منہ پر چڑھایا ایک ہونٹھ تہ چشم پہونچا ہوا دوسرا سینہ تک لٹکا ہوا زنجیر آہنی کمر سے
لپیٹی جب یہ شکل بنچکا دو پر اپنے شانوں پر لگا کر ابو الفتح کو کاندھے پر سوار کیا اور اس سمت سے کہ جدھر سے
خیمہ بختیارک قریب تر ہو صحرا میں جا کر جست دس دس گز کی کرتا ہوا جیسے کوئی اڑتا ہے خیمہ شیطان میں آکر
گرا وہ خیمہ میں آچکا تھا خواجہ کو گردن دیو پر سوار دیکھکر کھڑا ہو گیا اور بہت جلد چند دیتچہ ہائے چند جواہر زر
جواہر کے دھرے تھے اٹھا کر نذر پاپڑے عرض رسا ہوا کہ زہے سعادت میرے کہ قدوم سعادت لزوم کی زیارت
نصیب ہوئی آنکھیں دیدار کو ترستی تھیں تب کدھر سجدہ شکر کروں جو میری آرزو تھی وہ پوری ہوئی عمرو نقلی خنجر پکڑ کر
کودا اور اسپر چلا وہ جلدی سے لیٹ گیا آنکھیں بند کر لیں کلمہ پڑھنے لگا اور گڑگڑا کر یہی کہتا تھا کہ کوئی صورت بھی میرے
بچنے کی ہے خواجہ نقلی نے کہا حرامزادے بیٹا ہمارا مارا جائے اور تو زندہ بچے اسنے عرض کیا کہ آپ کیا فرماتے ہیں بھلا
میری زندگی میں کوئی انہیں مار سکتا ہے خواجہ نقلی نے کہا کیونکر ہوں اگر حکم حمزہ دیو سے کام رزم کا لینے کیلئے لیے ہوتا تو اس
عیار کو دیو سے کھلوا لیتا خیریت اسمین ہے کہ جلد میرے فرزند کو رہا کرا دے بختیارک جلدی اٹھا اور پکارتا چلا
کہ خبردار نہ مارنا نہ مارنا نہ مارنا لشکریوں نے بیتابانہ پکارنا سنکر لقاے ظلی کی گلگون تلوار لگایا ہی چاہتا تھا کہ
خبر سنکر رکا اُدھر شیطان جو جانب بارگاہ چلا خواجہ نقلی بھی ساتھ ہو دے راہ میں اسنے پوچھا کہ کیوں کیا طلسم
فتح ہو گیا جو آپ تشریف لائے خواجہ نقلی نے جواب دیا کہ میں بہت دو مہینہ وہاں رہتا ہوں اور دو دن کے لیے خبر
لینے لشکر اسلام کی آتا ہوں دیوان طلسم قبضہ میں آگئے میں وہ لیجایا اور لے آیا کرتے ہیں اگر تمکو شک ہو تو دیو کو بھی حوالہ
کروں شیطان کی روح نکل گئی کہا میں نے ٹھیک راہ جو حال پوچھا یہ تھا جو بارگاہ میں بے حواس آیا کہا خبردار نہ مارنا میں

وہ آگئے لقا نے کہا اے بیہودہ کیا بکتا ہے آتا ہی ابھی آ دکھنگیا تھا کہ قتل کرنا ابھی یہ بکتا ہے کون آگئے اسنے کہا ان یاروں کو
جانیدو جان ہے تو جہان ہے قید کاٹ دو گلگون نے کہا مین تو نہ مانونگا یہ کہکر قتل کرنے بڑھا بختیارک دوڑ کر چالاک
پر گرا کہ ہائے میرا بھائی مین اپنی جان دونگا مجھے کون قتل کرتا ہے گلگون اس ماجرے سے ناچار ہوا اور چالاک
کو چھوڑ دیا جب وہ چھوٹا ابو الفتح جو ساتھ آیا تھا اسنے نعرہ کیا گلگون پھر تیغ کھینچکے دوڑا مگر اب انکو کب پاتا ہے
دونوں جست کرکے نکلگئے گلگون نے کہا ملک جی تمنے انکو ہاتھ سے کھو دیا اسنے کہا خیر گذری ورنہ بڑی آفت تھی
مین تو سمجھا تھا کہ وہ آگئے مگر نہین وہ نہ تھے اُسنے پوچھا کہ یہ وہ آگئے تم کسکو کہتے ہو اسنے جواب دیا کہ بس بات کو بیہیں تک
رکھو زیادہ نہ پوچھو نہین اور آفت آئیگی اور گلگون نے کہا خیر معلوم ہوا کہ عیار یہان بلاے روزگار ہین مگر مین سبکو
باندھ لاؤنگا اب تم میرے مقدمہ مین دخل نہ دیا یہ کہکر مصروف عشرت ہوا اُدھر ملازمان بادشاہ اسلام جو ملکہ بہار
کو لینے چلے تھے وہان آئے کہ جہان بت سحر لگا تھا اب جو دیکھا کہ اس باغ اور ملکہ مذکور کا بھی پتہ نہین مایوس ہوکر
پھر گئے بادشاہ سے جاکر عرض کیا کہ اب وہان باغ نہین اور نہ وہ ساحرہ ہے بادشاہ خاموش ہو رہے لیکن بہار
باغ سحر لگاکر بعد فراغت رہائی سرداران سحر اپنا سٹا کر جانب کوہ عقیق گئی اسلیے کہ کوئی عیار یا سردار لشکر اسلام
ادھر سے نکلے تو اپنا آنا کہلا بھیجوں بادشاہ اسلامیان نکلین تو دیکھون دل سینہ مین طپان لب پر جوش عشق سے فغان
آنکھین جانب دشت نگران دیدار محبوب کی جویان سر کوہ پہ فرہاد وار کھڑی ہوئی اور تلاش شیرین جو دہن کرنے لگی
قضاے کار ایک ساحر گوہر جادو نام کہ اس حوالی مین طلسم سے آکر رہا تھا اسطرف آنکلا اور اُسنے اس ملکہ بادیہ
غریق بحر محبت کو حیران استادہ پایا ازبسکہ وہ رہنے والا طلسم کا تھا ملکہ کو بخوبی پہچانتا تھا شناخت کرکے قریب آکر
سلام کیا اور عرض کیا کہ حضور کہان اکیلی کھڑی ہین ملکہ کو اس سے کیا خوف تھا ایسے ویسے ساحر کی حقیقت یہ
نہ جانی تھی اسکے پوچھنے سے گویا ہوئی کہ مین شریک اہل اسلام ہوگئی ہون یہان بہ ملازمت شاہ اسلام آئی ہون تو بتا
کہ کون ہے اُسنے اپنا نام بتایا اور کہا مین رہنے والا طلسم کا ہون اسطرف آیا تھا آب و ہوا یہانکی اچھی معلوم دی یہین
سکونت اختیار کی اور طلسم کی حفاظت بھی کرتا ہون اور شاہ طلسم سے تنخواہ پاتا ہون مکان میرا قریب ہے ملکہ نے
فرمایا کہ اب تجھکو لازم ہے کہ طاعت اہل اسلام کر جو تنخواہ وہانسے ملتی ہے اس سے دونی تجھکو ہماری سرکار سے ملیگی
یہ کلام ہدایت نظام سنکر وہ اپنے دلمین سوچا کہ یہ ساحرہ زبردست ہے اگر انکار کرتا ہون مار ڈالیگی لازم ہے کہ
اسکو مکر سے گرفتار کرون یہ تجویز کرکے عرض رسا ہوا کہ فرمانا آپکا قبول کرنا میری سعادت کو نیت ہے مگر اس شرط سے
کہ آپ غریب خانہ پر تشریف لیچلین اور نان خشک نوش فرماوین عزت افزائی غلام کی ہو تو ارشاد والا کی تعمیل
بسر و چشم کرون یہ سنکر بہار سوچی کہ یہ ساحر مطیع اسلام ہوتا ہے کیا نقصان ہے جو ساتھ لمحہ بھر کے لیے چلی جاؤ یہ سوچکر
ہنسی اور کہا اے بھائی جو تیری خوشی ہے تو چل مین چلتی ہون وہ ساحر بہت خوش ہوا اور ملکہ کو لیکر درہ کوہ سے
گذرا ایک صحرا مین لایا لب جو بہار اسکا قصر عالیشان اور باغ دلستان بنا تھا اندر باغ کے داخل ہوا وہ
گلزار سراپا بہار تھا رشک گلزار تھا دنیا کے رنگ دبوٹے برنگ نگار خانہ مانی لاثانی کھلے تھے روش جاری

ذرا سے چھوٹے تھے بارہ دری مین فرش پُر تکلف پر مسند بچھی تھی صفا مین چادر ماہ کو شرماتی تھی ملکہ کو وہان لا کر بٹھایا چند ملازم جو حاضر تھے
انسے اشارہ کیا وہ کشتیان شراب کی لائے اُسنے جام بھر کر سامنے ملکہ کے رکھا ملکہ نے فرمایا کہ اب تم ایفاے وعدہ کرو یعنی اطاعت
اسلام کا دم بھرو تو مین شراب پیون اسنے بادہ گساری قسمین بہت سی کھائین اور مطیع اسلام ہوا ملکہ نے بیاد بادشاہ اسلام جام
مے بیک جرعہ درکشید کیا اسنے دو ایک چٹکلے ملتوسات دیے پھر بیہوشی ملا کر جام دیا اس مست مے الفت نے پھر تکرار نہ کی
پی گئی نشہ بیہوشی کا وفور ہوا تکیہ پر سر رکھکر بیہوش ہوگئی اسکے حسن و جمال پر مفتون تھی قاصد ہوا کہ حالت بیہوشی مین شیشہ عصمت
سنگ ظلم سے توڑے بیحیائی سے منھ نہ موڑے لیکن حق تعالی جسکو بچائے اسکو کون بے آبرو کر سکے اس مفسد کو خیال آیا کہ یہ
معشوقہ شاہ طلسم ہے مبادا اسکے پاس جا کر دخل اسکا منظور کرے اور میرا حال کہے تو جان بچنا مشکل ہے اور علاوہ اسکے یہ خود
زبردست صاحب ملک و لشکر ہے نہین معلوم بعد کو کیا حال کرے پس لازم ہے کہ اسکو بادشاہ طلسم کے پاس لیچلون اور اس سے
مانگ لون پھر خیال کیا کہ شاہ طلسم اسکا عاشق ہے وہ تجھے نہ دیگا اور بھی اسکے بحر محبت کا شناور ہے نازک سخت مصیبت پڑیگی
لشکریان اسلام چھین لینگے اس سے مناسب ہے کہ ضاومدیا پاس لیجاؤن وہ قریب بھی ہے اور ڈرتے بھی رہینگے اور انکے دینے سے
بادشاہ طلسم بھی کچھ نہ کر سکیگا یہ سمجھ کر ملکہ کو سحر مین خوب سا مسحور کر کے کاندھے پر لاد کر بزور سحر اڑا اور ایک ہی سناٹے مین قریب قلعہ
عقیق پہونچا یہان بارگاہ سے عیار بھاگ کر گئے ہین انہین کا ذکر ہو رہا تھا کہ علامت تحریر پا ہوئی اور یہ آکر بارگاہ مین پہنچا
سب نے دیکھا کہ ایک ساحر بہار کو لادے لاتا ہے غرضکہ اسنے ملکہ کو سامنے ڈالدیا اور خداوند کو سجدہ کیا پھر دست ادب باندھکر
تمام کیفیت عرض بیان نہین لایا لقا نے کہا اے بندہ قدرت تو نے بڑا کام کیا ہے جو اسکو گرفتار کر لایا اسنے عرض کیا کہ امیدوار ہون
یہ مجھکو مرحمت ہو لقا چاہتا تھا کہ کہے مینے تجھے دیا لیکن بختیارک بولا کہ یا خداوند یہ وہی باغیہ ہے جسنے باغ سحر لگایا تھا جلد
اُسکو بحالت بیہوشی قتل فرمائیے اور اس ساحر کو کوئی حور جنت دیجیے گا لقا نے اس ساحر سے کہا یہ بندی واجب القتل ہے ہم
تجھکو حور جنت دیتے ہین اسکو قتل ہو جانے دے ساحر چپ ہو رہا اور اسنے حکم قتل دیا جلاد طلب ہوا لشکر مین غلغلہ ہوا کہ
بہار پھر قید ہوئی زیرش ہوتی ہے عیار جو بھاگ کر گئے تھے بشکل مبدل لشکر مین چھپے تھے انہون نے بھی سنا اور چالاک بہت جلد صورت
جلاد بنا چہرہ سیاہ کیے مہیب صورت ہو کر دھڑا باندھکر چوڑا تیغہ آبدار ہاتھ مین لیا ہار ناک کان کٹے ہوے کا گلے مین
پہنا رومال تیغہ کا خون پونچھنے کا کاندھے سے لٹکایا کہ آہن سے خون تازہ کی جھبک پیدا تھی غرض اس صورت سے بارگاہ
مین آیا وہان جلاد تو طلب ہو رہا تھا ہی اسنے آتے ہی اسلم کیا کہ اس شخص کا باپ جلاد دادا جلاد سات پشت سے گردن کاٹی رہی
کہا تا ہے کون گنہگار ہے جلد بتلائیے کہ ایک ہی ہاتھ مین رشتہ جان جدا کر دون بختیارک نے کہا یہ زن ساحرہ جو غافل پڑی
ہے بارا سیر ایک ہاتھ کر سر جدا ہو جب سے جلاد نے کہا ہوشیار کر دیجیے کہ اسکی خواہش ہی تو پوچھ لون اُسنے کہا کہ ضرورت ہوشیار
کرنا کی نہین ہے جلد قتل کر جلاد نے کہا بہتر ہے اور گوہر سے کہا آپ ساحر ہین ذرا میرے پاس آکر انتظام کیجیے کہ کوئی عیار دست لگا
اگر مجھکو ضرر نہ پہونچاسے تو وہ اس کلمے سے اسکے پاس آیا اور سحر پڑھکر حصار کر لیگا جلاد با تیغہ برہنہ تو پاس کھڑا ہی تھا بولا
کہ دیکھیے خداوند کچھ اشارے سے فرماتے ہین گوہر لقا کی طرف دیکھنے لگا جلاد نے اس زور سے تیغہ بے امان گردن پر مارا کہ سر قلم
ہو کر تخت خداوند کے پاس جا گرا اور غلغلہ اسکے مرنے کا برپا ہوا آندھی آگئی تاریکی ہوئی جلاد یعنی چالاک نے اسی ہنگامہ مین کمند

بہار کی جلدی سے دوا فرِ بیہوشی کی بھری تھی اسکو چھینک آئی اور ہوشیار ہوگئی پوچھا کہ کیا ماجرا ہے اُسنے کہا یہان سے نکل چلو تو بیان کرون
یہ کہہ باہم لقا کے عیار اور سردار لقا تیغیں کھینچ کھینچ کے آپہنچے بہار بھی بھاگی کہ مقام توقف نہیں ہے یہ سمجھکر چالاک کو بزور سحر بغل مین
داب کر اڑ گئی اور اڑتے وقت وہ سحر کیا کہ پھر اندھیرا ہوگیا سردار وعیار بھاگ کر باہر بارگاہ کے نکلے کہ ضرور کچھ آفت آئی
ادھر بختیارک ناچنے لگا صل علی پڑھتا تھا تو لقا تخت کے نیچے چھپا تھا باہر جو سردار بھاگ کر گئے لشکر مین غلغلہ ہوا
کہ بندی ہونے لگی دکانین بند ہوگئین رعایا بھاگی مختصر یہ کہ بعد لمحے کے وہ تاریکی دور ہوئی یعنی بہار بزور سحر کے مقام مین نکل گئی
اسوقت یہ اندھیرا موقوف ہوا جب وہ اندھیرا تھا شیطان نے خداوند کو تخت کے نیچے سے نکالا سردار وغیرہ بارگاہ مین آئے
لشکر مین امان ہوئی لقا نے کہا اے بندگان قدرت اسوقت شیطان نے اس بندی قدرت کو قتل کرانا چاہا اور مین اسکو حوالہ
ساحر کرنا چاہتا تھا میری مشیت مین شیطان نے دخل دیا دریائے غضب میرا جوش زن ہوا دیکھلو کہ ذرہ سے میرے خلاف
امر کرنے سے کیا حال ہوا یہ سنکر سب عرض پیرا ہوے کہ واقعی سچ ہے تو برحق خداوند ہے تیرے خلاف کسکی مجال ہے جو کرے سب تو
معترف بعجز وقصور تھے اور بختیارک دل سے اپنے کہتا تھا کہ جھوٹے پر لعنت ہے لیکن بظاہر لوگونکا اعتقاد جانیکو کہتا تھا کہ
حقیقت مین یا خداوند مجھسے خطا ہوئی جو آپکے کلام کو مین نے رد کیا اور اپنی رائے کو کارخانہ خداوندی مین دخیل کیا سب
اپنے دلمین لرزان تھے کہ جب شیطان ایسا مقرب بارگاہ ذرا سے دخل دینے مین معتوب ہوگیا تو ہماری کیا لیاقت ہے یہ باتین
ہو رہی تھین کہ طبل بشارت کی صدا کان مین آئی ہرکارے دوڑتے خبر لائے کہ امیر با توقیر سرنہ کوہی کو لیے ہوے داخل لشکر اسلام
ہوے گلگون یہ خبر سنکر دوڑا کہ مین حمزہ کو دیکھون کیسا ہے جب بچہ سرراہ آکر دیکھا کہ سرداران اسلام بہر استقبال آئے ہین
لشکر کو بادشاہ نے روانہ کیا امیر سوار زمین نشست پر لشکر کو میان حلقہ پوش گزرہ ودش آتا ہے اور ویسی ہی صورت حمزہ کی ہے
جیسے کہ اسکو گرفتار کر دیا تھا اسکو بڑا صدمہ ہوا کہ مین نے سخت دھوکا کھایا چنانچہ امیر بگروہ سرداران داخل بارگاہ ہوے
بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے بہ قد اعظم تعظیم دی آپ داخل ہو جیسے سرنہ شاہ کو نذر دی خلعت مع فرمان معافی ملک عنایت ہوا
وکل بیرون جبل ستون ملا اسنے دست چپ مین بیٹھنا قبول کیا مالک اژدر جانشین دست چپ اس سے بغلگیر ہوے
اور باعزاز تمام جھپا پاہیر ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام مے ارغوانی دیا ناچ سے ہونے لگا یہان تو سب عشرت پذیر ہین
لیکن بہار نے صحرا مین لاکر چالاک کو اتارا اور حال پوچھا اسنے کہا ایک ساحرہ مجھکو پکڑ لایا تھا لقا حالت بیہوشی مین قتل
کیا چاہتا تھا کہ مین نے جاکر اس ساحر کو مارا اسکے مرنے سے صدا آئی تھی کہ ہاں گوہر چاہ دکو آگے مجھے حال معلوم نہین یہ کہکر
کہا کہ بادشاہ لشکر اسلام نے تمھارے لینے کو سردار بھیجے تھے تم کہان گئی تھین ملکہ مذکور نے سارا ماجرا گوہر کا بیان کیا اور کہا
آپ چلیے یہ کنیز بھی حاضر خدمت شاہ اسلام ہوگی اب ذرا مین لقا کا مزاج پوچھنے جاتی ہون یہ کہکر اڑ گئی چالاک سمجھا کہ
کسی کام کو شاید بارگاہ لقا مین یہ پھر جائیگی یہ سمجھا کہ مین بھی جاؤن لشکر چلا اسطرف بعد ہنگامہ قتل گوہر لقا بیٹھا تھا کہ خبر
ہرکارے سے بعد سجدہ و سجود عرض پیرا ہوے کہ عادش کوہی نام بادشاہ گلو مرتاض پہنچے اپنے بھائی حسام کوہی کے پاس
گئے تھے جب انھون نے سنا کہ برادر مذکور خدمت خداوند مین ہے تو وہ بھی ساٹھ ہزار فوج درست کرکے یہان آئے ہین
داخل ہوا چاہتے ہین اس خبر کو سنکر لقا نے سردار بہر استقبال بھیجے کوہی مذکور بشوکت ومنزلت داخل بارگاہ ہوا لشکر اُس کا

متصل فوج براو خود وارا اُسنے خداوند کو سجدہ کیا اور جب خلعت پہنکر بیٹھا اپنے بھائی سے مستفسر ہوا کہ تم نے حمزہ کو گرفتار کیا تھا وہ کیا ہوا اُسنے سب کیفیت بیان کی کہ سرمہ کے دہبسے چھوٹ گیا یہ سنکر وہ ہنسا اور کہا کہ مین ابھی پکڑ کے لاتا ہون میرے نام طبل بجوا دیئے حسام عرصہ سے آیا ہوا تھا اسکو بھی منظور تھا کہ لڑائی ہو اسکے کہنے سے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کا پردازون نے اتنے دن باقی تک تامل کیا جبدم سرمہ سواد شب دیدہ شاہ کوہستان افلاک مین اور عارض پر نور و ہر تار یک ہوکر بقضائے الٰہی ایسا

| | |
|---|---|
| قضا را طاقت مہر جہانتاب | ہوئی غائب نظر سے جسطرح خواب |
| چراغ و شمع کے رخسار چمکے | طلسمی نقش ہر دیوار چمکے |

سر شام نقارہ جمشیدی پر چوب پڑی دنیا دہلنے لگی جو آسمان لشکر اسلام شاہ گردون بارگاہ کی خدمت فیض درجت مین حاضر ہوکر بعد ثناخوانی عرض پیرائے اخبار نواخت طبل حرب ہوئے یہان بھی برابر دستور کے طبل بجا صدائے طبل اسکندری بالائے زین وغیرہ مین تہلکہ ڈالا یا رہا دہ تیاری جدال و قتال کرنے لگے جلاوت شعاران کو ہ تمکین فرہاد وار عاشق نام و ننگ ہوکر جان شیرین فدا کرنے پر مستعد ہوئے اس لیلی شب کے یہ دیوانے تھے بین روز جنگ کے افسانے تھے تیغ تیز دشت جدال مین مجنون کیطرح روان دوان ہونے پر تیار سواد سپر سے نشان خون سودا زدہ الفت شجاعت اظہار نیزے بصورت آہ عاشق دسرکشی و بلندی پر آمادہ علم بسان وشیان سرکشاد و صدائے برق و نفیر سے نالہ فغان عاشقان نا بہ س ہرات کا نشان نگاہ تیر معشوق کے کشل آبدار و تند خنجر جانستان بصورت مژگان جانان تیرون کے پیکان جانبین مین یہی غلغلہ تکبیر و دبدبہ پہ تھا گویا تمام عالم مین ہنگامہ تھا اسی ہنگامۂ قیامت خیز مین بہار جو چلی تھی لشکر لقا مین آکر پہونچی یہان جو دیکھا تو طبل جنگ بجا ہے اور سامان حرب ہو رہا ہے اسکا قصد تھا کہ لقا اور اسکے ساتھیون سے بدلا لون سحر کرکے سبکو دیوانہ بناؤن مگر ابراے جنگ معلوم کرکے تامل پذیر یہ ہوئی خیال آیا کہ کل میدان مین تمام لشکر لقا کا جمع ہوگا اور اسلام کی فوج بھی سامنے ہوگی اس خر باد یہ ضلالت کو اسوقت دیوانہ بنانے کا لطف ہی یہ سمجھ کر ملکہ مذکور لشکر سے واپس ہوکر ایک پہاڑ پر گئی اور از بسکہ ایک بار دھوکا گوہر سے کھا چکی تھی بنا بر حفاظت ایسا سحر پڑھا کہ اس پہاڑ پر مختصر سا ایک گلشن مع حصار بلورین بنکر تیار ہوا یہ غنچہ نو دمیدہ گلزار رعنائی اپنا دل داغدار لیے اسمین داخل ہوئی اور لب نہر جو اسکے بنگلے مین بیٹھی سیر گل و لالہ بوستان سحر کرتی جاتی تھی اور یاد معشوق مین آنسو بہاتی تھی بیتابی سے یہ غزل جناب نسیم زبان پر لاتی تھی

نظم

| | |
|---|---|
| سہے جاتے نہین رنج جدائی | دہائی ہے دہائی ہے دہائی |
| نہ سمجھے تھے مبارکباد دیگی | ہمین اے چرخ تیری کج ادائی |
| مقرر وہ بھی تھا کوئی جفا دوست | بنائی جس نے رسم آشنائی |
| نہ پوچھو بے نصیبو تھی شب وصل | رہا ہر دم لحاظ پارسائی |
| وہ بد ظن سمجھے شرم عرض مطلب | بہت مشکل سے اب ہوگی صفائی |
| نسیم اسدرجہ تم کیون گڑگڑائے | نہی قبضہ مین کچھ اُنکے خدائی |

یہ فراق دیدہ یار جام الفت سے سرشار رات بھر اُسی باغ پر بہار مین رہی یہانتک کہ بہار شب انجم خزان ہوئی اور گلستان دہر مین نسیم سحر نے گلہاے نرگستان دیدہ عالم شگفتہ فرمائی کہ بموجب

**نظم**

کہ شب کا سایہ دامن نہ پایا — سحر نے اور ہی جلوہ دکھایا
اُٹھے جنگ آزما سب بہر پیکار — سجے ہر اک نے جنگی تن پہ ہتھیار

چالاک نے خبر ورود لشکر میدان رزم مین معلوم کرکے مسجد کے پاس مین آکر امیر نامور سے حال کہا امیر نے اشارہ کیا خادم نے مصلا لپیٹا اور صندوق اسلحہ سامنے آیا خود جناب ہود زرہ حضرت داؤد سے جسم انور آراستہ فرماکر نیچہ سہراب بیل تیغہ صمصام وقمقام نیزہ سام بن نوح سپر گرشاسب کمان صالح گرز سام بن نریمان نام ہتھیار لگاکر کمین سپہرت بسان آفتاب تابان طالع ہوکر خانہ زین زرین کو پشت اشقر کے شل خورشید منور وروشن فرمایا اور اشقر طرارہ بھر کر آستان فلک نشان بارگاہ ذیشان پر آکر ٹھہرا اور تمام سردار جمع تھے امیر ٹھہرے بعد لحظہ کے صداے بسم اللہ بلند ہوئی آمد شاہ ارجمند ہوئی سامان جلوس زنانہ پہونچ گیا باہر برآمد ہوتے ہی سرداران تہمتن نے مجرا کیا اور ظل اللہ تخت کو گھیر کر میدان قتال کا راستہ لیا اُس وقت کے کروفر اور جاہ وجلال کا یہ حال تھا کہ بموجب

**نظم**

بیاراست تن را بدیباے زر — بدو بافتہ چند گونہ گہر
بسان سپہرے یکے تخت زر — اباطوق بایارہ وگوش دار
یکے تاج پر گوہر شاہوار — زدہ برکشیدہ رود بار وبیل
نثارہ وبرستندہ اسپ وپیل — برآمد ہمی نالہ وکرناے
سواران ببار وپیلان بپاے — شدہ انجمن لشکر بیکران
پیادہ سپردار ونیزہ وران

جب میدان قتال مین پہونچے آمد لقا کو ہمان سے میدان پرغبار دشت تیرہ وتار ہوگیا آخر الامر زمین ہموار کرکے گرد وغبار پانی سے بٹھاکے صفونکو آراستہ کیا نقیب نقابت کرکے ہٹے عارض نے گینڈا اپنا بڑھاکر خداوند سے اجازت لی اور آگے بڑھکر رجز خوانی شروع کی کہ بمقتضاے **ابیات**۔

بعالم سپہدار جنگی منم — ہمان شہ نژاد ودرنگی منم
ہر آنجا کہ پرخاش جویم بجنگ — بدرم دل شیر ودرم پلنگ

بعد رجز خوانی نہیب دی کہ اے گردن نشان وزبردستان کون ایسا ہے تم مین جو آکر میرا ہم نبرد ہو اگر آئے تو ایک ہی حملہ مین گرد برد ہو یہ نہیب سنتے ہی دست جیب سے مرکب اپنا سر سرہ کوہی نے نکالا اور شاہ آسمان جاہ سے اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے خلعت دیکر سپرد بخدا فرمایا وہ گھوڑا اڑاکر سامنے آیا اور تیگا ورزن ہوا مرکب دو دو چار چار قدم پیچھے ہٹکر بڑھے اس وقت اس بہادر نے یہ کلمے کہے کہ

**نظم**

سخنہاے بیہودہ کم می شمار — ترا با سخنہاے شاہان چہ کار

اگر تیغ تو ہست سندان شگاف
دگر گرز تو ہست با سنگ تاب
سنانم بدرد دل کوہ قاف
خدنگم بدوزد دل آفتاب

[ع]ارض نے جب یہ کلمات سنے مرکب پیچھے ہٹا کر سینہ اسکا تاکا اور نیزہ حوالہ کیا اس بہادر نے نیزہ کی سنان اپنے سنان نیزہ [بہ]سے روکی گھوڑا اور گینڈا اچل اچل پھیر دکھانے لگا تنگ گردبندہ گیا جو بند کہ نے باندھا تھا اسنے کھولدیا گھوڑا اسکا عرق عرق گینڈا اسکا پسینے مین غرق تھا سنا دنبان نیزہ سے جھنا تا بلند دل دہر پر گزند **نظم**

یکے تنگ میدان فرو ساختند
بکوتاہ نیزہ ہمے باختند
ناموران چو بر نیزہ بند و سنان
بجیب بازہ بدرند ہر دو عنان
بزہ بر نہادند ہر دو کمان
یکے سال خوردہ دگر نوجوان
زرہ بود خفتان و بیر بیان
ز کلک و ز پیکان نیامد زیان
ہم تیر باران نمودند سخت
تو گوئی فرو ریخت برگ درخت
گرفتند از ان پس عمود گران
ہمی کوفتند آن برین این بران
ز اسپان فرو ریخت برگستوان
زرہ پارہ شد بر میان گوان
بہ شمشیر ہندی در آویختند
ہمی ز آہن آتش فرو ریختند

جب تمام ہتھیار چل چکے اور نوبت شمشیر آبدار آئی عارض نے تیغ گرانبار دونون ہاتھ سے تھام کے رکابون مین پاؤن جمائے اور رعد راست کوہ کے خبردار خبردار کہکر سر پہ تیغہ لگایا زبان پر ایک بار یا خداوند لقا آیا صرصر نے تیغ سر پہ آتے دیکھکر گھوڑا اڑایا کہ زیر بغل اسکے جاؤن اور بند دست پر ہاتھ ڈالدون گھوڑے نے طرارے بھر کے وقت سکندری کھائی اسنے باگ کھینچکر اسکو روکا اس اثنا مین تلوار اسکی پڑی اس بہادر نے عجلت مین سپر سامنے کردی لیکن تلوار اسکی سپر کو کاٹکر لودابرو اتری خون بہکر منہ پر آیا مادستانہ مارا کہ تلوار تو نکل گئی گردستانے قلم ہوے اور کلائیان مجروح ہوئین مرا اس بہادر کا پرنے پر زین کے جا لگا اسنے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تھا کہ فولاد کوہی لشکر اسلام سے دوڑ پڑا اور بیچ مین آگیا اور اس بہادر سے کہا تلوار کا کام کاٹنا ہے جسکا ہاتھ بہا جائے اسیسے کام لیا ہے اسے صرصر تم سرخرو ہو چکے اب پھر جاؤ تم و قبی داد شجاعت دیکھے یہ کہکر اسکو پھیرا او رجانب حریف مخاطب ہوا تھا کہ اسنے وہی تیغ خون چکان ہان ہان کرتے اسکے سر پہ بھی لگائی کہ یہ تیغ تم بیدینون کے خون کی لذت پا چکی ہے فولاد نے بھی بجلدی سے ہاتھ نکالکر ڈھال چہرہ پہ پناہ میں لیکن وہ تیغ کب سی ہر گروہ سپر کاٹکر کاسہ سر مین در آئی اسنے تلوار کو سر سے بدر کر کے شدہ تحت الحنک سے زخم سر باندھا مگر زخم ایسا کاری تھا کہ غش طاری ہوا لشکر اسلام سے ناصر کوہی سنگ تراش اکر اسکو بھی پیچھے ہٹایا اور اسکے مقابل یا اسنے بھی سنبھلنے دیا اور وہی تیغہ بقوت تمام کمر کو تلا کر سر پہ مارا کہ یہ بھی زخمی ہوا اور آفت کوہی لشکر اسلام سے آپڑا فرداً فرداً انتک بیان کیا جائے خوف طوالت داستان مانع ہے دس کوہی اسکے ہاتھ سے زخم نصیب ہوے اور پھر اسنے نعرہ ہل من زربلند کیا اسوقت دست راست کے علم جلوہ گری پر آئے اور شہزادہ تورج بدیع صفت سے نکلے بادشاہ سے

خلعت رخصت پاکر جانب میدان بڑھے اسوقت شہزادہ موصوف کے جمال جلال پر ترک فلک قربان تھا دیدہ مہر سے بحسرت نگران تھا

نظم

بپوشید خفتان و بر سر نہاد
یکے ترگ رومی بجرد ار باد

گرفتش سنان و کمان و کمند
گران گرز را پہلوے دیو بند

ز تندی بجوش آمدش خون ز ننگ
نشست از بہ بادۂ تیز رنگ

بنا ورد گہ رفت چون پیل مست
چہ کوہ روان اسپش انجا بجست

بمیدان آمد و راسے نا در ورد کرد
برآورد بر چہرۂ ماہ گرد

جب قریب عارض پہونچے اسکی تو وہ چوٹ چلگئی تھی ذرا شمشیر جوالہ ذرق مبارک شہزادۂ ذی توقیر کی یہ فرزندان امیر جو
سے ہین بہ تن چشم بنکر لڑتے ہین تلوار اسکی ذرا سی باگ پھیرنے مین خالی دی اور جیسے وہ چونک کھاکر سنبھلا تو دیکھا کہ شہزادہ
قدم بھر تلوار کی زد سے ہٹگیا تھا بقصد تا تمر جاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ مارے لیکن زبردست کب مہلت دیتا ہی شہزادے
نے تیغ کھینچی نعرہ اللہ اکبر کہا اور مرکب بینے پر چڑھا کر ہاتھ مارا عارض سمجھا کہ یہ تیغ تیز خانہ جسم سے روح کو گریز کرا دے گی
نقشۂ ہستی مٹاویگی یہ سمجھکر کل کر گردن پر جھک گیا اور سپر کو سامنے کر دیا تلوار نے شہزادے کی سپر کو کاٹکر حریف کو جو نپایا
تو گینڈے کا سر قلم کیا اور زمین پا کر رسید یا عارض و گینڈا دونون تہ و بالا ہوئے تنق گرد گھوڑے کی چل پھر سے
ایسا بلند تھا کہ ہمراہیان عارض اپنے افسر کو درمین دیکھکر یہ سمجھے کہ شاہ دو ٹکڑے ہوکر گرا ہی یہ سمجھکر لینا لینا کہکر چلے اسطرف
سے اہل اسلام بڑھے دو دریا سے لشکر جوش زن ہوئے تھے غول بڑھکر گرد مگرد مچلے تھے تلوار دونکے بیچ کھلے تھے
قبضون نہیں ہاتھ پڑے تھے کہ بختیارک بھاگا ایک کوہی کے بعد سے پر حمزہ سے لڑنا مفت بھاگنا پڑیگا اسباب لشکر سب تباہ
ہوجائیگا یہ سمجھکر حکم نواخت طبل بازگشت دیا ہر چند عارض پکارا کہ ارے کیا کرتے ہو مین زندہ ہون مرکب اور
لاؤ کر لڑائی فتح کردون لیکن وہ طور مردانگی بدون مگر کسی نے نسنا دستا طبل امان لشکر مین بجگیا امیر و بادشاہ تو بیچ پسے زر
نثار کرتے پھرے ادھر عارض پہسے لقا کو بہ تنجہا ورکیا تا دلیں ہوا ہنوز دونون لشکر مقام فرودگاہ پر نہ پہونچے تھے کہ
ایک ابر تاریک پہاڑون سے پیدا ہوکر لشکر لقا پر محیط ہوا اور ہوا ایسی ٹھنڈی چلی کہ تمام لشکر مست ہوکر جھومنے
لگا یہ ابر بحر ملکہ بہار کا ہی کہ رات سے آمادہ جنگ تھی اسوقت جب بہادر لڑ چکے تو اسنے جنگ کا نکی ہر چند کہ بڑی دیر
سے پہاڑ پہ کھڑی تھی مگر بادشاہ اسلام کے جمال کا نظارہ کرکے محو حیرت بنی تھی انشاءاللہ حال ملاقات عاشق و معشوق
آگے بیان ہوگا اسوقت بیان عاشق مطلب خبط کرنگانی الجملہ جب بادشاہ مراجعت فرما ہوئے اسکو بھی ہوش آیا اور سحر کیا
کہ ابر نے ظاہر ہوکر لشکر کو مست بنایا اس ابر مین سے ایک تین چھپ دی کہ آنکھ ہر ایک کی دم بھر کیلیے بند ہوگئی پھر جو دیکھا
تو دشت کا اور ہی عالم پایا کہ جابجا سادنی پھیلی ہی عروس دشت کی سرخ ودھنی ہی ابر بہار برسر لالہ زار چھایا ہی دل
بادل کا خیمہ تنا ہی کلی کلی گمہ کھیتی ہی ادھر ڈوپٹے مین جیسے بچے کی تیلی ہی سرو غنچہ دل شگفتہ کرتی ہی اور جہان دیکھیے
طائران خوش نوا زمزمہ پیرا ہین بہار کے وجد سرا ہین استاد ازل نے سبق بوستان کا ہر ایک کو پڑھایا ہی کہ طوطیان

زمردین بال کو باب پنجم گلستان یاد آیا ہر دم وہ بہار ترقی پذیر ہی ہوا سبزے کی شیرا ہی کہین گلگون نے خاطر گلزار بہشت مین رشک کی آگ بھڑکائی ہی کہین لالہ نے جام شراب کی کیفیت دکھائی ہی کہین سوسن کی ارداہٹ سحاب بہار کو شرمائی ہی کہین سنبل زلف دلدار کو پریشان بناتی ہی پیچ و تاب مین کہ جو حسن خیابان خیابان نرگس و یاسمن بہار ہین سراسر رنگین مہ بہ بلاغ عالم مین ایسا گلستان رنگین خواب مین بھی کسی نے نہ دیکھا تھا یہ نقشہ تھا نظم

| | |
|---|---|
| نظر مصروف تھی ہر دیدہ گل پر | عجیب جوبن پہ تھے سب غنچہ تر |
| کوئی گل تھا بہ شکل جام لبریز | کہین پتے تھے یا شبنم گہر ریز |
| کسی کا رنگ مثل روے جانان | کوئی نازک بدن پھولدم کا پیمان |
| کوئی مصروف خندان صورت یار | کوئی مانند عاشق سینہ افگار |
| نوا سنجی مین طاؤسان خوش رنگ | تلذذ مین کشود خاطر تنگ |
| ترنم ریز مرغان خوش الحان | کہین فریاد بلبل مرثیہ خوان |

اس بہار جان فزا کو دیکھتے ہی ہر ایک لشکری نے ہتھیار پھینک دیے اور افسران لشکر فرش بچھا کر بیٹھے بجاے آلات حرب ستار اور بانسری اور ڈھولکی چنگ دائرہ دف ہاتھ مین لیا اور تعریف شراب مین اشعار زبان پر جاری کیے اُنپر یہ کیفیت طاری تھی ہی کہ بختیارک و سلیمان و حسام و عمرو عارض و منصور و گلگون کھڑے ہو کر ناچنے لگے لقا بھی پکارا کہ ای بندگان قدرت میرا بھی جی چاہتا ہی کہ آج از سر تا پا ننگا ہون اور تم سبکو برہنہ کر کے نچاؤن یہ کہکر پیرہن اپنا اتار کر پھینکا سب نے اپنا جسم برہنہ کیا اور اس میدان مین اچھلنے لگے اتنے مین ہولی کی ایسی کیفیت تھی کہ جوتیان اچھلنے لگین پھر ہر ایک مخمور بنی بنائی اٹھ آئے شراب کے دور چلنے لگے اس حالت بیخودی مین کبھی اپنے سر پر جوتیان لگاتے کبھی ساقی سے مخاطب ہو کر زبان پر لاتے نظم

| | |
|---|---|
| مے گلرنگ سے اب زندگی ہے | ارم ہے وہ جہان دل کی خوشی ہے |
| رہے شیشہ سے ہر ساعت بغل گرم | نہ بادہ کام کب آئے حیا و شرم |
| بہار فصل گل ساقی پھر آئی | دل توبہ گزین نے منھ کی کھائی |
| لگا دے بے تامل لب سے ساغر | کردن احسان بنا پیر مغان پر |
| بنے تسبیح اب موج مے ناب | کردن شیشون کو جھکے سجدہ آداب |
| اٹھا کر رکھدیا ایمان سر طاق | کہ خوش ہو شیخ بالکل نہ ہے شاق |

جب تمام لشکر اس عالم مین مبتلا ہوا وہان نیا لطف پیدا ہوا یعنی اُس گھٹا مین سے پھر ایک چمک ہوئی کہ سب کی آنکھ جھپک گئی پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ بیچ چمنستان مین ایک میخانہ سجا ہی نشاط آگین و سرور افزا ہی نیا جوبن ہر طرفہ تماشا ہی کہ ابیات

| | |
|---|---|
| جو حاضر تھین پرستاران گلفام | دھر سے بھر کر انھون نے شیشہ و جام |
| بھری اس مین شراب ارغوانی | حیا سے زعفران کا رنگ پانی |
| عجب شیشے سے نکلا پھر کر رنگ | بھرا پیر مغان نے کوٹ کر رنگ |

جنی کشتی مین گلدستون کی صورت — صفا وہ نہ تھی جس مین کدورت
ہر اک ساغر پہ کندہ نام جمشید — فدا ہر جام پہ تھا نام جمشید

ہر کا تخت ... بچھا تھا کشتیان کہیں تھین گلابیان چینی چینی مسند پر ایک ساقن متوالی ادا نشہ شراب مین چور کیفیت حسن آنکھون سے عیان بھرا چھاتیون سے رس بہکتا لب نازک سے بادۂ احمر کے رنگ کا نقشہ صراحی دار گردن مین پان کی پیک نمایان یا شیشے مین لبریز شراب ارغوان آنکھین خمخانۂ حسن ابرو محراب میخانہ حسن رخسار سرخ بادہ جمال سے گلنار دست و پا نہایت قطع دار

## بموجب ابیات

تم صورت سراپا جو رچہرہ — ضیا مین تھا وہ رشک نور چہرہ
رقم ہو ابرو کی کس سے تفسیر — ورق پر نور کے مصرع ہی تحریر
صفت کیا شاعران آنکھون کی لکھے — کہ دو آہو تھے وہ دشت ختن کے
وہ مینی تھی چراغ حسن کی لو — فدا اُس پر الف اعجاز کی سو
لب گلرنگ نازک برگ گل سے — نہ دانتون کو در شہوار پہونچے
سراپا جسم سے پیدا نزاکت — بلا کا قد بالا تھا قیامت
بھرا ہر اک سخن مین اسکے اعجاز — اڑا لے اُسنے معشوقانہ انداز
کنیزون کا تھا حلقہ مثل قلاب — پہ شکل انجم تھین وہ رشک مہتاب

اس مینی نہ کی آرایش دیکھکر جتنے دیوانے تھے ناچتے ہوے چلے اور مست کش اس ساقن کے ہوے **نظم**

ہیں صدقے اے مرے ساقی کدھر ہو — کسی بیتاب کی بھی کچھ خبر ہے
کہانتک آبرو کا پاس ساقی — کہ بے حظ ہے ہمارا عمر باقی
ہٹا ساغر لگا منہ سے سبو کو — ذرا خوش کر ہماری آرزو کو
نہ رکھنا تھین بے کیفیت جینا — تمنا ہے کہ برسے ابر مینا
ہر اک قطرہ لہو بن بن کے ٹپکے — مرے دامن سے تو چھن چھن کر ٹپکے
جدائی مجکو بھی بھاتی ہے ساقی — جو مے ہم تک نہیں آتی ہے ساقی
سنبھل تو تھم کہ پھر ادل ہمارا — اشارہ رہ رہا ہے یون اشارا
[illegible] آغوش سبو مین — بلا سے غرق آئے آبرو مین

اسی طرح کہتے ہوے قریب اُس میخانے کے پہونچے اس ساقن نے افسرونکو اپنے دست نازک و رنگین سے ایک ایک جام بھر کر دیا اور باقی ماندہ لشکریونکو کنیزون نے شراب پلانا شروع کیا مگر سمجھا رونتی لا دلادُت گھبرا کر خمہاے شراب سامنے رکھ دیئے کہ الغرض نے آپ مینا آغاز کی پھر تو یہ حال ہوا کہ لشکریون جو قوم رذیل سے بھری تھے وہ تو ٹھرا اڑانے لگے اور جھنٹا اڑانے لگے اور ہاے ہاں میان کا شور مچانے لگے کوئی جو نسل نبیل کے تھے وہ غزل و اشعار عمدہ گاتے تھے باہم

ڈھول چھاج جوتی پیزار لڑتے ہو حق کرتے تخبریان اور دف بجاتے گالیان گاتے تیتریان اُڑاتے تھے یہ زبان پر لاتے **لمولفہ**

ساقن کھول دے اپنا گھونگھٹ / چھتی پر ہین یارون کی جمگھٹ
تیری ادا کے ہم دیوانے / شمع رخ کے ہین پروانے
پیاری ساقن جانی ساقن / اللہ رکھے تیرا جوبن
جام پلا دے جام پلا دے / آج ہمین متوالا بنا دے
گانٹھ گرہ مین نہین ہے کوڑی / صدقے تجھپر اپنا ہے جی
دل مین یہی ہے تجھ سے بیٹھین / تیرے ہونٹھ کو خوب سا چوسین
خم مین مے کے دل ہے ڈوبا / بن کے بطے مارین غوطے
ساقن ہم ہین گلے کا ہار / غوطہ مارا بیڑے پار
لت پت ہو مین اچھلے کیچڑ / سر ہو نیچے ٹانگین اوپر
دختر رز کے گا مین سہاگ / اپنی ڈفلی اپنا راگ
آئی بہار کھلے ہین پھول / ساقن کیون گئی ہمکو بھول
پہلے لقا کے ہم تھے بندے / اب تو کرم کر تیرے چندے
اپنا کیا ہے سب بھر پایا / جب دل ہے تجھ پہ آیا

اسیطرح مزخرفات جیسا مین نے بہر تفریح طبع ناظرین بیان کیا بکتے بکتے جھنجھیا رک نے کہا آج سوانگ بنانا چاہیے افسران لشکر نے جو ابھی بار سوانگ بنکر کیسے دکھائے مین اس ساقن نے حکم کیا کہ اول تو ہم دیکھنے والے ہین اور دوسرے حمزہ اور بادشاہ اسلام وہان سب افسر تمہارے نذر دان ہین دبن جاؤ یہ کہنا تھا کہ سب لقا کے پیٹ گئے وہ پہلے ہی ننگا اچھل رہا تھا پکارا کہ لے میرے بندو کیا چاہتے ہو کسی نے کچھ جواب نہ دیا لیکن سپاہی ملا کر منھ اُسکا کالا آدھا کیا اور نصف سرخ رنگا وہ مسخرا ہنسا کیا اب عجیب صورت اُس نے پیدا کی ایک تو قد اُسکا بہت بڑا اُسکی سوا گز کا تھا تسپر گز کی داڑھی تھی اسپر یہ صورت ہوئی کہ ایک جھنگا لاکر سر پر اُڑھا دیا ڈھولک گلے مین ڈالی بالکل جال بنایا **نظم**

بناے صاف داڑھی مونچھ کے بال / ہوا ناپاک صورت کا عجب حال
لگایا ابروؤن پر اُسکے سیندور / سیہ دیدے کیے کاجل سے پر نور
کیا صورت مین کچھ کوے کا بھی رنگ / مگر وہ زرد رو دل مین ہوا تنگ
پنھایا سب زنانی اس کو پوشاک / بنا بالکل مخنث مرد ناپاک
کیے تازے تماشے اور نئے کھیل / دکھائے رنگ اچھے اور نئے کھیل
پھرایا ننگا ان سبھون نے اسکو گھر گھر / بنایا مسخرا بالکل وہان پر
کسی نے ناک کو کھینچا پکڑ کر / کسی کا ہاتھ تھا کانون کے اوپر

جب اس اُلو کو انھوں نے یہ شکل درست کیا بختیارک کو پکڑ کر مثل چارپایہ ہاتھوں کے بل استادہ کیا اور کھال گدھے
کی اڑھائی گلے مین گھنگرو ڈال کے ٹاٹ پٹھایا اسوقت اس ساقی نے کہا کہ دم بھی بنانا چاہیے سب نے کہا یہ خوب ہے دم کی فکر
ایک شخص نے جو نری لاکر ڈنڈی اسکی مقام براز مین کرکے دم بنائی لقا کو اُسکی پشت پر سوار کیا اور آپ اُس گدھے کو
لیے کچھ آگے کچھ پیچھے تالیان بجاتے سرخداوند پر جوتیان لگاتے جھاڑو بجاتے چھوڑے کے سر پہ جھاڑتے جانب لشکر اسلام چلے
جب قریب لشکر مذکور پہونچے یہان ایک غلغلہ ہوا کسلیے کہ یہان کے آدمی سب ہوشمین تھے جسنے اس سوانگ کو
دیکھا ہنستا ہوا ساتھ چلا لشکریون کے لڑکے جو باخبر ہوئے تالیان بجاتے پیچھے دوڑے کسی نے اچک کر دھول ماری
ردکا ظریف تھا اُسنے کیسے کا پلا پکڑ کر لقا کے آگے بچھا دیا کہ حرامزادے اپنے سیگے کو بھول گیا تھا اب تو تمام لشکر مین
قہقہے مچے اور لینا لینا کا ہنگامہ بلند ہوا لڑکون کا غل کرنا ڈھول کا بجنا دھنا بجا کا شور کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی
بادشاہ اسلام رزمگاہ سے پھر کر بارگاہ مین تشریف فرما تھے امیر بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ غل ہوا جلد سراپچے بارگاہ
کے اٹھوا دیے یہ سامان جو مذکور ہوا نظر آیا سرداران مال سخو پر دیکھکر ہنسنے لگے بادشاہ نے لاحول پڑھی امیر نے دیکھکر
اشک حسرت بہائے اور اُٹھکر باہر آئے بارگاہ سلیمانی مین دربار عام تھا ہر کوئی اسکو دیکھکر ہنستا اور ستوب درگاہ سلطانی
ہوتا ہو متوجہ باہر آکر امیر نے لقا کو پشت بختیارک سے اتروایا اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ اسکو ہوش آگیا پھر
اور اسکے سردارون اور بختیارک کو ہوشیار کرکے ایک خیمہ مین الگ لائے ہاتھ منھ دھلوایا کپڑے عمدہ پہنوا سے
بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور بھی تشریف لیچلیں اور لقا سے ملیں لے بادشاہ عالی تبار شاہان روزگار اپنے مقام پر جب
یہ ذکر سنینگے تو قہقہہ مچا چینگے کہ بادشاہ اسلامیان اتنے زمانے تک ایسے واہی اور مسخرے سے لڑکر اوقات اپنی ضائع
کرتے رہے جو سامنے ناچتا ہوا آتا تھا انسان کو چاہیے کہ جو لائق خطاب ہو اس سے [illegible] ال دجواب کرے اور جا بجا کر
ہر اس سے لڑے یا دوستی کرے اور جو اس قابل نہو اُس سے مخاطب کبھی نہو شیں [illegible] کی اور پاجی کی ایک برابر ہی
پاجی کی گالی سنکر شریف طرح دیتے ہین لے بادشاہ یہ وہ شخص کہ ہیژدہ ہزار عالم ملک پر اسکا عہدہ کرتا تھا اور زمانہ ایک
بجز اُنکے مانتا تھا اس سے مقابلہ کرنے مین دنیا مین ناموری اور عقبی مین بجیت کفار کشی سرخروئی ملازمان عالی کو
حاصل ہی پس ذلت اُسکو بزور شمشیر میدان دار وگیر مین دینا لازم ہی اور اسطرح کی ذلت پر اسکے ہنسنا اور خوش ہونا
مناسب نہین کسلیے کہ باعث تحقیر ذات ستودہ صفات جناب الٰہی ہے کہا ہی کہ بیت سزل ہستی مین دشمن کو بھی اپنا بد
کرو رات ہوجائے تو دکھو ہے تجھے رہزن چراغ + بادشاہ نصیحت بزرگانہ امیر سنکر مع چند سرداران کے اسی خیمہ مین جہاں
لقا تھا تشریف فرما ہوئے اور اسکی مزاج پرسی فرمائی اور اس گبر نے کہا کہ اے بندگان قدرت مین بہت اچھا ہون
بادشاہ کو اُسکا بندہ قدرت کہنا برا معلوم ہوا مگر سنکر کلام دیوانہ لائق اعتماد نیست جانکر چپ ہو رہے دہان تو یہ
حال تھا اور باہر خیمہ کے لشکریان لقا سحر مین مبتلا دہی ہائے ہوئے ستانہ کرتے تھے امیر نے لقا سے پوچھا کہ یہ حال
تیرا اور تیرے لشکر کا کیا ہوا اسنے کہا قدرت جانتے مین مگر بتلائینگے نہین میرے شیطان سے پوچھو امیر مخاطب بجانب
بختیارک ہوئے وہ اُٹھ اور گرد بادشاہ اسلام پھر الصدق ہو کلمہ پڑھا کہ مین مدت سے مسلمان ہون یہ کہتا تھا اور

عیار جو یہاں حاضر تھے انکی جانب کچھ التفات نہ کیا القصہ بعد مضحکات بسیار عرض پیرا ہوا کہ بہار جادو نام ایک ساحرہ گرفتار ہو کر
آئی تھی اور چالاک نے اسطرح چھوڑا یادہ خیمہ میں داب کر مرشد زادی کو بیگی تھی ظاہر ایسی فتنہ معلوم دیتا ہی کیونکہ وہ پہلے بھی
ایسا کر چکی ہی امیر نے اس ماجرا کو سنکر چالاک فرمایا کہ تم بہار سحر کے پاس جاؤ اور پکار کر کہو کہ اے بہار تم نے یہ
حرکت بہت بُری کی ہماری بدنامی ہوئی کہ لشکر اسلام ساحروں سے امداد کا جویا ہی ہم لوگ ساحر کو ساحر سے لڑواتے
ہیں اور غیر ساحر حریف کو ساحر سے ذلت نہیں دلواتے اگر یہ کہو کہ طلسم میں ہم شریک عمرو ہو کر لڑتے ہیں پس ظاہر ہی کہ حریف
تمہارے دیار ساحر ہیں ہم لوگ دیو پری جن ساحر کسیکی مدد نہیں چاہتے ہاں سحر سے بچنے کیلیے صرف عیار نکاری کرتے
ہیں ورنہ ہم نسبت پہلوانان عیاری بھی جائز نہیں رکھتے لیکن تم کیا کرو رسم زمانہ یہی ہی کہ جو شخص جسکا دوست ہوتا ہی
وہ عدوے احباب کا بنجاتا ہی تمنے ہماری دوستی کی باعث ایسا کچھ کیا کہ ہمارے آئین سے واقفیت تمکو نہ تھی لہذا
ہم ناراض تمسے نہیں ہیں اب سحر اپنا موقوف کرو اور یہاں تشریف فرما ہو فرد خوف ہجران ہیں کن اگر امید آن نگاہ
کاز چشم بد اندیشان خدایت در امان دارد چالاک بنابر ارشاد ذیشان بنیاد امیر کشور گیر جانب سلکہ با توقیر روانہ
ہوا اور قریب باغ سحر پہونچکر باواز بلند پیام امیر ارجمند بیان کیا پھر یہ ایک بیت بیا کہ رایت منصور بادشاہ رسید +
نوید فتح و بشارت بمہر و ماہ رسید + بہار ہر چند کہ زخمی تھی چالاک پیام امیر سنکر ظاہر میں دوبارہ لشکر اسلام پر از خجالت
تھی کہ سبحان اللہ سب جلالت مزاج صاحبقرانی میں ہی وہی انصاف یہی چاہتا ہی کہ بیت مباش در پے آزار و ہر چہ
خواہی کن + کہ در شریعت ما غیر ازین گناہے نیست + کوئی اگر ہوتا تو ذلت دشمن پر خندہ زنی کرتا مگر امیر نے اسکو بھی
ہمارے رکھا آخر شکایا مانند توصیف آنکی نسبت میں کہا کہ اے چالاک میری جانب سے بعد تسلیم عذر تقصیرات کرنا اور
عرض رسا ہونا کہ بیت باشد ان تو شکل توان رسید است + سر وے برفلک سروری ست ہوئے سعادت مجھے
افتخار کنیز جو تمہ ہوس بارگاہ عالی ہو یہ کہکر کہا کہ تم جاؤ میں سحر اپنا رفع کرکے حاضر ہوتی ہوں چالاک وہاں سے پھرا تھا
اور اُس نیرنگ باز نے سحر پڑھا دفعتًا ایک ابر سرخ رنگ علاوہ اُس سحاب سیاہ کے پیدا ہو کر محیط عالم ہوا اور
سرخ رنگ پانی برسنے لگا وہ باغ اور وہ ساقن وہ ذیانت نیز جو دلیرہ بالکل نابود ہو گئیں اور وہ پانی لشکریان لقا
پر جو پڑا وہ بیہوش ہو گئے پھر جو ہوش آیا اپنے تئیں آپ میں پایا ایک نے دوسرے سے کہا کیوں بھائی یہ کیا ہمنے کیا
کہ آپ بھی برہنہ ہوئے اور اپنے خداوند کو ننگا پایا یہ بے ادبی نسبت شان خداوندی چاہیے نہ تھی معلوم ہوتا ہی کہ
مشیت خداوندی یونہی تھی یہ کہتے ہوئے اپنے لشکر کو غیرت لجا گئے نہایت شرمندہ تھے پھر تبدیل صورت کی لباس
پہنا بعض تو نامور بہادران اپنی جگہ پر ٹھہرے کہ کیا اُسکو منہ دکھاؤں اور بعض لشکر اسلام میں بہر ہمراہی خداوند آئے جسیہ
کے سراپچہ اُٹھے تھے سب نے دیکھا کہ لقا قریب تخت شاہی بعزت بیٹھا ہی لباس سے درست ہوشیار و چست ہی دیکھکر
خوش ہوئے ادھر امیر نے ساقی سے لقا کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب لقا کو دیا سردار بھی اُسکے سرشار ہوئے امیر نے
بخاطر داری زبان گہر ریز کو وا کیا اور نصیحتانہ ارشاد فرمایا کہ اے زمرد شاہ تجھکو سلطنت کیا کم ہی جو تو دعوائے الوہیت کرتا کر
دشت ضلالت میں قدم دھرتا ہی اگر تو اسلام اختیار کرے تو جسقدر ملک کہ تیرے نے فتح کیے ہیں سب تجھے دو دل سے

تیرے پایہ کو تخت کو اپنے دوش پر اٹھا کر چلو ان یہ کلمات بہ سنکر اسکو تو بختیارک نے سمجھا رکھا ہی کہ جب امیر سوال کریں کہنا کہ ہر روز نہو اگر میں گرفتار ہونگا تو آپکی اطاعت کرونگا اُسنے حسب فہمائش یہی کہا امیر نے استغفر اللہ کہکر فرمایا کہ یہدی من یشاء و یضل من یشاء تو ہرگز راہ راست پر نہ آئیگا یہ کہکر خاموش ہو رہے اور وہ بدمست تھی نہ بے ایمانی شراب وغیرہ پیکر شاہ اسلام سے رخصت ہو کر اپنی بارگاہ میں آیا مگر عارض کوہی کا اس حال کے گذرنے سے قلب پھر گیا امیر کے خلق و مروت پر ہزاروں جان سے شیفتہ و فریفتہ ہوا یقین اتنی اسکو ہوا کہ لقا حرامزادہ بالکل جھوٹا ہی بندگان خالق کو گمراہ و برباد کرتا ہی غرضکہ لشکر میں جب آیا اپنی بارگاہ میں گیا اور اپنی فوج کے افسر کو بلایا اور کہا کہ میں نے تو دین اسلام قبول کیا کسلیے کہ یہ کیا خدا و معتاج ایک ساحرہ کا جھونکسکا اور یہاں ہیئت لشکر اسلام میں پھر انکی نوازش دیکھ کر کیا ہمت مردانہ صرف کی پس اطاعت تحسین کی کنار واہی اور افسری اُنھین کیلیے زیبا ہی افسران لشکر یہ ماجرا سنکر اسکے ساتھ ہوگئے اُسنے مال و اسباب اپنا مع لشکر خیمہ و بارگاہ ہمراہ لیا اور طبل سفر بجوایا کہ بھاگنا ثابت نہو چنانچہ اظہار اسلام سب کر کے لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوا ہرکارے یہ خبر لیکر روبروے لقا آئے وہ گیر تخت نکبت پہ بیٹھا تقریریں بگھارتا تھا کہ اے بندگان من تمنے دیکھا کہ حمزہ کا قلب میں نے اپنی جانب کیسا پھیر لیا ورنہ دشمن کہیں مبدل بہ اخلاص آتا ہی جب چاہوں اس سے سجدہ کرادوں اسلیے نہیں سجدہ کراتا ہوں کہ وہ میرا یہ سالار قدرت ہی جو بندے کہ دلسے مجھے نہیں یاد کرتے انکو قتل کرتا ہی اور تہ خانے میں اتر کر نصف شب کو توبہ کرتا ہی مجھے پکارتا ہی میں اسکو عزت روز افزوں عطا کرتا ہوں تم لوگ دم بھر میں میرے حکم سے ناپتے تھے گئے پھر راہ راست پر آگئے یہ سب میری قدرت کا ادنی نمونہ ہی بیت مری قدرت کے سب ہیں کھیل نایاب ۔ اگر چاہوں تو بچا آتش کردوں آب ۔ یہ اعتقاد والے یہ باتیں سنکر وجد کر رہے تھے اور ثنا و صفت میں مصروف تھے کہ ہرکاروں نے خبر روانگی عارض کی دی اُسنے چاہا تھا کہ فوج کے روکنے کا حکم دے لیکن بختیارک مانع ہوا کہ ابھی ایک ہنگامہ سے نجات ملے دیر نہیں ہوئی اہل اسلام چڑھ آئینگے آفت مچائینگے لقا اسکے کہنے سے چپ ہو رہا اور عارض جب قریب لشکر اسلام پہونچا جاسوسوں نے خبر خدمت بادشاہ میں اسکے آنیکی دی بادشاہ نے سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ بعزت تمام اسکو لیکے سبب وہ بادشاہ کے سامنے آیا تسلیم کی اور عرض رسا ہوا کہ بیت ۔ گر بخاک قدمت سجدہ میسر گردد ۔ سر فرازان جہاں جملہ سرافگندہ شوند ۔ بادشاہ نے دست شفقت پشت پر رکھا اُسنے نذر دی خلعت عنایت ہوا اُسنے دست راست کی مسند میں بیٹھنا قبول کیا القصہ حضور نے بڑے تپاک سے بغلگیر ہو کر بیرون چہل ستون بٹھایا امیر نے بارگاہ و خرگاہ عنایت کیا خلاصہ یہ کہ شامل لشکر اسلام ہو کر یہ بھی فروکش ہوا دعوت کا سامان ہوا لیکن سابق میں بیان کیا تھا کہ بادشاہ نے دعوت کا سامان مہیا ہونیکے لیے حکم دیا تھا اور ملکہ بہار کو بلایا تھا چنانچہ کارپردازان مصروف انتظام تھے ابھی تک بہار داخل لشکر نہیں ہوئی بادشاہ چشم براہ انتظار بیٹھے تھے کہ ملازموں نے عرض کیا جملہ اسباب دعوت حسب ارشاد عالی مہیا ہی بادشاہ نے عیار بھیجے کہ دیکھو ملکہ کو کیا عرصہ ہی

## زمزمہ پردازی عندلیب خامہ گلشن بیان عشق ملکہ بہار و شاہ اسلام میں ترانہ سنجی

## بلبل زبان چمنستان جان جلسہ دعوت و ملاقات شیدای یکدگر و جگر سوزی خاطر مضامین ذکر فراق و رخصت محبوب و کوائف دیگر لمولفہ

کدھر ہے تو اے شیخ بیت الحرام ۔ مصلے پہ کب تک کروں میں قیام
کہاں تک طواف در آرزو ۔ کہاں تک سنون شیخ کی گفتگو
مزا بادہ خواری کا ہے ساقیا ۔ کہ ماہ صیام اندنوں آگیا
انھیں روزونمیں رند ہیں تشنہ کام ۔ زبان سوکھی جاتی ہے وقت کلام
اُدھر دختر رز کی حرکت بڑھی ۔ ادھر پارسائی کی شہرت بڑھی
مجھے گو کہ زاہد نے بہکایا تھا ۔ شریعت کے دھوکے پہ پھسلایا تھا
کرم آگیا کام ساقی ترا ۔ کہ اُس زہد میں حال یہ ہی مرا
سحر کو جو ہوتا ہون تسبیح خوان ۔ صبوحی صبوحی ہے ورد زبان
بس اے ساقی رندوں پہ اب رحم کر ۔ گلابی کا منھ کھول ساغر کو بھر
چھلکتا ہوا جام جلدی سے لا ۔ دکھا دختر رز کا جلوہ دکھا
تماشا رہے یہ ہے کر رہی ۔ وہ مینا دھری ہے وہ مینا دھری
وہ شے ہے کہ اس دل کا ہو زہد دور ۔ وہ مے جس سے آنکھوں میں آئے سرور
وہ مے نام جسکا ہے بنت العنب ۔ جسے لال رخسار کہتے ہیں سب
لقب اُسکا اک دخت قاضی بھی ہے ۔ دل رند اسی مے سے راضی بھی ہے
وہ مے لال پر دین جو رہتی ہے ۔ جسے دخت رز خلق سب کہتی ہے
صفا میں جو ہے مہر سے آبدار ۔ وہ مے جسپہ مینا کے گردوں نثار
وہ مے جسپہ قربان رندوں کا دل ۔ نہ پینے سے جسکے ہے زاہد خجل
اگر ایک جام اسکا مجھکو ملے ۔ تمنا مری دے دعائیں تجھے
دل رند بدمست جب تک ہے ۔ ہوس جب تلک لاؤ لاؤ کہے
کھلے شوق سے میں ہوں جبتک یہاں ۔ فلک پر ستارونکی ہے انجمن
رہے جب تلک مہر گردش پذیر ۔ رہے جب تلک دور گردون پیر
قمر میں ہے جبتک کہ جلوہ گری ۔ ضیا بخش ہے آفتابی بھری
مرے ساقیا دور تیرا رہے ۔ دل رند پہ غور تیرا رہے
رہیں مے سے لبریز ساغر مدام ۔ ہنسیں منھ ملا کر سبو اور جام

یہی جلسۂ بادہ خواران رہے — پئے مے تقاضاے یاران رہے
ہمیشہ یہ میخانہ آباد ہو — دل رند کیشان سدا شاد ہو
بس اب دیر لازم نہین ساقیا — مین صدقے ترے جلد ساغر اٹھا
ہے جبتک کہ کیف سخن مین سرور — نشیلی نگہ مین نشہ کا وفور
وہ دھانی جو بوتل ہے آئینہ سا — زمرد کا بت کاگ جسمین لگا
دکھاؤن بہار ریاض سخن — وہ سرسبز ہو آج میرا سخن
لکھون اک نئی داستان پر بہار — بہار آج آئی ہے جویاے یار
ہوا خار غم ہجر کا دل سے دور — ہم بلبل و گل کو ہوگا سرور
کٹورے مین مے پھول کے گچھو پھول — کہ باغ سخن مین لگین میرے پھول
دکھادے بس اب جاہ رنگین بیان — بہار گلستان طبع روان
کنون بلبل خامہ شد نغمہ زن — بجال بہار وشہ صف شکن

گلدستہ طرازان گلہاے بوستان وبہار افزایان انجمن کاشانۂ بیان نزہت دہندگان باغ کلام وحدیقہ بیان ریاض سخن فرخندہ فرجام مضمون آبدارسے آبیاری گلشن فسانہ یون فرماتے ہین اور بہار تحریر رنگین کو نگاہ چمنستان ناظرین مین اسطرح نمایان بناتے ہین کہ حبث وحیرت بخش سبزہ پیام رنگان دہر نگاہ مین جسکی شوخی وادا وقہر عشوہ وطرحدار گلعذار یعنی ملکہ بہار زبانی چالاک عیار پیام طلب انجمن بارسنکر عازم روانگی ہوئی دلمین کہتی تھی کہ الٰہی یہ خواب ہے یا بیداری اپنے حال پر ہنس رہی تھین آرزو دلمین مبارک باد دیتی تھین حسرت مین کہتی تھین کہ حیف ہوا ایسا نہو فلک کجرو برا معلوم ہو تمنا کہتی تھی کہ آج خوب رمان نکالو کسی کے گلے کا ہار ہو نہین نہین کرتی جاؤ اور گستاخیان دکھاؤ چولیان خوب مسکین دست وپا چھینکین ہاتھا پائیان ہون جی کھولکر رسوائیان ہون عصمت کہتی تھی کہ یہ کیا ارادہ ہے شرم پوچھتی تھی کہ تمکو کیا رخصت کیا ہے یہ ہوسناک کسی کو کچھ جواب نہ دیتی اس عالم مین تھی **نظم**

نگاہین شرم زا چہرہ رنگ رونق — سخن مین پاک دامن کی تھی رونق
جبین سے نقش عصمت آشکارا — سوے زانو نگاہون سے نظارا
ادائین جیسے نازک آرزو مین — فقط کچھ اپنے دل مین گفتگو مین
سوے افلاک حسرت سے نظارے — جہان کی بے ثباتی پر اشارے
کہ ہان افسوس یہ دنیاے فانی — نہین شایان لطف زندگانی
محبت کیا کرے کوئی کسی سے — بھلا کب زور چل سکتا ہے جی سے
کوئی دم کے لیے کیا لوث دامن — چھڑائے گا مقرر چرخ بدظن

آخر تقاضاے محبت سے ناچار ہو کر غازہ شرمی سے چہرہ گلگونکو تابناک کیا گلستان عارض مین بہار حسن نے زینت کو

جہان بالا یا مسی آلودہ ہونٹوں کے عکس نے آئینۂ رخسار میں تختۂ سوسن کھلایا لب لعلین پہ لالی نے غنچۂ گل احمر کا دل خون کیا لباس لبریز سے آراستہ ہو کر
زیور جواہر سے پیراستہ از سرتا پا جسم نور فروز کر روانہ جانب دلفشار اسے عاشقانہ ہوئی اس عرصہ میں میزبان شب نے مہمان خورشید
چہرہ کو کاشانۂ افلاک کو رخصت فرمایا اور بہر مہمانی شام دشت دستر خوان پر زر جواہر دوزِ وحدت کا بچھایا **نظم**

| | |
|---|---|
| چھپا صحن زمین پہ شام کا رنگ | ہوئی زرد زردی بیاض عارض سنگ |
| نگاہوں میں ہوئی ٹھنڈک سی پیدا | بڑھے سائے بہ شکل شوق پیدا |

یہ مہمان کاشانۂ جانان قدم شوق بڑھاتے جب لشکر اسلام کیطرف آئی راستہ ہی میں جنگل کی عجیب صورت پائی دیکھا کہ جو سوت
تک آگ لگی نظر آتی ہے جب دو رنگ بڑھی تو خوب ہوا کہ ہزار ہا قندیل رنگ رنگ کی ہے گنبد نور کے اور قمقمے نور کے آویزاں ہیں غیرت شمع
ضیا مہر تاباں میں فرش مخمل سبز کا بچھا ہے ہر خیابان بنا ہے درختوں کو سبز تراش کر کے بادلے سے منڈھا ہے موتیوں کے جال سے ہر
نخل چھپا ہے اور نیا تکلف یہ کیا ہے کہ ہر شاخ پر فوارہ لگایا ہے تن درخت پہ چاندی سونیکا خول ایسا چڑھایا ہے کہ امین فوارے کا
خزانہ بنا ہے ہر شجر پہ ہزار ہا ہزار اسے کا فوارہ چھوٹتا ہے پانی برستا نظر آتا ہے درخت سب شرابور ہیں ہوا کے جھکورے سے
دلہن کیطرح جھکے جاتے ہیں شرم کھا کر عرق عرق ہیں نیا جوبن دکھاتے ہیں پتوں پر قطرے پانی کے اسطرح چمکتے ہیں کہ شگوفہ نہیں
موتیوں کے گچھے لگے ہیں شاید بہار سونے میں زرد اور موتیوں میں سفید ہے دشت آرائش میں دشت یہیں ہے قابل دید ہے کاغذ کا ابر
کانگر اضیا کیطرح سے آتش بازوں نے اڑایا ہے کہ وہ تمام دشت پہ چھایا ہے نیچے اس ابر کے فوارے ہر درخت پہ چھوٹتے ہیں اور انکی
ساون بھادوں کو شرماتے ہیں پانی کی پھوہار سے دل تک جاتی ہے طبیعت مست ہوتی ہے بھونٹدی آتی ہے ملکہ بہار یہ سامان بہار
دیکھکر وجد کناں جب دو رنگے بڑھی دیکھا کہ ایک سمت پر بہار لگایا ہے چمن گل نسرین و نسترن و خیابان خیابان یاسمن و تیا و گل
جوہی وغیرہ کے پھول لگے ہیں شمیم انکی دماغ بادِ بہار کو بسا رہی ہے لطافت و نزاکت ایسی بستر لگائے ہے ملکہ نے چاہا کہ چند پھول توڑے
ہاتھ سے چھوا تو معلوم ہوا کہ سب درخت جواہر کے ہیں جیسے جو پھول ہے ویسی ہی خوشبو رکھتا ہے ہر نخل کی شاخ پہ طائران خوش نوا مثل
طوطیان شیرین بیان و عندلیبان شیوا زبان زمزمہ پیرا ہیں سبب یہ ہے کہ ہندوستان میں پریاں جب ہوا کھکر ملے میں طائر
کل دار ہیں جب انکی کل دباتے ہیں وہ نغمہ سنجی کرتے ہیں غرض یہ تمام جواہر کے بنے ہیں ملکہ موصوفہ جب اس چمنستان میں پہونچی سب
گل اس گلستان کے اسطرح ہنسے کہ جیسے گلعذار قہقہہ لگاتے ہیں ملکہ حیران کھڑی تھی کہ تنے درخت کے شق ہوئے اور پریوں نے
منھ نکالے ملکہ نے دل سے کہا افراسیاب سخرا اپنے طلسم پہ ناز کرتا ہے یہ بادشاہ اسلام بھی روز طلسم نیا بناتا ہے ہر ضا یا یہ کیا اسرار
ہے کہ یہاں اسطرح کی تیج بہار ہے کل جو میں آئی تھی اس جگہ دشت پر خار تھا نام کو بھی نہ لالہ زار تھا یہ آئینہ۔ وہ تو حیران تھی اور ان
پریوں کے چہرے پیدا ہونیکا یہ سبب تھا کہ درخت سب نخل دار بنے ہیں جب انکی پیچ میں لگے ہیں انکے کھلنے سے درخت شق
ہوتے ہیں بیچ میں پریوں کے چہرے نکلتے لگے ہیں کہ درخت شق ہونے سے وہ نسبتے ہیں۔ وہ آگے بڑھتے ہیں تمام اس گلستان جواہر
کا گلدستہ ہمیشہ بہار ہے ملکہ آسمان پری نے امیر کو بارگاہ سلیمانی بھیجا ہے ذکر اسکا دفتر اول نوشیروان نامہ میں لکھا ہے
ملکہ بہار اس ساز و سامان کو دیکھ کر دنگ تھی جب دو رنگے بڑھی اپنے باغ دیکھا کہ ساحرہ بھولی دیکھا کہ ایک بارگاہ
فلک فرسا نعمت پرچمہ سے تا باں و منقش ہونیکے سبب نظر آتی ہے درستی اس بارگاہ رفیع کا عرض

پھیلا ہی در بارگاہ سے دور تک ایک بازار آراستہ ہی ہر طرح کے اسباب عمدہ و نفیس سے پیراستہ ہی دکاندار نوجوان کمسن شباب
کے دن لباس و زیور سے آراستہ ہیں و خشر امین مصروف نگاہ انکی الفت کا لوٹ رو رویہ بازار بیچ میں سڑک قطعہ دار
جواہر جا بجا انبار سقے گلاب کیوڑہ مشکو بین بھرے اس سڑک کو چھڑکا دے رشک دشت ختن و تاتار بنانے کٹورے کھنکنے
دکانوں کا انداز نرالا یعنی بارگاہ سے ہر دن کا جدا اور ہر ایک میں جا بجا آراستہ ہر خیمے کے رتھ پر طاؤس زمرد کا بیٹھا انتظار آنے
اسکی موتیوں کا بالا اور بارگاہ در پیسا اول وجوہ امیر دست حاضر تھے کچھ جلو خانے کے باہر تھے ملکہ جب اس بازار میں پہونچی
یکایک تمام دکاندار غائب ہو گئے یہ حیران ہوئی کہ سب کیا ہوئے اسی حیرت میں تھی کہ اندر سے بارگاہ کے سرداران عالیشان
بعد تجمل بر آمد ہوے اور ملکہ سے بعد شوق ملے کہا ہم بہر استقبال آئے ہیں بادشاہ بڑی دیر سے انتظار آپکا کر رہے ہیں
تشریف لے چلیے یہ کہکر ہوادار پر سوار کیا ملکہ نے کہا جو در بارگاہ پر کھڑے ہیں سوار ہونے کی کیا ضرورت سب نے کہا کہ بادشاہ
اس جگہ نہیں تشریف فرما ہیں یہ بارگاہ صرف اسلیئے ہے کہ قریب بازار جو چیز درکار ہو خرید کی جاوے اور مصرف میں آئے آجکل
ابار خانہ و مہمانہ و دیگر سامان وغیرہ کی تیاری ہو اور اس بازار کو بازار طاق بلقیس کہتے ہیں دکاندار اسکے سب پریان
اور جن ہیں کہ نظر سے غائب رہتے ہیں یہ کہکر ملکہ کا ہوادار کہاریان باد رفتار لیکر آگے بڑھیں اور داخل بارگاہ ہوئیں یہاں
بھی صحن بارگاہ میں فرش گسترہ تھا تخت و کرسی و مسند سے آراستہ تھا پری رخوں کا مجمع تھا سامان شاہانہ مہیا تھا مگر جب
سواری سبان باد بہاری یہانسے آگے بڑھی اور دوسرے دروازے سے بارگاہ کے نکلکر جو دیکھا واقعی زندہ بہشت میں
اپنے تئین پایا ابر بہاری پردے ہوا چھایا تھا ترشح سے فوارے دنکے زاہدان خشک کو تر دامنی کا لطف یاد آگیا تھا ترشح جواہر
کا ماتھا سے ہم بار زمین پر سرجھکاے سجدہ شکر خلیفہ قدرت ادا کرتا ہوا ادھر ملتا تھا گویا سبزہ لالہ ستان پاکیزہ دامن
کا وجد میں جھومنا معلوم ہوتا سبزہ فرش ارض پر سبز رنگ کے طاؤس ان مست پر کھولے بیٹھے فرش قالین گلزار کی کیفیت
دکھاتے سنوبر اپنی رعنائی پر اکڑ کے تعیل رختوں کے نزاکت بھرے انکی کے اشارے سے ٹیک کے گرتے بہار کی دانگ سراچہ بارگاہ
کا لاہوا و چار طرف باغ پر بہا بیچ میں وہ بارگاہ علاوہ باغ جواہر نگار و مصنوعی کے جنگل اور دامن کوہستان میں دیو تکا انہار
آبشار کا ہونا نیا لطف دکھاتا باغ کی روش ہری بھری دو رویہ سبزہ بجا بجا اور کنول فروزان زبر داغک کرہ سر و چراغان
چراغوں کی لو سے فوارہ کا چھوٹنا واقعی لالوں کا موتی اگلنا تھا روشنی تھی یا فریاد کے دلکو لگی تھی شعلہ طور کا گمان ہوتا دشت تھا
یا وادی ایمن گلزار پر خیال گلشن جنان تھا سبحان اللہ کیا اس جگہ کا بیان ہو

نظم

نہال سبز مرغان نوا سنج — بہار چشمۂ لبریز بے رنج
زمین پر سبزۂ نو خیز کا فرش — زمرد گون و منظر جا بجا فرش
نگاہوں میں تراوٹ جس سے آئے — دل بیتاب کیفیت اٹھائے
کہیں گلہائے خود رو رنگ رنگ — کہیں کچھ اور ہی صورت نئے رنگ
ہزاروں طائران نو نوا سنج — سنے انکو تو جائے دل سے ہر رنج
جدا ہر نخل قد میں جس قدر سے — نشیمن جب ابجا شاخون پر انکے

زمین پر سنگ مرمر فرش تا در — فدا ہو دیکھنے سے طبع مسرور
نقش صندل کے آویزان شجر مین — عجب نقاشیان دیوار و در مین
صفا باغ سارا صورت دل — بجا ہے اسکو کہیے نور منزل

ملکہ بہار اس لالہ زار کو دیکھکر تقاضائے عشق سے آہ سرد بھرتی اپنے گلعذار کی سرد مہری یاد کرتی کہ دیکھیے وہ مغرور حسن و جمال مجھ تجھ سے کہین سوا ہی نگاہ شوق کیونکر تجبیر کرتا ہی معاملہ دلکا دیکھین کیسا گذرتا ہی اسطرح ہوس گرمی کھاتی ہی یہ نرگس سے آنکھ ملاتی روانہ تھی کہ یکایک ہر طرف سے ہزارہا کنیزان مہر صورت زیور جواہر پہنے لباس عمدہ زیب بر کیے عہدہ ہاتھون مین لیے پیدا ہوئین

نظم

مزین جسم پر پوشاک و زیور — قریب تخت زرین ٹھہرین آکر
گران بار بدن پوشاک و زیور — نزاکت تھی برستی ہر صنم پر
خرامان کبک کی صورت بصد ناز — پریزادون سے وہ حورین تھین ممتاز
نہین رکھتی تھین مثل اپنا جہان مین — وہ گل تھین لاجواب اس گلستان مین

ان سب نے ملکہ کو تسلیم کی اور ہمراہ سواری چلین ہزارہا کنول آگے آگے روشن سرگرم اہتمام ہر غنچہ دہن طرز ادا طوطی گویان لحنون سے معطر باغ جان جز تھکر اسی آن وہان سے قریب ایک چشمہ شیرین کے پہونچی اس نہر مین ہزارون رنگ کا گلاس پڑا تیرتا تھا چشمہ نور چشمہ بنگیا تھا چشمہ مہر کیطرح نور سے لہراتا تھا قریب چشمہ دو درخت سرو کے لگے انھین درختون سے ملاکر سراچہ بارگاہ استادہ تھے سواے اس چشمہ کے پشت درختان سرو اور کچھ نظر نہ آتا تھا قریب درختان ہزارہا زنان قمر پیکر بعہدہ دربانی استادہ ملکہ کو سب نے تسلیم کی بیان درختون مین دروازہ لگا تھا لیکن اسطرح کہ ثابت نہوتا تھا ہی راستا در بارگاہ کے جانیکا تھا بس دہی دور ہوا ملکہ اندر داخل ہوئی آگے بڑھکر جلوخانہ شاہی ملا قرن زنجیر کھینچی تھی پردہ زنبوری پڑا تھا وہ پردہ چرخی پر کھنچا ملکہ اندر آئی دیکھا کہ عجب بارگاہ رفیع المنزلت ہی مسکن بادشاہان جمشید مرتبت ہی صحن بارگاہ مین ہزارہا گلدستہ دھرا ہی عطر ریزین بھرا ہی گویا طبلہ عطار کھلا ہی بارگاہ مین بارہ ہزار کنول جواہر کار لگا ہی الماس تراش ہر ایک استادہ نگیرہ جواہر دوز کھنچے ہین جھاڑ انہین ٹنگے ہین ہر دنگیوں کی بارھین قطار در قطار لگی ہین اور کرسیان یاقوت و زمرد کار بچھی ہین فرش صفا سجا ہی دونگل ہزارہا لگے ہین سامنے چہل ستون تخت شاہی بچھا ہی طاؤسان مرصع دم بقدم اپنی چونچ کی ہر ہر تخت پر سند بچھی ہی اسپر ایک جوان جبین بہر فلک ور زال دنیا ہزار جان سے قربان بیٹھا ہی تاج شاہی اور لباس فرمانروائی سے آراستہ ہی گرد ہزارہا حور پیکر رشک مجمع ہر عجب دل اس دربا کی دیکھی کہ مرادین اسکی بامراد آرزو مین دلشاد تمنا مین اسکی بہاگردان کہ کوئی تمنا کرے اسکو کس چیز کی نامیسری جو تمنا کرے نگاہ جوش کرم زرد و رو سامنے اُسکے بے دم جبین مین اُسکی وہ نور کہ قمر کو داغی غلام اسکا بننا منظور دولت ہر چند کہ کافر کیش لیکن بصورت لام اسلام ساکن قرب کعبہ ابرو طرز کن جان اُسکی خوشبو آنکھوں مین کیفیت حسن لبریز مژگان بسان خنجر تیز زبان زخم جگر ان ابروئے کا نشہ دیدار حیا بصورت نظر نہ بار دیکھنے کی خریدار تھی نشان حسن قدرت یا شعلہ رخسار کی روشمع طور کی ضیا انگشت معجز نمایان مین رخسار جو نیلے ظاہر

کہ عجزو شق القمر ہوا عارض کا حسن حیرت آمیز یا جلوہ صبح طرب خیز لب کا رنگ پرستی گلشن صورت قند و نبات بڑے مزے سے اس کی بلائیں سے غیرت سے پانی ہو کر بہے وہان تنگ نہیں تہیں کرنے سے ملک عدم بنا چاہ ذقن میں دل عاشقونکا ڈوبا ہوا بیاض گردن دفتر حسن کا خاتمہ شانے شان الٰہی کے نمونے ہاتھو نمین دل چھین لینے کے قرینے سینہ جوش شباب مستی سے بھرا شہوت پرستی سے تنفر کیے دل جلانیکی عادت سیکھی شکم معدن نور تختہ بلور کمر نازک تا رنگاہ دو دمین پیسان چشم جانان بیمار و ناتوان و نازمین شمع ساق پاسے تو اٹھی ٹیڑی ایسکی سے مہوشان پر رات مارتی او دام چشم بہرام کمند فریب یہ بہ فریب شاہد کی سیج عزیز کی مدح کہ بموجب لمولفہ

کیا لکھوں وصف اس کے قامت کا　　تھا سراپا الف قیامت کا

وحشتی گلاب تھیں آنکھیں　　چشم بددور خوب تھیں آنکھیں

غنچہ بینی اور گل رخسار　　گلستان عیش کی تھی بہار

گوش سنتے کان ہائے راز نہان　　تھے سکون انکا وصف کیا امکان

زلف پیچان کی مدح مشکل ہے　　جس میں الجھا ہر ایک کا دل ہے

لعل و در صدقۂ لب و دندان　　جانتے ہیں جہان میں سب انسان

جو کہا سنتے ہو گیا وہ حیران　　کلک قدرت سے لاکلام زبان

واہ کیا خوشنما وہ گردن ہے　　حسن کی شمع سب پہ روشن ہے

ہاتھ تھے وہ بلور کی شاخیں　　انگلیاں نخل طور کی شاخیں

بے کدورت تھا صاف وہ سینہ　　حق نما تھا بشکل آئینہ

چشمۂ نور تھا شکم لاریب　　ناف گرداب وار تھی بے عیب

کوئی تشبیہ یان پہ ہے کمر　　نہیں آتی ہے اب بیان نظر

ماشاء اللہ خوشنما ہیں قدم　　رہبر راہ کیسر یا ہیں قدم

اس قدم پر رکھا تھا جسنے سر　　وہ کسی کا نہیں تھا دست نگر

ملکہ اس دلدار پر از بسکہ شیفتہ نادیدہ تھی اسوقت سامنا ہوتے ہی بیخودی چھائی غشی بہر استقبال ہوش آئی ادھر بادشاہ اسلامیان نے بھی دیکھا کہ ایک درج دلاگی گوہر محبت وفا کی اختر ملک عشق کی قیصر آئینہ حسن کی جوہر باغ دوستی کی شجر نہال آرزو کی ثمر مبتدائے الفت کی خبر بازوے بے بال دیرآسمان دلبری کی قمر فندہ نظر آرام جگر بلکہ جگر سے بہتر تیغ الم کی سپر پہلوے عاشق کی دلبر کشور دل لوٹنے والی سینہ پر لوٹنے والی پہلوے عاشق سے بھاگنے میں کڑی کمان کا تیر دل اسکے تیر مژگان کے نخچیر دام بلا کاکل میں ہر ایک کا دل اسیر ظالم بے تقصیر ساق پا جسکی عریان ہو نور روشن بزم عاشق پریشان ہو کر بموجب نظم

قیامت تھیں وہ آنکھیں سحر آمیز　　نگہ نے کی وہ ہیں دیبر چھری تیز

لگائی جنبش ابرو نے تلوار　　مژہ نے رکھ لیا ہے دل سر دار

نہیں نہیں کرکے ہاتھ چھڑا لیا کہ صاحب کیا غرض جو ہم اپنے دلبر پر جبر کریں اچھا دو بیگانے تک ملتے نہیں جان کیوں آزردہ میں آخر کو دیں شوق دیدہ میں تجسس کریں فراق میں جل جل مریں بادشاہ نے کہا کہ اے مایۂ ناز ہر چند کہ میں شاہ ہوں لیکن تیرا غلام بے اشتباہ ہوں یہ کہکر آنسو آنکھوں میں بھر لائے ملکہ نے اپنے دامن سے آنسو پونچھے ہنسکر کہا صاحب کیا تیری شکل میں رونا لگا ہی ہیں رونے آدمی سے گھبراتی ہوں یہ کہکر اسطرح آنسو پاک کیے کہ دو گدبا یہ جسم سینہ سے لگیا بادشاہ کو تاب نہ رہی فوراً گلے سے لگا لیا ملکہ تڑپ کر آغوش سے جدا ہوئی کہ اوئی دم گھٹ گیا ابو خرم نے آنکھوں سے عارضی آرزو سے ہمکناری دلدار اور زیادہ ہوئی اٹھکھیلیاں بکانا شاتا آیا میتابیہ کی افزائش ہوئی مگر پاس شریعت مانع ادکا تھا بغیر نکاح دونوں جانب خیال عصمت و پارسائی کا اظہار تھا ہر چند کہ فعل باطنی یعنی مباشرت سے تو باز رہے مگر یہ کیفیت تھی کہ حوصلوں کا گرم بازار آپس میں ہم آغوش دہن میں مزے بوسوں کے پوشیدہ آنکھوں تیج توں سے شکر کیا نہیں دو باتی کی لذتیں دسکیاں بھرتا ملکہ نے گردنیں ہاتھ ڈالدینا جھکنا پیچھے ہٹ جانا شرمانا لجانا مسکرانا پسینے پسینے ہوجانا چھوٹے کپڑے درست کرتے جانا کبھی انگوٹھا دکھانا کبھی زبان کی نوک سے رخسار بہلانا پہلے آپ بوسہ کے لیے منھ بڑھانا پھر شرماکر ادائی دکھانا کبھی دست کے سر قدم پر رکھنا اور کبھی خفا ہوکر پاؤں پر دوسے کو گردانا کبھی فدائے روئے یار ہوجانا کبھی تشنۂ وصالت بیہوش ہونا کبھی شمیم زلف جانان سے مدہوش ہونا کبھی بغلوں میں منھ ڈالنا کبھی شرم کا حیلہ کرنا گھبرا کر کہنا کوئی آتا ہے اور پلٹ جانا کہ دم گھبراتا ہے کبھی دامن جھٹکنا تنکر کھڑے ہو نکات کا جوبن دکھانا کبھی حیران ہوکر بے طرح دیکھنا آنکھوں کی گردش سے عالم دگرگوں کرنا کبھی الگ بیٹھکر ہاتھا کروٹ لینا آئینہ رخسار کی جیرنمائی سے بہار دکھانا اس ہنگامہ میں چولیاں مسک گئیں نارپستان ملے جو گئے تو سرخ سرخ نظر آنے لگے سیب ذقن گدرا کر زیادہ لطف دکھانے لگے زلف کا مزاج برہم ہوا منھ پہ چھڑا لی گیسو نے لہراکر باغ رخسار پر گھٹا چھائی کیفیت کھائی کاکل باوجود کہ بال بال گنہگار تھی لیکن اترانے پہ تیار تھی بادشاہ اس غیرت سے سیب لپٹتے تو آہ سرد بھر کی کہ آنکھی دف کم کیا اعتبار ہے یہ منھ دیکھے کا سب پیار ہے انھیں فقروں سے صدا قسمیں کھا لیتی لپٹ اور دیوانہ بنا لیتی یہی ہنگامہ ناز و نیاز تا دیر گرم رہا ہر ایک بار آرزو بیشتر مرہا کہ

نظم

کبھی آپس میں لپٹے ہو کے بیتاب ۔ کبھی حسرت سے کرتی چشم پر آب
کبھی لیٹی کہ جاتی دم ذرا سے ۔ ٹھہرتی اور بھی دو چار بوسے
کبھی زانو کو باہم مستی تھی ۔ کبھی کہتی کہ صورت دیکھ میری
زبان سے بوسے کر گدگدانا ۔ اٹھا کر جام مے منھ سے لگانا
یہ کہنا جلد پی میں تیرے صدقے ۔ کہ ہو کچھ دیر میں تو میرے صدقے
کبھی ٹھنی سے دینا اک ٹھوکا ۔ لپٹنے میں کبھی دیدینا دھوکا
کبھی کہنا کہ ٹھنڈے آدمی ہو ۔ اٹھے ایسوں سے راحت کب کسی کو
مزے بوسوں کے مستی پر جو آئے ۔ ارادے اور ہی مطلب پہ پائے
لگے ملکر دیے لپٹ جو دو چار ۔ بوسے نیلے نزاکت سے دو رخسار

سینہ آگے چہرہ تمتمایا | نگاہ ناز نے جلوہ دکھایا

جب خاطر مشتاق تقاضائے ہمبستری جوئی بادشاہ نالاں کر اُٹھے اور ملکہ بھی ضبط کر کے الگ ہو گئی کہا دیکھو چاندنی رات کا لطف اٹھائیں بہار باغ سے جی بہلائیں بادشاہ اس رشک ماہ کو ہاتھ پکڑ کے لیے اور پشت و پہلوئے بارگاہ کے جو سراچے اٹھے تھے اسطرح آئے بیان جو کیفیت بہاغ کی زبان قلم کی کیا لیاقت ہے جو بیان کر سکے جابجا جھوٹے درخت نہیں پٹے تھے گلعذار دنگے پھس جن تھے ملا گائی تھیں چاندنی میں دوڑتی تھیں چھپتی چھلبل کھیل کر بہار جوبن دکھاتی تھیں رختو نہر بادلے کی چمک مثل شیش نور ریز زمین و فلک نہروں میں بجرے اور مور پنکھیاں پڑیں چلتیں ترنگ بجا بجنے جھلیں کرتیں لب ہر نہر جواہر کار رنگے بنے فرش و شیشہ آلات سے سجے مینا کار رہج بنے آگے انگیٹھیوں یا سلک گوہر تھے کہاں تک بیان ہو۔ نظم

ہر اک سامان تازہ حیرت افزا | نظر جس پر رہے تا حشر شیدا
طلسم آمیز سارے کارخانے | بجا ہے کہیے جادو کے ٹھکانے
بچھیں تھیں مسندیں زریں بہت خوب | بشکل عارض تابندہ مرغوب
کہا بیٹھو کہ دم لے لیں ذرا ہم | بیاں کی سیر دیکھیں بھی کوئی دم
غرض بیٹھے لب جو وہ گل اندام | ہوئیں حاضر پرستاران گلفام
کہ اتنے میں کئی معشوق طناز | لیے آئیں ہزاروں طرح کے ساز
جھکیں تسلیم کو گائیں بجائیں | نہایت لذتیں خاطر نے پائیں
پھر اُن کے بعد آئیں اور نوخیز | نگاہیں جن کی خنجر کیطرح تیز
لیے شیشے بغل میں ہاتھ میں جام | سوا اس کے بہت سامان آرام
کیے موجود کھانے لاکے باہم | غذائیں سب طرح کی کیں فراہم
طعام عمدہ دسترخوان شفاف | بشکل حسن جانان پاک و صاف
تناول واں کیا دونوں نے کھانا | ہوا آغاز پھر گانا بجانا
رہے کچھ دیر پھر جب یہ ہوا اور | رہے پانی کی کیفیت سے سرشار
پھرے پھر واں سے آئے خوابگہ میں | لپٹ کر دونوں لیٹے اک جگہ میں

لیکن سونا کیسا وہی تازہ مزے کا دور عالم ہی کچھ اور ہوا ملکہ نے سارا حال طلسم بیان کیا اور شاہ طلسم سے اپنا بالکل ان رہنا اسکا دل و جان فریفتہ رہنا تعلی کے ساتھ کہا پھر اپنا شریک ہونا اور خواجہ کی عیاری کرنا اگر گولب کا حال کہا مگر شمع گلدستوں سے پروانہ کا نکلکر گیا کہتا بیان کرتے وقت اپنا فریفتہ ہونا کہا انھیں باتوں میں مزے مزے کی جھکائیوں میں شمع انجمن فلک یعنی نور ہرنی بیان گردن میں باہیں پڑی تھیں تا گرون سے تا گھیں گھٹی تھیں کہ زیب شب آئی مزا صبح سے گستاخی ہو گئی

یہ باتیں تھیں کہ بدلا حال شب کا | دکھایا صبح نے اپنا جھمکڑا
کیے دست و بوس ٹھنڈے ہوئے جوش | اُٹھے انگڑائیاں لے لے کے بیہوش

| | |
|---|---|
| نہ ساقی تھا نہ مینا تھا نہ تھا جام | زبان پر تھا فقط اللہ کا نام |

بادشاہ نے اُٹھکر وضو کیا نماز سحر ادا کی تا دیر درگاہ احکم الحاکمین میں التجا کی لشکر میں امیر حسب دستور پچھلی رات سے
برائے طاعت رب غفور اٹھے بعد صبح کو سب سردار بہر نماز مسجد میں آئے بعد فراغ نماز سب نے مصافحہ کیا اسلام ہر ایک کا
ادا ہوا اُسوقت جواسیس سامنے آئے اور عرض پیرا ہوے کہ کل سے ملکہ بہار امیدوار ملازمت حضور دولتسرائے عالی میں
حاضر ہیں امید رکھتی ہیں کہ دیدار فیض آثار سے بہرہ یاب ہوں امیر نے اس خبر کو سنکر استفسار فرمایا کہ بادشاہ سے ملاقات ہوئی
یا نہیں ہرکارے عرض رسا ہوے کہ شب کو حضور عالم کیطرف سے دعوت تھی اور ظل سبحانی بہیئت سے برائے خاطر مہمان عزیز تشریف
فرمائے خانہ دعوت تھے ابھی تک وہین ہین یہ حال سنکر امیر اُٹھے کہ بادشاہ کو تسلیم بھی کرینگے اور بہار سے بھی ملینگے بس
آج کا دربار موقوف رکھا سردار اپنے اپنے خیام میں آکر آرام گزین اور امیر بسبب مسافت بعید سوار ہوکر صحرا میں گئے
اور پہلوے بارگاہ دعوت کیطرف آئے ملازمین دیکھکر خدمت شاہ میں گئے آمد جناب صاحبقران عرض کی بادشاہ
تخت طاؤسی پر سنبھلکر بیٹھے بہار مع خواصان گلفام بہر استقبال بیرون بارگاہ آئی امیر کو تسلیم بجالائی امیر نے
سر سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ تم مہمان عزیز ہیں کیوں یہانتک آنے کی تکلیف کی عرض کر کے رخصت ہوے داخل بارگاہ ہوے
بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے نیم قد اُٹھکر تعظیم دی آپ تخت پر آکر تشریف فرما ہوے ملکہ بہار ڈر کے مارے سب جسم
چھپا کر سامنے کرسی پر بیٹھی گردن جھکائے تھی کہ نیل بوسونکا رخسارے سے ظاہر نہ ہو جسپر امیر کی نگاہ پڑے بڑی غیرت کی
بات ہو خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب بیٹھے فرمانے لگے الحمد للہ میں تجھ ایسی شہزادی ساحرہ زبردست کو مطیع اسلام پاتا ہوں
نور ایمان تیرے دلمیں آیا خدائے بے شریک بے ہمتا کو تو نے پہچانا میں بہت تجھ سے راضی ہوا ملکہ عرض رسا ہوئی کہ یہ
سعادت کو تھی میری کہ آپ ایسے برگزیدہ کی زیارت سے خدا نے مشرف کرایا مجھکو ضرورت خواجہ کے ساتھ ورنہ شاہ
طلسم سے اگر دشمنی ہوتی تو بھی کلمہ طیبہ پڑھتی امیر نے فرمایا جزاک اللہ پھر حال عمرو پوچھا اُسنے ازابتدا تا انتہا بیان
کیا و یکھا اب کو کب یہانسے اسطرح بعزت تمام ہیں امیر نے سب حال سنکر ایک نامہ طلسم والونکو لکھدیا اور ملکہ کو کئی کشتی
زیور زمرد و الماس کی مع خلعت گرانقیمت عنایت فرمکر اور ایک نامہ شوقیہ بنام خواجہ دیکر ارشاد فرمایا کہ بابا فقیر کو ہرچند
کہ سیری نہیں گوارا تمھاری دوری نہیں لیکن شغل و اشغال میں فرق آتا ہے تمھیں خدائے کریم کے سپرد کیا تیر برائے طاعت
رب غفور جاتا ہوں یہ کہکر رخصت ہوے اور ہنگام وداع بادشاہ سے کہا کہ جناب بارے میں کب رونق افروز ہونگے شاہ
نے فرمایا کہ شب بھر میں جاگا ہوں آج آرام کرونگا کل انشاء اللہ برآمد ہونگا امیر نے ملکہ سے فرمایا کہ یہ نہ سمجھنا میری رخصت
کیلیے ایسی باتیں ہیں یہ تمھارا گھر ہے جبتک جی چاہے تشریف رکھو ملکہ نے عرض کیا کہ جب شریک ملازمان عالی ہوئی ہوں
اسی آستانہ کو اپنا مامن جانتی ہوں یہاں نہ رہیگی تو اور کہاں جائیگی مگر بندگان جناب شاہ طلسم تنہا ہونگے فی الحال زیادہ نہیں
ٹھہر سکتی آج شام تک چلی جائیگی امیر ہنسکر وہاں سے روانہ ہوے اور داخل صومعہ عبادت ہوکر یاد الٰہی کرنے لگے وہاں
جب تنہائی ہوئی وہی ہنگامہ عشرت ہوا آپس کی چھیڑ چھاڑ اختلاط دوبالا ہونے لگا لطف ہم آغوشی باہم بوسہ بازی حسرت کی
نگاہیں [illegible] کی راہیں کھلیں گانا ناچ شروع ہوا شراب کا دور چلنے لگا باہم عہد و پیمان ہونے لگے وعدہ دیدار و وصال

پر اقرار کے پچھلے بدلے نشانیاں ایک نے دوسرے کی لین قسمین عاشق و معشوق نے کھائین کہ جانی ہم کسی حال مین ہونگے مگر تمھین نہ کسی طرح دلسے اپنے بھولینگے دن ہجر کی مصیبت کے بھرین گے خدا چاہے گا تو مل رہین گے کہ **نظم**

مجھے تنہائی ہوگی تم سے حاصل　　نہ مانے گا کسی صورت مراد ل
زبان پر آئے گی فریاد ہر دم　　نکل جائین گے گھبرا کر کہین ہم
کسی دیوار سے پھوڑینگے سر کو　　محبت آگ کردے گی جگر کو
زیادہ دیر مین ہوگا نہ انجام　　کہ مر جائین گے ہم محروم ناکام
یہ کہکر دل محبت سے بھر آیا　　طبیعت مین جو اپنی جوش پایا
تو مل کر گلے وہ خوب روے　　کوئی دم داغ دل اشکون سے دھوے
پھر اسکے بعد مانگی اک گلابی　　رہا کچھ دیر دور آفتابی
لبالب جام سے اترے گلو سے　　مزے لیتے ہجوم آرزو سے
ملا سینہ سے سینہ بسکہ تھا جوش　　ہوئی کیفیت عالم فراموش
لیے بوسے زبانون نے دہن کے　　لٹے گل دونون عارض سے چمن کے

انھین شکوہ و شکایت ذکر ہجر و وصل مین آغوش فلک سے معشوق خورشید نکلکر جانب طلسم مغرب روانہ ہوا اور شب فراق نے عاشقون کے تڑپانے کو عالم مین داخلہ کیا کہ **ابیات**

نگاہ شہ تھی مصروف تماشا　　کہ اُٹھا نور روے خور سے لغطا
چھپا چشم جہان سے مہر روشن　　ملا گیری ہوا عالم کا دامن

اُس آفتاب آسمان دلبری نے رو کر کہا کہ لو جاتی ہون اللہ نگہبان دلسے نہ بھلانا زیادہ نہ تڑپانا **اشعار**

کہا جاتے ہین لو خالق کو سونپا　　مگر اے جان رکھنا دھیان میرا
کہان ہم اور کہان تم اور یہ سامان　　مصیبت میں پھر ہوئی دست و گریبان
دعا کرنا کہ پھر بھی ہو ملاقات　　میسر آئے پھر گذری ہوئی رات
کہ ہم تم ایک جا ہون محو آرام　　رہے شرمندہ فکر بخت ناکام

بادشاہ بھی ان باتون پر اشک فشان تھے عجب وقت تھا کہ آہون کا دھوان بلند ہوکر گویا سحاب بنا تھا اشکون کی جھڑی لگی تھی چہرے تمتما کر سرخ ہوے تھے یا گلزار حسن مین شفق پھولی تھی ادھر صحرا مین طائر بسیرا لیتے تھے نذیون نے آنشار تھا پہاڑون سے جھرنا جھر تا سارا دشت اس بہار کے جانے سے روتا تھا کوئل اور پپیہے اور رمور نعرے اور کوک مارتے تھے دونون وقت ملتے تھے پوشیدہ لے یکدگر جدا ہوتے ہر سمت سناٹا چھایا تھا فلک نے جدائی کا نقشہ دکھایا تھا خلاصہ کلام وہ ماہ تمام زار و گریان سحر کے تخت پر جھمکرا اڑی عاشق کو دیکھتی جاتی تھی بادشاہ بھی محو نظارہ تھے اور مثل دیدار ہلال شب عید تا دیر نگران جب وہ ماہ عید نظر نہ آئی اور نگاہ سے چھپ گئی اشکون کے بہانیکا بہانہ ہوا دم ہمراہ جانانہ روانہ ہوا ناچار وہان سے

پھر کر داخل شبستان ہوے کارپردازون سے فرماتے گئے یہ سب سامان برطرف کرو وہ تعمیل حکم مین مصروف ہوے اور شاہ
چھپر کھٹ پر لیٹ کر منھ لپیٹے تا شب ہجر کے صدمے سہنے لگے اسطرف تو یہ حال گذرا مگر طرف ثانی کا ماجرا سنیے کہ تخت سحر اڑکر
قریب ایک پہاڑ کے پہونچی دل صحبت شبینہ رکھتا تھا وہی جلسہ آنکھون میں پھرتا تھا اسے کسی حق کل کیا تھا اور آج کیا ہوگیا نظم

| | |
|---|---|
| براے چند ساعت تھین یہ باتین | نہ تھے آگاہ ہم ہونی مین کیا ہین |
| نہ سمجھے تھے فلک کو بے وفا ہے | یہ جتنی مہربانی ہے دغا ہے |
| ذرا اشکون سے دھولین گرد ہ اُن | بنایا اپنے جی کو اپنا دشمن |

اسی رنج والم مین اس پہاڑ پر وہ تخت اتارا اور تادیر جانب لشکر اسلام دیکھا کی یہ فکر یار مین فلک اپنے کار مین تھی
گلگون عیار جو سابق مین بمدد لقا آیا تھا اسے اب تک جنگ جدل واد ساحران دہر بہار کو جب سے عیاری کرنیکی
فرصت نہین پائی چنانچہ جب لقا کو بہار نے دیوانہ بنایا اور سب ناچتے ہوے لشکر اسلام مین گئے وہ اسلیے اور تو سب چلے آے
مگر یہ عیار صورت بدلکر یہ گیا کہ مین عیاری کرونگا مگر چونکہ لشکر اسلام مین تیاری دعوت شروع ہوئی کسی نے اسکی جانب توجہ نہ کی
اور اسنے بھی قصد کیا کہ بہار آئیگی اسیسے خداوند کو ذلت دی ہے تو اسکو پکڑ لیجئیگا اسی فکر مین جا بجا صورت بدلے پھرا کیا
اور جب جلسۂ دعوت آغاز ہوا اسکو یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ خیمۂ بارگاہ مین کب نصب ہوے کیونکہ یہ انتظام جب سے ہوا تھا کہ یہ
اپنے ملک سے بھی نہ آیا تھا آخر جب یہ کسی کا سروپرواز کی صورت نہ بن سکا اور ہمراہ خیمۂ بارگاہ مقام عروس مین بجا سکا جا کر یون گرہ
دست بردی کرون جب صحرائے گلدستہ ہمیشہ بہار مین قدم رکھا وہان انتظام جنونکا تھا غل وشور بپا ہوا کہ یہ بھی گرفتار کیجیو
اور آیا یہ گھبرا کر بھاگ نہ بڑھ سکا بچا بہار نے سحر کی جو کیان بٹھا دی مین جانہ سکو گے یہ چھپکر گھات مین لگا رہا کبھی اس کوہ
مین پھرتا کاہ سر کوہ پر جاکر سیر روشنی وکیفیت جلسۂ دعوت دیکھتا تا اینکہ ملکۂ مذکور رخصت ہوکر پہاڑ پر آئی اور اسنے
بطور مخفی اسکو دیکھا بس اسیوقت دروکوہ مین چھپکر ایک ضعیفہ کی صورت بناکر خمیدہ پشت لکڑی ہاتھ مین سر پر تاتال
سفید چادر محمودی کی اوڑھے پانچون مین گرہ لگاکے آہستہ آہستہ جھکتا ہوا چلا بہار نے پہاڑ سے اسکو جاتے دیکھکر
پکارا کہ بڑی بی ذرا ٹھہرنا اور بندہ سحر اڑکر اسکے پاس آئی اسنے ملکہ کو دیکھکر بلائین لین دعائین دین کہ سامری بھلا کرے
بیٹی اس جنگلے مین راتکو کہان پھرتی ہو ملکہ نے کہا مین لشکر اسلام مین کام کو آئی تھی اب طلسم مین جاتی ہون مگر تم بتاؤ کہ کہان
رہتی ہو اور کہان جاتی ہو بڑھیا نے کہا بیٹا مین کہان جاؤن جب سے وارث میرے مرگئے دنیا سے نفرت کرکے جنگل مین پڑا
ڈالکر پڑی رہتی ہون تمھارا جی چاہے تو چلکر وہان آرام کرو ملکہ نے اس بڑھیا کو یہ لیے پکارا تھا کہ یہ اگر اس اطراف کی
رہنے والی ہے تو حال راہ طلسم جانتی ہوگی دریافت اس سے کرکے مین ہرگز لے منزل مقصود ہون جب اس نے
یہ کہا کہ مین صحرا مین رہتی ہون ملکہ نے کہا راستہ بھی تمھین کچھ معلوم ہے بڑھیا نے کہا سب راہین جانتی ہون طلسم تک کا حال
بخوبی معلوم ہے اسنے کہا بیٹا شہر نگین حصار کا کونسا راستہ نزدیک ہے ایک راہ تو شہر ناپرسان ہوکر گئی ہے ایک صحرائے
حیرت سے راہ نکلی ہے لیکن مین جانتی ہون کہ ان راہون سے نجاؤ ان بڑھیا نے کہا اور راہ طلسم آئینہ سے ہے وہ اہل اسلام
نے فتح کیا آؤ بیٹی تم میرے مکان پر چلو تو بیٹھکر اچھی طرح [illegible] نہین گئی اب تم سے

نشان پوچھتے ہو تو جہاں وہ رکھ کے گئی ہے اسی طرف جھونپڑا ہے تو اب میں وہیں کہاں جاؤں بڑھیا کے گئے
بیٹھکر وہیں باتیں کرنے لگی ہم گرم سخن پردازی تھیں کہ ایک ٹھوکر کھاکر زمین سے ڈلی چکنی اور الاچی نکالکر کہا بیٹی یہ تو ہی کھالے
میں تم کو کھلا دوں کہ مجھکو عادت ہے بڑھی اسلیے رکھتی ہوں کہ جو کوئی آجاتا ہے تو دیتی ہوں اور مجھ سے تو چھٹتی نہیں ملکہ نے اسکی
خاطر سے ڈلی تو نکل گئی مگر الاچی کھائی وہ بیہوشی آلودہ تھی یہ کھاتے ہی بیہوش ہوگئی اس عیار نے پشتارہ باندھا اور لیکر جانب
لشکر چلا راہ میں سوچا کہ اگر یہ ساحرہ ہوشیار ہوجائیگی تو تیری جان جائیگی اور [illegible] میں عیار آتے جاتے ہیں وہ قتل
ہونے نہیں دیتے اس سے مناسب ہے کہ یہیں سر کاٹ لے یہ سوچکر پشتارہ رکھکر ایک درخت سے باندھا اور خنجر کھینچکر آمادہ قتل
ہوا مگر بقدرت کردگار رات کا وقت تھا عیاران لشکر اسلام دور دور تک پا اداوری کرتے ہیں بجائے اسکے سرسنگ مصری
عیار ادھر آنکلا اور اُسنے دیکھا کہ ایک عیار درخت سے کسیکو باندھے قتل کیا چاہتا ہے خنجر کھینچکر سر پر پہونچگیا اور پیچھے سے [illegible] کر
اُسنے [illegible] رکھکر ایک گلگون کی کلائی پر پڑا خنجر چھوٹکر الگ گرا اسنے مڑکر دیکھا اسنے [illegible] عیار
یہ کہکر نیمچہ کھینچا اور گلگون بھی نیمچہ پکڑکر رویکار ہوا ہے نیمچہ زنی آغاز ہوئی جو میں چلنے لگیں ہوتے لڑتے سرپر سرسنگ
نے لکڑی نیمچہ مارا وہ پیچھے پاؤں جست کر کے جو ہٹا ایک غار میں پاؤں اُسکا جاپڑا سرسنگ بجلی کی شکل تڑپکر برابر
آپہونچا تھا جیسے ہی وہ غار میں گرا نکو چاہتا تھا کہ سنبھلے اسنے ایک لات ماردی کہ وہ ڈھلک کر غار میں جا رہا جست کرکے
اسی گڑھے میں پہونچا اور اسکی چھاتی پر چڑھ جانا چاہتا تھا کہ [illegible] وہ عیار بہت زبردست تھا اسنے دونوں پاؤں
اپنے اسکی گردن میں ڈالکر زور کیا یہ چھاتی پر سے اُسکے پاؤں کیجانب چت ہوگیا اور وہ اٹھ بیٹھا سرسنگ بھی بے بدل
عیار تھا چت ہوتے ہی جیسے وہ سینہ پر سوار ہونے لگا خنجر اُسکے منھ پر مارا یہ بعجلت تمام جست کرگیا ورنہ چہرہ کٹ جاتا جب
وہ جست کرگیا سرسنگ بھی جست کرکے غار سے نکلا پھر نیمچہ چلنے لگا اب کی گلگون نے لگکر ایسا نیمچہ مارا کہ روکنا
مشکل ہوا سرسنگ پیچھے تو نہ ہٹا مگر اچک کر نیمچہ خالی دیا اتنی دور اچک کر بلند ہوا کہ نیمچہ تو خالی گیا مگر جس درخت کے نیچے
لڑ رہے تھے اُسکا ٹہنا اس زور سے سر میں لگا کہ یہ تیورا کر گرا لیکن دل میں خیال تھا کہ حریف سر پر موجود ہے گرتے ہی ایسی
لوٹ [illegible] کہ وہ انسے ایک جھاڑی کچھ دور [illegible] میں چلا گیا ادھر گلگون دوڑا [illegible] مگر ہر چند تلاش
کیا پتہ نہ معلوم ہوا سمجھا کہ چوٹ کھا کر نکل گیا اب تو چل ساحرہ کا سر کاٹ لے یہ سوچکر پھرا مگر بقدرت کردگار لڑنے میں اُسکے
وہ شہزادی بہار کو ہوش آگیا [illegible] بندھے پایا حیران ہوکر دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہے گلگون نے اسکا سر اٹھے دور سے دیکھا
کہ ہر سمت منھ پھیر کر دیکھتی تھی سمجھا کہ ساحرہ بھی ہوشیار ہوگئی تونے غفلت کی کہ [illegible] اب بھاگنا چاہیے
پس پیچھے پاؤں [illegible] ایک [illegible] کر فقیر عیاری جمایا آئینہ سامنے رکھکر صورت اپنی شکل چالاک بنالی اور
روانہ ہوا [illegible] بہار نے سحر پڑھا وہ کمند جس سے یہ بندھی تھی جلگئی اور آپ چھوٹ کر آگے بڑھی [illegible]
[illegible] عیار چالاک [illegible] سامنے آیا اور کہا اے ملکہ خدا نے بچایا ایک عیار قتل کیا چاہتا تھا اگر میں نہ آجاتا تو کام
تمام تھا ملکہ چالاک کو دیکھکر بہت خوش ہوئی پوچھا [illegible] بادشاہ اسلامیان کیسا ہے اسنے بنوٹ کی راہ سے
کہا کہ [illegible] سنا ہے کہ دوسرا [illegible] سمجھی کہ تیرے تجربہ میں [illegible] نہیں [illegible] یہ پاس [illegible]

حباب بیہوشی اسنے مارا کہ لمحہ بھر میں بیہوش ہو گئی اسنے ایک زنبیل میں سوزن کو ڈالا اور سوچا کہ لشکر خداوند قریب ہے اب میں بیہوش ہو رہی
ہو گی اور خداوند خوش ہو کر مجھے پری دینگے غرضکہ پنہاں ہو کر زنبیل میں تھی یہ میں سرمشگ جو مشکل میں گئی تھا تادیر ہوش آنے کے بعد
نے جب سر کو چاک کر کے اسنے باہر کر دیکھا کہ ستارہ اور عیار زنبیل میں آ گئے جو بیرون اس عیار کو پنہاں ہو ہوش دیکھا نکال لیا کہ اسنے
مجھ مند کو پکڑ لیا یہ دیکھ کر کہا … اب ہوں لیکن غور کیا لشکر قریب ہے اور اسکے مددگار زنبیل میں سے آ جائینگے اور تو زخمی بھی
ہو سرور بنو سکیگا بس اب تو بہتر ہے لقا کے ایلچی کا بچہ یک قتل کر دیگا اپنے لشکر کے عیار انکو اس حال سے باخبر کرے
یہ سوچ کر کمند اپنے اٹھائی آ زنبیل میں … لشکر میں چالاک نظام کو … تھا زنبیل لشکر دوڑا آیا اسنے سارا
ماجرا اس سے بیان کیا اسنے کہا تم لشکر میں جاؤ کہ سرمشگ … میں ملکہ کو لاتا ہوں یہ کہا روانہ ہوا اور لشکر حریف
میں جب پہونچا ایک جگہ ٹھہر کر دیکھا کہ ایک فراش … میں کنول عجب شان کے لیے بارگاہ لقا کیطرف جاتا ہے اسنے اسکو پکارا
جب وہ قریب آیا اسنے کہا میں نے تمہیں اسلیے بلایا کہ یہاں میں عطر افشانی … اور خوشبو کی ہر کو دماغ
معطر ہو جاتا ہے ذرا دیکھو تو کیا … آدمی ہو کون چیز ہو جو سب … آیت
خاک بیہوشی تھی وہ اسکی خوشبو سے ہاتھ میں پڑا یا ایسے ہی بیہوش ہو گیا اسنے اسکے پیرہن پہنا اور اسکی سی صورت بن کر
بارگاہ لقا میں آیا جو کنول قریب بجھنے کے دیکھا اسکو … دشمن کا … کرنے لگا اسی عرصہ میں گلگون نے
خیمہ میں پہلے گیا ایک صندوق میں بہار کو بند کر کے … تیز رفتار نام کو بلا کر وہ صندوق سپرد کیا
اور کہا جب میں طلب کروں اسوقت … اسکو … نہیں … میں طلب کرونگا … اسکا
مانگونگا اب … خداوند بیٹا ہوں … اپنی جگہ بیٹھا ہوا کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ ہرکارے نے مجرا کر کے … کھڑے
ہوئے اور بعد دعا دینے … عرض رسا … بیدار فولاد بدن نام کوہستان کے ملک میں سے ایک ملک کا
بادشاہ مافوق گران حضور کی مدد کو آیا ہے داخل لشکر ہوا … اسکا نام سنکر منصور … ہاں خداوند اب حمزہ بیشک
مارا جائیگا یہ بادشاہ … زبردست … سوسن کی زنجیر … کمر … اسکا جواب دینے والا
کوئی نہیں لقا یہ کلمات سنکر بہت خوش ہوا … اسکو طلب کیا … سلام کو گوشہ … دے اسنے تو یہ کہا
سکین بختیارک … گویا بادشاہ … خوان ہو گیا مسندوں … لکھو کہ اسکی
فضا … لقا نے یہ سنکر … شیطان … استقبال … سب کو کہ شیطانی
کو گئے راہ میں اس … لشکر اسکے ساتھ … بیس ہزار … پھر اسکو تعظیم … بارگاہ میں لائے چالاک نبی
اسکو دیکھا کہ ایک کوہ قامت انسان دیو صورت ہے واقعی بڑا زبردست ہے کہ

نظم

سیہ رو بدگہر ظالم ستمگار | خدا نا ترس بد طینت دل آزار
بدن پر سر بشکل کوہ پیدا | زبان تیز و مگر بیہودہ گو یا
بیان خوک دندان بد اسلوب | کبھی منہ سے نہ کہتا وہ سخن خوب
ہر بن مو سر سے پا تک مثل شمشیر | بدن کے رونگٹے جیسے سر تیر

حال پر رحم آگیا جلاد سے کہا ٹھہر جاؤ توقف پذیر ہوا اسنے پکار کر کہا کہ اے گلگون عیاری بڑی مشکل ہی یہ فن ہر ایک کو نہین آتا دیکھ یہ
تیرا شاگرد نیرنگ جسکو تو قتل کرواتا ہی ملکہ بہار کو کون قتل کر سکتا ہی منم چالاک بن عمرو یہ کہکر بادشاہ نیرنگ سے سوزن نکال لیا
اور کمند جس سے وہ بندھا تھا خنجر سے کاٹ دی اہل بارگاہ آفرین خوان ہوے کہ کیا جوانمرد ہی لاکھون مین ایک ہی کہ طرف مین اور
دشمن پر احسان کرتے ہین سب تو تعریف کر رہے تھے لیکن گلگون دمین جل رہا تھا کہ اسنے مجھکو بہت ذلیل کیا ہی آخر اسکو تاب
نہ ہی تعریف کرتا اٹھا کہ وہی آپکا مثل نہین ہین تو آپکا غلام ہوا یہ کہکر پاؤن پر گرا چالاک نے چاہا سر اسکا اٹھا کر سینے سے
لگائے اسنے دونون پاؤن پکڑ کر جھٹکا مارا کہ چالاک گرا گرتے گرتے خنجر اسنے بھی کھینچا اور سپر وار کیا گلگون نے پاؤن
چھوڑ دیے اور شاگردونکو پکارا کہ لینا جانے نپاے نیرنگ جسکو اسنے کھولدیا وہ برابر کھڑا تھا جب تک چالاک
سنبھلے سنبھلے اسنے کمند ماری چالاک نے خنجر سے حلقہ کاٹا اور لوٹ مار کر بارگاہ کیطرف چلا اسوقت ہزارہا کمندین
لگی اور طناب لے بارگاہ مین الجھا مگر جو قریب آگیا اسنے بھی پاؤن اسکے اڑا دیے اسوقت نیرنگ اسکے پہلو پر آگیا کمند
مارا چاہتا تھا کہ اسنے اسکا پاؤن پکڑ کر کھینچ لیا جب وہ گرا ایک طمانچہ اسکے مارا گر وہ لوٹ مار کر الگ ہوا اور اٹھا اسنے
کہا کہ عیاران لشکر اسلام بیشک بے مثل نہین رکھتے اور سوا اسکے یہ تیرا جان بخش ہی استاد تیرا قتل ہی کرچکا تھا اسنے
جان بچائی اسکی اطاعت کرنا لازم ہی بہت مجھے لازم ہی اسکے ساتھ مرنا کہ جان بخشی وہ محسن ہی میرا دل سے یہ تجویز کرکے خنجر
کھینچکر گلگون پر جا پڑا اور پکارا کہ ای چالاک مین تیرا غلام ہون میری خطا معاف کرنا یہ کہکر لڑنے لگا چالاک نے سہارا جو ملا
اٹھکر کھڑا ہوا لیکن ہزارہا عیار باہر سے دوڑ آیا تھا سردار بھی لڑنے لگے تھے یہ دونون گھرے ہوے تھے ہزارون کمندین
پڑ گئی تھین آخر دنگون اور کرسیون مین الجھکر گرے اور ازدحام بلوہ لوگ لوٹ پڑے دونونکو پکڑ لیا انھون نے بھی بہت
کو قتل و زخمی کیا بختیارک نے کہا اب انکو مار ہی ڈالو جلاد تو حاضر ہی قتل ہو رہے تھے استے حکم دیا کہ جلد سر انکے اڑا دین
وہ تیغ کھینچکر چلے نیرنگ نے کہا آپ میرے کلمہ پڑھنے کے گواہ رہیے گا چالاک بیتاب ہو کر رونے لگا کہ ای دافع ہر رنج

و بلا مین بیکسان اسوقت بد مین تیرا ہی آسرا ہی کہ **ابیات**

| | |
|---|---|
| دعا کو ہاتھ اٹھے درگاہ حق مین | پکارا دیر تک جوش قلق مین |
| کہ اے خالق نہین کوئی ہمارا | فقط ہے ذات کا تیری سہارا |

جلاد تلوار لگایا چاہتے تھے کہ دعا کی مستجاب ہوئی یعنی ملکہ بہار جو پردے ہو ٹھہری تھی تماشا دیکھ رہی تھی اسنے سحر کیا
کہ ہاتھ جلادونکے بلند ہو کر تیغے گرے چونکہ بختیارک نے دیکھکر کہ خداوند جیسے سمجھے کہ آفت آئی معلوم ہوتا ہی
کہ وہ ساحرہ جسنے نیچے ہاتھ پھرا آگئی یہ کہہ رہا تھا کہ ایک پرچھائین پیدا ہوئی اور اسنے ایک ڈھول سر پر لگائی رفیدہ
اچکا گرا اسنے رفیدہ بھی نہ اٹھایا اور دونو کو قدم پر چالاک نے کہا کہ مرشد زادے یہ چپ ڈھول دھپا شروع ہو گیا ہے
اب جوتی کا سنی ہوا چاہتی ہی یہ تو سنت پذیر تھا کہ چھینکر منہ ری اور دونون عیارونکو اٹھا لیگئی بجلی گرتے ہی سب عیار باہر
بارگاہ کے بھاگ گئے اور لقا بھی تخت کے نیچے جا کر چھپا جو بیٹھے تھے وہ حیرت سے پا بگل تھے کہ یہ کیا ماجرا ہی نا امیدی بھی
حیران تھا کہ یہ کیسا خداوندی ہی جو جان چھپاتا ہی اسی ہنگامہ مین یک آواز آئی کہ اے زن محرابی مرتدی اگر امیر کی

غم ہجر یار گھیرے تھی چنانچہ اُسکے آتے ہی چار طرف سے گھیر لیا بہار نے جب محاصرہ کرتے فوج کو دیکھا سنبھلکر کھڑی ہوئی اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ابر سیاہ نظاہر ہو کر سات لشکر پر اُسکے محیط ہوا کار پرداز سلطنت جو خیلم کے ساتھ تھے انھون نے عرض کیا کہ اے شاہ یہ ساحرہ بہن ملکہ حیرت کی ہے اور بے نظیر جادوگرنی ہے یہ سحر جو اسنے کیا ہے اس سے بہار پیدا ہوگی سارا لشکر دیوانہ ہو جائیگا پس لازم ہے کہ آشتی اس سے پیش آیئے اور کرسی تقیجیے یہ رائے اُسکو پسند آئی اور اپنے اژدر سے اُترکر قریب ملکہ جاکر سلام کیا اور کہا مین تو آپ سے ملنے آیا تھا آپ ناحق آمادہ فساد ہین ملکہ نے کہا مین بھی یہی چاہتی ہون کہ کوئی شخص شہنشاہ سے خطا میری معاف کرائے اسنے کہا آپ میرے غریب خانہ مین قدم رنجہ فرمایئے مین آپکو خدمت بادشاہ مین لیچلونگا بہار نے دل مین سوچی کہ سحر سے تو یہ سب مغلوب ہو جائینگے مگر زر دے جلوہ کے اگر یکایک مکر سے پٹ جائین تو گرفتار کر لینگے پس یہ بچھ سے مکر کرتا ہے تو اس سے مکر کرو اور اسکے ساتھ جا رات کو یہان سے نکل چلنے یہ سوچکر کہا اچھا لشکر اپنا شہزادے تو مین تمہارے ساتھ چلون اس نے لشکر رخصت کر دیا اور ملکہ کو تخت پر بٹھا کر قلعہ مین لایا قلعہ نہایت آبادراستے صنعت سے مکانات عمدہ مسکن سامری پرستان جا بجا سنے بنے تصویر پری لقا اور پرند و سوختاؤن کی بھین خلقت انکی پرستش کرتی دکانین کھلین گرم بازاری ہر طرح کی ہوئی مختصر یہ کہ ملکہ سیر دیکھتی داخل ایوان شاہی ہوئی یہان تخت شاہی گسترده تھا فرش سے وہ جگہ پیراستہ اراکین دولت حاضر تھے ملکہ کو لاکر اُس نے تخت شاہی پر بٹھایا ساقیان سیمین ساق حاضر ہوے نازنینان ماہتمثال طوالفان صاحب حسن و جمال آکر گانے ناچنے لگین خیلم نے جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا ملکہ نے فرمایا کہ کسل سا ہو رہی ہون شراب پیونگی اسنے عرض کیا کہ حضور میرے باغ مین چلکر آرام کرین یہ کہکر اُسی ایوان کی پشت پر دروازہ لگا تھا اُسکو وا کرکے ملکہ کو لایا یہان باغ پر فضا گل و بار سے لدا بہار افزا بنا تھا کہ ہر گل پر جسکے بلبلون نے بہار جہان کو صدقے کیا تھا بیچ باغ مین ایک بارہ دری تعمیر تھی دلچسپ بے نظیر تھی دنیا کے تکلفات اسمین مہیا پردے زر بفتی پڑے چھپر کھٹ مرصع کار بچھے

**نظم**

بچھے تھے ہر طرف قالین خوش رنگ ۔ پلنگ ایسے کہ جی ہو دیکھکر دنگ
مسہری پر اودیچے خوب براق ۔ لبالب ساغر و مینا سے ہر طاق

ملکہ آکر پلنگ پر لیٹی اور خیال صحبت بادشاہ جو آیا دل بے اختیار بھر آیا ساغر چشم پر آب شک حسرت سے مملو ہوگئے دینے شاکی ہوئی کہ اے خاطر ناشاد یہ کس بلا مین تو نے پھنسایا بجلی جنگی کو روگ لگایا

**نظم**

کہاں تک تھر جیتابی اُٹھاؤن ۔ شکایت تا زبان کیوں نہ لاؤن
کہ آخر آدمی ہون ضبط دشوار ۔ عذاب بخت ہے ہر دم مددگار
نہ مونس ہے نہ کوئی مہربان ہے ۔ فقط ہمراہ لطف آسمان ہے

یہ تو اس غم مین لیٹی مگر خیلم اسکی صلاحیت پر سوچا کہ بیشک یہ اپنے قصور پر نادم ہوئی ہے اور اطاعت شاہ جادوان کرگی پس اسکے ملنے سے شاہ طلسم مجھسے بہت خوش ہوگا کہ تو باعث ملاپ کا ہوا ہے یہ سوچکر اسی باغ مین ایک گنبد ہے اور اسمین ایک پتلا رکھا ہے وہ پتلا مانی الضمیر ہر ایک کا بتلاتا ہے اسنے جاکر اُس پتلے سے پوچھا کہ یہ ساحرہ جو آئی ہے کیا ارادہ رکھتی ہے پتلے نے کہا اسمین اسکے فتور ہے اور وہ کبھی اطاعت بادشاہ طلسم نکریگی اسنے کہا اگر مین اسکو بہانہ لاتا تو بڑا کشت و خون ہوتا یہ

ابھی آپ کہتا کہ میں مدہوش سے وصیت کرجاؤنگا کہ میرا مال لشکر امیر میں بھیجدینا وہاں میرے عیال و اطفال ہیں انکے کام آئیگا
یہ کہتا جاتا اور کسوت سے علاوہ جواہر کے اور ہر قسم کی چیزیں یعنی لباس مردانہ زنانہ زیور وغیرہ نکالتا اور روتا ان چاروں چوروں نے
یہ سب کیفیت دیکھی باہم مشورہ کیا کہ اس عیار کے پاس بڑا مال ہے مگر تو بوجہ چالاکی بغیر قتل کئے ہوئے اسکا ممکن نہیں پس سب مال
اس سے لیلو تمام عمر نوکری کی احتیاج نہ رہیگی یہ سوچکر خیال کیا کہ بجز اسکے کہ لشکر سے علیحدہ گروہ میں لیچلو کہ کوئی اس راز سے آگاہ
نہو پس یہی کیا کہ قفس اٹھا کر دشت سنسان میں آئے اور پہر ڈھلکر ہونیکا قفس کا قفل کھلگیا برق کو باہر نکالکر چاہا کہ بے حس
و حرکت کرکے کسوت عیاری چھین لیں برق نے کہا میں تمہارا ارادہ پہچان گیا ہوں میرا مال تم نے تجویز کیا ہے
مگر تم زبردستی نہ لے سکو گے ہم لوگ عیار ہیں اسلحہ نہیں رکھتے جو ہر ایک گرفتار کرکے چھین لے صدہا مرتبہ قید ہوئے
ہیں اور چھوٹے ہیں مگر مال ہمارا نہیں جاسکتا انھوں نے کہا پھر کہاں چھپا دیتا ہے اسنے جواب دیا کہ تمہیں کیوں بتائیں اچھا
تمہیں مال لینا ہے تو لیلو مگر مجھکو بے حس و حرکت نکرو ورنہ میں جب سامنے مالک کے جاؤنگا فریاد کرونگا ساحر یہ کلام
سنکر ڈرے کہ اگر یہ وہاں دعوی کریگا ہم سے بازپرس ہوگی خائن اور دزد مشہور ہونگے نہیں معلوم کیا حال ہو پس اسکو
راضی کرکے لینا چاہیے یہ تجویز کرکے منت پذیر ہوئے کہ بھائی آخر تمہارا مال جاتا ہے ہمیں بھی کچھ حصہ دے جاؤگے جلادے لیگا
اس سے ہمیں کو دیدو برق نے کہا ایک شرط یہ ہے کہ جو کچھ ہو اسکے پانچ حصہ کرو چار حصے تم چاروں لو اور ایک حصہ میری
اولاد کو بھیجدو انھوں نے کہا ہمیں منظور ہے اسنے کسوت انکے سامنے رکھدی کہ لو جو چاہو انھوں نے ڈالی اسمیں سے کھانے اور مٹھائی
اور لباس وغیرہ نکلنے لگا۔ غرض ہر قسم کے رنگ طرح طرح کے نکلے غرضکہ بعد ان چیزوں کے تھیلیاں سب اشرفیوں کی اور درج
جواہر کے نکلے موتیوں کے ہار تاج مرصع تمغا کلاہ ۔۔ سب نکالکر علیحدہ رکھے برق نے کہا تم نے اتنا مال پایا لیکن ایک
چیز ایسی عمدہ ہے کہ وہ ہفت اقلیم کی اپنی بہ کے آگے سستی جاتی ہے اسکو تم نے نہ پایا سب نے التجا کی کہ اپنی مہربانی سے وہ بھی
عنایت فرمائیے برق دل میں کہتا ہے کہ کیا اپنے باپ کا مال انھوں نے سمجھا ہے کہ سب مانگتے ہیں غرضکہ اسنے کہا خیر وہ
بھی تمہیں دونگا لیکن کل سے بھوکا ہوں یہ میوہ مٹھائی جو نکلی ہے مجھے دو کہ کھاؤں اور جام شراب پیوں تا حواس میرے
بجا ہوں انھوں نے کہا کیا مضائقہ ہے لیلو اسنے کہا پھر تم بھی کھاؤ اور شراب پیو تو میں بھی کھاؤں انھوں نے کہا ایسا
نہو کہ اسمیں کچھ دغا ہو اسنے جواب دیا کہ جب پہلے میں کھاؤں تو کیا اندیشہ ہے بات بیہوشی ان سب چیزوں میں ملی ہوئی تھی اسکے
برق کی یہ تدبیر دیکھ کر اسی کسوت سے ایک شیشی نکالی اسمیں ایک دوا تھی ۔ غرض سرخ بسان خون تھی کہا کوئی کیسی ہی
بیہوشی کھائے ہو اگر اس شیشے کو سونگھے بیہوشی جاتی رہے اور تاثیر نکرے پس مٹھائی کھاؤ اور یہ سونگھ لو یہ کہکر آپ بھی مال
اسی کسوت کا جاتا تھا جس بوتل میں کہ شراب سادی تھی اسمیں سے ایک جام بھر کر آپ پیا اور ایک ایک جام انکو
دیا کہ پیو انھوں نے جب اسکو پہلے پیا لیا پھر کیا مل تھا آپ بھی پیا اُنسے کہا یہ شیشی سونگھ لو نہیں بیہوش ہو جاؤگے
انھوں نے جلد وہ شیشی سونگھی سونگھتے ہی نشہ بیہوشی ہوا بس میں لڑنے لگے کہ ہم ہوتے ہم لینگے ایک نے کہا اس لعل کے لیے
اس شخص کا باپ کہہ مرا ہے کہ بحق یہ لعل جہان ملے نہ چھوڑنا دوسرے نے کہا یہ سب مال اس شخص کے دادا کا ہے یہ
عیار لایا ہے نہ تو اس رنگ میں تھے اور برق نے کسوت کا اسباب سمیٹ کر باندھا اس عرصہ میں وہ بیہوش ہوگئے

اسنے چار ونکے سر کاٹ ڈالے بیرون نے غل مچایا ہنگامہ ہوا مگر وہ مقام لشکر سے دور تھا کوئی خبر نہوا کہ یہ کیا ماجرا گذرا غرضکہ
بعد غل و شور کے صدا آئی کہ مارا قائم و مقیم و منتظم و انتظام جادوگر برق نے چار ونکے لباس پہنے اور مقیم ان تینونکا افسر
تھا اسکی ایسی شکل بنائی اور حال تو سن چکے تھا کہ مدہوش قلعہ نیلم کوہ مین شاہ نیلم کے یہان گیا ہی بس اسیطرف چلا جب قریب
قلعہ پہونچا دیکھا قلعہ کے اطراف مین جو پہاڑ ہین اُنپر روشنی ہو رہی ہی آواز گانیکی آتی ہی کچھ لوگ پہاڑ پر آمد و رفت رکھتے
ہین اسنے انسے پوچھا کہ ہمارے مالک مدہوش کہان ہین معلوم ہوا کہ اسی پہاڑ پر جلوہ گستر ہین یہ بھی پہاڑ پر آیا وہ ہی
حال اوپر مذکور ہوا اسنے بھی دیکھا دلسے کہا ہمین قید کرکے یہ مسخرا اب جلسہ مین بیٹھا ہی خیر کیا مضائقہ ہی اب تک اسکا
بھاگ گیا ہی یہ سوچتا ہوا قریب چشمہ شیرین چبوترہ پر زیب مسند زرنگار نیلم و مدہوش تھے کہ یہ سامنے آیا وہان شراب
ناچ وغیرہ کے جلسہ مین سب مدہوش تھے مدہوش نے پہلے تو سحر بھی دیکھ لیا تھا کہ برق نے سامنے جاکر ڈال اپنا
آپ کہدیا تھا لیکن اس عشرت مین وہ سحر کہان اور سب سے اطمینان بھی ہی کہ بہار اور عیار کو مین گرفتار کرچکا ہون
اسکیا کھٹکا ہی چنانچہ اسکو دیکھکر پوچھا کہ اے مقیم تم کیونکر آئے اسنے کہا عرض کرون بڑے تعجب کی بات ہی حضور
سنینگے تو دروغ سمجھینگے مگر بغیر عرض کیے یارا نہین اسنے بعد تعجب پوچھا کہ کیون بیان تو کرو کیا ہوا اسنے
جھک کر کانمین کہا کہ ہم سب بیٹھے تھے یکایک ایسی ٹھنڈی ہوا چلی کہ ہماری آنکھ بند ہوگئی بعد لمحہ کے کسی نے شانہ
پکڑ کر جھنکایا جب ہم جاگے تو دیکھا ایک شخص جسکا سونیکا بدن ہی ہمارے پاس کھڑا ہی اور کہتا ہی مین پتلا افراسیاب
کا ہون بحکم شہنشاہ برق کو دریاے نور پہ لیے جاتا ہون یہ کاغذ تو لیجاکر مدہوش کو دے اور ہے ہم چلے یہ کہکر پتلا
برق کو لیکر اڑ گیا یہ کاغذ حاضر ہی جو دے گیا ہی مدہوش نے سب حال سنکر کہا آہین تعجب کی بات کیا ہی دریاے
نور پہ پتلہ ہاے طلائی و نقرئی شہنشاہ کے ہزارون ہین کیا عجب ہی جو کتاب سامری سے حال دریافت کرکے قید عیار
کی شہنشاہ نے منگوالی ہو چلو اچھا ہوا جو منگوا لیا یہ کہکر کاغذ کو دیکھا وہ نامہ شاہنشاہ طلسم کا تھا مہر اسکی پیشانی پر بادشاہ
کی تھی اور خاص قلم سے بادشاہ کے لکھا تھا مضمون یہ تھا کہ اے مدہوش و نیلم ہم تم سے بہت راضی ہوے پتلے سے
عیار کو ہمنے منگالیا ہی تم کچھ وسواس نہ کرنا اور کوہ نیلم کے آگے جو جنگل ہی وہان ملکہ بہار کو لیکر تم مع نیلم کے آنا وہان ایک تخت
پیدا ہوگا اسپر ملکہ کو بٹھا دینا ہم اپنے پاس اسکو بلالینگے کیونکہ وہ ہماری معشوقہ ہی جب سے وہ قید ہوئی ہی دل ہمارا بیقرار
رہتا ہی اور خداوند پاس اسکو نہ بھیجینگے ایسا نہو وہان وہ قتل ہوجائے خبردار نامہ دیکھکر تامل نہ کرنا دشت مذکور
مین جلد آنا در صورت تامل معتوب درگاہ سلطانی ہوگے اسیواسطے نامہ ہمنے اپنے ہاتھ سے لکھا ہی کہ تمکو کچھ شک نہ واقع
ہو جب بہار ہمارے پاس آئیگی اور تم تعمیل حکم اچھی طرح کروگے تو چار ملک آباد اندرون طلسم تمھین عنایت ہونگے
یہ مضمون پڑھکر بہت خوشی ہوئی اور نیلم سے کہا بھائی اسی جنگل مین بہار کو لیچلو تامل زیبا نہین نیلم جلد اٹھکر زندان
مین گیا اور ملکہ کو خود لیکر آیا اس سے کہا بھائی آؤ مین ملکہ کو لایا یہ بھی اٹھا حاضرون سے کہا ہم آتے ہین یا جلسہ برطرف
ہو سردار و مصاحب بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے صرف مقیم ساتھ ہو لیا یہ تینون ملکہ بہار کو لیے پہاڑ سے اترکر صحرا مین آئے
اور ایک مقام پر ٹھہر کر پکارنے کہ اے شاہ جادوان ہم موجب حکم قید بہار کو لیکر حاضر ہین یہ پکار کر ٹھہرے تھے کہ

مقیم نے کہا سامنے سے روشنی پیدا ہو کر ادھر آتی ہے اب آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائیے اور شہنشاہ کو پکاریے معلوم ہوتا ہے کہ خود آتے ہیں یہ دونوں زمین پر بیٹھ گئے اور یا شہنشاہ آئیے یا شہنشاہ آئیے کہتے لگے آنکھیں بند کر لیں برق نے دونوں کے منھ پر ہاتھ پھیر اک لب سخرہ ہمکو بھی پہچانتا ہے کہ ہم کون ہیں انھوں نے گھبرا کر آنکھ کھولی اسنے حلقے کمند کے انکی گردن میں پھنسا دیے وہ گھبرا کر جبتک سنبھلیں سنبھلیں ہاتھ بیہوشی کا جو اُنکے منھ پر پھیر چکا تھا چھینکیں مار مار کے بیہوش ہو گئے برق نے دونوں کے سر کاٹ لیے شور و غل برپا ہوا آندھی پانی کا بڑی دیر تک ہنگامہ رہا ملکہ بہار قید سے چھوٹ گئی برق کو دیکھ کر گلے سے ملی کہا بھائی بہت دن ہم تم جدا رہے اب کہیں ساحرہ سے بچ آکہو مہتر قران کہاں ہیں اسنے کہا ہم وہ الگ الگ چلے تھے کہ عیار و نکا دستور یہی ہے پس وہ بھی آجائینگے آؤ ہم تم اپنے لشکر میں چلیں ملکہ نے کہا ایک لحظہ بھر توقف کرو کہ میں لشکر مدہوش قلعہ نیلم پر باد کر دوں برق خاموش ہو رہا اور اس سفاکہ نے پرواز پیدا کر کے پرے ہوا اما میں لشکر جا کر قرار لیا اہل لشکر مصروف آرام تھا کہ یکا یک ایک صدمے سے ہیبت پیدا ہوئی کہ دل تمام اہل لشکر کے دہل گئے اور گھبرا کر اپنے اپنے خیموں سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک چاند علاوہ اس ماہ کے جو فلک پر تابندہ ہے نکلا ہوا ہے اور نور اس ماہ سحر کا تمام صحرا کو ساطع الانوار کیے ہے اور اس چار طرف گری ہے اور نئی نئی طرح کے پھول اس چاندنی میں کھلے ہیں کہ اپنے روبرو عارض تابندہ گلعذاران دہر کو شرماتے ہیں خوشبو سے دماغ جان بساتے ہیں یہ دیکھ کر سب اہل لشکر دیوانہ وار ایک طرف کو بڑھے جدھر بڑھے اس طرف سے ایک گروہ پریزادان پیدا ہوا کہ جنکی خوبی حسن کے روبرو ماہ شب چاردہ شرمندہ تھا اور کوچہ سنبلستان گیسو انکا رشک شب یلدا تھا واقعی مہر و ماہ فلک بیرنگ نقشہ کہاں سے لاتے جو انکی ہمسری کرتے کیا سخن لیکر سامنے آتے فرد چشم و گوش پیر ابرو و بینی مہ میں کہاں مدنہ آسمان کو نقشہ ترا اتار آیا ہر ایک گُسن آفت کے دو غارتگر متاع صبر و شکیب حسن میں نادر کیا فرشتہ فریب بیمثال یگانہ دہر انکا جمال کرابیات

| | |
|---|---|
| وہ آنکھیں اُن کی تھیں خونریز عالم | وہ ابرو دونوں تھے شمشیر باہم |
| وہ عارض مہر و مہ تھے جسکے بے نور | وہ بینی حسن میں تھی جلوۂ طور |
| وہ لب جنبش تھی جن کی مرگ عام | قیامت کا بھی ہو سامان برہم |

پس ان سمن بروں نے قریب لشکر پہونچکر آئینہ محرم سے نکالے اور اُنکے ہاتھ میں دیدیے ہر ایک نے اپنی اپنی صورت دیکھ مین معائنہ کی دیکھتے ہی ایک چیخ ماری اور ہائے ملکہ بہار وا ملکہ بہار زبان پر جاری کیا جس کسی نے کہ وہ آئینے دیکھے تھے انوں نے ان لوگوں سے کہ جو دیکھ چکے تھے چھین چھین کے دیکھنا شروع کیے اور نعرہ ہائے عشق ملکہ کا ہم رنا آغاز کیے ان قمر سیمایان غیرت بخش شمس و قمر نے کہا کہ تم نے اس آئینہ میں کیا دیکھا سب نے کہا کہ ہم نے دیکھا ملکہ بہار قلعہ نیلم میں مقید ہے اور لشکریان شاہ نیلم آمادہ قتل ہیں ملکہ مذکور ہمکو پکارتی ہیں کہ اے عاشقو ہمارے آؤ ہمکو چھوڑاؤ ان نازنینوں نے کہا پھر تم کیوں نہیں جاتے یہ بولے کہ ہم ابھی جا کر قلعہ نیلم خاک میں ملائے دیتے ہیں یہ کہکر سب کے سب مسلح و مکمل ہو کر سواریوں پر سحر کی سوار ہو کر جانب قلعہ مذکور چلے وہاں پہاڑ جلسہ جمع تھا ہر ایک شغل نیلم و

مدہوش کر رہا ہے کہ یکایک ناقوس پھنکنے نفیر سحر بجنے سنائی دی اور ساحر پہاڑ پر لینا الینا کہکر چڑھ آئے جو لوگ یہان موجود تھے وہ سب افسر اور زبردست تھے گھبرا کر جو اُٹھے آفت مین گھر گئے ناریل نارنج اُنپر پڑنے لگے جو پہلے حملہ مین غافل تھے وہ تو مارے گئے باقیماندہ لڑنے لگے ارغلغل تھے بیکانو نکے پڑنے لگے ہنگامہ دار و گیر بپا ہوا دہ جلسہ عشرت سب برہم ہوا نفیر و نکا مزاج نا ساز طبلو نکی بند آواز صدا ے طبل جنگی کا شور دف و جلاجل کا بجنا زور زور ابر کا اٹھنا رعد کا گرجنا بیرونکا غل کرنا ساحرون کا بنگلو نمین آگ لگا دینا چمنستان کا ویرانہ ہونا جلنا العیاذ باللہ ایک قیامت برپا تھی وہ ساحر جو شریک جلسہ تھے تھوڑے سے مارے گئے باقی بھاگ کر قلعہ مین گئے انھون نے تعاقب انکا نہ چھوڑا یہ بھی قلعہ مین آئے فوج قلعہ مین بھی تیار ہو کر لڑنے لگی پھر تو یہ حال ہوا کہ تلوار سحر کی بجلی بنکر گرنے لگی خرمن ہستی جلنے لگے کسی نے مکانات شہر مین آگ لگائی کسی نے آتش برسائی کسی نے کسیکو شجر بنایا کسی نے اژدہا بنکر کسی کو کھایا رعایا شہر کی بھاگی گھرونمین صداے الامان پیدا ہوئی لاشون سے گلی کوچے پٹ گئے خون کے پرنالے بہے گھمسان کی تلوار چلی سحر سازی خوب ہی

**نظم**

زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو
بشکل مردہ پھیلی ہر طرف بو

گھرے شعلون مین تن سب عضو بھڑکے
زمین مین رہگئے کچھ لوگ گڑکے

سمٹ کر ابر ہی ہر طرف آگ
صدا پیدا ہوئی نے بھاگ لے بھاگ

اس ہنگامہ مین اک دیو بلا زاد
ہوا پیدا نہ جان ہو جس سے آزاد

جبین سے تا بہ سینہ ایک تشقا
دہن سے تا بہ پا شعلے ہویدا

لپک اُن کی فراز آسمان پر
جلاؤن گا جلاؤن گا زبان پر

کئی سو من کا پتھر ہاتھ مین تھا
گھما کر اُسکو بس اُسنے جو پھینکا

ہزارون ہوگئے دم بھر مین فی النار
اسی ہنگامہ مین سب تھے گرفتار

لشکر مدہوش زیادہ تھا ہر چند کہ ہزارون اس لشکر کے بھی مرے مگر اہل قلعہ اُنکے ہاتھ سے بھاگ نکلے اور اس ہنگامہ مین وہ رات بھی شمشیر مہر کی آمد و رفت سے کٹ گئی ساحر سحر سپیدہ صبح پہلے ظاہر ہوا کہ

**نظم**

کہ رستے مین ہوا سرد آئی
فراغت قید سے اس شب نے پائی

نظر آئی جبین صبح روشن
ہوئی شب چند دم مین گرم توسن

صبح ہوتے ہی ملکہ بہار نے سحر اپنا سب پر سے اتار لیا وہ چاند جو نکلا تھا غائب ہو گیا گل و شجر نابود ہو گئے بیابان آئینہ دار پنہان ہو گئین لشکریان مدہوش آپ مین آگئے اور ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہم کیون لڑے مین اور اہل قلعہ ہمارے طرفدار ہین اُنسے کیون محاربہ مین انھین جو عاقل تھے انھون نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ افسر ہمارا اور مالک اس قلعہ کا مارا گیا اور ہم سحر مین بہار کے مسحور تھے یہ اسی سے ہم کو لڑوا دیا مگر تعجب یہ ہے کہ سحر اسکا ہمسے کیونکر اترا کیونکہ ایکبار شہر نا پرساں پر ساحر اُسکے سحر مین مبتلا ہو کر گئے تھے شہنشاہ نے اُنکو مار ڈالا اگر سحر اُنپر سے دفع نہو سکا

غرضکہ سب نادم و خجل بھاگ کر جانب افراسیاب چلے اہل قلعہ بھی بھاگ گئے تھے خلاصہ یہ کہ وہ تمام لشکر و ملک برباد ہوگیا جب یہ لشکری جانب طلسم چلے ملکہ بہار نے تخت سحر پر ہمتر برق کو سوار کرکے آپ بھی انھیں جنگلوں کے پیچھے چلنا اختیار کیا یہ اسطرح رہگرا ئے منزل مقصد میں اسطرف قران بھی اسطرح روانہ ہے کہ چند ساحر جا بنوا ئے شہر نا پرسان کے اسکو ملے ہیں انھیں میں صورت ساحر کی بنکر ملگیا ہے اور باتیں کرتا باہم مثل یاران ہم نوالہ و ہم پیالہ کے انکا شریک ہوکر چلا جاتا ہے اب کیفیت بادشاہ طلسم سنیے کہ جب مہوش کو بھیج چکا بجواب نامہ خداوند عرضی بھیجی کہ ہمیں لکھا تھا کہ واقعی سد بھیجنے میں عرصہ مجھکو ہوا خداوند براہ خداوندی معاف فرمائیں اب میں نے ایک ساحرہ مہوش نام کو بجمعیت کثیر خدمت عالی میں بھیجا ہے حاضر ہوکر بجا آوری احکام معلی میں قصور نکریگی بعد بھیجنے اس عرضی کے آپ تخت پر سوار ہوکر جانب باغ جمشید چلا یہ باغ سراسر عجائبات سے بھرا ہے جو گل بوٹہ ہے جادو کا نقشہ ہے زمین وہاں صفا میں رخسار یار سے بہتر شجر قامت سبزرنگان دہر سے زیادہ خوشتر ہر غنچہ گل لبان دہن تنگ جانان نزاکت میں رشک نازک بدنان ساغر گل لبالب میخانۂ بہار میں راستہ شراب تراوت سے لبریز فرحت بخش خاطر سرور انگیز کوئی گل مثل معشوق خندہ زن کوئی کلی اسطرح مسکرائی کہ جیسے معشوق کو ہنسی آئی عمارتیں ایسی طلسمی بنی تصویریں جادو کی کارگر تھیں رات کو مہتاب میں گرمی مثل سورج ہوتی دن کو آفتاب سے سردی پیدا تھی چشمہ اور نہریں خون سے لبریز لیکن لطافت بیز مچھلیاں نہر دن سے نکلکر ہماں بنجاتیں قہقہے اور نعرے مستانہ لگاتیں انکے چلنے سے باغ کے طائر زمزمہ پیرائی کرتے اور پھول ٹوٹکر زمین پر گرتے ہوا کے جھونکے چلتے شاخوں سے آواز باجونکی آتی ہوا کھا کر زمین پر پھول جو گرتے وہ نوجوان مرد حسین وجمیل بنجاتے اُن پریوں کو جاکر گلے لگاتے وہ انسے ملکر خوش ہوتیں لب نہر جلسہ جمتا یکایک ایک نہنگ نکلکر سبکو نگلتا پانی سے صدائے افسوس آتی بعد لمحہ کے پھر وہی مچھلیاں اور گل ظاہر ہوتے خلاصہ یہ کہ عجب سامان تھے طلسم اور نیرنگ سے وہاں طائر اور انسان تھے کہ نظم

ہزاروں چشمۂ لبریز و شیریں
کہ جسکی دید سے ہو دل کو تسکیں

ہجوم طائران زمزمہ سنج
مزاج عندلیب زار بے رنج

ہوائے سرد و خوش سرو و اشجار
دکھاتے تھے گلوں کے رنگ رخسار

زمیں پر سبزۂ نوخیز ہر سو
سر کاہ خمیدہ مثل ابرو

زمیں ساری وہاں کی صورت سنگ
بشکل لعل کوسوں خوب خوشرنگ

ثمر نخلوں میں مثل شکل انساں
نظر ہو دیکھ کر جسکو پریشاں

مکان اکثر طلسم افزا عجیب خوب
کہ ہو ہر خاطر شائق کو مرغوب

عجائب طائران خوش نوا خوب
سر منقار سے تا پا خوش اسلوب

زباں پر کچھ سخن مانند انساں
کبھی خنداں کبھی حیران و گریاں

غرضکہ اس باغ میں سواری بادشاہ طلسم کی آئی اُسکے ہمراہ باغبان قدرت وزیر اُسکا یہ ہی دونوں جب

داخل باغ ہوئے تمام پھول کھکھلا کر ہنسے اور آوازین دین کہ ای شہنشاہ ہماری تسلیم پہونچے بادشاہ سلامت کا بہت
دنون کے بعد آنا ہوا اسیطرح کی باتین بلبل وگل کی سنتا شاہ اندر بارہ دری کے آیا بارہ دری سے چار سو پتلیان جو نے
اکی حسن مین آفتاب سے بہتر لباس سنہرے زیب بر کیے یہ کہتی ہوئین کہ شہنشاہ آئے شہنشاہ آئے سامنے آئین گردنین بہر تسلیم
جھکائین پہر شاہ کو لیے اندر بارہ دری کے آئین شہ نشین مین تخت جواہر نگین بچھا تھا اس تخت پر بادشاہ جلوہ فرما
ہوا اور اُن پتلیون نے گانا ناچنا آغاز کیا شراب آفتابی کا پیالہ زرین بھر کر شاہ کو دیا بادشاہ نے کہا ملکہ شبنم جادو
کہان ہین پتلیون نے کہا ملکہ بہار کے قبضہ مین جب سے حضور نے انھین کر دیا ہی انھین کے کام کو جایا کرتی ہین چنانچہ
کل سے آئینہ ہائے طلسم لیکر برائے غارت لشکر مدہوش کوہ نیلم پر گئی ہین شاہ کا یہ حال تھا ہی لشکر مدہوش سنکر ہوش
اڑ گئے کف افسوس ملے وزیر نے کہا اے باغبان خود کردہ را علاجے نیست بہار کو ایک زمہنگام مسرت مین یہ
سحر مین نے بتایا تھا اور ملکہ شبنم مالک آئینہ طلسمی کو طلب کر کے اُسکا مطیع بنایا تھا ملکہ شبنم سے قسم لیلی تھی کہ انحراف
حکم بہار سے کبھی نہ کرنا اگر مجھ سے بھی بہار بگڑ کر مقابلہ کرے جب بھی اسکی اطاعت سے باہر نہونا اے باغبان نیست
بہار کے یہ گمان نہ تھا کہ وہ شریک طلسم کشا ہوگی اور ہاتھ گلشن ہستی پر خزان لائیگی لالہ وار دل بہار داغدار بنائیگی
اپنا سمجھکر اُس گلستان خوبی کو تحفہ جات طلسم کا مالک کیا اسنے یہ سبب پہونچایا کہ لشکر مدہوش پر اوس پڑگئی شبنم جا کر چاندنی بنی ہوگی
شبنم پڑی ہوگی آئینہ ہائے سحر دیکر لشکری دیوانہ وار آپسمین لڑے ہونگے ملکہ شبنم سے بھی شکایت نہین کر سکتا کیونکہ اُسے حسب عہد
حکم بہار ماننا ضرور تھا جو کچھ گذر رہا وہ گذر گیا تاجنک بہار کی طبیعت پیار کرتی دل آزردہ نہ اسکو سمجھتا تھا مگر اب بغیر قتل کیے کچھ بن
نہین پڑتا کہ بہت نہین ہی ایکدم راحت میسر ہو تدارک کیا کرے یہ قلب مضطر یہ کہکر پتلیونکو حکم دیا کہ اس باغ مین بھی کتاب
جمشیدی ہی لے آؤ تا کہ حال اُس شوخ دیدہ کا معلوم کرون کہ اب کہان ہی پتلیان حسب ارشاد گئین حجرۂ باغ مین صندوق
رکھا تھا اٹھا لائین صندوق تھا یا اسرار طلسم کا گنجینہ تھا سینہ نہین کسی دانشمند کا سینہ تھا غلاف اطلس نایاب کا جواہر دوز
اسپر چڑھا تھا کٹہرا ایک مطلا و مذہب بنا کہ بہت نہ تھا صندوق اک اعجاز تھا وہ کسی کا سینہ پر راز تھا وہ بادشاہ
نے سحر پڑھا کہ فلک پر ایک شعلہ چمکا اور زمین پر گرا سوا بالشت کا پتلا ایک بنگیا پکارا کہ اے بادشاہ لا نذر ہماری سوا
سو اشرفی بادشاہ نے نذر دی نذر لیکر پتلے نے ابکائی لی ایک کنجی سونیکی منہ سے نکل پڑی شاہ نے کلید لیکر صندوق
کھولا ایک کتاب بہت نایاب بخط طلسمی تحریر نکلی اسمین مطالعہ کیا کہ بہار دیرق اب کہان ہی معلوم ہوا کہ عقب لشکر
شکست خوردہ مدہوش آئی ہین جب لشکر مدہوش کو دیکھے خونریز وہان آکر آتش کدہ دلشتہ نگین حصار پر اپنے لشکر مین چلے جائینگے
یہ حال کتاب سے معلوم کر کے صندوق بند کیا کلید پتلے کو دی وہ ٹھکر چلا گیا صندوق پتلیان لیگئین شاہ نے وزیر سے
کہا کسیکو بہر گرفتاری بہار بھیجنا چاہیے وزیر نے عرض کیا کہ مجھے حکم ہو تو مین جاؤن فرمایا نہین مین ایسے ساحر کو بھیجتا
ہون جو کسی طرح زیر نہو کام تم ہمارا نہ ہے قلعہ آتش زلزلہ مین جاؤ لرزان جادو نمک قلعہ کو میری جانب سے دعا کہنا اور کہنا کبھی ہماری
تسلیم کو بھی نہین آئے اسوقت بدولت باغ جمشیدی مین تشریف فرما ہین کچھ تم سے کام ہی جلد حاضر دربار ہو باغبان
آداب بجا لایا سمت قلعہ مسطور بموجب ارشاد روانہ ہوا اور وہان پہونچکر زود سحر اپنے آنے سے لرزان کو مطلع کیا وہ عجمت

پر بصد عزت جلوہ فرما تھا ایک چیلے نے عرض کیا کہ وزیر شہنشاہ آگئے ہیں اُسنے خبر سنکر کشتیاں بہر نذر ہمراہ لیں اور ڈیڑھ دو ہزار
ساحر لیکر استقبال کیلیئے چلا جب در شہر پناہ پر پہونچا وزیر اعظم تخت سحر پر سوار اسکو ملا اسنے بہزاران گرمجوشی ملاقات کی
اور مستدعی ہوا کہ غریب خانہ میں قدم رنجہ فرمایئے وزیر نے تمام پیام بادشاہ کہکر عذر کیا کہ میں ٹھہر نہیں سکتا اور تمکو بھی توقف
مناسب نہیں اس کیفیت کو سنکر اسکو بھی خیال ہوا کہ نہیں معلوم کیا کار ضروری ہی جو وزیر کو بادشاہ نے لینے کیلیئے بھیجا ہے
سمجھکر شہر میں پھر کے نگیا انھیں سرداروں کو جو ہمراہ تھے ساتھ لیکر معیت وزیر خدمت بادشاہ میں حاضر ہوکر سر انقیاد پایۂ
تخت پر رکھا رسم تعظیم ادا کرکے ٹھہرا تھا کہ شاہ نے خلعت دیا بعد سرفرازی فرمایا کہ تم یہیں سے روانہ ہوکر جانب کوہ تیلم جاؤ
اثنائے راہ میں عقب لشکر مہوش و بہار و برق آتے ہیں دونوں کو مقید کرکے حاضر حضور کرو خبردار وقتہ نو بہار کا سحر تم جانتے
ہو ولیسا ساحر یہ ساتھ لیجانا کہ وہ غالب نہ آسکے اور عیاران کے ساتھ ہیں اُسکی مکاری کا بھی دھیان رہے تو جاؤ سپرد سامری کیا
لرزان مجبر اکرکے انھیں ساحروں کو جو ساتھ تھے ہمراہ لیکر چلا اگر چہ لینے نہ گیا یہ ساحر ایسا سحر کرتا ہی کہ زمین میں سما جاتا ہی اور
مقابلے میں کو جنبش دیتا ہی میدان رزم میں جو نجال آتا ہی پاؤں کسی کے زمین پر قائم نہیں رہتے گر پڑتے ہیں یہ دھواں بنکر
زمین سے نکلتا ہی اور کار حریف تمام کرتا ہی رنگ اُسکے جسم کا دھوئیں کیطرح ہی نہایت ہیبت ناک صورت رکھتا ہی ذکر
اسکے لڑنیکا کسی مقام پر کیا جائیگا غرضکہ یہ تو جانب بہار روانہ ہوا بادشاہ نے بارگاہ سامان راحت وغیرہ اپنے یہانسے
اسکے ساتھ کردیا اب حال اسکی بی بی کا سنیے کہ جب اُسنے سنا وزیر میرے شوہر کو بلا لیگیا ہی اور ایسا ضروری کام تھا کہ گھر
آنا نہوسکا بس منتظر رہی کہ دیکھیے وہ کب آتے ہیں جب عرصہ ہوا یہ عورت بہت عاقلہ و فہیمہ ہی باوہ و ساندشتی اپنی ہمدون
جلیسوں سے گویا ہوئی کہ وزیر اعظم اسطرح سے انھیں لیگئے کہ گھر بھی پھر کر آنے نہ دیا سامری جانے کیا کام تھا میرے دل میں
وسواس آتے ہیں دربار کا مقدمہ ہی کیسی بیٹھکیسی ہی تمشید ابر دکھیں ابھی تک کچھ خبر نہ معلوم ہوئی کہ بادشاہ نے کیوں بلایا تھا
کوئی امور سلطنت انکے سپرد نہ تھا جو اس تاکید سے طلب کیا انیسوں نے کہا حضور اُنکا بول بالا ہی ہمیشہ جانے دیجئے حضور کے
نمک کی قسم رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ آپکے گھر میں لاکھوں چراغ روشن ہیں بس میں سمجھ گئی کہ میاں کو عہدہ جلیل ملیگا
ایک ہمدم نے براہ خوشامد کہا کہ بہن تم نے یہ تو خواب میں دیکھا تھا اسے کہنے سے مجھے بھی یاد آیا میں تو کہنا بھول ہی گئی تھی
صبح ہوتے میں کیا دیکھتی ہوں کہ جیسے ایک بوڑھے سے آدمی ہیں وہ ایک تاج ہاتھ میں لیے ہیں اس تاج میں روشنی ہی کہ
آنکھ نہیں ٹھہرتی ہی بس وہ بڈھے مجھسے کہتے ہیں کہ بلا لا اپنے مالک کو یہ تاج ہم اُسکو دینگے یہ سنکر میں بلانے چلی دوڑی آنکھ کھل
گئی بی بی یہ وہی تعبیر خواب ہے کہ میاں بلائے گئے ہیں آپ دیکھیےگا کہ سارا طلسم اُنکے سپرد ہوگا ایک کنیز بولی کہ ہماری بی بی کو وہم
کا مرض ہمیشہ سے ہو چلا کیا دشمن انکے گئی گذرے کا ہیں جو تم اتنا خفقان کرتی ہو بی بی مرد ذات ہیں کسی کام میں الجھ گئے ہونگے
ایک مصاحب نے کہا کیا معلوم دربار گئے ہیں یا کہیں اور وزیر سے کسی جلسے کا وعدہ ہوگا پہلے سے یہی کہہ رکھا ہوگا کہ تم مجھے
بلا لیجانا مردونکے فقرو نسے۔ سامری بچائے میں سیری دانست ہیں وہ سرکار میں تو نہیں گئے بڑی سرکار گئے ہیں کہ زلزلہ جادو
اس زن عقیلہ کا نام ہی اپنے مصاحبونکا یہ بے تمیزی اور تقریر جو مصاحبوں نے در پردہ رنڈی کے یہاں جانا ظاہر کیا ہی
حیلہ اسکو دربار میں جانیکا اتفاق آیا کہا تم سچ کہتی ہو اُنکے ایسے ہی طور ہیں لیکن آج میں بھی بغیر بھید کھولے باز نہ آؤنگی بس

سو کنیزان گل رو بلبل خو یاسمن بدن اسمین زیب انجمن غیرت چمن ہمراہ لیکر کسی اپنے عزیز کو قلعہ سپرد کرکے لباس نفیس زیب قامت
فرما کر زیور سے آراستہ ہو کے سوار ہوئی اور یہ کہتی جاتی تھی کہ بادشاہ کو میاں گروہ نے ملے تو آج میں ہوں اور وہ ہیں لو صاحب مجھے
یہ فقرے بازی بڑی رنڈی بازی پر کمر باندھی ہے جو ایسا ہی تھا تو مجھ نگوڑی کو کیوں ستیاناس کیا اور وہ کیا کریں جو تقدیر
میں تھا وہ ہوا سنجوگ ہی ایسا بد تھا غرضکہ اسیطرح کی باتیں بناتی باغ جمشیدی میں آئی بادشاہ کو تخت پہ بیٹھے دیکھا اور یہ
مروحہ جنبانی کر رہا تھا پتلا اور پتلیاں طلسمی دست ادب بستہ کھڑی تھیں ناچ ہو رہا تھا اسنے سامنے جاکر تسلیم کر کے نذر دی
شاہ نے مزاج پرسی کی اور کہا تمھارے میاں کو اگر ہم نہ بلاتے تو تمھارے جمال نظر نہ آتے اچھا بیٹھو یہ ایک بنگل پر بیٹھی
اور پوچھا پھر وہ غلام آپ کا کہاں ہے شاہ نے تمام ماجرا بہار کے بھیجنے کا بیان کیا جب اسنے یہ سنا کہ شوہر میرا لڑنے
گیا ہے بیچین ہو گئی اور عرض کیا کہ مجھے اجازت ہو تو مہرخ سے جاکر لڑوں بلکہ دن غلام وہاں لڑے کنیز یہاں جانبازی کرے
شاہ نے سنکر فرمایا کہ تمھیں بے شوہر تاب کہاں یہ اجازت مانگنا گویا ہمسے طلب اجازت شوہر کے پاس جانیکی ہے
اچھا تم بھی شوہر پاس اپنے جاؤ اور لشکر اپنے قلعہ کا ساتھ لیکر اس مجرمہ بہار کو گرفتار کریں مدد کرنا سمجھ بوجھ کر لڑنا نازلہ
یہ حکم سنکر آداب بجا لاکر چلی اور بہت جلد قلعہ میں آکر بارہ ہزار ساحران جلیل القدر اور ساحرہ نامور ہمراہ لیکر بصد کروفر روانہ
ہوئی ادھر شوہر اسکا جب مسافت راہ طے کرکے قریب لشکر مہوش پہونچا افسران لشکر مذکور خستہ و شکستہ حال وابستہ ملال
آپ سے پر گرد کدورت پڑی ہتھیار چھوٹ گئے تھے کمریں کھلی بھوکے پیاسے جنگل پہاڑ طے کرتے آتے تھے کہ اسنے پہونچکر ان سبکو
روکا اور کہا خیمہ استادہ کرو آسودہ ہو میں تمہارا بدلا لونگا سارے لشکر میں جان آگئی سمجھے کہ شاہ طلسم نے پھر اسکو افسر
کر کے بھیجا ہی بس ہر ایک اس اطاعت میں آیا خیمہ استادہ ہوا بارگاہ نصب ہوئی بازار لگ گئے لشکری مرفہ الحال ہوئے
لرزان داخل بارگاہ ہوا اور آرد ماش کے بہتے پتلے بناکر ہر زمین بٹھا کر روانہ کیے کہ بہار و برق کو ڈھونڈھیں چلے
ہر طرف چل گئے مگر بہار و برق قریب اسی لشکر کے ہنستے قہقہے لگاتے چلے آتے تھے بہار کہتی کہ اے برق مجھے کوہ آرام
سے قرطاس دھوکے میں گرفتار کر لیگیا تھا سب ہکا قلعہ و باغ کے پریشان ہونگے دوسرے اس تجربہ سے جسنے مرگھٹ
کا راستہ قرطاس کو بتلایا مجھے سمجھنا ہے کہ میرے بغیر حکم کیوں راستہ دیا بس کوہ آرام کیطرف چلنا چاہیے برائے چندے
تم بھی زحمت اٹھاؤ اتو راہ طلسم کچھ کچھ سمجھ میں آنے لگی ہے کیونکہ حقیقت کوہ سے بہت دور نکل آئے صرف اتنا ہے کہ شاہ جادہ
کے سرحد اور ہر جگہ روکینگے دوسرا راہ تو معلوم ہے برق نے کہا کہ ملکہ مہرخ بہت عرصے سے اکیلی ہیں لشکر میں چلو اسنے کہا
ہمتر قران تو گئے ہیں وہ حال کہہ دینگے ملکہ مذکور کو اطمینان ہو جائیگا دوسرے یہ کہ اتر موصوف بحکم خدا حفاظت لشکر بھی کرلینگے
برق نے کہا اچھا جدھر جی چاہے چلو ملکہ تخت بڑھا کے آگے بڑھی تھی کہ راہ میں لشکر اترے دیکھا راستہ بند پایا کہا یہ
جنگلی کیوں ٹھہرے اور ان کو حشمت و جاہ کہاں سے ممکن ہوا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ہماری تلاش میں آیا یہ کہکر ایک پہاڑ پہ
آکر ٹھہری اور سحر پڑھکر زمین پہ ہاتھ مارا زمین پھٹ اور ایک پتلی چینی کی نکل آئی اس سے پوچھا کہ اس فوج میں کون آیا ہے
اسنے سب حال لرزان کا بیان کیا ملکہ نے سارا ماجرا معلوم کر کے پتلی کو رخصت کیا کہ وہ زمین میں سما گئی اور برق سے
کہا جلدی نکل چلو بڑی لڑائی پڑ جائیگی برق نے کہا اسکو جو آیا ہے دیکھ بھال لینا چاہیے وہاں چلکر بھی لڑنا ہی اور یہاں بھی

جو حکم ہوا وہی ہی ہین سلطان شعلہ جادو ان کو قتل کرنا ہی ملکہ نے کہا فرزان ابھی یقین ہی کہ پیچھے آتے ہین وہ اسکو مار لینگے تم چلے چلو
اسنے کہا اچھا تم اس پہاڑ پر ٹھہرو مین ذرا اسکو دیکھ تو آؤن رضینا بالقضا شاید دم پر چڑھ جائے ملکہ ناچار ہو کر سر کوہ پر ٹھہری
اور برق پہاڑ سے اتر کر ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر تیار ہوا لیکن جیسے کہ ہیونکی صورت ہوتی ہی کہ بال سر کے بہت بڑھے
داڑھی تا بسینہ قشقہ بہت لمبا کھینچے لنگوٹا مونجھ کا باندھے کھاروے کا انگوچھا گلے مین پڑا ہوئے ز بار ظاہر چہرہ بہت پر ہیبت
اس صورت سے ہو کر جانب لشکر چلا اور داخل لشکر ہو کر ہر سمت سیر کنان پھرتا تھا کہ چیلے جو پیر جبر لرزان سے مقرر کیے تھے
انھون نے اسکو شناخت کر کے بخدمت لرزان آ کر عرض کیا کہ اے افسر ہمارے وہ عیار جسکے آپ تلاشی ہین لشکر مین آیا
ہی اور ساحر بنا پھرتا ہی لرزان یہ خبر سنکر کھڑا ہو گیا اور اپنے چیلون سے کہا الگ الگ ہر اسکو گھیر و اسطرح کر اسکو ثابت
ہو ورنہ بھاگ جائیگا چیلے حسب الحکم چار طرف جا کر پراگندہ ہو گئے اور راہ روک کر ٹھہرے اُدھر لرزان در بارگاہ پر آ کر ٹہلنے لگا اس
اثنا مین برق بھی پھرتا ہوا جانب بارگاہ آیا اُسنے ملازمون سے کہا کہ اس ساحر کو بلاؤ انھون نے پکارا کہ بھائی ذرا
اِدھر آنا ہمارے مالک تمھارے مشتاق ہین برق حسب الطلب حاضر ہو کر آداب بجا لایا ملازمون سے بطور ساحران دست بستہ
ہوا لرزان نے پوچھا کہ آپکا نام کیا ہی اور وطن نہ کسجگہ ہی یہان آنیکا سبب کیا ہی اسنے عرض کی کہ آپکا شہرہ جود و نوال
سنکر مین بھی کمال مشتاق ملازمت کیمیا خاصیت تھا خبر تشریف آوری ملازمان جناب سنکر اشتیاق حاضر ہونیکا ہوا مجھکو
صحرا نورد جادو کہتے ہین چاہتا ہون کہ زمرۂ سرداران سرکار والا مین منسلک ہو کر بیابان گوہر مین بھی پروا و ن اسنے
یہ تقریر سنکر زبان بہ تملق وا کی کہ آپنے مجھے سرفراز فرمایا یہ گھر تو آپکا ہی کفش خانہ ہی زہے فخر میرا جو آپ نان خشک یہاں کی
قبول فرمائین اور جو مجھے میسر آئے پہلے آپ کھائین پھر مجھے دین مین سپاہی وست ہون آپ تو میرے دینی برادر ہین غیر
سے مجھے عذر نہین اچھا چلیے بارگاہ مین تشریف رکھیے برق حسب اجازت اُسکی مرخصت پھر کر اندر بارگاہ کے چلا مگر
اُسنے پیچھے سے گردنین ہاتھ دیا اور سحر سے ہاتھ پاؤن بیکار کر دیے پکارا کہ او نالائق مجھ سے بھی مکر کرنے آیا ہی نہین جانتا ہی کہ
شہنشاہ نے تیری ہی گرفتاری کو مجھے بھیجا ہی نہین معلوم دہ گیسو و برمہ پہا کہان گئی تیتی بتا کہ وہ کہان ہی یہ کہتا ہوا اندر بارگاہ
کے آیا اور جس حرکت کو کیے بٹھا دیا عتاب خطاب کرنیلگا جب برق نے کہا اے مسخرے تو بتا کیون جاتا ہی معلوم ہو کہ
ابھی تیری قضا نہین ہی ورنہ تجھکو بھی تو جانتا ہی کہ ہم کون ہین ہم برق عیار ہین قاتل افراسیاب کیا تو نہ بیکار سنت
ہم پھنس گئے اتفاق سے مر تو ہم جاتے نہین خیر پھر سمجھ لینگے اسنے یہ کلمات سنکر کہا کہ تو مجھکو دھمکاتا ہی اور شہنشاہ سے نہین
ڈرتا ارے بادشاہ طلسم کے تیتے ملازم مارے گئے سکین ہان کچھ پروا ابھی نہین طلسم کا تم لوگ کیا بگاڑ سکتے ہو جا ہو عمر پھر لوا ہو
کچھ نہ کر سکو گے اور شاہ کو جب غصہ آ جائیگا شل نعش غلام تم سب کو تا بلا برق نے کہا خشنت کیا بیہودہ بکو وہ لوگ جو خدائی کرتے تیغ مثل خس و
خاشاک سیل فنا مین بہ گئے اور بسان برگ خشک باد اجل کے جھوکے سے ایسے اڑے کہ نشان بھی نہ ملا کثرت لشکر
پر کیا ناز کرتا ہی چیونٹیونکی قطار دفتے بھاد سد بکیا بگڑتا ہی اشکر اونکا ایک ہی نوبر کرتا ہی اور لرزان بادشاہ کا دستیاب جو
نقصان زر و فوج ہوا اُسے عقل ہی نہ آیا یہ کہو کہ کچھ ہوش کا عاقل کو چاہیے کہ ہر امر مین غور کرے نہین نار سے بچے
کہ اطاعت اسلام قبول کرو سعادت دارین حصول کرو یہ باتین جو برق نے کہین کہ بہ زور راستہ دیکھکر جب برق کو بہت برعمہ

گذرا تو بیتابانہ چلی سمجھی کہ اسپر کچھ نہ کچھ آفت آئی سبب سر بارگاہ پر آکر عقرابی لرزان باتو نہیں لگا تھا اُسنے تو کچھ خیال نہ کیا
لیکن ملکہ نے سحر پڑھا کہ دست و پا برق کے قابو میں آئے چاہتا تھا کہ اُٹھے ملکہ پنجہ بنکر گری اور اسکو اٹھا کر لے اڑی لرزان
سنکر فکر دہین غل ہوا کہ لیکیو لیگئی وہ بھی گھبرا کر اڑا ملکہ تندین نہ تک یہ بھی جب تو ڑتے سحر پڑھتا قریب پہونچا اور پکارا کہ ای بہار
ہم جمشید بیدار رہنے والے میں ہمکو ستکریان بیہوش نہ سمجھنا یہ کہکر ایک ناریل سحر کا ملکہ پر مارا ملکہ نے سحر پڑھکر جانب ناریل پھونکا کہ
وہ زمین پر جا گرا اور غائب ہو گیا وار اُسکا خالی گیا ملکہ نے پھر نارنج اسپر مارا اُسنے مثل دخان بنکر اپنے تئین پوشیدہ کیا
نارنج بھی زمین پر جا گرا اور شق ہوکر شعلے نکلے چار سمت حریف کو ڈھونڈھتا ڈھونڈھتے ہو گئے لرزان پھر ظاہر ہوا اور سمجھا کہ
یہ ساحرہ زبردست ہے یون نہ گرفتار ہو گی اور اگر مہلت پائیگی تو بلغ سحر لگا کر دیوانہ بنائیگی یہ سوچکر جھولے سے ایک
تختی ہیرے کی نکالی بہار نے جیسے اس لوح کی جھلک دیکھی سمجھ گئی کہ اسنے لوح گلوے جمشید نکالی یہ لوح تحفۂ طلسم میں سے
ہے مجھ سے رد نہ ہو سکیگی یہ سمجھکر بہت جلد جانب زمین اتری اسلیے کہ برق جو ہاتھ سے چھوٹ جائیگا گر کر مر جائیگا پس زمین
پر پہونچی ہی تھی کہ لرزان بھی ساتھ ہی اترا اور لوح مذکور سامنے کر کے پکارا کہ اے بہار دیکھ تو یہ کیا ہے اسنے اسا سحر
پڑھا کہ ایک نقاب چہرے پر آگیا میں نگاہ و لوح حائل کی لیکن لوح سے چمک کر ایسا شعلہ نکلا کہ نقاب پھنچ جلگیا نگاہ بہار کی
تخ پر پڑی غش کھا کر زمین پر گری برق جو زمین پر پہونچی تھا تو ج ہوا سے اول تو بیہوش رہا لیکن اسوقت جو ملکہ گری لرزان
خوشی میں جانب ملکہ دوڑا کہ اتنی بڑی ساحرہ گرفتار ہوئی اسپر جنبہ کردن برق اٹھکر ایسا بھاگا کہ پتہ بھی نہ معلوم ہوا کہ
کدھر گیا اور چہ کرد۔ آخر کہ رہ میں عقرابی لرزان نے ملکہ کو قید آہن منگا کر پہنائی اور مسحور خوب سا کرکے اٹھا کر بارگاہ میں
لایا سرداروں نے اسکے صفت ثنا میں زبان کھولی کہ وہی آپ اپنا مثل نہیں رکھتے اسپر مظفر و منصور رہنا آپ ہی کا کام
تھا اسنے نذر فتح دی اُسنے بہار کو ہوشیار کر کے کہا کیون دیکھا تو نے سحر اسکو کہتے ہیں بہار نے جواب دیا کہ ای مغرور
یہ فخر اور دعوی ساحری تحفۂ طلسم سے کام لیا تجھے غیرت نہیں آتی یہ تختی سنوتی تو تختی آجاتی اسنے کہا حریف کو زیر کرنے
طلب ہے بس عیار کو بھی پکڑ لاؤن تو شہنشاہ پاس تجھے بھیجون یہ کہکر اٹھا اور اپنے لشکر سے آیا اور ایسا سحر پڑھا کہ
اس کوہ میں برق فارعیاری کر رہا تھا گھبرا کر باہر نکل آیا دیکھا کنارے لشکر کے لرزان کھڑا ہے چاہا بھاگ جاؤن لیکن
دل نے اسکے کہا کہ اسی پاس چل بس اُسکے پاس آیا اور کہا آپنے ملکہ بہار کو گرفتار کیا ہے مجھے بھی قید کیجیے میں اکیلا رہکر
کیا کرونگا اُسنے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا او ناعیار تو آپ سے نہیں آیا بلکہ میرے سحر سے حاضر ہوا ہے یہ کہکر رد سحر جو پڑھا ہوش
برق کو آ گیا دل سے کہا واقعی تو بڑا احمق زدہ ہے کہ خود آ کر مبتلائے آفت ہوا اب بھاگ جا اگر سو جا کر بھاگنے سے یہ ست
اجیس کر دیگا اب اسکے ساتھ چلو جو خدا چاہیگا ہوگا غرضکہ چپ ہو رہا اور وہ اسکو گرفتار کیے بارگاہ میں آیا بہار سے کہا
کہ تنے ہماری زبردستی دیکھی کیون ہم کیسے ساحر ہین ملکہ مذکور نے کہا تیری اصل کیا ہے میں تجھ ایسے جو کرے تعلیم کر چکی ہون
تو مجھ سے تعریف کرانا چاہتا ہے اُسنے عرض کیا کہ اے ملکہ تم خاندان بادشاہ طلسم سے توسل رکھتی ہو واقعی ہماری کیا مجال
نہیں جو تمھاری برابری کرین لیکن تم شاہ سے چلکر ملجاؤ ملکہ نے جواب دیا کہ ہماری جو تقدیر میں لکھا ہے وہ ہوگا شاہ سے اب
ملنا کجا دنیا اور عقبی دونون جہان میں نہو گا کسلیے کہ وہ مردود خدا ہم مسلمان اُسکا ہمارا ساتھ کیا برق یہ تقریر سنکر سمجھا

کہا بار بار یہ ملکہ کو سمجھاتا ہے تم کچھ اسکے ساتھ مکاری کرو ایسی دو دغا میں یعنی اگر یہ باتون مین مصروف ہو تو سحر سے بے تاب نہ کرےگا
دوسرے گر لقرے پر چڑھ گیا تو بارے ڈالنے یہ سوچکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا اے لرزان افسوس لگی حسرت دل ہی
میں رہی کہ بہیت پریشان ہو کے مثل گیسوے یار یہان آئے ہین ناشستہ گنہگا ۔ لرزان نے پوچھا کہ کیا تیری تمنا تھی برق
رونے لگا اور کہا تمام عالم جانتا ہے کہ ہر ایک عیار ہر ایک عیار بچہ پر عاشق ہوتا ہے شمیمہ پر میری جان جاتی ہے اب قید ہو کر آیا ہون
قتل ہو جاؤنگا وصل یار کیسا آخر وقت مین دیکھنا بھی نصیب نہوا کہ ہاے بہت لگی ایسی نہین بجھتی کسی دم ۔ دھوئین اٹھتے
ہین ہردم استخوان سے ۔ لرزان نے کہا اگر تو اطاعت شاہ جادوان کرے تو مین سفارش کرکے عیارہ کو دلوا دون اور مال بھی
دلوادون برق نے کہا مین غلام ہون یہ کہکر قدم پر گرا اسنے کہا اے برق تو گھبرا نہین اسنے کہا اچھا اسکو الگ بٹھا دیجیے تو مین
آپسے کچھ کہون اسنے ملکہ کو ایک خیمہ مین بھیجدیا مگر ذرک جنبشیہ ہر اعضا مین لگادی کہ ملکہ بحس و حرکت ہو گئی غرضکہ بعد بھیجنے ملکہ
کے برق سے باتین کرنے لگا اس اثنا مین بکاول نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے اسنے حکم دیا کہ لے آؤ اسنے دسترخوان لاکر
بچھایا چند ملازم جو ساتھ کھاتے تھے بیٹھے رہے باقی اٹھ گئے کھانا چنا گیا برق سے کہا تم بھی آؤ مگر کچھ فتنہ نکرنا نہین سزا
پاؤگے مجھکو ایسا ویسا ساحر نہ سمجھنا برق نے کہا میری مجال ہے جو کچھ فساد کرون یہ کہکر دسترخوان پر بیٹھا سب کھانا کھانے
مین مشغول ہوئے برق نے دلمین کہا کچھ کرتا تو ہو سکیگا نہین تو اپنا کام کر یہ غور کرکے آنکھ بچا کر کباب پلیٹ مین رکھے تھے نمک
بیہوشی اسپر چھڑکا چھڑکتے ہی پلیٹ تراق سے بولی برق نے سمجھا کہ رکابی بولا چاہتی ہے جلدی سے ہاتھ مارا کہ رکابی ٹوٹ گئی لرزان
نے پوچھا کہ کیا ہوا اسنے کہا رکابی کو ہاتھ لگا تھا ٹوٹ گئی اسنے کہا اے عیار تو مکاری سے باز نہ آئیگا خیر اچھا تو ٹوٹ گئی تو رکابی اور
آجائیگی مگر تو نے دیکھ لیا کہ مین کیسا زبردست ہون برق نے کہا واقعی آپ بڑے ساحر ہین میری خطا معاف فرمایئے اسنے
کہا مجھسے کچھ عیاری نہ چلیگی اچھا تم بیٹھو سمجھ لیا جائیگا یہ سنکر برق کھانے سے ہاتھ اٹھایا وہ سب جب فارغ ہوئے اپنی اپنی
جگہ پر گئے لرزان پلنگ پر آکر لیٹا خدمتگار پاؤن دابنے لگا برق کو زیر پلنگ بٹھا کر سحر سے حصار کر دیا کہ بھاگ نجائے
برق نے کہا مجھے اجازت ملے کہ مین بھی لیٹون اسنے کہا کیا مضائقہ ہے برق نے کسوت عیاری کمر سے نکالکر سرہانے رکھی
اور لیٹا اسنے کہا اے برق ابھی تو تیرے پاس کچھ نہ تھا یہ کہانسے گٹھری نکالی اسنے کہا یہ کسوت عیاری ہے ساحرونکو قتل کرنیکی
تدبیر ہے اسنے کہا مین بیہوش تو نہ ہونگا بھلا میرے خدمتگار کو بیہوش کردو مین دیکھون تم کیونکر بیہوش کرتے ہو اسنے ایک ڈلی مٹھائی
کی نکال کے خدمتگار کو دی اسنے کھائی بیہوش ہو گیا اسنے کہا اب ہوشیار کرو اسنے ایک فتیلہ بیہوشی مین خوب بھر کر روشن کیا
اور کہا لیجیے اس فتیلہ کو اسکی ناک مین لگا کر دھونی دیجیے اسنے فتیلہ ہاتھ مین لیا اور اٹھکر دھونی دینے لگا مگر اس فتیلہ کی دھونی
اسکی ناک مین خود پہونچی چھینک آئی اور بیہوش ہو گیا برق نے اٹھکر چاہا کہ سر کاٹ لے مین گر اور یہ کیفیت سنیے کہ بی بی لرزان
کی زلزلہ جو لشکر لیکر چلی تھی از فرط محبت شوہر سے سبکو پیچھے چھوڑ کر بہ سحر طیار اکیلی اڑتی ہوئی چلی لشکر اور رتھ مین عقب مین آتی رہی یہ
آکر سر بارگاہ لرزان پر اترائی برق کو خنجر کھینچے جانب شوہر جاتے دیکھا بیقرار ہو کر گری کہ شوہر کو اٹھا لیجاؤن برق نے
جیسے ہی یہ گری ہی تھی فتیلہ بیہوشی بھرا کر سلگائے ہاتھ اٹھا کر اسکے منہ مین لگادیا فوراً چھینک مار کر وہ بھی دھم سے زمین پر آرہی
برق نے اسکو اٹھا کر ستون بارگاہ سے باندھا اور چاہا کہ قتل کرون پھر خیال آیا کہ اسکو ہوشیار کرکے سمجھاؤن شاید کر

عورت ہے محبت شوہر سے مطلع ہو جائے یہ سوچکر زبان میں سوزن دیکر ہوشیار کیا یہ حسینہ عورت و طرحدار معشوقہ شیرین ادا
تشنہ حسن سے سرشار ہے قشقہ ساحری کی نشانی پیشانی پر دیئے زیور سے جسم کو تزئین کیا بلکہ جسم سے زیور کو رونق بخشی
واقعی بےمثل روزگار ہے کہ

**ابیات**

تھی اسی نازنین وہ ماہ پارا ⁂ گر برج شرف کی تھی ستارا
تخلع خلعت ناز و ادا سے ⁂ سراپا نور تھی حکم خدا سے

سوزن دینے اور باندھنے سے نیلی ہو گئی شدت تکلیف سے بیتاب تھا اشارہ سے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے برق نے کہا میں
عیار ہوں تیرے شوہر نے دو بار مجھے گرفتار کیا آخر خدا تعالی نے مجھکو اسپر غالب فرمایا اب تم دونوں سے مجھے اتنا کہنا ہے کہ جنگ میں
اور تم میں عرصہ ہے عنقریب فی النار ہوا چاہتے ہو یہاں ایک صورت سے بچنا ممکن ہے کہ دین باطل پرستی چھوڑکر وحدہ لاشریک کو
مانو سامری و جمشید و لقا سب بندگان خدا ہیں انپر لعنت بھیجو اے زن عاقل خدا سے یکتا مکان و مقام سے منزہ ہے

**نظم**

مالک و خالق و کریم و رحیم ⁂ باسط و رازق و سمیع و علیم
کبریائی اسی کو ہے زیبا ⁂ وحدہ لاشریک نام اس کا
اسکے قبضے میں ہے ہماری جان ⁂ جسنے پیدا کیا ہے سارا جہان

شاہ طلسم باوجود اس عظمت کے ہمارا کیا کر سکتا ہے اور جو لوگ ہمارے شریک ہیں انکا اسنے کچھ نہ کر لیا اور فرض کرو اگر بادشاہ
سے ضرر ایسا پہونچے کہ ہم ہلاک ہو جائیں تو بھی دولت ایمان سے دامن ہمارا بھرا ہوگا اس باطل پرستی میں یہ فائدہ ہوگا کہ جہنم
میں جلنا ہوگا یہ نصائح دلپذیر اس زن خردمند نے جب سنے دل اسکا نور ایمان سے مملو ہوا اور اشارہ سے کہا کہ زبان سے
سوزن نکال لو اسنے سوزن نکالکر کھول دیا جب وہ رہا ہوئی کہا تم خنجر لیکر میرے شوہر کے سینہ پر سوار ہو اور اسکو ہوشیار
کرو کہ میں سمجھاؤں اور اسکو بھی راہ راست پر لاؤں برق ہو جب فہمائش کے بالخنجر [illegible] اسکے شوہر کی چھاتی پر سوار ہوا
اور فتیلا دافع بیہوشی سنگھاکر ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوا عیار کو سینے پر اپنے دیکھا چاہتا تھا کہ سحر پڑھے زوجہ اسکی آگے بڑھی اور
کہا اے صاحب یہ شخص میرا جان بخش ہے سارا ماجرائے گذشتہ بیان کرکے کہا اگر میں نہ آجاتی تو کام تمہارا تمام تھا اور میں بھی ہو گئی
گرفتار ہو گئی واقعی دین اسکا سچا ہے یہ طلسم باطل ہوگا میں نے اسکی اطاعت کی ہے تم بھی مطیع اسلام ہو اور اسکو اپنا ہادی و محسن
جانو براہ زیرکی سمجھو کہ لات و منات جمشید و سامری وغیرہ میں اگر کچھ قدرت ہوتی تو یہ پیر غلبہ نہ پاتا شاہ طلسم اس سے
عاجز نہ تھا بس دین اسلام سب دینوں سے بہتر ہے کہ

**ابیات**

فروغ نور ایمان سے ذرا کر تم دل روشن ⁂ نہیں لازم ہے انسان کو بنے اللہ کا دشمن
صفات حق کو پہچانے اسے معبود حق جانے ⁂ عطا جسنے کیا ہے ہمکو ایمان جان و روح و تن
خدا کو چھوڑ کر کیوں اور کو معبود ہم سمجھیں ⁂ متاع دین و ایمان کیلئے بنجائیں کیوں رہزن

ہر چند کہ یہ عیار دو بار قید ہوا مگر عظمت و برکت اسکے دین مبین کی دیکھو کہ انجام میں ہی غالب آیا کیوں نہ ہو فرد خدا ہے جسکو کی
رکھتا ہے سب کام + تو بیشک اسکا نیک ہوتا ہے انجام ÷ لرزاں مرد دانشمند ہے زوجہ کے سمجھانے سے گویا ہوا کہ اے میری

پیاری بی بی تونے مجھپر بڑا احسان کیا کہ راہ راست بتائی اور جان میری بچائی مین نے اطاعت اسلامیان اختیار کی برق
یہ کلمہ سنکر اُسکے سینے پر سے اترا اسنے اٹھکر سر قدم پر رکھا اُسنے سر اُسکا سینے سے لگایا اور تنگ تنگ بغلگیر کیا اس عرصہ مین
لشکر اور خواصین جو زلزلہ لیکر آئی ہو یہان پہونچین لشکر اترا خواصین حاضر خدمت ملکہ ہوئین اسنے انکو حکم دیا کہ سب افسران لشکر کو بلاؤ
چنانچہ جملہ افسران زن و شوہر کے لشکری حاضر ہوئے اُنسے اظہار اطاعت اسلام کرکے حکم دیا کہ جسکو مطیع اسلام ہوکر ہمارے ساتھ رہنا
ہو وہ رہے ورنہ جہان جی چاہے چلا جائے تمام سردار بارہ ہزار ساحر لشکر کے مطیع اسلام ہوئے لشکر مین منادی
ندا زن تھا کہ یہ لشکر بھی ملازم ملکہ مہرخ پری سے طلسم مین برا ہی اور بعد فتح طلسم بادشاہ اسلام کا تابعدار ہوگا جو لوگ کہ سیاہ
درون تھے وہ یہ ندا سنکر بھاگے اور سمت شاہ طلسم گئے باقی سب مع لشکریان مذکورہ شریک اسلامیان ہوئے زلزلہ اور
شوہر اُسکا ہاتھ رومال سے باندھکر سامنے ملکہ بہار کے آئے تمہید دم کرکے عذر تقصیرات کرنے لگے کہ ہماری خطا معاف
فرمائیے ہماری جانب سے دل صاف فرمائیے ملکہ مذکورہ نے زلزلہ کو بغلگیر کیا اور کہا تم بادشاہ طلسم کی طرف سے اگر لڑے تو کیا خطا کی
کسلیے کہ ملازم اُسکے تھے الحمد للہ کہ سرچشمۂ ہدایت پر پہونچے اگر اب کوئی بے اعتدالی کروگے تو جائے شکایت ہے پہلے ہی مناسب
تھا جیسا تمنے کیا غرضکہ بعد تسلط کے باہم صلاح ہوئی کہ اب یہانسے چلنا چاہیے لشکر کو کوچ کا حکم دیا طبل سفر بجگیا خیمہ و بارگاہ
حلیہ افراسیاب بھی قبضہ مین آیا اسباب تمام بار کرکے بہار تخت آتش پر سوار ہوئی پاس برق کو بٹھالیا ایک تخت پر
زلزلہ مع شوہر بیٹھکر روانہ ہوئے ملکہ بہار کو جانا تب کہ آرام منظور تھا اسیطرف چلی راہ کا دغدغہ بالکل مٹ گیا
راستہ کی ناواقفی سے کچھ سروکار نہ تھا کسلیے کہ یہ سب جاننے والے راہ کے ساتھ ہوئے بڑی شان و شوکت سے اس لشکر
کی مالکہ بنکر سواری ملکہ بہار کی بسان باد بہاری روانہ ہوئی کہ نقارہ سے اور ناقوس بجتے گھنٹے نواخت میں تھے ابر بحر
پر سایہ کیے سواری کے آگے آگے گھٹا سے بڑھتی طلوع جدھر سے گلستان نیرنگ زمین مین شگفتہ ہوتے خیابان سبز و خرم لہلہا
کر بہار دکھاتے جاتے زمزمہ سرائی کرتے حشم و خدم روانہ تھے بیشک کہ اسی تجمل سے داخل کوہ آرام سب تھے یہان جو لانا
اور کنیزین اور زمین جلیسین حاضر تھین خبر ورود مسعود ملکہ بہار سنکر بیتابانہ فرط عشرت سے پاس ملکہ کے آئین وہ کیفیت تشنہ کام
دوڑین ارکان سلطنت قلعہ کوہ آرام بہر استقبال حاضر خدمت ہوئے نذرین پیش کین گذرین آتشبازی سحر کی وہ سامان تصریح
اگر لکھون طول ہوگا مطلب حصول ہوگا فی الجملہ شکستہ خسروی کی کسر سے درستی ہوئی ایوان شاہی دربار فرمانروائی
ملک آراستہ ہوا ارکان و غلام سلطنت سامنے آئے ملکہ نے آکر تخت پر جلوس کیا اور زلزلہ کو برابر بٹھایا برق و لرزان
قریب تخت بیٹھے بہار نے حکم دیا سامان دعوت کا مہیا زنان یاست کر دیا اور فرمایا کہ باغ سیر آراستہ ہوا اُس
باغ مین کہ جہانسے ملکہ گرفتار ہوگئی تھی جلسہ دعوت کا سجایا اس گلشن پر ویرانی چھائی تھی اداسی رخ ہر گل پر آئی تھی سوسن کا دیکھا
کبود تھا سرو آزاد غم سے جھک گیا تھا گویا داؤدی داغ تھا چنبیلی زرد ہوگئی تھی سنبل کے بالون پر گرد جمی تھی نرگس حیران تھی
زلف بنفشہ پریشان تھی مختصر یہ کہ اب اسمین بہار نے سر نو آئی شمع رخسار گل پر منہ آئی مالنین پھر یہان جواہر کار لیکر برگ
و بار خزان دیدہ چمنستان سے دور کرنے لگین درخت سینچے گئے تھالونمین آب حسرت بھرنے لگین سر تراشی سے بادان
چمن کا خط اصلاح پذیر ہوا اور پھر جا بجا مذہبی دیکھنے کا انتظام ہوا یہ کیفیت ہوئی کہ شگل قبالے زعفرانی زیب قامت فرماکر

اور رنگ چمن پر جلوہ گستر ہوا بہار کو نظم و نسق سپرد ہوا ہوائے فصل بہار پیکار ہوئی نئے نئے گل کھلانے پر تیار ہوئی عجب شہر یار گل حسن
وبے پاؤن آنا مصر خزان کو بھگایا تاکہ زیادہ شاخونکو نہ ہلائے جسم نازک گل بکانہ دکھلائے دیوانکدہ گلشن مین صیاد بے بیدخلی کا پروانہ
بہاری گلچین کیلیئے تحریر سزا کی بہت بھاری بلبل و خزان کی در پیش روبکاری خزانکو حکم شہر چمن سے نکلجانیکا ملتا بلبل کا مقدمہ
سر سبز رہتا غنچونکا چٹخنا نقارہ دور دولت بادشاہ گل تھا گل عباس شہنا نواز بے تامل تھا ندرو طاؤس ربان نقیب
وچاؤش صدا لئے دور باش ہو سم مہرگان کو دیتے نہال پوشاک سندس و استبرق زیب قامت رعنا کرکے انجمن گلشن مین جمع گئے
شاخین گھنگرو غنچون کا باندھ کر رقاصی تھین رامشگری کا عالم دکھاتین پتے تالیان بجاتے مرغان خوش الحان
ترانہ مبارکبادی گاتے عندلیبان خوش الحان غزلین گاتین مبارکبادی کی دھوم مچاتین اور یہ غزل بجالائے عشرت بلند
برلاتین کہ لمؤلفہ

رشک جنت باغ ہے یہ یادگار — گلشن عالم مین ہے جس کی بہار
تا ابد قائم رہے ملکہ بہار — فیض رحمت سے ہری جسکے یہ بہار
دور شاہ گل مین ہم خرم رہین — گلگاہ باغ یارب برقرار
کیا خزان کا اپنے دلکو ورد دم — ہے ہمارے باغ کی مالک بہار
خاطر دشمن مین کھٹکے خار غم — دوست دیکھین آکے سیر سبزہ زار
ہو گمان شبنم پہ آب تاک کا — نشۂ عشرت سے نرگس ہو خمار
آب گلگون نہر مین جاری رہے — ہو بشکل شیشۂ سرو جوئبار

ملکہ بہار ملکہ زلزلہ وغیرہ کو ہمراہ لیکر داخل گلستان عشرت نگار ہوئی پچھلا پہر دن باقی تھا کہ لب نہر پہ گلعذار زیب سادہ
سبزہ زار ہوئی خواصان گل پیرہن دیا سمن بدن نے آکر جا ہے کلرنگ بنا آغاز کیا کنارہ جو سبزہ لگا تھا لطف سیکشی تھا
کہ مینائے فلک سے آفتابی خورشید ساغر مغرب مین ساقی دہر نے کھیری اور سرور نشہ کا سواد چشم شاہد شب مین آیا ہر سمت
عالم نور نظر مین سمایا کہ بیقتضائے ابیات

ہوا مغرب مین پنہان مہر خاور — نمایان پھر ہوئی شام منور
ستارون کا بچھا فرش زرافشان — ہوا روشن چراغ ماہ تابان

باغ مین چقیش اڑنے لگا رقص ہونے لگا بام بارہ دری پہ ملکہ بہار مع ہمنوتکے زیر نگیرہ زرتار آکر جلوہ بخش ہوئی اسوقت کی
کیفیت قابل دید تھی وہ جلسہ اگر نظر سے گذر جائے تمام عمر اسکی حسرت مین بشر افسوس کرکے مرجائے نازنینونکے جسم منور کی
چمک اور پھولونکی مہک شبنمی بدرچونکی آڑ مین جوبن کی بہار سینون پر کچونکا ابھار قہقہے انکے خندۂ گل کو شرمائے لب
لعلین غنچہ نیم شگفتہ نظر آئے جھٹیان چھاتیونکی اودی اودی کنول پر بھونرے کی کیفیت دکھاتین زاہد صد سالہ کو جوش
مستی میں لاتین چاندنی کا کھیت کرنا نہر دیکھا موج مارنا پھولونسے دماغ دہر بس جانا عجیب ایک ہنگامۂ عشرت تھا سامان
مسرت تھا اس عالم مین ملکہ کو صحبت بادشاہ اسلامیان یاد آئی شب ہجر وہ شب مسرت پائی آہ کا دھوان ایسا بلند ہوا

کہ سروستان بلغ محبت بنگیا اور دجگر نے شب حجر شر رنگ پر عجز ستی کا عالم دکھایا وہان تنگ غنچہ سوسن نظر آیا سینہ داغون سے گلشن بنا ملکہ لرزہ نے کسل سفر کا حیلہ کر کے درد سر کا اظہار کیا اور کہا اگر تمھاری اجازت پاؤن تو بارہ دری مین جاکر ذرا آرام کرون ہر ایک اہل انجمن نے کہا بسم اللہ عاشق ہجر نے عارض یار رویا وہ مفت آنکھون مین آنسو بھرے کاسہ نرگس کو صدف گوہر بنائے موتیون سے ساغر حباب لبریز کیے بارہ دری مین آن پردے اُسکے چھوڑ کر کنیزون سے فرمایا کہ خدمت مہمان جا کر بجا لاؤ وہ سب چلی گئین جب تنہائی ہوئی بیقراری سے کروٹین بدلنے لگی گر کسی پہلو قرار نہ آیا قلزم عشق نے جوش مارا طائر عقل اُڑ گئے غم ہجر نے بیہوش کیا چشمہ چشم اسلیے فوارہ گریہ سے گہر ریز ہے کہ آنکھون مین صورت بھری تھی اسیر ہجوم تماشا کرتی تھی جسم دم بھر مین زعفران زار ہجر نے بنا دیا اشک گلرنگ نے رخ رنگین پر گلگونہ لگا دیا قفس تن مین بلبل جان گھبرائی برنگ گل چاک گریبانی کی نوبت آئی دوگانون سے بدتر نظر آتا ابر غم گھر آیا غنچہ نشاط بکلی ہوئی گلون نے یاد ایسے گل کی دلا کر بستان خار کھٹک دلین بیدل کی پلنگ پر فرط بیقراری سے پاؤن لٹکا کر بیٹھی اور باد صبا سے مخاطب ہو کر یہ زبان پر لائی کہ بیت ای باد اگر بہ مینی خوبان سرو قدرا + عرض نیاز من کن بانا زپروردن + اسی بیتابی مین یہ پیام یار کو دینے لگی کہ ابیات

کہتی تھی کبھی صبا سے رو کر ... کہنا دلبر سے حال مضطر

اے سرو روان باغ الفت ... اے مرہم زخم داغ الفت

اے ماہ سپہر بادشاہی ... اے زہرہ چرخ دلربائی

آئی ہے لبون پہ ہجر سے جان ... وحشت سے ہے خانہ باغ زندان

آنکھون سے ہے خواب کو عداوت ... طاقت بھی ہوئی بدن سے رخصت

ناساز مزاج ہے ہمارا ... دیدار علاج ہے ہمارا

بیداری شب ہے اب ستاتی ... بستر پہ نہین ہے نیند آتی

یہ تو اسطرح دیوانہ وار بکتی ہی ہے اور بالاے بام جلسہ عشرت ہی ہر ایک مصروف راحت ہے مگر شاہ جادوان کی کیفیت سنیے کہ بانشاط لرزان وغیرہ باغ جمشیدی مین آرام پذیر رہا ہر روز پتلیان نیا تماشہ دکھاتین گاتی بجاتین ہر دے کھاتین جب کچھ خبر لرزان کی اسکو کئی روز تک نہ ملی آج کی رات اس باغ سے سوار ہوا اور باغبان وزیر کو حکم دیا کہ تم باغ سیب مین جاؤ با دولت سیر شب باغ کر کے عنقریب آتے ہین سب اہل دربار کو خبر آمد سنا دو وزیر آداب بجا لا کر روانہ ہوا دم پہ تخت اڑا کر جانب صحراے طلسمات چلا چاندنی کی بہار دیکھتا سیر لالہ زار کرتا اور رنگ گل دیکھ دلسے کہتا تھا کہ اب لرزان اگر بہار کو گرفتار کر کے لائے تو اس شوخ کے قدم پر سر رکھکر کہنا کہ اے گل باغ بیوفائی کچھ بھی تجھ مین بوے وفا ہے یا نہین دامے خار صحراے کج ادائی کچھ بھی تجھ مین دامن اٹھانیکا شیوہ ہے یا نہین - بیت بس تغافل مکن ترحم کن + گوشہ دل بجانب تکلم کن + اگر وہ بیمروت اس منت پر بھی نمانے آخر کسیکے ساتھ وصل اسکو میسر ہوگا وہ تجکو آتش رشک فراق مین جلنا پڑیگا پس بہتر یہی ہے کہ صدمہ ہجر ابھی سے گوارا کرون اور اسکو شوہر مرگ کے کنارے مین سلادون انجام مین کیون نہ رقابت کسیکا سہون اسطرح کی باتین دلسے کرتا کوہ جینی پر آیا چاندنی مین اس کوہ طلسمی کی عجب کیفیت تھی سبزہ بادہ تابان

چمکتا تھا ہر سنگ بھرنگ گوہر فروغ اعقاب سے نظر آتا تھا بادشاہ نے ٹھہر کر کچھ افسون پڑھا پہاڑ کی زمین شق ہوئی چار پتلیاں چینی
کی وہاں سے نکلیں دو پتلیاں پتھر کی تپائی لیے تھیں اور دو سینتل پائی سر پر اٹھائے تھیں چنانچہ تپائی بچھا کر اسپر سینتل پائی بچھا کے
اور آپ چلی گئیں شاہ جادوان اس تپائی پر بیٹھا ازبسکہ سینتل پائی طلسمی پر بیٹھتے ہی تمام تمام پیش نظر تھا لشکر امیر ولقا کہ سرحد
طلسم پر ہے دکھائی دیا بادشاہ نے لشکر مسلمانان کو شاد و خرم پایا اور فوق اپنے خداوندگی پریشان و ہلکی سخت پیچ و تاب
وہاں سے نظر پھیر کر کوہ نیلم کو دیکھا اسکو بلکل برباد پایا اسی سلسلہ میں ہر مقام پر جانب لشکر مہوش لرزان دیکھا کہیں وہ
میں اسکا نشان نہ ملا حیران ہوا کہ یہ کدھر گیا ازبسکہ سارے طلسم کو کھا جانتے یکمشت عجلت منتقل تھی اسوجہ سے پھر سحر
پڑھا وہی پتلیاں جو تپائی لائی تھیں زمین سے نکلیں انسے پوچھا کہ میں نے لرزان کو بھیجا تھا وہ کہاں ہے پتلیوں نے
عرض کیا کہ حضور جانب کوہ آرام ملاحظہ فرمائیں جو کچھ حال ہوگا نظر آئیگا اُسنے فوراً جانب کوہ مذکور نگاہ کی بیرون قلعہ
لشکر لرزان اترا پایا اور باغ میں بارہ دری کے بام پر جلسہ عیش و عشرت جمع دیکھا اپنے فرستادہ سردار و لشکر مع برق
عیار کے مشغول راحت پایا اور ملکہ بہار کو ایک بارہ دری میں تنہا روتے دیکھا سمجھا کہ یہ بھی کسی پر عاشق ہوئی ہے
خوب غور سے اسکا حال دیکھتا رہا ملکہ مصروف نام یار جب لیتی بادشاہ کی لفظ کہتی کبھی شہنشاہ کہکر خطاب فرماتی کبھی
بیوفا زبان پر لاتی اسنے ان کلمات سے تصور کیا کہ میرے ہی عشق میں یہ دیوانی ہے اور سوا میرے طلسم میں کون شاہ و شہنشاہ
ہے میرا ہی نام اسنے ہوگا لکھا ہے بیچ کہ وہ بیچاری کیا کرے بہن اُسکی تیرے پاس ہے اس وجہ سے وہ چلی گئی اب لحاظ
اپنی ہمشیر کے پیام دے نہیں سکتی وصل سے یاس ہے تنہائی میں جلسہ عشرت جو پایا ہے اسکو تیرا خیال آیا ہے درد سے بھک کر
بیان دل بھول گیا ہے سارا بھول گیا تا دیر دورے مستانہ اور تڑپنا اور بلبلانا ملکہ مسطور کا دیکھا کیا اور سامین بھی
ہزاروں طرح کا بناؤ اسکا دیکھا کہ زلفیں چہرہ پر بکھری ہوئی دوپٹا طوق گلو میں گھرا ہوا پاؤں پنڈلی سے نکلے ہوئے
چہرہ تمتایا ہوا پسینہ رخسار و جبین پر آیا ہوا قطرات اشک مثال شبنم رخ گلرنگ پر ڈھلکے ہوئے سرمہ بہنے سے نشان
خال خال روئے نور پر بنے ہوئے دہنا میں اُف اُف کرنا اور کبھی آہ کر کے دفعتہً بنا کر ہاتھ سینہ پر دھرنا کبھی گھبرا کر ہر
سمت دیکھتا کوئی میرا حال نہ دیکھتا ہو کبھی کسیکی آہٹ پاکر شرما جانا کہ کوئی آتا نہ ہو کبھی ہونٹوں پر زبان پھیرنا کبھی تصور یار میں
حیران ہو جانا کبھی کچھ سوچ کر آپ ہی پشیمان ہو جانا غرضکہ یہ قصہ طولانی ہے عاشقوں کے ورد زبان یہ کہانی ہے کہ جب بیت
ہے موسم شباب جاہ کج کلک مستی کرے ہے دلیں ساتھ کب تک مختصر یہ کہ بادشاہ جادوان اپنا شیدا اسکو سمجھ کر وہاں سے اٹھا سحر در زبان
کہتا تھا مکان پر حاضر ہوئیں تپائی اور سینتل پائی انکو تفویض کی اور ایک کشتی خلعت فاخرہ کی ان سے طلب فرما کر تاج و قبائے عمدہ و بہتر
سے جسم اپنا از سر تا پا ملبس کیا جواہر کے تورتن اور اکے بازو پر باندھے انگشتر نگین لعل نما اس پہنکر مالا ہائے گوہر سے گلو کو
زینت دیکر اس کوہ سے اترا اور کچھ دور بڑھکر دو پہاڑیاں جو تھیں ابر آیا فسون تازہ زبان پر لایا دونوں پہاڑیاں اپنی جگہ سے
اکھڑ کر ایک پر یہ خود سوار ہوا اور دوسری ساتھ چلی یہ سحر دلآرام کنیز نے بھی کیا تھا کہ پہاڑی کی شکل بنکر ملکہ بہار کو لیکر
بھاگی تھی بادشاہ نے اتنا کام زیادہ کیا کہ پہاڑ کو روان کیا دلیں مستکے یہ آیا ہے کہ ایک گروہ لشکر حمزہ پر جاکر ڈھا دوں
اور دوسرا لشکر پھر ح ہے تاکہ سب باغی ہلاک ہو جائیں مگر پہلے کوہ آرام کیطرف چلنا چاہیے اور گوہر وصال یار سے دامن

ٹھہرنا چاہیے پس اسی سمت پہاڑ سے اتر کر روانہ ہوا جب قریب کوہ آرام پہونچا پہاڑونکو ایک میدان مین قائم کرکے قلعہ کیطرف
چلا اور مہابت و عظمت اپنی دکھانے کیلیے تیغہ سحر جو کمر سے لگا تھا زیر ران لایا وہ ایک اژدہا سے دہان و شعلہ فشان بنگیا
اسی پہ سوار داخل قلعہ ہوا دیکھا تو قلعہ مین گھما گھمی روشنی ہر مکان مین جلوہ دیتی ہے کہین ناچ کا سماں ہے کہین ڈھولک بجتی ہے
شہر خوانی کا چرچا ہے ملکہ بہار کے آنیکی خوشی سبکو ہے رعیت مین بھی شادی رچی ہے یہ کیفیت دیکھتا اور کہتا ہوا کہ اس سمان
کی کیا حقیقت ہے جو مین اب ملکہ کو ملک و مال دونگا اسیطرح دار الامارہ مین آیا یہان ساحران نامی حاضر تھے پہرا چوکی حاجب
دربان وغیرہ اپنے اپنے کام پر تھے بادشاہ کو دیکھکر لرز گئے نہایت ادب سے تسلیم کی شاہ نے آنکھ ملا کر سلام لیا اور اندر چلا
کسکی مجال جو روک سکے مگر یہ ایوان شاہی تک پہونچا تھا کہ زنانہ بوڑھی پرانی محلدار دوڑی اور قریب بارہ دری
پہونچکر پوچھا ملکہ عالم کہاں تشریف فرما ہین شاہ طلسم آپہونچے ملکہ اپنے عالم مین ہر چند کہ مبتلا تھی مگر یہ آواز سنتے ہی گھبرا
کر اٹھی دل مین کہا خدا خیر کرے یہ آفت تازہ آئی میں بام پر جاکر برق کو آمد شاہ سے باخبر کیا کہ نہین معلوم رات کو
میرے یہان تنہا کیون آیا ہے اگر براہ فساد آتا تو ایسی تری کی روش نہوتی معلوم ہوتا ہے کہ میرے عشق مین بیقرار ہو کر بارادہ
فاسد قدم رنجہ فرمایا ہے اب اس سے مقابلہ کرونگی یا نہین جو کچھ کہو وہ کیا جاے برق نے کہا اے ملکہ جاکر استقبال کرو اور
تعظیم تمام یہان لاو بروز جنگ بروز آشتی اگر کچھ وہ فساد لائیگا اسوقت دیکھ لیا جائیگا ملکہ یہ کلمہ سنکر جلد کوٹھے سے
اتری اور کشتیان جواہر جو دھری تھین برائے نذر اٹھوائین کنیزونکے حلقہ مین روانہ ہوئی کنول آگے آگے جلتے چلے جو فروغ
حسن شعلہ رخان کا جلوہ دکھاتے تھے یہ ماہ فلک جمال خرامان خرامان دار الامارہ تک آئی اندر والے در پر پہونچی بادشاہ
قریب پہونچ چکا تھا اسکو آتے دیکھکر اژدر پر سے کودا اور اسکو ہاتھ مین پھر اٹھا لیا وہ تیغہ بنگیا ملکہ نے سرو قد جھکا کر
تسلیم کی شاہ کی نگاہ اسکے حسن بینظیر پر پڑی بیہودہ حرکتین کہان تمکین اب مزاج مین پیدا ہین پہلوے یار مین بیٹھ
آفیسے شوخیان جو تھین ہویدا ہین جسم مین سسکیون سے جنبش نزاکت کا بہانا تھی دور آنے سے تھک گئی لب پر خشکی
غنچہ سربستہ کیصورت کیفیت دہن کی ہے چہرہ پہ کچھ عالم یاس بناوٹ کی راہ سے بشاش غمزہ و ناز کہتے کہ ٹھہر جا
جسکو غرض ہوگی وہ خود آئیگا

**ابیات**

بشکل آرزو پنہان حیا مین — نہایت شوخ طرز مدعا مین
اشارون سے تمنائین ہویدا — نگاہون سے غرض کچھ اور پیدا
عجب انداز سے آئی وہ گلرو — کہ اسکو کچھ رہا دل پر نہ قابو
زبان شاہ سے اک آہ نکلی — تو ہنسکر اسکے منہ سے واہ نکلی

شاہ ساحران بیتاب ہوگیا اور قریب آکر گویا ہوا کہ اے ملکہ مزاج اچھا ہے اس ماہ پارہ نے جوابدیا آپکی بلا سے جلیے
اچھا ہو یا برا مستو ہونکے مزاج کا پوچھنا کیا یہ کلمہ اسلیے کہا کہ در جواب مزاج پرسی بادشاہ کو دعا دینا پڑتی یہ ملکہ
معتقد شاہ اسلام ایسے مرتد کو دعا دینے سے عار رکھتی ہے بادشاہ نے قریب پہونچکر ہاتھ پکڑ لیا اور کلمات شکایت
آمیز زبان ملکہ سے سنکر فرط عشق سے مالا مال ہوگیا سمجھا کہ بیشک یہ مجھکو چاہتی ہے جب تو زبان پر لائی ہے کہ ہم کو تم نے

منسوب بنایا اور آجتک خبر نہ لی سچ ہے مجھی سے غفلت ہوئی ہے غرضکہ ہاتھ میں ہاتھ شانے سے شانہ ملا خوشبوے جسم سے اُس
گل کے دماغ بسا ہوا ملکہ گردن جھکائے ہاتھ چھڑانیکا پہلو سوچتی آگے بڑھی راہ میں جب وہ کنایہ آمیز ظرافت انگیز کلام
کرتا یہ بات کاٹ دیتی کہتی اے بادشاہ آپ میری ہمشیرۂ عزیزہ کو یہاں کیوں ساتھ نہ لائے تنہا تشریف لائے آنکھیں
اُنکے دیکھنے کو ترس گئی ہیں آپ انکو بت جلاتے ہیں وہ لشکر میں پڑی رہتی ہیں آپ باغ سیب میں مزے اڑاتے ہیں وہ
لشکر میں پڑی ہونگی آپ ادھر اُدھر پھرتے ہیں شاہ نے ہنسکر کہا کہ ہم تو تمپر مرتے ہیں ملکہ منھ بنا کر بولی کہ واقعی اپنے
اپنے فرزند کی محبت میں ہر ایک دیوانہ ہے یہی ہمیشہ سے رسم زمانہ ہے آپ بڑے بہنوئی ہیں بجاے باپ کے اگر میری لغزش
میں جان دیجیے گا تو کچھ خلاف نہ کیجیے گا بڑے بھائی ہیں اور باپ میں کیا فرق ہے یہ کلمہ سنکر رنگ چہرۂ بادشاہ متغیر ہوا
لیکن سمجھا کہ سب کے سمجھانے سنانے کو ایسا کچھ کہتی ہے اور واقع میں ابتک اس سے کچھ واسطہ نہیں جو جی چاہے کہے جب
تعلق ہو جائیگا اسوقت آپ ہی نہ کہیگی یہ سمجھکر ملکہ کو براہ تمسخر گود میں اٹھانیکا قصد کیا ملکہ جھجک کر علیحدہ ہوئی کہ حضور
آجتک کنیز کو آپکی گود میں بیٹھنے کا اتفاق نہ تھا جانتی تھی کہ آپ براہ بزرگی محبت فرماتے ہیں آج آپکی نیت اور پاتی ہوں
ساری قسم گھبراتی ہوں رہ رہ کے تعجب آتا ہے کہ لوگو دنیا میں ایسا بھی ہوتا ہے وہی مثل ہے کہ الٹا زمانہ نواسی کو تکے نانا
شاہ نے اسکے کہنے کو کچھ سماعت نہ کیا اور براہ بیغیرتی ہنسکر گویا ہوا کہ سالی اور بی بی میں کچھ فرق نہیں ایک ہیں نہیں
ایک ہی اور اے نازک بدن تجھسا گل گلشن دہر میں کب کسی نے کھلتے دیکھا ہے اسی سے میرا بلبل دل تجھپر فدا ہے غرضکہ
یہی باتیں کرتا ہوا بالاے بام بارہ دری آیا اور ملکہ نے براہ خوف خود بھی تخلیہ میں اسکو نہ بٹھایا کہ مبادا دست درازی
کرے پس جلسۂ عشرت میں بٹھانا لازم ہے چنانچہ جب کوٹھے پر زلزلہ دلرزان نے اٹھکر تسلیم کی مسند پر بٹھایا اور
وہ دونوں پس پشت جاکر ٹھہرے اُسنے انکی جانب بنظر حسرت دیکھا اور کہا کیوں شیوۂ نمکحلالی یہی ہے جو تم نے اختیار
کیا ہے خیر سمجھ لیا جائیگا اتنے نکو ام جمع ہیں تو میرا کیا کر لیتے ہیں اور اگر تم خلاف ہوے تو کیا بنا لوگے یہ کہکر دلسے مشورہ
کیا کہ بہار سے ہم اصل کرنا چاہیے اگر وہ راضی ہو گئی تو یہ کہاں جائینگے پھر مطیع ہونگے ابھی انسے خبر رہنا چاہیے یہ سوچکر
سبب ہو رہا اور جانب بہار متوجہ ہوا کبھی بنظر حسرت اسکو دیکھا اور کبھی کچھ پھول اٹھا کر اسپر پھینکا کبھی جنبش چشم وابرو
جسے آنکھ مارنا کہتے ہیں اسطرح سے اشارہ کیا کبھی اسکو سنا کر یہ شعر پڑھا کہ بیت اگر یہ ناز یہ عشوہ رہینگے مدتوں جانی تو
مطلب کی کہینگے ملکہ آنکھیں نیچی کیے چپکے بیٹھی تھی اور دعا دلسے حفظ آبرو کی مانگتی تھی ساقیان مہ لقا جام شراب دیتے
تھے شاہ نگاہ بچا کر ملکہ پیتا تھا کہ عیار بہار کے ساتھ آیا ہے ایسا نہو وہ بیہوشی دے چنانچہ یہ تو اس کیفیت میں ہے لیکن
برق کی حقیقت سنیے کہ ملکہ کو ہمراہ اقبال شاہ بھیجکر آپ بارہ دری میں آیا اور ایک کنیز ملکہ کو بلا کر کہا کہ تجکو میں اپنی صورت
بنا تا ہوں خبردار سواے برق کے اور کچھ نہ کہنا یہ کہکر شکل اپنی صورت کے بنایا اور حکم دیا کہ بالاے بام جاکر
ٹھہرے وہ حسب ارشاد کوٹھے پر آئی بادشاہ کو سلام کیا اسنے ہنسکر کہا کہ اے برق مزاج کیسا ہے کنیز نے جواب دیا
کہ دعا کرتا ہوں بادشاہ ازبسکہ مخاطب بجانب ملکہ تھا کچھ اس سے خبر نہوا ادھر برق آئینہ سامنے رکھکر ایک ایسی
نازنین عورت کی شکل بنا کہ بہار سے ہزار درجہ حسن میں بہتر تھا رخ روشن اُسکا رشک آفتاب محشر تھا چہرے میں

ناک حسن و ادا ابھرا گرمی مین خاطر مشتاقان کیلیے سوز و ساز دینے والا زلف شکن در شکن کے حلقے نافہاے آہوے چین کا دل خون
کرتے آب و تاب سے ہر ایک عاشق کو دیوانہ بنا کر زنجیر جنون کرتے زیر گیسوے عنبر پیشانی انور ابر تیرہ مین جیسے آفتاب سحر کا نور ظاہر
طبیعت خواہ ہینون سے بھری سوتوان ناک امین رخسار یاد دیدار چمن حسن رنگین بنی چشم سرمگین جادو نگین شاہ جادوان کو فریفتہ
چلین اسی سے چکر مکر پھر تین رخ پر غازۂ صباحت حقیقت مین کان ملاحت لب گلرنگ پر مرجان صدقے شرم سے لعل
بدخشانی سر اٹھا نئے دانتون کے روبرو بے آب در موتی ہو جاے آواز اسکی شیرین انداز نظر تمکین باتین سب بھولی بھولی دہن تنگ
دیکھکر خضر کو راہ بھولی سینۂ صاف پر چھاتیان کہین نمودار کسی اظہار شکم بشکم ع تازم لیکر چشم تصور سے بہت دلطیفہ گوئی
ممکن طاق بذلہ سنجی مین شہرۂ آفاق زیور جواہر پہنے جسم مزین اٹھتا ہوا اسکا جوبن کہ بقتضلے

## ابیات

چڑھی تھی چتونون پہ نوجوانی — خجل صورت سے ماہ آسمانی
جواہر کا جڑاؤ جملہ زیور — سجا پاے نگارین سے تھا تا سر
سراپا حسن سے تھا اسکا پر نور — حیا سے مثل سایہ پر تو حور
قیامت تھا وہ بوٹا سا قد اسکا — خجل سرو گلستان روبرو تھا
ترئی اسکو تھی حور و پری سے — خجل شمس و قمر جلوہ گری سے
گلابی رنگ کا ٹپکا کمر مین — وہ ذرو باخوب آب سیم و زر مین
کیا گر و اسکے حسن خوب نے نور — گرہ بھر کی وہ چولی چشم بد دور
بنی تھی موتیون کی بیل اس پر — ٹکے ہیرے بھی تھے اپنی جگہ پر

اس صورت سے درست ہوکر ایک در کنیز ملکہ سے تخت سحر پر گر کر سوار ہوا اور کوٹھے پر وہ تخت آکر اترا اسکے
تمثال پاے نظر بادشاہ و ملکہ کی اسپر پڑی ملکہ سمجھی کہ یہ کوئی شہزادی طلسم کی ہے بادشاہ کو یہان آیا ہوا سنکر ملاقات کو آئی ہے
یہ سمجھکر بغلگیر ہوئے اٹھی برق نے پہلے بادشاہ کو تسلیم کی پھر بہار سے گلے ملا اور گویا ہوا کہ بہن ہمسے تم کہان گئی تھین اللہ
پھیر دی کہ مدتون صورت بھی نہین دکھلائی بہار یہ کلمات سنکر حیران تھی کہ مین اسکو پہچانتی نہین یہ ایسی باتین کرتی ہے
جیسے برسون سے دوستی ہے لیکن شرط مروت صاف جواب دینے کی مقتضی نہوئی یہ تو نکہ سکی کہ مین تمھین جانتی نہین ہون اسکی شکایت
کے جواب مین کچھ عذر و حیلہ کر کے اپنے برابر بٹھایا شاہ جادوان اسکی ادا کو دیکھکر فریفتہ ہوا عشق بہار بھولا اسلیے کہ بہار
حسن اصلی رکھتی ہے اور یہ بناوٹ ہے پھر ملکہ مذکور کو وہ چہل بل اور شوخی کہان آتی ہے جو عیار جانتے ہین شاہ بیتاب ہوکر مستفسر
حال ہوا کہ اے ملکہ حسینان جہان تمھارا نام کیا ہے اس کافر ادا نے اسطرح مسکرا کر آنکھون کے لال لال ڈورے دکھاکر
نظر کو پھیر کر شیرین زبانی جواب دیا کہ مجھکو ارمان جادو کہتے ہین قریب انکے مکان کے رہتی ہون مجھسے بی بی بہار سے
محبت ہوگئی ہے کبھی کبھی دیکھنے آتی ہون شاہ نے فرمایا کہ پھر آؤ ہمارے پاس بیٹھو اسنے کہا چہ خوش مجھے آپ کے پاس
بیٹھنے سے واسطہ میرے کنواری پن مین جو بٹا لگ گیا تو کیا ہوگا آپ ہزارون محل کرتے ہین ایک اپ کا اخلاص تمام عمر کا جلاپا
بندی کو نہین گوارا شاہ نے یہ کلمہ سنکر ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچا اس مہ پارہ نے ہان ہان کرکے ترچھے ہوکر کہا اوکچھ ساری رسم

میری چوڑیاں بھی ٹوٹ گئیں دو کلائی میں بھی موچ آگئی یہ کہکر ایسا منھ بنایا کہ بادشاہ بیقرار ہوگیا چاہا کہ بوسہ لیلوں لیکن اسنے ہاتھ سے منھ ہٹا دیا کہ دو صاحب یہ بیعزتی دیکھو مرشد جانانے مجھے یہ دل لگی بھی نہیں لگتی بھری محفل میں میری آبرو اتاری بادشاہ نے گلے سے لگالیا اسنے ڈھیلے ہاتھ سے ایک طمانچہ ہنسکر مارا کہ خوب تم تو مزے میں آئے کیسی آبرو پر پانی پھر جائے تمھاری بلا سے اے صاحب فرا انچلے بیٹھو بادشاہ نے بموجب بیٹھ گئے مگر کہا اس سے کہ جاتی ہو ہمیں بھی بڑی بیمہ مہربانی ، اسنے بھی گردن شاہ میں ہاتھ ڈالدیے اور جھجک کر الگ ہوگئی کہا اوئی اس زور سے مجھے کھینچا کہ شالوں پر ہاتھ ٹیکتی تو منھ کے بل گر پڑتی بادشاہ ساحران نے ہر چند وہ نہیں نہیں کیا کی مگر کھینچکر گود میں بٹھالیا پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم

ہزاروں اس کی اس نے منتیں کیں ‏ نئے انداز کی قسمیں بھی کچھ دیں
ہوا ے شوق سے تھا وہ جو مضطر ‏ زمانے لیے بوسے مکرر
ہوئی ہر چند وہ برہم گزاران ‏ نکالے اُسنے اپنے دل کے ارمان
لگا شلوار پر جب ہاتھ دھرنے ‏ تو وہ گلرو لگی اُس دم بپھرنے
کہا اب شاہ تم نے مجھکو گھیرا ‏ کوئی کسبی مگر مجکو ہے سمجھا
ذرا دم لے کہ دل ٹھہرے ہمارا ‏ نہیں گستاخیاں تیری گوارا
بشر کرتے نہیں حیوان کا کام ‏ ندامت سے نہیں خالی یہ انجام

بادشاہ ان باتوں سے سمجھا کہ یہ بالکل راضی ہے یہ سمجھ کر ملکہ بہار سے کہا کہ یہاں تخلیہ کردو ملکہ نے ہر ایک کو اشارہ کیا اور آپ بھی اٹھی اس حور وش نے گود سے بادشاہ کے اٹھکر آنچل ملکہ کا پکڑ لیا کہ میں کہاں جاتی ہو میں بھی رخصت ہوتی ہوں ملکہ نے ہر چند حیلہ کرکے چھڑانا چاہا مگر اسنے آنچل نہ چھوڑا ملکہ بہار نے ٹھہر کر بادشاہ کو اشارہ کیا کہ آپ اسکو گود میں اٹھا کر بارہ دری میں لیجائیے یوں یہ نہ مانیگی بادشاہ ایما اسکا سمجھکر چپ ہو رہا اور پھر اختلاط کرنے لگا اس مہ پارہ نے موتیوں کا ہار پکڑ کر گردن شاہ سے کھینچا کہ یہ تو میں لونگی بادشاہ نے ہار اتارا اسکو پہنا یا اور ہاتھ پستان پر لایا اُسنے ہاتھ جھٹک کر کہا نہ صاحب میں تو ایسے ہار سے درگذری تمھیں یہ نوچا کھوچی ہوتی ہے یہاں تو یہ اختلاط ہو گرمجوشی ہو اور ملکہ نے خوابگاہ جلد درست کرائی چھپر کھٹ آراستہ ہوا گل تکیہ طرح سے بسے لگا دیے گئے قرابے گلاب کیوڑے کے منھ کھولکر ہوا کے رخ پر رکھے غرضکہ تصریح اسکی تا کجا جب سامان درست ہوا بادشاہ کو اشارہ کیا وہ اختلاط کرتے کرتے گود میں اس مہ جبین کو لیکر استادہ ہوا برق بھی یہ اشارہ دیکھ رہا تھا سمجھی کہ اب تجھے یہ جانب تخلیہ لیچلا یہ سمجھکر گود میں بادشاہ کی تڑپا کہا دیکھو میرے کان میں عطر کی روئی رکھی تھی کہیں گر نجائے چنانچہ اس حیلہ سے کان میں سے روئی عطر بیہوشی کی نکالکر بادشاہ کی ناک میں لگادی شاہ کو چھینک آئی اور چکر کھا کر زمین پر گرا یہ گود سے کود کر الگ ہوا اور خنجر کسوت عیاری میں مخفی تھا نکالکر قتل پر بڑھا ملکہ یعنی بہار نے اب سمجھا کہ برق ہے ہوش اڑگئے کہ یہ صورت بدلنا اور یہ باتیں معشوقانہ اسی کا کام تھا ادھر برق نے جیسے ہی خنجر مارنیکا قصد کیا تھا کہ ایک تیلا دو سے ہوا سے آکر زمین پر پہونچا ہاتھ میں شیشہ گلاب سے بھرا تھا اس گلاب کا ایک چھینٹا رخ شاہ پر مارا کہ بادشاہ ہوشیار ہو کر اٹھ بیٹھا برق نے چاہا کہ بھاگ جاؤں لیکن اس تیلے سے

دیکھنے سے ایسی تاثیر قلب پر ہوئی تھی کہ قدم اٹھ نہ سکا ٹھہرا رہا جب بادشاہ کی آنکھ کھلی دیکھا وہی زن خنجر لیے آمادۂ قتل ہے پھر معلوم کرکے نگاہ سحر سے خوب نظر بھر کر دیکھا پہچانا کہ برق عیار ہے اور برق بھی سمجھ گیا کہ قید ہوے دوڑ کر قدم پر گرا کہ میں برق عیار ہوں میری خطا معاف فرمایئے اب میں آپکی طرف ہوتا ہوں شاہ جادوان کو غضب طاری ہے اور اس ہنگامہ کا حال عیار شب میں پیش بادشاہ طلسم افلاک ظاہر ہو گیا بہار گلشت انجم کے خزان ہونے کا موسم قریب تھا بمقتضاے ابیات

| | |
|---|---|
| یکایک اختر امید چمکا | گئی شب جلوۂ خورشید چمکا |
| ہوئی پھر صبح روز قتل پیدا | ہوے آثار اجل کے پھر ہویدا |

یعنی افراسیاب نے ہوشیار ہو کر برق کو بنظر قہر گھورا برق دوڑ کر قدم پر گرا کہ اے شاہ جادوان میری خطا معاف کیجیے اور یہ فرمایئے کہ یہ کیسی عیاری میں نے کی بادشاہ نے کچھ اسکا عذر سماعت نکیا اور اسی پتلے سے کہا کہ اس بے ادب کا پتلے نے ایک چھینٹا گلاب سحر کا اسکے منھ پر مارا کہ برق بیہوش ہو گیا یہ ماجرا دیکھکر بہار آگے بارادۂ رزم بڑھی بادشاہ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پریزاد نمک کیمیا ہمراہ لیے اڑتی ہوئی آئی اور بہار کے پیٹ لگی اسکے صدمے سے وہ گری سحر کی تھی کہ یہ بھی بیہوش ہو گئی زلزلہ اور شوہر اسکا داب ان کرکے چلے تھے کہ بادشاہ نے ایسی تیغ ماری کہ انکو بھی غش آگیا شاہ نے اسوقت چاہا کہ سارا قلعہ کوہ آرام غارت کر دوں پھر خیال آیا کہ اگر بہار مجھ سے روٹھی ہو گئی تو اپنے ملک کی بربادی سے بہت ناراض ہو گی اول اسی سے فیصلہ کرنا لازم ہے پس پہلے مقام پر پہنچکے منت و سماجت کرکے اسکو راضی کرنا چاہیے اگر نمانے تو اُسے قتل کرکے اس ملک پر کوئی اور حاکم مقرر کیجیے یہ سوچکر سحر پڑھا کہ پتلا اور پری تو غائب ہو گئی لیکن ایک تخت پر رفعت وسعت برابر سے سامنے آیا اسنے ملکہ بہار اور سب بیہوشوں کو اس تخت پر ڈالکر آپ بھی سوار ہو کے ساتھ ہو گیا جیسے ہی وہ تخت بلند ہوا کنیزان ملکہ موصوفہ و ملازمان قلعہ غمگین و حزین اراکان سلطنت سب نے جو شور نوحہ بلند کیا کون اسکی شرح کرسکتا ہے یہ حال تھا کہ

نظم

| | |
|---|---|
| رواں آنکھوں سے سب کے اشک گلنار | ہوا ہر اک کو رونے سے سروکار |
| ہوا سب کاروبار سلطنت بند | بجز غم کے نہ کوئی دل تھا خورسند |
| سیہ پوشی کا چرچا تھا محل میں | بپا اک حشر برپا تھا محل میں |
| بنا ماتم کدہ وہ شہر آباد | گلی کوچوں میں تھی ماتم کی بنیاد |
| مٹا تھا دیکھنے کو نام عشرت | پریشان حال اور سب غم کی صورت |

پھر آخر یہ صلاح ٹھہری کہ اپنے مالک کے ساتھ چلنا چاہیے اور ملکہ مذکورہ شریک سلامیان ہیں انشاء اللہ جلد رہا ہوں گی کچھ تردد لازم نہیں غرض لشکر نفیر سحر بجا کر لشکر زلزلہ و مدہوش وغیرہ ہمراہ لیکر کنیزان بہار بھی جانب لشکر مہرخ روانہ ہوئیں کہ وہاں چلکر حال ملکہ بیان کریں در سارا لشکر مہرخ کا لیکر ملکہ کو واپس شاہ طلسم سے لڑکر چھڑالیں غرض یہ سب کوچ کرکے اتنے لگے اب دشت طلسم سے جاتے ہیں مگر بادشاہ جو ہر ایک مجرم کو لیکر اڑا راہ میں سحر دفع کر دیا کہ کوئی یہ جانے کہ بادشاہ نے دغا کر کے سب کو بیہوش رکھا ہے بس ہر ایک کو ہوشیار کر دیا انکی آنکھ کھلی شاہ جادوان کو برابر اپنے تخت پر بیٹھے پایا شرم سے ناچار گی

سے گردن جھکالی بادشاہ بنظر حسرت و محبت جانب روے ملکہ نگران تھا اور گلچینی اُسکے گلشن حسن و جمال کی کرتا جاتا تھا دل
بے اختیار گردن میں ہمانے اہر پیار کر لینکو چاہتا تھا مگر ابھی غصہ جتانا اور ابھی مہربان ہونا خلاف داب عظمت شاہانہ جانکر
خاموش تھا کہ گھر پہ چلکر کوئی اسکی سفارش کریگا تو خطا معاف کر کے منت پذیر ہونگا مختصر یہ کہ تخت اڑا اسے قریب دریاے
خونروان پہونچے وہانسے لشکر مہرخ قریب تھا عیار تو صحرا میں پھرا ہی کرتے ہیں اتفاقاً ضرغام اور صبا رفتار عیارہ و
عیار سے ایک جگہ سامنا ہوا تھا یہ دونوں لڑ رہے تھے بادشاہ نے وہاں پہونچکر تخت نیچا کر کے ٹھہرا لیا اور تماشا انکی لڑائی
کا دیکھنے لگا عجب ماجرا نظر آیا کہ ان دونوں نے کوس بھر کا میدان باندھا ہی مثل برق چندہ دم بھر مین کوس بھر پہ جا کر چمکتے
ہیں او کبھی ایسے میں آ کر گتھ جاتے ہیں گردش انکی نظر میں نہیں سماتی ہی ایک برابر سطح میں کی بجلی کوند جاتی خنجر کی تھپکیاں چلنا حلقہاے
کمند سے طرارے بھر کر نکلنا جستو نکے سناٹے کلا چیں اور فراسٹ بھرنا لائق تماشا تھا دھوکے دینا انکا سمجھ میں نہ آتا تھا
کبھی وہ ہوتا تھا کہ ابے ملکہ قدم تمہارا پیترو کے خلاف پڑا ہی جب وہ قدم کیطرف دیکھتی یہ کمند مارتا وہ جست کر کے اسطرح
نکلتی کہ جیسے عینک میں سے نگاہ نکلتی ہی پھر وہ کہتی کہ اے عیار غور کر کہ شانہ تیرا اکھڑ گیا یہ اپنے جسم کو خیال کرتا وہ کمند اسکی
اسطرح حلقہ سے نکلتا کہ جیسے تیر کمان سخت کا جاتا ہی شاہ جادوان اس لڑائی کو دیکھکر بہت خوش ہوا برق نے اسکو خوشنود
دیکھکر کہا کہ ہمارا عیار اور سرکی عیارہ وکیوں اے بادشاہ جو ٹھتو ابھی ہی اگر آپ میں کے قریب تر تخت لیجا کر ٹھہریے تو قدردان
کو دیکھکر دونوں جی توڑ کر لڑیں اس سے زیادہ تماشہ نظر آئے اور ابھی تو کچھ بناوٹ نہیں یہ لڑائی سادی ہی ایک دوسرے
کو پکڑ لینے کا قصد رکھتا ہی مگر مصمم ارادہ نہیں کرتا اور جانتا ہی کہ نکل جائے تو بہتر اور گرفتار ہو تو اچھا جب آپکو دیکھیں گے
لامحالہ جان لڑا دینگے پھر غالب و مغلوب کا حال کھلیگا بادشاہ کو یہ تقریر پسند آئی اور تخت زمین پر اتارا انسر ضرغام نے
چاہا کہ بھاگ جاؤں ایسا نہو یہ سحر کرے اور قید کر لے مگر بادشاہ نے کہا خوف نہ کھاؤ لڑے جاؤ ہم تماشہ دیکھینگے یہ
سنکر دونوں سلام کر کے لڑنے لگے واقعی اب بڑی تڑپ پھڑپ سے ہنگامہ کارزار بلند ہوا آنچہ اسطرح چلنے لگے جیسے
بجلیاں کوندتی تھیں جھنانے کی آواز تا بہ تیغ مہر پہونچی تھی مسیحا کو زندگی سے ناامیدی تھی چاک سے شمشیر صاعقہ ریز
کے چشم جوہر خنجر فلک خیرہ ہوتی تھی دیدے میں سفیدی تھی تیروں کے سناٹے پر بہرام فلک سناٹے میں تھا کبادہ چرخ
کبود کی پشت خم تھی تیر انداز قضا گوشہ میں سہم کر ٹھہرا تا تھا دھپ ہوا الامان کہکر چلاتا تھا گردش مبارزان پر
اور تلوار کی چال ڈھال پر فلک اپنی چالیں بھولا تھا دور ان تلوار کی باڑھ کا جادۂ راہ عدم تھا تار نفس کے قطع

ہونے میں عرصہ کرئی دم تھا کہ بموجب **ابیات**

تڑپتے تھے وہ برق انداز ہر سو
طرارے تھے بلا پرواز ہر سو

روانی چال میں ایسی تھی اُنکے
جسے موجِ دریا نہ پہونچے

شلنگیں اور جستیں تھیں بلاخیز
روانی تیغ کی تھی حشر انگیز

کبھی اس طرح گتھ جاتے تھے باہم
بھنور کا جیسے ہو دریا میں عالم

کبھی دیتے تھے دھوکے وہ غضب کے
کبھی لڑتے تھے سر نگہ گاہ دبکے

جبین موج نسیم گلشن نور — عذار صاف رشک شعلۂ طور
صفائی میں خجل آئینۂ ماہ — حیا سے داغ دل تھا سینۂ ماہ

بادشاہ نے ان قمر پیکران طلسمی سے ارشاد فرمایا کہ تخت طلسم جاکر لاؤ اور تم از بسکہ فوج طلسمی میں بھرتی ہو سلح و کمل ہو کر ہمراہ ملکہ تفیر قوا ز جادو کے میرے پاس آؤ پریاں حسب الحکم بادشاہ پھر اسی دروازہ میں درخت میں چلی گئیں بعد کچھ دیر کے اس درسے کئی ہزار اژدر شعلہ فشاں پیدا ہوا اور ان اژدہوں پر ایک قصر بنگلے کی طرح مثل قلعۂ بلند کے بنا تھا کہ اُسکے تین درجے تھے جو نیچے کا درجہ تھا اسمین کئی ہزار زنگی سیاہ و تیرہ دروں تلواریں کھینچے کھڑا تھا اور بیچ کے درجہ میں بہ بالا موتی جو لیوں میں بھرے اچھالتی تھیں اور اوپر کے درجہ میں بارہ ہزار بت بنا تھا ہر بت کا دروازہ بند تھا اُن پر جو غرفہ جو مہتابی تھی اسمیں ایک تخت جواہر آگین بچھا تھا گرد تخت کرسیاں یاقوت نگار بچھی تھیں اُن پر دو بریاں جو افسر فوج پریزاد ان میں بیٹھی تھیں اور قریب تخت ایک مہ جبین رشک بہشت میں تاج مرصع سر پر دیئے ہاتھ میں تفیر لیے جلوہ فرما تھی سب پریوں کی افسر تھی تخت کے ہزاروں پایوں پر اژدہے بنکا منھ میں دیئے بیٹھے تھے اور پس تخت کچھ اژدہے چتر شاہی منھ سے سنبھالے تھے اور دو ہزار پریاں جو پینے کی تھیں پنکھیاں اور سلفچیاں اور چنگیریں اور گلدستے وغیرہ عہدے ہاتھوں میں لیے کھڑی تھیں مہتابی پر آفتاب سحر کا بنا کر لگایا تھا کہ تاثیر طلسم سے دور روشنی مثل مہر جہانتاب دیتا تھا ایک طرف سورج مکھی تھی دوسری طرف اُس مہتابی کے چاند کی تصویر بنی تھی دن کو سورج ضیا باری کرتا رات کو چاند فروغ بخشی کرتا جب وہ ایوان طلسم قریب آیا سب پریوں نے بادشاہ کو تسلیم کی اور وہ نازنین شگفتہ تفیر لیے اتری بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر زینہ دن قصر ہشتی پر لیگئی زینۂ قصر کو طے کرکے مہتابی پر پہونچا یا صبا رفتار کو بھی بادشاہ ساتھ لایا غرضکہ مہتابی پر پہونچکر تخت پر بادشاہ نے جلوس کیا تخت پر بیٹھتے ہی ہزار با نقارہ اور گھنٹہ اور ناقوس اس قصر میں بجنے لگا اور فلک کی طرف سے رعد گرجنے کی ایسی صدا آئی اور ایک ابر سفید رنگ پیدا ہو کر سر قصر پر سایہ فگن ہوا اس ابر میں روشنی تھی کہ ہزاروں مہر درخشندہ نظر آتے تھے ایک طرف سے سورج مکھی میں ضو پیدا ہوئی کثرت ضیا سے وہ مکان نظر آنے سے چھپ رہا بالکل ایک بقعۂ نور کا بنگیا اژدہے پنکھا جھلنے لگے اور چتر کو گردش دیتے تھے کچھ پریاں سامنے ساز بجا کر ناچنے لگیں یہ کروفر و حشم سواری شاہ طلسم کی جانب [illegible] روانہ ہوئی کہ نظم

زیادہ قصر رشک برج ہوتا ب — ضیا پر آنکھ ٹھہرے اسکی کیا تاب
ہزاروں نازنین ماہ پیکر — پلاتی تھیں مئے گلگوں کا ساغر
ہر اک بجتے تھے لاکھوں ہی ناقوس — نہ آجاتی تھی جنکی سیکڑوں کوس
ہزاروں اژدہے اڑتے ہوا پر — چلے آتے تھے شعلہ چھوڑتے ساتھ

یہاں مہرخ سحر چشم سر ریجانی پر بیٹھی تھی سرا پردۂ بارگاہ کے اٹھے تھے ہر طرح کا ذکر سردار کر رہے تھے بلور بہار دست بھی حاضر تھا ساقیان خوش لقا جام شراب دیتے تھے عشرت کا جلسہ جما تھا کچھ سردار کہہ رہے تھے کہ ملکہ بہار نہیں معلوم کدھر گئیں اس اثنا میں خبر ہوئی کہ حضرت قران تشریف لائے ہیں قران کا ذکر کیا تھا کہ

ادھر ساحران چلے تھے وہ سب ساحر قریب اُسکے لشکر کے پہونچے قران انکا ساتھ چھوڑ کر داخل لشکر ہوا مہرخ نے سردار بہر
استقبال بھیجے تا دربارگاہ وہ آکر لیگئے مہتر مذکور ہر ایک سے ملا اور شاہ و لشکر کو تسلیم کرکے کرسی پر بیٹھا حال دخول طلسم
کوکب اور خواجہ کا ملنا قتل نامہ دار شاہ طلسم بہار کا حال بیان کرنیلگا ہنوز سخن ناتمام تھا کہ دفعتاً ابر سفید چھاتا نظر
آیا ہزار ہا سورج ایکبار طالع ہوگیا ناقوس کی صدا سے زمین میں تزلزل آشکار ہوا ہر ایک سردار گھبرا کر بولا کہ یہ کیا
ماجرا ہے مہرخ نے کہا خدا خیر کرے افراسیاب آتا ہے قران یہ فقرا سنتے ہی کرسی سے اٹھکر ایسا غائب ہوگیا جیسے یہاں
بیٹھا ہی نہ تھا اور سردار کہاں جاتے ناچار خاموش بیٹھے رہے اور سحر جیسے جیسے پڑھتے تھے سب نے دوربینین سحر کی لگائین
کہ کثرت ضیا سے کچھ معلوم نہوتا تھا آخر تخت شاہ جادوان بصد آب و تاب نظر آیا بنگلہ مرصع کار پشت ہائے شتران
پر بنا ہوا وہی سامان جو اول بیان کیا گیا ہر ایک یکسر دنگ ہوگیا سکتے کا رنگ ہوگیا خدا سے ہر ایک پناہ مانگنے
لگا اور تھراتا تھا اژدہونکا شعلہ تا چرخ بریں جاتا تھا وہ قصر فلک رفعت بر سر ہوا قائم ہوا اور دفعتاً برجان پر کہ
وہ جو بارہ ہزار بست بنے تھے انمین سے ایک برج کا در کھلا اور زنجیر آہنین جھنکی بعد لمحہ کے پنجۂ لیسان برق چمکتا بجانب
لشکر حیرت گیا اور اسکو اٹھا لایا اسنے آکر بادشاہ کو مجرا کیا اور برابر پہلو میں بیٹھی جب حیرت بھی آچکی شاہ جادو
نے اس شہزادی سے جو نفیر لیے تھی کچھ کہا کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اسکے اُٹھتے ہی ایک ایسی صداے مہیب آئی کہ ساحران
عالم کے دل دہلگئے پاے سمند دہشت سے بچل گئے گھبرا کر سب اُٹھے سارے لشکر مرنے پر باندھی لڑنے پر تلگئے
شاہ طلسم نے اتنی دیر تامل کیا کہ جتنے عرصے میں لشکر مہرخ مسلح ہوا جب سب لشکر درست ہوگیا چاق و چست ہوچکا
جابجا سے شاہ وہ بھی نفیر لیے برجونکے پاس آئی سب نے ان برجونکے کھلگئے اور ایک ایک عورت بطلعت مہر بصورت انجم آنچل لپیٹے
دوپٹے اوڑھے لباس مکلف سے درست زیور جواہر پہنے نفیر ہاتھ میں لیے عزم رزم پر چست ہر برج میں استادہ نظر
آئی یہ شہزادی جو نفیر نواز جادو سب آگے کھڑی ہوئی اس سمت میں کہ جو برج اور برجونسے آگے تھا اسوقت
عجب تماشہ نظر آتا تھا کہ بارہ ہزار گلعذار لباس سنہری پہنے سونیکی نفیرین منہ سے لگا کر کھڑی تھیں ایک تختہ زعفران
کا بردے ہوا لگا تھا رخسار سے انکے یہ ثابت کہ آفتاب زعفران کے کھیت سے نکلا ہے زلفین چہرہ پر لہراتین تیوریان چڑھی جبین
پیچے کلائی پر پڑے نرگس کی طرح ٹکٹکی باندھے لشکر کو دیکھ رہی تھین حکم کی منتظر تھین کہ یکایک بادشاہ نے کچھ پکار کر کہا
پہلے ملکہ نفیر نے نفیر کو ہاتھ میں لے پھونکا صداے خوش آہنگ اس میں سے پیدا ہوئی اس آواز کو سنکر گھنٹے اور ناقوس بجنے
موقوف ہوگئے سب طرف سناٹا ہوگیا وہ بارہ ہزار عورت مست ہو کر جھومی اور ہر ایک نے نفیر منہ سے لگا کر دم دی
شور و دہاڑ اور شکی آواز بلند ہوئی العیاذ باللہ الحفیظ اللہ صور اسرافیل پھنکا نفخ فی الصور کا زمانہ آگیا قیامت
کبریٰ برپا ہوگئی روئیان سحر پڑھ پڑھ کر سرداران لشکر مہرخ نے کان میں رکھیں اور ہزاروں سحر پڑھے لاکھون
تدبیرین کین لیکن تاثیر کچھ نہوئی صداے نفیران سحر سے مع مہرخ اور تمام لشکر بیہوش ہوکر زمین پر گرا ہر ایک مثل مردہ
صد سالہ بیحس و حرکت تھا افراسیاب اسوقت نعرہ زن ہوا کہ اے شہنشاہ جادوان یہ تولات دگر ادا کر رہا تھا اور
یہ یان نفیر پھونک رہی تھین منتظر حکم تھین کہ بادشاہ منع کرے تو بجانا موقوف کرین کثرت صدا سے بڑے بڑے درخت

اکھڑنے لگے اور خیام و بارگاہ اکھڑ کر دور گرے پہاڑون کو جنبش ہوئی اُسوقت بادشاہ نے ہاتھ ہلایا کہ بس کرو ملکہ نفیر نے نفیر منھ سے ہٹائی سب ہوائین ٹھہر گئین لشکر مہرخ کا عجب حال تھا لاشین اور رسالے فرش خاک پر قاقم و سنجاب کے بستر پر سونیوالے غش پڑے تھے صفین لیسان بنات النعش آسمان بھی تھین محلہ خموشان وہ لشکر تھا کہ ایک کا پاؤن تھا تو ایک کا سر تھا ہر ایک بجنبر تھا شہزادیان اسطرح رخسارے خاک پر رکھے پڑی تھین تاج کہین تھا آپ کہین تھین انجام کا پتہ دیتی تھین کہ حسن و جمال مال و منال حکومت کچھ کار نہین آتی جب دم کی جان پر بنجاتی ہے انجام کو صاحب ملک و مال ہم ایسے حسین و صاحب جمال رخسار خاک پر رکھکر مرجاتے ہین اعضا انکے کیڑے چاٹتے ہین جسم گل جاتے ہین دنیا مقام عبرت ہے کہان اس گھر مین راحت ہے انجام ہر ایک کا ایسا ہی ہوتا ہے فرش لحد مین یہی خاک ہے یہی اوڑھنا بچھونا ہے اسوقت ہزارون گلبدن رشک چمن غیرت سرو یاسمن پاؤن پھیلائے گل سے رخسار مرجھائے فرش خاک پر بستر لگائے خواب عدم مین پڑی تھین زلفین انکی چہرون پر اڑ کر آتی تھین یا گلستان حسن پر بلا نازل ہوئی تھی کسیکی چشم نرگس نہ تھی کسیکی آنکھ کھلی تھی تو گویا نرگس چمن کو ویران ہوتے دیکھ رہی تھی کوئی جو شمع مانند معکر خاک پر گری تھی تو یہ ظاہر تھا کہ مشت خاک پھر ڈالدو یہ تماشا ہے کوئی دست نگارین مین خاک بھرے پڑی تھی کسیکی مہندی مٹی مین ملی ہوگئی تھی تو زبان حال سے کہتی تھی کہ ناسخ مصفیر ہے بلبل کی کیسی ہوا ناساز ہے طائر رنگ حنا تک مائل پرواز ہے جدھر دیکھیے لاشون کا بچھونا تھا خیام و بارگاہ مین اکھڑی پڑی تھین بازار سونا تھا حسرت ہر جگہ برستی روح ہر ایک قالب عنصر خاکی مین تڑپتی یہ حال تھا کہ بتقاضاے ابیات

| | |
|---|---|
| ہوئی نازل بلاے آسمانی | اسیکو کہتے ہین سب ناگہانی |
| ہوئی برباد وہ دلچسپ بستی | پڑی لشکر پہ تھی حسرت برستی |
| نہ جنبش تھی کسی اعضاے تن مین | خزان آئی گلون کی انجمن مین |
| عروس خواب سے ہر اک ہم آغوش | نفیر سحر سے کھوئے ہوئے ہوش |
| پڑے خاموش تھے مردے کی صورت | کسی شے کی نہ تھی ان کو ضرورت |

تا دیر یہی ہنگامہ رہا بادشاہ نے کوس لمن الملکی بجوایا دمبدم یہی نعرہ زبان پر آیا کہ کون میرا مقابلہ کرسکتا اور ہمسر ہوسکتا ہے مہر حیرت سے کہا دیکھا تم نے اے ملکہ میجھو نٹ چاہتا ان نمک حرامون کو سزا دیتا انکا مار ڈالنا ایسا ہے جیسے پشہ و مگس کو ملک پھینکدیتے ہین مین انکی حقیقت کچھ نہین جانتا ہون۔ آپکے طرح دیتا ہون رحم کرتا ہون میلا شدہ سامری کی پناہ دیکھو دم بھر مین کیا سے کیا ہوگیا حیرت تعریف مین سخن سنج ہوئی کہ واقعی آپکا مقابلہ کون کرسکتا ہے اے شہنشاہ آپکا مثل نہین ہے نظم

| | |
|---|---|
| یادگار سامری جمشید آپ | آسمان سحر کے خورشید آپ |
| کون ہے دنیا مین ثانی آپ کا | کسکا ایسا ہے جہان مین مرتبا |
| آپ ہین سلطان شاہان زمان | آپ کا ہمسر ہے دنیا مین کہان |

حضور ان تکو اسونکو زندہ چھوڑ دیجئے قتل کر ڈالیے بادشاہ نے فرمایا کہ میں بھی یہی فکر رکھتا ہون لیکن ایک امر سے اندیشہ ہے کہ یہ سحر نہ تھا بلکہ
تحفہ طلسم سے کام لیا یہ اسوقت چاہیے تھا کہ جب طلسم کشا گلے میں لوح پہنے سامنے کھڑا ہوتا یہ بجائے اس سحر کی تاب کیا لا سکتے
ہان فتح طلسم جواب دیتا دوسرے شاہان طلسم اپنی جگہ پر کہتے لگا تھینگے کہ شاہ جادوان اپنے ملازمون پر نفیر نواز کو چند پر شکستہ
پر لیگیا بذات خود کچھ نہ کر سکا لے ملکہ میں ان اوگرنسے کسیطرح کم نہیں ہون جب چاہون ہلاک کر ڈالون پھر کیون یہ بدنامی اپنے ذمہ لیون
مگر یہ سب مشغول عیش و طرب غافل بیٹھے تھے اس غفلت میں انکو مسحور کر لیا زدالنار انکا باعث ننگ تھوڑی شاہان طلسم سے ہر جو
اور اسی چیز سے انکو مغلوب کیا ہے کہ کوئی ساحر کیسا ہی زبردست ہو لیکن اس تحفہ طلسم کا جواب نہیں دے سکتا بس میری عاجزی صاف
ظاہر ہو اسوجہ سے اسوقت طرح دیتا ہون یہ کہکر نفیر سے اشارہ کیا کہ انکو ہوشیار کرے وہ نازنین حسب ارشاد اٹھی اور ساز
نفیر خوش آہنگی سے بجا کر دلکش بجائی کہ عالم کے دماغ میں مستی آئی وہ بادبیغیر جو قفسہ پر سایہ فگن تھا مستون کیطرح جھوم کر ان بیہوشان
خاک افتادہ پر چھا کر محیط ہوا اور برسنے لگا اس طرح لی نے آب نمک کی تاثیر بخشی ہر قالب بیجان میں گویا جان تازہ آئی تمام سرداران
لشکری مہرخ کے ہوشیار ہوگئے بادشاہ نے پکار کر کہا کہ دیکھو تم نے انکو امان کیا حال تمہارا دم بھر میں نہ کیا مہرخ نے در جواب
اس نعرے کے کہا غفلت میں جو چاہتا دیتا بھلا حال بیان نہ دیکھی پیشتر ہمکو یہ کیفیت معلوم ہوئی کہ بادشاہ نامردی کی راہ سے
تحفہ طلسم کا حربہ پھیر کریگا تو ہم اس تحفہ کا جواب لیکے لیکن لک ہمارے یعنی عیار اس تحفہ کو بھی بر باد کر دیتے ادھر سلطنت ہاتھ سے
شہنشاہ عیاران خواجہ عمرو ذیشان یہان نہیں ہیں اگر وہ ہوتے تو اسوقت حال کھلتی تاکہ یہ نوبت طلسمی پھر کر پنی جاہ بیگی پھین
کہلم آئی بادشاہ یہ کلمات سنکر حیرت سے گویا ہوا کہ دیکھو وہی عذر ناشنیدہ پیش کیا ایکم مہرخ سے کہا یہ عذر تو تیرے کیا اسکو
میں اول ہی سمجھ چکا تھا اسلیے آج تمکو زندہ چھوڑتا ہون اگر چاہا سامری نے تو بعد آنے تمہارے ہادی یعنی عمرو کے راہ فنا سکا
دکھاونگا اسطرح کی باتین کرکے ملکہ نفیر کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر غائب ہو گیا نفیر نے حیرت و صبا رفتار کو نیچے باجے بجانے کے
واپس لشکر میں اسکے پہونچ دیا اور آپ تخت طلسم لیکر اپنے مقام پر گئی مہرخ نے سجدہ شکر درگاہ خدا تعالی کیا کہ اس کریم کارساز
نے آفت عظیم سے نجات دی پھر خیمہ بارگاہ درست کرا کے بزم سجا کر داخل دار الامارہ شاہی ہوئی تمام لشکر میں چہل پہل آغاز
ہوئی بدستور سابق آباد ہوئے دلشاد ہوئے مہرخ نے لیہ سے کہا کہ دیکھ تم نے شاہ کا اس طلسم کے کیسا جاہ و جلال ہے ملکہ
نے کہا ای ملکہ وجہ اسی مثل کے تنہا بیٹھی قافیہ تنگ ہے آئی اگر شاہ کو کب ملکہ بران کے سامنے ایسی زبردستی جتاتا تو
معلوم ہوتا ملکہ نے کہا اب وہ زمانہ بھی نزدیک ہے کوکب سے مقابلہ ہوا چاہتا ہے خواجہ کے آنیکی صرف دیر ہے یہ کہکر مصروف
حکمرانی ہوئی اسطرف افراسیاب جب داخل باغ سیب ہوا تمام سرداران ساحران ذی شان نے استقبال کیا یہ آکر سر پر طلسم بیٹھا
اور ناچ دیکھنے لگا دو ایک جام شراب پیے دماغ نشے سے جاتا ہوا خیال آیا کہ یہ جو کچھ کو نے محنت کی سب بیکار و بے سود تکلیف اٹھائی
نہ ملکہ بہار قبضہ میں آئی نہ کسی عیار کو سزا ملی نہ کوئی حریف ہلاک ہوا اسمدد خداوند پاس پہونچی لازم ہے کہ بہار کو گرفتار کرکے
اپنی بلو صال خود کریا قتل کر ڈالے اس خیال کے ساتھ ہی ایک شور عشق پیدا ہوا ادائیں ملکہ بہار کی اور باتیں اسکی دلربائی کی
یاد کر کے آہ سرد بھرنے لگا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا اسی تگ میں پیچ سحر نے نامہ خداوند لاکر دیا اسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ مدمش کی
آمد آمد سے تو نے مطلع کیا تھا اب دولت کو انتظار اسکا رہا ہر چند کہ قدرت حال اسکا جانتے ہیں مگر تنبیہ نہ کی جلد اسکو پابہ

غرضکہ آب کی جو سیر کرکے چلے صحرا مین آکر تلاش ہمجرمان مذکور ہوے ایک مقام پر ان گھسیارونکو جو بصورت بہار روئیدہ جاتے
دیکھا اور ایک ایک سیر ایک ایک کے سر پر سوار ہوا سب اپنی راہ راست چھوڑ کر سمت باغ سیب چلے اور ویسے ہی کلام جیسے
برق و بہار وغیرہ کرتے یہ بھی کرنے لگے انکو کوئی روکنے والا نہ تھا یہ دریاے خونروان پر آئے وہان ایک کشتی طلائی پیدا ہوئی
سوار ہوکر پار اترے اور بدہوشی بیخودی سے بخیر باغ سیب مین آئے اور ازبسکہ سیر جادو کے سر پر سوار تھے وہ بیخود بھی
ہوے تھے اور سیرون نے بس صورت بہ انکو باعتقادی نام انکو تعلیم کرتے تھے کہ یہ کہو یہ پکارتے تھے کہ ہم برق ہین ہم
ضرغام ہین سب اپنا اپنا نام بکتے تھے اگر ہوشیار ہوتے شاید اپنا اصلی نام بتاتے انکو کچھ اور نہین کہہ سکتے تھے القصہ جب
یہ سامنے تخت جادوان کے بیٹھے اور اپنا اپنا نام لیکر پکارے مصور نے بڑی تعریف کی کہ واقعی یہ سحر نہ دیکھے نہ سنے
آپ ہی کہو اسواسطے بہتر ہے واہ کیا کہنا ہے شاہ نے براقتا فرنچہ سحر سمجھکر ملکہ حیرت کو بھی لشکر سے طلب منگایا اسنے بھی
قیدیونکو دیکھکر تحسین سرائی کی بادشاہ نے بعد آنے حیرت کے جلاد طلب کیے اور ازبسکہ یقین کامل ہو کر یہ عیار ملیح ہاتھ کے
ہونگے انسے سوال اطاعت بھی نہ کیا الغرض بہار کو تو الگ کرایا اور سب کے سر کٹوا ڈالے جو نہین ساحر تھے انکے سیرون نے
غل مچایا ادھر بحکم بادشاہ سبز اسپان نقارہ سحر کا بڑے ہوا گیا کسی نے اس غل مین نہ سنا کہ سیرون نے کسکا نام لیا وہ
گھسیارہ جو بصورت بہار تھا سہم گیا اور سیر سحر کا اسپر سے بھی اتر گیا اسنے چاہا کہ بادشاہ کے قدمون پر جا کر گردن اور
اپنا حال کہون لیکن طرفہ ماجرا ظرافت آمیز سنکے بادشاہ عشق بہار مین بیقرار تھا اسنے ذرا بھی تامل نہ کیا ہاتھ بہار
مصنوعی کا پکڑ کر جانب ظلمات روانہ ہوا آنکھ اس گھسیارے کی بند ہوئی ادھر بعد جانے شاہ کے حیرت و مصور جانب
لشکر گئے اور حیرت نے آتے ہی طبل بشارت بجایا خبر مشہور ہوئی کہ برق بہار وغیرہ قتل ہو گئے ملکہ مہرخ نے بھی یہ خبر
سنی ہر ایک سردار نے فرط غم سے گریبان چاک کیا اکثر بہ تکلیف محبت عیاران وغیرہ یاد کرکے قلزم چشم سے دریا بہا کر
ہوا جادوگرنیان و ساحران ہر ایک دل کھو بکر سر پیٹنے لگے اور کہتے تھے نظم

کیا اس طرح واویلا بعد غم — ہوئی گوہر فشان وہ چشم پر نم
رسالہ اشک گلگون نے جمایا — علم ہر آہ نے آگے بڑھایا
وہ نالے لشکر غم کے نشان ہین — نقیب خوش بیان آہ و فغان ہین

آخر یہ مشورہ ہوا کہ زندگی بیکار ہے جیتے جی لشکر حیرت پر گرد اور ٹوٹ کر بعوض اپنے مقتولون کے اس فوج کو ہلاک کرو
یا اپنی جان دو چنانچہ یہ مشورہ کرکے مہرخ نے نفیر سحر بجائی تمام لشکر مسلح و مکمل ہو کر عزم روانگی رکھتا تھا کہ وہان قران
نے اس خیال سے کہ غار مین بہار وغیرہ کو لشکر حق مین تیر سر کا کر انکو نکالا اور ہوشیار کیا ازبسکہ سحر اپنا شاہ جادوان
دفع کر چکا تھا یہ جو ہوش مین رہے باتین حواس کی کرنے لگے قران نے سب حال انسے کہا وہ سب نہایت احسانمند ہوے اور
منت گذاری کی کہ لے قران بحکم خدا تمنے ہماری آبرو اور جان بچائی پھر تخت سحر پر سوار ہو کر سب اسوقت داخل لشکر ہوے
کہ مہرخ سوار ہو کر لڑنے جایا چاہتی تھی انکے آنے سے باغ باغ ہوئی اور ہر ایک سے گلے ملی سب سردار بہار وغیرہ بغلگیر ہوے
نقارہ شادمانی پر چوب پڑی غلغلہ کامرانی و تہنیت شادمانی تا بہ فلک پہونچی لشکر نے کمر کھولی سب سردار بارگاہ مین گئے

عیاروں کو خلعت ملا اور خزانہ کھل گیا زر و گوہر بہار پر سے نثار ہونے لگا جشن آغاز ہوا یہ سب خبریں ہرکارے دریافت کر کے خدمت حیرت میں آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض رسا ہوئے کہ ملکہ طلسمات اسطرح قران نے مصنوعی برق وغیرہ بادشاہ پاس بھیجے تھے چنانچہ بہرخ خبر قتل سنکر لڑنے آئے آپ جا چکی تھیں کردہ سب مجرم جنگو شاہ نے قتل فرمایا اور آکر موجود ہوئے۔ یہان جشن ہو رہا ہے حیرت یہ خبر سنکر رنجیدہ ہوئی اور سارا ماجرا قلمبند کر کے ایک پتلے کو سحر کے دیا کہ بادشاہ پاس لیجائے پتلا نامہ لیکے روانہ ہوا لیکن افراسیاب جو بہار مصنوعی کو لیکے طلسمات میں آیا وہان ایک قصر شاہانہ آراستہ تھا صحن ایوان میں گلشن جواہرین لگا تھا آبند بحر پھلا پھولا تھا کوئی بہار ایسی دیکھی جو وہان نہو کوئی کیفیت اسطرح کی نہ تھی جو اس جگہ پیدا نہو ہوا سے بہارین نے شگوفے کھلائے تھے گل ہنستے مسکراتے تھے بارہ دری میں فرش و مسند آراستہ شیشہ آلات سجے چھپر کھٹ مرصع پایوں کا بچھا اور قبہ بسان برق پڑا تڑپتا سامنے مسند کے چنگیرین عطر دان رکھے جملہ سامان راحت مہیا تھا عجب طرح کا سما تھا کہ بموجب ابیات

بہار موسم گل کی تھی آمد — چمن میں بلبلیں تھیں شاد از حد
زمرد رنگ پتے ہر شجر میں — بہار تازہ تھی گل میں ثمر میں
لطافت سے بھرا تھا صحن خانہ — بچھا تھا شہ نشین پر شامیانہ
بچھا اک سمت دستر خوان دیکھا — وہان کھانے کا سب سامان رکھا
وہان ہر قسم کے میوے مہیا — مے گلگون سے ہر شیشہ بھرا تھا
دھرے تھے قرب شیشہ جام لبریز — وہ گھر تھا نعمت دنیا سے معمور

گھسیارا پہلے تو متوحش ہوا سے بیہوش ہو گیا شاہ نے اب لاکر مسند پر بٹھایا اسکو ہوش آیا اپنے تئین سر مسند بصد عزت جلوہ گر دیکھا شاہ کو اپنے برابر دیکھا چاہتا تھا کہ حال لیکن پھر خیال آیا کہ بادشاہ مجھکو جب گھسیارا سمجھے گا بغلط اور عزت سے جو اسنے لاکر بٹھایا ہے بجبر یہ خاطر نہ کریگا بلکہ عجب نہیں جو قہر ملائے کہ میں نے گھسیارے سے ایسا مدارا کیا تھا کر سب بیان کریگا بس اس اندیشہ و ندامت میں کہ مجھکو مار ڈالے گا لہذا چپ رہ رہ دیکھ کر جب بٹھا بادشاہ کیطرف سے گردن جھکائی شرما کر بسان معشوق آنکھ چرائی کہ دیکھوں کیا کرتا ہے بادشاہ نے منت کرنا شروع کی کہ ملکہ مایہ خوبی ولے آرام جان عاشق باعث بہبودی بذراؤ مجھسے کلام کر دل بیقرار کو تسلی دے میری گود میں آرام کر نظر محبت سے میری طرف دیکھ دے بوسہ لب نازک دست ہے میں تجھپر فریفتہ ہوں کہ نظم

کہ کتنی تم بھی ٹھنڈی سی آدمی ہو — بھلا راحت ہو کیا تم سے کسی کو
کہان کی رہنے والی ہو مری جان — کہ مجھ سا پاس بیٹھا ہے بہ ارمان
مگر رغبت کسی جانب نہیں ہے — طرف زانو کے ہر لحظہ جبین ہے
خدا را کچھ تو بولو آنکھ اٹھاؤ — اٹھو مسند سے میرے پاس آؤ
ہوئیں کب سے میری جان پاکدامن — کرو شرم و حیا کا چاک دامن

| | | |
|---|---|---|
| غنیمت جان لطف زندگی کو | | نزدیک اسوقت پیارے لینے جی کو |
| لب گلگون کا اک بوسہ ہمین دے | | کہ دیکھین جو جلے کیسے ہین تیرے |

گھسیارے نے جو یہ عنایت و مہربانی دیکھی خوب تیار ہوکر آیا بادشاہ نے ایک بوسہ لب لعلین کا
اسکے لیلیا اسنے بھی بادشاہ کی لی بادشاہ سمجھا کہ یہ تجھپر تو پہلے ہی سے فریفتہ تھی کنواری عورت پہر زنانت سے ڈرتی
تھی لیکن اب مست ہوئی فوراً پستان پر ہاتھ ڈالا پستان انار دانہ کے پاس گوشت اور نرم جیسے کی شکل سایر وغیرہ
کے بنی تیار رہتی ہین جو ہی لگا دیا کرتے ہین شاہ جادوان سے نہین نرم اور کراری گول سڈول چھاتیان پائین کر دل کھینچ
نہ گیا فوراً شلوار بند پر ہاتھ ڈالا گھسیارے کو بھی [illegible] بیٹھ گیا شاہ نے کچھ مستی مین خیال نہ کیا اور اسکو برہنہ کیا
پھر تو عجب سیٹ گزر عروسی کنم بعد شادی [illegible] اب تماشہ بادشاہ نے دیکھا کہ آنکھین گھنگھریالی سیاہ ری
سی چھائی رہی گھبرا گیا اور ایک لات ماری کہ گھسیارا [illegible] گر پڑا تمام یہ عجب شکل کو [illegible] سے باور دن اس
جنس کو بیہودہ جانا تھا اور بادشاہ نے دلیری کر دی تھی بادشاہ کو درد مرض کا دوا جانتا تھا ایک لات سے کبھی نہ گرا سنبھلا اور
دوڑ کر شاہ سے لپٹا کہ جانی مین تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر شاہ کو گرا دیا اور داب کر بیٹھا بادشاہ حیران تھا کبھی کہ میرا اس
ساتھ یہ جھنسا تھا جلے تو سنا کہ عجب پڑا اب عجب ہو سب بہت دردا نشان نات جسپیدہ جھپکا کہ جسکی چوٹ پڑتی تھی
جگر پر مصروف خدمت ہوتا ہو کر عجب شکل سے مطلع ہے [illegible] ہو امر بادشاہ نے گھبرا کر ایک طمانچہ سر کا مارا
کہ منہ بیہوش ہو گیا شاہ بغضب تھا اور ستون مکان سے اسکو باندھا [illegible] سحر پڑھا کہ وہ ہوش مین ہوا اس سے کہا سچ بتا
کہ تو کون ہے گھسیارے نے کہا ہون کون جب تمہارا دل ہوتا جب ہی خفا ہوئے ورنہ مجھے تو ایسا کچھ صبر بھی برہنہ ہو سے
پر ننگ ذات تھا جو آپ خفا ہوئے آپ جیسے مجکو یہان لائے پردہ تو مین کرتا ہوں پھر آپ کیون نادم ہین شاہ غصہ اور ملال
از حد رکھتا تھا تلوار کھینچ کر چلا اور کہا جلد بتا کہ تو کون ہے گھسیارے نے کہا دیکھا ت اچھا اور یہ بھی گوارا نہین جان پہ
میرے بنی ہے ورنہ عورت کی صورت ہوتی تو دیکھنے مین نہین آتی گنبد جہد مین بسلطان سامری کا مطلب کر لے غرض کھل
غش کہا نشک لکھون وہ ایسی کہتا یہ عتاب کرتا اس بحث مین بادشاہ نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اسکا جدا ہو گیا بادشاہ
لاش اسکی پھینک کر بغضب جانب باغ سیب جلا دلے کہتا تھا کہ خوب ہوا جو ظلمات مین اس بیہودہ کو مین لے آیا تھا اگر باغ
سیب مین رہتا تو سب سردار اس فضیحت سے آگاہ ہوتے اور سارے طلسم مین بدنامی ہوتی غرضکہ باغ سیب مین آکر اور نگ
سلطنت پر بیٹھا تھا کہ بچہ نے لاکر نامہ حیرت پہونچایا اسکو پڑھکر حال عیاری قران معلوم کیا کہ اسنے اپنے سردار
دھیار روک لیے اور گھسیارا بنا کر بھیجا یہ نامہ پڑھتے ہی آگ غصہ کی مشتعل ہوئی کہ بیرون نے سحر کے یہ غلطی کی
ان سبکو سزا دینا لازم ہے مجکو سحر پڑھا کہ بیرون جو جو سحر مونکو بلائے گئے حاضر ہوئے بادشاہ نے حکم دیا کہ تم سب جلیا دینے
کہنا تھا کہ وہین بادشاہ سے ایک شعلہ نکلکر انپر گرا کہ وہ سب جلنے لگے بہر راہ امتحان کہ کیون بہار زندہ ہے یا نہین اٹھکر
ایک باغ متصل باغ سیب کے وہان گیا اس باغ مین جتنے ساحر سارے طلسم مین ہین انکی نشان موت کے درخت لگے ہین جب کوئی
مرتا ہے اسکے نام کا درخت سوکھ جاتا ہے اسنے نام بہار کا درخت دیکھا وہ درخت سرسبز پایا جانا کہ بہار کو کچھ ضرر نہین پہونچا

یہ معلوم کرکے پھر باغ سیب میں آیا اور کتاب سامری جس طرح سے کہ نزد دیگر منگا کر تماشا طلب کرکے دیکھی نیت یہ کی میں جانب لشکر
امیر خ بہر گرفتاری ملکہ بہار جاؤں یا کسی ساحر کو بھیجوں میرے لیے اچھا ہو کتاب میں نکلا کہ آجکل تجھ پر قران صعب ہے تامل کرنا ورنہ
ہر دو منہ پھر ذلت ہوگی ندامت پر ندامت ہوگی یہ معلوم کرکے کتاب بند کی اور سمجھ گیا لیکن دل میں کچھ تو خیال کیا کہ بہار کچھ دبی ندامت
گھسیانے کی شوخی کا غصہ اسوجہ سے تب باقی رہی خود تو جانے سے باز رہا مگر سحر پڑھکر دستک دی بعد لمحہ ایک ساحر پیدا ہوا
کہ اژدہے پر سوار بھی تھا اور منھ بھی اسکا اژدہے کا تھا نہایت رجحبہ بد ہیبت و مہیب صورت رکھتا بدلے کردھنی کے ماران
سیاہ کمر سے باندھے کانوں میں بجائے کنڈل کے سانپ بالشت برابر کے لٹکائے سر سے کالے کوڑیالے جٹا دھاری سانپ لپیٹے
خدا کی پناہ اس موذی بدبیان نے سامنے شاہ کے آکر سلام کیا بادشاہ نے ہنسکر فرمایا اے اژدر دہان اژدر نشان
جادو مزاج اچھا ہے اسنے کہا اب مزاج بہ سبب شاہ کو دعائے ترقی عمر و دولت دی بادشاہ نے حکم دیا کہ تمہیں اے دولت نے
اسلیے یاد کیا ہے کہ اپنے لشکر سمیت جانب لشکر حیرت جاؤ اور انکو ہو سکے تو سب حریفوں کو مار ڈالنا لیکن ملکہ بہار کو
زندہ گرفتار کرکے میرے پاس لانا اور تم یہ خیال رکھنا کہ عیار وہاں بڑے مکار اور غدار ہیں اور اس طرح کرتے ہیں کہ
کبھی ہیں تم انکے فریب میں نہ آنا سارا حال انکی عیاریوں کا بیان کرکے تاکید برائے حفاظت فرمائی پھر خلعت رخصت دیا
وہ ساحر خلعت پاکر زمین میں سما گیا اور قلعہ اژدر پیکر جو اسکا دارالحکومت ہے آیا وہاں سب ساحر اژدر چہرہ رہتے ہیں
فوج بھی اسی صورت کی ہمراہ لی ہے اسنے بارہ ہزار ساحر غدار چیدہ و منتخب تیار کرا کر اپنے ساتھ لیے اور عزم روانگی جانب
لشکر ملکہ حیرت کیا حال اسکے جانیکا پھر بیان کیا جائیگا اب دل حال پہلوان جادو کا جو جانب لشکر لقا جا چکا ہے
بیان کیا جاتا ہے ہمیت کنون بازگو یہ داستان نکتہ شناسان شیوہ بیان داستان و پہلوانان معرکہ تقریر و زر آوران تیغ
تحریر زور قلم اسطرح دکھاتے ہیں کہ پہلوان ساحر مع لشکر بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے نکلکر قریب کوہ عقیق پہنچا
لقا بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ ابر گھر آیا برق بجلی علامت آمد ساحران معلوم کرکے بختیارک وغیرہ حسب دستور پیشوائی کو گئے لشکر
اسکا اتروایا ساحر مذکور مع شاگردان پیش سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا نذر دی خلعت سرفرازی پایا دنگل پر جانب دست
راست بیٹھا حال تمام لشکر اسلام کا پوچھا بختیارک نے کل کیفیت رو رو کر بیان کی اسنے کہا ملک جی تم گھبراؤ نہیں میں
علاوہ سحر کے کشتی میں سبکو مع حمزہ باندھ لونگا یہ سنتے ہی شیطان زیادہ رونے لگا اور کہا ہمنے تمکو ابھی سے مردہ سمجھ لیا
ایسے بیوقوف حمزہ کو جب دیو عفریت و دیگر پہلوان قاف نہ باندھ سکے تو تیری کیا لیاقت خبردار بغیر سحر کیے کشتی زور
کی نکرنا ورنہ ادنی ملازم حمزہ تیرے لیے کافی ہے اسنے یہ جب سنا ہنسکر کہا ملک جی آپ ہی حال کھلیگا یہ دونوں تو باہم گفتگو
کرتے تھے اور ناہید فولاد بدن کوہ جسکی طاقت پہلے ذکر کیگئی ہے گئی ہوتن کی زنجیر سے کمر باندھتا ہے حال قوت و شوکت
امیر لشکر دلمیں تعریف کرتا تھا کہ شجاعت زور و قوت کے یہ معنی ہیں کہ دشمن لوہا مانے بہادر مدحت سرائی کرے خلاصہ بیان
آمد ساحروں کے رونق زیادہ ہوئی ناچ ہوا کیا شغل میخواری رہا ایک دن تو پہلوان کسل راہ سے آسودہ رہا جب
دوسرے دن وہ زمانہ آیا کہ رستم شب نے دیو سفید روز کو پچھاڑا اور تنگی لندھور شب نے اکھاڑے میں ہر کسی شاگردان
انجم فلک قدم اتارا کہ بموجب نظم

| | |
|---|---|
| قضا را طاقت مہر جہانتاب | ہوئی غائب نظر سے جسطرح خواب |
| اٹھے امید مطلب مین ستمگار | کیے افسون براے جنگ تیار |

پہلوان نے طبل جنگ لقاے کہکر بجوایا ہرکارون نے خبر سنکر بادشاہ لشکر مسلمانان نے بھی حکم نقارہ نوازی دیا طبل سکندری پر چوب پڑی دو سپاہ ہلنے لگی سردار دربار سے اٹھکر تمام حجت اپنے آئے تیاری جدال کرنے لگے آجکی رات حیات و مرگ پہلوانو نکے بیچ تلوار کا میدان اکھاڑ، تھا فتح وشکست سے کشتی اکی تھی نصرت ہی نے بچھایا تھا اقدار یو ظلمت شب اور لوح سحر سے بھی زور ہو تا بد لگیا تھا چاند سورج کو بھی نظر مقابلہ تھی لڑنے پر تیار ہر ستارہ تھا اجل اکھاڑے کے کنارے ٹہلنے لگی تھی کہ کل بڑے بڑے پہلوان بچھاڑے جائینگے سب ہاتھ سے کشتی کھائینگے تیر دون نے زبان صفت ثنا لے استاد تیغ فولاد بدن کھولی تھی گرز دون نے کلہ زنی کی داد دی تھی سپرین شیدی لنڈھور دسالین کیصورت تھین پہلوان مٹی اکھاڑے کی لگائے تھے بالمبیتین پر کدورت تھین تیر سے لنگر بارے پائے ثبات گاڑے کھڑے تھے کہین تیغ میدانین سب کے جیب پڑے تھے بہادرون مین کوئی چپ لنگوٹ کستا تھا کوئی ورزش کرتا خم مار کر ہنستا تھا سلمانو نمین لڑائی کا غلغلہ تھا تیغ کے گھاٹ مین بلا کا کاٹ تھا یا علی مدد کی پکار تھی دور نگی سے نفرت و عار تھی یکرنگی دلسے اظہار تھی ان شجاعونکو اگر رستم دیکھتا ثنا خوانی کرتا سہراب طاعت کا دم بھرتا تھا بولی جوشن صاف ہوتی تھین میخین ہوئی جوشن یاد سہر مصاف ہوتی تھین کہین پیچ تھا کہین کلائی تھی ییے لڑے اور رن چڑھے بہادرون کو کب کل آتی بمقتضاے نظم

| | |
|---|---|
| کوئی تھا اپنی جوشن صاف کرتا | کوئی دم اپنی استادی کا بھرتا |
| خلیفہ تھا کوئی استاد کوئی | نے کرتا تھا پیچ ایجاد کوئی |
| کسیکو ڈ و بنا لغل بہت یاد | کوئی کیلی کے تھا کرنے مین استاد |
| کوئی لٹی لگانے مین تھا مشاق | کوئی تھا دم بھرتے مین بہت طاق |
| کوئی تلوار کی کثرت پہ مغرور | اکیلے لاکھ سے لڑنے مین مشہور |
| کسی کا تیر شہباز اجل تھا | ذبیح تھا نشانہ ان کا تاکا |
| کوئی یل تھا بسان کوہ البرز | کسی کے پاس تھا خارا شکن گرز |

اسطرف سواے تیاری آلات حرب کے سحر سازی و عربدہ پردازی کا چرچا تھا بیرونکو سحر کے جسمو نپر چڑھایا تھا ایک لنگ سے اپنے تئین دو انگ کا بنایا تھا ساحر بعزتی سے دیو بنے تھیں اپنے تئین کیے چت اور پٹ کی کچھ غیرت نہ رکھتے دل کشتی نکی رہا کہین رسول گڑا جوگی میٹھیا بنا سحر کے زور سے دانون پیچ توڑ جوڑ انھین بتاتا تھا اسی ہنگامہ مین آخر پہلوان شب استاد سحر سے کشتی کھا گیا خلیفہ آفتاب کے سر پر سنہری اور زرین پگڑی بندھی اپنا لنگوٹ طاق دہر مین چڑھا گیا نظم

| | |
|---|---|
| مزاج صبح تھا ہنسنے پہ تیار | چراغ داستان ہوے یون شرربار |
| کہ پھر جنگ اٹھے سب بعادت | بجالاے خدا کی پہلے طاعت |

تماشائے مطلق کی قدرت دیکھیے کہ اُسکے دلمیں بھی خیال آیا یعنی بغیر سحر کیے فرزندان حمزہ سے لڑکر دیکھوں کہ انمیں کتنا زور ہے
بس یہ اس خیال سے بغیر جادو کیے گرم تلاش ہوا نظم

گرفتند مریکدگر را میان
بمانندہ پیل جنگی دمان
نہادہ سر اندر سر یکدگر
چو شیران جنگی گرفتہ کمر
زمین گشت جنبان و لرزان ہوا
شدہ مرگ بر جان اوشان گوا
چو شیرے کہ بربایداز جائے گاؤ
دیا شاہبازے برزم چکاؤ

ازبسکہ شہزادہ نبیرۂ حمزہ ہزار نے بند صاحبقرانی باندھا کچھ ہی دیر میں اسکو زمین پر مثل چرخ دیگر مارا اور کود کر سینہ پر سوار ہوا اُسنے دلسے اپنے کہا کہ میں ایسا صاحب زور اسکو جانتا تو مہلت سحر سے نہ دیتا خیر اب بھی کچھ نہیں گیا ہے یہ سمجھکر ایسا سحر پڑھا کہ شہزادہ بے حس و حرکت ہوگیا یہ اٹھ بیٹھا اور شہزادے کو چت کرکے بند دیا بہادران ہر دو لشکر نے اسپر نفرین کی کہ بڑا نامرد و دغا شعار ہے مگر اُسنے کچھ خیال نکیا اور چونکہ اس کشتی میں وہ وقت لگ گیا تھا کہ پیر چرخ نے لنگر گردن خورشید جہاں تاب مغرب میں کی برج شمس و مہر ہندا رہ نہ دیکھ سکا نظم

پھر آئی شام فوج انجم کی لیکر
صفین اس نے جما دیں آسمان پر
بقا شب کو نہ دن کو پائداری
اسی غم میں کٹی ہے عمر ساری

شام کے قریب طبل بازگشت بجا اکر ساحر مذکور بھی لشکر اسلام سے مراجعت کرکے اپنی جگہ پر آیا بادشاہ داخل بارگاہ ہوئے ادھر پہلوان ہیرو بقا داخل بارگاہ ہوا ناہید پہلوان بھی حاضر تھا اُسنے زبان پر تشنیع پہلوان رواں کی کہ تونے نام شجاعت خاک میں ملادیا ساحر نے جواب دیا کہ اگر فرزند حمزہ زبر ہیں کیا دکیا بچا کیا کیلئے ساحری میرا پیشہ ہی ہے اور سحر کرنیکو تو آیا ہی ہاں اتنا کیا کہ پہلے سحر نکیا بعد کو کیا ناہید نے کہا خیر جو کچھ تونے کیا اچھا کیا لیکن کل میں لڑونگا اور داد شجاعت دونگا یہ سنکر بختیارک بولا کہ ابھی تم اس جنگ میں دخل ندو اسے کہا تو پھر میں گھر جاتا ہوں میرا یہاں رہنا بیکار ہے بقا نے جو اسکو رنجیدہ پایا اسی کے نام پر طبل جنگی بجوایا یہ خبر ہرکاروں نے بتفصیل خدمت شاہ جلیل میں گزارش کی یہاں بھی ناہید کا انصاف و رعایت شجاعت سنکر شہزادہ ایرج نوجوان عرض پیرائے خدمت شاہ عالیشان ہوے کہ آج میرے نام پر طبل جنگی بجے کہ کل ناہید سے سوا میرے اور کوئی نہ لڑے بادشاہ نے عرض اُنکی پذیرا فرمائی اور انھیں کے نام پر طبل سکندری نے صدا دی بہادر پھر اپنی جگہ پر آکر درستی آلات حرب میں مصروف ہوئے اُنکی رات ناہید مریخ سے مقابلہ تھا نقارہ حرب صدائے اقتلوا دیتا تھا بہادر شادی مرگ تھے اسلحہ کی چھاچاق ساز عشرت سمجھتے ہنس ہنسکر ہتیار تن پر سجتے زحل ہندو نے فلک ناہید کے بزرقدیم کا آج مزاج ساتویں آسمان پر تھا بہرام چرخ کو للکارنا چاہتا تھا نہیں معلوم کس گمان پر تھا اسطرف کو ہی ملیح ناہید تلواریں چرخ پر چڑھا لیے عقل ترک فلک کی چرخ میں لاتے تھے مختصر یہ کہ جانبین میں رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جب ناہید چرخ نے شاہ خاور کے جلال کو دیکھکر مقابلہ سے شرماکر منہ چھپایا اور آفتاب بسان ایرج مہر لقا میدان چرخ میں آیا نظم

عجب یہ پیر گردوں رنگ لایا
اُجالا آسمان پر خوب چھایا

ہوا شرق سے پیدا مہر پر نور / ہوئی تاریکی ظلمت کدہ دور

دم سحر سجدہ کر پاس سے مع سرداران باحواس و بے ہراس امیر حق شناس درگاہ بادشاہ گردون اساس پر آئے اور جب خورشید تابان افق شبستان سے لامع الانوار ہوئے بعد ادا سے مجرا و سلام ہمراہ تخت سعادت بخت قمر کر جانب میدان روانہ ہوئے لشکر گرد باگرد وہ پہلے ہی جا چکا تھا ادھر سے فوج کو میان لیکر ناہید آچکا تھا بادشاہ کے پہونچتے ہی جو صحرگاہ میں لقا بھی آیا دونوں لشکروں نے پرا جمایا زمین دہلنے لگی بجلی تیغوں کی چمکنے لگی ہوا شرربار ہوئی گھٹا سیہوں کی فتنہ و فساد برسانے پر تیار ہوئی ہولنے علو کے پرچم اڑائے دریاے فوج لہرائے شہنشاہ شجاعت کے ڈنکے بجنے لگے ضرب تیغ سکے پڑنے لگے جب صفیں ترتیب ہو چکیں لشکروں نے قرنا ہونکی جلاجل بجی کڑکا ہوا سوار جوانمرد ہنر پنجگال پیلمان تہمتن ناہید فولاد بدن اجازت لینے خداوند سے لیکر میدان میں آیا اور کلمات رجز بصد غرور زبان پر لایا کہ اے فرقۂ اسلامیان آگاہ ہو کہ میں رستم سرزمین کوہستان ہوں دیو بند و شیر گیر جوان ہوں کہ بمقتضائے **ابیات**

ز مستی خرد شید چون شیر نر / دہا موج دریاے پر شود دشر
ندارد کسے پاے با من بجنگ / بدرم بچنگال چرم نہنگ
بسے رزم کردم بہر کارزار / بسے مایہ ور شد زمن خوار و زار
ز کشتہ بسے دشت کردم چو کوہ / بسے کوہ از زور من شد ستوہ
بسے زین تہی شد ز رزم بجنگ / بسے سر کہ کندم بہ نیزۂ چو چنگ
کرا مرگ آید چہ پاے دگر / بہ بندد دیکے رزم جستن کمر

یہ نعرہ ہاے لاف و گزاف سنکر ایرج نامور مہر مصاف صف سے نکلے سردار تمام پاپیادہ ہوئے نقارے فیلی شتری بجے شاہزادہ بادشاہ سے خلعت رخصت پاکر مرکب اڑاکر عرصۂ لعین میں سامنے حریف کے پہونچا اور وہ ہنکا در ماری کہ گھوڑا اُسکا آٹھ سات قدم چوپٹ کھاکر ہٹگیا اور انکا مرکب مدمیں لتے ہی قدم پر ٹھکر ٹھہر گئے مرکب کو رانوں میں سنکر مقابلہ آکر کیا کہا کہ اس جانور کے ہنکانے پر مجکو مغرور نہ سمجھنا تھارا گھوڑا طلسمی ہے میں ایسا مرکب لاؤں دیا کہ نہیں لاؤں شہزادے نے فرمایا اے بیوقوف یہ لاف زنی تاکہ ہماری طاقت نے تجھے ہٹایا مرکب کی اس میں کیا خطا ہے تو نہیں جانتا میں کون ہوں **نظم**

جہان را گرفتہ ہمی فر من / بخورشید رفتہ سر پر من
سپہر روان بر سر گردمان / کُلہ مہر بر ترک من چون کلاہ
نبرد آوری برین گونہ لاف و گزاف / ہنر باید از مرد جنگی نہ لاف
ہمی ترسی از کفم زخم شمشیر تیز / ببینی کہ چون ست روز ستیز

یہ کہکر دونوں مشغول نیزہ دری ہوئے تین سو ساٹھ طعن باہم رد و بدل ہوئی لعین ایرج نے اپنا بند صاحبقرانی باندھکر نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالا اسکو غضب طاری ہوا اور جبر د کہکر گرز لگایا **نظم**

| | |
|---|---|
| بزد بر سپر گرز و برخاست گرد | رخ چہرۂ چرخ شد لاجورد |
| چو زد گرز بر تارک پہلوان | بجنبید از و آن نبرده جوان |
| پس از حرب او گرز زد بر سرش | کہ لرزید آن کوه تن پیکرش |
| دوم گرز بکشاد چون زور دست | کمرگاه اسپ تگاور شکست |
| بیفتاد آن از ستور سمند | ز جا جست و بند کمر کرد بند |

شہزادے کے گرز لگانے سے جب کمر اسکے مرکب کی ٹوٹی اُسنے کمر باندھکر تہیہ کشتی کیا شہزادہ بھی گھوڑے پر سے کودا اور دونون باہم لپٹے دو شیر نر و پیل تھے کہ سر ٹکرانے لگے اس اثنا مین ایک بجلی چمکی کہ آنکھ سب کی خیرہ ہوئی اور ایک پنجہ اوپر سے گرا کر دونو کو اٹھا کر جانب فلک لیگیا لشکر اسلام مین اور کوہستان مین غلغلہ ہوا کہ یہ کون تھا انکو جب اُسطرف سے عیار و شتر سوار خبر کو دوڑے ادھر سے شاپور عیار ایرج بچہ کو ڈھونڈھتا اسطرف کہ جدھر اسکو جاتے دیکھا تھا پہونچا یہان انکے جانے سے شام ہوئی طبل بازگشت بجا فوجین پھر کر تمام آسایش گاہ پر آئین شاہان لشکر داخل بارگاہ ہوئے لقا جب تخت پر بیٹھا گویا ہوا کہ یہ بچہ جو انکو لیکر گیا یہ دست قدرت تھا جسنے ان دونونکو بہشت مین اپنے برائے سیر اسلیئے بھیجا ہے کہ ناہید زمین پہلوان کے دخل نہ دے یہ جبتک سیر کرے یہان ساحرونکو مقابلہ کرے پہلوان نے یہ سنکر سجدہ کیا اور کہا تو مجھپر کرم کرے تو اور ان کرے تو بیشک تیری جوت کا خداوند ہر وجہ آج میرے نام کا طبل جنگ بجے کل یہ بندہ تیرا ان تمہ کو کہ اسعاقت رات کو نہ بچے بھی ایسا تیار کرونگا کہ کوئی سحر جسپر اثر نکریگا یہانتک کہ حمزہ بھی اسم اعظم پڑھکر تکا نکریگا تو بھی کچھ نہوگا اور اب بندہ حقیر خداوند مناسب مقابلہ کر ہو نہ لڑیگا لقا نے اُسکے کہنے سے حکم نواختن طبل جنگ دیا اور اُسوقت کہ جب نجم زرین مہر دست سپہر سے گم ہوا وہ سیاہ پوش شب ڈھونڈھتا اسکو نکلا مشعل ماہ سے عالم کو منور کیا کہ ابیات

| | |
|---|---|
| پھر آئی شام سر پر فتنہ انگیز | ہے جنگ و جدل پھر تیغ کی تیز |
| ہوئی جب شام ستی مشعل شب | ہوئے پھر جنگ کے سامان ہر سب |

سر شام طبل جنگ بجا ہر کا سے خدمت شاہ اسلام مین آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض رسانے حال ہوئے یہان بھی حکم نواختن بارگاہ نقارہ حربی کڑکڑا آیا آجکی رات عیارون نے جو ساحر کا یہ دعوی سنا کہ اُسنے اسم اعظم کو بند اثر رکھنے کا ارادہ کیا بس جو عیار ہی قدم اٹھا یا چالاک ہیتہ عیار دشت روانہ ہوا کہ نام اُنکے وقت پر بیان ہونگے چنانچہ سر سنگ اُئین سے صورت بدلکر وہ لقا کے لشکر گیا وہان سب سے بیخبر بیکار تھا پہلوان اٹھا تھا کہ مین سحر کرنے جاتا ہون تختیا رگ کیے ہاتھا کہ مردان پوشید رہنا عیار تمہاری فکر مین آئینگے سنے جواب دیا کہ ملک جی مجھو تو مین کیا کرتا ہون یہ سنکر سر سنگ اُسکے ساتھ ہوا وہ جب اپنے خیمہ مین آیا سکو مع خدمت ملازم وغیرہ کے رخصت کر دیا سر سنگ بصورت خدمتگار تھا اُسنے جانا کہ مین ٹھہر جاؤن لیکن اُسنے بروقت رخصت کہا کہ وہ صورت خدمتگار مین سر سنگ عیار کھڑا ہی اور میرے ساتھ بارگاہ خداوند سے آیا ہی تم جاؤ تو مین اسکو پکڑون یہ کلمات سر سنگ نے جب سنے تو ہر ایک کے کھڑا ہی تھا سر کو بند خیمہ کے نکل آیا اور بھاگا کہ تا لشکر کے چالاک ملا اُس سے حال کہا اُسنے کہا خیر مجھ لیا جاویگا یہ کہکر ابو الفتح کو

ہمراہ لیکر روانہ ہوا یہ دونوں خدمتگار کی صورت بنکر جب خیمۂ پہلوان کے قریب پہونچے دیکھا تو وہاں سناٹا تھا کیونکہ ساحر نے کور پہلے
ہی وہاں سے سب کو رخصت کر چکا تھا انھون نے موقع اندر جانیکا خوب پایا فوراً قنات سے پشتگرہ داخل بارگاہ ہوے دیکھا کہ فتیلہ
سوز شمعدان روشن ہیں پلنگڑی پر پہلوان سوتا ہے انھون نے چاہا کہ قریب جاکر بیہوش کرین لیکن انکو خود نیند آنے لگی سمجھے کہ یہ
ساحر زبردست ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسنے سحر اپنی حفاظت کیلیے ایسا کیا ہے کہ جو کوئی یہاں آئے بیہوش ہو جائے یہ سمجھکر چاہا کہ بھاگ
جائیں لیکن اتنا زور بھی اپنے میں نہ پایا جانا کہ ہم بیہوش ہوا چاہتے ہیں بس یہی جنتیر عیار ہے اور تو کچھ کر سکے گلا اتنا کیا کہ کمند کو اسطرح
زیر فرش بچھایا کہ جیسے ہی کوئی فرش پر قدم رکھے پاؤنکی دھمک سے حلقہ ہائے کمند اچھلکر گردن و کمر میں پڑیں اور الجھکر گرا دے
غرضکہ اسطرح کا جال بہر طائر روح ساحر لگا کر یہ دونون صیاد دانا بیہوش ہوگئے ادھر لشکر میں سامان حرب ہو رہا ہے مگر قدرت
خدا کا تماشا دیکھیے کہ وہ بچہ جو ناہید و ایرج کو اٹھا لیگیا ہے وہ اس پہلوان ساحر کا شاگرد رشید ہے اور از بسکہ طلسم
میں استاد کیوجہ سے کوئی اسکا شاگرد ہوتا تھا اور نہ کچھ اسکو فروغ تھا اسلیے وہ کوہستان میں باہر طلسم کے آیا اور یہاں اپنی
بود و باش اختیار کر کے شاگرد بہم پہونچائے اور استاد مشہور ہوا چنانچہ صحرا میں ایک باغ بنا کر اکیلا رہتا ہے اور اس اطراف
میں ایک جوگی ہے کہ بڑا استاد کامل ہر فن سحر میں سامری کو مقابل اپنے طفل مکتب جانتا ہے بس یہ خدمت جوگی میں اپنے استاد کی خبر سنکر گیا اور
کہا میں استاد سے برخلاف ہو کر یہاں آیا تھا اب وہ بھی آئے ہیں شاید مجھ سے کچھ فساد کریں لہذا آپ میری حمایت فرمائیں جوگی پاس چونکہ
مدت سے آیا کرتا تھا اسنے رحم کھا کر ایک تلوار بزور سحر اسکو بنا دی کہ جب تیرے استاد سے اور تجھ سے سامنا ہو تو اس تلوار
سے مقابلہ کرنا یہ شمشیر دو ٹکڑے کر دیگی اور کسی طرح کا حربہ سپر تاثیر نہ کریگا اسلیے کہ جب اسنے پہلوانی اختیار کی تھی تو بادشاہ طلسم
سے کہکر جسم اپنا سحر بند کرا لیا تھا کہ کوئی حربہ بجز اسکے اثر نہ کرے الغرض یہ ساحر کہ نام اسکا جنگل جادو ہے وہ تیغہ لیکر اپنے باغ میں
آیا اور چاہا کہ پہلے استاد کے دشمنونکو مارون اور استاد سے لڑون اگر وہ کچھ نہ بولے اور آشتی پیش لائے تو کچھ ضرورت فساد نہیں
اور جو برسر عناد ہے تو ناچاری ہے یہ سوچکر بچہ تنبل ایک غیر دکو لایا اور قاصد ہوا کہ پہلے انکو ہلاک کرون تو اور دشمنونکو اسیطرح ہلاک
کرون جب دس بیس کو مارون تو سر انکے خدمت استاد میں لیجاؤن چنانچہ ان دونوں کو لاکر پہلے صحرا میں اتارا شاپور عیار بھی
پیچھے کے تجسس میں ذکر کیا گیا ہے کہ جلا تھا اسنے بھی دور سے دیکھا کہ وہ بچہ غلطاک ساحر بنا ادھر ناہید و ایرج جب صبح ہوا
کے صدمے ٹلنے سے ہوشیار ہوے اور ساحر کو دیکھا ناہید نے للکارا کر اور پوچھا تو کون ہے جو ہم دونوں کو جنگل میں اٹھا لایا اسنے کہا
تم میرے استاد سے لڑتے ہو اور خداوند کا مقابلہ کرتے ہو میں تمہیں قتل کرنے لایا ہون ناہید نے کہا میں خداوند کیطرف سے
لڑنے آیا ہون اور انکے دشمن سے لڑ رہا تھا کہ اٹھا لایا اب تو کہ خداوند تیرا کیا حال کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنی قدرت سے بعد میرے
انکے تیرا حال دریافت فرمائینگے اور انسے کونسا حال پوشیدہ ہے ساحر نے کہا خداوند میں یہ قدرت نہیں وہ کیا حال
میرا معلوم کرینگے کیونکہ وہ خود فرماتے ہیں کہ میں مسلمانونکو پیدا کر کے بھول گیا ہوں اور علاوہ اسکے عیار انکو آکر دق کرتے ہیں اگر حال
ذرا بھی وہ جانتے ہوتے تو پہلے ہی انتظام کر کے انکے رنج پہونچانے سے محفوظ رہتے بس ظاہر ہوا کہ علم غیب مطلق خداوند کو نہیں
ناہید یہ کلمات سنکر سوچا کہ جو پرستاران خداوند ہیں ان تک کو کبھی معلوم ہے کہ خداوند بالکل بیخبر ہے بس یہ خداوند سراسر
جھوٹا اور دغا باز ہے ضرور ہے کہ قول اسکا دروغ ہے اہل اسلام سچے ہیں اسلیے وہ لوگ بہادر اور شجاع بلکہ بہ صفت موصوف ہیں مجھکو لازم ہے کہ

جوزیرِ چبوترہ بچھیں پڑا تھا گویا ہوا کہ اے بھائی کیا کہنا ماشاء اللہ تمہاری عیاری میں شک نہیں اس ساحر کو خنجر سے قتل کرو کیسلیے کہ ناہید
نے اسپر تلوار ماری تھی تو اُچٹ گئی تھی شاید بند سحر یہ سو تھیں تن بنا ہی شاپور نے یہ سنکر وہ خنجر باغ سے تلاش کر کے لیے ایک خنجر زیر
سر رکھا اور دوسرے سے سر اسکا کچل دیا بھیجا پاش پاش ہوگیا اُس ساحر کو جہنم میں بھیجا ہیروں نے اُسکے غل مچائے آندھی سیاہ
آئی جب وہ آفت برطرف ہوئی ناہید عیار کے جسم میں طاقت آئی ناہید نے اٹھکر قدم پہ ایرج کے سر اپنا رکھدیا اور کہتا تھا کہ دین
آپکا سچا ہے میں نے اسلام اختیار کیا شہزادے نے سر اُسکا سینے سے لگایا اور کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا کلمہ پڑھکر وہ بہادر از سر صدق ایمان
لایا پھر شہزادہ اپنے عیاروں کے گلے ملا اور سامنے بارہ دری میں اس باغ کی آیا جو کچھ سامان آسایش نذر ساحر اُسجگہ تھا وہ مرگ ساحر سے
مٹ گیا تھا اصلی باقی تھا شہزادے نے دیکھا کہ ایک صندوق گوشہ بارہ دری میں رکھا تھا اُسکو کھولا اُسمیں ایک شمشیر آبدار رکھی تھی نیام
مخملی اُسپر چڑھا تھا اسکو اٹھا کر جو کھینچا قبضہ کے قریب تلوار پر لکھا تھا کہ یہ تلوار رعد کا بیان پہلوان جادو کی اور اُسکے شاگردوں
کی ہے جسکے پاس یہ تلوار ہوگی اُسپر سحر بھی پہلوان کا اثر نہ کریگا اور اسی تیغہ سے وہ دو ٹکڑے ہوگا اور کسی حربہ سے نہ مریگا یہ مضمون
پڑھکر شہزادہ بہت خوش ہوا اور تیغ کمر سے باندھا پھر تینوں وہانسے روانہ ہوئے یہ تو اس طرف سے آتے ہیں حال دربار لشکر دشمن بربادات
پھر تیاری حرب ہی ہی ہوا تک کہ وہ وقت آیا یعنے عیار دہر نے ساحر شب کو معدوم کر کے تیغہ آفتاب جہانتاب از ترک فلک فرمایا
کہ بموجب

نظم

| | کمر سے تیغہ تنلی لگا کر<br>تو بھاگے سامنے سے نجم و سیارہ | | برائے جنگ اٹھا پھر شاہ خاور<br>ہوا شبدیز گردون پر جب اسوار | |
|---|---|---|---|---|

امیر کشور گیر سپہ کر پاس سے پہلوانان بارگاہ دولت شہنشاہ عالمگیر پر حاضر ہوئے اول سامان جلوس کل سے پیدا
ہوا پھر شاہ کشور ستاں کا تخت ہویدا ہوا سب نے مجرا تسلیم کی سواری جناب عالی کی جانب میدان مصاف چلی سپاہ کشیر پہلے ہی
جا چکی تھی منچلوں کا بکھان گلستان شجاعت میں حشو ونما کا نیا غنچہ کر نکیا جو ان گھوڑوں سے کو کی و ناظرا سو نکا نیا انداز دیکھ کر چرخ
کج رفتار چال بھولا تھا باغ جرات جلاوت پھلا پھولا تھا نقارہ بجا بجا نقیبوں کا خوش الحانی سے نقابت کرنا عنادل کا چمن تور میں
نغمہ سنجی کرنا ظاہر تھا غرضکہ وہ سامان حد قیاس سے باہر تھا کہ بیت وہ لشکر تھا یا سیل بحر فنا کہ دم بھر میں ریلے خون
سے بہا وہ حاصل مرام دشت قتال میں پہونچکر تخت شاہی قلب میں لشکر کے قائم ہوا صف میمنہ و میسرہ وغیرہ آراستہ ہوئی بہادروں کا
پرا جما اسیدا انکو بیلداروں نے ہموار کیا سقوں نے چھڑکاؤ سے گرد و غبار بٹھا کر آئینہ سا ان جنگل بنادیا دوسری جانب لشکر
نفاق نے آکر صفوف حرب کو درست کیا مگر پہلوان جادو نہ آیا اسوجہ سے کہ اُسنے رات کو اپنی حفاظت کیلیے یہ سحر کردیا تھا کہ جو کوئی
بارگاہ میں آئے بیہوش ہو جائے اور رات بھر بیہوش رہے صبح کو جو میں اُٹھوں اسکو گرفتار کروں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چالاک
و ابو الفتح وہاں جا کر بیہوش ہوئے جب یہ صبح کو سو کر اٹھا دیکھا دو عیار سامنے پڑے ہیں خوش ہو کر گرفتار کرنے اٹھا مگر
قریب انکے انہوں نے جو کمند لگا رکھی ہے وہ کمند اچھلکر گردن و کمر و دست و پا میں اُلجھی اُسنے خنجر انکا قصد جو کیا حلقے پھنکا کھاکر بیٹھی
ہوگئے یہ گرا اور ایسا گھبرایا کہ سحر بھی بھولا اُدھر ان دونوں عیاروں کو ہوش آگیا اسلیے کہ اُسنے سحر بھی کیا تھا کہ جو آئے وہ رات
بھر بیہوش رہے صبحکو ہوشیار ہو جائے کیونکہ صبح کو تو کچھ ضرورت حفاظت کی تھی نہیں میں خود ہوشیار و بیدار رہونگا فی الجملہ عیار جو

ہوشیار بہت ساحر کو کمند میں پھنسے دیکھکر ایسے گھبرائے کہ حباب بیہوشی مار کر اسکو بیہوش بھی نہ کیا یونہیں کمند مع لادکر سراپردہ بارگاہ پھاند
کر بھاگے وہ ساحر گھبراہٹ میں سحر کرنا بھولا اور یہ بیہوش کرنا چنانچہ جب یہ لیکر بھاگے تو اسنے چیخنا شروع کیا کہ اے افسران لشکر
میرے دوڑو ارے واسطے سامری کا مجکو چھڑاؤ ہائے میں پھنسا یا سید میری جان گئی لوگو مجھے پکڑے لیے جاتے ہیں کمبخت ملازم
میرے کہاں گئے خدمتگار حرامی مر گئے شاگرد میرے مارے گئے اسوقت کیوں نہیں آتے یہ غل سنکر ملازم اسکے دوڑے ہر چند کہ
لشکر کمر باندھے عازم ہوشیار نہ ہوتا مگر جدھر سب دوڑے اسیطرف شاگرد بھی اسکے چلے عیار سمجھے کہ لے نہ جاسکو گے اور گھر
جاؤ گے یہ سمجھکر اسیطرح کمند میں لپٹا ہوا اسکو کاندھے سے زمین پر پٹک کر بھاگے ملازم جو پیچھے دوڑے آتے تھے وہ بھی عیاروں کے
تعاقب میں نہ گئے اپنے مالک کو اٹھایا عیار بھاگ کر دور نکل گئے اسنے انکے پٹکنے سے چوٹ بہت کھائی لیکن فرط غضب سے
اس چوٹ کو خیال میں نہ لایا اور بارگاہ میں ملازموں سے کہا مجھے اٹھا لیچلو وہ اسکو بارگاہ میں لائے اسنے کمند کے حلقے چھڑانا چاہے
مگر جتنا انکو چھڑایا اتنا ہی وہ زیادہ الجھے اسوقت اسنے چاہا کہ سحر سے کمند جلا دوں لیکن میدان رزم میں جب عرصہ گذرا اور دیر ہوگئی
تو بختیارک اسکے خیمہ کیطرف بے خبر چلا راہ میں چالاک اپنے لشکر کیطرف جاتا تھا اسکو دیکھکر پکارا کہ ملک جی عشق اللہ ہے
بختیارک نے ایک فقیر کو تہمد باندھے سیلی تاگے سے درست کمر میں کہا کہ چالاک گویا ہوا کہ مرشد زادے تسلیم عرض کرتا ہوں
اسنے کہا کہ بچا کمند فقیر کی پہلوان پاس ہے خبردار رہنا بختیارک نے کہا آپکی امانت غلام حاضر کریگا یہ کہکر شبیہ پہلوان بنا اور وہ
کمند جلایا چاہتا تھا کہ اسنے اسکے حلقے کھولے اور کہا بڑا غضب ہوتا جو کمند جلجاتی مرشد زادے راہ میں ٹہلتے تاکید کر گئے ہیں
مجھسے آکر لینگے یہ کہکر کمند لیکر چلا پہلوان کو اور زیادہ غصہ آیا اسلحہ آج سارے جسم پر لگاکر مرکب پر سوار ہو مع اپنے
شاگردوں کے بعد کروفر میدان رزم میں آیا یہاں تمام بہادر گھبرا رہے تھے کہ دن چڑھ آیا ہے اور کوئی لڑنیکو نہیں نکلتا ہے
کہ یہ آکر پہونچا اور اپنے خداوند سے اجازت لیکر وسط میدان میں پہونچکر نعرہ زن ہوا کہ اے فرقہ اسلامیان تم میں سے
جسکا جی چاہتے وہ آئے میرے سامنے لشکر اسلام سے دست راستی اور دست چپی سردار یکے بعد دیگرے نکلنے لگے مگر
جو اسکے سامنے آیا اسنے تلوار کا وار کیا بہادروں نے تلوار اسکی رد کرکے شمشیر لگائی اسنے سر سامنے کردیا تلوار سر پر پڑکر
اچٹ گئی پھر اسنے تیغ لگاکر زخمی کردیا اور سحر پڑھکر گرفتار کرلیا کئی سردار زخمی ہوکر مقید ہوچکے تھے اور امیر لڑنے آیا
چاہتے تھے کہ صحرا کیطرف سے بگولہ گرد کا اڑا اور شاپور عیار دوڑتا ہوا آیا سب حیران ہوئے کہ دیکھیں یہ کیا پیام لایا ہے
سب نے دیکھا کہ اسنے دو گھوڑے لشکر سے لیے اور سرداران ایرج سے ایسا کچھ کہا کہ وہ سب صحرا کیطرف چلے ایک لمحہ
نہ گذرا تھا کہ جنگل کیجانب سے پھر گرد اڑی اور شہزادہ ایرج و ناہید کی سواری پیدا ہوئی کہ آگے آگے شہزادہ عالی وقار
پس پشت تمام سردار آتے تھے بمقتضائے نظم

| | |
|---|---|
| سپہر اندران رزمگہ خیرہ شد | ز گرد سپہ چشمہا تیرہ شد |
| بلشکر گہ آمد دو شاہ جوان | ہمہ بر کتف خود نہادہ روان |
| درفش درخشان بسر بر بپائے | یکے پیکرش تیر و دیگر ہمائے |
| ہوا شد ز گرد سپہ آبنوس | ز نالیدن بوق و آوائے کوس |

تو گفتی کہ دریا بجوش شد ہے ۔ نہنگ اندرون خون خروشد ہے

انکی آمد دیکھکر امیر تامل پذیر رہے لڑنے نہ گئے اور ایرج نے قریب پہونچکر بادشاہ کو تسلیم کی اور مرکب بڑھا کر سامنے پہلوان کے پہونچکر نگاہ ماری گھوڑا اُسکا پس پا ہوا اُسنے رو تمیز سلکر مرکب اُسکے روبرو بڑھایا مگر بختیارک نے لقا سے کہا کہ یا خداوند آپکے نواسے کے تیور آج بُرے نظر آتے ہیں میرے نزدیک طبل امان بجوا دینا بہتر ہے ورنہ بھاگتے راستہ نہ ملیگا لقا نے کہا اے شیطان تو جھک مارتا ہے میرا پہلوان ہر قدرت ہی سب کو ماریگا یہ کہہ رہا تھا کہ رو ہزن پہلوان نے شہزادے پر تلوار لگائی شہزادے نے وار اُسکا خالی دیا اور وہی تیغہ جو بوتے جنگل جادو سے پایا تھا کھینچکر علم کیا ساحر نے جو اسکی چمک دیکھی دل اُسکا ایسا خائف ہوا کہ سپر چہرے کی پناہ کرکے سحر پڑھنے لگا مگر نہ سحر نے تاثیر کی نہ سپر آڑے آئی تلوار شہزادے کی سپر کو کاٹکر خود و دوال و زرہ ٹوپ وغیرہ سے گذر کر کاسہ سر میں در آئی اور سر سے سراسر کا چہرہ تراش کر صراحی گردن سے آب زندگی گراتی ہوئی صندوق سینہ سے متاع جان غارت کرکے شکم کے ادھیڑ جوجھ کو کاٹکر خانہ زین پر آئی مختصر یہ کہ تنگ مرکب سے نکلگئی راکب و مرکب چار پھانکے ہو کر گرے بختیارک یہ ضرب دیکھکر ہاتھی پر کھڑا ہو گیا اور لشکر اسلام سے پہلے اسی نے تکبیر کہی شاگردان ساحر شغفا اپنے استاد کے مرتے ہی سحر پڑھنے لگا کہ شہزادے پر آگ سے آگ برسانے لگے ایک طرف سے لقا نے فوج کو للکارا اور ریاے لشکر کو جنبش ہوا اسطرف سے بادشاہ اسلام نے حملہ کا حکم دیا دو لشکر باہم ملگئے شمشیر زنی آغاز ہوئی ہوا کا مزاج مکدر ہوا اور زمین سیاہ دشمنوں نے دیکھی لوہا بہنے لگا تلوار کی چمک سے دریا ے آہن لہریں مارتا نظر آتا تھا اس لڑائی میں طرفہ ماجرا یہ ہوا کہ سرداران جنکو پہلوان گرفتار کر چکا تھا مثل تورج و داراب وغیرہ کے وہ ایک خیمہ میں قید تھے پہلوان کے مرنے سے سحر اُنپر سے جاتا رہا وہ سب چھوٹکر جو نکلے ہنگامہ کارزار گرم دیکھکر جو لشکر کا پڑاؤ پر تھا اس سے لڑنے لگے اور ایک دو دربان زندان کو مار کر اسلحہ لیکر آفت برپا کردی پڑاؤ پر سے لوگ بھاگے سردار عقب میں اُنکے چلے اور لشکر کفار کی پشت پر آکر شمشیر زنی آغاز کی اور زیادہ لشکر لقا میں کھلبلی پڑگئی اسیطرح پیادہ ہوا کہ لشکر ناہید جو ہمزہ لقا اُترنے آیا تھا اُسنے جو پیچھے سے سرداروں کو شریک دشمن دیکھا سمجھا کہ مالک ہمارا لقا سے لڑنا چاہتا ہے پس وہ سب لشکر بھی فوج خداوندی سے لڑنے لگا تو چار طرف سے لشکر لقا گھر گیا اور یہ حال ہوا کہ ابیات

گروہے بکشتہ درون پر زخون ۔ دگر سر بریدہ فگندہ نگون
ہمہ دشت مغز و جگر بود و دل ۔ بہ نعل اسپان زخون پر ز گل
زافگندہ گیتی بر آن گور گشت ۔ کرگس نمارست بر سر گذشت
ز باد و ز خورشید و شمشیر تیز ۔ نہ آرام دیدہ نہ راہ گریز
ز خشم تبرزین و گرز پل دہا ۔ زدریا بر آمد یکے سرخ میغ

ایرج پر بسبب تلوار مذکور کے حرارت کرتی تھی شہزادہ [illegible] میں در آیا تھا ایک طرف سے امیر کو دگیر ے اسم اعظم پڑھکر [illegible] ساحری مٹا یا تھا مشغول [illegible] تمام ساحران [illegible] کو دیا [illegible] [illegible] لقا تھا [illegible]

چار طرف سے تیغ و نیزہ شہزادہ پر پڑنے لگا مگر مرکب ان کی گرمی پاکر اڑا اور ہاتھی کی مستک پر پہونچا دونون ہاتھ مین لگی ہودج لقا
پر تھین علمدار جو علم کو جلوہ دے رہا تھا اُسنے تلوار ماری اور فیلبان نے آنکس لیا شہزادہ نے بائین ہاتھ سے ادھر سپر کی
فیلبان کو ماری کہ وہ تو ہاتھی کے نیچے گرا اور علمدار کی تلوار اپنی تلوار پر گا تھو کر اپنا وار کیا تیغہ خون چکان اس زور سے مارا
کہ مع علم و علمدار کٹکر تیغہ ہودج پر آیا اور اسکو کاٹکر ہاتھی کے بھسونڈے پر ٹھہرا لقا تو اربرکھڑے کھڑا اٹھا تھا کہ اے نیزہ
قدرت کیا کرتا ہے او بندہ بے ادب خبردار قدرت سے گستاخی نہ کرنا نہین تو قدرت سنگ سیاہ کردیگی شہزادے نے بعد
قتل علمدار نعرہ اللہ اکبر بلند کرکے تیغ علم کی اور فرمایا کہ اے مشرک خدا کے گذارم کہ از دست من جان بسلامت برد چاہتا
تھا کہ ہاتھ مارے بختیارک نے کمر پکڑ کر لقا کو کھینچا اور ہاتھی کے نیچے گرا کر آپ بھی کود القا پکارا کہ اے شیطان مُرتج
قدرت مین چوٹ بہت آئی شیطان نے کہا کہ تا پائے داری بگریز آخر اسی چوٹ مین جسطرح بنا اُٹھکر بھاگا شہزادہ بھی
فیل پر سے مرکب اڑاکر زمین پر آیا اور تعاقب مین چلا لیکن کوری اور تمام افسران لشکر لقا نے مرنا گوارا کیا اپنے خداوند
پر ٹوٹ پڑے سردار لشکر اسلام ہوئے شہزادہ نے آکر میدان کو مار کر پلٹن کو بھگا دیا رسالہ بیچ مین آگیا تلوار گھسان
کی چلنے لگی وہ رن پڑا کہ کبھی ترک فلک نے دیدہ مریخ سے بھی یہ ہنگامہ نہ دیکھا ہوگا آخر لشکر لقا تاب جنگ لا یا علم فوج
سرنگون تو ہو چکا تھا افسر قتل ہوئے تھے سپاہ بے سردار کے پاؤن اُٹھ گئے اہل اسلام تلوارین مارتے غازیان دیندار
خون چہرہ پر ملے ہیبت ناک صورتین بنائے پیچھے چلے جو گرفتار ہوا بغیر کلمہ پڑھائے امان نہ دی خون کا دریا بہا دیا زیر
تیغ رکھ لیا اڑا او لوٹ کر آگ خیام کفار مین لگا دی لقا بھاگ کر داخل قلعہ عقیق کوہ ہوا ہزارہا کافر داخل جہنم ہوئے
اور قلعہ بند کرکے توپ باری مجاہدین پر کے کہ اب دشمن محصور ہوا اگر چند روز مین جمعیت بہم پہونچا کر پھر باہر نکلا اور لڑا تو خیر
ورنہ قلعہ پر حملہ کرینگے اور اس گھروندے کو ٹاپون مین گھوڑون کی اڑا دینگے لشکر مین طبل آسائش پر چوب پڑی سب پھر کر
داخل خیام ہوئے مال غنیمت تقسیم ہوا اپنے بیگانے کشتون کو گنج شہیدان کرایا اسطرف ساحران و گریان لاشہ پہلوان
کا اٹھا کر جانب طلسم گئے لشکر اسلام مین جشن آغاز ہوا سب قید شدہ سردار بھی آکر ملے لشکر ناہید بھی شریک ہوا بادشاہ
نے ناہید کو ملک و مال اُسکا معاف فرمایا خلعت دیا سرداران ایرج مین داخل ہوکر دست چپ مین بیٹھا یہان تو یہ سامان
ہے لیکن لقا جو بھاگ کر قلعہ مین گیا ایک شبانہ روز تو چوٹ کی وجہ سے دربار مین نہ بیٹھا دوسرے روز یہ کہتا ہوا برج
مینا سے برآمد ہوا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی جو ایسے بندے سرکش اور زبردست مین نے پیدا کر دیے کیا بری تقدیر
قلم قدرت نے لکھ دی آخر جب تخت پر بیٹھا سب اہل دربار افسران بقیہ لشکر حاضر ہوے ہر ایک نے سجدہ کیا اور اپنی اپنی جگہ
بیٹھے دور شراب آغاز ہوا اس اثنا مین گلگون عیار آیا جسکا ذکر اول بیان ہوا ہے کہ بہار کو پکڑ لایا تھا چنانچہ اس زمانہ
سے یہ اپنے ملک مین گیا تھا اب پھر آیا بختیارک نے اسکو دیکھ کر پوچھا کہ کہیے کہان تھے اُسنے کہا گھر گیا تھا بختیارک نے
کہا جیسے گھر مین رہے ویسے یہان رہتے جو ہوتے تو یہان رہنے کا مزا آتا کل کی لڑائی مین قدرت کے بہت چوٹ لگی اگر مین
کفیل حال نہ ہوتا تو فیل پر سے اتر نہ سکتے تو اس قدرت کا قتل ہو چکا تھا یون تو جیسے خداوند زور آور رہین ویسی ہی مٹی
زور رکھتی ہے نہ چھوڑ دیکھیے تو اسے وار زدہ تو خداوند جب نہ پاتے تو مارا ہی جاتا [illegible] اور [illegible] جنگ اسکو سنا یا [illegible]

نے کہا کہ میں جاتا ہوں ولد ایرج کو پکڑ کر لاتا ہوں یہ کہکر اپنے خیمہ میں آیا اور ایک گھسیارے کو لشکر کے بلا کر بیہوش کر کے ایرج
کی ایسی صورت بنایا پھر ایک اپنے شاگرد کو طلب کر کے حکم دیا کہ تو میری ایسی صورت بنجا شاگرد بموجب حکم اسکی ایسی صورت بنا
اس تدبیر نے اتنا عرصہ کیا کہ عیار روزگار نے بھی صورت اپنی تبدیل کی یعنی رومی سے زنگی کا بھیس بدلا سیاہی شب کو
منھ پر ملا کہ بمقتضاے نظم

گر رفتہ رفتہ دن بڑھ کر ہوا گم
سیاہی دیکھکر گیسوے شب کی
ہوا ساماں تاریکی کا فراہم
دلوں نے خلق کی راحت طلب کی

شام ہوتے ہی قنطورے اور پٹیا دے سے آراستہ ہو کر پشتارہ گھسیارے کا باندھکر شاگرد کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا
اور قریب لشکر اسلام جو صحرا ہی وہاں ایک غار میں پشتارہ گھسیارے کا رکھکر آگے بڑھا اور شاگرد کو کنارہ لشکر
اسلام کے ٹھہرا کر کچھ فریب تعلیم کر کے آپ آگے چلا اور ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی مثل خدمتگاران اہل اسلام بنائی چپکن جیبی بیبی
پاک کمر سے لگایا پیشانی پر گھٹا سجدہ کا بنایا شرعی ڈاڑھی درست کر کے داخل لشکر اسلام ہوا اور سیر بازار کی کرتا ہر ایک
سردار کی بارگاہ کو دیکھتا قریب بارگاہ ایرج پہونچا اور خدمتگاروں میں ملکر ٹھہرا رہا جب شہزادہٗ مذکور دربار سے آکر
استراحت فرمانے بارگاہ ہوا خدمتگاری کرنیکے لیے بلائے گئے عیار مسطور بھی انہیں شریک ہو کر اندر آیا مگر شاپور رہنما شہزادہ
نے ہر ایک خدمتگار کو بنظر فراست دیکھا اس عیار کو نیا آدمی دیکھکر چاہا کہ گرفتار کرے مگر وہ بھی نظر اسکی پہچان گیا اور
سراسیمہ فرار کرنے لگا لیکن کہتا گیا کہ خبردار رہنا میں گلگون عیار ہوں آج ایرج کو پکڑ کر لیجاؤنگا یہ کہکر چلا گیا یہاں
انتظام ہونے لگا شاپور دربارگاہ میں بیٹھنے لگا شہزادہ بھی باوجود اسقدر ہوشیاری پلنگ پر آرام فرما تو ہوا مگر جاگتا رہا
کتاب تواریخ لیٹے لیٹے دیکھنے لگا ادھر گلگون جو دعوی کر کے گیا تو لشکر اسلام سے باہر نکلا صورت بدلے فکر میں پھرنے
لگا اتفاقاً ایک فراش ملازم ایرج کسی کام کو بیرون لشکر گیا تھا پھرا ہوا اپنی نوکری پر آتا تھا اُسنے اُسکو دور کا سے
تو بہت جھک کر سلام کیا پھر کہا کہ میرے ساتھ ذرا ادھر آئیے دیکھیے تو یہاں کیا نقشہ ہے فراش بیچارہ ایک اُسکے کہنے پر
حیران ہو کے اسطرف آیا جہاں اُسنے بتایا وہ مقام گوشے کا تھا اُسنے وہاں آکر حباب اُسکے منھ پر مار کر بیہوش کر دیا اور
اُسکا بھیس لیکر زنبیل عیاری جلا کر آئینہ سامنے رکھکر اُسکی ایسی صورت بنکر لباس اُسکا پہنکر چلا فراش کو وہیں چھوڑا اور دربارگاہ
پر آیا شاپور نے پوچھا کہ میاں درگاہی کہاں گئے تھے اُسنے کہا کہ غلام لشکر سے کچھ سودا لینے گیا تھا یہاں غلغلہ سنائی دیا دوڑا
آیا پھر پایا بھی نہیں شاپور سمجھا کہ سچ کہتا ہی یہ سمجھ کر چپ ہو رہا اور یہ اندر بارگاہ کے شمعوں کے گل لینے اور روشنی تیز کرنے کو آیا یہاں
دیکھا تو شہزادہ بھی بیدار ہی سمجھا کہ یہ لوگ بڑے ہوشیار ہیں نہ بیٹھیں گے یہ سوچکر شمعوں پر بیہوشی ڈالنے لگا فرش کا جھول
مٹانے کا حیلہ کر کے خاک بیہوشی سب طرف پھیلا دی سرہانے شاہزادے کے آکر سیج بند باندھنے لگا اور تکیوں میں بیہوشی کا عطر
جو ہاتھ میں بھرا تھا قابو پاکر لگانے لگا شہزادہ کچھ اسکی حرکتیں دیکھکر متحیر ہوا اور بنظر غور جو دیکھا کچھ شبہہ کر کے سمجھا کہ اسکو
گرفتار کرا لو اگر فراش ہوگا رہا کر دینا ورنہ مار ڈالنا یہ سمجھکر پکارا کہ لینا اسکو عیار سمجھا کہ یہ مجھے پہچان گیا یہ سمجھکر ذہن میں سے
عنقا لے ری اور صحن بارگاہ میں آکر سراسیمہ فرار ہوا لگا یہاں شہزادے کے لینا کہنے سے شاپور اٹھکر دوڑا اور شہزادہ خود

نکلکر وہ ڈٹا اور پکارا کہ اے شاپور سر اُچھ عیار بچانہ گیا ہی ادھر شاہزادہ آدم اُسیطرف گھیر دشاپور اُسی جانب دوڑا اور بارگاہ مین جوان
اور غبار بیہوشی پھیلا ہوا تھا شہزادہ مع خدمتگاروں کے بیہوش ہو گیا اور بسبب غلغلے کے جو دوڑا اور خیمہ کے باہر ہی دوڑا اور تعقب
عیار چلا شہزادہ بیہوش پڑا رہا ادھر شاپور جو پیچھے دوڑا گلگون جست و خیز کرتا ہوا کنارے لشکر کے اسکو لایا وہان شاگرد کو
اپنی صورت اپنی بناکر ٹھہرا آیا تھا اور یہی کہہ آیا تھا کہ جب میرے تعاقب مین کوئی آئے تو میرا نعرہ سنکے تو لڑنے لگنا شاگرد نے
یہی کیا کہ استاد کو آتے دیکھکر آگے بڑھ آیا استاد تو نکل گیا اور اُسنے نعرہ کیا کہ باش او نا عیار کہان آتا ہی کیا مین تجھ سے کم
پایہ کی کار رکھتا ہون یہ کہکر تیغ کھینچکر لڑنے لگا شاپور آیا اور وہ دونون مصروف جنگ ہوے اور گلگون نے مہلت پائی فوراً
صورت اپنی اصل صورت شاپور بنائی اور پھر داخل لشکر ہوا جسنے دیکھا جانا کہ عیار نکل گیا یہ پھر آیا ہی غرضکہ کوئی مزاحم نہوا اور
یہ بارگاہ شہزادہ موصوف مین آیا دیکھا تو یہان شہزادہ مع خدمتگاران بیہوش ہی اسنے خوش ہو کر چادر عیاری بچھائی اور ساتون
حلقون سے کمند کے گولا مار کے پشتارہ کاندھے پر رکھا اور سر اُچھال کے نکلا نصف راہ لشکر کی طے کی ہوگی کہ ادھر
شاپور کو شاگرد سے اسکے لڑنے مین خیال آیا کہ ایسا نہو وہ عیار کسی کو اپنی صورت بنا کر مجھے بھڑا گیا ہو اور آپ جاکر
کام کرتا ہو یہ سمجھکر سامنے سے اُسکے بھاگا اور بارگاہ شہزادہ کیطرف چلا راہ مین گلگون کو پشتارہ بدوش جاتے دیکھا کہ میری
صورت بنا ہوا کوئی پشتارہ لیے جاتا ہی اسنے بھی للکارا وہ بھاگا اور یہ پیچھے چلا یہانتک کہ لشکر سے نکلکر وہ جنگل مین آیا
کہ اسنے پہچان لیا اور تیغ کھینچا اسمین یہ دونون گتھ گئے لڑتے لڑتے وہ پیچھے ہٹا اور یہ اسکو دباتا چلا یہانتک کہ وہ اسی غار پر
آیا جہان گھسیارہ کو بشکل ایرج بناکر پشتارہ مین باندھکر رکھ آیا تھا غرضکہ جب غار پر آیا اس غار مین کود گیا اور پشتارہ
شہزادہ کا وہین رکھا پشتارہ گھسیارہ کا کندھے پر لادکر ٹھہرا تھا کہ شاپور نے چاہا مین غار مین پھاند جاؤن اُسنے کمند
کے حلقے لگائے شاپور سمجھا کہ تم پھاندے اور پھنسے لازم ہی کہ اسکو راستہ دو تاکہ نکل آئے یہ سمجھکر پیچھے ہٹ گیا اُسنے
اُسکے ہٹنے سے جست کی اور سر غار پر آیا شاپور نے پھر جاکر گھیر لیا اُسنے دو ایک حملہ روکے آخر پشتارہ دوش سے
اتار کر رکھدیا اور لڑنے لگا شاپور نے اسکو ایسی جھکائی دی کہ وہ تو ادھر گیا ادھر شاپور رہا اور شاپور جانب پشتارہ
ہو گیا اور جلدی سے اپنا شہزادہ سمجھکر پشتارہ اٹھا کر لایا اُسنے تلوارین مارنا شروع کین مگر شاپور نے پشتارہ چھوڑا
اور سمجھا کہ پشتارہ پر ایسا نہو کچھ اور آفت آجائے کوئی اُسکا شاگرد آکر دست انداز ہو اس سے بہتر ہی کہ لڑنا موقوف
کرکے اپنا راستہ لو یہ سوچکر جانب لشکر اسلام بھاگا اُسنے بھی طرح دی یہ تو نکل گیا اور وہ غار سے پشتارہ برآمد کرکے
روانہ ہوا اور بعجلت تمام اپنے لشکر مین پہونچا رات زیادہ ہو گئی تھی حاجبان قلعہ اُسکے منتظر تھے انہون نے بعد دریافت علامات
شناخت کرکے دروازہ کھولا یہ داخل قلعہ ہوا القا باغ مینا مین آرام پر بیٹھا تھا جاریہ اپنے خیمہ مین شہزادے کو لایا اور اسوقت
تک بحفاظت تمام رکھا کہ کلاہ کش دہر نے گیاہ کہکشان کو صحراے فلک سے آفتاب کا گٹھر بالیکر بچھیلا اور گلیم شب مین لپیٹ کر
گٹھری باندھی کہ ہو جب نظم

| کہ جب اٹھا زمین سے سایۂ شب | نظر آیا جمال صبح مطلب |
| --- | --- |
| پیچھے رستے ہوے ظاہر ہوا کہ سو | اڑے طائر گھر سے صحرا مین آہو |

ہنگام سحر لقا دار الامارہ قلعہ میں آکر تخت نشین ہوا سب سردار اور مطیع اُسکے حاضر ہوکر اپنی اپنی جگہ پر قیام پذیر ہوے اُسوقت گلگون نے قید آہن ہزار من کی جسم انور ایرج نامور کو پہنا کر دربار کا راستہ لیا شہزادہ کو بھی عزادے پر ڈالکر ہمراہ لایا جب شہزادہ سامنے اس مرید یعنی لقا کے پہونچا بطور خدا پرستان پکار اکر سلام ہے میرا اس مجلس میں خداے لاشریک کے ماننے والے پر ہو لقا اس نہیب کو سنکر گھبرایا کرا و تبدۂ بے ادب نواسۂ قدرت سجدہ کر یا بدولت کو شہزادے نے فرمایا کہ میں تجھپر اور تیرے سجدہ کرنیوالون پر لعنت کرتا ہوں او مشرک خدا ناچار ہون کہ اسوقت دسترس میرا نہیں ورنہ زبان تیری گدی سے کھینچ لیتا اُسنے ان کلمات کو سنکر حکم قتل شہزادہ دیا بلکہ بخوف اسکے کہ کوئی عیار اُسکو چھڑا لیجائے ایک سردار سے کہا کہ تو اُٹھکر سر کاٹ لے جلاد کے بلانے میں عرصہ ہوگا وہ سردار تلوار لیکر اٹھا اور شہزادے کو یقین اپنی مرگ کا ہوا بس درگاہ احکم الحاکمین میں رجوع قلب سے پکار اکر

نظم

| | |
|---|---|
| مجھے امید کب ہے بخت بد سے | کہ فرصت پاؤں اس بغض و حسد سے |
| ہزاران شکر احسان خدا وند | کہ وہ کرتا ہے غمگینوں کو خرسند |
| عجب کیا ہے کہ چھوٹوں اس بلا سے | مجھے امید رحمت ہے خدا سے |
| الٰہی دل کو میرے شاد کر دے | مجھے اس قید سے آزاد کر دے |

ہنوز عاشقانہ اجابت پر بیٹھا یعنی ہرکارے دوڑتے ہوے آکر جراگاہ پر ٹھہرے اور کافر نے کا ذکر کر کے بعد دعا دیکر عرض کی کہ شیر انجوار کوہی حاکم قلعہ سیاہ کوہ چالیس ہزار کوسیون سے بیرا ادعا اذدنا یا ہے یہ خبر سنکر لقا نے حکم دیا کہ ابھی قتل مجرم موقوف رکھو او بختیارک کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائے شہزادہ اسیطرح مقید بطوق و سلاسل سامنے حاضر رہا اور بختیارک مع چند سردار کے پیشوائی کو چلا یہان تو یہ ماجرا گذرا اگر شاپور جو پشتارہ گھسیارے کا ایرج کا بنشتارہ سمجھکر لیگیا تھا اُسنے بارگاہ میں لاکر اسکو کھولا اور گھسیارے کو ہوشیار کیا گھسیارے کو گلگون نے بلا کر بیہوش کر کے ایرج بنایا تھا پھر حال تو یہان اس سے کیا نہ تھا جو وہ اپنے تئین شہزادہ بتاتا اُسوقت آنکھ کھلتے ہی اپنے چار طرف کچھ ڈھونڈھنے لگا شاپور نے پوچھا کہ کیا ڈھونڈھتے ہو اُسنے کہا گٹھری گھانس کی میری کہ میں کھر باندھ رکھا تھا اسکو ڈھونڈھتا ہون تمنے پایا ہو تو بتا دیجیے شاپور نے ان باتوں سے جانا کہ یہ گھسیارہ ہے بہت نادم ہوا کہ تو نے سخت دھوکا کھایا اب شہزادے کو چھڑانا ہی سوچکر گھسیارہ کو نکال دیا اور آپ پھر روانہ ہوا زبسکہ رات کو دروازۂ قلعہ بند تھا اسنے ہزار دن تدبیرین کیں مگر اندر نجا سکا ٹھہر رہا جب صبح کو دروازہ کھلا اور بختیارک پیشوائی کو نکلا یہ بھی اُسکے ساتھ چلا اُسنے جا کر شیر انجوار سے ملاقات کی لشکر اسکا ہمراہ لیکر داخل قلعہ ہوا شاپور بھی صورت بدلے اُسیکے ہمراہ لشکر میں ملکر قلعہ میں آیا لشکر اُسکا ایک مقام پر اترا فوج کی چھاونی کے قریب خیمے استادہ ہو گئے اور شیر انجوار سامنے خداوند کے آیا شاپور بھی خدمتگار وضع میں ملکر ساتھ آیا یہان اپنے سے شہزادے کو مطوق و مسلسل بیٹھے دیکھا تدبیر رہائی کرنے لگا اور شیر انجوار نے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی ذگل پر بیٹھا دوسرے شہزادے کو اسنے بھی دیکھا خداوند سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے لقا نے کچھ کہنے نپایا تھا کہ ملک بختیارک بولا کہ انکا حال مجھ سے سنیے یہ نواسے خداوند کے اور بردے حمزہ کے ہین بی بی کو بونا حمزہ کا نکال لیگیا تھا اُنسے یہ بچہ پیدا ہوا ہے

جو خداوند کیا اگر خداوند کے باپ کو پائے تو مارے یہ کہکر سب جاں لڑائی کا تا گرفتار ہو آنے شہزادے کے بیان کیا
شر انجوار جب یہ اس چرکا دست سے سوچا کہ یہ کیسا سخر اضداوندی جو اپنا حفظ ناموس نہ کرسکا بیٹی کو قبضۂ دشمنان مین جانے دیا اور
اب اپنے چھوٹے سے سجدہ نہین کراسکتا یہ سمجھکر دلمین اُسکے خداوند کیطرف سے فتور آیا اگر ایرج کیطرف مخاطب ہوکر گویا ہوا کہ اے
نواسۂ قدرت ایک تو خداوند سارے عالم کے خداوند سے تیرے نانا ہین تو انکو سجدہ کیون نہین کرتا یہ سنکر ایرج نے
جواب دیا کہ اگر یہ سارے عالم کے خدا ہین تو کوئی ایسا پہلوان پیدا کرین کہ مجکو زیر کرے جب یہ ہوگا تو انکو سجدہ کرونگا
شر انجوار نے کہا شرط معقول ہی اور قول تیرا درست ہی مجکو یہ امر بدل قبول ہی اچھا اگر مین تجکو زیر کرون تو اپنی شرط سے
بازگشت نہ کرنا شہزادے نے فرمایا کہ استغفراللہ قول مردان جان دارد مگر بصورت میرے تجپر غالب آنیکے تجھے بھی
دین اسلام قبول کرنا ہوگا اسنے کہا مجھے منظور ہی یہ شرطین ہوتے سنکر بختیارک بولا کہ اے شر انجوار تم اسبارے مین زبردستی کیا
تم مسلمان ہونے آئے ہو اُسنے کہا ملک جی تم دیکھو تو میان بھی اسکو زیر کیے لیتا ہون بختیارک ٹھٹکر ناچنے لگا کہ گویا ہم تمکو استقبال
کرکے اسلیے لائے تھے کہ تم ہمارے ہی دشمن ہوگے اے کوئی کیون دیوانہ ہوا ہی اِنسے لڑکر کوئی بھی غالب ہوا ہی اسنے کہا تو جھک مارتا ہی
اور اٹھا کہ قید شہزادہ دور کرون شہزادے نے فرمایا کہ ہاتھ گلے البتہ زنجیر قول مین جبتک نام قید کا تھا قید تھے اب جو وقت
رہائی آیا ہی تو کچھ تیری رہائی کی ضرورت نہین ہی یہ کہکر خانۂ زورین آکر چیخ مارا اور پاس قید گران کو میان رشتۂ خام توڑ کر
الگ پھینکا شر انجوار یہ حال دیکھکر وجد کر گیا اور سنگل سے کود کر مقابل شہزادہ ہوا شہزادے نے ہاتھ سے ہاتھ ملایا اُسنے
پیچ باندھا انھون نے توڑ کیا از بسکہ بارگاہ مین جگہ کم تھی شہزادہ دیر تک لڑنا مناسب نہ سمجھا ایک مقام پر اسکو پکڑ لایا
اور تڑ کے کمر بند مین ہاتھ دیکر اسکو پہلے ہی زور مین اٹھا کر سر سے بلند کیا اور چاہا کہ زمین پر مارے اُسنے پکار کر کہا کہ اے
شہریار امان دیجیے اور شرط اپنی یاد کیجیے شہزادے نے زمین پر اتار دیا اُسنے قدم پر سر رکھا شہزادہ اُسکا سر سینے سے
نہ لگانے پایا تھا کہ لقا نے اپنے سردارون کو للکارا کہ لینا ان بندگان مغضوب کو سردار لینا اپنا کہا اُٹھے شر انجوار تو مسلح
مکمل تھا سنبھلکر حملہ آور ہوا اور شہزادہ ایرج نے جھپٹکر ایک سردار لقا کو ٹوٹے بار تلوار اسکی چھین کر نعرہ رعد آسا بلند
کیا اور قتل و قمع کا ہنگامہ بلند ہوا شاپور رستم جو یہ ہنگامہ دیکھا دار الامارۃ سے نکلکر بھاگا اور پہلے لشکر شر انجوار مین
آکر پکارا کہ اے افسران لشکر مالک تمھارا بارگاہ لقا مین لڑ رہا ہی جلد جاؤ ورنہ قتل ہو جائیگا یہ خبر سنکر لشکر جلد جلد تیار
ہوا ادھر لشکریان لقا و سلیمان سے بختیارک نے کہا تھا اُدھر بھی کمربندی ہوئی اور یہ دونون لشکر دار الامارہ سے چلتے
کہ راہ مین سامنا ہو گیا شمشیر صاعقہ خصال کھچی اور باہم جدال آغاز ہوئی قلعہ مین کھلبل پڑ گئی دروازے مکانون کے بند ہو گئے
اور دکاندار دکانین چھوڑ بھاگے گلیان لاشون سے پٹنے لگین خون کی ندیان بہنے لگین اس ہنگامہ مین شر انجوار و ایرج
بھی لڑتے ہوئے دار الامارہ سے باہر نکلے باہر آکر گھمسان کی تلوار چلنے لگی لقا بھی سوار ہوا غلغلۂ محشر آشکار ہوا گلہ تیغ سر مانند
کاسۂ گدائی کے ٹھوکرین کھانے لگے بازار اجل گرم ہوا قضا نے دکان کھولدی ملک الموت جان کا خریدار ہوا پیر و جوان کا
بھاؤ ایک ہی کر دیا نرخ جان بہت ارزان تھا اس لڑائی مین بختیارک کہ یہ مفسد تو بہت دور کی سوچتا ہی خداوند
سے گویا ہوا کہ آپ یہان اس وقت سے بھی بھاگیے کاش یہ دار الامارہ دیر مین ور قلعہ پر آکر ہنگامہ مچائیگا اور قلعہ کو فوج

اسکی ایک گھرونداسمجھتی ہے وہ دم بھر میں پامال کرونگی پھر یہ جائے امن بھی ہاتھ سے جائیگی لازم یہ ہے کہ ان دونونکو راستہ دو تاکہ لڑتے ہوے قلعہ سے نکل جائیں بیرون قلعہ انکو گھیر لینے میں مضائقہ نہیں لقا نے یہ سنکر کہا میں ایسی تدبیر پہلے ہی کرچکا ہون بختیارک نے افسران لشکر سے جاکر حکم دیا کہ تین طرف سے انکو گھیرو اور ایک راہ سے انکو بیرون قلعہ جانے دو فوج تین طرف ہوگئی شہزادہ وشمراکجوار نے جو راہ پائی اپنی فوج لیے لڑتے بھڑتے در قلعہ پر آئے سپاہی پلٹنیں اور نگہبان فوج انکے آنے سے بھاگ گئے یہ دونون بہادر باہر نکلے اسوقت شاہ پرند وڑا اور خدمت امیر میں آکر بعد دعا و ثنا کے خبر جنگ عرض پیرا ہوا امیر حال سنکر مع تمام سرداروں کے اُٹھے لشکر اسلام میں قرنا بجی فوج تیار ہوکر چلی در قلعہ پر پہونچکر نعرہ بلند کرکے تمام بہادر گرے تو وہ ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا کہ ترک فلک کا بھی جی چھوٹ گیا بہرام چرخ کا پِتّہ ڈر کے مارے بول گیا خون ہوا ایرج نے قلعہ کے اندر سے تا بہ دروازہ لاشونکی سڑک بنادی تھی قصر تن کی عمارت ڈھادی تھی روح ساکن جسم بھگادی تھی اب امیر نے آکر جو حال کہا کہ ابیات

همہ کوہ و دریا پر آواز گشت　　تو گفتی سپہر روان باز گشت
ز زخم دو شاہان پرخاش جوئے　　ہمی خون و مغز اندر آمد بجوے
ز رخشندہ پیکان و پر عقاب　　ہمی دامن اندر کشید آفتاب
زمین شد بکردار دریاے خون　　سر دست بہ زیر سنگ اندرون

آخر لشکر لقا پسپا ہوکر پھر قلعہ میں چلا گیا اور در قلعہ بند کرلیا امیر شہزادہ ایرج وشمراکجوار کو لیکر مراجعت فرمائے راہ میں زر نثار کرتے ہوے داخل لشکر ہوے لشکر اسلام سے ملکر لشکر شمراکجوار اترا اور اسکو امیر سامنے شاہ اسلام کے لائے اُسنے مجرا کرکے نذر دی خلعت معافی ملک و خزانہ و لشکر عنایت ہوا اور کلمہ پڑھوایا یہ اسلام بصدق دل لایا تخت ایرج دنگل دست چپ میں بچھا بیرون چہل ستون قریب بنا ہید یہ بیٹھا شاہ نے عوض نام شمراکجوار اسکو خطاب شہسوار کوہی کا دیا بارگاہ اُسکے لیے استادہ ہوئی غرضکہ بحکم شاہ ہنگامہ شراب کباب گرم ہوا ناچ ہونے لگا انکو تو ابھی مصروف عیش و نشاط رکھیے مگر حال اژدر جادو سنیے کہ بیت ہمرے ہمرعنان سمند قلم ٭ تنی داستان اک کرون بیش و کم جادو طرازان سحر تقریر اسطرح تحریر کرتے ہیں کہ اژدر بحکم شاہ طلسم لشکر لیکر برائے جنگ مہرخ نیک سیر روانہ ہوا تھا چنانچہ دریائے سحر کے پار بصد کروفر اترکر اُسنے خیمہ کیا اور قاصد ہوا کہ کل کوچ کرکے داخل لشکر حیرت ہونگا غرضکہ بارگاہ میں داخل ہوا سرا پچے لشکے اٹھوادیے اور جنگل سیر دشت کرتا جاتا تھا اور ایک کمان سحر اسکے پاس ہے کہ شاہ جادوان نے اسکو دی ہے تاثیر اُسکی یہ ہے کہ صاحب کمان جو نشانہ لگائے نشانہ خطا نکرے اور کوئی حربہ بھی اُسکے جسم پر اثر نہ کرے کوئی ساحر اور غیر ساحر اسکو زیر نکرسکے نہ وہ کسی کے ہاتھ سے مارا جائے چنانچہ دریاے خونزدان کے کنارے صحرا لے کر فرا اور مسرور انظار ان وچار پایان ہے اژدر جو اس مقام پر اترا جنگل کی کیفیت دیکھکر سراپچہ بارگاہ اٹھوا دیا اور وہی کمان عطیہ شاہ طلسم لیکر طائران پر نشانہ لگانے لگا لشکر میں اُسکے بازار کھل گیا چہل پہل شروع ہوئی یہان تو یہ ہنگامہ ہو رہا ہے مگر لشکر مہرخ سے عیار تو ہر وقت جاسوس رہتے ہیں اور لشکر حیرت میں پھرا ہی کرتے ہیں انھیں میں سے قران کہ ہر وقت جنگل میں رہتا ہے پھرتا ہوا اسطرف آنکلا ایک لشکر کثیر اترے دیکھکر ایک لشکری سے حال پوچھا سب کیفیت اژدر کی

معلوم ہوئی کہ بادشاہ طلسم نے اُسکو بمقابلہ مہرخ بھیجا ہے پس جلد جا کر اسکو دلسے سوچا کہ بادشاہ طلسم نے اسکو زبردست جانکر بھیجا ہوگا یہ جاکر
بڑا فساد کریگا لازم ہے کہ یہیں اسکا کام تمام کرون یہ تجویز کر کے تنہائی مین آیا اور بصورت ساحر عجیب بنکر تیار ہوا سانپ بہت سے
جسم مین لپیٹے ترسول ہاتھ مین لیا ترکش مثل دم طاؤس وحش سے لٹکا کر کمان ہاتھ مین لیکر شکار کھیلتا یہ بھی جانب بارگاہ
افود چلا جب سامنے اُسکے پہونچا سلام کیا اُسنے باشارہ پاس بلا کر مزاج پرسی کی اور پوچھا کہ آپ اپنی کیفیت بیان فرمایئے
کہ کون ہین دولتسرا جناب کہان ہے اُسنے جواب دیا کہ اس پہاڑ کے اُسطرف جو سامنے دکھائی دیتا ہے مسکن میرا ہے نام پہاڑی کہ
ولنگا کر اکیلا مجبور رہا ہون مین نے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم کے مصاحب ملک قاطع شر در یہان تشریف لائے ہین مجکو محبت غائبانہ
ہوئی دلمین آیا کہ چلکر ملازمت حاصل کرون پس حاضر خدمت ہوا ہون اُسنے کہا آپنے کرم کیا مجھے سرفراز فرمایا آیئے بیٹھیے یہ کہکر
اُٹھا اور پیار سے اپنے ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا اور کمان ہاتھ مین لیکر کہا بابے آپکو بھی شوق ہے اُسنے کہا جی نہین شوق کیا ہے کبھی
لڑکپنے مین یہ کھیل کھیلا تھا وہی دھن ابتک ہے اُسنے فرمایش کی کہ دو ایک نشانہ تو لگایئے قران نے دو ایک طائر رونکو تیر سے
صید کیا اور قدرت قادر و توانا سے جو نشانہ لگایا پورا پڑا اُسنے از حد تعریف کی کہ اس کمان سے ایسا سچا نشانہ لگانا
آپ ہی کا کام تھا قران نے سلام کر کے اور نشانے اُڑائے اور پوچھا کہ یہ آپنے کیا کہا کہ اس کمان سے نشانہ اُڑانا آپ
ہی کا کام تھا کہا اے حضرت آپ ملاحظہ کرین یہ کمان کیسی ہے کوئی اسمین عیب نہین ہے اسطرح کی کمان تو شہر جلاج مین بھی ملنا
ممکن نہین اُسنے کہا اس واسطے مین نے نہین کہا کہ کمان آپکی بُری ہے بلکہ اسمین اور کچھ بھید ہے اُسنے کہا فرمایئے تو آخر وہ
بھید کیا ہے وہ گویا ہوا کہ وہ راز قابل کہنے کے نہین قران مصر ہوا کہ مین پوچھونگا ضرور اور مجکو آپ کی غیر نجانیے فرمایئے تو
کہ کیا بھید ہے اُسنے بعد بصد انکار حال اپنی کمان کی تاثیر کا بیان کیا کہ یہ کمان سحر بند ہے اور عطیہ شاہ طلسم ہے جسکے پاس ہوگی
وہ ہرطرح کا نشانہ اُڑا دیگا اور کسی کی ضرب سے مارا نجائیگا یہ کمر کھا کے برادر مین اسی کے بھروسے پر لشکر مہرخ سے لڑنے آیا
ہون اگر یہ کمان میرے پاس نہوتی تو مین ہرگز لڑنے نہ آتا کیونکہ ادھر بھی سب بڑے بڑے زبردست ساحر شریک ہین لیکن
میرا کیا کرینگے جب مجپر حربہ کوئی تاثیر نہ کریگا تو کیونکر وہ مجھے مارینگے بلکہ مین ہی سبکو نشانہ تیر قضا بناؤنگا قران اسکی
گفتگو سنکر دنگ ہوا کہ بیشک یہ سچ کہتا ہے اگر یہ ہمارے لشکر کے سامنے جائیگا ہدف خدنگ اجل ہر ایک کو کریگا اور یہان
بھی اسکو بیہوش کرتے یہ مالک کمان تھا مارا نجاتا خوب ہوا جو اسنے حال کمان بیان کیا الغرض بعد کچھ عرصے کے اس سے رخصت
ہوا کہ مین پھر حاضر ہونگا اور علحدہ آکر جس صورت کا کہ ساحر بنا ہوا تھا اُسنے دوسری طرح پر شکل تبدیل کر کے ایک آئینہ سفید سامنے
چہرے کے لگایا اور آئینہ سرخ پس گردن لگا کر شمع رخ فانوس مین گویا چھپا یا کئی ہاتھ مقوے کے بنا کر درست کیے قد زیادہ
دراز کر لیا اور جانب دریائے سحر گیا وہان سے رخ اُسکے لشکر کا کر کے جست خیز کرتا روانہ ہوا جب قریب بارگاہ اژدر پہونچا
اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر دریا کیطرف سے آتا ہے سمجھا کہ بادشاہ نے معلوم ہوتا ہے بھیجا ہے یہ سمجھکر ساحر کو معزز وضع دیکھکر برائے
استقبال اُٹھا اور آگے بڑھکر ہاتھ ملایا آیئے تشریف رکھیے اس ساحر نے کہا مین ٹھہرونگا نہین صرف بادشاہ نے یہ
کہلا بھیجا ہے کہ وہ تحفہ جو ہمنے تمہین دیا تھا تاثیر تو اسکی وہی ہے جو ہمنے بیان کی ہے لیکن اتنا اسمین عیب ہے کہ اگر کسی ساحر
زبردست سے سامنا ہوا اور اُسنے تیر الٹا تمھاری ہی جانب پھیر دیا تو وہ تیر پھر بغیر تمھارا سینہ توڑے نرہیگا

ہی تیلونکو آتے دیکھکر ایسا سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک پتلی نکلی غلطان رکرزن حسینہ و جمیلہ کہ شنگی بوح دنیا پر ایسا حرف نقش بند
قدرت نے خوبی و جمیلی کا کوئی اور نہ تحریر فرمایا تھا جیسا اسکا نقشہ بنایا تھا لباس پر زرنگار مرصع کا کامدار پہنے ہوئے کہ ابیات

بلاشک مہروش تھی سہ لقا تھی — حسین تھی مہ جبین تھی خوش ادا تھی
قد بالا تھا اسکا رشک شمشاد — بجا ہے اسکو گر کہیے پریزاد

پس اس نازنین نے جیسے ہی پتلے جانب ملکہ چلے سد راہ انکے ہو کر ایک آئینہ بغل سے نکالا پتلون نے روح اسکو دکھائی
آئینہ دکھایا پتلونکی نظر اس آئینہ پر پڑی اور اس پتلی کی نظر بھی پڑی پتلو نکے بھی جسم مین آگ لگی اور پتلی بھی جلکر راکھ ہو گئی بلور
شمشیر کھولتا اور بند کرتا آگے بڑھا پتلے ترسول لیے پیدا ہو کر جانب حیرت چلے اسنے بھی افسران لشکر کو للکارا فوج
نے حملہ کیا ادھر سے مہرخ نے تخت بڑھایا دونون لشکر باہم حربہ ہائے سحر کرنے لگے ایک دوسرے پر بوچھاری جادو کے پھر
کلیجہ کھانے لگے دونا چاری میدان مین آگئی بھیرون ناچا بجلیان گرنے لگین سر و تن مین جدائی ہوئی ایسی سحر آزمائی ہوئی کہ نظم

بچا سکتا نہ تھا کوئی بھی دم کو — بہت روحین گئین ملک عدم کو
کنارا کر گئی جسمون سے ہستی — بنی بحر فنا کی تیغ کشتی
برش شمشیر بران کی غضب تھی — رگ جان حریفان جس نے کاٹی
قیامت خیز ہنگامہ تھا برپا — عدم مین چین مردون کو کہان تھا

بہار نے ہزار ہا کو دیوانہ بنایا زلزلہ و لرزان زمین مین سما گئے طلاب زمین کو جنبش دی زلزلہ تمام دشت مین آیا ۔ عدم مین
زمین سے پھٹکارتا تھا برق گر رہی تھی خرمن ہستی ساحران جل رہی تھی عیاذاً باللہ شور قیامت زا برپا تھا اسی گرمی جنگ مین
حیرت سے بہار کا سامنا ہوا حیرت بھی کہ اس سے برابر کی چوٹ جھیلتی اگر یہ کام آئی تو بہن کا خون ہوا اور مین ہلاک
ہوئی تو بہتر نہ ہوگا بادشاہ اسیر عاشق ہے بعد میرے محل اسکا کریگا یہ سوچکر طبل بازگشت بجوا دیا لشکران کینہ خواہ پھر سے
پڑاو پر آکر آسودہ ہوئے بلور بھی اپنی بارگاہ مین آیا اسوقت صرصر عیارہ ایک ساحر کی صورت بنکر بارگاہ بلور مین آئی
اور اس سے ملاقات کرکے کہا کہ مین فرستادہ شہنشاہ کوکب ہون شہنشاہ موصوف نے فرمایا ہے کہ ہم اپنے قلعہ طلسم سے
تمہاری لڑائی دیکھتے تھے اور وہ سوچ کہ جو تمہارے چہرے پر آگئی تھی ہم نے بھیجی تھی واہ سبحان اللہ کیا خوب تم لڑے ہو
این کار از رستم نشد و کہ تو کردہ بلور نے اس عیارہ کو ساحر ملازم اپنے مالک کا تصور کرکے بڑی عزت کی اور کہا کہ مین
کس قابل ہون جو کچھ کرتا ہون اقبال شہنشاہ ہے عیارہ نے کہا کہ تخلیہ کرا دیجیے تو اور کچھ راز شاہی بیان کرون اس نے
سب ملازمین کو بیرون بارگاہ کر دیا جب تنہائی ہوئی عیارہ نے باتون مین لگا کر بیضہ بیہوشی مارا کہ اسکے دماغ مین بیہوشی
اثر پذیر ہوئی اور بیہوش ہو گیا اسنے پشتارہ اسکا باندھا اور سراچہ چاک کرکے باہر نکلی اور از بسکہ لشکری جنگ سے
پھر کر آئے تھے خستہ بہت تھے غوغائے ورود لشکر برپا تھا کسی نے اس ہنگامہ مین اس سے تعرض نہ کیا کہ کیا لیے جاتی
ہے عیارہ پشتارہ لیے لشکر سے گذر کر جانب لشکر حیرت روانہ ہوئی ادھر بعد کچھ دیر کے ملازم وغیرہ اندر بارگاہ
گئے بلور کو نہ پایا ہر سمت تلاش کیا جب کہیں نشان نہ ملا روتے ہوئے بارگاہ مہرخ مین آئے مہرخ سحر جانفزا

پر تمکین تھی اور کنیزان مہپارہ جو کوہ آرام سے لشکر لیکر چلی تھیں اُسوقت آکر پہونچی تھیں اُنسے سرگرم گفتگو تھی کہ انھون نے تسلیم کرکے غائب ہونا بلور کا بیان کیا اتفاقاً برق عیار بھی موجود تھا اُسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کوئی ساحر کوکب کا فرستادہ نہ تھا لیکہ عیارہ تھی کہ پکڑ لیگئی یہ کہکر خود بارگاہ بلور مین آیا اور نقش پاے ساحرہ کو رنا پا پیتر اصرصر کا پایا اسپ ٹلا مین بلور کو تسکین دی کہ تم گھبراؤ نہین عیارہ بلور کو لیگئی ہی مین چھڑا لانے جاتا ہون یہ کہکر فطورۂ زنفتی سے درست ہو کر جانب لشکر حیرت روانہ ہوا اس عرصہ مین دو دن بھی آخر ہو چکا تھا اور عیارہ پشتارہ بدوش قمر بارگاہ عالم مین آئی تھی کہ بیت روان انجم تھے راہ کہکشان پر بہ عزم ماہ چمکا آسمان پر ٭ برق ہنوز بارگاہ حیرت مین نہ پہونچا تھا کہ صرصر نے پشتارہ لاکر سامنے ملکہ کے رکھدیا اُسنے پوچھا کہ یہ کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ بلور کو مین پکڑ لائی جون ملکہ نے یہ سنتے ہی شاد ہو کر عیارہ کو خلعت دلوایا اور بلور کو قید آہن سے مطوق و مسلسل کرا کر کچھ سحر پڑھا کہ روبرو ہوا ایک ساحرہ تخت پر سوار زمین پر اتری نہایت حسینہ و جمیلہ تھی نہین ممکن کہ کوئی اُسکی زلف مشکفام کو دیکھے اور سر مین سودا کا اثر نہو کب ہو سکتا ہی کہ اُسکے عارض تابان پر نثار دل مضطر نہو قامت رعنا اُسکا شمشاد باغ خوبی عیب سے پاک آزاد سراسر بہبودی رخسار اُسکے ایسے گدرائے تھے گویا سرو قامت مین سیب کے پھل آلگے تھے سینے پر چھاتیان دست مشتاق کو بہت بھاتیان از سرتا بہ پا نہایت طرحدار بے مثیل روزگار

**نظم**

قیامت سے ذرا کم کھائے قامت — عیان رفتار سے شور قیامت

سراپا اُس مین معشوقون کا انداز — تصدق ہر قدم پر تھا سرناز

مزین تھا لباس اچھا بدن پر — چھٹا پڑتا تھا نور اس پیرہن پر

بدن کی روشنی تھی آشکارا — جھلکتا تھا لباس اس گل کا سارا

اس نازک بدن نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے ہنسکر فرمایا کہ اے گل اندام قہر نگاہ اس مجرم کی حفاظت کو تمہین بلایا ہی آج کی شب اپنے مقام پر لیجاؤ اور باحتیاط رکھو کل شہنشاہ طلسم سے پوچھکر اسکو قتل کرینگے اُس نازنین نے یہ سنکر عرض کیا کہ بہت خوب آپ اپنا سحر اتار لیجیے ملکہ نے سحر اتار لیا اُس گلبدن نے سحر سے بلور کو مسحور کرکے تخت پر ڈالکر پرواز کی جب یہ جا چکی اُسوقت ساحرہ کی صورت بنا ہوا برق قریب بارگاہ حیرت پہونچا اور منھ اپنا چادر سے لپیٹکر اندر بارگاہ کے آیا دیکھا تو یہان صرصر موجود ہی مگر بلور نہین سمجھا کہ تجھے عرصہ آنے گذرا ملکہ نے اسکو زندان میں بھیجا ہوگا یہ سمجھکر صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ذرا ادھر تو آئیے مجکو کچھ آپ سے کہنا ہی صرصر نے دیکھا کہ ایک ساحر منھ لپیٹے مجھے کھینچتا ہی کچھ اسکی سمجھ مین نہ آیا کہ یہ کیا اسرار ہی سوا اسکے کہ ساتھ چلی آئی برق نے باہر بارگاہ سے لاکر کہا کہ کوکب کے یہانسے ایک ساحر اسوقت یہ آیا ہی کہ مین جاکر جسکے پاس قید ہوگی بلور کی اسکو پکڑ کر طلسم نور افشان لیجاؤنگا چنانچہ مین جاسوس تھا یہ خبر سنکر مجکو فکر ہوئی کہ ملکہ صرصر نے کہین اسکو قید نہ کیا ہو وا آفت اُسپر آئے صرصر نے کہا قید اسکی گل اندام ساحرہ کو جو سحر مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتی ہی اور کوہ عجائب جو یہانسے جانب شمال چند منزل پر واقع ہی وہان بھیجی ساحر کوکب اگر وہان جائیگا تو مارا جائیگا برق نے کہا فرمانا آپکا بجا ہی دیکھیے وہ ملکہ حیرت کہان جاتی ہین صرصر حیران ہو کر جانب بارگاہ دیکھنے لگی اسنے منھ پر ہاتھ بیہوشی کا پھیر دیا کہ اسکو بیہوشی طاری ہوئی اسنے اٹھا کر دوش پر لادا اور چادر سے چھپا لیا رات کا تو وقت تھا بطور مخفی لشکر سے نکلکر صحرا مین آیا اور

ایک رخنے سے صرصر کو باندھکر ہوشیار کیا اور کہا استانی بندگی صرصر نے چاہا کہ برق کو گالیان دینے لگی اور کہا کہ موے مجکو یہان
لاکر تونے کیون باندھا ہے اسنے کہا استانی مین عیاری کرنے جاتی ہون تم آکر مین خلل انداز ہوگی پس جبتک مین بور کو جاکر رہا کرون اسوقت
تک تم بندگی ہو اسنے یہ سنکر ہر چند واویلا کیا مگر اسنے نہ سنا اور چھوڑ کر اسی بیچ جسکو صرصر نے بتایا تھا راہی ہوا از بسکہ دو ایک بہت سے
پچھلی رات باقی تھی کہ قریب کوہ عجائب پہونچا اس کوہ مین عجب طرح کا صحراے سبزہ زار نمونہ گلزار دیکھا کہ زمین پر ستارونکی طرح
پھول کھلے تھے دامن دشت پر از گلہاے خوشرنگ تھا صحن صحرا سبزے سے ہمسر فلک نیلوفری بنا تھا شبنم کی طراوت سے ہر گل
موتی کا زیور پہنے مہک سے پھولونکی عروس گلشن عطر مین بسی باد صبا نفحت معشوق و سنبل کی خوشبو کو سونگھ پہونچاتی چاندنی کھلی دشت
و کوہ کی چمک تا بفلک پہونچی چشمہ ہاے آب کی لطافت بصفا چشمہ ماہ سے بڑھی ہوئی کہ بموجب نظم

کھلے ہر سو ہزارون رنگ کے پھول — شگفتہ تھے وہان سب ڈھنگ کے پھول
بہار افزا وہ بوٹے دار اشجار — بڑی پھولونکی ان کی شاخ پہ بار
بھرے حوض اور فوارے تھے جاری — تصدق ہر روش باد بہاری

پہاڑ پر ایک بنگلہ پرتکلف سنگ مرمر کا بنا تھا سامنے بنگلہ کے چبوترہ تعمیر تھا خوبی مین بے نظیر تھا اور سامنے چبوترے کے ایک
سیل بنا تھا اس سیل سے طلسم کو گل اندام شہزادی نے باندھ دیا تھا اور آپ چبوترہ پر بیٹھکر بہار دیکھ رہی تھی اور سیر شب ماہ مین گھاسے
بوتلون کی کرتی تھی اور میخواری کرتی تھی رات بھر جاگی تھی برق نے دور سے اسکو دیکھکر خیال کیا کہ یہان رہتی ہے یقین ہے کہ کنیزین
وغیرہ بھی اسکی ہون مگر دیکھا کہ تنہا ہے کیونکہ اسنے بنا بر احتیاط کے دامونکو رخصت کر دیا تھا کہ تم اپنے گھر جاکر رہو قیدی کا
پہرا مین اکیلی دون گی زیادہ لوگون مین اندیشہ ہے کہ عیار نہ آجائے غرضکہ جب برق نے اسکو پایا صورت اپنی مثل ایک
نوجوان کمسن مرد کے بنائی زلف گرہ گیر کو پیچ و تاب دیکر رخسار پر لٹکایا چہرہ اپنا روشن بسان ماہ تابان بنایا دست و پا نہایت
خوبصورت و طرحدار سینہ فراخ و ہموار جبین مبین نور آگین برنگ مہر مبین سواد زلف گرہ گیر شب تیرہ یار چشم نرگسی کو دیدہ
آہو سے مثال دنیا عین خفی بچشم حور العین سے بہتر کہنا روا ہے ابرو چشم محراب برین آنکھین چڑھائین اسوقت مراد پائین
لب لعلین کے سامنے لعل بدخشانی کا رنگ بسان عقیق زرد رشک سے مرجان ہونٹ کے سینے مین درد کہ بمقتضاے ابیات

رخ خورشید ہے پیشانی صاف — کہین آئینہ مہ سے ہے شفاف
کہین آنکھون کو جادوگر بجا ہے — دہان پر سامری کی قدر کیا ہے
ہرن ایسے نہ ہونگے شوخ و چالاک — اڑاتے ہین بھرے پانی مین وہ خاک
خم ابرو یہ محراب حرم ہے — مبرا ہے جو ہو شمشیر کا دم
صفت کیا عارض پرنور کی ہو — تصدق اسپہ ہین شمس و قمر دو

اس سراپاے حسن آگین سے درست ہو کر لباس شاہی در قباے فرمانروائی سے جسم مزین فرمایا مگر یہ نقشہ اپنا بنایا کہ بیت
نہ جیب کا ہے نہ دامن کا تار باقی ہے جنون کا جوش ہے فصل بہار باقی ہے سر عریان گریبان تا بہ دامن چاک دامن تر تر رخسار غم سے
سینہ فگار وحشی صورت سراپا حیرت خار صحرا آمیز زلف مین پیچے لب خشک چہرہ زرد کاکل پر گرد منہ پر ہوائیان اڑتین

آنکھوں میں تری حواس میں سراسر ابتری اسطرح سے صورت عاشق زار و زرد دلسیدہ روکی بنکر شکل اُس ساحرہ کی دیکھ چکا تھا فوراً پارہ کاغذ اور اسباب تصویر کشی کسوت عیاری سے نکالکر نقیشۂ عیاری جلا کر لمحہ بھر میں شبیہ اُسکی کھینچی اور گریبان میں رکھکر وہانسے چلا اور سامنے اُسی چبوترے کے جسپر گل اندام بیٹھی تھی کچھ فاصلے سے زیر درخت ٹھہر کر وہ آہ سرد کھینچی کہ سوز دروں سے دل کوہ میں آگ لگادی پھر سامنے بیٹھکر پکارا کہ **ابیات**

تن زار میں روح حیران ہے ملاقات کا دل میں ارمان ہے
تپ غم سے منہ ہوگیا ہے دھوان پڑا جھلکتا ہوں صورت کہکشان
کیا عشق نے ایسا لاغر مجھے کہ چلنے میں آتے ہیں چکر مجھے
حقیقت میں اب حسرت ہے جان پر مصیبت پڑے یہ نہ انسان پر
یہ دن آسمان نے دکھایا ہے مجھے شب ہجر نے ہے ستایا مجھے
نہ مجھ سا بھی ہوگا کوئی بدنصیب جدا اس طرح سے ہو جسکا حبیب

یہ اشعار پڑھتے پڑھتے تصویر گریبان سے نکالکر سامنے رکھی اور اسطرح بلک کر رویا کہ دل سنگ آب ہوتا تو عجب نہ تھا کہتا تھا کہ اے پری پیکر و غیرت حور تیرے ہجر کے فراق میں اب زندگی شاق ہے کہ **ابیات**

روئے زیبا کی یاد ہے دن رات آنسوؤں نے لگائی ہے برسات
آپ کے ہجر سے خدا کی قسم زندگانی ہوئی ہے مجھ پہ ستم
لذت ہجر سے نہ تھے آگاہ وصل کے شوق میں ہے نالہ و آہ
اشک جس وقت باندھتے ہیں تار صدقے کرتا ہوں موتیوں کے ہار
عشق کا کھیلتا ہے سر پہ جن ہاے وہ دو دو برس ہیں ایک اک دن
رات کٹتی ہے سخت مشکل سے نکلتی ہے روح تن کو دل سے

اس تصویر سے یہ کہتے کہتے یکایک غشی طاری ہوئی وہ تصویر سینہ پر رکھکر بیہوش ہوگیا ازبسکہ چاندنی رات تھی گل اندام سامنے سے دیکھ رہی تھی اور اُسکے کلام درد آگین سنکر اسکو اپنا یار یاد آیا تھا اشک حسرت بہاتی تھی اور جانتی تھی یہ شخص کسیکا عاشق صادق ہے اُسکے فراق میں دیوانہ ہوا ہے اسکی جستجو میں پھرتا ہوا اسطرف آگیا ہے اور یہ کاغذ اُسکے ہاتھ میں شاید نامہ اُسکے معشوق کا یا جواب ہے جو یہ غش ہوگیا اسکو تاب نہ آئی سمجھی کہ یہ عاشق بیچارہ شاید مرگیا یہی سے صدمہ ہجر تھا گذر گیا یہ سمجھکر اٹھی کہ چلکر قریب سے دیکھوں تو یہ کون شخص ہے اور یہ کاغذ اسکے پاس کیا ہے اس طلسم کا رہنے والا ہے یا بیرون طلسم سے ملک و مال اپنا چھوڑکر تلاش میں نکلا ہے بس وہاں سے قریب تر آئی یہاں اُس عاشق کا یہ حال دیکھا کہ **نظم**

فروغ حسن سے ہے دشت روشن زمین ہے طرفہ کی برق خرمن
نہیں جنبش کسی عضو بدن کو اگر کچھ ہے تو کچھ لب کو دہن کو
نہ فرصت دی نگاہ قہر زا نے کسی کی جان لی تیغ ادا نے

نہ نوبت آئی کچھ عرض سخن کی | کہ الفت روح نے چھوڑی بدن کی

یہ حالت اس عاشق مضطر کی دیکھکر اسنے بڑا افسوس کیا کہ ہاے اس زار و ناتوان نے غم فراق جانان مین آخر جان دی غرض کہ افسوس کرکے اسکی غذکو جو چھاتی پر رکھا تھا اٹھا کر دیکھا کہ دیکھون آمین پتہ اسکا یا اُسکے معشوق کا لکھا ہوگا اس کاغذ مین تصویر کھنچی پائی سوچی کہ یہ جوان پرارمان اسی غارتگر جان کا عاشق تھا کہ جسکی یہ شبیہ ہے دیکھو تو یہ کون ایسی سفاک ہے جسنے ایسے گل رو بلبل خو کے باغ مراد کو برباد کیا ہے یہ تجویز کرکے بغور تمام اس تصویر پر نظر کی پھر تو بموجب ع بعینہ در و صورت خویش دید کچھ شبہ جو ہوا تھوڑی دیر غور کرکے دیکھا اس تصویر کو دیکھا اپنی صورت مین سرمو فرق نہ پایا پھر تو پاس اس کشتہ حسرت مطلب خویش کے بیٹھ گئی دیکھا کہ آنکھیں اسکی تمنائے دیدار مین کھلی ہین سر اسکا زانو پر اپنے رکھ کر اور کہا ہائے میرے عاشق شیدا کیون بے گور و کفن ناامید مرجاے اللہ مجکو قضا نہ آئے میرے نامراد دلبر میرے ناشاد یہ تونے کس سے میری تصویر پائی ہاے کس مصیبت کی تیری صورت بنائی ہاے کیسے کانٹے بدن میں چبھے ہین صحرا پاؤن پھرے ہین تیری الفت کے صدقے ذرا آنکھ کھول حسن کو جا تیری جان کی ہی منھ سے بول مین تیرا حال نجانتی تھی نہین تجھ تک آکر پہنچتی اب میری خطا معاف کر میری طرف سے دل اپنا صاف کر ہاے **نظم**

| | |
|---|---|
| اجل نے کر لیا کام اپنا پورا | نہ رکھا کوئی بھی مطلب ادھورا |
| توقع کچھ نہ کچھ ہوگی جو دی جان | نہ مانوں گی ابھی باقی ہین ارمان |
| مری جان جان دی کیون آرزو مین | ہوا گم کیون تو شوق جستجو مین |
| ارادے کیا تھے اور کیا پیش آیا | مقدر نے اجل کا منھ دکھایا |

یہ کہہ رہی تھی اور شمیم زلف سنگھاتی تھی منھ سے منھ ملاتی تھی رخسار پر رخسار رکھتی تھی کہ ناگاہ **نظم**

| | |
|---|---|
| ہوئی اعضا کو جنبش کھل گئی آنکھ | سراسر محو حسرت اسکی تھی آنکھ |
| اٹھا صدقے ہوا اپنے صنم کے | جھکا کر سر لیے بوسے قدم کے |
| وہ بولی بس ذرا مجھ سے رہو دور | بہت شوخی نہین خاطر کو منظور |
| بس اب تشریف لیجاؤ یہان سے | وہین جاؤ تم آئے ہو جہان سے |
| مرے تم کیون یہ جا مدفن نہین ہے | یہ گلشن خانہ دشمن نہین ہے |
| مین گذری اس عنایت سے اجی واہ | کدھر سے کس طرف سے گھر کی لو راہ |
| وہ بولا مین فدا اے یار جانان | بیان ہون کس طرح صاحب کے احسان |
| کہان جاؤن بھلا اس آستان سے | غرض رکھتا نہین سیر جہان سے |
| وہ بولی اے گرفتار مصیبت | فلک زسید بیمار مصیبت |
| غرض کیا جو تجھے زندہ کرین ہم | بلا پیچھے لگائین اپنے ہر دم |
| سہین طعنے عزیز و اقربا کے | رہین مغضوب ہر لحظہ خدا کے |
| وہ بولا زندہ کرنے سے غرض کیا | اگر رکھنا نہ تھا منظور میرا |

غریب دعا جز و ناچار ہوں میں
بلائے عشق کا بیمار ہوں میں

اجازت تیغ ابرو کو ذرا دو
کروں اس فرق پا افتادہ کے دو

یہ کہکر ساحرہ کے گلے میں باہیں ڈالدیں اُسنے ہاتھ جھٹک دیا کر خوب نخرے کی یا تو مرتے تھے یا مزے میں آ گئے اترا گئے
اُسے کہا جانی مجھ سے ریکھائی نکرو ورنہ مر جاؤنگا میری جان تجھپر فدا ہے ساحرہ نے مسکرا کر کہا اچھا تم مہمان میرے ہو جال
پریشان آئے ہو میری جگہ پر جو کچھ کھاؤ پیو دل بہلاؤ مگر بیطرح مجھے ہاتھ نہ لگانا سنو صاحب پاک محبت میں مزا ہے برق
نے یلقور سنکر اسکو گود میں اٹھا لیا اور لیکر چلا اُسنے نہیں نہیں کر کے کہا ارے نگوڑے ابھی مجھ میں طاقت نہیں ہے کیوں زور
کرتا ہے برق نے کہا تمکو پایا اسیطرح کا زور سا گیا یہ کہکر جھوترے پر لایا اور مسند پر بٹھایا اچھا تو ہوں ہر ہاتھ دوڑایا اسنے ہنسکر کہا
مجکو ان باتوں سے نفرت ہے یہ کہکر شراب کباب تو میں تجھے ہی ایک جام لبریز کر کے برق کو دیا اور کیفیت سنیے کہ صرصر کو جو
یہ باندھ لایا تھا تو اُسنے غل مچا کر آئینہ رو مذکو اسطرف کے بلایا اور اپنے تئیں کھلوا یا سن چکی تھی کہ برق ساحرہ کو مارنے
گیا ہے یہ بھی اسی طرف چلی ساہ میں کہتی جاتی تھی کہ رہ تو موئے برق تو نے مجھے باندھا تو تھا میں بھی تجھے زک دونگی ہوئے
بلور کا چھڑانا آسان نہیں ہے دیکھ تو میں کیسا بدلا لیتی ہوں اسکا کمتا اتفاق سے قران نے سنکر وہ جنگل میں ایک جگہ بیٹھا تھا
پس وہ بھی اُسکے پیچھے ہو کر دیکھوں یہ کدھر جاتی ہے اور عیار ساحرہ غیرہ کی صورت بنکر صحرا میں ٹھہرا کرتے ہیں ایسے کہیں کوئی شرارت
نہ کرے بس یہ بھی ساحرہ بنا ہوا پیچھے پیچھے آکر کوہ عجائب پر جہاں برق و ساحرہ بیٹھے ہیں پہونچا وہاں برق کو جب ساحرہ
مذکور نے جام دیا تھا تو اُسنے نگاہ اسکی بچا کر جام میں بیہوشی ملا کر پھر ساحرہ کے لبوں سے لگایا تھا کہ جانی تو اپنے
لبوں سے لگا کر یہ شراب جھوٹی کر دے تو میں پیوں وہ ساحرہ پیا ہی چاہتی تھی کہ صرصر پہونچکر پکاری لٹ ملکہ یہ مواجو
پہلو میں بیٹھا ہے یہ عیار ہے خبردار شراب نہ پینا وہ ساحرہ یہ سنکر متحیر ہوئی تھی کہ قران جو پیچھے صرصر کے آیا تھا جھپٹکر قریب
ساحرہ پہونچا اور کہا اے ملکہ صرصر بھی ہے حیرت کو بھی حرف ظاہر ہوا تھا کہ تمھارے پاس عیار پہونچ گیا ہے بس یہ نامہ عنوان
نے تمکو لکھا ہے یہ کہکر ایک کاغذ نکالکر سامنے اسکو دیا وہ کاغذ سیر کھولنے پائی تھی نگاہ اسکی جانب قرطاس تھی قران نے الٹا
بغدہ سر پر اُسکے اس زور سے مارا کہ بھیجا اُسکا پاش پاش ہو گیا لاش جھکر ادھر گری غلغلہ آفت خیز برپا ہوا کہ مار گل اندام
قہر نگاہ کو صرصر اس ہنگامہ میں بحواس ہو کر بھاگ گی اور برق بھی پیچھے دوڑا کہا ستانی آن تک کاٹو نگا وہ بھی گالیاں دینے لگی کہ
مو ڈھد انکو غارت کرے تمنے آج اس ساحرہ کو مارا ہے جو اپنا مثل و نظیر نہ رکھتی تھی وہ صاحب خاص خاتون شاہ طلسم تھی غرضکہ عیار
تو بھاگ کر نکلگئی اور بلور رہا ہو گیا عیاروں نے وہاں کا اسباب غیرہ لوٹ لیا اس عرصہ میں عیار دہر نے بندہ مہر سے ساحرہ
شب کا سر قلم کیا اور خزانہ انجم تا تخت سیارات ہوا کوہ عجائب فلک پر آفتاب نے قبضہ فرمایا کہ **ابیات**

سجا خورشید نے ملبوس پرنور
ہوئی بالکل سیاہی شب کی کافور

بندھی ہر سو ہوا اے آمد صبح
گجر نے دی صدا اے آمد صبح

صبحدم بلور عیار دنکو تخت سحر پر بٹھا کر داخل لشکر فیروزی اثر جہاں مہرخ اورنگ شاہی پر جلوس فرما چکی تھی کر ا س کر سامنے آکر
حقیقت شبینہ بیان کی ساحرہ کے مارے جانے کی اہل دربار کو خوشی ہوئی جلسہ عشرت برپا ہوا ادھر صرصر نے آکر ملکہ حیرت کو

قتل ساحرۂ مذکورہ سے باخبر کیا حیرت اس خبر کو سنکر رونے لگی اور کہا یہ مصاحب میری میکے سے میرے ساتھ آئی تھی شہنشاہ ساحران تو ان نمکحراموں کو سزا ابھی نہ دینگے مین اپنے میکے والونکو بلا کر انکا سر کچلواؤنگی یہ دوسرے سب بہت سر چڑھے ہین یہ کہکر ایک عرضی اپنے باپ حیات جادو کو لکھی مضمون یہ تھا کہ بعد مالیقد حضور اس کنیز سے کیون بیخبر ہین میرے شوہر کے چند ذکر نمکحرام ایسا کچھ فتنہ کر رہے ہین پشتۂ زنگین حصار پر مین بمقابلہ ان نمکحرامان اتری ہون کل میری ایک مصاحب مار ڈالی گئی بنا بر اسکے اپنے حال سے حضور کو اطلاع دیتی ہون کہ جو اگر دیر ہو جائے شاید مین زندہ بچون یا نہ بچون مین ملکہ بہار بھی ساتھ مجبور غمگین ور شریک باغیان ہے باپ میرا یہان کون ہے زیادہ تسلیم یہ عرضی لکھکر ایک خواص سرو قامت جادو کے حوالے فرمائی کہ شہر حیاتیہ مین لیجائے اور میرے باپ پاس پہونچائے خواص مذکور بہت قدیمی ہر باپ وغیرہ کو ملکہ موصوفہ کے جانتی ہے عرضی لیکر روانہ ہوئی اور شہر حیاتیہ مین پہونچی اس شہر کے قریب ایک طلسم حیاتیہ نامی ہے کہ اُسکی حکومت بھی حیرت کرتی ہے مگر انتظام اسکا اپنے باپ کے سپرد کیے ہی حال طلسم مذکور بوقت فتح طلسم بیان ہوگا اُسوقت کنیز عریضہ لیے دارالامارت شاہی مین گئی حیات تخت شاہی پر بیٹھا تھا کنیز نے تسلیم کی اُسنے پہچانکر کہا اے سرو قامت کہو میری دونون لڑکیان رحمت جان تو اچھی طرح مین کنیز نے عرض کیا حضور رحمت شاہزادی نے آپکی تسلیم کہی ہے اور یہ عرضی بھیجی ہے عرضی لیکر پڑھی اور مضمون سے واقف ہو کر بہت غضبناک ہوا کلمات لات وگزاف زبان پر لایا کہ ان نمکحراموں کی یہ لیاقت ہوئی کہ میری بیٹی کو ستایا اور اُسے مجبور کر دی کو یعنی بہار کو بہکا کر اپنا شریک کیا دیکھو تو مین انکو کیسی سزا دیتا ہون فی العجلہ بہت کچھ بکر جواب عرضی لکھی کہ بیٹا غم مت کرو نہین مین اس تاریخ کو تمہارے پاس آ ڈنگا وہ جواب کنیز مذکور لیکر رخصت ہوکر حیرت پاس آئی اُسنے جواب معلوم کر کے ادھر مقرر کیے کہ خبر آمد سے اطلاع دین ادھر حیات نے بعد جانے کنیز کے چشمہ جادو وہمچنین سپہ سالار سے حکم کا سامان لشکر دیا سپہ سالار نے افسران لشکر کو مطلع حکم شاہی کیا فوج مین قرنا بجی طبل سفر پر چوب پڑی ساٹھ ہزار ساحر نامی و نامور اسباب حرب سے درست ہو کر اور آلات جنگ جسم پر لگا کر تخت و سوار ہوا سے سحر پر چڑھکر عازم سفر ہوئے چالیس تر رید بارگاہ شاہی بار ہوئی تخت جادو اژدہو نیر کھنچا اسپر حیات جادو رال اور گوگل کے شعلے مشعلہاے آتشین پر اڑنے لگے دھواں ایسا بلند ہوا کہ سب لشکر چھپ گیا دوسرے ہوا تاریک تھا آسمان پر سواے زاغ و زغن وطائران سحر اور کچھ نظر آنا دشوار تھا صدائے نقارہ و نفیر سحر سے گنبد فلک گونجتا تھا ہوا مین شور و شغب پیدا تھا یہ کہ بڑے کر و فر سے جب قریب لشکر دختر خود پہونچا اسکو طائران سحر نے آمد سے اسکی باخبر کیا وہ خود مع اپنے افسران لشکر و کنیزان وغیرہ کے سوار ہوکر باستقبال کئی کوس اپنی جگہ سے آئی اور باپ کو دیکھکر پیادہ ہوئی وہ بھی سواری سے اترا بیٹی نے تسلیم کی اُسنے سر چھاتی سے لگا پیشانی چومی اور تخت پر برابر اپنے بٹھاکر چلا اور داخل لشکر ملکہ کو ہوا اپنے لشکر کو اتروا لیا بارگاہ نصب ہوئی آپ بارگاہ ملکہ مین آکر برابر تخت پر بیٹھا ساقی خورشید طلعت حاضر ہوئے اور مغنی خوش نوا ساز عشرت حاضر لائے جلسۂ رنگ رنگ جب صحبت دور شراب گرم ہوئی جاسوسان فوج مہرخ سب خبر دریافت کر کے سامنے ملکہ موصوفہ کے آئے اور بعد ادائے تسلیم کے عرض کیا کہ پدر ملکہ بہار اسطرح آئے ہین یہان بھی ہنگامۂ عشرت گرم تھا اس خبر کو سنکر مہرخ کی رنگت زرد ہوگئی بہت کہا واللہ کا مزاج شر کا نہیں یہ سب فساد ہین صاحب کا ہماری جان لیگا کافر

ہم مسلمان نہ وہ ہمارے باپ ہم انکی مٹی بروقت مقابلہ سمجھ لیا جائیگا بلورت کہا آپ لوگ کوئی مقابلہ کون مین جانب زی
کرونگا کہ فرستادہ شاہ کوکب اسلیے ہون برق عیار جو ہمراہ بلور آیا ہی شریک کفل ہے گویا ہوا کہ پہلے جو دیکھا ہے دیکھا نہین آکو برق
آیا ہی یہ کہکر اٹھا مہرخ نے اٹھکر دامن پکڑ لیا کہ ایسا غضب نہ کرنا حیات بہت بڑا ساحر ہے وہان جانا اچھا نہین اسنے جواب دیا کہ اس طلسم
مین چھوٹا ساحر کون ہی ہمارے نزدیک بڑا چھوٹا سب یکسان ہین خدا مالک ہے یہ کہکر چلا گیا مہرخ نے پیچھے سے ساحر کر دیے کہ اسکی خبر
مجھے پہونچاتے رہین غرضکہ برق ساحر بنکر داخل لشکر حیرت ہوا یہان ہر گرد مہ بہر طرز دست حیات : رنگا رنگ دیتے جاتے تھے
یہ بھی انھین مین ملکر بارگاہ مین آیا اور ایک جگہ ٹھہر کر سیر دیکھنے لگا اس اثنا مین حیات نے اسیطرف نگاہ کی کہ سو عمر سے
نظر اٹھا برق کی آنکھ سے آنکھ لڑی یہ سمجھ گیا کہ اسنے مجھے پہچانا چاہا کہ کھسک جاؤن دیکھا تو زمین پاؤن پکڑے رہا چاہا کھڑا رہا
آئین حیات نے دوبارہ اسکی جانب نگاہ کی کہا اے برق تمہارے گھر مین آئے ہو آؤ بیٹھو شراب پیو تمھین کب … مین
کہ تم یہان ہو یہ تو بہت خوب ہے صرصر نے اسکی آواز سنکر اسکو دیکھا اور کہا اے بادشاہ یہ بڑے حرامزادے
عیار مین آپ انکو … یہ تو بہتر زبان نہ بلائیے برق نے … جو حرمزدگی نہین کی بات دینے
اگر حرمزدگی کرینگے یہ کہکر جب حیات بلا دیکھا کہ اب زمین نے پیر چھوڑ دیے یہ جاکر قریب اسکے کرسی پر بیٹھ گیا اسنے پوچھا
کہ میری دختر بہار کیسی ہے تم نے کہا یہان سے لاکھ درجہ اچھی ہے … جواب دیا کہ تمھین لوگون نے تو بہکایا ہے اچھا اب
جاؤ اور اپنی فکر کرو ہم کسیطرح قتل نہین ہین برق نے کہا ہم ہوشیار کو قتل نہ کرا دیتے ہین … ہوشیار ہم
یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا اور اس صورت کو جو پہلے بنائی تھی بدلا اور صورت … ہیئت ساحر … داخل بارگاہ ہوا
پھر وہی کیفیت ہوئی کہ زمین نے پاؤن پکڑ لیے اور حیات نے اسکی طرف دیکھا اسنے تبسم کہا ہم تو سمجھے کہ اول مرتبہ کی
ملاقات سے آسودہ نہوے … پھر جاکر ملے آئین آپنے یہ بندش فرمائی کہ زمین نہین چھوڑتی صرصر نے اسکی تقریر سنکر کہا اے
موسے تیری باتین مین خوب جانتی ہون اسوقت کیسا غریب بنگیا ہے حیرت نے بجواب اسکے کہا کہ اے صرصر تو کیون
جلی کٹی کرتی ہے برق نے کہا حضور یہ استانی ہین استانی ہی رہتی ہین تو دانہ گھوڑے کا دلواتی ہین یہ کہکر عیارہ سے کہا کہ
استانی ہو لوگی تو ناک تمہاری کٹیگی یہ سنکر عیارہ کوسنے لگی کہ موئے ساری تجھے غارت کرے تیرے اوپر بقا کا غضب ٹوٹے
تیری استانی پر تشبیہ کی … برق نے کہا حضور منع کیجیے یہ کہکر کرسی پر آکر بیٹھا اور کہا استانی بار ہوگی نہین تو شرم کھانے
حیات نے کہا کیا تماشہ معلوم کہا ایک ہوائی ایسی ہے واسطے کہ اسکے دھوئین سے دن کی رات ہو جاتی ہے اس تاریکی مین
وہ آتشبازی چھوٹ کر کبھی چشم ہر نیک کے بھی نگذری ہوگی حیات بولا کہ اچھا دکھاؤ تماشہ صرصر نے اپنے دل مین کہا کہ اب
قضا اسکی آئی ہے آخر ناچار ہو کر منت کرنے لگی کہ حضور اس عیار کی باتون پر نجائیے یہ بڑا مفتری ہے بڑے حضور کے دشمنونکو
ضرر پہونچائیگا حیات نے اسکے بار بار دخل دینے سے خفا ہو کر حیرت سے کہا کہ یہ کون بے ادب ہے جو دمبدم ہمارے
کلام مین دخیل ہوتی ہے … صرصر یہ سنکر آپ ہی بارگاہ سے نکلی کہ معلوم ہوتا ہے قضا ملکہ کے باپ کی یہان انکو
لائی ہے غرضکہ جب … اور لوگونکو اپنے لشکر سے حیات نے بلا لیا کہ آؤ تماشہ دیکھو چشمہ جادو سپہ سالار نے بھی پا برق
نے جب سب تیار ہو چکے اٹھکر ایک ہوائی داغی کہ جانب آسمان چھنکی ہوائی سے بجائے ستارون کے سیاہی گرنے لگی اور دھوان

تمام بارگاہ میں پھیلکر گھٹا بالکل اندھیرا ہوا اُسنے پکار کر کہا کہ دیکھیے اب آتشبازی چھوڑتا ہوں یہ کہکر پانچ سات حقہ بیہوشی
نکالے اور حسب کر کے قریب تخت ملکہ گیا ایک حقہ منہ پر حیرت کے مارا کہ وہ اور ریاپ سکا دونون بیہوش ہوے حشمہ
اپنی جگہ سے اٹھا کہ یہ عیار اس اندھیرے مین کیا اذن دکھاتا ہے کیا سبب ہے جو ملکہ اور پدر اُسکا گرے مین بس جیسے ہی
یہ اٹھا دھوان تمام بارگاہ میں گھٹا تھا وہ سب بیہوشی لود تھا یہ اُٹھتے ہی گرا اور سب پڑا رہا چھینکین مار مار کر بیہوش
ہو گئے برق خنجر کھینچکر چلا کہ سب کے سر کاٹ ڈالون مگر دیکھا کہ حیرت بیہوش ہوتے ہی زمین مین سما گئی اور ساحران معزز بھی مین
مین سمانے لگے برق کو کچھ بن نہ پڑا حیات و حشمہ ہنوز زمین مین نہ گئے تھے انکو اٹھا کر اپنے پشت پر لاد اکیلے چلا کہ یہ بھی ہاتھ
سے نکل جائینگے تو مفت محنت جائیگی یہان ٹھہرنا بھی نہ چاہیے کہ حیرت زمین سے نکل آئیگی غرضکہ عیار دونکو پشتارہ لادنیکی عادت
ہوتی ہے یہ دونونکو لیکر بارگاہ سے باہر نکلا صورت تو بدلے ہوے پہلے ہی سے تھا جسنے اس ہیئت سے لشکر مین اسکو دیکھا
روکنے کا قصد کیا اسے کہا بھائی مجھکو روکو بارگاہ مین عیار نے آکر سب کو بیہوش کیا ہے مین ٹھہرتا تو بیہوش ہو جاتا ناچار
انکو لیکر بھاگا ہون کہ قتل نہو جائیں تم جاؤ اور وہان کی خبر لو ساحر جانب بارگاہ دوڑے کہ ایسا نہو افسر ہمارے قتل ہون
لیکن جو بارگاہ مین گیا دھوئیں کے سبب بیہوش ہو گیا اور یہ لشکر سے انکو لیکر نکل گیا ادھر پتلون نے سحر کے مہرخ سے بیان کیا کہ
برق ساحران مذکور کو پکڑ لیگیا ملکہ مسطورہ یہ خبر سنکر اٹھی کہ ایسا نہو عیار کوئی ضرر پہونچے بہار سے کہا تم لشکر سے خبردار رہنا اور
آپ اڑکر روانہ ہوئی اُدھر برق ساحر دونکو لادے لشکر سے جب دور نکل گیا ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرا دونکو زمین پر رکھکر چاہا کہ
قتل کرو ناگہان زمین سے ایک پتلا پیدا ہوا اور برق کو اُسنے ٹھوکر اُسکے گھونسے سے برق ایسا ششدر ہوا کہ بھاگ نہ سکا
اور اُسنے ساحرونکو ہوشیار کر دیا آپ غائب ہو گیا یہ جب آنکھ کھلی عیار کو دیکھکر ایسا سحر پڑھا کہ وہ زمین پر گر کر لوٹنے لگا ادھرون
نے چاہا کہ پکڑ لیجائیں مہرخ یہ ماجرا اُدھر سے ہوا سے دیکھ رہی تھی اُسنے ایک تیر آتشین سحر کا مارا اس سبب کہ یہ دونون ساحر غافل تھے
وہ تیر آکر حیات کے بازو پر لگا اگر کوئی اور ساحر ہوتا تو اُس تیر سے بچنا دشوار تھا یہ ساحر زبردست تھا اُسنے سحر پڑھا
کر تیر بازو سے نکالا مگر درد پیدا ہو گیا اور زخم کاری تھا پھر مہرخ نے دوبارہ نعرہ کرکے پھر تیر مارا حشمہ نے سحر پڑھکر پھونکا وہ
تیر کٹکر الگ گرا پھر حیات نے ایک تیر سحر کا مارا ملکہ نے رد سحر پڑھا ایک پنجہ پیدا ہوا اور تیر روک لیا پھر حشمہ نے ایک ناریل
مارا ملکہ بزور سحر حسب گر گئی ناریل دامن پر پڑکر زمین پر گرا دامن مین آگ لگی ملکہ نے خیال کیا یہ آگ تخت ہی جلادیگی
یہ سوچکر جلد تر بزور سحر زمین مین غرق ہو گئی اور تہ زمین پہنچکر دامن کی آگ بجھائی پھر زمین سے پشت حشمہ کیطرف نکلکر
ایک نارنج سحر مارا جبتک وہ سنبھلے اور پھرے اسوقت تک نارنج پشت پر پڑکر زمین پر گرا کیونکہ وہ ساحر زبردست ہین
اگر کوئی اور ہوتا تو نارنج پیٹھ کو توڑ دیتا نارنج تو زمین پر گرا مگر اُسکے بھی زخم کاری لگا مہرخ سمجھی کہ یہ ساحر بغیر جان ہو رہے
نجائینگے زخمی ہو چکے ہین وقت فرصت ہے تو اپنے عیار کو نجل یہ سمجھکر ایک گولا فولادی اور مارا ساحر اسکے رد کرنے مین مصروف
ہوے یہ پنجہ مین دابکر برق کو اڑ گئی اور جانب لشکر چلی ادھر حیات و حشمہ نے باہم صلاح کی کہ لشکر مین جانا اصلاح
نہین اسلیے کہ عیار نے سر بارگاہ ذلیل کیا اور اب زخمی بھی ہوے جو اسکا حال کو سنیگا کہیگا کہ ایک ساحرہ نے دونونکو زخمی
کیا اور عیار کو لیگئی انسے کچھ نہو سکا بس مناسب نہین کہ وہان جاکر سبکی نظر مین حقیر ہون حشمہ نے کہا یہانسے کچھ دور یہ

ایک میری دوست ساحرہ رہتی ہے کہ نام اُسکا حصار جادو ہے اُسکے یہاں چلکر آرام فرمائیے اور مرہم سحر لگا کر زخم اچھا کر کے لشکر میں چلیے
حیات نے کہا یہ تدبیر معقول ہے اچھا چلو غرضکہ دونوں اسیطرف روانہ ہوئے یہاں برق کو صبح شکوہ میں لائی اور بارگاہ میں
اتارا بہت تعریف سب نے حال سنکر کی کہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو ایسے ساحروں کو پکڑ لیگئے برق نے کہا میں انکی تلاش میں پھر جاتا ہوں
یہ کہکر روانہ ہوا اسطرح حیرت خیز خبر ہیچ سب نکلے دھوان بیہوشی کا بلند جو تھا موقوف ہوا سب اپنی جگہ پر قیام پذیر ہوئے مگر حیات
و چشمہ جو چلے ایک صحرائے سبزہ زار میں پہونچے وہان قران سیر کر رہا تھا اس نے انکو دیکھا جلد ایک ساحر کی صورت بنکر کچھ ہی
دور یہ وہانسے بڑھے تھے کہ اُسنے آکر انہیں سلام کیا وہ مستفسر ہوئے کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ بندہ سامری ہوں اسی جنگل میں
رہتا ہوں محتاج ہوکر تلاش روزگار ہے آپکو بادشاہ صورت معلوم کر کے حاضر ہوا ہوں کہ شاید آپ کے وسیلے سے آپ کا سہارا ہو جائے
ساحران مذکور اسکی بات منت آمیز سنکر خوش ہوئے اور کہا اچھا آؤ ہمارے ساتھ چلو ہمنے تمہیں نوکر رکھا عیار مذکور اُنکے ہمراہ
چلا اور وہ وہانسے ایک باغ کے قریب پہونچے مالک اسکی حصار جادو تھی اسنے طائران سحر سے آمد انکی سنی باغ کے باہر
پیشوائی کو آئی اور انکو لیکر داخل باغ ہوئی یہ باغ بہت پر بہار تھا جو نہال تھا وہ ثمر دار تھا جو گل تھا وہ خوشبودار تھا معطر کن
دماغ عنادل ہر پھول پر تصدق بلبل کا دل بیچ باغ میں قصر عالیشان بنا تھا جملہ سامان راحت مہیا تھا ساحرہ نے وہاں لاکر
مہمانوں کو بٹھایا جام بادۂ احمر کا دور چلنے لگا قران بھی ساتھ آیا تھا بطور ملازمان باغ میں مالکوں سے الگ ٹھہرا حیات و
چشمہ نے مرہم سیاہ شب کا جسم پر چڑھایا کہ بیت شب مہتاب کے چمکے ستارے ۔ کھلے گل کی روش گردوں پہ تارے
شام کو اکل و شرب سے فارغ ہوکر دونوں ساحر آرام پذیر ہوئے حصار نے سوتے وقت ورق سامری کے دیکھے معلوم
ہوا کہ غافل نہ رہنا عیار گھات میں لگا ہوا ہے یہ معلوم کر کے اسنے سحر پڑھکر حصار کر دیا اور سو رہی قران بھی ایک چمنی میں کچھ
میوہ وغیرہ کھاکر لیٹ رہا جب آدھی رات سے زیادہ رات گئی اٹھکر سبکو بیہوش کروں دیکھا تو باغ میں بالکل اندھیرا ہے وہ مکان جہاں
ساحر سوتے ہیں نظر نہیں آتا ہے سمجھا کہ یہ اثر سحر کا ہے ناچار پھر لیٹ رہا اور بعد کچھ دیر کے پھر اٹھا وہی ماجرا پھر گذرا اکسا اندھیرا کہ
آیا قصر کا پتہ نہ پایا لیٹے سے قصر دکھائی دیتا ہے روشنی معلوم ہوتی ہے یہی ہنگامہ رات بھر رہا جسوقت دیدۂ روزگار سے کی
ظلمت شب دور ہوئی اور دیدۂ سحر پر نور ہوا کسی نے کیا بیت کوئی پیش نظر ٹھہرے نہ تھی تاب ۔ ہوئے نہاں نظر سے نجم و مہتاب صبح کو
ساحر بیدار ہوئے اور برائے تفریح طبع باغ میں لب نہر آکر بیٹھے پانی سے ہاتھ منہ دھونے لگے قران بھی سامنے گیا اور
سلام کر کے پشت بر ادب آکر ٹھہرا جب انکو مصروف تماشائے آب انسے دیکھا سمجھا کہ یہی وقت ہے مارا انکو یہ سوچکر پیچھے
تو کھڑا ہی تھا بغدہ کمر سے نکالکر مارا اگر جیسے ہی بغدہ قریب اُنکے سر کے پہنچا ایک زنجیر زرخند پیدا ہو کر حائل ہو گئی بغدہ زنجیر پر
پڑا کہ وہ کٹی اسنے جی داری کر کے فوراً دوسرا بغدہ مارا ایک سپر فولادی پیدا ہوکر سر ساحران کی پناہ ہو گئی ساحروں نے جو یہ
معرکہ دیکھا چاہا کہ اسکو گرفتار کریں قران بھی سمجھا کہ ہم گرفتار ہوئے چاہتے ہیں اور تو کچھ نہ بن پڑا ایک لات اس زور سے ماری کہ
حیات و چشمہ کنارے نہر کے تو بیٹھے ہی تھے پانی میں گر پڑے حصار انکو نکالنے میں لگی قران بھاگ کے اُسی باغ کی
ایک کوٹھری میں جا کر چھپ رہا یہاں یہ دونوں نہر سے نکلے اور کہا ہم اس جگہ نہ ٹھہرینگے ہر چند حصار نے روکا مگر نہ رکے
اور طائران سحر پر چڑھکر جانب لشکر حیرت گئے بعد انکے جانے کے حصار نے سحر پڑھ کر ایک درخت سیب کا باغ میں [illegible] اور

ایک پتلا سرخ کمیص سے نکلکر سامنے آیا اس پتلے سے اُسنے پوچھا کہ جسنے پھر حربہ کیا یہ کون تھا اور کہاں ہے پتلے نے کہا قران
عیار ہمراہ حیات وچشمہ آیا تھا اسنے حربہ کیا تھا اب باغ کے جانب بائین جو کوٹھری ہے اسمین ہے یہ حال پتلے سے سنکر
اسنے پھر سحر پڑھا کہ پتلا اسی درخت مین چلا گیا جسمین سے ظاہر ہوا تھا اور آپ اُٹھکر اس کوٹھری کے قریب آئی قران نے
روزن در سے اُسکو آتے دیکھی آہٹ سے ملکر کھڑا ہوا اسنے آکر جیسے ہی کوٹھری مین جانے کیلیے سر ڈالا قران نے بغدہ مارکے
سر کاٹ کے دو ٹکڑے کر دیا مگر اس سرنے ایک نعرہ مارا قران کوٹھری سے نکل بھاگا کہ یہ فریبہ تو مر سے پر بھی بنتی ہے مگر جب باہر نکلا دیکھا ایک
طرف تو سر قلم کیا ہوا لاشہ پڑا ہے دوسری جانب ملکہ حسام زندہ کھڑی ہے اور لاشے سکو جاتے دیکھکر ایک [illegible] کا مارا کہ پاؤن
اُسکے زمین نے پکڑلیے اور اُسنے کہا اے قران جو کوئی تجھکو مارتا تو اسکو بھی قتل کرتا تو نے مجھکو کیون [illegible] اب بھاگ کر کہان جائیگا
قران کے پاؤن تو زمین پکڑے ہی تھی اسنے [illegible] اس طرح زمین پر گرا دیا جیسے کسیکو غش [illegible] دانت بیٹھ گئے آنکھیں پھر گئین یہ
حالت دیکھکر ساحرہ اسکے قریب آئی اور بغور اسکی کیفیت دیکھنے لگی کہ کیا اسکو ہوا جب وہ اسکے دیکھنے مین محو ہوئی اسنے
ہاتھ بڑھا کر گردن اسکی زور سے تھام لی اور اپنے آگے گھسیٹ لیا [illegible] ساحرہ بہت تڑپی جب نہ
چھوٹ سکی ہاتھ سے زمین پر اسنے لکھا کہ اگر مجھکو رہا کرے تو مین اطاعت کرون قران نے اسکو چھوڑ دیا [illegible]
پاکر اپنے مقام پر جاکر اوراق جستجو نکالے [illegible] دیکھا کہ اس عیار کو مین قتل کر سکونگی یا نہین اوراق مین یہ نکلا کہ یہ عیار
ہمارا زبردست ہے اگر اس سے سرکشی کی تو تجھکو مار ڈالیگا غنیمت ہے کہ اس سے آشتی کر یہ حال معلوم
کرکے اُسنے سحر پڑھا کہ قران زمین سے چھوٹ گیا اسنے کہا کہ [illegible] بہتر جانئے آپنے مجھکو چھوڑ دیا تھا مین نے آپکو رہا کر دیا قران
نے کہا اسوقت تو برابر ہوگیا اور دفع کیا [illegible] یہ کہکر باغ سے نکل گیا اور پھر دوبارہ بھیس بدلکر [illegible] مین آیا اسنے پوچھا کہ اب کیون
آئے کہا اے ملکہ تھوڑی سی شراب [illegible] ہوگئی ہے اسنے الماری کھولکر [illegible] شراب عمدہ کی نکالین قران
نے بھی ایک گلابی آغشتہ بداروے بیہوشی کمر بند مین چھپی رکھی تھی جب وہ بوتلین شراب کی لائی کہ بہتر صاحب لیجیے اسنے کہا
ملکہ وہ جو کنٹر سبز رنگ کا ہے [illegible] کی شراب بھی تھوڑی سی لا دیجیے وہ اٹھی کہ کنٹر لے آئے جب اسکی پشت اسکی طرف ہوئی
اسنے ان بوتلوں سے ایک بوتل اٹھا کر چھپائی اور اپنی بوتل اسی رنگ کی اسمین ملادی جب وہ کنٹر لے آئی اور کہا لیجیے یہی
حاضر ہے اسنے کہا اے ملکہ اگر تم خفا نہو تو ایک بات کہون اسنے کہا فرمائیے اُسنے کہا تم ہماری دشمن ہو بدین لحاظ اگر سب
بوتلونسے ذرا ذرا سی شراب چکھ لو تو مجھکو اطمینان ہو جائے اور مین لیجاؤن اُسنے ہنسکر کہا کیا مضائقہ ہے اور جام مین
سب بوتلونسے تھوڑی تھوڑی شراب انڈیل کر آپ پی پیتے ہی بیہوش ہوگئی قران نے زبان مین اسکی سوزن دیا اور ستون
سے باندھکر ہوشیار کیا جب اسکی آنکھ کھلی قران نے کہا اب کہو کس عالم مین ہو اسنے اشارہ کیا کہ مجھکو چھوڑ دو تو کہون مین کچھ
نہ کرونگی اسنے پھر اسکو رہا کیا اسنے کہا اے عیار نامدار جانا مین نے کہ آپ ہر دستان روزگار ہین مین [illegible] کی اطاعت
کی آپ جاہین مین بھی [illegible] دیکھکر آپکے لشکر مین آؤنگی قران نے اقرار اطاعت اسلام لیکر وہان شراب وغیرہ پی پھر رخصت ہوکر
راستہ پکڑا اور اپنے لشکر مین آکر سارا حال کہا

## داستان آنا حیات جادو کا لشکر مین اور طبل جنگ بجانا مقابلہ بلور سے کرنا اور

## کوکب کا آکر بلور کی مدد کرنا پھر بھیجنا افراسیاب کا ساحران نامی کو پھر جنگ اور مغلوب ہونا مہرخ کا مدد بھیجنا شاہ کوکب کا اور آنا ملکہ سہیلان بن اختر جادو کا مقابلہ لشکر افراسیاب مین اور فتح پانا بعد جنگ بسیار کے پھر گرفتار ہونا مہرخ کا افراسیاب کے سحر سے اور قید ہونا حیرت کا سحر سے کوکب کے اور رجانا طلسم کوکب مین

### لمولفہ

مجھ پہ عاشق مین ساقیا ہون — ساقی ساقی ہی کہہ رہا ہون
اختر گل باغ خوب روئی — رونق دہ گلشن نکوئی
لڑنے کو چلی ہے با صد انداز — ساقی در میکدہ کو کر باز
ساقی گلشن کا ہے نیا رنگ — شاہنشہ گل ہے بر سر جنگ
جیسے ہون سپاہی صف کشیدہ — یون سبزۂ باغ ہے دمیدہ
کانٹے خنجر ہین سب بے تامل — ہتھیار لگائے ہے ہر اک گل
بن لالے کی باڑھ اگی ہوئی ہی — جیسے پلٹن جمی کھڑی ہے
ہر شاخ ہے عکس گل سے گلگون — یا گل کی سواری کے ہین گلگون
استادہ ہین سرو باغ تن کر — یون جیسے ڈٹے کھڑے دلاور
شمشیر نظر سے نرگس مست — تیار ہے جنگ پر سر دست
نہرون مین ہے آب مردم فوج — شمشیر بکف ہر ایک ہے موج
ہے ابر چمن ہوا کے بدوش — یا باد صبا ہوئی زرہ پوش
رن مین کڑکا ہوا ہے آغاز — یون خندۂ گل کی پھیلی آواز
سرپیچ کے ہون ترا خریدار — ساقی ہے شراب مجھکو درکار
دکھلاؤن بہار جوہر تیغ — برسے مضمون قلم سے جون میغ
ہے بلبل خامہ یون دعا گو — یارب باغ سخن ہرا ہو
اے جاہ بیان باغ مضمون — نظارۂ گل بجن تو اکنون

بسملان تیغ آبدار و ذبوحان خنجر جفا، جنبجویان عرصہ عاشقی، و سیاہ زران میدان مطلوبی صفحہ تحریر کو فروغ آفتاب مضامین سے رشک سپہر برین اسطرح بناتے ہین اور اختر طالع فسانہ بیان زرین سے اسطرح چمکاتے ہین کہ

حیات بصفات پدر حیرت بد سیرت رخصت ہو کر حصار سے جب لشکر میں آیا دن بھر مصروف میخواری رہا جب آفتاب حیات
فروغ مہر مغرب جمات میں غروب ہوا اور حیات تازہ تنویر شمعہای محافل سپہر نیلی کو اکب کو خلاق دہر نے عنایت فرمائی نظم

| | |
|---|---|
| کہ اتنے میں چھپا وہ جلوۂ روز | ہوئی روشن ہر اک شمع شب افروز |
| ہوئی پابوش عالم شام تاریک | چھپے آنکھوں سے لطف دور و نزدیک |

طبل جنگ بحکم حیات ہمابنگ بجا جاسوس خبر لیکر پیش رخ دلالہ کے اگر قدموس بجا ملکہ موصوفہ نے خبر نواخت کوس حربی سنکر جانب
سرداران بنگاہ کی بطور نعرض کیا کہ کچھ تردد نہ فرمائیے غلام بھر جان نثاری حاضر ہے میرے نام پر طبل رزم بجوائیے ملکہ نے اسکی ہمت
پر آفرین فرمائی اور نفیر سحر بجائی ہزار ہا نقارہ لشکر میں بجکیا زلزلہ دشت نبرد میں گم گیا ہر ایک ساحر تیاری سحر تیار کرنے لگا دم افسر
کی محبت کا بھرنے لگا مہرخ جب داخل شبستان ہوئی سحر خوانی کرنے لگی ملکہ بہار نے اپنی بارگاہ میں آکر سیر سحر کے چہار جانب دانہ
کیے پتلیاں کاغذ کی کاٹ کر گنا پھولوں کا پہنا کر تخت کاغذی پر بٹھا کر سحر پڑھا کہ وہ جانب فلک اڑ گئیں اسیطرح زلزلہ ولرزان
دیوں نے تدبیریں کیں لشکر میں ڈمرو بجا کیا بگلوں نے ہجوم کیا بیر ہر ایک سنسایا جیسے بعینٹ میں چڑھے کلوا بیروں نے
آدمی کے کلیجے تو زمین پے چبوتری کی چار سمت صدا بلندی جوت کا دیا جب جلتا ڈھولا جھوستا ہوں کھیلتی گا منھ سے نہ بولتی
ساحران منتر کا تاوانی ہونا جاری کی دیتا بہر صورت اقرار اطاعت لیتا ساحر دلیر بھی یہ ہنگامہ تھا اور تلوار اٹھانے والوں کا
عزم بہادرانہ تھا کوئی تیغ رصاف کرتا دم شجاعت کا بھرتا کوئی موچھونکو تاؤ دیتا نام کر جانے پر مرتا خلاصہ یہ کہ رات بھر
ایسا ہی غلغلہ برپا رہا جب خلعت حیات خیاط قدرت نے شہنشاہ خاور کیلیے قطع فرمایا اور جامہ ہستی کو اکب پیرہن چاک
چاک ہوا کہ ابیات

| | |
|---|---|
| سحر گہ خروش آمد از کرنا ے | ہم از کوس رویین و ہندی درا ے |
| سپہ را چو روانہ در آمد بروے | جہان شد پر آواز پرخاش جوے |
| ز انبوہ اسپان گرد سپاہ | بہ بیشہ درون شیر گم کرد راہ |
| بہ آمد یکے باد و گرد کبود | زمین ز آسمان ہیچ پیدا نبود |
| ز خفتان و از خنجر ہندوان | ز اسپ و ز آلات و برگستوان |
| ز ساز و ز گردان ہر دو گروہ | زمین ہمچو دریا شد و گرد کوہ |
| دو رویہ سپہ برکشیدند صف | ز خنجر ہمی تافت خرشید تف |
| بہ پیش سپہ آوریدند پیل | جہان شد بہ کردار دریاے نیل |
| سواران جنگ از پس و پیش و چپ | ہمہ برگرفتہ دل از جان خویش |

مہرخ و حیات بہیچ تجمل مذکورہ بالا جب میدان حرب میں پہونچکر صف کشیدہ ہوئیں چشمہ سپہ سالار حیات سے
اجازت لیکر میدان میں آیا کلمات لاف و گزاف زبان پر لایا مبارز خواہ ہوا بلور نے اسطرف سے قصد روانگی کیا تھا کہ
نور افشان نام ایک ساحرہ جو ہمراہ بلور لشکر کے افسر ہو کر آئی تھی عرض پیرا ہوئی کہ جب حیات لڑنے نکلےگا اسوقت

آپ مقابلہ میں جائیگا اسکے مقابلے کو میں جاتی ہوں بلور نے اسکو اجازت دی کہ وہ طاؤس اڑا کر مقابل آئی چشمہ نے پہلے ایک ناریل سحر کا مارا اُسنے ناریل آتے دیکھکر اشارہ جادو پڑھکر کیا کہ وہ ناریل کٹکر دور گرا چشمہ نے پھر ایک گولہ فولادی ایسا سحر کرکے مارا کہ اُسنے ہر چند رد کرنا چاہا مگر رد نہو سکا اور پیشانی پر آکر لگا کہ سر اُسکا پھٹ گیا از بسکہ ساحرہ زبردست تھی ہلاک نہوئی ہیرو اُسکے اٹھا کر لشکر میں لائے اور چشمہ نے پھر مبارز طلب کیا بلور رکب زر آکر سامنے گیا اُسنے پھر گولا مارا بلور نے سحر پڑھکر چالیس سپرین سحر کی از خود مقابل آگئیں مگر گولہ نہ رکا سپرین توڑ گیا بلور بہت جلد زمین میں سما گیا گولا اوچھا سا سر میں لگا اور گر کر سرد ہوگیا اور بلور زمین سے پشت کیطرف چشمہ کے نکلا اور پکارا کہ اے بیحیا خبردار یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا یہ کہکر ایک بعضیہ عقاب جمشید کا کہ کوکب نے جس وقت دیا تھا نکالکر مارا چشمہ نے اُسکو چاہا کہ رد کردون لیکن نہوا اور بعضیہ پشت پر جا کر سینہ توڑ کر نکل گیا شور اُسکے مرنیکا بلند ہوا حیات بینا باندو دوڑا کہ اے غضب کیا تو نے کہ مارا اس شخص کو جو اپنا نظیر نہ رکھتا تھا یہ کہکر فوج کو حکم دیا کہ لینا اس خیرہ سر کو فوج چار سمت سے تاریخ دیتی ہوئی آئی چلی اسطرف سے مہرخ باسپاہ بیکران حملہ آور ہوئی سحر کی گھٹائیں گھر آئیں باران تیر و سنگ و مار آتش برسنے لگا برق شعلہ ریز کوندی رعد گرجا تلواروں نے بہادروں کی دریاے خون بہا دیا سرکشوں کو خواب عدم میں سلا دیا کلامیات

| | |
|---|---|
| ہمہ یک بہ دیگر بر آمیختند | چو رود روان خون ہمی ریختند |
| چو آواز کوس آمد از پشت پیل | ہمی مرد بیہوش گشت از دو میل |
| ز رنگ بار پایان زمین را کنان | درو دشت شد پر تن بے سران |
| زمین جنب جنبان شد از بیخ و نعل | ہوا از درفش سران گشت لعل |
| ز آواز گوپال بر ترک خود | ہمی داد گردون زمین را درود |
| بیابان چنان شد ز گرد سپاہ | کہ بر مور و بر پشہ شد تنگ راہ |

اسی گرمی جنگ میں بلور ٹھیاں کھولتا اور بند کرتا پتلے پیدا کرکے لڑتا بھڑتا قریب حیات پہونچا اُسنے ڈانٹا کہ او بے ادب کہاں آتا ہے اُسنے بھی للکارا کہ او بے بانی شراب بچکر کہاں جائیگا اُسنے اپنی جھولی سے ایک تخم درخت بلغ زردشت کا نکالکر زمین پر پھینکا اور ایک شیشہ پر از آب نکال کر بانی تخم مذکور پر چھڑکا فوراً وہ بیج بہ آبیاری آب سحر زمین سے اُگا اور بڑھکر درخت عظیم الشان ہوگیا بجاے پھل کے تلواریں اسمیں پھلیں اور جلیبیوں کی طرح لٹکنے لگیں جو ساحر کہ اُدھر جانب لشکر حریف چلے اُس درخت پر آتے ہی دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرے حیات مع لشکر حیرت کے سایۂ درخت میں اسطرف ٹھہرا اور شجر سے بجلیاں بنکر وہ تلواریں لشکر مہرخ پر گرنے لگیں سارا سبتی ساحران قطع ہونے لگا بلور یہ کیفیت دیکھکر بسان شیر غضبناک جھپٹا اور لشکر حملہ کرنے سے رکا اُسنے بھی برق درخشاں کیصورت اپنی بنائی اور درخت پر آکر چمکا بھڑکا کڑکا اور اس شجر پر گرا ہر چند کہ درخت اُسنے جلا دیا مگر آپ بھی ان تلواروں سے جو درخت میں تھیں زخم ایسے کھائے کہ تمام جسم فگار ہوگیا اور چور چور ہوکر زمین پر گرا یہ حیرت کی تلوار بھری کمر کردو ڈرا کہ سر کاٹ لوں مہرخ عقاب بنکر تخت پیسے اڑی درخت تو جل ہی چکا تھا یہ آکر بلور پر گری اور پنجہ میں داب کر لے اڑی بلور فرط جراحت سے بیہوش تھا ملکہ پنجہ میں دابے

اسکو لشکر مین نہ لائی چاہ سامری کیطرف علاج کیلیے لیگئی کہ اگر عرصہ گذریگا تو ان زخمون سے بچنا اسکا دشوار ہے پس یہ تو ادھر گئی ادھر حیات نے پھر فوج کو حکم دیا کہ ہان مار لو ان نمکحرامون کو فوج ساحران نے طبل و بنسولی پکڑ کر یا سامری مدد کہی چلائی پھر لشکر مہرخ پر آپڑی بہار نے جو یہ حالت دیکھی سمجھی کہ بعد مہرخ خواجہ نے مجھکو اس سپاہ کا بادشاہ کیا ہے اسوقت لشکر بے سردار کا ہورہا ہے اور رد رخت سے بہت لشکری زخمی ہین جنگ عظیم پہلے بھی ہوچکی ہے اب کسی مین دم نہین ہے جو میدان مین ٹھہرے نقین ہے کہ بھگدر پڑے اور لشکر سارا تباہ ہوجائے پس مجھکو مقابلہ کرنا لازم ہے یہ سوچکر اپنے تخت پہ سے کودی اور اسطرح چلی کہ بہار حسن حسینان میسان کنیزان اُسکا دامن ناز بہ ہزاران اعزاز سنبھالے تھی نگاہ مست اسکی نیزہ مژگان سے ہزارون سینہ پرآگندہ دیکھے بھالے تھی اسی انداز سے بیچ میدان مین پہونچکر ایسا سحر پڑھا کہ پہلے سرو دشت عالم مین زن ہوئی اور جسکے نخل قامت مین لشکر حریف کے وہ ہوا لگی سرو آسا پابگل ہوکر اپنی جگہ پر ٹھہر رہا آگے نہ بڑھ سکا جب حملہ کرنے سے وہ فوج رکی اس شتملہ باغ خوبی نے پھر جادو کی دستک دی اور پکار کر کہا اے بہار آؤ بہار تو اس گل رعنا کی ناز بردار و شیفتہ برنگ ہزار ہے حکم کے ساتھ ہی حاضر تھی سب نے دیکھا کہ ابر بہاری گھر آیا ہوا اُسکی ہواخواہی کا دم بھرنے لگی زمین بھر نثار زر گل ہزاران ہزار ہو دامن دامن لائی ہر سمت خیابان سمن و نسرین بہ صد لطافت و رنگین ظاہر ہوکر خوشبو سے دماغ جان جہان معطر کرنے لگے چمنستان مین انبار و گل و ریاحین برنگ شوق نثار ظاہر ہوئے دم بھر مین یہ خراب آباد وہ بہشت ہشتم تھا دشت سراسر گلستان سعدی کا باب ہشتم تھا کہین جانان چمن برلب جو تن رہے تھے کہین عروس گلشن کے جوبن زیادہ ہونے لوگون کے زیور بن رہے تھے کہین قمری و بلبل و قمری کا شور گلشن گلشن رقصان ہو کہین سنبل تر کے پیچ زلف مہوشان کو پیچ سکھاتے کہین ڈورے نگاہ نرگس مست کے چشم نرگسی گلعذاری کو پھندے مین پھنساتے ہین یہان اسطرفہ بہار نخلبندی سحر بہار سے ظاہر تھی کہ مدحت سرائی مین جسکی زبان بلبل قاصر تھی نہرون نے وہ آب و تاب آبرو پائی تھی کہ صفائی ضیاے گوہر صدف فلک مین لائی تھی چشمہ مہر و ماہ مین یہ طاقت کہان تھی اس چشمہ کی شہرت صفا از ماہ تا ماہی عیان تھی گلکدی رنگینی نگار خانہ چینی کیا بلکہ ارژنگ خانہ فلک سے بھی عمدہ پیرون ویران سے بہتر ہر ایک شگوفہ کہین لالہ زار کہین پھولون کا انبار کہ بموجب

## ابیات

بہار فصل گل کی تھی پڑی دھوم
لڑے تھے بلبلون کے آج معصوم

گھٹا کالی تھی وہ ساون کی چھائی
کہ طاؤسون نے کیفیت دکھائی

مہکتے تھے چمن مین گل ہزارون
چہکتے تھے پڑے بلبل ہزارون

بندھا رنگ عروسان چمن تھا
وہ رنگ گل کہ جان چمن تھا

اس کیفیت بہار کو سب دیکھ رہے تھے کہ یکایک صدف نے غلغل ہائے معشوقہ پردے ہوا سنائی دی اور ایک تخت بارفعت زمین پر اترا اسپر ایک محبوبہ ناز کبدن جسکا روے زیبا بلا زہد صد چمن سوار تھی واقعی دیار حسن کی تاجدار تھی کج ادائیونکی ایسی عالم کہ فلک پر جفا اُسکے زیر فرمان ناز و غمزہ جفتان پر وہ حکمران زلف کہ اسکی کیون دھیان کرنا صفت یہ سودا ہوا کیون لون شب تار نے روز ازل اس زلف کی محبت کا دم بھرا تمام عمر سودے کا خلل گیا نہ تاب

کے روبرو چشمہ خور آبرو ریز عارض درخشان قمر کو غیرت انگیز چاہ زنخدان میں نہان آب چشمۂ حیوان دندان درمن سلک گوہر غلطان نظم

| | |
|---|---|
| بنا تھا نور کا بالکل سراپا | وہ قامت تھی کہ شعلہ طور کا تھا |
| پری زادون کو کرتی تھی وہ قربان | ملائے حور اس سے آنکھ کیا جان |
| لٹکتے پانون تک ہین موے شکن | فدا ہین نافے سے آہوے چین |
| عجب بالون مین جوبن تھی پُر نور | میان ابر تیرہ جلوۂ حور |
| بلند اسکا تھا ایسا سینۂ صاف | بلورین کوہ سے ہے بڑھکے شفاف |
| قیامت تو تھا ان چھاتیون کا | نہ ہوگا تیر تنہا یہ توڑا اصلا |

زیور جواہر نگین سر سے پانو تک پہنے لباس زعفرانی زیب بدن فرمائے تخت سے اتر کر اس گلشن سحر مین بصد ناز برنگ طاؤس طناز خرامان ہوئی لشکر بیو حیات وحیرت اس جادو صورت عورت کو دیکھکر تاب برق جمال نہ لاسکے اور محو ہوکر بیہوش ہوگئے سواے حیرت وحیات کسیکو ہوش نہ رہا اتفاق سے اسوقت ابریق وزیر فرستادہ بادشاہ طلسم حیرت پاس آیا جب یہان پہونچا ہواے گلشن سحر جو جسم مین لگی وہ بھی جھومنے لگا اور وہ زن سحر جو گلگشت کر رہی تھی اُسنے ایک گلدستہ نرگس کے پھولون کو اس بوٹے سے توڑ کر بنایا اور حضور پر رکھکر اچھالدیا گلدستہ جانب فلک گیا ہواے سرد چلنے لگی عجب کیفیت تھی حیرت کی آنکھ بند ہوگئی بعد لمحے کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک ایک درخت نرگس کا ہر لشکری کے روبرو لگا ہے اور ہر شخص اس درخت کے نیچے بیہوش پڑا ہے حیرت نے اُسوقت گھبراکر ابریق سے کہا کہ اے وزیر ستم کیا تم بھی اس جادوگرنی بہار کے ہونے اثر کہ ابریق ایسا محو تھا کہ بات ملکہ کے کلام کا کچھ جواب نہ دیا حیرت سمجھی کہ بڑا غضب ہوا اب جلد اس لڑکی نے بہت جلد سحر پڑھکر سنگ کی ایک عورت فلک سے شیشہ مثل گلدستہ کے بنا ہوا ہاتھ مین لیے اتری ملکہ نے اپنی ران کا گوشت اس عورت پر خون کا چھینٹا مارا وہ چھینٹا کرتے ہی سب شور اور ان درختان نرگسی پر شیشے سے پانی چھڑکنے لگی وہ درخت غائب ہونے لگے اور لشکری ہوشیار ہوگئے مگر آپے مین نہ تھے تعریف حسن زن سحر جو بہار نے بنائی کرتے تھے اور شعر عاشقانہ پڑھتے تھے حیرت نے اس عورت کے جسم پر خون کا چھینٹا مارا تھا کہا کہ جا اور اس عورت کو جو گلستان مین پھر رہی ہے قتل کر اس عورت نے جواب دیا کہ وہ نرگس جادو ہے مطیع ملکہ بہار میری مجال نہین جو اسپر دست تعدی دراز کرسکون یہی بہت ہے کہ مین نے ان بیہوشون کو ہوشیار کردیا یہ کہکر غائب ہوگئی حیرت نے اسوقت ایک لاجورد کا ٹکڑا اپنے گلے سے اتارا اور پکار کر کہا کہ اے بہار دیکھ یہ سحر بھی تجھ پر ہوگا بہار نے ملے کو دیکھکر شناخت کرکے ایک قہقہہ مارا اور کہا مجھکو یہ معلوم نہ تھا کہ قطرہ ہاے آب چشمۂ سامری منجمد کرکے موتی بناکر تو نے اپنے پاس رکھے ہین مانا نہ پہلے سے اسکی بھی تدبیر کیجاتی خیر اب بھی تو میرا کیا کرینگی ہان تیرا لشکر البتہ بچ جائیگا حیرت نے کہا دور ہوکم بخت کیون ایسی باتین کرتی ہے سامری کے غضب سے ڈر اری مین تیری بہن ہون یہ تیرا باپ ہے تو سامنے کھڑا ہو کبھی مین نے اور تو نے ایک بات کی ہے وہ کہو مین پاؤن بھیج سے میں یہ ڈھٹائی کرنا اچھا نہیں جوانی سے بہت بڑھ گئی یہ سحر جو بادشاہ طلسم نے سکھا دیے تھے اسلیے کہ تو مجھپر ہاتھ صاف کرے بہار نے کہا باجی خفا نہو اگر تم میری بہن ہو تو میرے پاس آؤ مسلمان

ہو جاؤ سلطنت میرے لشکر کی کردوے افراسیاب کو مار و حیرت یہ سنکر آگ ہو گئی اور کوسنے لگی کہ اے تو ناشاد مرے
اپنی جوانی سے جلے تو ہوئی میرے وارث کو کوستی ہے تیری سلطنت کو خاک میں ملاؤں تجھے گہری گور میں تو پون غرضکہ یک
مچک کر وہ بالا جانب فلک اچھالا از بسکہ وہ ہوئی تو اصل میں پانی تھے ہی بالا بلند ہوتے ہی ابر پیدا ہو کر لشکر حیرت وغیرہ
پر محیط ہوا اور پانی برسنے لگا تمام لشکر بھیگا سحر بہار اتر گیا لشکری ہوش میں آگئے بہار کا باغ اسیطرح جو رہا اسنے چاہا کہ پھر
اسکو بیہوش کرون حیرت نے طبل بازگشت بجوا دیا کہ ابکی تو اسکے باغ سحر کا نہو سکیگا اور از بسکہ دن بھی تمام ہو چکا تھا
اور ساحرہ شب باغ انجم میدان فلک میں سرسبز کیا چاہتی تھی کہ بیت بکایک چرخ اخضر چرخ کھایا دگیا دن سبز رنگ شام
آیا بہار بھی طبل آسائش بجوا کر پھری ردھر پڑھا کہ باغ سحر غائب ہو گیا ملکہ نرگس تخت پر بیٹھکر اپنی جگہ پر گئی غرضکہ دونون
لشکر پھر کر اپنے اپنے خیام میں آکر آسودہ ہوئے صبح چونکہ لشکر میں زخمی بہار نے بعوض اسکے سلطنت اختیار کی رات کو
دربار کیا طلایہ دار مقرر فرمایا بعد جلا انتظام شبستان میں جا کر آرام کیا اس طرف حیرت جب بارگاہ میں داخل ہوئی حیات
نے کہا میں اب سحر امزادی لڑکی کو مار ڈالونگا اب کی کائنات کا سحر تیار کرونگا حیرت نے کہا آپ ٹھہریے میں بادشاہ
پاس جاتی ہون جو انکی صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا یہ کہکر وہان سے اڑی اور ایک پہاڑ قریب ریاے خونزوان ہے اس کوہ
پر آکر سحر پڑھا چنانچہ پیدا ہوا آگ باغ سیب میں لایا یہاں ابرق و نیز پہلے سے آیا تھا اور سارا حال لڑائی اور سحر بہار کا
بیان کیا تھا بادشاہ غضبناک بیٹھا تھا کہ ملکہ نے جا کر سلام کیا اور پہلو میں بیٹھی بادشاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ دیکھا تمنے تمہاری
بہن نے کیا کیا حیرت نے کہا میں اسی لیے آئی ہون کہ آپ اسکو مار کیون نہیں ڈالتے اسپر رحم کسلیے فرماتے ہیں بادشاہ
نے کہا اب میں اور فکر میں ہون کہ کوکب لڑنے آیا ہی چاہتا ہے اور ایک بیابان ہے اس طلسم ہوشربا کے اور طلسم کوکب کے
دامنے پر اس بیابان کو ایک ملک سمجھنا چاہیے اس ملک کا بادشاہ جہاندار شاہ جادو نام ہے اور اہل اسکو بیابان
لکلر پر کہتے ہیں چنانچہ وہان ایک ساحر رہتا ہے کہ معمار قدرت اسکا نام ہے وہ تالاب جمشیدی بزور سحر بناتا ہے مجکو بذریعہ سحر معلوم ہوتا
ہے کہ ساحر بھی مجھ سے لڑنے آئیگا پس میں ان فکرون میں ہون یہ چھوکری بہار کیا حقیقت رکھتی ہے اب تم جاؤ میں بلور و
مہر کو چاہ سامری پر سے پکڑوا کر تمہارے پاس بھیجونگا انکو قتل کر دینا فقط چاہ سامری انکو لائیگا اسکی عزت کرنا وہی سب کام
تمہارا کر دیگا یہ کہکر ایک نامہ تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ اے مختار جادو ہوشیار رہنا وادی چاہ سامری پر زخمی ہو کر پانی
پینے آتے ہیں انکو گرفتار کرکے ملکہ حیرت پاس پہنچا دینا یہ لکھکر پنجہ کو دیا کہ وہ لیگیا اور حیرت رخصت ہو کر لشکر میں آئی
حیات سے سب حال بیان کرکے دربار برخاست کیا آرام پذیر ہوئی لیکن اب حال چاہ سامری کا سنیے کہ یہ کنوان
چاہ آراستہ نام رکھتا ہے اور موتی مرجان کے درمیان واقع ہے اور جسطرح چاہ زمرد کہ جسپر میلا ہوا تھا تمام ساحران اندر
چاہ کے رہتے ہیں اس کنوئین میں بھی مسکن گزین ہیں اور مالک ان سب کا مختار جادو ہے چنانچہ وہ اندر کنوئین کے
دار الامارۃ شاہی میں بیٹھا تھا کہ پنجہ نے لا کر نامۂ شاہ طلسم اسکو دیا نامہ اسنے لیکر سر پر رکھا اور بعد تعظیم پڑھا جب
مضمون سے واقف ہوا ابلیس ساحر گرد کنوئین کے چوکی دیتے ہیں انکو حکم بھیجا کہ تم اندر چاہ کے آکر بطور مخفی ٹھہرو اور
جو کوئی جنگل میں پانی بھرنے آئے اسکو پکڑ لینا جب ساحرون کو حکم پہنچا سر چاہ سے پہرا اٹھا کر اندر چاہ کے مقرر کیا اور

تخت شاہی پر بیٹھا تھا ان دونوں کو دیکھکر ہنسا اور کہا اے مہرخ شہنشاہ ساحران سے منحرف ہوکر بچنا دشوار تھا آخر
گرفتار ہوکر تو نے جان دی مہرخ نے بسبب سحر ہوش و حواس درست نہ تھے اسکی باتوں کا کچھ جواب نہ دیا اور اسنے حکم دیا
کہ ہماری فوج تیار ہو ہم ان مجرموں کو پہونچانے جائینگے بمجرد حکم قلعہ میں چوبیس ہزار ساحر تھے بارہ ہزار انمیں سے تیار ہوے اور
بارہ ہزار براے حفاظت ملکہ جاہ رہے تہتہاے سحر پر بیٹھکر تمام دربارگاہ بار کرا کر بعظم وشان تمام مختار نے کوچ کیا
نفیر و نقارے بجتے ساحر نیزہ بازان سحر کی دکھاتے روانہ تھے قیدیوں کو بحفاظت ساتھ لیا سحران نامی چوکی پر قیدیوں کو بٹھا لے
صبح اسے مرجان جب طے کرکے آگے بڑھے مہرخ نے دیکھا کہ یہ وہی راستہ ہے بہت حیرت میں آئی تھی حیران تھی کہ میں سرچاہ
پر آکر پہونچی تھی اب کنوئیں کے اندر سے قید ہوکر آئی ہوں یہ کیا ماجرا ہے کہ ایک ہی راہ پر پہونچی ہوں مگر سمجھی کہ مقدمہ طلسم
ہے اسوجہ سے راہ کا بھید سمجھ میں آنا دشوار ہے غرضکہ خاموش ہو رہی اور ساحر بعد قطع منازل و طے مراحل قریب لشکر
حیرت پہنچا حیرت نے جب خبر آمد کی پائی بہر استقبال کے سردار دنکے آئی اور نہایت احترام سے پیشوائی کر کے داخل لشکر
کیا فوج اسکی اتری طبل داخلے کے بجے ملکہ مذکور بارگاہ میں آئی مختار بمقام صدر پر جانب دست راست تخت پر بیٹھا اور چوکی
طلب کرکے بیچ بارگاہ میں بچھا دی قیدی اسپر بیٹھے مگر اٹھا نہیں جاتا ہے بالکل تاب حرکت نہیں بارگاہ میں ہنگامہ عشرت گرم
ہے جام ارغوانی کا دور چل رہا ہے ناچ ہو رہا ہے عیار بچیاں بھی آئی ہیں اور بہمدیگر ٹھہری ہیں خدمت ملکہ میں عرض کیا
ہے کہ عیار قیدیوں کی فکر رہائی میں ضرور آئینگے پس ہم جسکی جانب اشارہ کریں آپ فوراً قید کرلیجیے گا بھاگنے نہ دیجیے گا
یہاں تو یہ مذکور ہے عشرت کا دستور ہے لیکن جاسوسان لشکر اسلام خبریں معلوم کر کے سامنے بہار کے آئے بعد
دعا و ثنا کے حال آمد مختار و اسیری مہرخ و دلو میر عرض بیان کیا لائے بہار نے یہ خبر سنکر برق سے کہا کہ میں جاکر
بارگاہ سے ملکہ کو لاتی ہوں یہ کہکر چاہا کہ اٹھے دیکھا تو شانوں پر اسقدر بوجھ ہے کہ جیسے کوئی دبائے دیتا ہے سمجھی کہ
مختار نے اپنی شوکت دکھائی ہے کہ وہاں نہ جانے پاؤں جو کیا ہے خیر سمجھ لیا جائیگا یہ سمجھکر خاموش ہو رہی اور برق نے کہا اے ملکہ اب لشکر
تمہارے دم سے وابستہ ہے تم ٹھہرو میں جاتا ہوں یہ کہکر اٹھا اسپر سحر نہ تھا بارگاہ سے نکلکر صورت ساحر کی طرح بنکر داخل
لشکر حریف ہوا دیکھا تو یہاں بڑی خوشی ہو رہی ہے تمام ساحر بارگاہ میں آمد و رفت رکھتے ہیں یہ بھی اسی ہنگامہ میں
داخل بارگاہ ہوا مختار کا بڑا مرتبہ دیکھا کہ نذریں گذر رہی ہیں ناچ ہو رہا ہے ساحر اسکو مالک جاہ سامری سمجھکر
ڈنڈوت کرتے ہیں برق ایک طرف نہ گھات میں کھڑا ہو رہا اسکو صرصر نے دیکھکر پہچانا اور اشارہ مختار سے کیا کہ یہ سامنے
عیار کھڑا ہے اسکو گرفتار کروا نے عیارہ کا اشارہ سمجھکر ایک ناریل نکالکر دیا سحر پڑھا کہ جسپر یہ ناریل پڑے اسکو ہلاک
کرے پس وہ ناریل پھینکا اور کہا برق پر کھینچ مارا برق ناریل آتے دیکھکر جلدی سے اپنی جگہ سے ہٹ گیا ناریل سر پر سے گذر کر
ایک ساحر مینا سے جادو کے سینے پر جا کر لگا کہ بعد برق وہ کھڑا تھا چنانچہ سینہ اسکا توڑ گیا اور برق نے اٹھکر کہا
کہ وہ مارا مختار کیا کہتا ہے وہ کیا اصف ہے اسنے چاہا کہ پھر کچھ سحر کروں مگر شور ساحر کے مرنے سے بلند تھا اندھیرا
تھا برق اسی غلغلہ میں اسکے قریب آیا اور ایک صول مار کر سر سے تاج اتار کر جب کا اسنے کہا لینا لیے جاتا ہے کتا
ہے اور سحر کرنا بھولا ہوا ہے غرضکہ برق نکلکر لشکر میں بہ حیثیت مبدل پھرنے لگا اور وہاں جب ہنگامہ مرگ ساحر بطرف ہوا

مختار کو برہنہ سر دیکھ کر حیرت نے اور تاج منگا دیا اسنے کہا کر لے ملکہ مین اس عیار کو ابھی پکڑے لاتا ہون ملکہ نے کہا تم کیون جاؤ وہ خود یہان آئیگا عیار تو ہر وقت یہان موجود رہتے ہین انھون نے تو سارا طلسم برباد کر رکھا ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ نامہ شاہ طلسم آیا مضمون اسکا حیرت نے پڑھا لکھا تھا کہ اے خاتون مین مختار. ملک چاہ سامری ہین اس سبب سے ہمکو انکی پرستش لازم ہے انکی دعوت بڑے دھوم سے کرنا اور ایسا بند وبست کرنا کہ عیار نہ آسکیں اور انکو لشکر حریف سے لڑنے نہ دینا کہ وہ ہمارے بزرگ دین ہین مہرخ کو جب تم قتل کرنا چاہو گی اُسکے ساتھہ ہی چھوڑ دینے آئینگے اسوقت اے ملکہ تم خود مقابلہ کرنا اور مختار اپنا فیض جاری کرین اور سب باغیون کو اسوقت غارت کر دین تو مضائقہ نہین یہ مضمون پڑھکر ملکہ نے حکم دیا کہ سامان دعوت مہیا ہو موجب ارشاد اہلکار تعمیل بجا لائے صحرائے وسیع و سبزہ زار مین بارگاہین استادہ ہوئین سامنے بارگاہون کے چاندنی کی نہرین. ملکر دنی سے بہر پر کر دین اور کنارے اُنکے درخت گلدار پر بہار ناندون مین لگے برابر برابر سکندسیے نہرون مین مچھلیان سبز و سرخ وغیرہ رنگ برنگ چھوڑ دین سبحان اللہ دشت کوسون تک پھولون کی خوشبو سے مہک گیا ستارہ ہر ذرہ کا چمک گیا لطافت آب چشمۂ ماہ پر طعنہ زن غیرت بخش گلزار وہ گلشن تر مین ماہ کو یہ ضیا کہاں حاصل غیرت سے پانی مین ڈوبا ہوا ماہ کامل ماہ سے ماہی تک صفائے آب کی کیفیت مشہور نور وہ شب دیجور بارگاہون مین فرش اطلسی فلک کو شرماتا تھا تخت و کرسیاں جواہرنگار عمدہ اسباب میکشی مہیا ارباب نشاط ماہ رو زہرہ جبین حاضر کوالغرض اجیح حسینان روزگار کا جماؤ انکا بہلا و طرفہ تماشہ کہ نظم

بہین ساقی پہ لب جام تمر سے　　تصور شب کا ہے مجکو سحر سے
عروسانہ شب مہتاب آئی　　ستارے دل سے وقف رونمائی
کہا حیرت نے اے سردار مختار　　کرو چل کر ذرا گلگشت گلزار
شگفتہ دل خراماں وان سے آئی　　خوشی سیر چمن سے کچھ اٹھائی
وہ جوبن تھا عروسان چمن پہ　　زمین تھی تختۂ گل سے بھی بہتر
زمین سیلاب سے سرسبز شاداب　　ملائم ایسی زمرد تخت نایاب
تمام و بارگہ دلچسپ و زیبا　　بہا قصر جنت کا تماشا
تصدق تھا ہر اک خیمے پہ مہتاب　　مہیا میکشی کا جملہ اسباب

خلاصۂ مرام جب گلزار ماہتاب کی ضیاسے بادۂ نور سے مملو ہوئی اور انجمن انجم فلک کی بارگاہ مین جمی حیرت مع تمام ساحران نامی کے داخل جلسۂ دعوت ہوئی تمہید یونکہ سامنے بنوایا اور سحر سے زمین اس دشت کی فولادی بنادی اور ایسا سحر پڑھا کہ ایک زنجیر گرداگرد اس صحرا کے کھنچ گئی کہ جو کوئی عیار آئے زنجیر مین بندھ جائے اسنے نہ پائے اور زمین مین بھی نقب نہ لگا سکے جب یہ انتظام کر چکی اطمینان تمام مشغول راحت و آرام ہوئی لیکن برق بھی بصورت مبدل قریب اس جلسۂ مسرت کے پھرتا تھا دیکھا کہ ایک زنجیر آتشین گرد دشت کھنچی ہے اُسنے چاہا کہ جست کر کے اس زنجیر کو پھاند جاؤن پس بارادہ جست جب قریب زنجیر گیا وہ اور زیادہ بلند ہو گئی اسنے چاہا

کر جھک کر زیر زنجیر جادو زنجیر پھر کھنچی ہو گئی اور ایک شعلہ اسمین سے چمک کر بجلی کی طرح اسکی جانب لپکا یہ ہوا کی طرح پیچھے کی طرف بھاگا
اور دور جا کر ٹھہرا وہ شعلہ بھی منطفی ہو گیا برق سمجھا کہ اندر جلسہ کے جانا نہو گا سحر سے انتظام کامل کیا ہے خیر اگر نقب لگا کر
اگر پہونچ گئے تو فہو المراد ورنہ اور کوئی تدبیر کرنا غرض قریب جلسہ مذکور پہونچکر ہر سمت دشت کے سناٹا تو تھا ہی اسنے
خنجر سے نقب دینا شروع کی جب اسجگہ پہونچا کہ جہان زنجیر سحر کھنچی ہے وہان کی زمین کو سخت مثل فولاد و سنگ پایا ناچار
نقب دینا بھی موقوف کیا اور ہر سمت اس فکر مین پھرنے لگا کہ کوئی اندر جلسہ کے جانیوالا ملے تو اسکو بیہوش کرکے اور
اسی کی ایسی صورت بنکر اندر جاؤن اس تردد مین پھرتا تھا کہ مہتر قران سے ملاقات ہوئی کیونکہ قران جو حصار
کے مقامات سے روانہ ہوا تھا تو بفکر عیاری مین وہ بھی اس طرف آیا تھا اسکو دیکھکر مستفسر حال ہوا اسنے سب حقیقت زنجیر
کی اور اپنے نقب وغیرہ دینے کی بیان کی قران نے سارا ماجرا حصار کا بیان کرکے کہا کہ اے برق مین تم کو
حصار جادو کی ایسی صورت بنادون اور آپ ایک خدمتگار کی صورت بنکر تمہارے ساتھ چلون جسوقت کہ حیات
سنے گا کہ ملکہ حصار آئی ہین باعزاز تمام طلب کریگا بہ آسانی وہان پہونچ جائینگے اور کام دشمنونکا تمام کرینگے
برق نے اس تدبیر مستحسن کو بہت پسند کیا اور اے خلیفہ عیاران اسلام مرحبا آفرین کہی اور قران کے لوح
دل پر شبیہ ملکہ حصار نقش تھی کہ [illegible] یہان ایک شب و روز رہ آیا تھا بس رنگ و روغن لگا کر برق
کو ویسی ہی صورت بنایا خلعت فاخرہ سے جسم نازک مہ لقا مزین فرمایا زیور جواہر سے تن نازنین آراستہ
کیا وہ چہرہ جو ماہ دو ہفتہ کی طرح تلالی [illegible] ہوا سرو پر لگا کہ عاشق دل پھانسنے کیلئے چھپکا لگا یا ادھر قران
نے خود سر کی ایسی صورت بنا کر اپنا قد خشخاش بالون سے ڈاڑھی مونچھ کے بالکل صاف اور [illegible] تو مکان زنگی
تو خود ہر کچھ ہی نقشہ صورت میں فرق کرنا پڑا سراپا خوب بنا لیا لباس بھی ویسا ہی زیب قامت کیا چکن پیرہن پہنی
پٹکا کمر سے باندھ خنجر اور پیش قبض لگا کر ہمراہ ہوا برق آگے آگے زلف عنبر فام کو بل چہرے پر دیتا پیچ نیچے کلائی پر
ڈالے چشم ناز و انداز خرامان خرامان چلا پیچھے آپ بہ ادب تمام روانہ ہوا اور قریب اس سلسلۂ سحر کے جب پہونچے
تو اسنے پکار کر کہا اے ملازمان حیرت یہان آؤ حاجب دربان وغیرہ جو قریب بارگاہ تھے آواز سنکر نزدیک آئے
اسنے ان سے کہا کہ حیات سے دوڑ کے جا کر اطلاع کرو کہ ملکہ حصار جادو آئی ہین ملازمون نے یہ سنکر خدمت حیرت
مین جا کر بعد دعا و ثنا کے پیام عرض کیا حیات اس جلسہ مین حاضر تھا سنتے ہی یہ خبر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے حیرت
یہ وہ ساحرہ [illegible] ہے کہ جسنے ہمارا سامان تعظیم کیا تھا رات بھر مین اسکے یہان بآرام تمام رہا [illegible] اسنے کوئی دقیقہ خاطر داری
مین اٹھا نہ رکھا دعوت کی بہت آرام دیا دوسرے دن مین بخوف عیاران وہان سے چل آیا ورنہ وہ آنے نہ
دیتی تھی یہ کہکر ساحرہ مذکور کے لینے کو چلا حیرت نے جب اپنے باپ کو جاتے دیکھا خود بھی ساتھ ہوئی اور دونون
قریب زنجیر آتش کے ایسا سحر پڑھا کہ وہ زنجیر سمٹکر ایک طرف ہو گئی حیات نے آگے بڑھکر حصار کا ہاتھ پکڑ لیا
اور کہا آئیے آپ نے بڑی تکلیف فرمائی جو قدم رنجہ فرمایا [illegible] احقر کو سرفراز کیا کہ بیت اے خاک رہت بدیدہ
من احسان تو دل کشیدہ من [illegible] ساحرہ ی چھپے اور تشریف رکھیے حصار نقلی نے یہ سنکر پہلے تو ملکہ حیرت کو

تسلیم کی پھر عرض رسا ہوئی کہ یہ آپ کیا فرماتے ہیں ہم لوگ آپ کی رعایا ہیں یہ سب عزت و آبرو حضور کی عطا فرمائی
ہوئی ہے یہ سب آپکی خوبیاں اور غربا پروری ہے جو اسطرح پیش آئے ہیں ورنہ من آنم کہ من دانم یہ باتیں فی
مابین کرکے روانہ ہوئے اور لب نہر آکر مسند پر اپنے برابر حصار کو بٹھایا مختار بھی اسکو ساحرہ عزیز سمجھ کر
بڑے تپاک سے ملا اور برابر بیٹھا قران پس پشت آکر سر پر رومال جھلنے لگا باہم ہنس ہنس کے باتیں ہونے لگیں ناچ شروع
ہوا اور جام شراب چلنے لگا حیات نے حصار نقلی کو اپنے ہاتھ سے جام شراب دیا اُسنے جام لیکر کہا اے بادشاہ
کنیز کا یہ رتبہ نہیں کہ حضور کو ساقی بنائے اب زیادہ مجھکو شرمندہ نہ فرمائیے یہ کہکر اٹھی اور ساقی سے شراب کی
گلابی اور جام لیکر کہا کہ یہ کنیزک آپ سب صاحبوں کی خدمت کریگی ہرچند حیات نے منت کی کہ آپ کچھ تکلیف
نہ کریں مگر اُسنے نہ مانا اور شراب پلانے لگی جب اہل انجمن جانب تماشہ دشت و آب نہر وغیرہ میں مصروف ہوئے
اسنے بوتل میں بیہوشی ملائی اور دور دو جام مختار و حیات و حیرت کو پلائے تھے کہ حیات نے جام لیتے وقت
ہاتھ پکڑ لیا کہ اے ملکہ بس خوشی تمہاری ہوچکی اب بیٹھو اور ساقی کو گلابیاں حوالے کردو یہ بیہوشی تو سب میں ملا ہی چکا تھا
سمجھا کہ اب مجھے کوئی پلائیگا میرا کام پورا ہوچکا ہے بیہوشی ملی ہوئی شراب پلائیگا بس یہ رد کرکے بیٹھ جاؤ یہ سمجھکر قریب مختار بیٹھ گیا
اس عرصہ میں ساقیوں نے ہر ایک حضار جلسہ کو ایک ایک دو دو جام اسی شراب آغشتہ بیہوشی کے پلائے ہنوز کوئی بیہوش
نہ ہوا تھا کہ صرصر عیارہ یہاں آئی اور اُسنے ملکہ حصار نقلی کو دیکھا اور رنگ اہل انجمن بھی دگرگوں پایا بنظر فراست
پہچانا کہ یہ حصار عیار ہے بس ملکہ حیرت کے کان میں کہا کہ یہ برق عیار ہے اسکو گرفتار کرلیجیے اسکے کہنے کو قران نے
دیکھا اور سمجھ گیا یہ صرصر عیارہ انکو پہچان گئی ہے بڑا غضب ہوا ساری محنت برق کی برباد ہوئی یہ سوچا پس پشت تو
کھڑا ہی تھا بغدہ کمر سے نکالکر سر مختار پر اسزور سے مارا کہ سر چشکر بھیجا پاش پاش ہوگیا حیرت نے جو یہ ماجرا
عجیب دیکھا سمجھی کہ میں بھی بیہوش ہوا چاہتی ہوں کیونکہ بیہوشی کے آثار دماغ میں پاتی ہوں پس اُسنے عیاروں کو انکے
حال پر چھوڑا نجات اپنی بچانی مقدم جانکر اپنے سحر پڑھا کہ دو پنجے پیدا ہوئے اسکو اور اُسکے باپ حیات کو لیکر اڑ گئے
اور یہاں مرگ مختار کیوجہ سے آندھی سیاہ آئی شمع و چراغ سب بجھ گئے غلغلۂ عظیم برپا ہوا ساحر حاضرین محفل گھبرا کر
جو لٹھے بیہوش ہوگئے ملکہ مہرخ و بلور جو چوکی پر بے قابو بیٹھے تھے چھوٹ گئے اور اُڑکر بالائے فلک پہونچے لشکر
مختار جو غافل پڑا ہوا تھا اس جانب ناچ رنگ سحر کے مارنا شروع کیے صرصر سر پر پاؤں رکھکر بھاگی کہ یہ موذی کاٹے
عیار بلا ہے رونگا ہمیں عیاروں نے جتنے ساحر بیہوش پائے بھیون اور بار ماکا ہوشین مقام جلسہ کے آگ لگادی اور سلطان
بیہوش افتادہ میں سے جلد جلد دو ایک کے سر کاٹے مگر خیال یہ تھا کہ حیرت نکلگئی پھر آجائیگی تو ہم پھنس جائینگے یہ
سمجھکر وہانسے اپنے لشکر میں آئے بہار کو بھی فکر عیاری کی لگی ہوئی تھی آرام فرما ہوئی تھی کہ برق نے داخل شبستان
ہوکر ماجرا سب بیان کیا ملکہ مذکور اسیوقت تھوڑی فوج جو طلایہ پر معین تھی اپنے ہمراہ لیکر چلی وہاں لشکر پامال
مختار اول تو بہت سے قتل ہوگئے پھر سنبھلکر لڑنے لگے مرگ ساحران سے تمام دنیا اندھیر تھی مشعلہائے سحر روشن
کیں بلور نے مٹھیاں بند کرکے اور کھولکر ہزارہا تیلا پیدا کیا تھا وہ لڑرہا تھا کہ بہار آگری پھر تو ساحر سے ساحر پٹ گیا

خاک وخون مین ہر ایک لٹ گیا وہ شب شب قیامت سے کچھ کم تھی رہ کو نسی آہ تھی جو جادۂ عدم نہ تھی نفیر سحر صور کا کام کرتی تھی روح تن سے خواہ مخواہ خفا ہو کر بگڑتی تھی تیغوں کی چمک اس اندھیرے مین برق بلا کے خرمن جان تھی عافیت گوشہ امان مین پنہان تھی۔ عمر کی آواز ہول خیز بجلی کا چمکنا شعلہ بیز بیرونیکا غل مچانا پتھر اور آگ کا برسنا صداہاے ہول خیز کا آنا قلب کوہ کو تھرّاتا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

کہین تیغ جادو سے تھی شعلہ بیز ۔ کہ جس سے روحون کو تن سے گریز
کہین مار و عقرب کہین اژدہے ۔ کہین سنگ آتش برسنے لگے
بلائے سے کلا کہین آیا تھا ۔ کلیجا کسی بیر نے کھایا تھا
ملے خاک مین سیکڑون نوجوان ۔ ہوئین رد مین صد ہا عدم کو روان

یہی ہنگامہ گرم تھا کہ حیرت و حیات کو پنجہ ہاے سحر جو لیگئے تھے پہلے تو وہ تاثیر بیہوشی سے بیہوش رہے جب ہوشیار ہوے اڑ کر چلے یہان آن کر جو دیکھا غلغلہ رزم برپا تھا حیرت نے چاہا کہ جنگ نمایان کرے لیکن فوج مختار کی بہت قتل ہو چکی تھی باقیماندہ کے پانون اکھڑ گئے تھے لاش بھی اپنے مالک کی نہ اٹھا سکے بھاگ کر لشکر کی جانب صحرا چلے حیرت لڑنے سے باز رہی شکست ہو چکی ہر اب اپنا لشکر تیار کر کے لڑیگی ادھر اس ہنگامہ قیامت خیز مین وہ زمانہ بھی آپہونچا تھا کہ عشرت گاہ فلک مین تیغ سحر چمکی تھی اور ساکنین انجم مین بھگدڑ پڑی تھی کہ بموجب ابیات

کیا پیدا افلاک نے سینۂ صاف ۔ ہوا رخسار عالم خوب شفاف
جو شب کو نقطۂ افلاک پایا ۔ سفیدی پر جمال خاک آیا

صبح و بہار و بلور ہمی بفتح و فیروزی داخل فرمائے لشکر ظفر پیکر خود ہوے حیرت نے مقام جلسہ طرب پر جا کر جو دیکھا ساحر بہت سے مارے گئے تھے اور بہت سے بیہوش پڑے تھے اپنے یاران سحر پرستار کو ہوشیار کیا اور لاش مختار کی اٹھوائی پھر داخل بارگاہ ہوئی سب حاضرین دربار سے کہا کہ مین شہنشاہ طلسم کو کیا منھ دکھاؤنگی کہ محافظ چاہ سامری قتل ہو گیا مجھ سے کچھ نہو سکا حیات نے کہا مین جا کر اس گیسو بریدہ بہار کو مارے ڈالتا ہون اسنے کہا آپ تامل فرمائیے مین بادشاہ پاس جاتی ہون یہ کہکر عزم روانگی کیا اہل دربار سب یک زبان ہو کر عرض پیرا ہوے کہ قتل مختار سنکر بادشاہ بہت رنجیدہ ہونگے آپکا جانا مناسب نہین ہے یہ سنکر ملکہ بھی توقف پذیر ہوئی اور آپ تو نہ گئی ایک پتلے کے ہاتھ سب کیفیت لکھکر بھیجدی وہ نامہ لیکر باغ سیب مین آیا صبح کا وقت تھا شاہ جادوان سو کر اٹھا تھا بہت بدمزاج ہو رہا تھا کہ پتلے نے نامہ دیا پڑھتے ہی اسکو ایسا غضبناک ہوا کہ گوشۂ باغ کیطرف نگاہ گرم سے دیکھا اسطرف جتنے درخت لگے ہوے تھے گرمی نگاہ سے جلنے لگے اور بادشاہ بھی شعلہ بنکر غیظ درختوں کی آگ مین جا کر ملگیا اور غائب ہو گیا اور صحراے پردۂ ظلمات طلسم مین جاکر نکلا وہ جنگل نہایت پرخوف و مہیب تھا ہول و دہشت سے وہان رستم کا دل دو نیم ہوتا ہوا گرم جوش کہ جسم غول صحرائی کو جلاتے تھے نفس گرم آہ عاشقان کو اپنے سامنے شرماتے تھے ساکنین بیابان کی آواز دل ہلاتی تھی روح سام و نریمان وہان جاتے تھراتی تھی وہ وادی ہول خیز تھا کہ خضر کو قدم رکھنے سے

اس جگہ گر پڑ تھا مجنون وہان کا نام سنکر ایسا بھاگا کہ ملک عدم گیا جو بھوت سے ادھر گیا اسکا دم گیا جابجا غار اژدر وحشی سکن زمین گرم بدتر از گلخن کہ ابیات

| | |
|---|---|
| تمازت پہ فروغ مہر تابان | مسافر میہمان مرگ ہر آن |
| جہان انسان تو کیا سایہ بھی نابود | نہ تھا جز التفات فضل معبود |
| ہوائے گرم کے جھونکے جو آتے | تو رخت ہستی انسان جلاتے |
| وہ گرمی تھی کہ بھاگا جاتا تھا روز | تمازت پہ تھا مہر عالم افروز |

بادشاہ جادوان وہان ٹھہر کر شعلے سے انسان بنا اور سحر پڑھا کیا بعد کچھ دیر کے آندھی سیاہ آئی اور اُسی تاریکی سے ایک ساحر کریہ منظر بدہیئت و خوک پیکر اڑتا ہوا ظاہر ہوا اور روبرو بادشاہ آکر اُسنے سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ اے نحوست جادو مجکو آفتاب طلسمی کے مقام پر لیچل اسنے عرض کیا کہ آئیے چلیے بادشاہ نے اپنی آنکھین بند کرلین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھولی ایک پہاڑ کے قریب اپنے تئین استادہ پایا اس پہاڑ کے درے مین دروازہ لگا تھا لیکن مقفل تھا سامنے دروازے کے ایک طرف کرسی بچھی تھی اور دوسری جانب ایک گھنٹہ ٹنگا تھا اور موگری بہت بڑی مثل گھن کے رکھی تھی بادشاہ آکر کرسی پر بیٹھا اور نحوست سے اشارہ کیا کہ ہان اسنے وہی گھن اٹھا کر گھنٹے پر مارا ایسی آواز ہوئی اور اسطرح وہ گھنٹہ بجا کہ طاس فلک گونج گیا دشت تھرایا ارض وغیرہ مین زلزلہ پڑا اور اندر سے اس دروازے کے ایسی صدا سے ہیبت آئی کہ معلوم ہوا آسمان پھٹ کر گر پڑا پھر اندر کے درے دو بچے پیدا ہوئے کہ اپنے پاس لباس کے آفتاب زرنے زرے رکھے تھے ہرچند کہ ان آفتابون مین روشنی مثل نیر آسمانی نہ تھی مگر اسقدر ضیا بار تھے کہ تمام دشت و کوہ روشن ہوگیا اور شاہ طلسم اور نحوست ہی ایسے ساحر زبردست تھے جو گرمی کی تاب لا سکے ورنہ جل جاتے غرضکہ جب وہ بچے نکلے بادشاہ نے چاہا اُنسے کچھ حکم دے ہنوز کچھ کہنے نپایا تھا کہ نحوست دست بستہ سامنے آیا اور عرض رسا ہوا کہ ہیبت رہے تیرا دشمن ہمیشہ ملول ٭ سدا بخت و دولت ہو تجھکو حصول ٭ آج چہرہ دولت بادشاہ کچھ متغیر ہے آئینہ رخسار پر گرد ملال پڑنا ظاہر ہے سبب اسکا براہ عنایت خداوند نہ اگر مجھپر ظاہر فرمایا جاوے تو مرتبہ احقر بہ فرق فرقدان پہونچے بادشاہ اسکی باتین خوشامد کی سنکر جو غصہ مین تھا خوش ہوگیا اور سارا حال قتل محتاط و جنگ مہرخ نیک شعار عیاران خوش کردار بیان فرمایا نحوست گویا ہوا کہ حضور پہلے تفیر نواز طلسم کو بہر تنبیہ مخالفان بہ اندازہ لگیئے تھے جو آخر رحم کھا کر باغیون کو لڑایا سیطرح سے آپ بھی آفتاب طلسم لیجا کر ہر ایک کو جلایئے گا پھر آپ ہی نظر مہر اُنپر فرما کر سحاب ترحم برسایئے گا اے بادشاہ ان باغیون کیلیے تو ادنی ملازم ہی کافی ہے اگر مجکو اجازت دیجیے تو یک دم مین سبکو جا کر غارت کردون کیون اسقدر تکلیف اٹھایئے کہ آفتاب طلسم لیجایئے اور ملکہ خورشید رخسار کو بلوایئے اسکا بڑا مرتبہ ہے ملکہ مذکور کو خداوند سامری نے آفتاب طلسم مین رہنے کو پیدا کیا ہے حضور کو بھینٹ دینا ہوگی جب وہ تشریف لائینگی بس مناسب ہے کہ مجکو حکم دیجیے تاکہ مین جاؤن اور کام حریفون کا تمام کردون بادشاہ نے اسکے کہنے کو پذیرا فرمایا اور کہا اچھا جاؤ لیکن اپنے ہمراہ احاطہ جادو کو مع اسکے جادوان

گئے ہو اور حصار سحر کرکے چار سمت سے لشکریوں کو گھیر کر سب مخالفوں کو قتل کرو کوئی بچکر جانے نہ پائے سبکو ہلاک کر دو یہ حکم سنکر
اُسنے عرض کیا کہ باقبال شہنشاہ ایسا ہی ہوگا یہ کہکر جب رخصت ہونے لگا بادشاہ نے سحر پڑھا کر دو بارہ آندھی آئی اور بعد آندھی
کے ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اس ابر ایک تخت جواہر نگار اُترتا ہوا آیا ہمراہ تخت بارہ ہزار پریزادان طلسم بلباس عمدہ اور زیور مرصع
سے آراستہ حاضر ہوئیں صد ہا ساحر گھنٹے اور ناقوس منھ سے لگائے آکر آداب بجا لائے اور چند ساحر خزانہ دار تھیلے سحری
سوار ہمراہی سواری شاہ حاضر ہوئے بادشاہ نے خلعت رخصت نحوست کو دیا اور رخصت فرمایا دم رخصت کہدیا کہ میں
بنا بریں حکم تمکو دیتا ہوں کہ خبردار کسی مخالف کو جیتا نہ چھوڑنا بہار و مخمور وغیرہ کو میں پیار کرتا تھا اب انھیں بھی حکم دیتا ہوں کہ زندہ
کچھ رعایت نہ کرنا یہ کہکر تخت سحر پر سوار ہو کر گھنٹے اور ناقوس بجے ابر سرخ سر پر سایہ فگن ہوا اُس میں سے موتی برسنے لگے پریان
رنگ پاشی باہم کرنے لگیں سواری بادشاہ طلسم کی بعظم و شان تمام روانہ ہوئی یہانتک کہ طلسم باطن میں پہونچی مگر وہاں بادشاہ
ٹھہرا جانب طلسم ظاہر روانہ ہوا اور دریائے سحر سے اُتر کر قریب لشکر حیرت پہونچا یہاں حیرت و حیات بارگاہ میں بیٹھے
تھے سراچۂ بارگاہ اُٹھے تھے کہ ابر سرخ گوہربار نظر آیا صدا ناقوس کی سنائی دی غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ آتے ہیں ساحر لشکر کے دوڑے
اور سجدے میں زیر تخت جا کر گر پڑے حیرت شہنشاہ شہنشاہ کہتی ہوئی دوڑی لشکر میں وردیاں بٹنے لگیں اور رسالوں کی پیشی بادشاہ
تخت سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوا حیات نے تسلیم کی نذر دی بادشاہ تخت پر بیٹھا حیرت نے چاہا کہ پہلو میں بیٹھے بادشاہ
نے بنظر عتاب اسکی جانب دیکھا اور منھ پھیر لیا ملکہ نے کو رشاہ کو خفا دیکھکر رونے لگی صدف چشم سے موتی گلنے لگی بادشاہ کو تاب
نہ رہی ہاتھ پھیلا کر گلے سے لگا لیا اور کہا جانی ہم تمھاری خطا کیا معاف کریں ہم خود گنہگار عشق ہیں محبت نے خطا دار بنایا ہے
ورنہ اے ملکہ تمنے بڑا غضب کیا کہ حافظ نگاہ سامری کو قتل کر ڈالا اور اسکی حفاظت نہ کی خیر جیسے خطا دار سامری کے
ہیں ویسی سزا انکو ملتی ہے مثل مشہور ہے کہ جیسے کرنی ویسی بھرنی یہ کہکر زوجہ کی اپنی خطا معاف کی اُسکے ہاتھ سے جام شراب لیکر
پیا ساغر مے گردش میں آیا ناچ ہونے لگا مگر اسطرف نحوست جو رخصت ہو کر گیا اپنے قلعہ شوم میں پہونچا یہ وہیں کا
حاکم ہے اور اسکے مطیع احاطہ جادو اور اُسکے افسر ہیں اور وہ افسر چار چار ہزار ساحر کے مالک ہیں اور حصار
سحر سے ایسا بناتے ہیں کہ نکلنا اس حصار سے بڑے بڑے ساحروں کو دشوار ہوتا ہے چنانچہ نحوست نے قلعہ میں پہونچکر
حکم شاہ سے احاطہ کو مطلع کیا اور لشکر اپنا تیار کرایا نفیر سحر بجی طبل سفر پر چوب پڑی افسر اژدہوں پر سوار ہوئے بیرقیں
طلسمی پرچم نشانوں پر اُڑنے لگے باجے سحر کے بجے زاغ و زغن بنکر جادوگر اُڑے شعلہائے آتش اُٹھنے لگے کہ موجب نظم

| | |
|---|---|
| چلا القصہ وہ لشکر بہت تیز | اُٹھے جس طرح گرد صرصر آمیز |
| نحوست اژدہے پر سب کے آگے | وہ شوکت اسکی شیطان جس سے بھاگے |
| بڑھاتا تھا کبھی سر کو فلک تک | کبھی ہونٹوں کو لاتا تھا پلک تک |
| کبھی بالیدہ گر بازو کو دیتا | کبھی کچھ تازگی جادو کو دیتا |
| کبھی زنجیر آہن کھڑکھڑاتا | کبھی اپنی زبان میں بڑبڑاتا |
| کبھی اک کوہ تھا آتا زمین پر | کبھی بڑھتا کبھی رہتا وہیں پر |

| غرض اس حال میں تھا وہ ستمگار | برستا تھا بہ شکل ابر بہار |
|---|---|

ایک جانب سے احاطہ اپنے چار روت افسر اور سولہ ہزار ساحر لیے تخت پر سوار بصد جوش و خروش رواں تھا یہ ہوا یہ لشکر بیکراں تھا آگے آگے تو بادشاہ طلسم لشکر حیرت میں آیا اور پیچھے پیچھے یہ لشکر آتا تھا بادشاہ کو آئے کچھ ہی دیر گذری تھی کہ طبل و نقارے بجتے سنائی دیئے ابر سحر ظاہر ہوئے ملکہ حیرت نے ساحران نامی بہر استقبال بھیجے لشکر کو مقام بہتر پر اتروایا غلغلۂ عظیم ورود لشکر سے پڑا نحوست بارگاہ میں آیا اور احاطہ غائب ہو گیا کیونکہ قاعدہ اسکا یہی یعنی بروز جنگ ظاہر ہوگا اگر احاطہ کر دیگا اور ہمیشہ مخفی رہیگا غرضکہ جب نحوست بارگاہ میں آیا تحفہ کو نذر دی اسنے خلعت دیا اور بڑی خاطر کی شاہ طلسم نے بہر اطمینان خاطر ایسا سحر پڑھا کہ باغ جمشیدی میں جو پڑی تھی کتاب جمشیدی لائیں یعنی یہاں بھی صندوق لیکر آئیں بادشاہ طلسم نے کتاب مذکور میں دیکھا کہ نحوست کس کے ہاتھ سے لشکر مخالفان میں سے مارا جائیگا معلوم ہوا کہ اس طلسم کا کوئی باشندہ اسکو قتل نہ کر سکیگا ہاں غیر طلسم والا البتہ ہلاک کریگا یہ مضمون پڑھکر بادشاہ خوش ہوا کہ حریف اسکو قتل نہ کر سکینگے غیر مقام والا سوا عیاروں کے اور کون ہیں یہ سمجھکر دیکھا کہ عیار اسکو ماریں گے معلوم ہوا کہ نہیں اب تو بالکل مطمئن ہوا اور سمجھا کہ اسکی قضا کسی کے ہاتھ سے نہیں ہے یہ بڑے کام کریگا غیر جگہ میں ایک کوکب کے ہاں کا اندیشہ ہے تو وہ ابھی آتا نظر نہیں آتا۔ ہاں بطور اسکو کتاب میں دیکھنا چاہیے پس پھر دیکھا کہ نحوست کو یلور یا اسکے لشکر کا کوئی شخص قتل کریگا کتاب میں نکلا کہ نہیں یہ حال پڑھکر انتہا کا خوشنود ہوا اور نحوست کو مژدہ دیا کہ اے شیر بیشۂ ساحری لشکر حریف تیرا شکار ہے اور تجھکو کسی طرح کا ڈر نہیں بجز دخل خطر مقابلہ کر وہ یہ مژدہ سنکر فرط عشرت سے ایسا پھولا کہ پیرہن میں نہ سمایا اور بادشاہ نے جمشید میں کچھ اختر بیان کتاب پر چڑھا کر پریونکو دیں کہ وہ لیگئیں اور آپ بھی رخصت ہوکر بہر آرام و عیش جانب باغ سیب گیا یہاں نحوست ایک دن کسل راہ سے آسودہ ہوا جب دوسرے روز نیسان تیرہ بختان نصیب روز تیرہ و تار ہوا اور نحوست کمبخت شب ماہ ہوئی

اختر طالع کوکب سپہر چمکا کہ

**نظم**

| موافق تھا جو اقبال شب ماہ | تو ان ظلمات کے دربار کی راہ |
|---|---|
| عروج مہر جب پہونچا لب بام | ترقی پہ تب آیا اختر شام |

طبل جنگ اسنے بجوایا نفیر دہرق کو دم ملا جو اسیس خدمت مہرخ میں حاضر ہوکر دعائے شاہی بجالائے اور خبر عرض کی مہرخ خبر سنکر گھبرائی اور فرمایا کہ یہ ساحر مختار کا بدلا لینے آیا ہے خیر خدا مالک ہے یہ کہکر ایک نارنج جھولے سے نکالکر اچھالا وہ نارنج ہلکا ہو گیا بہار نے کہا اے ملکہ کیا امتحان کرتی ہو اسنے کہا یہ نارنج سات پہاڑ توڑتا ہے مگر اسوقت ہلکا ہو گیا ہے بہار نے کہا یہ آمد نحوست کا باعث ہے یہ کہکر آپ بھی سحر پڑھا کہ دھوئیں فلک کیطرف سے اتری جس انکا بہ از مہر و ماہ تھا دل عالم اُسکی چاہ میں تباہ تھا لباس پر زر زیب قامت اور کیسے زیور مرصع کا سے جسم کو آرائش دیے کشتیاں دست نازک میں لیے حسین گلدستے پھولونکے رکھے بہار کے سامنے آئیں اُسنے چاہا کہ گلدستہ لیکر اپنے پاس رکھے دیکھا تو وہ گلدستے مرجھا گئے بہار کی رنگت زرد ہو گئی مہرخ سے کہا یہ ہوائی کس لیے ملکہ ہمارا انجام یہ ہے یہاں سے نقل ہو ویسے ہی تم کو سبا بھی ساتھ ہوگا کیونکہ ہم تم مطیع اسلام میں اور میرا بھی استقامت ازلی یعنی نحوست نے بندیں ہرگز نہ مل طبل جنگ بجوا دو اور کل یا دن

میدان جنگ مین گاڑو جو منظور رضا ہوگا وہ ہوگا یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا اور ان عہد تو نکو رخصت کردیا کہ جو گلدستے لائین تمیں نفیر
بجتے ہی بحکم بہرخ طبل جنگ پر چوب پڑی دنیا ہل گئی عہد یار برخاست ہوا ساحر و نبیرد کمپل پڑی ہنگامہ سحر خوانی بپا ہوا جتنے
اکبارگی بیرون کو قابو مین نہ پایا عجب بہوت کا دریا جلا یا بجھ گیا ہر ساحر گھبرایا کہ کل رشمے زبردست سے مقابلہ پر خدا ابرو
سکے جو جادوگر سب بہادر تھے اس معرکہ مین جان دینا قبول کرکے ٹھہرے رہے اور جو نامرد تھے وہ بھاگنے لگے اسباب اپنا
پر تل ٹٹو پر بار کرا کر سر شام سے ہمراہ جاکر روانہ کیا اور کہہ دیا کہ سرو جمیل کا درخت لگا ہے وہان ٹھہرنا ہم بھی آ جائینگے
غرضکہ کہین بھاگنے کی فکر کہین لڑائی کا ذکر تھا عجب جنگ نحوست لیسا چھایا تھا کہ دیدۂ روزگار مین بھی اندھیرا آیا تھا مات
جتنی گذرتی تھی آتی ہی آفت قریب ہوتی جاتی تھی ماہ فلک بھی خوف سے پروانہ تھا پردۂ قرص خورشید مین چھپا ہوا جھانکتا
تھا بھاگنے کی راہ تاکتا تھا وہ دہشت طاری تھی کہ انجم چرخ کو دانۂ اسپند دست ساحر بہرام چرخ کبھی اتھا ہندوے
فلک کو جادوگر جانکر برج عقرب کو کثردم جادو کا سمجھا تھا گر رنگ چہرۂ قاضی فلک یعنی مشتری کا زرد تھا ہول سے پیٹ مین
بچہ کے درد تھا ساحرون مین یہ کیفیت ہو رہی تھی کہ کلوا کو بلاتے تھے نارسنگھ بھاگا جاتا تھا بھیرون ناچتا نظر آتا تھا ہر
سمت سناٹا تھا ڈمرو کی آواز کوس رحیل تھی نفیر کاروان مرگ کی دلیل تھی یونا کو جب پکارتے تھے وہ چاری نحوست
سے گھبرا گئی تھی اسکی ہیز اڑائی تھی وہ دہی سے اسکا پیٹ کاٹی تھی جوگی جیپال نحوست کا چیلا بنا تھا کنس ودھ ترا اسکو
اپنا گرو جانتا تھا مختصر یہ کہ سب بیرون سے کنارہ کیا زبردست ساحر ہجوم کر رہے تھے سانپ پاش کے بن رہے تھے
ڈنکے بجتے تھے ایک سمت تلوار کے دھنی کمر مرنے پر کستے تھے کہین شمشیر صیقل ہوتی تھی کہین خنجرون پر دھار رکھی جاتی تھی بڑھیہ
تیز ہوتی تھی زنگ آلودہ بدگمان نحوست بخت تھا جو ہر شمشیر نوشتہ تقدیر سمجھکر نعرۂ یا علی مدد کرتا تھا کوئی خدا کو یاد کرتا
کوئی دعائے فتح و ظفر مانگتا نقیب پکارتے تھے یہ ہنگامہ برپا تھا کہ نظم

ز تاریکی اسپ و گرد سپاہ — کسے روز روشن ندید و نہ ماہ
زبس بانگ اسپان و بانگ خروش — ہمی نالۂ کوس نشنید گوش
درفشان بسیار افراشتہ — سر نیزہ باز ابر بگذاشتہ
چو رستہ درخت از بر کوہسار — چو بیشۂ نیستان بوقت بہار
بیاراست گردان ہزاران ہزار — ہمہ کار دیدہ ہمہ نامدار
ہمہ شاہ چہر و ہمہ ماہ روے — ہمہ راست بالا ہمہ راست گوے
ہمہ نیزہ داران و شمشیر زن — ہمہ لشکر آرائے و لشکر شکن

یہی ہنگامہ سحر بپا رات بھر رہا جب نحوست ظلمت روزگار زائل ہوئی اور طالعان بخت روشن اہل زر و روشندلان صبح
نفس روز روشن نے منہ دکھایا اور آفتاب تابان نکل آیا کہ ابیات

بوقت سحر چون سپیدہ دمید — فروغ ستارہ شدہ ناپدید
بگاہے کہ گشت آن سپیدہ دمان — بکاخ آمد از باغ بوے گلان

دم سحر ملکہ مہرخ نے تاج اتار کر درگاہ خدا میں استغاثہ کیا کہ اے غالب کل غالب ہم سب کو شر سے اس ظالم ساحر کے بچانا اور ہمیں فتحیاب فرمانا بعد دعا کے تخت سحر پر سوار ہو کر بعد کروفر مع تمام لشکر کے جانب میدان روانہ ہوئی ساطرف حیرت با احتشام وجلال نحوست کو ساتھ لیکر با لشکر بیشمار و بے مثال وارد میدان قتال ہوئی سامان غدار کی آمد سے دو گھڑی دیا تھا طارسحر کے مشتاق رہے تھے تا یک زرچشمہ مہر و ماہ عاقبت بوی سحر خوانی دگردان لشکر شکن سے پیدا ہوا

مثنوی

چو صفہائے گردان بیاراستند — یلان ہم تیر دان ہی خواستند
بیکدم یک تیر باران نخست — بسان تگرگ بہاران درست
برفت آفتاب از جہان ناپدید — چو داند کسے کان کشتی ندید
پوشیدہ شد چشمۂ آفتاب — ز پیکانہائے درفشان چو آب
ز تشنگی ہوا ابر آوردہ — وزان ابر الماس بار دمے

صفوف جدال آراستہ ہوتے ہی جانبازان صف شکن نے تیر صف دشمن پر برسائے حیرت نے ساحروں سے کہا کہ ایک ایک کو کہانتک قتل و اسیر کرو گے لازم ہے کہ جنگ مغلوبہ کر کے سبکو ہلاک کرو مگر نحوست نے جواب دیا کہ اے ملکہ آپ تامل فرمایئے میں لشکر والوں کے افسروں کو طلب کرکے انکا حوصلہ پورا کیے دیتا ہوں کہ سامان باقی نہ رہ جائے پھر سبکو گھیر کر مار ڈالونگا ملکہ خاموش ہو رہی اور نحوست نے سواروں کو منع کر کے آپ میدان میں پہونچکر طلب ساحر کیا کہ سیاہی روئے ہوا پر ظاہر ہو کر ہر سمت پھیلی اور دنیا تاریک ہو گئی ہی اندھیرے میں اسنے مبارز طلب کیا ملکہ بلور کے ہمراہی میں سے ملکہ نور افشان سے اجازت افسر خود و طاؤس باندھ کر مقابلہ میں گئی اور سحر پڑھکر دستک دی کہ اس تاریکی میں ہزار ہا شعلہ مثل مشعل روشن بچھو سے پیدا ہوا اور جہانتک وحشی ان شعلوں کی پہونچی وہ سیاہی شکی نحوست کو جو اپنے سحر دفع ہونے سے غضبناک ہوا نور انشل برق کے کوندا پکڑ کر لا سے جا گیا اور وہاں سے کڑکڑا کر جگا سر پر جھپکی بجلی تو بنا ہی شق جسم کا ٹکڑا زمین میں اتر گیا ساحر مدد کو ٹکڑے ہو کر گری شور اسکے مرنیکا بلند ہوا لشکر حیرت میں غلغلہ عشرت ہجوم بجی اور نحوست زمین سے نکلا پکارا کہ اور کوئی تم میں سے میرے سامنے آئے یہ سنکر ملکہ بلور کو تاب نہ رہی تخت سحر پر سے کودا اور مہرخ سے اجازت لیکر دیو سے بزور سحر زمین میں غرق ہوا اور نحوست جس اژدہے پر سوار تھا اسکے پیٹ کے نیچے جا کر نکلا مگر اسطرح سے کہ سب نے دیکھا ایک بھالا زمین سے نکلا اور اسنے اژدہے کو کونچ لیا نحوست ساحر زبردست ہی جست اژدر تو ڈر کر جب بھالا نکلا ہزار ہا بچھے پیدا ہو کر بھالے میں لپٹ گئے نحوست اژدہے پر سے اتر کر الگ کھڑا ہوا بلور بہت جلد صورت انسان بنا اور بچھو ان بند کر کے اور کچھ نے لگا ہزار ہا پتلا پیدا ہو کر ان بچھوں کے پیچھا کر دہ بچھے غائب ہوئے اس اثنا میں نحوست نے بڑھکر سر بلور پر تلوار ماری وہ زمین میں غرق ہو گیا اور بھالا لیکر لشکر حیرت میں نکلا سواروں اور ساحروں کو کونچ کونچ کر اٹھانے لگا اسوقت حیرت وحیات مع کئی ہزار ساحروں کے بجلیاں جو اس بھالے پر گرنے لگیں از بسکہ یہ ساحر زبردست نہ تھا بلور تنہا تھا سبکے جبر کہانتک ذکر تا آخر زخمی ہو گیا اور زمین میں سما کر قریب اپنے لشکر کے نکلا اسوقت مہرخ دہباد

بھی اسکی مدد کو آگے بڑھ آئی تھین حیرت نے نحوست سے کہا کہ ہان لینا ان کو امو نکو اُسنے یہ نعرہ سنکر غیرت کو کام فرمایا یعنی سب
کہینگے کہ ایسا دعوی کرتا تھا اسوقت کچھ نہیں ہو سکتا پس اژدر پر چڑھکر تلوار سحر کی پکڑ کر ماہرخ کی فوج پر جا پڑا اسطرف سے بھی
فوج نے حملہ کیا پھر تو یہ حال ہوا کہ ایک ایک نا رنج چالیس چالیس کے سینے توڑنے لگا ایک ایک تیر دس دس کو گوشہ گیر لحد کرتا تھا
آندھیان بھی تھین بیرونکا شور مچا تا شور محشر سے کم نتھا زلزلہ و لرزان نے تہ زمین جا کر زلزلہ پیدا کیا تھا بہار نے
سحر کر کے باغ لگا یا تھا طاؤس نے سانپ برسائے تھے شگین مو و سرخمو نے کا کل پریشان کر کے ستارے گرا ئے تھے خلاصہ یہ
کہ ہر سردار نے اپنا اپنا وار کیا تھا لشکر حیرت کا ہزار ہا ساحر کام آیا تھا اسطرف کے ساحرون نے بھی طرح طرح کے سحر کیے
تھے کسینے دریا پیدا کر کے حریف کی کشتی جان غرق فنا کی تھی کسی نے اژدر پیدا کیے بڑے عذاب سے دشمن کو مارا تھا کسی نے آگ
برسائی تھی خرمن جان جلائی تھی تلوار سحر کی بجلی بنکر گر رہی تھی رخنت ہستی قطع بریدہ ہوتا تھا بہادر رستے بہادر ہمدم لگ گیا تھا یہ

یہ نقشہ تھا بموجب ابیات

سپه هر دو سو درهم آویختند — یکے گرد تیره برانگیختند
وزان گرز و ارمان و نیزه دران — کہ گی تاختندے بدین و بران
ہوا از زمین جہان بود شبگون شده — زمین سربسر پاک پرخون شده
ہمی برزشند این بدان آن بدین — زخون یلان سرخ گشته زمین
فروغ سر نیزه و تیر و تیغ — تبابد چنان چون ستاره بمیغ
شد آن جاز دوے زشت ناپاک تن — نبرد آزما از سر انجمن

جب نحوست بدکدورت نے دیکھا کہ بہار کے باغ لگانے سے ہزار ہا ساحر دیوانہ ہوا عقل و خرد سے بیگانہ ہوا
اور سب سرداران حریف قریب ہے کہ لشکر پر میرے غالب آئین پس ناچاری سامری کے پاؤن کے نیچے کی خاک نکالی
کسلیے کہ پہلے تو جانتا تھا کہ یہ ساحر ایسے ویسے ہین بالشکر قلیل اُنپر غالب آ دیگا یہان ان جانبازونکو سامری عہد
و جمشید عصر پایا پس خاک زیر پاے سامری نکالکر اژدر پر سے کودا اور زمین پر ایک گھروندا اس خاک ناپاک کا بنایا سحر پڑھا
کیا یکایک اُسجگہ سے جہان وہ گھروندا بنا تھا ایک گنبد مثل میل کے زمین سے نکلنے لگا اور بڑھکر تا بہ اوج فلک پہونچا رنگ اُس
گنبد کا نیلگون یعنی آسمانی تھا اور راز سرتا بنیاد ہزار ہا شبکہ اسمین بنا تھا اور ہر شبکہ مین ایک موتی نہایت آبدار با فروغ
و ضیا آویزان تھا گویا وہ گنبد آسمان سحر تھا اور گوہر نجم درخشان تھے نئے سحر کے سامان تھے اور گنبد پر ہزار ہا تپلا کر کا
ناقوس و گھڑیال لیے کھڑا تھا اور پکار رہا تھا کہ لے سامری کے پوجاریو آؤ لشکر ماہرخ یا تو مصروف جنگ تھا اور ہر ایک
جان بچکر لڑ رہا تھا میل کے بنتے ہی ہر شخص سحر کی سواری پر سے اترا اور جانب گنبد دوڑا قریب پہونچکر سجدہ مین گر پڑا
اور جتنے کہ طائر اور اژدر وغیرہ کی سواریونکے تھے وہ دوڑے اور طائر اڑکر اس میل کے گرد پھرنے لگے اژدر اور چار پائے
بھی طواف مین مصروف ہوے پتلون نے ناقوس بجاے سامری کی جے کا ایک غل ہوا وہ ساحر جو براہ مصلحت منتر اپنی
زبانپر جاری کیے تھے گو دل اُنکے نور ایمان سے بھرے تھے وہ تو رہ گئے باقی سب جا کر سامنے گنبد کے سجدے مین گر پڑے

صبح و بہار کے چند زبردست افسر ہر چند فوج کو روکتے تھے کہ کہاں جاتے ہو تمکو سامری بخرے سے کیا تعلق ہے تم لوگ مطیع اسلام ہو
بظاہر سحر پڑھتے ہو مگر باطن میں نور اسلام رکھتے ہو کوئی سماعت نہ کرتا تھا جب یہ لشکر کا حال دیکھا بہار اپنے باغ سحر میں گئی اور چاہا
کہ تحفہ کوئی طلسم کا مثل شبنم جادو وغیرہ کے طلب کرے نحوست نے قریب اس گنبد کے آکر ایک دھتورا زمین پر مارا کہ پاس بہاری
آپ کو بھی نہیں اتنا دھتورا ٹوٹتے ہی گنبد کے شبکہ سے ایک موتی ستارہ کیطرح ٹوٹا اور جانب گلزار بہار گیا اگر یہ ملکہ ساحرہ منتظر نہ ہوتی
تو وہ موتی سر توڑ کر گدی سے نکلجاتا ازبسکہ یہ بے بدل جادوگرنی ہے سپر سحر کی اسکے سر پر آکر سایہ فگن ہو گئیں موتی سپروں پر گرا
کہ سپریں جلیں اور سر ملکہ تک موتی نہ آیا تھا کہ شجرین نے از خود پیدا ہو کر تیغ کی دیدی وہ درخت ان پر گرا اور سائیں سے شرارے
پیدا ہو کر درختوں پر پڑے کہ باغ میں آگ لگی ابر ٹوٹ کر بہار اس موتی نے کھوئی اب جو گل سفید تھا وہ نخل قامت سوختہ کا پھول نظر
آتا تھا گل احمر انگارا آگ کا دکھائی دیتا تھا جو غنچہ تھا وہ دانہ ہو گیا تھا گلوں کے بھوننے سے جسم شاہد گلزار پر ورم چڑھ آیا تھا درخت
بسان نخل چنار آتشبار تھے پنجہ مرجانی دست دعا بسان مظلومان اٹھائے نرگس بیمار کی تپ کیسی حرارت زیادہ بڑھی ہوئی سوسن
وہ زبان دل ہی دلمیں تلملاتا نہ کوئی ٹہنی سنبل برنگ زن سوگوار بال کھولے کھڑی ایک موتی نے دم بھر میں آتش جوش زن
کر دیا ملکہ بہار کو غش آگیا کنیزیں لیکر بھاگیں ادھر جو سردار کہ زیر گنبد تھے ان پر وہی گوہر سحر شگوفے ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے
وہ ساحر زرہ سحر پہنکر جان بچاتے تھے کہ گوہر عمر تلف نہو زندگی کا جہاز غرق بحر فنا نہو جائے جادوگرنیوں میں عجب آفت برپا تھی وہ انکی
اصطلاح میں اسی آفت میں بھی لطف دکھاتی تھیں جب وہ موتی گرتا تھا تو زبان پر لاتی تھیں کہ در موئے نحوست پیٹے تجکو ہماری سادہ دلی
بجتی تھی اور اسکو بسیر کرتا تھا کوئی کہتی تھی یہ نحوست سیدھا ہوا ہے کوئی کہتی تھی کہ میرا بس چلتا تو موڈی کاٹے کی ناک کاٹ لیتی اور دریا میں
ڈبو دیتی اسی آفت عظیم میں حیرت نے پھر حملہ کیا جب صبح با فوج قلیل باقی تھی سمجھی کہ اب میدان میں ٹھہرنے سے ہلاکت کا سامنا ہے
لازم ہے کہ نکل چلوں یہ سوچکر راہ گریز رکھا ساحروں نے جب بی بی کو جاتے دیکھا سب فرار ہوئے کوئی زمین میں سمایا کوئی اڑ کر
چلا کوئی یونہیں بھاگا جب یہاں بھگدڑ پڑی احاطہ جادو برنخفی ہو گیا ہے اپنے سحر سے احاطہ کھینچدیا جو ساحر اڑ کر چلے تھے
انھوں نے دیکھا کہ ایک دیوار سیاہ از زمین تا باوج چرخ برین پہونچی ہے اور سمتوں تک حصار بندھا ہے انھوں نے چاہا کہ اڑ کر بلند
ہو کے نکلجائیں لیکن جسقدر بلند ہوئے اسی دیوار میں سر کھائی نکل نہ سکے اور جو زمین میں سماتے تھے انکو بھی وہی دیوار زیر زمین
ملی کہ نکلجانا ممکن نہوا اور جو یوں بھاگے تھے وہ تو بالکل مجبور ہو کر رہ گئے اب ایک سمت سے تو حیرت با فوج کثیر خود حملہ
کر کے قتل کرتی چلی اور دوسری سمت سے موتی ٹوٹ کر گرنے لگے بجز مرگ مفر نہ تھا موت نے حصار کر لیا وہ احاطہ سحر ہر ایک کے لیے
کنج لحد بنا موت گھیرے ہوئے تھی جو فوج کہ پہلے بھاگ گئی تھی اسکا حال سنیے انھوں نے جو اول ہی نکلگئے تھے میدان حصار کھڑے کہتے
تھے کہ سپاہی پیدل کے ڈر پر اپنی اپنی عورتوں کو بٹھائے بچوں کو پشت و دوش پر لادے فراری میں کہ وہ لوگ یعنی بیلدار و فراش و
گاڑیبان وغیرہ عورتوں کو ساتھ لیے گٹھری اسباب کی کمر سے باندھے لڑکے ماؤں کے لہنگے پکڑے روٹی کے ٹکڑے ہاتھوں میں
لیے ناک بہتی روتے ہوئے چلے جاتے ہیں دشت و کوہ آدمیوں سے بھر گیا ہے کوئی کہیں کوئی کہیں نہ باپ بیٹے سے جدا بیٹا باپ سے
جدا ایک عجیب طرح کا ہنگامہ ہے جو لوگ اندر حصار کے گھر گئے ہیں انہیں سے بعض تو سینہ سپر کیے لڑ رہے ہیں اور بعض بدرگاہ بے نیاز
دست نیاز اٹھا کر بعجز و تضرع و زاری دعا بلبلا کر مانگتے ہیں کہ اے آفرینندہ جہان۔ اے رب عناصر و خالق ارض و سما نظم

| | |
|---|---|
| برائے صاحب لولاک اسدم | گناہوں سے ہمیں کر پاک اسدم |
| ترے صدقے تری رحمت کے قربان | بڑی ہے خالق اکبر تری شان |
| خدایا تو ہے حاکم حاکموں کا | حقیقت حاکموں کی ہے بھلا کیا |
| نہیں کچھ احتیاج عرض لاریب | کہ ہے تو اے خدا خود عالم الغیب |
| اگر ہو تیری رحمت کا اشارا | بر آئے مدعائے دل ہمارا |

یہ مصروف دعا ہیں بکارسازی فریاد رس غریبان دیکھیے کہ جب شاہ طلسم بہ بیرت و بہ چشم جانب ظلمات گیا تھا اور نحوست کو بلایا تھا بران پاس بیٹھے بیٹھے عمر کا دل گھبرایا کہ بموجب مصرع ع سبب کیا کہ دل سے تعلق ہے ۔ وہ آفت جو لشکر پر آنیوالی تھی تو بے اختیار طبیعت پر رنج مستولی ہوا اور گھبرا کر کہا کہ ای بران مجھکو آپ یہان کہانتک رکھیے گا فی الجملہ جو قریب آپکے رخصت ہوتا ہوں ملکہ مذکور نے یہ اضطرار دیکھکر تسکین دی اور فرمایا کہ میں نے پہلے بھی ساحر بہر خبر گیری لشکر آپکے بھیجے تھے نہ ابتک آئے مجھکو خود فکر ہے کہ نہیں معلوم ساحران مذکور کس آفت میں پھنسے جو یہان نہ آئے اب میں خبر کیلیے کسیکو بھیجتی ہون خواجہ نے کہا جب سپہ سالار لشکر وہاں برباد ہوگیا اور آپ خبر منگائی تو کیا فائدہ کیونکہ مہرخ وہان اکیلی ہے اور سامنا ایسے زبردست سے پڑا ہے جو شاہ جادوان ہے ملکہ نے یہ سنکر کہا میں ابھی خبر منگواتی ہون یہ کہکر ایک اپنی مصاحب خاص صندلین جادو سے کہا کہ تو ابھی اس راہ سے جو قلعہ طلسم کا دروازہ ہے اسکو وا کرکے لشکر خواجہ میں جاکر خبر لا ساحرہ مذکور حسب الحکم روانہ ہوئی ملکہ نے اپنی انگوٹھی بہر نشان اسکو دی کہ در طلسم پر جو کوئی روکے یہ انگشتری دکھا دینا اُسنے انگوٹھی لیکر پرواز کی اور اسی راہ سے کہ جدھر کا حکم ملکہ نے دیا ہے ہرگز نہ منزل مقصد ہوئی حال اس طلسم کا آئندہ بیان کیا جائیگا یہ وہی راستہ ہے کہ **شاہ کوکب** نے خواجہ کو دھکیل دیا تھا اور وہ طلسم ہوشربا میں پہونچگیا تھا خلاصہ یہ کہ ساحرہ مسطورہ ایک آن واحد میں لشکر مہرخ کے قریب پہونچی اور ایک بلندی پر ٹھہر کر لڑائی کی کیفیت دیکھا کی جب احاطہ نے حصار سحر گرد لشکر کردیا ساحرہ کی آڑ ہوگئی اُسنے خیال کیا کہ ملکہ سے حال مفصل میں کیا بیان کرونگی اندر کے حصار کا تو حال معلوم نہیں ہوتا ہے یہ سوچکر وہان سے اڑی اور ایسا سحر پڑھا کہ دیوار احاطہ سحر روک نہ سکی اُسنے آکر حال سرداران وکیفیت گنبد سحر وغیرہ دیکھکر مہرخ کو تسکین دی کہ آپ گھبرائیے نہیں خواجہ نے مجھکو بہر خبر بھیجا ہے مہرخ نے کہا خواجہ سے کہدینا کہ کنیز بن آئی آپ پر فدا ہوگئیں صندلین یہ کلمہ سنکر رونے لگی اور اسی وقت وہانسے اڑی اُسکے حصار میں آنے سے احاطہ کو خبر ہوئی تھی کہ کوئی داخل حصار ہوا ہے کیونکہ سحر میں اُسکے فرق پڑا پس اسنے سحر کو زور دیا اب جو یہ نکلنے لگی نکل نہ سکی اسنے غصہ میں آکر اس زور سے ٹکر ماری کہ دیوار شق ہوئی اور یہ باہر آکر گری سر میں بہت چوٹ آئی اور پسینہ پسینہ ہوگئی ادھر احاطہ نے جلد حصار پھر درست کیا مگر یہ ساحرہ اسی حالت میں اڑکر جانب کوکب روانہ ہوئی اثنائے راہ میں وہ ساحر ملے جو پہلے سے آئے ہوئے تھے اُنسے کہا کہ تم کہاں رہگئے تھے ملکہ راہ دیکھتی ہیں جلد چلو غرضکہ مع ساحرون کے اسی در قلعہ طلسم سے دم بھر میں داخل ہوکر خدمت ملکہ میں آئی ساحر جو پہلے سے خبر کو گئے تھے انپر ملکہ نے عتاب کیا اُنھوں نے عرض کیا کہ ہمنے کوئی سانحہ تازہ ہمراہیان خواجہ سلامت پر نہ دیکھا تھا اسوجہ سے بطور جاسوسان ٹھہرے ہوئے تھے فی الجملہ حال تباہ ہونے لشکر کا صندلین سے سنکر

عمرو رونے لگا اور کہا اے ملکہ مین اب نہ ٹھیرونگا غرضکہ ضرور جاؤنگا ملکہ نے کہا خواجہ ایک لمحہ اور توقف فرمائیے یہ کہکر کھڑی ہوگئی اور سحر پڑھا کہ دو پتلے ہوا سے ایک صندوقچہ لیے ظاہر ہوے ملکہ نے سوا سو اشرفی انکو نذر دی انھون نے نذر لیکر وہ صندوقچہ حوالہ ملکہ کیا ملکہ نے اُسکو وا کیا اور اوراق جمشیدی نکالے اور پڑھا انمین لکھا تھا کہ احاطہ جادو کے ملیچ چار افسر ہین کہ گت انکے روے نحس کی زردی ہے اور ان چارون ساحرون کے ملیچ چار چار ہزار ساحر ہین لیکن یہ سولہ ہزار جو تابع افسران ہین بظاہر تو ساحر ہین مگر سب پتلے طلسم کے ہین کہ ہنگام جنگ نہ کاٹے کٹتے ہین نہ مارے مرتے ہین پس کوئی ایسا واقف کار ہو کہ ان سولہ ہزار سے تو غرض نہو مگر وہ جو چار افسر ہین انسے مقابلہ کرکے بجد وجہد تمام قتل کرے جب وہ چارون مارے جائینگے وہ سولہ ہزار از خود ہلاک ہوجائینگے پس نحوست کا زور ٹوٹ جائیگا اور دعا لگیگا اور اُسکو بھی جانے نہ دے مار ڈالے یہ سب حال اوراق سامری سے دریافت کرکے ملکہ نے صندوقچہ مین بند کرکے حوالہ پتلون کے کیا کہ وہ لیگئے اور آپ عمرو کے بیقرار ہونے سے حکم دیا کہ سواری ہماری تیار ہو یہ حکم زبان سے نکلتے ہی مجلس جو خواجہ کی گود مین آکر بیٹھتی تھی ناک بھون چڑھی ہوئی کھڑی ہوگئی اور تتلا تتلا کے گویا ہوئی کہ ای جان خواجہ کے رونے سے میرے دلبر ہزار دن چھریان پڑگئین مین جاکر اس لڑائی کو فتح کرونگی بران نے کہا خواجہ یہین رہینگے مین خود جاتی ہون تم ہو تو ہم بچہ ہو کسی جہ نذیدہ کا اس جنگ مین کام ہے یہ کہکر قصد روانگی کیا تھا کہ ایک طرف ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور کہ بھتیجی سلطان کوکب کی ہے اور بہن بران کی ہے اپنی جگہ سے اٹھی اور عرض پیرا ہوئی کہ خواجہ کیلیے مین جانبازی کرنے جاؤنگی افسوس کہ ہمارے مہمان کو جسکے پاس ہم روز جھیکر خوشنود ہوتے ہین ایسا رنج پہونچے اور ہم بیٹھے رہین بران نے اسکو بھی منع کیا کہ تم سب بیٹھو مین خود جاتی ہون اسنے جواب دیا کہ بہن تم نے مجھکو کیا موم کا سمجھا ہے اے بوا یان خود جاتے ہی جو اس نحوست کو روز بد نہ دکھایا تو نام اپنا اختر نہ رکھا بران اسکے ضد کرنے سے ناچار چپ ہو رہی اور سب مدارج جنگ کے جو کچھ اوراق جمشیدی مین دیکھے تھے اسکو بتلائے یعنی چار افسران ملیچ احاطہ کی کیفیت اور سولہ ہزار پتلون کا حال سب بیان کرکے سپرد بخدا کیا اور رخصت کیا

## روانہ ہونا اس گل بوستان شجاعت وخوبروئی یعنی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور کا واسطے مدد کرنے مہرخ کے اور مارا جانا احاطہ جادو کا مع اپنے افسرون کے اور جنگ عظیم ہونا نحوست کا مارا جانا حیرت کا شکست کھاکر ہٹ جانا پھر خواجہ کا قلعہ طلسم شاہ کوکب دیکھنا اور مہرخ کو بلوانا بران سے بلوانا المولفہ

| دہ دے مجھکو اے میرے ساقی شراب | صفا مین ہو جو رو کش آفتاب |
|---|---|
| دہ مے جس پہ قربان زاہد کا دل | دہ مے جس سے رندون کا ہو آب و گل |

زرین و رنگین جھولیان بادہ نگار گلے مین بصد تزئین ان سبنے ایک سمت پرا جمایا پھر جسجگہ سے مار تخت لیکر آئے تھے وہان سے
سواریان سحر کی نکلنے لگین اور امیر جادوگرنیان سوار ظاہر ہوئین کہ حسن مین بیمثال نہایت حسین و صاحب جمال تھین کوئی لباس
سبز زمردین زیب بدن کیے تھی اُسکے جسم منور کی روشنی اس لباس مین یون تھی کہ جیسے چمنستان مین کسی نے چراغ جلائے ہین یا
آتش گل سے باغ دہک رہا ہے یا ابر سبز مین برق چمک رہی ہے کوئی گلبدن گلابی لباس زیب قامت کیے تھی یا باغ مین حسن و
جمال کے سارنی پھولی تھی کسی کا روے تابان دھانی ڈوپٹے سے یون فروزان تھا کہ دھان کے کھیت مین چاندنی نے
کھیت کیا تھا کسی کا رخسار تابناک اودے دوپٹے مین یون نمایان تھا کہ جیسے بدلی مین خورشید تابان درخشان ہوتا ہی
ہر ایک نازنین نازک بدن زیور جواہر کار پہنے جھنڈیان ہاتھ مین لیے صف کشیدہ ہوئی ملکہ **اختر** تخت پر سوار ہوئی اُسکے سوار
ہوتے ہی دو اژدہے زمین سے نکلے کہ پشت پر انکی نقارے لدے تھے اور تیلے چوبین ہاتھ مین لیے بیٹھے تھے انھون
نے نقارے پر بیات ڈنکے پر چوب پڑی ہزار ہا نقارہ بجنے لگا اور صدہا نرسنگا و ناقوس بجا تخت کے گرد ہزار ہا
کنیزان زرین لباس آکر سر ملکہ پر مورچھل جنبان ہوئین اور اُسوقت **اختر** مثل اختر فلک کے چمکی اور ابر سحر آکر سر پر
سایہ فگن ہوا بیرقین جھنڈیون کی ہوا مین اڑنے لگین ہنوز تخت اُڑکر روانہ ہوا تھا کہ کوئی ہزار سوار زرین پوش
مرکب پرند زیر ران ورے ہوا پر ظاہر ہوا اور چالیس ہزار ساحر پرا باندھکر اڑے روے گیتی تاریک ہوگیا سواری
دوش ہوا پر ملکہ **اختر** کی چلی

## نظم

| | |
|---|---|
| چلا لشکر بصد حشمت وہان سے | ہوا پر ساحران وہ سب سے تھے |
| ہزارون جھنڈیان ہر رنگ کی تھین | نئی سامری کے جیب کی تھین |
| کہین نقارے بجتے و ناقوس | کہین اڑتے ہوے جاتے تھے طاؤس |
| فلک تک اختر ذیجاہ کا تخت | بلند ایسا ہوا جیسے کہ ہو بخت |
| ستارے ٹوٹتے تھے آسمان سے | دیا موتی نچھاور ہو رہے تھے |
| گھٹائین آئین ابر سحر برستے | فلک پر جیب آکر چھپ گئے تھے |
| غرض اس شان و شوکت سے وہ ذیجاہ | مع لشکر روان تھی سمت جنگاہ |

کی راہ دروازہ طلسمی سے نکلکر یہ تو منزل مقصد کیجانب چلی اور **بیران** خواجہ کو تسلی دیتی مقام سکونت پر لائی
لیکن **عمرو** کو تسکین کہان دمبدم بیٹا بیان کرتا تھا اور کہتا تھا کہ فردا ے کاش عمرو کو موت آتی یہ چرخ کی جدائی نہ
ستاتی **برق** نے بیقراری خواجہ کی دیکھکر کچھ باتین ادھر ادھر کی غم غلط کرنے کو کر کے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آئیے خواجہ
سلامت ہم آپ سیر طلسم کیا کرین خواجہ نے ہر چند انکار کیا کہ مین سیر گلزار سے اسوقت عار رکھتا ہون کہ رنج کا خار دل مین
چبھا ہی ملکہ نے اسکا عذر کچھ نہ سنا اور مع چند سرداران ذیشان کے روانہ ہوئی آسمان ملک بھی چند ہمراہ ہوئے ملکہ
بیرون قلعہ ہفت رنگ آئی اور ایسا سحر پڑھا کہ ایک دھوان سفید رنگ پیدا ہوا اور ہر ایک کی آنکھ مین لگا اس انجمن
سحر کے لگتے ہی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی ایک بیابان خرم و سبزہ زار مین اپنے تئین سب نے پایا کہ وہ مرغزار رشک

حقیقت میں رشک گلشن شداد تھا نہال سبز و شاداب پھلے پھولے لگے تھے یا معشوق سبزہ رنگ گہنا پہنے کھڑے تھے ہوا وہان کی فرح بخش خاطر شوریدگان سبزہ وہان کا دافع خفقان مجنونان چشمے ہزاروں ہزار جاری نہروں میں آب حسرت بھرا ابر ادا اودا سر دشت پر چھایا ہوا طاؤس رنگین کا زیر ابر ناچنا ساونی چھوٹی ہوئی یہ معلوم ہوتا کہ گلابی پوش گلرخساروں کا مجمع نہروں کے کنارے کنارے ہزار ہا بزولبط و مرغابی طائران آبی بیٹھا منقار اپنی پانی میں بھگو کر پھر ہر بان لیتا خوش فعلیان کرتا گلہائے خودرو سے تمام دشت رنگین سروش بہار کی نہایت آرائش و تزئین کر **ابیات**

دشت گلہائے سرخ سے معمور | چشم نرگس تھی دیدۂ مخمور
گل ہر اک دلفریب تھا رنگین | دافع رنج خاطر غمگین
ہر طرف آبشار ہوتا تھا | رحمت رب تھا سبزۂ خفتہ
بوئے گل نے بسا دیے تھے دماغ | دشت تھا یا بہشت کا تھا باغ

جب اس دشت سے سیر کنان آگے بڑھے ایک دریا پر پہونچے پانی اسکا صفا میں ورق نقرہ سے کہیں بہتر تھا بلکہ بہ آبچشمہ ماہ و خور تھا ملکہ نے آکر دریا پر سحر پڑھا اور آنکھیں بند کرلیں پھر جو آنکھ کھلی آن واحد میں سب پار تھے جب وہان سے آگے بڑھے ایک دیوار فلک فرسا بلور کی دور تک پھیلی نظر آئی کہ سراسر اسکو مطلا کیا تھا اور نقش و نگار سے رنگین بنایا تھا ملکہ نے یہان آکر آواز دی کہ اے پریزادان طلسم جلد دروازہ حاضر کرو پھر صدا دینے کے ایک تڑاقا ہوا اور اس دیوار میں دروازہ یاقوت سرخ کا لگا نظر آنے لگا اس دروازے سے ستر دو سو نازنین سراسر رشک لعبتان چین پیدا ہوئیں کہ ایک تخت یاقوت کا ساتھ لائی تھیں حسن اُن سب کا مادح کی مدحت سرائی سے کہیں بہتر تھا قلم لکھنے سے قاصر تھا زیور یاقوت نگار سے جسم نازک اُنکا مزین واقعی وہ سب رشک چمن کیا راحت جان گلشن ہر ایک گلبدن جوانی کی راتیں مراد کے دن سترہ سو نازنین رشک لعبتان چین غرق دریائے جواہر بن لباس سے جسم کو اُنکے آرائش و تزئین اس دروازے سے نکلیں ایک ایک افسر خوبان جہان تھی تاجدار کشور گلرخان زمان تھی کف پا انکا روئے مہ انور کو شرماتا دست نگارین ید بیضا پر فوق لیجاتا دلبری کی گھاتیں ہر ایک ایجاد ستمگری و بیدادی میں استاد عاشقوں کے ارمانوں کی نسبت جلاد کلر دہن بدن ستم ایجاد کر **نظم**

سنوارے بال پیچ و تاب دے کر | لیے سب جسم خوشبو سے معطر
قیامت آنکھوں میں سرمے نے ڈھائی | سیہ بیمار کو بدمی بنائی
خم ابروئے پیداشان شمشیر | مژہ ہر ایک رشک خنجر و تیر
کھلے مسی سے رنگ پان کے جوہر | شفق اس پہ تصدق شام اسپر

وہ سب شہریاران اقلیم دلبری ایک تخت شاہی اپنے ہمراہ لیے جیسے تخت سلیمان کو پریان اُٹھائے سامنے براں کے آکر تسلیم کرکے باادب تمام بٹھرین ملکہ مذکور نے تخت پر خواجہ عمرو کو برابر بے سوار کرکے کچھ سحر پڑھا کہ بہت سے گھوڑے پرند نہایت دلپسند ساز و یراق جواہر نگار سے سجے ہوائے رین پر زر سے کسے کسائے اُسی دروازے سے اڑتے ہوئے آئے اور ساحر ہمراہی کے اُن مرکبون پر سوار ہوئے ڈنکے نیچے ناقوس پھنکے سواری ملکہ کی اس دروازہ طلسمی میں داخل ہوئی

وہ سترہ سو پریزادیں ہمراہ صداے طرقوا پیدا دورباش جادوں طلسم پکارتا در طلسم میں پہونچکر جب آگے روانہ ہوئی دیکھا کہ صحراے طلسمی ہرا بھرا ہے پھول انواع و اقسام کے شگفتہ ہیں کوئی گل پریچہرہ تھا کوئی ملک کو دیکھکر ہنستا تھا ہنگام خندہ زنی دیو نکلکر سر ملک پر مروحہ جنبانی کرتا تھا طائران خوش نوا ہر شجر پر بیٹھے تھے یا شہنشاہ کوکب پکارتے تھے نیا سامان اور طرفہ بہار تھی کیفیت سبزہ زار تھی خاطر رنجیدہ اس پر فریفتہ و دیوانہ وار تھی کہ **ابیات**

کہ وہ تھا اک چمن پھولوں سے لبریز / بہت دلچسپ خوشبوئیں بہت تیز
کہاں دنیا میں ایسے پھول پیدا / ہزاروں رنگ ہر گل میں ہویدا
نظر جس پر پڑی لوٹا گیا دل / قدم اٹھنا ہوا اس جا سے مشکل
ہوائیں سرد و عطر آمیز آئیں / دہن غنچوں کے ایک جوبن دکھائیں

جب اس دشت دلکشا سے طرفۃ العین میں سواری گذر گئی عمارات عالیشان نظر آئیں کہ **نظم**

وہاں پہونچے تو کوٹھا ایک دیکھا / کہ پٹا تھا موتیوں سے سب وہ مجر
کبوتر کا ہو بیضہ جس طرح پر / مدور اس طرح ہر گوہر تر
بہت سے ڈھیر ایسے اور بہت سے / کچھ اس سے کم زیادہ سب نے دیکھے
منقش دوسرا کوٹھا بھی دیکھا / تو اسمیں اس طرح کا لطف اٹھایا
کہ الماس و جواہر لعل ہر جا / برابر ڈھیر سے تھے خرمہرہ آسا
کہیں یاقوت نیلم ہر طرح کے / کہ جن کی شرح ناممکن زبان سے
کہیں چاندی کی اینٹیں، طلا کی تھیں / کہ ایسی آنکھوں نے دیسی نہ دیکھیں
مصفا وہ عمارت دور تک خوب / مکان اس میں جواہر کے خوش اسلوب
سوا اس کے عجائب اور کشر / نظر آتے تھے ہر لحظہ وہاں پر
غرض پھرتے ہوئے ہر جا اسی طور / ہوئے وارد وہ اک گنبد میں فی الفور
اسے کھولا تو دیکھا اور سامان / کہ جس کی شرح میں ہے عقل حیران
کنول روشن در و دیوار تابان / مصفا فرش ہر جانب تھا شایان
حسینوں سے زیادہ حسن میں تھا / بتاؤں حال اس کا اور میں کیا

اس گنبد میں الٹیں سورج مثل مہر آسمانی نکلے ہوئے تھے آفتاب میں اور ان میں اتنا فرق تھا کہ اسمین حرارت ہوتی ہے اور انمین مطلق تمازت نہ تھی اور اسی طرح ضیا بار تھے کہ مشعل طور افروز دیدہ اس نور کے خورسار تھی **عمرو** نے وہان کا زر و جواہر اور عجائبات دیکھ کر **بران** سے کہا کہ یہ مال صرف دیجئے تو ہر یاست بھی کر سکتا ہوں ملا بہ صورت نے جواب دیا کہ آپکا جی چاہے تو آپ کچھ لے لیجیے ورنہ بادشاہ نے اس مقام کو بہ جناب **افراسیاب** تیار کرایا ہے اور یہ گنبد نئی خاصیتیں رکھتا ہے منجملہ اور خواصات کے یہ وصف اسمین ہے کہ یہان سے جس ملک جا ہو دیکھ لو اور جہان جا ہو

دم بھر مین پہونچ جاؤ خواجہ کو اس کلام سے لالچ جو دامنگیر ہوا تھا جاتا رہا اور بیتاب ہو کر گویا ہوا کہ اے ملکہ لشکر مہرخ کو
یہان سے مجھے دکھائیے ملکہ اختر لڑتے گئی ہین وہ ماجرا نظر آئے ملکہ نے ہنسکر کچھ سحر پڑھا وہ آئینے سورج جو ساطع انوار تھے
انہین سے ایک ایک پریزاد نکلکر ہنستی ہوئی سامنے ملکہ کے آئی ملکہ نے اسے حکم دیا کہ اس گنبد کا اطراف کا دروازہ کھولکر کہ جو
طلسم ہوشربا ہی خواجہ کو تماشا دکھاؤ پریون نے حسب الحکم ایک در کے قریب جا کر ایک سورج کو انھین کمین سورج مین سے
اشارہ کیا کہ وہ اڑکر دروازے مین لپٹ گیا کثرت ضیا سے نظر خیرگی کرنے لگی بعد لمحے کے وہ آفتاب باہر دروازے کے
نکل گیا اور دروازہ کھلگیا پریان خواجہ کا ہاتھ پکڑ کر قریب در آئی اور کہا زیر گنبد ملاحظہ فرمائیے عمرو نے جو زیر گنبد نگاہ
کی طرفہ ماجرا نظر آیا کہ ایک سیل لشکر مہرخ مین بنا ہی گرد لشکر احاطہ کھچا ہی فوج مین ہلچل رہی ہی سرداران لشکر پر مصیبت کی
گھڑی ہی سب بات بدعا ہین ساحران حیرت و نحوست وغیرہ نے دست ظلم دراز کیا ہی عمرو یہ حال دیکھکر بیقرار ہوا ملکہ نے
کہا کہ خواجہ صبر فرمائیے اور قدرت خدا دیکھیے اسکے کرم و فضل پر نظر رکھیے ہنوز یہ سخن تمام نہوا تھا کہ یکایک صدائے نوبت و
نقارہ فلک کیطرف سے کان مین آئی اور ملکہ اختر بصد کروفر تخت پر سوار مع لشکر بیشمار و ساحران نامدار و سرداران جرار کے
آکر پہونچی فوج نے آتے ہی اس دیوار حصار سحر پر حملہ کیا احاطہ جادو مع سولہ ہزار پتلون کے جو ان جادوان افسون کے
بنائے ہین مقابل آکر منہدم ہوا از بسکہ اختر کو بران نے سمجھا کر بھیجا ہی کہ یہ سولہ ہزار ساحران چار افسر ساحرون کے مطیع ہین
اور انکے مرتے ہی یہ سولہ ہزار از خود ہلاک ہو جائینگے پس اسنے جانب فلک اشارہ کیا وہ مالا جو چلتے وقت اسنے گلے مین ڈالا تھا اس
نو سو نوای موتی اسکے بکھر گئے تھے اسمین سے پانچ موتی بلندی پر ہو کر ایک سر پر احاطہ کے اور چار سرون پر چار افسرون
کے آکر پڑے کہ مثل اصحاب فیل کے ان پانچون کے سر توڑ کر اسفل کیطرف سے نکل گئے ان پانچون کا گوہر جان تلف ہوا
غرق بحر فنا ہوئے بیرون نے غل انکے مرنے سے مچایا آندھی تیرہ و تار آئی وہ سولہ ہزار ساحران کے مرتے ہی قلزم
مرگ مین ڈوبے وہ دیوار احاطہ کی منہدم ہوئی اور فوج ظفر موج ملکہ اختر لینا لینا کہکر مثل سیل فنا آگے بڑھی اختر
نے پھر سحر پڑھکر دستک دی کہ موتی فلک کیطرف سے برسنے لگے اور چند گوہر اس سیل پر سحر کے آکر گرے کہ وہ بھی دھوان
بنکر اڑ گیا وہ ساحر جو گرد سیل سجدہ مین گرے ہوئے تھے اور طواف اس ستم خانہ کا کر رہے تھے ہوش مین آگئے اور اصلی
حالت پر اپنی آکر جانب لشکر حیرت چلے نحوست یہ ماجرا دیکھکر گھبرایا سمجھا کہ زمانہ مرگ قریب آیا یہ سمجھکر رو بفرار
لایا مگر بلور نے اسکا تعاقب نہ چھوڑا اور پکارا کہ بھائی نحوست اب کہو مزاج کیسا ہی اسنے یہ کلام طنز آمیز سنکر ایک ناریخ
اسپر مارا اسنے وہ ناریخ سحر پڑھکر کاٹ دیا اور چاہتا تھا کہ اپنا وار کرے کہ اختر آپہونچی ایک موتی اشارہ سے جانب
فلک کرکے سر نحوست پر گرایا ہر چند اسنے رد سحر پڑھا کہ کسی طرح اپنے تئین بچائے ممکن نہوا موتی اسکے جسد نحس کو
توڑ کر پار گذرا شور تکبیر بکش کا بیرون نے بلند کیا حیرت و مصور و حیات وغیرہ فوج اختر سے بھڑے ہوئے
تھے جب صدائے مرگ نحوست سنی جی چھوٹ گئے اور براہ جانبازی اختر پر سب اپنا لشکر لیکر ٹوٹ پڑے ادھر مہرخ وغیرہ
تمام سردار جو مصروف دعا تھے مدد آنے سے خوشنود ہو کر لشکر حریف پر پاپیادہ فوج سے حملہ آور ہوئے بہار کو بھی
ہوش آیا اسنے بھی ہنگامہ سحر مچایا دو لشکر بسان قلزم زخار موج مار کر مل گئے تلوار سحر کی برق کردار چلنے لگی خرمن جان سیاہ زاد

جلنے لگے اختر قسمت حیرت ایسا برگشتہ ہوا کہ مریخ سے مقابلہ ہوا نظر تربیع نے چار عنصر میں جسم کے خلل ڈالا آب تیغ نے کاخ خاکی تن کو لشکریون کے ڈھادیا آتش سحر نے باد نفس کو گرم ایسا کیا کہ ٹھنڈے ٹھنڈے ہر روح نے جسم سے نکلکر راستہ جہنم کا پکڑا دریا خون بہنے لگا کشتی تن غرق بحر فنا ہوئی جان سفینہ بدن سے کنارہ کر گئی بیرون نے وہ غل مچایا کہ دشت جنگی میدان محشر نظر آیا ناریلون اور ترنجون کے جلنے سے وہ سناٹے تھے کہ جنگل گونجا تھا سائین سائین آوازین آتی تھین کہ رن بولتا تھا ہر سمت اندھیر چھایا تھا ہر ایک بوکھلایا تھا سر دتن کا ہر جا انبار تھا موت کا گرم بازار تھا العیاذ باللہ قیامت کبریٰ بپا تھی یہ لڑائی برپا تھی

## نظم

ہزارون افعی رہزن غضبناک
نگاہین خشمگین ان کی وہ چالاک

برابر حملہ آور ہر طرف سے
جنھین دیکھے سے ہوش اڑ جائین سب کے

نہ فرصت پاتے تھے اُنکے غضب سے
نہ مہلت تھی عذاب بے سبب سے

کہ پیچھے اُن کے لڑنے والے انسان
قوی ظالم ستمگر دل پریشان

نکلتے تھے دہن سے ان کے شعلے
بڑی زنجیر ہاتھون مین لیے تھے

کسی جانب سے گینڈے تھے نمودار
ستمگار اور سب تھے سخت خونخوار

سنان کی طرح سینگ انکے بہت تیز
بشکل نیش عقرب زہر آمیز

زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو
بشکل مردہ اک پیدا ہوئی بو

زمین سے دمبدم اُٹھتے بگولے
سیاہی چار سو لشکر کو گھیرے

گھرے شعلون مین تن سب عضو بعضو کے
اندھیرے مین لگی بجلی چمکنے

خلاصہ یہ کہ اسی سیاہ تابی سحر و ظلمت گیری افسون مین یہ خاکدان پر آشوب دہر تیرہ و تار اور ظلمت آباد نام روزگار ناپاید اہوا کہ

## نظم

تھا جب جلوۂ خورشید روشن
بڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن

ہجوم شام نے صورت دکھائی
ہوا غل دن گیا لو رات آئی

ملکہ اختر نے فوج مین در آکر سر نحوست کاٹا اور جانب حیرت شیرانہ چلی فوج نحوست افسر کے مرنے سے بھاگی انکو دیکھکر لشکریان حیرت کے بھی پانون اکھڑ گئے اسوقت بناچاری ملکہ حیرت نے طبل امان بجوایا اور اپنے باپ کے ہمراہ مراجعت کر کے داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو جمع کرنے لگی اور اپنے باپ کو سب انتظام سلطنت سپرد کر کے آپ مع چند کنیزون کے خدمت شاہ طلسم مین گئی اسطرف جب طبل آسائش بجا تب پہنچی مہرخ و بہار سے ہزارون ذی شان کے لشکر اختر پاس آئین سر ملکہ مذکور سے زنت رہا اور زبان سے صفت دشمن کی اختر بھی بہت تپاک اور گرمجوشی سے ہر ایک سے ملی اور تسکین سب کو دی کہ انشاء اللہ عنقریب خواجہ سلامت بھی بذار گشت وہ وقت عجب نہ ہو یہ سنکر سب تیور نے کہا ہم امیدوار ہین سو تحفۂ آتش تیار کرین آپ اسوقت دل قوی رہیں اور آپکی سب اس اسب رکھنا سر جھکا

آسمان تھا خیر پہونچا مین اختر عذر پذیر ہوئی کہ یہ آپ کیا فرماتی ہین آپ بزرگ ہین میرا فخر ہو آپکی خدمت مین رہنا مین
اپنا گھر سمجھتی ہون مجھکو انکار ہو مجھے کہنا کہ اسلئے مین ہین ضرور رہجاتی مگر مجبور رہون کہ خواجہ سلامت آپکا حال پریشان سنکر
بہت متردد تھے ہین سنے مجھکو اسلیے بھیجا ہو کہ جلد جاکر مدد کرون اور پھر خیریت یہاں کی وہان جاکر کہون پس اسپر ٹھہر جانے سے خواجہ اور
زیادہ گھبرائینگے لہذا ملتمس ہون کہ آپ مجھے رخصت عطا فرمائین پھر خدانے چاہا تو خواجہ اور مین حاضر خدمت ہونگی اور ارشاد آپ کا
بجالاؤنگی الحاصل بہزار دشواری رخصت یاب ہو کر مع سر نخوست روانہ ہوئی یہان مہرخ نے لاشہاے مقتولان لشکر خود
اٹھوائے اور ڈھنڈھورا پٹوایا لشکر جو فراری تھا وہ آباد ہونے لگا بازارین کھلگئین بارگاہین اور خیام وغیرہ از سر نو نصب
ہوئے عیار بھی لشکر مین آئے نذرین فتح کی گذرنے لگین ملکہ موصوفہ سریر جہانبانی پر جلوہ گستر ہوئی اس شب کو آرام نہین
کیا انتظام مین مصروف رہی حکم جشن مسرت ہونے کا دیا ہنگامۂ عشرت و نشاط گرم ہوا یہ تو اس کیفیت مین ہو لیکن اختر
جو یہان سے روانہ ہوئی بران و عمرو نے سب ماجراے جنگ اس گنبد پر سے دیکھا بران نے خواجہ سے کہا آپ خوشنود
ہوئے خواجہ نے کہا اے ملکہ یہ سب سحر کا ڈھکوسلا ہو بعد امیر اول کب مانتا ہو طلسم ہوشربا یہان سے کسی منزل ہو نہین معلوم
کیا سانحہ گذرا تم نے بزور سحر یہ تماشہ مجھکو براے تسکین خاطر دکھا دیا خدا چنین کند جیسا کہ ماجرا مین نے دیکھا ہو مگر دل
ایسے خلاف عقل امر کو قبول نہین کرتا ہو بران ان باتون کو سنکر ہنسی اور کہا مین آپکی طمانیت دل کے لیے اختر کو بلواتی
ہون یہ کہکر وہ پریان جو آفتابون مین سے نکلی تھین انمین سے ایک کو حکم دیا کہ جاؤ اور ملکہ اختر کو بلا لاؤ وہ حسب الحکم ایک
آفتاب کے قریب گئی اور اسمین غائب ہوئی آفتاب در گنبد سے نکلکر روانہ ہوا ملکہ اختر اسطرف جاتی تھی کہ جدھر سے آئی
تھی یکایک آفتاب قریب تر پہونچا ملکہ مذکور سمجھی کہ شاید کوئی لڑنے آیا ہو چاہا کہ سحر کرے مگر آفتاب سے آواز آئی کہ اے
ملکہ چلیے آپکو ملکہ بران نے بلایا ہو وہ گنبد جہان نماے طلسم پر استادہ ہین اور آپکو دیکھ رہی ہین اختر نے یہ حال
سنکر اپنے ہمراہ کے لشکر کو حکم دیا کہ تم اپنے مقام پر جاؤ وہ لشکر بلند ہو کر چلا اور جسطرح سے کہ ابر پیدا ہوے تھے اسیطرح
ابر گھر آئے اسو لشکر ابر مین جاکر غائب ہوے اور زمین مین سماگئے جب لشکر اور تخت اور مار و اژدر وغیرہ سب
جا چکا اس آفتاب سے پری نے باہر آکر پنجہ ملکہ کی کمر مین دیا اور پھر آفتاب مین آکر غائب ہوئی ایک آن مین وہ مہر
گنبد طلسم مین آیا پری پھر باہر نکلی اور اختر کو سامنے حاضر کیا اختر بیہوش تھی بعد لمحہ کے جب ہوشیار ہوئی اٹھکر خواجہ اور
ملکہ کو سلام کیا اور سر نخوست کا نذر دیا بران نے وہ سر لیکر قدم پر عمرو کے ڈالدیا اور کہا کیون خواجہ سلامت
اب آپکو یقین آیا کہ لشکر آپکا بخیریت ہو عمرو نے ہنسکر جواب دیا کہ اے ملکہ مجھکو بڑا تعجب ہو کہ واقعی یہ اصلی مہرخ تھی جسکو
مین نے لڑتے دیکھا ملکہ نے کہا خواجہ یہ اصلی لشکر آپ کے مصحوب کا تھا اسمین کچھ شک و شبہہ نہین ہو اور مین آپکو براے اطمینان
خاطر ایک پتہ دیتی ہون وہ یہ ہو کہ آپکو جب مین غربال کے جال سے اٹھا لائی تھی اور بادشاہ نے آپکو ڈھکیلدیا تھا تو آپ
اس طلسم سے طلسم ہوشربا مین گرے تھے اور چشم زدن مین وہان پہونچگئے تھے پس ویسا ہی اس مقام کو بھی جانیے اور شبہہ
کسیطرح کا نہ کیجیے عمرو نے کہا واقعی آپکا فرمانا بجا ہو گو مین کیا کرون دل کمبخت پھر اصلی بات نہین جمتا ہو ملکہ مسطورہ نے
جواب دیا کہ یہ باعث زیادتی محبت آپکی ہو جو نسبت اپنے لشکر کے آپ الفت کرتے ہین ظاہر ملتمس ہو اچھا مین ملکہ مہرخ کو

یہان بلواکر آپ سے ملاقات کراتی ہون کیلیے کہ آپ اُنسے بہت عرصہ ہوا کہ ملی بھی نہین ہو فی الحال کی خاطر مبارک انکی ملاقات
بہجت آیات سے شاد و مبتہج ہوگی یہ کہکر پھر ایک بار آفتاب طلسمی کو پکارا کہ اے ملکہ **شعلہ حسن** جاؤ ملکہ **مہرخ** کو بآرام تمام اٹھالاؤ
مگر وہ ساحرہ زبردست ہے میری انگوٹھی لیتی جاؤ اور اُسکو یہان پہونچاؤ خبردار کوئی تکلیف ہونے پائے یہ کہکر ایک انگشتری
ہاتھ سے اتار کر پری کو دی وہ اسکو پہنکر اور آفتاب مین پوشیدہ ہوکر روانہ ہوئی وہ تو ادھر گئی مگر یہان ہمراہ **بران** جو گرگ
عالیشان آئے مین انمین ایک ساحر نحس جادو نام ہے اور یہ بھائی ہے نحوست کا ازبسکہ جب **کوکب افراسیاب** سے
اتحاد تھا تو اسنے اس طلسم کی آب ہوا کو پسند کرکے خدمت **بران** مین رہنا اختیار کیا تھا اور جیسا کہ بھائی اسکا طلسم ہوشربا
مین معزز و ممتاز تھا یہ یہان صاحب عزت و جاہ ہے اسوقت سر اپنے بھائی کا قدم پر خواجہ کے دیکھکر اشک حسرت آنکھون
مین بھر لایا اور غریزی عروق مین خون جوش زن ہوا بدشواری ضبط رنج کرکے خاموش ہو رہا دل سے کہا کہ سب فساد اسی
کمینہ دزد **عمرو** کا ہے اسکے باعث سے بھائی میرا مارا گیا پس قابو پاکر کام عمرو کا تمام کرنا لازم ہے یہ سوچکر تدبیر قتل خواجہ کرنے لگا
اُدھر لمحہ مین **شعلہ حسن پری** لشکر **مہرخ** مین پہونچی بارگاہ مین ناچ ہو رہا تھا دور جام آفتابی شراب کا چل رہا تھا
کہ یہ آفتاب یکایک طالع ہوا ہر ایک سردار سمجھا کہ شاہ جادوان نے کوئی سحر بھیجا ہے یہ سمجھکر ناریل اور ترنج سنبھالے
مگر آفتاب سے **شعلہ حسن** نے ملکہ **مہرخ** کو تسلیم کی اور عرض پیرا ہوئی کہ چلیے آپکو ملکہ **بران** نے بلایا ہے یہ کلام سنکر کسی کو
اعتبار نہ آیا اور یہی تصور کیا کہ شاہ طلسم کا یہ سحر بھیجا ہوا ہے غرضکہ **مہرخ** نے کہا کہ لشکر میرا تمہارا ہیگا بدون وجہ میرا جانا ممکن نہین
پری نے کہا مجھکو حکم لیجانیکا ہے مین بغیر لیجائے آپکے پھر کر نجاؤنگی اس کلمہ سے سبکو بالکل یقین ہوا کہ یہ فرستادہ **افراسیاب**
ہے پس **برق** عیار نے کرسی پر سے اٹھکر اس پری کے پس پشت اپنے تئین پہونچایا اور جب وہ باتون مین مصروف ہوئی
اسنے کمند ماری پری نے ذرا جو بدن کو اپنے جنبش دی کمند کھلکر الگ ہوگئی اور اُسنے بعتاب کہا کہ تم لوگ آمادہ بفساد
ہوا سے پایان خود اگر حکم ملکہ عالم تمہارے آرام دینے کا نہوتا تو ابھی سبکو خاک سیاہ کردیتی پس مناسب ہے کہ میرے ہمراہ چلو
نہین مین زبردستی لیجاؤنگی اسلیے کہ ملکہ وہان منتظر میری ہونگی اور مجھکو یہان عرصہ لگا لہذا یہ کہکر قریب تخت آئی اور ہاتھ
بڑھایا کہ **مہرخ** کو اٹھاکر لیجاؤن **مہرخ** نے ایک طمانچہ بزور سحر ایسا ندرت سے مارا کہ اگر کوئی ساحر اور ہوتا تو سر اسکا اڑجاتا مگر
یہ پری طلسمی ہے طمانچہ کھاکر مثل شعلہ جوالہ چمک کر گری اور ملکہ مذکور کو پنجہ مین دابکے اڑی سب ساحر لینا لینا کہکر اٹھے ناریل
ترنج سحر کے مارنے لگے وہ پری بلند ہوگئی اور ایک ہی سناٹے مین دور نکل گئی اس ہنگامہ مین اتنا تو ہوا کہ جس آفتاب مین
مخفی ہوکر آئی تھی اسمین نہ جاسکی پس ایک مقام پر جب دور نکل آئی تو ٹھہر کر آفتاب کو چاہا کہ بلائے جب وہان ٹھہری **مہرخ**
متوجہ ہوا سے بیہوشی تھی ہوش مین آگئی اور اٹھکر اسنے ایک لات اس پری کے جبڑے پر زور سے ماری چونکہ یہ بھی ساحرہ
زبردست ہے پری لات کھاکر بیہوش ہوگئی لیکن جب بیہوشی اسپر طاری ہونے لگی اس نے بھی ایک طمانچہ **مہرخ**
کے مارا کہ ادھر پری ادھر مہرخ دونون بیہوش ہوکر گرین لیکن انگشتری ملکہ **بران** کی پہنے تھی اس انگوٹھی کے کئی سو بیر
تابع تھے جب یہ بیہوش دونون ہوئین بیر پنجہ جنکر گرے اور دونون کو اٹھاکر آن واحد مین اس گنبد طلسم پر لائے کہ جہان
**بران و عمرو** تھے **بران** نے اٹھکر سحر پڑھا کہ آفتاب طلسم بھی جو پری سے چھوٹ گیا تھا یہان آگیا پھر کہ بیہوشون

نکاب سحر دونون پر چھڑکا کہ ہوشیار ہوئین پری نے عرض کیا کہ بڑی ترا کا پاس آپ نے مجھے بھیجا تھا بران نے پری کو گھرکا کہ خبردار کلام بے ادبانہ منھ سے نہ نکالنا پھر ملکہ مہرخ سے اٹھکر بغلگیر ہوئی اور عذر کیا کہ آپکے ساتھ یہ بڑی بے ادبی سے پیش آئی معاف فرمائیے گا ورنہ وہ آپ پر کبھی غالب نہ آتی مگر میری انگوٹھی اُسکے پاس تھی اسوجہ سے آپکو اُٹھا لائی مہرخ نے کہا مجکو معلوم نہ تھا کہ آپ نے بلایا ہے ورنہ فساد نہوتا آپ بھی عفو کیجیے گا الغرض بعد معذرت بسیار خواجہ سے مہرخ اٹھکر لپٹ گئی دونون ملکہ دیدے تک رو یا کیے بران نے دونون کو تسکین دیکر جدا کیا پھر مخمور سے ملاقات ہوئی جب باطمینان سب بیٹھے بران نے ان پریون سے حکم دیا کہ اپنے مقام پر جاؤ وہ آفتاب مین سماکر غائب ہوئین اور اکیسون آفتاب ناپدید ہو گئے ملکہ بران اس گنبد سے باہر نکل آئی اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ گنبد بیچ سے شق ہو گیا ملکہ سب کو ہمراہ لیکر آگے بڑھی آنکھین بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی ایک میدان وسیع مین سب نے اپنے تئین پایا اس میدان مین ہر سمت درختان پر بہار سبز و شاداب لگے تھے جو بہار باغ عالم کو شرماتے تھے طاران خوشنوا زمزمہ سنج و نغمہ زا تھے چشمے پانی کے بھرے دل سیاحان کو اپنی دید پر لہراتے تھے گھٹا گھنگھور چھائی تھی مور کی آواز سے طبیعت ناصبور کو مستی یاد آتی تھی سرخ سرخ پھول اس لالہ دی گھٹا مین کھلے تھے ہزار جوبن دکھاتے تھے لب لعلین مستی آلود یار یاد آتے تھے بیچ میدان مین چار بنگلے رشک قصور خلد برین بنے تھے فرش و شیشہ آلات سے سجے تھے کہ

نظم

وہ صحرا تھا نہایت سبز و شاداب ۔ نہال و برگ و گل تھے جسمین نایاب
نہ دیکھا تھا کبھی صحن جہان مین ۔ بھلا کس طرح وہ آئے بیان مین
بہت خوش رنگ پھل لاکھون طرح کے ۔ نظر نے جو کبھی دیکھے نہین تھے
وہ شاخون سے ہم شاخین خمیدہ ۔ کوئی پکا ہوا پھل خود چکیدہ
بہت ایسے جنھین سب جانتے تھے ۔ بہت وہ جو نہین پہچانتے تھے
ہمیشہ دل رہے جن کا گرفتار ۔ وہ نہرین بہتی تھین جنگل مین دو چار
لبالب آب شیرین ان مین جاری ۔ عجب صورت کی پیدا آب داری
کہ جی قربان صدقے روح بیتاب ۔ گہر سے بھی زیادہ موج خوش آب
ہنر صانع کے تھے ان سے ہویدا ۔ کہ یہ عالم تھا ہر پہلو سے پیدا
جدھر دیکھو جہان دیکھو وہان ہین ۔ جہان جاؤ یہی سمجھو یہین ہین
درختون کو انھین سے فیض حاصل ۔ جدھر دیکھو عجب اک لطف کامل
وہ بنگلے یون بنے تھے اس جگہ خوب ۔ در و دیوار جتنے تھے خوش اسلوب
بچھا ہر سمت فرش خوش نما تھا ۔ جواہر کار ہر مسند بچھا تھا
کئی سیون کو ہو اک لطف حاصل ۔ بشکل آئینہ ہر شئے مقابل
ہوئی داخل جوان بنگلون مین بران ۔ برائے خاطر مہمان ذی شان

یہ فرمایا کہ ہو تیار محفل ... بنے اک دم میں وہ جا شاہ منزل
وہی سامان جو تھے مرغوب خاطر ... ہوے اک بات کے کہنے میں حاضر
چراغ و شمع و ساقی شیشہ و جام ... حسینان پری پیکر گل اندام
طعام و آب میوے ہر طرح کے ... نہیں دیکھا جنہیں اب تک کسی نے
غرض جب بزم نے زینت یہ پائی ... نگہ نے سب کی کیفیت اُٹھائی
سر مسند ہوے سب جلوہ آرا ... کیا ساقی کو ملکہ نے اشارا
دلوں میں آرزو وں نے کیا جوش ... ہوا شرما کے عہد توبہ روپوش

دور جام آغاز ہوا پریان طلسمی حاضر ہو کر ناچنے لگیں مہرخ کی خاطر میں پران بدل مصروف تھی آپسی ہنگامہ عشرت و ہنگامہ مسرت میں مہرخ نے ہنسکر کہا کہ لے ملکہ آپ نے خواجہ کو یہاں بٹھا رکھا وہاں اگر او عیار نہوتے تو ہم لوگ ابتک ہلاک ہو جاتے پران نے جواب دیا واقعی شکایت آپکی جا ہے ہم لیکن خواجہ کے مقدمہ میں مجکو رخصت دینے کا اختیار نہ تھا اور نہ اب ہر خواجہ تو مہمان شہنشاہ کوکب ہیں میں صرف انکی خدمتی ہون بادشاہ جب چاہینگے خواجہ کو رخصت کرینگے خواجہ سلامت تو تشریف لیجائینگے لیکن یہ تو بتلاؤ کہ اور عیاروں نے کیونکر تمکو بچایا مہرخ نے برق و قران وغیرہ کی عیاریوں کا حال بیان کرنا شروع کیا جب باتوں کو طول ہوا عمرو وہان سے اٹھا کہا اے ملکہ آپ دونون صاحب جب تک باتیں کریں میں سیر کر آؤن پران عیارون کا حال سننے میں ایسا محو تھی وہ انکی نظرون سنکر آفرین کرتی جاتی تھی نگاہ نہیں کی اسنے خواجہ کے جانے پر کچھ خیال نہ کیا عمرو بنگلوں کی اپشت کی طرف جو دروازہ لگا تھا اسکو کھول کر آگے بڑھا دیکھا تو بنگلوں کے سوا ایسا تھا کہ جسکا ذکر اوپر ہوا مگر اس طرف ایک باغ پر بہار بجوبہ روزگار نظر آیا سراسر طلسم کا ایسا نقشہ پایا کہیں چمن گلہاے لالہ و گل سے مملو کہیں خیابان میں یاسمن و شبوہر گل لطافت انگیز اور کہیں کیوڑا کہیں نسترن کہیں تازہ کسی جگہ سوسن دہ زبان کہیں سرو دلجو کسی جانب شمشاد ہر سبز انپر قمریوں کی کو کو فاختہ کی حق سرہ کہیں سنبل تر شکل گیسو خوبان ہر گل نہایت خوبرو وہ مکان سراپا جادو کہ بموجب

نظم

جو دروازہ تھا باغ جان فزا کا ... تماشہ تھا وہان ہر مدعا کا
طلسمی جانور طائر تھے گویا ... دُر و یاقوت سے لبریز سبزہ جا
شجر گل برگ میں تھے سیکڑوں رنگ ... نظر آتے تھے ہر شے میں نئے ڈھنگ

فرش مہتاب نے فرش پچھا دیا یا در لعل و یاقوت روشن پر چڑھے شب ... [illegible]

[illegible]

| کہ میں واقف نہیں اس سرزمین سے | نہ آجائے بلا کوئی کمین سے |
| --- | --- |
| غرض کچھ دور بڑھ کر پھر پھرا وہ | ٹھٹکتا تھا برابر جا بجا وہ |

جب بد اندیش اس گلشن سے پھر اخگر جادو گر اُسنے آتے دیکھا کسلیے کہ وہ دشمنی پر کمر باندھ چکا تھا جب خواجہ
کو اُسنے اس دروازے میں جاتے دیکھا تو عقب میں انکے وہ بھی آیا کہ خواجہ تنہا جاتے ہیں پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا چلکر
اگر قابو پاؤ تو قصاص اپنے بھائی کا لے غرضکہ جب عمرو نے اُسکو آتے دیکھا دل قوی ہوا کہ پیر داران بران میں سے کچھ
یہاں کے حالات سے واقف ہوگا اب اچھی طرح سیر سرست کی کر دیں یہ سمجھکر اُسکے قریب آکر کہا کہ بھائی خوب آئے ہم اکیلے
یہاں پھرتے دوڑتے تھے جلد ذرا سیر کرا دیں اُسنے فوراً خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چلیے میں سیر کرا دوں پیش و توق آگے
بڑھے نحس باتیں لگے ایک چمن میں اسکو لایا اور وہاں ٹھہر کر جیب سے چند الائچیاں نکالیں اور کہا خواجہ
یہ پیر فقیر کا قبول کیجیے یہاں اور تو کچھ حاضر نہیں خیر یہی شغل سہی عمرو اُسکو پیران کا ملازم اور اپنا رفیق جانتا تھا کہ
یہاں جتنے ساحر ہیں سب میرے طرفدار ہیں ہمیں بے وسواس وہ الائچیاں لیکر ایک الائچی کے دانے نکالے اور کھاتے
ہی یہ حالت ہوئی کہ بموجب **بیت** صورت ہیولا برہم ۔ رہے اپنے نہ قابو میں ذرا ہم ۔ نحس نے جب اسکو
بیخود دیکھا فوراً آگے بڑھکر سر پر ہاتھ رکھا کہ عمرو بیہوش ہوکر مثل مردے کے زمین پر گرا اُسنے اٹھا کر ایک گوشے میں
اسی باغ کے لاکر چاہا کہ ذبح کرے لیکن بموجب **بیت** نگہبان جسکا ہو پروردگار ہو نہ آزار اُسے دیسکے نابکار ۔ نحس
کے دل میں خیال آیا کہ اسکو سحر سے اچھی طرح کرکے ہوشیار کر دو تاکہ اپنے حال زشت و زبون کو دیکھے اور بڑے
حسرت و افسوس سے قتل ہو یوں حالت بیہوشی میں مارا تو اچھا نہیں غرضکہ یہ سوچکر اُسنے سحر سے گرد خواجہ کے
حصار کر دیا اور دم پڑھا کہ عمرو ہوشیار ہوا اور جو حالت دیوانگی تھی جاتی رہی اور اس ساحر کو خنجر بکف دیکھکر بہت
نام گویا ہوا کہ بھائی میری کیا خطا ہے جو تم آمادہ میرے قتل پر ہو اُسنے کہا کہ تو نے میرے بھائی نوست کو ملکہ اختر کے ہاتھ
سے قتل کرایا اور بانی فساد دولتوں میں طلسم کے تیرے ہی سبب سے فتنہ ظلم اور مفسدہ بزرگ برپا ہے میں تجھکو دیکھ
تو کس عذاب الیم سے ہلاک کرتا ہوں کہ روح تیری تا قیامت تڑپتی رہے عمرو نے کہا بھائی تم مجھکو ہلاک نہ کرو میں
اس طلسم میں رہونگا اور تمھارے بادشاہ سے دم نہ مارونگا اُسنے جواب دیا کہ اے مکار تیرے فقرے کو کب مانتا ہوں
اور دیکھ پہلے تیری دونوں آنکھیں نکالتا ہوں پھر سب اعضا جدا کرونگا ٹکڑے ٹکڑے کرکے مارونگا عمرو نے یہ سنکر کلمہ
شہادت زبان پر جاری کیا اور قاتل سے کہا اتنی مہلت دے کہ میں ایک وصیت نامہ لکھکر اپنے سینہ پر رکھ لوں یقین
ہے کہ مجھکو قتل کرکے بھاگ جائیگا اور لشکر بران تلاش کنان میری لاش پر تشریف لائینگی پس اس وصیت نامہ پر جو میرے
پاس سے برآمد ہوگا ضرور عمل کرینگی قاتل نے خواجہ کے ان کلمات کو سنکر ہنسکے کہا کہ مہلت میں تجکو ایک شرط سے
دیتا ہوں کہ وصیت نامہ میں میری سفارش بھی لکھنا یعنی لکھنا کہ اس میرے قاتل سے کوئی طالب قصاص نہ ہو اور
کسیطرح آزار میرے معاون و مددگار کی نسبت اسکو نہ پہنچائے عمرو نے کہا یہ باتیں تو میں نہ لکھونگا اُسنے جواب دیا
تو پھر میں مہلت نہیں دیتا یہ کہکر خنجر کھینچکر بڑھا خواجہ نے کہا اچھا مہلت دے جو تو کہتا ہے وہ بھی لکھ دونگا اور

لکھونگا کہ زبردستی مجھ سے لکھوایا ہے اس کلمہ پر ساحر بہت خفا ہوا کہ تیرا لکھنا بیکار ہے زبردستی لکھوانے کو کون بیٹھا ہے عمرو
نے کہا اچھا یہ لکھونگا کہ مجھکو وصیت نامہ لکھنے کی مہلت اس غرض سے دی تھی کہ میں قاتل کی بھی سفارش درج وصیتنامہ
کروں ساحر نے کہا یہ مضمون بھی مثل مضمون سابق ہے میں تجھکو مہلت نہیں دیتا عمرو نے کہا خفا نہو جیسے مجھے لکھتے دیکھیے
دیکھیے تو لکھتا کیا ہوں جب آپ کے خلاف ہوگا تو چاک کر ڈالیے گا اُسنے یہ کلام پسند کرکے مہلت دی عمرو نے
زنبیل سے قلم دوات و قرطاس نکالا اور دو جوڑی موتی برابر بیضۂ مرغ کے جو قدر رکھتے تھے اور آب و صفا میں گوہر
شب چراغ کو سامنے اپنے ماند بناتے تھے نکالے ان موتیوں سے وہ جگہ ضیا بار ہوگئی ساحر نے ان ذرہاے بے بہا کو
دیکھکر پوچھا کہ انکو کیا کروگے اُسنے کہا ہمراہ وصیت نامہ رکھ جاؤنگا کہ ملکہ میری اولاد کو بھیجدیگی اُسنے کہا یہ موتی
تو میں لونگا جو روپیہ کہ اسکے عوض تیری اولاد کو میں پہونچا دوں خواجہ نے کہا یہ کبھی نہوگا کہ میں تجھے دوں اُسنے
کہا میں لونگا غرضکہ تا دیر اس امر میں تکرار رہی آخر بخس نے ہاتھ پکڑ کر زبردستی چھین لیے اور قاصد قتل خواجہ ہوا
خواجہ نے کہا اے عزیز مال چھین لیا اب وصیت نامہ تو لکھ لینے دے اُسنے تامل کیا اور موتیوں کو ہاتھ پر رکھکر دیکھنے
لگا موتی ہاتھ کی گرمی پاکر پسیجے اور ان میں سے بھاپ نکلنے لگی یہانتک کہ وہ بھاپ چھین چھین دھواں ہوکر اُسکے دماغ
کیطرف جانے لگی اور وہ موتی کم ہونے لگے اُسنے براہ استعجاب ہاتھ قریب چشم لاکر بغور دیکھا کہ یہ کیا ماجرا ہے موتی کم کیوں
ہوے جاتے ہیں پس آنکھ کے قریب ہاتھ لانے سے دھواں بیہوشی کا ناک میں الجھ گیا اور چھینک مار کر سامنے خواجہ کے
گرا اور بیہوش ہوگیا یہاں تو یہ ہوگا مگر دراز بنگلے میں بعد کچھ دیر کے بران کو خواجہ کی یاد آئی پھر ماہرخ سے کہا آپ کی
بات میں خیال نہ رہا خواجہ نہیں معلوم کدھر نکل گئے یہ کہکر ساحروں سے حکم دیا کہ تلاش کرو بہت سے ساحر اس صحرا میں جسکا
حال اوّل بیان کیا گیا جاکر ڈھونڈھنے لگے جب کہیں نشان نہ ملا ملکہ سے آکر اطلاع کی ملکہ نے کچھ سحر پڑھا کہ ایک طائر
اڑتا ہوا اس بنگلے میں آیا اُس سے استفسار کیا کہ خواجہ کہاں ہیں اُسنے بزبان فصیح عرض کیا کہ ابھی خبر خواجہ کی
اپنی ہی تو بہت اچھا کیا خواجہ کو بخس نے مار ڈالا ہوتا یہ سانحہ گذرا ملکہ بران یہ حال سنکر بیتابانہ اٹھی اور سامری
دروازے میں چلی اُسکے ہمراہ جملہ ساحر روانہ ہوے جب داخل دروازہ باغ مذکور ہوئی از بسکہ رات تھی تو پنجۂ
سحر کی صدہا مشعلیں روشن کیے ہوے ازخود زمین سے پیدا ہو گئے اور وہ گلشن سراسر وادی ایمن بنگیا عمرو نے دیکھکر
گھبرایا سمجھا کہ کوئی اور آفت آئی پس بہت جلد اس خیال سے کہ شاید یہ ساحر دشمن تن ہو زنبیل سے دو پتھر نکالے
ایک اُسکے سر کے نیچے رکھا اور دوسرے سے سر کچل ڈالا بھیجا اسکا پاش پاش ہوگیا شور اُسکے مرنیکا برپا ہوا بران بہت
جلد خواجہ کے پاس آئی کیونکہ جدھر سے یہ ہنگامہ بلند ہوا اسیطرف سمجھی کہ خواجہ ہیں غرضکہ نزدیک آکر کہا کہ خواجہ سبحان اللہ
ماہرخ و مخمور وغیرہ نے بھی تعریف کی عمرو نے کہا خوب آپ سردار اپنے یہاں رکھے ہیں کہ دشمن جان ہیں یہ جو اسکا
کام میرا تمام ہی کر چکا تھا اپنے بھائی کا بدلا لینا چاہتا تھا بران کو اس کلمہ سے حجاب ہوا اور گردن جھکا کر کہا کہ واقعی
مجھ سے خطا ہوئی جو میں نے آپکی خبر نہ رکھی یہ کہکر غضب تمام پکاری کہ اے گلزار جلد و جلد حاضر ہو سب نے دیکھا کہ آواز
دیتے ہی گوشۂ باغ سے ایک ساحرہ حسین و کمسن زرد پوشاک جواہرنگار سے آراستہ سامنے حاضر ہوئی اس سے

عتاب کر کے خطاب کیا کہ کیوں مالزادی تو یہاں موجود تھی اور خواجہ پر تعدی وہ ملعون کیا کیا اور تو مانع نہوئی اسنے عرض کیا
کہ ملکۂ عالم میں سمجھی تھی کہ یہ کوئی گنہگار آپکا ہی تو سردار آپکا اسپر ظلم کرتا ہی یہ سننا تھا کہ ملکۂ مذکور آگ ہو گئی اور کہا او فجعہ
تمام باشندۂ طلسم کو بلا کر خواجہ کو میں نذر دلوا چکی ہوں اسلیئے کہ سب ساکن طلسم خواجہ کو پہچان لیں غلغلہ تشریف آوری
خواجہ تمام طلسم میں ہی اور تو آجتک پہچانتی نہیں معلوم ہوا کہ تو بھی بغاوت رکھتی ہی یہ کہکر دونوں ہاتھ اپنے اونچے کیے ایک
شعلہ فلک پر سے چمک کر اُس نازنین پر آگرا کہ دھڑ دھڑ جلنے لگی اور شطا ہوئی خطا ہوئی پکارنے لگی یہانتک کہ جلکر خاک
ہو گئی پھر ملکہ نے اشارہ کیا کہ اسکی کنیزیں اور ملازم جہاں جہاں ہوں سب حاضر ہوں دیکھا تو پھول سے اس گلشن کے پری زاد
عورتیں پیدا ہوئیں ملکہ نے پھر ہاتھ اونچے کیے کہ شعلے اُنپر گرے اور اُنکے جلنے کا شور دیر تک بلند رہا ایک غوغائے عظیم
برپا تھا بعد اس آفت کے باشارہ ملکہ ایک شعلہ لاش نحس پر بھی چمک کر گرا کہ وہ بھی راکھ ہو گئی پھر ملکہ نے ایک اپنی رفیق کو
وہ باغ سپرد کیا اور خواجہ وغیرہ ہر ایک کو اپنے ہمراہ لیکر اس باغ سے دوسرے بنگلے میں آئی اسجگہ بیان کیا گیا ہی
کہ چار بنگلے پر تکلف بنے ہیں چنانچہ یہ بنگلہ پہلے بنگلے سے خوبی و آراستگی میں کہیں زیادہ تھا دروازے اُسکے سب کھلوا دیئے
ایک طرف صحرائے سبزہ زار میں ایک جانب دریائے زخار ایک سمت باغ پر بہار ایک رخ کو کوہسار نظر آیا ملکہ نے ہر رخ کو مسند
زرنگار پر بیٹھا یا سیر اطراف کی دیکھتے جاتے تھے اور سب مصروف عشرت تھے ساقیان خوبرو جام مے خوشگوار دیتے تھے
و غلمان ماہ رخسار نغمہ سنج مسرت شراب عشرت سے سرشار تھے یہ سب تو مشغول عیش و نشاط ہیں مگر حال حیرت
سنیئے کہ یہ جو طبل آسائش بجوا کر جانب شاہ جادوان گئی بادشاہ باغ سیب میں تخت پر شکن عمارات کا دربار تھا
بڑے بڑے ساحران نامی کرسی و دنگل پر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا کہ ملکہ موصوفہ جا کر پہونچی سب سرداروں نے تعظیم دی شاہ
طلسم نے مسکرا کر پہلو خالی کیا ملکہ پہلو میں تو آکر بیٹھی مگر رونے لگی بادشاہ نے آنسو پونچھے اور کہا ظاہر ہوتا ہی کہ نخوست
وغیرہ مارے گئے ملکہ نے رو رو کر سارا حال لڑائی کا بیان کیا جب بادشاہ نے آنا خبر کا سنا فرط غیظ و غضب سے کانپنے لگا
اور کہا اے ملکہ یقین یہ امر ہی کہ اس مرد صحرائی یعنی کوکب سے بگڑ گئی اور اسکی قضا پھر آئی ہی اچھا اب تم جاؤ اور دروازہ
طلسم خوروان کا کھلوا دو میں بیابان آتش فشاں میں جاؤنگا اور وہاں کے محافظ کو تمہارے ساتھ کر دونگا دیکھوں
تو اسکو کون ہلاک کرتا ہے ملکہ مسطور یہ حکم سنکر اٹھی اور طاؤس سحر پر سوار ہو کر اپنے لشکر میں آئی یہاں اسکی غیبت
میں ابریق وزیر آیا ہوا تھا جب ملکہ آئی وزیر نے استقبال کیا اور بعد تخت نشینی ملکہ وزیر مذکور مستفسر ہوا کہ اے
ملکہ فرمائیے بادشاہ نے کیا تدبیر اس جنگ کی نسبت کی ملکہ نے فرمایا کہ وہ خود تشریف لاتے ہیں اور اب کی بڑی گھمسان کی لڑائی ہوگی ابریق یہ
کلمہ سنکر ٹھہر گیا کہ میں بھی اس لڑائی کو دیکھکر جاؤنگا چنانچہ اسکے لیے بارگاہ استادہ ہوئی کہ وہ جا کر آرام پذیر ہوا اور حیرت وہاں سے اٹھکر
علیحدہ خیمہ میں گئی جو کہ دیگر سحر خوانی میں مصروف ہوئی بعد تھوڑی دیر کے ایک دریائے زخار موجزن تا خیمہ میں سحر ایکطرف سے آیا اور اس دریا
سے ایک ساحر نکلا کہ جسکا تمام جسم مچھلی کا تھا اور سلسلے جسم پر جیسے فلس ماہی کیطرح ثبت تھے شکل نہایت ہیبت ناک گھڑیال کا سر و آب ہوتا نہنگ
بحر ظلم کا دل پانی پانی دشوار زندگی قریب سرطان خوفناک پر حوت میں خوف سے چھپے مرد آبی ڈر سے مسکن چھوڑ کر خشکی میں
رہنا اختیار کرتے بیت بدی آمین [illegible] زمین سکے زیر و امن اس ساحر نے حیرت کو

سلام کیا اور عرض رسا ہوا کہ اے ملکہ آپ نے مجھکو کیون یاد فرمایا ہے حیرت نے کہا کہ اے طلسم جاد و تم مختار دربار ہو پل خوزروان سے جو حکم شہنشاہ ہے کہ دریا کا دروازہ کھولدو شاہ کیوان بارگاہ تشریف لایا چاہتے ہین بیابان آتش فشان کیطرف جائینگے ساحر مذکور نے یہ حکم سنکر عرض کیا کہ بہت اچھا اور دریا مین کود کر غائب ہو گیا دریا بھی ناپدید ہوگیا حیرت بھی خیمہ سے نکلکر بارگاہ مین آئی اور ابرق وزیر کو طلب کرکے اپنے چند رفیق وغیرہ کو ہمراہ لیکر جانب پل خوزروان روانہ ہوئی جب لشکر سے آگے بڑھی عیاران لشکر عمرو تو ہر وقت بہر خبرگیری بصورت مبدل لشکر مین پھرا کرتے ہین اسوقت ضرغام بصورت ساحر کلاہ پہنے پھر رہا تھا اسنے حیرت کو جاتے دیکھکر تعاقب کیا انھین مین ملکر ساتھ ہو لیا ساحر مذکور جب قریب دریا پہونچی وہی ساحر دریا سے پھر باہر نکلا اور گویا ہوا کہ تشریف لایے مین نے دروازہ پل کا کھولدیا ہے ملکہ اس پل تک پہنچے کہ جسکا ذکر اوپر ہوا ہے یعنی جسپر زنگی لڑ رہے ہین اور پریان موتی اچھالتی ہین آئی وہان دیکھا در سنگی تھا اور ایک دروازہ بلور کا زمین دوز لگا ہوا تھا وہ آپ سے آپ کھلا مین تھی کہ پانی بھرا معلوم دیتا تھا حیرت کا حجلہ نہ تھا کہ اس دروازے مین داخل ہوئی ضرغام بھی چلا گیا کسی نے تعارض نہ کیا جب دروازے مین قدم رکھا آنکھین سب کی بند ہوگئین بعد کچھ عرصے کے جب آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر عالیشان بنا ہے اور اس قصر فلک رفعت مین ہزارہا برج تعمیر ہین خوبی مین ہر برج پری کی تصویر ہے برج آسمان کی وہ برج جان مین کنول اور جھاڑ آئینہ فروزان ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آسمان پر ستارے درخشان ہر برج مین ہے فرش جواہر کا بچھا ہے جواہر نگار ہوا کہ انبار لگا ہے زینت کاشانہ مشکوئے قیصر و خاقان وہ مکان تھا بلکہ غیرت قصر جنان تھا کہ

نظم

مکان دیکھے مصفا فرش شفاف — بشکل عارض جانان بہت صاف
ہر اک خوش وضع خوش پہلو خوش اسلوب — نظر جس پر پڑی پایا بہت خوب
مکان تھا وہ طلسم افزا بہت خوب — کہ ہو ہر خاطر شائق کو مرغوب
انھین مین ایک تھی بارہ دری بھی — کہ ہوسکتی نہین تعریف اسکی
مکان و قصر بے مانند و نایاب — نہ ہون عالم مین وہ موجود اسباب
کنول روشن تھے دی تھی شمع نے لو — زیادہ دن سے پائی کثرت ضو
مسہری پہ اد تھے خوب براق — لبالب ساغر و مینا سے ہر طاق

ضرغام اس مکان کو دیکھکر ایسا خوش ہوا کہ ملکہ حیرت کا ساتھ چھوڑ کر اس برج سے اس برج مین اور دوسرے سے تیسرے مین پھرنے لگا یہانتک کہ دو تین برج مین پھر چکا تھا کہ ناگاہ ایک تڑاقا ہوا اور ایک زنجیر سر برج سے چمک کر اسکی جانب چلی ہر چند بھاگا مگر نہ بچ سکا زنجیر کمر مین لپٹ گئی اور اوپر کو کھینچنے لگی عیار بھی کھنچکر سر برج پہ آیا چھت اسکی شگافتہ ہوگئی اور زنجیر بہر اسکو لائی یہان کی تو نہ برج ہے نہ قصر ہے مگر ایک باغ فرح فزا لگا ہے بہار باغ رعندلیب خاطر دہر ہزار جان سے شیدا ہے نہرین بسان کہکشان بصد فروغ و ضیا روان پانی انکا فرط صفا سے مثل مہتاب بیچ باغ مین چہل ستون جواہر نگار کا بنا تھا کہ جو فلک بے ستون کے کوکب درخشان کو شرماتا تھا رفیع جادو کا مکان بنا تھا کہ

مکان دلچسپ برگ و شاخ و اشجار
بہار افزا بشکل قامت یار

گلوں کی نکہتیں بھاتی تھیں دل کو
ہوائیں عیش کی آتی تھیں دل کو

زمین صندلی گذری نظر سے
مشابہ اس کی بو پائی اگر سے

کہیں تھے چھپے دیوار و در سے
کہیں نکلا ہوا پہ آب زر سے

نہ رکھنا یاں قدم اے دوست ہشیار
مگر جس دم ملے کوئی خبردار

کہیں تھے طائران بوالعجب رنگ
کہیں تھے نغمہ اطراف سے سنگ

کنول اور جھاڑ تھے ہر سمت روشن
کہیں سرو و چراغاں پر تھا جوبن

کہیں بہتر قمر سے روشنی میں
رہے ارمان جنہیں دیکھے سے جی میں

درختوں سے رواں دریائے زخار
شجر کے برگ مخمل سے نمودار

غرض وہ جا تھی سب ابر و زجادو
کہ دیکھے سے نہ رہتا دل پہ قابو

زیر چہل ستون ایک تخت زمرد کا بچھا تھا اُسپر ملکہ حیرت جلوہ فرما تھی گرد تخت کرسیاں یاقوت احمر کی تراشی ہوئی لگی تھیں اُنپر امیر اور ساحران نامی تمکن تھے زیب انجمن تھے وہ زنجیر ضرغام کو لپیٹے سامنے حیرت کے آئی اس نے اشارہ کیا کہ اس عیار کو میرے قریب لاؤ زنجیر قریب تخت آئی اس نے زنجیر سے عیار مذکور کو چھوڑ دیا اور پہچان کر ایک طمانچہ ڈھیلے ہاتھ سے مارا کہ موئے تو یہاں کہاں آیا ارے موڑی کا تو تم تو ہمزاد ہو گئے کہ جہاں جاؤ وہاں ساتھ ضرغام نے کہا میرا بھی جی سیر کو چاہا آپ کے ساتھ چلا آیا شل چلی آئی ہو کہ گھر آتے کتے کو بھی نہیں نکالتے ہیں تم نے تو میرے طمانچہ مارا ملکہ موصوفہ اس کلام چیا کانہ پر ہنس پڑی اور کہا ہم ایسے ہی بے مروت ہیں مگر آپ تشریف لیجائیے اُسنے جواب دیا کہ کیا میں اس زمین کے سوتی کوڑا لونگا اتنا اترانا اچھا نہیں سیر کو آئے تھے چلے جائینگے اور ہم کیا چلے تو سبھی جائینگے رہنے کو یہاں کون آیا ہے بیت ہے بے سبب نہیں خالی گھروں کے سناٹے مکان یاد کیا کرتے ہیں مکینوں کو حیرت نے کہا میں تیری لسانی میں نہ آؤنگی خیر یہ مروت کیا کم ہے کہ میں تجھکو چھوڑے دیتی ہوں ضرغام نے کہا آپ مجھکو قید کیجیے مگر یہاں کی سیر کرنے دیجیے ملکہ نے کہنا اسکا نہ مانا اور سحر پڑھا کر پنجہ پیدا ہوا اس سے کہا کہ اس عیار کو اس پار دریا کے لیجا کر چھوڑ دو پنجہ اسکو اٹھا کر روانہ ہوا آنکھیں اسکی بند ہو گئیں جب آنکھ کھلی اپنے تئیں دریا پار دیکھا تو پل خونروان اُسیطرح جیسے پہلے تھا نمایاں ہے اور دریا بھی اسیطرح موج مارتا ہے اُس دروازہ بلور کا کہیں پتہ نہیں ہے عیار مذکور ناچار و مجبور وہاں سے اپنے لشکر کیطرف پھرا راہ میں جانسوز ملا اس سے سب کیفیت بیان کی پھر دونوں ملکر خدمت ملکہ بہار میں آئے کیونکہ بعد جانے مہرخ کے بہار بادشاہ لشکر ہوتی ہے غرضکہ اس سے تمام ماجرا معرض بیان میں لائے بہار کو بھی اندیشہ ہوا کہ دیکھیے اب کون ساحر [illegible] ہمارے مقابلہ کو آتا ہے شاہ طلسم کو نحوست کے مارے جانیکا بڑا رنج ہے جب تک دروازہ پل خونروان کا کھلا ہے غرضکہ یہ تو فکر سحر تیار کرنیکا کرتی ہے لیکن جب اس ہنگامہ میں وہ رات تمام ہوئی اور دروازہ طلسم خاور کھلا اور دریائے خون سرخی ضیائے مہر کا عالم میں

روان ہوا ہر نجم فلک اس بحر مین ڈوبا کہ

**ابیات**

| | |
|---|---|
| کہ جب آغاز عکس نہر آیا | سحر نے پردۂ ظلمت اٹھایا |
| نظر آئی جبین صبح روشن | ہوئی شب چند دم مین گرم توسن |

وہ سحر افراسیاب بجان بیتاب سوار تخت سحر ہو کر چند رفیقون کو ساتھ لے کر کنارے دریائے سحر آیا پڑھا افسون زبان پر لایا دفعتاً آندھی آئی دامن یہ دے کنارہ چادر آب باندھا یعنی پاٹ دریا کا گھٹ گیا کنارہ کھلا اور رواق بلورین نظر آیا بادشاہ بھی ہمراہ ساحران داخل در مذکور ہوا ہمراہیان حیرت کی اس مقام پر آنکھین بند ہو گئی تھین مگر بادشاہ اور اُسکے ساتھی اپنی حالت پر رہے اور سب نے دیکھا کہ ہم ایک شہر مین چلے جاتے ہین جسکے مکانات چاندی سونے کے ہین دیوار و در جگمگاتے ہین فرط صفا سے آئینہ کو شرماتے ہین دکانین کھلی ہین دکاندار اور خریدار عجیب الخلقت ہین کوئی نہنگ صورت ہے کوئی گرگ دہان ہے کوئی گھڑیال چہرہ ہے کوئی ماہی دہن ہے جادوگرنیون پہ ابی کا جوبن ہے سڑکین بلور کی ہین گلیان نور کی ہین کوئی بارہ دری یاقوت کی ہے کسی مکان کی صورت برج حوت کی ہے تنویر عمارات شہر سے آفتاب ہر جگہ ساطع ولامع نظر آتا ہے کہ

**نظم**

| | |
|---|---|
| سراپا قصر زرین قرب اور دور | نہین ہے دیکھنے کا جن کے مقدور |
| بنے تھے صورت مہر جہانتاب | زیادہ تر گہر سے تھے وہ خوش آب |
| نظر آتے تھے سب کوچے معطر | زمین سے لطف خوشبو تھا برابر |
| مقرر آبپاشی کی تھی اس جا | گلاب نو کشیدہ کا گمان تھا |
| کہ چھڑکا ہے کسی نے بس کہ ہر سو | چلی آتی تھی ہر جانب سے خوشبو |
| گلی کوچون مین ہر جا کوٹھیان ہین | ہزارون طور کے عمدہ مکان ہین |
| ہزارون ماہرویان سمن بر | نہ رکھتی تھین جو اس دنیا مین ہمسر |
| جما جلسہ ہے اُنکا ہر مکان مین | ضیا باری ہے حسن گلرخان مین |

شاہ جادوان جب داخل شہر ہوا وہی ساحرہ بدن جو حیرت پاس آیا تھا مالک اس شہر کا بادشاہ کے استقبال کو کشم وخدم حاضر ہوا اور نذر دیکر پیسان خادمان ہمراہ چلا کچھ دور بادشاہ بڑھا تھا کہ وہی قصر عالیشان جسمین ہزارہا پیچ بنے ہین اور ملکہ حیرت داخل قصر مذکور ہے نظر پڑا شاہ داخل قصر ہوا حیرت کو چیلون نے ہو کے خبر دی وہ شہنشاہ آئے کہتی ہوئی دوڑی اور تا پر قصر بہر استقبال مع وزیر آئی بادشاہ نے اسکی صورت زیبا پر نظر کی دیکھا کہ رات جاگنے سے چشم نرگس شہلا تھی اب نرگس مخمور ہے روے پر نور پر سرخی کا وفور ہے بادشاہ کو تشنۂ آب زلال وصال تھا اُسنے آب حیوان دہن سے اُسکی روح کو تازگی دی بوسہ لب شیرین کا لیا پیاسا چاہ ذقن پر پہونچکر سیراب ہوا بوسہ لینے سے ملکہ نے اس طرح شرما کر آنکھو نکو جھکایا جیسے مردم بیمار کو غش آیا شاہ دست نازک تھام کر اسی چہل ستون مین آیا اور اُسی تخت پر جسپر حیرت بیٹھی تھی جلوہ فرما ہوا بیٹھتے ہی اور سب ساحر کرسیون پر بیٹھے وہ تخت اُڑ کر سیاق

یکایک اثر ین چھت ستون کی شق ہوئی اور تخت وغیرہ اوج گرا سے افلاک ہوئے آنکھیں سب بند ہوگئیں بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی کیا دیکھا کہ ارمینو زادمین اپنے تئیں سب نے پایا ایسا گلشن پربہار شداد نے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا تمام زمین آئینہ کی تھی باغ طلسمات عالم میں وہ باغ یکتا تھا چمن جواہر کے لگے تھے پھول انمیں رنگ برنگ کے کھلے تھے ہر چمن کے قریب بنگلہ یاقوت سرخ بنا تھا سبزہ زار میں چاندنی نے کھیت کیا تھا بنگلہ کے سامنے نہر آب صاف سے جاری کنارے نہر کے سبزہ زنگاری لب گرداں نہر کی موج اس سبزہ میں یوں آئی کہ جیسے فلک اخضر پر قوس قزح کیفیت دکھاتی کنارے ہر نہر کے درختان پر بہار لگے نہر پر سایہ کیے ہوئے انکے فوارے چھوٹتے جیسے گھٹا ساون کی برسی درختوں کے سایہ کرنے سے کالی بدلی چھائی نظر آتی ہر دو دو چلے ہر فوارے پاس کھڑے تھے لگن میں موتی بھرے تھے وہ موتی چادر آب میں چڑھ جاتے سلک آب میں لڑی پروئے نظر آتے تھے سامنے ان نہروں کے بیچ باغ میں بارہ دری جوہر کی بنی تھی سراپا بصورت حور تھی نظم

| | |
|---|---|
| ہزاروں طور کے سامان طلسمی | در و دیوار کے سب نقش جسمی |
| بہت تھا اس جگہ سامان مہیا | طلسمی سب وہاں کے نخل اور جا |
| طرف باغ میں سب حلقہ آذر | زمین و برگ و شاخ و نخل سب تر |
| گلوں کے منہ کھلے فیض ہوا سے | ترشح ہو رہا تھا کچھ گھٹا سے |
| وہاں جو نہر اور فوارہ پایا | کسی نے خوب دونوں کو بنایا |
| کہ اٹھتا تھا مزا اُنسے نظر کو | کھنچا جاتا تھا دل از خود اُدھر کو |
| نظر آتا قریب اس کے نیا ڈھنگ | کہ کچھ الماس و گوہر لعل خوش رنگ |
| انھیں میں سے اچھلتے تھے برابر | پریشاں ہوکے گرتے تھے زمین پر |
| زمرد کے مکان تعمیر تھے | بہت کچھ لطف خاطر نے اٹھائے |

بادشاہ اندر بارہ دری کے آئے وہاں کی آرائش و زیبائش بیرون از حد تحریر بری از تقریر ہے در و دیوار میں بارہ دری کی تصاویر شاہان رفتہ زمین پر ساحران بالکین بنی تھیں اٹھارہ و ساحرہ رجاد و گرنیاں مصروف انتظام تھیں ایک ایک ساحرہ حسن میں بینال غیرت مہر و ہلال تھی وقعی یکتا و بے مثال تھی بادشاہ کے استقبال کو وہ سب نازنین آئیں و عظمت تمام بیکر سفا چھیرد پر سامنے وہاں تخت جواہر گستردہ تھا سامان عیش و راحت مہیا تھا شاہ تخت پر بیٹھا ملکہ حیرت پہلو میں قرار پذیر ہوئی سب ہمراہی اپنی اپنی حد کے موافق متمکن ہوئے وہ پریاں طلسمی شراب ارغوانی پلانے لگیں بعض انمیں سے اسباب رقص لے کر ناچنے لگیں جلسۂ عشرت آغاز ہوا یہ لطف تھا کہ نظم

| | |
|---|---|
| ہوئی آراستہ عشرت کی محفل | تصدق جس پہ تھا ناہید کا دل |
| سماں وہ رقص نے باندھا وہاں پر | کہ حیرت چھا گئی تھی آسمان پر |
| ہوا اس شد و مد سے ناچ گانا | نہ پہنچا جسکو زہرہ کا ترانا |
| بپا تھا عشرت وقت پائے کوبی | قیامت تھی صدا اُن گھنگرؤں کی |

| | |
|---|---|
| ملی تھی ساز سے اس طرح آواز | کہ بھولی بلبل چراغ اپنا اعجاز |
| مجیرے مثل طوطی بولتے تھے | اڑے ہوش ان کے بازو بولتے تھے |
| بجانے مین غضب تھا ان کا انداز | ادا کرتی تھین وہ طاؤس کا ناز |

جب خوب جلسہ جما بادشاہ نے مست ہوکر لکا حیرت کے چند بوسے لیے اور کہا کون ایسا ہوشمند والا عزم ہے جو تیرا سامنا کرسکے وہ جو تصویرین نصب تھین ازخود بزبان فصیح بولین کہ اے شہنشاہ جہان کون تیرا مقابلہ کرسکتا ہے [illegible] متفق اللفظ کہا کہ اے بادشاہ آپ تیرا آسمان تو ہے زمین پر کوئی تیرا ہمسر نہیں یہ سنتا تھا کہ بادشاہ مست ہوکر اٹھا اور لکا کو ہمراہ لیکر اس باغ کے ایک بنگلہ مین گیا جہاں تخت بچھا تھا اور ایک زر افراسیاب تاج جسر پر پہنے بیٹھا تھا اس سے کہا کہ تو شبیہ من است وہ زر افراسیاب تخت پر کھڑا ہوگیا اور بیٹھ گیا پیچھا ایک دروازہ کیطرح آہنین [illegible] نظر آیا بادشاہ اس در مین سبکو لیکر داخل ہوا ایک میدان وسیع مین ہر ایک کا گذر تھا اس میدان مین ایک دیوار تھی کہ مشرق سے مغرب تک کھنچی تھی آگے جانیکی راہ نہ تھی افراسیاب قریب دیوار کے جب پہنچا پکار کے کہا شبیہ من آؤ پھر وہی شبیہ تھی بصورت زیبا کا جو بنگلہ مین تخت پر بیٹھا ہوا تھا پس دیوار سے اترکر سامنے آیا شاہ کو حکم ہوا کہ اے ہمصورت راستہ دو اس نے ہاتھ اپنا اونچا کیا اس دیوار مین ایک تڑاق ہوکر دروازہ پیدا ہوگیا شاہ جادوان سبکو ہمراہ لیکر دروازہ مین درآیا دوبارہ آواز تڑاقے کی ہوئی اور دروازہ بند ہوکر دیوار برابر ہوگئی مگر بادشاہ پس دیوار آچکا تھا آگے کو روانہ ہوا کچھ دور چلا ہوگا کہ سارے میدان مین آگ بھری نظر آئی لپٹ اسکی تا فلک پہنچی اور زمین سے تا چرخ برین آگ بھری زمین مثل آتش کیطرح دہکتی تھی کرہ ناری گرد سا تھا اس آتش کے سر دھی جہنم کی حرارت گرد پڑی تھی ایک بحر اعظم آگ کا موجزن تھا جو غار اس بیابان مین تھا وہ مثل گلخن تھا کیفیت یہ کہ درخت بھی اس قلزم نار مین لگے تھے آتشبازی کے انار نظر آتے تھے ازسرتا پا آگ کے تھے اور چنگاریان انسے جھڑتی تھین ہوا سے پتے گرتے تھے اگیا [illegible] بوٹی بھری تھین جو طائر پرند تھا مرغ آتشخوار تھا ہر ایک پر اسکا شرر بار تھا جو از قسم حشرات الارض تھا سمندر تھا آتشین ہر ایک اژدر تھا ہر رخ تیلی دہن کے دھوئیں سے اجتک نیلا ہے واقعی دھوان کیا ہر طرف [illegible] سراسر نفس آخری تھا سوز درونی عاشقان [illegible] آئی جگہ کی ہوا کا نقشہ تھا کہ لمؤلفہ

| | |
|---|---|
| ہوا سے آگ گرتی تھی زمین پر | زمین پر گرتا تھا جو اخگر |
| شرارے تھے ہوا کے تند جو کے | جگوتے دیو آتشناک سب تھے |
| جہنم کا نہ ہوگا ایسا رتبا | سقر اس جا سے شرمندہ بہت تھا |

بادشاہ کنارے اس یم بے پایان آتش کے جب پہونچا پکار کے کہا اے آتش فشان جادو جلد بچھا ہاے [illegible] آواز دیتے ہی بچھا ہاے سرخ رنگ پیدا ہوے اور بادشاہ کے پاؤن کے نیچے ہتھیلیان فرش کردین شاہ ان پر پیر رکھا چلا سب ہمراہیون سے کہا تم آنکھین اپنی بند کرو سب نے بموجب حکم عمل کیا جب پھر آنکھ کھولی دیکھا کہ دریاے آتش کے پار پہونچ گئے ہین بادشاہ بھی پاس کھڑا ہے غرضکہ شاہ لشکر ہمراہ جب ذرا آگے بڑھے ایک بیابان سبز و خرم مین پہونچے سرسبزی شادابی

سواے خوش آئین گی دل ہرایون کے ہرے ہوے اس جنگل مین عجیب سامان طلسمی نظر آیا کوئی درخت پری صورت تھا کوئی دیو کے سر سے مشابہ تھا اور ہر طرف پھرتا چلتا کہین مور راز کر آتے پھر لوٹکر یار کی صورت بنجاتے کسی جگہ زمین کانپی تو زمین سے مچھلیان نکلکر پران بنجاتین پھر پریون سے زاغ کی شکل پیدا کرتین کہ بموجب

## نظم

سراسر سحر کے سامان وہان تھے
طلسمی سب زمین و آسمان تھے
شجر کے برگ مل کر بن گئے مور
ہوا چارون طرف سے دفعتًا شور
لڑے آپس مین گتھم گتھو کے برابر
کہ اتنے مین چلی کچھ باد صرصر
وہ سب لڑکر بنے سیمرغ کی صورت
نظر آئی نئے مضمون کی صورت
بنے طاؤس زرین بال وہ چند
نہایت تیز پر محفوظ و خرسند
شجر گاہے بنے گہ بحر زخار
بنے دریا سے مچھلی پھر وہ اکبار
بڑھے پھر دور وان سے گھوڑی سب
تو آیا حرص اک گھوڑے پو صاحب
وہ ریچھ آخر ہوا زاغ بد اسلوب
پکارا چند ساعت دشت مین خوب
ہوے فورًا ہزاروں زاغ پیدا
کہا شہ سے کہ ہم ہین تیرے شیدا
بڑھے پھر دور سب حیران و ششدر
تو دیکھے جا بجا اشجار گوہر
زمرد کا مکان پاس اُسکے پایا
کسی نے وان یہ کہکر بس سنایا
کہ اے قوم بشر دیوانہ ہے تو
جو آپہونچا قریب قصر جادو
پلٹ جس سمت سے آیا خدارا
یہان کی دید کا کس کو ہے یارا

افراسیاب نے ہر ایک اپنے ہمراہی سے کہا کہ یہان اگر کوکب بھی آئے تو سزاے معقول پائے پر حلہ طلسمی سے سواے طلسم کشا کے کوئی قدم نہین رکھ سکتا ہی با میرلہ تمہ ایسا بڑا ہی کہ مین آتا ہون سب نے تائید کلام کی کہ حضور کے برابر کون ہی غرضکہ اس مکان کو داہنے پر چھوڑکر جب دو آگے بڑھے ایک دریاے قہار پر پہونچے اس بحر عمیق سے دود بیابان دود آہ جگر سوختان بلند تھا بادشاہ سبکو لیکر اس محیط دودی مین کود اسکے جسم تو بظاہر پانی مین ڈوبے تھے مگر ذرا بھی بھیگتے نہ تھے بیچ دریا مین جب پہونچے وہان کی زمین خشک تھی اور کنوان بنا تھا دھوان اسی سے نکلتا تھا چاہ بابل کا نقشہ تھا شاہ طلسم نے قریب چاہ پہونچکر جھانکا سواے تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آیا ملی نیل سے زیادہ اسکو سیاہ پایا ایک کنکری پھینکی سیاہی اس کنوئین سے امنڈکر باہر آئی اور فلک تک پہونچکر ہر سمت چھائی شور و غل تا دیر برپا رہا پھر ایک پتلہ بیلہ فام برنگ قسب پورا اس کنوئین سے باہر نکلا کہ ناک کان سے اُسکے دھوان نکلتا تھا اُسنے کاغذ بادشاہ کے ہاتھ مین دیا اور اس کنوئین مین پھر کود کر غائب ہوا بادشاہ نے کاغذ کو پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ آپ ناحق آئی اور تکلیف شاقہ اٹھا کر تشریف لائے مین ہرگز آپکے ہمراہ اُن چند شکستہ کے مقابلہ کو نہ جاؤنگی مجھکو تو بانیان طلسم نے فتاح طلسم کے مقابلہ کیلیے مقرر کیا ہی جب وہ لوح طلسم لیکر اس مرحلے پر آئیگا تو مین نکلکر لڑونگی البتہ میرا سحر رویگا ورنہ ابکی ان

سیرے سحر کو روک سکتا ہی یک بنی افسون میرا عالم کو زیر و زبر کرتا ہی زبانی کلام آپ تشریف لاتے مین ممنون ہوئی اب کیا آپکو خالی پھیرون
اس خیال سے کہ آپ ناراض ہونگے لینے ایک غلام شبرنگ سیہ فام سگ پیکر خوک دندان اژدر چشم تیرہ پیشانی جادو
نام کو آپکی خدمت مین بھیجتی ہون غلام مذکور کام سب حریفان ناکام کا تمام کر دینے کیلیے کافی ہی اور مجھ حقیرہ سے ملاقات بھی ہو گی
کہ مین چلے مین بیٹھی ہون کسلیے کہ بزور سحر مجھکو معلوم ہوا ہی کہ زمانہ طلسم کشا کے آنیکا بہت قریب آ گیا ہی اب وہ قید سے رہائی
پاکر فتح طلسم کرانا ہی چاہتا ہی پس مین چلے سے نہ اٹھونگی آپ مراجعت فرمائیے غلام مذکور کو بھیجا ہے زیادہ نیاز کنیز ظلمات
تیرہ فام میمون صورت خرس مدان شیر صولت دراز لب بلند بینی جادو وش گرگ تاریک صورت کش
جادو بادشاہ نے یہ مضمون پڑھکر تیوری چڑھائی اور حیرت سے کہا تُنے دیکھا اس ظلمات کو کہ میرے استقبال کو بھی
نہ آپ آئی نہ کسیکو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ مین چلے مین ہون بڑا اسکو غرور ہو گیا ہی خیر سمجھونگا حیرت نے کہا اے بادشاہ
جو ساحر جس عہدے پر بانیان طلسم کیطرف سے معین ہین وہ اتنا ہی کام کرینگے جسکے کہ وہ ذمہ دار بنائے گئے ہین انکو شاہ و
گدا سے کیا مطلب ہی تعظیم و تواضع کرنا انکی عادت کب ہے آپ اپنا وقت دیکھیے اور کام نکالیے اسمین ننگ کیا ہے پھر سمجھ لیجیے گا
اس بیان پند آمیز ملکہ سے شاہ کا غصہ کم ہوا ہنوز اور کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ اس چاہ مین سے ظلمت ظاہر ہوا اور دھوان بسان
مار غضبناک پیچ و تاب کھانے لگا پھر بہت سے شعلے نکلکر جانب فلک گئے آندھی سیاہ ایسی آئی کہ دنیا بے دنی کالی
کوٹھری ہو گئی اس اندھیرے سے ایک ساحر نکلا جسکی صورت نحس دیکھکر کاسہ دیو کی خوف سے رنگت سفید ہو جائے
کالی بلا جسے دیکھ کر ناامید ہو جائے سارا جسم مثل سگ سیاہ تھا شیطان مانگتا اس سے پناہ تھا دانت مثل دندان گراز کچلیان باہر
نکلی ہوئی منہ میں دہن بھاڑ سا کھلا گلے کا چمڑا مشک کیطرح لٹکا ناک پھوڑی نتھنے جیسے شعلے ہنگام تنفس نکلے کوتاہ قامت
کوتاہ گردن آنکھیں اژدہے کیطرح زہر آلود پیشانی تنگ تاریک تیرہ روزی و سعادت اس سے سو کوس دور پیشانی سے پیدا
مکر و زور نہایت بے ادب سخت گستاخ جسم کے اعضا کرخت سنگدل خشم شہوت پرست تیزدست بینائی آنکھون پر چھائی گرد

غرور کی مزاج مین رسائی شیطان کا لگا بھائی کہا ہو الشعر

| | |
|---|---|
| خدا ناترس و ناپاک و سیہ رو | ستمگر بے حیا بے رحم و بدخو |
| کبھی طینت مین سگ کے دم کی صورت | شکن ابرو پہ چہرہ پُر کدورت |
| کشیدہ خاطر و ناپاک غدار | سیہ باطن دل آزار و جفاکار |
| کسی سے سن لے اس ظالم کا گر نام | دل مظلوم سے اُڑ جائے آرام |

چنانچہ اس بے شرم نے بادشاہ کو تعجب پندار تمام سلام کیا اور کہا مجھکو ملکہ ظلمات نے آپکی خدمتگزاری
کیلیے بھیجا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ فوج و لشکر کچھ تمہارے ساتھ نہین اُسنے کہا کہ مجھکو لشکر کی کیا ضرورت مین اکیلا کافی
ہون آپ ملاحظہ کرینگے کہ مین نے کیا کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا چلو میرے ساتھ سوار ہو تو اسنے جواب دیا کہ میں راہ
راست سے تجاوز کا عہد کر سے آپ تشریف لے ہین بلکہ زمین سے جاکر پل خورداں کے دروازے میں نکلونگا شاہ نے حکم دیا کہ
اچھا جادو وہ زمین مین سما گیا اور بادشاہ بھی مراجعت فرما ہوا سب مراحل سے گذر کر جب دریا کے دروازے مین پہونچا اپنے

جانب باغ سیب گیا اور حیرت سے کہا تم لشکر میں جاؤ دو دستہ جو آغاز کردیں اور کسیکو بہر کمک بھیجتا ہوں اول تو شبرنگ
ہی کام سب کا تمام کردیگا مگر احتیاطاً میں اور فکر بھی کرونگی یہ کہکر روانہ ہوا حیرت وہان سے لشکر میں آئی دیکھا تو بعد لمحہ آمد
شبرنگ ہوئی اُسنے کچھ بوگ بھیجکر بجوایا ہے۔ گاہ نصب کراکر اتروایا اس کافر نے حکم دیا کہ منادی ندا کرے میرے آنے کی
خبر لشکر حریف کو دے کہ شبرنگ تشریف لائے ہیں کل سب کو غارت کرینگے بموجب حکم اس بد انجام کے کوس طبل جنگ
بجنے کے ڈھنڈ ہورا اٹھا عیاران لشکر اسلامیان خدمت ملکہ بہار میں گئے بعد آداب و ثنائے شہریاری خبر عرض کی کہ یہ دعوی
ساحر نابکار نے کیا ہی بہار نے تکیہ بر کرم و فضل یزد پاک کرکے تامل فرمایا کہ قریب شام جب طبل جنگ بجیگا اسوقت سامان
کیا جائیگا مگر برق عیار اٹھ کر میں جاکر اس نابکار کو ہلاک کرونگا روانہ و داخل دربار ہو اور کہتا ہوں بہار ہر چند کہ مانع ہوئی مگر اُسنے نہ مانا
اور روانہ ہوا راہ میں اسکو خضر نام ملا اس سے سب کیفیت آمد ساحر و حال دہل کوبی وغیرہ بیان کیا اُسنے کہا چلو میں بھی
اسکے قتل کرنیکی فکر میں چلتا ہوں یہ کہکر ہمراہ ہوا چنانچہ عیار تو سب لشکر کی حد سے نکلکے صحرا میں جاکر فکر عیاری کرنے لگے
اور ملکہ بہار یہ سمجھکر کہ طبل نہ بجیگا اسی دھوکے میں خاموش بیٹھی رہی ادھر شبرنگ نے اپنے مقام پر سحر اپنا درست کیا اور
جب تنگ خسار روزگار رخسار شبرنگ ہوا اور شب تیرہ فام نے ظلمات طلسم عالم سے نکلکر بمقابلہ بہار فروغ مہر خیمہ ظلام
نصب فرمایا

## نظم

| | |
|---|---|
| کہ اس عرصے میں شام آئی برابر | ہوا خورشید عالمتاب مضطر |
| ابھرنا شام کا دیکھا فلک سے | جمال انجام کا دیکھا فلک سے |

سر شام طبل تو لشکر حیرت میں بجا مگر اس دغا شعار شبرنگ نابکار نے سحر کیا کہ ایک سیاہی چار دانگ عالم سے اٹھکر
دو لشکر پر چرخ پیا کر محیط ہوئی اور تھوڑی دیر میں تمام لشکر میں اندھیر گھپ ہوگیا اور گرد لشکر بھی سیاہی نے پھیلکر محاصرہ کیا لشکر
حبش نے گویا اسلامیوں کو گھیر لیا فوج میں ہر ایک دو ہاتھ سے ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا ہر سمت گھٹ ٹوپ پڑا تھا بہار بارگاہ
میں بیٹھی تھی کہ یکایک شمع و چراغ گل ہوئے سوجھنا موقوف ہوا ہر سردار گھبراکر سحر پڑھنے لگا مگر وہ تیرہ بختوں کے نصیب
کی سیطرح رفع نہوئی بہار نے چاہا کہ میں اُٹھکر لشکر کے باہر نکلجاؤں مگر اندھیرے میں نکلنا دشوار تھا سب سردار
تو بینا بھی نہ تھے یہی ایسی زبردست ساحرہ تھی جو ہاتھ آنکھوں پر رکھنے سے اسکو سوجھائی دیتا تھا اور یوں اسکو بھی
نظر نہ آتا تھا اُسنے چاہا کہ آنکھوں پر ہاتھ رکھکر جسطرح ہو سکے میں نکلجاؤں مگر خیال کیا کہ تیرے چلے جانے سے لشکر پریشان
و تباہ ہو جائیگا اسے ثبات کو ہٹانا زیبا نہیں اس اندھیرے میں انھیں سب اندھوں کے ساتھ سر ٹکرانا لازم ہے پس یہ سوچکر
خاموش ہو رہی اور سیاہی ایسی پھیلی کہ کچھ ہی دیر میں یہ خاکدان تیرہ ظلمت سرا ہوگیا روزگار خود تیرہ روزگار تھا نور کا
کہیں نام نہ تھا سوا سے رخسِ رستم ہویدا یاں کہیں۔ روشنی نہ تھی آنکھوں میں بھی نور نہ تھا اور دسے پر انوار بھی خوف سے زرد تھے نور
کا ظہور نہ تھا لشکر کے جملہ ساحر چاہا بہانہ اڑسے کہ پرواز کر نکلجائیں مگر ہر سیاہ کیطرح سیاہی محیط عالم تھی دنیا بشکل ظالم تھی
اُترا کر گر پڑے جو بھاگ کر روانہ ہوئے مثل حصار سیاہی کی دیوار کھینچی تھی راہ نکلنے کی رکی تھی ناچار سب تھک کر ٹھہر رہے
یہ تھا عرصہ میں بینائی چشم روشن کی جاتی رہی سب لشکر اندھوں کی بستی ہوگیا ایک دوسرے کو پکارتا تھا ٹٹول ٹٹول کر ہاتھ

مارتا تھا مگر روشنی ایسی کھو گئی تھی کہ ملنا دشوار تھا ہنگامۂ فریاد اغیاث بلند ہوا سمیع و بصیر کو یاد کرکے ہر ایک روتا تھا اور اسی کے فضل کرنے پر نظر رکھتا تھا وہ صدمہ پہونچا کہ شاہد دہر نے زینت رہی، نم میں کھوئی تھی غم قیس روزگار میں سیہ پوش لیلی تھی نہیں دنیا سے دلی کی تاریکی بخل ظاہر ہوئی تھی یا سیہ بختی سیاہی بخت یک جگہ سمٹ کر جمع ہو گئی تھی یا کل اہل اسلام مرتبہ کعبہ کا رکھتے تھے وہ سیاہی پوشش خانہ کعبہ تھی اسلیے گرد لشکر پھیلی تھی چشمۂ سکندر کی راہ ایسی سیاہ نہو گی قلب فلک ظلم میں بھی یوں تاریکی کو راہ نہو گی ہر انجم حیرت پہ گمان نعل تھا ہر دماغ میں سودے کا خلل تھا ساتوان ورکہ جہنم کا ایسا کالا نہو گا دیدۂ تو ابت میں بھی اجالا نہو گا چشم حضرت یعقوب بھی سپید تھی اسقدر تاریک نہو گی شب ہجر یار میں بھی خیال رخسار جانان کی روشنی ہوتی ہے یہ سیاہی سواد شب نے لعت سے زیادہ سیاہ و تاریک تھی مشعل سحر ہر چند کہ ساحر روشن کرتے تھے مگر جلتی نہ تھی گل چراغ شعور تھا غلامہ یہ کہ سایۂ عنقا کیطرح نور رو ہا نسے دور تھا نحوست سایۂ بوم کی تاریکی کا ظہور تھا کما لمولفہ

بشکل ابر اندھی تھی سیاہی — نہ تھے راحت میں آنجا مرغ و ماہی
شب تاریک مثل ہجر جانان — زیادہ قلب مضطر سے پریشان
بشکل بخت دشمن تھا اندھیرا — مگر تھا ابر نے کعبہ کو گھیرا
گئی راحت بھی مثل بخت مہجور — امید زیست تھی وان منزلون دور
درازی اس کی سر حد عدم تک — نہ ٹھہرے قیس کا اس جا قدم تک

لشکر میں تو یہ حال تھا مگر عیار جو لشکر سے نکل گئے تھے انھوں نے جو قریب اپنے لشکر کے آکر دیکھا لشکر کو مقید بہ زندانخانہ ظلمات پایا بیتاب نہ صورت اپنی مثل ساحران غدار کے بنا کر فوج میں حریف کے آئے اور ہر طرف تلاش کنان پھرنے لگے یہانتک کہ دوسرے سرے پر اس لشکر کے پہونچے وہاں ایک حصار دو مین کا کھنچا دیکھا اور بالکل سناٹا پایا عقل سے دریافت کیا کہ وہ ساحر یعنی مشبر نگ بیکار اسی حصار میں سحر خوان ہوگا یہ سمجھکر ہزار ہا تدبیریں اندرون حصار جانے کی کرنے لگے مگر ممکن نہوا نقب بھی لگائی گند بھی لگا نا چاہی صورت بدلکر بھی پکارا جب کسیطرح جانا نہو سکا اپنے لشکر کے گرفتار ہونے سے ایسا رنج و ملال رکھتے تھے کہ زندگی سے ہاتھ دھو یا اور برق نے ضرغام کو اشارہ کیا کہ وہ نقب جو کھودی تھی یہیں کود کر چھپ رہا اور یہ اس ساحر کو گالیاں دینے پر آمادہ ہوا سوچ کہ گالیاں سنکر وہ آپ ہی غصہ ناک ہوگا اور میرے پکڑنے کو باہر نکلیگا یا مجھے گرفتار کرا کر اندر بلوائیگا بس اسوقت جو بن پڑیگا وہ عمل میں لاؤنگا اور بالفرض اسکو قتل نہ کرسکا تو بھی یہ فائدہ ہے کہ قید نہیں اپنے لشکر کے شامل ہو کر میں بھی اپنی جان دونگا کسلیے کہ اس دہر ناپائدار کا کیا اعتبار ہے زندگی اسمین مستعار ہے بڑے بڑے نامور فلک کے ظلم سے ہلاک ہوئے چرخ بیرنگ نے کیسے کیسے نوجوان تہ خاک کیے پس تو بھی اپنی جان دیکر سے نظم

نہیں یکسان ہمیشہ حال دنیا — سدا الٹ پھیر میں ہے اقبال دنیا
کہان وہ بادشاہان سرافراز — جنھیں تھا اپنی دولت پر سدا ناز
کہان میں وہ حسینان جوان سال — کہ جنکو تھا غرور حسن و اقبال

کہاں ہیں اب وہ قصر آسمان شان — کہ جنکو دیکھ سکتا تھا نہ انسان
کوئی دم ہے زمانے کی کہانی — غلط پر ہے امید زندگانی
بجز چند استخوان وہ ہیں تہ خاک — نہ وہ دانش نہ وہ ہمت نہ ادراک

لے برق شیوۂ وفاداری یہی ہے کہ اپنے ہمراہیوں کا ساتھ نہ چھوڑے راہ الفت سے منھ نہ موڑے یہ سمجھ کر اس حصار کے قریب آیا اور پکار کر گالیاں دینے لگا بدعہد بدکار حرامزادے نابکار قرمساق شریر سیہ رو بادہ سیرت سگ نژاد روباہ خصال نامرد مردود دسطر و نطفۂ حرام درنگیلی زن صفت کیوں پوشیدہ ہو کر سحر کرتا ہے کیوں نہیں سامنے آکر لڑتا ہے اگر سامنے آئے تو مزہ اپنی مردانگی کا پائے یہ کلام عضب آلود اور دشنام سخت شبرنگ نے اندر حصار کے سنکر ایک پنجہ سحر کو بغضب تمام حکم دیا کہ جا اس شخص کو جو فحش بکتا ہے اسکو گرفتار کر کے حصار میں قید کر دے پنجہ روانہ ہوا یہاں برق گالیاں دے رہا تھا کہ دفعتاً ایک چمک ہوئی اور ایک پنجہ نے کمر میں ہاتھ ڈالکر اندر حصار کے کھینچ لیا وہ شخص بھی داخل حصار ہوا کہ سامنے ساحر مذکور کے جاتا دیکھا کہ ایک حصار سیاہ میں مقید ہوں اور کچھ سوجھائی نہیں دیتا ہے کوئی انسان نظر آتا ہے ناچار اندھوں کی طرح یہ بھی دست عاجزی درگاہ خالق لیل و نہار میں بلند کرکے پکارا کہ اے خالق ظلمات و نور بمصداق تولج اللیل فی النہار و تولج النہار فی اللیل اس تاریکی طلسم سے مجکو اور میرے ساتھیوں کو نجات دے اے رب کبریا شب غم کی سیاہی کو مبدل بہ نور صبح عشرت فرما ہمیں قید الم سے چھڑا کر ابیات

نہ دق تیرے اے خلاق عالم — بدل عیش سے کردے مرا غم
مری آسان کر دے جملہ مشکل — عدو مٹ جائے مثل حرف باطل

یہ تو مصروف دعا ہے ادھر ضرغام جب نقب میں جا کر چھپا اور اسنے برق کو گرفتار ہوتے دیکھا از حد غضب سے یہ بھی نقب سے نکلکر گالیاں دینے لگا کہ اے خیرہ سر و دشمن گار روبرو دغا پیشہ بد اسلوب بدذات خانہ خراب لئیم نابکار زن دیدہ کیوں چھپا بیٹھا ہے سامنے کیوں نہیں آتا شبرنگ نے پھر گالیاں سنکر پنجہ بھیجا کہ اس مردہ زبان کو پکڑ کر وہیں قید کرے جہاں پہلے مجرم کو قید کیا ہے پنجہ پھر چلا مگر جیسے ہی پنجہ کے آنے کی چمک ہوئی ضرغام بھاگ کر نقب میں چھپ گیا پنجہ خالی پھر گیا اور ساحر کو پیر پنجہ نے مطلع کیا کہ اے مالک وہ جو گالیاں دیتا تھا غائب ہو گیا اسنے جا کر کہا تلاش کر ادھر عیار بعد جانے پنجے کے پھر نکلا اور گالیاں دینے لگا جب پنجہ آیا چمک دیکھ کر پھر پوشیدہ ہو گیا غرض اسی طرح ہر وقت آمد پنجہ سحر چھپ جاتا ہے اور پھر نکلکر زبان بدشنام دراز کرتا ہے کہ بیت شبدیز قلم کی باگ پھیر دوں بحران کا پھر میں حال لکھوں یعنی وہاں روبروئے صرصر عالیشان جلسۂ عشرت جمع تھا ہر ایک از نشاط و مسرت دیتا کہ یکایک عمرو کا دم گھبرایا اور زبان سے گویا ہوا کہ اے ملکہ مجھکو یقین ہے کہ جب نحوست مار اگر ہوگا تو افراسیاب حرامزادہ غضبناک ہو کر ضرور فساد لایا ہوگا لشکر میرا مہلکۂ عظیم میں گرفتار ہوگا صرصر بھی یہاں ہیں بہار بھی تنہائی میں نہیں معلوم کیا گذرا ہوگا خبر لینا وہاں کی ضرور چاہیے کہ جو حسب بیت چہ خوش گفت یکتاش با خیل تاش چو دشمن خراشیدی ایمن مباش یہ کلام خواجہ سنکر بڑے اطمینان خاطر سے ان نے سحر پڑھا کہ آنکھیں سب کی بند ہو گئیں پھر دیکھا تو ہم ایک بلندی پر استادہ ہیں اور سامنے لشکر صرصر میاہی میں مگر نظر آتا ہے اور ایک طرف لشکر ملکہ حیرت کے کنارے ایک حصار سیاہ کے قریب ضرغام عیار کھڑا گالیاں دیتا ہے صرصر واویلا لشکر میں

بلند ہوئی آواز نوحہ و زاری ستمدیدہ یہ حال دیکھکر مہرخ رونے لگی اور عمرو بیقرار ہوا ہیران نے کہا خواجہ تمہارا گمان سچ
تھا لشکر پر وقت مصیبت ہے مگر یہ شاگرد تمہارا گالیاں کیوں دیتا ہے اُسنے کہا اے ملکہ مہرخ نوبت بجی ہے دکار دیا تنخواہ سب
بناچاری مرنے پر آمادہ ہے مگر بیوقوف ہے اگر یہی منظور تھا تو اپنے تئین حصار سحر مین گرا دیتا جو کوئی اسکو پکڑنے آتا اس سے سمجھ لیتا ہے
مجھکو آپ جلد بھیجدیجیے پھر مجھ سے انشاء اللہ [illegible] ہیران نے کہا خواجہ یہ ساحر شاگرد ظلمات ہے یون ملا
نجائیگا جو جائیگا وہ زک اٹھائیگا گرفتار ہوگا اسپر قابو نپائیگا تدبیر اُسکے قتل کی یہ ہے کہ کوئی جاکر اسکو باہر حصار کے حیلے سے
بلا لائے اور جب وہ آئے تو اسکو کسیطرح گرا کر انگشتری جمشیدی مجھسے لیتا جائے اُسکے منہ مین دیدے تاکہ وہ سحر فراموش کرے اور
فوراً اسکا گلا گھونٹے پس فوراً سر اُسکا جدا کرے ورنہ وہ ساحر زبردست ہے [illegible] انگشتری کی تاثیر بھی باطل کردیگا نقش
اپنے سحر کا جادیگا پس جو کشور جن کو زیر زمین کرے جلد اسکو ہلاک کرے ورنہ دل وجگر اسکا [illegible] اور لشکر اسلامیان مین
ایسا گرا کے [illegible] دھوان اسمین سے نکلکر تمام فوج مین پھیلیگا [illegible] انکو نین [illegible] بیہوش کردیگا یہ
سنکر مہرخ نے کہا [illegible] مجھکو دیجیے اور لشکر مین پہونچا دیجیے [illegible] کا تمام کرون [illegible] جواب یارا بھی
مین تمہاری ملاقات سے سیر نہین ہوئی مگر کیا کرون ناچاری ہے کسیلیے کہ خواجہ [illegible] کو مین بغیر اجازت بدر عالیقدر رخصت
نہین کرسکتی وہ [illegible] کے [illegible] نے بلوایا تھا اچھا [illegible] مکر چکی [illegible] جلد طاؤس طے الارض
بولے [illegible] طلسم حاضر کرو یہ صدا دی تھی کہ [illegible] سب [illegible] زمین شق ہوئی اور ایک طاؤس زرین [illegible] مرصع
دم [illegible] سامنے [illegible] زین جواہر نگار اسپر کسا تھا ایک [illegible] خوبی تھا [illegible] دشت [illegible]
تھا ہیران نے انگشتری اپنے دست ناز سے [illegible] مہرخ کی انگشت [illegible] اور اس طاؤس پر سوار کیا جیتے وقت
عمرو نے کان مین اُسکے [illegible] اس ساحر کو حصار کے اندر سے بلانا اور یون زمین پر گرانا الغرض
یکجوئی سمجھا کر [illegible] وہ طاؤس [illegible] اور بال شوق وا کرکے [illegible] نسیم کی ہوا خواہی
مین اڑا [illegible] بند ہوگئین بعد لمحہ جو آنکھ کھلی قریب حصار سیاہ جسمین شیرنگ تھا اپنے تئین پایا اُسنے طاؤس پر سے اُتر
کر ایک مقام بلند پر قرار پکڑا طاؤس [illegible] ضرغام جو گیا بیان ہے [illegible] اسکو بچہ سحر نے گرفتار کرسکا تو غصہ
مین آکر شیرنگ خود بیرون حصار آیا ضرغام نے جو اسکو دیکھا ازغضب خنجر کھینچکر دوڑا کہ اے نابکار کہان
جاتا ہے [illegible] دیکھا سحر پڑھکر بچہ پیدا ہوا اور عیار مذکور کو اس بچے نے اٹھاکر اندرون حصار پھینکدیا [illegible]
اسیطرح اسیر زندان سیاہ ہوا [illegible] نصیب مقدر گمراہ ہوا اور شیرنگ نے چاہا کہ مین بھی داخل حصار ہوجاؤن مگر اسکو مہرخ
نے باہر آتے دیکھا پس فوراً شور نوحہ وگریہ بلند کیا کہ اے شاہ جادوان واسطہ سامری کا میری خطا معاف فرمائین اپنے
جرم پر نادم ہون میری جانب سے دل صاف فرمائین شیرنگ اس آواز حزین کو سنکر ٹھہر گیا اور کان لگا کر جو سنا تو بموجب نظم

| | | | |
|---|---|---|---|
| صدا کانون مین شور وغل کی آئی | | کہ جیسے کوئی دیتا ہے دو ہائی | |
| صدائے دل خراش ودل حزین ہے | | کچھ ایسا نالۂ اندوہگین ہے | |
| کہ اے شاہ طلسمات زمانہ | | کنیز خستہ جان کا سن فسانہ | |

مین تیری اک کنیز نیم جان ہون — حقیر و دل حزین و ناتوان ہون
کہ ہے تو بادشاہ آسمان جاہ — طبیعت مین تری ہے رحم کو راہ
وہ مین مسکین و بیچاری ہون شاہا — نہین لگتا کسین میرا ٹھکانا
خطاوار و گنہگار و پشیمان — عطا پر تیری مین از بس ہون نازان
تری درگاہ مین ہون پناہ گیر — شہا کر عفو اس لونڈی کی تقصیر
سنے جب یہ کلام یاس مہرخ — گیا شبرنگ اس دم پاس مہرخ
کہا تو کون ہے جو یون ہے روتی — منھ آب اشک حسرت سے ہے دھوتی
کہا مہرخ نے مین ہون وہ گنہگار — نہین جو قابل توبہ بھی زنہار
مری آہون سے ڈرنا چاہیے ہے — شفارش میری کرنا چاہیے ہے
کہ بخشے شاہ والا میری تقصیر — نہ دے میرے گنہ کی مجکو تعزیر
کہا شبرنگ نے ہمرہ مرے آ — بر آئے گا یہ مطلب ترے دل کا
اٹھی یہ سن کے مہرخ اپنی جا سے — قدم پر گر پڑی اس بیحیا کے
وہ سمجھا عاجزی یہ کر رہی ہے — نہ سمجھا تھا بدی یہ کر رہی ہے
جھکا وہ تا کہ سر اسکا اٹھائے — اٹھا کر سر کو سینے سے لگائے
پکڑ کر پاؤن دونون اسنے کھینچے — زمین پر چت گرا وہ لڑکھڑا کے
جگہ سینے پہ اس ظالم کے پائی — انگوٹھی منھ مین ظالم کے لگائی
جو بھولا سحر وہ مردود گمراہ — عدم کی اس نے دکھلائی اسے راہ

پس فوراً اسکو گرتے ہی ذبح کرکے دل و جگر اسکا نکالا اور اپنے لشکر کی طرف چلی ادھر شور اسکے مرنیکا بلند ہوا اور وہ حصار سیاہ جسمین یہ ساحر سحر خوان تھا غائب ہوگیا اور برق و ضرغام چھوٹ گئے ادھر غوغا سے بیر کے یہ سنکر لشکر حیرت کے ساحر دوڑے اور ملکہ حیرت غل سنکر باہر آئی مگر عیار جو رہا ہوئے صورت تو ساحر کی ایسی بنے ہی ہوئے تھے حیرت پاس دوڑ کر آئے اور کہا اے ملکہ فوج کو کہیے آکر شبرنگ کو مارا اور لشکر پر آیا چاہتی ہے یہ سنکر قرناے سحر بجائی اور فوج تیار کرائی مگر اتنے عرصے مین کہ جبتک فوج کمر باندھے ملکہ مہرخ اپنے لشکر مین آئی اور ساحر جو مرچکا تھا بدبوجہ حصار سحر نے اسکو راستہ دیا کیونکہ زور اُسکے سحر کا مٹ چکا تھا غرضکہ ملکہ مذکور نے آکر دل و جگر اسکا آگ پر رکھا دھوان اسمین سے نکلکر تمام عالم مین پھیلا اور سبکی آنکھو مین بھی لگا کچھ دیر مین وہ تاریکی دور ہوئی اور آنکھون مین سب کے روشنی آئی پس جو لوگ سحر کے سنبھال سنبھال کر بدور سحر اڑے ادھر سے حیرت لشکر لیکر چلی پہلے مقام بارگاہ شبرنگ پر آئی یہان زمانہ سیاہ تھا بیر غل مچائے تھے آندھیان آئی تھین آگ پتھر برستے تھے لاش جسکا سینہ خنجر طلسم سے پاش پاش میدان مین پڑی تھی اور بہت سے تودہ لاش سے لپٹے ہوئے تھے حیرت بغصہ جو

اُدھر سے پھری فوج مہرخ آئی تھی حریف سے سامنا ہوا پھر تو اندھیری رات میں سحر کی بجلیاں چمکیں درغزین جان بہادران پر گرنے لگیں سودلے دوکان دست شجاعت آشفتگان گیسوے عروس جلادت نے بجا دفعۂ خون شبرنگ سر اپنے نثار کیے صحرا میں گھاس زخم سے سامان بہار کیے کہ نظم

ہمی گفت کامشب شبے پُر بلاست — اگر نام گیریم از انجا سزاست
بہ از کوس واز دشت برخاست گرد — ہوا پُر ز گرد و زمین پُر ز مرد
زمانے بر انسان بر آویختند — کہ آتش ز دریا بر انگیختند
بران سان بیامد بران رزمگاہ — کہ سیل اندر آید ز کوہ سیاہ
بجوشید یکسر برین دشت جنگ — چو غرندہ شیر و چو شرزہ پلنگ

مہرخ نامور نے وہ داد شجاعت دی کہ مریخ بالاے فلک حیران کار تھا سروتن کا ہر جگہ انبار تھا رات جو باقی تھی وہ اس ہنگامہ کو دیکھکر بھاگی کہ ایسا نہو شبرنگ کے دھوکے میں کوئی میرا کام نہ تمام کرے چنانچہ حصار سیاہ ظلمت شب جو گرد عالم کھنچا تھا برطرف ہوا اور دیدۂ جہان میں نور آیا کہ ابیات

چو خورشید با رنگ دینار زرد — ستم کردہ بر پردۂ لاجورد
بجیمہ برفتند ازان رزمگاہ — کہ از کشتہ بد روے گیتی سیاہ

یعنے دم بھر لشکریان حیرت کے پاؤں میدان سے اُٹھنے لگے حیرت نے طبل بازگشت بجوادیا کہ لشکر فرار نہو جائے غرضکہ دونوں لشکر پھر کر پڑاؤ پر آئے مہرخ شادان و فرحان رزم شعار کشان بارگاہ میں آئی اور سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئی عیاروں نے نذر فتح لیکر حلقہ خلعت فاخرہ انکو دیا بعشرت تمام بیٹھے ساقی دمغنی حاضر ہوئے جابجا طرب آغاز ہوا اُدھر حیرت نے اول تو لاش بصد حسرت شبرنگ بدآہنگ کی اُٹھائی پھر روتی ہوئی بارگاہ میں آئی اور کل کیفیت نامہ میں تحریر کرکے شاہ طلسم کو بھیجی بادشاہ باغ سیب میں دربار جمع کیے بیٹھا تھا کہ اول نامہ اسکو پہنچا جسنے خداوند لقا کا لاکردیا اُسنے اس نامہ کو سر پر رکھا اور بتعظیم تمام پڑھا اوپر مضمون معمول اسمیں درج تھا کہ اے بندۂ غافل تو نے ہماری خبر نہ لی اور مدد ہماری نہ بھیجی جلد تر بہر امداد کسی ساحر نامور کو روانہ کر اسنے نامہ پڑھکر اہل دربار سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مہرخ کے لشکر کا تو یقین ہے کہ شبرنگ فیصلہ کرچکا ہوگا خداوند کی مدد کو ایسے شخص کو بھیجنا چاہیے کہ وہ جاکر وہاں کی کیفیت بخوبی معلوم کرے یہ کہکر اُسنے ایک تالی بجائی قہرنگاہ جادو وہ بصدا سیتے ہی آندھی آئی اور ایک ساحرہ اژدہے پر سوار فلک کی طرف سے اُتر کر روبروے بادشاہ آئی تسلیم بجالائی صورت کریہہ سے اُسکی ابلیس بھی خوف کھاتا جوگی جیپال چیخ مار کر بھاگ جاتا گئی سو برس کا سن ہلکتی تھی بال سفید دانت ندارد ضعف کے دن رکھتی تھی بادشاہ جادوان نے اس سے خطاب کیا کہ تم خدمت خداوند میں جاؤ اور راہ کے دشمنوں کو ہلاک کرو اُسنے عرض کیا بہت اچھا بادشاہ نے خلعت رخصت دیا وہ خلعت پہنکر اپنے مقام پر آئی اور سامان روانگی کرنے لگی حال اسکے جانے پہنچنے کا آیندہ لکھا جائیگا مگر اب حال سنیے کہ بعد روانگی اس ساحرہ کے شاہ خوش وخرم بیٹھا تھا کہ نامہ حیرت محتوی بر کیفیت قتل ہونے شبرنگ کے پہونچا اس کو

چھینکیں آئیں دود عنبر دماغ سے باہر نکل گیا اور غصہ سے تا دیر کانپا کیا پھر سحر پڑھکر حسب دستور کتاب جمشیدی منگائی اور اسمین یہ معلوم کرنا چاہا کہ شیر رنگ پر مہرخ کسطرح غالب ہوئی کیونکر اُسنے اسکو راہ عدم دکھائی چنانچہ کتاب مذکور مین سب کیفیت جو اوپر بیان ہوئی لکھی دیکھی کتاب کو تو روانہ کر دیا اور سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی ایک پتلا پیدا ہوا اُس پتلے سے کہا کہ تو جا کر مہرخ سے سر دربار کہنا کہ شہنشاہ نے فرمایا ہے ہم تجھکو اب گرفتار کر کے ظلمات مین قید کرینگے دیکھین تو کہ تیرے حامی کیونکر بچاتے ہین اور تو بھی بہت ہوشیار رہنا اور سحر تیار کرنا دیکھین تو کیسی ساحرہ ہے اور کیسا سحر کرتی ہے پتلا حسب ارشاد بادشاہ روانہ ہوا اور طرفۃ العین مین بارگاہ مہرخ مین آیا یہان سب مصروف عیش و عشرت تھے کہ پتلا قریب تخت مہرخ آیا سب نے خیال کیا کہ شاید بران نے بھیجا ہے لیکن پتلے نے بآواز بلند کہا کہ شہنشاہ ساحران بادشاہ ظلمات نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے مہرخ ہم تجھکو گرفتار کر کے ظلمات مین اسیر کرینگے تو اور حامی تیرے ہوشیار رہین مہرخ نے یہ سنکر کہا کہ میری جانب سے کہدینا کہ گھبراتے کیون تیری شامتین آئی ہین شہنشاہ عیاران ایک دن آکر وہ جوتیان لگائینگے کہ بوئے کبر کاسۂ دماغ سے نکل جائیگی اور کیون بے خبر ہے تو شہ دو عالم نے ملکہ کوکب آسمان جاہ کی تیری سرکوبی کو آیا چاہتی ہے پتلا یہ تقریر اُسکی سنکر توبہ توبہ کرتا ہوا اور بہت شرمندہ ہو کر یہ کلمات ناشائستہ مراجعت کر کے خدمت افراسیاب مین آیا اور عرض پیرا ہوا کہ مین حکم بادشاہ سے اس باغیہ کو مطلع کر آیا اور دشنام کچھ نسبت ملازمان عالی کے بیہودہ گوئی کی ہین عرض نہین کر سکتا بادشاہ نے باصرار اس سے پوچھا حرف بحرف جو سنا تھا بیان کیا بادشاہ آگ ہوگیا اور اُسی وقت ایک افسون تازہ پڑھا کہ آسمان پر ابر گھر آیا اور زمین پر اتر آیا سب نے دیکھا کہ وہ ابر نہین ایک عقاب تیز چنگال ہے اور بہت بڑا ہے کہ جسکا بیان ابر نظر آتا تھا مثل خنجر جانستان بازو اور رکھتا ہے گویا مقراض جان چونچ ہے ہر عقب اور رکھتا ہے کہ پنجہ اسکا پنجۂ ملک الموت سے کم نہین دہن کیون غار عدم نہین الحق

**نظم**

| | |
|---|---|
| ز جا اندر آمد چو کوہ سیاہ | تو گفتی کہ تاریک شد مہر و ماہ |
| چو او در ہوا رفت گسترده پر | ندارد زمین توش و خورشید فر |
| دو چشمش چو دو چشمۂ تابان حزن | ہمی آتش آمد ز کامش برون |

پیٹھ پر اس عقاب کے ایک زنجیر رکھی تھی اور بیڑیان ہاتھ پر دو تین شکل نہین بادشاہ نے اس عقاب سے حکم دیا کہ اے طائر ہمی جا کر مہرخ کو پکڑ لا خبردار کوئی روکے تو نہ رکنا اور بیڑیان پہنا کر یہان لانا ذرا رحم اُسکے حال پر نہ کھانا عقاب حسب ارشاد پیکر و عذاب تمام اڑا اور بارگاہ مہرخ عالیجناب مین آیا یہان جیسے کہ پتلا پیام کہہ گیا تھا ہوشیاری ہو رہی تھی ہر ساحر نارنج و ترنج سحر سنبھالے بیٹھا تھا بلورہ و بہار وغیرہ سب مادہ مرگ مہینے تقاضا تھے کہ یکایک وہ عقاب سحر چکر مارتا فلک کیطرف سے بیچ بارگاہ مین اترا ساحروں نے کہا اچھا شکار شاہ طلسم نے ہمارے لیے بھیجا ہے یہ کہکر نارنج اور ترنج سحر کے مارنے لگے لیکن اس عقاب پر کچھ اثر نہوا اور وہ قریب تخت آیا مہرخ سے کہا چل اٹھ سوار ہو تو قید ہوئی شہنشاہ جادوان نے تجھکو بلایا ہے مہرخ اُسکے کلام سے ایسی محو ہوئی کہ تخت سے اٹھ کر پشت عقاب پر جا بیٹھی وہ زنجیر جو پشت عقاب پر رکھی تھی کمر مین اُسکے اور بیڑیان جو پر دو تین تھین پاؤن مین پڑ گئین اور عقاب اسکو اسیر و دستگیر کر کے اڑا تمام بارگاہ و لشکر وغیرہ مین غلغلہ پڑا کہ لیجا اسوقت بھی ہزارون سحر سامری کے اور گرے فولادی اور مار جون کے اور کچھ پیکان اور سوئیون کے مارے

ہزارہا حربے ہر سمت سے پڑنے لگے لیکن اس عقاب تک کوئی حربہ بھی نہ پہونچا اور اُسکے پرونسے شعلے آتش کے نکلکر گرد اُسکے حلقہ زن ہوئے مہرخ دکھائی دینے سے مخفی ہوئی اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک لکا آتش کا آسمان پر جاتا ہی ساحر نالان و گریان آخر پھرے لشکر میں کہرام پڑگیا سرداروں نے خیال تباہ کیا عیار دوڑے ہوئے دریائے خونزوان تک گئے اور لاکھوں فقرے کیے کہ اس عقاب کو روکیں یعنی ہرن زخمی کرکے راہ میں ڈالا دانہ وغیرہ ڈالکر بلانا چاہا مگر ممکن ہوا جب عقاب دریا کے پار اتر گیا یہ بھی مایوس ہوکر پھر آئے ہر شخص قلزم چشم سے آب شک حسرت بہاتا تھا اور ندامت دنیائے بے ثباتی و مہر غدار زبان پر لاتا تھا

نظم

فلک ہے در پے تکلیف و آرام ۔ قضا لبریز اس ساقی کے ہیں جام
بجائے مے ہے سم اُسکے سبو میں ۔ نوید مرگ ہے ہر گفتگو میں
ہنساتا ہے کسیکو گر گھڑی بھر ۔ تو رکھتا ہے ہمیشہ خوار و مضطر
بظاہر دوست لیکن مدعی ہے ۔ بھلائی کب کسی سے اُس نے کی ہے
بشکل بخت دشمن سخت مایوس ۔ زبان پر دمبدم الفاظ افسوس

اس شیون و شیبن کی خبر طائران سحر نے ملکہ حیرت کو بھی پہونچائی وہ سنکر نہایت خوش ہوئی اور حکم دیا کہ طبل شادمانی پر چوب پڑے اُسکے حکم سے نقارۂ شادمانی بجنے لگے جشن شروع ہوا اب یک طرف ہنگامۂ عشرت ہر ایک جانب سامان مصیبت ہر طرفہ حکایت ہی غرضکہ بعد جزع و فزع بسیار حیلہ ساز روزگار نے یہ مشورہ کیا کہ بلور سردار شاہ کوکب یہاں موجود ہی اس سے کہکر کسی ایسے ساحر کو ملکہ بران پاس بھیجے جو ایک آن میں پہونچ جائے چنانچہ حسب مشورہ بلور سے سب نے استدعا کی بلور نے اپنے ساتھیوں میں دو ساحر ذکو تجویز کیا کہ یہ جاکر خبر شاہ کوکب کہیں لیکن وہان کی کیفیت سنیے کہ بعد بھیجنے مہرخ کے بران خواجہ کو لیکر پھر اپنے مقام قلعہ ہفت رنگ میں پھر آئی اور جلسۂ عشرت مہیا کرکے بیٹھی لیکن خواجہ نے لشکر اپنا گرفتار بلا دیکھا تھا یہ کب تسلی یاب ہوتا اُسنے بیقراری ظاہر کی ملکہ مذکور نے بنا بر تسکین خواجہ دو ساحر طلب کرکے حکم دیا کہ میرے لگے کا ہار فشانی کیلیے لیجاؤ اور راہ طلسم سے لشکر خواجہ میں جاکر خیریت جملہ فوج کی رسید لکھوا لاؤ ساحر مذکور روانہ ہوے اور دریا دیکھا کہ در طلسم سے نکلکر لشکر مہرخ میں اُسوقت پہونچے کہ بلور ساحر بھیجا چاہتا تھا چنانچہ انکے پہونچنے سے سبکی مراد بر آئی اور جملہ کیفیت گذشتہ یہانکی زیب قلم کرکے روانہ کی ساحر مراجعت کرکے دوبارہ خدمت بران میں آئے اور نامہ سرداران اسلامیان پیش کیا نامہ پڑھکر ملکہ نے سر جھکالیا اور خواجہ عمرو نے مضمون نامہ پر اطلاع پاکے ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور بیقراری کرنے لگا ملکہ نے کہا کہ خواجہ مجھکو یہ معلوم نہ تھا کہ افراسیاب ایسی بے عزتی اختیار کریگا اور لشکر بے سردار پر عقاب طلسم بھیجیگا خیر میں اپنے باپ کو اس حال کی اطلاع کرتی ہوں ورنہ کار از دست رفتہ کا معاملہ ہو چکا عمرو نے کہا اے ملکہ میں براہ مجبوری نہیں کہتا ہوں مگر آپ سے کیے کچھ نہو سکے تو مجھکو آپ دریائے سحر کے پاس اُتار دیجیے پھر کیا مجال اس سخرے افراسیاب کی جو مہرخ کا بال بھی بیکا کر سکے اے بایان خود اگر گلیم اوڑھکر سر مجلس اُسکا نہ کاٹا تو نام اپنا نہ پایا میں صرف اسلیے آپکی خدمت میں آیا تھا کہ لشکر ساحران لیجا کر اپنے لشکر کو قوت مدد دونگا ورنہ میں

سرکوبی کو اس بیچارے کی کچھ کر نہیں ہوں برہان نے خواجہ کو نامہ جھٹ لکھکر فی الفور عرضی اپنے باپ کو لکھی اسمین سب حال مہرخ کا درج کیا
اور آزردہ ہونا خواجہ کا بھی لکھا وہ عرضی سحر کے پتلے کو دی کہ وہ لیکر خدمت شاہ کوکب مین آیا عرضی پیش کی بادشاہ عرضی
پڑھکر ہنسا اور پیشانی عرضی مذکور مزین بدستخط فرمائی کہ اے فرزند افراسیاب ملکہ مہرخ کو اپنے ظلمات طلسم مین قید کرنا چاہتا
ہے پھر کوئی کسی کے ظلمات طلسم مین جا نہین سکتا مگر خواجہ سلامت کو ہمنے مہمان کیا ہے اس وجہ سے ہم غافل نہین ہین کچھ غم مت
مین تم دیکھنا کہ کیا ظہور مین آتا ہے وہ عرضی دستخط کرکے پتلے کو دی اور آپ اہل دربار کی نظر سے غائب ہو گیا ادھر پتلے
نے آکر عرضی برہان کو دی ملکہ نے پڑھکر خواجہ سے کہا کہ آپ اطمینان رکھیں بادشاہ کو آپ کا بڑا خیال ہے عمرو اس کلمات
خاموش ہو رہا مگر کچھ مزاج شگفتہ ہوا ملکہ نے اسکی خاطر سے ایک پتلا سحر کا طلب کرکے حکم دیا کہ اے پتلے تجھکو معینت سور کی
دیجائیگی تو جا کر ملکہ مہرخ کو اٹھا لا اور اگر نہ لا سکے تو خبر لا کہ افراسیاب نے اسکی نسبت کیا معاملہ کیا پتلے نے کہا کہ اے ملکہ
پشت عقاب طلسم پر سے اتار لانا یا اس زنجیر کو کاٹنا جو عقاب کی پشت پر رکھی ہوئی تھی بہت دشوار ہے مگر مین جاتا ہون جیسا کچھ ہوگا
کرونگا یہ کہکر روانہ ہوا اور اسوقت آکر پہونچا کہ عقاب ملکہ مہرخ کو لیکر پار دریاے خونزدان کے اتر گیا تھا پتلا باغ سیب مین
اس سبب سے نہ گیا عرض کیا کہ وہان شاہ جادوان ہوگا تو عجب نہ سمجھنا جلا دیا جاؤنگا پس پھر کر برہان پاس گیا عرض کیا کہ مین گیا تھا
مگر آگے بس نہ چلا پھر آیا ملکہ نے یہ حال سنکر قصد کیا کہ خود جائے اس اثنا مین اس پتلے نے جو عرضی کوکب پاس لیگیا تھا عرض کیا کہ اے
ملکہ شاہ کوکب کو جب مین نے عرضی دی تھی تو وہ اسپر دستخط کرکے غائب ہو گئے تھے یہ کلمہ سنکر ملکہ کو یقین کامل ہوا کہ بادشاہ خود بنفس نفیس
برائے رہائی ملکہ مقید تشریف لیگئے ہین پس اپنے جانے سے باز رہی اور خواجہ سے یہ راز کہا عمرو کو بھی اطمینان ہوا اور
نظر بفضل کریم کارساز کرکے بیٹھا لیکن عقاب مہرخ کو لیے ہوئے باغ سیب مین آیا شاہ طلسم سریر مملکت پر جلوہ گر تھا برق
وسرمایہ و باغبان وزیران ذیشان پس پشت کھڑے تھے اہل دربار ساحران ذی تبار حاضر تھے کہ ناگاہ عقاب پر
سبکی نظر پڑی ہر ایک نے بادشاہ کی تعریف کرنا آغاز کی کہ کیا زبردستی سحر کی حضور نے جتائی ہے واہ وا کیا کہنا بادشاہ نے
خوش ہوکر وزیر سے فرمایا کہ اے باغبان اس مجرمہ کو زنجیر پکڑ کر اتار رے وزیر نے بڑھکر پشت عقاب پر سے ملکہ کو
اتارا بادشاہ نے سحر پڑھا کہ ارمان آتشین جسم مجرمہ پر لپٹے اور زنجیر اور بیڑیاں جسم سے اترکر بدستور پشت عقاب پر
جاکر ٹھہرین عقاب اسطرح کہ جیسے آیا تھا اڑکر چلا گیا بعد اسکے جابجا نیکے ساحران نامی مہرخ پر مسلط کیے کہ وہ گرد اسکے براے
حفاظت آگئے بعد اس انتظام کے شاہ بعتاب تمام گویا ہوا کہ کیوں اے نمک حرام غدار دیکھا تو نے اپنی خطا کا بدلا اب بتا
کہ کس عذاب الیم سے تجھکو قتل کرون مہرخ پشت عقاب پر سے اتر چکی تھی اس وجہ سے ہوش اسکے درست تھے اسنے جواب دیا
کہ اسوقت تو میرے سامنے جسطرح جی چاہے لاف وگزاف کرے کہ فلک نے اسیر دستگیر کرا کر تیرے سامنے پہونچایا
ہے انشاء اللہ سردار میرا عمرو عیار تجھ سے آکر عوض اسکا لیگا اور اگر قضا میری دیوان قدر مین تیرے ہی ہاتھ سے
لکھی ہے تو ناچاری ہے ورنہ میرے قتل پر تو قادر نہوگا او نمک حرام ازلی محسن کش مجھکو نمک حرام کہتا ہے حالانکہ نمک حرام تو آپ ہے کہ
بادشاہ اصلی اس طلسم کا شاہ لاچین تاجدار جادو تھا تو اسکا ملازم ہوا اور اس بادشاہ کو عین غفلت مین اسیر کرکے آپ
بادشاہ بن بیٹھا ہم سب اسکی رعایا اگر تجھسے لڑتے ہین تو کیا بیجا کرتے ہین بدلا اپنے آقا کا لینا باعث ثواب ہے نہ سبب

گرفتار ہوئی وہ عذاب ہے ایک روز تو بھی سامنے شاہزادہ اسد کے بندھا کھڑا ہوگا اسی طرح کہ جیسے تونے اس بادشاہ بیگناہ کو اسیر کر
رکھا ہی افراسیاب ان باتوں سے لسان شعلہ آتش کانپنے لگا اور تلوار پکڑکر تخت پر سے اٹھا کہ اس بدزبان کو مار ہی ڈالونگا
ایسا غصہ تھا کہ اپنے سر و پا کا ہوش نہ تھا تخت سے جو اترنے لگا دامن قبا کا پاؤں کے نیچے آگیا اچھکر گر پڑا اسکا ہی دولت
دوڑے جلد تر اٹھایا کہا شہنشاہ تامل فرمائیں اس مجرمہ کی گفتگو بموجب قول ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل دارد بگوید لایق
غصہ کب ہی اور کچھ ضرر رعب و داب شاہی کو اسکے بیان سے نہیں پہونچ سکتا ہی بادشاہ اسکے سمجھانے سے پھر تخت پر
بیٹھا اور کہا او مجرمہ میں تجھکو سارے طلسم میں تشہیر کرا کر دریاے نور پر لیجا کر تیرباران کراؤنگا اور بڑے عذاب سخت سے
ہلاک کرونگا مہرخ نے کہا کہ جو کچھ فرمان قضا جریان حاکم حقیقی کے یہانسے میرے نام جاری ہو چکا ہی اتنا ہی ہوگا تو کچھ میرا
نہ کر سکیگا بادشاہ کو پھر غصہ آیا اور حالت غضب میں ایک ریل جانب فلک اچھالا تا دیر بلندی پر جا کر غائب ہوگیا بعد
لمحے کے ایک میل فولادی لاٹ کیطرح چکر کھاتا ہوا زمین پر اترا اس لاٹ پر ایک ساحر بدشکل و نافرجام و بدگہر بیٹھا تھا اس
ساحر نے جب سلام کیا بادشاہ نے پیام دیا کہ لیجا اس مجرمہ کو اور لاٹ پر بٹھا کر تمام طلسم میں پھرا اسلیے کہ تمام عالم اسکو
دیکھے اس ہیئت سے اسکو تشہیر کرنا آگے آگے منادی ندا کرتا جائے اور ہر ایک شہر و قصبات کے تالیاں بجاتے ساتھ ہوں
سامان ذلت و فضیحت کی کوئی اٹھا نہ رکھنا جب سب طرح پھرا چکنا تو گنبد نور پر لیجانا طلسم کشا کو دکھانا پھر شہر ناپرسان کے
برج پر لیجانا وہانسے لشکر اسکے مطیعوں کا دکھائی دیتا ہی اس لشکر کو دکھانا وہ لشکری وہاں نہ آسکینگے دیکھینگے اور
کف افسوس ملینگے بعد انکے دکھانیکے دریاے نور پر لیجانا میں وہاں مع ملکہ حیرت و مصور کے آؤنگا اور اسکو تیر
باران کرونگا ساحر مذکور کہ نام اسکا مسلسل جادو ہی لاٹ پر سے کودا اور حسب حکم بادشاہ مہرخ کو اٹھا کر لاٹ پر
لایا اور شاہ کو سلام کر کے اشارہ کیا کہ وہ لاٹ پھر اڑی مہرخ نے دلسے کہا کہ محبت اہل اسلام میں یہ سزا تیرے لیے مہرخ
کا ہی ثمرہ الفت سواے رنج و ذلت کے اور کچھ نہیں کیونکہ درخت ولا کو آب جفا سے سینچا ہی اور تخم وفا کو زمین مصیبت میں
بویا ہی یہ کہتی تھی اور دل سے بعجز و منت تمام درگاہ مالک الملک میں استغاثہ کرتی تھی کہ

**نظم**

| | |
|---|---|
| خدایا بہ عزت کہ خوارم مکن | بذل گنہ شرمسارم مکن |
| مسلط مکن چون منی بر سرم | ز دست کسے من عقوبت برم |
| مرا شرمساری ز روئے تو بس | دگر شرمسارم مکن پیش کس |

یہ تو اسطرف بذلت تمام روانہ ہی یہاں بادشاہ طلسم نے دو ساحر دنکو حیرت پاس بھیجا کہ جا کر ملکہ سے کہو کہ مع افسران
لشکر و مصور و صورت نگار وغیرہ کے ہمارے پاس آؤ کہ تمھیں عجیب و غریب تماشہ دکھائیں یعنی تمھارے دشمن کو ہنڈولا
کر کے تیرباران کرینگے ساحران مذکور روانہ ہوئے اور خدمت حیرت میں آئے پیام شاہ اسکو پہونچایا وہ تو پہلے ہی سے
خوشی کر رہی تھی اس خبر کو سنکر ساحر دنکو خلعت دیکر رخصت کیا کہ تم چلو میں آتی ہوں وہ تو چلے گئے اور یہ بارگاہ سے باغ
مصور میں آئی اسنے تعظیم کی اسنے کہا کہ اے مرشد زادہ برق آپ آج اپنا حلیہ درست کیجیے آپ کی دعا سے سامری نے
یہ دن دکھایا ہی بادشاہ نے جلسے کو بلایا ہی یہ ماجرا درپیش ہی مصور بھی حال سنکر راضی ہوا کہ اچھا چلیے ملکہ وہاں سے

اپنی بارگاہ کو برائے تیاری سامان رفتن بھیری مگر اب حال ندرت اشتمال شاہ کوکب سنیے کہ یہ جو بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا
تھا تو اپنے طلسم باطن کے ایک مرحلہ پر آیا کہ وہاں قلعہ بنا تھا اس قلعہ کا مالک دست قدرت جادو وزیر دوم اسکا ہے
آمد شاہ معلوم کرکے تعظیم کی بیرون قلعہ آیا بادشاہ کو آکر تسلیم کی بادشاہ نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور کہا میں ایک مقام پر
جلتا ہوں تو بھی ہمراہ چل وہاں تجھکو اپنی جگہ پر اسلیے نہ بنایا کہ راستہ ادھر ہی سے جانیکا خیال کیا گیا کہ راہ سے بلا لینگے کیونکہ
عجلت بہت منظور ہے وزیر نے عرض کیا کہ فدایت شوم جہاں جانیے چلیے پس شاہ و وزیر دو طلسمات سے نکلکر طلسم ہوشربا
مین آئے وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ دریاے خونروان پر تر ناچ بہتا ہے پس دست ادب باندھ کر عرض کیا کہ ہر چند از
شاہان پوچھنا گستاخی ہے لیکن بر عنایت یہ ذرہ بیقدار بھی آگاہ کیا جائے کہ شاہ ذوالجاہ کا کیا ارادہ ہے بادشاہ نے
فرمایا کہ یہ سانحہ پیش آیا ہے جب وزیر نے سب حال سنا عرض پیرا ہوا کہ میری عقل ناقص میں یہ آتا ہے کہ ابھی ملازمان عالی کسی کے
طلسم باطن مین نہ تشریف لیجائیں کیونکہ دریا اترتے ہی لڑائی آغاز ہوگی مقصد تک پہونچنا دشوار ہو جائیگا اس سے مناسب ہے
کہ حضور ایک مقام بلند پر تشریف فرما رہیں میں بچہ بنکر ملکہ حیرت کو اٹھا لاتا ہوں اب اپنے یہاں سے لاٹ منگوا کر اس پر
اسکو سوار کیجیے اور لشکر بہار میں بھجوا دیجیے جو شخص کہ ملکہ مہرخ کے ساتھ افراسیاب سحر آکرے اس سے بڑھکر حیرت
کو یہاں ذلت دیجائے شاہ جادوان اگر برسر مقابلہ آئے اسوقت سمجھ لیا جائے بادشاہ نے اسکی رائے صواب اندیش
پر آفرین کہی اور دریا کیطرف جانے سے کنارہ کیا ایک مقام بلند پر آکر ٹھہرا اور وزیر سے فرمایا کہ جا جو کچھ تو نے
بیان کیا ہے وہ کر میں تیری مدد کرنیکو یہاں ٹھہرا ہوں وزیر آداب بجا لا کر اڑا اور لشکر حیرت پر آکر ٹھہرا حیرت خیمہ
مصور سے نکلکر اپنی بارگاہ کیجانب چلی تھی کہ وزیر مذکور بچہ بنکر جو گرا اسکو اٹھا کر لے اڑا حیرت سمجھی کہ شاید مجھکو جانے
مین جو حرج ہوا ہے افراسیاب نے بچہ بھیجکر مجھکو اٹھوا منگوایا ہے پس اس دھوکے میں اسنے سحر نہ کیا ہاتھ پاؤن بھی نہ ہلائے
جب بچہ لیکر اسکو بلند ہوا اور نہایت زور سے اسنے اسکی کمر کو تھامنا کہ اسکو تکلیف ہوئی اسنے خیال کیا کہ میرے شوہر
کا بھیجا ہوا بچہ اسطرح باہستگی لیجاتا تھا کہ مجھکو ذرا بھی نہ معلوم ہوتا تھا کہ کون لیگیا یہ کسطرح مجھکو لیجاتا ہے پس اسنے اس بچہ سے خطاب
کیا کہ اسے آہستہ لیچل نہیں جانتا کہ میں ملکہ طلسم ہوں بچہ نے سے آواز آئی کہ باش اے قحبہ تو قیدی ہے اور قیدی کو لیجاتے
ہیں کشان کشان یہ سننا تھا کہ اسکو دہشت طاری ہوئی اور سمجھی کہ یہ بچہ غیر کا بھیجا ہے پس سحر پڑھنا چاہا بچہ اسکو لیکر
آن واحد میں قندیل فلک ہو گیا آنکھین اسکی تموج ہوا سے بند گئین وزیر اسکو لیے خدمت بادشاہ مین آیا بادشاہ
نے سحر پڑھکر اسپر پھونکا کہ سحر اسنے فراموش کیا وزیر سے بادشاہ نے حکم دیا کہ میں دارالامارۃ مین اپنی جاتا ہوں
تو اسکو برائے طلسم خدمت ملکہ بران میں لیجا میں وہاں لاٹ بھیجونگا اور اپنے ظلمات کے ساحرونکو روانہ کرونگا کہ وہ
اسکو بہار پاس لیجائینگے مگر تو بھی انکے ساتھ رہنا افراسیاب ان ساحرونکو کہ وہ میرے طلسم کے مقام مرحلہ ہونگے
قتل نہ کر سکیگا لیکن شاید بہار وغیرہ کو دھمکا لے تو تجھے انکی اعانت کرنا ہوگی اور یہ ساحرہ ایسی زبردست ہے کہ
کسی سے مغلوب نہوتی مگر میں بادشاہ غیر طلسم اور ہمسر اسکے شوہر کا ہوں بدینوجہ میرے سحر نے اسکو سحر بھلا دیا ہے اور یہ
مدہوش ہے وزیر نے حسب الحکم بادشاہ اسکو لیکر پرواز کی وہاں ملکہ بہار جناب تسکین کی خواجہ بارہ دری مین آئی ہے

اور ایک کمرہ اسکا وا کیا ہی اس کمرے کے اندر آسمان سحر دکھلائی دیتا ہی زمین بالکل نہین ہی بجز اسکے اندھیر نظر آتا ہی سینے اس آسمان سحر کو کھینچ نب
پکا افسون پڑھکر پھونکا اسمین سے ایک ستارہ ٹوٹ کر گرا اور سب نے تیر شہاب بن زمین پر گرا ہی شروع مین ملکہ و خواجہ و مخمور کو لپیٹ کر
اس آسمان پر لیگیا وہان برج مثل برج آسمان بنے تھے ستارے انمین جڑے تھے بلند اسقدر تھے کہ تمام دنیا پیش نظر تھی ملکہ
وہان تخت پر بیٹھی اور کہا خواجہ یہ سب حال مہرخ کا نظر آئیگا عمرو نے دیکھا تو واقعی باغ سیب افراسیاب نظر آتا ہی مگر
آدمی وہانکے بالشت بھر کے دکھائی دیتے ہین یہ بیٹھکر ہر سمت ایک نگاہ دوڑانے لگا کہ اسکو دست قدرت وزیر حیرت کو
پنجہ مین دابے نظر آیا ازبسکہ یہ بھی تماشا تھا اسنے ملکہ سے کہا کہ ملکہ عجیب تماشا ہی کہ ایک عورت کو ایک ساحر پنجہ مین دابے اس
طرف آتا ہی ملکہ نے اسکے کہنے سے جو دیکھا وزیر دم کو پایا کہا یہ تو وزیر مستظلم ہی شاید میرے مقابلہ کو آیا ہی مین اجگہ ہون یہ بھٹکتا
پھریگا یہ کہکر ایک ستارہ کو اشارہ کیا کہ وہ [illegible] مین لپیٹ کر وزیر مذکور کو لایا وزیر نے آکر ملکہ کو تسلیم کی اور حیرت کو
سامنے لاکر ڈالدیا بران نے اسکو نہ پہچانا مگر عمرو نے کہا یہ تو حیرت ہی اس عرصہ مین شاہ کوکب بھی اپنے مقام پر آیا اور سحر پڑھا
کہ پہلے ایک پتلا پیدا ہو کر دست بستہ سامنے آیا اس سے کہا تو بران پاس جا اور کہنا کہ حیرت کو عمرو کے حوالے
کرو پتلا بھی آسمان سحر پر آیا پیام شاہ کہا ملکہ نے سحر پڑھکر حیرت کو ہاتھ زنجیر سحر مین باندھا وہ ہوشیار کیا حیرت ہوشیار ہوئی عمرو
نے کہا ای حیرت میرا بھی مجرا قبول ہو اسنے جو نگاہ اٹھا کر دیکھا بران و عمرو کو بیٹھے پایا ہر چند کہ غیر طلسم مین بیدست و پا تھی مگر پھر
بھی غصہ طاری ہوا اور چھوڑ دینا بلند کیا وہ زنجیر سحر جسمین یہ بندھی تھی ٹوٹ گئی اگر آسمان سحر پر نہ بیٹھی ہوتی تو یقین تھا کہ نکل جاتی مگر
زنجیر ٹوٹتے ہی بران نے اٹھکر ایک طمانچہ مارا کہ ہوش اوڑگئے تو نہیں جانتی کہ میرے باپ نے تجھکو پکڑ بلایا ہی اس عرصہ مین پتلا
جو کوکب نے بھیجا تھا وہ حیرت سے لپٹ گیا اور اسکو بہت خوب مضبوط باندھا زبان مین سوزن دیا پھر آواز آئی کہ اے
ملکہ اس بانزادی کو سینے میں بھیج کہ اسکو لاٹ پر بٹھاو اور یہی حال مہرخ کا افراسیاب کیا ہی عمرو نے آواز سنکر
ملکہ سے پوچھا کہ یہ کسکی صدا ہی اسنے کہا کہ یہ کوکب کی آواز ہی ذی اجلاس مین کو یہ تذکرہ ہی مگر شاہ کوکب نے اپنے مقام پر
ہیو بجکر سحر پڑھا اسطرح کہ جیسے افراسیاب کے سامنے بیل بطور لاٹ کے جو کچھ تھا وہ آیا تھا اسکے سامنے بھی یاد و ساحر
اسپر بیٹھے تھے سحر مین تا ہیر سامری تھے ایک کا نام حسین جادو دوسرے کو حصار جادو کہتے تھے ان دونون
نے جب بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے ارشاد کیا کہ اے زندان طلسم زور فشان یہ لاٹ لیکر تم قلعہ ہفت رنگ مین بران
کے پاس جاو وہان حیرت ہی اسکو لاٹ پر بٹھاکر لشکر مین مہرخ کے پہنچاو اور تمام طلسم ظاہر ہوشربا مین پھراو کوئی دقیقہ
اسکی ذلت و خواری مین اٹھا نہ رکھنا اور دست قدرت وزیر کو بھی اپنے ہمراہ لینا ہر چند کہ تم میرے طلسم کے محافظ ذات
ہو کوئی تمپر دست درازی نہ کر سکیگا کیونکہ وابستہ طلسم ہو اور اسی طرح طلسم ہوشربا کے وابستگان طلسم پر مین دست درازی
نہین کر سکتا ہون تاہم افراسیاب ساحر مثل برق ہی ابھی تعذری خبر رکھونگا ساحران مذکور حسب الحکم شاہ ذی شعور لاٹ لیکر
روانہ ہوئے بادشاہ نے پتلے ساتھ کر دیے کہ وہ پتلے انکو آسمان سحر پر لائے بران و عمرو وہان بیٹھے تھے ساحرون نے سلام
کیا ملکہ کو نے حیرت کو حوالہ کیا ساحرون نے بازو اسکا پکڑ کر لاٹ پر بٹھایا اور وزیر مسطورہ بالا کو ساتھ لیا عمرو نے ایک نامہ بنام ملکہ بہار
لکھا یا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ تم اپنی بہن کی ذلت بچشم دیکھکر آزردہ نہ ہونا گواہ ہی کہ تم اہل اسلام کسی جلیل کو ذلیل کرنا نہین چاہتے مین

بلکہ تم لشکر اسلام مین بقا کو ذلت دیکر عتاب میرے آقا امیر کا اُٹھا چکی ہو بس یہ امر نسبت حیرت تجویز کیا ہے واشد کوکب کا ہی اور مین اس باعث سے راضی ہوا ہون کہ میرے بادشاہ لشکر کو کہ نیز تمھاری بھی رشتہ مین بزرگ ہین اور ملکہ مہ جبین الماس پوش کی نانی ہین یعنی ملکہ سہرخ اُنکے ساتھ بھی افراسیاب خانہ خراب نے یہی ذلت و رسوائی جائز رکھی ہے اور اُنکی رہائی مین بیان بادشاہ عاجز ہوے جب یہ امر واسطے حیرت کے معین کیا گیا ہے تمھاری تسکین کیلیے یہ چند کلمے مین نے لکھ بھیجے ہین تم خود عنایت خداسے دانشمند ہو اس ہنگامے کے سب پہلو اور جوانب سمجھ لو گی یہ نامہ انھین ساحرون کو دیا کہ ہمارے لشکر مین بھیجدیں ساحر نامہ لیکر مع لاٹ روانہ ہوے اور بازبسکہ عجلت منظور تھی تو دست قدرت براہ طلسم کہ جس راہ سے آیا تھا اُدھر ہی لیکر چلا اور پتلے سحر کے بزور لڑکے بنائے ایک دہل زن ڈھنڈھورا پیٹتا آگے آگے لعبہ ذلت لشکر سہرخ مین مجرمہ کو پہونچا یہان لشکر دیکھ کر اُسکے اک غلغلہ ہوا لڑکے لشکر کے دوڑے ہر سمت غل ہوا کہ چھوک سوانگ آیا ہے تماشہ دیکھو اس سانحہ کی خبر ملکہ بہار کو اہلکارون نے پہنچائی اُسکو نسبت اپنی بہن کے یہ ذلت سنکر بڑا رنج ہوا چاہتی تھی کہ جاکر مانع ہو اور ساحر جو حیرت کو رہا نہ کرین تو اُنسے مقابلہ کرون اسوقت وہ نامہ جو عمرو نے لکھدیا تھا ایک پتلے نے لا کر اُسکو دیا جب یہ معلوم ہوا کہ سہرخ کے ساتھ بھی یہ ہی کیا گیا ہے وہ رنج جاتا رہا اور سردارون سے کہا کہ تیاری کرو حیرت ہمیر کرا آئی جب کی ہر بیتھی ہے کہ لشکر زن حیرت سے جدا ہے کرین بس یہان بھی تیاری رہے یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کمر بندی ہونے لگی وہ ساحر لاٹ لیے ہوے پہلے سامنے لشکر حیرت کے آئے وہان بھی غلغلہ برپا ہوا لشکر کے افسرون نے جو خیمون سے نکل کر دیکھا تو عجب ماجرا نظر آیا کہ بموجب

**ابیات**

| | |
|---|---|
| بٹھایا ہے حیرت کو یون لاٹ پر | بڑھے جس طرح بانس پر اُڑ کر |
| دُہل زن ندا کرتا ہے یون پکار | کہ اے ساحرو دیکھو خر نہ مہار |
| خدا کی ہے خلقت عمل شاہ کا | یہ ہے حکم ترا ان ذیجاہ کا |
| کہ حیرت کا رفعت پہ ہے مرتبا | گزرو کیسا ابلیسون ہے رتبہ بڑھا |
| چڑھی بانس پر بیسوا کیا ہے آج | فرشتون سے رتبہ لگایا ہے آج |
| دہل زن کے پیچھے یہ سامان تھے | دیا تھے اسباب تضحیک کے |
| کیا منہ تھا کالا مچلنگا اُڑھا | اگر نصف منہ سرخ اُسکا رنگا |
| کھڑے لاٹ کے گرد لڑکے تمام | بجاتے ہوے تالیان شادکام |
| لیے سر پہ جھاڑو دیا ہے جنون | بلاتے تھے ساحر ادھر اور ادھر |
| دھتا ہے دھتا ہے کا اک شور تھا | فلک کی برائی سے کیا زور تھا |
| زنبیلین کہین تھین کہین تالیان | تماشے کہین تھے کہین گولیان |
| پڑی تھی یہی ہر طرف کو پکار | کرو جوتیان مجرمہ پر نثار |

یہ ذلت اپنی ملکہ کی دیکھکر جملہ افسران لشکر آمادہ مرگ و جیسا ہے ویسا ہوے جلدی جلدی کمر بندی ہوئی مسلح ہو کر جانب لاٹ چلے اتنے عرصے مین بہار بھی فوج تیار کرا کر چلی تھی اسوقت اُس شان و شوکت سے بعبد عظمت پہونچی کہ مقتضاے ابیات

لکھا کہ نتیجہ کا لیجانا بیان کیا بادشاہ کو تردد ہوا اور کتاب سامری منگا کر حال حیرت کا دیکھا اسمین کل ماجرا تشہیر ہونیکا معلوم کرکے
فرط غضب سے بیسان برگ بید کانپنے لگا دود غضب دماغ کے پار نکل گیا کتاب بند کرکے براہ نجابت کسی سے کچھ نہ کہا سحر پڑھکر صندل لا
وہی لات جسپر مہرخ کو بٹھا کر ساحر لیگیا تھا چکر کھاتی ہوئی روئے ہوا سے سامنے آگری برکت طاعت اسلام سے جو ساحر
کہ ملکہ مذکور کو تشہیر کرنے لیگیا تھا اسکے شر سے حافظ حقیقی نے بچایا تھا یعنی وہ انتظار یہ کرتا تھا کہ جب بادشاہ مع ملکہ حیرت
تشریف لائیں تو مین اس مجرمہ کو تشہیر کروں ہر چند کہ بادشاہ کہہ گیا تھا کہ مین دریائے نور پر آؤنگا تو اسکو تشہیر کرنا مگر اللہ کریم نے
محافظ کے دل مین یہی بات پیدا کر دی کہ جسوقت بادشاہ آئے مجھو قسمت مین ذلت مجرمہ کو دون مہرخ کا نہ منہ کالا تھا نہ کوئی سامان
ایسا ذلت کا تھا کہ جسطرح پھر حیرت اسباب ذلت مہیا ہی چنانچہ جب وہ لات سامنے آئی بادشاہ نے محافظ سے کہا کہ دریائے
خونخوار پر یہ ساحر حسب الحکم روانہ ہو بادشاہ مع اہل دربار سے فرمایا کہ خبردار پیچھے نہ آنا اور نہ میرے عقب میں آنا
اور مصور سے کہا کہ آپ بھی یہین تشریف رکھیے مین حاضر ہوتا ہون وہ بھی وہان ٹھہرا اور بادشاہ وہانسے غائب ہو کر
قریب دریائے خونخوار آیا یہان لات مہرخ کی لئے ساحر حاضر تھا بادشاہ حال حیرت کا دیکھکر رو دیا اور مہرخ کی لات
بزور سحر اپنے ہاتھون مین لیکر اُس پار دریائے مذکور کے اُترا اور وفور غضب سے اس لات کو ایک پہاڑی پر جو متصل دریا
تھی پٹکے زور سے مارا کہ مہرخ کی ہڈیان چور چور ہو جائیں لیکن مہرخ کو جیسے ہی مع لات لیکے پہاڑ پر پٹکا کوکب بطور
مخفی اپنی لات کے ساتھ آیا پنجہ بنکر جو گرا زمین تک مہرخ کو نہ پہونچنے دیا اور دک کر بیچ ہی مین سے لیگیا اور نعرہ کیا منم کوکب روشن ضمیر
لیکن افراسیاب حال حیرت کا دیکھکر ایسا بیتاب و بیقرار تھا کہ کچھ اُسکے نعرے کا خیال نہ کیا آپ بھی پنجہ بنکر جو گرا حیرت کو لات
پر سے اٹھا کر بلند ہو گیا اور غیرت کے سبب سے نعرہ بھی نہین کیا ہر چند کہ لات یہ طلسم کوکب کی ہر اور اسپر سے مجرم کو کوئی اتار
نہین سکتا کیونکہ زندان ہر طلسم کا وابستہ طلسم ہوتا ہی سوائے طلسم کشا کے اور لوح طلسمی کے اور کوئی غالب آئے کیا مجال جیسا
کہ گنبد نور پر سے اسد کو کوکب نہین لا سکتا ہی پس افراسیاب قیدی کو طلسمی لات پر سے اگر کوئی کہے کہ کیون لیگیا تو سبب
اسکا یہ ہی کہ کوکب نے جب مہرخ کو پایا تو محافظان لات نے از خود طرح دی کر بدلا ہو گیا الیجانے دو کچھ ہمیشہ تشہیر تو کر سکینگے
نہین اور اس مجرمہ کا ہمزاد دریائے نیل مین قتل ہونا اُسکا ممکن نہین اگر قید رکھین تو زوجہ بادشاہ طلسم یا بادشاہ طلسم
قید بھی نہین رہ سکتا ہی پس باین خیالات افراسیاب جب پنجہ بنکر گرا تو محافظون نے سحر حیرت پر سے دفع کر دیا اور اختیار قید
رکھنے کا اٹھا لیا حاصل مرام جب حیرت و مہرخ کو دونون بادشاہ لیکر روانہ ہو گئے لشکر پر حیرت و بہار بھی پھر کر اپنے اپنے
مقام پر آئے لشکر کو بھی آسودہ ہوئے عیاران اسلام نے آکر ملکہ بہار سے بیان کیا کہ پنجہ جو حیرت اور مہرخ کو لیگئے کوکب
و افراسیاب تھے بہانے دونون کے رہا ہونے سے سجدہ شکر خدا کیا اور مصروف راحت ہوئی ادھر شاہ جادوان نے
حیرت کو لاکر باغ سیب مین اتارا مگر علیحدہ ایک بنگلہ مین کہ اہل دربار اُسکا حال تار نہ دیکھین چنانچہ وہان اسکی زبان سے
سوزن نکالا منہ دھلایا کپڑے بدلوائے حیرت کو جب ہوش آیا بادشاہ کو اپنے پاس دیکھکر چیخین مار کر رونے لگی سر اپنا زور
سے پیٹا اور شور واویلا بلند کیا کہ اے شہنشاہ ساحران اب یہ حال ذلت کا پہونچا کہ تیرے ناموس کو لوگ کیڑے سمجھتے ہین دو
بیٹیون سے بھی بدتر اُنکا حال کرتے ہین کہ منہ کالا کرکے ڈھنڈورا پیٹتے ہین اب مین اس طلسم مین کسیکو اپنا منہ نہ دکھاؤنگی زہر

کھا کر مر جاؤنگی ہائے جب میں کسی کی کنیز پر خفا ہونگی تو وہ بھی طعنہ دیگی کہ بی بی جب سے منہ ڈالی گئی ہیں غصہ زیادہ ہو گیا ہے
افسوس میں طلسم کی میں بادشاہت کروں اور مجھکو یہ ذلت ہو ہائے میری صورت دیکھکر کیا کہیگی افراسیاب نے کہا اے ملکہ دنیا
تمہارا جانا سے ہے اگر مجھکو یہ ذلت ہوتی تو چنداں رنج نہ تھا اسے کہ تمہاری ذات میرے لیے بڑی رسوائی کا سبب کہ
تم عورت ہو اور میری ناموس کہلاتی ہو ناموس کی عصمت بچانے کے لیے انسان کیا کچھ نہیں کرتا ہے اور تمہارے دامن پر بھی غیر کی گرد
نہیں کر سکتا اے بایان خوش اگر کوکب کے گھر سے گھسکر میں مہرخ کو نہ پکڑ لایا اور اسکو بعذاب الیم نہ قتل کیا تو کچھ کام نہیں کیا
اے ملکہ اب تم چلکر تخت شاہی پر بیٹھو میں مہرخ کو پکڑنے جاتا ہوں غرضکہ اسکے سمجھانے سے سب منتظر دیکر آنکھیں نیچی کر لیں کہ
ملکہ کو شرمندگی نہ ہو اور شاہ طلسم نے عزم کیا کہ میں طلسم کوکب میں جاؤں اسکے بعد یہ دونوں حرم کی آئیں اپنے اپنے مقام
پر گئیں اور افراسیاب ہنوز روانہ نہوا تھا کہ عرضی مہر نگار کی بچہ سحر لایا بادشاہ نے عرضی لیکر پڑھی لکھا تھا کہ ملازمان شاہی
سے نسبت عاصی کمترین کے حکم عالی شرف نفاذ پایا تھا کہ جانب کوہ عقیق ہمراہ خداوند باختر جائے چنانچہ یہ عاجزہ خدمت
حضور سے واپس آکر سخت بیمار ہو گئی اور جانے سے قاصر رہی امید کہ میری خطائے عدول حکمی کو براہ عدل و کرم معاف فرمائیں
اور نسبت میرے فرزند کے کہ غلام درگاہ شہنشاہی ہے حکم خادمان عالیشان آستان معلی سے صادر ہو کہ میرے عوض وہ حاضر
جناب خداوند ہو کر کام بندہ ہائے خاطی کا تمام کرے تا ماہ تا بماہی بجہت سامری زیر نگین شاہی ہے یہ عریضہ پڑھکر
بادشاہ غصہ ناک ہوتا ہی اور زیادہ غضب آلود ہوا اور عرضی پر دستخط کیا کہ عذر بیجا نظر اشرف سے گذرا اپنے بیٹے کو بھی خدمت
خداوندی میں روانہ کر اور تو بھی عقب اسکے بعد تخفیف مرض جلد تر بگرائے منزل ہو ما بدولت ہو ورنہ بصورت انحراف درزی مورد عتاب
بارگاہ شاہی ہوگی یہ دستخط کرکے بچہ کو عرضی دی کہ وہ لیکر روانہ ہوا اگر اب تتمہ حال مہرخ خجستہ خصال کا مذکور ہوتا ہے کہ اسکو جو بچہ میں
وابکر شاہ کوکب لیگیا تو اپنے دار الامارۃ کے متصل ایک باغ تھا اسمیں لایا اور دختر پر تھکر جو کچھ اثرات سحر کا تھا دفع کیا
اور آپ وہاں سے اپنے دار الامارۃ میں آکر سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوا یہاں جو آنکھ ملکہ کی کھلی باغ پر بہار میں اپنے تئیں پایا
سجدۂ شکر باغبان حقیقی ادا کرکے یک نگاہ براے سیر باغ دوڑایا دیکھا کہ وہ بوستان فرح افزا نہال طلسمی سے نہال ہے
عروس گلزار لالہ کی لال ہے گل ہنستے ہیں درخت باتیں کرتے ہیں جانوران خوش الحان زمزمہ سرا ہیں اگر اشعار عاشقانہ پڑھتے ہیں
بھونکو نسیم غالیہ بیز و عنبر شمیم کے دماغ شاہد گلشن بسا ہے غنچہ ایسا اترا رہا ہے کہ منھ سے نہیں بولتا ہے کسی پھول کا جوبن
بہ از حسن یار گلعذار ہے کہیں غنچہ کا دہن رنگ پان نگار طرحدار ہے نہر چمن کے کنارے ہزارا آب فشاں ہے بط و قاز و تذرو
کا مجمع ہے سرو صنوبر کو بڑا ناز ہے ہر ایک سے کھنچے اور کشیدہ خاطر و آزاد رہنے کا انداز ہے جوانان چمن اکڑتے ہیں شاہد
گلشن کے منھ سے پھول جھڑتے ہیں

نظم

جو پہنے ہیں لباس سبز اشجار — گلے میں خوشنما پھولوں کے ہیں ہار
شگفتہ ہیں عروسان چمن آج — سر ہر شاخ پر غنچہ بنا تاج
عیاں ہے شاہد گل سے تجمل — پیالے پھول کے ہیں ساغر گل
لگی ہے لالہ و گل سے دہان آگ — پڑے گاتے ہیں مرغان چمن راگ

دھوان دھار ابر ہر سو چھا رہا ہی — پہاڑون سے زمین پر آرہا ہی
پڑا ہے شور فصل گل کا اکثر — چہکتے ہین یہ بلبل شاخ گل پر
چمن مین ہو رہا ہے رقص طاؤس — خزان ملتی ہے اپنے دست افسوس

بیچ باغ مین جو بارہ دری بنی آرائش مین عروس شب اول بنی تھی ستون اُسکے جواہر نگار تھے پردے دردون مین زرتار کے سنہری اُنپر سلمے ستارے کے بنے موتیون کی بیل کی ڈوریان کلابتون کی پھندنے مقیش کے لٹکتے ملکہ موصوفہ نے آکر پردہ اُٹھایا دیکھا ایک نیچہ کھٹ مرصع پایون کا بچھا ہی ایکجانب سنہری پر موتیون کا جال پڑا ہی شہ نشین پر تخت جواہر کا گسترده ہی زیر تخت مسند مغرق آراستہ ہی تخت پر ملکہ بران بصد زینت جلوہ فرما ہی مگر تنہا ہی مہرخ کو دیکھکر تخت سے اٹھی رسم تعظیم ادا کی اور ہاتھ پکڑکر تخت پر بٹھایا پھر باواز بلند کچھ فرمایا کہ گوشہاے بارہ دری سے چند کنیزان قمر سیما حاضر ہوئین اور کشتی شراب ناب کی لیکر جام مے ارغوانی مہرخ کو دینے لگین یہ مصروف بادہ خواری ہوئی لیکن وہان قلعہ ہفت رنگ مین بران اصلی سمان سحر پر سے عمرو کو اپنے مقام پر لائی ۔۔ ذکر ملکہ مہرخ رہی ہی کہ ایک تماشا وہ کوکب کا نامہ لایا ملکہ نے زرنثار کرا کر نامہ لیا اور پڑھ سارا حال [illegible] مہرخ نے [illegible] لکھی تھی اور یہ رقیمہ بھاگ کھانا [illegible] ہمشیرہ کے پاس باغ عیش مین مہرخ ہی تم بلوا اور فرزندانکی مرتبہ استقبال [illegible] شہزادان جادو دلشت اُسکو لیاؤ اور دعوت کرو پھر رخصت کردینا یہ مضمون پڑھکر وہ نامہ خواجہ کو دکھلایا عمرو بھی بہت محظوظ ہوا اور [illegible] کو رخصت کرکے سامان استقبال و دعوت ملکہ مہرخ مین بران انتظام مین ہوئی یہ تو مصروف انتظام استقبال و دعوت ہی اور افراسیاب بہ گرفتاری مہرخ اس طلسم مین آیا چاہتا ہی مگر اب پہلے حال خسران مآل لقاے بدخصال و امیر فرخندہ فال بیان ہوتا ہے

## داستان روانہ ہونا سحر نگاہ جادو و قہر نگاہ کے بیٹے کا بہمدد لقا اور راہ مین عاشق ہوکر زوجۂ طائر جادو ملازم کوکب پر چھین لینا اُسکے محلے کا ساحران ہمراہ سواری کا بھاگ کر جانا اور خبر کرنا طائر جادو سے اُسکا فریاد کرنا ملکۂ بران سے اور بھیجنا ملکۂ مذکور کا ایک ساحر زبردست کو واسطے لانے زوجۂ طائر کے اور اُسی ساحر کے ہاتھ بطور مخفی نامہ بھیجنا شہزادۂ ایرج نوجوان کو اور شہزادۂ نورالدہر کو نامہ لکھنا ثمور کا بصورت پوشیدہ اور بعد جنگ آنا زوجۂ طائر کا شوہر پاس اور بلوانا مہرخ کو استقبال کرکے بران کا اور پکڑ لیجانا جلسۂ دعوت سے افراسیاب کا اور زیر تیغ لیجاکر بٹھانا کوکب کا جاکر چھڑانا اور قہر نگاہ کا

| بشنوی این فسانہ از لب یار | از شراب سخن شدہ سرشار | پھر کہاں تم ہو اور کہاں ساقی |
|---|---|---|

سرمستان کیفیت مے بیان و سرشاران بادۂ بیان ہمت بمیکدہ تقریر میں یوں قدم دھرتے ہیں اور شراب سخن پیمانۂ تحریر میں
داستان میں اس طرح بھرتے ہیں کہ جب عریضہ دختر شاہ طلسم قہر نگاہ پہونچا خوف عتاب بادشاہ سے اسیوقت اپنے بیٹے سحر نگاہ کو
بارہ ہزار ساحر سے جانب لقا روانہ کیا اور آپ بھی عازم روانگی ہوئی مگر بیٹا اسکا مع حشم و خدم روانہ ہوا اژدر دمان پر
سوار تھا طائران سحر پر سوار ہر ساحر غدار مقابلہ دے ہوا وہ لشکر اڑتا سیر کوہ و دشت کرتا قریب کوہ عقیق پہونچا اور ایک
کوہ پر مقام سبز و خرم دیکھ قیام پذیر ہوا کہ کل کوچ کر کے لشکر مدد دینے میں پہونچ جاؤنگا غرضکہ اس مقام پر ٹھہر کر سیر و تماشائے
گلہائے رنگا رنگ کرنے لگا اور تفریحاً پہاڑ پر ٹہلتا تھا ناگاہ بر روئے ہوا عجیب تماشا نظر آیا کہ بہت سے ساحر سرخ سرخ
پیراہن پہنے ہوئے تلواریں کاندھوں پر رکھے اڑتے جاتے ہیں انکے پیچھے کچھ چوبدار عصائے نقرئی لیئے صدائے طرقوا لگاتے
ہیں اور ایک محافہ زرین دو عقاب لیئے ہوئے ہیں سنبھالے جسکا پٹھا جواہر دوزی ہے بعد تزئین ایک جانب کو جاتے ہیں محافہ کو کہاریاں
کمسن پیاری پیاریاں گیسو چھٹے ہیں لباس تحفہ سے آراستہ زیور جواہر کا ہے پیراستہ مخملین طلائی سر و تیر لگائے ہیں محافہ
میں وہ شعلہ حسن سوار ہے کہ جسکے عارض پر نور کی ضو پردہ سے ظاہر ہے یا مہر درخشان شمع شبستان ہے محافہ برج حمل ہے وہ آفتاب
تابان ہے مثال ثریا معدن میں گوہر ہے یا نور کے ہالہ میں قمر درپردہ فانوس میں شمع روشن ہے یا سینۂ عشاق میں خیال دلدار
پردے میں یہ کیفیت جو اسنے دیکھی براہ شوخی ایسا سحر پڑھا دستک دی کہ عقابوں کے پاؤں سے جھکے اور جب وہ گرنے لگے تو
زمین پر اتر آئے انکے اترنے سے ہمراہیان سواری بھی اترے اسنے قریب محافہ جا کر پردہ اٹھانیکا قصد کیا ملازمین تیغ
ہوئے چوبدار اور بہت سی عصا اور تلوار پکڑ کر آگے بڑھے کہ خبردار ہماری ملکہ کی سواری ہے تو جادہ ادب سے قدم آگے نہ دھر تا اسنے
کہنا انکا نہ سنا اور ایک سحر پڑھ کر مارا کہ دھواں زمین سے پیدا ہو کر ہر ایک کی آنکھوں میں لگا اور ہر ایک اندھا ہوا از بسکہ
وہ لوگ چلانے لگے [illegible] سرمنشب سے کیا اڑتے ہی تھو تھو روتے تھے اور کہتے تھے کہ او رہزن راہ عصمت بدبخت
ملازم شاہ کوکب خائف جادو کی عزت پر لے ہے سے شوہر کے پاس اپنی جاتی تھی جو تو نے یہ رہزنی کی دیکھ تو کیا بلا تجھے
سر پر آتی ہے اور سزا اس کردار کی تیری جان پائیگی یہ کہکر وہ چپ رہے وہ عقاب جو محافہ اٹھائے تھے وہ بھی ساحر تھے
بزور سحر صورت عقاب کی بنائے تھے [illegible] اسنے ایک [illegible] مارا کہ وہ عقاب جو سامنے تھا
اسکے سینے پر پڑا اور پشت سے گذر گیا دوسرا عقاب اپنے بھائی کا یہ حال خراب دیکھکر [illegible] ہوا اڑ کر اپنے مالک کیطرف گیا کہاریاں
سر پیٹنے بلبلانے لگے جیسا یہ تم کسی نے بھی کبھی کیا ہے [illegible] ناموس میں رخنہ پردازی کیجاتی ہے اسے خوف سامری دلقا کر
کیا تیری جورو اور بیٹی نہیں ہے یہ ظلم ستا بھی کہیں ہے اسنے جواب دیا کہ کوکب ہمارے بادشاہ سے منحرف ہو گیا اور عمرو کے ساتھ
دین بھی اپنا کھو دیا ہے ہمکو یہ ظلم کرنا اسکے ملازموں پر روا ہے یہ کہکر [illegible] خوف جان سے خاموش ہو رہیں اور
اسنے پردہ محافہ کا اٹھایا حسن جگرسوز اس پردہ نشین مشکوئے عزت نظر آیا کہ جسکا سواد زلف کشور دل میں اندھیر مچا دے
اور اقلیم جسم خاکی اسکی تلاش میں برباد ہو جائے چہرہ اسکا آئینہ مہر کو روبرو سے اندھا کرتا رخسار آتشین اسکا خانۂ دل میں
آگ لگاتا چشم و ابرو وہ سرنگ غدار [illegible] تیغ مژگان [illegible] جان والیان لوٹنے پر تیار [illegible] اس کا

خداسے مین نہین ڈرتا شوہر تیرا اگر بر سر مقدمہ آئیگا تو وہ سزا پائیگا اور طرح جہان مین میرا تو تیرے عشق مین یہ حال ہے کہ فرد مارا گیا تب گذرا بوسہ سے تیرے بتکے ملک تیرتش لڑکا تھا تو ہمین بہی تھا وہ اس نازنین نے جواب دیا کہ اگر تو نے مجھے چند روز کی مہلت دی اور زبردستی میرے ساتھہ کی تو مین خنجر مار کر مر جاونگی یا میرا پیا ہو نگی جب اسنے یہ مضمون سنا تو چاہا بارگاہ سے نکل کر خدمت خداوند مین آیا اور اپنے درد دل سے بختیارک کو آگاہ کیا اسنے صلاح بتائی کہ تم ان مسلمانون سے مقابلہ کرکے بہت جلد ہلاک کرو تمھاری زبردستی دیکھکر کوئی پھر ارادہ مقابلہ کا نہ کریگا اور وہ معشوق بھی راضی ہو جائیگی اسنے کہا اچھا بجز اسیوقت طبل جنگ بجے تاکہ کل مین سب اہل اسلام کو غارت کرون زیادہ اس جنگ مین عرصہ نہ کھینچے بختیارک نے حسب منشا اسکے لقا سے عرض کیا اس گبہرنے حکم نقارہ حرب بجنے کا دیا عیار نقارخانہ مین گئے طبل جنگ پر چوب پڑی ساحر دمین نفیر سحر پھونکی ہر کارے لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین گئے رات کے دربار مین سردار جمع تھے کہ ہرکارے خبر آگاہ درپر ٹھہر کر بعد زمین بوسی دعا و ثنائے بادشاہی زبان پر لائے اور خبر عرض کرنے لگے

## قطعہ

ایسی ہے ترے عہد مین اسلام کی عزت　　ہے رشتۂ تسبیح رگ جان کے برابر
گر سو ہون زبانین مری مثل گل صد برگ　　ہو شکر نہ تیرے گل احسان کے برابر

اسوقت جو سرحد آرائی اسنے کچھ صلاح کرکے طبل رزم بجوایا ہے یہ کہکر جب ہرکارے چلے گئے شاہ گردون بارگاہ نے بھی حکم نواختن طبل سکندری دیا نوبت بجی اوس حربی ادھر بھی گڑگڑایا دربار برخاست ہوا ہر سردار اپنے اپنے مقام پر آیا تہیہ اسلحہ فوج ہونے لگے ہر ایک مین جوش زن ہوا آراستہ و پیراستہ ہر ایک صف شکن ہوا درست اسباب جنگ ہوا تیغ و خنجر کی جھنکار تھی طرفہ تفنگ کے باڑھ تھی شمشیر ہلال صاعقہ خصال شعلہ بار تھی بجلی تلوار کی جب چمک جاتی تھی چشم مہتاب جھپک جاتی تھی ضیا بازی شمشیر زیر ابر مثل مطلع صاف ہو نیکی خبر دیتی سپردون کی ہالی خون برسنے سے آگاہ کرتی **مولف**

جو ہر تیغ موج تمسک تھے　　نکلے تھے چرخ رزم پر تارے
ملتہائے زرہ کمان پر جوش　　تھی شجاعت جو انکی حلقہ بگوش
باتین آپس مین کرتے تھے جوان　　کل عدو کے لیئے ہے نوک سنان
جان لڑائی مین ہم لڑا دینگے　　نام رستم کو ہم مٹا دینگے
شور بوق و نفیر و طبل و دہل　　کر رہا تھا یہ چارسو سے غل
ہان دلیرو کہین نہ گھبرانا　　نام گر چاہیے تو مرجانا

رات بھر تیاری سامان جدال مین بہادران روزگار نے بسر کی آخر شب شاہ خاور کا نو بامان گیا ساحرہ لیل کو سوائے بھاگنے کے اور کچھ نہ بن آیا رخ پردۂ عدم مین چھپایا کہ بموجب **ابیات**

کہ جب روئے سحر نور بخت　　ہر اک جانب قریب و دور بجتا
صدا لشکر سے پھر آئی گجر کی　　اذان دی ہر موذن نے سحر کی

لشکر ساحران شب گجر سحر خوان رہنما دم گجر سحر مثل جانب میدان روان ہوا القاہبی فیل پر سوار ہو کر وارد دشت قتال ہوا

ہوے جنے لگے غول بندھنے لگے مورچون کے بند وبست ہوے زمین پست و بلند کو ہموار درست کرنے لگے امیر کشورگیر بعد فراغ نماز
سحر مسلح و مکمل ہوکر اشقر پر سوار ہوکے در دولت شاہ باتوقیر پر آئے بادشاہ فلک جاہ جب برآمد ہوے مجرا و سلام ہر سردار و جری کا
کا ہوا سامان باد بہاری آگ برسانے بگلون نے گھوڑے کو اڑایا ترکشون نے ترکا سنایا صبح کا وقت نور کا تڑکا منقبت سنانے والے
نقیبون کا پڑھنا نسیم سحری کا فرفر چلنا دنگو نکا تیر کیطرح بڑھ کر صف ہوجانا بہادر و نکے دلمین جو ہماے شجاعت کا بڑھنا مرکبو نکا طرارے
بھرنا عجیب بہار دکھاتا تا بوستان شجاعت پھلا پھولا نظر آتا سبزہ رنگ چہرا ونکا بڑھتا سبزہ لہلہانیکی کیفیت دکھاتا اسی شوکت
وشان سے بڑی آن و بان سے سواری بادشاہ عالم پناہ کی صحرائے کارزار میں پہونچی

## نظم

| | |
|---|---|
| بپوشید شد چشمۂ آفتاب | ز پیکانہاے درخشان چو آب |
| فروغ سر نیزہ و تیر و تیغ | نمایان چنان چون ستارہ بمیغ |
| ہمہ یکسر از جاے برخاستند | جہان را بجوشن بیاراستند |

جب اردو میدان نبرد ہوے صفین جنگ مین میمنہ و میسرہ وغیرہ کی ترتیب کے بعد قلب لشکر مین تخت شاہ اسعد کیانی شہزادہ قاسم
جو اصفوف لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھکر امیر کا اشقر ٹھہرا علم اژدر پیکر کا پھر پھرا چلا یعنی کوہ سے اژدر پیچان کے
صدا لے صاحبقران یا صاحبقران آنے لگی خوشبو دشت مین مشک عنبر کی اپنی نقیب لگاتے کر کیٹ پکارتے کہ جنگل مین آج جنگل جھنو
مردو یا پیری کو بار و بہت سپوت مائی کے لعل جیالے بار و رن کو دیکھے کے جی بیکل ہی جان تو قوم مین سکی جلدی پہ صدا سنکر بہادر بھوکے
سحر نگاہ اژدر ہا اڑا کر حسب فرمان لقائے بدگہر میدان مین آیا آگ تیغ برسا کر بہت کچھ نیرنگ سحر دکھلا کر للکارا کہ لے بندگان
مغضوب خداوند بتاؤ مرگ تمکو ہو تو آب تیغ پی جاؤ اس قیسب کو سنکر طول تخجر مست بریری لازم قاسم خاوری نے
دست چپ گیند لاہنا بکالا اور شہزادہ قاسم کیطرف بہ اجازت پانی چاہتا کہ شہزادہ موصوف نے اشارہ کیا وہ بہادر سامنے
تخت بادشاہ کے آیا شاہ عالیجاہ نے حسب مستدعا اسکے سپرد فرمایا وہ گیند اچھال کر کے مقابل حریف پہونچا اسنے ضربت
طلب کی اسنے فرمایا کہ یہ کام اہل اسلام کا نہین کہ پیش دستی کرین تو اول جو حملہ اپنا تجھکو لے جب خدا تیری ضربت سے ہمکو
بچائیگا اسوقت دیکھیو جو کچھ سانحہ گذریگا سحر نگاہ اسکی بات پر ہنسا اور سحر اسنے پڑھا کہ ایک بجلی آسمان پر چمک کر اس
بہادر پر گری گر اسنے اپنا جلد گیند اوپر اچھالا کہ بجلی زمین مین سما گئی اور یہ بہادر پہلے ساحر پاس کو ٹھہرا اور پکارا کہ خبردار
ہوشیار ہو کر زمانہ اتنا قریب پہونچا یہ کہکر ساطور گرانبار اسکے سر نحس پر لگایا اسنے ساطور کی چوٹ کے بچکر اژدر پر سے اپنے
تئین گرایا اس جلدی مین ایسا گھبرایا کہ سحر یاد نہ آیا لوٹ کر ساطور کی زد سے الگ ہوا اژدر پر ساطور پڑا اور ایک شعلہ اسکے
جسم سے نکلا اور بسکہ سحر کا اژدہا تھا اس سبب سے جلگیا یہ سوار گیند اچھالکر بسان ملک الموت سر پر اس نابکار کے پہونچا ابھی اسنے
گھبرا کر سحر پڑھا کہ زمین مین جسم نحس اسکا سمانے لگا لیکن جبتک پورا زمین مین سمائے اس دلاور کا ساطور سر پہ پڑگیا کہ جو نکر سر زمین مین
ہونے پایا تھا بس سر اسکا شق ہوگیا مگر وہ ساحر ہر زخم کھا کر سر بھی زمین مین کرلیا اور اپنے صف لشکر کے قریب جاکر نکلا جب
دیکھا کہ سر اسکا زخمی ہے اور اسنے اسی حالت مین سحر پڑھا کہ اس بہادر کے دست و پا بے طاقت ہوے ایک پنجہ گیند سے پھر سے
اٹھا لیگیا پھر ساحر نگو نصیب نے جو ہوا لشکر اسلام سے سر و ر جانے لگے لیکن جو گیا اسنے دور ہی سے تیر کا حملہ کیا پھینکر

گرفتار کر لیا اور راز یہ کہ آپ بھی ہوچکا تھا بعد گرفتار کرنے چند سردار ، وہ ڈنک طبل ، ن بجا کر ہم گیا ست دونون طرف اپنے مقام پر آکر آسودہ ہوئے بادشاہ اسلام سرداران کیلئے رنجیدہ ہے اُدھر ساحرہ زخم سر کی تیمارداری مین مصروف ہوا چندروز مقابلہ موقوف رہا یہان تو یہ سانحہ گذرا اسطرف طلسم کو کب مین طائر جادو کو بہ مدت ندہ دیکھے آنیکی امید تھی چشم مشتاق دیکھتی گھر خالی از غیر کیا تھا آنکھوں کو سوزن در بنایا تھا جام و صراحی چوکی پر قریب پلنگ لگایا تھا پلنگ پر ادھر بیٹھا اٹھا پانی پڑی تھی شاق مفارقت کی گرم تھی کبھی اٹھکر ٹہلنے لگتی تھی از بسکہ نو دامادی تھا خیال قامت رشک شمشاد رکھتی تھا قمری نمط نالہ و فریاد کرتا تھا یاد گل مین

بہ رنگ بلبل فغان زبان پر لاتا اور کہتا کہ نظم

| | |
|---|---|
| بہار گلباد غم دیتی تھی آواز | کہ ضبط نالہ ہر وقت ناساز |
| کھلے گا راز دل میرا کھلے گا | زمانہ آگ طعنے مجھکو دے گا |
| یہ بیتابی نہیں جانے کی غالی | مٹا دے گی طبیعت کی بحالی |

اسی امید و بیم مین بیٹھا تھا کہ یکایک وہ عقاب دو ساحران ہمراہ سواری زوجہ ، وہ گئے پیچھے آکر یہ پچھ اسنے گھبرا کر انسے پوچھا کہ ع سنہ دستو کہو تم بون نے کیا کیا ؟ ان لوگون نے جملہ کیفیت ظلم ساحر یعنی سحر نگاہ کی بیان کی وہ بے مدد لقا جاتا تھا تیری زوجہ کو چھین لیگیا یہ سنتا تھا کہ اسکو غش آگیا اور جب ہوش آیا اُسیوقت درباری لباس پہنکر قلعہ ہفت رنگ مین آیا اپنے باغ میں مکھ بران مع عیار ساسان دعوت مہرخ کر رہی ہے کہ محلدار نے وصل طائر عرض کیا کہ وہ روتا ہوا آیا ہے اور امید بار یابی رکھتا ہے ملکہ نے کہا بلاؤ جب حکم طائر حاضر ہوا اور سامنے آتے ہی پگڑی اپنی دے ماری اور پکارا کہ ہائی ہے ملکہ کی میری جان اور آبرو دونون برباد گئی ملکہ نے سبب گریہ و فریاد استفسار کیا اُسنے کل کیفیت چھین جانے زوجہ کی بیان کی ملکہ نے ارشاد کیا کہ میں ابھی تیری بی بی کو بلوائے دیتی ہون یہ کہکر عمرو سے کہا کہ آپکی اجازت اگر ہو تو سحر نگاہ کو بھی قتل کرادون عمرو نے کہا اس سے کیا بہتر ہے لیکن اور یہ پوچھ پوچھ لشکر اسلام آفت سے بچیگا لیکن یہ خیال ہے کہ حمزہ کسیکی مدد نہیں چاہتے ہین اور جو کوئی ساحر انکی جانب سے لڑنے جاتا ہے تو وہ ناراض ہوتا ہے بران نے کہا یہ جھگڑا دوسرا ہے ہم خود سحر نگاہ کے مدعی ہین کہ اسنے ہمارے ملازم کی زوجہ کو چھینا ہے عمرو نے کہا اچھا جو صاحب لڑنے جائیں وہ پکار کر سر میدان کہدین کہ ہم آپ ہی لڑنے آئے ہین اس سبب سے کہ اسنے یہ حرکت کی ہے ہم حمزہ کے طرفدار نہیں ہین پس پھر حمزہ ناراض نہو گا ملکہ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا عمرو نے کہا تو میں عریضہ خدمت حمزہ مین اپنے حال کا لکھدون جو صاحب جائیں لیتے جائیں ملکہ نے کہا لکھیے خواجہ نے اپنے ہاتھ سے یہ عرضی تحریر کی اور اسمین حلیہ کو الف بیان نے اور طلسم ہوشربا کے سندسج کیے اور لکھا کہ مجھکو اشتیاق بے حد کمال آپکی قدمبوسی کا ہے دعا فرمائیے طلسم جلد فتح ہو اور مین آپکی خدمتمین حاضر ہون باقی سب سرداران عالیشان کو سلام و دعا پہونچے اور میری بیبیو نے خیریت کہدیجیے گا اور لڑکوں کو بوجھ دیجیے گا یہ لکھکر بران کو دیا کہ بھیجدیجیے ملکہ نے فوراً سحر پڑھکر زمین شق ہوئی اور ایک ساحر سیہ فام گرنیک منزد و خوش انجام جبو الا اسباب ساحری کا گلے مین ڈالے زمین سے نکلا اور ملکہ کو تسلیم کر کے ٹھہرا ملکہ نے خطاب کیا کہ اے آہن تن خوار جادو تم جانب کوہ عقیق جاؤ بارہ ہزار ساحر ہمراہ لو بان سحر نگاہ نام ایک ساحر فرستادہ افراسیاب ناکام بہ مدد لقا آیا ہے درمیان یہ تمر دیا کیا ہے کہ ہمارے ملازم کی زوجہ کو

چھین لیا ہی پس اس حیلہ کو وہمس دار البوار کرنا اہل اسلام کو لڑنے نہ دینا کہنا یہ ہمارا حریف ہو آپکی مدد کو نہین آئے ہین بلکہ دست
پیتم دکھائے ہین سب حال طائر کی زوجہ کا بیان کرنا اور اس عورت کو بحفاظت یہان سے آنا یہ حکم سنکر ساحر نے چاہا کہ
رخصت ہو مخمور نے کہا اے ملکہ انکو ذرا ٹھہرایئے تو ایک چیز مین بھی دون ملکہ نے اس ساحر کو روکا اور کہا لاؤ کیا دیتی ہو اُسنے کہا کہ
ایکبار مین لشکر اسلام مین گئی تھی اور وہان شہزادہ نور الدہر والا قدر سے ملاقات ہوئی تھی تو اُس شہزادہ نے فرمایا تھا کہ طلسم
کے خاصدان اور عطردان وغیرہ بہت نایاب ہوتے ہین و تکلف یہ کہ ایسی چیزین جواہر کی بصورت طائران بناتے ہین اور وہ
جانور کل کے زور سے باتین کرتے ہین بس اسمین سے مجھکو ایک خاصدان منگا دینا چنانچہ حسب فرمائش شہزادہ مذکور ایک ہُدہُد مرصع
کا جو بظاہر ہُدہُد ہے اور اصل مین خاصدان ہے مین نے پیدا کیا ہے اس ساحر کو دیدیجیے کہ شاہزادہ موصوف کو دیدے یہ
بیان مخمور کا سنکر عمرو سمجھ گیا کہ یہ بلقیس وش اپنے سلیمان کو ہُدہُد کے حیلہ سے نامہ بھیجتی ہے کیونکہ عمرو راز عاشقی مخمور و شہزادہ
مسطور سے آگاہ ہے پس بیاختیار ہنسا اور کہا اے ملکہ جو وہ خاصدان لاؤ مخمور وہانسے اپنے مکان آرامگاہ مین کہ جو یہان
سے جگہ رہنے کو دی ہے آئی اور ایک نامہ بصد شوق شہزادہ کو تحریر کیا سیاہی کے عوض سویدائے دل صرف فرمایا خامہ کے بدلے
نوک مژگان سے کام لیا یہ مضمون فراقیہ بہزاران شوق لکھا۔

## نامہ ملکہ مخمور سرخ چشم بنام شہزادہ نور الدہر والا قدر لمؤلفہ

اے بلبل باغ دل ربائی
سر حلقۂ مہوشان عالم
مرغوب سمنبران عالم
نوبادۂ باغ کامرانی
غواص محیط آشنائی
تیرا ہے حسن تاقیامت
اکدم نہین اب مفر محن سے
اب دوست بھی ہوگئے ہین دشمن
ماتم ہے خوشی کی انجمن مین
نرگس ہے برنگ چشم حیران
سنبل ہے مثال مو پریشان
گلشن مین صبا ہوئی ہے برباد
ہے سب سے زیادہ بیقراری
کھانا بھی ہمارا چھٹ گیا ہے

اے قمری سرو آشنائی
سردار گروہ مہ جبینان
محبوب جہان و جان عالم
رونق دہ قصر بے ریائی
حُسن رخ حور خوش ادائی
جب سے مین جدا ہون تجھسے جانی
بیزار ہوئی ہے جان تن سے
آہو کی طرح جدا ہون بن سے
ہر گل کو ہے بیکلی چمن مین
قمری سے جُدا ہوا ہے شمشاد
لالہ کا ہے داغ دل نمایان
آرام نہین مجھے کسی دم
رہتی ہے تمہاری انتظاری
ویران ہے نظر مین میرے بستی

سرخیل سخنوران عالم
شاہنشہ زمرۂ حسینان
گلدستۂ گلشن جوانی
مقبول جناب کبریائی
اللہ رکھے تجھے سلامت
راحت کی نہ کوئی بات جانی
نظروں مین ہے خار سارا گلشن
بو گل سے جدا ہے گل چمن سے
ہے خار نظر مین سب گلستان
ہے قید الم مین سرو آزاد
بلبل کو نہین ہے گل کی اب یاد
غم سے ہے مرا عجیب عالم
سب حسن کا مال لٹ گیا ہے
ہون تکنے کو ترسے ترستی

جانی مین تجھے کہان سے پاؤن
کس طرح بھلا گلے لگاؤن
دنیا مین تو میری عیش تو ہے

جانی یہ کمال آرزو ہے
جس روز مین دیکھون تیرا چہرہ
مسجد مین چڑھاؤن جا کے سہرا

مانی ہوئی منتین بڑھاؤن
اللہ کا طاق بھرنے جاؤن
اب جلد خدا دکھلائے وہ دن

ہم ایک گھڑی رہین نہ تم بن
پھر وصل کے ہون تم سے سامان
پھر دل کے نکالین خوب ارمان

یہ حق سے دعا ہے اب ہماری
اسلام طلسم مین ہو جاری
ڈنکا بجے پھر ترا دوبارا

دشمن کا جسد ہو پارا پارا

یہ نامہ محبت مشحون لکھکر ایک جواہر کا ہُدہُد بزور سحر بنایا اور اس مین ایک پیر سحر کا بٹھایا اس پیر سے حکم دیا کہ جب شہزادہ **نور الدہر** تنہائی مین ہو ہُدہُد لیجائے اُسوقت یہ نامہ اسکو دینا اور کہنا آپ بھی جواب اگر لکھیے تو بطور مخفی اسیطرح لکھیے نہین تو جواب لکھنے کے عوض زبانی پیام کہدیجیے پیر یہ حکم سنکر ہوا کیطرح قالب ہُدہُد مین نامہ لیکر سمایا اور اُسنے ہُدہُد لاکر **بران** کو دیا اُسنے آہن تن کے حوالے کیا مگر دلمین محبت شہزادہ **ایرج** جوش زن ہوئی کچھ سوچکر اس ساحرہ سے کہا کہ ملکہ بلور دختر آئینہ دار جادو مالک طلسم آئینہ شہزادہ **ایرج** پاس ہے اور وہ میرے ساتھ کی کھیلی ہے اسکو ایک کبوتر جواہر کا مین دیتی ہون تو پہونچا دینا یعنی شہزادہ موصوف کی وہ بی بی ہے تم شہزادہ ہی کو دینا وہ دیدینگے یہ کہکر آپ بارہ دری مین **عمرو** کے پاس سے اُٹھکر گئی اور بعد حسب **بیت** سواد دیدہ حل کردم نوشتم نامہ سوے تو ٭ که تا ہنگام خواندن چشم من افتد بروے تو ٭ ایک نامہ محبت آگین شہزادہ **ایرج** والاتمکین کو لکھا مضمون یہ تھا

## نامہ ملکہ بران شمشیر زن بنام شہزادہ ایرج صف شکن لمؤلفہ

اے زینت بزم ماہرویان
اے افسر مجمع حسینان
اے دلبر ذی کمال و ذی جاہ

اے مہر جمال و غیرت ماہ
صدقے ترے میری جان ایجان
اللہ رہے ترا نگہبان

یون بعد سلام شوق ایجان
سنیے یہ قصۂ پریشان
کیا ہے یہی عاشقی کا شیوا

کیون جی یہی چاہیے تمھین تھا
دل لے کے کیا ہے ہمکو بدنام
اب ہم سے بھلا تمھین ہے کیا کام

غفلت وہ کون سی ہے ایجان
جو ہم سے ہوئے ہو ایسے انجان
الفت کی وہ ساری تم نے رسمین

کیون دل سے بھلائین کھا کے قسمین
منہ دیکھے کی تھی وہ ساری الفت
کچھ دل سے نہ تھی ہماری الفت

اپنا تو یہ حال ہے مری جان
ہر وقت تمھارا دل کو ہے دھیان
طاقت نہین پاؤن کیا اٹھائین

کیونکر تمھین جا کے دیکھ آئین
رشک آتا ہے سنکے حال اغیار
ہے جنکو نصیب طلعت دیدار

کیا کیا وہ مزے اٹھاتے ہونگے
جب پاس تمھارے جاتے ہونگے
اک ہم ہین فراق مین گرفتار

مقبول کشاکش صد آزار
الفت کا یہی ہے شاید انجام
لینے نہ ہوا ایک لحظہ آرام

جب آتی ہے یاد روے روشن
تر ہوتا ہے آنسوؤن سے دامن
دل اپنا جو ہم مسوستے ہین

اس طرح سے تم کو کوستے ہین
مستی سے اُسے رہے اُداسی
رخسار کا دن ہو روز ماتم
ہو تیر مژہ سے دلفگاری
حسرت سے لبون کو اپنے چوسے
کیا دل پہ گزرتی ہے مری جان
ہے تیری سزا یہی کہ تو نے
ہے جوش ہوس کی سب یہ تحریر
دیتے ہین دعا مین دل سے ہر آن
ہے دل سے دعا کہ رب اکبر
اور وصل کی شب کو پیارے ڈھو
اس لب کو نہ اور کوئی چوسے
مشتاق ہین اے صنم تمھارے
پس کر چکے حال دل کا اظہار
جبتک کہ یہ آسمان ہے باقی
ہے آرزوے وصال جب تک
جبتک ہین یہ قصے بے تامل
ابرو ہین تیرے شیر خونخوار

یارب جو کوئی ہو اس کا دلدار
ہو کاکل پرشکن کی پھانسی
ابرو کرے کار تیغ قاتل
آنکھون سے ہو بہے اشکباری
ہم اُسپہ ہنسین کہ اب کہو صاف
کیون رخ ہے کدھر کدھر کو ہے دھیان
دل لے کے کیا تھا ہم کو برباد
لیکن یہ غلط ہے اپنی تقریر
ہین بندۂ بے درم تمھارے
دکھلا دے تمھارا روے انور
پھر لب سے ہمارے لب ملاؤ
اس خانۂ حسن کو نہ موسے
شُد کبھی تو منھ دکھاؤ
لکھتے ہین دعا مین چند اشعار
ہے جب تک ہجر و وصل جانان
معشوقون کا ہے خیال جبتک
ہو جلوہ فروش حسن تیرا
ہر روز ملین نئے گنہگار
دوست اُسکے ہون شاد خصم پامال

آزردہ رہے وہ اس سے ہر بار
ہو زلف کی شب اُسے شب غم
دل پہلو مین تڑپے مثل بسمل
بوسون کی ہوس مین آرزو سے
بتلاؤ کچھ عاشقی کے اوصاف
مارا مجھے تیری آرزو نے
ہو قید الم سے تو نہ آزاد
ہم دل سے ہین تیرے دست بجان
گو تم نہین پہ ہین ہم تمھارے
پھر آکے گلے ہمارے لپٹو
اعجاز عیسوی دکھاؤ
کب دیکھیے ہون کرم تمھارے
آؤ مری جان جلد آؤ
یارب جب تک جہان ہے باقی
عاشق کے ہر دل مین درد پنہان
جبتک ہین جہان مین بلبل و گل
تجھ پر رہے اک جہان شیدا
یارب رہے دوست میرا خوشحال

یہ نامہ مثل مجموعہ قالب کبوتر مین بیرمضا کر رکھا اور کبوتر لاکے حوالہ آہن کیا اور خلعت رخصت دیا آہن وہان سے اپنے مقام کو آیا اور بارہ ہزار ساحر چیدہ منتخب روزگار اپنے ہمراہ لیا بڑے تجمل و حشم سے جانب کوہ عقیق روانہ ہوا یہ تو ادھر سے روانہ ہو مگر سحر نگاہ جو زخمی ہو کر بھاگا تھا پانچ چھ روز تک اپنی بارگاہ مین رہا زخم کی تیمارداری کیا کی جب التیام زخم ہوا اپنی بارگاہ سے نکلکر خدمت لقا مین آیا اُس گمراہ نے مزاج پرسی کر کے بخاطر تمام بٹھایا یہ بیٹھکر شراب پیا کیا جب وہ وقت آیا کہ ساحر شب نے بتخانہ عالم مین داخلہ کیا اور ہلال فلک نذر دت کے لیے کمر جھکانے ظاہر ہوا کہ ظلم

کہ اتنے مین چھپا مہر جہانتاب
نظر آنے لگے ظلمت کے اسباب
سیاہی چھا گئی صحن جہان مین
بڑھا سوز امزاج آسمان مین

ساحر مذکور نے خداوند سے کہکر حکم نواختن طبل رزم دیا عیارون نے جا کر طبل جمشیدی بجایا ساحرون مین نفیر و ناقوس

کوہ طلا تلیبان لیتویان بلکارے خدمت شاہ اسلام میں آئے اور بعد دعا ثنا کے خبر نقارۂ حرب بجنے کی گزارش کی یہان بھی کوس اسکندری چسب الحکم شاہ نامور چوب پڑی صدا سے نقارہ بحر عالم میں موج زن ہوئی نہنگان قلزم جرأت شناوران محیط شجاعت دربار سے خیام میں اپنے مقام راحت و آرام میں آئے بحر آہن میں غوطہ زن ہوئے ارادے دریا کے پاٹ کی طرح بڑھ گئے نامردی کنارہ کیے تھی پاؤن حوصلے کے گڑ گئے کشتی جان تہلکہ وعلاطم حرب در پیش میں کر چکا دم سحر سب جانتے تھے کہ بیڑا پار ہے زورق تیغ مسافران بحر فنا کے کھیوے پار آتا رہیگی موت چپو چلو بچا رہے گی مات بحر ابر کینہ پر وری چھایا ہیگا صبح مطلع صاف نظر آئے گا نظم

غرض اُس شب کو دونون سمت لشکر
ہوئی تیار بہر جنگ ہمسر

ارادے تھے کہ سر تن سے اُتارین
عدو کو ڈانٹ کر میدان میں مارین

بڑھینگے جب بہادر اپنی صف سے
بہین گی خون کی نہرین ہر طرف سے

نظر سے جوش جرأت تھا ہویدا
رنگین ڈھنگ سے ہر اک کے پیدا

یہی کہتے تھے مردان دلاور
سر دشمن ہے اور تیغ دو پیکر

رات بھر یہی شورش بحر فوج میں رہی جب بہرے پایان ضیا خورشید گیر عالم ہوا اور سفینہ شب ڈوبا کہ نظم

کہ جب شب نے رخ انجام دیکھا
ہوا وقت سحر کچھ اور لیکھا

بڑھے ہر سمت سے دریائے لشکر
جھنک شمشیر کی پہونچی فلک پر

لشکر اسلام و ساحران جانب میدان مصاف روانہ ہوا بادشاہ اسلام کی تسلیم کو سردار و امیر در دولت پر آئے شاہ آسمان جاہ نے برآمد ہو کر ہر ایک کا مجرا دسلام لیا سرفراز کیا بعد شوکت و ہزاران منزلت حلقۂ افسران میں بارگاہ کی جانب چلے ڈنکے بجنے لگے نشان کھلے علمون کو جلوے تھے کہ بموجب نظم

علم تھی ہاتھ میں ہر اک کے شمشیر
نہین لاشون سے جنگل تھی یہ تدبیر

کرین فوج عدو کو دم میں تاراج
رہے زندہ ہمارا صاحب تاج

اسی صورت سے جب میدان میں پہونچے
پرے جمنے لگے سب فیروں سے

اسطرف سے لقا ساحر و بکار اپنے ہمراہ لیے وارد دشت قتال ہوا بعد ترتیب صفوف کارزار نقبائے جلد مقال نقابت کر کے ہٹے صف ساحران سے سحر نگاہ بخصال اژدرہا اکر آگے بڑھا اور للکارا کہ لے بندگان خالق خاندان آؤ اور شربت مرگ پیو اسطرف سے سردانان ایرج نوجوان یگان یگان مقابل جا کر ہوئے اُسنے بزور سحر ایک بردسطہ میں امین ہو ہوا قائم کیا ہر او اس بر میں بجلی چمکتی ہر جو بہادر اسکے سامنے جاتا ہی اُس تک پہونچنا بھی نہیں کیا ہے بجلی تڑپ کر گرتی ہے اور خرمن ہستی کو جلا دیتی ہے چند مبارز جب اسطرح کام آئے شہزادہ ایرج کو تاب نہ رہی گرہ چنا قر صف لشکر سے نکالا کل علم صف یسار کے جلوہ پذیر ہوئے سردار پا پیادہ رکاب تھے اگر لپٹے کہ لے آقا ہم جانباز کس دن کیلیے ہین شہزادے نے سبکو تسکین دیکر ٹھہرایا اور آپ سامنے تخت بادشاہ عالم پناہ کے آیا مرکب سے اُترکر پایۂ تخت کو

جب شہزادہ نور الدہر نے کہ حاضر دربار تھے سنا کہ حضور ہمراہ خواجہ طلسم کوکب مین ہو دے تہیہ کیا کہ اس ساحر کو بعد برخاست دربار اپنی بارگاہ مین بلا کر خیریت اس غنچہ باغ محبوبی کی دریافت کرونگا ادھر ایرج نے بھی یہی ارادہ کیا غرضکہ تا دیر حاضر دربار رہکر از بسکہ خستہ و شکستہ دن بھر کے تھے بہر آرام دربار برخاست کر کے شاہ داخل شبستان ہوے سرداراپنے اپنے مقام پر گئے شاہزادگان مذکور نے عیار ونکو بھیجکر آہن کو بلوایا اسکو خود بھی وہ تحفہ دینا منظور تھا اس سبب سے پہلے نور الدہر کی بارگاہ مین آیا شاہزادہ نے مسند پر بٹھایا جام شراب دیا پھر استفسار کیا کہ ملکہ حضور کا مزاج اچھا ہے اسنے عرض کیا خیریت سے ہین دراصل یہ قاصد ان بھیجا ہے اگر وہ ہدیہ پیشکش کیا اور وہانسے یہ عذر کر کے کہ مجھکو شہزادہ ایرج پاس جانا ہے رخصت ہوا اور بارگاہ ایرج مین آیا شہزادہ مذکور نے بھی بعد تواضع بسیار حال مزاج ملکہ بہاران استفسار فرمایا اسنے حال خیریت بیان کر کے وہ کبوتر دیا اور کہا کہ ملکہ نے طور رکھ دیا ہے کہ وہ آپکی بلی ہے شہزادے نے وہ کبوتر بہت پسند کیا یہ ساحر تو چلا آیا اور اپنے مقام پر آرام پذیر ہوا یہان شہزادہ تنہا بیٹھا ہی تھا اور کبوتر کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک اسکے پیٹ سے پرنے آواز دی کہ اے شہزادہ ملکہ نے جو نامہ دیا ہے فرمائیے تو مین پڑھکر سناؤں نہین تو نامہ حاضر ہے یہ کہکر کبوتر نے منقار وا کی دھوان منھ سے نکلا اور ایک نامہ اس دھوین سے نکلکر سامنے گرا شہزادہ کبوتر کو قاصد یار جھکر بنظرت محبوب پر آفرین خوان ہوا اور نامہ کو وا کر کے پڑھا گو ہر اشک سے پر نثار کرتا اور مضامین عاشقانہ لکھے دیکھکر بیقرار ہوتا اور اسیطرح شہزادہ نور الدہر اپنے کبوتر سے کلام ہوے اور نامہ لے لیا انھون نے بھی نامہ آنکھو نسے لگایا اور مضامین پر مطلع ہو کے زار زار رونا شروع کیا آخر بمصداق المکتوب نصف الملاقات اسیر قرار پایا کہ مطلب گذاری ہو تو منشاء راشد زمانہ مہاجرت گذر کر ہنگام وصل بھی آئیگا مگر جواب اس خط کا اس شکر پری کو بھیجنا چاہیے کیونکہ وہ ترکیب کرنا چاہیئے کہ ملکہ بذنام نہو بطور اخفا جواب پہونچے مگر وہ تدبیر ذہن مین نہ آتی تھی کہ کتنا تھا کہ بہ حسب میت دشوار ایسی کوچہ جانان کی راہ ہر چند کہ تو جھپٹ باہر کبوتر تباہ ہو ادھر شہزادہ ایرج بھی اسی فکر مین ادا کرتے ہین کہ بیت قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید ہو در حیرتم کہ جان بکدام کنم نثار ۔ غرضکہ فکر کر کے یہ بات ذہن سے پیدا کی کہ ایک عطر دان بطور ہدیہ کے بھیجنا چاہیے کہ جسکی صورت مثل دل کے ہو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ بکولے دلنواز دل سے لگی ہے اور مثل اپنے ملکے لے دلدار تجھکو جانتے ہیں اور یہ بھی آئین عاشقی ہے کہ ہم دل دے چکے ہین اسکا نمونہ تیرے پاس بھیجتے ہین دل دہی کی سند اپنے پاس رکھنا اور ہمیشہ ہماری دلجوئی کرنا خلاصہ کلام یہ تجویز کر کے عیار کو طلب کیا اور کہ سے حکم دیا کہ شام کے ایک عطر دان جواہر کا ہمارے واسطے مین حکاک نے رات بھر مین تیار کرا لا خبر دار صبح تیار ہے اگر دیر ہوگی تو حکاک کا از دلے جائیگے عیار اسیوقت جوہر سازونکے پاس گیا خزانے سے یاقوت احمر لیگیا وہ انکو دیکر حکم شہزادے سے مطلع کیا وہ تو بابند حکم ہوے اور شہزادے نے یہ جب بیت از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ دانی رأیت دہر من بہجرک القیامہ ۔ ایک خط محبت نمط اس مضمون کا مطلوب کو ترقیم کیا ۔

## جواب نامہ بہاران شمشیر زن از جانب شاہزادہ ایرج تہمتن

| | | |
|---|---|---|
| اے شہنشاہ شہر حسن و جمال | ماہ تابان اوج فضل و کمال | گل شاداب گلشن خوبی |
| سرو آزاد باغ محبوبی | حق سدا مہربان رہے تم پر | اور نبی کی امان رہے تم پر |
| وصل تو آج کل بہت ہے محال | پر زبان قلم سے ہے یہ مقال | یاد مین ہم تمہاری رہتے ہین |

| | | |
|---|---|---|
| اشک چشموں سے جاری رہتے ہیں | شرط رونے میں ابر سے بدلی | سال بدلا نہ پر ہوا بدلی |
| آجکل اب یہ حال ہے جانی | زندگانی محال ہے جانی | ہوں گرفتار بیقراری میں |
| دن بھی کٹتا ہے آہ و زاری میں | رات کو بھی نہیں ہے پڑتا چین | ہے گذرتی تڑپ کے ساری رین |
| دھیان رہتا ہے بس ترا مجکو | نہیں آرام اک ذرا مجکو | جان جاتی ہے دم نکلتا ہے |
| کوئی اندر سے دل کو ملتا ہے | دل ہے مضطر بغیر جانی کے | مفت جاتے ہیں دن جوانی کے |
| دل بہت بیقرار رہتا ہے | رات دن انتظار رہتا ہے | تم نے جانی جو ہے یہ ہم کو لکھا |
| اور محبوب کا کیا ہے گلا | بخدا تمری یاد میں دن رات | خوش نہیں آتی کوئی مجکو بات |
| دل میں سو سو طرح کے ہیں ارمان | یہی آتا ہے دل میں میری جان | کردو بھی میرا دلنواز ملے |
| خوب دل کھول کھول کے ہوں بہم | پڑ رہے کیا اس میں اپنا بس جانی | کس طرح سے ہو دست رس جانی |
| تم سا دلبر نہ ہوئے گا پیدا | اور ہم سا نہ ہوئے گا شیدا | تم کو دل بیچ میں رکھتا پاس |
| اپنے عاشق سے تم ہو نا اداس | اب خدا سے یہی ہے میری دعا | کر ملے جلد تجھ سا ماہ لقا |
| عیش و عشرت کا روز پھر آئے | پھر خدا تم کو جلد دکھلائے | کہتے چھپ چھپ کی ہوں باتیں |
| آئیں بوس و کنار کی آئین | عشق صادق میں جبتلک ہے اثر | جبتلک ہیں فلک پہ شمس و قمر |

رہے قائم یہ تیرا حسن و جمال　　خوش رکھے تجکو ایزد متعال

اس نامہ کو لیکر اپنے پاس رکھا اور ادھر شہزادہ نورالدہر نے ایک نرگس ان جواہر کا منگایا اور اسمیں بہت پھول جواہر کے بصورت گل نرگس رکھے اور نامہ تحریر کرکے اسمین رکھا درگاہ حسن محبوب میں آنکھوں پر چڑھایا یا اشتیاق دیدار ظاہر کیا مضمون بہت شوق نامہ یہ تھا

## جواب نامہ ملکہ مخمور از جانب شاہزادہ نورالدہر ذی شعور

بہار کشور خوبروئی شہرۂ اقلیم نکوئی سلطان ملک حسن بال خسروۂ سلطان شیریں مقال ضیا افروز چہرۂ حور و پری۔ نور افزائے بزم دلبری محبوبہ باحشم بالقیس شیم یوسف جمال۔ زلیخا خصال۔ لیٹ کر سونیوالی۔ بیج کی کھونیوالی۔ ہمارے عشق میں بیقرار رہے حسن و جمال برقرار رہے۔ بادۂ محبت سے سرشار رہے۔ رونق بزم سرور رواں سلطان بہار گلشن عیش و نشاط۔ نور عیون انتظار سرور دلہا بیقرار عاشقوں کی امید معشوقوں کا بھید مسیحا ہمار زندگانی کا سہارا ملاوزنامہ تمہارا محبت کا کرتا اشارا الفت کی نشانی صورت آسمانی نزول ہوا مطلب دل حصول ہوا جانی تمنے جو ہمکو نامہ دار بہ یاد کی بھیجنے پر کیا کہے۔ دوہا

مس دینا لکھتی بہن رو دی لکھا ہوا کتھ　　اکھر دوسے نہ کوئی جیو اسنو دیہہ پر لوا یھ

ہمارا بھی تمہارے ہجر میں یہ حال ہے کہ زبان قلم سے یہ مقال ہے بیت فدائے آن سگ کو باد جان ناتوان من کہ بعد از مرگ درکشد تو آرد استخوان من۔ ادھر لے پیارے کیا اپنا حال لکھیں کہ کبت

جینے وہ سندر دشت پر دیتے موسیے نیک نیچولن میں　　سب کج بہانے کی دیتے سد عرپوت ستے نین کے ہو لن میں

اُسکے بیٹے کو یاد کرکے رونے لگا افسوس کیا جوان مقامات تک شادو پر ان عشق کے مرا گیا ہائے عشق سے ہنسنے بھی نہ پایا ساحرہ اسکے
بیان پر زار زار روئی اور کہا میں بھی دیکھو تو سہی کیا آفت ان مسلمانوں پر لاتی ہوں یہ کہکر وہ ہفت اُمّی و رانی بارگاہ میں آکر سحر تیار کرنے لگی
جب وہ وقت آیا کہ ساحرہ شب رداے سیاہ اوڑھ کر سوگوارن کیطرح اوڑھے ظاہر ہوئی اور رنگ رخسار ماہ سفید نظر آیا کہ بیت سیہ پوش
آج ہی کیوں شاہد شام و کہیں پیدا نہیں تارونکا ہی نام وہ ساحرہ شام کو خدمت خداوندی میں آئی اور طبل جنگ بجنے کی درخواست
کی اس مرتد نے حکم دیا کہ بجے طبل رزمی بموجب حکم کوس حربی گڑگڑایا خبر دریافت کرکے ہرکاروں نے آنا ساحرہ کا و طبل بجوانا خدمت بادشاہ
اسلام میں بیان کیا یہاں بھی طبل بجا اور دونوں جانب سامان ہونے لگا جو مرد جنگ کیلیے ہوشیار تیر و سنان پیدا ہونے لگے صیقل خنجر و تلوار
ہونے لگی ادھر ساحرونمیں ڈمرو بجا بوم ہو ہونیلگا لوناچماری کی پکار ہوئی اور راگ بہار ہوئی مبارزان جرأت نشان کیے نعرے شجاعت
کے دم جرأت کے بھرا کیے آخر ہم شمشیر دلاوران سے گنجینہ شب کا دو نیم ہوا اور شعلۂ مہ کی صورت آفتاب دل کو وہ نا دوست نکالا کہ بر حسب **نظم**

جو گذری رات کی ساری کہانی — تو نکلا شہسوار آسمانی
سراپا جوشن زرین سے پرنور — شعاعوں سے مسلح چشم بد دور

صبحدم مبارزان جلادت نشان جانب میدان روان ہوے امیر سجدہ سے مسلح ہو کر آستان شاہ ذیشان پر آئے شہنشاہ گیتی ستان جب
برآمد ہوے سرداران رستم توان بہر تسلیم جھکے اور نقیب لشکر بہ تخت شہنشاہ لیکر چلے جب دار رو دشت قتال ہوے آمادہ جنگ و
جدال ہوے آمد سے دونوں فوجوں کی روے ہوا کرۂ خاک سقاؤں نے پانی چھڑک کر عارض عرض غمنک بنایا بیلداروں نے
ناز دقک برابر کیا صفیں جنگ نقیب کی صدا پر فوجیں شورش سے تھم گئیں نقابیل پر سوار قلب میں لشکر قائم ہوا ساحرہ نکاراجا
قہر نگاہ اجازت حرب لیکر آگے بڑھی اور خداپرستوں کو پکاری کہ کون تم مین سے ارادہ جنگ رکھتا ہو آئے سامنے ادھر سے
**بہلیل جنگ عراقی** بادشاہ ملک عراق زمرۂ تاجداران سے مرکب پری پیکر اڑا کر سامنے شاہ ہفت کشور کے آیا پایہ تخت چوم کر اجازت
خواہ ہوا بادشاہ نے سپرد خدا فرمایا یہ بہادر مرکب تیز فرما کر روبروے ساحرہ جلوہ گر ہوا اور طالب ضرب ہوا اُسنے جھولی سے اپنی ایک چھڑی نکالی
کی نکالی و افسون پڑھکر اُس بہادر پر [illegible] ماری وہ چھڑی اُسکی [illegible] دامن زرہ پر لگ کر گھوڑے کی کہ گھوڑا اور چھڑکا ہو گیا اور پہلوان اونچا
اونچا ہونا شروع ہوا اور سب نے دیکھا کہ ایک رسی مشرق سے مغرب تک تنی ہے اور اسمیں چھینکے بندھے ہیں پنجہ چھینکوں میں سے ایک چھینکے میں یہ
پہلوان جاکر لٹک گیا اور اس ساحرہ نے بہ ترتیب ہی سرداران ملک عراق یکے بعد دیگرے جانے لگے اور چھڑی کھا کر دبات بازیگران
چھینکوں میں لٹکنے لگے یہانتک کہ قریب تیس آدمیوں کے جاکر اسیر سحر ظالم ساحرہ ہوے اسوقت لشکر اسلام میں صف دست چپ کے تمام علم
جلوہ گر ہوکر آئے سترہ سو جوڑی نقرئی و طلائی نقاران شتری ذیل پر چوب پڑی شہزادہ **قاسم خاوری** نے مرکب شبرنگ نبرد جبین کو دست
نکالا سردار پیادہ ہوکر رکاب میں چلے شہزادے نے سبکو ٹھہرا کر سامنے بادشاہ کے آکر اجازت حرب لی شاہ نے جام کلاہ عفریت دیا
اور خلعت پہنکر رخصت فرمایا شہزادہ مرکب اڑا کر سامنے ساحرہ کے آیا اُسنے وہی چھڑی لگائی شہزادہ کا مرکب زبسکہ طلسمی تھا چھڑکا نہوا
اور شہزادہ کے پاس تیغہ سحر کش ہے اسپر بھی جادو نے اثر نہیں کیا اور اُسنے مرکب بڑھا کر تیغہ سحر کش ساحرہ پر لگایا وہ تیغہ دریچہ سے اڑ گئی اور
اندر تیغہ سحر کے پڑنے سے ہلاک ہوتی لیکن ساحرہ نے ایسا سحر پڑھا کہ جہان کالا ہو گیا شہزادے نے اسی اندھیرے میں ہزار اسلحہ پلاز بھی
سے نکلکر لپٹ گیا اور تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا اور ساحرہ پنجہ سحر جو گری انگوٹھی اٹھا لیگئی اور چھینکے پر لٹکا دیا اور وہ اندھیرا موقوف ہوا

لشکر اسلامیان نے شہزادہ کو قید دیکھا پس امیر نے چالاکت فرمایا کہ سید انکو قرق کرا کے میں خود جاؤنگا اسنے تیر کو پرتاب کیا کل عمر جلوہ گری پر کسنے ساحرہ نے معلوم کیا کہ ابھی امیر مقابلہ مین آئینگے کیونکہ نجبیارک سب یکین اہل اسلامیان اسکو شیطانی مین پس جب سنے آمد امیر دیکھی طبل بازگشت بجوادیا اور لشکر بیگرہری لشکر اسلام بھی مراجعت فرما ہوا اور اپنے مقام پر آکر ٹھہرا بادشاہ داخل شبستان ہوے کیونکہ وہ دن گذر چکا تھا اور رات بھر کے تھکے تھے زمینت شگفتہ دل وہ شہ آیا محل مین رہا آدھی رات سے حرم مین غرضکہ لشکری تو آرام پذیر ہوئے مگر عیار فکر عیاری مین چلے اور شاپور عیار صورت یک پریزاد کی بنا گیسوان مشکی کو رخ پرنور پر سنوار شام اودھ نے صبح بنارس پر سایہ ڈالا پیشانی کے روبرو جبین آسمانی ابرو دست فی مین طاق آنکھیں ہرنی مین مشاق دہن تنگ کے سامنے کوزہ قند و نبات ہیچ کا چشمہ سکندر بہ آبرو خلاصہ یہ کہ از سر تا بقدم بالا قیامت کا کہ ابیات

لب گلرنگ رشک حسن مرجان
ہر اک انداز تھا اسکا نرالا
تصدق اسپہ تھا لعل بدخشان
عروسانہ بدن پر اسکے پوشاک
قیامت تھا سراپا قد بالا
قمیص یوسف آگے اسکے صد چاک
مرصع سر سے پا تک زیور نو را
سراپا حسن رشک شعلہ طور

ایک چادر سفید از سر تا پا اوڑھکر قریب بارگاہ قہر نگاہ آیا اور ستا مار کر بارگاہ کا سرا کیسہ بچاند کر صحن بارگاہ مین اترا یہان ساحرہ موجود نہ تھی بارگاہ لقا مین فتح کا جشن تھا وہان ناچ دیکھنے اور شراب خواری مین مصروف تھی یہان آسایش جادو نام سپہ سالار انتظام آسائش و آرام کر رہا تھا اس عورت کو دیکھکر قریب آیا اور مستفسر حال ہوا اس نقلی نے کہا کہ مجھکو شاہ جادوان نے بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ تنہائی مین قہر نگاہ سے میرا پیام کہنا بین لحاظ مین بارگاہ خداوندی مین نہین گئی ہے تم انکو جاکر بلا لاؤ مین یہان ٹھہری ہون سپہ سالار اسکی صورت دیکھکر دیوانہ ہوا اور بلا سنچلا وسا بارگاہ لقا مین آکر کان مین ساحرہ مذکورہ کے کہا کہ چلیے ایک پریزاد طلسم کو افراسیاب نے بھیجا ہے وہ تخلیہ مین کچھ کہیگی اسلیے یہان نہین آئی ہے آپکو بلاتی ہے ساحرہ نام شاہ طلسم سنکر جلد اٹھی کہ اسکی عرضی حتابانہ دستخط ہوئی تھی وہ راہی بارگاہ مین آئی پریزاد کی خاطر کرکے بٹھانا چاہا اسنے کہا مین ٹھہرونگی نہین نامہ لو اور جواب دو اسنے نامہ لیا اور مہر بادشاہ کی دیکھکر سر پر رکھا آنکھون سے لگایا پھر وا کرکے پڑھا لکھا تھا کہ ہمکو تیرے بیٹے کے مرنیکا بہت رنج ہوا اور کتاب سامری دیکھکر سب حال معلوم کیا ازبسکہ مسلمان زبردست مین تو ہمکو خیال ہوا کہ تجکو کوئی گزند نہ پہنچے بہ توجہ ہمنے ایک کمند طلسمی اس پریزاد کے ہاتھ بھیجی ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ حریف کو باندھ لیتی ہے تو اس پری سے ترکیب اسکی لینے مین پوچھ لینا اور وقت مقابلہ حریف کو اسی سے باندھنا حمزہ ملک اسم اعظم بھی اسمین بندھ جائیگا کیونکہ یہ کمند جادو کی نہین ہے بانیان طلسم نے اسکو بنایا ہے یہ مضمون نامہ کا پڑھکر خوش ہوئی اور اپنے سپہ سالار سے کہا کہ تم باہر جاؤ مجھکو اس پری سے ایک راز کہنا ہے سپہ سالار باہر جاکر کرسی پر بیٹھا بارگاہ مین تخلیہ ہوا لیکن بارگاہ لقا مین جب سپہ سالار ساحرہ کو بلانے گیا تھا تو نجبیارک تھا بعد کچھ دیر کے وہ آیا اور ساحرہ کو اسنے نہ پایا پوچھا کہ ملکہ کہان ہین ساحرہ کے ملازمون نے کہا کہ سپہ سالار اسطرح سے بلا لیگئے ہین اسنے حال سنکر سر پیٹا اور پکارا کہ ہاے مار ڈالیگی یہ کہتا ہوا بارگاہ سے نکلکر جانب خرگاہ ساحرہ دوڑا وہان ساحرہ نے تخلیہ کرکے پریزاد سے پوچھا کہ کمند مجھکو دیجیے اور ترکیب بتایے پریزاد نے ایک کمند ریشمی نکالکر دی اور کہا اسکا حلقہ اپنی گردن مین ڈالکر سرا اسکا میرے ہاتھ مین دو اور جو ترکیب مین کرون اسکو خیال مین رکھو ساحرہ نے حلقہ کمند گردن مین ڈالکر سرا اسکا پریزاد کو دیا اسنے زور سے

بچہ کا مارا کہ گر نہ پہنچی ہوگی تمام اسکا فتنہ ہوا ہو پھر اپنی اس شب مین بختیارک بھی بارگاہ مین آگیا سپہ سالار نے اسسے پوچھا کہ ملکہ کہان ہین
اسنے بھی حال پریزاد کا کہا اسنے کہا وا اسے تم مفت ہلاک ہوئی یہ ہو رہے تھے شاپور جب پار کر ساحرہ کو بیہوش کر چکا تھا قتل کیا چاہتا
تھا کہ اسکی آواز سنکر سمجھا کہ ساحرہ کو قتل نہ کر سکو گے دراسے ہوشیار ہے یہ دیکھکر ساحرہ کو مٹھو پلا کر سراپچہ چاک کر کے پشت بارگاہ
کیطرف سے بھاگا بختیارک نے ذرا آیا کسی کو بھی پتا یا مار کیچہ یہاں تھکر سپہ سالار کو پکارا کہ اسے اندھو جلدی دوڑو دوڑ لیکے ساحرہ تھکر
ہر سمت دوڑے دولینا لینا کا غل ہوا شاہ پور نے عرصہ مین سر پر پاؤن جو رکھکر بھاگا کا صحرا مین نکل گیا اور چھپ رہا جب ساحرہ ڈھونڈ
کر پھر آئے یہ ساحرہ کو لیکر لشکر مین آیا اور اتفاق سے امیر بہر عبادت خداے قدیر بارگاہ سلیمانی سے نکلکر خیمہ مین جو مثل صومعہ کے
الگ استادہ کرایا ہی داخل تھے کیونکہ مسجد کے پاس مین نمازی آتے جاتے ہین آپ ذکر خدا مین مصروف تھے چنانچہ شاپور اسی خیمہ مین ساحرہ کو لایا
اور سامنے امیر کے رکھدیا آپنے فرمایا کہ اسکو ستون خیمہ سے باندھکر سوال اسلام کرو عیار دل کو اسیر خوشی مین آیا کہ زبان ساحرہ مین
سوزن بھی ٹھیا باندھکر ہوشیار کر دیا ساحرہ نے جو آنکھ کھولی امیر کو بیٹھے دیکھکر چپکے چپکے سحر پڑھنے لگی امیر ہدایت فرماتے تھے کہ اے
ملکہ لعنت کر اور یہان بالا کو سامری و جمشید وغیرہ سب بندے خدا کے ہین خدا تعالی وحدہ لاشریک ہے امیر تو وعظ و پند فرماتے تھے
اور ساحرہ سحر کر رہی تھی اس غفلت مین ایسی تیز سحر ہوئی کہ امیر کی طبیعت پر غنیمہ غالب ہوا اور بیہوشی طاری ہوئی ساحرہ نے بزور سحر
کمند جلادی اور اڑکر بالاسے ہوا گئی پکاری کہ لئے سلطان خیبر ابو حمزہ کی کہ مین نے اسم اعظم جلا کر کام اسکا تمام کیا یہ صدا سنکر سب نے سنی
دوڑا اور ساحرہ بارگاہ لقا مین آئی بختیارک نے بڑی خوشی کی لقا نے کہا کہ اے بندی قدرت ہماری فضل تیرے شامل حال تھا جو
تو بچ آئی ہمنے تقدیر تیرے مرگ کی نہین کی تھی اب تجھکو کوئی مار نہ سکیگا ساحرہ نے سجدہ شکر اس مردود خدا کو کیا ادھر امیر کا
تصدق ساحروں نے اتروایا یہان شاپور اور دیگر سردار امیر کو بارگاہ سلیمانی مین لائے وہان بیہوشی تو امیر کی جاتی رہی مگر اسم اعظم
یاد نہ آیا ناچار خاموش ہو رہے اور شاپور کو بڑی ندامت ہوئی کہ تو ناحق ساحرہ کو سامنے انکے لایا اور بے غفلت کی کہ سوا اسکی زبان
مین مد یا سبک چلکر ساحرہ کو مارا اور جبتک اسکا کام تمام نہ کرے لشکر مین کسیکو منھ نہ دکھاے یہ تجویز کرکے روانہ ہوا وہان ساحرہ تا دیر بارگاہ
خداوند مین ٹھہر کر اپنی بارگاہ مین آئی اور سبکو سوا عیاران بارگاہ سے نکالدیا اور زمین تخت کیطرح سخت کر کے گرد بارگاہ دبا سے ہوا کے
سو بند کر کے آرام پذیر ہوئی مگر سپہ سالار اسکا جو بارگاہ سے نکلکر اپنے خیمہ کیطرف چلا شاپور تو فکر عیاری مین لگا ہوا تھا ادھر طرف
بیٹھا تھا سپہ سالار کو دیکھ کر اسنے اسکو دیکھا از بسکہ دھوکا کھا چکا تھا غیر شخص کو دیکھکر پیچھے دوڑا عیار زنگ ڈر بھاگ کر بہت جلد کسی غار
مین چھپا سپہ سالار ڈھونڈھ کر پھر آتا تھا کہ راہ مین اسکو ایک فقیر ملا چادر ابرو کا صفایا کئے کشکول گدائی کمر مین ڈالے بھولی منجھ سے
اور ڈال پھیری ہاتھ مین لئے تہمد باندھے صدا لگاتا آتا ہی اسنے خیال کیا کہ اتنی رات گئے درویش کا کیا کام ہی جو آیا ہی مجھے معلوم ہوتا
ہے کہ کوئی عیار ہی یہ سمجھکر پکارا کہ تم ابھی تو ہو دلامر ٹھکا اسکے کہنے سے فقیر بھی فی الفور سمجھ گیا کہ اسنے مجھکو عیار جانا پس یہ جانکر پکارا کہ
کیون بچا فقیر کیطرف سے یہ بدگمانی بابا ہمکو تو عیار جانتا ہی اور سوچتا ہی کہ فقیر اتنی رات گئے نہ آئیگا اسے خردمند فقیر کی موج جسوقت جی
چاہا نکل آیا اور آیا بھی ہی تو کچھ تیری خدمت کریگا نقصان نکریگا جب جو تو ناراض ہوتا ہی تو بابا بھلا ہو فقیر چلا یہ کہکر مڑا تھا کہ سپہ سالار
نے دلسے کہا یہ بیشک سامری کا پیارا فقیر ہی جسنے دلکی بات ہماری اسکو منت کرکے روکنا چاہیے پس یہ سمجھکر دوڑا اور شاہ صاحب
کہنے لگا کہ ہاتھ جوڑ کہ مجھ سے خطا ہوئی آپ میرے خیمہ مین چلیے فقیر نے کہا بابا عیار تجھکو دھوکا دیکے ہین مین تھوڑی خاک اپنی

دعوتی پری کی مجھکو دینے لایا تھا کہ اسکے کھانے سے تو عیار کو پہچان لیگا بس یہ خاک لے اور جا چین کر یہ کہکر تھوڑی خاک اسکو دی اُسنے
دہ پھانکی وہ خاک نری بیہوشی تھی اور یہ سیاہ وہ عیار تھی جو لقمہ بنا ہوا تھی غرضکہ وہ خاک پھانک کر بیہوش ہوا عیار نے زبان میں اسکی سوزن
دی اور باندھکر اپنے لشکر میں لاکر قید کیا اور آپ اسکی اسی صورت بنکر لشکر ساحران میں گیا بقیہ شب بستر پر سلار پر بسر کی جس وہ
وقت آیا کہ عیار روزگار نے صورت اپنی بدلی اور سپہر نیرنگ نے رخ اپنا نورانی بنایا کہ **ابیات**

سپہر روان پر بہا لائی سپیدی — رخ افلاک پر آئی سپیدی
چلا مشرق سے جیب خیاط افلاک — ہوا جیب سحر دامن تلک چاک

صبحدم ساحرہ نے اٹھکر ایسا سحر پڑھا کہ ایک طائر تڑپتا ہوا آیا اسکو پکڑ کر شیشہ میں بند کیا وہ کہنے لگا سحر کے پیرو میں نیت کرتی ہون
کہ جبتک شیشہ نہ ٹوٹے حمزہ کا اسم اعظم نہ چھوٹے یہ کہکر وہ شیشہ اٹھا کر جھولی میں رکھا اور جھولی کو گلے میں ڈال لیا پھر جانب رزمگاہ لقا
روانہ ہوئی وہ گبر بھی آکر تخت پر بیٹھا تھا کہ اُسنے آکر سجدہ کیا اور داخل پرچہ عرض پرداز ہوئی کہ رات کو مین نے اسم اعظم حمزہ کو
بھلا دیا ہے اب دیر کرنا کیا ضرورت ہے ابھی طبل پر چوب پڑے اور لشکر تیار ہو مین سبکو گرفتار سحر کرون لشکر کی ہر ایک کا سر
کاٹ دیتی لقا نے یہ باتین سنکر کہا کہ مین کئی ہزار برس پیشتر وقت سے یہی تقدیر تھی پس ساحرہ نے یہ سنتے ہی نفیر سحر بجائی ساحران
مین کمر بندی ہونے لگی ہرکارے جلد بارگاہ اسلام مین آئے بادشاہ عالم پناہ سریر جہانبانی پر آکر جلوہ فرما ہوے تھے سردار
آئے جاتے تھے کہ ہرکاروں نے خبر طبل یورش پہنچائی اور امیر اعظم نے بند ہونا عرض کی بادشاہ نے بھی حکم دیا کہ طبل سکندری بجے اور فوج تیار ہو بنابر حکم
حکم بادشاہ ستودہ شیم چالاک نقارخانہ مین گیا اور چوٹ طبل پر لگائی لشکر مین کمر بندی ہونے لگی کوس بوق بجنے لگے بہادر ہتھیار پہنے
لگے امیر کا اسم اعظم ہر چند کہ بند تھی مگر حربہ سیکل پہنے مین اور جسکے ہوش و حواس درست تھی مین خبر شورش سپاہ حریف گمراہ سنکر آپ بھی
مسلح و مکمل ہو کر اشقر پر سوار ہوئے اور جانب رزمگاہ چلے بادشاہ بھی مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر بیٹھکر بافوج کثیر روانہ ہوئے
اسوقت لشکر کی عجب آن بان تھی دلاوروں کی والاشان تھی ایک طرف سلطان صور فیل پیوند پر سوار فولاد ہندی ساتھ لیے ایک
سمت کو مالک اژدر نے اسی ہزار نیزہ دار سے لشکر کو رونق دیے اسی ہزار نیزوں کے سائے مین بہادر دلکا چلنا گویا شیر دلکا نیستان مین
پھرنا تھا کمین کماندار پشت پر کمانین لگائے تھے یا برج قوس مین بہرام آگیا تھا خنجر گذار خود دیکھکر برج دو پیکر عکس آگیا تھا
کل فوج کو لیے روانہ تھے کہ **ابیات**

زور یلان بدریا سپہ گسترید — زمین سرخ شد آسمان گشت زرد
ز لشکر کسے روے ہامون ندید — بر آمد سپہ بر سپہ بوق و کوس
ز انبوہ گرد اندر آمد بگرد — زمین آہنی شد ہوا آبنوس
تو گفتی کہ گردون ببرد ہمے — زمین از گرانی بدرد ہمے

اسی شوکت و شان سے کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ ساحرہ اژدر پر سوار پس پشت بارہ ہزار ساحر نابکار سامنے سے ظاہر ہوئی
دمرو اور نفیر کا غل تا افلاک جاتا تھا ناقوس کی آواز سے بلند دے فلک خوف کھاتا تھا شعلہ آتش کے وہان ساحران سے نکلتے تھے
اژدر سحر کے زہر اگلتے تھے ایک سمت سے لقا فوج بیقیاس لیے ہاتھیوں کو زنجیر بند کرا کر تخت کھڑوائے خواہی مین شیطان کو بٹھا
کر ٹھہرا اور صفین جمنے لگین ساحرہ کو تو منظور تھا کہ آج ایک ہی سحر مین سبکو غارت کرون اسوجہ سے اژدر اڑاکے آگے بڑھی اور ر

صورت اصلی پر آئے سردار ہو کر لڑنے لگے بیابانک کر لقا نے شکست کھائی وہ سردار جو قہر نگاہ سے قید کیے تھے مثل ساحر کے قید
سحر تو رفع ہوئی تھی مگر قید پرستان میں تھے جب پڑاؤ پر کے لوگ بھاگے وہ بھی قید توڑ کر لڑنے لگے آخر لقا فرار ہو کر داخل قلعہ کوہ عقیق ہوا
اہل اسلام قتل و غارت کر کے بہ صد طبل آسائش بجا خیمہ گاہ پر آ کر سب نے کمر کھولی آرام پذیر ہوئے ادھر لقا جی افواج ادبار ہمراہ
قلعہ ہوا اور ایک نامہ بہ تہدید و عتاب افراسیاب کو لکھا کہ اے بندۂ غافل تو جسکو ہمارے پاس بھیجتا ہے وہ ایسا کبر و غرور
ظاہر کرتا ہے کہ ہم اسکو غارت کرا دیتے ہیں یہ دونوں ساحر جو تو نے بھیجے تھے از راہ نخوت مارے گئے اب اور کسی ساحر کو ہماری مدد
کیلیے روانہ کرو ورنہ در صورت توقف بدولت تجھ سے ناراض ہو کر جانب کوہستان چلے جائینگے یہ نامہ پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا
یہ جبکہ ظاہر ہو کر اٹھا لیگیا یہ تو انتظام ملک میں بسر کرتا ہے اور لشکر اسلام آرام سے اترا ہوا ہے مگر اب حال بہران بیان ہوتا ہے کہ نامہ مطلب
پڑھکر نادر بیقرار رہتی آخر سنگ صبر دل پر رکھکر جبر اختیار کیا اور دربار دری سے نکلکر وزیر کو بلایا تخت طاؤسی اسکے ہمراہ کر کے
سترہ سو ساحر کو حکم دیا کہ ہمراہ تخت جائیں اور تمام عملہ بادشاہی جائے ملکہ مہرخ کو باغ عیش سے لائے بنابر حکم وزیر دولا تدبیر
جلوس سواری کا لیکر روانہ ہوا اس باغ میں مہرخ ملکہ بہران نقلی کے پاس بفراغ خاطر مصروف عشرت ہے کہ یکایک بجنا سنائی
دیا اور لحظہ بھر میں وزیر مرزان صندل وزارت سر پر رکھے در باغ پر جلوس چھوڑ کے سامنے آیا اندر دیکھ عرض کیا کہ چلیے ملکہ طلسم
بہران شمشیر زن نے آپکو بلایا ہے مہرخ حیرت میں ہوئی کہ ایک تو بہران میرے پاس بیٹھی ہے اب کون بہران نے بلایا ہے اسی سوچ میں تھی کہ اس
نقلی بہران نے ہنسکر کہا اے ملکہ تشریف لیجیے کچھ تردد نفرمائیے چنانچہ مہرخ بھی بہ خندہ طلسم کی ہر کچھ سمجھکر اٹھی اور در باغ پر ہمراہ
بہران آئی کہ روان نے تخت طاؤسی حاضر کیا یہ سوار ہوئی سوار ہوتے ہی شتری فیلی نقارے بجے علم نکلے پھریرے کھلنے لگے بان بردار
چوبی بردار خاص بردار قشون قشون آگے بڑھے سقے گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرنے لگے قرق زنجیر آگے کھینچنے لگی جلال ادب کا پڑ گیا
کہ سراسر گوہر نگار مقام مرتب عصائے نقرئی و طلائی لیکر دوڑ دوڑ پہ انتظام کرنے لگے نقیب صدائے ادب لقابت بلند کی چاؤش
نے نعرے دور باش جو گردوں کو دی ساحر دن اور جادوگرنیوں نے غزل ترکی سواریوں پر سوار ہو کر جلو میں چلے ہزارہا گھنٹے اور ناقوس
بجنے لگے کئی سو پریزادان طلسمی گلبدن رشک چمن عہدے ہاتھوں میں لیے تخت کے گرد پھیرے زر و گوہر پر نثار کرتی چلیں وزیر
مذکور چتر سر پر لگائے پس پشت کمر ادا عرض و معروض کا اسے مختار رہا تھا ہزاروں طرح کے باجے آگے بجتے تھے کوس دہل بجتے
تھے سواری اسطرح بہ آرایش تزئین کے ساتھ روان تھی کہ جیسے گلشن میں باد بہار چلتی ہو سرو قد شمشاد قد جلو میں ویسے ہی چشم نرگس کی طرح
دیدۂ روزگار اس بہار کو دیکھکر حیران کہ بمقتضائے

## ابیات

| | | |
|---|---|---|
| فلک کو دیکھ کر یہ شان و شوکت | سراپا ہو گئی تھی بسکہ حیرت | پریزادان زریں پوش ہمراہ |
| سمنبر گلبدن سب غیرت ماہ | خزانہ ساتھ مالا مال زر سے | بھری نقشین جھولیاں لعل و گہر سے |
| مصاحب اور رفیق اسکے تھے ہمراہ | وہ تھے راہ سفر سے خوب آگاہ | طلائی ساز سے گھوڑے تھے تیار |
| جوانان تہمتن ان پہ اسوار | جواہر سے جڑا تھا ان کا زین | گہر جھالر میں اسکے مثل پروین |
| ہزاروں چوبدار اور خواص بردار | کمر بستہ پئے خدمت تھے تیار | |

اسی تجمل و شان سے جب کچھ دور سواری بڑھی ایک قلعہ نظر آیا کہ بالکل چاندی کا بنا تھا اور قلعہ کھلا تھا بارہ ہزار سوار نقرہ پوش

کہ تمام لباس اُنکا چاندی سے مملو تھا وہاں کا عالم لیے بہر استقبال ملکہ مہرخ آیا تھا جب سواری قریب قلعہ پہونچی۔ اہل قلعہ نے سلامی اُتاری بادشاہ
نے بڑھکر نذر دی پھر اندرون قلعہ لیکر داخل ہوا تمام قلعہ کی عمارت چاندی کی بنی تھی ہر دوکان دلہن کی طرح سجاوٹ میں بنی سنوری تھی دوکاندار
نہایت حسین لباس و زیور سے آراستہ دُکانیں سب چاندی کے فرش عمدہ سے پیراستہ کلیوں سے مشک و عنبر کی خوشبو آتی دماغ جان کی
آمد ملکہ سے تمام شہر آئینہ بند تھا حسن آرائش میں مہر و مہ سے دو چند تھا ہر جگہ رقص خسروی ہر مکان ندامادی ہر پونکا جابجا جادو سودے والی
عورتوں کا تماشا وہ پرستان کا ایسا نقشہ سراسر طلسم کا کارخانہ تھا ملکہ وہاں کی کیفیت ملاحظہ فرماتی چلی جاتی سواری کی کیفیت پیچھے خلقت
چلی آتی زر و جواہر و گوہر لٹتا تھا صد ہا طرح اسیطرح اسکے دوسرے ناکے سے سواری نکلکر آگے بڑھی شاہ اقترہ پوش مع
اپنی فوج کے ہمراہ آیا یہاں تک کچھ دور بڑھکر قلعہ ہفت رنگ دکھائی دیا۔ اس قلعہ میں گو کہ سنہرا ان تھا مگر نظام قلعہ ملک ہفت
رنگ جادو کے سپرد ہے ملکہ موصوف توکل طلسم کی مالک ہے یہاں نہ عشرت و نشاط کیا کرتی ہے جو کوئی ایسا ہی کام ہوا کرتا ہے وہ معرفت
قلعہ دار مذکور کے سامنے ملکہ کے پیش کیا جاتا ہے وہ حکم دیتی ہے ورنہ عیش و عشرت سے مہلت اسکو کب ہے ملک کے جھگڑے سے کیا مطلب
ہے الحاصل ہفت رنگ جادو قلعہ سے نکلکر ایک گروہ سوار کی جمعیت سے برائے استقبال ملکہ مہرخ آیا تھا اور قلعہ بھی ویسا ہی ہے
کہ جدہر سے عمرو کو ہوا یا تھا یا دوسمت کا دروازہ ہے ہزار ہا ساحر فصیل ہائے قلعہ پر استادہ ہیں نوبت نقارے بجتے سب جادوگر
ساحر جھولیوں میں پھول جواہر کے بھرے نثار کرنے کو کھڑے ہیں جب سواری قریب دروازہ آئی قلعہ دار کی پہلے نذر گذری پھر افسران
لشکر نے نذر دی پلٹنوں اور رسالوں میں وردی کی بل جھلکتے تھے اور کیسے اوپر سے پھول کیا گرتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ پھولوں
کا مینہ برستا ہے خوشی کے شادیانے بجتے ہیں غرضکہ سواری داخل قلعہ ہوئی اس قلعہ کی تعریف بروقت داخلۂ عمرو بیان ہو چکی ہے
مکرر لکھنا ضرور نہیں ملکہ مذکور نے تمام قلعہ مینو سواد بہشت نژاد بہت آرہا پایا رعایا کو دلشاد پایا مکانات جواہر کی پچی کاری
کیے ہوئے قصر فریدون سے بہتر بنے ہوئے اہل حرفہ و پیشہ مرفہ الحال ساکنان شہر حسین و صاحب جمال خوش وضع و خوش اخلاق و
صاحب کمال دکانیں کھلیں شہر میں رونق و تزئین ہر گلی و کوچہ میں خلقت کا ہجوم سواری دیکھنے کی دھوم سر راہ دکانیں اور گلیوں
میں مردمان شہر کا مجمع کمروں اور کوٹھیوں پر عورتوں کا مجمع ہر طرف گھماگم صغیر و کبیر شاد و خرم غرضکہ شہر سے پھر کر دلتسرا سے
بران پر سواری آئی بران اپنی جگہ پر بیٹھی تھی کہ ہرنے آمد سواری کی خبر دی اُسنے خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا جیسے مہرخ کی سواری
قریب آئی ہے ہلکر ہے آئی عمرو یہ سنکر اٹھ کھڑا ہوا ملکہ کے ہمراہ اور سب شہزادیان و عزیزداران شاہ کوکب بھی روانہ ہوئے
ملکہ مجلس و سہیل و اختر بن سہیل و عمران جادو وغیرہ ساتھ ہو کر دروازہ پر دارالامارۃ کے آئے وہاں انتظام سواری
دیکھا مہرخ نے بھی بران کو دیکھکر فی الفور تخت سے کنارہ کیا جب ترنچی بران آگے بڑھکر بغلگیر ہوئی اور لیکر چلی یہانتک
کہ اسی دارالامارۃ میں ایک طرف کو دکٹ روانہ علاوہ اس سروانے کے لگا تھا کہ جسمیں سے ملکہ بران خواجہ کو لیکر آئی ہے چنانچہ
اس مکان میں پردہ عمدہ پر زر پڑا تھا وہ جو مہرخ پر رکھی ملکہ مکان عالیشان میں مہمانوں کو لیکر داخل ہوئی ڈیوڑھی پر مجلدار بیٹھی تھی ہزار ہا قلعہ
ماتی ترکن حبشن پہرے پر تھی سبنے تسلیم کی ملکہ داخل قصر ہوئی عمرو نے دیکھا کہ یہاں بھی خانہ باغ تنہا ہے وہ جگہ نہیں ہے کہ جہاں مجکو
ملکہ نے اتارا ہے اس چمن وہ بہار ہے کہ بہار گلزار بہشت صدقے ہر بار ہے کیا صفت اس چمنستان پر فضا کی بیان ہو یہ اشعار

نظم
تعریف میں کاخ چمن

بہار موسم گل کی تھی آمد
بہار تازہ وتھی گل مین ثمر مین
نواسنج اس پہ تھے مرغ خوش الحان
خدا کو قمریان کرتی تھین سب یاد
قدم رکھا جو وان کچھ اور بڑھکر
متعدد مکان اس مین بنے تھے

چمن مین بلبلین تھین شاد از حد
لدین پھولون سے تھین شاخین ہر ایک
روش طوطی کے تھی بلبل غزل خوان
روان زیر روش تھین آبشارین
تو دیکھا ہے مکان جنت سے بہتر
فصاحت سے بھرا تھا صحن خانہ

زمرد رنگ پتے تھے شجر مین
سمن اور یاسمن نسرین فضا پر
بنے سرکش چمن مین سرو شمشاد
تسرق موسم گل پر بہار ین
وسیع اسد رجہ تھا جو عقل سمجھے
لکھا تھا شہ نشین پر شامیانہ

جواہر کار بارہ دری آراستہ اسباب شاہانہ سے پیراستہ تھی ملکہ نے مہرخ کو لاکر مسند پر بٹھایا آپ بھی مع خواجہ وزرینہ شہزادیوں کے بیٹھی طوالفان زہرہ وتمثال حاضر ہوئین رقص ہونے لگا جام بادۂ احمر کا آغاز ہوا دہ جشن اگر نگاہ جمشید سے گذر جاتا جیتے جی حسرت سے مر جاتا پیمانہ عشرت اگر اگر جلسہ نشینان دہر خراب آباد کو اس انجمن کا میسر ہوتا تو ایسے شاد ہوتے کہ کبھی نہ برباد ہوتے روز محشر تک مست رہتے قبر سے واشر بوا کہتے اٹھتے زہے محفل عشرت و نشاط و حبذا انجمن انبساط کہ ساغر دہانہ قوچ مہر وماہ کو ہم مشربان تھے پراسے ٹھیکرے بتلاتے تھے انجمن پر فلک کا گوہر انجم نثار کرنیکو جی چاہتا تھا بلکہ مہر خود صورت نگین انگشترینہ بنا تھا صراحی کو دیکھکر چرخ ہمیشہ بشکل مینا رہیگا اسی جلسہ کو یاد کرکے رقص کر یگا شیشون کی قلقل صداے خندۂ گل تھی بطون کے قہقہے کی آواز نغمہ نشاط بلبل تھی گل پیرہنان نسرین بدن زیب محفل تھا صوفی کی تھلبل پر برق درخشان جوش آتی تھی عجیب جلسہ تھا یہ ہنگامہ تھا نظم

شروسانہ نے دی اپنی آواز
ندا مین آمین تحسین کی زبان تک
ہجوم نالہ اپنا رنگ لایا
کیے قربان رقص ہر سمن پر
رہا سامان رقص نازنینان
تسلی خاطر برباد نے دی
بڑا سا ایک دستر خوان شفاف
بچھے لالا کے موقع سے ٹھکانے

براے رقص اٹھی ہر صاحب ناز
کیا پہلو کو ہر اک دل نے خالی
کسی کو اپنے قابو مین نہ پایا
کمال شوق مین آنسو بھر آئے
ہوے محظوظ خاطر سارے مہمان
رہا کچھ دیر یہ جلسہ طرب کا
کہ تھا جسپر گمان عارض صاف
نئی صورت نئی خوشبو نئے رنگ

صدا انگشت کی پہونچی آسمان تک
بندھے کچھ اور مضمون خیالی
کسی نے لخت دل دامن مین بھرکر
ہر اک نے ہاتھ مین دامن اٹھانے
صدا شور مبارکباد نے دی
بکاول نے چنے پھر لاکے خاصا
بچھایا دور تک ور اسپہ کھانے
وہ کھانے دیکھکر جو آدمی دنگ

فراغت پائی جو کھانے سے سب نے
تو باندھا رنگ پھر عیش وطرب نے

پھر ناچ دیکھنے مین سب مصروف ہوے سیر باغ بھی کرتے جاتے تھے اتفاقاً ملکہ مہرخ کی نظر گل وسنبل باغ پر پڑی کبھی کا سیر یہ بہار نگاہ سے گذری تھی ہرچند کہ اس نے باغ سیب باغ عشرت شاہ جادوان کی سیر دیکھی ہر لیکن یہانکے پھولون کا کچھ رنگ نرالا تھا بہار سے طرفہ تماشا تھا نہال میں ہزار ہا رنگ کے گل کھلے تھے وہ شجر نگار خانہ چین کو فرماتے تھے مہرخ اس بہار کی شایق دید ہوکر جلسہ مسرت سے اٹھی بران وخواجہ سے باتین ہوتی تھین کچھ خیال نہ رہا کہ یہ کہان جاتی ہو اور ملکہ مذکور بارہ دری سے نکلکر اس باغ مین آئی روشون اور پٹری پر پھرنے لگی نظارۂ گل و بلبل سے دل بہلاتی تھی اور یہ لب پر لاتی تھی بیت

نہ کیوں دیکھیں بہار نوجوانی دو جہان میں چند دن کی زندگانی غرضکہ یہ تو مشغول باغ میں مصروف ہوئے اور برق حواس سے دوڑ
لیکن شاہ افراسیاب جو قسم کھا چکا تھا کہ میں مہرخ کو پکڑ لاؤنگا پس بعد رخصت عرفیہ قہر نگاہ اپنے مقام سے غائب ہو کر ایک
صحرائے سبزہ زار میں اپنے طلسم کے ظاہر ہوا اس جنگل میں ایک بیج بنا تھا کہ جس میں ہر سمت روانہ لگے تھے یہ اسمیں داخل ہوا اور ایک سمت
کا دروازہ سحر پڑھکر وا کیا دروازہ کھلتے ہی طلسم کوکب سامنے نظر آنے لگا اس طرح سے کہ جیسے بران نے طلسم ہوشربا بہت میں
سے دکھایا تھا الغرض اکیلا شاہ جادو روان اس برج سے جو سمت بحر کرتا اشل کوکب کہ جیسے وہ طلسم ہوشربا میں آیا تھا یہ بھی
اس واحد میں اسکے طلسم میں جا پہونچا جب اسکے طلسم میں پہونچا تو زور سحر معلوم ہوا کہ قوت معنت جگہ جگہ سمت کٹ جا میں پڑ میں گے
پس یہ دریافت کرکے پھر کر لوٹ کر آیا اور تین ملک طے کرکے جو تھے ملک میں آگیا کیونکہ بادشاہ ساحران ہے اتنا زور سحر کو دیا کہ ایک
ساعت میں تین ملک سے گذر کر چوتھے میں دم لیا وہاں جب کہ ذرا ٹھہر کر چاہتا تھا کہ دم لوں مگر ہر ایک ملک میں ساحر مقرر ہیں کہ
وہ غیر شخص کو آنے سے منع کرتے ہیں جیسا کہ ... میں قمر اس کے حال میں بیان ہوا تھا کہ جب وہ سرحد طلسم پر پہونچا تھا تو ساحر
مانع ہوئے تھے غرضکہ جب شاہ جادو ان چوتھے ملک میں اس طلسم کے پہونچا یہاں سترہ ہزار ساحر شاہ کوکب کا تابع ہے اور انکا
مالک نشاط جادو نام تھا کی حکومت کرتا ہے انکے ... ان کے حاکم کو طرف سے تیماس سحر نے خبر دی کہ بڑا غضب
ہوا ایک ساحر بزور سحر نہایت تیزی کے ساتھ ہماری سرحد سے گذر گیا دیکھیے بادشاہ طلسم کا کیا عتاب ہوتا ہے بعد اسکے خبر اس
رہنا اور اسکو روکنا یہ حال دریافت کرکے نشاط معہ فوج کے تیار ہوا اور اسی عرصہ میں افراسیاب بھی اس ملک میں آپہونچا کر ایک صحرا میں
دم لینے ٹھہرا تھا کہ سترہ ہزار ساحروں سے نشاط نے آکر گھیرا اور ہر سمت سے سحر سے کپ سی بہت دھوان پیدا کیے دنیا اندھیر کر دی
کسی نے آندھی سیاہ پیدا کی کسی نے خاکدان پست کو چاہ بابل بنا دیا تھا کہ اس مقام پر تیز کہیں آگ برستی کہیں سنگ باری ہوتی
افراسیاب کو تو یہ منظور ہی کہ میرے آنے سے کوکب کو نہ خبر ہو کیونکہ اگر وہ آگاہ ہوگا تو بر سبک تر ان پہنچ جائیگی مہرخ کا گرفتار ہونا
مشکل ہی کس لیے کہ وہ اپنا مقابل ہی نہیں وہ ساحر جو سحر اسپر کر رہے تھے وہ کچھ کیٹے پر تھے ملازمان شاہ کوکب تھے اس کی حقیقت کہی جاتی ہے
یہ خود شاہ طلسم اور شہنشاہ ساحران کہلاتا ہے البتہ مرحلہ طلسم سے تو ناچار ہے کہ وہاں کی زمین طلسم بند ہوتی ہے اور ساحر بھی وہاں کا معین
کردہ بانیان طلسم ہوتے ہیں جو آفت کہ اس مقام سے پیدا ہوتی ہے اور جو سحر کہ وہاں کا ساحر کرتا ہے اسکا دفع کرنے والا سوائے طلسم کشا
کے اور کوئی نہیں کہ وہ لوح سے حال دریافت کرکے اس ساحر کو قتل کرتا ہے اور مرحلہ فتح کرتا ہے خلاصہ یہ کہ اگر کوکب چاہے
کہ طلسم ہوشربا کے مرحلہ پر جاؤں تو نہ جا سکیگا اور اگر افراسیاب چاہے کہ میں کوکب کے مرحلہ طلسم پر جاؤں تو ناممکن ہے ہاں اپنے اپنے
طلسم کے مرحلوں پر ہر ایک بادشاہ جا سکتا ہے فی الجملہ یہ ساحر غیر مرحلہ کے جب افراسیاب پر سحر کرنے لگے اسنے ان سب کا سحر رد کر کے ایک
ایسا منتر پڑھا کہ ہولے سرد و خشک نازل ہوئی اور ان ساحروں کے جسم میں لگی وہ سب بیہوش ہوگئے اور اسنے پھر پرواز کی

## نظم

| | | |
|---|---|---|
| کبھی چمکا ستارہ سا فلک پر<br>کہ پارہ ڈالیں جیون آتش کے اوپر | چمک بجلی کی صورت تھی لپک پر<br>لگا تر اڑا مہرخ پہ تھی باندھی | اڑا اب تا تھا یون بیتاب و مضطر<br>وہ یون جاتا تھا جیسے آئے آندھی |

غرضکہ چوتھے ملک کو طے کرکے جب پانچویں قلعہ کے حدود پر پہونچا وہاں کے ساحروں نے جو پہرے پر تھے اسکو دیکھا کہ ایک ساحر بڑی
تیزی سے جاتا ہے سمجھے کہ یہ غیر شخص ہے اسکو روکنا چاہیے پس حربہ ہائے سحر پڑھکر پروانگی اور سقف گردون میں گویا آگ لگا دی

اس طرح تمثیل سحر نا اتفاق ہو بجائی افراسیاب نور دھوکا دینے کیلیے ایک ستارہ زرد سحر بنا اور جب دیکھا کہ وہ ستارہ دو ٹکڑے ہو کر دعا
زمین پر گرکر غرق زمین ہوا اور نصف قندیل فلک ہوگیا یہ ساحر حیران ہوے کہ اب کسکا تعاقب کریں ناچار ہو کر سحر کرنے سے رکے اور
شاہ جادوان ستارے ہو کے نکلا چلا گیا ان ساحروں سے اور تو کچھ ہو سکا مگر طائر بنکر اڑے اور قلعہ کوکبیہ میں کوکب سریر سلطنت
پر جلوہ فرما تھا اسکے سامنے آئے اور بجا گاہ پر ٹھہر کر صورت انسان بنکر سر تسلیم خم کیا بعد دعا و ثنا سے شاہی بجالائے قطعہ

دعا کیو اسطے کو اٹھا تو اپنے ہاتھ
بہار دولت ہی جبتک جہان گلستان ہے
دکھائی دے گل رعنا کیطرح تاشب و روز
زمین پہ تاکہ یہ گردان سپہر گردان ہے
الٰہی تا ہے او رنگ زرنگار سپہر
کہا کہ ہے تجھے خلافت یہ شاہ شاہان ہی

صفت کا آسکے بیان ہو نجوم سے غیر ممکن ہے
ریاض دہر میں جبتک ہے گل خورشید
خوشی سے تاکہ یہ طاؤس چرخ رقصان ہی
ہمیشہ عمر دراز خضر کا تا رہے ذکر
زمین تا شہ خاور کے زیر فرمان ہی

الٰہی تا ہے گل سے محبت بلبل
الٰہی تاکہ گل ماہتاب تابان ہے
زمین فلک پہ جبتک ثوابت سیار
جہان میں تاکہ طلسمات آبحیوان ہی
رہے مدام تو باتخت و تاج و جاہ و حشم

ایک ساحر کہ ناظر افراسیاب متوجہ تھا اسطرح سے جانب قلعہ ہفت رنگ گیا ہی
جیسے رک نہیں سکا ہی اطلاعاً عرض کیا یہ کہکر وہ سب جیسے گئے کوکب نے کچھ سحر پڑھا کہ چار تیلے بلور کے ایک صندوق کو لیے آئے
ہوے آئے بادشاہ نے مثل افراسیاب سو سواشرفی اس صندوق پر چڑھا کر تالا کھولا دیکھا تو وہ کتاب مثل آئینہ کے ہی کہ شیشہ سپہر جڑا ہی
جو کشادہ مرد کا استاس آئینہ کو سامنے رکھکر عرض کیا کہ اے مرآت اقدس تعبیر آئینہ کر کہ کون اس طلسم میں آیا ہے یہ عرض کرتے ہی اس آئینہ سے ایک
پنجہ نکلا بادشاہ نے قلم اس پنجہ کو دیا اور کاغذ زیر قلم رکھا پنجہ نے لکھدیا کہ افراسیاب آیا ہی اسنے پھر عرض کیا کہ یہ معلوم ہو کہ وہ کیونکر
آیا ہی پنجہ نے لکھدیا کہ برق کو پکڑنے آیا ہی بس یہ معلوم کر کے آئینہ کو صندوق میں رکھکر روانہ کردیا اور ان ساحروں سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم نے
سنا کہ کون آیا ہی ایک ساحر نعمان جادو نام نے کہ بہت معزز ہی عرض کیا کہ حضور ارشاد کریں کہ کون آیا ہی شاہ نے فرمایا کہ یہ
بیہودگی دیکھو کہ افراسیاب جیسے گھر میں گھس آیا ہی یہ تو یہ کہہ رہا ہی کہ وہاں تا افراسیاب قلعہ ششم و ہفتم سے بھی گذرا اور اسقدر بلند ہوا کہ
قلعہ کوکبیہ جہان کوکب بیٹھا باتیں کر رہا ہی نظر آنے لگا از بسکہ کوکب درپہ نورافشان جادو سے پڑھے میں تو آئینہ میں پرچھائی
ہیں اور جب یہ دو ہم مکتب تھے تو جس طرح لڑکے بہت باتیں کرتے ہین یہ سحر سازی کرتے تھے اور کبھی یہ اسے بیہوش کرتا تھا اور کبھی وہ
اسکو بیہوش بناتا تھا اسوقت کوکب کو دیکھکر اسنے چاہا کہ غافل تو ہو رہا ہی اسکو بیہوش کردوں اور بفراغ خاطر برق کو پکڑ لیجاؤں
غرضکہ اسنے سحر پڑھا چند پیر جادو کے اسکے سامنے آئے اور عرض پیرا ہوے کہ اے بادشاہ وہ زمانہ اور تھا کہ ہم شاہ کوکب کو
بیہوش کردیتے تھے اب وہ بادشاہ طلسم ہی ہمارا بس اسپہ نہ چلیگا اسنے کہا تم جاکر اپنا کام کرو اگر وہ بیہوش نہوگا تو غافل تو کچھ ہو جائیگا پس سحر کے
حسب الحکم روانہ ہوے اور افراسیاب جانب ملک ہفت رنگ چلا لیکن کوکب پر اس سحر کا بہت ہی تھوڑا اثر ہوا کہ بالکل خیال ملکہ
برق جاتا رہا یہ یاد نہ رہا کہ وہ ملکہ میرے یہاں مہمان آئی ہے پس اسنے معبود رباک کہا افراسیاب لیا سحر پڑھا کر چند پیر اسکے سامنے
بھی آئے انسے حکم دیا کہ جاؤ قلعہ ہفت رنگ میں عمرو و برق کی حفاظت کرو خبردار کوئی انکو پکڑ نہ لیجائے انھوں کی نسبت تاکید بلیغ فرمائی
اور برق کا نام بھی نہ لیا پیر اسکے فرمانے سے اسی باغ میں جہاں جلسہ ہوتا ہی گئے اور برق و عمرو ایک جا بیٹھے تھے انکو گھیر کر ٹھہر سکے
کوئی انپر دست درازی نکرے برق بیچارے سیر باغ میں مصروف ہی اسکی [illegible] میں افراسیاب قلعہ ہفت رنگ

مین پہونچی اور اس قدر بلند تھی کہ نظر نہ آتا تھا اور سحر پڑھتا جاتا تھا کہ ساحران گلہ مذکور بیہوش ہوتے جاتے تھے کیونکہ وہ سب غافل اپنی جگہ بیٹھے
ہوے تھے جب ادھر سے گذرتا سحر سے ہوا سے سر دھنا تا ساحر ونکو سوتا ہوا نیند تک کہ اس قصر دعوت پر آکر ٹھیرا یہ جہان صداے چنگ و رباب
بلند تھی یہ عیش و عشرت میں طبع اہل انجمن خرسند تھی۔ اسنے چاہا کہ بارہ دری میں جاؤن وہان مہرخ کو پکڑ لاؤن مگر سمجھا کہ جال سحر کا آگے بچھا
بارہ دری کے پڑا ہوگا کیونکہ یہ جگہ شہزادی طلسم کی ہے بیران بھی ہونگی اس سے سخت لڑائی پڑیگی بس یک بیک جاتا نہیں بہتر یہ ہے کہ جا کر
یہیں سے سحر کرکے سبکو بیہوش کردون تو اچھا ہے وہ اسی فکر مین ٹھیر کر ایک نگاہ جو ہر طرف دوڑائی مہرخ کو گلستان مین مشغول نظارہ
گل و ریحان پایا بس خوشنود ہوکر بسان برق جہندہ بڑھکر جو گرا ملکہ مذکور کو پنجہ مین داب کر اڑا اور پکاری غافل زجور فلک
تھا تو حضور پکاری کہ لے ملکہ بران میری خبر لیجیے اتنا کہکر بیہوش ہوگئی وہان بارہ دری مین شور ہورہا تھا کسی نے اسکی آواز نہیں سنی
مگر اور ساحر جو سحر سے بیہوش نہوے تھے یعنی شاہ جادوان کی گذرگاہ سے علحدہ اس باغ کے دیوار و در و دروازون پر تھے انھون نے
دیکھا کہ ایک ساحر کو پنجہ مین دابکر اڑا ہے بس انھون نے ہیت لیت کا غل مچایا اور حربہاے سحر لیکر اڑے انکے غلغلے سے بران نے ناچ
موقوف کرایا اور گھبرا کر اٹھی کہ ارے کیا ماجرا ہے عمرو بھی مع دیکھا تو ملکہ مہرخ نہین ہے وہ غل ہے کہ ایک ساحر کسیکو پکڑ لیگیا اسنے
کہا کہ ملکہ مہرخ شاید پکڑ گئی اتنے عرصہ مین افراسیاب عرق آسمان ہوکر یہ جادہ جو اپنے ملک کیطرف روانہ ہوگیا یہان جو برج
کے براے حفاظت خواجہ و ملکہ تھے خدمت کوکب مین گئے اور عرض کیا کہ ہمنے حفاظت شہزادی و خواجہ کی بخوبی کی دشمن
انکے پاس تک آسکا ملکہ مہرخ باغ مین پھر رہی تھی اسکو پکڑ لیگیا اور سب خیریت سے حال گذرا یہ کیسکو باقبال شہنشاہ ضرر نہین
پہونچا بادشاہ سحر کیو جسے غافل تھا مہرخ سنتے ہی چونکا اور دل سے کہا واے مردیم باوجودیکہ آئینہ سحر سے حال گرفتاری
اس ملکہ کا تو معلوم کرچکا تھا اسپر بھی اسکی حفاظت مجھ سے نہو سکی اور بھولا رہا شاید مجھپر دشمن نے سحر کیا اب چلکر اسکی رہائی کی
تدبیر کرے یہ سوچکر کچھ سحر پڑھا کہ اثر افسون دشمن بالکل دفع ہوا یہ بزرگ جو تخت پر سے بیٹھے بیٹھے غائب ہوکر فلک ہفت گانہ کا ان جلسے
دعوت مین آیا مگر نظر مردم سے پوشیدہ رہا دیکھا تو یہان بران کا حال ابتر افراسیاب کے قید ہونے مہرخ کا معلوم ہوا اور
ساحر وہین غلغلہ ہے عمرو نالہ و شیون کررہا ہے کہ افسوس ملکہ میرے لشکر کی مفت ہلاک ہوئی وسلے پر غفلت یاران یہ باتین سنکر
جایا چاہتی ہے کہ عقب دشمن جاکر کارنمایان کرے یہ حال بادشاہ نے دیکھکر ایک آواز دی کہ اے بران خبردار کہین جانیکا قصد نکرنا
تم بیٹھو اور خواجہ کی تسکین و دلداری کرو مہرخ کو مجھ سے ابھی لو یہ کہکر دوانسے عقب حریف چلا عمرو نے اس آواز کو سنکر پوچھا کہ اے
ملکہ یہ کون بولتا ہے ملکہ نے کہا شہنشاہ کوکب کی صدا ہے آپ آرام سے بیٹھیے مہرخ نظر لیے شاہ خود تشریف لیگئے ہین مہرخ
کوئی دم مین آتی ہے آپ انکو دیکھین عمرو اسکے کہنے سے بیٹھا تو مگر بیتاب و مضطر رہا ناچ وغیرہ سب موقوف کردیا بیقراری جان کو
لگا یہان تو یہ حال ہے لیکن شاہ کوکب عقب افراسیاب مین چلا سحر کے پتلان حکم کے بادشاہ پاس کر جو راہ افراسیاب
مین پڑینگے روانہ کرکے کہلا بھیجا کہ دشمن ہمارا اس سمت کو بھاگے چلا ہے بس تمہارے ملک سے راستے مین پڑینگے ہرگز ہرگز جو کنا
نہین کسلیے کہ عقب اسکے ماہ دولت آتے ہین جو مناسب ہو گا کرینگے افراسیاب جس ملک پر پہونچا اور وہانکے حاکم نے اسکو
ساتھ ہی پتلا شاہ کوکب کا پیام مخالفت لیے پہونچا ساحرون نے تعمیل حکم بادشاہی کی اور اسکو راہ دی کوکب نے راہ اسکا اسلیے
دلوائی ہے کہ اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوچکا اب اس بات کا سیر طلسم مین شور غل پڑجائیگا کہ افراسیاب ایسا زبردست تھا جو یہان

گھس آیا پس اگر از راہ ہلو ساحرون کی جمعیت کرکے مہرخ کو مین چھین لون جب بھی بدنامی ہی کہ لوگ کہینگے کہ اکیلے پر چڑھائی کی یہی
گلی مین کتا بھی شیر ہوتا ہی لہذا اسطرح پہ بہادری کرکے تیرے یہان آیا اور مہرخ کو پکڑ لیچلا ہی تو بھی اُسکے گھر سے جاکر اسکو پکڑ
لا اور اسکو دھوکا دے غرضکہ جب افراسیاب کا کوئی سد راہ نہوا وہ بخوبت اسکے کہ فلک پہ آیا ہی کہین کا نہین بعجلت تمام قطع
راہ کرکے اپنے طلسم مین داخل ہوا اور قصد کیا کہ باغ سیب مین جو ساحر مین اپنے مالک و افسر لشکر کا حال خراب چھین اور کیفیت فسوس
ملین کسلیے کہ میری بی بی کو تشہیر ہوتے انھون نے دیکھا ہی اب ساحر یکو چھین اور میری شوکت کو چھین کر کیسا عوض مین نے لیا حاصل
مرام یہی تجویز پسند آئی اور سیدھا مہرخ کو لیے لشکر حیرت مین آیا یہان جو افسر لشکر تھے انھون نے تعظیم دی یہ تخت پر بیٹھا مہرخ کو سحر کرکے سامنے
ڈالدیا اور پتلا سحر کا بھیجا کہ جلد ملکہ حیرت اور امور وغیرہ حاضر ہون ... کو جاکر میرے آنیکی خبر دے اور کہے کہ اسیوقت لشکر مین بہر تماشا
قتل مہرخ کا دیکھو پتلا حسب الحکم گیا اور سبکو حکم شاہ پہنچایا ہر ... دان و ترجمان حضرت شاہ مین آیا حیرت بیٹھی شاہ مین
آکر بیٹھی بادشاہ نے سحر پڑھکر مہرخ کو ہوشیار کیا جب اسکی آنکھ کھلی سامنے افراسیاب کو بیٹھے دیکھا پھر آنکھ اپنی بند کرلی اور کہنے لگی
کہ کیا خواب پریشان مین نے دیکھا شاہ جادوان پکار اٹھا کہ اے مہرخ یہ خواب نہین عین ہوشیاری و بیداری ہی دیکھ اب دولت کی
زبردستی کو اس مرد صحرائی یعنی کوکب کے گھر سے مین تجھکو پکڑ لایا اسکا بیان خود اگر چاہون تو سارا طلسم اسکا دو دن مین ... یہ تو لاف گزاف
کرتا ہی اور شاہ کوکب جو اُسکے عقب مین چلا آتا تھا اتنے عرصہ مین کہ اُسنے آکر باغ سیب ساحرون کو بلوایا ہی وہ سر لشکر پر آکر ٹھیرا
اور ایک ایسا سحر پڑھا کہ افراسیاب کی طبع پس پر نسیان غالب ہوا یہ خیال بالکل نہ رہا کہ مین جسکے گھر سے مہرخ کو لایا ہون آخر وہ بھی تو
بادشاہ ہی کوئی ایسا گھسیارہ نہین پھر کچھ نہ کچھ تدبیر وہ بھی کریگا خلاصہ کلام کوکب کا خیال کیبارگی صفحہ دل سے حک ہوگیا یہ
امر اسکا بدلہ ہی کہ جیسے خطر کوکب بدل مہرخ اسنے بھلادی اب اسنے آکر اسکو بھی آمد سے غافل کیا جب تک قتل کرچکا تو ماش کا آٹا جھولی
سے نکالا اور اسکی پتلی بنا کر سحر کا اسمین پھونک کر حکم کیا کہ تو بصورت مہرخ بنکر غائب ہوجا اور جب مین مہرخ کو ... تو فوراً ظاہر
ہوکر اسکی جگہ پر قیام کرنا اور افراسیاب جب تجھکو قتل کرے تو اس پتلی ... ٹکڑے ٹکڑے ہوکر میرے پاس چلا آنا ہی جب ... شاہ بادشاہ
مع اس پتلی کے غائب ہوکر اپنے کام پر مستعد ہوا اور بادشاہ موصوف نے بلند ہوکر سحر پڑھا کہ ایک ابر پیدا ہوکر لشکر حیرت پر محیط
ہوا حیرت نے ابر دیکھکر بادشاہ سے کہا کہ حضور دیکھیے کوئی مددگار معلوم ہوتا ہی کہ اس مہرخ کو چھڑانے آیا ہی شاہ یہ سنکر بیان
ہری جانب پر چلا کہ جو آدمی آیا ہی اسکو بھی پکڑے لاتا ہون یہ تو ابر کیطرف چلا اور ساحرون کی نگاہ ابر کیطرف ہوئی بادشاہ کا جانا
سب دیکھنے لگے کوکب جسطرف وہ ابر تھا ادھر سے ہٹکر دوسری طرف آیا اور سحر پڑھکر جانب بارگاہ پھونکا کہ بارگاہ مین اندھیرا
ہوگیا مگر لمحہ کے لیے وہ اندھیرا رہا ایسا کہ اس اندھیرا ہوتے ہی اہل بارگاہ نے نگاہ اپنی پھیری تھی کہ کیا ہوا دیکھا تو کچھ بھی نہین
ویسے ہی روشنی ہی جیسے پہلے تھی اور مہرخ بھی اسیطرح سر جھکائے بیٹھی ہی انکو تو ثابت نہوا کہ کیا ہوگیا وہان اس اندھیرے مین کوکب
نے اپنا کام کرلیا یعنی مہرخ کو اٹھاکر خود سحر سے مخفی ہوگیا اور اپنا راستہ پکڑا اور پتلی بصورت مہرخ آبیٹھی ادھر افراسیاب جب قریب
ابر پہونچا وہ ابر بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر غائب ہوگیا بادشاہ نے نعرہ کیا کہ کون ایسا ہی جو میرا سامنا کریگا یہ کہکر کچھ دیر بلند در
سحر بردے ہوا پھر اتر آیا اور کہا اے حیرت تمنے دیکھا کہ میرے جاتے ہی پتہ بھی نہ ملا جو کوئی آیا تھا وہ کیسا
سر پہ پاؤن رکھکر بھاگا سب اہل دربار ثناخوان ہوے کہ اے شہنشاہ کسکی مجال ہی جو آپکا مقابلہ کرسکے یہان تو یہ باتین ہوتی

گرعیار وغیرہ جو بامر جاسوسی اُسجگہ آیا کرتے ہین خوشی سے جو صرصر کو گرفتار دیکھا دوڑے ہوے بارگاہ اسلامیان مین آئے اور بصد
ادب سامنے تخت ملکہ بہار عالی تبار کے ٹھہر کر صفت و ثناے بادشاہی زبان پر لائے **قطعہ**

| جو خاک ترے در کی ملے سخت پہ تو بخت کے | ابر دمہ نو رخ مہ تابان کے برابر |
|---|---|
| پھل پاتی ہے تلوار ترے باغ کرم سے | پھولون کی سپر ہے چمنستان کے بہار |

بعد ادائے دعا و ثنا حال صرصر از ابتدا تا انتہا بیان کیکے بہ عیاری جیسے بہار نے قید ہونا صرصر کا جو سنا گریبان چاک کیا کلاہ
سر سے پھینکی سردار رونے لگے بارگاہ مین کہرام مچگیا آخر سب نے صلاح کی کہ آج لڑکر اپنی جان دینا چاہیے کیونکہ شاہ جادوان
کے مقابل تو ہونا غیر ممکن ہے مگر جو ممکن ہو امکان مین ہو بس یہ سوچکر بہار نے نفیر سحر بجائی لشکر مین طبل جنگی گونج اٹھا بوق و ناقوس نے گوش
فلک کر بہرا کیا ساحرون نے جلد جلد جھولیان سنبھالین بہادرون نے کمرین باندھین ساحر طائران سحر پر چڑھے بہادران شجاعت
نشان نے مرکب کسے بہار سب سے پہلے طاؤس سحر پر سوار ہوئی جلو مین فوج بیشمار ہوئی ساحرون کے پرے نشان فوج کے کھڑے ہوئے **نظم**

| فلک پر جسطرح سے خسرو روز | ہوئی یون مور پہ وہ رونق افروز | جڑاؤ سر پہ اُسکے تاج زرین |
|---|---|---|
| نمایان رخ سے نور ماہ و پروین | پے آرائش فوج فراوان | کیا تھا ابر سحر اس نے نمایان |
| جوانان تہمتن اس کے ہمراہ | ہزارون نازنین سحر آگاہ | گلون مین جھولیان زرتار ڈالے |
| غضب کے یاد جادو کچھ نرالے | جو لب کھولین پے افسون جہانبین | لگادین آگ کاخ آسمان مین |

| چلی میدان کو القصہ وہ گلرو | لیے ہمراہ اپنے فوج جادو |
|---|---|

یہ تو فوج ظفر موج لیکر چلی ادھر عیار سحر نے خبر شاہ جادوان کو آکر لشکر کی پہونچائی کہ آپ غافل کیا بیٹھے ہین بہار لڑنے آئی ہے
بادشاہ نے متبسم فرمایا کہ اسلیے مین نے اسکو قتل کرنے طلسم ظاہر مین بلایا ہون کہ اُسکے ہواخواہ بھی اُسکا سر جدا ہوتے دیکھین گلشن ہستی اس کا
پامال دیکھین اور برنگ شبنم اشک حسرت بہائین دیکھو کریہ سکتین یہ کہکر آپ اٹھا اور قریب دریاے خونروان گیا ایک مٹھی ریگ کی دریا پر پھینککر حکم
کیا کہ لے دریاے سحر چارسمت سے اسقدر بڑھ جا کہ لشکر حیرت تک کوئی نہ آنے پائے دریا اسیوقت جوش مار کر بہا بیچ عالم لشکر
حیرت و بہار کے درمیان مین آکر بہنے لگا عیار بھی صحرا سے پہلے ربائی صرصر فوج عدو مین نہ آسکے تھے کہ راہ بند ہوئی مجبور
ہوئی کنار سحر تک آکر پھرے اور راہ مین بہار سے جاکر شناسے مدعا ہوے کہ لے گوہر بحر شجاعت اپنے ارادے سے کنارہ کیجیے
دریاے سحر بیچ مین حائل ہو جانا مشکل ہے بہار یہ خبر سنکر قلزم رنج مین ڈوبی طاؤس سے گر کر ماہی بے آب فرش خاک پر پڑی
اور کشاکش دریاے مذکور کے آئی وہان افراسیاب نے بارگاہ مین پہونچکر حکم دیا کہ جلادان قوی بازو و تندخو حاضر ہون بموجب حکم
سراچہ ہاے بارگاہ اٹھوا دیے گئی ہزار ساحر اسباب سحر لیکر ہر سمت میدان کو گھیر کر ٹھہرے کہ عیار وغیرہ و دیگر ہواخواہ مجرم کو
فتح لشکر مین بہت سے ساحر بلاے ہوا جاکر تمام میدان پر چھا گئے بادشاہ نے ایک سمان سحر پیدا کیا کہ کوئی اُڑ کر نہ آئے اور زمین کو
سنگلاخ بنایا کہ کوئی نقب نہ لگائے جب یہ بندوبست ہو چکا اسوقت بیچ میدان مین دار استادہ کرائی آرہ کش تسمہ کش جلاد بانی میدان
حاضر ہوے زیر دار چبوترہ ریگ کا بنایا صرصر نقلی کو کشان کشان لاکر بٹھایا پکارا کہ لے مجرم جو کھانا ہو وہ کھالے اور پیاسی ہو
تو پانی پی لے کہ ساغر اجل سے سیراب ہوا چاہتی ہے اس چھلے نے کچھ جواب نہ دیا جلادون نے انتظار کیا کہ بادشاہ حکم عذاب سے

اسکے قتل کا حکم کرے وہ محل میں نامین گردن مارین یا کھال کھنچین بہ دار پر چڑھا دین ادھر خفت کا ہر سمت سے ہجوم تھا ہیچ ع سا حرخوش شوم تھا شاہ جادوان نے سطوت و دبدبہ کراتی تھی کہ لشکر دین ہر کاس سنا جب ادھر عجیب بھی سنو صندوق تھی بہار سامنے کھڑی بحالت زار دیکھتی تھی اور روتی تھی نافرمان کا گریبان چاک سر کے بال کھلے لرزان بیج پر خاک لشکر میں ماتم بپا شدت گریہ و بکا اشک ریزی سے یقین تھا کہ دوسرا دریا اور جاری ہوگا دامن تک صرف شب بیداری ہوگا وہ کہتی کہ اے فلک تیرہ حسرت میں یہ سائیہ عاطفت میں ملکہ مہرخ کے رہا اسے دوم کہ عجب ہے کہ چھڑا کے سر پر سلطنت پر چھا جائے کوئی گھڑی دو گھڑی تو خوش رہنا سو یہ تیری خونین کچھ نسبت کی ہو نہیں کوئی بین و شکایت غداری روزگار میں پہلے تو زبان کی کہ خون و نے سے چرخ دنی سے سوا زہر کے کیے آنگین راحت نوش کیا کہ مشتری موہن نے سینہ سوراخ دوری دنیا آباد خانہ دہر سے آب سیر دیکھ دریں بغض اسکا ہوا ہی کوئی لیسا چراغ خانہ تھا جو بجھ نہ گیا اور رودہ کونسا کا شانہ آباد تھا جو نہ اجڑا افسوس لے دہر غدار وصد ہزار افسوس اے دنیائے ناپائدار کیسے کیسے جو اہر نون ورسر تونے گنجینہ تجھے تونے خاک میں ملا دیئے بر باد کیا امید دنگ جرے دن زیر زمین دبا دیے کہ بیت دیکھا کلش پھول کے جیسے مرجھا گئے حسرت کی بوٹ تھی اور خاک بھی نہ تھا کوئی کہتا تھا کہ یہ گردون دنی صبح و رجفی ہے اسکا ہر یک صاحب جو ساتھ ہے اسکے ساتھ یہ نقشہ نظم

| | | |
|---|---|---|
| کار دنیا کے ہیں سب لہو و لعب | عیش ہو جو دن بے دم مین منقلب | ہے کہاں اسکندر و افراسیاب |
| ہے کہاں کاؤس کا جام شراب | ہے کہاں شاہ سلیمان و سدیو | ہے کہاں اس کوس شاہی کا غریو |
| ہے کہاں وہ جاہ وہ انگشتری | ہے کہاں یوسف اور اسکی مشتری | ہے سراسر کار دنیا بے ثبات |
| چاہیے اس بیسوا کو مارے لات | بی اسی بیان تو شور و غوغا بلند ہوا کہ شاہ جادوان نے جلاد کو حکم دیا کہ اس عجر کو دار | |

پر چڑھا جلادون نے زنجیر کمر مین باندھکر دار پر کھینچ دیا بادشاہ نے تیر اندازون کو حکم دیا ہر سمت سے تیر پڑنے لگے اس حال کو دیکھکر بہار نے چاہا کہ میں دریا سے سحر میں پہنچے تین گراد دن اسوقت قران حیا صحرا سے دوڑا یا اور مانع ہوا کہ اے ملکہ صبر کرنا روا ہی غور کرنی چاہیے کہ کوکب نے تشہیر کیا مہرخ کے تو کیسا بدلا یا اب اسکے گھر سے تمان اسکا پڑ گیا ہوا اور وہ چپکا ہے یہ تو نہین ہو سکتا اسمین خدا گواہ کچھ اسرار ہے دردمندان خواجہ موجود تھے وہ ایک لمحہ نہ ٹھہرتے اور یہان کر عیاری کرتے اب تم تامل کرو اور نظر بفضل خدا رکھو بہار نے اسکے سمجھانے سے تامل کیا ادھر جب مجرم پر تیر باران گیگی اسکے پیٹ سے بیرنے نکلکر اندھیرا کیا اور غل مچایا کہ نتی مرا نام من مہرخ سحر چشم جادو بود اس صدا کے آتے سے بموجب حکم بادشاہ ہزار ہا نقارہ بشاشت شادمانی بجنے لگے بادشاہ اسیوقت سوار ہوکر جانب ظلمات کے طلسم گیا در بار سحر اپنی جگہ آکر بیٹھنے لگا بادشاہ کہتا گیا کہ میں جاکر ایک ساحر کو بھیجتا ہون کہ وہ کام اس لشکر باغی کا بھی تمام کردے حیرت شادان و فرحان بارگاہ میں آئی بہار نالان و گریان لشکر بیکر میں بیر کی تیر کاری سے نکلکر غل مچا کے بعد جانے بادشاہ طلسم کے کوکب کے پاس گیا کوکب جو مہرخ کو لیکر گیا تھا تو اپنے طلسم کے ایک میدان میں آیا ملکہ کو تختہ سنگ پر بٹھاکر ہوشیار کیا اور سا آپ چھپ گیا جب مہرخ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ کوسون کیا منزلون تک ایک میدان ہے کہ یک نگاہ بھی ہو ذرہ زمین خشک ہے ہر طرف خیال بھٹکتا ہے ہزارون چشمہ ہائے صاف شیرین اسمین جاری گرد چشمون کے سبزہ زنگاری رحمت وہان کوئی نہین باغبان قدرت نے گلشن دنیا میں پیداری ہوئی ایسی جگہ پر جب اپنے تئین تنہا پایا ناچار قدم آگے بڑھایا کوکب صورت ساحر کی بنکر سامنے آیا اور اسکو سلام کیا اسنے ایک ساحر معزز کو لباس عمدہ سے آراستہ امارت و ریاست چہرہ سے آشکار خلعت لیاقت سے پیراستہ دیکھا اور اسنے کہا کہ اے ملکہ شاہ

کوکب کی بارگاہ ۔ افراسیاب سے جا کر لائے اب بارہ ہزار سوار ہمرہ میں تم دونوں کو ملے ہیں تم کو سزاوار ہے کہ لشکر حریف سے انتقام لیجیے کچھ
بادشاہ نے رخصت کیا ہے اور کہا ہے کہ عمرو کے ہمراہ ملکہ براں بانو بخت فرزانہ آئیگی آپ انہیں دیکھیے مہرخ نے یہ کلام سنکر پوچھا کہ وہ سوار
کہاں ہیں وہ ساحر اسکو لیکر ایک سمت کو میدان میں کچھ دور لایا تھا کہ ایک گنبد نظر آیا اس ساحر نے سحر پڑھا کہ در گنبد وا ہوا اور بارہ ہزار
پتلے بالشت بالشت برابر کے اس میں بدن کہیں سے نکلا کہ ہر ایک مرکب پر زین کسا ہوا تھا اور سوار تھا جیسے ہی باہر آتے ہی اُن پتلوں نے قد مثل انسانوں کے پیدا
کیے ہر ایک نہنگ بحر جرأت بنگیا اسلحہ سے آراستہ بدن تھے ہر ایک لشکر شکن تھا اس ساحر نے کچھ سحر پڑھا کہ ایک عقاب تیز پرواز پیدا ہوا
آیا اُسپر مہرخ کو سوار کر کے عقاب کو حکم دیا کہ بہت جلد با طلسم ہٹ کر کے اس ملکہ کو طلسم ہوشربا میں لیجا کیونکہ یہ میدان کنارے اس طلسم کے ہے
سامنے طلسم ہوشربا کے عقاب ملکہ کو لیکر اڑا اور پرواز کی بڑھا عقب عقاب سواران طلسم نے مرکب اڑائے پرے کے پرے فوجوں نے جلائے
کوس و برق گرد اُٹھائے نشان کھلے ابر کیطرح وہ لشکر بڑھا ہوا چھایا تھا عجب سماں بجلی کیطرح تیغے تھے ڈنکے رعد آسا گرجتے تھے
روے آفتاب سحاب لشکر سے پنہاں تھا کوہ و دشت لرزاں تھے ہوا میں پوشیدگی تھی دنیا میں خروش تھی اسی شوکت و حشمت سے بڑی سطوت
و صولت سے ملکہ ذیشان عقب میں رہی پیچھے وہ فوج فولادی تھی عقاب طلسم کچھ دیر میں قریب لشکر حیرت پہنچا مہرخ نے اتنے ہی
ایک ساحر پڑھ کر آگ برسنے لگی خیام و بارگاہ جلنے لگے ہر فوج باہر نکلے انہیں تلواریں کھینچی ہیں دشمن تن پہ جب پڑے پھر تو موت کا
بازار گرم ہوا لشکر بان حیرت قتل مہرخ کی خوشی میں غافل بیٹھے تھے بیتے تھے حملے میں ہزاروں مارے گئے گر تمہارا کون ساحر دیکھا ہوا
تھا بہت ساحر جلد جلد اسباب سحر لیکر ان میں تم نے بھڑسے تیروں کی بوچھار برسنے لگی تلوار چلنے لگی حیرت بھی گھبرا کر باہر
نکلی دیکھا تو آگ بارگاہ میں لگی ہے [illegible] گرتی پڑتی میں جگہ پڑی ہے لشکر میں غلغلہ ہے کہ دست مہرخ اپنی
پہنچی ہے ہمرہ ولی فوج لیکر پڑھ کے آئی ہیں حیرت نے یہ خبر سنکر جانا کہ یہ بیان کہ برگ زندہ ہو گئی مہرخ فوج لیکر آئی ہے لشکر حریف
سے شریک ہیں اُسنے اس خبر کے سنتے ہی ہر فوج تیار کرائی و تخت لیکر جا دوس پر بیٹھکر بانگ کشیر چلا و برق و تقریر بجا کر فوج
حیرت پر آگری وہ فوج پیچھا ہے [illegible] مرتے تھے نہ کاٹے کٹتے تھے حربہ ہائے سحر بالکل اثر
نہ کرتے تھے اور مخلوق سنت بھی سے کتنوں بیدردی سے نکالی دی کے ویران کر دیے تھے دشت لاشوں سے بھر دیے تھے انکے نہ قتل
ہونے سے لشکر حیرت بھی مہرخ کے مردوں کی فوج نے مقام سے بڑھنے نہ دیے بیکرانکا ۔ جب یقین کر گئے حیرت بھی مہرخ کو زندہ دیکھکر
گھبرائی اور ساحر کو قریب اسے آئی وہاں گئیں تو ماش سے ٹلنے کی ہے وار پڑے کی ہر کسی کو سمجھی کہ مرنا قتل نہیں ہوئی ناچار وہاں سے پھر کر آئی
اور مصروف جنگ ہوئی دونوں نے [illegible] عرصہ میں آفت بر پا کر دی تھی خونخوار کی بھی تیغ قضا تو امان نہ دی دونوں کے لشکر عدم
پر بھی بھیج دیے تھے کشتوں سے جسد جان حریف پر قبضہ کیا تھا ۔ قائم دنیا میں امن و امان تھی گذرگاہ دنیا تھی سر یہ شمشیر جس سر زمین پر
پڑا تھا وہاں خفتگان خاک کا بھی سر قلم ہوا تھا ہستی کا کوئی جانب عدم ہوا تھا طبع میاں ۔ ان کی کٹ پر عمل تھی کہ نشتر زہر سے تلوار
تنگ گھرائی تھی ہمہ تن خون سے [illegible] ہتھیلی کی تیغ مانند جو اے جلاجل [illegible] دم کا نام و نشان عدم ہوا سانس لینے کا سکو دم تھا اتنا دم
حریف کو نہ تھا کہ سپر سنبھالے یہ کہا ممکن تھا کہ خنجر سنبھالے آمد و شد نفس سینہ میں بند تھی ہر کسی صدا سے امان بلند تھی
آخر لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے اور جو تب [illegible] بھاگے مہرخ عقب سے قتل کرتی چلی اور رستہ رستہ بھر خون بہا دیا

**نظم**

گر حدیث جرأت سلطان عالم میں بیکہوں | اہو گردوں بھی وہ دارائی ساری داستان | جسم دیکھے گر طپش دیکھے سنان و تیر کی

بجائے گلگوں لالہ داغی تھا ارغوان لباس خونی پہنکر باغی تھا سرو و شمشاد و زمشاد بنے تھے فوارہ ہائے نہر کیطرح بہتے تھے عدو باغ جان بحا بنکر تھے شہر گلشن آباد پرآشوب تھا ہر گلچین سامان زد و کوب تھا شہ گل کا مزاج برہم بلبلونکا عجیب عالم صنوبر جو ہر تھا سرو تن رہا تھا پانی نہر کا سپاہ کی طرح ہر سے بدلتا تھا سبزہ تیر مژگان و دیکیطرح دلکے پار ہونے پر تیار غنچہ مرجان و مست درانتہ وہ عدار ساحر کیجا شریر بار سوسن سارے کے شش درخ با ہمین نکالے چپکے چپکے جادو کرتی تھی داؤدی مطیع الاسلام تھی تو صد برگ کی تسبیح پڑھتی کہ بیت جو عدو سے بلغ ہو برباد ہو کوئی ہو گلچین ہو یا صیاد ہو نسرین دکھن دعا کرتی تھیں کرئے تخلیہ قدرت سبحت فیض ہوا فصل بہار دیکھو ق قوت نامیہ وابراز بہار کی فتح ہو خزان کا منھ کالا ہو دیس نکالا ہے ابر بہاری برسحر تھا یا باآتش گل کا دھوان چھایا تھا ساحرہ چمن نے نارنج و ترنج لگایا تھا بنفشہ زار کنہ حلقہ وار گل زنبق کی رنگت برخ خوردہ توق کہ ہو

| | | |
|---|---|---|
| کشیدہ تھا کہیں سے جو سارا باغ | برابر گلوں کا تھی پہونچی د... داغ | جو تھا سبزہ باغ شکل خدنگ |
| ہوا سے لیکنے میں یہ اسکا رنگ | کہ جیسے چلیں تیر وقت نبرد | ہوا کرہی تھی وہاں کا رہ درد |
| رسالہ جیا تھا کہیں لالے کا | زرہ پوش تھی ابر سے واں صبا | درختوں کی بیس شجر پر چہ تھیں |
| کند افگنوں کا پتہ دیتی تھیں | دیا بگڑ بان اور کمر باندھکر | مسلح مکمل ہوئے تھے شجر |

اس بہار کو دیکھکر ناقوس ہونے سے رکا ہوئے سرو چمہ باغ کی لگی جھومتا ہوا سمت گلشن شجر چلا جب سامنے اسکے پہونچا چمنستان میں رشتہ گل بیاس غارتگر صد بہار عالم شباب یعنی ملکہ بہار کو بیاس رنگین نایاب سے آراستہ پایا اسوقت تو دیرتک مبہوت و منقش ہوکر ابیات

| | | |
|---|---|---|
| بہار باغ میں تھی اک دل آزار | بظاہر خوبرو لیکن ستمگار | غضب آمیز چتون کے اشارے |
| بلا آئی ہوئی جس کے نظارے | طبیعت سب طرف سے پاک دامن | اسنگوں پر رخ عارض کے جوبن |
| صدائے الحذر نکلی جگر سے | لی چتون جو ظالم کی نظر سے | کہا تم بھی نگاہوں سے دل فگار |
| بلا کی قہر کی تھی شوخ و عیار | کبھی کچھ لے کے انگڑائی برابر | دکھایا اپنے جوبن کو سراسر |
| ہوا برہم وہیں مجموعہ ہوش | کیا پیتا ہوں نے خود فراموش | نگاہ ناز سے دیکھا جو اس نے |
| کہا تقدیر نے اپنی خبر لے | اسی جانب ہوا عزم دل آزار | ہجوم شوق میں پہونچا بس اکبار |
| درون باغ آ بولا کہ جانی | خدا رکھے یہ تیری نوجوانی | ہوا یہ حال رنجوں سے ہمارا |
| اٹھانا ناز مشکل ہے تمھارا | مگر با این ہمہ اک آرزو ہے | طبیعت کو اسی کی جستجو ہے |

| | |
|---|---|
| کرلے بوسے لب نازک کے دو چار | کرتا راحت ملے دلکو کے یار |

جب نالہ و نالہ اسکا از حد ہوا ملکہ بہار نے ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ مسکرا کر آگے بڑھی اور پکاری کہ اے پہلوان زمانہ تمکو شرم نہیں آتی کہ تمام فوج تمھاری معشوقہ کا دم الفت بھرتی چلی آتی ہم اسنے اسکے کہنے سے پھر کر جو دیکھا دیکھا لاکھوں ساحر جو اسکے ساتھ آیا تھا وہ شعر عاشقانہ پڑھتا چلا آتا ہے حسرت اپنی فوج پیچھے شیدائیگی پر لشکر مہرخ نے ہنگ ہوکر صف کھینچی ہے وہ ساحر جو دیوانہ دار آنے میں انکو راہ دی ہے یہ حالت دیکھکر اسکو رشک سے غصہ آیا اور تلوار پکڑ کر چلا بہار نے کنیز سے کہا کہ بے شراب پکڑ بلائے تو نہ اسکو پھر اچھا نہ کیا یہ کہکر پکاری کہ ہو جب نظم

کے پاس لیگیا وہ طاؤس سے اصلی صورت پر آکر باغ سیب مین آیا تھا کہ عرضی پہونچی ہر چند کہ وہ سب حال سے ماہر تھا مگر عرضی پڑھکر اسکے دل پر جمایا سکو جواب لکھا کہ اے پہلوان کیا کہنا ہم بہت خوش ہوئے جیسا سنا تھا اس سے زیادہ تمھین پایا اسکی لڑائی مین بیکار تم کرو دو گھڑی تک ہو سکے بہ رکو نذو بکو لیتے ہم ایک ساحر زبردست اور تمھاری اعانت کو بھیجدین اگر تم اتفاق سے کیونکر بہار زبردست بہت باقی ہماری عنایت ونہایت کے امیدوار ہو یہ لکھکر ایک خلعت گرانمایہ تحریر کے ہمراہ قبلہ سحر کے ہاتھ ساحر نذکو کے پاس بھیجا جب اسکو وہ نامہ اور خلعت پہونچی بہت خوشنود ہوا خلعت پہنکر ایسا اترایا کہ آرام بھی بھولا جب بقیہ دن تمام ہوا اور خلعت ستارہ دار کواکب شاہ زنگبار شب نے ترک فلک کو بخشا اور رعاؤس نیلی فام شہر نے شہسوار مہر کو صحرائے مغرب مین پہونچایا نظم

| | | | |
|---|---|---|---|
| دیار شام کا فرمان روا ماہ | | جو نکلا سے فوج انجم ہمراہ | |
| شناور قلزم اخضر کا خورشید | | ہوا گرداب مین ظلمت کے وہ ناپید | |

تمام کو اسنے حکم نقارہ بجنے کا دیا نفیر سحر کو دم ماہر کاٹ خدمت صرج مین آئے خبر طبل جنگ عرض عرض مین لائے سنکر نذکو شاہ نے بھی نظر رحمت کردگار کرکے کوس حرب بجوایا صدائے نقارہ جنگ گوش حق نیوش دلاوران مین صدائے صور اسرافیل تھی یا ندائے طبل رحیل تھی دلونمین شیشہ ساعت کیطرح غبار تھا اگر گھڑی کی مانند دل ھر کنا وحشت زدہ ہر جرار تھا خوف بسر سنہ کی کی بنکر سینے مین کھٹکتا نامرد بھاگنے لگے بہادر دم مردی کا بھرنے تھے غیرت تلوار بھی تو رن پڑیگے اکھولو ہی کو مارکر مرینگے وساحر و نیزہ چمک جلتی چادر حرف سے فردہ پاینگی صورت نکلی لیکن چراغ سحری کا سکو گمان تھا پیر دنکا دیالیا سب اکات ہر ساحر پشیمان تھا فرغ بیجاتب ملک اقبار رائے تھے سحر وافسون دغورد مگر سب بھولکر ڈنڈ وتے عوض سر نیاز بدرگاہ بے نیاز جھکاتے تھے ابیات

| | | | |
|---|---|---|---|
| بچاہے سب خداوند اور دگر | | مرے مالک مرے مولا مدد کر | |
| تجھی سے دفع ہر سحر و بلا ہے | | تجھی سے حاصل اب ہر مدعا ہے | |

تیغ طبع کند تھی پست ہمت بلند مہر رضا تیز دمندی پر تھی زبان نکلنے کی طرح بیشتر بسار سے تھے کمان بصورت گرا ہے کھیچا بیر گوشہ گیرلب سوفار صلا کرد عاکرتے مگر خاموشی سے عذر بد زتغییں ہر چہ کتر تیر تھین مگر انکی سرکشی جو پاکر جھک گئی تھین نہا ہر تیر تھیو تیام مین چھپنا چاہتی تھین بازو نے دانت نکال دیے تھے اور گویا زبان جوہر سے گڑگڑاتی تھین الغرض رات بھر یہی ہنگامہ رہا کہ نظم

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| بہادر کر رہے تھے آپس مین گفتار | | نہ گھبرانا ذرا اے مرد ہوشیار | | نہین منہ پھیرتے مردان کامل |
| بلا سے بھی جو ہوتے ہین مقابل | | دکھا مین قوت بازو کے جوہر | | رہے تا یادگار عرصہ دفتر |
| نہون روباہ بنکر مرد میدان | | کرا ہمین دیو بھی ہے کوئی انسان | | گھسین تیغ جب دامن اٹھا کر |
| دو مارین بڑھکے دشمن کو ڈپٹ کر | | | | |

جسوقت کہ ساحر شعبدہ روزگار نے بہار گلشن انجم آب چشمہ مہر سے برباد کی اور طاؤس نور نے آشیانہ مغرب سے پرواز کرکے باغ عالم کی راہ لی کہ ابیات

| | | | |
|---|---|---|---|
| ہوا بیدار سلطان کواکب | | چھپا آنکھون سے سارا فوج کواکب | |
| قدم بوس زمین اپنی ضیا کی | | نظر آنے لگی قدرت خدا کی | |

صرج و بہار عزم رزم دیکار رفیع قاہر و ہمراہ لیے جاب سحر درست کیے نشہ دولت وحشمت جانب دشت رزم چلے بیرون شہر جا

آمد ساحران کالا بانگ سپاہ نے عالم میں غریو ڈالا کہ ابیات

اڑے ساحر صفین باندھے ہوا پر
سپاہ کو دکھا دی خواب عدم کی
کہ اتنے مین نظر آنے لگی گرد
سنبھل جاؤ یہی ہے وقت پیکار

بڑھے لڑنے کو مثل شوق مضطر
کڑاک سے اسکی جان آئی تھی لب پر
پسینوں کو ہوا کرنے لگی سرد

ہر اک جانب سے برق سحر چمکی
مین اژدر دہن سے شعلہ آور
پکارے سب کہ ہان ہان خبردار

یہی دیکھکر حیرت مثل ناقوس بخصلت فوج کینہ خواہ لیے میدان مین آئی لشکر سے صف آرائی فرمائی جب پرے جمے بہادر مسلح سینے سپر کرکے کھڑے ہوے ناقوس جادو حرب سیر آگے بڑھا اور للکارا کہ ہان خبردار ہوجاؤ مین پھر تمہاری صف پر آتا ہون یہ کہکر تیغہ رومین شگاف نکالا اور شیر اٹھا کر چلا ادھر بھی تیغین کھنچ گئین ہم مشغول کارزار ہوئے ساحرون نے حربہ ہاے سحر کو سنبھالا گرد برسائی ہرن مست آئی پڑا ادھر حضرت ہمزہ نے ہاگولہ قود دی اور گولہ ونجر پڑنے لگے ساحر برق بنکر اسکے سر پر گرنے لگے لیکن اسپر کچھ اثر نہوا کسی حربہ اور کسی منتر نے کام نہ دیا اور دمنے زیر تیغ رکھلیا کسی تاریخ سحر پڑھکر صف لشکر پہ لگا تو کہ زمین سے ہزارہا پیکان نکلکر سینہ ساحران کے پار نکلے تا کبھی اسکے تیغہ سے شعلہ نکلکر تخت ہی دم جلاتا ایک قیامت کبری برپا تھی لاش پہ لاش گر رہی تھی اجل نیزہ زنگ ہر سبب در پھیر رہی تھی اس ہنگامہ کو دیکھکر آنت پھر ملکہ بہار نے تخت اپنا آگے بڑھایا اور للکارا کہ اے بے عزت کل میرے ہاتھ سے بچ گیا آج کمان جب تیگا اوھر آکہ تجھے خوامگہ گور میں سلاؤن مزہ لڑنے کا چکھاؤن اسنے یہ نعرہ جب سنا شیر اپنا صفہاے لشکر سے اٹھا کر سامنا کیا اور پکارا کہ او شوخ دیدہ مجھکو تو تیری تلاش تھی کہ تو نے مجھکو دھوکا دیا تھا اور شہنشاہ نے تیرے زندہ پکڑ لینے کو کہا ہے بہار نے یہ سنکر ایک گلدستہ جھولی سے نکالکر اسپر مارا اسنے فوراً شیشہ آب سحر کا لگر گلدستہ پہ چھینٹا دیا کہ وہ جلگیا اور وہی پانی لیکر جانب بہار چلا اسنے جلد اپنی صورت کی پتلی بزور سحر زمین پر اپنی چالاکی سے ڈالی اور غائب ہوئی کہ اسکو ثابت نہوا اسکو دھوکا ہوا وہ پتلی جو سامنے کھڑی تھی بالکل بہار معلوم ہوئی تھی اسنے وہ پانی اس مصنوعی بہار پر مارا کہ یکایک اسکے سر مین آگ لگی اور جلکر ملکہ بھی ہوگئی یہ افسوس کرنے لگا کہ بادشاہ نے اسکے زندہ گرفتار کرنیکو کہا تھا اسکا خاتمہ ہوا اسی فکر مین یہ تھا کہ پشت پر ملکہ بہار پھر ظاہر ہوئی لیکن صورت اپنی بزور سحر مثل صورت حیرت بنائے ہوے تھی کیلیے کہ ساحر جو صف لشکر مین در آیا تھا وہ کثرت گرد وغبار سے اصلی حیرت نظر نہ آئی تھی آزمایش تھی ایکا صل ملکہ نکو رنے آتے ہی اپنا سر و سینہ پیٹ لیا کہ ہرے ہوے پہلوان یہ تو نے کیا کیا کہ میری بہن کو مار ڈالا پہلوان بہت نادم ہوکر عذر پذیر ہوا کہ مین اس پانی کی یہ تاثیر نہ جانتا تھا کہ ساحر کو جلا دیتا ہے ورنہ مین اس سے کام نہ لیتا ملکہ نے کہا لاؤ تو وہ پانی کہ مین اس سے اپنی بہن کیلیے ایک تدبیر کرون اسنے وہ شیشہ آب سحر اسکے ہاتھ مین دیا ملکہ نے شیشہ لیتے ہی صورت اپنی اصلی بنائی اور پکاری کہ اے تیرہ سر یہ پانی باطل کنندہ سحر ہے منم بہار جادو یہ کہکر پانی جیب مین لیا جس پہلوان تو اسکی تاثیر سے واقف تھا ہی کہ ظاہر ہے کہلاتا ہے یہ پانی دفع سحر ساز ہر بدست ورقاص سلوہر کیونکہ خداوند لات اعلی نے اس چشمہ مین ہاتھ دھوئے ہین جب نکلا یہ پانی وہ بزرگ سبحان نے بخشی یہ سمجھکر بزور سحر جب تک ملکہ چھینٹا لگائے یہ اڑ بھاگا بہار نے تعاقب کیا پیچھے بہار کے فوج چلی پہلوان صف سے نکلا بدحواس قریب اپنے لشکر کے پہنچا اور کہا کہ حضرت خاقان بادشاہ طلسم جلیل ان بجو ہوے کہ آپکی بہو میرا ہے مر کیا پہنچا ہے یہ حیرت اسکی بہادری کہکر بھی ادبیہ پیش پشت ملکہ آگیا ان کا عرصہ مین بہار قریب لشکر کے پہونچی تھی حیرت نے فوج کو حکم دیا کا دوڑو ادھر سے صرصر مع فوج بڑھی آگئی تھی وہ یہی تھی کہ بہار نے یہ کیا کیا کہ دفعۃً سحر

اس پہلوان کو بھگایا بہار لشکر کے سدراہ ہوئی دست پہلوان تک پہونچی کسی کی نوبت سے تلوار چلنے لگی سحر کی مار شروع ہوئی روئیں تن جو جابجا
کھڑے باقی تھے وہ باہم بھڑ گئے ساحر سے پٹھے زمانہ دار وگیر کا آیا سحر و ساحری نے ہنگامہ اٹھایا ناقوس آ بھاگ کر اوپر چلا گیا کہ جب تک شاہ
سے اس آب سحر کار دن معلوم کر لونگا مقابلہ نکرونگا یہ تو یہاں ٹھہرا اُدھر تیغ بہادران نے تہلکہ ڈالا کہیں ہونٹ لپٹیں کہیں برچھے کو قالب
زمین گھر بیٹھ ہوئی برابرے گرد لشکر اٹھی نعروں کی آواز تا فلک پہونچی کہیں سیلاب خون زروان کہیں آتش سحر کا بلند دھواں کہیں سر جدا کہیں تن
تڑپتا کہیں زین جدا کہیں توسن تڑپتا کسی جا انبار سر و پا دست کسی جانب نعرہ کسی سمت طرارہ حجت کسی طرف برق شمشیر کی چمک کہیں گرز
سر بلند ایک سو شعلہ تیغ کی لپک ساحر جو منتر پکارتے تلوار کی پوت بھیر دیتے بھیجکر دشمن کو مارتے غرض کہ آفت کا سامنا تھا **نظم**

گرے لشکر پہ مثل برق بیتاب
بہایا خون بشکل چشمۂ آب
ہوا وہ دشت لاشوں سے جو لبریز
زمین تھی ہر طرف صحن بلا خیز
کیا تفویض خاک اعضائے تن کو
سم رہوار نے روندا بدن کو
لگائی ساحروں نے سحر سے آگ
برستے تھے کہیں عقرب کہیں ناگ
اسی لڑنے میں نور مہر دشمن
ہوا مغرب کی جانب گرم توسن

جب ترک مہر سرد مہری بردوت چشمۂ دست سے بھاگ کر جانب بارگاہ مغرب گیا حیرت
نے طبل بازگشت بجوایا دونوں لشکر جانب خیمہ گاہ پھرے **مہرخ** سر **بہار** پر زر نثار کرتی ہوئی شاداں و خنداں مراجعت فرما کر بارگاہ
میں آئی کشتی آسودہ ہوئے ادھر حیرت جب تخت پر جلوہ فرما ہوئی **ناقوس** سے سبب بھاگنے کا پوچھا اسنے کل ماجرا اور بیان کیا
کیا ملکہ اپنی بھی کی تدبیر اور فطرت پر ہنسی پھر شاہ جادوان کو اس حال کی عرضی تحریر کی اور یہ بھی لکھا کہ جلد آب چشمۂ سحر کار دکر انکو بھیجیے کہ وہ
پانی اب قبضۂ دشمن میں ہے آبرو پہلوان کی ڈوب جائیگی بناہ پانی دشوار ہوگی جب بہار لڑنے آئیگی یہ عرضی بنجۂ سحر حضرت بادشاہ میں بھیجا
اور ملکہ نے شغل میخواری آغاز کیا یہاں **مہرخ** بھی داد عشرت دے رہی تھی کہ عیار بارگاہ میں آئے **مہرخ** نے اُنسے حال فطرت کا بیان کیا
بھی ہنسے مگر بہار نے کہا یقین ہے کہ شاہ جادوان اس پانی کا توڑ بھیجے اسلئے کہ اس پہلوان سے خدا آبرو بچائے دو دن تو میں نے بعنایت خدا اس سے لڑائی
کو سنبھالا مگر اب کل موت کا سامنا ہے **مہرخ** نے کہا کسیطرح شاہ کوکب کو خبر ہوتی تو البتہ کچھ صورت تھی برق نے جواب دیا کہ آپ یہ دگ جو جگہ
بیان ہماری عیاری کرینگے آیا ہے ہم خدا لے چاہا تو آج رات سب سے نگہداشت دینگے یہ کہ اگر شاہ کوکب یہاں آ کر لشکر پر عیادت کی صحبت اتحاد عیار نے
کی خبر کا تو جب بیٹھ رہینگے اور لشکر لے کے لڑینگے تو خدا حافظ ہو جائے ہیں یہ کہکر اٹھا ملکہ ہر چند یاقوت کہ کہ آپ تکلیف نفرماویں وہ پہلوان طلسم ہے اسکے ساتھ بیر
ہرا دست میں قتل نہ ہو سکیگا اسنے کہا کہ اگر وہ دہنہ طلسم ہے تو نا چاری ہے ورنہ دیکھیے تو خدا کیا کرتا ہے اور کسطرح وہ مارا جاتا ہے بہار بولی کہ دو اگر دہنہ طلسم
ہے تو نا چاری ہے مگر ایسا نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو میرے سامنے سے بھاگ جاتا اور مہر لحم ہمراہ کر کے اسے دیوانہ بنا تا برق نے کہا خیر خدا مالک ہے
یہ کہکر روانہ ہوا اور عیار بھی اُسکے ساتھ ہوئے در باہر بارگاہ کے آ کر عیار نے کہا کہ تم جنگل سبد لا رگاہ حیرت میں جا کر ٹھہرو میں بھی آتا ہوں عیار
روانہ ہوئے اور برق اپنے لشکر میں ساحر وہیں آیا اور حال زمان مخمور جو آجکل بے سود ہیں کسلیے کہ مخمور ہمراہ عمرو گئی ہے پس یہ ساحر لڑنے
بھی کم نکلتے ہیں اور سرداران حیرت خیر انکو بھی طرح نہیں پہچانتے برق نے انہیں ساحروں سے کہا کہ تم میں سے میں ساحر اور ساحرہ
لباس عمدہ اور زیور مرصع سے آراستہ ہو کر صحرا میں قریب ڈیوڑھی کو جا کر ٹھہرو میں وہاں آتا ہوں جو کچھ کہوں بجا لانا ساحران مذکور حسب
فرمان وہی ایک ہو کر بطور مخفی روانہ ہوئے اور برق بھی ادیکھا آیا اور رنگ روغن عیاری کا لگا کر صورت اپنی ساحرہ کی سی بنائی لیکن
بہت حسینہ و جمیلہ بنکر تیار ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ صانع عالم نے کالبد اسکا صندل و گلاب سے تخمیر فرمایا ہے نور کے سانچے میں اس بت کو

شمال کر دیا یعنی زلف شبگون نے رخ کافر کشی کو از سر تا نہ کیا تھا زلف پر پیچ سے یہ ثابت تھا کہ کاتب قدرت کا لام لکھتے وقت ہاتھ ٹھہرا یا تھا تو
دائرہ لام میں حلقہ پیچ آیا تھا رخسار پر نور پر جو اثر زلف کا سایہ تھا شب پر نے سوز روشن کو دیکھتا یا ملک حلب کو زنگیوں نے گھیر لیا دوہا

| | |
|---|---|
| لٹ چھوٹے تریا سیس سے پرے کچن پر سانا | ناگن چندن رو کے سوناگ رہے لپٹائے |

کبت

تمہارے چوڑے انگوچھے کے ترد چھو یار　چہرہ پہ مچھیہ دیکھو تو پلکوں سے چہرا سے گو
اے ری مرگ نینی دیار پیا کر موہوں پہ تیرو کیا جانے من میرے بس جانے گو
میر دمن اُبچے تیرے کھلے کیس میں بال مت باندھو من میرو بندھ جائے گو

تو زلف عنبر رخ ہمو فلک حسن کے شمس و قمر ناک چہرہ خوبی کی ناک عشق میں اسکے خود بینوں کی آنکھیں نمناک چشم فتان فتنہ انگیز ابلا
کمان ابرو آفت خیز دہان تنگ کے روبرو غنچہ سربستہ کو غیرت و کلیاں دلتنگ غرضکہ از سرتا پا وہ ماہ سیما حسن میں بے نظیر جمال دلپسند ہیں
بدلہ نظیر کے بموجب

نظم

قیامت قہر تھا انداز اس کا
مژہ ہر ایک رشک تیر و خنجر
متاع حسن سے تھی تخت معمور
اندھیرے گھر کا حسن اسکا اجالا

بلائے جان تھا عشوہ ناز اسکا
کریں وہ نرگسی آنکھیں جو جادو
سمجھ کر آپ کو وہ غیرت حور

میان شمشیر کے ابرو سے جوہر
رہے باقی طبیعت پر نہ قابو
قیامت سے نہ تھا کم قد بالا

اس صورت زیبا سے جب درست ہو چکا سر میں لٹ سے سانپ بنا کر لپیٹے ناگن زمین
اور لچ ڈالے ساری پاؤں لگا کر باندھی دست و بازو و شانہ و کلائی باندھ کر زیور جواہر سے اعضائے تن کو زینت دیکھے جو لاز زلفی لگ
مین ڈاکر ساحران مجبور کے پاس آیا اور کہا تخت میری سواری کیلیے بہت جلد درست کرو اور ناقوس و نفیر بجاتے ہوئے میرے ساتھ
لشکر حیرت میں چلو ان ساحروں نے اسکی صورت بدلنے پر جو اس سے مشتہر ہوئے کہ واقعی ایسی صورت بنائی ہے کہ کیا مجال کسی کی پہچانے سوا سے
ساحرہ کے اسکو عیار کہہ سکے الحاصل انہوں نے ایک تخت زرنگار مرصع بجواہر بنا کر اسکو سوار کیا اور آپ طائران سحر پر سوار ہو کر ہمراہ
چلے برق اس صورت سے جانب دریائے خون رواں گیا پھر وہاں سے سمت لشکر حیرت چلا نفیر و ناقوس بجتے تھے جادوگرنیاں سر
پر ساحرہ مصنوعی کے مورچھل جھلتی آتی تھیں بزور سحر صورتیں اپنی وہ بھی بدلے تھیں اسی ہیئت سے جب قریب لشکر پہونچا حیرت کو
طائران سحر نے خبر پہونچائی کہ ایک ساحرہ دریائے سحر کیطرف سے ادھر آتی ہے ملکہ مذکور سمجھی کہ شاہ طلسم کے پاس عرضی میری پہونچی اعوان
نے اسکو بھیجا ہے پس یہ سمجھ کر ساحروں کو استقبال بھیجے کہ وہ آکر باعزاز تمام ساحرہ نقلی کو لیگئے اور وہ داخل بارگاہ کیا برق نے دیکھا
کہ تخت پر ملکہ بیٹھی ہے گرد تمام سردار دنگل زنجیر جکڑن میں ناقوس دنگل جواہر پر بیٹھا شراب پی رہا ہے اسنے ملکہ کو سلام کیا اور نذر دی
ملکہ نے قریب ناقوس اسکو بھی دنگل دیا اور بٹھایا ناقوس نے جو اسکی صورت زیبا پر نگاہ کی بیک نظر شیفتہ و فریفتہ ہوا اور سامنے بھی
اسکی جانب اشارہ کر کے مسکرا دیا خنجر موت تبسم لگے پھیرا یہ اسی سمت مخاطب ہو کر بیٹھا اور کہا اے ملکہ آپ نے تشریف لائیے
برق قریب اسکے دنگل پر جا بیٹھا اور کہا آپکا کوچرا شہرہ سننے میں آیا ہے خوب خوب آپ لڑے شہنشاہ بڑی تعریف فرماتے
تھے اسنے کہا کہ بادشاہ کی عنایت میرے حال پر بیشک اور واقع میں میں لڑائیاں میں ایسی لڑا کہ باید و شاید اب سبب آپکے جسم کا
سحر تو قضیت پذیر ہوں ورنہ سب کام باغیوں کا تمام کر دیتا یہ کہکر حال رزم ملکہ بہار بیان کرنے لگا یہ تو باتیں کرنے میں مصروف ہوگیا

اور عیار جو چلے تھے انمیں سے عیار جانسوز صورت بدلکر قریب بارگاہ حیرت آیا تھا اور ایک خدمتگار کو فقرہ دیکر علیحدہ لیجا کر بیہوش کرکے
اسکی ایسی صورت بنکر داخل بارگاہ ہوا تھا چنانچہ برق جو ساحر بنکر آیا ہے تو جانسوز خدمتگار بنا ہوا سر پر حیرت کے رومال جھل رہا
ہے اور جبکہ برق بیٹھا ہوا باتین کر رہا تھا کہ ساقی نے جام بادۂ احمر اسکو دیا اسنے وہ جام لیکر پینے لگا اور جلد منہ سے ہٹا کر کہا کہ یہ شراب
تیز و تند بادہ پیمائی مین منہ ہوگی یہ کہکر اپنے ساتھ کے ساحرونسے کہا کہ میرے پینے کی شراب لا دو چنانچہ ان لوگونکو سمجھا پہلے ہی دیا تھا کہ ایسا ہی
کرنا چنانچہ وہ حسب الحکم صراحیاں شراب کی آمیختہ بدارو ے بیہوشی اپنے ساتھ لائے تھے وہی شراب سامنے لائے تب برق نے ایک جام بھر کر
پہلے ملکہ حیرت کو دیا کہ حضور نوش کرین تو مین بھی پیون ملکہ نے وہ جام بے اندیشہ انجام لیکر پی لیا پھر اسنے دوسرا جام ناقوس کو دیا
وہ تو فریفتہ ہو رہا تھا دست محبوب سے ساغر لیکر یک جرعہ در کشید کیا ایک ایک جام سب اہل بارگاہ کو دیا یہی نوبت آئی کہ وہاں افراسیاب
پاس عرضی پہونچی اور اسنے عرضی پڑھکر کتاب جمشید دیکھی کہ آب سحر کے بانی کیونکر فرض کرون کتاب مین نکلا کہ بانی کی فکر نا بعد سوتے
تو اے بد بختا لو برق ساحر بنکر بارگاہ مین حیرت کے پاس گیا ہے اور سب آتشین پیالا کر آتش حیات سبکی بجھایا چاہتا ہے دم بھر مین سبکو
ٹھنڈا کر دیگا یہ دیکھکر بادشاہ نے سحر پڑھا زمین سے پتلا نکلا اسکو یہ مضمون لکھکر دیا کہ لے ملکہ وہ ساحرہ جو تمہارے پاس آئی وہ برق
عیار ہے اسکو گرفتار کرو تب اسنے نامہ لیکر بہت جلد بموجب حکم بادشاہ آیا اور نامہ لا کر ملکہ کو دیا ملکہ نے نامہ پڑھا پشت پر جانسوز خدمتگار بنا
ہوا ملکہ کے ہاتھ سے بھی اس نامہ کو پڑھ گیا کیونکہ ملکہ کی پشت تھی اور اسکا سا ساتھی اسی جس نامہ کو دیکھکر اسنے خیال کیا افسوس مت ابھی برق
کی کیفیت کھل گئی اسنے رومال مین بیہوشی بھر کر منہ پر ملکہ کے اسطرح ہلایا کہ خوشبو اسکی ناک مین گئی وہ نامہ پڑھکر بیٹھی تھی کہ زمین ایک گولا
برق پر نمودار ہو اور گولا اسطرح چھپا کر نکالا تھا کہ وہ دیکھ نسکے نہین کو بھاگ جائیگا اس عرصے مین رومال جھلنے سے بیہوشی طاری
ہوئی چاہا کہ یہان سے اٹھکر منہ دھو آؤن یہ سوچکر اٹھنے کی تو جب آیا جانسوز نے کہا کہ لے ملکہ آثار بیہوشی کے پائے جاتے ہین
لیجیے یہ پھول سونگھیے بہر دفع بیہوشی مین نے توڑے ہین آپ بھی سونگھ لیجیے ملکہ نے اس سے پھول لیکر سونگھے وہ جو شدت سے نشہ
تھا جاتا رہا لیکن سراپا بک گو ستا ہے اب ملکہ نے چاہا کہ مین اہل دربار سے کہون یہ برق کا کام ہے دون مگر جانسوز نے کان مین جھک کر
کہا کہ آپکی بیہوشی ابھی طرح اتری نہیں اور اہل دربار بھی شراب بیہوشی پی چکے ہین کیونکہ رنگ ہر ایک کا مین دگرگون پاتا ہوں اب
آپ یہ پھول مجھ سے اور لے لیجیے اور آرامگاہ مین خوب اچھی طرح سے جا کر سونگھیے اور پھر خوب ہوشیار ہو کر آپ انمین اور برق
کا کام تمام کیجیے ملکہ کی بیہوشی اسکے پھول دینے سے کم ہوئی تھی یہ سمجھے کہ اسکو خیر خواہ جانکر پھول اس سے لیلیے ایکی اسنے پھول بیہوشی
کے بنے ہوئے دیدیے ملکہ اسکو سونگھتی ہوئی اس صحن مین بارگاہ کے گئی کہ جہان آسائش آرام کے لیے پلنگڑی گسترده ہیں وہاں
تک جاتے جاتے یہ بیہوش ہوکر پلنگڑی پر گر گئی ادھر برق نے خیال کیا کہ مین خادم اور خدمتگار وغیرہ کو یہان شراب پلا نہ سکونگا
مقدور دربار کا یہی ہے کسی نا کسی کو بیہوش کرنا غیر ممکن ہے بس اس ساحر کو علیحدہ لیجانا چاہیے یہ سوچکر وہان سے اٹھا ناقوس ایک جام
بیہوشی کا لو د تو پی چکا تھا نشہ مین سرشار بیٹھا تھا وہ بھی اٹھا کہ لے ملکہ مین بھی چلتا ہون اور اسکے ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر اسی بارگاہ
مین آیا اسنے یہان مجھے کو نا شروع کیا کہ ناحق میرے ساتھ اٹھ آئے میرا نام ہو جاویگی وہ یہان بھی تمہارے گر جمع ہین کیا کہینگے
ناقوس نے سبکو ہٹا کر وہاں تخلیہ کیا ادھر جانسوز نے جب دیکھا کہ برق ناقوس کو لیگیا یہ وہاں سے اس صحن مین گیا کہ جہاں حیرت
بیہوش پڑی ہے اسنے چاہا کہ اسے قتل کر ڈالون خنجر کھینچکر جیسے ہی قریب پہونچا زمین سے پیدا ہوکر سرہانے دو پاتنی ملکہ کے اٹھ گئے یہ

سمجھا کہ مارنا اسکا مشکل ہے یہ سمجھکر وہین ٹھہرا اور رنگ و روغن لگا کر صورت حیرت کی ایسی بنا کر لباس اسکا مکلف ہوا پاس سے زنانہ
لباس پہنکر باہر نکلا مگر سپاہ حبب نامہ سے گیر شاہ جادوان پاس گیا تو اُسنے پھر کتاب دیکھی معلوم ہوا کہ ملکہ نے عیار کو گرفتار کرنا چاہا
تھا مگر وہ عیار اسکی پشت پر کھڑا ہوا تھا اسنے اسطرح ملکہ کو بیہوش کر دیا جلد خبر لے ورنہ سب مارے جائینگے بادشاہ یہ حال دیکھ کر عازم
ہوا کہ مین خود جاؤن اسوقت برق وزیر نے کہا کہ حضور تامل کرین مین جاتا ہون شاہ نے سب حال اس سے کہا کہ اسطرح عیار دو
نے آکر فتور کیا ہے تو جلد جا اور ملکہ کو ہوشیار کر وزیر نہایت جلد وہانسے آیا اور اسوقت وہان پہونچا کہ جانسوز صورت ملکہ کی بنکر
باہر نکلا تھا بس اُسنے آتے ہی اسکو بزور سحر پہچانا اور دھوکا دینے کی راہ سے پہلے تو سلام کیا پھر قریب آکر ہاتھ پکڑ لیا غرض کہ
جیسے ہی اُسکا ہاتھ پکڑا جانسوز نے کہا کہ مجھکو کیا پکڑتا ہے جلد اندر پہنچ کے جا قران ملکہ حیرت کی چھاتی پر چڑھا ہے اسکو ذبح کیا
چاہتا ہے یہ سنتے ہی وزیر ایسا گھبرایا کہ اسکا ہاتھ چھوڑ کر اندر پہنچ گیا اتنے عرصے مین یہ عیار رفتار کر کے ساحران ہمراہی ملکہ
تو جلد روانہ ہوکر حال کھلگیا ساحر جو برق کے ساتھ آئے تھے مدد اسکی دفعۃً بزور سحر اُڑے اہل بارگاہ حیران ہین کہ یہ کیا ماجرا ہو رہا
ہے یعنی پہلے ایک ساحر کوئی بھیجا آیا ملکہ حیرت غش مین گئی اور وہان سے جو نکلی ابرق وزیر نے اسکو گرفتار کیا اُسنے ایسا کچھ کہا کہ وزیر
نے چھوڑ دیا اب یہ ساحر اُڑ گئے کچھ سمجھ مین یہ حال نہیں آتا ہے غرضکہ یہ سب تو لڑ مین تھے اور ابرق نے جا کر حیرت کو ہوشیار کیا جب
وہ ہوشیار ہوئی پوچھا کہ اے وزیر کیونکر آنا ہوا اُسنے سب حقیقت بیان کی کہ عیار نے آپکو دھوکا دیا تھا شہنشاہ نے مجھے بھیجا ہے ملکہ حال
سنکر باہر آئی اور جو لوگ کہ جام بیہوشی پیکر بیہوش ہو رہے تھے انکو منہ دھلوا کر ہوشیار کیا اور حال ناقوس زن جادو سے کہا کہ ساحر جو
جو آئی تھی اسکے ساتھ اٹھا گئے ہین اور اسکے ساتھ کے ساحر کی بھی شکل نے ایک آواز دی کہ نکلی اور وہ بھی اُڑ گئے وہ آواز دیتے ہی چلی گئی
ملکہ نے سب حال سنکر وزیر سے کہا کہ سحر دیکر جیا لایا تھا اب وہ پہلوان کو لگا کر لیگیا ہے افسوس کہ پہلوان مفت مارا گیا یہ کہکر ملکہ اور
وزیر کو ساتھ لیکر جانب بارگاہ ناقوس چلی مگر وہان اتنے عرصہ مین برق نے یہ کرشمہ کیا تھا کہ بارگاہ مین تخلیہ کر کے پہلے تو بہت کچھ
ناز و انداز کیے کہ صاحب تم جو اکیلے مین مجکو لیکر بیٹھے ہو تو آخر تمہارے دل مین کیا ہے سامری کی قسم مین جانتی ہون جو تیرا ارادہ ہے تو بندی
ایسی دیوانی نہین کہ غیر مرد سے پھسل پڑے سنو صاحب میرا جی لاہوتی کیون گھبرا آیا تھا لیکن مین نے اپنے دلکو روکا کہ دوسرے جی ایسے
جیتے جیونکے بھروسے کیا اسے دل لگانا کیا ناقوس نے ان باتونکے جواب مین منت کہا کہ اے جان من تیرے سوا مین کبھی کسی پر نہ مرونگا
دم الفت کا نہ بھرونگا اس وقت بیکر نے ہنسکر کہا کہ تیری جورو تو پانچ ہاتھ کی موجود ہے یہ سب تیری منھ دیکھے کی محبت ہے مین خوب سمجھی ہون
کہ تو بیمروت ہے ناقوس نے کہا جی جب مین تیرا کہنا کرونگا تو اپنی بی بی سے تعلق بالکل نرکھونگا یہ سنکر اس دو حجبین نے منہ کوٹ لیا اور
کہا دوہائی سامری ذریعہ تیرے دیدے اسے جورو تین چھوڑنی ہوئی سامری کا بجوگ تارا ہوا اس مین برادری والے بلبلے کلیجے سے اسکے
بیاہ لانے تو بیرے کارن اسکو چھوڑ دیگا ناصاحب مین تیرا ساتھ ہرگز نہ کرونگی ایسا بیوفا مرد والو زمانہ مین ہرگز نہوگا یہ بات کہ
اسطرح منہ بنا کر کہین کہ ناقوس بیقرار ہو کر لپٹ گیا اُسنے کہا ہان ہان دیکھو تو میری جھوٹے کپڑے کھلے جاتے ہین مرد کے حواس مین کا
اُسنے یہ رکھائی دیکھکر قدم پر سر رکھ دیا اور منت کرنے لگا اس زہرہ جمال نے کہا اچھا پہلے ایک سحر مین تیار کرلون پھر تیری مراد بھی پوری
کرونگی ناقوس نے کہا تو مجھکو ٹالتی ہے اُسنے کہا سامری کی قسم تو ایک لحظہ بھر خاموش ہو رہ اگر ایک لحظہ مین وہ سحر تیار نہ کرونگی تو جسطرح
شہنشاہ نے بتلایا ہے وہ طریقہ مین بھی برتونگی اچھا ایک سیر سیسہ اور ایک کڑھاؤ جلد منگا دے کہ مین گولیان اسکی بنا کر پہلے سے

ہوں ملکہ نے ہر چند منع کیا مگر رستے نہ ملا اور ادھر جلی یہاں جو جاسوس بہر خبر گیری موجود تھے وہ اس سے قبل خدمت مہرخ میں آئے اور
سارا ماجرا عرض بجا نہیں لائے وہ یہ خبر کہکر ہنستے ہنساتے تھے کہ یہ بھی پہنچی لیکن جب قریب لشکرگاہ آکر ترائی چوبدار و حاجب نقیب وغیرہ کو بھی
ساحرہ میں زور سحر اٹھے اور اسکو مانع آئے کہ بغیر کہاں جاتی ہو یہ جانے اور بے شاہ شاہان جہان پناہ ملکہ مہرخ والا شان یہاں
مسند حکومت پر جلوہ فرما ہیں ساحرہ یہ تقریر سنکر بہت ہنسی اور ایک ایسا سحر پڑھا کہ دروازے کھلے تھے پیچھا تر آئے مگر بان کرتے
ہوئے جب وہ بارگاہ میں آئی یہ بھی پیچھے پیچھے چلے آئے یہاں برق و جانسوز ساحر کو قتل کرکے بھیجا آئے میں سب سردار حال عیاری
کا سنکر ہنس رہے تھے اور شراب کے ساغر کا چل رہا کہ دربارگاہ پر حاجبوں کا غل کرنا سنائی دیا مہرخ نے ساحرہ کو دیکھکر بانوں کو منع کرادیا
اور ساحرہ کو بلوا کر کرسی قریب تخت بچھوا دی وہ جاکر بیٹھی برلو نخوت کسیکو سلام نہ کیا سب نے دیکھا کہ ایک بلائے سیاہ ہے جسکے ہر چہرہ و
سے شعلے آتش نکلتے ہیں دہن اسکا مانند تنور بلا ہے اور ایک پردہ بنی شہر عدم کا ناکا ہے رنگ جسم کا لا کولا ہے ساری تصویری باندھے ہے زیور تمام
شوہر شن پہننا ترک کیا ہے سانپ بچھو کا جسم پر گہنا ہے ہر صورت جب وہ بیٹھ چکی مہرخ سے کہا کہ اے ملکہ تمنے ہمارا تاج و تخت خاک میں
ملا دیا خاوند کو ہمارے مار ڈالا ہر چند کہ بگڑنا نہ مذہب سے کچھ غرض نہ تھی وہ اپنی ذات میں مست تھے میرا اور کچھ شغل تھا مگر بھی بیوا تمنے بنایا
تو نہ کہلائی تھی اے ملکہ ہم تم ایک ہیں لیکن تم مجھ سے بڑی ہو ایک دھوکا تمکو زیادہ یاد ہوگا لیکن یہ سمجھ لینا کہ میں ظلمات کی ساحرہ ہوں نام وجہ
پہلوان طلسم میں تھے نہ چھوڑونگی اگر تم میرے شوہر کے قاتل کو دیدو ورنہ ایک دفعہ میں ساری بارگاہ خون سے لال کر دونگی یہ جملہ اسکے سنکر
مہرخ نے فرمایا کہ بی بی تم میرے گھر میں آئی ہو میں کیا کہوں ہمسایہ کا جواب دو ورنہ تمہیں زندگی کوئی زندہ بچا نہیں جاؤ تمسے جو کچھ ہو سکے وہ کرو
اسنے کہا میں جانے کیلیے آئی ہوں دیکھو تم سبکو مارتی ہوں یہ کہکر کرسی پر سے ہٹی اتنے عرصہ میں کہ جبتک باتیں کرتی رہی برق نے عقب بارگاہ دور
ایک نقب عیاروں نے بارگاہ میں اسطرح کھودی ہے کہ ایک سرا بارگاہ میں کھلا ہے اور دوسرا اسکا جنگل میں نکالا ہے اسلیے کہ کسی وقت بھاگ
میں بیٹھے ہوتے۔ کوئی ہماری گرفتاری کو ساحر وغیرہ آئے اور ہم بھاگ سکیں تو نقب میں سے کود کر نکل جائیں الغرض جب ساحرہ کرسی
ہوئی برق کو دیکھا نہیں ہے کیونکہ وہ نقب میں کود کر صحرا میں نکل گیا اور اسی نقب کے متصل ایک غار تجویز کرکے اتر گیا اور غار سنگ کو خس
و خاشاک وغیرہ سے چھپا کر بیٹھا مگر حلقہ کمند بھی غار کے منہ پر لگا دیے یہ تو ادھر بیٹھا اور ساحرہ نے جب اسکو نہ دیکھا مہرخ کیطرح چلی
ملکہ موصوف نے ایک گولا سحر پڑھکر اسپر مارا اور سب سردار نامی و ترنج بکف کر استادہ ہوگئے گولا آتے دیکھکر بھوت حیوان بنکر اسکی اور دم
سب سرداروں کو آمادہ جنگ دیکھکر پکاری کہ دیکھو تمہاری سرکشی دم بھر میں نکالدونگی یہ کہکر بلند ہوگئی کہ میں پہلے برق کو پکڑ لاؤں تو
آؤں اور تلاش کرنا شروع ہوئی یہاں سب سردار و تمیں صلاح ہوئی کہ برق بعین عیاری کہیں چھپا ہوگا اگر کوئی اور ڈھونڈھے گا
تو نہ ملیگا لیکن یہ ساحرہ بزور سحر دریافت کر لیگی کہ فلاں جگہ پوشیدہ ہے بس ہمکو چاہیے کہ بزور سحر برق کو چھپائیں یعنی ایسا سحر پڑھیں
کہ بھوت کو وہ مقام یاد نہ آئے کہ جہاں برق تھی ہر صورت ملکہ مہتورا نے سحر خوانی ہے اور بھوت جا کر بلند ہوئی صحرا کو دیکھنے
لگی جب سحر سے دریافت کرتی تھی کہ عیار کہاں ہے تو بسبب سرداران ذی تبار کے سحر پڑھنے سے الٹا پتا جواب اسکو دیتا تھا کہ عیار
ملک مشرق میں پوشیدہ ہے تو وہ مغرب کیطرف جاتا تھا الحاصل بہت سرگرداں ہر سمت پھری کہیں پتہ عیار کا نہ ملا آخر تھک
کر ایک پہاڑ پر بیٹھی کہ دم لیلوں تو پھر تلاش کروں یہ تو اسجگہ ٹھہری مگر حیرت کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ برق بارگاہ میں ابھی نہیں ہے اور
بھوت ڈھونڈھنے گئی ہے بس اسنے یہ خبر سنکر صرصر وغیرہ عیارانیوں کو بلا کر بہت کچھ برا بھلا کہا کہ اسے تمسے بمقابلہ عیاران

نہوسکا خیر اب جاؤ برق عیار خود بھبوت مخفی ہوگیا ہی تم کسی صورت بنکر ملکہ رخ وغیرہ کو گرفتار کرو حسب الحکم ملکہ مذکور عیار پیچیان روانہ ہوئین
اور اپنے مقام پر آکر صرصر نے صورت اپنی مثل صورت برق بنائی اور عیار پیچین اسکی اعانت کیلیے بصورت ساحر لشکر مہرخ کیطرف
روانہ ہوئی اور یہ پہلے صحرا مین گئی ادھر سے راہ کترا کر لشکر اسلام میں آئی یہان سب تفکر بیٹھے مین کہ یہ بارگاہ مین داخل ہوئی مہرخ نے اسکی
صورت کو دیکھکر خوشی کی قریب بلاکر گلے سے لگایا اور کرسی پر بٹھایا حال پوچھا اسنے کہا کہ مین نے بڑی مشکل مین صحرا مین بھبوت کو
مارا حبیب آپکے قدم دیکھنا نصیب ہوے سب نے یہ مژدہ سنکر کہا الحمد للہ مہرخ نے حکم دیا کہ جشن آغاز ہو صرصر نے عرض کی کہ میرا جی چاہتا ہی
کہ مین آج سبکو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤن ہر ایک نے کہا آپکی خوشی بہتر ہی اور مینا لیے مین جا کر کہا سے مے بیہوشی ملاکر کے تو مین
شراب سے بھر کر لائی اتفاق سے اسوقت ضرغام عیار بھی بارگاہ مین آیا اور برق کو دیکھکر بیٹھا اور برق جو غار مین بیٹھا تھا
جس وقت اسنے نکلکر نقب مین آیا اور وہ سرا بارگاہ مین نقب کا ہی اس سرے کے قریب کر ٹھہرا کہ معلوم کرون کہ بارگاہ کیا کرتے مین
از بسکہ یہ سرا ایک گوشہ مین ہی تو وہان ایک حرہ برائے رفع حاجت آیا پھر اسطرف بھی کوئی کھڑا تھا پہرے والے نے پوچھا کہ
کیون بھائی دربار مین کیا ہوتا ہی ساحر نے کہا برق آیا ہی وہ سبکو شراب پلا دیگا یہ کہکر ساحر رفع حاجت کیے چلا یہ مگر برق نے
نقب مین سنا کہ ایک برق اور بارگاہ مین آیا ہی بس گھبرایا کہ ایسا نہو تیری صورت بنکر کوئی اپنا کام کر جائے اور تو یہان کھڑا ہے استاد
اسحال کو سنکر بہت خفا ہونگے لازم ہی کہ غضب سے نکل بس جلد باہر نکل آیا جو سردار کہ اسطرف تھے انھون نے دیکھکر استفسار کیا کہ یہ ایک دو
برق آیا صرصر نے بھی پہچانا اور چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤن مگر وہان بھبوت نے پہاڑ پر دوڑ کر سحر جو کیا از بسکہ یہانکے سردار نے
برق کے ساتھ کو اٹھے روانہ کرتے تھے ابھی اسکو مفصل سحر نے خبر دی کہ برق ابھی بارگاہ مین ہی وہ دم ہاتھ جوڑ کر آکر ابھی بارگاہ مہرخ مین
آکر ٹھہرائی صرصر اسوقت بھاگ کر صحن بارگاہ تک آچکی ہی اسپر نگاہ اسکی پڑی چونکہ وہ صورت برق کی بنی ہوئی تھی یہ عقاب بنکر جو گری
پنجہ مین دابکر اسکو لے اڑی اور ساحرون مین غلغلہ ہوا کہ لیے جاتی ہی سرداران نے چاہا کہ اسکا تعاقب کرین مگر اصلی برق نے نعرہ کیا کہ
مین یہان موجود ہون وہ عیارہ تھی جسکو ساحرہ لیگئی ہی اسکے نعرہ کرنے سے سب کے اوسان آئے اسنے کہا کہ تم لوگ مطلق نہین خیال کرتے کہ
کون فریب دیتا ہی فی الجملہ اب دھوکا کھانا اگر کوئی عیار میری شکل پر بنکر آئے تو اس سے حال نقب پوچھنا اسکو کچھ حال معلوم نہین
ہی کہ یہان نقب بھی ہی بس بتلانا مشکل ہوگا تم پہچان لینا اور مین پھر جاکر پوشیدہ ہوتا ہون کیونکہ ساحرہ ضرور میرے تعاقب مین آئیگی یہ کہکر
نقب مین چلا گیا اور اس سرے پر نکلکر غار مین جاکر بدستور سابق پوشیدہ ہوا ادھر بھبوت جو صرصر کو لیکر اڑی سوچی کہ اسکو لشکر حیرت
مین نہ لیجاؤن کیونکہ وہان کثرت مردم سے عیار اسکو چھڑا لیجائینگے اور شناخت نہو سکیگی یہ سوچکر سیدھی پہاڑ پر آئی اور وہان سے
ایک نگاہ ہر سمت دوڑایا کہ دیکھون میرے پیچھے تو کوئی نہین آتا ہی اتفاقا اس دیکھنے مین اسکو ایک باغ دور سے نظر آیا یہ عیارہ
کو لیکر اسی باغ کیطرف چلی اور جب متصل اسکے پہنچی تو معلوم ہوا کہ یہ باغ تو میری بہن کا ہی راوی کہتا ہی کہ یہ ساحرہ الولد جو ہی تو اسنے طلسم ظاہر مین ایک ساحرہ
کو اپنی بہن کیا ہی نام اسکا زلیخا جادو ہی وہ اسی باغ مین رہتی ہی اور یہ بھی کبھی کبھی ملاقات کو اسکے پاس آیا کرتی تھی اسسبب سے اسنے پہچانا اور داخل باغ
ہوئی یہ باغ نہایت آراستہ تھا گل و ریاحین سے مملو روشین بلوری سے پیراستہ نہال ہر ایک ثمردار اشجار رنگ برنگ کے پر بہار سامنے بارہ دری
تعمیر خوبی مین منظر اسباب حشمت و نعمت سب اسمین مہیا ملکہ زلیخا مسند پر جلوہ فرما تھی کہ یہ عیارہ کو لیے ہوئے آئی اور اسنے اسکو دیکھکر مسند سے اٹھکر
تسلیم کی اسنے دعا دیکر وہ سحر عیارہ کو بیحس و حرکت کرکے ڈالدیا اور اسکا سر چھاتی سے لگایا بلائین لیکر بیٹھنے لگی اسنے پوچھا کہ بہن کیون خیر تو ہے

اسنے کہا کہ بستی میری اجڑ گئی باپ میرا مارا گیا مجھ رنڈیا کا اب کون سہارا ہے ایک تدھے کی لاٹھی تیرا دم ہے سامری مجھکو زندہ رکھے یہ سنکر
کرنیو رہی چیخیں مارکر رونے لگی اور بعد رقت و بکا پوچھا کہ میرے باپ کو کسنے مارا ہے اسنے بتلایا کہ یہ جو سامنے پڑا ہے یہ عیار شاہ
مسلمانان ہے دو سو جسکے اسنے قتل کیا یہ سنکر نیور بغضب آکر اٹھی اور ایک لات صرصر کے لگائی وہ پہلے تو تھوڑا ہوا سے بیہوش تھی
مگر کچھ عرصہ میں ہوشیار ہو کر حیران تھی کہ یہ کیا ماجرا ہے بات جو کھائی تو جھوٹی کر تو کپڑا ہے لات پڑتے ہی پکاری کہ ہے ہے مری نیو
نے اور دو لاتیں ماریں کہ حرامزادہ اب عورت کی بولی بولتا ہے اسنے کہا کہ میں عورت ہوں اسنے اور دو طمانچے مارے صرصر بہت حسن
اپنا پتہ بتاتی ہے اور کہتی ہے کہ میں شاہ طلسم کی عیار بچی ہوں مگر وہ نہیں مانتی اس عرصے میں مبہوت نے کہا کہ تم تو گھر میں بیرون ملک عیار
اسکو مارے ڈالتی ہو یہاں تو شاید خوف و کچھ ڈر ہے کیونکہ تیرا ابھی کر رہا پنڈ ہے یہ کہکر عیارہ کو پنجہ میں دابکر پھر اڑی اور ساحت
بلاغ کے ایک پہاڑ پر اسپر لائی اور خنجر بھوں سے نکالکر قاصد ذبح ہوئی مگر بہت سبب میں شاہ جادوان نے بعد اسکے آنے
کتاب سامری دیکھی اسمیں معلوم ہوا کہ مبہوت عیار کے دھوکے سے صرصر کو مارے ڈالتی ہے بس یہ دیکھکر کتاب بند کی او سمجھا کہ دیر لگانے
تو عیارہ مار ڈالی جائیگی میں کسیکو بھیجنے میں عرصہ ہوتا اسلیے خود اڑکر چلا اور آن واحد میں اسی پہاڑ پر آیا جہاں صرصر قتل ہونے
کو تھی چنانچہ اسنے آتے ہی مبہوت کو للکارا کہ تو اندھی ہو گئی ہے یہ میری عیار بچی صرصر تو پہچانتی نہیں اسنے بادشاہ کو دیکھکر
سلام کیا اور عیارہ کو چھوڑا عیارہ شاہ کے بلا گردان ہوئی اور مبہوت عیارہ سے عذر کرنے لگی کہ بی بی میری خطا کو معاف کرنا
صرصر نے بظاہر تو کچھ نہ بولی مگر ایسی ایذا اسکے ہاتھ سے پائی تھی کہ دلمیں اسکی جانب سے کینہ پیدا ہوا اور شاہ سے رخصت ہو کر چلی گئی
بعد جانے عیارہ مبہوت نے دست بستہ بادشاہ سے پوچھا کہ حضور ارشاد کریں کہ برق عیار کہاں چھپا ہے شاہ نے فرمایا کہ تیری
ہی اسکی بارگاہ میں نقب ہے وہ نقب کی راہ سے فلان صحرا میں نکلتا ہے اور وہاں ایک غار ہے اسمیں چھپا ہے یہ کہکر بادشاہ بھی رخصت
ہو کر چلا گیا اور یہ وہان سے بموجب بتلانے بادشاہ کے اسی غار پر آئی جہاں برق چھپا بیٹھا ہے او خس و خاک ہٹا کر اندر غار
اتری وہاں کمند لگی تھی برق نے کمند کھینچ لی یہ کمند میں پھنسی مگر سحر پڑھکر دھواں بنکر کمند سے نکلی برق بھی جست کرکے باہر آیا اور
چاہتا تھا کہ نقب میں کود کر نکل جاؤں مگر یہ پنجہ بنکر جو گری اسکو داب کرکے اڑی اور سیدھی بارگاہ حیرت میں آئی اور کہا اے ملکہ تم
اسکو پہچان لو تو میں قتل کروں حیرت نے پہچانکر فرمایا کہ بیشک یہ اصلی برق ہے اسکو نہ قتل کر داسکے کہا میں یہاں خائف ہوں دو
اسکے عیار نہ آکر فتنہ کریں میں ابھی اسکا سر کاٹے لاتی ہوں یہ کہکر اسکو پنجہ میں دابکر پھر اڑی و در منظر لشکر ایک پہاڑی تھی یہ
وہی آن اتری سے اسکو جاتے دور سے قران نے دیکھا فوراً صورت اپنی ایک خز بردست کی بنی جناگی سانپ سرسے پینا کھولا
ہر کی گلے میں ڈالکر ہاتھ پر ایک تختی ہیرے کی باندھکر جسمیں یہ کندہ تھا کہ میں ملازم افراسیاب ہوں روانہ ہوا ادھر سے صرصر آتی
تھی اسنے اسکو دیکھکر پہچانا اور پکاری کہ لے کالیے میں جانتی ہوں تیرا احوال کسنے اسنے دھمکایا کہ استانی اگر برق مارڈالا گیا تو یہ
تمکو جیتا نہ چھوڑ دیگا صرصر بھی مبہوت سے ناراض تھی تو ہ لکر او طرف چلی گئی اور قران قریب کو د پہونچکر پکارا کہ اے مبہوت دست
خود را نگاہ دار کہ ما رسیدیم منم فرستادہ شاہ طلسم اسنے جو اسکو دیکھا سمجھی کہ ابکی بھر کچھ دھوکا ہے جب تو بادشاہ نے اس سحر کر
بھیجا ہے بس خنجر لگادی برق پر رکھ چلی تھی اسکے نعرہ کرنے سے رکی اور قران جست و خیز کرکے اوپر پہاڑ کے گیا اور کہا اے مبہوت
شاہ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ سن تو اسنے قریب آکر کہا کہ فرمائیے اسنے کہا کہ کان ادھر لائیے وہ کان لگاکر اور جھک کر کھڑی ہوئی قران نے

ہیں سرکشی میں ڈال قیامت شغل الف ہیں حواشی کتاب وستی عیاران مسلمانان ہیں بھر تحو اصل میں چو سر میدان برخلافان میں جو ہتا ہونگے
تم اگر اپنی زبردستی دکھاؤ انکو لڑ کر زیر فرماؤ زیادہ ورق ہستی مطالب معانی وتندرستی سے ترقیم ہے استاد قدرت کیطرف سے صحیفۂ
دوستی واتحاد کی تمکو تعلیم ہے یہ نامہ تمام کر کے اپنے ہاتھ پر رکھا اور کچھ سحر پڑھا کہ ایک کبوتر اڑتا ہوا آیا اسکو نامہ دیکر فرمایا کہ میرے
پیر بھائی طاق حشم پاس لیجا کبوتر نامہ منقار میں لیکر اڑا اور روانہ ہوا حال اس خط کا بھی آیندہ بیان ہوگا اب شمہ حال فرخندہ
فال ظفر پیکر صاحبقران با اقبال بیان کیا جاتا ہے

## داستان روانہ ہونا شہزادہ تورج بن بدیع کا شکار کو اور زیر کرنا کوہ سونکا اور پہونچنا دہنہ پر طلسم ہزار برج کے اور آنا مہتاب جادو وغیرہ کا مدد کو لقا کی اور مقابلہ کرنا امیر

### ساقی نامہ مولفہ

تجھے ساقیا میرے سر کی قسم
قسم دخت رز کی جو ہے پارسا
تجھے اپنے پیر مغان کی قسم
کہ پھر آئی ہے سر پہ ہولی کی فصل
سے زعفرانی کا پیمانہ لا
کھلیں جیسے جنگل میں ٹیسو کے پھول
حسینان دنیا ہیں سوتے میں رند
کہ دل دیکھنے والوں کا لے وہ مانگ
نہ باقی رہے رند کو تیرے ہوش
ہوسناک ہو روح جمشید دکے
کوئی قمقمہ آئے گر میرے ہاتھ
طلسمات دنیر نگے کھلاؤں میں
ملیں رخ پہ ساقی کے جیسے گلال
نئے صفحۂ داستان چند رابن

مرے رنج آگین جگر کی قسم
قسم تجھکو جمشید کے جام کی
تجھے دختر رز کی جان کی قسم
بسنتی جو ہے کا تو ساغر پلائے
ہتھیلی پہ سرسوں جمائے ذرا
مریض محبت ہے یہ نوجوان
بسنت آنے سے تھگیا رنج و درد
پلا مے نہا دے مجھے ساقیا
پھریں خوب پیکار کے بادہ نوش
ملے مجکو جو گنبد بلور کا
تو معشوق لو کی ملے مجکو گات
چلیں رنگ مضمون کی پچکاریاں
رہوں اسطرح میں بھی رنگین خیال
یہ ساقی ارمیکدہ جام سے

میں کیا اور سر میرا کیا ساقیا
قسم ہے تجھے آب گلفام کی
کہ بنت العنب سے مرا کرنے وصل
تو سرسوں ابھی آنکھوں میں پھول جائے
بھرے ساغر دنیں تیکن زرد پھول
ہوئے زرد وہ عاشق ناتوان
نہاؤں پیا اب کی ہولی میں سوانگ
خم سے میں غوطہ کھلا دے ذرا
بجیں ہر طرف بزم میں ڈف دف
تو کھوں کہ سینہ ہے یہ حور کا
نیا آج کچھ رنگ دکھلاؤں میں
کہ تر شاہدوں کی رہیں ساریاں
بس اے جاہ بھیج اردو رنگین سخن
نوا در صریر قلم ہیچ ہے

صید کنندگان ہمارخیال دوام افگنان صحرائے مقال کمند افگنان بر فرح آسمان و فشاں جان طلسم ہزار برج بیان نقلی گوہریان
معانی گرانمایہ رفعت بندگان مضامین خورشید پایہ مرغزار قرطاس میں آہوئے خوش رفتار خامہ کو اسطرح رم فرماتے ہیں اور
سمند مضمون کو جولان کرکے طلسم ہزار برج داستان کیطرف یوں آتے ہیں کہ شکار کنندہ ہفت کلمہ کوہ قاف کشندہ حقیر عزیز

ہمروز مصاف حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بمقابلہ خرس تیہ ضلالت گرا صحرا اے نکبت و ذلت مردود درگاہ خدا یعنی
زمرد شاہ لقا کے شہرہ میں اور حسبقدر کہ وہی کہ امداد لقا کو آئے سطیع امیر نامدار ہوئے یہانتک کہ گلگون عیار بھی خدمت شاہ اسلام میں
آیا اور مطیع ہو کر زمرہ عیاران میں رہنے لگا اب کوئی ناصر و معین لقا کا نرہا اس سبب سے تو جب سے بادری طبل جنگ بجوانا موقوف رکھا اور
انتظار آمد آمد ساحران کرنے لگا امیر نے بھی کچھ اسکا تعرض نفرمایا کیونکہ خصہ یعزات بادان امیر یا تو قید ہی کیا ہی کہ جبتک پیشدستی حریف کیطرف
سے نہو آپ سبقت نہیں فرماتے ہیں اور بعد عرصہ بسیار عدو سے سبب توقف جنگ استفسار فرما کر حملہ کرتے ہیں الحاصل جب یہان لقا نے
حربی عرصہ تک بجا شیران بیستان شجاعت و ضیغم صوستان میدان شہامت بغیر ... رستم توان پہلوانونکے خالی بیٹھنے سے گھبرا لے
ہر ایک نے ارادہ سیر و شکار کیا لیکن خوف بادشاہ اسلام اور لحاظ امیر دامنگیر تھا اپنے اپنے خیام و بارگاہ میں جلسۂ عشرت جمع رکھتے تھے
ایک روز دم سحر جب خسرو خاور اریکہ آرای چرخ اخضر ہوا شاہ اسلام نے بصد کروفر اور تخت سلیمانی پر جلوس فرمایا دربار سرداران
ذی تبار سے معمور ہوا ساقیان شوخ و شنگ جام مے خوشرنگ سے بیرنگ کو دینے لگے جلسہ نشینان بارگاہ گوشہ میں جوانی کے ترنگ
پر ددلانے لگے بزم کے دیکھا دس پہر شک ہوتا تو بجا تھا عین سرخوشی نشہ میں شہزادہ قوس بن بدیع اپنی جگہ پر سے اٹھا اور سامنے
بادشاہ فریدون فر کے آکر دست بستہ اجازت خواہ ہوا کہ اے شاہ بحر و بر و اے خسرو دادگستر مزاج بہت گھبراتا ہے امید عنایت سلطانی
سے یہ رکھتا ہے کہ میری عرض بدرجۂ اجابت پہونچے اور آرزو میری خلعت قبول سرکار فیض آثار سے پائے میرے واسطے حکم صید افگنی
شرف اصدار فرمائے بادشاہ زبان مدارات بیان سے یون درفشان ہوئے کہ اے نہنگ قلزم جرات مجھکو اجازت تمھارے دینے میں
کچھ عذر نہیں لیکن تم یادگار عم نامدار شہزادہ بدیع ذیوقار ہو جد عالیقدر حمزہ نامور سپہ سالار لشکر تمھارے بغیر کیونکر بسر کرینگے بیٹے کی جگہ
وہ اب پوتونکو سمجھتے ہیں جب کبھی یاد قرۃ العین آتی ہے تو نظر تمھاری صورت کے دیکھنے سے تو سیاتی ہے قوس نے عرض کیا کہ میں بے اجازت
جد نامور نجاونگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر وہ تمکو رخصت کرین تو میں بھی رخصت کر چکا یہ حکم بادشاہ سے سنکر شہزادہ موصوف دربار سے
امیر آکر رخصت طلب ہوا کہ اے جد بزرگوار مجھکو فراق پدر عالیوقار میں خالی رہنا سخت گذرتا ہے اگر لڑائی ہوتی ہے تو خیال حرب میں دل
بہلا رہتا ہے مگر تنہائی میں بارگاہ کاٹے کھاتی ہے چنانچہ آجکل جنگ موقوف ہے مجھکو حکم سیر و شکار دیجیے عرض کمترین رد نہ کیجیے امیر نے
شہزادہ کو کمال درجہ مشتاق صید افگنی دیکھکر روکنا مناسب نجانا فرمایا کہ اے جان جد مجھکو یا سرداران دیگر کو کسی نے قید کب کیا ہے مگر
ممانعت کی یہ وجہ ہے کہ یہ صحرا انام ساحرون سے بھرا ہی جا بجا بلیات طلسمات کا سامنا ہے دیکھو باپ تمھارے گئے آجتک انکا ملنا بھی
ممکن نہوا یہی خیال آتا ہی کہ تم کہیں جا کر کسی آفت میں نہ گرفتار ہو اور دشمن تمھارے روبرو بد ... کہیں اچھا جاؤ تین روز سے زیادہ صحرا میں
رہنا خفگی میری نہ سہنا شہزادہ اجازت پا کے سلام رخصتی بجالایا اور دربار سے اپنی بارگاہ میں آیا سردارونکو اپنے بلا کر مژدۂ صید
و شکار سنایا ہر ایک خوشنود ہو کر سامان روانگی کرنے لگا شہزادہ کیلیے ایک بارگاہ معہ سامان زر بفتی اشتر و نیر بار ہوئی خیمے ڈیرے
ہاتھیون پر سردارونکے لدگئے چالیس ہزار سوار زرہ پوش بہر شکار تیار ہوئے بہادر مسلح و مکمل ہو کر عازم شکار ہوئے قراول پہلے میرشکار
یوزباش حاضر ہو کر جانور پسند کرانیلگے چرخ شکاری کے ڈوریلے لانیلگے چیتونکی بھی کھولیاں تاکہ آنکھون کھلین جانورونکے طعمے رکھکے
گئے بہلو کہیں دیکھین ... باز بہری شاہین جرہ شکرہ ترمتی وغیرہ ہاتھونپر بٹھا کر ٹوپیان آنکھونپر چڑھا کر جانب صحرا روانہ ہوئے طبل
طغزل پر چوب پڑی کمانداروں نے ترکش درست کیا کمند لگا اور دام دار پہلے سے جنگل میں جا کر کمینگاہ میں بیٹھے قراول لائی

نے دعائے صحیفۂ ابراہیمی پڑھکر اسپر دم کی اور زنجیر کو بزور دست حیدرانی پارہ پارہ کیا دیو رہا ہوا اور قدم سعادت توام شہزادے کے گرفتہ تے آگے بڑھکر اس بت کو طاق سے اٹھایا اور قبضۂ شمشیر سے چور چور کیا اسوقت تو غلغلۂ عظیم برپا ہوا صدا ہائے عجیب آئین کہ ارے غضب کیا اسنے خداوند کو توڑ پھوڑ ڈالا وہ جو مور تخت پر ملوح رہا تھا اڑکر ایک طرف کو چلا گیا آندھی بجلی کا ہنگامہ بالمدبر طرف ہونے اس آفت کے شہزادہ مسند پر بیٹھا اور دیو کو اسلام کا آئین بتایا کلمہ پڑھایا پھر وہ دیو باغ سے میوہ وغیرہ لایا شہزادہ نے نوش فرمایا کشتیان اور ہر طرح کی نعمت بارہ دری میں موجود تھی چنانچہ شراب پی اور ہر چیز سے آسودگی حاصل کی نجم عیار نے ہر چند کہا کہ یہاں نہ ٹھہریے نکل چلیے اسکا کہنا نہ مانا کہا تو نامردی سکھاتا ہی اگر تجکو خوف آتا ہی تو یہانسے تو چلا جا عیار مذکور خاموش ہو رہا مگر یہاں ایک ساحر اس ساحرہ کیطرف سے محافظ ہی کہ جسنے بزور سحر یہ کارخانہ جادو کا بنایا تھا وہ مور جو اڑکر گیا وہ محافظ صحرا مین سحر پڑھ رہا تھا اسکو مور نے مطلع کیا کہنے لگا یہ جادو تو کیا غافل بیٹھا ہی ایک مسلمان نے آکر خداوند کو توڑ ڈالا دیو قید سے چھوٹ گیا یہ کہکر مور تو چلا گیا اور ساحر بیتابانہ لپکا اور باغ مین آکر پکارا کہ اے خیرہ سر تو کون ہی جو تونے خداوند سامری کی جناب مین بے ادبی کی اور ان بیچارے نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو تونے انپر یہ ظلم روا رکھا شہزادہ نعرہ ساحر سنکر مسند سے اٹھا تھا کہ دیو اس ساحر پر جھپٹا پکارا کہ او بے حیا ٹھہر تو جا مین آیا ساحر نے دیو کو آتے دیکھکر خیال کیا کہ یہ غفلت مین میری ملک سے گرفتار ہوا تھا میرا کام تمام کردیگا سواسپر ہوشیاری مین اثر نہ پڑیگا یہ سوچکر بزور سحر اڑا اور بھاگ کر ملک طوفانیہ مین آیا یہاں تخت حکومت پر طوفان کوہی بیٹھا تھا کہ یہ بدحواس پہونچا اور عرض رسا ہوا کہ اے بادشاہ بڑا غضب ہوا کوئی ایسا بہادر زبردست آیا ہی کہ اسنے خداوند کو بھی توڑا اور انکو توڑ ڈالا یہ سننا تھا کہ طوفان پر شیطان چڑھا فوراً تخت سے اٹھا اور حکم تیاری لشکر دیا بھائی اسکا سیلان کوہی ہی اسنے لشکر تیار کرایا قرنائے جنگی کا شور ہوا سلح و مکمل ہر صاحب در ہوا طوفان بھی ہتھیار سجکر کرگدن پر سوار ہوکر چلا پشت پر دو لاکھ سپاہ کا پرا تھا ہر ایک کوہی غرق بحر آہن تھا یہاں شہزادہ بعد بت شکنی زمانیکے شش جناب خلیل اللہ درہ کوہ سے نکلا کہ ڈنکے کی آواز سنائی دی اور آمد فوج کی علامت ظاہر ہوئی یعنی پرچم نشانوں کے کھلے آگے آگے گرد و غبار بلند دکھائی دیا شہزادہ بھی ڈٹکر سامنے کھڑا ہوا جب اس گرد شگافتہ ہوا فوج کوہستان جوق جوق غول گروہ سے ظاہر ہوئی کہ مرکب در کابہ ہر ایک سنہ زبر ران تھہلے گرانبار کمر سے لگائے گرز کے عوائے ساتھ گرگرا لئے پرچم نیزون کے کالے کالے اڑتے بریچھے ترچھے مرکہونکی کثرت نیزہ رکھے انکے نعرون سے گوش فلک کر ہو تا کہ بمقتضائے ابیات

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| دمادم برآمد ز تکبیر گاہ<br>تو گفتی ہمی ژالہ بارید ابر | | ہمہ چشم پر زنگ سنجوق شد<br>بدرید آواز گوشش ہزبر | | ہمہ گوش پر نالۂ بوق شد<br>برآولہ شد گوش شاہ و سپاہ |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | زرہ دار با گرزۂ گاؤ سار | | سواران شمشیر زن صد ہزار | |

شہزادہ مردانہ وار آگے بڑھا اور دیو سے فرمایا کہ خبردار اس جنگ مین تو دخل نہ دینا اسلیے کہ دیو سے انسان کو لڑانا ہمارا آئین نہین خلاف شجاعت کرین یہ ہمارا دین نہین تو یہانسے حوالی کو عقیق جا میر الشکر آندھی آنیسے پراگندہ ہوگیا ہی اسکو جمع کرکے آ دیو شاہزادہ کی جرات پر آفرین کرتا حسب الحکم لشکر لینے روانہ ہوا اتنے عرصہ مین عدو نے قریب ہوکر حملہ کیا یہ شیر دلیر بھی اس گلہ گوسفند پر غضبناک ہوکر جھپٹا اور رعد آسا خنجر کھینچ کر فوج پر جا گرا نعرہ

منم تورج نامور شہریار
ہزیمت کرا رو نہ ہیجا نماند

منم ضیغم بیشۂ کارزار
ز تیغم نیابے بہ اعدا اماند

صفوف لشکر کو تہ و بالا کرنا شروع کیا بازار حرب گرم ہوا سردار جو شہزادہ کے ساتھ تھے وہ بھی کارزار کر رہے تھے ایک ایک نے سو سو کو بیجان کیا تھا خاک خون میں غلطان کیا تھا یہ سب شکار کھیلنے آئے تھے یہاں آ ہوئے جان مخالفین کا شکار ہاتھ آیا مرغ روح دشمنان ہر ایک نے نشانہ خدنگ اجل بنایا شہباز تیغ نے پر کھولے طعمہ بجسد دشمن دے رنگین ہوکے

چنان شد زخون خاک آوردگاہ
شد از جوشن کشتگان آہنین

کہ گفتی ہمی خون بہ بدروز ماہ
بہ آمد خرد شیدن دار و گیر

بگشتند چندانکہ روے زمین
ہمان آتش خنجر و گرز و تیر

چو بانہتر ان گرم کرد اسپ شاہ
زمین گشت جنبان و بیجان سپاہ

تا دیر ہنگامہ کارزار گرم رہا اسی اشتغال جدال و تائرہ قتال میں شہزادہ نے صفوں کو درہم کرکے طوفان تک اپنے تئیں پہونچایا اور للکارا کہ او نامرد ازلی و ابدی چند آدمیوں کو دوالکوں سے لڑوایا ہی ادھر آکر تو مجھ شیر صولت جلادت کا شکار ہو طوفان کو بھی ان کلمات کے سننے سے غصہ آیا در حسرت میں افسران لشکر کو اپنے حکم دیا کہ لڑنے سے فوج کو باز رکھو میں اس ایلچی خداپرست کو مارے دیتا ہوں لشکر کے لڑنے میں بدنامی ہی کہ چند بے کسون کو گھیر کر قتل کیا یہ حکم سنکر افسروں نے فوج کو روکا اور یہ دیو صورت مقابل شہزادہ پری طلعت سلیمان صولت معرکہ میں مثل تناور درخت جسم تنومند و رزش سے کرخت بسان سنگ سخت رکھتا تھا کر گدن کو کوچک بارا مانند فیل جنگی آیا اور نیزہ شہزادہ پر مارا شہزادہ نے سنان نیزہ اپنے نیزہ کی سنان پر کانٹی برابر سے نیزہ بازی شروع ہوئی لیکن طول دینا روا نہیں شہزادے نے چند طعن ردوبدل کرکے ایک بند ایسا باندھا کہ کھولنا اسکا اسکو دشوار ہوا اور نیزہ ہاتھ سے نکلکر دور گرا اسنے غصہ میں آکر گرز سہ صد منی چرخ دیگر سر شہزادے پر لگایا اس بہادر نے دم شمشیر پر گرز کو روکا کہ عمود مثل غبار ترکنکر زمین پر گرا اسنے بحالت غضب دانت پیسکر تیغ زہرابدار و گران وزن نیام سے کھینچا اور مرکب بائیں پر چڑھاکر زیر بغل راست کہی تب شہزادے کو کہی اور بڑے زور و شور سے تلوار لگائی کہ ترک فلک ہاتھ بلند ہونے سے الامان پکارا بہرام نے کہا اے خالق اکبر بچانا کا نعرہ مارا مگر شہزادے نے جب تلوار قریب آئی تھی کی دیکر بازو کو اسکی بیٹ کیا اور پنجۂ بلی سے کلائی کو اسکی پکڑ کر جھٹکا دیا تلوار اسکے دست تجہ سے نکلی مگر اسنے تلوار چھوڑکر مرکب برابر لاکر تو ڑہ میں کمربند کے ہاتھ ڈالا شہزادے نے بھی گریبان میں ہاتھ دیکر زور کیا مرکب گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے دونوں زمین پر کود کے اور دامن در گردان کرکے سرگرم کشتی ہوئے تلاش داؤں پیچ جوڑ توڑ بندکی ہونے لگی فیلان مست کیطرح ٹکریں چلنے لگیں کشمکش اور ریلا پیلی سے زمین درکنے لگی دو گھڑی میں طوفان کلام آگیا کیونکہ بڑا زور اسکو اس کشتی میں کرنا پڑا بس اسنے خنجر کمر سے کھینچکر چاہا کہ شہزادے کے پیٹ میں ماردے شہزادے نے اتنے عرصے میں کہ جبتک خنجر وہ کھینچے اٹھا کر دے مارا بقدرت قادر عز و جل خنجر کھینچ تو چکا ہی تھا اڑا ہو کر اسکے پیٹ میں در آیا اور جھوجھو نکلکر دوسری کوکھ کی طرف سے خنجر نکلا وہ تڑپ کر ہلاک ہوگیا اُسکے مرتے ہی بھائی اسکا سیلان کو ہی اسکی حمایت پر پیٹ مارکر گرجا فوج کو للکارا کہاں مارتا اس خداپرست کو کہ یہ بہادر ہر دست ہر ایکیلے یہ سیع ہوگا

فوج نے یہ حکم سنکر حملہ سخت کیا شہزادہ جست کرکے مرکب پر سوار ہو اپھر دہی گرمی بازار جانبازی و سرفروشی اور جانبازی شہر قتل مین شروع ہوئی خانہائے جسد ویران ہونے لگے کاشانہ تن اجاڑ و پریشان ہونے لگے قیمت مین جواہر جوہر تیغ دیکر طائران روح مخالف گل لیےاور شہزادہ پروردہ ہمدزائے خنجر پہ سے صدقے کر کے چھوڑ دیے کہ بموجب بیت سری کے عوض سر مرادیکیجے وکینے یہ صدقہ اتارا جمیں قفس تن سے طائرات مستی چھوٹ کر جانب صحرائے عدم جاتے تھے زاغ و زغن گوشت کھانیکو منڈلاتے تھے سپر بن اسلحہ سر پر گردش کرتی تھیں کہ جیسے چیلیں اڑتی تھیں دشت ویران کی بیدلے حرب مین تلوار وکی سائیں سائیں صدا آتی تھی روح رستم و اسفندیار زیر زمین خوف سے تھرائی تھی بہادر شیر ونکی طرح ڈکارتے تھے تیر تاقش کرکے کمان بیدلے سے منہ چمکاتے تھے شجر قامت حرارت شعلہ تیغ سے خشک ہوے جاتے تھے سروسان برگ خزان دیدہ دشمن دشمن شمشیر سے ڈرتے غبار دنکا بگولہ کے خاک بسر کرتا مگر منہ اٹھانے سے نہ مڑتے اس ہنگامہ آفت خیز مین جو تہنائی شہزادہ دمسرور ار کھڑے ہوئے تھے قریب تھا کہ بار یکہ زمین رخ شجاعت پردہ خاک مین چھپا ئیں بیقرار ہو کر دعا لیے کرتے تھے کہ لیے یادو رب یاوران ہمکو فتح و نصرت دے کبھی سرسرکش بہاے تضرع یہ دھرتے وہ پکارتے تھے

| | | |
|---|---|---|
| عطا کی تونے یا رب ہمکو ہستی | تجھی سے ہے بلندی اور پستی | تجھی سے نیست وہ جاد کردی |
| تجھی سے ہادم صر اس پہ بھیجی | غریبون کا تو ہی یاور ہے یا رب | تجھی سے مانگتے ہین ہم ہیں سب |

شیر دعا ہدف مراد پر پڑا کہ وہ دیو جو کاش لشکر مین گیا تھا چالیس ہزار سپاہ جرار شہزادے کو بیکر آیا ان بہادرون نے پہونچکر لشکر حریف کی ماری اور زیر شمشیر ہر ایک پیر کو رکھدیا پھر تو سیل خون بہادی عنقائے تیغ نے بال کھولکر دشمنونکو معدوم کرنا شروع کیا بازار شمشیر قتل وقتال سر بزانسے یا زہ نہ ا یا خنجر گلو گیر شجاعان تھا حلقہ کمند مین پیچیدہ رشتہ جان تھا کہ

**نظم**

| | | |
|---|---|---|
| زمین آہنین شد ہوا لاجورد | ابیا اندر آمد سر تیرہ گرد | سر لشکر کو ہیان حملہ برد |
| شد نامدار و جہان دان گرد | بہر جایگہ برکے تودہ کرد | زمین بامغز سر آلودہ کرد |
| از ان لشکر شوم چیندان گذشت | کہ یک دشت سر بود بالای دشت | سر انی ہم سیلان گرفتار شد |
| وز داختر نیک بیزار شد | | |

سامنے جب شہزادیکو ہی فوج نے آمیے صفوف لشکر اعدا کو درہم کرکے قریب سیلان پہونچا تھا شہزادے پر تلوار لگائی شہزادے نے خالی دیکر مرکب سے مرکب ملادیا اور اسکے تورے مین کمر کی زنجیر کے ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اسکو اٹھالیا اور سپہ یا مین ہاتھ سے چڑھا کر مصروف شمشیر زنی ہوا اسنے خیال کیا کہ اس ہنگامہ مین قسل ہو جاونگا پس شہزادے سے امان کا طالب ہوا آپنے اسکو رہا کردیا اسنے اپنی فوج مین طبل امان بجوایا لشکر لڑنے سے رکے اسنے رکاب شہزادیکو آکر بوسہ دیا شہزادے نے سوال اسلام اختیار کرنیکا فرمایا وہ دلمین کینہ رکھکر ہوٹے کیطرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ لے شہریار قلعہ مین تشریف فرما ہو کہ اہالیان قلعہ کو بھی شرف تشریف اسلام دریں فرمائیے سرعجز چنبر تا رم افلاک پر پہونچائیے شہزادے نے التماس کو اسکے تشریف قبول سے سرفراز فرمایا اور مع اپنے لشکر کے ہمراہ چلا اور اس جنگل کو طے کر کے قریب ایک کوہ کے پہونچا جب اسکے درے سے گذرا سامنے ایک قلعہ فلک فرسا نظر آیا در قلعہ فولادی تھا بہت کچھ سامان آبادی تھا فصیلہائے پر بندوبست و انتظام گولہ انداز و برق افگنان کا اژدحام درشہر پناہ پر چالیس ہزار فوج کی چھاونی پڑی نگہبانی ہر طرف بڑی شہزادے نے اپنی فوج کو بیرون قلعہ اترنیکا حکم دیا

[illegible] سے فساد پھیلا ہے ہماری جان مفت جائیگی دخل دینا زیبا نہیں ورنہ تجھ دی گلا گھونٹ دینگی یہ سمجھکر عرض سا
[illegible] شہزادے ہم آپکے تابع فرمان ہیں شوق سے آپ اندر زندان کے جائیے اور شہزادے کو چھڑا لائیے اسنے جب یہ سنا اندر گیا
[illegible] دیکھا کہ سر زنجیر پر خم کیے پیشانی زانو پر جھکائے بیٹھا تھا اور بہ دلسے دعاے رہائی درگاہ ایزدی میں کر رہا تھا کہ
[illegible] قید کا [illegible] شہزادے نے فرمایا کہ جب وقت رہائی آیا ہے تو ہم قید نہیں رہ سکتے یہ کہکر خانہ زور میں جو رخ کھایا اور
بیڑیوں و ہتھکڑیوں کو توڑ کر کھڑا ہوا سردار بھی رہا ہوے اور باہر قید خانے سے سب نکلکر جانب سلیمان بیابان چلے گر
سنے [illegible] سے سنا کہ گلزار قیدی کو چھڑا لے گیا ہے چنانچہ یہ خبر سنکر اول تو قصد کیا کہ فوج لیکر جائے اور مقابلہ
کرے مگر سوچا کہ تو سخت ہے بسبب کثرت ملازمان گلزار ضرر رہا ہو جائیگا بس اس کی تو بچہ وہی ذلت ٹھہری ہے اب یہ وقت
کا [illegible] دکھلانا چاہیے یہ تجویز کرکے اہل دربار سے کہا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو اور اپنا دین قائم رکھنا ہو وہ آئے کچھ
[illegible] زیادہ تر تھے اسکے ساتھ ہوے اور یہ پشت قلعہ کیطرف کا دروازہ کھولکر جانب قلعہ یاقوت نگار کہ یہاں سے قریب
[illegible] اس قلعہ کا مالک **یاقوت زنگی غلام طوفان** کا ہے کیونکہ وہ غلام اپنے آقا سے منحرف ہوکر اسی شہر سے بارہ کوس تک حصار
[illegible] دعا کو سیاہ [illegible] بارہ ہزار زنگیان آدمخوار اپنے پاس رکھتا ہے سلیمان اسکے پاس چلا یہاں گلزار کو
[illegible] گلزار [illegible] یہ منادی کرادی کہ جو حکم وقت کی اطاعت نہ کریگا مارا جائیگا اور یہاں قلعہ اپنے شہزادے
کے بادشاہ ہونے [illegible] حاضر دربار ہوے نذریں دیں خلعت ملے افسران لشکر از سر صدق مسلمان ہوے تمام شہر اسلام آباد ہوا [illegible]
[illegible] منہدم ہوے [illegible] اللہ اکبر بلند ہوئی دو دن [illegible] اس قلعہ کی اور چالیس ہزار فوج کے آدمی شہزادے کے سب
باہر قلعہ کے [illegible] شہزادے نے حکم جشن ہونیکا دیا کئی روز تک جلسہ عشرت رہا پھر شہزادے نے [illegible] گلزار اب تم
سلطنت کرو [illegible] اسلام میں ہمارے پاس آنا میں اب تمسے رخصت ہوتا ہوں کیونکہ دادا جان سے میں تین روز کا وعدہ
کرکے شکار کھیلنے آیا تھا وہ منتظر میرے ہونگے مجکو جانا جلد چاہیے کہیں ایسا نہو کہ وہ ناراض ہوں گلزار نے یہ بیان سنکر عرض کیا کہ غلام آپکے
ہمراہ چلیگا بغیر آپکے سلطنت ہفت اقلیم بھی ہو تو نہ کریگا شہزادے نے فرمایا اچھا سامان اپنے چلنے کا کرو اسنے ملک کا انتظام بہ
عجلت کرنا شروع کیا اسباب سفر درست کرینگا ہنوز دونوں [illegible] منزل مقصود نہیں ہوے سلیمان نے وہ مفسدہ برپا کیا وہ
یہ کہ جب قریب قلعہ یاقوت نگار وہ نابکار پہنچا ہرکاروں نے خبر اسکے قدوم نحوست لزوم کی یاقوت شوم کو پہنچائی پہلے تو متفکر
ہوا کہ ایسا نہو مجکو گرفتار کرنے آیا ہو لیکن جاسوس خبر لائے کہ وہ بادولت چند بحال پریشان آیا ہے فلک نے اسکو ستایا ہے
لشکر وغیرہ کچھ ساتھ نہیں ہے سرکشی کی کوئی بات نہیں ہے یہ سنکر وہ غلام باحترام تمام بہر استقبال [illegible] قلعہ تک آیا اور حال زار آقا کے
بدکردار دیکھکر [illegible] دیکھا کہ گریبان اسکا پھٹا ہے چہرہ اترا ہے منہ پر زردی غم سے چھائی ہے [illegible] حشمت شاہی بصرف مصاحب
بیکسی و تنہائی ہے دو چار سردار ساتھ ہیں ایک گھوڑا سواری کا ہے صرف خزان جلوس [illegible] بہار [illegible] اسنے آگے بڑھکر تسلیم کی اور
نذر دی پھر مستفسر ہوا کہ اے شاہ جہان پناہ کیا نصیب اعدا حالت ہے میرے آقا کے مزاج مبارک کی حالت تو متغیر دکھائی دیتی ہے
اسنے یہ سنکر ایک نعرہ مارا اور کہا کہ آقا تیرا خداے بلند لقا کی بہشت میں گیا میں اس مسلمان کے ہاتھ سے بھاگ کر یہاں تک پہنچا ہوں یہ کہکر سارا حال جنگ کا
بیان کیا غلام نے یہ ماجرا سنکر اشک حسرت بہائے اور کلمات [illegible] بانیز جاری کیے کہ اگر میں نے اس مسلمان کا سر کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے

اور پرزے پرزے سنا ڈالے تو نام اپنا مردان عالم سے بنایا یہ کہکر اسکو قلعہ میں لایا دعوت ضیافت کی پھر حکم درستی فوج دیا تیاری ہونے لگی
بارہ ہزار زنگی اور چند ہزار کوہی مسلح و مکمل ہوئے جنگ پر یکدل ہوئے ایک ایک حبشی آدم خوار تھا سو طوفان نوح کو خوف لیا رہا تھا
سب فیلان ست درکر گردن پر سوار ہوئے صف کشی سے سیاہ دیوار ہوئے ظلمات پردۂ دنیا پر ظاہر ہوئے اسلحہ کی چمک سے بجلی ابر تیرہ میں
تڑپتی نظر آتی تھی طرفہ تماشہ تھا کہ چشمۂ ظلمات موج مار کر اڑنے چلا تھا آب حیوان آب تیغ سے ملنے چلا تھا ہر ایک ظلمانی مرنے چلا تھا زمین
پر بجلیاں تھی وہ کالی آندھی ہو ان کے خون کا اتفاق ہے جیسے چلی تھی طبل دیو گرگرا اسے کوس رحلت تو درستی کیلیئے ظلمت نے بجائے سواریاں
زنگیوں کی جب وہاں ہوئیں پہنچے کوہ تنا ظلم میں آئے آگے لشکر کے یاقوت و سلیمان شل فیل نگینہ دیر سوار راہی تھے یہانتک کہ بعد قطع
مسافت راہ قلعۂ طوفہ نیہ کو قریب تھا بہت جلد متصل مذکور پہونچکر خیمہ کیا لشکر قوبج تو بہر تعبیہ کے اترا ہوا ہی اسکے مقابل اسکا
لشکر بھی اترا شہزادہ عزم روانگی رکھتا تھا کہ ہر کارون نے آکر بعد دعا و ثنا کے خبر ورود لشکر متصل عرض کی شہزادہ خبر لشکر مع گلزار گری
کے تخیم و خدم باہر قلعہ کے آیا اور داخل بارگاہ ہوا ادھر یاقوت دن بھر مصروف سیاری رہا جسوقت کہ جوہری قدرت نے یاقوت
مہر فلک کو درج مغرب میں رکھا اور زنگی شب نے لعبت نامہ میں خلل کیا کہ **نظم**

| | |
|---|---|
| بدین گونہ تا روز برگشت زرد | برآورد از فوج شب تیرہ گرد |
| چو دیباے زنگار گون شد سیاہ | طلایہ برآمد ز ہر دو سپاہ |

شام ہوتے ہی یاقوت نے طبل رزم بجوایا شہزادہ کو بھی جاسوس نے خبر دی ادھر بھی نقارۂ حرب پر چوب پڑی تیاری جنگ
لشکران کینہ خواہ میں آغاز ہوئی دل مبارزان میں سودا سے جنگ اہل زنگ تھا زلف عروس شب حسرت سنوارتے تھے سودا زدگان
عشق جانبازی کے نعرے مارتے تھے خون صفرا مزاجوں کا جوش میں آتا تھا سودا زدہ تیر غالب ہوتا جاتا تھا ادھر لشکر زنگیان نے
پردہ دوسرتا سیک بنایا گویا روز روشن کے مقابلہ میں لشکر شب نے پرا جمایا تھا دنیا میں پھیلی ہوئی سیاہی تھی رو دیو پر جھینپوں کی چڑھائی
تھی زنگی جب براہ نخوت اکڑتے او تنتے تھے آبنوس کے درخت باد غرور سے ہلتے تھے صفحۂ دشت لبان نامۂ اعمال سیہ کاران
کالا تھا یا مالک جہنم نے دوزخ کے کندوں کو اس دشت میں ڈالا تھا اس دشت کا منہ بھی کالا تھا کہ **نظم**

| | | |
|---|---|---|
| ز مردم زمین بود چون پر زاغ | سیہ چہرہ و چشمہا چون چراغ | ہمہ رو نہا شان چو ردے ہیون |
| زبانہا سیہ دیدہا شان چو خون | سیہ روے و دندانہا چو گراز | کہ یارو شدن نزد ایشان فراز |

غرضکہ رات بھر اس لشکر ظلمات میں غلغلہ رہا ادھر ہر ایک بہادر تمتما رہا یہانتک کہ صیقل وقت صبح نے فولاد سیہ تاب شب کو
صاف کرکے آئینۂ سحر بنایا اور پرند مشکین لیل اڑا کر رنگ جبین کو فروایا نظارہ رہا یہان چڑیان کا نقشہ دکھایا کہ **ابیات**

| | | |
|---|---|---|
| چو پیدا شد آن بتوشۂ تاج شید | ہمان گشت بلور را سیاہ سپید | خروش آمد و کرد رزم اندرون |
| برفتند گردان پرخاش جوے | بدشت اندرون لشکر انبوہ گشت | زمین از پئے پیل چون کوہ گشت |

یعنے شہزادہ قوبج فریضۂ نماز سحر ادا کرکے بعد جاہ و جلال سوار ہوکر مع فوج قاہرہ وارد میدان رزم ہوا فوج نے پرا جمایا
ادھر سے لشکر بے یاقوت ہمراہ سیلان آیا کہ بمقتضاے **ابیات**

| | | |
|---|---|---|
| سپاہ در پئے لشکرے زورمند | برہنہ تنے سفت و بال بلند | بجاے سنان استخوان داشتند |

رخصت ہو کر اپنے افسران لشکر کو بلایا اور مقدم پر شہزادہ کے گرا یک کل فوج اپنی شامل لشکر نصرت اثر شہزادہ نامور کی آپ ہمراہ شہزادہ بارگاہ میں آیا گلگزار کو ہی اپنے آقازادہ کو نذر دی اُسنے خلعت دیا اور اسکے لیے اسباب عیش و عشرت منگایا شہزادہ نے اس فتح کی خوشی میں کئی روز کا جشن فرمایا ساقی و مطرب آکر ادھر ی دینے لگے جام شہزادہ کا جب لشکر امیر چند سے ہجر ہو وقت رہا مگر سیلان جو یہانسے بھاگ کر روانہ ہوا اس قلعہ طوفانیہ کی سرحد سے گذر کر ایک قلعہ ہر کہ اسکو آفاتیہ کہتے ہیں اور نام حاکم قلعہ کا آفت کوہی ہے جنانچہ ایک پہلوان ہے آفت نہ پہلے بیان کیا گیا کہ بہر امداد لقا جا کر مسلمان ہو چکا ہے یہ دوسرا آفت کوہی ہے الغرض سیلان جب قریب قلعہ آفاتیہ پہنچا حاکم نے وہانکے خبر سنکر استقبال اسکا کیا اور بعزاز تمام اپنے پاس بلایا بسبب آخر الامارہ ہوا دو لاکھ کو ہونکے سردار دربار میں جمع تھے کرسی و دنگل سے بارگاہ میں بچی تخت پر حاکم جلوہ گستر تھا اُسنے قریب تخت کے جگہ دیکر اسکو بٹھایا اور اسکا حال زار و زبون دیکھکر ماجرا استفسار کیا یہ مرتد بادہ پرستی آتے ہی رونے لگا کہ سبب مرغ اسکا شراب ناب سے گرم ہوا رو کر تمام حال بنا بیان کرنے لگا تا انیکہ کل کیفیت شہزادہ کی اور اپنی بیان کرکے رخصت ہو یہ ہوا کہ ہم آپ باہم ایک میں اور ہمیشہ سے چلا آتا ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کرتا رہا ہے امید کہ آپ میری اعانت فرمائیے اور اس مسلمان کے ہاتھ سے دین کو ہونکا بچائیے آفت کوہی اسکی حقیقت سنکر حیران رہا اور دو ایک روز بدہوئی دخاطرداری اسکو رکھا پھر حکم دیا کہ لشکر تیار ہو بمجرد ارشاد چھاؤنی میں لشکر کے قرناے جنگی بجی دو لاکھ فوج کوہیوں کی کمر باندھکر تیار ہوئی

## نظم

در گنج بکشاد روزی بداد
خروش آمد و نالۂ کرنائے
سپه برکشید از در و بر دو صف
ہمی مرد بیہوش گشت از دو پیل

سپه برگرفت و بنه برنهاد
چو لشکر سراسر برآشوفتند
درخشید شمشیر و برخاست تف
برآمد خروشیدن گاؤدم

ببردند پیلان و ہندی درائے
بگرز و تبرزین ہمے کوفتند
ہم آواز کوس آمد از پشت پیل
جہان شد پر از بانگ رویینہ خم

زمین جنب جنبان شد از میخ نعل
ہوا از درفش ہمہ گشت لعل

سیلان کو بھی گرگدن پر سوار کرکے ہمراہ لیا اور بعد قطع منازل قلعہ طوفانیہ کے سامنے بمقابلہ لشکر فیروزی اثر شہزادہ عالی تبار اور ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہو کر جب دوسرے دن مہر لشکر شب پر فتح روز سپاہی چھاؤنی دور دشت سپہر میں فیروز کر دیکھا

چو تاج سپہر اندر آمد بزیر
ز لشکر برآمد صدائے نفیر

دل سنگساران شد از بادہ سیر
گرفتند ہمہ نیزہ و تیغ و تیر

ہرکارے خبر لیکر خدمت شہزادہ والا قدر میں حاضر ہو کر آداب بجا لائے اور پکارے کہ

## نظم

ہمیشہ تن شاہ بے رنج باد
ہمیدون سپہدار دلشاد باد

نشستن ہمیشہ سر گنج باد
دلش روشن و گنجش آباد باد

آفت کوہی حاکم قلعہ آفاتیہ براے امداد سیلان با فوج فراوان مقابلہ حضور عالی میں آیا ہے طبل جنگ بجا کس خود سے بولا ہے یہ کہکر ہرکارے پھر خبر لینے گئے شہزادہ کے لشکر میں بھی طبل جنگی پر چوب پڑی کہ فوج عازم ستیز ہوئی آتش کینہ دری تیز ہوئی آفت کا یہ دم سحر مد نظر تھا بازمرد از خنجر تیز کی چمکار سیر کی کھڑ کھڑ اچھے فقط ترک فلک میں خوب سمایا بہت بھر چکر آیا زمین میں زلزلہ آیا

جگر گاذ زمین کا بھی تھرایا کہین کمر بندی ہوئی کہین ساز جنگ کی درستی تھی کوئی بہادر کسی کے گلے ملکر کلمات یاس زبان پر لاتا کوئی دوستونکو
ملکر رخصت فرماتا کوئی فرط شجاعت سے تنتنا کوئی نامردی سے سر دھنتا کسی کی زبان پر عبرت آمضمون کہ دیکھیے کہ کل گردون دون
کسکو خوابگاہ گور مین سلاتا ہی اور کسکا بخت خفتہ جگا کر فتحیاب فرماتا ہی غرضکہ ہر سمت سوزش تھی آہن تھی سوزش آتش تھوڑی تیز دلمین
نفاق کی آگ جوش زن تھی کہین نقیب پکارتے کہین تیر و پیکان آبدار کیے جاتے کوئی شوق شہادت مین جھومتا گلے ملنے کے شوق
مین مخمور شاہد تیغ کا جھومتا کہین نعرے شیرانہ بلند کوئی مستمندانہ ہوکر درگاہ الٰہی مین حاجتمند تھی چار پہر شور تھا مائل جنگ ہر سنا
زور تھا آخر جب بدو فلک مین خون اترا اور شفق سحر سے در و دشت خونین لباس نظر آیا کہ

نظم

چنین تا پدید آمد از تیغ شید
در و دشت شد چون بلور سپید
دو لشکر ہمی رزم را ساختند
درفش بزرگی برافراختند

ہمیدم لشکران کینہ خواہ بصد فر و جاہ وارد قتلگاہ ہوے شہزادہ لڑنے پر آمادہ بہزاران توقیر شان مرکب پری پیکر زیر ران
کیے جلو مین سرداران ذیشان کو لیے تخت پر گلزار نوی سوار گرد جوانان تہمتن کی قطار دو خیل میدان کارزار ہوے لڑنے مرنے پر
تیار ہوے کہ بموجب

نظم

دو جانب شدہ لشکر آراستہ
پر از کینہ سر جنگ برخواستہ
سپہ از دو رویہ کشیدند صف
ہمہ نیزہ و تیغ زوبین بہ کف
بہ تیغ و تبر اندر آمد سپاہ
زگفتی کہ شد روز روشن سیاہ
چو رعد خروشان برآمد غریو
بمیدان دوان کوہیان ہمچو دیو

جب صفین آراستہ ہولین نقیبون نے بے ثباتی دہر غدار پڑھکر سنا ہر سمت کردیا فتنت بہزاران کبر و نخوت گینڈا بڑھا کر بیچ میدان مین
آکر سلطوری دکھاکر للکارا کہ اے فرقہ ضلال تم مین سے جو کوئی آرزوے قتال رکھتا ہو آئے آب تیغ میرے ہاتھ سے پیکر ٹھنڈے
جانب ملک عدم جاے یہ نعرہ اس تیرہ بخت کا سنکر یاقوت خود سر گینڈا اڑا کر سامنے گلزار زیاں اختر کے آیا اسنے اشارہ فرمایا کہ پھیر کر
خدمت شہزادہ نامور مین آکر عرض رسا ہوا کہ اے شہزادہ اجازت میدان دیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ مین تمکو سپرد خداے لایزال کرتا
ہون مگر اس امر سے ڈرتا ہون کہ تم ہمارے یہانکے خلاف لڑکے ہو لٹھ سے مقابلہ کرتے ہو سوا لے بہادر حریف کو خوب حوصلہ نکالنے
دیتے ہین پھر اسکو زیر کرکے یکایک نہین قتل کرتے ہین اسلیے کہ شاید اطاعت اختیار کرے پس تم بھی یکایک لٹھ نہ مارنا جب عاجز ہو نا
اسوقت جو مزاج مین آئے وہ کرنا لٹھ حربہ دور کا ہی حریف کو رد کرنا اسکا محال ہوتا ہی نہایت بے بسی سے جان دیتا ہی تنگی یہ
کلمات سنکر لٹھ کو صف لشکر مین پھینک کر اسلحہ پہنے مردانہ وار میدان مین آیا پہلے تگادرزنی ہوئی پھر نیزہ بازی شروع ہوئی
آفت بھی آفت کا پرکالہ تھا نیزہ ہاتھ سے اسکے نہ نکلا سنانین بیکار ہوئین چھڑین تک ٹکڑے ٹکڑے ہو گئین آخر نوبت شمشیر زنی
آئی مگر جب اسنے تلوار نکالی آفت نے بند دست پر ہاتھ ڈالا وہ بھی گریبان گیر ہوا دونون زمین پر آئے کشتی شروع ہوئی لیکن ایک
مقام پر اس ریلا پیلی مین پاؤن یاقوت کا کوشتی نہ مین جا پڑا ادہر سے حریف کا حکم پڑا گولا اسکا اڑ گیا اور ایسا درد ہوا کہ یہ گرا
اسنے باندھکر اپنے لشکر مین بھیجا اور گینڈے پر چڑھکر بد نصیب نے لن ہوا کہ وہ نبیرۂ حمزہ کیون مرنے سے جی چھپاتا ہے سامنے
میرے کسلیے نہین آتا ہی شہزادہ یہ للکارتا اسکا سنکر عازم نبردگاہ ہوا کوس جنگی گرد گرا اسنے علمون نے بہر تعظیم سر جھکائے سر

عذر خواہ حاضر آئے شہزادہ سے ایک بشکل خصومت ہو کر آگے بڑھا مرکب تیز رفتار میں طرار دمیں مقابل حریف پہونچا باہم ایسی سنگ و زنی ہوئی کہ
گینڈا کوہی کا دس قدم چھپر اٹھا کر پیچھے ہٹ گیا اور مرکب شہزادہ کا زور میں آکر آنا ہی آگے بڑھ گیا اسنے گینڈا بڑھا کر غصہ میں آکر نیزہ مارا
نیزہ کی آمد دیکھکر شہزادہ نے بغل کو کھول دیا نیزہ سینہ پر تو نہ پڑا زیر بغل آگیا شہزادے نے ڈانڈ کو داب لیا اسنے جھٹکا دیا جب گرز نہ
چھوٹا ناچار نیزے سے اٹھا کر گرز گران بار اسنے شہزادے پر سے لیا اور چرخ دیکر سر پر شہزادہ کے لگایا شہزادے نے گرز پر اسکے
اوجھر سپر کی ماری کہ گرز نہ ہاتھ سے اسکے چھٹکر دور گرا اسنے بغضب تمام تلوار کھینچ وار کیا شہزادے نے ہاتھ بچا کر بند دست
پہ ہاتھ ڈالدیا آخر دونوں کھینچے ہوئے زمین پر آئے کشتی آغاز ہوئی پہر گمبر کشتی کی دم اسکا اکھڑ گیا سمجھا کہ تو چت ہو جائیگا یہ سمجھکر
شہزادہ کو چھوڑ جست کی اور گینڈے پر چڑھکر نہیب لشکر کو دی ہیبت اس تیرہ سر چیرہ در نگار کو فوج اسکی لینا لینا کہکر چلی
شہزادہ بھی مرکب پر سوار ہو کر چلا اسطرف سے گرزار مع فوج قاہرہ کے بڑھا دو لشکر باہم ہوئے شمشیر تو ترپڑے برہم ہوئے تیغ کی
اور رن پڑا شجاعوں نے یہ جو نکو تہ ذرا سر سنگ اجل سے خانہ جسد تفرق لوٹ کر برباد کیا اسکے مورسے پناہ دنیاہے باد کیا جو ب بیات

ازآواز گردان پرخاش سر
زمین شد زخون سران آبگیر
زبس کشته بر روے ہامون چو کوہ
چو جوے روان خون ہمی ریختند

بهر بد مرا ژده بر راحبگ
بهر سو که دیدی پے کشته بود
شده خسته از زندگانی ستوه

ہوا پر کرکس شد از پر تیر
گرا از میان روز برگشته بود
چو شیران جنگی بر آویختند

از لسبہ آفت دل ہا پر چکا تھا ناب جنگ نہ لا کا بھاگ کھڑا ہوا شہزادہ پادر پراکر
خیمہ بارگاہ کو بوٹکر آگ لگادی خزانہ غارت کیا وہاں ایک خیمہ میں یاقوت قید تھا اسکو رہا کیا دو طبل فتح بجاتے ہوئے اپنے لشکر
کیطرف افسر لشکر ہوئے شہزادہ داخل بارگاہ ہوا یاقوت تاکو لہولہان آزمودہ کا سامنے بٹھایا شہزادہ نے آج تاج جلسہ عشرت قائم
دیا مغنی خوشنوا ور امشگران شیریں ادا آکر ناچنے اور گانے لگے ساقیان مہ لقا پیمانہ شراب سرور افزا سے مست بنائے دیتے نگر آسودہ
ہوے گرانت جو دلاور ارلا انکے دور جا کر ایک رہ بود میں ٹھہرا فوج شکست خوردہ وہاں جمع ہوئی اسنے جو کچھ سامان راحت
کہ بھاگتے وقت ساتھ رکھ لیا تھا اس سے کام لیا خیمہ استادہ کر کے اترا اور سیلان سے کہا کہ تمنے آپکی دست بہ روز بد دیکھا اور
سنے بڑا کیا کہ اپنی قوت بازو کے بھروسے پر کیا یک ہو تمہاری جان آئی تمہارا مجبور تھا کہ وہ اپنی معشوقہ کو اطلاع دیتا اور اسکے بعد
اسکی امانت سے ان مسلمان کو زیر کرتا سیلان نے پوچھا کہ آپکی معشوقہ کون ہے اسنے کہا بھائی یہ راز ہر چند نہ کہنے کے قابل تھا کیونکہ
میری مطلوبہ کی ممانعت ہے مگر اب کھیل بگڑ گیا تو سنو ایک ساحرہ ہے کہ اسرار جادو نام ہے بت میں گل اندام ہے اسنے اگر بلوہ یحیٰی سوفان
تمہارے بھائی کی ایک ساحرہ بھیجکر مدد کی کہ وہ ایک بوسے مددگار آئے تھے بسبب اس بے وجود سحر ساحرہ مذکور نے بیٹھکر ایک باغ
سحر کا بنایا اور اسمیں ایک بت سونیکا رکھکر مشہور کیا کہ یہ خداوند سامری ہے اور دیو گوشت کو نہیں کرا سکے دیتے بانداز یا
چنانچہ طوفان یہی جانتے تھے کہ خداوند سامری نے آکر مجکو دیو سے نجات دی بسبب وہ اس بت کی پرستش کرتے تھے اور وہ ساحرہ
قالب بت میں سے سحر کا بٹھا دیتی تھی کہ وہ یقین کرتا تھا نہ بچہ یہ کر تمہیں ہاں وہ میرے پاس وہ تخلیہ میں آئی میں اسیر عاشق ہوا اسنے بھی
دعوت جتائی اسنے یہ سب حال مجھسے کہا اور تاکید کی کہ کسی سے نہ کہنا القصہ اس بت کو آکر جبرہ حمزہ نے توڑا اب راز کھل گیا اب چھپانے
سے کیا فائدہ سیلان نے سارا ماجرا سنا کہا کہ پھر اب معشوقہ کو اپنی مدد پر بلائیے اسنے کہا کل اسکی اصلاح دونگا یہ کہکر جام شراب پیے

ملکتا تو طبل رزم دوبارہ بجوایا ہی شہزادے نے خبر سنکر حکم نواخت نقارہ جنگ دیا یہان بھی قرنائے جنگی کو دم دیا دربار برخاست ہوا
نشۂ شجاعت سے چور زیادہ جرات کے متوالے آن بان کے نرالے معرکہ جنگ دیکھنے والے اپنی اپنی جگہ پر آئے ہتھیار پسند کرنیکو
سلح خانے سے منگائے مشتاق شاہد رزم ہوئے ہمنشین بزم جرات ہوکر لڑنے پہ آمادہ ہوئے معشوقہ نام و ننگ پر مرنے لگے کالے تیغون پر دھرنے
لگے رات بھر عروس تہوری سے ہمکنار تھے دلمین بڑے بڑے ارمان و پیار تھے زندگی سے پیام تھا کہ وصل یار ہو یا کنارہ کرجاتا غیرت کی
تھی کہ بیعزتی سے مرجانا گوارا کرو جینا کہین کوچہ نامردان مین قدم نہ دھرجانا دیکھو صبح قریب ہے دیکھین یاور کسکا نصیب ہے جو سرخرو میدان
سے پھرے طالع یاور اسکا ہے جو نام پر مرکر جیسے تلواریں بڑی چاہ سے کھائے زخم پر زخم پڑیں تب مزا آئے کہ **ابیات**

ہے لازم خاک کا پیوند ہو جاتے — مگر عزت نہ ملنے خاک مین پاتے
شجاعت سے کھلے تھے جیسے دفتر — غلط مضمون ہستی بیش و کم تھا
بنے خون عدو کی شوخ شنجرف — لکھے گا خامۂ شمشیر کچھ حرف
بنے گا صفحۂ میدان رنگین — یہی مضمون زبان پر تھا کہ ناگاہ
عیان اسطرح تھے تیغون کے جوہر — رسالے کا رسالہ سب قلم تھا
تھا خونریز خون ہوگا بعد کین — ہوا ورق فلک بے نقطہ و ماہ
مٹے یون صفحۂ گردون سے اختر — کہ جیسے کاغذ سادہ ہو یکسر

یعنے جب شمشیر گلگون سپہر نے سطر کہکشان کی کاٹ کی بہادرون نے خوابگاہ سے اٹھکر میدان رزم کی راہ لی شہزادہ بھی بعد فراغ طاعت
کردگار رہوار تیز رفتار پر سوار ہمراہ لشکر جرار ہوا اسی تجمل و حشمت سے بڑے ننگ و نام سے وارد دشت نبرد ہوا فلک تک سر گرد
پہونچا اسطرف سے آفت دسیاران بعد آن و بان وارد میدان ہوئے مورچے درست ہونیلگے ہموار بلند و پست ہونیلگے صفوف
لشکر آراستہ ہوئین نقیبون کی صدا مین دل ہلانے لگی نقیبان بولا اور ہوا دولا تغیین علم اور سرگرم جب سب انتظام ہوچکا آفت گیند طلا
روان کرکے میدان مین آیا اور للکارا کہ اسسر زمین مانند اتھا جو اس سلطان کے مقابلہ سے بھگیا تھا آج مجکو خداوند لقا نے اپنا نظر کردہ
کرکے بھیجا ہی اب کون مجھ سے لڑ سکتا ہے لٹیرے حمزہ میرے سامنے آئو جان کھلی ہے یہ نعرہ سنکر شہزادہ نے مرکب اڑایا سامان تجمل
سامنے آیا اسکو روک کر یہ بہادر سامنے حریف کے گیا اور کہا کیا لاف و گزاف کرتا ہے لا حربہ کیا رکھتا ہے اسنے بقوت تمام تلوار لگائی
شہزادہ نے پھر بار خطا بچا کر بند دست پر ہاتھ ڈالا اسنے تیغ چھوڑ کر کہا تیرا جی کشتی کو چاہتا ہے تو بہتر ہے بندہ بھی نصیب آزماتا ہے یہ
کہکر گینڈے سے کودا شہزادہ بھی زین پر آیا دونون نے خم ٹھونکا ہاتھ سے ہاتھ ملایا زور ہونیلگے مگر مین چلین ہونے لگے بار ہا گرہ گیر
ہوئی انٹیان پڑنے لگین کیلیان کین تجم عیار قریب شہزادہ آکھڑا ہوا کہ ایسا نہو حریف کوئی گھات کرے دغا سے بات کرے چنانچہ
عیار مذکور نے دیکھا کہ آفت کشتی لڑ نہین دمبدم جانب فلک دیکھتا ہے چہرہ اسکا اڑا کیا ابر اسکو دیکھتا ہی اسی فکر مین تھا کہ
ایک لکا ایک کوہستان کی طرف سے پیدا ہوا اسپر شہزادے کے آکر چھایا زور شہزادہ کا گھٹنے بجھا بجھا کر اڑنیلگا آخر ایک مقام پر بیحس و حرکت
ہوکر گرا آفت نے اسکے دکھلا نیکو جیت کرکے باندھ لیا لشکریان شہزادہ نے قصد جنگ مغلوبہ کیا مگر تجم نے منع کیا کہ بیدستی کرنا قاعدہ
اہل اسلام نہین غرضکہ آفت شہزادہ کو باندھکر اپنی طرف لے گیا ادھر کہتا گیا کہ آج مین تمکو سبکو امان دیتا ہون اگر اطاعت میری کی تو بہتر ہے ورنہ
خدا کی قسم تمہاری بہادری خاک اڑا دونگا یہ کہکر طبل بازگشت بجوایا اور مع لشکر ڈیرہ پر آیا شہزادہ کو قفل و زنجیر پہنا کر ایک خیمہ مین قید کیا
پھر آراستگی لباس وغیرہ کرکے معشوقہ پاس جانیکا عزم کیا اسطرف شہزادہ کے سرداران رنجیدہ خاطر ہو کر اپنے مقام پر آئے

نجم عیار نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ شہزادہ کے سر پر ایک ابر آکر چھایا اور وہ بیہوش ہو گیا اس حال کو دیکھکر اسکو یقین واثق ہوا کہ بیشک
شہزادہ پر کسی نے سحر کیا اور اس ابر مین کچھ بھید ضرور ہے یہ سمجھکر بعد زیر ہونے شہزادہ کے جب وہ ابر چلا یہ بھی ہیئت بدلکر اسکے پیچھے پیچھے روانہ
ہوا یہانتک کہ مقام مذکور پر جہان کنیزان ساحرہ نے ارمگہ بنائی ہے پہونچا دیکھا کہ ایک بارگاہ عالی استادہ ہے چشمہ بہ صفا موجزن ہے
صحراے سبزہ زار پر جوبن ہے چند کنیزان خوشرو دمرجان مصروف انتظام مین دشمنی کی تیاری کر رہی ہین گلاس بانڈی جھاڑ آتشیں بیہاں
بارگاہ مین لگائی ہین مسندین پر تکلف بچھی ہین دہاے بارگاہ کے سامنے ہی بارگاہ سے ہٹکر یہ انہین چند ڈیرے طوائفونکے اترے ہین کسلیے کہ
حسب الحکم ساحرہ کنیزون نے قریہ جات سے رقاصونکو بلایا ہے چنانچہ یہ سب کیفیت دیکھکر عیار مذکور ان طوائفونکی طرف آیا دیکھا کہ کوئی
لکڑی مین جوے کے نیچے بچھونا بچھا ہے رنڈیان ساری پوشاک پہنے میٹھی مین سازندے اپنے اپنے کام مین مصروف ہین کوئی تھیلی سے کنگھی
آئینہ سرمہ دانی نکالکر بال سنوارتا ہے کوئی پاندان سے پان لگاتا ہے کوئی سارنگی کی طرف متوجہ ہوکر سر درست کرتا ہے کوئی طبلہ کے بڑے کھینچ
کر چست کرتا ہے کل گاڑی کے پیچھے بندھے ہین ٹاٹ کے جھونپڑے مین بیوسہ کھاتا ہے بعض گاڑی کے برابر ناگہ بیٹھی ہین نوچی کو سپردائی گو رہے ہین
رنڈی لوٹا لیکر پیشاب کو گئی تھی ادھر سے جو پھری ہے تو مٹی سے پانی گرتا ہے پھسلتی آتی ہے دو پٹہ ڈھلکا ہے جو بن کی بہار دکھاتی ہے یہ ماجرا دیکھکر
نجم گھات مین بیٹھ رہا کا اتفاق سے ایک گویئے کو اسنے دیکھا کہ ستار بجا رہا ہے صورت تبدیل کیے تھا ہی اسکے پاس گیا اور کہا
آج آفت سرفرخ بای ہے گویے انعام پائیے ہین تم اگر میرے ہمراہ چلو تو مالا مال ہو جاؤ گے گویئے نے کہا یہان ایک ساحرہ نے ہمکو
طلب کیا ہے انکو اسکے سامنے گا بجالین تو چلیں اسنے کہا پہر رات تک تو وہ ہنسے پھر آؤ گے اور اگر وہان اس بادشاہ نے تمکو اپنا کمال
پسند کیا تو پھر کیا پوچھنا ہے اے میان نادان ہو جو کہتے ہو مین تمہارے فائدہ کی بات کہتا ہون مجکو تمہارے نفع سے مطلب ہے کہنا نہ
چلے چلو پیچھا بھی تمکو اختیار ہے نجاد تم جانو تمہارا کام جانے گویئے نے سمجھا کہ یہ بھی کسی طوائف کے ساتھ کا ہے مجکو بہکا کر خود آپ بھی لیگا اگر
رنڈی کو لیجاتا تو وہ کاہیکو اسے دیتی خیر ہمکو بھی چلنا چاہیے بس اٹھ بیٹھا اسکا ساز ہاتھ مین لیا اور لباس وغیرہ سے درست ہو کر
اسکے ساتھ چلا اسنے تنہائی مین پہونچکر اسکے منھ پر حباب بیہوشی مارا اور خوب بیہوش کرکے اسکو درخت پر چڑھکر باندھ دیا اور لباس
اور ساز اسکا لیکر اسی کی ایسی شکل بفن عیاری بنکر اسکے بستر پر آکر بیٹھا اس عرصہ مین ساحرہ جو پھر کر آئی تھی کھانا وغیرہ کھا کر تمام
دن آرام کیا کی جب دور نگار نے کل توت رو زرتے دائرہ آفتاب چھینا اور سواد شب چہرہ پر ملکر صورت کو اپنی تبدیل کر کے جلب
نشینان دہر کو دھوکا دینا چاہا ارقاعہ فلک نے بزم کواکب ترتیب فرمایا کہ

| | |
|---|---|
| نکھر کر آئی پھر معشوقۂ شام | گمر بھی جج کے آیا صورت جام |
| ہوا زرد آفتاب عالم افروز | در آیا زلف شب مین چہرۂ روز |

اسرار لب چشمہ آکر بیٹھی شراب کا دور آغاز ہوا طوائفونکو یاد کیا باری باری ہر ایک کا مجرا ہونے لگا ساحرہ انتظار آفت
کا کر رہی تھی کہ وہ بیچاری ابھی سر شام ہی بن سنور کر حسب وعدہ آ پہونچی ساحرہ نے اٹھکر ہاتھ پکڑا اور برابر اپنے لا کر بٹھایا ناچ و نغمہ کا
انتو و جلسہ جما کہ ناہید سپہر کو بھی رشک فلک پہ آیا تازون نے سوق نازنین کو بیقرار کیا مہتاب اس جلسہ کے دیکھنے کو بیتاب فلک پر تھم گیا
ہر شجر دشت کا سحر کو بہ بقعہ چاندنی کی فرش پڑی تھی دنیا سے قربوٹے ہو رہی تھی چشمہ مین چاند لوٹ رہا تھا پاجے مین آکر جو
پانی مین بھی شوق کی لہر آئی تھی کہ　نظم

کوئی زہرہ صفت آمادۂ ناز
کہ داؤدی ترانے یاد آئے

کیا اس جا کسی نے رقص آغاز
کسی کے دست رنگین مین گلابی

دم رقص اسطرح گھنگرو بجائے
بنی تھی مے سے برج آفتابی

اسی جلسہ مین بعد چند طائفونکے باری نجم کی بھی آئی اسنے آکر ستار ایسا بجایا کہ ساحرہ نے رحت کا تار باندھا اور پردہ چھوڑ کر بلین بتیر چھیاڑ کی جوگیا بیراگ کی دھن ہوئی میلانے اسکو بھی طلب اپنی طرف یاد دیا کرا تو دم بجاتا تھا سرگرم کنیز کرکے اپنی خستہ اشعار بجانا شروع کیے

مخمس

کبھی ہم تمھارے تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
مے وصل پیتے تھے بارہا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
یہ بتاؤ جانید وسب گلا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ جو ہمسے تمسے قرار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی یعنی وعدہ نباہ کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ذرہ بھر بھی کہو بگو کبھی سیر گلشن آب جو
کبھی چپکے چپکے یہ آرزو کسی گوشہ تنہا مین عیش ہو
کبھی عذر حیلہ بعہد غلو کبھی آنکھ خوف سے چار ہو
کبھی بیٹھے سب مین جو روبرو تو اشارہ ہی مین کی گفتگو
وہ بیان شوق کا برملا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نہ بس شام سیاہ تھی نہ نبود یہ شکوہ نہ آہ تھی
تمھین نفرت ایسی نہ گاہ تھی یہ امید تمسے نہ دو تھی
کہو کچھ بھی فکر نباہ تھی یہ کرم کی کیسی نگاہ تھی
کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہمسے تمسے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ زمانہ عیش و نشاط کا وہ حیا کو دخل ثبات کا
وہ ڈرانا مجکو مری گھات کا وہ اٹھانا بار نکات کا
وہ چھپانا مٹھی گات کا وہ جھمکنا رمز و نکات کا
وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
وہ نہین نہین کی ہر آن صدا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ان اشعار کے سننے سے ساحرہ کو غلبان مستی ہوا اور آفت کو جوش مستی و شہوت پرستی دونون باہم لپٹکر بوسے لینے لگے کنیزین پاس سے ہٹکر ہٹ گئین گویا بھی عاد یکر اٹھا ساحرہ نے کہا کہ تو کہین جانا نہین مین تجھ سے ستار بجانا سیکھونگی اتنی تو اپنے فن مین کامل دور کیا لے روزگار ہے گوئیے نے یہ عنایت دیکھکر بہت عاجزی و عرض کیا کہ کنیز جمشید کی مہربانی ہے اور خدا و ند ایک روز میرے خواب مین آئے تھے اور ایک منتر مجکو تعلیم فرمایا تھا اسکی تاثیر سے مین ایسا گاتا بجاتا ہون لیکن ساحرہ ہر چند کہ پہلوے یار دلنواز مین بیٹھی تھی مگر منتر کا نام سنکر بیقرار ہوئی کہ اگر وہ مجکو معلوم ہو جاے تو سیکھنے کی محنت بیجا اور کمال بہت جلد مجکو حاصل ہو پس اصرار کرکے کہا کہ اے مطرب وہ منتر تو مجکو بتا دے مین تم تمکو اپنے پاس سے جدا نکرونگی اور مال دنیا بھی بہت کچھ دونگی اسنے پہلے تو بہت انکار کیا آخر عرض کیا کہ خیمے مین علیحدہ چلیے تو بتلا دون ساحرہ نے اپنے آشنا کو قسمین دین کہ صاحب تم دو گھڑی یہان جی بہلاؤ مین بتلاد مین آتی ہون یہ کہکر گوئیے کو لیکر کیلی بارگاہ مین آئی اور پلنگ پہ جا بیٹھی گوئیے کو نیچے بٹھاکر کہا بتلاؤ وہ کونسا منتر ہے یہ کہکر ساتھ ہی اسکے خیال آیا کہ کہین یہ عیار نہو کیونکہ تنہائی مین یہ مجکو لایا ہے اور ایسا گویا بھی کوئی نہین ہوتا ہے سنا ہے کہ شاگرد اور بیٹے عمرو کے خوب ہر فن مین ماہر ہوتے ہین یہ خیال آتے ہی اسنے عیار پر بھی نظر ڈالی اور سمجھ گیا کہ مجکو اسنے پہچانا بس چاہا کہ بھاگ جاؤن مگر تیچے کا دھڑ رہگیا اٹھ گیا اور اسنے ڈانٹکر کہا ارے نابکار پہچانا مین نے تجکو اب کہان جائیگا اسکے ڈانٹنے سے اور تو کچھ اسکو بن نہ پڑا جلدی سے ایک بیہوشی کی ٹکر اسطرح کی کہ جو کوئی مجکو اٹھائے پیٹھ پر

گر پڑے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ساحرہ نے جنبش و حرکت کر کے چاہا کہ باہر کرے کہ لپیٹ لیں عیار اسکی کمر میں بٹوہ کہ جسمیں کھینچی ہوئی چلی پڑیہ کر گئے
گری ساحرہ نے کہا کہ موئے یہ کیا تیرے پاس تھا عیار نے کہا ہائے میری ماں تمام عمر کی کمائی کا گر پڑا ساحرہ نے مشتاق ہو کر پڑیہ کو اٹھایا
اور اسکی تہ کھولی بیہوشی کا غبار نکلنے لگا اسنے متعجب ہو کر قریب نگاہ اسکو لا کر بغور دیکھا کہ یہ کیا چیز ہے جسکے سبب یہ بیقرار ہو گیا شاید یہ کیمیا
ہو گی اسے دیکھنے میں قریب چشم تو پڑیہ تھی ہی غبار بیہوشی دماغ میں گیا اور خوشبو سے ہی ساحرہ پر بیہوشی طاری ہوئی چھینک کھا کر گری اور
عیار کے سامنے ہی گری کیونکہ اسکو تو کھینچے لیے جاتی تھی بس اسکے ہاتھ قابو میں تھے خنجر کھینچ کر ساحرہ کا اسنے سر جدا کر ڈالا غل اور شور برپا
ہوا چشمہ کے کنارے سے آفت اور کنیزیں دوڑیں مگر عیار کے دست [illegible] ساحرہ کے قبضہ میں آ گئے تھے نعرہ کر کے [illegible] فرار ہوا
یہاں کنیزیں آ کر بیٹھ گئیں آفت پچھاڑیں کھانے لگا لیکن ساحرہ کو بعد مرگ جو دیکھا عجب صورت کریہ نظر آئی کہ یہ شیطان خود
لاحول پڑھنے لگا کئی سو برس کا سن و سال پایا نہایت پیر زال منحوس رنگ شب دیجور کالا اور قامت طول شب ہجر سے بڑا علاوہ عشق کی غول
مار و عقرب جسم میں چپٹے لپٹے دیدے پھٹے کالا [illegible] بھرا ہوا [illegible] سر گنجے پڑی تھی مگر [illegible] سے کبھی کبھی [illegible] عاشق
میرے تو بھی میرے پاس کوئی دم میں آتا ہے لیکے خلوت عدم میں میرے دم گھبراتا ہے غرضکہ اسکے بعد گریہ و زاری کنیزیں [illegible] لاشہ سپرد
کر کے رخصت کیا کنیزیں اسکے گھر کیطرف گئیں [illegible] آفت اپنے [illegible] کیطرف روانہ ہوا آفت [illegible] میں گھبرایا ہوا [illegible] لشکر
کیطرف روانہ ہوا لیکن پہلے اسکے [illegible] اسکی [illegible] صورت [illegible] خیمہ میں گیا کہ جسمیں شہزادہ قید تھا
دربانوں نے تسلیم کی اور راہ دی اسنے اندر جا کر شہزادہ [illegible] کہا کہ میں [illegible] عیار [illegible] ساحرہ کو جا کر واصل جہنم [illegible]
آپکو [illegible] طاقت کیا تھا اب آزمائیے [illegible] شہزادے نے قید کو زور کر کے پارہ پارہ کیا عیار پہلے [illegible]
لشکر شہزادہ میں آ کر سرداروں کو مطلع کیا کہ جلد چلو شہزادہ رہا ہوا [illegible] طبل یورش بجوا کر جلد فوج تیار کرائی اور سرداروں کو
لیکر چلا ادھر شہزادہ باہر خیمہ کے آیا دربان دو ایک تو مارے گئے باقی بھاگے شہزادہ نے جو مارے گئے تھے انہیں کا اسلحہ لیا اور نعرہ
بلند کیا سلیمان خواب سے بیدار ہو کر باہر آیا اور فوج کو تیار کرا کر چڑھا شہزادہ خود ٹھہرا رہا تھا کہ کوئی یہ کہے کہ چھپکر بھاگ گیا
غرضکہ فوج نے آ کر گھیرا [illegible] زبان درازی شمشیر کا شور ہوا [illegible] اجل کا ظاہر ہوا سر و تن میں فصل ہوا [illegible]
مرگ سے جوانوں کا وصل ہوا شب تار [illegible] میں شعلہ تیغ مشعل راہ عدم تھا مسافر کشور [illegible] ہر ایک [illegible] اسلحہ کی جھنکار [illegible]
و قافلہ قضا دل غمزدہ عزیزان و روشنی بخش تھا کہ راہ تاریک ملک فنا بآسانی طے ہوتی تھی جانیوالے بھٹکتے تھے اس عرصہ میں آفت
جو ساحرہ کو روتا پیٹتا چلا تھا اسوقت یہاں آ کر پہنچا آفتیں یہاں آتے ہی گھر گیا یعنی لشکر میں آفت زد و کشت کی برپا دیکھی رنجیدہ
خاطر ازبسکہ بہت تھا کچھ خیال انجام کا کیا شمشیر کھینچکر جانب شہزادہ [illegible] دشمن تھی اسنے
دور سے شہزادہ پر تیر برسانا آغاز کیے اور افسران لشکر کو بھی للکارا کہ ہاں اس مسلمان کو جانے نہ دینا فوج چار طرف سے ٹوٹ
پڑی بڑی گھمسان کی مار ہونے لگی شہزادہ بھی [illegible] بدلہ لیتا تھا اور برق کیطرح تڑپتا تھا کبھی اس صف پر تھا کبھی اس صف پر پہنچ
گویا شرف [illegible] تھا اور [illegible] سے رجوع تھا [illegible] کیطرف تھا کہ زبردست زیر دستان تو کی ہر تجلی سے نصرت کی آرزو تھی
اسی ہنگامہ میں آخر کار لشکر جرار [illegible] تمام سر [illegible] ہو چکا اور معرکہ کارزار ترقی پذیر ہوا تھا برق عیار نے مرکب کو شہزادہ نامدار
تک پہنچایا کہ وہ آزمودہ کار سوار ہو کر داد مردی و مردانگی دینے لگا ایکطرف یاقوت [illegible] میں چراگاہ کو [illegible] سیل خون

بہادیا ایک جانب گلزار کی ہوائے تیغ نے گلہائے زخم شگفتہ بعد وہ دکھلائے تھے دست پائے گرز خان کا تکڑ ڈھیر لگنے لگے تھے پامال ہوا لشکر **نظم**

با بر اندر آمد دم کرہ نای
چکاچاک بر خاست از ہر سوی
چنان گشت سرتاسر آوردگاه
ز خون یلان کشور آغشته بود

چہ سنجیدن گرز و ہندی درای
ز گرد سپہ چرخ شد ناپدید
کہ از جوش خون لعل شد روی ماه

دو باده بر آمد ز ہر پہلوی
ستاره ہمی دامن اندر کشید
فراوان از ان کوه ہیان کشته بود

شاہزادہ والا شان قتل و قمع کرتا قریب آفت پہونچا وہ خونی جانب آفت تا مقابل لشکر میں سامنا ہوا اسنے تیغ خونچکان کمر کو جلا کر سر پر اس نامور کے لگائی اسنے گھوڑا اٹھا کر دستے است کیطرف اڑکر تیغ کو خالی دیا اور خبردار ہو کر اللہ اکبر کا نعرہ جگر سے کھینچکر تلوار کو اس کے سر پر لگایا کہ **نظم**

گرامی دو پرخاش جوے جوان
ہمی تیغ بر یکدگر کوفتند
دوان پیش او آمد اندر نبرد
ز بالا سماک اندر آمد تمش

یکے شاہزادہ یکے پہلوان
چو شہزادہ دید آن تن پیل مست
بزد تیز تیغ بر آن دار مرد

چو شیران جنگی بر آشوفتند
یکے کوہ زیر اژدہائے بدست
ببرید یال و سر و گردنش

تیغ بران نے شہزادہ کی اس بدکردار کے دو ٹکڑے کیے اسکے مرتے ہی فوج کو ہیا کا بھی چھوٹ گیا بھگدڑ پڑی سیلان بے ایمان سمجھا کہ ابھی بخت زبون کمی پر ہے آوارگی نصیب میں سراسر ہی جلو جدھر مقدر لیجائے میں جاسعدوے چند گھوڑا اڑا الگ سر بصحرا چلا یہاں بعد زد و کشت بسیار فوج آفت نے جادر امان بھاگی طبل امان بجایا تلواریں گردنین حائل کر کے خدمت شہزادہ میں آئے شہزادہ نے بھی ہاتھ روکا غازیان صف شکن نے مارو حریف کو لوٹ لیا بارگاہ و خیام کو جلا دیا پھر بفتح و فیروزی اپنے پڑاؤ پر آئے شہزادہ نے لشکریان مخالف پر سلام عرض کیا سب بصدق دل مسلمان ہوئے طلایہ مقرر کر کے شہزادہ بقیہ شب آرام گزین ہوا صبح جب خسرو خاور نے لشکر انجم کو بھگایا اور تیغ سحر نے سر پہلوان شب کا کاٹا کہ بیت چو پیراہن شب بدرید روز پدید آمد آن شمع گیتی فروز شہزادہ کا دربار آراستہ ہوا ہمراہ گردان تیغزن و جوانان چہلتن کے بادہ نوشی کرنیلگا یہاں تو ہر ایک مصروف عشرت ہے لیکن سیلان جو آوارہ دشت غربت و مصیبت تھا صبح ہوتے تک بہت دور تھا طوفانیہ سے نکل آیا بیابانک کہ ایک رہ کوہ کے قریب پہونچا دامن کوہ میں ایک رگ و ہالی ستادہ تھی فوج بیکران سوار و پیدل تھی کڑھاؤ چڑھے تھے پکوان بکتے تھے بستر سیاہ ہوتے لگے تھے تلوار و نکی قینچیاں دستے کے اتر جگہ پر بندھی تھیں زندین بھری زلین کا ر دنک گوٹ بندھے تھے تلنگے پہرے پر ٹہلتے تھے بازار لشکر کا کھلی تھی ہر چیز عمدہ بکتی تھی سوار و نے زین بچھا گھوڑوں کے تیغے کی آواز بلند ہر ایک جتے ان اپنے زور رنس لیے اپنے کام میں سرگرم کوئی تلوار صیقل کرتا کوئی زین پشت مرکب پر دھرتا کوئی تھان درست کرتا کوئی اپنا مرکب ٹہلاتا کوئی بستر جماتا کوئی کھانا پکاتا گیسے رنڈی ہائی تھی اس سے ہنت کوئی ڈھولک بجا کر آلہ کا تا غرض اس لشکر کو دیکھکر سیلان آگے بڑھا اور ایک سوار سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اسنے کہا کہ خونریز گوہی بادشاہ قلعہ مرجان کا یہاں اترا ہے یہ سننا تھا کہ اسکا رنگ رخسار فرط عشرت سے گلنار ہوا کیونکہ جاکمان کو ہتا کہ یہ جانتا ہے کہ سب تھارے ساتھی بس حمایت میری ضرور یہ بادشاہ کر یگا غرضکہ قریب بارگاہ آ کر پشت مرکب سے جدا ہوا اور اپنے ساتھیوں کو ٹھہرا کر آپ بارگاہ کے دروازے عرض بیگی سے کہلا بھیجی کہ جا کو کہے بھائی بادشاہ قلعہ طوفانیہ کا آیا ہے جا کر یہی عرض کیا خونریز نے اپنے سردار بہ استقبال بھیجے

نہ پایا کہ بیت نہ پیوند فرزند تخت و کلاہ نہ زر سیم شاہی نہ گنج و سپاہ یہ حال دیکھکر وہ اٹھا اور تخت سے اترکر اسکو گلے لگا یا پھر دنگل قریب تخت بٹھا کر اسکو سمجھایا کہ یہ کیا حال ہے اُسنے تمام ماجرا از ابتدا تا انتہا بیان کیا اسنے کہا مین بہر امداد خداوند باخبر ہو جاتا تھا اگر وہان بھی مسلمانونکو فتح کر لیتا یہان بھی ہی کارنیک اچھا چلو مین تمہارے ساتھ چلکر اس بیرہ حمزہ کا سر کاٹ لونگا وہی جا کر خداوند لقا کو نذر دونگا پھر مسلمانونسے سمجھ لونگا یہ کہکر اسکے پیے ایک لشکرگاہ ایستادہ کرا کر جملہ سامان راحت وہان مہیا کیا یہ حرامزادہ دو روز تک یہان آسودہ حال رہا روز سوم جب خسرو سیارگان مسافر برج چہارم ہوا اور منازل بروج کو گردش فلکی سے طے کرنیلگا بیت چو خورشید سر بر زد از تیغ کاہ نگر ابر خاست بانگ چکاوہ خونریز بعزم خونریزی مسلمانان طبل سفر بجوا کر ہمراہ سیلان بداختر مع لشکر خود دسر کے روانہ ہوا اور بعد قطع منازل مقابل لشکر شہزادہ نامور آکر قیام پذیر ہوا اور بقیہ روز تسکین راہ سے آسودہ کیا جب مہر غدار بازی تازہ نئے کار لایا یعنی بہنگ بخت تیرہ سیلان نے گنبد کار لایا بیت شب آمد گران شمع بفروختند بہر جاے آتش کی سوختند بسر شام آتش کینہ و رسم کرنا سے تیز ہوئی ہرکارون نے جاکر شہزادہ کو اطلاع دی کہ لئے شہریار ذیوقار خونریز نام ایک ہمراہ سیلان آیا ہے طبل جنگ اسی کا بجا ہے اور باقی سب بفضل خدا ہے یہ خبر سنکر شہزادہ نے بھی نقارہ جنگی بجوایا تیاری آلات حرب کا مہر زمانہ آیا وہی ہنگامہ ریختہ ہے ستیز گرم ہوا ہر سنگدل خوف سے نرم ہوا گردان گردنکش سر بلندی پیکا طور دکھانے لگے ہتھیار سلح خانونسے آنیلگے ہوا مین شجاعت دکھانیکی لگیں برچھے گیتی آرزو مین بیان نوک سنان گرگئین بار رشتہ سر دلگستان جرات بیلگے کہ بغیر کٹے جگر پہ سے ہٹین میدان مین ڈٹے رہین نخل تن بہادر جنگ کھاے سے دشمن کو ثمر عداوت کا مزہ چکھائے غرضکہ بہشت گلستان لاوری بہار پر تھا ہمادہ عندلیب ساز تھا

## نظم

ستزم مہر اتھا کہ

بدانگہ کجا بانگ بر ور کنند
جہان تیک دپولاد آہنگران
بہ مشیں اندر آیند مردان مرد
زمین پر ز آتش ہوا پر ز دود
سحرگہ خروش آمد از کرنا
جہان شد پر آواز برخاش جو

تو گوئی ہمہ کوہ را بر کنند
بمغز اندر افتد ترنگا ترنگ
ہوا تیرہ گرد د ز گرد نبرد
ہمہ شب ہمی بود پیدا خردش
ہم از کوس رد مین دہندی درا
بر آمد یکے باد گرد سے کبود

وزان زخم دان گرز ہاے گران
ہوا پر کنند نالۂ صور و خنگ
زمین باشد انگاہ گشتہ کبود
دل کینہ خواہان درآمد بجوش
سپہ را چو رد سے اندر آمد بریے
زمین آسمان ہیچ پیدا نبود

یعنے جب تیغ ضیاے مہر نے روے بہرام فلک دشت چرخ سے پھیرا سپاہ دونون جانب سے وارد نبردگاہ ہو کر صف کشیدہ ہوئی نقیب للکار کر ثناخوانی شجاعت کے نعرے مار کر کنارے ہوے خونریز بعزم ستیز مرکب اڑا کر میدان مین آیا سلحشوری کھاکر نعرۂ ہل من مبارز بلند کیا شہزادہ نے سبقت فرما کر مرکب کی باگ لی سوار ہر چند حاضر خدمت ہو کر عذر خواہ ہوے کسیکی نہ سنی اور سامنے حریف کے پہونچ گیا دو بارہ مرکب ٹکا سات قدم پسپا کیا اسنے سنبھلکر نیزہ مارا اسنے نیزہ پر کاٹتھا اور ایک بند اسکی مشت درشت پر باندھکر ہاتھ کو سست کیا پھر ڈانڈ کو ایسی تکان دی کہ نیزے نے اسکے ہاتھ سے نکلکر صحرا کی راہ لی اسنے بغصہ گرز گرانبار لگایا شہزادہ نے دم شمشیر سے اسکو دو ٹکڑے فرمایا اسنے تیغ کی سو مین کا کھینچکر بقوت تمام ترلگایا شہزادہ نے اسکو بھی روک کے کمر زنجیر مین اسکے ہاتھ ڈالا اسنے بھی اسکی کمر مین ہاتھ دیا دو کشمکش کے ہوے آخر دونون زمین پر کودے کشتی شروع ہوئی

دو پہر کامل لڑا اور بگھو فسا چلا آخر خونریز کا دم آ گیا اور رفیس گھبرا گیا کہا اے بہادر بعید دو پہر کے میں ایک مرض میں مبتلا ہوتا ہوں ایسا
کہ بیہوش ہو کے ہنک ہنتا ہوں پس امیدوار آپ سے رکھتا ہون کہ مجھکو چھوڑ دیجئے کل میں پھر آ کر لڑونگا شہزادہ نے یہ عذر اسکا سنکر کشتی سے ہاتھ اٹھایا
اور وہ مکار روبہ بازی کر کے پنجہ شیر سے رہا ہو کر اپنے لشکر میں آیا اور طبل بازگشت بجا کر پھر گیا شہزادہ مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوا
سپاہ جانبین آسودہ ہوئی خونریز بھی بارگاہ میں بیٹھکر شراب خواری کرنے لگا اور نشہ میں مست ہو کر سیلان سے کہا کہ میں تیرے کہنے سے ناحق
اسطرف چلا آیا اس سلمان سے سر برہونا نظر نہیں آتا سیلان نے کہا پھر خدمت خداوند میں جانے مجھے وہاں تو اس سلمان کے باپ دادا
وغیرہ بڑے بڑے بندے سرکش خداوند کے ہیں اسنے کیونکر لڑتے اسنے کہا اگر وہاں سلمان زبردست ہیں تو خداوند تقدیر زور مجکو عنایت
فرمائے اور انکو مغلوب کرا دینے کیلئے کہ خداوند خود چاہیں تو سب بندگان خالق کو غارت فرما دیں مگر وہ چاہتے ہیں کہ کسی اپنے بندے کے ہاتھ سے
انکو برباد کرا کر اس بندہ کو سعادت دارین مرحمت فرماوین اور نیز بندگان مغضوب پر اپنے پیدا کئے سے رحم بھی فرماتے ہیں کہ جنکو پیدا کیا ہے انکو کیا
غارت کروں بس میں وہاں جا کر رہتا تو زیارت بھی خداوند کی میسر ہوتی اور شامل فتح بھی فرما دیتے تو یہ سعادت بھی مجھکو ملتی یہاں الٹا سفر میں سوائے
ذلت کے کچھ حاصل نہیں سیلان یہ باتین سنکر خوب ہنسا اور کہا خداوند کی نسبت عجب تم سوچتے ہو یہ بالکل خلاف ہے وہ اس امر میں بہت مجبور
ہیں نہ تو کسیکو زور دے سکتے ہیں نہ مسلمانوں پر کسیکو غالب کرا سکتے ہیں بلکہ خود فرماتے ہیں کہ بندہ ان خوبی کی نسبت تقدیر بر روی مجھ سے علم
ہستی میں ہو کی ہے اور انکو عالم خوابین پیدا کر کے میں بھول گیا اب سوتے جاگتے کے مجھے کچھ نہیں آتا ہے اسنے یہ بیان سنکر دوبارہ کہا تو وہ خداوند
نہیں دیو ایسا مجبور ہے تیری تقریر سے ثابت ہوا کہ وہ خداوند شعبدہ باز و جعلساز ہے دین مسلمانو نکا سچا ہے جس میں آج تو حیلہ کر کے
شہزادے سے بکر چلا آیا لیکن کل میں ہو حق بند کر دونگا ورنہ زیر ہونگا تو مسلمان ہو جاؤنگا سیلان نے یہ کلمات سنکر دلمیں کہا کہ اسکے ایمان میں
فرق آگیا اب کچھ اور فکر کرنا چاہیے لیکن ابھی اس سے بگاڑنا زیبا نہیں یہ تجویز کر کے گویا ہوا کہ اے بادشاہ اگر آپ مسلمان ہونگے تو میں
آپکے ساتھ ہوں جو آپکی صلاح ہوگی وہی میری بھی یہ کہکر باتوں کو ٹالکر کچھ دیر میں بارگاہ سے اٹھ گیا اور اپنے خیمہ میں آ کر فکر کرنے لگا کہ اب کیا
کرنا چاہیے سوچتے سوچتے خیال میں آیا کہ ایک جوگی اتیت سامری کا اس قلعہ کے جوار میں رہتا ہے اکثر بھائی میر طوفان اسکے پاس جاتا تھا اور
تعریف اسکے کمال کی فرماتا تھا بس وہ یہاں سے قریب رہتا ہے اسکے پاس چلنا چاہیے یہ سوچکر ایک خادم کو ساتھ لیکر گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا
اور ایک پہاڑ کے دامن میں پہونچکر اتیت کا جو پتا تھا کہ ناگاہ ایک منڈھی بنی ہوئی نظر آئی کہ زر گل کی منڈھی سامنے اسکے دھونی رمائی ہوئی دھونکی
مرغیں آہنی قفس میں جانور انکو مارنکا ہے ایک گھوڑی منڈھی کے اسطرح جھوٹی پھرتی ہے دھونی کے کنارے ایک دیپنا گھوسا ہے چلم گانجے کی اوندھی پڑا ہوا
ہے جو گرد بھی نہیں ہوا تو اوپر ملتا دھنیر کو گلانا ہوا دیتا ہے رگ بھالے پر اتیت بیٹھا ہے لنگوٹا بند صاحب قشقہ ماتھے پر کھینچا ہے آنکھیں لال لال نشہ میں
بھرین کمال ہیں اسنے گھوڑے سے اتر کر بہت جھک کر سلام کیا اسنے دعا دی کہ کیا آؤ سامری بھلا کریں یہ دھونی پر جا کر بیٹھ گیا اتیت بھی
نکل آیا اور چلم میں گانجا ملکر بھرا آپ بھی پیا اسکو بھی پلایا پھر حال پوچھا کہ بچہ کیونکر آنا ہوا اسنے اپنا پتہ و نشان اپنے بھائی کا آنا سب
بیان کر کے حال شہزادہ کا اور قتل ہونا بھائی کا جو ماجرا آج تک جو گذرا تھا کہنا شروع کیا پھر ستم کی ہوا کہ میں آپکے پاس پناہ لینے
آیا ہوں فلک کا ستایا ہوں میری دستگیری فرمائیے دیں میرا بچائیے اتیت نے پہلے تو بہت کچھ انکار کیا جب اسنے بہت گریہ و زاری کی اسکو اسکے
حال پر رحم آیا اور کہا اچھا تو گھبرا نہیں میں اس مسلمانکو پکڑ کر تیرے حوالے کر دونگا لیکن دادا اسکا مالک اسم اعظم ہے اسکے خوف سے بیکل ہوں
پھر بیٹھ رہونگا مجھے انجام اس جنگ کا سمجھ آتا ہوگا آئندہ میرا کچھ و سنکر ناسے بھی غنیمت جانا کہ شہزادہ کو گرفتار کر دیگا پس عرض سا ہو

کہ انجام کو میں پہونچونگا آپ چلکر اس مفسد کو گرفتار کر دیکھیے اتیت نے کہا اچھا تو جا شام کو لشکر میں آؤنگا یہ وعدہ سن کے حکم لیکر شاداں و فرحاں پھرا اور اپنے لشکر میں آیا خونریز بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ یہ پہونچا اسنے کہا کہو کہاں گئے تھے اسنے کہا کہ آپ ہی کے کام کو گیا تھا لیے بہادر وہ تدبیر کی ہے پانیکی نکالی ہے کہ ممکن نہیں جو تم کل غالب نہ آؤ یہ کہکر سارا ماجرا اتیت کا نقل کیا اسنے سب حال سنکر کہا کہ اسطرح اگر زیر شہزادہ ہوا تو کیا مجھکو زندگی دین خداوندی کی اس سے نہیں ہوئی اسنے کہا پھر خداوند ہی نے اتیت کو بھی پیدا کیا ہے پاکسی ورنے یہ سب خبے او نمک تدبیر کا کئی ہے غرضکہ اس شیطان نے بہت کچھ اسکو ورغلایا کر وہ پھر آمادۂ باطل پرستی ہوا اور کہا خیر دشمن کے زیر ہو جانے سے مطلب ہے اس ہنگام کسی حیلہ کھیلوں سپاہی یا تھا کہ ہرکارے نے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ عیار شہزادہ تورج کا دروازے پر حاضر ہے امید باریابی رکھتا ہے یہ خبر کو سنکر حیران ہوا کہ یہ عیار کیوں آیا ہے مگر حکم اسکے حاضر ہونیکا دیا انجم سامنے آکر عیار شاہی بجا لایا اسنے کرسی پہ بٹھایا اور ترزبان ہوا کہ شہزادہ نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ تو جا بخدمت خونریز بادر میری جانب سے کہہ جبسے تم مجھسے لڑنے آئے ہو ہمارے تمہارے سابقۂ آشنائی ہوا خواہ وہ سابقہ عداوت ہو یا محبت ہو لوگ بہادر ہر دو دستے میں اور بہادر کا درد سند رہنا گوارا نہیں کرتے ہنگام کشتی کہہ تھا کہ میں بعد دو پہر بیمار ہو جاتا ہوں پس طبیعت میری فکر مند ہے کہ خیریت کہلا بھیجو کہ تم کل دشمن تمہارا اچھا ہے اور وقت رزم کشتی لازم ہے اسنے یہ بیان جب عیار کا جو سنا عاشق جرأت شہزادہ ہو گیا دل سے کہا دیکھی یہ لوگ اپنا عدیل نہیں رکھتے عیار کو خلعت دیا اور کہا میری طرف سے عرض کرنا کہ آپ کے اقبال سے تن میں ایسی نہیں ہے اسطرح اچھا ہوں آپ طبل جنگ بجوایئے میں مقابلہ کرکے نصیب آزمائی کرونگا ہوں عنایت آپکی کہ دریافت حال مجھ غلام کا کرتے ہیں تو ایسا نہ ہو کہ مطیع ہو کے اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤں عیار یہ پیام سنکر روانہ ہوا اتنے عرصے میں آفتاب سپہر کو بعد استراحت دامن ظلمت شب میں پایا وہ منہ چھپایا اور خانۂ تاریک دنیا میں بیرنگ تحت چراغ قمر جلا کر

کہ اسکے مثل شام آئی برابر
بہار شام کے دیکھے جو ساماں
بپا تھا ہوا خورشید عالیتاب مضطر
کیے گردوں نے انجم اپنے رخشاں

سر شام خونریز کے حکم سے طبل جنگ بجا ادھر انجم نے جا کر شہزادے کو اسکا پیام دیا شہزادہ نے بھی نقارۂ حرب بجوایا طرفین تیاری شروع ہوئی مگر شام ہوتے ہی وہ اتیت بھی آیا اسکلان نے خوش ہوکر ایک خیمہ میں اسکو اتارا وہ وہیں بیوگ تیار کرکے کھلوایا جملہ احتیاج کی چیزیں اسکی شغل نشہ گانجا وغیرہ سب مہیا کیں وہ با فراغ خاطر مصروف ریاضت سحر ہوا ادھر بہادر دلاور حرب درست کرنے لگے آدھی شب ڈھلے جانب پیام دستی ہوا اٹھا تو تلوار ہی کی کیسے دانت نکالے لعین دیدہ جوہر سے اڑا دیکھیے جلاتے تھے خنجر آزردے حلقۂ گوشی میں خم تھے تیر سے جنت تمام ایستادہ یک قدم تھے سپرین مثل تیغ یا میں تو عذرخواہی جتاتیں کہ ہم کیا ہے سپاہ لیکر سامنے آئیں تیغ عبرت سے کہاں تیں جو وکلا زنی کرنے سے خاموش تھے منہ کی کھائی تھی بہ نتیجہ غیرت کے جوش تھے پیادے ہمت کوتاہ رکھتے تھے سواروں کا توسن جرأت لنگ تھا دل کا بال جنگ تھا سراسر سب آہن اسلحہ سجتے تھے گرنے پر کمر کستے تھے ہم

سراسر زجنگ ست ہم خواستہ
بیے آرام شد مردم جنگ جوے
ہمہ لشکری یک دل آراستہ
بہ بستند گردان کوہی میاں
سپہ راچو روے اندر آمد بروے
یلان جنگ یکسر چو شیر ژیان

ستارہ بیان جنگ تکار بعد
کہ ہم کینہ ہم گاہ پیشارہ بود

جا بیدار تھا جانبین میں تیاری تھی جب مہر تاباں جوگی کیطرح زنار شعاع ڈالے مشرق کی منڈھی سے نکل کر بت فلک پر آیا اور

## اتیت نے دنگل کا آمادہ کیا ابیات

| | |
|---|---|
| فروغ صبح سے تارے تھے پنہاں | زمین پر آسمان تھا نور افشاں |
| خیال دشت نے خاطر میں جا کی | ہوئی تجویز لشکر دعا کی |

جبکہ ان شور و شغب سے لشکر کینہ خواہ ہمراہ لیکر ہزار عز و جاہ وارد میدان جنگ ہوئے فوجوں کے پرے جمنے لگے ایک طرف مسلمان بڑی
شان سے کھڑے تھے دوسری طرف لقا پرستوں کے غول جنگ پر اڑے تھے سیلان اتیت کو تخت پر سوار کیے آیا تھا اور لشکر سے کچھ
آگے بڑھکر کھڑا ہوا تھا غرضکہ جب ترتیب صف قتال ہو چکی قرنائے جنگی بجی خونریز نے مرکب کی باگ لی میدان میں آکر الا کا نعرہ شجاعت
دم مارا کہ وہ بہادر کہاں ہے جسکا نام تورج نوجوان ہے شہزادے نے تعجب اسکی لشکر گہ ایدا یا غلغلۂ عظیم لشکر میں برپا ہوا مگر شہزادہ
اس مبارز کے آیا اور سب اسلحہ سے تورج کا اتفاق صرف کشتی کا نام ہونا باقی تھا پس شہزادے کے قریب آتے ہی زمین پر کود ا شہزادہ بھی اتر پڑا
دونوں سرگرم کشتی بہ ہزار درشتی ہوئے شہزادہ اتیت کے سحر سے بے حس و حرکت ہوا اسنے چت کرکے باندھ لیا
اور اپنے لشکر کے سپرد کیا پھر پکار کر کہا اور تم میں سے جس کا جی آئے لڑنیکو وہ سامنے آئے **یاقوت گل** اور دیگر
سرداران شہزادہ یکان یکان مقابل آئے مگر دو گھڑی میں بند سحر اتیت ہو کر بے طاقت باندھ لیے گئے پچھلے پہر جنگ کی سو سردار وابستہ
رسن سحر ہوئے اسنے پھر پکار کر کہا کہ اے لشکریاں بازگشت بہتر ہے تمہارے لیے میں تمہارے مالک کو اپنا مطیع بنا کر جاؤنگا اگر وہ میری
اطاعت قبول کریگا تو تم بھی منظور کرو اگر وہ قتل کیا جائے اسوقت سلیمان کو اپنا مالک جاننا لشکریوں نے یہ کلمات سنکر ارادہ کیا کہ جنگ
مغلوبہ کریں مگر سالار شہزادہ نے منع کیا اور کہا آج بھی کچھ سحر وغیرہ کا معاملہ ہے ورنہ شہزادہ یوں گرفتار نہوتا لڑنا مناسب نہیں ہے
اسکے سبب سے لشکری رکے اور خونریز طبل بازگشت بجا کر پھر عیار ہمراہ لشکری کے سو دہ ہوئے یہ نجم عیار ہر ایک کو ہوشیاری کی تاکید کر
عیاری کی فکر میں روانہ ہوا اور ایک کوچہ کی ایسی صورت بنکر بارگاہ خونریز میں گیا دیکھا کہ وہ بوجہ غالب ہونیکے بہت مخطوظ خاطر ہے
اسباب عیش و طرب سامنے حاضر ہے ساقیان مہر و دیار و طوائفان پری رخسار شراب تیار ہیں۔ ہنگامۂ عشرت گرم ہے میں پیمانہ بادۂ سرخ
بھر رہے ہیں عیار مذکور یہ حال دیکھکر گھات میں تھا کہ کسی ساحر کا کچھ ذکر سنوں تو جا کر عیاری کروں اسی اندیشہ میں تھا کہ سلیمان نے خونریز
کو راغب بہ اے قتل شہزادہ کیا اور کہا میں اتیت کو جہان کی بتک لکھونگا تم اس مسلمان کو ہلاک کرو تاکہ اتیت کو فرصت کردن خونریز
سمجھا ہوا کہ اتیت کے رہنے اور زہ سے اور قیدی سے کیا مطلب ہے اتیت ایک بندہ مقبول خداوند ہے اسنے اپنی کرامت سے مجکو ایسا زور آور
کر دیا کہ جس سے میں اس پرستار بالا دیہ پر غالب آیا ورنہ طاقت کہ مجکو ملی ہے وہ اتیت ملعون کے جانے سے کیا جاتی رہیگی سلیمان یہ کلام
سنکر خاموش ہوا اسلیے کہ اتیت میں خداوندی جاتی رہیگی جو کہونگا کہ اتیت ساحر ہے اور اسنے سحر سے شہزادہ کو گرفتار کیا ہے غرضکہ یہ چپ ہو
اور خونریز نے کہا کہ ای برادر مجکو اسکی ضرورت نہیں میں اس شہزادہ سے اقرار لے چکا ہوں کہ جو غالب آئیگا مغلوب کو اپنا مطیع بنا لے پس حسب عہد میں
اس شہریار کو بلا کر سوال زمرد پرستی کرتا ہوں یقین ہے کہ قبول کرے کسلیے کہ وہ بہادر انصاف پسند ہے یہ کہکر حکم دیا کہ قیدیوں کو حاضر کرو
ملازم بہ تعمیل حکم روانہ ہوئے اور سلیمان بحکم اتیت کے خیمہ میں آیا اور اس سے کہا ذرا آپ بھی بارگاہ میں چلیے اسوقت وہ مسلمان بھی
بلایا گیا ہے اتیت یہ سنکر بارگاہ میں اسکے ساتھ آیا خونریز نے اسکی تعظیم کی اور قریب اپنے تخت پر بٹھایا کہا آپ بزرگان دین میں سے ہیں
مجھے ادنی سعید ہے نہ سمجھیے اتیت اسکے پاس بیٹھا تھا کہ سردار تلواریں کھینچے ہوئے شہزادہ کو طوق و سلسل کیے سامنے لائے

شہزادے نے اس بارگاہ کفر وار مین جنگ کے سبب کی کہ سلام میر ان محفل ضلالت منزل میں اس شخص پر جو خدا تعالی کو بوحدانیت مانتا ہو اور
پیغمبر خدا کو برسالت مانتا ہو یہ نسبت اس میر مجلس شجاعت کی سنکر خونریز نے کہا کہ اے بہادر ابھی سے تمنے اپنا وعدہ فراموش کر دیا قول مردان
جان دارد سخن نامردان اعتبار کیا تھا تمنے نہین کہا تھا کہ جو مغلوب ہو وہ غالب کا مطیع ہو شہزادہ نے فرمایا کہ مطیع مجھکو گستاخی نگہ زیر کیا جس مین اپنے
وعدے سے پھر گیا اسنے ہنسکر کہا کہ خوب ایکیفیت سر میدان میں نے آپکو جیت کر کے باندھا کہ تمام عالم نے دیکھا مگر آپکو ابتک یقین نہین ابھی تک
شک و شبہہ ہے شہزادہ نے جواب دیا کہ بھائی خونریز مین تجھکو بڑا بہادر جانتا تھا لیکن معلوم ہوا کہ تو بڑا بیوقوف ہے اے بیوقوف جسطرح کہ مین زیر ہوا ہون
اسطرح ایک نہال ریشم کو باندھ سکتی ہے تو نہین جانتا کہ سحر سے انسان کا کیا زور چلیگا مجھکو سحر سے گرفتار کیا تھا پھر دعویٰ شجاعت کرتا ہے بڑا
بیحیا ہے یہ کلمات سنکر اسناتیت نے کہا کہ آپنے اسپر سحر کیا تھا مگر زور سے یہ مقابلہ تھا اسنے کہا اے میرے اسپر سحر کیا کیا تم سب ایسے نکار دین بچایا ہے
احسان میرا تمام عمر یاد رکھنا کہ تمہیں ایمان و جان مال سب میں بار بار بچایا تھا میرے سحر نے یہ سب نکر کیا اسنے یہ باتین سنکر دل سے خیال کیا
کہ شہزادہ سچا ہے اور دین بھی اسکا راست ہے یہ اصرار بے جا ہے کچھ بھی کرامت نہین رکھتا بلکہ استاد نے مجھکو ذلیل کیا ہے میں جوان عالم ہو دانا ہو
یہ خیال کرکے دینت کی ثنا و صفت کرنے لگا کہ وہی آپ جان بخشی فرمائی ہیں چار یوسف کنان تدبیر کرینگا اسنے سر اسکا اٹھا کر سینہ سے لگایا
اسنے گلے ملتے ہی کالری کیس پر اسکے بازو ڈالکر اسطرح دبایا کہ ہر چند وہ تڑپا اور پھڑکا لیکن نہ چھوٹ سکا اور نہ سحر پڑھ سکا آخر طائر روح
اسکا نخل تن سے پرواز کرکے نشیمن سقر جہنم ہوا غلغلہ اور وگیر بپا ہوا اندھیرا ہو گیا صدا مین جسب کمین کہ مارا اجیپال جادو کو سیلان
نامی بارگاہ مین کہ جب اسنے پتلا تھا پہلے تو ہان ہان کہکر دسمن چلا تھا پھر سمجھا کہ مین تنہا ہون سردار مگر خونریز کے کہ لینگے ابھی کب اثر ن
لگی پھر نکل جانا چاہیے پس سرگرات نیت اندھیرا جو ہوا کہ کبین باہر بارگاہ کے نکلا اور قریب سواران رہا ری کے کھنچے کھڑے تھے انمین ہی
سے ایک گھوڑے پر چڑھکر سرعت تمام تر راہی ہو گیا یہان بعد قتل اتیت شہزادہ کے جسم مین توانائی آئی اور قوت حیدری نے لکھو بارہ پارہ کرکے اٹھا
خونریز نے تخت سے اتر کر قدمو پر گرا اور گلے پڑھکر از صدق مسلمان ہو لیا قوت نے جملہ سرداران شہزادہ کو رہا کیا شہزادہ نے اسکا خیمہ بھی
اٹھوا کر اپنے لشکر سے ملحق کرایا اور اسکو لیکر بارگاہ میں آئی یا ساتھ لاکھ کی کا لشکر مجمع ہو گیا گل ارکوی نے حکم جشن ہو نیکا دیا ساقی ہر طرف
آکر بگلرغ عشرت برپا کیا خونریز نے شہزادے سے بوقت خوشی یہ عرض کیا کہ میرے دو بیٹے ہین ایک کا نام سمار اور دوسرے کا سرشار ہے
ہین دونون بڑے سعادت مند ہین یقین ہے کہ میرے مسلمان ہونے کے سنکر بدر مقابلہ آئین شہزادے نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو بعون قدرت الٰہی اگر کو شائی
دو بھی آجائینگے اور یہانگا جو جنگ تو قتل نہ کیا جائیگا بلکہ زندہ گرفتار کرکے سمجھایا جائیگا خونریز ان باتون سے مطمئن ہو کر جلوس دیکھنے اور شراب
پینے مین مصروف ہوا یہان تو یہ جلسہ ہے مگر سیلان بیچارہ جان بچا کر بادلا ہوا افتان و خیزان دگر یان و نالان شکایت چرخ آسمان بر زبان
روان تھا زیر قدم دشت کہ وہ میدان تھا بعد قطع منازل چند ایک سبزہ زار مین پہونچا حوالی دشت نگین غیرت نقش و نگار رنگ رنگ کا رخانہ چین
بجائے فرحناک دلنشین و چشمہائے صاف مثل چشم حور بہریں پاکیزہ جاری ہر سمت ہوا باد بہاری اسنے اس مرغزار فرحناک کو بہت پسند کیا اور
آگے بڑھا ایک چشمے کے کنارے دو گھوڑے خالی از راکب کھڑے تھے زین انکے زر رکھے ہالکو تو تہ نگی تھمیں پڑی پاکر جو نرمی سے چل رہے
تھے انسان شاطر دو نے پوچھا کہ یہ مرکب کسکے ہین اور سوار انکے کہان گئے ہین شاطر جواب دیا کہ سرشار و سمار دختر خونریز حاکم قلعہ
مرجانیہ شکار کھیلنے آئے تھے ہرن کے پیچھے گھوڑے اٹھائے تھے چنانچہ وہ آہو سم خوردہ اس جنگل کے سامنے درہ تنگ مین چلا
گیا ہے از بسکہ سواد ہو کر وہ مین جانا مشکل تھا وہ دونون پیادہ داخل درہ مین ہوئے سنا تھا کہ اسکو کچھ امید بندی کہ شاید دگاہ سے اور درہ کو

زقلب اندر آمد گو نامجوے | زمین جنب جنبان ہوا پر زگرد | چو آتش درخشان ستان بیژ(د)
تبیره به بستند بر پشت پیل | ہمے بر شد آواز اسپان دو میل

یہ تو اس طرف سے چلا اُدھر سنگین کوہی شکارگاہ سے پھر کر جب اپنے قلعہ میں آیا خزانہ و اسباب سب لٹا پایا اہل قلعہ سے سارا ماجرا سنکر غضب تام سے
با لشکر بیکران جانب صدانیہ روانہ ہوا اور اسکا باپ ظلم شعار بھی ہمراہ ہوا قلعہ کسطرف جاتا تھا بیٹے کو آتا دو منزل سے لشکر ایک سمت چلتے دیکھکر قریب آیا اور حال
پوچھکر کہا کہ اچھا تم چلو میں بھی آتا ہوں نہ ہمارے قلعہ میں آکر کوئی کچھ اپنی دست درازی کر سکے بیٹا چلا لیکن پہلے قلعہ صدانیہ پر پہنچا اسکا بھی پہونچا اہل قلعہ منت
کنان باہر قلعہ کے آئے اور عرض رسا یہ ہے کہ ہم رعایا میں ہم کو قتل کرنا بیفائدہ ہے صدا قلعہ طوفانیہ کیطرف گئے ہیں اب ایک مسلمانی کے باہر اس سے
مقابلہ ہو اسنے سب حال سنکر قتل رعایا سے ہاتھ اٹھایا اور پھر کر رخ جانب قلعہ طوفانیہ کا کیا سنیے کہ شہزادہ بارگاہ میں عشرت میں پڑی خونریز
وغیرہ تمام کوہی حاضر ہیں کہ شہزادے نے گلزار سے فرمایا کہ تو کچھ جنس نظارہ ہم نہیں پاتے اب مینا داچ کی خدمت میں چل ذکا سیلان حرامزادہ بھاگ گیا
ہے یقین ہے کہ وہ فتور برپا کرے لے شہزادہ آپ دو ایک روز ان میں شکار کھیلے اور خاطر عاطر کو سیر سبزہ کرکے بہلائیے جب بالکل شر اعدا سے بیکوہ
پائیے تو تشریف لیجائیے شہزادے نے فرمایا تم اسباب صید افگنی درست فرمایا جائے بنا بر ارشاد تیاری آغاز ہوئی کہ **نظم**

بدیب بیں راستہ دہ شتر
بدیبا بیں راستہ گاو را
صد از شتر بد بہر باشگران
دو صد چرغ و شاہین گردن فراز
سیاہش دو چنگ و منقار زرد
دو چشمش چنان پر از خون دو جام
بیں راستہ طوق بود از گہر
ہمی تاجش از مشتری بر گذشت

رکابش ہمہ سیم و پالانش زر
ہمہ پیش اندرون ساختہ ہفت پیل
ہمہ بر سران افسران گران
پس اندر یکے مرغ بودے سیاہ
چہ زر دو رخشندہ بر لاجورد
پس باز داران صد و شصت یوز
بود ... رانسگندہ زنجیر زر

دو اشتر نشستنگہ شاہ را
بر و تخت فیروزہ ہم رنگ نیل
ابا باز داران صد و شصت باز
گرامی تر آن بود بر چشم شاہ
ہمے خواندندیش طغرل بنام
تبیره زند با شاہ گیتی فروز
بیامد شہنشاہ ازین سان بدشت

یعنی شہزادہ مع خونریز سوار ہوکر اور ہمراہ سرداران قدیم کو ساتھ لیکر اور گلزار کو ہمراہ
حفظ قلعہ چھوڑ کر دشت کی طرف چلا اور نخچیر کن ان اطراف کوہستان میں شادان و فرحان پھرنے لگا **نظم**

ہر آن کس کہ بود او نخچیر جوے
شہنشاه دریا پر از مرغ دید
زبون بود چنگال او را کلنگ
کلنگے بہ چنگ آمدش بود میید

سوے آب دریا نہاد اندر نے
بزد طبل و طغرل شد اندر ہوا
شکارے کہ نخچیر او ہم پلنگ
... بر سان تیر از کمان

چو لشکر بنزدیک دریا رسید
شکیبا نہ بد مرغ فرمان روا
سرانجام شد در ہوا ناپدید
یکے باز دار از پس او دوان

جب شہباز چرخ یعنی مہر زرین چنگال نے دشت سے رخصت کی کیا شہزادہ پھر کر لب چشمہ جو بارگاہ کہ بہر آرام دامن کوہ میں آراستہ کرائی تھی آیا گرم بزم آرا
ہوا اور شراب پینے لگا نیزہ لوے شیر جو شکار کیے تھے انکے کباب گرگ کیے تیار تھے سرمست تمام سردار تھے اسکی مے خواری میں کہ ہر شہر دو دلیر
باہم کرتے تھے اور سرخوش بیٹھے تھے مطرب چنگلے کی دھن میں اشعار انوپ ہے ہے تھے اسوقت عالم مستی میں شہزادہ تر زبان ہوا کہ خونریز تم اس کوہستان
کے باشندے ہو کچھ یہاں کے عجائبات تو بیان کرو کہ یہاں کیا کیا چیز نایاب ہے اسنے عرض کیا کہ اور تو کچھ مجھکو معلوم نہیں ہے مگر میرے ملک کے نزدیک

پس اس برجیا کے نیٹ بنے سے کسی نے سبقت نہ فرمائی جب اُسنے پھر للکارا اُسوقت امیر منتظر تھے کہ کوئی بہادر نکلیگا عرصہ جو ہوا خود قصد نکلنے
کا کیا مگر ہنوز میدان فرق نہوا تھا کہ صف دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے گورے بگل بجانے لگے باجا اُگن بجنے لگا پرے بھگی طنبور گڑگڑایا
شہزادہ علمشاہ نے استر مالا کبود فرنگی اُڑایا اور سامنے تخت شاہ کے آکر عرض کیا کہ آرزوے رزم رکھتا ہون بادشاہ نے
خلعت دیکر رخصت فرمایا یہ شاہزادہ جنگ پر آمادہ ہوکر اسطرف سے چلا لیکن ساحر نے اسکو آتے دیکھکر ایک بیضۂ زریں دشمن برنگ
مہر مبین مشرق از جھولے سے نکالکر زمین پر مارا کہ وہ بیضا آفتاب مثال زمین میں غروب ہوا دفعتہً آٹھ کوس تک زمین اونچی ہوگئی اور رنگ
بنگی پشتہ در ہر سونیکا چبوترہ نظر آنے لگا گویا زمین سے گنج قارون کا ابھر آیا جہانتک نگاہ کام کرتی تھی میں گز بھر بلند سونیکا چبوترہ
ہوکر دور تک دکھائی دیتی تھی اس چبوترہ پر برابر ہزار ہا برج جواہر کے بنے تھے طلائی فرش پر الماس مرد یاقوت کے مینر فرش دھرے تھے
برج فلک کہ منازل شمس میں انکے سامنے مانند تھے روے زمین کو چرخ چاند کہنے لگے ہزار ہا چاند تھے برج کے در جو ابرو تھے ہم شکل
ابروے دلدار تھے پردے سیاہ ڈوریوں میں ٹنگے تھے دل عشاق زلف در میں بند تھے پردونپر ترنج اور بوٹے سلمہ ستارہ کے
کارچوبی بنے تھے بیچ میں اُن برجونکے ایک برج جال ارنبا تھا یعنے تمام لاجوردین سنگ سونیکی تھیں لیکن شبکہ دار بنی تھیں خاتم بندی کا
کام کیا تھا ہر شبکہ میں اُسکے گوہر آبدار آویزان تھا ایک تو ابر اس بنگلہ سے نکلکر زمین ہوائی پر چھایا تھا اور ترشح آہستہ سے ہوتا
تھا عجب لطف دیتا تھا کہ سونیکی زمین پر پانی کے قطرے جو پڑتے تھے گویا گوہر شاہوار بچھے تھے شاہد ارض سوتیوں سے دیتیں
سفید تھی واقعی وہ جگہ قابل دید تھی نیلا ابر سنہری زمین پر چھایا گویا نیلم کے گرد مرصع سا سحر نے کندن جڑا تھا علاوہ تمام دنیا پر نیلم
کا نگینہ جڑا تھا آب و تاب میں بہت سوا تھا اودی گھٹا سنہری زمین پر چھائی تھی باد سے چلتے رات آئی تھی اس ابر کے برسنے سے درخت
گلہاے زرد ہرے پر بہار پر از غنچہ و اشجار بی عقول میں سے اُگتے تھے جہان طولانی بیٹے جاتے تھے وہ گل ہمرنگ زنگ کے پیدا تھے جو
رنگ رخسار یار گلعذار کو اپنے رو برو حقیر بتاتے تھے ایسی شوخی دکھاتے تھے ہر غنچہ تھا وہ خاطر بستہ کو فرحت دیکر شگفتہ کرتا تھا خوبی و نقش
کا دم بھرتا تھا دم بھر میں بہت بڑا باغ بن گیا یہ علم ہوا کہ تختہ چمن کشور حکومت شہ گل تھا اگر برا آباد نام اس ملک کا بے تامل تھا
رعایاے عنادل وطائران نغمہ سنج اس قلمرو میں بستے تھے عجیب و غریب بستی تھی شہ گل کا حکم ہر یک نہال گلستان پر جاری منظم الملک
باد بہاری نہ خزان اس ملک میں سبزی رسکتی تھی باغبان وصیت دی زبردستی طلبی کی فرش گل سبز سبزہ کاشت نہ بہار میں بچھا ہوا
کا دل اسیر بوٹے ہورہا تھا ریاض سلطنت کا ہر پھول رنگ و بو تھا سب اسی صورت سرو طب جو تھا خار ہر یک خنجر آبدار تھا سبزہ تیر مژگان
یار تھا قمری و عندلیب نقیب لشکر بہار تھیں عدوے خندہ گل نکار کا تھا خوشبو چھوٹی کہ گون ہوا پر ہو تھیں

ابیات

بنے وہ برج جادو سے سرِ راہ
نہ آیا عیب کا اک حرف آمین
نگار و نقش ایسے خوب خوشرنگ
فضیلت لے گیا باغ ارم پر

رفیع الشان و روشن صورتِ ماہ
نہ موقع سے جو ہر سب ترشے تھے
کھلے دیکھے سے جسکے ہر اک تنگ
کھلے ہر سو ہزاروں رنگ کے پھول

سراپا سنگ مرمر صرف آمین
کہ دیوارون پہ گل بوٹے بنے تھے
بنا تھا باغ رنگین اُسکے اندر
شگفتہ تھے وہاں سب رنگ کے پھول

بھرے جو نقش و نگار رواے تھے جاری
تصدق ہر روش با دبہاری

جب جلال کے سحر سے یہ کیفیت ظاہر ہوئی شہزادہ علمشاہ نوجوان کے قریب پہونچتے ہی اُسنے کہا کہ اے شہزادے اس برج میں سے جو برج

کہ پسند ہوا مین جاکر سیر کرد یہ کلمہ سنتے ہی شہزادہ کو خیال رزم بالکل جاتا رہا اور اُسکا مطیع ہو کر گویا ہوا کہ مع مرکب مین کہین نجا سکونگا
اُسنے کہا مع گھوڑے مین آپکو بھیجدونگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ انکے گھوڑے کے پر نکل آئے اور اُڑکر ایک برج مین چلا گیا بعد انکے جانے
کے بہرسنے مبارز طلبی کی ادھر سے ملک خضر کی فوج مین نقارے بجے سردار پیادہ ہوے شہزادہ خاور سپاد ملک قاسم علمشاہ
شیر تنگ کو چھوڑکر سامنے بادشاہ کے آکر اجازت لیکر مقابل ساحر گئے اسنے انسے بھی کہا کہ برج مین چلو یہ بھی مطیع ہو کر برج مین مع
مرکب گئے پھر اسنے نیب کی کہ کسے دیگر بجایہ ابکی شہزادہ داراب کشورکشا باجازت بادشاہ سامنے اسکے آئے اور بحکم اسکے برج
مین چلے گئے اسیطرح جوہر سپہر شجاعت کہ آیا بسان شمس سیار برج فلک سحر ہوا یہ ماجرا دیکھکر امیر نامور نے ارادہ نکلنے کا کیا
صف بند ہوئے تھے بختیارک سمجھا کہ اب حمزہ نکلیگا بس اسنے طبل بازگشت بجوا دیا امیر رنجیدہ خاطر [illegible] آئے اکاہ [illegible] لشکر
سے لکر کھولی آسودہ ہوا ادھر بلا نے ایک سحر پڑھا کہ وہ باغ و برج نظر سے غائب ہوگئے اور بیرحی کے علمشاہ وغیرہ کو گرفتار
کرکے سامنے ساحر کے لائے اسنے کہا ان شہزادونکو قید کیون کیا ہے یہ ہمارے بڑے ہین یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ شہزادے اور سب قیدی
مع مرکب اڑکر جانب فلک جاکر غائب ہوگئے اور یہ لشکر پھر اترا اور آکر سپاہیون نے استراحت کی بلا کا جنگلہ وغیرہ بھی غائب ہوگیا
عیار اور صبا وغیرہ جنگل سے اتر گئے اور سب اہل بارگاہ لقا ہوے اور اپنے مقام پر منتظر ناچ دیکھنے لگے اسوقت شیطان خداوند نے بلا کی
بہت تعریف کی واہ واہ کیا خوب تم اڑے جیسا سنا تھا ویسا ہی تمکو پایا تم نے لشکر کا اسلی نونکے خاتمہ کردیئے مگر مین نے بخیال حمزہ
طبل بازگشت بجوا دیا خیر یہ تو سب کچھ ہوا مگر اب تدبیر اہم اعظم کرنا لازم ہے بلانے کہا منک جی میرا قصد یہ ہے کہ فرزندان حمزہ کو اسکے لشکر سے
لڑاؤن اور اسی لیے علمشاہ وغیرہ کو مین نے گرفتار بھی کیا ہے شیطان نے جواب دیا کہ شہزادہ مذکور کو بیشک تم لڑا سکتے ہو لیکن حمزہ جب
اُسکے مقابل آئیگا سحر باطل کردیگا پس مناسب یہ ہے کہ چالاک و ابوالفتح سے حکم دو کہ اسکو جاکر چرالائین جب وہ اسکے نکل گئے
اسوقت شہزادونکو لڑواکر لشکر اسلام کو تاخت و تاراج کرنا اور ان عیارونسے یہ بھی تاکید کردو کہ حتی الامکان بارگاہ سلیمانی
مین نجائین بلکہ گھات مین رہین کہ جب حمزہ ناسجدہ کر باہر [illegible] مین جائے اسوقت پاسیر عیاری کرین کسلیے کہ اس بارگاہ مین بھی سحر اتر جائیگا
بلانے کہا یہ وہ سحر نہین ہے جو بارگاہ مین جانے سے اتر جائے یہ کہکر عیارونسے حکم دیا کہ جاؤ حمزہ کو پکڑلاؤ عیارون نے کہا بہت اچھا
اور منتظر شام ہونیکے ہو کر ٹھہرے لیکن بصورت مبدل سرہنگ و زرک خطائی عیاران لشکر اسلام بھی جاسوسی یہان کو
تھے انھون نے بھی یہ ارادہ [illegible] معلوم کرکے چودن باقی تھا خدمت امیر مین [illegible] پہونچے اور
عرض کیا کہ آپکی گرفتاری کو عیار یعنی چالاک وغیرہ آتے ہین [illegible] عیارونکو [illegible] کی خدمت
مین لانا چاہتے ہیں اور اس حال زبون سے [illegible] انکا خدمت [illegible] نہایت [illegible] تا کہ ہم
عیاری کرین امیر نے عرض انکی قبول فرمائی اور ایک تہخانہ مین اندر بارگاہ [illegible] سعادت [illegible] سرہنگ
وغیرہ [illegible] کرکے [illegible] اور قریب شام لشکر لقا مین [illegible] جہان [illegible] نکلے
کے سامنے [illegible] طرف [illegible] مارکر اسکی صورت
امیر کی [illegible] رفیق [illegible]
سے [illegible] زادہ

پیادہ بنگئے سب نجم سیار ، تلاش اسبات کی تھی سبکو ناگاہ ، کہ آئی شام لیکر شعل ماہ ، شام ہوتے ہی چالاک ابو الفتح حسب الحکم
ساحر سہر عیاری ظہور سے اور سیتا بے وغیرہ چیلہ ہائے ناحق سے جست چالاک ہو کر چلے جیسے ہی کنارے لشکر لقا کے پہونچے دیکھا کہ سرسنگ
وبزنگ صحرا کی جانب سے آتے ہیں پس یہ ٹھہر گئے اور انھون نے بھی انکو پہچانا از بسکہ انکی تلاش مین تو آتے ہی تھے دوڑ کر قریب آئے
اور بہت ادب سے سلام کرکے ٹھہرے انھون نے پوچھا کہو بھائی مزاج تو اچھا ہے آج کدھر آئے انھون نے کہا تمھارے پاس
جاتے تھے تم راستہ مین ملگئے یہ مستفسر ہوے کہ کیون خیر تو ہے انھون نے کہا ہم نوکری حمزہ کی چھوڑ کر اپنے وطن کو جاتے تھے تمکو بھی چاہا
کہ دیکھ آئین بھائی ابو حمزہ کو ایسا غرور ہو گیا ہے کہ وہ ناحق ہر ایک کو مارتا ہے گالیان دیتا ہے کل ہمکو بھی بہت مارا اپنے نوکری چھوڑ دی
یہ ہماری حماقت ہے انھون نے سارا ماجرا سنکر انکے اوپر افسوس کیا اور کہا تمنے خوب کیا جو نوکری چھوڑ دی ہاے ، مالک کے پاس نوکری کرو
نہایت آرام سے رہو گے انھون نے کہا نہیں ہم اب اپنے گھر جائینگے وہ بولے کہ نہیں ہم ضرور تمکو اپنے ساتھ لیجائینگے یہ کہکر باصرار تمام اپنے
ہمراہ انکو لیکر چلے اور جو خیمہ کہ انکے رہنے کیلیے ماہرویان لائے خیمہ مین زینت ہزار اعلی بہت شمعہائے مومی کافوری روشن تھیں انکو
مسند پر انھون نے بٹھایا اور کہا اب تم ہم مین ملگئے ہو اس سبب سے راز اپنا تم سے کہتے ہین ہم حمزہ کے گرفتار کرنیکو جاتے ہین تم باطمینان تمام
بیٹھو جب ہم اسکو پکڑ لائینگے تو تمھارا حال اپنے مالک سے کہکے نام تمھارا لکھا دینگے یہ گویا ہوے کہ بھائی تم حمزہ سے قید کرنیکا دعوی کرتے ہو
انکو صورت بدلکر جانا ہو گا ہم جانتے ہین وہ لوگ ہمکو ابھی تمھارا دشمن نہین جانتے ہین ہم باسانی اسکو بیہوش کرکے لائینگے یہ کہکر انھون
وہ بھی سمجھے کہ یہ سچ کہتے ہین اسوجہ سے چپکے رہے اور دو منٹ مین جنگل مین آکر ٹھہرے بنے کچھ دیر گھسیارہ کو تو حمزہ بنا چلے تھے ہی کہ
عباسے پشتارہ لیکر دوش پر رکھا اور خیمہ مین انکے آئے انھون نے کہا بھائی لائے کہا ہان لیجیے لائے وہ بہت خوش ہوے کہا آپ تم سے
ہم اسکو اپنے مالک کو دیکر آتے ہین یہ کہکر وہ پشتارہ اٹھا کر شادان و فرحان بارگاہ لقا مین آئے یہان بھی سویرا اعتقاد دربار برخاست
ہو الغرض [illegible] وغیرہ بیٹھے تھے کہ انھون نے پشتارہ لا کر سامنے رکھدیا اور کہا لیجیے ہم حمزہ کو بدقت تمام لائے اور دو بھائی ہمارے اور آکر
شریک ہمارے ہوے ہین [illegible] سرکار کرین سوقت انکی خاطر و مدارات کرنے اپنے خیمہ مین جاتے ہین صبح کو مع انکے حاضر خدمت
ہونگے یہ عرض کرکے اپنے خیمہ مین چلے آئے یہان شراب کباب وغیرہ تو موجود کر ہی گئے تھے سرسنگ وبزنگ نے جام سے بیہوشی آلودہ کر رکھے
تھے جب یہ آئے کہا بھائی صاحب تم نے ابھی نہین پی انھون نے کہا خوب پی چکے ہین جب آپ گئے تھے اسوقت پی رہے تھے اب آپ پیجیے
یہ کہکر جام بھر کر دیا وہ بے اندیشہ پی گئے اور بیہوش ہوے انھون نے انکو کمند سے باندھکر چادر مین لپیٹا اور پشتارہ دوش پر دونون نے
رکھا اور اس خیال سے کہ در خیمہ پہ ملازم وغیرہ رہتے ہین شاید روکین پس پشت کیطرف سے خیمہ چاک کرکے باہر نکلے اور اپنا راستہ
لیا ادھر بارگاہ مین جلانے پشتارہ [illegible] امیر [illegible] کو کھلوایا اور [illegible] کی قید [illegible] پہنا کر ہوشیار کیا جب آنکھ اس گھسیارہ کی
کھلی اس بارگاہ کی شوکت دیکھ کر پہلے تو دنگ ہو گیا سب بختیار بالملا نے پکار کر کہا کہ اے حمزہ ذرا آنکھ کھول کر اپنی حقیقت دیکھ کہ کوئی گھڑی
مین قتل ہوا چاہتا ہے گھسیارا سے مرنے کا جو نام سنا گھبرایا اور سینے تیغ [illegible] زنجیر مین [illegible] کیا گھسیان ہورا کیا کسو ری
ان الفاظ کو سنکر بختیارک نے صلوات پڑھی اور کہا یہ حمزہ کبھی نہین ہو سکتا منھ گرم پانی سے دھلواو معلوم ہو جائیگا جو کوئی ہو گا پس اسیوقت
آب گرم سے باہم منھ دھلوایا رنگ روغن عیاری جاتا رہا فاحش گھسیارہ نکل آیا اس سے پوچھا کہ بتا تو کون ہے اسنے کہا مین علی جانکے
گھوڑے کا گھسیارہ ہون [illegible] یہ سنکر غصہ آیا اور حکم دیا کہ چالاک کو [illegible] بان جہ گئے معلوم ہوا کہ دو عیار آئے تھے وہ پکڑ لے گئے

و یکلخت آکر یہ جادو سین کہنا بھول گیا تھا حضور والا کہ بڑی مطلب کی بات ہے چوبدار نے جاکر پیام ادا کیا ماہ نقلی نے کہا جاؤ عرض کرنا کہ حاضر
ہوتی ہون چوبدار تو ادھر گیا یہان اسنے یہ تجویز کی کہ تو بھی تو بہوا آیا تھا یہ کر چوبدار آیا ہے عقریب ہمین فتور ہے یہ سوچکر ایک کنیز کو پاس اپنے بلایا
اور سبکو ہٹا کر اس کنیز کو حباب مار کر بیہوش کیا اور بہت جلد ماہ جادو کی سی صورت اسکی بنائی اور اپنی صورت پر ایک چہرہ جوگی کا ایسا
بنا کر چڑھایا کپڑے اتار ڈالے لنگوٹا باندھکر اس کنیز کو ہوشیار کیا اسکی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک جوگی لنگوٹا مارے کنڈل کانون میں پہنے
آنکھون میں لال لال ڈورے داڑھی بڑھائے بھبوت رمائے بیٹھا ہے اسنے اسکو سلام کیا اسنے آئینہ نکالکر اسکے ہاتھ میں دیا اور کہا اپنی صورت
دیکھو تمکو بحکم سامری میں نے آکر ماہ جادو بنایا اور ماہ بغضب سامری کا زیادہ غائب ہے اب تمہین ملکہ ہو میں کنیز یہ سنکر خوش ہوئی جوگی
تو اٹھکر چلا گیا اور کنیز بیٹھی اور دونون نے جو باہر خیمہ کے تھے جوگی کو جاتے دیکھا لیکن کچھ روکنا بغیر حکم ملکہ کا مناسب سمجھے غرضکہ یہ تو نکل گیا
اور وہان چوبدار نے جاکر عرض کیا کہ آیا چاہتی ہیں جب بہت عرصہ ہوا اور ماہ نہ آئی بختیارک نے کہا ہم نہ کہتے تھے کہ وہ اور کوئی
صاحب ہیں اب بھلا وہ کب ہاتھ آتے ہیں اپنا کام کر گئے سحر اتروا دیا اب بلا لیا اون نے تو نکہ میں دم کر دیا ہے افراسیاب جب یہ پشیمان
ہو گیا ہے تو تمہاری کیا اصل ہے اب بڑا غضب ہے یہ چالاک کو بھی وہ چھوڑ دیا گیا اب وہ بھی عیاری کو آئیگا وہ بابا کا عیار ہے اپنے مسحور ہونیکا بدلا لیگا بلا
نے کہا چالاک آئیگا تو میں کیسے مار ڈالونگا کیا کر لیگا لیکن ماہ کے نہ آنے سے میرا بھی دل کھٹکتا ہے اچھا دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے یہ کہکر جھولی سے اوراق
کتاب سحر سامری نکالے کیونکہ یہ ساحر بڑا زبردست ہے بہرحال اسکے پاس بھی اوراق میں سے پانچ تو میں اسنے دیکھا لیکن بقدرت خدا اور تو کچھ نہ دیکھا
صرف یہ غور کیا کہ ماہ کہاں ہے دریافت ہوا جو میرے پاس آئی تھی سیاہ صابی تھی باعیار تھا اصل ماہ ہے میں نکلا کر جو تیرے پاس آئی تھی یہ بار عیار
تھا اور ماہ اصل فلان غار میں بیہوش پڑی ہے اور برہنہ ہے صرف ایک لنگوٹی سندھی ہے یہ دیکھکر اسنے اوراق تو رکھ لیے اور بختیارک نے
کہا واقعی آپ سچ فرماتے ہیں یہ عیار بد بلا ہیں آفت زمانہ ہیں کہ بیت سمجھا ہیں جیتے جی کو بھی کر کی راہ وہ کریں شیطان گمرہ کو بھی گمراہ بختیارک
نے کہا اب جس طرح ممکن ہو فریب نقرہ کرکے ماہ کو اصل میں عیار ہے یہان بلوائیے اور ایک گولہ سحر کا ماریے تاکہ کام اسکا تمام ہو جائے جب اس کام
سے فارغ ہو لیجیے تو چلکر ماہ اصلی کو غار سے نکالیے اور اگر پہلے اسکو نکالیے گا تو عیار مذکور بھاگ جائیگا اسکو یہ رائے پسند آئی اور چوبدار پھر روانہ
کیا کہ جاکر ماہ سے کہے کہ تم اگر کسی کام میں ہو تو میں خود آتا ہون بلکہ لمحہ کیلیے تم ہو جاؤ ٹھہرنا نہیں چلی جانا چوبدار حسب الحکم روانہ ہوا اور
پیام جاکر ماہ کو دیا اسکو جانے میں کیا عذر تھا کیونکہ اصل میں یہ کنیز ہے بس ہمراہ چوبدار اٹھکر روانہ ہوئی ادھر سے تو یہ چلی ادھر چالاک بن
ابو الفتح جو عیاری کیلیے روانہ ہوئے تھے صورت اپنی فراش خدمتگار کی سی بنا کر داخل بارگاہ ہوئے اسی اثنا میں ماہ یعنی کنیز بھی پہنچی
پس اسکے سامنے پہونچتے ہی بلا نے یہ خیال سے کہ یہ عیار ہے بھاگ نجائے ایک گولہ فولادی سحر کا بالہ ماہ نقلی کے سینے پر مارا وہ بھی غافل تھی اسوجہ سے بچ نہ
سکی گولا سینہ توڑ کر پشت کے پار نکل گیا اور علامت مرگ ساحرہ پیدا ہوئی بختیارک گھبرا کر کھڑا ہو گیا اور پکار اٹھا کہ بلا تمنے قتل کرنے
میں جلدی کی عیار اتنا جلد مرنا نہیں جانتے دیکھو وہ نہ ہلاک ہوئے یہ کوئی اور تھا ادھر تو شیطان تسخر کرتا تھا ادھر کنیز کے سر سے غل مچا یہ
تھا آواز آئی تھی کہ افسوس ہے مار ڈالا نرگس جادو کو یہ صدا سنکر بلا کے ہوش اڑ گئے کہ یہ تھی کنیز خاص ملکہ ماہ کی قتل ہوئی عیار نہ مارا گیا
بختیارک نے کہا بتاؤ کہ وہ ایسے ہی ہیں کہ انکی الا بلا سیر ایسی لونڈیاں بہت مرجاتی ہیں وہ بھلا مرنا کیا جانین ایسا سبق تو وہ پڑھے
نہیں یہ کتاب تو انکی نگاہ سے نہیں گذری کہ زندگی پر عزت انکے آتے کہاں مرنا کہاں وہ منزل تو انکا مرگ سے اور وہاں سے فاصلہ
رہتا ہے جو ایسے ہی وہ مرجایا کریں تو ساحروں کو کون پالے کہ نظم

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| کبھی موت اپنی آتے ہی نہ دیکھی | | ہزاروں ساحروں کی جان لے گی | | وہ ہیں جینے کی نسبت میں مسیحا |
| بلاکو ہیں وہ بہر قتل اعدا | | | | |

بلا اسکے گھبرانے سے ایسا گھبرایا کہ چاہا کہ غائب ہو جاؤں اور سوچتا تھا کہ یہ کیا طلسمات
ہے گمان یہ تھا کہ عیار نے ماہ کو غار میں ڈال دیا ہے اور آپ اسکی صورت بنکر بیٹھا ہے یہاں عیار کے عوض کنیز نکلی کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ
کیا ماجرا ہے کیا کنیز عیار ہو گئی یا وہ ملکی تھی پھر یہ نہیں معلوم کہ اسنے صورت کیونکر بدلی اور اسے کیا پڑی تھی جو عیار و دبیر سے سحر اڑوائی
یہی سوچ میں تھا کہ چالاک جو خدمتگار بنا بیٹھا تھا اسنے ایک حول ہاتھ پھونک کر اسکے سر پر لگائی اور کہا اے سوچتا کیا ہے اے حرام
ولد الحرام شیطان ابن شیطان بختیارک نے ایمان سے تیری کنیز کو اسوقت قتل کر دیا یہ نعرہ سنکر اور دھپ کھا کر بلا چاہتا تھا کہ سنبھلے
چالاک سر اسکا کچھ فرا کر نکل گیا اور بختیارک پکارا کہ بہت تیرے کی بہت ساحری بگھارتا تھا بیارک شہ یہ پہلی چوٹ ہے اس دھپ کے
پڑنے سے گویا نجات ہو گئی مرشد زادے کا ہاتھ سر تک پہونچا سرفراز ہوئے سر ہے یہ کہ سر منظور نظر ہو چکا ایکدن نذر کرنا ہوگا بلا بت
ٹھہرا یا اور لقا سے عرض کی کہ یا خداوند یہ کیا معرکہ ہے اس خرس صحرا نے بجز دی سے کہا کہ میں تیری کنگ قدرت کا تماشہ دیکھتا ہوں اے بندہ
مجس تیری سمجھ میں نہ آئیگا اور تیرا اعتقاد فاسد ہو گیا ہے جلد با رادت تمام سجدہ کر اسنے سجدہ کیا اسوقت اسنے کہا کہ تونے عیاروں کی نسبت غرور
بہت کیا تھا تو بندہ میرا سمجھا تھا انکی حقیقت نہ سمجھنے سے انہیں کو تجھ پر غالب کر دیا کسلئے کہ وہ بھی میرے پیارے بندے ہیں جب تو میں
انکی خدمت نہیں کرتا ہوں اور انکے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہوں اب خبردار انکو حقیر نہ سمجھنا یہ تقریر سنکر اسنے توبہ کی اور بختیارک نے کہا
اے بلا اب چلو ڈوبنا رے لئے بلا لائیں اسنے کہا اچھا چلو یہ کہکر روانہ ہوا بختیارک آگے آگے یہ پیچھے پیچھے چلا ہے تو اس فکر میں دونوں چلے مگر ذرہ
تماشہ یہ ہوا کہ سیارہ جو ماہ کنیز کو بنا کر آپ جوگی بنکر نکلا تو سیدھا اسی غار پر آیا کہ جہاں ماہ کو بند کر آیا تھا اور اسکو اس خیال سے کہ حال
کنیز کا ظاہر ضرور ہوگا اور تلاش ماہ کی ضرور ہوگی جب پتہ نہ لگیگا تو بلا اپنے سحر سے دریافت کریگا کہ ماہ غار میں ہے پس وہ یہاں اسکو نکالنے
آئیگا چنانچہ تم چھوڑ دیکھے ٹھہرے رہو تا کہ وہ سحر سے حال ماہ دریافت کرے پھر اس غار میں بنکر تم پڑے ہو اور عیاری کر دیہ تجویز کرکے کچھ دیر
ٹھہر کر غار سے ماہ کو نکالکر ایک درخت پر چڑھا کر کسی شاخ سے تونگی اسمیں باندھ دیا اور اسکی صورت بنکر داڑھی سے برہنہ لنگوٹی باندھ کر
غار میں جا کر اپنے تئیں مثل بیہوشوں کے بنا کر پڑا اور یہاں حال ماہ پہلے ہی بلا دریافت کر چکا تھا اسکے ٹھہرنے کی کچھ ضرورت نہ تھی اب جو یہ
غار میں ٹھہرا وہ تو چل ہی چکا تھا کچھ عرصہ اسکو ٹھہرے ہوئے نہ گزرا تھا کہ وہ آ پہونچا اور ماہ سمجھکر اسکو غار سے نکالا دیکھا کہ برہنہ بدن
ہے بیہوشی سے خستہ تن ہے اسنے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب ماہ نقلی کی آنکھ کھلی پوچھا کہ کیا ماجرا ہے اسنے سب حال بیان کیا اور اسکو
لیکر چلا اور راز یہ کہ وہ برہنہ تھی اسوجہ سے بارگاہ خداوندی میں نہ گئی اپنے خیمہ میں آئی بختیارک نے کہا میں چل کر خداوند سے خوشخبری سناتا
ہوں اے ماہ کپڑے بدلکر تم بھی آؤ اسنے کہا اچھا بس شیطان تو چلا گیا اور بلا بیٹھا رہا ماہ نقلی نے پوشاک نکالکر پہنی اور موقع جو پایا چاہا
کہ بلا کو مار ڈالوں لیکن پھر راہ کر منہ بنا کر گویا ہوا کہ بلا کے عیار میں یہ غضب دیکھو کہ میرا یہ حال انھوں نے کیا اب مجھے یہ کھٹکا پیدا ہوا کہ کہیں
تمکو اے بلا وہ لوگ بیہوشی نہ پلا دیں اور ہلاک کریں اسنے کہا یوں تو مسیبے لیے جو خود تم کہو ہے میں غرور نہیں کرتا ہوں کہ خداوند کے خلاف ہو گزرتا
جانتا ہوں کہ یہ مجھکو بیہوشی اگر پلا دے تو سحر کے زیر مجھے پہنچے سند ہیں اور کسی طرح سے میں بیہوش نہ ہوں اور اگر کوئی مجھکو ضرب لگانے تو یہ سحر کے نام
اسکا پکڑ لیتا ہے سیارہ نے جو یہ باتیں سنیں دلسے کہا خوب ہے اچھا میں نے اسکو بیہوشی اسوقت نہ دی نہیں تو حال میرا ظاہر ہو جاتا اب اور کوئی
تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر دوسرا لکھیلا یعنی چہرہ غضبناک بنا کر کہا اے بلا مجھکو تو اسوقت غصہ ہے کہ جی چاہتا ہے سب مسلمانوں کو جا کر

ہیو مش اپنی ذلت کے ابھی قتل کردوں وہ اپنی جان و دل اردن جیا۔ ونکے کپڑے اڑا دوں اسنے کہا اے ماہ صبر کرو خداوند کی تقدیر پر سب کام موقوف ہیں
ابھی مرضی خداوند کی نہیں ہے کہ یہ مسلمان قتل ہوں اسنے کہا اگر سبکو قتل کرنا ممکن نہیں تو وہ مسلمان جو قید ہو چکے ہیں انکو تو میرے حوالے
کرو تاکہ انکو ہلاک کرکے اپنا دل غمگین شاد کروں ورنہ فرط رنج سے میں اپنی جان دونگی یہ کہکر ایسا روئی اور تلملائی کہ بلا بیچین ہو گیا اور
کہا اے ملکہ تم روتی کیوں ہو میں قید منگائے دیتا ہوں یہ کہکر سحر پڑھکر دستک دی کہ فوراً کیطرف سے سیطرح سے گھوڑے پر سوار علمشاہ
وغیرہ تمام سرداران مقید اتر آئے سحر سے بیحس و حرکت تھے اسنے کہا او انکے سر کاٹو ماہ نے کہا کہ اب سحر انپر سے دفع کرو میں
انکو پہاڑ پر لیجا کر بلندی پر سے نیچے گرا دوں کہ چور چور ہو جائیں یہاں انکی حرمت کو لیس ہو نہ کہ حمزہ آجائے اسنے اسکی خاطر سے
سحر بھی دفع کیا کیونکہ غارت اسکو نکال لایا تھا کوئی دغدغہ تو اسکی نسبت تھا نہیں سب قیدی اسکے حوالہ کیے یہ پاس ان قیدیوں کے
گیا اور بظاہر سحر پڑھکر انپر پھونکا اور پھونکتے وقت جب قریب لا چکے سے کہا میں سیارہ ہوں تم سبکو خبر دینے آیا ہوں کچھ بولنا نہیں ورنہ
پھر گرفتار سحر ہو جاؤ گے تمہارا سحر اتر گیا ... وہ جو لوگ سب بیجان ہو رہے تھے اسکے کہنے سے خاموش ہو رہے اور ... سب کو لیکر ... نکلے تب تک
لشکر میں پہونچا ادھر سے بختیارک تو پہنچ گیا تھا اسنے دیکھا کہ ماہ سب قیدیوں کو لیے جاتی ہے یہ گھبرایا کہ اسلئے ... انہیں کہاں
لیے جاتی ہو اسنے ایک رقعہ نکالکر جھولی سے اسکو دیا کہ ملکہ یہ رقعہ ہے خداوند کے پاس لیجاؤ اور جواب لیا جلد تر آؤ یہ ... سامنے پہاڑ
ہے میں وہاں ان سبکو لیجا کر تمہارا انتظار کرونگی تم جاؤ گے تو انکو قتل کرونگی راہ میں اس رقعہ کو نہ کھولنا ... بختیارک کو یہ
کچھ ظن تو عیار کا ہوا مگر سمجھا کہ یہ جو عیار ہوتا تو سردار کو چھوڑ کر اسطرح چلا نہ جاتا سحر اتر نے ست ... لگتے معلوم ہوتے کہ ابھی
تک سحر ماہ میں گرفتار ہیں پھر سوچا کہ ماہ یہ عیار ہو اور اسنے کہدیا ہو کہ چپکے رہنا تب بھی یہ ہو جب سے سب خاموش ہوں میں نے تو دیکھنا چاہیے
پھر یہ کہتا ہیں تا کہ تو کیا ہی ایسا نہ ہو اور مجھکو مار ڈالیں یہ سمجھکر رقعہ لیکر پھرا ادھر تمام سرداروں کو سیارہ اپنے لشکر میں لایا اور
چالاک وغیرہ بھی امیر کے آئے سردار آکر آداب بجا لائے ہر ایک نے امیر نے خلعت فاخرہ سبکو دئیے سیارہ کو خلعت و انعام سے
نہال کیا پھر حکم آغاز ہونے جلسے مسرت کا دیا ناچ ہونے لگا یہاں تو یہ خوشی ہو رہی تھی سیارہ پھر چلا کہ ماہ جو درخت پر بندھی تھی اسکو
اتار کر پھر غار میں ڈالدوں تا کہ میرے دھوکے سے شاید ساحر آکر ڈالیں غرضکہ وہاں سے صحرا میں آکر ماہ اصلی کو درخت سے اتار کر اور
اسی غار میں کہ جسمیں پہلے اسکو رکھا تھا لایا مگر اتنے عرصہ میں بختیارک نے رقعہ خود پڑھا اور ہنستا ہوا خیمہ میں گیا وہیں بلا بیٹھا ہوا
انتظار کر رہا تھا کہ سرداروں کو قتل کرکے ماہ آتی ہوگی کہ یہ پہونچا اور کہا آپ یہاں کیلئے بیٹھے کیا کرتے ہو آخر سرداروں کو ہاتھ سے کھو
بیٹھے کہا کیوں کچھ تو کہو اسنے کہا کیا خاک کہیں جلد خداوند کے پاس سب کھل جائیگا بلا گھبرایا اسنے لقا کے پاس بختیارک نے
عرض پیش کیا کہ خداوند اسے ملاحظہ فرمائیں مرشد زادے دیکھنے ہیں اس مردود نے کہا تو ہی پڑھ کر سنا اسنے باآواز بلند پڑھا مضمون
یہ تھا کہ اے میمون بادیہ بخت اے خر بے پالے خواری و ذلت ان سحر کرتو انکو اپنے یہاں سے نکالدے اپنے سر سے ہمارے گزند پہنچانے کی
بلا ٹالدے نہیں تو وہ روز بد میرے ہاتھ سے دیکھیگا کہ کبھی کاہیکو کسی دشمن نے دیکھا ہوگا ہم سیارہ بن عمرو سب سردار میں چھڑا
لیگیا یہ مضمون سنکر لقا نے کہا او تجھی ان عیاروں کو میں نے ایسی ہی قدرت دی ہے جیسا کہ تحریر کرنے میں بھی ہو نہ الا ہر بلا یہ تقریر سنکر گھبرایا
اور کہا یا خداوند یہ آپ کیا فرماتے ہیں لقا نے کہا اے دلت سچ فرماتے ہیں عمرو تیر مجھکو خراب کریگا اسنے کہا میں کیا کروں یہ میں چکر نہ دونگا
اس مردود نے جواب دیا تو ہم تجھکو سب پر غالب کرینگے بلا کو اس کلمے سے فی الجملہ تسکین ہوئی لیکن ایسا خوفناک تھا کہ تحریر چلا آتی ہیں

صبا کو طلب کیا وہ بردے ہوا ہی پر اسکے سحر کرنے سے بارگاہ مین اتر آئی دیکھا کہ بھائی میرا گھبرایا ہوا ہے پس اسکو پریشان دیکھکر قریب آکر بیٹھی اور کہا بھائی بھیا خیر تو ہے تم اداس کیون ہو اسنے سارا ماجرا عیارونکا اسکے بیان کیا اسنے حال سنکر بہت کچھ تسلی دی اور کہا تم گھبراؤ نہیں مین مقابلہ کرکے کام ان عیارونکا تمام کردونگی اور جملہ اہل اسلام کا خاتمہ کرکے خداوندی کی خدائی کا خرخشہ مٹا دونگی اچھلے جاتی تھی اب تم دیکھنا کہ ماہ کو عیار نے گمان رکھا ہے اسکے کہنے سے سحر اور رق نکالکر دیکھی معلوم ہوا کہ پیلے درخت پر باندھا تھا مگر اب ہاتھ سے اتار کر غار مین لیگیا ہے یہ دیکھکر صبا نے کہا اسنے کہا ایسے مین چلو اس عیار کو بھی پکڑ لیں اور ماہ کو بھی بارگرین اسنے کہا چلو یہ پڑھ کر سحر دونون اڑکر چلے اگر سیارہ غار مین ماہ کو بٹھا کر اور دہن غار پر کمند لگا کر صدقہ ہاے گنہ خس پوش کرکے غار سے نکلا تھا کہ یہ آکر پہونچے سیارہ انکو دیکھکر بھاگا اور درہ کوہ مین چلا گیا انھون نے جانے دیا بھیکر فرط خوف سے سحر بھی بجھا اور غار مین آکر جب انکو دیکھا کہ ماہ بیہوش پڑی ہے یہ بھی کود جا جیسے ہی غار مین اترا کمند مین پھنسکر گردن لاشی ہو کر گر لادر سمجھا کہ مجکو عیار نے پکڑا اس لیا بدحواس ہوا کہ چیخنے لگا اے بیوی بچیو دوڑو مجکو مارے ڈالتا ہے صبا بھی اسکے چیخنے سے گھبرا گئی لیکن ادھر ادھر دیکھکر کچھ اسنے سحر پڑھا کہ کمند جلگئی اور بلا جیسے تاسیدھا نکل بھاگا صبا بھی اسی خوف کے غار مین نہ گئی مگر ایک تپہ بھیج کر وہ جاگرہ کو لٹایا اسکو لیکر بلا کے پاس بارگاہ مین آئی اور کہا اوراق مین دیکھو کہ یہ اصلی ماہ ہے یا نہیں اسنے سحر اوراق دیکھے معلوم ہوا کہ یہ اصلی ہے کچھ خوف نہ کر جب پڑھ دیا تو ماہ کو ہوشیار کیا لباس شگار پہنایا اور سارا ماجرا اس سے بیان کیا مجکو تاریک نے سب کیفیت کمند مین پھنسنے کی سنکر کہا کہ اے بلا بڑی خیر ہوئی کہ تم بچ آئے غنیمت سمجھو بیشک وہ اس غار کے کسی کونے مین ہونگے یہی بلا تگنی : یک ہاتھ خنجر کا نہ انھون نے رسید کیا صبا نے کہا کہ تم اور دھکا کے مارے ڈالتے ہو وہ ہوا کیا حقیقت رکھتا ہے میرے سامنے سے بھاگ گیا اگر ٹھہر جاتا تو مارا جاتا الغرض شیطان نے کہا ایک تو غرور کرینگی سزا پا چکے ہیں اب ہم باقی ہو دیکھو وہ یہاں کہین ہونگے سنینگے تو ناک کاٹ لینگے صبا نے یہ کلام سنکر جھلا کر کہا کہ اچھا اب میرے نام پر طبل جنگ بجوا دو کہ مین سب سلمانونکا خاتمہ کردون یہ کہکر مصروف میخواری ہوئی چنانچہ اسی ہنگامہ مین دن تو گذر ہی چکا تھا اور ماہ آسمانی بصورت نورانی غار تیرہ ظلمت سے نکلا اور پنجہ نور لیکر آفتاب غار مغرب مین گیا

**ابیات**

ہجوم شام نے گیسو کو کھولا ۔ تصور مین لگا ہون کو جو تولا

بشکل قصد آپہونچا وہ نزدیک ۔ بہت تھا بخت عاشق سے بھی تاریک

صدائے طبل جنگ بیدار ہنگ لشکر ساحران مین لمحہ بھی عیاران با نام و ننگ [illegible] شاہ قوی جنگ مین حاضر ہو کر دعاے درگاہ دولت بہ زار عجز و منت بجالائے اور عرض پیرا ہوے کہ

**نظم**

ملک بارگاہا فلک و رنگ سا ۔ شہنشاہ عالم ہین تیرے گدا

سنا ہے کہ ہے ساحر نابکار ۔ کرینگے بوقت سحر کارزار

یہ خبر سنکر ادھر بھی طبل جنگ پر چوب پڑی دل ترک فلک مین ہل چل پڑی سپاہ دہر نے ہتھیارونکی آراستگی شروع کی لشکر اسلام مین بہادر سردار شمشیر لیے نقدم پر پائے اسطرف بلا و صبا دونون غائب ہوگئے مگر بلا سے اجازت آراستگی لیکر ماہ خیمہ مین آئی لیکن عیاران لشکر اسلام آچکی انکو بھر بہر قتل ساحران چلے سیارہ بھی درہ کوہ سے نکلکر ہر سمت پھرتا ہوا لشکر لقا مین آیا القاطیل جسنے دربار برخاست کر چکا تھا کجنیارک اپنے خیمہ پر سوار ہو کر اپنے خیمہ کو جاتا تھا اور خدمتگارون سے کہتا جاتا تھا کہ جو کوئی غیر شخص تمھارے پاس آئے اسکو پکڑ لینا سیارہ نے جو یہ سامان دیکھا تو ایک مشعل کسوت سے گودڑ نکالکر بنائی اور اسکو روشن کرکے خیمہ کے قریب آکر ملک جی کے منہ سے وہ مشعل لگا نا ہوا ہی خدمتگار دوڑے

کہ ہاں ہاں کیا کرتا ہے بختیارک نے بہانہ کر کے اسکو نہ گرفتار کرادیا ہمارے پہلے نوکر میں ادا جان کے وقت سے ملازم چلے آتے ہیں
خدمتگار یہ سنکر چھپ رہے اور برا بھلا کہنے لگے کہ کیا حرامزادہ شیطان ہے کہ آپ ہی تو کہتا تھا جو کوئی ملے گرفتار کرنا اب انکو اپنا بزرگ بتاتا ہے
ماہ حور سیارہ نے کہا ملک جی ہماری گرفتاری کیلیے حاضر ہونیسے تاکید کرتے تھے اسنے ہاتھ باندھے کہ میری کیا مجال وہ شخص تو آپکا غلام
بلکہ غلام کا غلام ہے یہی باتیں کرتے ہوئے خیمے تک پہونچے ملک جی خیمے میں اتر گئے یہ بھی ساتھ گیا اسنے تمام عرض کیا کہ آج میرا پاؤں
پھسلتے بچی یا نہ اسنے کہا کیونکر جان بچی کہ ہمکو ان حروف نے پریشان کر رکھا ہے ان حروف کو نکالدو تو جان بچے اسنے کہا مرشد زادے جو میں نے
مارڈالا ہیں یہ کام میرے اختیار میں نہیں ہے یہ کہکر گشتی ان سے جواہر کی اور تحفہ جات پیش کیے اور منت بہت کی سیارہ سمجھا کہ ساحر کو نکلنے
میں پہلے بس ہے کیونکر جو اہر لیکر وہاں سے روانہ ہوا یہ تو اس سمت چلا ادھر **کلباد عراقی** جو داخل لشکر عدو ہو اور قریب بارگاہ **ماہ** آیا
ان بارگاہ کے قریب خیمہ استادہ ہیں اور انہیں آبدارخانہ توشک خانہ دیکھ ماہ کا ہے اسنے دیکھا کہ ایک خیمہ میں آبدارخانہ کے داروغہ آرام کرتے ہیں
ہیں یہ دیکھتے ہی اسنے صورت اپنی مثل عورت کے بنائی اور اس خیمہ میں گیا دیکھا تو سب سوتے ہیں یہ آہستہ آہستہ آبدارخانہ کے داروغہ
کے پلنگ پاس گیا اور اسکے منہ پر بیہوشی ملکر بیہوش کرکے اسکو تو زیر پلنگ ڈالا آپ پلنگ پر بیٹھکر لباس اسکا اتار کر پہنا اور اسکی سی
صورت بنکر لیٹ رہا بعد کچھ دیر کے وہاں سے اٹھکر اندر بارگاہ کے گیا دیکھا تو ابھی نظام نوج کر رہی ہے یہ بھی ٹھہرا رہا ماہ نے کچھ
عرصہ میں آبخاصہ طلب کیا یہ لپکا اور خیمہ میں آکر گلاس میں پانی برف کا چھلا بھر کر تھالی جو جڑ میں لگا کر پانی میں بیہوشی ملا کر سامنے اسکے
لے آیا اسنے اسکو بنگاہ غضب دیکھا اسنے جانا کہ یہ مجکو پہچان گئی بس رنج ہوا اسکا جام آب سامنے کرکے وقت بھر گیا اسنے جبھی تو پہچان تھا ہاتھ
تھوڑے سے پہچانا کہ یہ کوئی عیار ہے بس سحر پڑھکر منہ پھونکا کہ پاؤں اسکے زمین نے پکڑ لیے اور غلغلہ ہوا کہ عیار پکڑا گیا **بختیارک** کسیطرح
سیلاب پھرا ہوا اسطرف آتا تھا اسنے بھی غوغا سنا اور خیال کیا کہ نہیں معلوم کونسا ہمارا عیار گرفتار ہوا ہے چلکر اسکو چھڑانا چاہیے یہ
سمجھ کر عیار یہ جا کر صورت اپنی مثل بلا جادو کے بنائی اسطرح جھولا سحر کا گلے میں ڈالا جواہرات کے بت ہاتھ میں باندھے دھواں دیا کہ
کان آنکھ ناک سے شعلہ آتش کے نکلتے معلوم ہوتے تھے رنگ چہرے کا بہت سیاہ بنایا کھال مردار یہ نگا اسر پر رکھکر جوڑا باندھا اور ڈاڑھی
سر پر رکھی اس صورت سے یہ بنکر قریب بارگاہ ماہ آکر اسطرح جست کی کہ بیچ صحن میں آکر گرا ماہ اور حاضرین دربار نے جو اسکو دیکھا سمجھے کہ
بلا جو غائب ہے شاید اسوقت رو برو ہوا ہے اترا آیا ہے بس یہ سمجھکر مع ماہ سب نے اٹھکر تعظیم دی اور تسلیم کی یہ قریب **ماہ** کے جا کر بیٹھا اور کہا
اسوقت مجکو سحر نے خبر دی کہ عیار تمہارے یہاں آیا ہے کس میں اتر آیا ایسا نہ ہو تمکو کچھ ضرر پہونچا سکے کہا حضور کی پرورش میرے حال
پر ہوئی آپ میرا خیال نہ رکھیں تو اور کون رکھے آپکے اقبال سے میں نے اس عیار کو پکڑ لیا دیکھیے وہ سامنے مقید کھڑا ہے یہ سنکر اسنے
جانب عیار منہ کر کے دیکھا اور اٹھکر بغضب تمام ایک طمانچہ اسکے مارا اور کہا او نابکار دیکھ تو میں کس حال میں ہوں تجکو مارتا ہوں لیکن بظاہر طمانچہ
بعد ہے زور سے پڑا مگر رخسار پر بہت ہلکا معلوم ہوا **کلباد** سمجھا کہ یہ بلا نہیں کوئی میرے ساتھی عیار ہے بس اسکو بہت اطمینان ہوا کہ اب
میں چھوٹ جاؤنگا یہ تو اس فکر میں تھا کہ بلا نقلی نے ماہ سے کہا کہ عیار یہاں آگئے ہیں تمکو اس عیار کے چھڑانیکے لیے پریشان کرینگے اسلیے
میں اس عیار کو اپنے ہمراہ بالا لیجاتا ہوں اسے قید رکھکر جسطرح قتل کرونگا اور سر بھیجونگا ماہ نے یہ سنکر اپنا سحر اتارا
اور کہا اچھا لیجائیے اسنے اٹھکر ایک بار پھونکا دکھلائی اوسے **کلباد** کو جھانکا یہ سمجھے کہ ماہ نے اسنے عیار کو سحر کر لیا غرض
بعد اسی تدبیر کے اسکا ہاتھ پکڑ کر بارگاہ سے لایا اور نعرہ کیا کہ اے او **ماہ** تجکو معلوم ہو کہ میں بختیارک ہوں جانم سیارہ آگیا یہاں

غلغلۂ عظیم برپا ہوا صفوف میں درہمی برہمی ہوئی بہادر چار دست سے مرکب جھکا کر تیغیں علم کر کے جانب ساحرہ چلے لیکن حرارت آتش دہن اژدر سے پسینے
ٹپکنے لگے شور واویلا بلند ہوا امیر نے یہ ہنگامہ دیکھکر اسم اعظم الٰہی ورد زبان کیا اور خنجر دیوزاد بڑھایا اس ساحرہ نے اسکو دیکھکر پھر ایک
ترسول اژدر پر مارا کہ وہ اژدر اس نجبہ کو لیکر زمین میں سما گیا امیر اسکو غائب دیکھکر رکے لیکن جس جگہ کہ وہ ساحرہ زمین غرق ہوئی تھی شعلہ آتش
وہاں سے نکلنے لگے اور لشکر کے آدمی سو سو دو دو سو غرق زمین ہونے لگے ان مردوں کو دیکھکر لشکر میں پھر تلاطم برپا ہوا اور کئی ہزار آدمی
پیوند زمین ہوئے اسوقت امیر نے مرکب اڑا کر اپنے تئیں اس مقام پر پہونچایا اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ یکایک وہ ساحرہ مع اژدر شعلہ فشاں
زمین سے نکلی اژدر کا قد اب سو گز کا تھا اور ساحرہ بھی آنکھیں لال لال کیے منھ سے شعلے چھوڑتی ہیبت سے صورت سماے بالا زمین تک لٹکائے
ظاہر ہوئی اور ترسول پکڑ کر امیر پر حملہ کیا آپ نے حملہ اسکا رد کر کے نعرۂ اللہ اکبر بلند فرمایا اور اسم اعظم دم کر کے تلوار پر عقرب سلیمانی کا ہاتھ
اسکے سر نحس پر لگایا برکت اسماے الٰہی سے تلوار ایسی پڑی کہ مع اژدر وہ ساحرہ کے چار ٹکڑے ہوئے غلغلۂ قیامت خیز برپا ہوا آندھی
ویسا اندھیری کردی آگ برسنے لگی سیہ رون نے غل مچایا کہ افسوس ہر بار اماہ جادو کو اس ہنگامہ کو دیکھکر ماہ و صباد غیرہ نے ایک نعرہ
آہ مارا اور فوج ساحران کو للکارا کہ ہاں لینا اس مسلمان کو ساحر حملہ آور ہوئے **بختیارک** نے اس حملہ کو دیکھکر غور کیا کہ اس
گرمی میں جلاد غیرہ قتل ہو جاینگے کیونکہ انکو غصہ بہت ہے اور حمزہ مالک باطل السحر ہیں وہ ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیگا لہذا جنگ ملتوی کرا کر ان سبکو
بچانا چاہیے یہ سمجھکر افسران لشکر کو اسے بھی حکم حملہ کر دیا یا نام سبحانی دیا خنجر ترکی و مشتری و عیاری اور کوہی و سلیمانی ترکانی جمشیدی
گیومرثی تیر و تلوار و گرز وغیرہ سے کام لینے لگے نیزہ داروں نے دشت قتال میں سنان نہادیا تیر افگنوں نے مینہ برسادیا امیر اور بہادران
لشکر اسلام بھی سینہ سپر کر کے عدو کو روز بد دکھانے لگے پیچھے ہاتھ تلوار دست بڑھ بڑھ کر لگانے لگے ہر بہادر کہ زخم کو زخم نہ سمجھتے تھے
بجائے بینا انکے نزدیک کھیل تھا تیغ کو انکی سر گردن سے دشمن کے میل تھا جو نیاری انکی بازی تھی دم شمشیر سے دمسازی بھی
ہر ایک شمشیر زنی فراش تھی بچھی ہوئی لاش پر لاش تھی بہیرن ہستی قطع ہو کر انکا بچھونا تھا زندگی کا ہر ایک کو رونا تھا نا نفس کی ڈوریان
کسی تھیں خیمہ جسد ویران تھے اہل بزم پریشان تھے ڈھالیں ابر کی طرح چھائی تھیں یا شامیانہ تنا تھا تار شعاع شمشیر کی یہ
ایسا اجتماع تھا کہ کلابتون کی ڈوریاں اس ہنگامہ کی تھیں رقص بسمل نے کیفیتیں دکھائیں کہ **ابیات**

بیامد بہ خورشید گرد سیاہ
ندیدہ کس از گرد خورشید ماہ

بنزد سران سر انجمن
شدان جادوے زشت و ناپاک تن

غریوے بر آورد بر ساق شیر
سپہدار اسلام چون فیل مست

ہمی گشت شان و ہمیگر دیست
بپے دشمن آورد چون گور زیر

چو اندر گیا آتش تیز و باد
بلشکر گہ دشمن اندر فتاد

ساحروں نے ہر چند بہت سے طرح طرح کی آفت برپا کی یعنی آگ برسائی پہاڑ اٹھا کر ڈھلکائے
مار و عقرب برسائے اژدہا سے بلا کر لڑائے مگر ببرکت اسم اعظم اہل اسلام ان بلاؤں سے محفوظ رہے اور قتل کیے جاتے مقابلہ امیر جانب
ساحران بڑھے **بختیارک** نے یہ دیکھکر طبل بازگشت بجوادیا امیر جانے بڑھے ادھر بھی طبل آسایش پر چوب پڑی فوجیں پھر کر پڑاؤ پر آئیں امیر
نے لاشیں اپنے لشکر کے مقتولوں کی اٹھائیں پھر بارگاہ میں آ ... زخمیوں کے ٹانکے دلوائے دربار برخاست ہوا ہر ایک سوار اپنے اپنے
مقام پر جا کر مصروف عیش و نشاط ہوئے بادشاہی ... ہوئے یہاں تو کیفیت ہے لیکن اس طرف ملکہ ... ماہ ... بہت
... اسکے مرنیکا غم کیا پھر بارگاہ لقا میں آ ... یادوان مہتاب و صباحی ... غم ظاہر کرنے لگیں ... ایک نے کہا عمرو ...

ایکدن باسطیلع تم سب خوابگاہ عدم میں جاکر سو رہو گے عالم ارواح میں رہو گے ساحرون نے متفق اللفظ اسکے قول کی تائید کی مہتاب جادو نے
بھی کہا کہ ملکہ جی سچ فرماتی ہین بغیر اسم اعظم بجھائے حمزہ سے کوئی لڑ نہیں سکتا اچھا آجکی رات میں ایک سحر تیار کرتی ہون اگر اس سحر
سے بھی کچھ نہوا تو اسم اعظم کی تدبیر کرونگی یہ کہکر کچھ دیر بیٹھی رہی جب وقت آیا کہ اژدر شب بر ماہ آسمان بسان ساحران سوار ہوا اور ہر رگ
ساحر روز سے عالم میں اندھیرا چھایا۔ **نظم**

سے غم سے بھرا جو ساغر شام ۔ تو پہنی شب نے پوشاک سیہ فام
ڈھلا دن کی طرح تارونکا جوبن ۔ کیا شب نے چراغ ماہ روشن

**مہتاب** بارگاہ سے اٹھکر اژدر پر سوار ہوکر حوالی کوہ عقیق میں پہونچی ایک چشمہ کے کنارے اتری
برہنہ ہوکر اس چشمہ میں پہلے نہائی پھر کنارے آکر ریتی بھی کھائی میں ایک آگ جلائی اپنے خون سے چھینٹے اس چوبک پر دینے لگی اور سحر پڑھتی
تھی پہر رات تک اسطرح افسون خوان رہی بعد نصف شب تمین دیگچی در زرد دیکر چینخنے لگی ناگاہ اس چوبک کی لو تھڑ کر شق ہوئی اور ایک
شیطان خبیث نے اسمین سے منہ نکال کر پوچھا کہ کیا کہتی ہے اسنے کہا مجھکو منظور ہے کہ مسلمانونکو آپسمین لڑا دون ایک کو دوسرے کے ہاتھ
سے قتل کراؤن شیطان نے جواب دیا کہ یہ کچھ مشکل نہیں جا ایسا ہی ہوگا اسنے کہا **حمزہ** افسر لشکر مسلمانان دفع سحر پڑھتا ہے اسکا کیا علاج
اسنے سوچا ہی اسنے بیان کیا کہ جب **حمزہ** ان لڑنیوالونکے قریب دفع سحر کرنے آئیگا تو گرد پیدا ہوگی وہ لڑنیوالے اسمین غائب ہوجائینگے
**حمزہ** پھر انکو نہ پائیگا اسنے کہا پھر وہ لوگ کہان جائینگے اسنے جواب دیا کہ ہم قید کرلائینگے ساحرہ ان باتون سے بہت خوش ہوئی اور اس
شیطانکو اپنا خون جسم کا ٹکر پلایا اور رخصت کیا کہ وہ غائب ہوگیا اسنے بہت سے دانے ماش کے لوہے چوبک کے اتار لیے اور چوبک
بجھاکر غائب ہوگئی یہ دیو سے ہوا اپنے بھائی بلال پاس آکر سوئی جب ساحر روزگار نے آفتاب کی چوبک چشمہ فلک کے کنارے جلائی اور
حوادث دہر نے شیطان بنکر عجوز اران مال دنیا کی صورت دکھائی کر ریت ہوئی پھر صبح تابان دشتی پیدا ہوئی غائب نظر سے جو شب تا
وقت سحر **لقا** آکر بارگاہ میں تخت پر بیٹھی دربار جمع ہوا ساحر بھی روبرو ہوئے بارگاہ مین آتا آئے جیسے سر زمین دنیا پر سے سایہ
اترا یا فتنہ دہر میں پیدا ہوا اسطرح ظاہر ہوکر دنگل پر بیٹھے نا ہونیکا حکم دیا دن عیش و عشرت میں بسر کیا جب اندھیرا جوت کیطرح سر عالم پر
پڑھا اور عامل روز فقیر آفتاب بجھاکر کنارہ کر گیا اور شب کی پیرزادی نے ہندیہ جات انجم کا نقش شعلہ کہکشان پھیر کر بوجب **نظم**

اداس افسون کیون ہر صورت شام ۔ پڑا ہر سمت مین گردون پہ کہرام
زبان پر مہر کی تھا افسانہ اشک ۔ ستارے بن رہے تھے دانہ اشک

**مہتاب** نے شام ہوتے ہی حکم کوس طبل جنگ کا نقارہ پر چوب پڑی یہ ہنگامہ ہوا کہ بوجب **لمؤلفہ**

صدائے طبل سے پانی ہوئے دل ۔ ندا آئی کہ اب مستی ہے باطل
سمانے میں بہت یہ دور سے ڈھول ۔ لگے کہنے بہادر منہ سے یہ بول

صبح کو حرب بخت کی گونج ہوئی نعرہ شاہ اسلام مین پہونچی ادھر بھی یہ حال ہوا کہ بوجب **لمؤلفہ**

بجا فوج اسلام مین طبل جنگ ۔ پڑا چرخ تک بہ چرخ فیروزہ رنگ
دہل زن دہل زد بہ تحسین او ۔ بہ ہین دین ادین او دین او
شجاعت شعاران رستم خصال ۔ ہوئے مستعد بہر جنگ و جدال

تیاری جنگ دونون جانب غازیون طائر خیال ہیبت زدون کو جانب صحرائے جلادت طاقت پرواز ہوئے ہم سے تو صلح مجی غازیان گلستان
تہوری کو ہرا کردیا یا گل کھلایا کہ گلشن ہستی میں نہال قامت کے قطع ہونیکا وقت قریب یاد آئی خجستہ تیغ کو زنگ آبداری کا پانی کرنے
پر تیار تھی نیزے حدیقہ ارجمندی کے سرو باغ شاد تھے خانہ کمان آباد تھے تیغین سان پر چڑھنے سے شعلہ افشان تھیں جناد ستگری

جنگاریان تھین لال لشکر کے سپاہی سرخ وردی سے لالۂ احمر ریاض شجاعت یا گل بوستان جلادت تھے فوج کی نگرانی آنکھین چار سو لگی تھین گویا نرگس بن گلزار بہادری مین بجہود اتماشا سر دباغ غبار دلکا گویا قمریان بلبلین زمزمہ پرداز تھین نقیب بجتے تھے مرغ ارمان پکاریے اٹھتے تھے جو پریشٹ بھی تھی مہندی کی ٹٹی نظر آتی تھی قرنا ہر ایک شبو تھا گل عباس علم کیصورت ہو بہو تھا غرکب سب نسیم و صبا تشابہ تھے سپر کے پھول تھے یا تختہ سوسن کے قریب کھلے گل گلاب تھے نوجوان لبسان جوانان گلشن تن رہے تھے افسر ہر ایک شمشاد قامت زیور اسلحہ پہنکر عروس بن رہے تھے جرنیل و فوجدار چمنستان جرات کے سرو صنوبر تھے جلد ار نخل تیغ و خنجر تھے لال لال آنکھین سب ہی گل کی رنگت دکھاتین قیامت زاکیتیین نظر آتین صرصر حادثہ زا بوستانفسے وزان تھی یہ صورت نمایان تھی کہ لمؤلفہ

وہ سب گلستان شجاعت کے گل / برنگ عنادل یہ کرتے تھے غل

کہ ہان اے جوانان گلزار رزم / سمجھنا تم اس رزم کو جائے بزم

کسی جا زمین پر تھے نیزے گڑے / کہین سان پر تیغ تھی شعلہ بار

کہ ہو جیسے گلشن مین نخل چنار / شجاعت شعار انکے نیچے کھڑے

یہ ظاہر تھا جیسے نیستان مین شیر / بے صید بیٹھے ہین ہو کر دلیر

رات بھر یہی ہوا سے تند گلستان لشکر مین چلتی رہی جب گل خورشید نسیم سحری نے کھلایا اور گلشن کواکب افلاک دستبرد خزان ہوا کہ بموجب نظم

صف مشرق سے اسپ مہر جہکا / ہوا اٹھے جس گھڑی میدان شب کا

ہوئی مسدود راہ کہکشان صاف / ہوا اک بار روئے آسمان صاف

رایت نصرت آیات فوج ظفر موج شہنشاہ آسمان ورایت نصیب گمنت وجلال بہر جنگ وجدال جانب میدان بڑھا امیر با اقبال مع سرداران رستم خصال سے سجدے سے اگر جلوخانہ بادشاہی مین قرار لب شاہ قوی بال برآمد ہو کر جانب رزمگاہ چلے سردار تسلیم کرکے گرد تخت شاہی ہمرکاب کہ بموجب ابیات لمؤلفہ

پڑی کوس شاہی پہ چوب ایکبار / چلے جانب رزمگہ بادشہ

زمین و زمان مین پڑا زلزلہ / سجے تن پہ تلوار و تیر و تبر

ہوا ن مین ہوا شور حشر آشکار / بہادر ہنرمند عالی گہر

بڑھے کروفر سے بڑی آن سے / ہوئے داخل رزمگہ شان سے

میدان مین پہونچکر یہ صفین جمین اسطرف سے آمد لشکر لقاء بے بقا ہوئی ساحرونین سے بلاد صبا نگر مین بیٹھے ہوئے مہتاب اژدر پر سوار ساحر ونکے پرے ہمراہ لیے آئی لشکر نے صف باندھی قلب مین تخت ہمیونیز کھنچا ہوا لقا کا ٹھہرا نقیب للکارے کڑکیت پکارے کہ بموجب ابیات لمؤلفہ

کہان ہین وہ جنگ آور و دیگران / لڑائی مین جائین لڑا دین ذرا

کدھر ہین شجاعان نام آوران / کہ مٹ جائینگے نام رہجائیگا

جب کل انتظام میدان ہوچکا مہتاب نے قریب تخت خداوند آکر رخصت سرحرب طلب کی لقانے اجازت دی بختیارک نے کہا ماہ کیطرح سے ملکا تم بھی جب تک لشکر جانے مین عجلت نہ کرنا ہو تم کہین داہ رہی دشمنی وہ تجہہ پر کلام سنکر ہنسی اور کہا ملک جی آجکی لڑائی قابل دیکھنے کے ہے یہ کہکر اژدہا بڑھا کر کچھ دور آگے جاکر پکاری کہ اے قاسم وعلمشاہ تم دونون مجھے ڈرنیوالے ہو اگر کبھی آئے ہیں باپ بیٹے لڑے مین اب خل رستم و سہراب بہم دگر مرہم و زمر اس معرکہ مین کرجاؤ یہ سنتے ہی قاسم وعلمشاہ کہ صف دست چپ مین ایک ہی مقام پر کھڑے تھے آمادہ فساد ہوئے علمشاہ نے قاسم کو للکارا کہ دبے دبے تو ہمیشہ مجکو گھورتا ہے اور ہر بات مین جو چڑھتا ہے قاسم نے جواب اسکے نہ دیا کہ زینت رتبہ پدری کا پاس کرتا تھا جسنے آپ کا کرم اکرام جو

اٹھاتا تھا اب میں تلوار کے آگے کچھ باپ دادا کا لحاظ نہ کرونگا زیادہ بولوگے تو زبان تیغ سے جواب دونگا یہ سنکر علمشاہ
تیغہ کپتان فرنگی کھینچکر امیر جھپٹے قاسم نے بھی چالاک کو افراسیاب کی نیام سے یہ دونوں صف لشکر سے باہر ہوے اور
لڑنے لگے حینت تماشمشیرزنی کا شروع ہوا سرداران اسلام جان بحق کرکے چھڑانے بڑھے اور پکارے کہ اے دلاورو
کیا کرتے ہو قدم راہ مروت سے خلاف دھرتے ہو خبردار فساد باہم نہ کرو یہ کہتے ہیں اور کچھ کر نہیں سکتے اسوقت امیر مرکب
بڑھا کر اسم اعظم پڑھتے ہوے چلے ادھر کمند اندازونکو بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ کمندیں ۔۔ ڈالکر انکو اسیر کرو ادھر سے کمند انداز
چلے ادھر سے امیر بڑھے لیکن کوئی قریب انکے پہونچا تھا نہ کسیطرف آندھی آئی اور ایسی جلد کہ یہ آئی آئی قریب گیا
غبار نے ان دونوں لڑنے والونکو چھپا لیا امیر نے اس آندھی پر اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ وہ خاک بباد فنا اڑ گئی لیکن نگاہ جو کی
لاش قاسم و علمشاہ کی پڑی تھی صورت زیر خاک میں ملی تھی آنکھیں حسرت آلود کھلی تھیں باپ کی تلوار بیٹے پر پڑی بیٹے کی
تلوار نے باپ کی جان لی ہے یہ دیکھکر امیر نے چاہا کہ گریبان پھاڑیں فرط غم سے سر پر خاک ڈالیں مگر میدان جنگ میں کھڑے
تھے غیرت شجاعت دامن تھکر دیدہ ولسے اشک گریہ پاک کرنے لگے نالہ نے ضبط کر نیسے گلا گھونٹا آنسو بے ساختہ نکل پڑے
لشکر میں بھی کہرام مچا ہوا کوئی کہتا تھا کہ **بیت** سد گھر کسنے اس عالم میں پایا ۔ زمین سے آسمان نے پھر اٹھایا ۔ کوئی کہتا
تھا **بیت** یہ تازہ دیگئے میں داغ دل کو ۔ بنایا ہے لالہ باغ دل کو ۔ اسیطرح یہ سب تو مصروف نالہ و شیون تھے کہ اس قحبہ
**مہتاب** نے پھر پکار کر کہا کہ اے **لندھور** و اے **مالک** بھلا دیکھوں تو تم دونوں کیونکر باہم مقابلہ کرتے ہو کیسلیے کہ تم دونوں نمک خوار
**حمزہ** ہو یقین ہے کہ خوب لڑتے ہونگے اتنا کہتے ہی **لندھور** نے **مالک** کیطرف دیکھکر نعرہ کیا کہ اے ماہچہ یک بیابان شمار سوسمار
خوار عربی تو ہمیشہ بنگاہ کج مجکو دیکھتا ہے آج آ تو میرے مقابلہ میں **مالک** نے یہ سنکر جواب دیا کہ اے ہندی بیتی خور کم قدر تو لڑنا کیا
جانے یہ کہکر مادیان عربی کو صف سے نکالا ادھر سے فیل میمونہ کو **لندھور** نے ہولا **امیر** ہاں ہاں کرکے چلے از بسکہ لشکر کی صف
دور تک تھی ہنوز جانہیں چاہیں اسوقت تک ۔۔ دونوں لڑنے لگے اسنے نیزہ مارا اسنے گرز مارا دونوں نے صرف بہادری کرکے جنگ مردانہ
آغاز کی اس عرصہ میں **امیر** قریب پہونچے اور ایک طرف سے بحکم بادشاہ کمند انداز آ گئے لیکن ویسی ہی آندھی بہت جلد آئی اور دامن گرد نے
بسان دامن آغوش مادران پرورد گان مہد شجاعت دستوری کو چھپا لیا **امیر** نے قریب پہونچکر اسم اعظم پڑھا کہ وہ آندھی تو
مٹی لیکن ان دونونکی لاش نظر پڑی عیاذاً باللہ صبر تو طاقت ضبط باقی نہ رہی بے اختیار انا للہ و انا الیہ راجعون ارشاد کیا اور کہا
کہ **بیت** فلک تیگا ابھی کیا کیا کہ تو داغ ۔ جلیگا دل کو دیگا تو بدو داغ ۔ یہ تو اس عالم میں تھے کہ ساحرہ نے ہنسکر آواز
بلند کہا اے **فرامرز** و **جمہور** تم دونوں بڑے بہادر کہلاتے ہو کہ پسر خواندہ **حمزہ** ہو چاہیے کہ تم لڑکر مرجاؤ اپنا نام کر جاؤ
یہ آواز سنتے ہی **امیر** چلے کہ میں پہلے ہی جاکر ان دونونکو روکوں اور اسم اعظم پڑھوں لیکن صف میں دست چپ و سرا دست
راست میں تھا اور تخت شاہی سے ملکر صف آراستہ تھیں **امیر** نے بہت دور راستہ **لندھور** وغیرہ بیگر پاں تھے ان دونونکے
پاس جلد پہونچ نہ سکے وہ صف سے نکلکر لڑنے لگے **جمہور** کا تیر زرین **فرامرز** پر پڑا دونوں شیر بیشہ شجاعت میں حربے
رد کرکے باہم گتھ گئے **امیر** قریب پہونچے اسوقت غبار زمین پیدا ہوا اور ان دونوں نور دیدگان مرد مک لا دری کو
ملا گرا یا **امیر** نے جو دیکھا تو لاشہ انکا نظر آیا بحر اشک قلزم چشم سے بہایا دست تاسف ملے اور فرمایا کہ **بیت**

بنایہ تیر تمنے دلپہ مارا نہین ہو صبر کا اب مجکو یارا اب تو مصروف نوحہ و شیون تھے کہ مہتاب نے اپنی پکار اکہ اے سندویل اصفہانی والے مہلیل جنگ عراقی تمھاری رزم بھی قابل دید تھی ہان لڑو تو آپسمین یہ سنکر سندویل و مہلیل صف لشکر سے نکلے اور ہمکلام کرکے باہم لڑنے لگے اور دل گردمین چھپکر مردہ ہوے امیر روتے رہے ساحرہ نے اسیطرح دس پندرہ جوڑ لڑوا دیے یہانتک وہ دن تمام ہوا اور عبار تاریکی شام ظلام نے مبارز فلک کو یعنی نیر جہانتاب کو چھپایا روز روشن مثل شمع کشتہ ساحرہ شب نظر آیا **نظم**

اداسی شام پر چھائی ہوئی تھی
چراغ ماہ تھا وہ روشنی بار
ستارون پر بلا آئی ہوئی تھی
نظر آتے نہ تھے وان نجم سیار

**مہتاب** نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا کہ اے لشکر مسلمانان اگر تمنے میرے خداوند کی اطاعت نہ کی تو صبح کو چراغ ہستی تمھارا گل کردونگی دشت لاشون سے بھردونگی خبردار انکار نہ کرنا ورنہ سزا اپنی کنار مین دیکھوگے یہ کہکر چپ ہوگئی امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت فرما ہوے لشکر سنکر کھولی آسودہ ہوا **القا** بنی بارگاہ مین آکر بیٹھا ناچ ہونے لگا صحبت نشاط برپا ہوئی لشکر اسلام مین ہر شخص فرط غم سے افسانہ حیرت و حسرت بر زبان تھا سر اسر غم کا سامان تھا **امیر** نے بارگاہ مین آکر خواجہ زادون کو بلایا اور حال کشتگان لشکر استفسار فرمایا خواجہ زادون نے قرعہ پھینک کر خوض و غور فرمایا نظرات ثوابت و سیارگان کو دیکھکر سر اٹھایا اور عرض کیا کہ اے شہریار سرفراز سب قید مین مبتلا ہین یہ سب پتلہا سحر مین جو قتل کیے گئے ہین انکو پھنکوا دیجیے اور جو امتحان ہمارے قول کا کرنا ہو تو کسی پتلے پر اسم اعظم دم فرمایئے حال معلوم ہوجائیگا **امیر** نے ایساہی کیا پتلے ماش کے آٹے کے تھے غرض انکو پھنکوا دیا اور خواجہ زادونکو خلعت دیکر رخصت فرمایا عیار **رسالہ** وغیرہ فکر عیاری مین چلے دربار برخاست ہوا سردار خوابگاہ مین گئے بادشاہ داخل شبستان ہوے **چالاک** نے امیر سے عرض کیا کہ میرا جی گھبراتا ہے آج جاکر یا تو اپنی جان دیتا ہون یا **مہتاب** کو قتل کرتا ہون یہ کہکر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا **ابوالفتح** نے جو اسکو جاتے دیکھا آپ بھی ہمراہ ہوا اور دونون کنارے لشکر حریف پہونچکر بصورت خدمتگار کی ایسی بنکر داخل لشکر ہوے یہان دیکھا تو بڑی گھما گھمی ہو رہی ہے دکانین کھلین سپاہ تمام مصروف خرمی ہے ہر سمت سامان عیش و نشاط ہے ساحرون مین انجمن انبساط ہے ناچ ہر مقام پر ہورہا ہے ہر شخص فتح کی خوشی کر رہا ہے بستر پر سپاہی ہونگے یار دونکا مجمع ہے شراب کا دور چلتا ہے یہ دونون عیار باہم مشورہ پذیر ہوے کہ ایک ہم مین سے بارگاہ [illegible] جائے اور دوسرا باہر ٹھہرے اسلیے کہ اندر والے پر خدا نخواستہ کچھ آفت آئے تو یہ اسکی اعانت کرے غرض [illegible] کرکے **چالاک** نے **ابوالفتح** کو باہر چھوڑا اور آپ اندر گیا یہان بھی سامان عشرت نظر آیا **مہتاب** مع اپنے [illegible] وغیرہ کے دنگل پر جلوہ فرما تھی محفل جما ہوا برپا تھی **بختیارک** شیطنت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اے ملکہ **مہتاب** یہ روشنی ساری رات بھر کی ہے پیدا تیر بھاری نظر آتی ہے مرشد زادے آتے ہونگے وہ سارا فروغ مٹا دینگے یہ چاندنی [illegible] ت خاک مین ملا دینگے **مہتاب** یہ باتین سنکر ہنس رہی ہے **چالاک** کمہ کیفیت سنکر ایک جگہ ٹھہر کر دیکھنے لگا کہ شیطان نے پھر ساحرہ کو عیار دنکا خوف دلایا اسنے زیر لب کچھ بڑبڑایا فوراً ایک پنجہ پیدا ہوا کہ ہاتھ مین خاصدان لیے تھا وہ خاصدان روبروے ساحرہ لا با [illegible]

ایک گوری آمین سے ہیکہ کھائی اب اس بچہ نے صورت ایک پتلے کی پیدا کی اور کان مین اسکے کچھ کہا چالاک سمجھا کہ تیرا ذکر یہ کرتا
ہے بھاگ جانا چاہا کہ جو تیری جانب یہ کچھ اشارہ بھی کرے اسوقت بھاگنا چاہیے یہ سمجھ کر ٹھہرا تھا کہ ساحرہ سے پتلا کہہ چکا تھا کہ عیار
ٹھہرا ہے اسنے دانہ وحشی کا پھینک کر آواز دی کہ اے زمین گیر چالاک کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے اسنے گرفتار کرا کر سامنے بلایا اور کہا
سچ بتلا کہ تو کون ہے چالاک نے اپنا نام بتلایا اور کہا مین تماشا دیکھنے آیا تھا کوئی خطا تیری نہین کی تھی جو تو نے گرفتار کر لیا مین
ہمیشہ جمال خداوندی دیکھنے اس بارگاہ مین آیا کرتا ہون علاوہ اسکے ہوگو نکا ستانا اچھا نہین بختیارک یہ تقریر سنکر سمجھا کہ ایسا
نہو خوف زدہ ہو کر ساحرہ اسکو چھوڑ دے بس اسنے کہا مرشدزادے یہ بغیر قتل کیے عیار کو چھوڑتی نہین اور ابتو ماہ جادو کا
انکو بدلہ لینا ہے ہمارا کچھ آمین زور نہ چلیگا اور نہ ہم اس مقدمہ مین بولینگے یہ کہکر ساحرہ سے کہا کہ اے ملکہ مرغ سر بریدہ بانگ
شنیدہ آپ انکو وہ راہ بتلائیے کہ اب یہان یہ نہ آسکین ساحرہ اسکے کلام کو سمجھی کہ یہ بدو اسکے قتل کو کہتا ہے بس عازم قتل جلد
ترکیب ہوئی ابوالبقا نے کہا کہ یا خداوند مین اس عیار کو اپنے خیمہ مین لیجاکر سر کاٹکر اسکا آتی ہون اسجا اسکے معین اور عیار آجائینگے
اور فساد برپا کرینگے یہ کہکر اٹھی اور چالاک کو لیکر چلی مگر غلغلہ گرفتاری عیار مذکور جو بلند ہوا **ابوالفتح** جو باہر بارگاہ کے تھا
یہ خبر سنکر اندر آیا اور **بختیارک** کے پس پشت ٹھہرا جب ساحرہ **چالاک** کو لیکر چلی اسنے خنجر کی نوک پشت **بختیارک** مین چبھوئی کہ
اسنے گھبرا کر سر اونچا کیا اور اسکی جانب دیکھا اسنے کان مین جھک کر کہا ملک جی آج تمہاری قضا آگئی کیوں میرا شیخ عیاران ہے ملک جی
نے جلدی یہ تقریر سنکر عرض کیا کہ یا حضرت میری کیا خطا ہے اسنے کہا حرامزادے تو ہی تو مشتعل کرتا تھا ساحرہ کو بہر قتل عیار دیتا ہے اسے
بے ایمان خواہ اگر میرے بھائی کا ایک دیان بھی بیلا ہوا تو تیرا حلوا بنکا ڈونگا بہتر یہ ہے کہ اسکو قید سے چھڑوا دے ملک جی نے جی کڑا کر کے
کہا آپ اس مقدمہ مین دخل نہ کیجیے قتل ہو جانے دیجیے پھر جیسا ہوگا دیکھ لیجیے گا **ابوالفتح** کو یہ سنکر ایسا غصہ آیا کہ بھڑنے لگا اور خنجر
کھینچکر پکارا کہ او قرمساق قضا ہی تیری آگئی پس جیسے ہی اسنے خنجر کھینچا ساحرون اور سب اہل دربار نے دیکھا چاہا کہ گرفتار کرین
مگر شیطان سمجھا کہ یہ قتل ہو جاوینگا اور بالفرض کہ بسبب سحر کے اسوقت اس عیار کا خنجر دفعتہ مجھ پر نہ پڑیگا لیکن یہ عیار مجھ کو
زندہ نہ رکھینگے پس یہ سمجھکر ہر شخص سے مانع ہوا کہ خبردار انسے کوئی نہ مزاحم ہو اور سبکو روک کر آپ عرض پیرا ہوا کہ حضور جو فرمائین مین
بجا لاؤن **ابوالفتح** نے بآواز کہنا مناسب جانا آہستہ سے کان مین کہا کہ شغلون جلا اٹھکر ساحرہ کے پاس چل اور اس سے کہ
کہ اس عیار کو قتل نہ کیجیے قید فرمائیے شیطان نے کہا بہت خوب چلیے یہ کہکر اٹھا جب تک ساحرہ چالاک کو اس عرصہ مین اپنے خیمہ مین
لائی تھی وہ قتل کیا چاہتی تھی کہ یہ شیطان جا کر پہنچا اور پکارا کہ اے ملکہ **مہتاب جلو** کہ خداوند جادو نے میرے فرمایا ہے کہ اس عیار کو
قتل کرنا نامناسب ہے قید کرو ساحرہ نے کہا قید سے کیا حاصل ہر قتل ہی کرو بہتر ہے **بختیارک** نے کہا اے مادرزادی نہ تو مجھے
نہ بوجھے باتین بناتی ہے اور مجھ کو تو قتل کر نہین میرا پیٹ پھٹے گا خداوند بھی جوتیان کھائیگی تیرا سر اڑے کیون شامت آئی ہے
جلد حکم قید کا دے اور جو مین کہتا ہون بجا لا ساحرہ اسکی باتونسے حیران ہوئی کہ آج شیطان کو کیا ہوا ہے جو مجھ کو گالیان دیتا ہے
اور عیار کا جنبہ کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آمین کچھ اسرار ہے مناسب ہے کہ خداوند کے پاس چلکر دریافت کرون بس یہ خیال کر کے
اودھر ادھر دیکھا کہ کوئی ساحر نظر آئے تو اس عیار کو سپرد کر دے پس قید کر کے خداوند کے پاس جاؤن پس اسکا ہر سمت دیکھنا تھا کہ
سیار وہ جو پہلے عیاری کو آیا تھا بھائی کی قید کا حال سنکر بیتاب ہو [illegible] یہ بھی برادر مین ٹھہرا ہوا تھا شیطان کے خیمے سے کہا

خیمہ میں چلا آیا تھا اسوقت ساحرہ نے جو ساحر کی تلاش کی بس اسکو قریب پایا چالاک کو اسکے سپرد کیا کہ تو اپنے سحر میں قید کر میں خدمت خداوند میں جاتی ہون یہ کہکر اپنا سحر اتار لیا اور ہمراہ شیطان چلی یہ دونون عیار بھی خیمے سے نکل بھاگے اور سیارہ نے روکیا اور پکارا کہ اے تحبہ سیم سیارہ دیکھو یون چھڑا لیجاتے ہین ساحرہ نے یہ نعرہ سنکر چاہا کہ پھر انکو گرفتار کرون مگر بختیارک نے منع کیا کہ ان عیارون کو چھیڑنا اچھا نہین ابھی مجھپر یہ سانحہ گذر چکا ہے یہ کہکر سارا ماجرا بیان کیا ساحرہ کے عیارونکی چالاکی سے حواس منتشر ہوے لیکن شیطان سے کہا کہ آپ لوگ گر اسطرح خوفناک ہونگے تو پھر ہم مقابلہ کیا کرینگے آپنے بہت برا کیا کہ اس عیار کو رہا کر دیا جسنے آپکو دھمکایا تھا اس ہوے کو بھی قید کرانا تھا آپنے تو ملک جی فرط خوف سے جی ہار دیا ہے سو بودون کے بودے آپ بنگئے ہین بختیارک یہ باتین سنکر ہنسا اور کہا اے ملکہ آپ زندہ جان ہے تو جہان ہے جب میری جان بچیگی مین بھی یہی کرونگا اگر ایسی ہی تم سفیہ ہو تو اپنے خیمے مین بیٹھکر عیارونکو بلاؤ دیکھو تو کہ وہ آکر کیسی میخ مارتے ہین مہتاب کو یہ کلام سنکر غصہ آیا اور کہا اچھا مین ابھی جاکر جتنے عیار ہین سبکو گرفتار کرکے راہ فنا دکھاتی ہون اپنا سحر آزماتی ہون ان سوؤن نے بہت ناک مین دم کر رکھا ہے اور بڑی دھاک اپنی باندھ رکھی ہے بختیارک تم چاہتا ہے کہ مین الگ ہون اور عیار قتل ہون بس اتنے اور زیادہ اسکو ورغلایا یعنے کہا کہ اے ملکہ کیون قضا آئی موت پھر پھر آتی ہے بھلا کہین تو کہ تم عیارون کو کیونکر قتل کرتی ہو مہتاب یہ کلمہ سنکر پھری اور اپنے خیمے کیطرف چلی بختیارک بارگاہ لقا کیطرف پھرا ابو الفتح جھنڈا بنا ہوا ساتھ تھا اپنے لشکر کیطرف چلا اسلیے کہ اور عیارون سے مشورہ ساحرہ کا بیان کرون یہ تو ادھر سے چلا ادھر سیارہ جو عیاری کرکے مہتاب کے چالاک کو لیگیا تھا تو چالاک کو رنج ہوا تھا کہ یہ مجھ سے چھوٹا بھی ہے اور دست چپ عیار ہے یہ جو مجھکو رہا کر لایا احسان اسکا مجھپر ہوا اب تو چلکر جسطرح ہوسکے اس ساحرہ کو ہلاک کرے بس سیارہ سے جدا ہوکر چلا ادھر سیارہ بھی بارادہ عیاری روانہ ہوا اور ایک فراش کی ایسی صورت بنکر جبتک مہتاب خیمہ مین پھر کر آئے یہ داخل خیمہ ہوا اور روٹ مار کر پلنگ جو خیمے مین بچھا تھا اسکے نیچے جاکر چھپ رہا اور چالاک جب قریب خیمہ پہونچا دیکھا چند کنیزین مہتاب کے در خیمہ پر کھڑی انتظار اپنی بی بی کے آنیکا کر رہی ہین یہ ساحر تو بنکر گیا ہی تھا ایک کنیز کا اسنے جاکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ادھر آؤ مجھ سے خداوند نے کچھ کہا ہے سن لو کنیز ہمراہ اسکے چلی یہ اسکو تنہائی مین لایا اور حباب مار کر بیہوش کیا اور پیرہن لیکر اسکی ایسی صورت اپنی بنائی یعنی دو دو انتیان کانین ڈالین دراج پہنکر اطلس ساری باندھکر گاتی دوپٹہ کی باندھی ہمیلی سحر کی گلے مین ڈالی ماتھے پر سیندور کا قشقہ کھینچا سیندور مانگ مین بھرا یہ نقشہ بنایا کہ

نظم

چمکتا برق ساں تھا رنگ رخ کا
غضب تھے نرگسی آنکھوں پہ بادام

مقابل مہر تاباں کے تھا چہرا
وہ دونوں کان میں بالے جو ڈالے

منہایت خوبصورت بنکے گلفام
جڑاؤ سب جواہر کار وہ تھے

گلے میں خوشنما اک ہار ڈالا
اسی صورت سے سجکر سارا گہنا

پس اس صورت سے تیار ہوکر بہت جلد کنیز دمین آملا اس عرصہ مین مہتاب بھی شیطان سے شرط گرفتاری عیاران کرکے خیمہ مین آئی کنیزین بہر خدمت حاضر ہوئین چالاک بھی انمین ملا ہوا سامنے آیا ساحرہ نے غور کیا کہ ایسا نہو کوئی انمین عیار ملکر چلا آیا ہو پس امتحان کرکے چند کنیزونکو رکھ لینا چاہیے زیادہ مجمع رکھنا مناسب نہین ہے پس یہ سمجھکر سحر پڑھا کر ایک خیمہ

پیدا ہوا اور دم بھر میں وہ پنجہ ایک دو ہوے پھر دو سے چار ہوے تا اینکہ سو پنجے ہو گئے اور ایک ایک ہار پھولوں کا وہ پنجے لیے تھے
پس ہار سب کنیزوں کے گلے میں پنجوں نے ڈالدیے سب کنیزوں کو کچھ نہ ہوا مگر ہار پڑتے ہی چالاک کے بدن میں چنگاریاں اڑنے لگیں جیسے
جلدی سے وہ ہار اتار ڈالا مہتاب زدیدہ نگاہ سے دیکھتی تھی سحر پڑھکر اسکو جنبش حرکت کیا اور پکاری کہ او دزد گردن یار پیچتا
بیٹے مجکو تو جانتا ہے کہ میں غافل ہوں اب قضا ہی تیری آگئی چالاک ان باتوں کا جواب کیا دے ناچار رضینا بالقضا خاموش ہو رہا
اور ساحرہ نے تمام کنیزوں کو حکم دیا کہ باہر نکل جاؤ یہاں نہ ٹھہرو ایسا نہو کہ تم میں ملکر کوئی عیار اور نہ آجائے کنیزیں حسب الحکم
باہر بارگاہ کے گئیں اور اسنے چالاک پر سحر پڑھا کہ وہ زمین پر گرا یہ خنجر کھینچکر اسکے سینے پر سوار ہوئی اس ماجرے کو سیارہ
نے کہ پلنگ کے نیچے بیٹھا تھا دیکھا گھبرایا کہ بڑا غضب ہوا بھائی قتل ہوتا ہے پس کرٹ مارکر پشت ساحرہ کیطرف نکلا وہ جب تک
کھٹکا سنکر پھر کر دیکھے اسوقت تک سیارہ نے کمند ماری کہ حلقوں میں پھنسکر ساحرہ سینہ چالاک پر سے گری اور چاہتی تھی کہ
سحر پڑھکر کمند جلائے سیارہ نے مہلت نہ لینے دی بہ زبردستی تمام ایک خنجر مارا کہ سر اسکا کٹ کر دور گرا وہ عیاروں کو
قتل کیا چاہتی تھی خود رہگرائے ملک عدم ہوئی تیری اجل نے فروغ مہتاب سحر شایا بیر دن نے ہنگامہ مچایا آندھی سیاہ
آئی دنیا تاریک ہوئی کنیزیں اور سب ساحر دوڑے عیار دونوں نعرہ کرکے بھاگے اندھیرا جو ہوا شیطان درگاہ
بختیارک بارگاہ میں کھڑے ہوکر ناچنے لگا کہ وہ مارا تاک دھنا دھنا خوب ہوا جو میں انکے منھ تو چڑھا دیکھا آپ نے
یوں مار ڈالتے ہیں ممکن ہو کہ کوئی مرشد زادوں کے منھ چڑھے اور جیتا رہے میاں بلا صاحب کہا آپنے بلا و صبا کیفیت
دیکھکر ایسا گھبرائے کہ اڑکر غائب ہو گئے اور ادھر سردار جو اسمیں لڑکر مہتاب کے سحر میں گرفتار ہوے تھے تو انکی حالت یہ تھی کہ وہ
جو شیطان ساحرہ نے پوجا کرکے بلایا تھا وہی غبار بنکر آتا تھا اور پتلا سحر کا ہمیشہ سر ڈالکر سردار کو پکڑ لیجاتا تھا اور درہ کوہ
میں لیجاکر بیہوش و مدہوش کرکے رکھتا تھا چنانچہ مرگ ساحرہ سے وہ سحر رد ہوا اور سردار ہوشیار ہوکر درہ کوہ سے نکلے اور باہم
صلاح کی کہ لشکر حریف کو قتل و قمع کرکے اپنے لشکر میں چلنا چاہیے چنانچہ ہتھیار تو سب باندھے ہی تھے کہ میدان جنگاہ سے
قید ہوے تھے پس جانب لشکر حریف آئے اول تو تیر اندازی کی جب لشکر میں غلغلہ برپا ہوا تیغیں کھینچکر ملنا بہاے خیام
کا نکر نعرہ شیرانہ بلند کرکے یہ سب گرے فوج کو ہیات و باختری میں غل ہوا کہ مسلمان شبخون لے آئے پلٹنیں اور رسالے جلد جلد
تیار ہوے لیکن جب پلٹن چلی رسالہ ادھر سے آتا تھا اسمیں لشکر اسلام سمجھکر لڑائی شروع ہوئی بدحواسی لشکریوں کی سد رجہ
تھی کہ ترکش کو نیام سمجھکر تیغ کی تلاش کرتے تھے نیام میں تیر ڈھونڈھتے تھے سپر تلوار کے عوض کہاکر وار کرتے تھے تلوار کے بجاے
سپر اوڑتے تھے چہرہ پہ سرخی دشنہ شجاعت کے عوض زردی مردنی کی چھائی تھی اجل پیشوائی کو آئی تھی تیغ نے رگ حوصلہ کاٹ
دی تھی گرم بازاری اجل تھی نہایت درجہ اچھل تھی ہمانان کاشانہ شجاعت کیلیے دستر خوان دامن تیغ کا بچھا تھا لقمہ شمشیر
کا نوالہ تھا سیر بان اجل خاطر داری میں مصروف تھا دل و جگر کی نہاری تلوار کی آنچ میں پکتی تھی تیغ و خنجر نے جان کھائی
تھی خون سود از دگان شجاعت نمکین تھا حریف کو حریف حلوا سمجھتا تھا میٹھا کوئی تھا جان شیرین دینے میں گرم و از ہر تیور آگین تھا کہ ابیات

| | | |
|---|---|---|
| سر سروران زیر گرز گران<br>بسے خوار گشتہ تن ارجمند | چو سندان بزنیک آہنگران<br>کفن جوشن و بستر از خون و خاک | بسے سر گرفتار دام کمند<br>بر سینہ گشتہ ز شمشیر چاک |

زمین ارغوان و ہوا آبنوس | سپہر و ستارہ پُر آوائے کوس
ز نیزہ ہوا چون نیستان شدہ است | ز خون رود گنگی نیستان شدہ است

رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ آب خنجر مہر خاور سے گلوے ساحرۂ شب تر ہوا اور مہتاب آسمانی کا سر ضیا فروغ نیر عالم سے قلم نظر آیا **نظم**

ہوئی ناگاہ شب قربان سحر پر | دھرا خورشید نے احسان سحر پر
سحر کی روشنی عالم مین چھائی | امان پھر قتل سے لشکر نے پائی

ادھر شاہ اسلام بصد احتشام بارگاہ مین تشریف لائے امیر عالیمقام بھی سجدہ کرکے پاس سے آئے سردار رات ہی کو لشکر عدو باہم لڑوا کر چلے آئے تھے صبح حاضر خدمت بادشاہ ہوئے عیارون نے رات کا حال سب بیان کیا بادشاہ نے خوش ہو کر خلعت فاخرہ ہر ایک کو عنایت فرمایا پھر قتل ساحرہ کی خوشی مین جشن کیا ساقی و مطرب بصد طرب حاضر محفل عشرت ہوئے مہیا سامان مسرت ہوئے اُدھر بحر لشکر لقا مین ایک نے دوسرے کو پہچانا اور لڑنا موقوف کیا حال کشتگان پر اشک حسرت بہاتے آخر سب خدمت مین اپنے خداوند کے آئے وہ بھی تخت نکبت پر آکر بیٹھا دربار جمع ہوا ابلا و صبا بھی رو سے ہوا سے اتر کر سامنے آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ یا خداوند جسکا ایسا جاگتی جوت کا جھوا ایسا خدا ہو اسکو عیار اس طرح آکر قتل کرین بڑے افسوس کا مقام ہے ہمارے تقدیر ہماری کیا بُری ہے کہ مشیت خداوندی بھی ہمارے قتل پر راجع ہوئی ہے لقا یہ سنکر شرمندہ تو ہوا مگر تالیف قلوب کرنیکو انسے بہ مدارات تمام پیش آیا بہت کچھ تسکین دی اور کہا تم گھبراؤ نہین مین بروز نوروز مہتاب و ماہ دونوکو زندہ کر دونگا ابھی اپنی بہشت مین برائے سیر و تماشا انکو بھیجدیا ہے یہ باتین قدرت کے کارخانے کی ہین جس کو میری مشیت مین آتا ہے برائے سیر بہشت بھیجتا ہون اب تم اعظم حمزہ مند کردین تقدیر کرتا ہون کہ تم فتحیاب ہوگے ساحرون نے یہ کلام سنکر کہا کہ ہم مقابلہ مسلمانون سے نہ کرینگے اب ہم عرضی افراسیاب کو لکھین گے تاکہ وہ ہماری مدد کیلیے اور کسیکو بھیجے لقا نے کہا کیا مضائقہ ہے انھون نے اسیوقت عریضہ شاہ جادوان کیخدمت مین ترقیم کیا اور جملہ حال یہانکی لڑائی اور قتل ہونا جادوگرونکا اسمین لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ ہماری مدد کرنا چاہیے پس اس عرضی کو ایک ساحر کے حوالے کیا اور کہا خدمت بادشاہ مین جا کر عریضہ بھی دینا اور زبانی بھی یہانکی کیفیت عرض کرنا اسی لیے یہ عرضی پہاڑ پر رکھکر نقارہ بجا کر نہین بھیجی گئی ہے کہ تم سب حال بھی کہوگے اور جواب بھی جلد لاؤگے ساحر مذکور کہ نام اسکا انجم جادو ہے عرضی لیکر روانہ ہوا اور داخل طلسم ہو کر بعد قطع منازل کوہ نیلم پر پہونچا وہانسے کچھ ساحر اپنے ہمراہ برائے رہبری لیکر چلا اور دریائے خونروان پر آیا کنارے دریا کے ساحر مذکور نے ٹھہر کر پکارا کہ شہنشاہ ساحران غلام کو اپنے پاس بلا لیجیے کہ خداوند کے پاس سے حاضر ہوا ہے یہ صدا دیتے ہی ایک پنجہ پیدا ہو کر اسکو اٹھا لیگیا افراسیاب یکجا باغ طلسم باطن مین کہ نام اسکا نرگس ہے بیٹھا تھا ناچ پریزادان طلسم کا سامنے ہوتا تھا شراب پی رہا تھا پنجے نے لا کر اس ساحر کو پہونچایا اسنے شاہ طلسم کو تسلیم کی نذر دی پھر عرضی پیش کر کے زبانی بھی کیفیت بیان کی اور خواہان امداد ہوا بادشاہ عرضی پڑھکر اور حال سنکر بہت خاطر ملول ہوا دست تاسف ملے ہنوز کچھ حکم نہ دینے پایا تھا کہ ایک پنجہ عرضی ملکہ حیرت کی لایا اسکو جو کھولا کیا لکھا تھا کہ اے بادشاہ عالیجاہ حضور نے اپنے پیر بھائی کو میری مدد کیلیے بھیجنے کو فرمایا تھا ابتک انکا انتظار کیا اگر ابتک نہ آیا اب کسیکو یہان بھیجیے تاکہ کار زار تمام کرے یہ عرضی پڑھکر اور ایک نامہ اپنے پیر بھائی طاؤس حشم کو بادشاہ نے لکھا مضمون

بیٹھا کہ اے برادر سابق تم کو اپنی مدد کیلیے مینے طلب کیا تھا نہین معلوم توقف تشریف آوری کا کیا سبب ہوا سامری تمھارا مزاج
سراپا ابتہاج خوش رکھین اب جلد تر بجرد دیکھنے نامہ محبت آگین کے یہان آئیے اور اعانت اس مخلص کی فرمائیے یہ نامہ ایک ساحر
کو دیکر روانہ کیا اب یہ نامہ طاق چشم پاس شاہ طلسم پہنچا ہے اور لقا کی مدد کی پہنچ اور فکر کرتا ہے شہزادہ اسد ابھی تک قید مین ہے
ملکہ مہرخ بمقابلہ حیرت مع تمام لشکر کے اتری ہوئی ہے اور عمر و طلسم کوکب مین ملکہ بہاران کے پاس ہے ادھر لشکر امیر مع بلا
لشکر لقا ہے بپا و صبا انتظار رسد کر رہے ہین ابھی زندہ ہین کرنا موقوف کیا ہے لشکر اسلام سے ایرج تلافی کو توریج
مین گئے ہین اور توریج کا دھنہ پر طلسم ہزار برج کے داخل ہے اب یہ سب حالات مؤلف کے بشرط حیات جلد سوم مین انشاءاللہ
بیان ہونگے یہ جاہ خاک راہ اہل دستگاہ خدمت ہر سخن پناہ مین التماس کرتا ہے کہ اس قصہ کے بیان سے جو محض
شوکت دین حق ظاہر کرنیکی نیت سے مین نے لکھا ہے پڑھکر شاد جو صاحب استعداد ہون وہ مجھکو دعاے خیر سے
یاد فرمائین اور میرے عیبونکو براہ کرم چھپائین ۔ فقط

## قطعۂ تاریخ مطبوعۂ سابق

### از محمد حسین صاحب جاہ مترجم و مؤلف طلسم ہذا تلمیذ سحر مرحوم

| | |
|---|---|
| مرحبا اے جوش ہمت مرحبا | حبذا اے فکر عالی حبذا |
| واہ وا اے عقل سالم واہ وا | جلد ثانی کا بھی قصہ طے ہوا |
| کیا طلسمی رنگ کی ہے داستان | خوب ہی جانا عمر دیکھے لکھا |
| مین تو اس تقریر کے قابل نہین | ہو گیا کچھ مجھ پہ الطاف خدا |
| واہ کیا سامان دعوت ہے رقم | کیا ہی جلسہ ہے حبا یا مرحبا |
| فکر کی اے جاہ جب تاریخ کی | یک بیک یون مجھسے ہاتف نے کہا |
| سال ہجری اسکا لکھدے جاہ یہ | بے نظیر و بے عیوب و بے بہا |

## خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ ان ایام خجستہ فرجام مین داستان امیر حمزہ صاحبقران کی دوسری جلد یعنی
جلد دوم طلسم ہوشربا جس مین نامی و نامور ساحرون کی سحر آرائیان عیارونکی عجیب و غریب عیاریان
رزم و بزم سبکی گویا تصویر کھینچ دی ہے یقین ہے کہ اسکو پڑھکر ناظرین بہت محظوظ ہونگے ۔ اور بعید لطف اٹھائینگے
باہتمام کیسر داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ بماہ جون ۱۹۳۲ء مطبع منشی نولکشور مقام لکھنؤ مین چھپکر تیار ہوئی